سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الامم والملوک

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

تاریخ طبری اردو

سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الامم والملوک

جلد سوم

حصہ اوّل و دوم

خلافت فاروقؓ تا خلافت عثمانؓ

۱۶ ہجری تا ۳۵ ہجری

خلافت علیؓ (مکمل) ۳۵ ہجری تا ۴۰ ہجری

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ

اردو ترجمہ

مولانا محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ

کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
کمپوزنگ : محمد زید مغل
طباعت : ۲۰۰۳ء حسان پرنٹنگ پریس، کراچی۔
ضخامت : ۷۴۴ صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
ادارۂ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 دیب روڈ لسبیلہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرست مضامین

تاریخِ طبری

جلد سوم حصہ اول ودوم

عہد خلافتِ راشدہ دورِ فاروقی عثمانی

سلطنتِ کسریٰ کا زوال

محمد، طلحہ، عمرو، سعید اور مہلب کی روایت ہے کہ جب حضرت سعدؓ نے مدائن میں سکونت اختیار فرمائی تو اس کے بعد اہل عجم فارس کے تعاقب میں اپنے (فوجی دستے) روانہ کئے۔

یہ دستے عجمیوں کا پیچھا کرتے ہوئے نہروان تک پہنچ گئے، لیکن یہاں سے وہ سب پلٹ آئے، کیونکہ مشرکین آگے حلوان کی طرف نکل گئے تھے۔ حضرت سعد نے مالِ غنیمت کا خمس نکالا اور چار حصص مسلمانوں میں تقسیم کردیئے۔ کیونکہ ہر ایک فوجی مسلمان سواری کے ساتھ تھا۔ اس لئے ہر سوار کو بارہ بارہ ہزار کی رقم حصہ میں پہنچی۔ مدائن میں مسلمانوں کو بہت سے سواری کے جانور بھی ہاتھ لگے تھے۔

مالِ غنیمت کی تحصیل اور ذخیرہ اندوزی کے نگرانِ اعلیٰ عمرو بن عمرو المزنی تھے۔ پھر اس کی تقسیم کے ذمہ دار سلمان بن ربیعہ تھے۔ مدائن کی فتح کا واقع ماہ صفر ۱۶ھ میں ہوا۔

ایرانی شاہی محل کو مسجد کا قرار دینا

حضرت سعدؓ نے مدائن میں قیام کے بعد تکمیلِ صلوۃ شروع فرمادی تھی۔ اور روزوں کی پابندی بھی فرماتے تھے۔ آپؓ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ وہ ایوان کسریٰ کو جائے نماز بنالیں۔ اسی جگہ کو عیدگاہ بھی قرار دے دیا گیا۔ وہاں ایک منبر بھی نصب کردیا گیا۔ حالانکہ اس میں ابھی تصاویر موجود تھیں۔ اس کے باوجود حضرت سعدؓ اس میں نماز جاری رکھی۔

عید الفطر کے موقع پر مسلمانوں نے رائے دی کہ (شہر سے) باہر باہر نکل کر نماز پڑھی جائے۔ کیونکہ یہی مسنون ہے۔ مگر حضرت سعدؓ نے فرمایا یہیں نمازِ عید بھی ادا کرلو۔ کیونکہ دونوں کا حکم یکساں ہے۔ چناں چہ یہیں نماز پڑھی گئی۔

شعبی کی روایت

شعبی کی روایت ہے کہ حضرت سعدؓ مدائن قیام فرمایا اور وہاں کے گھر لوگوں میں تقسیم فرمادیئے، تو ان مسلمانوں نے اپنے اہل وعیال کو بھی (عرب وغیرہ سے) بلوا کر یہیں بسالیا۔

پھر مدائن میں جلولاء، تکریت اور موصل کی جنگوں سے فراغت تک مقیم رہے۔ پھر یہ لوگ کوفہ میں منتقل ہوگئے۔

عمرؓ کی خوشنودی

محمد، طلحہ زیاد، عمرو، مہلب، اور سعید سے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ نے خمس میں مالِ غنیمت کی تمام انواع سے حصہ نکالا تھا۔ آپؓ کا مقصد یہ تھا کہ حضرت عمرؓ شاہی ملبوسات، زیورات اور اسلحہ وغیرہ دیکھ کر خوش ہو جائیں اور اہل عرب بھی۔

مال غنیمت کی تقسیم کے بعد ایک بڑا قالین باقی رہ گیا تھا۔ اس کی تقسیم صحیح طور پر نہ بن رہی تھی۔

حضرت سعدؓ نے اس کا یہ حل نکالا کہ فرمایا: کیا تم اپنی رضامندی سے اپنے چار حصص ۴/۵ سے اس قالین میں دست بردار ہو سکتے ہو؟ تا کہ اس کو امیر المؤمنین حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ کر دیا جائے۔ اور وہ اسے جہاں چاہیں صرف کریں۔ کیونکہ اس کی تقسیم ہمارے مابین صحیح نہیں بیٹھ رہی ہے۔

اور ویسے بھی ہمارے لئے اس کی کوئی زیادہ اہمیت نہیں۔ جبکہ اہل مدینہ کے لئے یہ ایک بڑی چیز ہے۔

قالین کی تقسیم

مسلمان بھی اس کو پر راضی ہے گئے۔ یہ قالین ساٹھ مربع گز کا تھا۔ اس میں قدرتی مناظر کے نقش ونگار تھے۔ جن میں سرسبزی وشادابی کی بھرپور عکاسی کی گئی تھی۔

اور بیل بوٹے پر سونے چاندی کا کام کیا گیا تھا۔

جب مال غنیمت حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا تو آپ نے اس میں سے عطیات تقسیم فرمائے پھر قالین کے بارے میں مشورہ طلب کیا:

لوگوں نے متفقہ طور پر کہا: یہ آپ کی ملکیت ہے۔ آپ جیسے چاہیں اسے صرف کریں۔ اس موقع پر علیؓ نے فرمایا: بات تو درست ہے لیکن اگر آج آپ اسے قبول کر لیتے ہیں تو آنے والے (حکمرانوں کے لئے کے یہ مثال بن جائے گا۔ اور وہ اپنی غیر ملکیت اشیاء میں بھی اپنے حق دار ٹھہرائیں گے۔

آپ نے فرمایا: تم نے سچ کہا اور اچھی نصیحت کی۔ پھر آپ نے اسے کاٹ کر لوگوں میں تقسیم کر دیا۔

قالین کی اہمیت، عبدالملک کی روایت

عبدالملک بن عمر کی روایت ہے کہ جنگ مدائن میں مسلمانوں کو جو قالین ملا وہ اس قدر وزنی تھا کہ عجمی فرار کے وقت اسے نہ لے جا سکے۔ عجمیوں نے اس لئے اس کو تیار کیا تھا کہ جب خزاں کا موسم ہو تو اس مصنوعی بہار پر بیٹھ کر شراب نوشی کی محفل آراستہ کریں۔ یہ ساٹھ مربع گز کا تھا اس کا استر سونے کا، نقش ونگار موتیوں کے اور پھل وپھول جواہرات سے مرصع اور پتے ریشم کے بنائے گئے تھے۔ اور ان میں سونے کی آمیزش تھی۔ اہل عرب اس کو قطف نام دیتے تھے۔

دربارِ فاروقی میں ایرانی قالین کی تقسیم

جب اس کی تقسیم کا مرحلہ پیش ہوا تو حضرت علیؓ نے فرمایا آپ کو معلوم ہے کہ دنیا میں وہی چیز کارآمد ہے جو آپ نے عطیہ کر دی اور آخرت کے لئے ذخیرہ کر لی۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ پھر آپؓ نے اسے کاٹ کاٹ

کر لوگوں میں تقسیم کر دیا حضرت علیؓ کو اس کا عام سا ٹکڑا ملا تھا، جو حضرت علیؓ نے بیس ہزار میں فروخت کر دیا۔ (مال غنیمت) حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا تو آپ نے بہت سے لوگوں کو اس خمس کے عطیات دیئے اور مناسب طریقے سے اس کی تقسیم کی گئی۔ پھر آپ نے فرمایا، تم مجھے اس قالین کے فرش کے بارے میں مشورہ دو۔" سیف کی روایت ہے کہ مدائن کا خمس بشیر بن الخصاصیہ لائے تھے اور حلیس بن فلان الاسدی فتح کی خوشخبری لائے تھے۔ مال غنیمت جمع کرنے پر عمرو نگران تھے۔ اور تقسیم کرنے کے نگران سلمان تھے۔

اہل قادسیہ عمرؓ کا فرمان

جب ایرانی قالین لوگوں میں تقسیم کیا گیا تو مسلمانوں نے اہل قادسیہ کی بہت زیادہ تعریف و توصیف کی۔ اس وقت حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"عرب کے قابلِ فخر لوگ وہ ہیں جنہوں نے خطرات کو منہ دیا۔ وہ قادسیہ کے نڈر اور شجاع انسان ہیں"۔

کسریٰ کا سامان مدینہ میں

شاہِ ایران کسریٰ کی آرائش و زیبائش کا سامان مدینہ میں نمائش کیلئے رکھا گیا۔ کسری ہر تقریب اور ہر دن نئے سے نیا قیمتی لباس زیب تن کرتا تھا۔ مالِ غنیمت میں حاصل کردہ اس کے تمام زرق و برق ملبوسات، ہار، ہیرے جواہرات جمع کر کے رکھے گئے۔ اس موقع پر حضرت عمرؓ نے فرمایا محلم کو لاؤ۔ اس وقت مدینہ منورہ کی سرزمین میں اس سے بڑھ کر کوئی عظیم الجثہ انسان نہ تھا۔ اسے لکڑی کے دو ٹکڑوں کے درمیان میں بٹھا کر کسری کا تاج پہنایا گیا، نیز تمام شاہی ہار، لباس، اور سامان آرائش و زیبائش سے اسے آراستہ کیا گیا۔ پھر اسے لوگوں کے سامنے بٹھایا گیا۔ حضرت عمرؓ اور تمام مسلمانوں نے یہ منظر دیکھا تو انہیں یہ منظر دنیا کا عجیب منظر محسوس ہوا۔ جس میں دنیا کی رنگینیاں سمٹ آئی تھیں۔ پھر وہ اٹھا اور اس کے بعد اس نے دوسری پوشاک زیب تن کی۔ اس وقت کا منظر کچھ اور ہی تھا۔ اس کے بعد اسے ہر قسم کے لباس میں پیش کیا گیا۔ اور اسے بادشاہ کے ہتھیاروں سے بھی مسلح کیا گیا اور اس کی تلوار بھی اس کو حمائل کی گئی۔ مسلمانوں نے ان مختلف مناظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور حیرانگی میں رہ گئے۔ پھر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔

کسریٰ کی شان، عمرؓ کی نصیحت

جسے دنیا فریفتہ کر کے اپنے دامنِ فریب میں گرفتار کر لے، وہ فریب خوردہ انسان کس قدر احمق ہوگا۔ وہ جس قدر بھی ہاتھ پیر مار لے، مگر اس سے آگے نہیں بڑھ سکتا جو تم نے دیکھا۔ اور اس فریب میں مسلمانوں کے لئے قطعاً بھلائی نہیں ہے، بلکہ یہ سراسر برائی کی جڑ ہے۔ کسری دنیا کی نعمتوں میں مشغول رہا اور آخرت کو بھول بیٹھا۔ اس نے اپنے اعزاء و اقرباء، اور دیگر رشتہ داروں کے لئے مال جمع کیا، اپنے مستقبل کے لئے کچھ نہیں بھیج سکا۔ سو وہ شخص کس قدر احمق ہے جس نے لوگوں کے لئے مال جمع کیا ہو یا اپنے دشمن کو فائدہ پہنچایا ہو مگر خود تہی دامن اس دنیا سے کوچ کر گیا ہو؟

نعمان، بنو عجم سے ہے

نافع بن جبیر روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس خمس کا مال غنیمت آیا تو آپؓ نے کسریٰ کے ہتھیار، اس کے ملبوسات اور سامانِ آرائش کو دیکھا تو اس کے ساتھ نعمان بن منذر کی تلوار بھی تھی آپ نے جبیر سے فرمایا۔"

''وہ مسلمان قوم جس نے یہ چیزیں بھیجی ہیں، بہت ہی دیانتدار قوم ہے۔ اچھا تم نعمان کو کس طرف منسوب کرتے ہو''۔ حضرت جبیر نے فرمایا عرب اسے بنوعجم بن قنص کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ لوگ جہالت کی وجہ سے عجم کے بجائے لخم کہتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا تم اس کی تلوار لے لو۔ چنانچہ آپ نے جبیر کو وہ تلوار انعام کے طور پر عطا فرمائی۔

حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو ان کے مفتوحہ علاقے کے لئے نماز پڑھانے اور جنگ کرنے کا اختیار دیا اور عمرو بن مقرن کے دونوں بیٹوں نعمان اور سوید کو عراق کا خراج وصول کرنے پر مقرر فرمایا۔ سوید دریائے فرات سے سینچی گئی اراضی کے نگران تھے۔ اور نعمان بن عمرو بن مقرن دریائے دجلہ سے سینچی گئی اراضی کے نگران تھے۔ انہوں نے کئی رفاہی کام مثلاً وغیرہ کی تعمیر کے کیئے۔ جب ان دونوں نے استعفاد یا تو ان کی جگہ حذیفہ بن سعید اور جابر بن عمرو مزنی کو مقرر کیا گیا۔ اس کے بعد حذیفہ بن الیمان اور عثمان بن حنیف کو ان کے عہدوں پر مقرر کیا گیا۔

اسی ۱۶ھ میں جنگ جلولاء کا واقعہ پیش آیا، جیسا کہ محمد بن اسحاق اور سیف دونوں کا خیال ہے۔

جنگ جلولاء

مہران کا جلولاء میں خندقیں تیار کرنا

قیس بن حازم کہتے ہیں۔ ''جب ہم مدائن پہنچے اور وہاں قیام کیا تو جو کچھ وہاں تھا اسے ہم نے تقسیم کر کے اس کا پانچواں حصہ حضرت عمرؓ کو بھیجا۔ اس کے بعد ہم نے مدائن کو اپنا مستقل وطن بنا لیا۔ اس وقت ہمیں یہ خبر ملی کہ سالارِ فارس مہران نے جلولاء میں اپنا لشکر جمع کر لیا ہے اور وہاں خندق کا حصار بھی اپنے گرد بنا لیا ہے۔ اور اہلِ موصل نے بھی تکریت میں لشکر جمع کر لیا ہے۔

سالارانِ لشکر کی ترتیب

عبداللہ بن ابی طیبہ سے بھی یہی مروی ہے۔ وہ اس پر مزید یہ اضافہ فرماتے ہیں کہ حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو اس بارے میں تحریر کیا تو حضرت عمرؓ نے جواب میں لکھا:

''ہاشم بن عتبہ کو بارہ ہزار کی سپاہ کے ساتھ جلولاء روانہ کر دو۔ اور اس کے مقدمۃ الجیش پر قعقاع بن عمرو کو مقرر کر دو۔ میمنہ پر سعر بن مالک اور میسرہ پر عمرو بن مالک بن عتبہ کو نامزد کر دو۔ اور اس کے عقب پر عمرو بن مرہ جھنی کو مقرر کر دو۔

سیف کی دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو لکھا

کہ اللہ تعالیٰ مہران کے لشکر اور ضیاء الانطاق دونوں لشکروں کو شکست سے دوچار کرے گا۔ لہٰذا تم قعقاع بن عمرو کو آگے روانہ کر دو، تاکہ وہ سوادِ عراق اور جبل کے درمیان مساوی فاصلے پر رہیں۔''

پسپائی کے وقت اہلِ عجم میں نیا ولولہ

جنگ جلولاء کا پیش خیمہ یہ ہوا کہ جب اہل عجم مدائن سے بھاگ کر جلولاء پہنچے، تو چونکہ یہاں سے اہلِ آذر بائیجان، اہلِ باب، اہل جبال اور اہلِ فارس کے راستے الگ الگ ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے متفق ہو کر کہا:

''اگر تم اس وقت متفرق و منتشر ہو گئے تو پھر کبھی مل نہ سکو گے کیونکہ یہ مقام ہمیں ایک دوسرے سے ہمیشہ کیلئے جدا کر دے گا۔ اس لئے ہم سب کو مل کر عرب کے خلاف بھرپور جنگ کرنی چاہیے۔ اگر جنگ ہمارے حق میں رہی تو یہ ہماری دیرینہ آرزو ہے، خدانخواستہ اگر ہم کو شکست کا سامنا کرنا پڑا تو دنیا کے سامنے اپنی معذرت پیش کر سکیں گے۔

یہ سوچ کر وہ ایک نئے عزم و حوصلہ کے ساتھ اٹھے اور اپنے گرد و پیش خندق کھودی اور پھر مہران رازی کے زیر قیادت جنگ کیلئے جمع ہو گئے۔ یزدگرد بادشاہ حلوان چلا گیا اور وہاں رہنے لگا مگر ان کے پاس اپنا آدمی چھوڑ گیا اور ان کی امداد کرتا رہا۔ وہ خندقوں میں رہنے لگا اور اس کے چاروں طرف خاردار لکڑی کی باڑ لگا دی گئی تھی۔ صرف اپنے راستے انہوں نے چھوڑ رکھے تھے۔

ارتداد کے بعد اسلام لانے والوں سے مدد نہ لینا

حضرت عامر شعبی سے مروی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اسلامی جنگوں میں سابقہ مرتدین مسلمانوں کو شریک نہ فرماتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد حضرت عمرؓ انہیں جنگ میں شریک تو کرنے لگے مگر انہیں بہت چھوٹے دستے کے علاوہ اور کہیں افسر مقرر نہیں کرتے تھے، آپکو یہ گوارا نہ تھا کہ صحابہؓ کی موجودگی میں کسی کو فوج کا سردار مقرر کیا جائے اگر صحابہؓ میں سے کوئی نہ ملتا تھا تو نہایت ہی شریف تابعین میں سے کسی کو مقرر فرماتے تھے۔ لیکن جن سے ارتداد سرزد ہوا تھا، ان میں سے کسی کو مقرر نہیں کرتے تھے۔

اسلامی لشکر کی تعداد

ہاشم بن عتبہ بارہ ہزار مسلمانوں کے ساتھ مدائن سے صفر ۱۶ھ میں روانہ ہوئے۔ ان مسلمانوں میں جلیل القدر مہاجرین و انصار صحابہ اور عرب کے مشہور سردار اور شرفاء شامل تھے۔ ان میں سابقہ مرتدین اور اسلام پر ثابت قدم رہنے والے ہر دو طرح کے مسلمان و سرداران تھے۔

دشمن کا محاصرہ

یہ لوگ مدائن سے روانہ ہو کر جلولاء پہنچے تو دشمن کا محاصرہ کر لیا اور خندقوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا اہل فارس نے اندر محصور رہنے کو ترجیح دی۔ وہ صرف ضرورت کے وقت باہر نکلتے تھے۔

مسلمانوں نے جلولاء میں اسی دفعہ حملہ کیا اور ہر موقع پر اللہ مسلمانوں کو دشمن کے خلاف فتح و نصرت عطا فرمائی۔ مسلمان عجمیوں کی لکڑی کی خاردار باڑ کو بھی عبور کرنے لگے تھے۔ عجم اس سے عاجز آ کر لوہے کی باڑ لگانے لگے۔

دشمن کی مرعوبیت

بسطان بن بشر سے مروی ہے کہ جب حضرت ہاشم جلولاء میں مہران کے مدِّ مقابل ہوئے تو انہوں نے ان کی خندق کا محاصرہ کر لیا۔ دشمن مسلمانوں سے خوف و دہشت کے اثر میں لڑتا تھا۔

ہاشم کا شوقِ جہاد دلانا

حضرت ہاشم مسلمانوں کے درمیان کھڑے ہو کر یہ فرماتے تھے۔ ''یہ وہ منزل ہے جس کے بعد ایک اور منزل آئے گی''۔

حضرت سعدؓ سواروں کے ساتھ ان کی مدد کیلئے پا بہ رکاب ہوئے اور مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ حضرت ہاشم نے اس موقع پر کھڑے ہو کر فرمایا ''تم اللہ کے لئے بہادری کے ساتھ جنگ کرو تمھیں ثواب بھی ملے گا اور مالِ غنیمت بھی حاصل ہوگا، تم اللہ کے لئے کام کرو۔

محاصرہ شکنی

جب مقابلہ شروع ہوا اور جنگ کی چکی گھومنے لگی تو اس وقت اللہ نے ان پر ایسی آندھی بھیجی جس سے فضا تاریک ہوگئی اور عجمیوں کے لئے پسپائی کے سوا کوئی چارہ کار نہیں رہا۔ اور وہ لوگ راہِ فرار اختیار کرنے لگے، اس وقت جب سوار خندق میں گرنے لگے تو انہوں نے گرنے کی وجہ سے اپنے قریب ایسا راستہ بنایا جہاں سے گھوڑے چڑھ کر جا سکیں۔ لیکن یہی چیز ان کی قلعہ بندی میں دراڑ کا موجب بنی۔ مسلمانوں کو بھی اس کی خبر ہوگئی۔ عجمی لوگ مسلمانوں کی طرف دیکھ کر کہنے لگے ''ہم اب ان سے دوبدو کی جنگ لڑیں گے اور یا تو ان کے اندر گھس جائیں گے یا مر جائیں گے۔''

مسلمان بھی حملہ کرنے کے لئے آئے۔ پھر اہل فارس نے مسلمانوں کے قریب ہی خندق کے ارد گرد لوہے کی باڑیں لگادیں تا کہ وہ گھوڑوں پر سوار ہو کر پیش قدمی نہ کرسکیں انہوں نے اپنی آمد و رفت کے لئے ایک راستہ چھوڑ رکھا تھا اس کے بعد وہ مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے نکلے اور نہایت سخت جنگ کرنے لگے۔ وہ ایسی بہادری کے ساتھ لڑے کہ لیلۃ الھریر کے سوا اور کسی جنگ میں اس طرح نہیں لڑے تھے مگر یہ جنگ زیادہ اہم ہوئی اور جلد نتیجہ آور ثابت ہوئی۔

حضرت قعقاع کی تدبیر

جس راہ سے عجمیوں نے حملہ کیا تھا، حضرت قعقاع اسی راستے سے ان کی خندق کے دروازے تک پہنچ گئے تھے اور وہاں پھنس گئے تھے۔ انہوں نے ایک مسلمان شخص کو حکم دیا کہ وہ یوں اعلان کرے:

''اے مسلمانو! تمھارا امیر دشمن کی خندق میں داخل ہوگیا ہے۔ تم اس کی طرف جاؤ۔ وہاں آنے سے تمھاری راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ انہوں نے یہ اعلان کرانے کا اس لئے حکم دیا تھا کہ مسلمانوں کو قلعہ کیا ندر داخل ہونے کیلئے ایک سہارا حاصل ہو جائے۔ چنانچہ مسلمانوں نے حملہ کر دیا مسلمان یہی سمجھتے رہے کہ حضرت ہاشم وہاں ہیں۔ وہ اس احساس سے آگے بڑھے۔ لہٰذا ان کے حملے کی راہ میں کوئی چیز حائل نہیں ہوئی حتیٰ کہ وہ خندق کے دروازہ پر پہنچ گئے وہاں پہنچے تو حضرت قعقاع بن عمرو تھے۔

ایک لاکھ عجمیوں کا قتل

یہ عالم دیکھ کر عجمی لوگ ادھر ادھر بھاگنے لگے۔ لیکن افراتفری میں وہ اپنی ہی باڑوں میں پھنس پھنس کر ہلاک ہونے لگے جو انہوں نے مسلمانوں کے لئے تیار کر رکھی تھیں۔ جب ان کے گھوڑے زخمی ہونے لگے تو وہ پا پیادہ واپس جانے لگے۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا، جو واپس آیا وہ نہیں بچ سکا۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن ان کے ایک لاکھ آدمی قتل

کرادیئے اور پورا میدان جنگ اور آس پاس کا علاقہ لاشوں سے پٹ گیا۔

بیش قیمت مجسّمہ

محضر کہتے ہیں ''جب مسلمانوں نے دریائے دجلہ عبور کیا تو میں مقدمۃ الجیش میں تھا۔ جب مسلمان مدائن میں داخل ہوئے تو مجھے ایک نہایت قیمتی مجسّمہ ملا جس پر جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ وہ اس قدر قیمتی تھا کہ اگر اسے قبیلہ بکر بن وائل پر تقسیم کیا جاتا تو وہ ان کی ضرورتوں کو پورا کر دیتا۔ میں نے اُسے مال غنیمت میں جمع کرا دیا۔

دشمن کی لشکر کشی

ہمیں مدائن میں کچھ ہی عرصہ گزرا تھا کہ ہمیں خبر ملی ''اہل عجم نے جلولاء کے مقام پر ہم سے مقابلہ کیلئے ایک بہت بڑا لشکر اکٹھا کر لیا ہے۔ اور اپنے اہل وعیال کو پہاڑوں کی طرف بھیج دیا ہے اور مال اپنے پاس رکھ لیا ہے

مسلمانوں کی کامیاب پیش قدمی

سعدؓ نے عمرو بن مالک زہری کو روانہ کیا، ان کے ساتھ جلولاء کی جنگ کے لئے مسلمانوں کا لشکر بارہ ہزار تھا اس کے ہر اول دستے پر قعقاع بن عمرو تھے۔ اس لشکر میں مسلمانوں کے بڑے بڑے۔ سردار اور شہسوار شامل تھے، جب مسلمان بابل کے قریب سے گزرے تو اس کے سردار نے مصالحت کر لی، پھر جب مسلمان آگے بڑھے تو جلولاء کے مقام پر آگئے وہاں جا کر معلوم ہوا کہ اہل عجم نے خندقیں کھودی ہیں اور اپنی خندق میں قلعہ بند ہو گئے ہیں اور ان کا سرکاری خزانہ بھی ان کے ساتھ ہے۔

آتش پرستوں کا مقدس عہد

اہل عجم چونکہ آتش پرست تھے لہٰذا انہوں نے متحد ہو کر آگ کے سامنے یہ عہد کیا تھا کہ وہ جنگ سے نہیں بھاگیں گے،

مسلمان ان کے قریب ہی خیمہ زن ہوئے، حلوان سے مجوسیوں کے لئے روزانہ امداد پہنچ رہی تھی، اور یہ امداد اہل جبال سے حاصل ہو رہی تھی۔

معرکہ کارزار

مسلمانوں نے بھی حضرت سعدؓ سے امداد طلب کی۔ سعدؓ وقفہ وقفہ سے دو دو سو سواروں کے ذریعے تین دفعہ امداد بھیجی جب مشرکین نے دیکھا کہ مسلمانوں کو امداد پہنچ رہی ہے تو انہوں نے جلدی سے مسلمانوں کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔

اس دن گھڑ سوار مسلمانوں کے سردار طلیحہ تھے جو قبیلہ عبدالدار سے تعلق رکھتے تھے۔ اہل عجم کے سواروں کا سردار خرزاد بن خرہرمز تھا، یہ لڑائی بہت سخت تھی آتش کے پجاریوں نے مسلمانوں کے ساتھ ایسی گھمسان کی جنگ کی کہ پہلے کسی مقام پر نہیں لڑی تھی، یہاں تک کہ ان کے تیر ختم ہو گئے اور نیزے ٹوٹ گئے اور انہیں تلواریں اور کلہاڑے استعمال کرنے پڑے یہ حالت شروع دن سے ظہر تک برقرار رہی۔

جب آ گیا وقتِ نماز میدانِ کارزار میں

جب نماز ظہر کا وقت آیا تو مسلمانوں نے اشاروں سے نماز پڑھی اور دو نمازوں کے درمیان ایک دستہ پیچھے ہٹ گیا اور دوسرا دستہ پہلے کے مقام پر آ گیا۔

قعقاع کی بہادری اور کارنامہ

حضرت قعقاع بن عمرو مسلمانوں سے مخاطب ہو کر دریافت کرنے لگے ''کیا تم اس حالت سے خائف ہو؟ وہ بولے ''ہاں''۔انہوں نے فرمایا''ہم ان پر حملہ کر رہے ہیں اور ان کے مقابلہ سے اس وقت تک باز نہیں آئیں گے جب تک اللہ ہمارے درمیان کوئی فیصلہ نہ کرے تم سب ملکر یک دم حملہ کرو اور ان سے گتھم گتھا ہو جاؤ اور تم میں سے کوئی اپنی بات سے پھرے نہیں۔

یہ کہہ کر انہوں نے حملہ کیا تو دشمن کی صفوں میں رخنہ پیدا ہو گیا اور انہیں خندق کے دروازے کی طرف جانے سے کسی نے نہیں روکا حتی کہ رات کا اندھیرا چھا گیا اور وہ دائیں بائیں ہو گئے۔مسلمانوں کی امداد کے لئے طلحہ، قیس بن مکشوح، عمرو بن معدیکرب اور حجر بن معدیکرب آئے وہ اس وقت پہنچے جب مسلمان رات ہونے کی وجہ سے پیچھے ہٹ رہے تھے۔

اس وقت قعقاع بن عمرو کے آدمی نے اعلان کیا تم کہاں جا رہے ہو،؟ تمہارا امیر خندق میں ہے۔
اس آواز کے ساتھ ہی مشرکوں نے بھاگنا شروع کیا اور مسلمانوں نے حملہ کر دیا۔

قعقاع کے ہاتھ حسین ترین لونڈی کا لگنا

قعقاع فرماتے ہیں اس وقت میں خندق میں داخل ہوا اور ایک خیمہ میں پہنچا، جہاں عمدہ سامان اور کپڑے تھے،جن پر کسی نے کوئی چادر ڈال دی تھی۔جب میں نے اسے کھولا تو اس سے ہرنی کی طرح ایک عورت نکلی جو آفتاب جیسا حسن و جمال رکھتی تھی میں نے اس پر اور اس کے کپڑوں پر قبضہ کر لیا۔کپڑے میں نے مالِ غنیمت میں دے دیئے، مجھے اس لونڈی کی طلب ہوئی اور وہ مجھے مل گئی اور میں نے اسے اپنی لونڈی بنالیا۔اور اس سے میرے ہاں بچہ بھی ہوا۔

بیش قیمت مجسّمہ اور خارجہ کی امانت داری

ابو حماد بر میمی کی روایت ہے کہ خارجہ بن صلت کو اس دن سونے یا چاندی کی اونٹنی کا مجسمہ ملا،جس کے گلے میں موتیوں اور یاقوت کی مالا پڑی ہوئی تھیں۔اور اس پر ایک مرد کا سونے کا مجسمہ سوار تھا اور اس مرد کے گلے میں بھی قیمتی مالا تھی۔خارجہ اس جڑواں مجسمے کو لائے اور ان دونوں کو مالِ غنیمت میں جمع کرا دیا۔

یزدگرد کا فرار

سیف کی روایت ہے کہ حضرت ہاشم نے حضرت قعقاع بن عمرو کو اہل عجم کے تعاقب کا حکم دیا۔وہ ان کی تلاش میں خانقیں مقام تک پہنچ گئے جب ریاست کے حاکم یزدگرد کو شکست کی خبر موصول ہوئی تو وہ حلوان سے نکل کر پہاڑوں کی طرف فرار ہو گیا۔

قعقاع کا حلوان میں قیام

حضرت قعقاع حلوان آئے تو ان کے ساتھ مختلف قبائل کا لشکر تھا وہ وہاں خیمہ زن ہو گئے۔ تا کہ سوادِ عراق اور پہاڑ کے عین درمیانی فاصلے پر رہیں۔ وہ وہیں مقیم رہے، تا آنکہ مسلمان مدائن سے کوفہ کی طرف منتقل ہوئے۔ جب حضرت سعدؓ مدائن سے کوفہ آئے تو حضرت قعقاع بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔ سرحد کا حاکم قباذ کو مقرر کیا گیا جو خراسانی خاندان کا تھا۔

عمرؓ کو مسلمانوں کی سلامتی کی فکر

مسلمانوں نے جلولاء کی فتح کا حال حضرت عمرؓ کو لکھا اور یہ بھی لکھا کہ حضرت قعقاع حلوان میں خیمہ زن ہیں۔ نیز خط میں حضرت عمرؓ سے اہل عجم کا تعاقب کرنے کی اجازت مانگی گئی۔ مگر آپؓ نے یہ بات منظور نہیں کی بلکہ فرمایا ''میں چاہتا ہوں کہ سوادِ عراق اور ایران کے پہاڑ کے درمیان دیوار حائل ہوتی تا کہ نہ ایرانی ہماری طرف آتے اور نہ ہم انکے علاقوں میں جاتے ہمارے لئے سوادِ عراق کا دیہاتی علاقہ کافی ہے میں مالِ غنیمت حاصل کرنے پر مسلمانوں کی سلامتی کو ترجیح دیتا ہوں۔

مہران کی گرفتاری

جب حضرت ہاشم نے حضرت قعقاع کو دشمن کے تعاقب کے لئے روانہ کیا تو انہوں نے خانقیں میں مہران ایرانی سردار کو گرفتار کر لیا، حضرت قعقاع نے فیروزان کو بھی پکڑنا چاہا، مگر وہ اپنا گھوڑا چھوڑ کر پہاڑوں کی طرف راہِ فرار اختیار کر گیا۔

باندیاں

حضرت قعقاع کو اس تعاقب میں گرفتار شدہ لونڈیاں بھی ہاتھ آئیں، ان کو حضرت ہاشم کے پاس بھیج دیا گیا، اور مالِ غنیمت تقسیم کیا گیا تو اس کے ساتھ وہ لونڈیاں بھی تقسیم ہوئیں، ان سے مسلمانوں کی اولاد بھی ہوئی، یہ قیدی جلولاء کے قیدی کہلائے جاتے تھے، انہی میں سے حضرت شعبی کی والدہ بھی تھیں جو قبیلہ عبس کے ایک شخص کے ہاتھ لگی تھیں۔ اس کے مرنے کے بعد عامر شعبی ان کے بطن سے پیدا ہوئے اور قبیلہ عبس میں انہوں نے پرورش حاصل کی۔

نو نو ہزار اور نو نو مویشی ہر ایک کا حصہ

محمد، طلحہ اور مہلب سے مروی ہے کہ جب جلولاء کا مالِ غنیمت تقسیم کیا گیا تو ہر سوار کو نو نو ہزار کی کثیر رقم حصہ میں آئی، اسی طرح نو نو مویشی بھی ہر ایک کو ملے، حضرت ہاشم خمس کا مال لے کر حضرت سعدؓ کے پاس آئے۔

شعبی سے مروی ہے کہ اللہ نے اہل عجم کا اکثر مال غنیمت اور مویشی مسلمانوں کو عطا فرمایا، اور وہ خود بہت ہی کم مال لے کر بھاگ سکے، اس مال کی تقسیم کے نگران حضرت سلمان بن ربیعہ تھے، انہیں عرب سلمان الخیل بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ ان کی تقسیم کرتے تھے جنگ جلولاء میں بھی ہر سوار کو اس قدر حصہ ملا جس قدر مدائن میں تھا۔

ایک دوسرے سلسلہ روایت کے مطابق شعبی فرماتے ہیں کہ جنگ جلولاء میں جو مال لوگوں میں تقسیم ہوا وہ

تین کروڑ اور اس کا خمس ساٹھ لاکھ تھا۔

خمس سے انعام

سیف سے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ نے جنگِ جلولاء کے خمس سے بطورِ خاص ایک بڑا عطیہ اس شخص کو دیا تھا، جس نے اس جنگ میں سب سے زیادہ بڑھ کر بہادری کے کارنامے انجام دیئے تھے۔ اور ایک انعام اس شخص کو دیا تھا جس نے مدائن میں سب سے بڑھ کر بہادری کا کارنامہ انجام دیا تھا۔ حضرت سعدؓ نے خمس میں سونے چاندی برتن اور کپڑے قضائی الدوعی کے ہاتھ بھجوائے تھے اور قیدیوں کو ابومفزر الاسود کے ہاتھ روانہ کیا تھا۔

زیاد کی فصاحت و امانت داری

زہرہ اور محمد بن عمرو سے مروی ہے کہ خمس قضائی اور ابومفزر کے ہاتھ بھیجا گیا تھا اور اس کا حساب زیاد بن ابی سفیان کے ذریعہ بھیجا گیا تھا۔ کیونکہ وہ حساب کتاب کے منشی تھے اور اسے رجسٹروں میں محفوظ رکھتے تھے۔

جب یہ سارا کچھ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا تو زیاد نے مالِ غنیمت کے بارے میں حضرت عمرؓ سے گفتگو کی اور اس کی تمام تفصیلات کہہ سنائیں حضرت عمرؓ نے فرمایا ''کیا تم مسلمانوں کے سامنے کھڑے ہو کر اس کو بیان کر سکتے ہو؟ زیاد نے جواب دیا۔

''خدا کی قسم! روئے زمین پر آپ سے زیادہ میرے دل میں کسی کا ڈر نہیں ہے اور جب آپ کے سامنے میں نے بیان کر دیا تو اوروں کے سامنے کیوں نہیں بیان کر سکوں گا۔؟

چنانچہ حضرت زیاد نے لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر تمام حالات بیان کئے اور مسلمانوں نے جو جو کارنامے انجام دیئے تھے اُن کا بھی ذکر کیا۔ نیز فرمایا کہ مسلمان اس بات کی اجازت چاہتے ہیں کہ وہ دشمن کے ملک میں آگے تک دشمنوں کا تعاقب کریں۔ حضرت عمرؓ نے اس کی تقریر سن کر فرمایا: یہ بہت بڑا صاحب لسان خطیب ہے۔ زیاد نے کہا: ہماری فوج نے اپنے کارناموں کے ذریعے ہماری زبان کھول دی ہے۔

مالِ غنیمت کی کثرت، عمرؓ کا گریہ

زہرہ اور محمد بن ابی سلمہ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس خمس پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ اس قدر کثیر مالِ غنیمت ہے کہ کسی چھت تلے نہ سما سکے گا۔ لہذا میں بہت جلد اس کو تقسیم کر دوں گا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت عبداللہ بن ارقم مسجد کے صحن میں اس مال کی رات بھر چوکیداری کرتے رہے جب صبح ہوئی تو حضرت عمرؓ لوگوں کے ساتھ مسجد میں آئے۔ مال غنیمت سے کپڑا اُٹھایا گیا تو آپ نے یاقوت، زبرجد اور بیش قیمت جواہرات دیکھے۔ انہیں دیکھ کر آپ رونے لگے۔

عمرؓ کی پند و نصیحت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے پوچھا ''اے امیرالمومنین'' آپ کیوں روتے ہیں؟ خدا کی قسم یہ تو مقامِ شکر ہے؟

حضرت عمرؓ نے فرمایا ''خدا کی قسم! مجھے اس بات پر رو رہا ہوں کہ اللہ عزّ وجلّ جس قوم کو یہ مال عطا کرتا ہے ان میں آپس میں حسد و بغض پیدا ہو جاتا ہے اور جب ان میں حسد و بغض پیدا ہو جائے تو ان میں خانہ جنگی شروع ہو جاتی

ہے۔"

تقسیمِ خمس میں دشواری

حضرت عمرؓ کو قادسیہ کے خمس کی تقسیم کے بارے میں دقت پیش آئی حتی کہ آپ نے اس مال کو اس کے باشندوں میں تقسیم کردیا، اسی طرح آپ نے جنگ جلولاء کا خمس بھی قادسیہ کے مال کی طرح مسلمانوں کے مشورہ سے تقسیم کردیا۔ آپ نے بعض اہل مدینہ کو بھی عطیات دیے۔

زمینوں کی تقسیم اور کسانوں کا معاملہ

سیف سے مروی ہے کہ حضرت سعدؓ نے مدائن میں مسلمانوں کو جمع کیا اور ان کے شمار کرنے کا حکم دیا تو وہ ایک لاکھ تین ہزار سے اوپر تھے اور گھر والے تیس ہزار سے کچھ زیادہ تھے، تقسیم میں ہر مرد کے ساتھ اوسطاً تین تین اہل و عیال تھے۔ سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو اس بارے میں لکھا۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں فرمایا: کہ جو کسان ہیں انہیں اپنی سابقہ حالت پر رہنے دو اور ان کے ساتھ وہی سلوک کرو جو ان سے پہلے کسانوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ بجز ان کسانوں کے جنہوں نے جنگ کی ہو یا وہ بھاگ کر تمھارے دشمن کے پاس چلے گئے ہوں اور پھر تم نے اُن کو پکڑ لیا ہو ان کے لئے یہ سہولت کا حکم نہیں ہے۔

اور جب تم کسی قوم کے لئے معاہدہ لکھو تو ان جیسے دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی وہی معاہدہ اختیار کرو۔ حضرت سعدؓ نے کسانوں کے علاوہ کے بارے میں مزید دریافت کیا تو اس کا جواب حضرت عمرؓ نے یہ دیا۔

"جو لوگ کسان نہیں ہیں، ان کا معاملہ تمھاری مرضی پر موقوف ہے۔ جب تک کہ تم نے ان کی زمین کو مال غنیمت میں تقسیم نہ کرادیا ہو۔

تمھارے محارب دشمنوں میں سے جس نے زمین چھوڑ دی ہو اور وہ وہاں سے چلا گیا ہو تو وہ تمھاری ہے لیکن اگر تم نے انہیں جزیہ دینے کی دعوت دی ہو اور پھر ان کا جزیہ قبول کرلیا ہو اور تقسیم سے پہلے ان کی زمین لوٹا دی ہو تو وہ تمھارے ذمی ہیں اگر تم نے ان کو دعوت نہ دی ہو تو وہ خدا کا دیا ہوا مالِ غنیمت ہے۔ ان اراضی کے مال غنیمت کے حق دار اہل جلولاء ہیں جنہوں نے نہروان کا باقی ماندہ مال غنیمت حاصل کیا اور لوگوں کو اس سے پہلے کے مال غنیمت میں شریک کیا۔

ان ہدایات کی بنا پر مسلمانوں نے کسانوں کو پہلی حالت پر برقرار رکھا اور جو واپس آئے انہیں جزیہ کی دعوت دی اور کسانوں پر خراج تقسیم کیا۔ اور ان پر بھی خراج مقرر کیا جو لوٹ آئے تھے اور مسلمانوں کے ذمی بن گئے تھے۔

اراضی کسریٰ کی خرید و فروخت

کسریٰ اور اس کے خاندان کی اراضی اور ان کے ساتھ فرار ہو جانے والوں کی اراضی مال غنیمت میں شامل ہو گئی۔ چنانچہ عجم سے جبلِ عرب تک کی اراضی کی خرید و فروخت ممنوع قرار پائی۔ لیکن یہ ممانعت صرف ان لوگوں کیلئے تھی جنہیں مالِ غنیمت نہیں حاصل ہوا۔ البتہ فاتحین اور مال غنیمت کے حق داروں کے درمیان ان اراضی کی خرید و فروخت جائز تھی۔

مسلمانوں نے ان اراضی کو تقسیم نہیں کیا کیونکہ ان کی تقسیم ناممکن تھی۔ ان میں جنگل، دلدلی زمین، آتش کدے اور اراضیٔ کسریٰ باہم ملی جلی تھیں اور ان لوگوں کی اراضی بھی تھیں جو مقتول ہو گئے تھے یا ان کے رشتہ دار تھے۔ چنانچہ جب کبھی حکام ان کی تقسیم کی بارے میں دریافت کرتے تھے تو جمہور مسلمان تقسیم کرنے سے انکار کر دیتے تھے لہٰذا ان کی رائے کے مطابق فیصلہ ہوتا تھا وہ کہتے تھے اگر فتنہ وفساد کا اندیشہ نہ ہوتا تو ہم تقسیم کر دیتے۔

اہلِ سواد کی عہد شکنی

ماہان روایت کرتے ہیں کہ اہل سواد عراق میں سے کوئی بھی باہمی معاہدے پر قائم نہیں رہا، ہر ایک عہد شکنی کا مرتکب ہوا، بجز ان چند دیہاتوں کے جن پر بزورِ شمشیر قبضہ کیا گیا تھا۔ جب انہیں واپس آنے کی دعوت دی گئی تھی تو ان پر جزیہ عائد ہو گیا اور وہ ذمی بن گئے۔ البتہ کسریٰ کے خاندان اور اس کے ساتھیوں کی زمین جو حلوان اور عراق کے درمیان تھی وہ خالص سرکاری زمینیں تھیں۔ حضرت عمرؓ سوادِ عراق کے دیہاتی علاقے پر قابض ہو گئے تھے۔

مدائن میں مستقل سکونت

ماہان کی دوسری روایت ہے کہ مسلمانوں نے حضرت عمرؓ سے کسریٰ کی سرکاری زمینوں کے بارے میں دریافت کیا تو حضرت عمرؓ نے انہیں یہ جواب دیا:

''وہ سرکاری زمینیں جو اللہ نے تمہیں عطا کی ہیں ان میں سے چار حصے سپاہِ اسلام کو تقسیم کر دو اور اس کا پانچواں حصہ میرے پاس بھیج دو اور اگر وہ وہاں سکونت اختیار کرنا چاہیں تو جو وہاں قیام کرے گا زمین کا مالک ہوگا۔ جب مسلمانوں کو اس کا اختیار مل گیا تو ان کی یہ رائے ہوئی کہ وہ بلادِ عجم میں نہ بکھر جائیں۔ لہٰذا انہوں نے اسے اپنی جائے سکونت قرار دے لیا اور باہمی رائے اپنا حاکم بھی منتخب کر لیا۔

مسلمان مدائن میں یونہی سکونت پذیر رہے۔ اور جب وہ کوفہ کی طرف منتقل ہوئے تو اس وقت بھی ان کا یہی طور طریقہ رہا۔

ابو طیبہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے درج ذیل ہدایت نامہ تحریر فرمایا:

''تم اپنا مال غنیمت حاصل کر لو کیونکہ اگر تم نے اس پر قبضہ نہیں کیا اور دیر ہو گئی تو معاملہ خراب ہو جائے گا میں نے اپنے فرائض ادا کر دیئے ہیں۔ اے اللہ! تو اس بات پر گواہ ہے۔''

ذمیوں کی ذمہ داریاں

کسانوں کا یہ کام تھا کہ وہ راستوں، پلوں، بازاروں اور کھیتوں کی حفاظت کریں اور مسلمانوں کی رہبری کریں اور حسبِ حیثیت عاجزی وفروتنی کے ساتھ جزیہ ادا کریں۔ بڑے لوگوں کے لئے بھی یہی حکم تھا کہ وہ عاجزی وفروتنی کے ساتھ جزیہ ادا کریں اور تعمیر کا کام برقرار رکھیں۔ ان تمام لوگوں کے لئے یہ بھی ضروری تھا کہ وہ مسلمانوں کی رہبری کریں اور مسافروں کی ضیافت کریں، اس وجہ سے وہاں فاتحین کی ضیافت خاص رواج پا گئی تھی۔

جلولاء کی فتح ذوالقعدہ ۱۶ھ میں ہوئی۔ مدائن کی فتح اور جلولاء کی فتح کے درمیان نو مہینے کا فرق تھا۔

ذمیوں سے حضرت عمرؓ کا معاہدہ

اہلِ تواریخ کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت عمرؓ نے ذمیوں کے لئے جو صلح نامہ لکھوایا تھا وہ درج ذیل مضمون پر مشتمل تھا۔

> ''اگر ذمی لوگ مسلمانوں کے ساتھ غداری کر کے اہلِ حرب (برسرِ پیکار کفار) کے ساتھ مل گئے تو ان کی ذمہ داری جاتی رہے گی اور اگر انہوں نے کسی مسلمان کو قید کر لیا تو وہ سزا کے مستحق ہوں گے اور اگر انہوں نے کسی مسلمان سے جنگ کر کے عہد شکنی کی تو انہیں قتل کیا جائے گا۔ حضرت عمرؓ دیگر حالات میں ان کی حفاظت کریں گے۔ لیکن وہ بھی لشکروں کی زیادتی سے بری الذمّہ ہیں

تیرہ وتاریک بخت

ماہان سے مروی ہے کہ جنگ جلولاء میں اہل فارس میں سب سے زیادہ بدنصیب رَےَ کے باشندے تھے۔ وہ اس جنگ میں اہل فارس کے سب سے زیادہ حامی تھے مگر جنگِ جلولاء میں ان سب کی بیخ کنی ہوگئی۔

سوادِ عراق پر حکومت

جنگ جلولاء کے مسلمان سپاہی جب مدائن لوٹے تو وہ اپنی اراضی ومساکن میں مقیم ہوگئے اور تمام اہل سواد ان کے ذمی رعایا بن گئے۔ سوائے اس علاقہ کے جو شاہان فارس اور ان کے ساتھیوں کی مخصوص ملکیت میں تھا ان پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔

اہل فارس کو حضرت عمرؓ کے معاہدے کا علم ہوا تو وہ بھی اس پر رضامند ہوگئے۔

ممنوع البیع زمین

ابراہیم بن یزید اور حضرت شعبی سے مروی ہے کہ حلوان اور قادسیہ کی درمیانی اراضی کو خریدنا جائز نہیں ہے اور قادسیہ بھی مخصوص علاقہ ہے اور یہ سب علاقہ اللہ کا عطا کردہ مالِ غنیمت ہے۔

مغیرہ بن شبل روایت کرتے ہیں کہ حضرت جریر نے دریائے فرات کے کنارے صافیہ نامی مخصوص زمین خرید لی۔ اور حضرت عمرؓ کے پاس آکر انہیں اس بات کی اطلاع دی تو انہوں نے اس خرید وفروخت کو کالعدم اور مسترد کر دیا اور اس کو ناپسند فرمایا کیونکہ آپ نے ایسی زمین کے خریدنے سے منع کر رکھا تھا جو تقسیم نہیں کی گئی ہو۔

اہلِ دیہات سے معاہدہ

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ میں نے شعبی سے کہا ''کیا سوادِ عراق طاقت کے بل بوتے فتح ہوا ہے؟ وہ کہنے لگے ''ہاں اس کی تمام اراضی ایسی ہیں، البتہ چند قطعوں کے باشندگان نے مصالحت کی ہے اور بعض مغلوب ہوئے ہیں۔ محمد بن قیس کہتے ہیں! پھر میں نے دریافت کیا: کیا اہل سواد نے بھاگنے سے پیشتر ذمی بننے کا معاہدہ کیا تھا'' انہوں نے فرمایا نہیں، البتہ جب انہیں اس بات کی دعوت دی گئی تو وہ ذمی بن گئے۔

حبیب بن ابو ثابت سے مروی ہے کہ ''اہل سواد نے پہلے سے معاہدہ نہیں کیا، البتہ بنو صلوبا' اہل حیرہ اہل کلواذی اور دریائے فرات کے دیہاتیوں نے معاہدہ کر لیا تھا لیکن پھر انہوں نے غداری کی اس کے بعد جب وہ عہد شکنی

کر چکے تھے انہیں ذمی بننے کی دعوت دی گئی تھی۔

دشمن کا تعاقب

سیف سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو یہ خط لکھا:
اگر اللہ تعالیٰ تمہیں جلولاء میں فتح عطا کرے تو قعقاع بن عمرو کو دشمن کے تعاقب میں حلوان تک روانہ کر دینا وہاں وہ مسلمانوں کی پشت پناہ رہیں گے اور اللہ تمہارے لئے تمہارے سوادِ عراق کو محفوظ رکھے گا۔

جب اللہ نے اہل جلولاء کو شکست دی تو حضرت ہاشم بن عتبہ جلولاء میں مقیم ہو گئے اور حضرت قعقاع بن عمرو دشمن کے تعاقب کے لئے مختلف قبائلی لشکروں کو لے کر خانقین تک پہنچ گئے وہاں انہوں نے کچھ قیدی گرفتار کیے اور جنگ کرنے والے سپاہیوں کو قتل کر دیا اور مہران کو بھی مار ڈالا البتہ خیرزان فرار ہو کر اپنی جان بچا لے گیا۔

یزدگرد کا کوچ

یزدگرد بادشاہ کو اہل جلولاء کی شکست کی اطلاع موصول ہوئی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مہران مارا گیا ہے تو وہ حلوان سے نکل کر ''رے'' کی طرف روانہ چلا گیا اور حلوان میں اپنے لشکر کو خسروشنوم کی زیرِ قیادت چھوڑ گیا۔

زینبی رئیسِ حلوان

حضرت قعقاع اس کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ جب وہ حلوان سے ایک فرسخ پہلے قصرِ شیریں میں پہنچے تو خسروشنوم ان کے مقابلہ کے لئے نکلا، اور حلوان کا بڑا رئیس زینبی بھی آیا۔ حضرت قعقاع نے ان کا مقابلہ کیا جنگ میں زینبی مارا گیا عمیرہ بن طارق اور عبداللہ دونوں نے اس کو قتل کرنے کا دعویٰ کیا تو ان دونوں کے درمیان اس کا ساز و سامان تقسیم کیا گیا۔

فتحِ حلوان

خسروشنوم بھاگ گیا اور مسلمان حلوان پر غالب آ گئے۔ حضرت قعقاع نے وہاں چند قبیلوں کو آباد کیا اور ان پر قباز کو امیر مقرر کیا۔ خود حضرت قعقاع سرحد پر نگران بنے رہے اور وہاں کے باشندوں کو جزیہ دینے کی دعوت دیتے رہے حتیٰ کہ وہ لوگ واپس آ گئے اور انہوں نے جزیہ کی ادائیگی پر آمادگی ظاہر کر دی۔ جب حضرت سعدؓ کوفہ سے مدائن کی طرف منتقل ہوئے تو حضرت قعقاع بھی وہاں چلے گئے اور سرحد پر قباز کو جانشین بنایا جو دراصل خراسانی تھا۔

تکریت کی لڑائی

سیف کی روایت ہے کہ ۱۶ھ جمادی الاول میں تکریت فتح ہوا۔ سعدؓ نے خط لکھا کہ اہلِ موصل انطاق میں جمع ہو رہے ہیں اور وہ تکریت پہنچ گیا ہے اور وہاں اس نے خندق کھود کر اپنے گرد حفاظتی حصار قائم کر لیا ہے۔ اور اہلِ جلولاء بھی مہران کے پاس جمع ہو چکے ہیں۔

عمرؓ کی ہدایت

حضرت عمرؓ نے جلولاء کے بارے میں خط لکھا جس کا ذکر گذر چکا، لیکن تکریت اور اہل موصل کے اجتماع کے

بارے میں انہوں نے یہ لکھا۔

''تم عبداللہ بن المعتم کو انطاق کے مقابلہ کے لئے بھیجو اور ان کے مقدمۃ الجیش پر ربعی بن افکل عنزی کو مقرر کرو اور اس کے میمنہ پر حارث بن حسان ذہلی کو، اس کے میسرہ پر فرات بن حیان عجلی کو اور اس کے عقب پر ہانی بن قیس کو اور گھڑ سوار دستہ پر عطبہ بن ہرثمہ کو مقرر کرو۔''

اہلِ تکریت کا محاصرہ

چنانچہ حضرت عبداللہ بن المعتم پانچ ہزار سپاہیوں کو ہمراہ لے کر مدائن سے تکریت روانہ ہو گئے، اور انطاق اس کے مقابلہ کے لئے پہنچ گئے۔ اس کے ساتھ رومی فوج اور قبائلِ تغلب، زیاد، نمر اور شہارجہ کے قبائل شامل تھے۔ انہوں نے خندق کھود اپنی حفاظت کر رکھی تھی۔ حضرت عبداللہ نے ان کا چالیس دنوں تک محاصرہ کیا اور چوبیس مرتبہ حملہ کیا یہ لوگ اہلِ جلولاء کے مقابلہ میں کم ہمت والے اور عجلت پسندی میں مار کھانے والے تھے۔ عبداللہ بن المعتم دشمن فوج میں موجود عربوں کو اپنے ساتھ ملانے کی حتی الوسع کوشش فرما رہے تھے۔

رومیوں نے دیکھا کہ جب بھی وہ باہر نکلتے ہیں تو شکست کا ان کا مقدر بن جاتی ہے لہذا انہوں نے وہاں سے کوچ کیا اور اپنا سامان کشتیوں ڈھو کر میں لے گئے۔

عرب قبائل کا اسلام اور جنگ میں شرکت

قبائلِ تغلب، زیاد اور نمر کے سراغرساں عبداللہ بن المعتم کو خبریں پہنچاتے تھے۔ انہوں نے عربوں کے لئے صلح کا مطالبہ کیا اور کہا کہ غیر مسلم عرب نے ان کی بات مان لی ہے۔ حضرت عبداللہ نے یہ پیغام دیا ''اگر تم سچے ہو تو گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو احکام وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں ان کا اقرار کرو اور پھر ہمیں اپنی رائے سے آگاہ کرو۔'' لوگ یہ پیغام لے کر واپس گئے اور ان کو مسلمان بنا کر لائے پھر انہیں اپنے مقامات پر لوٹا دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ!

کامیاب چال

''جب تم ہماری تکبیر سنو تو یہ سمجھ لو کہ ہم قریبی علاقے تک پہنچ گئے ہیں تا کہ ہم وہاں داخل ہوں تم بھی ان مقامات پر پہنچ جاؤ، جو دریائے دجلہ کے قریب ہیں، پھر نعرۂ تکبیر بلند کرو اور جو ملے اُسے مار ڈالو۔''

یہ سن کر وہ نومسلم عرب روانہ ہو گئے، اور بھرپور حکم کی تعمیل کی۔ مسلمان اپنے قریبی حصے کی طرف روانہ ہوئے اور جب انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا تو تغلب، زیاد اور نمر کے قبائل نے بھی نعرہ تکبیر کہا اور انہوں نے دروازوں پر قبضہ کر لیا۔ دشمن نے یہ خیال کیا کہ مسلمان ان کے پیچھے پہنچ گئے ہیں اور دریائے دجلہ کے قریب دروازوں میں سے داخل ہو گئے ہیں۔ اس لئے وہ جلدی سے ان دروازوں کی طرف پہنچے، جہاں مسلمان تھے لہذا آگے سے مسلمانوں نے اور عقب سے نومسلم ربیعہ عرب نے ان کو تلوار کی دھار پر رکھ لیا۔ اس طرح اہلِ خندق میں سے کوئی بچ کر نہیں جا سکا، سوائے ان لوگوں کے جو تغلب، زیاد اور نمر کے قبائل میں سے مسلمان ہو گئے تھے۔

حطین کی طرف روانگی

حضرت عمرؓ نے سعدؓ کو ہدایت کی تھی کہ اگر دشمن پسپا ہو جائے تو وہ عبداللہ بن المعتم کو حکم دیں کہ وہ ابن افکل عنزی کو حطین کی دو قلعوں کی طرف روانہ کر دیں چنانچہ انہوں نے ابن افکل کو روانہ کر دیا اور فرمایا۔ "تم مستعدی سے پہنچ جاؤ۔ ان کے ساتھ انہوں نے تغلب، زیاد اور نمر کے قبائل کو بھی روانہ کیا۔ ان قبائل کے سردار مندرجہ ذیل افراد تھے۔ قبیلہ سعد بن خثیم کے عتبہ بن الوعل، ذو القرط، ابو وداعۃ بن ابی کرب، ابن ذی السفیۃ فقیل الکلاب، ابن حجیر ایادی، بشر بن ابی حوط۔

مصالحت

یہ مسلم و نو مسلم باہم یکدگر ایک دوسرے کے پشت پناہ بن کر نکلے اور افواہ پھیلنے سے قبل قبل دونوں قلعوں تک پہنچ گئے۔ قریب پہنچ کر سب نے عتبہ بن الوعل کو روانہ کیا پھر ذو القرط کو اس کے بعد ذی السفیۃ، پھر ابن الحجیر کو روانہ کیا۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے آپس میں فتح و غنیمت کا ذکر چھیڑا اور قلعوں کے دروازوں پر کھڑے ہو گئے، اس اثناء میں حضرت ربعی بن افکل گھوڑ سواروں کو لے آئے اور قلعوں میں گھس گئے۔ آخر اس کے بعد اہل قلعہ صلح پر رضامند ہو گئے

پھر مصالحین وہاں سکونت پذیر ہو گئے اور اہلِ حرب وہاں سے فرار ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن المعتم آئے تو انہوں نے فرار ہو جانے والے باشندوں کو اجازت دی اور جو وہاں مقیم تھے ان کے معاہدہ کی پابندی کی لہٰذا بھاگ جانے والے لوگ بھی واپس آ گئے اور سب کے سب مطمئن رہنے لگے کیونکہ وہ سب مسلمانوں کی ذمہ داری اور حفاظت میں آ گئے تھے۔

مالِ غنیمت کی تقسیم

مسلمانوں نے تکریت کا مالِ غنیمت اس طرح تقسیم کیا کہ ہر ہر سوار کو تین تین ہزار ملے اور پیادہ پا سپاہی کو ایک ایک ہزار ملے، اور مالِ غنیمت کا خمس خرات بن حیان کے ہاتھ حضرت عمرؓ کو روانہ کیا گیا اور مژدۂ فتح حارث بن حسان کے ہاتھ بھجوایا گیا۔

موصل کی جنگ کے سردار ابی ابن افکل تھے۔ خراج پر حضرت عرفجہ بن ہرثمہ مقرر تھے۔

فتح ماسبذان

آذین بن ہرمزان کی لشکر کشی

۱۶ھ میں ماسبذان فتح ہوا۔ اس کے متعلق سیف سے مروی ہے کہ جب حضرت ہاشم بن عتبہ، جلولاء سے مدائن کی طرف واپس آئے تو حضرت سعدؓ کو یہ اطلاع ملی کہ آذین بن ہرمزان نے ایک جمّ غفیر لشکر جمع کر لیا ہے۔ اور اسے لیکر میدانی علاقہ میں آ گیا ہے۔

اسلامی لشکر کی ترتیب

حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو دشمن کی اس پیش قدمی کی اطلاع لکھ کر بھیجی۔ اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے لکھا،

''ان کے مقابلہ کے لئے ضرار بن الخطاب کی زیر قیادت لشکر بھیج دو۔ اور اس کے مقدمۃ الجیش پر ابنِ ہذیل اسدی کو رکھو اور اس کے میمنہ پر عبداللہ بن وہب راہی حلیف بجلہ کو اور میسرہ پر مضارب العجلی کو مقرر کرو۔''

عجم کی شکست اور آذین کا قتل

حضرت ضرارؓ بن الخطاب، جو قبیلہ محارب بن فہر سے تعلق رکھتے تھے فوج لے کر روانہ ہوئے۔ ابن الہذیل آگے بڑھ کر ماسبذان کے میدانی علاقہ میں پہنچ گئے۔ وہاں فریقین کا ہندف نامی مقام پر مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں نے مجوسیوں کو بہت جلد شکست دیدی۔ حضرت ضرارؓ نے آذین کو گرفتار کرلیا۔ اور دشمن کی مکمل شکست کے بعد اس کی گردن اُڑادی۔

پھر مسلمان ان کا تعاقب کرتے ہوئے سیروان تک پہنچ گئے اور ماسبذان پر قابض ہو گئے۔ وہاں کے باشندے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ حضرت ضرار نے انہیں بلوا کر وہیں بسادیا۔ حضرت ضرارؓ خود بھی وہیں رہنے لگے۔

لیکن جب حضرت سعدؓ مدائن سے کوفہ منتقل ہوئے تو ضرارؓ کو بھی ماسبذان سے بلوالیا اور وہ کوفہ میں رہنے لگے۔ ماسبذان سے روانگی کے وقت ماسبذان پر انہوں نے ابن ہذیل اسدی کو اپنا جانشین مقرر کردیا۔ یہ شہر کوفہ کا ایک سرحدی مقام ہے اور اسی سال رجب میں قرقیساء کی فتح ہوئی۔

فتحِ قرقیساء

سیف سے مروی ہے کہ حضرت ہاشم بن عتبہ جلولاء سے مدائن لوٹے تو اہل جزیرہ کا لشکر جمع ہوگیا۔ اہلِ جزیرہ نے اہل حمص کے مقابلہ میں ہرقل کو اپنی فوجی امداد پیش کی اور ایک لشکر اہل ہیئت کی طرف بھی بھیجا۔

حضرت عمرؓ سے خط و کتابت

حضرت سعدؓ نے تمام تفصیلات حضرت عمرؓ کے پاس لکھ بھیجیں۔ حضرت عمرؓ نے جواباً تحریر فرمایا:
''تم ان کے مقابلہ پر عمر بن مالک کی زیر قیادت ایک لشکر بھیج دو، اس کے مقدمۃ الجیش پر حارث بن یزید عامری کو، میمنہ پر ربعی بن عامر کو اور میسرہ پر مالک بن حبیب کو مقرر کرو۔''

عمر بن مالک کی کامیاب تدبیر

چنانچہ حضرت عمر بن مالک اپنے اس منتخب لشکر کو لے کر ہیئت کی طرف روانہ ہوئے۔ حارث بن یزید بھی ہیئت پہنچ گئے تھے۔ دشمن نے مسلمانوں سے حفاظت کیلئے خندق کا حصار بنالیا تھا۔ جب حضرت عمر بن مالک کو معلوم ہوا کہ دشمن نے خندق کے ذریعے اپنی حفاظت کرلی ہے اور اس میں پناہ گزین ہوگئے ہیں۔ تو انہوں نے ان کے نکلنے کا انتظار کئے بغیر خیموں کو اپنی حالت پر چھوڑا اور محاصرہ کرنے کے لئے حارث بن یزید کو اپنا جانشین بنایا اور آدھی فوج لے کر قرقیساء کی طرف روانہ ہوگئے اور وہاں پہنچ کر غفلت میں ان کو جالیا۔ آخر کار وہاں کے باشندے جزیہ ادا کرنے پر رضامند ہوگئے۔ پھر انہوں نے حارث بن یزید کو یہ پیغام بھیجا کہ ''اگر دشمن جزیہ ادا کرنے پر رضامند ہوں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ ورنہ قلعہ کے دروازوں کے قریب ان کی خندق کے سامنے تم بھی ایک خندق کھود کر محاصرہ کو عین مضبوط

کرلو۔ اور میرے حکمِ ثانی تک اسی پر کار بند رہو۔

لیکن اس کی نوبت نہ آئی کیونکہ اہل ہیئت جزیہ ادا کرنے پر رضامند ہو گئے اس کے بعد حضرت حارثہ کا لشکر بھی حضرت عمرؓ بن مالک کے لشکر میں شامل ہو گیا اور اہل عجم اپنے ملک کی طرف چلے گئے۔

اس سال کے مختلف واقعات

اسی سال ۱۶ھ میں حضرت عمرؓ نے ابو محجن ثقفی کو باضع نامی مقام کی طرف جلاء وطن کر دیا۔ اسی سال حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے صفیہ بنت عبید سے نکاح کیا اور یہ صفیہ مختار ثقفی کی ہمشیرہ تھی۔ اسی سال ماہِ محرم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمّ ولد اور آپ ﷺ کے فرزند ابراہیم کی والدہ حضرت ماریہ قبطیہ کا انتقال ہوا حضرت عمرؓ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی بقیع میں ان کو دفن کیا گیا۔

اسی سال ربیع الاول میں حضرت عمرؓ نے سن ہجری کا آغاز آپ ﷺ کی ہجرت سے کیا۔ حضرت ابن المسیب فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ بن ابی طالب کے مشورے سے اپنے عہد خلافت کے ڈھائی سال بعد سن ہجری کی تاریخ مقرر کی اور اپنے مکتوبات میں ۱۶ھ لکھا۔

سنِ ہجری کا واقعہ

حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں۔ ”کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے لوگوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا کس دن سے ہم تاریخ لکھنے کا آغاز کریں؟“۔

حضرت علیؓ نے فرمایا ”اس دن سے جب رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی، اور مشرکین کے دیس کو خیر آباد فرمایا۔ لہذا عمرؓ نے اسی پر عمل کیا۔

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں۔ ”تاریخ کا آغاز اس سن سے ہوا، جب رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے، اس سال حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے۔

۱۶ھ کا حج

واقدی کی روایت ہے کہ اس سال بھی حضرت عمرؓ نے لوگوں کے ساتھ حج ادا فرمایا اور مدینے میں اپنا جانشین حضرت زید بن ثابتؓ کو مقرر کیا۔

فاروق اعظمؓ کے مقرر کردہ حکام

اس سال حضرت عمرؓ کے عہد یداران درج ذیل تھے۔ مکہ معظمہ کے امیر حضرت عتاب بن اسید، طائف کے امیر حضرت عثمان بن ابی العاص، یمن کے امیر یعلیٰ بن امیہ، یمامہ اور بحرین کے امیر حضرت علاء بن الحضرمی، عمان کے امیر حضرت حذیفہ بن محصن تھے۔ اور شام کے تمام علاقوں کے امیر حضرت ابو عبیدہؓ بن الجراح تھے۔ کوفہ کے امیر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص تھے۔ کوفہ کے قاضی ابو قروہ تھے۔ بصرہ اور اس کے آس پاس علاقے کے گورنر حضرت مغیرہؓ بن شعبہ تھے، موصل کی جنگ کے سالار وامیر ربعی بن الافکل تھے، اس کے مالی امور کے نگران عرفجہ بن ہرثمہ تھے۔

بعض اہلِ تاریخ کا بیان ہے کہ موصل کی جنگ وخراج دونوں کے نگران عتبہ بن فرقد تھے، ایک روایت کے

مطابق ان سب کے نگران حضرت عبداللہ بن المعتم تھے، جزیرہ کے امیر حضرت عیاض بن غنم اشعری تھے۔

آغاز ۱۷ھ

تعمیرِ کوفہ

اس سال کوفہ تعمیر ہوا اور سیف بن عمرؒ کی روایت ہے کہ حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کو مدائن سے کوفہ کی طرف منتقل کیا۔

جب جلولاء اور حلوان پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا تو حضرت قعقاع بن عمرو اپنے ساتھیوں سمیت حلوان میں منتقل ہو گئے، اسی اثناء تکریت اور دونوں قلعے طبین بھی مفتوح ہو گئے۔ وہاں عبداللہ بن المعتم اور ابن الافکل اپنے اپنے ساتھیوں کے ساتھ دو قلعوں میں مقیم ہو گئے اس کے بعد ان لوگوں کے قاصد حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے، جب آپ نے ان قاصدوں کو دیکھا تو فرمایا:

کیا بات ہے؟ اس مرتبہ تم پہلے کی سی ہیئت وصحت میں نظر نہیں آرہے۔ میرے پاس دوسرے قاصد بھی آئے تھے وہ تو پہلے کی طرح تھے۔ مگر تم میں یہ تبدیلی کیوں آگئی ہے؟ وہ بولے اس علاقہ کی آب وہوا ناموافق ہے۔ لہٰذا آپ نے ان کی ضروریات کو دیکھ کر جلد واپس بھیج دیا۔ ان وفود میں مندرجہ ذیل افراد شامل تھے۔

عبداللہ بن المعتم، عتبہ بن الوعل، ذوالقرطا ریمی ابن ذی السنیہ، ابن الحجیر ہ اور بشر۔

اہلِ تغلب سے متبادل خراج کا معاہدہ

انہوں نے قبیلہ تغلب کے بارے میں حضرت عمرؓ سے معاہدہ کرنا چاہا تو آپؓ نے ان کے لئے یہ معاہدہ لکھا:

اس قبیلۂ تغلب کا جو فرد اسلام قبول کرے گا تو اسے مسلمانوں جیسے حقوق حاصل ہوں گے۔ اور جو اسلام سے انکار کرے گا اس پر جزیہ لازمی ہوگا۔ وہ لوگ کہنے لگے: اس صورت میں یہ لوگ چلے جائیں گے اور الگ ہو کر اہل عجم سے مل جائیں گے۔ لہٰذا آپ کوئی سہل وظیفہ ان پر لازم کریں۔ آپ نے فرمایا ان پر جزیہ ہی مقرر ہوگا۔ وہ کہنے لگے: چلیں آپ ان پر مسلمانوں کے صدقہ کے برابر جزیہ مقرر کر دیں۔ حضرت عمرؓ اس پر راضی ہو گئے، لیکن یہ شرط عائد کر دی کہ وہ نومولود بچوں کو مسلمان یا عیسائی کے علاوہ دوسرے مذہب کا حامل نہ بنائیں۔ وہ اس بات پر رضامند ہو گئے۔

کوفہ کی سکونت

معاہدہ کے بعد قبیلۂ تغلب اور ان کے ماتحت قبیلے ایاد و نمیر کے افراد حضرت سعدؓ کے پاس مدائن کی طرف ہجرت کر کے چلے گئے۔ اور پھر انہیں کے ساتھ کوفہ میں آباد ہو گئے۔ ان میں سے بعض افراد اپنے شہروں میں رہے، جیسا کہ حضرت عمرؓ نے ان کے مسلمان اور ذمی لوگوں کے ساتھ معاہد کیا تھا۔

آب وہوا کی شکایت

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا تھا کہ عرب ناموافق موسم کے باعث معدے کی شکایات میں مبتلا ہو گئے ہیں اور ان کے بازو بھی بے جان ہو کر رہ گئے ہیں اور ان کے رنگ میں تبدیلی آگئی ہے

۔حضرت حذیفہؓ اس زمانہ میں حضرت عمرؓ کے ساتھ ساتھ تھے۔

محمد اور طلحہ سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو لکھ کر دریافت کیا کہ کس وجہ سے عرب کس وجہ سے بیماریوں میں مبتلا ہوگئے ہیں؟ انہوں نے جواباً لکھا ''مدائن اور دریائے دجلہ کی آب وہوا ان کو موافق نہیں آرہی۔

اہلِ عرب کو کونسا علاقہ موافق آتا ہے؟

حضرت عمرؓ نے دوبارہ تحریر فرمایا کہ عرب کو وہی علاقہ موافق آتا ہے جو ان کے اونٹوں کو موافق ہو۔ اس لئے تم حضرت سلمان اور حضرت حذیفہ کو اچھے مقام کی تلاش میں بھیج دو۔ یہ دونوں لشکر کے رہنما ور ہبر ہیں۔ لہذا وہ دونوں ایسا خشک علاقہ تلاش کریں کہ میرے اور اس کے مابین طویل مسافت نہ ہو۔ اسی طرح سمندر اور دریا بھی حائل نہ ہوں۔ کیونکہ فوجی انتظامات کیلئے رابطہ ہر وقت ضروری ہے۔

تلاشِ مسکن

اس کام کے لئے حضرت سعدؓ نے حضرت حذیفہ اور حضرت سلمان کو اس کام کے لئے بھیجا۔

حضرت سلمان مدائن سے روانہ ہو کر انبار آئے۔ اور یہاں سے وہ فرات کے مغربی علاقے میں پھرتے رہے انہیں کوئی جگہ پسند نہ آئی۔ پھر وہ اسی تلاش میں سرگرداں کوفہ پہنچے۔

کوفہ کا انتخاب

حضرت حذیفہؓ دریائے فرات کے مشرقی علاقہ میں سرگرداں رہے۔ لیکن انہیں بھی کوئی جگہ پسند نہیں آئی یہاں تک کہ وہ بھی کوفہ آگئے۔ کوفہ ہر اس مقام کو کہتے ہیں جہاں سرخ ریت اور سنگ ریزے والی سرزمین ہو۔ جب سلمان وحذیفہ دونوں وہاں پہنچے تو یہ تین دیر وہاں موجود تھیں۔

دیر حرقہ، دیر عمرو، دیر سلسلہ۔

برکت کی دعا

دونوں حضرات کو یہ مقام بہت بھایا۔ اس لئے دونوں نے وہاں نماز پڑھی اور یہ دعا مانگی

''اے اللہ جو آسمان اور اُس میں موجود ہر شیٔ کا پروردگار ہے، نیز وہ زمین اور اُس میں موجود ہر شیٔ کا پروردگار ہے، جن کو وہ اُٹھائے ہوئے ہے۔ وہ ہوا، ستاروں، سمندروں، شیطانوں اور ان کی گمراہ کن چیزوں کا بھی خدا ہے۔ اے اللہ تو ہماری اس کوفہ کی سرزمین میں برکت عطا فرما اور اس کو پائیدار جائے سکونت بنا۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت سعدؓ کو اس کی دریافت کے بارے میں لکھا''

حصین بن عبدالرحمٰن بیان کرتے ہیں ''جب جنگ جلولاء میں دشمن کو شکست ہوئی تو حضرت سعدؓ مسلمانوں کے ساتھ واپس آگئے جب حضرت عمارؓ آئے تو وہ مسلمانوں کو لے کر مدائن کی طرف آئے، انہوں نے مدائن کی سرزمین کو طبی طور پر ناموافق پایا تو دریافت کیا'' کیا یہ زمین اونٹوں کے لئے موافق ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں، یہاں مچھروں کی

بہتات ہے۔'' اس پر وہ بولے حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ عربوں کو وہ زمین موافق نہیں جو اونٹوں کو موافق نہ ہو۔
اس کے بعد حضرت عمارؓ لوگوں کو لے کر نکلے اور کوفہ پہنچ گئے۔

یسر بن ثور کی روایت

یسر بن ثور سے مروی ہے کہ مسلمان مدائن میں کافی عرصہ تک رہے تھے، انہیں گرد و غبار اور مکھیوں نے بہت تنگ کیا تب انہوں نے حضرت سعدؓ کو لکھا کہ وہ کسی عمدہ مقام کو تلاش کرنے کے لئے ماہر افراد بھیجیں، جو خشک مقام تلاش کریں کیونکہ عربوں کو بھی وہی مقام موافق آتے ہیں جو اونٹوں اور مویشیوں کو موافق ہوں، چنانچہ انہوں نے کوفہ کا انتخاب کرلیا۔

مدائن سے کوچ کا حکم، سیف کی روایت

سیف سے مروی ہے کہ حضرت سلمانؓ اور حضرت حذیفہؓ حضرت سعدؓ کے پاس آئے اور انہیں کوفہ کی دریافت سے مطلع کیا۔ اس عرصہ میں حضرت عمرؓ کا خط بھی پہنچ گیا تھا، تب حضرت سعدؓ نے حضرت قعقاع بن عمرو کو لکھا۔
تم جلولاء کے لوگوں پر قباز کو اپنا جانشین بناؤ اور اپنے ساتھیوں کو لے کر میرے پاس آ جاؤ۔ انہوں نے حکم کی تعمیل کی۔ اور اپنے لشکر کے ساتھ حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس آ گئے۔

موصل سے کوچ کا حکم

حضرت سعدؓ نے عبداللہ بن المعتم کو بھی یہ لکھا کہ وہ مسلم بن عبداللہ جو جنگ قادسیہ میں اسیر ہو گئے تھے، کو موصل میں اپنا جانشین بنا کر ان کے پاس چلے آئیں اور جنگی قیدیوں اور دوسرے ساتھیوں کو ساتھ لے کر آئیں۔ انہوں نے حضرت سعدؓ کی ہدایت پر عمل کیا اور وہ بھی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس آ گئے۔ ان کے ساتھ ان کی فوج بھی تھی

کوفہ کو آباد کرنا

اب حضرت سعدؓ نے مسلمانوں کے ساتھ مدائن سے کوچ کیا اور ۱۷ھ کی سترہ محرم میں کوفہ کے مقام پر پڑاؤ ڈالا۔ کوفہ مدائن کی فتح کے ایک سال دو ماہ بعد بسایا گیا تھا۔ یعنی حضرت عمرؓ کی خلافت کے تین سال آٹھ ماہ بعد کوفہ آباد ہوا۔ یہ حضرت عمرؓ کی خلافت کے چوتھے سال ۱۷ھ میں ۷ محرم کو آباد ہوا۔
مسلمانوں کو کوچ کرنے سے پہلے مدائن ہی میں وظائف مل گئے تھے۔ بھرسیر میں انہیں عطیات ۱۶ھ کے ماہ محرم میں ملے تھے۔
بصرہ میں مسلمانوں کی منتقلی تین دفعہ میں مکمل ہوئی انہوں نے بھی ماہ ۱۷ھ میں کوچ کیا تھا اور ایک مہینے میں ان کی باقی ماندہ فوج منتقل ہوگئی تھی۔
واقدی قاسم ابن حصن کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ مسلمان کوفہ میں ۱۷ھ کے آخر میں آباد ہوئے ابوالاقاد کے حوالے سے وہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ مسلمان ۱۸ھ کے آغاز میں کوفہ آئے۔ سیف کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے سعدؓ بن مالک اور عتبہ بن غزوان کو یہ تحریر فرمایا کہ وہ دونوں ہر موسم بہار میں مسلمانوں کو خوش گوار مقام پر لے جایا کریں اور ہر سال کے موسم بہار میں ان کی مدد کیا کریں اور ہر سال محرم کے مہینے میں عطیات دیں اور ہر سال غلہ

کی فصل آنے پر انہیں مال غنیمت کا حصہ دیا کریں اس طرح مسلمانوں نے کوفہ آنے سے بیشتر دو دفعہ عطیات وصول کیے۔

مفرور اسدی کی روایت

مفرور اسدی کی روایت ہے کہ جب حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کوفہ میں آئے تو انہوں نے حضرت عمرؓ کو یہ لکھا:

میں حیرہ اور فرات کے درمیان کوفہ نامی ایک خشک مقام میں فروکش ہو گیا ہوں اور میں نے مدائن کے مسلمانوں کو اختیار دیا ہے کہ جو وہاں رہنا پسند کرے میں اسے وہاں چھوڑ دوں گا اس طرح وہ فوجی چوکی بن جائے گی۔ چنانچہ مختلف قبیلوں کے لوگ وہاں رہ گئے جن میں اکثریت قبیلہ عبس کی تھی۔

مکانات کی تعمیر

سیف سے مروی ہے کہ مسلمان اہلِ لشکر نے کوفہ میں رہائش اختیار کی اور اہل بصرہ بھی اپنے نئے مکان میں رہنے لگے تو اس وقت ان کی صحت عود کر آئی۔ اور ان کی زائل شدہ طاقت بحال ہوئی پھر اہل کوفہ اور اہل بصرہ نے سرکنڈوں کے کچے مکانات تعمیر کرنے کی اجازت طلب کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا:

''خیمے تمھاری جنگی طبعیت اور عسکری روح برقرار رکھنے کے لئے زیادہ موزوں ہیں تاہم میں تمھاری مخالفت کرنا بھی پسند نہیں کرتا جو چاہو کرو''۔

لہذا دونوں شہر والوں نے بانسوں اور سرکنڈوں سے مکانات تعمیر کر لئے۔

پختہ مکانات کی تعمیر

لیکن ایک مرتبہ اچانک کوفہ و بصرہ میں آگ بھڑک اٹھی۔ بالخصوص کوفہ میں بہت سخت آگ لگی۔ اس میں تقریباً اسّی مکان جل گئے۔ یہ حادثہ ماہ شوال میں ہوا لوگوں میں اس کا بہت چرچا ہوا تو حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے ایک وفد حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا تاکہ وہ پختہ اینٹوں سے مکانات تعمیر کرنے کی اجازت حاصل کریں۔ چنانچہ وہ لوگ آتش زدگی کی اطلاع دینے اور اس کے نقصانات کا حال بتانے کے لئے حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم کو ایسا کرنے کی اجازت تو ہے، مگر تم میں سے کوئی شخص تین گھروں سے زیادہ نہ بنائے۔ تم لمبی لمبی عمارتیں نہ بناؤ۔ اگر تم مسنون طریقہ اختیار کرو گے تو تمھاری سلطنت باقی رہے گی۔

وہ لوگ واپس کوفہ آئے۔ حضرت عمرؓ نے بصرہ کے حاکم حضرت عتبہ اور اہل بصرہ کو بھی یہی حکم دیا تھا۔

اہل کوفہ کو وہاں آباد کرنے کا کام ابو ہیاج بن مالک اسدی کے سپرد تھا اور اہل بصرہ کو آباد کرنے کا کام ابو الجرباعاصم بن الدلف کے ذمے تھا۔ حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو یہ ہدایت دی کہ وہ مناسب طرز پر مکانات تعمیر کریں۔ لوگوں نے پوچھا کہ مناسب طرز کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ تم اس میں فضول خرچی کے مرتکب نہ ہو اور نہ حدّ اعتدال سے باہر نکلو۔

کوفہ میں سڑکوں اور گلیوں کی تعمیر

سیف کی روایت یہ ہے کہ جب مسلمانوں کا کوفہ کی تعمیر پر اتفاق ہوا تو حضرت سعدؓ نے ابوالہیاج کو بلایا اور انہیں حضرت عمرؓ کی ان ہدایات سے مطلع کیا کہ سڑکیں چالیس ہاتھ کی ہوں اور اس سے کم درجے کی تیس ہاتھ کی، اور گلیاں سات گز کی ہوں اس سے تنگ کسی طرح نہ ہوں بنوضبہ کے قطعات کے علاوہ عام قطعات ساٹھ ہاتھ کے ہوں۔

مسجد کا سنگ بنیاد

اس کے بعد اہل رائے کی مشاورت ہوئی۔ جب وہ کسی بات پر متفق ہوتے تو ابوالہیاج اسدی اس کے مطابق کاموں کی تقسیم کرتے تھے۔ کوفہ میں جس چیز کا سب سے پہلے سنگ بنیاد رکھا گیا تھا وہ مسجد تھی، اور جب تعمیرات شروع ہوئیں تو سب سے پہلے مسجد کی تعمیر کی گئی۔

یہ بازار کے اندر تھی۔ اس کے بعد ایک بہت ہی تیز تیر انداز درمیان میں کھڑا ہوا اس نے دائیں طرف تیر پھینکا اور حکم دیا گیا کہ اس تیر کے آگے گھر تعمیر کئے جائیں۔ اس کے بعد اس نے سامنے اور پیچھے تیر پھینکے اور حکم دیا گیا کہ ان دونوں تیروں کے آگے گھر تعمیر کئے جائیں۔ یوں مسجد کے لئے کشادہ جگہ چھوڑ دی گئی جو چاروں طرف سے وسیع و عریض تھی۔ مسجد کے آگے ایک مربع چھپر ڈالا گیا۔ تاکہ لوگوں کا اژدھام نہ ہونے پائے۔ خانہ کعبہ کی مسجد کے سوا باقی تمام مساجد اسی نمونہ پر بنائی گئی تھیں۔ خانہ کعبہ کے احترام کی وجہ سے دیگر مساجد اس کے مشابہ نہیں بنائی گئی تھیں۔

مسجد کا باہر کا سائبان دو سو گز کا تھا اس کے ستون سنگ مرمر کے تھے جو ایرانی بادشاہوں کے تھے۔ اس کے اوپر کا حصہ رومی گرجوں کی طرح تھا۔ صحن کے پاس ایک خندق کھودی گئی تھی تاکہ وہاں کوئی شخص عمارت تعمیر نہ کر سکے۔

کوفہ کا بیت المال

مسجد کے سامنے حضرت سعدؓ کا گھر تعمیر کیا گیا ان دونوں کے درمیان دو سو گز کی جگہ تھی، جسے بیت المال بنایا گیا تھا جو آج کل کوفہ کا محل ہے، اسے روزبہ نے حیرہ میں کسریٰ کی عمارتوں کی پختہ اینٹوں سے تعمیر کرایا تھا۔

مختلف قبائل کی مسجد کے اطراف میں سکونت

صحن کے پاس پانچ سڑکیں اور قبلہ دو چار گلیاں نکالی گئی تھیں۔ مشرقی حصہ میں تین گلیوں پر تھا، اور مغربی حصہ میں بھی تین گلیاں تھیں۔ صحن کی طرف قبیلہ سلیم و ثقیف کو دو گلیوں میں آباد کیا گیا تھا اور قبیلہ ہمدان کو ایک گلی میں بسایا گیا تھا قبیلہ بجیلہ کو دوسری گلی میں رکھا گیا تھا، قبیلہ تیم اللات ان کے آخر میں تھا اس طرح آخر میں قبیلۂ تغلب تھا۔ قبلہ رو قبیلہ اسد ایک گلی پر آباد تھا قبیلہ اسد اور قبیلہ نخع کے درمیان دوسرا راستہ تھا اور قبیلہ نخع اور قبیلہ کندہ کے درمیان دوسری گلی تھی۔ کندہ اور ازد کے درمیان دوسرا راستہ تھا۔ صحن کے مشرقی حصے میں انصار اور قبیلہ مزینہ ایک گلی میں تھے اور تمیم و محارب دوسرے گلی میں تھے۔ اور عامر دوسرے راستہ پر تھے۔ مغربی صحن میں بجالہ اور بجلہ ایک جگہ تھے قبیلہ جدیلہ اور مخلوط قبائل دوسری گلی میں تھے، قبیلہ جہینہ اور ان کے ملے جلے لوگ علیحدہ گلی میں تھے۔

یہ وہ لوگ تھے جو صحن کے قریب تھے۔ باقی لوگ ان کے درمیان اور ان کے پیچھے چوڑی سڑکوں پر آباد ہوئے ان کی بنسبت تنگ سڑکوں پر دوسرے لوگ آباد ہوئے، اس کے بعد گلیوں اور سڑکوں پر مکانات کی تعمیر کا سلسلہ چلتا رہا وہ مزکورہ سڑکوں سے قدرے تنگ تھیں، ان کے پیچھے اور درمیان میں گھر آباد ہونے لگے اور ان میں زیادہ تر جنگی

سپاہیوں کو آباد کیا گیا۔ اہل سرحد اور موصل والوں کے لئے علیحدہ مقامات رکھے گئے، تا کہ جب ان کا قافلہ آئے تو وہ وہاں ٹھہر سکے۔ لیکن جب لوگوں کی کثرت کا مسئلہ درپیش ہوا تو لوگ جگہ کی تنگی محسوس کرنے لگے، جن کے متعلقین زیادہ ہوتے تھے وہ اپنے محلّہ کو چھوڑ کر وہاں سے چلے جاتے تھے اور جس کے متعلقین کم ہوتے تھے ان کو ان کے مناسب قیام پر ٹھہرا دیا جاتا تھا۔ اور یوں صحن حضرت عمرؓ کے زمانہ خلافت میں اسی حالت میں رہا۔ قبائل اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے، وہاں صرف مسجد اور محل تھا، بازار میں کوئی عمارت نہ تھی اور نہ ہی کسی قسم کے نشانات مقرر تھے، اس لئے کہ حضرت عمرؓ کی طرف سے ہدایت تھی کہ بازار مسجد کی طرح اجتماعی مفاد کی جگہ ہے، لہذا جو پہلے جس جگہ پہنچ جائے وہ اس کا حق دار ہے، اِلّا یہ کہ وہ وہاں سے اُٹھ کر اپنے گھر چلا جائے یا اپنے سامان کو فروخت کر کے فارغ ہو جائے، اس وقت وہ جگہ اس کے تصرف سے نکل جائے گی۔ اور وہاں سواریوں کو بٹھانے کے لئے بھی احکامات مقرر تھے اس میں بھی پہلے آئیے پہلے جگہ کا انتخاب کیجئے والا اصول تھا۔

قصرِ امیر اور بیت المال

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے جامعِ کوفہ کے محراب کے سامنے ایک محل انتہائی مستحکم طریقہ سے تعمیر کرایا۔ اور اس کے اندر بیت المال قائم کیا اور وہیں انہوں نے اپنی رہائش رکھی۔

بیت المال میں نقب زنی

ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ کسی نے نقب لگا کر بیت المال سے چوری کر لی۔ حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع کی اور انہیں اپنے اس قصر اور بیت المال کا محل وقوع بتایا۔ حضرت عمرؓ نے جواباً تحریر فرمایا:

''تم مسجد کو اس طرح رکھو کہ وہ گھر کے پہلو میں ہو اور گھر قبلہ رو ہو، کیونکہ مسجد رات دن آباد رہتی ہے۔ اور ان لوگوں کی بدولت بیت المال محفوظ رہے گا۔

مسجد و محل کی نئی تعمیر

لہذا انہوں نے مسجد کو تبدیل کیا اور اس کی عمارت کا محل وقوع تبدیل کیا۔ روزبہ بن بزرجمہر نامی ایک زمیندار نے کہا ''میں اسے تعمیر کر دوں گا اور آپ کا محل بھی تعمیر کر دونگا اور ان دونوں عمارتوں کو اس طرح ملا دوں گا کہ وہ ایک ہی عمارت معلوم ہونگی۔ چنانچہ اس نے کوفہ کے محل کو سابقہ بنیاد پر قائم کیا پھر اس نے حیرہ کے گردونواح کے ایک اجڑے شاہی محل کی اینٹوں سے اس محل کو تعمیر کرایا۔ اس نے بیت المال کے سامنے سے مسجد کی تعمیر شروع کر کے اسے محل کے آخر تک بائیں طرف قبلہ رو جاری رکھا پھر اسے دائیں طرف سے لے جا کر صحن علی بن ابی طالب علیہ السلام تک ختم کیا۔ یہ صحن اس کا قبلہ تھا، پھر اس کی توسیع کر کے مسجد کے قبلہ کو صحن کی طرف کر دیا اس کے دائیں طرف محل تھا۔

اس کی عمارت سنگ مرمر کے ان ستونوں پر قائم کی گئی جو کسریٰ کے گرجوں سے نکلے تھے، اس کے دائیں بائیں بغلی حصے نہیں تھے۔ یہی تعمیر حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت تک قائم رہی۔

جامع کوفہ کی سہ بارہ تعمیر

زیاد کی تعمیرِ مسجد میں دلچسپی

حضرت معاویہؓ کے عہد خلافت میں زیاد کے ہاتھوں اس کی تعمیر میں توسیع ہوئی۔ جب زیاد نے اس کی توسیع کا ارادہ کیا تو اس نے دورِ جاہلیت کے دو ماہر معماروں کو بلوایا اور انہیں مسجد کا محل وقوع اور اس کی کیفیت سمجھائی اور بتایا کہ وہ اسے انتہائی حد تک بلند کرنا چاہتا ہے۔

اور کہا ''میں مسجد کو ناقابلِ بیان حد تک عالیشان تعمیر کرانا چاہتا ہوں''

ایک معمار نے جو شاہ ایران کسریٰ کا خاص معمار تھا، کہا ''یہ اس صورت میں ممکن ہے جب کہ اہواز کے پہاڑوں سے ستون لائے جائیں جن میں سوراخ کر کے سیسہ بھرا جائے اور لوہے کی سلاخیں بھی ان ستونوں میں بھری جائیں پھر ان ستونوں کو تیس گز بلند کیا جائے اور ان پر چھت ڈالی جائے اور اس کے دونوں طرف برآمدے رکھے جائیں اس صورت میں یہ عمارت زیادہ مضبوط و مستحکم ہوگی۔

زیاد نے کہا میں یہی چاہتا تھا مگر مجھے الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

سعد کے متعلق غلط افواہیں

حضرت سعدؓ نے محل کا دروازہ بند کر دیا کیونکہ ان کے سامنے بازار لگتا تھا اور بقول عوام کے اس کا شور انہیں بہت پریشان کرتا تھا، جب آپ نے دروازہ لگوایا تو لوگوں نے اس کے بارے میں وہ باتیں مشہور کیں جو ان سے ادا بھی نہیں ہوئی تھیں۔ لوگوں نے مشہور کر دیا کہ حضرت سعدؓ کہتے ہیں کہ یہ شور وغوغا بند کرو کہ یہ مخل آرام ہے۔ لوگ اس کو قصرِ سعدؓ کے نام سے پکارنے لگے۔

دربارِ فاروقی میں سعدؓ کی شکایت

حضرت عمرؓ کے کانوں تک بھی یہ آوازیں پہنچیں تو آپؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلوا کر کوفہ روانہ کیا اور فرمایا تم جا کر محل کے دروازے کو جلا ڈالو اور پھر جلد لوٹ آؤ۔

قصرِ سعد کے باب کو آگ

چنانچہ وہ روانہ ہوئے کوفہ آ کر انہوں نے ایندھن خریدا پھر محل میں آ کر اس کا دروازہ جلا دیا۔ حضرت سعدؓ کو سارا حال بتایا گیا کہ ایک قاصد خلیفہ کی طرف سے صرف اسی مقصد کے لئے بھیجا گیا ہے۔ حضرت سعدؓ نے اپنا آدمی بھیجا تاکہ وہ معلوم کریں کہ آخر وہ قاصد کون ہے؟ اس نے آ کر بتایا کہ وہ محمد بن مسلمہ ہیں۔ حضرت سعدؓ نے ان کو بلوایا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ آپؓ خود تشریف لائے اور انہیں اندر آنے کی دعوت دی اور محمد بن مسلمہ کو زادِ راہ پیش کیا، انہوں نے قبول سے انکار کر دیا اور حضرت عمرؓ کا خط پیش کیا۔

حاکم کیلئے حضرت عمرؓ کی ہدایات

مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ آپ نے ایک محل تعمیر کرایا ہے، جس کا آپ نے دروازہ بھی بنایا ہے اور اس کا نام قصر سعد ہے۔ آپ نے اپنے اور عام مسلمانوں کے درمیان ایک دروازہ کا حجاب کیوں حائل کر لیا؟ یہ تمہارا محل نہیں ہے بلکہ

یہ ایک شر و فساد کا محل ہے۔ تم ایسے منصب پر فائز ہو جو سرکاری خزانوں کا حامل ہے اور لہٰذا تم اس کو بند کر دو۔ تم اپنے گھر پر دروازہ نہ رکھو کیونکہ اس کی وجہ سے عام مسلمان تمھارے پاس نہ آسکیں گے اور پھر تم ان کے حقوق ادا نہ کر سکو گے۔ یہ ضروری ہے کہ مسلمان تمھاری مجلسِ نشست و برخاست میں بلا روک ٹوک آسکیں اور جب تم نکلو تو وہ تم سے مل سکیں۔

حضرت سعدؓ نے محمد بن مسلمہ کے سامنے قسم کھا کر فرمایا کہ جو کچھ لوگوں نے بتایا ہے وہ ان کی اپنی افتراء ہے، میرا قول نہیں ہے۔

حضرت سعدؓ کی بریت

محمد بن مسلمہ فوراً وہاں سے چل پڑے۔ جب وہ مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو ان کا زادِ راہ ختم ہو گیا انہیں درختوں کی چھال چبانی پڑی جب وہ حضرت عمر کے پاس پہنچے تو انہیں تمام حال سنایا، حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے حضرت سعدؓ کا زادِ راہ کیوں قبول نہیں کیا وہ کہنے لگے کہ اگر آپ کا یہ منشاء ہوتا تو آپ مجھے اس بارے میں لکھ دیتے یا اس کی اجازت دیتے اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا،

''دانا انسان وہ ہے کہ جب اسے کوئی اہم کام سپرد کیا جائے تو وہ قول و عمل میں دور اندیشی اختیار کرے اس کے بعد انہوں نے حضرت سعدؓ کی قسم اور قول کو دہرایا، پھر خود حضرت محمد بن مسلمہ نے حضرت سعدؓ کے قول کی تصدیق کی اور فرمایا۔ ''وہ ان سب لوگوں سے زیادہ صادق القول انسان ہیں جنہوں نے مجھے مخالفانہ باتیں بتائیں''۔

اسحاق بن طلحہ کے آزاد کردہ ابو محمد عطاء بیان کرتے ہیں ''میں اس جامع کوفہ میں اس وقت بیٹھا کرتا تھا کہ ابھی زیاد نے اس کی توسیع نہ کی تھی، نہ اس کے برآمدے تھے اور نہ اس کا پچھلا حصہ۔ اس وقت مجھے وہاں سے دیر ہند اور رباب الجسر نظر آتے تھے۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں جو شخص اس مسجد میں بیٹھتا تھا اسے وہاں سے باب الجسر نظر آتا تھا۔

روزبہ بن بزرجمبر کی شخصیت

ابو کثیر سے مروی ہے کہ روزبہ بن ساسان ہمدان کا باشندہ تھا۔ وہ کسی رومی سرحد نگران تھا، وہاں اس نے اپنے جوہرِ شمشیر و سناں دکھائے۔ اس پر ایرانی حکام اس سے ڈر گئے، تب وہ رومیوں سے مل گیا، وہاں بھی وہ مطمئن نہ ہو سکا حتی کہ وہ حضرت سعدؓ کے پاس پہنچا اور ان کے لئے محل اور مسجد تعمیر کرائی پھر اسے خط دے کر حضرت عمرؓ کے پاس بھیجا اور انہیں اس کے حالات سے آگاہ کیا۔ وہ اسلام لے آیا اور حضرت عمرؓ نے اس کے لئے وظیفہ بھی مقرر کیا اور دیگر عطیات سے نوازا اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ اسے حضرت سعدؓ کی طرف واپس بھیج دیا جب وہ قبر العبادی نامی مقام پر پہنچا تو وہ مر گیا لوگوں نے اس کے لئے قبر کھودی اور انتظار کرتے رہے کہ کچھ لوگ وہاں سے گزریں اور وہ اس کی موت کی شہادت دیں چنانچہ چند خانہ بدوش وہاں سے گزرے اس وقت راستے میں انہوں نے قبر کھودی تھی انہوں نے ان لوگوں کو گواہ بنایا تاکہ وہ اس کے قتل کے الزام سے بری ہو جائیں اس طرح یہ مقام قبر العبادی کے نام سے موسوم ہو گیا، ابو کثیر کہتے ہیں وہ میرے والد تھے۔

قبائل کی جتھہ بندی

سیف سے مروی ہے کہ قبائل کے دس حصوں کی تقسیم میں بہت خرابی پیدا ہو رہی تھی اس لئے حضرت سعدؓ نے حضرت عمرؓ کو اس کے درست کرنے کے بارے میں لکھا، انہوں نے لکھا کہ وہ خود اس میں تبدیلی کر دیں گے لہذا انہوں نے اہلِ نسب اور عقل مندوں کو بلا بھیجا، جن میں سعید بن غران اور مشعلہ بن نعیم بھی شامل تھے۔ انہوں نے قبائل کے سات حصے تقسیم کر دیئے۔ چنانچہ قبیلہ کنانہ اور ان کے حلیف احابیش وغیرہ اور بنو عمرو بن قیس عیلان سات حصوں میں شامل ہو گئے اور قضاء بن غسان بن ہشام، بجلہ، خثعم، کندہ حضرت موت اور قبیلہ ازد بھی ان سات میں شامل ہو گئے مذحج، حمیر، حمدان اور ان کے حلیف بھی ساتوں میں شامل ہو گئے تمیم اور باقی قبیلہ رباب اور ہوازن کا قبیلہ الگ سات کے مجموعہ میں شامل ہو گیا قبیلہ اسد، عطفان، محارب، نمر، ضبیعہ اور تغلب ایک جماعت ہو گئے۔ قبیلہ عیاد، عک، عبدالقیس، اہل ہجر، اہلِ حمراء کا ایک الگ گروہ ہو گیا یہ تقسیم حضرت عثمانؓ، علیؓ اور معاویہؓ کے زمانہ تک برقرار رہی تا آنکہ زیاد نے ان چار حصوں میں تقسیم کیا۔

تقسیمِ وظائف

ایک لاکھ درہم کے وظائف کی تقسیم کیلئے جداگانہ نگران مقرر کئے گئے۔ چنانچہ اہل قادسیہ کے تینتالیس مرد اور تینتالیس عورتیں اور پچاس چھوٹے بچوں کا ایک اندازہ قائم کیا گیا۔ پھر ان کے لئے ایک لاکھ درہم رکھے گئے۔ دیگر فتوحات کے سپاہیوں میں سے ہر بیس مرد اور بیس عورتوں مع بچوں کے لئے تین تین ہزار درہم مقرر کئے گئے اور ہر خاندان کو ایک ایک لاکھ درہم دیئے گئے۔

مددگار فوجوں میں سے ہر ساٹھ مرد اور ساٹھ عورتیں اور چالیس بچوں کے نگران کو ڈیڑھ ہزار سے لے کر ایک لاکھ دیئے جاتے تھے پھر اسی حساب سے وظائف کی تقسیم ہوتی تھی۔

عطیہ بن حارث کہتے ہیں میں نے ایک سو نگران سردار عریف دیکھے اسی طرح اہل بصرہ کے لئے یہی انتظام تھا۔

مسلمانوں کے عطیات اور وظائف قبائل کے امراء اور علمبرداروں کو دیئے جاتے تھے وہ ان عطیات کو محلہ جات کے سرداروں اور تحصیل داروں کے سپرد کر دیتے تھے جو انہیں لوگوں کے گھروں میں جا کر تقسیم کرتے تھے۔

اطرافِ کوفہ کے سربراہان

سیف سے مروی ہے کہ مدائن کی فتوحات میں سواد، حلوان، ماسبذان اور قرقیسیاء کی فتوحات شامل ہیں۔ اسی طرح کوفہ کے چہار اطراف کے سرحدی مقامات یہی چار ہیں اور ان کے الگ الگ حکام درج ذیل ہیں:
حلوان کے حاکم قعقاع بن عمرو تھے۔ ماسبذان کے حاکم ضرار بن الخطاب النہری تھے۔ قرقیسیاء کے حاکم عمر بن مالک یا عمرو بن عتبہ بن نوفل تھے۔ موصل کے حاکم عبداللہ بن المعتم تھے۔ یہ حضرات ان علاقوں کے سردار اور انہی میں مقیم تھے اور دیگر مسلمان مدائن میں تھے۔ جب حضرت سعدؓ نے کوفہ کا شہر آباد کیا تو ان لوگوں کو بھی کوفہ مین بلوالیا۔

سربراہان کے جانشین

مذکورہ بالا حضرات نے سرحدوں پر ان لوگوں کو اپنا نائب مقرر کر رکھا تھا جو ان کی حفاظت و انتظام کے فرائض کو

بخوبی انجام دے سکیں ۔ چنانچہ قعقاع کا جانشین حلوان میں قباذ بن عبداللہ تھا۔ موصل میں عبداللہ بن المعتم کے جانشین مسلم بن عبداللہ تھے اور ضرار کے جانشین رافع بن عبداللہ مقرر ہوئے اور عمر بن مالک کے جانشین عشنق بن عبداللہ ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں لکھا تھا کہ قیدیوں میں سے جس کسی کی انہیں ضرورت ہو اس کی مدد حاصل کریں اور ان سے جزیہ اُٹھا دیں چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا۔ جب کوفہ آباد ہو گیا تو لوگوں نے اجازت کے ساتھ مدائنی گھروں سے ان کے دروازے کوفہ منتقل کر لیے اور انہیں اپنے تعمیر کردہ گھروں پر لگوالیا۔ یہی ان کی سرحدیں تھیں اور ان کے قبضے میں اس وقت یہی علاقے تھے۔

کوفہ کی سرحدات اور امیر

عامر سے مروی ہے کہ کوفہ سرحدیں حلوان، موصل، ماسبذان اور قرقیساء تھیں۔ حضرت عمرؓ نے اس سے آگے بڑھنے سے منع کر دیا تھا اور پیش قدمی کی اجازت نہیں دی تھی۔

حضرت سعدؓ بن مالک ابو وقاص کوفہ کی تعمیر کے بعد ساڑھے تین سال تک اس کے حاکم رہے۔ اس سے پہلے وہ مدائن میں بھی امیر رہ چکے تھے۔ ان کے دورِ حکومت میں کوفہ، حلوان، موصل، ماسبذان اور قرقیساء شامل تھے ان کی حدود بصرہ تک پھیلی ہوئی تھیں۔

بصرہ کے حکام کا عزل و نصب

حضرت عتبہ بن غروان بصرہ کے امیر تھے۔ وہ حضرت سعدؓ کے دور میں ہی فوت ہو گئے تھے اس لئے حضرت عمرؓ نے ابو سبرہ کو عتبہ کی جگہ پر امیر بنایا۔ لیکن پھر ابو سبرہ کو بصرہ کی امارت سے سے معزول کر کے حضرت مغیرہ کو بصرہ کا امیر مقرر کیا۔ اس کے بعد حضرت مغیرہ کو بھی معزول کر کے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو حاکم مقرر کیا۔

اہل روم سے جنگ

اہلِ روم کا اہلِ جزیرہ کو ساتھ ملانا

اسی سال رومیوں نے حمص میں حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح کے لشکر پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔

سیف سے مروی ہے کہ اہلِ روم نے اہلِ جزیرہ کو خط و کتابت کر کے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ وہ دونوں لشکر حضرت ابوعبیدہ کے مسلمان لشکر پر حملہ کرنے کے ارادہ سے روانہ ہوئے۔ لہٰذا حضرت ابوعبیدہ نے اپنے تمام فوجی دستوں کو اپنے ساتھ ملا لیا، اور وہ تمام لشکر حمص کے بیرونی میدان میں صف آرا ہو گیا۔

ابوعبیدہ کی مشاورت اور عمرؓ کو خط

حضرت خالدؓ بن ولید بھی قنسرین سے آ گئے۔ دیگر فوجی چھاؤنیوں کے امراء بھی آ گئے۔ حضرت ابوعبیدہؓ نے ان سالاروں سے مشاورت کی کہ کیا وہ پیش قدمی کر کے دشمن کا مقابلہ کریں یا امدادی فوج کے آنے تک قلعہ بند ہو جائیں؟ حضرت خالدؓ نے مشورہ دیا کہ مقابلہ کیا جائے۔ مگر دوسرے سپہ سالاروں نے یہ مشورہ دیا کہ وہ قلعہ بند ہو جائیں اور

حضرت عمرؓ کو اس بارے میں لکھا جائے۔ حضرت ابو عبیدہ نے حضرت خالد بن ولید کے مشورہ کے مقابلہ میں ان سپہ سالاروں کا مشورہ قبول کیا۔ پھر آپؓ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ اہل روم مسلمانوں کے خلاف روانہ ہو گئے ہیں۔

عمرؓ کی دور اندیشی

حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کی جمع پونجی سے ہر شہر میں مقررہ تعداد میں گھوڑے خرید کر محفوظ کر رکھے تھے تا کہ وہ ناگہانی جنگو میں کام آئیں۔ چنانچہ کوفہ میں ایسے چار ہزار گھوڑے محفوظ تھے۔ جب حضرت عمرؓ کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو انہوں نے حضرت سعدؓ کو لکھا۔

حضرت عمرؓ کا حکم نامہ

تم لوگ اہل کوفہ کو حضرت قعقاع بن عمرو کے ساتھ تیار کرو اور جس وقت میرا یہ خط تمھیں موصول ہو، فوراً انہیں حمص روانہ کر دو، کیونکہ ابو عبیدہ کا محاصرہ کر لیا گیا ہے۔ اس لئے نہایت سرگرمی اور جوش وخروش کے ساتھ اس طرف پیش قدمی کرو۔

اس کے علاوہ تم سہیل بن عدی کو بھی لشکر دے کر جزیرہ کی طرف روانہ کرو، وہ ورقہ پہنچ جائیں، کیونکہ اہل جزیرہ نے ہی اہل روم کو اہل حمص کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا ہے۔ آگے جا کر اہل قرقیسا بھی ان سے مل جائیں گے۔ اور عبداللہ بن عتبان کو نصیبین کی طرف روانہ کر دو، وہاں بھی اہل قرقیسا ان کے آگے ہیں۔ اس کے بعد یہ دونوں لشکر حران اور رہا مقام پر جائیں۔ ولید بن عتبہ کو بھی جزیرہ کے عرب قبائل ربیعہ اور تنوخ پر روانہ کرو اور عیاض بن غنم کو بھی روانہ کرو، اگر جنگ شروع ہو جائے تو اس ساری فوج کی قیادت عیاض بن غنم کے سپرد ہے۔

فوجیوں کی نقل وحرکت

حضرت عیاض اہل عراق میں سے تھے، جو حضرت خالد بن ولید کے ساتھ اہل شام کی اسلامی فوج کو امداد دینے کے لئے روانہ ہوئے تھے اور اہل قادسیہ کو امداد دینے کے لئے واپس اہل عراق کی فوج کے ساتھ آ ملے تھے۔ وہ حضرت ابو عبیدہ کے دست راست بھی تھے۔

چنانچہ حضرت قعقاع چار ہزار فوج لے کر اسی دن حمص روانہ ہو گئے، جس دن حضرت عمرؓ کا خط پہنچا۔ اور حضرت عیاض بن غنم اور جزیرہ کے سپہ سالار بھی خشکی اور دریائی راستے سے روانہ ہو گئے۔ ہر سپہ سالار اسی طرح روانہ ہوا جہاں کا اس کو حکم دیا گیا تھا۔ اس حکم کے مطابق سہیل رقہ آئے۔ حضرت عمر فاروقؓ خود بھی حضرت ابو عبیدہ کی امداد کے لئے مدینہ منورہ سے نکلے۔ آپ حمص جانے کے ارادے سے جابیہ کے مقام پر فروکش ہوئے۔

اہل جزیرہ کی پسپائی

اہل جزیرہ نے اہل حمص کے خلاف اہل روم کی مدد کی تھی اور انہیں جنگ پر آمادہ کیا تھا۔ اس وقت انہی رومیوں کے ساتھ مقیم تھے۔ لیکن جب انہیں اپنے لوگوں کے ذریعے یہ خبر ملی کہ کوفہ سے مسلمانوں کی فوجیں روانہ ہو گئی ہیں۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ آیا وہ جزیرہ کی طرف آ رہی ہیں یا حمص جا رہی ہیں؟ یہ خبر سن کر وہ اپنے شہروں کی طرف چلے گئے اور اہل روم کو اکیلا چھوڑ دیا۔

حضرت عمرؓ کی جابیہ آمد

اس عرصے میں حضرت عمرؓ جابیہ کے مقام پر پہنچ گئے وہاں انہیں فتح کا مژدہ موصول ہوا اور یہ بھی اطلاع دی گئی کہ امدادی فوج فتح کے تین دن بعد پہنچی۔ لہٰذا ان کے بارے میں فیصلہ کیا جائے، حضرت عمرؓ نے جواب لکھا کہ تم انہیں بھی مالِ غنیمت میں شریک کرو، پھر آپؓ نے فرمایا کہ اللہ اہلِ کوفہ کو جزائے خیر دے وہ اپنی حفاظت بھی کرتے ہیں اور دیگر شہر والوں کو امداد بھی پہنچاتے ہیں۔

فتح کی خبر، شعبی کی روایت

حضرت شعبی فرماتے ہیں حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ سے امداد طلب کی، کیونکہ اہل روم ان کے خلاف جنگ کرنے کے لئے نکل آئے تھے اور عیسائیوں نے ان کی پیروی کرتے ہوئے ان کا محاصرہ کر لیا تھا حضرت عمرؓ نے اہل کوفہ کو امداد کے لئے لکھا۔ چنانچہ وہ چار ہزار کی فوج لے کر روانہ ہوئے۔ اور حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس فتح کے واقعہ کے تین دن بعد پہنچے۔ اس لئے حضرت عمرؓ کو ان کے بارے میں لکھا گیا اس وقت آپؓ جابیہ کے مقام پر پہنچ گئے تھے حضرت عمرؓ نے انہیں لکھا: ان کوفہ والوں کو بھی مالِ غنیمت میں شریک کر لو، کیونکہ یہ تمہاری امداد کے لئے روانہ ہو چکے تھے اور تمہارا دشمن ان ہی کی خبر سن کر منتشر ہوا تھا۔

گھوڑوں کو سدھانے کا اعلیٰ نظام

ماہان سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس چار ہزار گھوڑے تھے، جنہیں ناگہانی حوادث و جنگ کے لئے محفوظ رکھا ہوا تھا۔ ان کا اصطبل موسم سرما میں قصر کوفہ کی دائیں طرف قبلہ رو رکھا جاتا۔ اور اسی وجہ سے وہ مقام آج تک گھوڑوں کا اصطبل کہلاتا ہے۔ ساون میں یہ گھوڑے دریائے فرات اور کوفہ کی بستی کی درمیانی چراگاہوں میں چرنے کے لئے بھیجے جاتے تھے، جو عاقول نامی جگہ کے قریب ہے۔ اہلِ عجم اس مقام کو آخورِ شاہ یعنی شاہی چراگاہ کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ کوفہ میں اس اصطبل کے نگران سلمان بن ربیعہ باہلی تھے، جو اہلِ کوفہ کے چند افراد کے ساتھ ان کی نگرانی اور دیکھ بھال کرتے تھے اور ہر سال ان کی دوڑ کراتے تھے۔ بصرہ میں بھی اس قسم کا انتظام تھا وہاں ان کی نگرانی جزء بن معاویہ کرتے تھے اور مسلمانوں کے آٹھوں شہروں میں ہمہ وقت گھوڑوں کی اس قدر تعداد محفوظ رہتی تھی۔ چنانچہ اگر کوئی حادثہ وقوع پذیر ہوتا تو ایک جماعت ان گھوڑوں پر سوار ہو کر آگے بڑھتی تھی حتیٰ کہ لوگ مقابلہ کے لئے مکمل طور پر تیار ہو جاتے تھے۔

فتح جزیرہ

عیاض کی سپہ سالاری

سیف سے مروی ہے کہ ۱۷ھ میں جزیرہ فتح ہوا۔ لیکن محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ جزیرہ ۱۹ھ میں فتح ہوا، پھر انہوں نے فتح کا واقعہ اس طرح بیان کیا ہے:

ضرورت نہیں ہے لہٰذا انہوں نے حضرت عیاض کو جب کہ وہ جزیرہ کے درمیانی مقام پر تھے پیغامِ صلح بھیجا۔ عیاض نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کی مصالحت قبول کر لی جائے چنانچہ ان کی مصالحت تسلیم کی گئی۔ مصالحت کے یہ فرائض حضرت عیاض کے حکم سے سہیل بن عدی نے انجام دیئے۔ کیونکہ سپہ سالار وہی تھے، آخر کار یہ لوگ ذمی رعایا بن گئے۔

دیگر علاقوں کی مصالحت

حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان دریائے دجلہ کے راستے سے موصل پہنچے وہاں سے ایک شہر کو عبور کرنے کے بعد وہ نصیبین آئے۔ وہاں کے باشندوں نے صلح کر لی، اور وہی طریقہ اختیار کیا جو اہل رقہ نے اختیار کیا تھا اور انہیں بھی جنگی خطرات لاحق ہوئے جس کی وجہ سے انہوں نے بھی مصالحت کے لئے حضرت عیاض کو لکھا۔ انہوں نے ان کی مصالحت کو تسلیم کرنے کا فیصلہ کیا اور عبداللہ بن عبداللہ نے صلح نامہ لکھا۔ صلح سے قبل جو کچھ وہ بجبر لے چکے تھے۔ اسے برقرار رکھا اس کے بعد یہ بھی ذمی رعایا بن گئے۔ ولید بن عتبہ بنو تغلب اور جزیرہ کے پاس آئے وہاں کے مسلم اور غیر مسلم افراد نے ان کا ساتھ دیا البتہ قبیلہ آباد بن نزار وہاں سے کوچ کر کے رومیوں کی سرزمین میں چلا گیا۔ ولید بن عتبہ نے حضرت عمر بن خطاب کو اس واقعہ کی اطلاع دی۔

اہل حران سے صلح

جب اہل رقہ و نصیبین مطیع ہو گئے تو حضرت عیاض سہیل اور عبداللہ کو لے کر حران کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں اس سے پہلے کے تمام علاقے پر قبضہ کر لیا۔

جب وہ حران پہنچے تو وہاں کے لوگ جزیہ ادا کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ چنانچہ حضرت عیاض نے ان کا جزیہ قبول کر لیا اور فتح کے بعد جن لوگوں نے جزیہ قبول کیا انہیں بھی ذمی رعایا بنا لیا گیا۔ اس کے بعد حضرت عیاض نے سہیل اور عبداللہ کو رہا کی طرف بھیجا، وہاں کے باشندے بھی ادائیگی جزیہ پر رضامند ہو گئے۔ ان کے علاوہ دوسرے لوگ بھی انہی کی طرح ذمی رعایا قرار دیدیئے گئے۔ جزیرہ سب ممالک سے زیادہ آسانی سے فتح ہو گیا، چنانچہ فتح کی آسانی اہل جزیرہ کے لئے باعث عار بن گئی۔

مختلف سالاروں کی تبدیلی

جس وقت حضرت عمرؓ جابیہ میں مقیم تھے اور اہل حمص جنگ سے فارغ ہو چکے تھے۔ اس وقت آپؓ نے حبیب بن مسلمہ کو حضرت عیاض بن غنم کی امداد کے لئے بھیجا۔ چنانچہ وہ حضرت عیاض کی مدد کے لئے پہنچے پھر جب حضرت عمرؓ جابیہ سے واپس تشریف لے گئے تو حضرت ابو عبیدہ نے آپؓ کو تحریری درخواست کی کہ جب وہ حضرت خالدؓ بن ولید کو مدینہ بلوالیں تو حضرت عیاض بن غنم کو ان کے پاس بھیج دیں۔ چنانچہ عیاض کو وہاں بھیج دیا گیا۔ اور سہیل بن عدی اور عبداللہ بن عبداللہ کو کوفہ بھیج دیا گیا حبیب بن مسلمہ کو جزیرہ کیا اہلِ عجم کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے مقرر کیا گیا اور ولید بن عقبہ کو جزیرہ کے اہلِ عرب پر مقرر کیا گیا چنانچہ وہ دونوں جزیرہ میں اپنی عملداری میں رہے۔

شاہِ اسلام کا شاہِ روم کو جرأت مندانہ خط

جب حضرت عمرؓ کے پاس ایک عرب قبیلہ کے فرار سے متعلق ولید بن عقبہ کا خط پہنچا تو حضرت عمرؓ نے شاہ روم

کو یہ مختصر خط لکھا:

مجھے اطلاع ملی ہے کہ ایک عرب قبیلہ ہمارا علاقہ چھوڑ کر آپ کے علاقے میں آ گیا ہے۔ خدا کی قسم تم انہیں فوراً نکال دو، ورنہ ہم عیسائیوں کو نکلوا کر تمہاری طرف بھجوا دیں گے۔

چنانچہ شاہ روم نے انہیں نکال دیا اور ابوعدی بن زیاد کے ساتھ چار ہزار افراد نکل کر متحدہ طور پر آئے اور باقی پیچھے رہ گئے اور شام اور جزیرہ کے قریب رومی شہروں میں بکھر گئے۔ چنانچہ اب سرزمین عرب میں قبیلہ اباد سے جو شخص تعلق رکھتا ہے وہ انہی چار ہزار افراد کی نسل میں سے ہے۔

عرب سرزمین پر اسلام ہی رہ سکتا ہے۔

ولید بن عقبہ نے بنو تغلب پر اصرار کیا کہ وہ مسلمان ہو جائیں۔

چنانچہ ان کے بارے میں حضرت عمرؓ کو لکھا گیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا:

جزیرہ عرب کے رہنے والوں کے لئے اسلام کے بغیر چارہ کار نہیں۔ عرب کو ہر حال میں مسلمان ہونا پڑے گا، تاہم انہیں اس شرط پر اپنے مذہب پر رہنے کی اجازت دی جائی گی کہ وہ کسی بچے کو عیسائی نہ بنائیں، اور اُن میں جو مسلمان ہونا چاہیں وہ ان کو اسلام قبول کرنے میں آڑے نہ آئیں۔ لہٰذا ان کا معاہدہ اس شرط پر تسلیم کیا گیا کہ وہ کسی بچے کو عیسائی نہ بنائیں گے۔ اور ان میں سے کسی کو اسلام لانے سے نہ روکیں گے۔ کچھ لوگوں نے یہ شرائط قبول کرلیں اور اس کے مطابق عمل کیا گیا۔ جبکہ کچھ لوگوں نے جزیہ دینے پر اصرار کیا تو ان سے قبیلہ عباد و تنوخ کی شرائط کے مطابق معاہدہ کیا گیا

بنی تغلب کا عجیب رویّہ

وفد کا لفظ خراج سے اظہارِ نفرت

یوسف تغلبی سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے وفد کے ساتھ یہ معاہدہ کیا تھا کہ وہ کسی بچے کو عیسائی نہ بنائیں گے۔ یہ شرط اس وفد اور ان لوگوں کے لئے تھی، جس کی نمائندگی اس وفد نے کی تھی، دوسرے لوگوں کے لئے یہ شرط نہیں تھی۔

وفد کا حضرت عمرؓ کو جزیہ ادا کرنے سے انکار

جب حضرت عمرؓ کا زمانہ آیا تو ان سے کہا گیا کہ تم انہیں خراج کے لفظ سے نفرت نہ دلاؤ البتہ تم وہ صدقہ دوگنا کر دو جو تم ان کے مال سے لیتے تھے یہ بھی ایک قسم کا جزیہ ہوگا۔ کیونکہ وہ جزیہ کے لفظ سے ناراض ہوتے تھے۔ البتہ یہ شرط رکھو کہ وہ کسی بچے کو عیسائی نہ بنائیں جب کہ ان کے والدین مسلمان ہو چکے ہوں۔

چنانچہ ان کا یہ وفد یہ بات طے کر کے حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا حضرت عمرؓ نے فرمایا تم جزیہ ادا کرو انہوں نے حضرت عمر سے کہا آپ ہمیں امن کی جگہ پہنچا دیں، خدا کی قسم اگر ہم پر جزیہ مقرر کیا جائے گا تو ہم رومیوں کے علاقہ میں چلے جائیں گے۔ کیا آپ ہمیں عربوں کے درمیان ذلیل و رسوا کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے خود اپنے آپ کو ذلیل و رسوا کیا ہے اور اپنی قوم کی اسلام نہ لا کر مخالفت کی ہے تمھیں جزیہ ادا کرنا ہوگا۔ اگر تم رومی علاقے میں بھاگ گئے تو میں تمھارے بارے میں لکھ کر بلوالوں گا اور پھر تم سب کو قیدی اور اسیر بنالیا جائے گا وہ بولے آپ ہم سے

جو چاہیں رقم لیں، مگر اس کو جزیہ سے موسوم نہ کیا جائے آپ نے فرمایا ہم تو اسے جزیہ کہیں گے تم جو چاہو اس کا نام رکھو حضرت علیؓ بن ابی طالب نے فرمایا: اے امیر المؤمنین کیا سعد بن مالک ابو وقاص نے دوگنا صدقہ مقرر نہیں کیا تھا ؟ آپ نے فرمایا بے شک مقرر کیا تھا اس کے بعد وہ اس بات پر رضامند ہو گئے اور ان کا وفد واپس آ گیا۔ قبیلہ تغلب میں تکبر و سرکشی تھی اور وہ ولید بن عقبہ سے ہمیشہ جھگڑتے رہے۔ ولید نے انہیں قابو میں رکھنا چاہا، لیکن یہ خبر کسی طرح حضرت عمرؓ کو پہنچ گئی۔ آپ کو اندیشہ ہوا کہیں وہ حملہ نہ کر بیٹھیں، اس لئے آپ نے ان کو معزول کر دیا اور فرات بن حیان کو ان کا حاکم بنا دیا۔ ہند بن عمرو الجملی بھی معاون کے طور پر ان کے ساتھ تھے۔

جزیرہ ذوالحجہ ۱۷ھ میں فتح ہوا۔

حضرت عمرؓ کا سفرِ شام

محمد بن اسحاق کا قول ہے کہ ۱۷ھ میں حضرت عمرؓ بغرضِ جہاد مدینہ سے سفرِ شام کے لئے روانہ ہوئے۔

سرغ کے مقام پر مسلمان سپہ سالاروں نے آپؓ کا استقبال کیا اور آپؓ کو اس بات کی اطلاع دی کہ اس سر زمین میں طاعون کی وباء پھیلی ہوئی ہے، لہٰذا آپ مسلمانوں کو لے کر واپس چلے گئے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ جہاد کی نیت سے روانہ ہوئے آپ کے ساتھ بہت سے مہاجرین و انصار تھے۔ اور لوگ مکمل طور پر تیار ہو کر نکلے تھے۔ جب آپ سرغ کے مقام پر مقیم ہوئے تو وہاں کے سپہ سالار حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح، یزید بن ابی سفیان اور شرحبیل بن حسنہ ملاقات کے لئے آئے۔ انہوں نے یہ اطلاع دی کہ اس سرزمین میں بیماری پھیلی ہوئی ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا تم مہاجرینِ اولین کو جمع کرو۔

حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ جب میں نے انہیں اکٹھا کر لیا تو آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا، انہوں نے مختلف خیالات کا اظہار کیا

عمرؓ کے طاعون میں ٹھیرنے پر مختلف خیالات

کسی نے کہا آپ اس لئے روانہ ہوئے ہیں کہ اللہ کی رضا اور اس کا ثواب حاصل کریں، اس لئے ہماری یہ رائے نہیں ہے کہ کوئی آنے والی مصیبت آپ کو اس مقصد سے روکے۔ دوسرے شخص نے کہا یہ تباہ کن مصیبت ہے اس لئے ہماری رائے ہے کہ آپ پیش قدمی نہ کریں۔ جب ان میں بہت اختلاف ہوا تو آپ نے انہیں اٹھا دیا اور فرمایا انصار کو جمع کرو انہیں بھی اکٹھا کر لیا گیا تو آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا، وہ بھی مہاجرین کی طرح اختلاف کا شکار ہوئے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ انہوں نے پہلے گروہ کی باتیں سن لی ہوں۔ پھر جب ان میں بھی اختلاف بڑھا تو آپؓ نے فرمایا: تم میرے پاس سے چلے جاؤ، اس کے بعد آپ نے فرمایا تم فتحِ مکہ کے مہاجرینِ قریش کو بلاؤ۔ چنانچہ میں انہیں بھی بلا لایا۔ آپ نے ان سے مشورہ طلب کیا تو ان میں سے کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا بلکہ سب بیک ہو کر بولے: آپ مسلمانوں کو لے کر واپس چلے جائیں، کیونکہ اس میں مصیبت اور تباہی ہے۔ حضرت عبداللہؓ بن عباس فرماتے ہیں: مجھے حضرت عمرؓ نے حکم دیا اے ابن عباس تم لوگوں میں اعلان کرو اور بتاؤ کہ امیر المؤمنین تمھیں بلا رہے ہیں، پھر جب سب مسلمان جمع ہو گئے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا:

عجیب سوال حکیم جواب

اے لوگو! میں واپس جا رہا ہوں تم بھی واپس چلے چلو۔ اس پر حضرت ابوعبیدہؓ بن الجراح نے ان سے فرمایا کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر جا رہے ہیں؟

آپؓ نے فرمایا ہاں ہم اللہ کی تقدیر سے بھاگ کر اللہ کی تدبیر کی طرف جا رہے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اگر کوئی شخص ایسی وادی میں اترے جس کے دو کنارے ہوں۔ ایک کنارہ سرسبز و شاداب ہو اور دوسرا خشک ہو تو جو خشک کنارے پر پھرتا ہے وہ بھی اللہ کی تقدیر پر ہے اور جو سرسبز کنارے کی چراگاہ میں پھرتا ہے وہ بھی اللہ کی تقدیر کے مطابق یہ فعل کرتا ہے۔ پھر آپؓ نے فرمایا اے ابوعبیدہؓ کاش کہ تمھارے علاوہ کوئی اور شخص یہ بات کہتا۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کی حدیث

پھر آپؓ ابوعبیدہؓ کو لوگوں سے الگ ایک جگہ لے گئے اور اس اثناء میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف بھی آ گئے۔ وہ مسلمانوں سے پیچھے رہ گئے تھے اور گزشتہ اجتماع میں شریک نہیں ہو سکے تھے۔ اس لئے انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ اس پر انہیں تمام حال سنایا گیا۔ وہ بولے مجھے اس کے بارے میں صحیح علم ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا ہمارے نزدیک تم امین و صادق ہو۔ بتاؤ تمھیں کیا بات معلوم ہے؟ انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جب تم یہ سنو کہ وباء کسی شہر میں آ گئی ہے تو تم وہاں نہ جاؤ اور تم جب وہاں موجود ہو اور وہاں یہ وباء نازل ہو گئی ہو تو وہاں سے بھاگ نکلو اور تمھارے نکلنے کا صرف یہ سبب نہ ہو۔

اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے کہ یہ حدیث ہمارے مطابق ثابت ہوئی۔ اے لوگو چلو واپس کوچ کرو، چنانچہ وہ لوگوں کو لے کر واپس چلے گئے۔

حضرت زہری کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ صرف عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی حدیث سن کر واپس گئے تھے اور جب وہ واپس چلے گئے تو سپہ سالار بھی اپنی اپنی جگہوں کی طرف واپس چلے گئے۔

طاعون کی وباء

سیف کی روایت ہے کہ طاعون شام و مصر اور عراق میں پھیلا اور شام میں برقرار رہا اور اس طاعون کی وجہ سے جو محرم اور صفر کے مہینوں میں نازل ہوا تھا ان شہروں کے بہت سے لوگ مر گئے اس کے بعد شام کے علاوہ تمام شہروں سے یہ طاعون رخصت ہو گیا اور اس بات کی حضرت عمرؓ کو اطلاع دی گئی، لہٰذا وہ سفر شام کے لئے روانہ ہوئے لیکن جب وہ شام کے قریب پہنچے تو انہیں یہ اطلاع ملی کہ یہ وہاں پہلے سے بھی زیادہ شدید ہے۔ تو انہوں نے اور دیگر صحابہؓ نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی سرزمین میں وبا ہو تو تم وہاں نہ جاؤ اور جب کسی سرزمین میں یہ وباء نازل ہو جائے اور تم وہاں ہو تو وہاں سے مت نکلو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ وہاں سے لوٹ آئے۔

لوگوں نے اس بارے میں لکھا اور یہ بھی لکھا کہ ان کے قبضہ میں موروثی مال ہے لہٰذا آپ نے ۱۶ھ جمادی الاول کے مہینے میں لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان سے شہروں کے بارے میں مشورہ طلب کیا۔ آپؓ نے فرمایا میں مسلمانوں کے شہروں کی سیاحت کرنا چاہتا ہوں، تا کہ حالات کا خود مشاہدہ کر سکوں، آپ مجھے اس بارے میں مشورہ دیں۔

کعب احبار کا الہامیہ کلام

اس مجمع میں کعب احبار بھی موجود تھے اور اسی سال وہ مسلمان ہوئے تھے وہ بولے اے امیر المؤمنین آپ اپنے سفر کا آغاز کونسے شہر سے کرنا چاہتے ہیں؟ آپؓ نے فرمایا عراق سے، وہ بولے آپ ایسا نہ کریں کیوں کہ برائی کے دس حصہ ہیں اور بھلائی کے بھی دس حصے ہیں برائی کا ایک حصہ مغرب میں ہے اور نو حصے مشرق میں ہیں اسی طرح بھلائی کا ایک حصہ مشرق میں ہے اور باقی نو حصے مغرب میں ہیں۔ مشرق ہی شیطان کا سینگ اور ہر قسم کی مہلک بیماری کا سرچشمہ ہے۔

کوفہ کی برتری، علیؓ کا فرمان

سیف کی دوسری روایت یہ ہے کہ اس موقعہ پر حضرت علیؓ کھڑے ہوکر فرمانے لگے اے امیر المؤمنین خدا کی قسم! کوفہ ہجرت کے بعد دوسری ہجرت کے لائق مقام ہے۔ یہ اسلام کا مرکز ہے ایک دن ایسا آئے گا کہ مومن وہیں آئے گا اور وہاں آنے کا مشتاق ہوگا

ابوامامہ کی روایت ہے کہ اس موقعہ پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے امیر المومنین مغرب شرارتوں کی زمین ہے برائی کے سو حصے ہیں، اس میں سے صرف ایک حصہ پوری دنیا کے لوگوں میں ہے اور باقی تمام ننانوے حصے وہاں ہیں۔

شام کا سفر

ابنِ ماجہ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کوفہ اللہ کا نیزہ ہے اور اسلام کا مرکز اور عربوں کا مغز ہے۔ اہل کوفہ نہ صرف اپنی سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں بلکہ دوسرے شہروں کی امداد بھی کرتے ہیں، طاعون عمواس میں ہلاک ہونے والوں کا موروثی مال ضائع ہوگیا ہے اس لئے وہیں سے میں اپنے سفر کا آغاز کرتا ہوں۔

سیف سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا شام میں مسلمانوں کا آبائی مال کا ضیاع ہو رہا ہے۔ وہاں سے سفر کا آغاز کرتا ہوں ان کے بقیہ مال کو ان کے ورثاء میں تقسیم کروں گا۔ پھر میں لوٹ کر باقی شہروں کا سفر کروں گا اور انہیں اپنے احکام دوں گا۔

حضرت عمرؓ چار مرتبہ شام تشریف لائے۔ دو مرتبہ ۱۶ھ میں گئے اور دو مرتبہ ۱۷ھ میں روانہ ہوئے مگر ۱۷ھ میں پہلی مرتبہ میں شام میں داخل نہیں ہوئے۔

مختلف علاقوں کے لوگوں کے اخلاق سے متعلق احادیث

محمد بن مسلمہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عصمت وحفاظت کے دس حصہ ہیں اس کے نو حصے ترکوں میں ہیں اور ایک حصہ باقی لوگوں میں ہے۔ بخل کے دس حصے ہیں اس کے نو حصے فارس میں ہیں اور ایک حصہ دنیا کے باقی لوگوں میں۔ سخاوت کے دس حصے ہیں اس کے نو حصے سوڈان میں اور ایک حصہ باقی لوگوں میں ہے۔ شرم وحیا کے دس حصے ہیں اس کے نو حصے عورتوں میں اور ایک حصہ مردوں میں ہے۔ حسد کے دس حصے ہیں اس کے نو حصے عرب میں ہیں اور ایک حصہ دنیا کے باقی لوگوں میں ہے۔ تکبر کے دس حصے ہیں اس کے نو حصے روم اور ایک حصہ دنیا کے باقی لوگوں میں ہے۔

طاعونِ عمواس سے متعلق اختلافات

طاعون عمواس کی خبروں میں اختلاف ہے کہ یہ کون سے سن میں واقع ہوا۔ محمد بن اسحاق مسلمہ کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ یہ طاعون ۱۸ھ میں شروع ہوا، اس سال عمواس کا طاعون پھیلا جس میں بہت سے لوگ فنا ہو گئے۔ اسی مرض میں حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح نے وفات پائی، اس وقت وہ مسلمانوں کی فوج کے سپہ سالار تھے۔ نیز حضرت معاذؓ بن جبل، یزید بن ابوسفیان، حارث بن ہشام، سہیل بن عمرو، عقبہ بن سہیل اور دیگر معزز مسلمانوں نے اس مرض میں وفات پائی۔ ابو معشر روایت کرتے ہیں کہ عمواس اور جابیہ کا طاعون ۱۸ھ میں ہوا۔

ابو موسیٰؓ کی نصیحت

محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ طارق بن شہاب بجلی بیان کرتے ہیں ہم حضرت ابو موسیٰ اشعری کے پاس گئے جب کہ وہ اپنے کوفہ کے گھر میں مقیم تھے، تاکہ اُن سے باتیں کریں۔ جب ہم بیٹھ گئے تو انہوں نے فرمایا

تمھارے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ تم اس بات کو پوشیدہ رکھو، کیونکہ ہر گھر میں ایک انسان اس مرض میں مبتلا ہے اور نہ تمھارے لئے اس بات میں کوئی حرج ہے کہ تم اس بستی سے چلے جاؤ اور اپنے ملک کے کھلے اور پاکیزہ مقام میں رہو یہاں تک کہ یہ وباء دور ہو جائے، دراصل یہ بات مکروہ ہے کہ کوئی یہ خیال کرے کہ اگر وہ یہاں رہے گا تو مر جائے گا اور اگر یہاں سے چلا جائے گا تو اس کو یہ بیماری نہ لگے گی۔ لہٰذا اگر کوئی مسلمان مرد یہ عقیدہ نہ رکھے تو اس کے نکلنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ کی بصیرت

حضرت ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہیں عمواس کے طاعون کے موقع پر میں حضرت ابو عبیدہ بن جراح کے ساتھ ملک شام میں تھا جب یہ بیماری عام ہوئی اور حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے انخلاءِ شہر کے لئے یہ خط تحریر کیا ''مجھے تمھارے ساتھ ایک ضروری کام درپیش ہے میں چاہتا ہوں کہ اس معاملہ میں تم سے براہ راست بات کروں لہٰذا جب تم میرا خط پڑھو تو میری طرف روانہ ہو جاؤ''

ابو عبیدہؓ کا عمرؓ کو جواب

حضرت ابو عبیدہ نے محسوس فرمالیا کہ وہ انہیں اس وباء سے نکالنا چاہتے ہیں اس لئے انہوں نے فرمایا کہ اللہ امیر المؤمنین کی مغفرت فرمائے، اے امیر المومنین! مجھے آپ کے مقصد کا علم ہو گیا ہے مگر میں مسلمانوں کے لشکر میں ایسی حالت میں ہوں کہ میں یہاں سے نکل نہیں سکتا، بلکہ میں انہیں چھوڑنا نہیں چاہتا یہاں تک کہ اللہ ان کے اور میرے بارے میں کوئی اپنا فیصلہ صادر فرمائیں، لہٰذا آپ مجھے اس بات سے معاف فرمائیں اور مجھے اپنے لشکر میں رہنے دیں''۔

حضرت عمرؓ کا ابو عبیدہ کو انخلاءِ شہر کیلئے دوسرا خط

جب حضرت عمرؓ نے یہ خط پڑھا تو آپؓ رونے لگے۔ لوگوں نے پوچھا اے امیر المومنین کیا حضرت ابو عبیدہؓ وفات پا گئے ہیں آپؓ نے فرمایا نہیں مگر انہوں نے کچھ بات ہی ایسی کہی ہے۔ پھر آپ نے یہ خط لکھا:

''السلام علیکم! تم نے لوگوں کو گہرے اور نشیبی علاقے میں بسا رکھا ہے انہیں بلند اور پاکیزہ مقام پر منتقل کرو''۔

وبا کا آغاز

ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں جب حضرت عمرؓ کا نامۂ مبارک حضرت عبیدہؓ کے پاس آیا تو انہوں نے مجھے بلایا اور فرمایا اے ابوموسیٰ میرے پاس امیر المؤمنین کا خط آیا ہے، جیسا کہ تم نے ملاحظہ کیا لہٰذا تم نکل کر مسلمانوں کے لئے عمدہ مقام تلاش کرو تاکہ تمھارے پیچھے میں بھی آؤں۔

ابوموسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں میں یہ حکم سن کر روانگی کے لئے اپنے گھر آیا تو دیکھا کہ میری بیوی بیمار ہوگئی ہے۔ میں لوٹ کر ابوعبیدہؓ کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ میرے گھر میں بیماری آگئی ہے۔ وہ بولے شاید تمھاری بیوی کو بھی یہ مرض لگ گیا ہے۔ میں نے کہا جی ہاں، اس پر انہوں نے اپنے اونٹ کو تیار کرنے کا حکم دیا اس کے بعد جوں ہی انہوں نے رکاب میں پاؤں رکھا انہیں طاعون کا مرض لاحق ہوگیا۔ آپ نے فرمایا بخدا میں بھی مبتلا ہوگیا ہوں، پھر وہ لوگوں کو ساتھ لے کر جابیہ میں آگئے یہاں تک کہ وباء دور ہوگئی۔

حضرت ابوعبیدہؓ کا خطاب اور ان کی موت

محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ جب وباء عام ہوئی تو حضرت ابوعبیدہؓ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر یوں مخاطب ہوئے

> ''اے لوگو! وبا کی یہ تکلیف تمھارے لئے تمھارے پروردگار کی طرف سے رحمت اور تمھارے پیغمبر کا بلاوا ہے۔ یہ ان نیک بندوں جیسی موت ہے جو تم سے پہلے گزرے ہیں اس لئے ابوعبیدہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے کہ وہ اسے اس تکلیف سے نجات دے''

اس دعا کا یہ اثر ہوا کہ انہیں طاعون ہوگیا اور وہ فوت ہوگئے ان کے بعد ان کے جانشین حضرت معاذ بن جبل ہوئے انہوں نے بھی انہی کی طرح یہ تقریر کی:

حضرت معاذؓ کا خطاب اور ان کے فرزند کی موت

> ''اے لوگو! یہ تکلیف تمھارے رب کی نعمت اور تمھارے پیغمبر کی طرف سے بلاوا ہے یہ ان نیک بندوں جیسی موت ہے جو تم سے پہلے گزرے تھے، اس لئے معاذ بن جبل اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے کہ وہ اس کی آل کو اس تکلیف سے فیض یاب کرے''

چنانچہ ان کے فرزند عبدالرحمٰن بن معاذ طاعون میں مبتلا ہوئے اور فوت ہوگئے۔ پھر حضرت معاذ نے کھڑے ہو کر اپنے لئے دعا مانگی تو وہ بھی طاعون میں مبتلا ہوگئے۔ طاعون کا اثر ان کی ہتھیلی سے شروع ہوا تھا اور میں نے دیکھا کہ وہ اسے دیکھ کر چوما کرتے تھے اور یہ فرماتے تھے کہ میں نہیں چاہتا ہوں کہ مجھے اس کے بدلے میں دنیا کا کوئی حصہ ملے۔

عمرو بن العاص کا تدبیر اختیار کرنے کا حکم

جب حضرت معاذؓ کی وفات ہوگئی تو حضرت عمرو بن العاص ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ انہوں نے کھڑے ہو کر لوگوں کے سامنے یہ تقریر کی ''اے لوگو! یہ بیماری جب نمودار ہوتی ہے تو آگ کی طرح بھڑکتی ہے لہٰذا تم جلدی

کر کے پہاڑوں کی طرف منتقل ہو جاؤ''

ابو واثلہ ہندی نے کہا خدا کی قسم تم جھوٹ بولتے ہو، خدا کی قسم میں بھی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں رہا ہوں، تم میرے اس گدھے سے بھی بدتر ہو۔ وہ بولے میں تمھاری بات سے انکار نہیں کرونگا تاہم تم یہاں نہیں رہو گے۔ اس کے بعد عمروؓ مسلمانوں کو لیکر روانہ ہو گئے۔ لوگ الگ الگ ہو گئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ وباء دور کر دی۔ جب حضرت عمرؓ بن خطاب کو حضرت عمرو بن العاص کے خیالات کا علم ہوا تو بخدا انہوں نے اس خیال کو ناپسند فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ کی دعا

ابوقلابہ عبداللہ بن زید جرمی فرماتے ہیں۔ مجھے یہ روایت موصول ہوئی کہ حضرت عبیدہؓ اور حضرت معاذ بن جبلؓ نے جب یہ خطاب فرمایا کہ یہ تکلیف تمھارے لئے رحمت ہے اور تمھارے پیغمبر کی دعا ہے اور تم سے پہلے نیک بندوں کی موت ہے تو میں یہ سن کر میں کہا کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کیسے اپنی امت کے لئے یہ دعا مانگی۔ ایک معتمد راوی نے یہ بیان کیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ حدیث سنی ہے کہ آپ کے پاس حضرت جبرائیل علیہ السلام آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ تمھاری امت طاعون سے فنا ہوگی۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ وہ طاعون سے فنا ہوں اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ حضرت ابوعبیدہؓ اور معاذؓ کا اشارہ اس حدیث کی طرف تھا

امراء کی تقرری

محمد بن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوعبیدہ اور یزید بن ابوسفیان کی موت کی خبر موصول ہوئی تو انھوں نے حضرت معاویہ بن ابوسفیان کو دمشق کا سپہ سالار اور خراج کا نگران مقرر کیا اور شرحبیل بن حسنہ کو فوج کا ناظم وامیرِ خراج مقرر کیا۔

عمواس کا طاعون

سیف کی روایت کے مطابق عمواس کا طاعون ۱۷ھ میں واقع ہوا۔ اہل اسلام کا خیال ہے کہ عمواس کی وباء بہت ہی خطرناک تھی اس میں بڑے بڑے سرکردہ لوگ جاں بحق ہوئے۔ اور ایسا طاعون پہلے کبھی دیکھنے میں نہیں آیا اس موقع کی نزاکت دیکھتے ہوئے دشمن نے مسلمانوں پر کاری وار کرنے کا ارادہ کیا مسلمانوں میں سراسیمگی پھیل گئی۔ یہ بیماری بھی کئی ہفتوں تک رہی جس کی وجہ سے شرح اموات بہت بڑھ گئی۔

طاعون کی وباء میں ایک غلام اور آقا کا قصہ

ابوسعید کی روایت کے مطابق اس وباء سے بہت زیادہ جانی نقصان ہوا۔ اس وباء کے دوران قبیلۂ تمیم کے ایک شخص نے اپنے عجمی غلام کو کہا کہ وہ اس کے چھوٹے اکلوتے بچے کو لے کر گدھے پر تیز سوار ہو اور سفوان نامی علاقہ میں اس کو پہنچا دے۔

رات کے کسی پہر میں مالک خود بھی غلام کے ساتھ جانے پر تیار ہو گیا۔ غلام پہلے روانہ ہو چکا تھا۔ مالک اس کے تعاقب میں چل نکلا۔ اور سفوان کے قریب جا کر اپنے غلام اور بچے کو پالیا۔ آقا کو دیکھ کر غلام نے یہ شعر پڑھا

وہ گدھے یا برق رفتار اصیل گھوڑے پر سوار ہو کر بھی　خدا سے راہِ فرار اختیار نہیں کر سکتے کیونکہ

بعض اوقات موت رات کے مطمئن مسافر کو بھی دبوچ لیتی ہے۔

تمیمی مالک کو شبہ ہوا کہ آواز کس کی ہو سکتی ہے؟ آگے ہو کر دیکھا تو اس کا غلام تھا۔ آقا نے اس سے تاکیداً پوچھا آواز کس کی تھی؟ غلام سرے سے منکر ہو گیا کہ مجھے ایسی کسی آواز کی کوئی خبر نہیں۔

مالک کو تنبیہ ہوئی، گویا سوتے سے جاگ اٹھا۔ پھر غلام کو حکم دیا کہ جہاں سے آئے ہو واپس جاؤ۔ چنانچہ غلام اس کے بچے کو لیکر واپس ادھر ہی مڑ گیا، مالک بھی پیچھے پیچھے چل پڑا۔ لیکن مالک دوبارہ تذبذب کا شکار ہو گیا کہ آیا وباء کی جگہ واپس جائے یا نہیں۔ اس خیال میں اسے پھر غلام کی آواز شعر پڑھتی ہوئی محسوس ہوئی:

اے رنج و غم اور اضطراب کے شکار! وہم مت کر، اگر تیری قسمت میں ابتداء سے مصیبت لکھی ہے

تو تو میرے حال میں مبتلا ہو کر رہے گا۔

حضرت عمرؓ کا آخری سفرِ شام، سیف کی روایت

سیف سے روایت ہے کہ ۱۷ھ میں حضرت عمرؓ نے شام کا آخری سفر کیا اور اس کے بعد وہاں کبھی نہیں گئے۔ محمد بن اسحاق کی روایت کو ہم بیان کر چکے ہیں۔

سیف کی روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ شام کے لئے روانہ ہوئے تو انہوں نے مدینہ میں حضرت علیؓ کو اپنا جانشین بنایا اور صحابہ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ تیز رفتاری کے ساتھ سفر کرتے رہے اور ''ایلہ'' کا راستہ اختیار کیا۔ جب آپ اسکے قریب آئے تو راستہ سے ہٹ گئے۔ آپ کا غلام بھی آپ کے پیچھے گیا آپ نے ایک جگہ اتر کر پیشاب کیا پھر واپس آکر اپنے اونٹ پر سوار ہو گئے اس پر الٹی پوستین پڑی ہوئی تھی، اس کے بجائے آپ نے اپنا اونٹ غلام کو دے دیا جب اس غلام کو آگے کے لوگ ملے تو انہوں نے پوچھا ''امیر المومنین کہاں ہیں''؟ وہ بولا: ''تمھارے سامنے ہیں، تمھارے سامنے ہیں'' اس سے مراد اس کی ذات تھی وہ آگے بڑھ کر ایلہ پہنچا اور وہاں قیام کیا اس وقت ملاقاتیوں سے کہہ دیا کہ امیر المومنین ایلہ شہر میں داخل ہو گئے ہیں اور وہیں مقیم ہیں۔

شاہِ اسلام کا درویشانہ حال

حضرت عروہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ ایلہ پہنچے تو ان کے ساتھ مہاجرین و انصار کی ایک جماعت تھی اس وقت آپ نے وہاں کے بشپ (عیسائیوں کے ایک مذہبی عہدے دار) کو اپنی ایک قمیض دی، جو طویل سفر کی وجہ سے پیچھے سے پھٹ گئی تھی، آپ نے فرمایا: ''تم اسے دھوؤ اور اس میں پیوند لگا کر مجھے دو''

بشپ قمیض لے کر چلا گیا اور اسے دھلوا کر پیوند لگوا دیا اور اس جیسی دوسری قیمض بھی سلوا دی اور پھر دونوں قمیضوں کو لیکر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا آپ نے دریافت کیا ''یہ کیا ہے''؟ بشپ نے کہا یہ آپ کی قمیض ہے جسے میں نے دھلوا کر پیوند لگوا دیا ہے، اور یہ دوسری پوشاک میری طرف سے آپ کی خدمت میں تحفہ ہے۔''

حضرت عمر نے اس قمیض کو دیکھا اور اس کو ہاتھ لگا کر دیکھا پھر آپ نے اپنی قمیض زیب تن فرما لی اور دوسری اسے لوٹا دی اور فرمایا (ہماری) ''یہ قمیض پسینے کو زیادہ جذب کرتی ہے۔''

عباسؓ کی عمرؓ کو چار باتوں کی نصیحت

رافع بن عمرو فرماتے ہیں۔ ''میں نے جابیہ کے مقام پر حضرت عباسؓ کو حضرت عمرؓ سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے'' چار چیزیں ایسی ہیں جس نے ان پر عمل کیا تو اس نے عدل وانصاف کا حق ادا کر دیا۔ مال میں دیانتداری، تقسیم میں مساوات، عہد میں وفاداری، عیوب سے پاک وصاف زندگی، یہ چیزیں تمھاری ذات اور اہل وعیال کو پاکیزہ بناتی ہیں۔

صوبوں کے امراء کی تقرری

سیف سے مروی ہے کہ حضرت عمرؓ نے وظائف وغیرہ کی تقسیمات سے فراغت حاصل کرنے کے بعد موسمِ گرما اور موسمِ سرما کی جدا جدا افواج مقرر فرمائیں اور شام کی سرحدوں اور چوکیوں کو محفوظ و مستحکم بنایا اور وہاں کے علاقے کا گشت کیا اور ہر علاقے کے دورے کے بعد آپ نے عبداللہ بن قیس کو ہر ضلع کے ساحلی علاقوں کا حاکم بنایا۔

شرحبیل کو معزول کر کے ان کی جگہ معاویہ کو حاکم بنایا اور حضرت خالد وغیرہ کو ان کا ماتحت بنایا۔ حضرت شرحبیل نے ان سے کہا'' کیا آپ مجھے ناراضگی کی وجہ سے معزول کر رہے ہیں۔'' آپ نے فرمایا: نہیں تم ویسے ہی ہو جیسے میں تمھیں پہلے پسند کرتا تھا۔ البتہ میں زیادہ طاقت ور شخص کو اس کام کے لئے ترجیح دوں گا۔''

آپ نے عمرو بن عبسہ کو اہراء پر حاکم مقرر کیا اور ہر طرح کے انتظامات کئے، پھر آپ نے لوگوں کو الوداع کہا۔

عدی ابن سہیل کی روایت ہے کہ جب حضرت عمرؓ سرحدات کی حفاظت اور دیگر مختلف امور سے فارغ ہو گئے تو آپؓ نے میراث کی تقسیم کی طرف توجہ فرمائی، اور لوگوں کو ایک دوسرے کا جائز وارث مقرر کیا اور ہر خاندان میں جو زندہ بچے انہیں وارث کی حیثیت سے مناسب حصہ تقسیم کیا۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ حارث بن ہشام ستر رشتہ داروں کے ہمراہ آئے تھے جن میں سے اس وقت صرف چار زندہ بچے تھے۔

حضرت عمرؓ کی فرائضِ منصبی

حضرت عمرؓ شام سے مدینہ منورہ کی طرف ذوالحجہ میں واپس آئے۔

جب انہوں نے واپسی کا ارادہ فرمایا تو مسلمانوں کو جمع فرما کر خطاب کیا اور حمد وثناء کے بعد فرمایا:

''تم آگاہ ہو جاؤ میں نے اپنے دورِ خلافت میں تمھارے وہ تمام حقوق ادا کیے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر مقرر کیے تھے۔ میں نے تمھارے مالِ غنیمت اور گھروں کی تقسیم میں عدل وانصاف سے کام لیا اسی طرح تمھارے جنگی امور میں بھی انصاف کیا اور جو تمھارے حقوق تھے، سب ادا کیے۔ میں نے تمھارے لئے فوجوں کا انتظام کیا تمھاری سرحدوں کی حفاظت کی۔ تمھیں آباد کیا۔ اور جس قدر تمھارا مالِ غنیمت حاصل ہوا اس کے مطابق میں نے تمھیں وافر حصہ دیا اور تمھاری ضروریات پوری کیں۔ میں نے تمھیں عطیات اور وظائف دیئے جانے کا حکم دیا اور تمھیں ہر ممکن امداد دی جانے کا انتظام کیا۔ لہٰذا جسے کچھ معلومات حاصل ہوں اُسے چاہیے کہ وہ اس پر عمل بھی کرے اور ہمیں بھی اطلاع دے۔ انشاءاللہ ہم ان پر عمل بھی کریں گے اور بے شک تمام اختیارات ایک اللہ ہی کو حاصل ہیں۔

اذانِ بلالؓ اور عہدِ رسالت کی یاد

دورانِ خطابت نماز کا وقت ہوگیا تو لوگوں نے صدا دی کہ "آپ حضرت بلالؓ کو حکم دیں کہ وہ اذان دیں چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق انہوں نے اذان دی جب وہ اذان دے رہے تھے تو رسول اکرم ﷺ کے تمام صحابہؓ کرام رونے لگے یہاں تک کہ ان کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ صحابہؓ کرام سے زیادہ حضرت عمرؓ پر گریہ طاری تھا۔ صحابہ کو دیکھ کر دوسرے مسلمان بھی عہد رسالت کی یاد میں رونے لگے۔

خالدؓ کی معزولی

دربارِ فاروقی میں حضرت خالدؓ کی شکایت

ابوعثان اور ابو حارثہ کی روایت ہے کہ حضرت خالد قنسرین کے حاکم رہے یہاں تک کہ انہوں نے ایک جنگی مہم میں حصہ لیا وہاں مالِ غنیمت ملا اور اپنے حصے میں تقسیم کیا۔

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع ملی کہ خالدؓ حمام میں گئے وہاں انہوں نے ایسی کسی چیز سے جسم کی مالش کی جس میں شراب ملی ہوئی تھی، چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت خالد کو یہ خط لکھا:

> "مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم نے شراب کو جسم پر ملا ہے، حالانکہ اللہ نے شراب کا ظاہر و باطن سب کچھ حرام کیا ہے جیسا کہ اس نے گناہ کی تمام صورتیں حرام کی ہیں اللہ نے جس طرح شراب کا پینا حرام کیا ہے اسی طرح اس کا چھونا بھی حرام کیا ہے لہذا یہ تمھارے جسم کو نہ چھوئے اس لئے کہ یہ نجس اور ناپاک ہے اور اگر تم نے ایسا کوئی کام کیا ہے تو اس کا اعادہ مت کرو۔

خالدؓ اور عمرؓ کی مکاتبت

حضرت خالدؓ نے اس کے جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ "ہم نے اسے تبدیل کر دیا ہے، اب یہ شراب نہیں رہی بلکہ دھونے والی اور پاک و صاف کرنے والی چیز بن گئی"۔

اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے یہ تحریر فرمایا کہ "میرا خیال ہے کہ مغیرہ کا خاندان (جو حضرت خالدؓ کا خاندان ہے) جفا کاری میں مبتلا ہے اللہ تمھیں اس پر موت نہ دے۔

خالدؓ کی معزولی کے اسباب

سیف کی روایت کے مطابق ۱۷ھ میں حضرت خالد بن ولید اور ایاز بن غنم دشمن کی سرحد میں داخل ہوئے اور وہاں گھس کر انہوں نے مالِ غنیمت حاصل کیا، وہ جابیہ سے اس سرحد کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ جب حضرت عمرؓ مدینہ چلے گئے تو اس وقت ابوعبیدہؓ حمص کے حاکم تھے حضرت خالدؓ ان کے ماتحت قنسرین کے حاکم تھے، یزید بن ابی سفیان دمشق کے حاکم تھے، اردن کے حاکم معاویہ تھے۔ فلسطین کے حاکم علقمہ بن مجزر تھے۔ ابراء کے حاکم عمرو بن عبسہ تھے۔ سواحل کے حاکم عبداللہ بن قیس تھے، ہر علاقے پر ایک حاکم مقرر تھا۔ یہاں تک کہ آج تک شام و مصر اور عراق کی چھاؤنیاں اور فوجی مراکز اسی طرح قائم ہیں کوئی فوج ایک دوسرے کی سرحد سے آگے نہیں بڑھ سکتی، الا یہ کہ کوئی کفر

اختیار کرنے کے بعد وہاں گھس جائے۔ لیکن عام حالات میں انتظامی صورتِ حال اعتدال پر تھیں۔

اشعث بن قیس کو دس ہزار کا عطیہ

جب حضرت خالدؓ اس جنگ کی مہم سے واپس آئے تو لوگوں کو یہ اطلاع ملی کہ ان کی جماعت نے وافر مال حاصل کیا ہے تو مختلف طرح سے لوگ حضرت خالدؓ کے پاس مال حاصل کرنے کے لئے آئے۔ ان میں سے اشعث بن قیس بھی تھے جو حضرت خالدؓ کے پاس قنسرین میں طلب مال کے لئے آئے تھے۔ حضرت خالدؓ نے اشعث کو دس ہزار کا عطیہ دیا۔

خالدؓ کی معزولی کا حکم

حضرت عمرؓ پر حضرت خالدؓ سے متعلق تمام اطلاعات موصول ہو چکی تھیں، اور ان کا کوئی فعل مخفی نہیں رہا تھا، کیونکہ انہیں عراق سے تحریری طور پر یہ اطلاع مل گئی تھی کہ کون کون جنگ کے لئے روانہ ہوئے تھے اور کن کن لوگوں کو عطیات دیئے گئے۔ لہذا آپ نے قاصد کو بلوایا اور اس کے ہاتھ حضرت ابوعبیدہؓ کو یہ خط روانہ کیا۔

> ''تم خالد کو کھڑا کر کے انہی کے عمامہ سے انہیں باندھ دو اور ان کی ٹوپی اتار لو، تا کہ وہ صاف طور پر بتائیں کہ انہوں نے اشعث کو کہاں سے انعام دیا ہے۔ آیا اپنے مال سے دیا ہے، یا مال غنیمت سے عطا کیا ہے؟ اگر وہ کہیں کہ انہوں نے مالِ غنیمت سے یہ عطا کیا ہے تو سمجھو کہ انہوں نے خیانت کا اقرار کیا ہے۔ اور اگر وہ یہ کہیں کہ انہوں نے اپنے مال سے یہ عطیہ دیا ہے تو انہوں نے اسراف کیا ہے۔ پس ہر حالت میں انہیں معزول کر دو ان کا کام تم اپنے ذمہ لے لو''۔

ابوعبیدہؓ کا خالدؓ کو معزول کرنا

چنانچہ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت خالدؓ کو بلاوے کا لکھا، جب وہ آئے تو انہوں نے مسلمانوں کو جمع کیا اور خود منبر پر بیٹھ گئے پھر قاصد نے کھڑے ہو کر پوچھا۔

''اے خالد! کیا تم نے قیس کو دس ہزار کا عطیہ اپنے مال سے دیا یا مال غنیمت سے ادا کیا'' انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا حالانکہ اس نے کئی مرتبہ دریافت کیا حضرت ابوعبیدہؓ بھی خاموش رہے۔ انہوں نے کچھ نہیں کہا پھر حضرت بلالؓ کھڑے ہو کر کہنے لگے ''امیر المؤمنین نے تمھارے بارے میں اس طرح حکم دیا ہے'' یہ کہہ کر انہوں نے ان کی ٹوپی اتار لی اور انہیں ان کے عمامہ سے باندھ دیا اور کہا ''بتاؤ کیا تم نے عطیہ اپنے مال سے دیا یا مال غنیمت سے۔

اس پر انہوں نے کہا ''میں نے اپنے ہی مال سے دیا'' تو پھر انہوں نے ان کا عمامہ کھول دیا اور دوبارہ ٹوپی پہنائی اور پھر اپنے ہاتھ سے ان کا عمامہ باندھا پھر فرمایا ''ہم اپنے حاکموں کا حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور ان کی عزت اور خدمت کریں گے''۔ حضرت خالدؓ متحیر تھے کہ آیا انہیں اپنے عہدہ سے معزول کر دیا گیا ہے یا وہ اس پر بحال ہیں؟'' کیونکہ حضرت ابوعبیدہ نے انہیں اس بات سے مطلع نہیں کیا تھا۔

حضرت خالدؓ کی واپس طلبی کا حکم

جب حضرت عمرؓ کے پاس حضرت خالد طویل عرصے تک نہیں آئے تو انہیں یہ خیال ہوا کہ معزولی کی خبر چھپا دی گئی ہے۔ لہذا آپؓ نے حضرت خالدؓ کو اپنے پاس آنے کے لئے لکھا۔ اس موقع پر خالدؓ حضرت ابوعبیدہؓ کے پاس آئے اور فرمانے لگے کہ اللہ آپ پر رحم کرے آپ کا اس بات کو چھپانے کا کیا مقصد تھا؟ آپ نے وہ بات چھپائی جسے میں آج سے پہلے جاننا چاہتا تھا حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا میں چاہتا تھا کہ جب تک ممکن ہو سکے میں تمھیں غمگین نہ کروں۔ اور تمھیں اس بات سے رنج ہونا ایک بدیہی امر تھا۔

حضرت خالدؓ کی الوداعی تقریریں اور عمرؓ سے ملاقات

اس کے بعد حضرت خالدؓ قنسرین گئے اور اپنی رعایا کے سامنے تقریر کی اور انہیں الوداع کہا، پھر وہاں سے روانہ ہو کر حمص آ گئے، وہاں بھی آپ نے عوام سے خطاب کیا اور انہیں الوداع کہا پھر مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے

جب حضرت خالدؓ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو ان سے شکایت کی اور کہا کہ "میں نے آپ کی یہ شکایت مسلمانوں کے سامنے بھی بیان کی تھی۔ خدا کی قسم! آپ نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا حضرت عمرؓ نے فرمایا تمھارے پاس یہ دولت کہاں سے آئی وہ بولے مالِ غنیمت اور میرے مقررہ حصوں سے آئی، چنانچہ جو ساٹھ ہزار سے زائد رقم ہو وہ آپ کی ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے آپ کے ساز و سامان کی قیمت لگائی تو وہ بیس ہزار زائد نکلے جسے حضرت عمرؓ نے بیت المال میں داخل کر دیا، پھر آپ نے فرمایا اے خالد! تم میرے نزدیک بہت شریف ہو اور میں تمھیں بہت پسند کرتا ہوں اور آج کے بعد تمھیں مجھ سے کوئی شکایت نہیں ہو گی"۔

عمرؓ کا خالدؓ سے معذرت نامہ

عدی بن سہیل کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے تمام شہر والوں کو یہ تحریر فرمایا کہ میں نے خالدؓ کو ناراضگی یا بد دیانتی کی وجہ سے معزول نہیں کیا بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان ان پر از حد فریفتہ ہو گئے تھے اس لئے مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ وہ ان پر بے حد بھروسہ اور اعتماد نہ کریں اور دھوکے میں نہ آئیں۔ اس لئے میں نے چاہا کہ انہیں حقیقت معلوم ہو جائے کہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کارساز ہے انہیں کسی شک میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت خالدؓ کی اچھی کارکردگی

حضرت سالم کی روایت ہے کہ جب حضرت خالدؓ حضرت عمرؓ کے پاس آئے تو انہوں نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا۔

یقیناً تم نے بہت بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے، کوئی تم سا بہادر نہیں۔ لیکن کوئی بھی قوم جو کام انجام دیتی ہے، ان کا حقیقی مسبب الاسباب اللہ تعالیٰ ہے۔

حضرت عمرؓ نے ان پر کچھ تاوان مقرر کیا پھر اس کا معاوضہ دے دیا۔ بعد ازاں انہوں نے مسلمانوں کے نام مذکورہ خط لکھا تاکہ انہیں صحیح عذر اور سبب معلوم ہو جائے اور وہ حقیقت سے واقف ہو جائیں۔

حضرت عمرؓ کا عمرہ اور تعمیر حرم

۱۷ھ میں حضرت عمرؓ نے عمرہ ادا کیا اور بیت اللہ شریف کی مسجد کی تعمیر کی اور بقول واقدی مسجد میں توسیع کا آغاز بھی کیا۔ آپ مکہ میں بیس دن قیام پذیر رہے۔ آپؓ نے ان لوگوں کی عمارتوں کو منہدم کرا دیا جنھوں نے فروخت کرنے سے انکار کر دیا تھا اور ان کی قیمتوں کو بیت المال میں محفوظ کر دیا۔ تاکہ وہ لوگ اپنی اپنی جگہ کی قیمت وصول کر لیں

آپ نے ماہِ رجب میں عمرہ ادا فرمایا اور اس دوران مدینہ منورہ میں آپ کے جانشین حضرت زید بن ثابتؓ تھے۔

واقدی کی روایت ہے کہ آپ نے عمرہ کے موقع پر حرم شریف کے چبوتروں کی از سرِ نو تعمیر کرنے کا حکم دیا، اس کام پر آپ نے مخرمہ بن نوفل، ازہر بن عبد عوف، حویطب بن عبدالعزیٰ اور سعید بن یربوع کو مقرر کیا۔

واقدی ابوعبداللہ مزنی سے روایت کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کے ساتھ ۱۷ھ میں عمرہ ادا کرنے مکہ معظمہ آئے جب آپ راستے سے گزرے تو پانی والوں نے درخواست کی کہ وہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان مکانات تعمیر کرنا چاہتے ہیں، یہاں اس سے پہلے کوئی عمارت نہیں بنی ہوئی تھی آپ نے اس شرط پر انہیں اجازت دی کہ مسافر سایہ اور پانی حاصل کرنے کا زیادہ حق دار ہوگا۔

عمرؓ کا بنتِ علیؓ اُم کلثومؓ سے نکاح

اس سال حضرت عمرؓ نے حضرت علیؓ و حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ کی صاحبزادی ام کلثوم سے نکاح کیا اور ان کی رخصتی ماہ ذوالقعدہ میں ہوئی۔

حضرت مغیرہؓ کا عزل و نصب

اس سال حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ کو بصرہ کا حاکم بنایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ حضرت مغیرہ کو ماہِ ربیع الاول میں واپس روانہ کر دیں۔

حضرت سعید بن المسیب کی روایت کے مطابق ابوبکرہ، شبل بن معبد بجلی، نافع بن کلدہ اور زیاد نے مغیرہ کے خلاف گواہی دی تھی۔

یعقوب بن عقبہ بیان کرتے ہیں مغیرہ کی قبیلہ بنو ہلال کی ایک عورت ام جمیل کے ہاں آمد و رفت تھی اس کا شوہر قبیلہ ثقیف سے تھا جس کا نام حجاج بن عبید تھا وہ فوت ہو چکا تھا۔ جب یہ خبر اہل بصرہ کو ملی تو ان پر یہ بات بہت شاق گزری ایک دن مغیرہ اس عورت کے گھر گئے تو لوگوں نے ان پر نگراں بٹھا دیا اور وہ لوگ جنہوں نے گواہی دی تھی وہاں پہنچ گئے انہوں نے پردہ کھولا تو ان کے ساتھ مشغول کار تھے۔ الروایۃ فی محل الکلام۔

مغیرہؓ کے خلاف گواہی

ابوبکرہ نے حضرت عمر کو مغیرہ کے خلاف گواہی لکھ بھیجی پھر آپ خود بھی آ گئے۔ حضرت عمر نے دریافت کیا تم نے اس کی آواز سنی تھی حالانکہ تمہارے اور ان کے درمیان پردہ تھا وہ بولے ہاں، حضرت عمر نے فرمایا "تم برائی کے لئے آئے ہو" وہ کہنے لگے "مغیرہ مجھے یہاں لائے ہیں" اس کے بعد انہوں نے تمام قصہ بیان کر دیا۔

مغیرہ کی معزولی اور ابوموسیٰؓ کا تقرر

حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو حاکم بنا کر بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مغیرہ کو روانہ کر دیں، مغیرہ نے انہیں ایک عمدہ لونڈی پیش کی جس کا نام تھیلہ تھا اور کہا میں بخوشی آپ کو بخش کرتا ہوں۔ اس کے بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری نے مغیرہؓ کو حضرت عمرؓ کے پاس روانہ کیا۔

واقدی کی روایت ہے کہ مالک بن اوس بن حرثان بیان کرتے ہیں میں حضرت عمرؓ کی مجلس میں حاضر تھا مغیرہ وہاں آئے، انہوں نے قبیلہ مرہ کی ایک عورت سے نکاح کر رکھا تھا لہذا آپ نے اس سے فرمایا۔ ''تم بہت فارغ البال ہو اور شوقین انسان ہو۔ پھر حضرت عمرؓ نے ان سے عورت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا اسے اقطار کہا جاتا ہے اور اس کا شوہر قبیلہ ثقیف کے خاندان بنو ہلال سے تھا۔

مغیرہ کے خلاف ہرزہ سرائی کا پس منظر

ابوجعفر طبری سیف کی روایت کے مطابق تجزیہ کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ ابوبکرہ کی مخالفانہ شہادت کی وجہ یہ تھی کہ ابوبکرہ مغیرہ کے ہر کام کو ناپسند کرتے تھے دونوں بصرہ میں پڑوسی تھے۔ ان کے گھروں کا راستہ بھی مشترک تھا یہ دونوں اپنے گھروں کے آمنے سامنے بالا خانوں میں رہتے تھے اور ہر ایک کے بالمقابل کھڑکی تھی، ایک دفعہ ابوبکرہ کے بالا خانہ میں اس کے ساتھ چند افراد باتیں کر رہے تھے کہ اچانک ہوا چلی اور اس سے کھڑکی کا دروازہ کھل گیا ابوبکرہ اسے بند کرنے کے لئے کھڑے ہوئے تو انہوں نے مغیرہ کو دیکھا کہ وہ کسی عورت پر دراز ہیں۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اٹھو، کھڑے ہو کر دیکھو۔ وہ کھڑے ہو کر دیکھنے لگے پوچھا ''یہ کون ہے''؟ ابوبکرہ نے کہا یہ ام جمیل بنت افقم ہے جو قبیلہ عامر بن صعصعہ سے ہے وہ مغیرہ اور دیگر امراء واشراف کے پاس آتی رہتی ہے اور اس زمانہ میں کچھ عورتوں کا یہی پیشہ ہے۔ وہ بولے ہم نے زیریں حصہ دیکھا ہے چہرہ کو ہم پہچان نہ سکے۔ جب وہ کھڑی ہوئی تو ان کا شک وشبہ یقین میں تبدیل ہو گیا۔

ابوموسیٰؓ کی تقرری

جب ابوموسیٰ نماز کے لئے نکلے تو ابوبکرہ نماز پڑھانے میں ان کے درمیان حائل ہو گئے اور کہنے لگے آپ نماز نہ پڑھایئے انہوں نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا اور یزید خط وخطابت کرتے رہے حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو بھیجا اور فرمایا اے ابوموسیٰ میں تمہیں حاکم بنا کر ایسی سرزمین کی طرف بھیج رہا ہوں جہاں شیطان نے انڈے دے دیئے ہیں اور ان میں سے چوزے بھی نکل آئے ہیں اس لئے سنت نبوی کا جو طریقہ تمہیں معلوم ہے اس کی پابندی کرنا اور تبدیل مت ہو جانا ورنہ اللہ تعالیٰ بھی اپنا طریقہ تمہارے ساتھ تبدیل کرے گا۔

صحابہ کا مطالبہ

ابوموسیٰ بولے آپ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کو ساتھ بھیج کر میری معاونت کیجئے، اور وہ صحابہ مہاجرین وانصار میں سے ہوں تو بہتر ہے۔ کیونکہ صحابہ اس امتِ مسلمہ اور اس کے کامیابی کے لئے ایسے ہیں جیسے نمک جس کے بغیر کوئی کھانا ذائقہ دار نہیں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا جو صحابی تمہیں پسند ہوں انہیں لے جاؤ۔ انہوں نے انتیس صحابہ کا انتخاب کیا جن میں حضرت انس بن مالک، عمران بن حصین اور ہشام بن عامر رضوان اللہ علیہم اجمعین شامل تھے۔ حضرت ابوموسیٰ ان سب کو لیکر روانہ ہوئے اور مقامِ مرید میں قیام کیا۔

ابوموسیٰ کی مرید میں آمد اور مغیرہ کی معزولی کی خبر

حضرت مغیرہؓ کو خبر ملی کہ حضرت ابوموسیٰ مرید میں آ کر مقیم ہو گئے ہیں وہ بولے حضرت ابوموسیٰ ملاقات کرنے

آئے ہیں اور نہ ہی تجارت کی غرض سے آئے ہیں۔ بلکہ وہ امیر و حاکم کی حیثیت سے آئے ہیں ابھی وہ یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ ابو موسیٰ آ گئے اور انہوں نے اندر آ کر مغیرہؓ کو حضرت عمرؓ کا نامہٗ مبارک دیا یہ سب سے مختصر خط تھا اس میں چار جملے تھے جس میں مغیرہ کی معزولی کا حکم تھا۔ خط یہ تھا

عمرؓ کا خط

''مجھے تمہارے خلاف ایک اہم خط موصول ہوا ہے اس لئے میں نے حضرت ابو موسیٰؓ کو حاکم بنا کر بھیج دیا ہے، لہذا جو کچھ تمھارے قبضے میں ہے وہ سب انہیں سپرد کر کے جلدی واپس آ جاؤ۔

حضرت عمرؓ نے اہل بصرہ کو یہ خط تحریر فرمایا تھا۔ میں نے حضرت ابو موسیٰ کو تم پر حاکم بنا کر بھیجا ہے تا کہ وہ تمھارے ضعیف کو طاقتور سے اس کا حق دلوائے اور تمہارے جلو میں تمہارے دشمنوں کے خلاف جنگ کرے اور تمھارے راستوں کو دشمنوں سے پاک صاف کر دے۔

حضرت مغیرہؓ نے انہیں طائف کی پرورش یافتہ ایک لونڈی پیش کی جو عُقَیلَہ کے نام سے موسوم تھی اور کہا میں آپ کے لئے اس کا انتخاب کیا ہے۔

مغیرہؓ کے خلاف شہادتِ زنا

مغیرہؓ، ابوبکرہ، نافع بن کلدہ، زیاد، شبل بن معبد بجلیؓ یہ سب وہاں سے روانہ ہوئے۔ حضرت عمرؓ نے ان سب کو جمع کیا تو مغیرہؓ بولے آپ ان غلاموں سے پوچھیں کہ انہوں نے مجھے کس سمت سے دیکھا آیا سامنے سے دیکھا یا پیچھے سے دیکھا نیز انہوں نے عورت کو کس طرح دیکھا یا وہ اسے کیسے پہچان گئے۔ اگر وہ میرے سامنے تھی تو یہ کیسے ممکن ہوا کہ میں نے پردہ نہ کیا ہوا گر وہ میرے پیچھے تھی تو کس قاعدے کے مطابق انہیں میرے گھر میں میری عورت کو دیکھنا جائز ہو گیا خدا کی قسم میں نے یہ فعل اپنی بیوی کے ساتھ کیا اور وہ ام جمیل کے کے مشابہ تھی۔ جس کی وجہ سے یہ شبہ ہوا۔

ابوبکرہ، نافع بن کلدہ، زیاد، شبل بن معبد بجلیؓ کی مغیرہ کے خلاف شہادت

سب سے پہلے ابوبکرؓ نے شہادت کا آغاز کیا انہوں نے گواہی دی کہ انہوں نے مغیرہؓ کو ام جمیل کے ساتھ بدکاری کرتے ہوئے دیکھا، آپ نے دریافت کیا: تم نے انہیں کس سمت سے دیکھا؟ وہ بولے میں نے پس پشت دیکھا، پھر شبل بن معبد کو بلایا گیا تو انہوں نے بھی اسی طرح کی گواہی دی ان سے پوچھا گیا تم نے سامنے سے دیکھا یا پیچھے سے دیکھا وہ بولے میں نے سامنے سے دیکھا۔

نافع نے بھی حضرت ابوبکرہؓ کی طرح شہادت دی مگر زیاد نے ان جیسی شہادت نہیں دی بلکہ یہ کہا میں نے انہیں ایک عورت کی ٹانگوں کے درمیان دیکھا جس کے پاؤں حنا آلود تھے اور وہ حرکت کر رہے تھے اور اس کی سرین کھلی ہوئی تھیں۔ نیز میں نے ان کا سانس پھولا ہوا محسوس کیا۔ ان سے پوچھا گیا کیا تم نے انہیں مباشرت کا فعل صحیح طور پر کرتے ہوئے دیکھا؟ وہ بولے نہیں پھر پوچھا کیا تم عورت کو پہچانتے ہو؟ وہ بولے نہیں بلکہ مجھے اس بارے میں شبہ ہے۔ چونکہ اس طرح شہادت متفق نہ ہونے سے کالعدم ہو گئی لہذا اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا اب تم الگ ہو جاؤ۔

جھوٹی شہادت کی سزا

زیاد کی برات اور بقیہ تین پر حد

اس کے باقی تین گواہوں کے بارے میں حکم دیا کہ انہیں غلط الزام اور تہمت لگانے کے جرم میں کوڑے مارنے کی حدِّ شرعی جاری کرو''

چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی گئی آپ نے حوالے کے طور پر یہ آیت تلاوت فرمائی ''اگر وہ پورے گواہ نہ لاسکیں تو وہ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں مغیرہؓ نے کہا مجھے ان غلاموں سے نجات دلایئے، آپ نے فرمایا تم خوش ہو جاؤ اللہ نے تم کو بچایا خدا کی قسم اگر گواہی مکمل ہو جاتی تو میں تمہیں ضرور سنگسار کرتا۔

احقر اصغر عرض گزار ہے کہ حضرت مغیرہ کو جس عورت کے ساتھ مباشرت کرتے دیکھا گیا تھا در حقیقت حضرت مغیرہ نے ان سے خفیہ طور سے شادی کر رکھی تھی۔

فتح اہواز و مناذر

عقبہ بن غزوان کی جنگی تدبیر

ایک روایت کے مطابق ۱۷ھ میں سوق الاہواز و مناذر اور نہر تیری فتح ہوئے۔ دوسری روایت ہے کہ یہ علاقے ۱۶ھ میں فتح ہوئے سیف کی روایت ہے کہ ہرمزان اہل فارس کے سات بڑے خاندانوں میں سے ایک خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس کی سلطنت میں مہرجان، قذاق، اہواز اور خوزستان کے علاقے شامل تھے جب ہرمزان کو جنگ قادسیہ میں شکست ہوئی تو اس نے اپنے علاقے کا رخ کیا اور اس پر قابض ہو گیا اور اسی علاقے کے لوگوں کے ذریعے جس سے چاہتا تھا جنگ کرتا تھا چنانچہ ہرمزان اہل میسان و دست وسیان پر براستہ مناذر اور نہر تیری دونوں طرف سے حملہ کرنے لگا ایسی صورت میں حضرت عقبہ بن غزوان نے حضرت سعدؓ سے امداد طلب کی انہوں نے ان کی امداد کے لئے نعیم بن مقرن اور نعیم بن مسعود کو بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ وہ دونوں میسان اور دست میسان کے بالائی حصے کی طرف جائیں تاکہ ان کے اور نہر تیری کے درمیان میں رہیں۔ حضرت عقبہ بن غزوان نے سلمی بن القین اور حرملہ بن مریطہ کو بھیجا وہ دونوں قدیم مہاجرین صحابی تھے اور بنو حنظلہ کی شاخ قبیلہ عدویہ سے تعلق رکھتے تھے۔ وہ دونوں میسان اور دستِ میسان کی حدود پر مناذر اور دشمن کے درمیان مقیم ہوئے۔ انہوں نے بنو العم کو بلایا تو غالب وائلی اور قلیب بن وائل بجلی ان کے پاس آئے انہوں نے دونوں نعیم کو چھوڑ دیا تھا اور ان سے الگ ہو گئے تھے اور وہ دونوں سلمی اور حرملہ کے پاس آ گئے تھے۔ وہ آ کر کہنے لگے کہ تم دونوں اپنے خاندان کے ہو تمہیں چھوڑا نہیں جا سکتا جب فلاں دن آ جائے تو تم دونوں ہرمزان کے مقابلے کے لئے اُٹھ کھڑے ہو جانا اس وقت ہم میں سے ایک مناذر پر حملہ کرے گا اور دوسرا نہر تیری پر حملہ کرے گا۔ پہلے ہم لڑنے والوں سے جنگ کریں گے پھر ہمارا رخ تمہاری طرف ہوگا اس وقت ہرمزان کو کوئی چیز انشاء اللہ نہیں بچا سکے گی۔

یہ کہہ کر وہ دونوں لوٹ گئے نہ صرف ان دونوں نے مسلمانوں کی حمایت کی بلکہ ان کی قوم بنو العم بن مالک نے بھی حمایت کی۔ کہتے ہیں کہ انہیں بنو العم اس لئے کہتے ہیں کہ وہ صحیح راستے سے ہٹ گئے تھے اور انہوں نے اہل فارس کی مدد کی تھی، یہ لوگ اسلام سے قبل خوزستان میں رہتے تھے۔

مسلمانوں کا ہرمزان سے مقابلہ

جب مقررہ رات آئی تو اس وقت ہرمزان نہر تیری اور دلث کے درمیان تھا سلمہ اور حرملہ صبح سویرے صف آراء ہو گئے اور ان دونوں نے نعیم اور ان کے ساتھیوں کو بھی آمادہ کیا لہٰذا مسلمانوں کا ہرمزان سے دلث اور نہر تیری کے درمیان مقابلہ ہوا، سلمہ بن القین اہل بصرہ کی قیادت کر رہے تھے اور نعیم بن مقرن اہل کوفہ کے سردار تھے جب جنگ ہو رہی تھی تو اچانک غالب اور قلیب کی طرف سے کمک پہنچ گئی جس سے مسلمانوں کو تقویت ملی۔

شاہِ ایران ہرمزان کی شکست

ہرمزان کو یہ اطلاع ملی کہ مناذر اور نہر تیری پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ہے اس طرح اللہ نے اس کا اور اس کے ساتھیوں کا دل توڑ دیا ہے اور ہرمزان اور اس کے ساتھیوں کو شکست ہو گئی۔ مسلمانوں نے ان کے بہت سے افراد قتل کیے اور منشاء کے مطابق مالِ غنیمت حاصل کیا۔ پھر اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ وہ ان کا تعاقب کرتے ہوئے نہر وجبل نامی علاقہ تک پہنچ گئے اور وہاں تک کے سارے علاقے پر قابض ہو گئے اور سوق الاہواز کے سامنے خیمہ زن ہو گئے، ہرمزان نے سوق الاہواز کے پل کو عبور کر لیا تھا، وہ دوسرے کنارے پر مقیم ہو گیا۔ اس طرح نہر جیل ہرمزان اور مسلمان سپہ سالار سلمہ، حرملہ، نعیم و نعیم اور غالب و قلیب کے درمیان تھی۔

حرم بن حیان کا کھجوروں کو توشۂ سفر بنانا

قبیلہ عبدالقیس کا سہار انامی ایک شخص بیان کرتا ہے کہ میں حرم بن حیان کے پاس کھجوروں کے ٹوکرے لے کر آیا جب کہ وہ دلث اور جیل کے درمیان تھا وہ کھجوروں کے بغیر نہیں رہ سکتا تھا اس کا اہم توشہ سفر کھجوریں تھیں جب وہ ختم ہو جاتی تھیں تو اسے نئی کھجوریں مہیا کی جاتی تھیں جنہیں وہ ہر حالت میں تناول کرتا تھا خواہ وہ کوچ کرنے کی حالت میں ہو یا پہاڑ پر ہو یا میدان میں ہو ہر جگہ کھجوریں لے جائی جاتی تھیں اور ہر جگہ وہ کھایا کرتا تھا۔

ہرمزان کی پسپائی اور صلح کی درخواست

جب مسلمان ہرمزان کے قریب اہواز کے مقام پر اس کے سامنے پہنچ گئے تو اس کے اندر مقابلہ کی تاب نہ رہی اس لئے اس نے صلح کی درخواست کی مسلمانوں نے صلح کے بارے میں حضرت عقبہؓ کو لکھا اور ان سے مشورہ طلب کیا ہرمزان نے بھی ان سے خط و کتابت کی، حضرت عقبہ نے جواب میں تحریر کیا کہ نہر تیری مناذر اور سوق الاہواز کا علاقہ جس پر مسلمان غالب آ گئے تھے چھوڑ کر اہواز کے باقی ماندہ تمام علاقے اور مہرجان قطرف کے بارے میں صلح کر لی جائے البتہ مذکورہ بالا مقبوضہ علاقہ انہیں لوٹایا نہیں جائے گا۔

سلمی بن قیس نے مناذر پر ایک فوجی چوکی بنائی اور اس کا انتظام غالب کے سپرد کیا حرملہ نے بھی نہر تیری پر ایک فوجی چھاؤنی اور اس کا انتظام قلیب کے سپرد کیا اس طرح یہ دونوں بصرہ کی سرحدی چوکیوں پر مقرر ہو گئے۔

اہلِ بصرہ کا دربارِ فاروقی میں شکوہ و شکایت

قبیلہ بنو العم کے بہت سے افراد اور خاندان ہجرت کر کے بصرہ میں آباد ہو گئے اور مسلسل وہاں پہنچنے لگے حضرت عقبہؓ نے اس بارے میں حضرت عمرؓ کو تحریر کیا اور ایک وفد بھی بھیجا جس میں حضرت سلمہ اور حرملہ صحابی کے ساتھ

غالب اور کلیب بھی شامل تھے۔ بصرہ سے کئی وفود پہنچے آپ نے حکم دیا کہ وہ سب مل کر اپنی ضروریات پیش کریں

اس موقع پر احنف بن قیس نے کہا اے امیر المومنین! آپ کی وہی حیثیت ہے جیسا کہ انہوں نے بیان کیا البتہ کبھی کبھی ہم آپ کو وہ خبریں نہیں پہنچا سکتے جن کا افشاء مفاد عامہ کیلئے نقصان دہ ہے۔ اس وقت حاکم مخفی باتوں پر سراغرسانی کے نقطۂ نظر کے مطابق ہی غور کرسکتا ہے اور انہی سنی گئی باتوں کے مطابق اسے علم حاصل ہوتا ہے۔

ہم لوگ منزل بمنزل فروکش ہوتے رہے یہاں تک کہ ہم ایک انتہائی خشک حصے میں مقیم ہو گئے ہمارے بھائی کوفہ میں ایک نہایت ہی عمدہ مقام پر مقیم ہیں جہاں شیریں چشمے اور سرسبز باغات ہیں انہیں ہر قسم کے پھل میسر ہیں مگر ہم اہل بصرہ نہایت خراب اور دلدلی زمین میں آباد ہیں اس کا ایک حصہ جنگل میں ہے اور ایک حصہ کھاری سمندر کے قریب ہے ہمارے گھر آدمیوں سے بھرے ہوئے ہیں اور ہماری تعداد زیادہ ہے مگر ہمارا وظیفہ بہت کم ہے ہمارے اندر فراخ وصاحبِ حیثیت لوگوں کی تعداد کم ہے اور مصیبت زدہ لوگ زیادہ ہیں ہمارا رائج الوقت سکہ درہم بڑا ہے مگر ہمارا پیمانہ چھوٹا ہے اللہ نے آپ کو وسعت دی ہے اور زمینوں میں اضافہ کیا ہے لہٰذا اے امیر المومنین آپ ہمارے وظائف میں اضافہ کریں اور ہمیں مزید جاگیریں دیں تاکہ ہم بسر اوقات کرسکیں۔

حضرت عمرؓ کا اہلِ بصرہ کیلئے اراضی میں اضافہ کرنا

اس پر حضرت عمرؓ نے ان کے گھروں اور بستیوں کے بارے میں تحقیقات کروائیں اور ان کی اراضی میں اضافہ کیا۔ کچھ زمینیں کسریٰ کے خاندان کی تھیں جو دریائے دجلہ اور حجر کے درمیان تھیں اسے انہوں نے تقسیم کرلیا تھا باقی شاہی زمینیں اسی طرح رہیں جس حال پر اہل کوفہ کے قریب کی شاہی زمینیں تھیں یوں اہل بصرہ کی جاگیروں کے ''حصے ہو گئے تھے ان کا نصف حصہ لوگوں میں تقسیم ہو گیا تھا اور نصف لشکر کے لئے جملہ امور کے لئے چھوڑ دیا گیا تھا۔

بصرہ کی مردم شماری

پہلے بصرہ میں وہ دو ہزار سپاہی آباد ہوئے جو جنگِ قادسیہ میں شریک تھے پھر بصرہ میں حضرت عقبہ بن غزوان کے ساتھ پانچ ہزار افراد آئے۔ کوفہ میں تین ہزار افراد تھے حضرت عمرؓ نے ان کی جمعیت کو اہل بصرہ کی دو ہزار فوج کے ساتھ ملایا، اور ان کے مساوی قرار دیدیا۔

آپ نے جنگ اہواز کے شرکاء کو ان کے ساتھ ملایا اور فرمایا!

یہ نوجوان اہل بصرہ کا سردار ہے اور حضرت عقبہ کو لکھا کہ وہ ان سے مشورہ کیا کریں اور ان کی رائے کا احترام کریں۔

آپؓ نے مسلمہ، حرملہ، غالب اور کلیب کو مناذر اور نہر تیری کی طرف واپس بھیج دیا تاکہ وہ ہنگامی ضروریات کے لئے تیار رہیں، اور وہاں کے خراج کی نگرانی کریں۔

ہرمزان کا صلح سے بغاوت کرنا

سیف کی روایت ہے کہ جس وقت اہل بصرہ اپنے کاموں میں مصروف تھے عین اس وقت غالب اور کلیب کا ہرمزان کے علاقوں کی حدود بندی میں اختلاف ہو گیا۔ سلمہ اور حرملہ ان کے اختلاف کو رفع کرنے کے لئے حاضر ہوئے

،انہوں نے غالب کلیب کو حق پر پایا اور ہرمزان کو باطل پر پایا اس وجہ سے انہوں نے بھی ہرمزان سے اختلاف کیا جس کی وجہ سے ہرمزان بغاوت پر اتر آیا اور کردوں سے امداد طلب کی اور یوں اپنے لشکر کو بہت بڑھالیا۔

سلمہ، حرملہ، غالب اور کلیب نے ہرمزان کی بغاوت حضرت عتبہ بن غزوان کو لکھ بھیجی۔ عتبہؓ نے حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع پہنچادی۔

ہرمزان سے متعلق فاروقی حکم

حضرت عمرؓ نے اس کے مقابلہ کا حکم دیا۔ اور حضرت حرقوصؓ بن زہیر سعدی کی امارت میں امداد بھی بھیجی۔ یہ حضور ﷺ کے صحابی تھے۔

ہرمزان اپنے ساتھیوں کے ساتھ سلمی، غالب، حرملہ اور کلیب کے مقابلہ پر اتر آیا۔ جب یہ لوگ سوق الاہواز تک پہنچے تو مسلمانوں نے ہرمزان کو پیغام بھیجا، تم دریا عبور کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہم آئیں؟

ہرمزان نے جواب دیا کہ تم ہی عبور کر کے آجاؤ، چنانچہ مسلمان پل عبور کر کے ان کے پاس پہنچے اور سوق الاہواز کے پل پر جنگ شروع ہوگئی، جنگ نے اپنے شعلے دکھائے تو ہرمزان اس کی تاب نہ لا سکا اور اسے اس کی تپش میں شکست کا منہ دیکھنا پڑا بالآخر وہ رامہرمز کی طرف فرار ہوگیا۔ دورانِ فرار شغر نامی بستی کے اربک نامی پل پر قبضہ کر کے اسے عبور کیا اور رامہرمز پہنچ گیا۔ حضرت حرقوصؓ فتح سے ہمکنار ہوئے اور وہاں پہاڑ میں پڑاؤ ڈالا۔ اور سوق الاہواز کا تمام علاقہ تستر تک ان کے زیر تسلط ہوگیا۔

حضرت حرقوصؓ نے جزیہ مقرر کر کے حضرت عمرؓ کو اطلاع لکھی، اور اس کے ساتھ مال غنیمت کا خمس بھی بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے خدا کی حمد و ثنا کی اور ان کے لئے ثابت قدمی کی دعا مانگی۔

فتح تستر

سیف کی روایت کے مطابق ۱۷ھ میں تستر فتح ہوا ۱۶ھ یا ۱۹ھ کی بھی روایت ہے۔ اس کی فتح سے متعلق سیف لکھتے ہیں کہ جب سوق الاہواز کی جنگ میں ہرمزان کو شکست ہوئی اور حضرت حرقوصؓ نے سوق الاہواز فتح کر لیا تو خود وہاں مقیم ہوئے اور حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق انہوں نے جزء بن معاویہ کو ہرمزان کے تعاقب میں بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے انہیں یہ حکم دیا تھا کہ فتح کے بعد وہ جزء بن معاویہ کو مشرق کی طرف روانہ کریں لہذا جزء بن معاویہ ہرمزان کے تعاقب میں نکلے۔ ہرمزان بھاگ کر رامہرمز کی طرف فرار ہوگیا تھا۔

حضرت جزء بن معاویہ راستہ میں دشمنوں کا صفایا کرتے رہے تا آنکہ وہ شغر گاؤں میں پہنچے ہرمزان نے وہاں سخت مقابلہ کیا۔ شغر سے حضرت جزء ورق گئے جو سرق کا شہر تھا وہ آدمیوں سے خالی ہوگیا تھا کیونکہ وہاں کے لوگ اس کی حفاظت نہیں کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے اس پر آسانی سے قبضہ کر لیا انہوں نے اس کی اطلاع حضرت عمرؓ اور حضرت عتبہؓ بن غزوان کو بھیجی نیز جو لوگ بھاگ گئے تھے انہیں جزیہ دینے کی دعوت دی اور ان کی حفاظت کا ذمہ لیا۔ تو وہ لوگ واپس آگئے اور انہوں نے جزیہ دینا تسلیم کر لیا۔

جزء اور حرقوص کو پیش قدمی کی ممانعت

حضرت عمرؓ نے جزء بن معاویہ اور حرقوص بن زہیر دونوں کو یہ تحریر کیا کہ وہ تاحکمِ ثانی اپنے مفتوحہ علاقوں میں قیام کریں اور آگے نہ بڑھیں۔ حضرت عتبہ کو بھی انہوں نے اسی قسم کی تحریر بھیجی لہذا ان دونوں نے حکم کی تعمیل کی۔ حضرت جزء بن معاویہ نے عمر فاروقؓ سے اجازت طلب کی کہ وہ اپنے علاقے آباد کرنا چاہتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نے اس کی اجازت دیدی چنانچہ انہوں نے نہریں کھدوائیں اور بنجر افتادہ زمینوں کو سیراب کیا۔

صلح کی درخواست

جب ہرمزان رامہرمز میں ٹھہر گیا تو اہواز کی سرزمین اس کو تنگ نظر آئی کیونکہ مسلمان اس کا احاطہ کیے ہوئے تھے اس لئے مجبور ہو کر اس نے صلح طلب کی اور حرقوص و جزء بن معاویہ سے خط و کتابت کی حضرت حرقوصؓ نے حضرت عمرؓ کو اس معاملے کے بارے میں تحریر کیا۔

ہرمزان سے صلح

حضرت عمرؓ نے انہیں اور عتبہ کو یہ فرمایا کہ ہرمزان سے ان علاقوں پر صلح کرلیں جو فتح نہیں ہوئے ہیں ان میں رامہرمز، تستر، سوس، جندی، سابور اور مہرجانقذق شامل تھے، ان پر ہرمزان نے صلح کر لی اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اہواز کے مسلم حکام اپنے علاقوں پر حکومت کرتے رہے اور ہرمزان اس صلح پر قائم رہا وہ جزیہ وصول کر کے انہیں دیتا رہا اور مسلمان اس کی حفاظت کرتے رہے اور جب فارس کے کُرد حملہ آور ہوتے تو مسلمان اس کی مدد کرتے اور اس کی طرف سے ان کا مقابلہ کرتے تھے۔

اسراف سے بچو، ارشادِ فاروقی

حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہ کو تحریر کیا کہ وہ بصرہ کی فوج میں سے دس افراد کا ایک وفد بھیجیں چنانچہ حضرت عمرؓ کی طرف ایک وفد روانہ ہوا جس میں احنف بن قیس بھی شامل تھے حضرت عمرؓ نے ان سے سوالات کیے انہوں نے کہا ''لوگ آپ کی مرضی کے مطابق عمل درآمد ہیں۔'' آپ نے فرمایا: ''اچھا تو اب تم اپنے ٹھکانوں پر جاؤ۔'' چنانچہ وہ اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے۔ آپ نے ان کے لباس پر نگاہ دوڑائی تو ایک کپڑا دیکھا جو باہر نکلا ہوا تھا آپ نے اس کو سونگھا پھر فرمایا: ''یہ کس کا ہے؟'' حضرت احنف نے کہا ''میرا ہے''۔ آپ نے فرمایا: ''کتنے میں خریدا'' انہوں نے تقریباً آٹھ درہم اس کی قیمت بتائی اور یہ اصل قیمت سے کچھ رقم تھی۔ کیونکہ انہوں نے بارہ درہم میں اسے خریدا تھا آپ نے فرمایا: ''تم نے اس سے کم کا (لباس) کیوں نہیں خریدا تم اس زائد رقم سے کسی مسلمان کو فائدہ پہنچا سکتے تھے تم فضول خرچی سے بچو، تاکہ تم جانی اور مالی فائدہ حاصل کرسکو، اسراف مت کرو ورنہ تمھیں جانی اور مالی دونوں صورتوں میں نقصان ہوگا۔''

غداری باعثِ زوال ہے۔ ارشادِ فاروقی

حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہ کو یہ خط تحریر کیا 'تم لوگوں کو ظلم سے بچاؤ۔ تقویٰ اختیار کرو، اللہ سے ڈرتے رہو ایسا

نہ ہو کہ تمہاری غداری یا سرکشی کی وجہ سے تمہیں زوال آجائے، اللہ اس وقت تک تمہارے ساتھ رہے گا جب تک کہ تم اللہ کے عہد پر قائم رہو گے اس لئے تم اللہ کے عہد کو پورا کرو اس کے احکام کی پابندی کرو وہ تمہارا مددگار رہے گا اور تمہاری حمایت کرے گا۔"

حرقوص کا دشوار پہاڑوں پر سکونت اختیار کرنا

حضرت عمر کو یہ اطلاع ملی کہ حرقوص نے اہواز کے پہاڑوں پر سکونت اختیار کر لی ہے، جو دشوار گزار مقام ہے، لوگوں کی ان کے پاس آمد و رفت رہتی ہے مگر جو وہاں جانے کا قصد کرتا ہے اسے بہت دقت محسوس ہوتی ہے اس لئے حضرت عمرؓ نے انہیں یہ خط لکھا۔

"مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ ایک دشوار گذار مقام پر مقیم ہیں جہاں لوگ بہت دشواری کے بعد پہنچتے ہیں اس لئے آپ میدانی علاقے میں آجائیں اور کسی مسلمان یا معاہد ذمی کے لئے دشواری کا باعث نہ بنیں۔ تم ایسے شخص کی طرح کام کرو جو آخرت کو حاصل کرنا چاہتا ہو اور دنیا میں اچھی زندگی گذارنے کا طالب ہو تم سستی کرو اور نہ ہی جلد بازی کرو اس طرح تمہاری دنیا بھی خراب ہوگی اور آخرت بھی تمہارے ہاتھ سے جاتی رہے گی۔"

حرقوص جنگِ صفین میں خارجی مسلک ہو گئے تھے اور اسی حالت میں رہے وہ خوارج کے ساتھ جنگ نہروان میں بھی شریک ہوئے۔

بصرہ والوں سے مصالحت

سیف کی روایت ہے کہ مسلمان بصرہ اور اس کے علاقے میں مقیم تھے، اہواز کے کچھ علاقے کو مسلمانوں نے فتح کر لیا تھا۔ اور وہ ان کے قبضے میں تھا۔ باقی علاقہ کے بارے میں مصالحت ہو گئی تھی وہ علاقے وہاں کے باشندوں کے پاس تھے وہ لوگ اس کا خراج ادا کرتے تھے اور زیرِ حفاظت آگئے تھے مگر داخلی انتظام میں کوئی مداخلت نہیں کی جاتی تھی۔ مصالحت کرانے کے لئے ان کا نمائندہ ہرمزان تھا۔

کاش اہلِ فارس اور ہمارے درمیان آگ کا پہاڑ حائل ہوتا

حضرت عمرؓ (اس زمانہ میں) یہی فرماتے تھے۔ "ہمارے اہلِ بصرہ کے لئے وہاں کا علاقہ اور اہواز کافی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے اور اہل فارس کے درمیان آگ کا پہاڑ حائل ہوتا نہ وہ ہماری طرف آسکتے اور نہ ہم ان کے پاس جاسکتے۔"

اس طرح آپ نے اہل کوفہ کے لئے بھی فرمایا۔ "کاش کے ہمارے اور ان کے درمیان آگ کا پہاڑ حائل ہوتا تاکہ نہ وہ ہماری طرف آسکتے اور نہ ہم ان کے پاس جاسکتے۔"

علاء بن حضرمی

علاء ابن الحضرمی حضرت ابو بکرؓ کے عہدِ خلافت میں بحرین کے گورنر تھے، حضرت عمرؓ نے انہیں معزول کیا اور ان کی جگہ پر قدامہ بن المظعون کو مقرر کیا پھر قدامہ کو معزول کر کے علاء بن ابن الحضرمی کو بحال کر دیا۔

حضرت علاءؓ کی حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کے ساتھ مخالفت تھی وہ مرتدوں کے ساتھ جنگ کر کے حضرت سعدؓ پر فضیلت حاصل کر چکے تھے۔ مگر جب سعدؓ بن ابی وقاص نے جنگ قادسیہ میں فتح حاصل کی اور ایران کے

بادشاہوں کو بھی جلاء وطن کر دیا اور آس پاس کے علاقے پر قبضہ کر لیا تو ان کی عظمت بڑھ گئی۔ اور یہ کارنامہ علاء کے کارنامے سے بھی بڑھ گیا۔

اس موقع پر علاء نے ارادہ کیا کہ اہل عجم کے مقابلے پر ایسا کارنامہ انجام دیں جس کی بدولت وہ سابقہ مقام حاصل کر لیں اس سلسلے میں وہ اطاعت اور نافرمانی کے فرق کو ملحوظ رکھنے کے لئے بھی تیار نہ تھے۔

اہلِ فارس سے بحری جنگ

حضرت ابوبکرؓ نے علاءؓ کو حاکم بحرین مقرر کیا تھا اور انہیں مرتدوں سے جنگ کرنے کی اجازت دے دی تھی حضرت عمرؓ نے بھی انہیں حاکم مقرر کیا مگر بحری جنگ سے منع کر دیا تھا۔ مگر وہ اطاعت نہیں کر سکے اور نافرمانی کے انجام پر غور نہیں کر سکے انہوں نے اہل بحرین کو فارس پر حملہ کرنے کی دعوت دی اور وہ اس کام کے لئے جلد تیار ہو گئے چنانچہ انہوں نے اپنے لشکر کو کئی فوجی دستوں میں تقسیم کیا اور ایک دستے کے سپہ سالار جارود بن المعلیٰ تھے۔ دوسرے کے سپہ سالار سوار بن صحام تھے تیسرے دستے کے خلید بن المنذر بن ساوی تھے وہ سام اور مشتر کہ سپہ سالار تھے وہ حضرت عمرؓ کی اجازت کے بغیر سمندر کے راستے اہل فارس پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہو گئے۔

حضرت عمرؓ بحری حملوں کے لئے کسی کو اجازت نہیں دیتے تھے اس معاملے میں وہ رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کی پیروی کرتے تھے کیونکہ نہ تو رسول اللہ ﷺ نے بحری حملہ کیا اور نہ حضرت ابوبکرؓ نے بحری جنگ کے لئے کسی کو بھیجا

صبر اور نماز کے ساتھ اللہ کی مدد طلب کرو

بہر حال ان فوجوں نے بحرین سے فارس کے لئے سمندر کو عبور کیا وہ اصطخر پہنچنے کے ارادے سے نکلی تھیں ان کے مقابلہ کے لئے اہل فارس ہربز کی زیر قیادت جمع ہو گئے، اہلِ فارس مسلمانوں کی کشتیوں کی راہ میں حائل ہو گئے لہذا حضرت خلید نے کھڑے ہو کر مسلمانوں سے یوں خطاب کیا:

''اللہ جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو تقدیر اسی کے مطابق کام کرتی ہے ان لوگوں نے تمہیں اپنی طرف سے جنگ کی دعوت نہیں دی تھی بلکہ تم خود ان سے جنگ کرنے کے لئے آئے ہو اس صورت میں یہ کشتیاں اور یہ سرزمین اس کے قبضے میں ہوگی جو غالب آئے گا۔ لہذا تم صبر اور نماز کے ذریعے نصرتِ الٰہی کے طلب گار بنو یہ بات اللہ کے عاجزوں اور نیک بندوں کے لئے مشکل نہیں ہے۔

آغازِ جنگ وشہادت

مسلمانوں نے ان کے اعلان پر صدائے لبیک بلند کی اور ظہر کی نماز پڑھ کر جنگ کے لئے تیار ہو گئے چنانچہ طاؤس کے مقام پر سخت جنگ ہوئی اس جنگ میں حضرت سوار اشعار پڑھ رہے تھے اور اپنی قوم کے بہادرانہ کارنامے بیان کر رہے تھے، حتی کہ وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

جارود نے بھی دادِ شجاعت دی اور شہادت کا درجہ حاصل کیا ان دونوں سرداروں کی شہادت سے پیشتر ان کے فرزند عبداللہ بن سوار اور منذر جارود ان دونوں کے قائم مقام سردار ہو گئے تھے۔

مسلمانوں کیلئے واپسی کا راستہ مسدود

اس موقع پر حضرت خلید نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ گھوڑوں سے اتر کر جنگ کریں چنانچہ انہوں نے اتر کر پا پیادہ جنگ کی اس طرح اہل فارس کے اس قدر سپاہی مارے گئے کہ اس سے پہلے ان کے اتنے افراد نہیں مارے گئے تھے پھر مسلمان بصرہ کے ارادہ سے نکلے ان کی کشتیاں ڈوب چکی تھیں اس کے علاوہ انہیں سمندر کی طرف جانے کا راستہ نہیں مل سکا۔ انہیں یہ معلوم ہوا کہ شہرک نے مسلمانوں کا راستہ بند کر دیا ہے۔ اس لئے وہ رک گئے اور صف آرا ہو گئے۔

حضرت علاء کی معزولی و سزا

جب حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع ملی کہ علاءؓ نے سمندر کے راستے فوجیں بھیجی ہیں تو ان کے دل میں وہی خیال آیا جو حقیقت میں رونما ہوا وہ علاءؓ پر سخت ناراض ہوئے اور ان کی معزولی کا حکم لکھا اور ان کے لئے وہ سزا مقرر کی جو ان کے لئے سب سے زیادہ گراں و ناگوار تھی۔ یعنی انہیں حضرت سعد بن ابی وقاص کے ماتحت کر دیا اور حکم دیا کہ تم اپنے ساتھیوں کو لے کر حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس چلے جاؤ چنانچہ وہ مسلمانوں کو لے کر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس پہنچ گئے۔

امدادی افواج اور ان کے سردار

دوسری طرف حضرت عمرؓ نے حضرت عتبہ بن غزوان کو یہ خط لکھا کہ علاء ابن الحضرمی نے مسلمانوں کے ایک لشکر کو اہل فارس کی طرف بھیجا اور اس نے میری نافرمانی کی ہے تاہم مجھے یہ اندیشہ ہے کہ اگر ان کے لئے امدادی فوج نہ بھیجی تو وہ مغلوب ہو جائیں گے تم اس سے پہلے کہ وہ تباہ و برباد ہوں لوگوں کو ان کے پاس کمک کے لئے بھیجو، انہیں اپنے ساتھ شامل کر لو، حضرت عتبہ نے لوگوں کو بلایا اور انہیں حضرت عمرؓ کے خط سے مطلع فرمایا اس پر مندرجہ ذیل حضرات امدادی فوج میں شامل ہونے کے لئے تیار ہو گئے، عاصم بن عمرو، عرفجہ بن ہرثمہ، حذیفہ بن محصن، مجزاۃ بن ثور، نہار بن حارث، حصین بن ابوالحر، احنف بن قیس، سعد بن ابی العرجاء، عبدالرحمٰن بن سہیل، صعصعہ بن معاویہ، ترجمان۔

مذکورہ حضرات بارہ ہزار کا لشکر لے کر نکلے یہ لوگ خچروں پر سوار تھے اور ساتھ ساتھ گھوڑے بھی تھے ان کے سپہ سالار ابو سبرہ بن ابی اہم تھے جو عامر بن لوی کے قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔

اہواز کے علاقے میں فوجی چھاؤنیاں برقرار تھیں اور حفاظتی علاقہ بھی تھا جو مجاہدین اور مقیم مسلمانوں کا مددگار تھا۔

ابو سبرہ اور خلید کی ملاقات

حضرت ابو سبرہ مسلمانوں کو لے کر ساحلی مقامات پر سے گزرے مگر کوئی ان کے مقابلہ کے لئے نہیں آیا آخر کار ابو سبرہ اور خلید دونوں کی ملاقات اس مقام پر ہوئی جہاں طاؤس کی جنگ کے بعد مسلمانوں کا راستہ روک لیا گیا تھا پہلے صرف اہل اصطخر مسلمانوں سے جنگ کے لئے تیار ہوئے مگر جب اہل اصطخر نے مسلمانوں کا راستہ روک لیا تو انہوں نے تمام اہل فارس کو امداد کے لئے بلوایا اور وہ ہر علاقے اور ہر ضلع سے آ کر وہاں جمع ہو گئے۔

بصرہ کے جوانوں کے کارنامے

طاؤس کی جنگ کے بعد اہل فارس کا مقابلہ ابو سبرہ سے ہوا۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس امدادی کمک پہنچ گئی تھی۔ اور مشرکوں کو بھی امداد حاصل ہوگئی تھی، مشرکوں کا سپہ سالار شہرک تھا۔ جب جنگ ہوئی تو اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور مشرکین مارے گئے۔ اور مسلمانوں نے انہیں دل کھول کر نقصان پہنچایا یہ وہ جنگ تھی جس میں بصرہ کے نئے بھرتی ہونے والوں نے اپنے جوہر دکھائے اور تمام اسلامی شہروں کے نوجوانوں میں بہترین نوجوان فوج ثابت ہوئی۔

عتبہؓ کا استعفاء اور اس کا مسترد ہونا

پھر وہ مال غنیمت حاصل کرنے کے بعد لوٹ آئے کیونکہ حضرت عتبہ نے انہیں لکھا تھا کہ وہ وہاں نہ ٹھریں اور جلد واپس آ جائیں چنانچہ وہ ان کے پاس واپس بصرہ آ گئے اور جو وہاں رہتے تھے وہ اپنے گھر چلے گئے اور جو اہل ہجر تھے وہ اپنے قبائل کی طرف چلے گئے اور جو قبیلہ قیس کے تھے وہ سوق البحرین پر آ گئے جب حضرت عتبہ نے اہواز کو فتح کر لیا اور اہل فارس کو شکست دیدی تو انہوں نے حضرت عمرؓ سے حج کرنے کی اجازت مانگی۔ اجازت ملنے پر انہوں نے فریضہ حج ادا کیا۔ حج سے فارغ ہو کر انہوں نے اپنے عہدے سے استعفاء پیش کیا مگر حضرت عمرؓ نے ان کا استعفاء منظور نہیں کیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے علاقے کی طرف لوٹ جائیں۔

حضرت عتبہؓ کا آخری وقت

جب حضرت عمرؓ نے عتبہؓ کا استعفاء منظور نہیں کیا تو اس وقت انہوں نے اللہ سے دعا مانگی اور واپس چل پڑے مگر راستہ میں بطن نخلہ کے مقام پر رحلت فرمائی اور وہیں دفن ہوئے۔ جب حضرت عمرؓ کو یہ خبر ملی تو وہ ان کے مزار کی زیارت کے لئے گئے اور فرمانے لگے۔

''اگر وقت موعود اور تقدیر کے اٹل ہونے کا عقیدہ نہ ہوتا تو میں یہ کہتا کہ تمھیں میں نے قتل کیا ہے'' پھر آپ نے ان کی خوبیوں کی بہت تعریف کی۔

ورثاءِ عتبہؓ

انہوں نے دیگر مہاجرین کی طرح اپنے لئے زمینیں نہیں حاصل کی تھیں اس لئے ان کے لڑکے کو گھر کا حصہ اپنی پھوپھی فاختہ بنت غزوان کی طرف سے ملا جو حضرت عثمان بن عفان کے رشتۂ زوجیت میں تھیں۔ ان کے آزاد کردہ غلام خباب نے بھی انہیں جیسا طریقہ اختیار کیا اور اپنے لئے کوئی گھر حاصل نہیں کیا۔

اہلِ طاؤس کی وجہ تسمیہ

حضرت سعدؓ کے مدائن چھوڑنے کے تین سال بعد حضرت عتبہؓ بن غزوان نے وفات پائی۔ ان کے جانشین حاکم بصرہ حضرت ابو سبرہ بن ابی اہم ہوئے، ان کے ارکینِ سلطنت اپنے مناصب پر برقرار رہے اور ان کی فوجی چوکیاں سہر تیری مناذر، سوق الاہواز اور سرق پر برقرار رہیں ہرمزان بدستور رامہرمز میں اس علاقے کی طرف سے نیز سوس، بنیان، جندی سابور، مہر جائزق کی طرف سے مصالحت کا نگران تھا۔ یہ واقعہ علاء کے بحری حملہ اور مسلمانوں کے بصرہ واپس آنے کے بعد رونما ہوا، جو واپس آئے تھے وہ جنگ طاؤس سے تعلق رکھنے کی بناء پر اہل طاؤس کہلاتے تھے۔

بصرہ میں امراء کا عزل و نصب

حضرت عمرؓ نے ابو سبرہ بن ابی اہم کو سال کے آخر تک بصرہ کا حاکم بحال رکھا پھر حضرت عتبہ بن غزوان کی وفات کے دوسرے سال حضرت مغیرہ بن شعبہ کو حاکم مقرر کیا وہ دو سال تک کام کرتے رہے کسی نے ان کے کام کی مخالفت نہیں کی اور وہاں سلامتی کے ساتھ رہے البتہ ان کے اور ابو بکرہ کے درمیان چشمک پیدا ہو گئی پھر حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو بصرہ کا حاکم بنایا پھر انہیں کوفہ تبدیل کر دیا گیا اور عمر بن سراقہ کو بصرہ کا حاکم بنایا پھر ان کا تبادلہ بصرہ سے کوفہ کی طرف ہو گیا اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو دوبارہ بصرہ کا حاکم مقرر کیا گیا۔

فتحِ رامہرمز و سوس

شاہِ ایران یزدگرد کی ہرزہ سرائی

سیف کی روایت کے مطابق رامہرمز وسوس اور تستر ۱۷ھ میں مفتوح ہوئے اور اسی سال ہرمزان گرفتار ہوا ان واقعات کا سبب یہ ہوا کہ شاہ ایران یزدگرد اہل ایران کو جنگ پر اکساتا رہا کہ ان کے علاقے ان کے قبضے سے نکل رہے ہیں۔ جب وہ مرو میں تھا تو اس وقت اس نے ان کو برانگیختہ کرنے کے لئے یہ خط بھی تحریر کیا:

”اے اہل فارس! کیا تم اس بات سے خوش ہو کہ اہلِ عرب عراق کے دیہاتوں اور اہواز کے علاقوں پر غالب آ جائیں اور تمھیں تمہارے آبائی ملک اور گھروں سے نکال دیں۔

اس خط سے ان میں جوش پیدا ہوا۔ اور انہوں نے ایک دوسرے سے خط و کتابت کی اور یوں اہلِ فارس اور اہل اہواز نے باہم عہد و پیمان کیا۔ اور فتح و نصرت حاصل کرنے کا پختہ عزم کر لیا۔

یزگرد کی اطلاع مسلمانوں کو

یہ خبر حرقوص بن زہیر کو مل گئی اور غالب وکلیب کی طرف سے جزء، سلمیٰ اور حرملہ کو بھی یہ خبر موصول ہوئی۔ سلمیٰ اور حرملہ نے اس کی تحریری اطلاع بھی حضرت عمرؓ اور بصرہ کے مسلمانوں کو بھیجی۔ سب سے پہلے سلمیٰ اور حرملہ کا خط پہنچا، اس کو پڑھ کر حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو تحریر فرمایا:

”تم نعمان بن مقرن کی زیر قیادت جلد ایک بھاری لشکر اہواز بھیجو اور سوید بن مقرن عبداللہ بن ذی السہمیں، جریر بن عبداللہ حمیری اور جریر بن عبداللہ بجلی کو اس قصد کے لئے روانہ کرو کہ وہ ہرمزان کے مقابلے پر ٹھیریں اور اس کا حال معلوم کر سکیں۔

حضرت ابو موسیٰ کو عمرؓ کا خط

آپ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو یہ تحریر فرمایا۔

”تم اہواز کی طرف ایک بھاری لشکر روانہ کرو اور سہیل بن عدی کے بھائی سہل بن عدی کو اس کا سپہ سالار بناؤ اور ان کی مدد کے لئے مندرجہ ذیل افراد کو بھی شامل کرو۔

براء بن مالک، عاصم بن عمرو، مجزاۃ بن ثور، کعب بن سور، عرفجہ بن ہرثمہ، حذیفہ بن محصن، عبداللہ بن سہیل، حصین بن معبد۔"

اس کے علاوہ اہل بصرہ اور اہل کوفہ دونوں کے مشترکہ سپہ سالار ابوسبرہ بن ابی اہم ہوں گے اور جو بعد میں آئے گا وہ ان کا مددگار ہوگا۔

حضرت نعمان بن مقرن اہل کوفہ کو لے کر نکلے انہوں نے سوادِ عراق کے درمیان کا راستہ اختیار کیا یہاں تک کہ وہ دریائے دجلہ کا راستہ قطع کر کے میسان پہنچے پھر اہواز تک خشکی کا راستہ اختیار کیا وہ خچروں پر سوار تھے ان کے ساتھ گھوڑے بھی تھے وہ نہر تیری پر پہنچ گئے، پھر آگے بڑھ کر مناذر اور سوق الاہواز سے آگے نکل گئے انہوں نے حرقوص، سلمیٰ اور حرملہ کا پیچھا چھوڑ دیا تھا پھر وہ ہرمزان کی طرف روانہ ہوئے، جو اس وقت تک رامہرمز میں تھا۔

ہرمزان کی مستعدی

جب ہرمزان نے یہ سنا کہ نعمان بن مقرن اس کی طرف آ رہے ہیں تو اس نے جلدی سے حملہ کرنا چاہا کہ جلدی سے ان کا صفایا کر دے۔ اسے اہل فارس کی امداد کی بڑی توقع تھی جو اس کی طرف روانہ ہو چکی تھی اور ان کی پہلی امدادی فوج تستر پہنچ چکی تھی۔

نعمان کا قیام

حضرت نعمان اربک سے رامہرمز رہنے کے لئے روانہ ہوئے پھر ایذج کے مقام پر پہنچے وہاں تیرویہ نے صلح کر لی اور انہوں نے اس کی صلح قبول کر لی اور وہاں کے لوگوں کو اسی حالت میں چھوڑ کر رامہرمز لوٹ آئے اور وہاں رہنے لگے۔

سہلؒ کی سرعت اور ہرمزان کو شکست دینا

حضرت عمرؓ نے حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو امدادی فوج بھیجنے کے لئے خطوط لکھے تھے لہٰذا حضرت نعمان اور حضرت سہیل روانہ ہو گئے حضرت نعمان اہل کوفہ کو لے کر سہل سے آگے بڑھ گئے بلکہ تمام اہل بصرہ سے آگے نکل گئے انہوں نے ہرمزان کو شکست سے دوچار کر دیا۔

سہل و نعمان کی تستر کی طرف روانگی

حضرت سہل اہل بصرہ کو لے کر روانہ ہوئے تاکہ وہ سوق الاہواز میں فروکش ہوں۔ وہ رامہرمز کا قصد کر رہے تھے کہ انہیں اس کے فتح ہونے کی خبر مل گئی۔ اس وقت وہ سوق الاہواز میں تھے۔ انہیں یہ بھی اطلاع ملی کہ ہرمزان تستر پہنچ گیا ہے اس لئے وہ سوق الاہواز سے براہ راست تستر کی طرف روانہ ہو گئے۔ حضرت نعمان بھی رامہرمز سے تستر روانہ ہو گئے۔ حضرت سلمیٰ، حرملہ، حرقوص اور جزء بھی روانہ ہوئے اور سب تستر کے مقام پر فروکش ہوئے،

ہرمزان کا لشکر سمیت خندق میں محصور ہونا

حضرت نعمان اہلِ کوفہ کی قیادت کر رہے تھے اور اہل بصرہ کے مددگار تھے ان کے مقابلے پر ہرمزان اور اس کا لشکر تھا جو فارس، جبال اور اہواز کے سپاہیوں پر مشتمل تھا۔ ان لوگوں نے خندقیں کھود دی تھیں اور یہ سب خندقوں میں

تھے۔ مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کو اس بارے میں لکھا حضرت ابو سبرہ نے ان سے امداد طلب کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے ان کی امداد کے لئے خود حضرت ابو موسیٰ اشعری کی فوج کو بھیجا اور وہ ان کی طرف روانہ ہو گئے۔

محاصرہ کی طوالت اور خونریزی

اب اہل کوفہ کے لشکر کے سپہ سالار حضرت نعمان تھے اور اہل بصرہ کے سپہ سالار حضرت ابو موسیٰ اشعری تھے اور دونوں لشکروں کے سپہ سالارِ اعلیٰ حضرت ابو سبرہ تھے مسلمانوں نے اہل فارس کا کئی مہینوں تک محاصرہ کیا اور محاصرہ کے دوران کے بہت سے افراد کو قتل کیا۔

حضرت براء بن مالک نے اس محاصرہ کے دوران دشمن کے ایک سو بہادر سپاہیوں کو قتل کیا۔ مجزاء بن ثور نے بھی اسی قدر افراد کو قتل کیا اسی طرح کعب بن ثور، ابو تمیمہ اور دیگر اہلِ بصرہ اور اہل کوفہ نے بھی اسی قدر دشمن کے بہادر سپاہیوں کو ٹھکانے لگایا جن میں سے حبیب بن قرہ یعنی ربعی بن عامر، عامر بن عبدالاسود قابل ذکر ہیں۔

مسلمانوں کی دشمن کے ٹھکانے میں دراندازی

مشرکوں نے بھی تستر کے محاصرہ میں بڑھ چڑھ کر حملے کیے، جن میں کبھی انہیں شکست ہوتی تھی اور کبھی کامیابی ہوتی تھی۔ لیکن جب آخری حملہ ہوا تو جنگ کے شعلہ خوب بھڑکنے لگے۔ اس وقت حضرت براء بن مالک نے مسلمانوں سے کہا:

''تم اللہ سے دعا مانگو کہ وہ انہیں شکست دے اور مجھے شہادت عطا فرمائے۔'' چنانچہ مسلمانوں نے اللہ سے دعا مانگی، اے اللہ! تو انہیں شکست دے، چنانچہ مسلمانوں نے کافروں کو شکست دی اور انہیں خندقوں میں گھس جانے پر مجبور کر دیا پھر مسلمان وہاں تعاقب میں گھس گئے اور وہ اپنے شہر کے اندر گھس گئے، جس کا مسلمانوں نے چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔

غیبی امداد

جب محاصرہ طول پکڑ گیا تو مسلمان بھی اس سے اکتا گئے۔ اس وقت حضرت نعمان کے پاس دشمن کا ایک شخص آیا وہ پناہ کا طالب ہوا تاکہ وہ مسلمانوں کو شہر میں داخل ہونے کا راستہ بتائے۔ اس کا قصہ یوں ہوا کہ:

حضرت ابو موسیٰ اشعری کے لشکر میں ایک تیر پھینکا گیا تھا جس میں تحریر تھا مجھے آپ لوگوں پر بھروسہ اور اطمینان ہے اسی وجہ سے میں آپ سے اس شرط پر پناہ کا طالب ہوں کہ میں آپ کو وہ راستہ بتاؤں گا جہاں سے تم شہر میں داخل ہو سکو گے اور اس کی بدولت شہر فتح ہو سکے گا۔

مسلمانوں نے بھی تیر پھینکا اور اسے پناہ دے دی لہٰذا اس نے دوسرا تیر پھینک کر بتایا ''تم پانی کے نکلنے کی جگہ پہنچ جاؤ، وہاں سے تم عنقریب اس شہر کو فتح کر سکو گے۔

کافروں کے نرغہ میں گھسنے کیلئے اپنے آپ کو پیش کرنے والے حضرات

اس وقت مسلمانوں کا آپس میں مشورہ ہوا اور وہاں جانے کے لئے مندرجہ ذیل افراد کے علاوہ بہت سے لوگ تیار ہو گئے:

براء بن مالک، عامر بن قیس، کعب بن سور، مجزاۃ بن ثور، مسکۃ الحبطی یہ لوگ رات کے وقت اس مقام پر پہنچ گئے۔ حضرت نعمان نے بھی جب وہ شخص آیا تو اس کے ساتھ مندرجہ ذیل افسروں کو بھیجا

سوید بن الشعبہ، ورقاء بن الحارث، بشیر بن ربیعہ خثعمی، نافع بن زید حمیری، عبداللہ بن بشیر ہلالی۔

شہر میں کامیاب داخلہ

یہ لوگ بہت سے افراد کو لے کر وہاں روانہ ہوئے اور یہ اہل کوفہ اور اہل بصرہ پانی کے نکاسی کے مقام پر اکٹھے ہو گئے سوید اور عبداللہ بن بشیر وہاں سے اندر گھس گئے اور اس کے بعد دونوں لشکر کے باقی ماندہ افراد بھی گھسے۔

اندر پہنچتے وقت کچھ لوگوں کو باہر چھوڑ دیا گیا جب اندر کے مسلمانوں نے نعرہ تکبیر بلند کیا تو باہر کے مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر کہا اس وقت سب دروازے کھول دیئے گئے، پھر مسلمانوں نے آگے بڑھ کر تمام جنگجو سپاہیوں کو موت کی نیند سلا دیا۔

ہرمزان کی گرفتاری اور جرات

ہرمزان قلعہ کے اندر گھس گیا مگر ان مسلمانوں نے جو اندر گھس گئے تھے اس کا محاصرہ کر لیا جب انہوں نے اس کو دیکھا تو مسلمان اس کی طرف بڑھے، وہ بولا تم کیا دیکھ رہے ہو تم مجھے زبوں حالی میں دیکھ رہے ہو مگر میرے ترکش میں ایک سو تیر ہیں، خدا کی قسم جب تک میرے پاس ایک تیر بھی باقی رہے گا اس وقت تک تم مجھے پکڑ نہیں سکتے ہو میری اس گرفتاری سے کیا فائدہ ہے؟ جب کہ میں تمہارے سو آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دوں گا ان میں سے کوئی مقتول ہوگا اور کوئی قریب المرگ ہوگا۔ مسلمانوں نے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ وہ بولا میں اس شرط پر اپنے آپ کو گرفتاری کے لئے پیش کر سکتا ہوں کہ میرے بارے میں خود تمہارے امیر المؤمنین حضرت عمرؓ جو چاہیں فیصلہ کریں۔

مسلمانوں نے کہا ''تمھاری یہ خواہش پوری ہوگی'' اس پر اس نے اپنی کمان پھینک دی اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا مسلمانوں نے اس کے بیڑی ڈال دی

جو مالِ غنیمت ملا وہ تقسیم کر لیا۔ چنانچہ سوار کا حصہ تین ہزار تھا اور پیادے کا حصہ ایک ہزار دیا گیا۔

کافر محسنوں کو پناہ

اس شخص کو جس نے تیر کے ذریعے مسلمانوں کو پیغام بھیجا تھا بلا لیا گیا چنانچہ وہ شخص اور جو رضا کارانہ نکل خود نکل کر رہنمائی کر رہا تھا دونوں آئے اور کہنے لگے ''کون ہے جو ہمیں اور ہمارے ساتھیوں کو پناہ دے گا؟ مسلمانوں نے پوچھا: ''تمھارے ساتھ کون ہے'' وہ بولے؟ ''جس نے دروازہ کھولا تھا اور جہاں سے آپ لوگ داخل ہوئے، لہٰذا ان لوگوں کو پناہ دی گئی۔

مسلمانوں کی شہادت

اس جنگ میں بہت سے مسلمان شہید ہوئے اور جن مسلمانوں کو ہرمزان نے بذاتِ خود شہید کیا تھا ان میں مجزاۃ بن ثور اور براء بن مالک شامل تھے۔

تستر کے شکست خوردہ لوگوں کا تعاقب اور واپسی

حضرت ابوسبرہ تستر کے شکست خوردہ لوگوں کے تعاقب میں سوس تک گئے ان کے ساتھ حضرت نعمان اور حضرت ابوموسیٰ اشعری بھی تھے اور ہرمزان بھی قید ساتھ تھا یہ لوگ سوس کے قریب پہنچ گئے تھے اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کرلیا اور حضرت عمرؓ کو صورت حال سے مطلع کیا حضرت فاروق اعظمؓ نے عمرؓ بن سراقہ کو تحریر فرمایا کہ وہ مدینہ کی طرف روانہ ہو جائیں اور حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ وہ بصرہ کی طرف لوٹ جائیں اس طرح حضرت ابوموسیٰ کو تیسری مرتبہ بصرہ کی حکومت ملی۔

آپ نے ذر بن عبداللہ فقیمی کو تحریر کیا کہ وہ جلدی سابور چلے جائیں چنانچہ وہ وہاں چلے گئے اور وہیں رہنے لگے حضرت ابوموسیٰ اشعری حضرت عمرؓ کے خط آنے تک وہیں ٹھہرے تھے اس کے بعد وہ واپس بصرہ آ گئے۔

آپ ﷺ کا مقرب مقترب

حضرت عمرؓ نے مقترب اسود بن ربیعہ کو بصرہ کا سپہ سالار مقرر کیا، اسود اور ذر مہاجرین صحابہ میں سے تھے۔ اسود جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا تھا میں آپ کی خدمت میں اس لئے آیا ہوں کہ آپ کی صحبت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کروں۔ اس قول کی وجہ سے آپ نے ان کا نام مقترب رکھا۔

حضرت زر کے لئے دعا

حضرت زر جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے عرض کیا۔ ''میرا پیٹ خالی ہے اور ہمارے بھائیوں کی تعداد زیادہ ہے اس لئے آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کیجئے''۔ آپ نے فرمایا۔ ''اے اللہ تو زر کی ضرورتوں کو پورا کر۔''

ہرمزان کا جاہ وجلال

حضرت ابوسبرہ نے ایک وفد بھیجا جس میں حضرت انس بن مالک اور احنف بن قیس بھی شامل تھے ان کے ساتھ ہرمزان کو بھیجا وہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کے ساتھ بصرہ آئے، وہاں سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے جب وہاں پہنچے تو انہوں نے ہرمزان کی اصل وضع قطع بھی تبدیل کردی۔ انہوں نے اسے ریشمی لباس پہنایا جو سونے سے مرصع تھا اس کے سر پر تاج رکھا جو آذین کہلاتا تھا اور یاقوت سے مرصع تھا اور اسے اس کا بھرپور زیور پہنایا تاکہ حضرت عمرؓ اور مسلمان اسے اصلی حالت میں دیکھیں پھر وہ حضرت عمرؓ کے گھر گئے اور راستے میں لوگوں کو دکھاتے رہے۔''

شاہِ اسلام حضرت عمرؓ کی درویشانہ زندگی

حضرت عمرؓ گھر پر نہیں ملے جب ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو بتایا گیا کہ وہ مسجد میں ایک وفد کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں جو کوفہ سے آیا ہے۔ یہ سن کر وہ ان کی تلاش میں مسجد گئے وہاں بھی وہ نہیں ملے جب وہ لوٹنے لگے تو مدینہ کے لڑکوں کے پاس سے گزرے جو کھیل کود رہے تھے۔ لڑکوں نے کہا۔ ''کیا تم امیر المومنین کو تلاش کررہے ہو''؟ وہ تو مسجد کے دائیں طرف سوئے ہوئے ہیں اور اپنی لمبی ٹوپی کو تکیہ بنایا ہوا ہے''۔

مسجد میں آرام

واقعہ یہ تھا کہ حضرت عمرؓ اہل کوفہ کے ایک وفد سے ملاقات کرنے کے لئے اپنی لمبی ٹوپی پہنے ہوئے بیٹھے تھے جب آپ ان کی گفتگو سے فارغ ہوئے اور وہ چلے گئے اور آپ تنہا رہ گئے تو آپ نے اپنی ٹوپی اتار کر اسے تکیہ بنایا اور سو گئے، جب یہ لوگ آئے تو ان کے ساتھ تماشائی بھی تھے وہ سب آپ کے قریب بیٹھ گئے مسجد میں آپ کے سوا کوئی نہ تھا ،سوتا نہ بیدار۔ آپ کے ہاتھ میں کوڑا تھا۔

ہرمزان کے سوالات

اس موقع پر ہرمزان نے پوچھا۔ ''حضرت عمرؓ کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا، وہ یہ موجود ہیں۔ جبکہ اہلِ وفد لوگوں کو اشارہ کر رہے تھے کہ ''خاموش ہو جاؤ''۔ ہرمزان نے وفد سے پوچھا ''ان کے محافظ اور دربان کہاں ہیں''؟ مسلمانوں نے کہا انکا کوئی محافظ ہے اور نہ کوئی دربان۔ اور نہ کوئی دستِ راست ہے اور نہ دفتر و محل سراء ہے'' وہ بولا ''تو کیا وہ پیغمبر ہیں'' وہ بولے '' پیغمبر تو نہیں ہیں، مگر پیغمبروں جیسے کام کرتے ہیں'' اتنے میں لوگوں کا ازدہام ہو گیا اور حضرت عمرؓ شور و غل سے بیدار ہو گئے اور اٹھ بیٹھے، پھر انہوں نے ہرمزان کی طرف نگاہ کی تو پوچھنے لگے۔ ''کیا یہ ہرمزان ہے؟ لوگوں نے کہا ''ہاں'' اس پر آپ نے اسے غور سے دیکھا اور اس کے لباس کو بھی غور سے دیکھا اور فرمایا:

حضرت عمرؓ کی نصیحت

''میں دوزخ کی آگ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اور اسی سے مدد کا طالب ہوں۔'' پھر آپ نے فرمایا'' خدا کا شکر ہے جس نے اسلام کے ذریعے اس کو اور اس کے ساتھیوں کو ذلیل کیا اے مسلمانو! تم اس دینِ اسلام کی پابندی کرو اور اپنے پیغمبر کے طریقے سے ہدایت حاصل کرو تم دنیا حاصل کر کے اتراؤ مت کیونکہ یہ دھوکا دینے والی ہے۔''

شاہِ اسلام عمرؓ اور شاہِ ایران ہرمزان کی آپس میں گفتگو

''اے ہرمزان! تمھیں غداری اور اللہ کے حکم کا انجام کیسا نظر آتا ہے''۔ وہ بولا، اے عمرؓ! دورِ جاہلیت میں اللہ نے ہمیں اور تمھیں تنہا چھوڑ رکھا تھا۔ تو ہم آپ لوگوں پر غالب تھے، کیونکہ اس وقت نہ اللہ ہمارے ساتھ تھا اور نہ تمھارے ساتھ تھا۔ مگر جب وہ آپ کے ساتھ آ گیا تو آپ ہم پر غالب آ گئے۔'' حضرت عمرؓ نے پوچھا، تم دورِ جاہلیت میں ہم پر اس لئے غالب آ گئے تھے کہ تم متحد تھے اور ہم پراگندہ و منتشر تھے۔'' پھر آپ نے فرمایا: ''تم نے بار بار عہد شکنی کیوں کی۔

ہرمزان کی مکّاری

''وہ بولا مجھے اندیشہ ہے کہ اس سے پہلے کہ میں آپ کو کسی بات کی اطلاع دوں آپ مجھے قتل کر دیں گے۔'' آپ نے فرمایا'' تم اس بات کا اندیشہ نہ کرو، پھر اس نے پانی مانگا تو اسے ایک معمولی پیالے میں پانی لا کر دیا گیا وہ بولا اگر میں پیاس سے مر بھی جاؤں تب بھی اس پیالے میں پانی نہیں پیوں گا، اس پر اس کے پسند کے مطابق برتن میں پانی لایا گیا اس پر اس کا ہاتھ کانپنے لگا اور وہ کہنے لگا مجھے اندیشہ ہے کہ مجھے پانی پیتے ہوئے قتل کر دیا جائے گا حضرت عمرؓ نے فرمایا

جب تک تم پانی نہ پی لو گے اس وقت تک تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔"

عمرؓ کے وفاءِ عہد پر ہرمزان کا مسلمان ہونا

یہ سن کر اس نے برتن کو الٹ دیا، آپ نے فرمایا اسے دوبارہ پانی لا کر دو تا کہ اسے قتل اور پیاس دو چیزوں کی سزا نہ ملے۔ وہ بولا، مجھے پانی پینے کی کوئی خواہش نہیں ہے۔ بلکہ میرا مقصد صرف یہ تھا کہ میں پناہ حاصل کروں "حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ میں تمھیں قتل کروں گا۔" اس نے کہا آپ نے مجھے پناہ دی ہے" آپؓ نے فرمایا" تم جھوٹ بول رہے ہو۔ اس پر حضرت انسؓ نے کہا "اے امیر المومنین وہ سچ کہتا ہے آپ نے اسے پناہ دی ہے" آپ نے فرمایا اے انسؓ کیا میں مجزاۃ بن ثور اور براء بن مالک کے قاتل کو پناہ دے سکتا ہوں"؟ خدا کی قسم تم ثبوت لاؤ، ورنہ میں تمھیں بھی سزا دوں گا، وہ بولے آپ نے فرمایا تھا تم پر کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ تم مجھ سے بات نہ کر لو اور آپ نے یہ بھی فرمایا تھا "تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا جب تک کہ تم پانی نہیں پی لو۔" اس قول کے تائید ان لوگوں نے بھی کی جو آپ کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اس پر آپ ہرمزان سے مخاطب ہو کر کہنے لگے۔

تم نے مجھے فریب دیا ہے، خدا کی قسم! میں صرف ایک مسلمان کے فریب میں آسکوں گا۔ اس پر وہ مسلمان ہو گیا آپ نے اس کا دو ہزار کا وظیفہ مقرر کیا اور اسے مدینہ منورہ میں آباد کیا۔

ہرمزان و عمرؓ کی بواسطہ ترجمان گفتگو

ابن عیسیٰ کی روایت ہے کہ ہرمزان سے ملاقات کے دن اس کے ترجمان حضرت مغیرہ بن شعبہ تھے یہاں تک کہ مقررہ ترجمان آ گیا، حضرت مغیرہ تھوڑی بہت فارسی جانتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے حضرت مغیرہ سے فرمایا "اس سے پوچھو تم کہاں کے رہنے والے ہو"۔ حضرت مغیرہ نے فارسی میں کہا: از کہ ام ارضی، تم کونسی سرزمین کے ہو اس نے کہا: مہرجان، آپ نے فرمایا تم اپنا ثبوت لاؤ وہ بولا۔

اسلام سے مفر ممکن نہیں

"کیا سچ کلام بولوں یا جھوٹ کلام"؟ آپ نے فرمایا "زندہ کلام کہو" اس پر اس نے کہا آپ نے مجھے پناہ دی ہے، آپ نے فرمایا "تم نے مجھے دھوکا دیا ہے جنگ میں دھوکے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ خدا کی قسم! میں تمھیں پناہ نہیں دے سکتا جب تک کہ تم اسلام نہ لاؤ۔" اسے یقین ہو گیا کہ اسے یا تو قتل ہونا ہے یا اسلام لانا ہے لہذا وہ مسلمان ہو گیا۔ آپ نے اس کا دو ہزار وظیفہ مقرر کیا اور اسے مدینہ میں آباد کر دیا۔

مغیرہ کے بجائے زیدؓ کی ترجمانی

آپ نے حضرت مغیرہ سے فرمایا۔ "میں تمھیں اس میں ماہر نہیں دیکھتا ہوں جو شخص اس زبان کو اچھی طرح نہیں جانتا ہے وہ دھوکے میں آ جاتا ہے اور جو فریب میں آجائے وہ مارا جاتا ہے تم اس سے بچو اور پرہیز کرو کیونکہ یہ اعراب کو خراب کر دیتی ہے اس کے بعد زید آئے تو انہوں نے گفتگو کی وہ حضرت عمرؓ کو ہرمزان کے اس قول کی ترجمانی کرتے تھے اور ہرمزان کو حضرت عمرؓ کی باتیں سمجھاتے تھے۔

عہد شکنی کی تحقیق

حضرت حسنؒ کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا ''شاید مسلمان ذمی افراد کو بہت تکالیف پہنچاتے ہیں اور اس کی وجہ سے وہ تمھارے ساتھ عہد شکنی کرتے ہیں وہ بولے جہاں تک ہمیں علم ہے ان کے ساتھ حتی الوسع ایفائے عہد اور حسن سلوک ہوتا ہے آپ نے فرمایا پھر اس قسم کے واقعات کیوں رونما ہوتے ہیں؟ اس سوال کا کوئی تسلی بخش جواب نہیں دے سکا، البتہ حضرت احنفؒ نے یہ کہا۔

''اے امیر المومنین! میں اس کا سبب آپ کو یہ بتاتا ہوں کہ آپ نے ہمیں ان کے ملک میں پیش قدمی کرنے سے منع فرمایا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ ہم اپنے مفتوحہ علاقے کے اندر رہیں حالانکہ ان کا بادشاہ ان کے ملک میں زندہ سلامت ہے اس وجہ سے جب تک ان کا بادشاہ زندہ رہے گا یہ فتنہ فساد ہوتا رہے گا کیونکہ دو بادشاہ ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے جب تک کہ ایک دوسرے کو نہ نکال دے اس لئے میرا خیال ہے کہ اسی وجہ سے یہ واقعات رونما ہو رہے ہیں۔

ذمیوں کے بغاوت کی اصل وجہ

ان کی بادشاہت کی برقراری

یہ بادشاہ ہی ہے جو انہیں غداری کے لئے بھڑکاتا ہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہے گا جب تک کہ آپ ہمیں اجازت نہ دیں کہ ہم ان کے ملک میں گھس جائیں۔ اس صورت میں ہم اس کی بادشاہت کا فارس سے خاتمہ کر سکتے ہیں، اور اسے اس کے ملک سے نکال کر ان کی قومی عزت و وقار کو ختم کر سکتے ہیں اس وقت اہل فارس کی توقعات منقطع ہو جائیں گی اور ان کے حوصلے پست ہو جائیں گے۔

حضرت عمرؓ نے یہ سن کر فرمایا ''تم سچ بات کہتے ہو اور تم نے بات سے بالکل پردہ اٹھا دیا ہے۔'' آپ نے ان کی ضرورتیں پوری کیں اور انہیں رخصت کیا۔

پیش قدمی کی اجازت

اس کے بعد حضرت عمرؓ کو یہ خط موصول ہوا کہ اہل نہاوند جمع ہو رہے ہیں، اور اہل مہر جانقذق اور اہل اہواز ہرمزان کی رائے اور فیصلہ کو تسلیم کرنے پر تیار ہو گئے ہیں۔ لہذا اس کے بعد حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو ایران کے علاقے میں گھس جانے اور پیش قدمی کرنے کی اجازت دے دی۔

فتح سوس

سوس کی فتح کے بارے میں اہل سیرت کا اختلاف ہے، مدائنی کہتا ہے:

''جب جلولاء کی شکست خوردہ فوج یزدگرد کے پاس پہنچی تو اس نے اپنے خاص لوگوں کو اور موبذ کو بلوایا اور کہا:

''یہ فوج جس فوج سے مقابلہ کرتی ہے اسے شکست دیتی ہے تمھاری کیا رائے ہے؟ موبذ بولا ہماری رائے یہ ہے کہ آپ یہاں سے نکل کر اصطخر میں قیام کریں کیونکہ وہ سلطنت کا مرکزی مقام ہے اور وہاں اپنے خزانے بھی لے جائیں اور وہاں سے فوج کو روانہ کریں۔ بادشاہ نے اس کی رائے پر عمل کیا اور اصفہان چلا گیا اور اس نے سیاہ کو بلا کر اس کے ساتھ تین سو افراد بھیجے جن میں ستر عظیم افراد تھے، بادشاہ نے اس کو حکم دیا تھا کہ جہاں اس کا گزر ہو اس شہر سے جس کو چاہے منتخب کر لے۔

کلبانیہ میں قیام

سیاہ روانہ ہوا اور اس کے پیچھے یزدگرد بھی روانہ ہوا حتیٰ کہ وہ اصطخر پہنچے اس وقت حضرت ابوموسیٰ اشعری سوس کا محاصرہ کررہے تھے اس وقت سیاہ کو سوس بھیجا گیا اور ہرمزان کو تستر کی طرف روانہ کیا گیا، سیاہ کلبانیہ میں مقیم ہوا۔ اس وقت اہل سوس کو جلولاء کی جنگ میں شکست کی خبر ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یزدگرد اصطخر شکست کھا کر چلا گیا ایسی صورت میں انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری سے صلح کی درخواست کی تو انہوں نے مصالحت کرلی اور وہ رامہرمز چلے گئے۔ سیاہ کلبانیہ میں مقیم رہے اسے مسلمانوں سے مقابلہ کرنے کا معاملہ بہت دشوار معلوم ہوا۔ جب حضرت ابوموسیٰ اشعری تستر روانہ ہوگئے تو سیاہ وہاں سے منتقل ہوا اور رامہرمز اور تستر کے درمیان مقیم ہوا تھا کہ حضرت عمار بن یاسر آ گئے۔

سیاہ کا مسلمانوں سے مرعوب ہونا

اس وقت سیاہ نے ان سرداروں کو بلوایا جو اس کے ساتھ اصفہان سے روانہ ہوئے تھے اور ان سے کہا:

''تم جانتے ہو کہ ہم یہ گفتگو کرتے تھے کہ یہ قوم بہت بدبخت اور پریشان ہے مگر یہ لوگ عنقریب اس سلطنت پر غالب آ جائیں گے۔ اور ان کے مویشی اصطخر کے محلوں اور مصانع میں لید کریں گے اور وہ اپنے گھوڑوں کو انہی کے درخت کے ساتھ باندھیں گے وہ ان علاقوں پر غالب آ گئے ہیں جنہیں تم دیکھ رہے ہو، یہ جس لشکر سے مقابلہ کریں گے اس کو شکست دیں گے اور جس قلعہ کے پاس اتریں گے اسے فتح کرکے چھوڑیں گے تم فکرمندی کے ساتھ اپنے اس معاملہ پر غور کرلو۔

اسلام سے متعلق نرم گوشہ

وہ بولے ''ہماری وہی رائے ہے جو تمھاری رائے ہے۔'' وہ بولا:

تم میں سے ہر ایک کو مع متعلقین میرا ساتھ دینا چاہیے میری رائے یہ ہے کہ ان کا مذہب قبول کرلیں آخرکار انہوں نے شیرویہ کو قوم کے دس افراد کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری کی طرف بھیجا تاکہ وہ چند شرطوں کے ساتھ اسلام قبول کرنے کے معاملہ کو طے کرائیں۔

قبولِ اسلام سے متعلق شیرویہ کی شرائط

شیرویہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کے پاس آیا اور اس سے کہا:

''ہم آپ کا مذہب قبول کرنے پر آمادہ ہیں اور اس شرط پر کہ مسلمان ہوتے ہی ہم آپ کے ساتھ مل کر اہلِ عجم سے جنگ کریں گے مگر آپ کے ساتھ مل کر اہل عرب سے جنگ نہیں کریں گے اور اگر اہل عرب میں سے کوئی جنگ کرے تو آپ اس کے خلاف ہماری مدد کریں گے۔ ہم جہاں چاہیں گے رہیں گے آپ ہمیں بہترین عطیات دیں گے اور یہ معاہدہ وہ حاکم انجام دے گا جو آپ سے بڑا ہے۔

اسلام قبول کرنے کے مطالبات کی منظوری

حضرت موسیٰ اشعری نے فرمایا ''تمھیں وہ حقوق حاصل ہونگے جو ہمیں حاصل ہیں اور تمھارے بھی وہی فرائض ہوں گے جو ہمارے فرائض ہیں'' انہوں نے کہا، ہم اس پر رضامند نہیں ہیں، حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت

عمرؓ کو ان کے بارے میں تحریر کیا تو انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو لکھا، وہ جو مطالبات کرتے ہیں اسے منظور کر لو۔ اس پر حضرت ابوموسیٰ اشعری نے معاہدہ تحریر کیا اور وہ مسلمان ہو گئے وہ ان کے ساتھ محاصرہ میں شریک ہو گئے۔ مگر حضرت ابوموسیٰ اشعری نے ان میں سرگرمی اور جوش و خروش نہیں دیکھا، اس پر انہوں نے سیاہ سے کہا۔

اسلام میں دخول پر بہترین عطیات

تم اور تمہارے ساتھی ویسے ثابت نہیں ہوئے جیسا کہ ہم توقع رکھتے تھے" وہ بولے" ہم اس مذہب میں تمہاری طرح نہیں ہیں اور نہ ہماری عقل و بصیرت تمہاری طرح اور نہ ہمارے پاس کوئی حرم ہے جس کی ہم حفاظت کریں، نیز تم نے ہمیں بہترین عطیات نہیں دیئے ہیں ہمارے پاس ہتھیار و ساز و سامان ہے اور تم خالی ہاتھ ہو۔"

حضرت عمرؓ کا جواب

حضرت ابوموسیٰ اشعری نے حضرت عمرؓ کو اس بارے میں لکھا تو انہوں نے جواب میں لکھا تم ان کے بہادرانہ کارناموں کے مطابق ان کے لئے بہترین وظائف مقرر کرو اور انہیں زیادہ سے زیادہ حصہ جو کسی اہل عرب کو دیا جاتا ہے وہ دو، ان کے سو افراد کو دو دو ہزار کے وظائف دو اور ان کے مندرجہ ذیل چھ افراد میں سے ہر ایک کو ڈھائی ہزار کا عطیہ دو وہ اشخاص یہ ہیں (۱) سیاہ (۲) خسرو جس کا لقب مقلاص ہے (۳) شہریار (۴) شہرویہ (۵) شیرویہ (۶) افروذین۔

سیاہ کی عقل مندی

انہوں نے فارس کے ایک قلعے کا محاصرہ کیا رات کے آخری حصے میں سیاہ چپکے سے قلعے کے دروازے کے قریب اہل عجم کے لباس میں پہنچ گیا وہ اپنے کپڑوں پر خون چھڑک کر لیٹ گیا۔

صبح کے وقت اہل قلعہ نے اپنے لباس میں ایک آدمی کو پڑا ہوا دیکھا انہوں نے خیال کیا کہ کوئی انہیں کا زخمی آدمی ہے انہوں نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا تا کہ وہ داخل ہو جائے اس پر وہ اُٹھ کھڑا ہوا اور ان سے جنگ کرنے لگا وہ قلعہ کے دروازے سے بھاگ گئے لہٰذا اس نے تن تنہا قلعے کا دروازہ کھولا جس میں تمام مسلمان داخل ہو گئے ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ کام سیاہ نے تستر کی جنگ میں کیا انہوں نے ایک قلعے کا محاصرہ کیا تو خسرو قلعہ کی طرف گیا وہاں کوئی آدمی گفتگو کرنے کے لئے جھانکا تو خسرو نے ایک تیر چلا کر اسے مار ڈالا۔

سوس کی فتح دجال کے ہاتھوں ہی ممکن ہے

سیف سے مروی ہے کہ جب حضرت ابوسبرہ مسلمانوں کو لے کر سوس کے قریب پہنچے اور مسلمانوں نے اس کا محاصرہ کیا تو اس وقت ہرمزان کا بھائی شہریار اہلِ سوس کی قیادت کر رہا تھا انہوں نے کئی مرتبہ جنگ کی اور ہر موقع پر اہلِ سوس نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا۔ ایک دن ان کے راہبوں اور مذہبی پیشواؤں نے ان کو دیکھا تو وہ مسلمانوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگے:

"اے اہلِ عرب ہمارے اہل علم اور بزرگوں نے یہ خبر دی ہے کہ سوس کو دجال یا ایسی قوم ہی فتح کرے گی جس میں دجال شامل ہوگا، اگر تمہارے اندر دجال ہے تو تم اسے عنقریب فتح کر لوگے

۔اور اگر نہیں ہے تو ہمارے محاصرے سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں''۔

محاصرے

اتنے میں حضرت ابوموسیٰ اشعری بصرہ کے امیر بنا دیئے گئے ۔اور حضرت مقترب حضرت ابوموسیٰ اشعری کے بجائے سوس میں امیر تھے۔ اہل عجم نہاوند میں جمع ہو گئے نعمان جو اہل کوفہ پر مقرر تھے وہ ابوسبرہ کے ساتھ سوس کا محاصرہ کر رہے تھے حضرت زر اہل نہاوند کا محاصرہ کر رہے تھے اس لئے اہلِ کوفہ کی فوج کو حضرت حذیفہ کے ساتھ بھیجنے کا حکم دیا گیا کہ وہ نہاوند پہنچ جائیں حضرت نعمان نہاوند جانے کے لئے تیار ہو گئے، جانے سے پیشتر انہوں نے حملہ کیا تو وہی راہب اور مذہبی پیشوا آ کر کہنے لگے:

''اے عرب کی جماعت! تم حملہ کرنے کا ارادہ نہ کرو کیونکہ اسے تو دجال فتح کرے گا یا وہ قوم فتح کرے گی جس کے ساتھ دجال ہوگا۔

بزعمِ مجوس صاف (دجال) کا حملہ

وہ مسلمانوں پر چیخے اور چلاّئے ،اس زمانہ میں نعمان کے سواروں میں صاف بن سیاد تھا، بہر حال مسلمان حملہ کرنے کے لئے تیار ہوئے اور کہنے لگے، ہم جانے سے پہلے ان سے جنگ کریں گے حضرت ابوموسیٰ اشعری ابھی تک روانہ نہیں ہوئے تھے۔

صاف غیظ وغضب کی حالت میں سوس کے دروازے تک پہنچا اور اس کو لات مار کر کہنے لگا ''کھل جا'' اس وقت زنجیریں اور قفل ٹوٹ گئے اور دروازے ٹوٹ گئے اور مسلمان ان کے اندر داخل ہو گئے۔

فتحِ شمشیر کے بعد اہل سوس کی درخواستِ مصالحت

مشرکوں نے اسی وقت ہتھیار ڈال دیئے اور صلح صلح پکارنے لگے اس وقت مسلمان بزور شمشیر داخل ہو چکے تھے۔ اور مال غنیمت آپس میں تقسیم کر چکے تھے بہر حال جب اہل سوس نے مصالحت کی درخواست کی گئی تو مصالحت قبول کی گئی اس کے بعد مسلمان وہاں سے روانہ ہو گئے۔

حضرت نعمانؓ کی واپسی

حضرت نعمان اہلِ کوفہ کو لے کر اہواز سے روانہ ہوئے تا آنکہ وہ ماہ مقام پر مقیم ہو گئے حضرت ابوسبرہ نے مقترب کو بھیجا تا کہ وہ حضرت زر کے ساتھ جندی سابور میں مقیم ہو جائیں۔

حضرت نعمان راستے میں تھے کہ اہل کوفہ کا لشکر وہاں پہنچ گیا پھر انہیں لے کر وہ نہاوند پہنچ گئے جب فتح ہوئی تو صاف مدینہ لوٹ گیا اور وہیں رہنے لگا اور مدینہ میں اس نے وفات پائی۔

حضرت دانیال علیہ السلام اور کتاب اللہ کی حفاظت کا واقعہ

عطیہ کی روایت ہے کہ فتحِ سوس کے بعد حضرت ابوسبرہ سے کہا گیا ''حضرت دانیال پیغمبر کی لاش اسی شہر میں ہے

''۔انہوں نے کہا ہمیں اس کا کوئی علم نہیں ہے اس طرح انہوں نے ان کی لاش کو انہیں کے قبضے میں رہنے دیا۔

حضرت دانیال بخت نصر کے بعد فارس کے علاقے میں رہنے لگے تھے جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے کسی کو اسلام کا پیروکار نہیں پایا اس لئے انہوں نے چاہا کہ اللہ کی کتاب کو ان کافروں سے محفوظ و محترم رکھا جائے۔ان کا خیال تھا وہ اسے اپنے پروردگار کے سپرد کردیں اس لئے انہوں نے اپنے فرزند سے کہا تم ساحل بحیرہ کی طرف جا کر یہ کتاب سمندر میں ڈال دو۔ وہ لڑکا کتاب لے کر چلا گیا اور اتنی دیر غائب رہا جتنی دیر آمد و رفت ہو سکتی تھی مگر کتاب کو سمندر میں نہ ڈالا بلکہ اپنے پاس محفوظ رکھ آیا اور آ کر کہا میں نے یہ کام کر دیا ہے۔آپ نے فرمایا جب یہ کتاب سمندر میں گری تو سمندر پر کیا اثر ہوا؟ وہ بولا میں نے کوئی بات مشاہدہ نہیں کی۔ یہ سنتے ہی آپ غضب ناک ہو گئے اور فرمانے لگے خدا کی قسم تم نے میرے حکم کی تعمیل نہیں کی، لڑکا ندامت زدہ پھر نکلا اور آ کر پہلے کی طرح کہنے لگا میں نے یہ کام کر دیا ہے آپ نے پھر فرمایا جب یہ کتاب سمندر میں گری تو سمندر پر کیا اثر ہوا؟ وہ بولا سمندر میں لہریں اٹھیں اور طلاطم برپا ہو گیا اس پر وہ پہلے سے زیادہ غضب ناک ہوئے۔اور کہنے لگے: میں نے جو کہا تھا تم نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی۔

تیسری مرتبہ اس کے فرزند نے اسے سچ مچ سمندر میں ڈالنے کا عزم صمیم کر لیا اور سمندر کے ساحل پر پہنچا اور بالآخر سمندر میں اس نے کتاب ڈال دی۔ ڈالنا تھا کہ فوراً سمندر زمین سے الگ ہو گیا اور زمین نمودار ہو گئی۔ پھر زمین پھٹی اور اس میں سے نور کی لہر نمودار ہوئی وہ کتاب اس نور میں گر گئی، اس کے بعد زمین درست ہو گئی اور اس میں پانی رواں دواں ہو گیا۔اب جب تیسری مرتبہ لڑکا واپس آیا تو حضرت دانیال نے پھر سوال کیا، اور اس نے تمام کیفیت بیان کی اس وقت آپؑ فرمانے لگے:

''اب تم نے سچ بات کہی ہے'' اس کے بعد وہ سوس میں وفات پا گئے،

دانیالؑ کا جسدِ مبارک

ان کے جسد مبارک کے ذریعے بارش طلب کی جانے لگی تھی۔

جب مسلمانوں نے سوس فتح کیا تو اہلِ سوس آپؑ کے جسدِ مبارک کو لائے آپ نے اسے ان کے پاس ہی رہنے دیا۔

جب حضرت ابو سبرہ وہاں سے الگ ہو کر جندی سابور چلے گئے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری سوس آ گئے اور انہوں نے حضرت عمرؓ سے اس بارے میں مشورہ طلب کیا حضرت عمرؓ نے تحریر فرمایا کہ ان کا جسد مبارک دفن کر دیا جائے چنانچہ اسے کفن دیا گیا اور مسلمانوں نے ہی اسکے کفن دفن کا انتظام کیا۔حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمرؓ کو تحریر فرمایا کہ ان کی ایک انگوٹھی تھی جو اُن کے پاس ہے۔آپؓ نے جواب میں تحریر کیا کہ وہ اس کو دستخط و مہر کے لئے استعمال کریں

مسلمانوں کی اہل جندی سابور سے مصالحت اور اس صورت

مجھے سری نے محمد، طلحہ، ابو عمرو، اور مہلب سے سیف کی روایت شعیب سے روایت کرتے ہوئے لکھی ہے کہ حضرت ابو سبرہ جب سوس کی فتح سے فارغ ہوئے تو اپنی فوجوں کو لے کر وہاں سے روانہ ہوئے اور جندی سابور کے

قریب پہنچ گئے وہاں زر بن عبداللہ بن کلیب ان کا محاصرہ کر رہے تھے حضرت ابو سبرہ بمع اپنے لشکر کے وہاں قیام پزیر ہو گئے اس دوران وہاں صبح شام ان سے جنگ ہوتی رہی اور محاصرہ ہوتا رہا، یہاں تک کہ مسلمانوں کے لشکر میں سے ان کو کسی نے پناہ دے دی جس کی اطلاع تیر پھینک کر دی گئی تھی جس کے نتیجے میں مسلمانوں نے اچانک دیکھا کہ شہر کے دروازے کھل گئے ہیں اور لوگ باہر نکل آئے ہیں اس پر مسلمانوں نے دریافت کروایا کہ تمھیں کیا ہو گیا؟ انہوں نے کہا آپ لوگوں نے تیراندازی کے ذریعے ہمیں امن وامان کا پیغام دیا ہے جسے ہم نے قبول کر لیا ہے ہم جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کرتے ہیں بشرطیکہ آپ ہماری حفاظت کریں مسلمانوں نے کہا ہم نے ایسا کوئی پیغام نہیں دیا ہے انہوں نے کہا ہم جھوٹ نہیں بول رہے ہیں آخر کار مسلمانوں نے آپس میں ایک دوسرے سے پوچھ کر اس کی تحقیق کی تو پتہ چلا کہ ایک غلام نے جو یہاں کا باشندہ ہے اور جس کا نام مکنف ہے انہیں امن وامان کا پیغام لکھ کر بھیجا تھا، مسلمانوں نے کہا وہ تو غلام ہے، انہوں نے کہا ہم اس سے واقف نہیں ہیں کہ آپ لوگوں میں کون آزاد ہے اور کون غلام ہے؟ ہمارے پاس امن و امان کا پیغام آیا ہم نے اسے قبول کر لیا اور اس پر قائم ہیں اور اس میں کوئی تبدیلی نہیں کی اگر تمھاری مرضی ہے تو غداری کرو

اسلام میں غلام کے عہد کی پاسداری

مسلمانوں نے اس معاملہ میں توقف کیا اور حضرت عمرؓ کو صورتحال سے مطلع کیا انہوں نے جواباً تحریر کیا ''اللہ تعالیٰ نے ایفائے عہد کو بہت اہمیت دی ہے تم اس وقت تک باوفا نہیں بن سکتے جب تک کہ تم وفائے عہد نہ کرو تم انہیں مصالحت کی اجازت دے دو ان کے معاہدہ پر قائم رہو اور وہاں سے لوٹ آؤ۔

عمرؓ کی طرف سے پیش قدمی کی اجازت اور لشکر و جھنڈوں کی ترتیب

ابو جعفر کہتے ہیں مجھے سری نے بسند مذکور سیف کی دوسری روایت لکھی کہ حضرت عمرؓ نے ۱۷ھ میں مسلمانوں کو فارس کے شہروں کی طرف پیش قدمی کی اجازت دیدی تھی اور آپ نے یہ فیصلہ احنف بن قیس کے مشورہ سے کیا تھا کیونکہ آپ ان کی صداقت اور فضیلت سے واقف تھے۔

حضرت عمرؓ نے الگ الگ لشکر اور سپہ سالار مقرر کر دیئے تھے، اہل بصرہ کے سپہ سالار الگ تھے اور اہل کوفہ کے الگ، اور ان لوگوں کو اپنے حکام سے مطلع کر دیا انہیں ۱۷ھ میں پیش قدمی کا حکم دیدیا تھا مگر وہ ۱۸ھ میں آگے روانہ ہوئے حضرت عمرؓ نے حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ بصرہ سے روانہ ہو کر آخری عملداری تک پہنچ جائیں اور وہاں تا حکم ثانی قیام پذیر رہیں حضرت عمرؓ نے سپہ سالاروں کے علم حضرت سہیل بن عدی کے ہاتھ روانہ کیے وہ ان جھنڈوں کو لے کر آئے، انہوں نے خراسان کی جنگ کا جھنڈا حضرت احنف بن قیس کو دیا اور اردشیر حرہ اور سابور کی مہم کا جھنڈا حضرت مجاشع بن مسعود سلمی کو دیا۔ اصطخر کی مہم کا جھنڈا حضرت عثمان بن ابوالعاص ثقفی کے سپرد کیا اور فساء اور بجرد کی جنگ کا علم حضرت ساریہ بن زنیم کنانی کے حوالے کیا، کرمان کی مہم کا جھنڈا سہل بن عدی کے پاس رہا اور سجستان کی جنگ کا علم حضرت عاصم بن عمرو کے سپرد کیا اور یہ عاصم بن عمرو صحابی تھے اور مکران کا جھنڈا حضرت حکم ابن عمیر تغلبی کو ملا۔

یہ لوگ ۱۷ھ میں روانہ ہو گئے تھے مگر مذکورہ بالا علاقوں تک پہنچنے کے لئے جمع ہونے اور تیاریوں میں مشغولیت کی وجہ سے دیر ہوئی یہاں تک کہ جب وہ مکمل طور پر روانہ ہوئے تو اس وقت ۱۸ھ کا سال شروع ہو چکا تھا۔

سپہ سالاروں کے لئے بطور امداد اہل کوفہ کی روانگی۔

حضرت عمرؓ نے ان سپہ سالاروں کی امداد کے لئے اہل کوفہ کو روانہ کیا چنانچہ حضرت سہیل بن عدی کی امداد کے لئے حضرت عبداللہ ابن عتبان کو مقرر فرمایا اور حضرت احنف بن قیس کی امداد کے لئے حضرت علقمہ بن نصر کا تقرر کیا اس طرح عبداللہ بن ابی عقیل، ربعی بن عامر اور ابن ام غزل کو بھی بھیجا۔ حضرت عاصم ابن عمرو کی مدد کے لئے عبداللہ بن عمیر اشجعی کو روانہ فرمایا، حضرت حکم بن عمیر تغلبی کی مدد کے لئے شہاب بن مخارق مازنی کو نامزد فرمایا۔

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ سوس اور رامہرمز کی فتح اور تستر سے ہرمزان کی واپسی ۲۰ھ میں ہوئی۔

اس سال کے مختلف علاقوں کے گورنر

حضرت عمرؓ بن الخطاب نے ۱۷ھ میں مسلمانوں کے ساتھ حج کیا اس وقت مکہ معظمہ کے گورنر عتاب بن اُسید تھے۔ یمن کے گورنر یعلیٰ بن امیہ تھے۔ یمامہ اور بحرین کے حاکم حضرت عثمان بن ابی العاص تھے۔ عمان کے گورنر حذیفہ بن محصن تھے جب کہ شام کے گورنر مذکورہ حضرات تھے۔ کوفہ اور اس کے علاقے کے حاکم حضرت سعد بن ابی وقاص تھے اس کے قاضی ابوقرۃ تھے اور بصرہ کے علاقے کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری تھے۔ پیچھے اس کا ذکر آ چکا ہے جب کہ وہاں سے معزول کیے گئے تھے اور اس وقت کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے جب وہ دوبارہ بصرہ کے گورنر بن کر آئے وہاں کے عہدہ قضاء پر ابومریم حنفی فائز تھے جزیرہ اور موصل کے گورنروں کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔

عام الرّمادۃ ۱۸ھ کے واقعات

ابوجعفر طبری لکھتے ہیں کہ اس سال مسلمانوں کو سخت قحط اور خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے یہ سال عام الرمادہ مشہور ہوا۔

ابن حمید نے ہمیں محمد بن اسحاق کی روایت بواسطہ سلمہ یوں بیان کی کہ ۱۸ھ میں قحط سالی اور طاعون عمواس نمودار ہوا جس کی وجہ سے بہت لوگوں کی ہلاکتیں ہوئیں اور احمد بن ثابت رازی ابومعشر کی روایت بواسطہ اسحاق بن عیسیٰ یہ بیان کرتے ہیں کہ قحط سالی ۱۸ھ میں ہوئی تھی اور اسی سال طاعونِ عمواس آیا تھا۔

ابوعبیدہؓ کا شرابیوں کے بارے میں عمرؓ کو خط

مجھے سری نے ربیع، ابومجالد ابوعثمان اور ابوحارثہ سے سیف کی روایت بواسطہ شعیب نقل کرتے ہوئے لکھی ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا کہ چند مسلمانوں نے شراب پی ہے جن میں ضرار اور ابوجندل بھی ہیں ہم نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے شراب سے متعلق آیتِ کریمہ کی یہ تاویل پیش کی کہ ہمیں پینے نہ پینے کا اختیار دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم اسے اختیار کیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ" (ترجمہ) تو (اب) کیا تم باز آنے والے ہو؟ اس میں لازمی طور پر دوٹوک ممانعت نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ نے جواب میں انہیں لکھا کہ یہ آیت ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کن ہے درحقیقت "فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ" کا مطلب ہے کہ تم (اس شراب پینے) سے باز آ جاؤ۔

اس پر مسلمان جمع ہوئے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انہیں اسی کوڑے مارے جائیں اور جو شخص آیت کریمہ کی اس قسم کی تاویل بیان کرے اسے فاسق قرار دیا جائے، اور جو انکار کرے تو اسے قتل کر دیا جائے اسی کے متعلق حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو تحریر فرمایا'' تم ان شربیوں کو بلاؤ اگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ شراب حلال ہے تو انہیں قتل کر دو اور اگر یہ مانتے ہیں تو انہیں اسی کوڑے مارو''۔

شراب کو حلال سمجھنے کا وبال

چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے انہیں بلا بھیجا اور لوگوں کے سامنے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ حرام ہے۔ اس پر ان میں سے ہر ایک کو اسی کوڑے مارے گئے اور وہ اپنے اصرار پر بہت نادم ہوئے، آپ نے ان سے کہا۔

'' اے اہل شام تمھارے ملک میں بہت بڑا حادثہ نمودار ہوگا'' چنانچہ رمادہ کا قحط نمودار ہوا۔

سری نے بواسطہ شعیب مجھے لکھا کہ اسی جیسی روایت شعبی سے سیف نے بواسطہ عبداللہ شرمہ نقل کی ہے۔

مجھے سری نے سیف کی روایت کے واسطے سے لکھی وہ عبداللہ بن عمرو کے واسطے سے نافع کی روایت بیان کرتے ہیں: فرمایا کہ حضرت عمرؓ کے پاس جب ضرار اور ابوجندل کے بارے میں حضرت ابوعبیدہؓ کا خط پہنچا تو انہوں نے اس کے بارے میں حضرت ابوعبیدہ کو تحریر فرمایا اور حکم دیا کہ ان سب کو سرعام بلوائیں اور ان سے پوچھیں کہ شرب حلال ہے یا حرام؟ اگر وہ کہیں کہ حرام ہے تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان سے توبہ کراؤ اور اگر کہیں کہ شراب حلال ہے تو ان کے سر قلم کردو۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے انہیں سر عام بلوایا اور ان سے پوچھا کہ شراب حلال ہے یا حرام؟ کہا کہ حرام ہے، اس پر انہیں کوڑے مارے گئے۔

شرابیوں کی ندامت اور انہیں حضرت عمرؓ کی نصیحت

اس پر انہیں سخت ندامت ہوئی چنانچہ گھروں ہی میں بیٹھ گئے باہر نکلنا چھوڑ دیا اور ابوجندل بہت سے وساوس کا شکار ہو گئے اس پر حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ ابوجندل بہت سے وساوس اور اوہام میں مبتلا ہو گئے شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے انہیں ان اوہام اور وساوس سے نجات دے لہذا آپ انہیں خط لکھئے اور کچھ وعظ و نصیحت بھی فرمایئے۔

شرک کے سوا ہر گناہ قابلِ مغفرت ہے

اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا'' (حضرت) عمرؓ کی طرف سے ابوجندل کے نام

"اِنَّ اللّٰہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ"

(آیت کریمہ) ''بلا شبہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک ٹھرانے کے گناہ کو معاف نہیں کرتا اس کے علاوہ دوسرے گناہوں کو جس کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے''

لہذا تم توبہ کرو اور بے فکر ہو کر باہر نکل کر گھومو پھرو، اور اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے'' اے میرے بندو جنہوں نے خود اپنے آپ پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیں گے، بلا شبہ وہی ذات بخشنے والی اور انتہائی رحم کرنے والی ہے۔

حضرت ابو عبیدہؓ نے خط موصول ہونے پر ابو جندل کو پڑھ کر سنایا تو ان کی طبیعت کھل گئی اور ساری بے چینی کافور ہوگئی۔ حضرت عمرؓ نے دوسرے لوگوں کو بھی اسی قسم کے ناصحانہ خطوط لکھے جن کی بدولت وہ گھر سے باہر نکلنے لگے اور آپ نے عام مسلمانوں کے نام لکھا:

تم اپنے آپ پر قابو رکھو جس کی اصلاح کی ضرورت ہو اس کی اصلاح کرو مگر کسی کو عار مت دلاؤ ورنہ یہ مصیبت پھیل جائے گی۔

اسی قسم کی روایت عطا سے بھی مروی ہے جسے محمد بن عبداللہ کے واسطے سے سیف نے نقل کی اور ہمیں ان سے بواسطہ شعیب وسری نے بیان کی ،مگر اس میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ انہوں نے لوگوں کو یہ بھی لکھا کہ انہیں عار نہ دلائیں، نیز اس روایت میں مزید یہ اضافہ ہے کہ جن پر حد کا حکم عائد ہو گیا تھا ان لوگوں نے حد جاری ہونے سے قبل جہاد میں شرکت کی درخواست کی اور کہا کہ رومیوں نے جنگ شروع کر رکھی ہے آپ ہمیں ان سے جہاد کرنے کی اجازت دیں اگر شہادت ہمارا مقدر ہے تو بہت ہی خوب! ورنہ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق عمل کریں، چنانچہ اس کے بعد ضرار بن ازور ایک جماعت کے ساتھ شہید ہو گئے اور جو زندہ رہے ان پر حدِ شرعی جاری کی گئی شاعر ابو الزہراء القشیری اس کے بارے میں کہتا ہے۔

''کیا تم دیکھتے نہیں کہ زمانہ وقت آنے پر جوان کو خبر تو دیدیتا ہے لیکن وہ اس کی زندگی بچانے اور موت سے خلاصی دینے پر قادر نہیں۔ میں نے صبر کیا اور کوئی جزع فزع نہیں کی جب کہ میرے عزیز اللہ کو پیارے ہو گئے۔ حالانکہ میں صہبا (شراب) سے ایک سن پر بھی قادر نہیں،

امیر المؤمنین نے جب انہیں ضائع کیا تو مخمور شراب نچوڑنے کے آلات کے گرد اگرد زار و قطار رونے لگے۔

شدید قحط سالی اور حضرت عمرؓ کی حالت

سیف کی دوسری روایت بواسطہ شعیب سری بیان کرتے ہیں جسے سیف نے ربیع بن نعمان، ابو المجالد جراد بن عمر، ابو عثمان یزید بن اسید غسانی اور ابو حارثہ محرز عبشی سے ان کی سندات سے اور کریب سے بواسطہ محمد بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں مدینہ اور اس کے گرد و اطراف میں سخت قحط پڑا، جب تیز ہوا چلتی تھی تو راکھ کی طرح مٹی اڑتی تھی جس کی وجہ سے یہ سال عام الرمادہ (راکھ کا سال) مشہور ہوا حضرت عمرؓ نے اس قحط کے زمانے میں قسم کھالی کہ جب تک عام مسلمان پہلی بارش سے فیضیاب نہ ہوں گے اُس وقت تک گھی دودھ اور گوشت نہیں چکھیں گے۔

چنانچہ آپ کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ بارش ہوئی اس دوران بازار میں گھی اور دودھ آیا حضرت عمرؓ کے غلام نے گھی کا ڈبہ اور دودھ کا مشکیزہ چالیس درہم میں خریدا پھر آپؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا، اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی قسم پوری کر کے بڑا اجر و ثواب دیا۔ بازار میں ایک گھی کا ڈبہ اور دودھ کا مشکیزہ آ گیا ہے جسے میں نے چالیس درہم میں خرید لیا ہے آپؓ نے فرمایا تم نے اسے بہت مہنگا خریدا اُنہیں اللہ کی راہ میں خیرات کر دو، کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں ہے کے میں اسراف کے ساتھ کھاؤں۔

نیز یہ فرمایا'' مجھے رعایا کا حال کیسے معلوم ہو گا اگر مجھے وہ تکلیف نہ پہنچے جو انہیں پہنچ رہی ہیں۔

سپہ سالاروں کے لئے بطور امداد اہل کوفہ کی روانگی۔

حضرت عمرؓ نے ان سپہ سالاروں کی امداد کے لئے اہل کوفہ کو روانہ کیا چنانچہ حضرت سہیل بن عدی کی امداد کے لئے حضرت عبداللہ ابن عتبان کو مقرر فرمایا اور حضرت احنف بن قیس کی امداد کے لئے حضرت علقمہ بن نصر کا تقرر کیا اس طرح عبداللہ بن ابی عقیل، ربعی بن عامر اور ابن ام غزل کو بھی بھیجا۔ حضرت عاصم ابن عمرو کی مدد کے لئے عبداللہ بن عمیر اشجعی کو روانہ فرمایا، حضرت حکم بن عمیر تغلبی کی مدد کے لئے شہاب بن مخارق مازنی کو نامزد فرمایا۔

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ سوس اور رامہر مز کی فتح اور تستر سے ہرمزان کی واپسی ۲۰ھ میں ہوئی۔

اس سال کے مختلف علاقوں کے گورنر

حضرت عمرؓ بن الخطاب نے ۱۷ھ میں مسلمانوں کے ساتھ حج کیا اس وقت مکہ معظمہ کے گورنر عتاب بن اُسید تھے۔ یمن کے گورنر یعلیٰ بن امیہ تھے۔ یمامہ اور بحرین کے حاکم حضرت عثمان بن ابی العاص تھے۔ عمان کے گورنر حذیفہ بن محصن تھے جب کہ شام کے گورنر مذکورہ حضرات تھے۔ کوفہ اور اس کے علاقے کے حاکم حضرت سعد بن ابی وقاص تھے اس کے قاضی ابوقرۃ تھے اور بصرہ کے علاقے کے گورنر حضرت ابوموسیٰ اشعری تھے۔ پیچھے اس کا ذکر آ چکا ہے جب کہ وہاں سے معزول کیے گئے تھے اور اس وقت کا تذکرہ بھی ہو چکا ہے جب وہ دوبارہ بصرہ کے گورنر بن کر آئے وہاں کے عہدہ قضاء پر ابومریم حنفی فائز تھے جزیرہ اور موصل کے گورنروں کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔

عام الرّمادۃ ۱۸ھ کے واقعات

ابوجعفر طبری لکھتے ہیں کہ اس سال مسلمانوں کو سخت قحط اور خشک سالی کا سامنا کرنا پڑا جس کی وجہ سے یہ سال عام الرمادہ مشہور ہوا۔

ابن حمید نے ہمیں محمد بن اسحاق کی روایت بواسطہ سلمہ یوں بیان کی کہ ۱۸ھ میں قحط سالی اور طاعون عمواس نمودار ہوا جس کی وجہ سے بہت لوگوں کی ہلاکتیں ہوئیں اور احمد بن ثابت رازی ابومعشر کی روایت بواسطہ اسحاق بن عیسیٰ یہ بیان کرتے ہیں کہ قحط سالی ۱۸ھ میں ہوئی تھی اور اسی سال طاعونِ عمواس آیا تھا۔

ابوعبیدہؓ کا شرابیوں کے بارے میں عمرؓ کو خط

مجھے سری نے ربیع، ابومجالد ابوعثمان اور ابوحارثہ سے سیف کی روایت بواسطہ شعیب نقل کرتے ہوئے لکھی ہے کہ حضرت ابوعبیدہؓ نے حضرت عمرؓ کو خط لکھا کہ چند مسلمانوں نے شراب پی ہے جن میں ضرار اور ابوجندل بھی ہیں ہم نے ان سے دریافت کیا تو انہوں نے شراب سے متعلق آیتِ کریمہ کی یہ تاویل پیش کی کہ ہمیں پینے نہ پینے کا اختیار دیا گیا ہے۔ لہٰذا ہم اسے اختیار کیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ" (ترجمہ) تو (اب) کیا تم باز آنے والے ہو؟ اس میں لازمی طور پر دوٹوک ممانعت نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ نے جواب میں انہیں لکھا کہ یہ آیت ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کن ہے درحقیقت "فَهَلْ اَنْتُمْ مُنْتَهُوْنَ" کا مطلب ہے کہ تم (اس شراب پینے) سے باز آ جاؤ۔

اس پر مسلمان جمع ہوئے اور انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ انہیں اسی کوڑے مارے جائیں اور جو شخص آیت کریمہ کی اس قسم کی تاویل بیان کرے اسے فاسق قرار دیا جائے، اور جو انکار کرے تو اسے قتل کر دیا جائے اسی کے متعلق حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو تحریر فرمایا ''تم ان شربیوں کو بلاؤ اگر ان کا عقیدہ یہ ہے کہ شراب حلال ہے تو انہیں قتل کر دو اور اگر یہ مانتے ہیں تو انہیں اسی کوڑے مارو''۔

شراب کو حلال سمجھنے کا وبال

چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے انہیں بلا بھیجا اور لوگوں کے سامنے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا یہ حرام ہے۔ اس پر ان میں سے ہر ایک کو اسی کوڑے مارے گئے اور وہ اپنے اصرار پر بہت نادم ہوئے، آپ نے ان سے کہا۔

''اے اہل شام تمھارے ملک میں بہت بڑا حادثہ نمودار ہوگا'' چنانچہ رمادہ کا قحط نمودار ہوا۔

سری نے بواسطہ شعیب مجھے لکھا کہ اسی جیسی روایت شعبی سے سیف نے بواسطہ عبداللہ شرمہ نقل کی ہے۔

مجھے سری نے سیف کی روایت کے واسطے سے لکھی وہ عبداللہ بن عمرو کے واسطے سے نافع کی روایت بیان کرتے ہیں: فرمایا کہ حضرت عمرؓ کے پاس جب ضرار اور ابوجندل کے بارے میں حضرت ابوعبیدہؓ کا خط پہنچا تو انہوں نے اس کے بارے میں حضرت ابوعبیدہ کو تحریر فرمایا اور حکم دیا کہ ان سب کو سرِ عام بلوائیں اور ان سے پوچھیں کہ شراب حلال ہے یا حرام؟ اگر وہ کہیں کہ حرام ہے تو انہیں اسی کوڑے لگاؤ اور ان سے توبہ کراؤ اور اگر کہیں کہ شراب حلال ہے تو ان کے سر قلم کر دو۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ نے انہیں سرِ عام بلوایا اور ان سے پوچھا کہ شراب حلال ہے یا حرام؟ کہا کہ حرام ہے، اس پر انہیں کوڑے مارے گئے۔

شرابیوں کی ندامت اور انہیں حضرت عمرؓ کی نصیحت

اس پر انہیں سخت ندامت ہوئی چنانچہ گھروں ہی میں بیٹھ گئے باہر نکلنا چھوڑ دیا اور ابوجندل بہت سے وساوس کا شکار ہو گئے اس پر حضرت ابوعبیدہ نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ ابوجندل بہت سے وساوس اور اوہام میں مبتلا ہو گئے شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے انہیں ان اوہام اور وساوس سے نجات دے لہذا آپ انہیں خط لکھئے اور کچھ وعظ و نصیحت بھی فرمایئے۔

شرک کے سوا ہر گناہ قابلِ مغفرت ہے

اس پر حضرت عمرؓ نے انہیں نصیحت کرتے ہوئے تحریر فرمایا ''(حضرت) عمرؓ کی طرف سے ابوجندل کے نام

''اِنَّ اللہَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَکَ بِہٖ وَ یَغْفِرُ مَادُوْنَ ذَالِکَ لِمَنْ یَّشَآءُ''

(آیت کریمہ) ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک ٹھہرانے کے گناہ کو معاف نہیں کرتا اس کے علاوہ دوسرے گناہوں کو جس کو چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے''

لہذا تم توبہ کرو اور بے فکر ہو کر باہر نکل کر گھومو پھرو، اور اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''اے میرے بندو جنہوں نے خود اپنے آپ پر زیادتی کی ہے تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ سارے گناہوں کو بخش دیں گے، بلاشبہ وہی ذات بخشنے والی اور انتہائی رحم کرنے والی ہے۔

حضرت ابوعبیدہؓ نے خط موصول ہونے پر ابوجندل کو پڑھ کر سنایا تو ان کی طبعیت کھل گئی اور ساری بے چینی کافور ہوگئی۔ حضرت عمرؓ نے دوسرے لوگوں کو بھی اسی قسم کے ناصحانہ خطوط لکھے جن کی بدولت وہ گھر سے باہر نکلنے لگے اور آپ نے عام مسلمانوں کے نام لکھا:

تم اپنے آپ پر قابو رکھو جس کی اصلاح کی ضرورت ہو اس کی اصلاح کرو مگر کسی کو عار مت دلاؤ ورنہ یہ مصیبت پھیل جائے گی۔

اسی قسم کی روایت عطا سے بھی مروی ہے جسے محمد بن عبداللہ کے واسطے سے سیف نے نقل کی اور ہمیں ان سے بواسطہ شعیب وسری نے بیان کی، مگر اس میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ انہوں نے لوگوں کو یہ بھی لکھا کہ انہیں عار نہ دلائیں، نیز اس روایت میں مزید یہ اضافہ ہے کہ جن پر حد کا حکم عائد ہوگیا تھا ان لوگوں نے حد جاری ہونے سے قبل جہاد میں شرکت کی درخواست کی اور کہا کہ رومیوں نے جنگ شروع کر رکھی ہے آپ ہمیں ان سے جہاد کرنے کی اجازت دیں اگر شہادت ہمارا مقدر ہے تو بہت ہی خوب! ورنہ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق عمل کریں، چنانچہ اس کے بعد ضرار بن ازور ایک جماعت کے ساتھ شہید ہو گئے اور جو زندہ رہے ان پر حدِ شرعی جاری کی گئی شاعر ابوالزہراء القشیری اس کے بارے میں کہتا ہے۔

''کیا تم دیکھتے نہیں کہ زمانہ وقت آنے پر جوان کو خبر تو دیدیتا ہے لیکن وہ اس کی زندگی بچانے اور موت سے خلاصی دینے پر قادر نہیں۔ میں نے صبر کیا اور کوئی جزع فزع نہیں کی جب کہ میرے عزیز اللہ کو پیارے ہو گئے۔ حالانکہ میں صہبا (شراب) سے ایک سن پر بھی قادر نہیں،

امیر المؤمنین نے جب انہیں ضائع کیا تو میخوار شراب نچوڑنے کے آلات کے گرد اگرد زار و قطار رونے لگے۔

شدید قحط سالی اور حضرت عمرؓ کی حالت

سیف کی دوسری روایت بواسطہ شعیب سری بیان کرتے ہیں جسے سیف نے ربیع بن نعمان، ابوالمجالد جراد بن عمر، ابوعثمان یزید بن اسید غسانی اور ابوحارثہ محرز عبشی سے ان کی سندات سے اور کریب سے بواسطہ محمد بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں مدینہ اور اس کے گرد و اطراف میں سخت قحط پڑا، جب تیز ہوا چلتی تھی تو راکھ کی طرح مٹی اڑتی تھی جس کی وجہ سے یہ سال عام الرمادہ (راکھ کا سال) مشہور ہوا حضرت عمرؓ نے اس قحط کے زمانے میں قسم کھالی کہ جب تک عام مسلمان پہلی بارش سے فیضیاب نہ ہوں گے اُس وقت تک گھی دودھ اور گوشت نہیں چکھیں گے۔

چنانچہ آپ کی یہی حالت رہی یہاں تک کہ بارش ہوئی اس دوران بازار میں گھی اور دودھ آیا حضرت عمرؓ کے غلام نے گھی کا ڈبہ اور دودھ کا مشکیزہ چالیس درہم میں خریدا پھر آپؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہا، اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی قسم پوری کر کے بڑا اجر و ثواب دیا۔ بازار میں ایک گھی کا ڈبہ اور دودھ کا مشکیزہ آگیا ہے جسے میں نے چالیس درہم میں خرید لیا ہے آپؓ نے فرمایا تم نے اسے بہت مہنگا خریدا انہیں اللہ کی راہ میں خیرات کردو، کیونکہ مجھے یہ پسند نہیں ہے کے میں اسراف کے ساتھ کھاؤں۔

نیز یہ فرمایا'' مجھے رعایا کا حال کیسے معلوم ہوگا اگر مجھے وہ تکلیف نہ پہنچے جو انہیں پہنچ رہی ہیں۔

قحط کی شدت

سیف کی ایک اور روایت بواسطہ سہیل بن یوسف سلمی، عبدالرحمٰن بن کور بن مالک سے ہے جو بواسطہ شعیب وسری بیان کرتے ہیں کہ ۱۷ھ کا آخری اور ۱۸ھ کا آغاز تھا جب رمادہ کا قحط رونما ہوا، اس وقت مدینہ اور اس کے اطراف کے لوگوں کو بھوک نے ہلاک کر دیا تھا، نوبت یہاں تک پہنچی کہ وحشی جانور لوگوں کے پاس پناہ لینے آئے تھے اور اگر کوئی شخص بکری کو ذبح کر دیتا تھا تو وہ خشک اور بدبودار نکلتی تھی جسے دیکھ کر گھن آتی تھی۔

حضرت بلال بن حارث مزنی کا خواب اور حضورؐ کا حضرت عمرؓ کے نام پیغام

بسند مذکور عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک کی روایت نقل کرتے ہیں کہ اس قحط کی وجہ سے اہل مدینہ اور حضرت عمرؓ دیگر شہروں سے رابطہ منقطع ہو کر مدینے میں محصور سے ہو گئے تھے یہاں تک کہ بلال بن حارث مزنی کی آمد ہوئی اور دربار خلافت میں بایں الفاظ اجازت طلب کی:

> میں رسول اللہ ﷺ کا قاصد ہوں رسول اللہ ﷺ آپ کو مخاطب کر کے فرماتے ہیں، میں نے تمھیں دانشمند دیکھا ہے تمھارے پاس ایک آدمی بھی موجود ہے پھر تمھارا یہ حال کیوں ہو گیا ہے؟

حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا کہ آپ نے یہ خواب کب دیکھا انہوں نے کہا گزشتہ رات، اس پر آپ نکلے اور لوگوں میں اعلان کرایا کہ نماز استسقاء پڑھی جائیگی۔ چنانچہ آپ نے انہیں دو رکعت نماز استسقاء پڑھا کر فرمایا: اے لوگو! میں تمھیں اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تمھیں میرے طرز عمل سے زیادہ کوئی بہتر طرز عمل معلوم ہے لوگوں نے کہا نہیں، اس پر آپؓ نے انہیں بلال بن حارث کا خواب سنایا تو انہوں نے کہا ان کا خواب سچا ہے آپ اللہ سے دعا مانگیں اور مسلمانوں کے لئے بھی دعا مانگیں۔

نماز استسقاء اور باران رحمت

حضرت عمرؓ نے فرمایا مصیبت اپنی انتہا کو پہنچ چکی اور اب ان شاء اللہ ختم ہونے والی ہے، جس قوم کو دعا کی توفیق مل گئی بس سمجھ لینا چاہیے کہ ان سے مصیبت دور ہو گئی۔ پھر آپ نے دیگر شہروں کے گورنروں کے نام تحریر فرمائے کہ تم مدینہ اور اس کے اطراف کے بندگانِ خدا کے لئے نمازِ استسقاء پڑھو کیونکہ وہ مصیبت کی انتہا کو پہنچ گئے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو نماز استسقاء کیلئے باہر میدان میں جمع کیا اور حضرت عباسؓ کو لے کر حاضر ہوئے مختصر خطبہ پڑھا اور نماز پڑھائی پھر دو زانوں ہو کر بیٹھے اور دعا شروع کی:

> اَللّٰھم اِیاک نعبد و اِیاک نستعین ،اللھم اغفرلنا وارحمنا وارض عنا

(ترجمہ) اے اللہ! ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد کے خواہاں ہیں، اے اللہ ہمیں معاف فرما ہم پر رحم کر اور ہم سے راضی ہو جا۔

اس کے بعد آپ واپس لوٹے، ابھی گھر نہیں پہنچنے پائے تھے کہ میدان میدان میں بارش کی وجہ سے تالاب بن گیا۔

قحط سے متعلق، عاصم بن عمر الخطابؓ کی روایت

حضرت عاصم بن عمر بن الخطابؓ سے سیف بالترتیب بواسطہ مبشر، فضیل اور جبیر بن صخر روایت کرتے ہیں جسے سری سیف سے بواسطہ شعیب بیان کرتے ہیں

کہ حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں ایک سال قحط پڑا، مال مویشی سب انتہائی کمزور ہو گئے۔ قبیلہ مزینہ کے گھر والوں نے جو صحراء میں رہتے تھے اپنے ایک ساتھی سے کہا ہماری جان کا خطرہ ہے۔ ایک بکری ہمارے لئے ذبح کر دو اس نے کہا ان میں کچھ گوشت نہیں ہے۔ آخر کار ان کے انتہائی اصرار پر اس نے ایک بکری ذبح کی اور جب اس کی کھال اتاری گئی تو اس میں سوائے سرخ ہڈیوں کے اور کچھ نہ تھا۔ اس نے یا محمداہ کا نعرہ بلند کیا۔

خواب میں آپ ﷺ کی زیارت

اس کے بعد خواب میں اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس کے پاس تشریف لائے ہیں اور فرماتے ہیں کہ، تمھیں خوش خبری ہو کہ بارش ہونے والی ہے۔ حضرت عمرؓ کے پاس جا کر میرا سلام کہنا اور ان کو یہ پیغام دینا کہ میں نے آپ کو عہد و پیمان پورا کرنے میں بڑا مستحکم دیکھا، اے عمرؓ تم دانشمندی کا طریقہ اختیار کرو۔

پھر یہ شخص حضرت عمرؓ کے دروازے پر حاضر ہوا اور ان کے غلام سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کے قاصد کے لئے اجازت طلب کرو۔ غلام نے اندر جا کر حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع دی انہوں نے گھبرا کر غلام سے دریافت کیا کہ تم نے اس شخص میں دماغی خلل تو نہیں پایا غلام نے کہا نہیں اس پر آپ نے انہیں اندر بلوایا۔ اس نے اندر داخل ہو کر حضرت عمرؓ کو پوری بات بتلا دی آپ نے نکل کر مسلمانوں میں اعلان کرایا پھر منبر پر چڑھ کر آپ نے فرمایا میں تمھیں اس خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جس نے تمھیں اسلام کی دولت سے نوازا۔ کیا آپ لوگوں نے میرے اندر کوئی ناگوار بات دیکھی؟ جواب ملا ہرگز نہیں پھر لوگوں نے پوچھا آپ یہ کیوں دریافت کر رہے ہیں؟ اس پر آپ نے انہیں سارا قصہ سنایا جسے وہ لوگ سمجھ گئے مگر آپ ابھی تک اس کا مطلب نہیں سمجھ سکے۔ چنانچہ لوگوں نے بتایا کہ اس میں جناب نبی کریم ﷺ نے نماز استسقاء میں تاخیر کی طرف اشارہ کیا ہے لہٰذا آپ ہمیں نماز استسقاء پڑھائیے، چنانچہ آپ نے دو رکعتیں اختصار سے پڑھائی اور یہ دعا فرمائی۔

اللھم عجزَتْ عنا انصارُنا و عجِزَ عنا حولنا قوتنا و عجزت عنا انفسُنا و لا حول و لا قوة الا بک ،اللھم فأسْقِنا و أحْيِ العبادَ و البلادَ.

(ترجمہ) اے اللہ ہمارے مددگار ہم سے تھک ہار گئے، ہماری طاقت وقوت جواب دے گئی اور خود ہم عاجز ہو گئے، طاقت وقوت آپ ہی کے اختیار میں ہے۔ اے اللہ! ہمیں سیراب کر اور بندوں اور شہروں کو زندگی سے فیضاب کر۔

قحط زدگان کی امداد

عبدالرحمٰن بن غنم سے رجاء کی روایت ربیع بن نعمان جرار ابوالمجالد ابوعثمان اور ابوحارثہ نقل کرتے ہیں ان میں سے ابوعثمان اور ابوحارثہ اسی روایت کو رجاء کے علاوہ عبادہ اور خالد سے بھی روایت کرتے ہیں ان سب سے سیف کی یہ روایت بواسطہ شعیب سری بیان کرتے ہیں

کہ حضرت عمرؓ مدینہ اور اس کے اطراف کے قحط زدگان کی امداد کے واسطے اسلامی شہروں کے گورنروں کو خطوط

روانہ کیے جس کے نتیجے میں سب سے پہلے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح چار ہزار اونٹوں پر غلہ لاد کر لائے حضرت عمرؓ نے انہی کو اس کام پر مامور فرمایا کہ اس غلہ کو اہل مدینہ اور اس کے اطراف کے لوگوں میں تقسیم کریں جب وہ تقسیم سے فارغ ہو کر جانے لگے تو آپ نے انہیں چار ہزار درہم دینے کا حکم دیا انہوں نے فرمایا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اے امیر المومنین! مجھے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پیشِ نظر تھی آپ مجھے دنیا میں مبتلا نہ کریں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا جب آپ نے ازخود مطالبہ نہیں کیا تو اب لینے میں کوئی حرج نہیں ہے لہٰذا آپ اسے قبول کرلو۔ انہوں نے انکار کیا تو آپ نے فرمایا، تم اسے قبول کرلو کیونکہ میرے ساتھ بھی ایسا واقعہ پیش آیا تھا ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے میرے ذمے ایک کام مقرر فرمایا اس سے فارغ ہونے کے بعد آپؐ نے مجھ سے یہی فرمایا، جو میں نے آپ سے کہا۔ اس پر میرا جواب وہی تھا جو آپ نے ابھی مجھے کہا۔ اس کے باوجود آپؐ نے وہ رقم مجھے عطا فرمائی۔ اس پر حضرت عبیدہؓ نے وہ رقم قبول کرلی اور اپنے علاقے کی طرف چلے گئے جہاں کے وہ گورنر تھے۔ اس کے بعد مسلسل مسلمانوں کی طرف سے امداد پہنچتی رہی، جس سے اہل حجاز کی ضرورت پوری ہوئی اور پہلی بارش کے بعد ان کا علاقہ سرسبز و شاداب ہوگیا۔

بحری راستہ کی ہمواری

مذکورہ سند سے روایت ہے کہ حضرت عمرو بن العاصؓ نے حضرت عمرؓ کے خط کے جواب میں تحریر فرمایا کہ زمانہ ٔ بعثت میں بحرِ قلزم کو کھود کر بحرِ عرب کے ساتھ ملا دیا گیا تھا۔ پھر رومیوں اور قبطیوں نے بعد میں بند کردیا اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں بھی غلہ کا نرخ مصر میں غلہ کے نرخ کے برابر رہے تو میں نہر کھود کر اس پر پل بنانے کی اجازت چاہتا ہوں تو حضرت عمرؓ نے انہیں جواب تحریر فرمایا تم یہ کام جلدی انجام دو۔ اس پر حضرت عمرو بن العاصؓ نے مصریوں نے کہا کہ اب تمہیں بہت سارا خراج ملتا ہے جس کی وجہ سے تمہارا امیر تم سے خوش ہے اگر یہ منصوبہ تکمیل کو پہنچا تو اس کے نتیجے میں خراج کم ہو جائے گا۔ اس پر انہوں نے حضرت عمرؓ کو لکھا کہ اس منصوبے سے مصر کا خراج کم ہو جائے گا اور وہاں زمینیں اجڑ جائیں گی۔ اس کے جواب میں حضرت عمرؓ نے انہیں تحریر فرمایا کہ تم اس منصوبے پر جلدی کام شروع کر کے پورا کردو، مدینہ کی آبادی اور اس کی ترقی کے مقابلے میں اگر مصر کا نقصان ہو تو کوئی مضائقہ نہیں

خوشحالی و ارزانی

چنانچہ حضرت عمرو بن العاص نے بحر قلزم کا یہ کام مکمل کیا جس کے نتیجے میں نہ صرف مدینہ منورہ میں مصر کی طرح ارزانی کا دور دورہ ہوا بلکہ اس کے ذریعے مصر کی خوشحالی اور ترقی میں بھی اضافہ ہوا۔ اہلِ مدینہ نے رمادہ کے قحط کے بعد پھر کبھی قحط نہیں دیکھا البتہ یہ بحری راستہ حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے بعد بند کردیا گیا۔

ابوجعفر طبری کہتے ہیں کہ واقدی کا قول ہے کہ اسی سال رقہ، رہا اور حران نامی علاقے عیاض بن غنم کے ہاتھوں فتح ہوئے اور حضرت عمر بن سعد کے ہاتھوں عین الوردہ بھی اسی سال ۱۸ھ میں فتح ہوا اس کے مخالف روایت پچھلے صفحات میں ذکر ہو چکی۔

نیز واقدی کا یہ بھی کہنا ہے کہ اسی سال حضرت عمرؓ نے مکہ کی حدودِ حرم کو ماہ ذی الحجہ میں موجودہ مقام تک وسیع کیا تھا اس سے پہلے یہ خانہ کعبہ سے بالکل ملی ہوئی تھیں۔

واقدی کا یہ بھی کہنا ہے کہ طاعون عمواس میں پچیس ہزار لوگ ہلاک ہوئے۔

ابوجعفر طبریؒ کہتے ہیں کہ بعض کے قول کے مطابق اسی سال شریح بن حارث الکندی کو حضرت عمرؓ نے کوفہ کا قاضی مقرر کیا اور بصرہ کا قاضی کعب بن اسود ازدی کو مقرر فرمایا علاوہ ازیں آپ کے مختلف علاقوں میں گورنر وہی تھے جو ۱۷ھ میں تھے اور اسی سال حضرت عمرؓ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔

۱۹ھ کے واقعات

ابوجعفر طبری فرماتے ہیں کہ ابومعشر نے فرمایا کہ احمد بن ثابت رازی نے ایک واسطے سے اسحاق بن عیسیٰ سے جو روایتیں مجھے بیان کیں ان میں سے ایک روایت یہ تھی کہ حضرت سعد کے ہاتھوں جلولاء کی فتح ۱۹ھ میں ہوئی واقدی کا بھی یہی قول ہے اور محمد بن اسحاق کا قول ہے کہ جزیرہ، رہاء، حران، راس العین اور نصیبین کی فتوحات ۱۹ھ میں ہوئیں۔

ابوجعفری طبری کہتے ہیں کہ اس سے قبل ہم نے اس کے مخالف قول کا تذکرہ کیا ہے۔ ابومعشر کی روایت ہے کہ قیساریہ کی فتح اسی سال یعنی ۱۹ھ میں ہوئی۔ اس کے امیر حضرت معاویہ بن سفیانؓ تھے یہ روایت احمد بن ثابت رازی نے درمیان کے واسطے سے اسحاق بن عیسیٰ سے مجھے بیان کی اسی روایت میں ابومعشر کی واقدی نے بھی موافقت کی، البتہ محمد بن اسحاق کا قول ہے کہ فلسطین سے فتحِ قیساریہ، ہرقل کا فرار اور فتحِ مصر کے واقعات ۲۰ھ میں ہوئے۔ ابومعشر فرماتے ہیں ابن احمد حمید نے سلمی کے واسطے سے ابنِ اسحاق کی یہ روایت ہمیں بیان کی اور سیف بن عمر کی روایت بھی اس کے مطابق ہے کہ مصر کی فتح ۱۶ھ میں ہوئی فتح قیساریہ کا واقعہ اس سے پہلے بیان کیا جا چکا ہے البتہ فتح مصر کے واقعات مخالف اور موافق روایوں کے قول کے مطابق اس کے بعد ۲۰ھ کے واقعات میں بیان کیے جائیں گے۔

ابوجعفر طبریؒ کہتے ہیں کہ واقدی کے بیان کے مطابق اس سال ۱۹ھ میں مدینہ کے بیرونی علاقے میں آگ بھڑک اٹھی حضرت عمرؓ نے اول تو مردوں کو وہاں لیجانے کا ارادہ کیا لیکن پھر لوگوں کو حکم دیا کہ وہ صدقہ ادا کریں اس کی وجہ سے آگ بجھ گئی۔ نیز واقدی نے بیان کیا ہے کہ مدائن اور جلولاء کے شہر اس سال فتح ہوئے پچھلے صفحات میں ہم ان لوگوں کی روایت بیان کر چکے ہیں جنہوں نے اس سے اختلاف کیا ہے۔

حضرت عمرؓ فاروقؓ نے اس سال بھی لوگوں کے ساتھ حج کیا اور اسلامی مملکت کے شہروں میں ان کے گورنر اور قاضی وہی تھے جو ۱۸ھ میں مقرر تھے۔

۲۰ھ کے واقعات

ابوجعفر طبریؒ فرماتے ہیں کہ محمد بن اسحاق کے قول کے مطابق فتحِ مصر ۲۰ھ میں ہوئی۔ ابن اسحاق کی روایت سلمہ کے واسطے سے ابن حمید نے ہمیں بیان کی فرمایا: کہ مصر کی ۲۰ھ میں فتح ہوئی۔

اسی طرح ابومعشر نے بھی روایت بیان کی، چنانچہ ان کی روایت اسحاق ابن عیسیٰ سے احمد بن ابق نے ہمیں بیان کی فرمایا کے مصر ۲۰ھ میں فتح ہوا اس کے امیر عمرو بن العاصؓ تھے۔ اسی سند سے احمد بن ثابت نے ایک اور روایت بیان کی فرمایا کہ اسکندریہ ۲۰ھ میں فتح ہوا۔

اور واقدی نے بروایت ابن سعد بیان کیا ہے کہ مصر اور اسکندریہ دونوں ۲۰ھ میں فتح ہوئے اور سری نے بواسطہ شعیب سیف کی جو روایت ہمیں بیان کی اُس میں ہے کہ مصر اور اسکندریہ ۱۶ھ میں فتح ہوئے۔

مصر اور اسکندریہ کی فتح کے واقعات

ابو جعفر کہتے ہیں کہ مصر اور اسکندریہ کی فتح کے سال میں ہم نے سیر و تاریخ کا اختلاف بیان کیا اب ہم یہ ذکر کریں گے کہ ان فتوحات کا سبب کیا تھا اور یہ کن کن کے ہاتھ فتح ہوئے اور ان میں بھی اصحابِ سیر کا اختلاف ہے چنانچہ اس سلسلے میں ابن اسحاق کی روایت جو ابن حمید نے بواسطہ سلمہ ہمیں بیان کی ہے اس میں ہے کہ جب حضرت عمرؓ شام کی فتح سے مکمل فارغ ہو گئے تو حضرت عمرو بن عاصؓ کو تحریر فرمایا کہ اپنی فوجیں لے کر مصر کی طرف روانہ ہو جائیں چنانچہ انہوں نے نکل کر حملہ کیا اور آخر کار ۲۰ھ میں باب الیون کو فتح کر لیا۔

فتحِ اسکندریہ کا اختلاف

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ اسکندریہ کی فتح میں اختلاف ہے۔

بعض اہلِ تاریخ کا بیان ہے کہ اسکندریہ عثمانؓ کے دور کے دوسرے سال ۲۵ھ میں فتح ہوا۔

زیاد بن جزء زبیدی بیان کرتے ہیں کہ وہ مصر اور اسکندریہ کی فتح میں عمرو بن العاص کے ہمرکاب تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اسکندریہ کو دورِ فاروقی میں ۲۱ھ یا ۲۲ھ کو فتح کیا۔

شاہِ اسکندریہ کا صلح کیلئے پیغام

نیز وہ فرماتے ہیں جب ہم نے بابِ الیون کو فتح کیا تو ہمارے اور اسکندریہ کے درمیانی دیہات ایک ایک کر کے مطیع ہوتے گئے یہاں تک کہ ہم ایک ساحلی دیہات کے بلہیب نامی ایک گاؤں تک پہنچ گئے جسے قریۃ الریش بھی کہا جاتا ہے۔ اس وقت ہمارے جنگی قیدی مکہ مدینہ اور یمن تک پہنچ گئے تھے۔

جب ہم بلہیب پہنچے تو اس وقت اسکندریہ کے حاکم نے حضرت عمرو بن العاص کو یہ پیغام بھیجا۔ ''اے اقوام عرب! میں تم سے زیادہ قابل نفرت قوموں یعنی اہل فارس و روم کو جزیہ ادا کرتا ہوں اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کو بھی جزیہ ادا کرنے کے لئے تیار ہوں بشرطیکہ آپ میرے علاقے کے جنگی قیدیوں کو لوٹا دیں۔''

عمرو بن العاصؓ کا شاہِ اسکندریہ کو جواب

حضرت عمر بن العاص نے اس کا یہ جواب بھیجا:

> میرے علاوہ بھی ایک بڑا حاکم ہے۔ جس کی مرضی کے بغیر میں کوئی کام نہیں کر سکتا ہوں تم نے جو پیش کش کی ہے میں اس کے بارے میں انہیں تحریر کر رہا ہوں اگر انہوں نے منظور کر لیا تو میں منظور کر لوں گا۔ اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور حکم دیا تو میں اس حکم کی تعمیل کروں گا اس وقت تک تم بھی توقف کرو اور میں بھی انتظار کروں گا۔

اس حاکم نے یہ بات مان لی اور حضرت عمرو بن العاص نے اس کے بارے میں حضرت عمرؓ بن الخطاب کو لکھا۔ زیاد بن جزء زبیدی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص جو کوئی تحریر لکھتے ہم لوگوں پوشیدہ نہیں رکھتے تھے۔

اس لئے انہوں نے حاکم اسکندریہ کے خط کا تذکرہ بھی کیا۔ اس وقت ہمارے پاس ان کے بقایا جنگی قیدی بھی تھے۔ حضرت عمرؓ کے جوابی خط کے انتظار میں ہم موضع بلہیب میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کا جواب آ گیا، جسے حضرت عمرو بن العاص نے ہمیں پڑھ کر سنایا وہ یہ تھا۔

حضرت عمرؓ کا جواب

''مجھے تمہارا خط موصول ہوا جس میں تم نے یہ تحریر کیا کہ حاکم اسکندریہ نے جزیہ ادا کرنا قبول کر لیا ہے بشرطیکہ تم اس علاقے کے جنگی قیدیوں کو لوٹا دو۔ حقیقت یہ ہے کہ جزیہ وہ مستقل آمدنی ہے جو ہمارے لئے اور بعد کو آنے والے مسلمانوں کے کام میں آسکتی ہے۔ یہ چیز مجھے اس مالِ غنیمت سے زیادہ پسند ہے جو تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ لہٰذا تم حاکم اسکندریہ کے سامنے یہ تجویز رکھو کہ وہ جزیہ ادا کرے مگر جو جنگی قیدی تمہارے قبضے میں ہیں انہیں اختیار دیا جائے گا کہ وہ اسلام قبول کریں یا وہ اپنی قوم کے مذہب کو برقرار رکھیں جو مسلمان ہو جائے گا وہ مسلمانوں میں شامل ہو گا اس کے حقوق و فرائض انہی جیسے ہوں گے مگر جو اپنی قوم کے مذہب پر برقرار رہے گا اس پر وہی جزیہ مقرر کیا جائے گا جو اس کے ہم مذہبوں پر ہو گا۔

البتہ وہ جنگی قیدی جو سرزمین عرب میں پہنچ گئے ہیں اور مکہ مدینہ اور یمن کے علاقوں میں جا کر الگ الگ ہو گئے ہیں ان کو واپس کرنا ہماری طاقت سے باہر ہے اس لئے ہم ایسے معاملے پر مصالحت نہیں کر سکیں گے جس کو ہم پورا نہ کر سکیں۔

اسلام یا عیسائیت

حضرت عمرو بن العاص نے حاکم اسکندریہ کو حضرت عمرؓ کے خط کے مضمون سے مطلع کیا اس نے یہ تجاویز تسلیم کر لیں۔ لہٰذا جو جنگی قیدی ہمارے قبضہ میں تھے ہم نے انہیں اکٹھا کر لیا اور وہیں تمام عیسائی افراد جمع ہو گئے ہم ان میں سے ایک ایک آدمی کو لاتے تھے اور اسے اسلام اور عیسائیت میں سے کسی ایک مذہب کو اختیار کرنے کی اجازت دیتے تھے جب کوئی اسلام قبول کرتا تھا تو اس وقت ہم ایسا نعرۂ تکبیر بلند کرتے تھے جو جنگی فتح کے نعرہ سے زیادہ زور دار ہوتا تھا، اسلام قبول کرنے کے بعد ہم اسے اپنے حلقے میں شامل کر لیتے تھے جب کوئی عیسائیت کو ترجیح دیتا تھا تو عیسائی بہت فخر کرتے تھے اور انہیں اپنے ساتھ شامل کر لیتے تھے۔ اور ہم اسی وقت اس پر جزیہ عائد کر دیتے تھے تاہم اس موقع پر ہمیں بہت رنج ہوتا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے ہمارا کوئی آدمی نکل کر ان کی طرف چلا گیا ہو۔

ابو مریم کے اسلام پر رسہ کشی

بہرحال یہ طریقہ جاری رہا حتی کہ ہم ان سے فارغ ہو گئے اس مرحلہ پر جو افراد مسلمان ہو کر ہمارے ساتھ شامل ہو گئے تھے، ان میں ابو مریم عبداللہ بن عبدالرحمٰن بھی شامل تھے جب ہم نے کھڑا کر کے اس پر اسلام پیش کیا اور اسے عیسائی رہنے کا اختیار بھی دیا تو انہوں نے اسلام کو ترجیح دی لہٰذا ہم نے انہیں اپنی جماعت میں شامل کر لیا اس پر اس کے والدین اور بھائی اسے ہم سے گھسیٹنے کے لئے دوڑے یہاں تک کہ انہیں نے اس کے کپڑے پھاڑ دیئے مگر وہ اسلام پر قائم رہا آج کل وہ ہمارے قبیلہ بنو زبید کا رئیس و نگران ہے۔

اسکندریہ کی فتح

پھر اسکندریہ کا شہر ہمارے لئے کھول دیا گیا اور ہم وہاں داخل ہوئے یہ مقام جو آج نظر آ رہا ہے جس کے چاروں طرف پتھر ہیں وہ فتح اسکندریہ کے موقع پر بالکل اسی طرح تھا اس میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوئی۔

مصر و اسکندریہ بزور شمشیر فتح ہوا یا مصالحت ہوئی؟

جو لوگ کہتے ہیں کہ اسکندریہ اور اس کے اطراف کے دیہات پر جزیہ عائد نہیں کیا گیا بلکہ وہاں کے لوگوں کے ساتھ کوئی معاہدہ ہی سرے سے نہیں کیا گیا، وہ قطعاً جھوٹ بولتے ہیں اس واقعہ کے راوی قاسم بیان کرتے ہیں یہ وضاحت اس لئے کی گئی ہے کہ بنوامیہ کے سلاطین مصر کے حکام کو یہ لکھا کرتے تھے کہ مصر بزور شمشیر فتح ہوا ہے اور اہلِ مصر ہمارے غلام ہیں ہم ان پر جس قدر چاہیں ٹیکس کا نفاذ کر سکتے ہیں۔

عمروؓ و زبیرؓ کی مصر روانگی

اور سیف سے یہ روایت منقول ہے کہ جب حضرت عمرؓ ایلیا پہنچے اور وہاں کے لوگوں سے صلح کرنے اور چند دن قیام کرنے کے بعد انہوں نے حضرت عمرو بن العاص کو مصر روانہ کیا۔ اور فتح مصر کی صورت میں وہاں کا حاکم بھی مقرر کر دیا۔ ان کے پیچھے آپ نے حضرت زبیرؓ بن العوام کو امدادی فوج دے کر بھیجا حضرت عمرؓ نے حضرت ابوعبیدہؓ کو مادہ بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ اللہ اگر انہیں فتح عطا کرے تو وہ اپنے علاقے کی طرف لوٹ جائیں

اہلِ مصر سے جنگ میں احتیاط

جب حضرت عمرؓ مدینہ منورہ واپس چلے گئے اور حضرت عمروؓ بن العاص مصر کی طرف روانہ ہو گئے یہاں تک کہ وہ باب الیون تک پہنچ گئے۔ ان کے بعد حضرت زبیر بھی پہنچ گئے اور وہ دونوں وہاں اکٹھے ہو گئے وہاں انہیں ابومریم اور مصر کا بشپ ملے انہیں مقوقس حاکم مصر نے اپنے ملک کی حفاظت کے لئے بھیجا تھا۔ جب حضرت عمرو بن العاص وہاں پہنچے تو انہوں نے ان سے جنگ شروع کر دی انہوں نے اہل مصر کو پیغام بھیجا، تم ہمارے ساتھ جنگ کرنے میں جلدی نہ کرو تا کہ ہم تمھیں معذرت کا موقع دیں اور تم ہماری بات پر کوئی فیصلہ کر سکو۔

اہل مصر نے اپنے ساتھیوں کو لڑائی سے باز رکھا اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص نے پیغام بھیجا کہ میں بات چیت کے لئے نکل رہا ہوں اس لئے ابومریم اور ابومریام بھی نکل کر آ جائیں، چنانچہ وہ لوگ وہاں پہنچ گئے اور ہر ایک نے دوسرے کو پناہ دی۔ حضرت عمرو بن العاص ان دونوں سے یوں مخاطب ہوئے۔

عمروؓ کی راہبان کو دعوتِ اسلام

تم دونوں اس شہر کے راہب ہو، دیکھو! اللہ بزرگ و برتر نے محمدؐ کو حق و صداقت کا پیغام دے کر بھیجا ہے اللہ نے انہیں حکم دیا اور ہمیں محمد ﷺ نے احکام دیے اور اللہ کے احکام ہم تک پہنچائے، اس کے بعد آنحضرت ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے اور دین کی کمی کی تکمیل فرما گئے اور ہمیں اس سرزمین پر چھوڑ گئے انہوں نے ہمیں یہ حکم بھی دیا تھا کہ ہم لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچائیں۔

''ہم تمھیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں جو ہماری دعوت قبول کرے گا وہ ہماری طرح نفع نقصان کا مالک ہوگا اور جو ہماری دعوت قبول نہیں کرے گا ہم اس پر جزیہ پیش کریں گے اور اس صورت میں ہم اس کی حفاظت کریں گے۔اور یاد رکھو کہ ہمارے پیغمبر آنحضرت ﷺ نے ہمیں پیشین گوئی کی ہے کہ ہم تمھیں ضرور فتح کرلیں گے تاہم انہوں نے از راہ ہمدردی احتیاط کی ہدایت کی ہے،لہٰذا اگر تم نے ہماری بات مان لی تو ہم پر تمھاری حفاظت کی ذمہ داری ہے۔اور ہمارے امیر المومنین نے ہمیں یہ ہدایت کی ہے کہ ہم قبطیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ان کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی ہدایت کی ہے کیونکہ ان کے ساتھ آپ کی رشتہ داری کے تعلقات ہیں۔

ہاجرہؑ کی بدولت اہلِ مصر کی فضیلت

اہل مصر کہنے لگے''ہاں بہت دور کی رشتہ داری ہے جس کا انبیاءِ کرام بھی خیال رکھتے ہیں وہ ہاجرہ علیہ السلام بہت مشہور معروف اور شریف خاتون تھیں وہ ہماری شہزادی تھیں اور حنف کی رہنے والی تھیں اس کے خاندان میں بادشاہت رہی حتی کہ انقلاب آیا عین الشمس والوں نے ان کے خاندان کو قتل کر دیا اور ان کی سلطنت چھین لی اور وہ جلاء وطن ہو گئیں اور اس وجہ سے وہ حضرت ابراہیم علیہ سلام کے ساتھ چلی گئیں ہم ان کا خیر مقدم کرتے ہیں۔''

مزید مہلت

حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا میں تمہارے فریب میں نہیں آ سکتا لیکن میں تمھیں تین دن کی مزید مہلت دیتا ہوں تاکہ تم خود غور کرسکو اور اپنی قوم سے مشورہ کرسکو،ورنہ ہم تم سے جنگ کریں گے وہ بولے''آپ ہمیں مزید مہلت دیں''اس پر حضرت عمرو نے ایک دن کا اضافہ کیا اس کے بعد بھی انہوں نے مزید مہلت کا مطالبہ کیا تو انہوں نے ایک دن اور بڑھا دیا۔

یہاں سے اٹھ کر وہ مقوقس شاہِ مصر کے پاس گئے تو ارطبون نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا بلکہ جنگ کرنے کا حکم دیا اس کے بعد وہ دونوں اشخاص اہل مصر کے پاس پہنچے اور کہنے لگے:

''ہم کوشش کریں گے کہ تمھاری حفاظت کریں گے اور ان کی طرف نہ لوٹیں گے اب چار دن باقی رہ گئے ہیں اس عرصہ میں تمھیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا بلکہ ہمیں توقع ہے کہ تم امن وامان کو ترجیح دو گے۔

فرقب کا غدر

تاہم مدّت گزرنے سے پہلے فرقب کی طرف سے رات کے وقت حملہ شروع ہو گیا حضرت عمرو بن العاص حملہ کے لئے تیار تھے اس لئے انہوں نے اس کا مقابلہ کیا جس میں فرقب اور اس کے سارے ساتھی مارے گئے۔

حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت زبیرؓ نے عین شمس کی طرف گئے۔ وہاں ان جماعت موجود تھی، آپ نے فرما کی طرف ابرہ بن الصباح کو بھیجا اور وہ وہاں پہنچ گئے نیز عوف بن مالک کو اسکندریہ کی طرف بھیجا اور وہ بھی اپنے مقام پر پہنچ گئے ان دونوں میں سے ہر ایک نے اپنے شہر والوں سے کہا''اگر تم صلح کرلو گے تو تمھیں امن امان دیا جائے گا''وہ بولے''بہت بہتر ہے''وہ ان سے خط کتابت کرتے رہے عین شمس کے باشندے ان کا انتظار کرتے رہے اس اثناء میں مسلمانوں نے کئی اشخاص کو گرفتار کر کے جنگی قیدی بنالیا۔

اسکندر اور فرما دو بانیانِ شہر کے شہروں کا عبرت انگیز حال

حضرت عوف بن مالک نے اہل اسکندریہ کو کہا:

''اے اہل اسکندریہ! تمھارا شہر کس قدر خوب صورت اور بارونق ہے۔ اس پر اہلِ اسکندریہ نے کہا: سکندرِاعظم نے کہا تھا: میں ایسا شہر تعمیر کرا رہا ہوں جو اللہ کا تو محتاج ہوگا، مگر لوگوں سے بے نیاز رہے گا اس وجہ سے اس کی رونق اور خوب صورتی باقی رہی۔''

ابرہ نے اہل فرما سے کہا ''اے اہل فرما تمھارا شہر کس قدر پرانا اور بوسیدہ ہے وہ بولے فرما'' شخص نے کہا تھا ''میں ایسا شہر تعمیر کرا رہا ہوں جو اللہ سے بے نیاز ہوگا اس وجہ سے اس شہر کی رونق اور خوب صورتی بالکل ماند پڑ گئی۔'' اسکندر اور فرما آپس میں بھائی بھائی تھے۔

کلبی بیان کرتے ہیں ''اسکندر اور فرما دو بھائی تھے۔ انہوں نے یہ دو شہر تعمیر کرائے جو انہیں کے نام سے منسوب ہو گئے ہیں مگر اسکندریہ کی تروتازگی ابھی تک باقی ہے۔

مصر و اسکندریہ بزور شمشیر فتح ہوا یا مصالحت ہوئی؟ کا جواب

سیف کی روایت ہے کہ جب حضرت عمرو بن العاص عین شمس کے مقام پر پہنچے تو وہاں کا بادشاہ قبطیوں اور ان کے درمیان تھا۔ اس وقت حضرت زبیر بھی ان کے ساتھ تھے اہل مصر نے اپنے بادشاہ سے کہا۔

''آپ اس قوم سے جنگ کرنے کا قصد کر رہے ہیں جنہوں نے قیصر و کسریٰ کو شکست دی اور وہ ان کے ملک میں قابض ہو گئے۔ لہٰذا آپ ان لوگوں سے مصالحت کریں اور ان سے معاہدہ کر لیں۔ لہٰذا نہ آپ ان سے مقابلہ کریں اور نہ ہی ہمیں ان کے مقابلہ کے لئے بھیجیں''۔ یہ بات انہوں نے چوتھے دن کہی مگر بادشاہ نے اس کے ماننے سے انکار کر دیا اور مقابلہ کے لئے تیار ہوا اس لئے مسلمانوں نے اس سے جنگ کی۔ حضرت زبیرؓ جنگ کرتے ہوئے شہر کی فصیل پر چڑھ گئے تھے۔ جب انہوں نے جنگ کی شدت محسوس کی تو انہوں نے دروازہ کھول دیا اور مصالحت کرنے کے لئے حضرت عمرو بن العاص کے پاس پہنچے انہوں نے ان کی مصالحت قبول کر لی مگر حضرت زبیرؓ اس عرصے میں کچھ حصہ پر قابض ہو گئے تھے اور وہ قبضہ کرنے کے بعد اس دروازے سے اہل شہر کے ساتھ حضرت عمرو بن العاص کے پاس پہنچے۔ لہٰذا جب وہ تباہی کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے معاہدہ صلح کر لیا اور جس علاقے پر زبردستی قبضہ کیا گیا تھا وہ بھی معاہدۂ صلح میں شامل ہو گیا اس طرح یہ لوگ مسلمانوں کی ذمہ داری میں آ گئے ان کا صلح نامہ مندرجہ ذیل تھا۔

عمروؓ بن العاص و اہلِ مصر کے مابین صلح نامہ

> عمرو بن العاص کی طرف سے اہلِ مصر کو جان، مال اور مذہب کی پناہ ہے۔ ان کے گرجے، صلیبیں اور خشکی و تری کے تمام مقامات دست و برد سے محفوظ رہیں گے۔ بشرطیکہ وہ جزیہ ادا کرتے رہیں اور مجتمع ہو کر یہ صلح نامہ قبول کر لیں ان سے کم از کم آمدنی پانچ کروڑ کے قریب وصول کی جائے گی۔ اگر ان میں سے کوئی جزیہ ادا کرنے سے انکار کرے گا تو اس سے جزیہ وصول نہیں ہوگا مگر اس کی حفاظت کی ذمہ داری سے ہم بری الذمہ ہوں گے اگر ان کی آمدنی مقررہ رقم سے کم ہوئی تو اس قدر اندازہ سے وصولی کی رقم کر دی جائے گی۔ روم و حبشہ کے باشندوں میں سے جو کوئی اس صلح نامہ میں شامل ہونا چاہے تو ان کے حقوق و فرائض بھی اہلِ مصر

کے حقوق و فرائض کے برابر ہوں گے۔ جو اس سے انکار کرے اور دوسری جگہ جانا چاہے تو اسے مکمل پناہ دی جائے گی حتی کہ وہ امن کے مقام پر پہنچ جائے یا ہماری سلطنت سے نکل جائے۔

جو کچھ اس معاہدہ میں لکھا گیا ہے اس کے ذمہ دار اللہ اور اس کے رسول ﷺ، خلیفہ امیر المؤمنین اور تمام مسلمان ہیں۔ اہل حبشہ میں جو اس معاہدہ کو قبول کریں ان کے لئے یہ ذمہ داری بھی ہے کہ وہ اسی قدر افرادی قوت سے امداد کریں اور گھوڑوں سے بھی امداد کریں نیز وہ جنگ نہ کریں اور نہ درآمدات و برآمدات کی تجارت کو روکیں۔

اس معاہدہ کے گواہ حضرت زبیرؓ اور حضرت عمروؓ بن العاص کے دونوں فرزند حضرت عبداللہ بن عمرو اور محمد بن عمرو تھے۔ اس کے کاتب دوران تھے۔ اس معاہدہ میں تمام اہل مصر شامل ہو گئے تھے، اور انہوں نے اس صلح نامہ کو قبول کر لیا تھا۔

فسطاط کی تعمیر

مصر میں چونکہ بہت گھڑ سوار جمع ہو گئے تھے اس لئے عمروؓ بن العاص نے فسطاط کا شہر تعمیر کروایا اور وہاں مسلمانوں کو بسا دیا۔

راہبانِ مصر ابومریم اور ابومریام کی عمروؓ بن العاص سے گفتگو

راہبانِ مصر ابومریم اور ابومریام حضرت عمروؓ بن العاص کے پاس آئے ان دونوں نے ان جنگی قیدیوں کے بارے میں گفتگو کی جو جنگ کے بعد گرفتار ہوئے تھے۔

حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا کیا ان کے بارے میں بھی کوئی عہد و پیمان ہے؟ حالانکہ اس وقت ہم پر تمہاری طرف سے حملے ہو رہے تھے۔ یہ کہہ کر ان دونوں کو ناکام رخصت کر دیا۔ لیکن وہ دونوں پھر لوٹ آئے اور کہنے لگے۔

''جس وقت سے ہم تم سے گفت و شنید کر رہے تھے اس وقت سے تمہارا کچھ لینا صحیح نہیں۔ حضرت عمروؓ نے کہا لیکن تم نے اس بات کی پاسداری نہیں کی اور کیا تم ہم پر حملے کرو اور عین اس وقت بھی ہماری ذمہ داری رہے گی؟ یہ کیسے ممکن ہے؟ وہ دونوں بولے ہاں، یہ ممکن ہے۔

بہرحال حضرت عمرو نے وہ جنگی قیدی مسلمانوں میں تقسیم کر دیئے اس کے بعد وہ عرب کے شہروں میں بھی پہنچ گئے

حضرت عمرؓ کے سوالات

قاصد حضرت عمرؓ کے پاس فتح کی بشارت لے کر پہنچا اور خمس کا مال بھی لایا حضرت عمرؓ تشریف لائے۔ اور ان سے سوالات کرنے لگے، وہ جواب دیتے رہے حتی کہ انہوں نے ان دونوں راہبوں کی گفتگو سے بھی آگاہ کیا حضرت عمرؓ نے اس پر فرمایا۔

خلیفہ عمرؓ کا راہبان کی توثیق فرمانا

میرے خیال میں وہ دونوں صحیح کہتے ہیں اور تم ناواقف ہو اور صحیح بات نہیں سمجھتے۔ جو تم سے جنگ کرے اس کے لئے کوئی پناہ نہیں ہے اور جو جنگ نہ کرے تو اس صورت میں اگر اہل دیہات کی کوئی چیز تمہارے قبضے میں آ جائے تو

وہ مہلت کے ان پانچ دنوں میں محفوظ ہوگی۔ اس کے علاوہ ان لوگوں میں سے جو بعد میں جنگ کریں، ان پر تمہیں اختیار ہے۔ لہٰذا تم گفت وشنید کے دوران جنگ میں پکڑے گئے جنگی قیدی لوٹا دو۔

مصریوں پر رعب ڈالنا

قبطی باشندے حضرت عمرو بن العاص کے دروازے پر پہنچے، اس سے پہلے انہیں یہ اطلاع ملی تھی کہ یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ عرب کتنے خستہ حال اور حقیر لوگ ہیں، جن کے مطیع اور فرماں بردار ہمارے جیسے بلند اشخاص ہوگئے ہیں ''اس پر حضرت عمرو کے دل میں اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ بات انہیں مخالفت پر آمادہ نہ کردے۔ اس لئے انہوں نے حکم دیا کہ اونٹ ذبح کیے جائیں اور انہیں نمک اور پانی سے پکایا جائے۔ نیز سپہ سالاروں کو حکم دیا کہ وہ سب حاضر ہوں اور اپنے ساتھیوں کو بھی اس کی اطلاع دے دیں۔ وہ خود وہاں بیٹھے اور اہل مصر کو بھی آنے جانے کی اجازت دی۔ پھر گوشت اور شوربا لایا گیا انہیں مسلمانوں کے کھانے کا معائنہ کرایا گیا مسلمانوں نے عربی طریقے سے کھانا کھایا یہ لوگ عبا میں ملبوس تھے اور اسلحہ سے لیس نہیں تھے۔ اہل مصر جب وہاں سے رخصت ہوئے تو ان کی جرات اور بے باقی میں اور اضافہ ہوا۔

عرب اہل مصر کے لباس میں

دوسرے پہر مسلمان سپہ سالاروں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے ساتھیوں کو لے کر آئیں مگر اہل مصر کے لباس اور ان جوتوں میں آئیں اور ان کے ماتحت ساتھی بھی یہ لباس پہنیں چنانچہ انہوں نے حکم کی تعمیل کی اہل مصر کو دوبارہ وہاں آنے کی اجازت دی گئی انہوں نے اس وقت گزشتہ دن سے مختلف حالت دیکھی انہوں نے دیکھا کہ ان عربوں کو مصری کھانے کھلائے جارہے ہیں اور یہ لوگ مصری معاشرت اختیار کیے ہوئے ہیں۔

عرب اسلحہ کی شان وشوکت میں

تیسرے دن مسلمان فوجیوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے ہتھیاروں کا رعب ڈالنے کے لئے مسلّح ہو کر آئیں اہل بصرہ کو بھی آنے کی اجازت دی گئی اور ان کے سامنے مسلّح فوج کو گزارا بعدازاں حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا:

عرب کی عزت اور مصر کی ذلت

مجھے تمہارے خیالات کا علم ہو گیا تھا جب تم نے عربوں کی سادگی اور کفایت شعاری دیکھی تو اس وقت مجھے اندیشہ ہوا کہ تم غلط فہمی میں ہلاک نہ ہو جاؤ اس لئے میں نے یہ چاہا کہ تمہیں دکھاؤں کہ عربوں کی اپنے وطن میں کیا حالت تھی پھر تمہاری سرزمین پر آکر کیا تبدیلی ہوئی پھر میں نے تمہیں یہ بھی دکھایا کہ جنگ کی صورت میں ان کی کیا حالت ہوتی ہے انہوں نے اپنی پہلی سادہ زندگی میں رہ کر تم پر فتح پائی اور تمہارے ملک پر دوسرے دن کے طرز معاشرت اختیار کرنے سے پہلے قبضہ کر لیا تھا لہٰذا میں نے یہ مناسب سمجھا کہ تمہیں اس بات سے مطلع کیا جائے کہ تیسرے دن تم نے جن لوگوں کو مسلّح حالت میں دیکھا تھا وہ دوسرے دن کے طرز معاشرت کو نہیں چھوڑیں گے اور پہلے دن کی طرزِ معاشرت کی طرف نہیں لوٹیں گے۔

یہ سن کر وہ منتشر ہو گئے مگر آپس میں یہ کہہ رہے تھے۔

''آہ! تمہیں عربوں نے پاؤں تلے روند ڈالا۔''

جب حضرت عمرؓ کو اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے اپنے مصاحبوں سے فرمایا ''خدا کی قسم اس کی جنگ نرم ہوتی ہے اس کے اندر دوسروں جیسا دبدبہ اور تیزی نہیں ہوتی مگر اس کی کاٹ بہت سخت ہوتی ہے۔ پھر آپ نے انہی کو حاکم برقرار رکھا۔

صحابہ کی پیش قدمی

عمرو بن شعیب کی روایت ہے کہ جب عمرو بن العاص اور مقوقس (شاہ مصر) کا عین شمس میں مقابلہ ہوا تو اول ان کے سواروں کا مقابلہ ہوا اور مسلمان دور بھاگنے لگے حضرت عمروؓ نے ان کو ملامت کی تو یمن کے ایک شخص نے کہا ''ہم پتھر اور لوہے کے بنے ہوئے ہیں'' وہ بولے تم خاموش ہو جاؤ، تم کتے ہو۔ وہ بولا آپ کتوں کے سردار ہیں۔ اس پر حضرت عمرو پکار کر کہنے لگے، رسول اللہ ﷺ کے صحابی کہاں ہیں؟ اس پر جو صحابی وہاں تھے وہ آگئے۔ اس وقت انہوں نے کہا آپ لوگ آگے بڑھیں آپ کی برکت سے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح عطا کرے گا، چنانچہ صحابہ کرام آگے بڑھے ان میں حضرت ابو بردہ اور حضرت ابو برزہ بھی شامل تھے۔ دوسرے مسلمان صحابہ کرام کے پیچھے جنگ میں مشغول ہو گئے ۔جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی اور انہیں بہترین کامیابی حاصل ہوئی اور مصر ۱۶ھ ماہ ربیع الاول میں فتح ہو گیا اس طرح اسلامی ممالک صرف ایک خلیفۃ المسلمین کے ماتحت آگئے اور مختلف اقوام و سلاطین اس سے نفع اندوز ہوئے۔ اس سے پہلے اہل مصر کا الگ بادشاہ ہوتا تھا اور اہل مکران کا بادشاہ راسل اور داہر ہوتا تھا اور اہل سجستان کا شاہ ہوتا تھا اور اہل خراسان کا (بادشاہ) خاقان کہلاتا تھا۔

حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو از راہ ہمدردی آگے بڑھنے سے روک دیا تھا اور اگر انہیں چھوڑ دیا جاتا تو وہ ہر ملک کے چشمے پر پہنچ جاتے۔

نوبہ میں مسلمانوں کی پسپائی

یزید بن حبیب کی روایت ہے کہ مسلمانوں نے جب مصر کو فتح کر لیا تو انہوں نے مصر کے علاقے نوبہ کے علاقے پر بھی حملہ کیا مگر مسلمان زخمی ہو کر واپس آگئے ان کی آنکھیں بھی اندھی ہو گئیں، کیونکہ وہاں کے لوگ تیر اندازی میں بہت ماہر تھے وہ آنکھوں کے تیر انداز کہلاتے تھے۔

نوبہ کا صلح نامہ

جب حضرت عثمان بن عفانؓ نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا حاکم مقرر کیا انہوں نے اہل نوبہ کے ساتھ اس شرط پر صلح کی کہ وہ سالانہ مقررہ تعداد میں تحائف بھیجیں گے اور مسلمان سالانہ انہیں غلّہ اور کپڑا دیں گے۔ ابن طعیصہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ اور ان کے بعد کے خلفاء اور امراء نے اس صلح نامہ کو برقرار رکھا اور حضرت عمر بن عبدالعزیز نے بھی مسلمانوں کے مصالح اور مفاد کے پیش نظر اس صلح نامہ کو قائم رکھا۔

فوجی چھاؤنیوں کا قیام

سیف کی روایت ہے کہ ماہ ذوالقعدہ ۱۶ھ میں حضرت عمرؓ نے مصر کی چھاؤنیاں اور فوجی مراکز تمام ساحلی مقامات پر قائم کیے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ ہرقل شام اور مصر پر بحری حملے کرتا تھا اور اہل حمص کی امداد کے لئے بذات خود

روانہ ہوا تھا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا تھا جب کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت کے ساڑھے تین سال گزر گئے تھے۔

۲۰ھ کے متفرق واقعات

۲۰ھ میں ابو بحریہ عبداللہ بن قیس کندی نے روم پر فوج کشی کی اور وہی سب سے پہلے اس علاقہ میں داخل ہوئے تھے بعض یہ روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے رومی علاقے میں میسرہ بن مسروق عبسی داخل ہوئے تھے انہوں نے بہت سامالِ غنیمت حاصل کیا۔

واقدی کی روایت ہے اس سال ۲۰ھ میں آپ نے قدامۃ بن مظعون کو بحرین کی حکومت سے معزول کیا اور شراب خوری کے الزام میں حد شرعی جاری کی۔

اسی سال حضرت عمرؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ کو بحرین اور یمامہ کا حاکم مقرر کیا اس سال حضرت عمرؓ نے فاطمہ بنت الولید ام عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام سے نکاح کیا۔

اسی سال حضرت بلال بن رباحؓ موذن رسول ﷺ نے وفات پائی اور دمشق کے مقبرہ میں مدفون ہوئے اسی سال حضرت عمرؓ نے حضرت سعدؓ کو اہل کوفہ کی شکایت پر کہ وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھاتے معزول کر دیا۔

اسی سال حضرت عمرؓ نے خیبر کے علاقے کو مسلمانوں میں تقسیم کیا اور یہودیوں کو وہاں سے جلاء وطن کر دیا تھا اور ابو حبیبہ کو فدک بھیجا اور انہوں نے وہاں عطیات مقرر کئے۔ پھر وادی القریٰ گئے اور اس کو بھی تقسیم کر دیا۔ واقدی کی روایت ہے کہ ۲۰ھ میں حضرت عمرؓ نے دفاتر قائم کیے اور دیوان تیار کروائے۔

بحری راستے کا نقصان

اسی سال حضرت عمرؓ نے علقمہ بن مجزز المدلجی کو بحری راستے سے حبشہ بھیجا، وہاں مسلمانوں نے نقصانات برداشت کیے اس لئے حضرت عمرؓ نے آئندہ کے لئے یہ مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ بحری راستے سے ہرگز استعمال نہیں کریں گے۔ ابو معشر کی روایت یہ ہے اساودہ کی جنگ بحری حملے کی صورت میں ۲۱ھ میں ہوئی۔

واقدی کی روایت دیگر واقعات

واقدی کی روایت ہے کہ اس سال ماہِ شعبان میں اسید بن حضیر فوت ہوئے اور اسی سال حضرت زینبؓ بنت جحش (امّ المومنین) نے وفات پائی۔

حضرت عمرؓ نے اس سال بھی حج کیا۔ اس سال اسلامی شہروں میں ان کے حکام وہی تھے جو اس سے پہلے سال میں تھے۔ سوائے ان لوگوں کے جو معزول کیے گئے تھے اور ان کے بجائے دوسرے حکام مقرر کیے گئے تھے اسی طرح اسلامی ممالک کے قاضی بھی وہی تھے جو اس سے سابق سال میں تھے۔

۲۱ھ کے واقعات

محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق جنگ نہاوند ۲۱ھ میں ہوئی ابو معشر اور واقدی بھی یہی کہتے ہیں البتہ سیف بن عمرو کی روایت یہ ہے کہ جنگ نہاوند ۱۸ھ میں ہوئی جو حضرت عمرؓ کے دور خلافت کا چھٹا سال تھا۔

محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ حضرت نعمان بن مقرن کسکر کے حاکم تھے انہوں نے حضرت عمرؓ کو یہ تحریر کیا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص نے انہیں خراج وصول کرنے پر مقرر کیا مگر وہ جہاد میں شریک ہونا زیادہ پسند کرتے ہیں اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت سعد کو لکھا:

''نعمان نے مجھے یہ تحریر کیا ہے کہ تم نے اسے خراج وصول کرنے پر مقرر کیا ہے وہ اس کام کو ناپسند کرتے ہیں اس لئے تم انہیں نہاوند کی اہم جنگ کی طرف روانہ کردو۔''

نہاوند کے مقام پر اہلِ عجم کا لشکر جمع ہو گیا تھا ان کا سردار ذوالحاجب تھا۔ حضرت عمرؓ نے نعمان بن مقرن کو بھی یہ خط لکھا:

مجھے ہر مسلمان ایک لاکھ دینار سے زیادہ عزیز ہے، عمرؓ

''تم پر سلامتی ہو میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں بعد حمد وثناء کے واضح ہو کہ مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اہل عجم کا ایک بڑا لشکر تمھارے مقابلے کے لئے نہاوند شہر میں جمع ہو گیا ہے جب تمھیں میرا یہ خط موصول ہو تو تم اللہ کے حکم کے مطابق اور اس کی مدد کے ساتھ مسلمانوں کے لشکر کو لے کر روانہ ہو جاؤ انہیں دشوار گزار راستے پر مت لے جاؤ جس سے انہیں تکلیف ہو ان کی حق تلفی نہ کرو اور نہ انہیں دلدلی زمین سے لے جاؤ کیونکہ مسلمانوں کا ایک ایک فرد مجھے ایک لاکھ دینار سے زیادہ عزیز ہے۔ والسلام۔''

نعمانؓ کی روانگی

حضرت نعمان جلیل القدر صحابیوں کے ساتھ روانہ ہوئے ان میں حضرت حذیفہ بن الیمان، حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب، حضرت جریر بن عبداللہ بجلی، مغیرہ بن شعبہ، عمرو بن معدیکرب زبیری، طلحہ بن خویلد اسدی اور قیس بن مکشوح مرادی شامل تھے۔

جنگی تدابیر کا مقابلہ

جب حضرت نعمان بن مقرن اپنے لشکر کو لے کر نہاوند پہنچے تو دشمنوں نے لوہے کے کانٹے ڈال دیے جب آپؓ نے مخبر کو بھیجا تو اس کو ان لوہے کے کانٹوں کا علم نہ تھا اس لئے چلتے وقت اس نے گھوڑے کو ہنکایا تو اس کے پاؤں میں کانٹے چبھ گئے۔ وہ ٹھہر گیا اور اتر کر دیکھنے لگا تو گھوڑے کے پاؤں میں لوہے کے کانٹے اٹکے ہوئے تھے۔ لہذا وہ مخبر نعمان کے پاس آیا اور انہیں سارا حال بتایا۔ اسی وقت حضرت نعمان نے لوگوں سے پوچھا ''تمھاری کیا رائے ہے؟ وہ بولے آپ اس مقام سے دوسری جگہ منتقل ہو جائیں تا کہ وہ یہ خیال کریں کہ آپ ان سے بھاگ کر چلے گئے ہیں اس طرح وہ آپ کے تعاقب میں باہر نکلیں گے۔ چنانچہ حضرت نعمان اس مقام سے دوسری جگہ منتقل ہو گئے، جب اہل عجم کو

اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے لوہے کی باڑ اور کانٹوں کو صاف کر کے ہٹا دیا اور ان مسلمانوں کے تعاقب میں نکل آئے۔
اس پر حضرت نعمان بھی ان پر پلٹ پڑے اور صف آرائی کر کے مسلمانوں کو یوں مخاطب ہوئے:

نعمانؓ کی خبرِ شہادت اور آخری ہدایات

''اگر میں شہید ہو جاؤں تو تم حذیفہ بن الیمان کو (سپہ سالار) بنا لینا اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو تم جریر بن عبداللہ کو امیر مقرر کر لینا اور اگر جریر بن عبداللہ بھی شہید ہو جائیں تو قیس بن مکشوح کو اپنا سردار مقرر کر لینا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کو کچھ صدمہ ہوا کہ انہیں جانشین نہیں بنایا گیا وہ حضرت نعمان کے پاس آئے اور پوچھنے لگے آپ اس جنگ میں کیا کرنا چاہتے ہیں؟ وہ بولے جب ہم ظہر کی نماز پڑھ لیں گے تو اس کے بعد جنگ کریں گے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ آپ اسی طریقے کو پسند فرماتے تھے۔ حضرت مغیرہ نے کہا اگر میں تمھاری جگہ ہوتا تو میں سویرے سویرے مسلمانوں کو جنگ کرنے کا حکم دیتا۔

حضرت نعمان نے فرمایا تم نے سویرے جنگ کی ہوگی مگر تمھیں سونا حاصل نہیں ہوا ہوگا۔

جنگ کا آغاز نعرۂ ''اللہ اکبر'' سے

اس دن جمعہ تھا اس لئے حضرت نعمان نے فرمایا: اگر اللہ نے چاہا تو ہم نماز جمعہ پڑھیں گے پھر نماز کے بعد ہم اپنے دشمن کا مقابلہ کریں گے۔ جب صف بندی ہوگئی تو حضرت نعمان نے مسلمانوں سے کہا:

''میں تین دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کروں گا جب میں پہلی تکبیر کہوں تو ہر شخص اپنے تسمے باندھ لے اور اپنی حالت درست کر لے جب میں دوسری تکبیر کہوں تو ہر آدمی کمر بستہ ہو جائے اور حملہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے، جب میں تیسری تکبیر کہوں تو تم یکبارگی دشمن پر حملہ کر دو کیونکہ اس وقت میں بھی حملہ کر دوں گا۔

عجمی لشکر نے اپنے آپ کو زنجیروں سے جکڑ رکھا تھا، تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں۔ اسی حالت میں وہ مقابلے کے لئے نکلے۔

نعمانؓ کی شہادت، ذوالحاجب کا قتل مسلمانوں کی فتح

جب مسلمانوں نے حملہ کیا تو مشرکوں نے بھی جوابی کاروائی کی۔ اور ان کا ایک تیر حضرت نعمان کے آکر پیوست ہوگیا اور وہ شہید ہوگئے۔ ان کے بھائی سوید بن مقرن نے انہیں اپنے کپڑے میں لپیٹ لیا اور ان کی شہادت کی خبر کو چھپائے رکھا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی اس کے بعد انہوں نے اسلامی جھنڈا حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کو دیدیا اللہ نے ان کے سپہ سالار ذوالحاجب کو قتل کرایا اور جنگ نہاوند میں مسلمانوں کو فتح عطا کی۔ اس کے بعد اہل عجم کا کوئی بڑا لشکر مسلمانوں کے مقابلہ میں جمع نہیں ہو سکا۔

سائب بن اقرع کا کردار

حضرت عمر بن الخطاب نے ثقیف کے غلام سائب بن اقرع کو حساب دانی ومنشی کے فرائض کیلئے روانہ کیا اور اس کو فرمایا: اس لشکر میں رہو اگر اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو فتح عنایت فرمائے، تو تم مالِ غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دو اور

اس کا پانچواں حصہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے جدا کر دو۔ اور اگر اس لشکر کو خدانخواستہ شکست ہو تو تم مضافات میں چلے جاؤ، کیونکہ اس وقت زمین کا اندر باہر سے بہتر ہوگا۔

سائب فرماتے ہیں، جب اللہ نے مسلمانوں کو نہاوند میں فتح عطا فرمادی تو انہیں بہت سا مال غنیمت حاصل ہاتھ لگا۔ پھر جب میں مسلمانوں میں مال غنیمت تقسیم کر رہا تھا، اس وقت اہل عجم کا ایک شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

پناہ کے عوض جواہرات کا خزانہ

''کیا تم مجھے جان و مال اور اہل و عیال کی پناہ دینے پر آمادہ ہو اگر میں تمھیں قیمتی خزانوں کا پتہ بتاؤں جو دراصل شاہِ ایران کے خزانے ہیں، یہ تمھارے اور تمھارے امیر کے لئے مخصوص رہیں گے اور اس میں تمھارا کوئی شریک نہیں ہوگا۔ میں نے کہا مجھے منظور ہے، بتاؤ۔ وہ بولا: تم میرے ساتھ کسی کو بھیج دو تا کہ میں اسے خزانے کا پتہ بتاؤں۔ میں نے اس کے ساتھ ایک آدمی بھیجا۔ وہ دو بہت بڑے صندوقچے لایا جن میں صرف دو طرح کے موتی زبرجد اور یاقوت بھرے ہوئے تھے۔

نعمانؓ کی شہادت کی خبر عمرؓ پر بجلی گرنے کے مترادف

سائب فرماتے ہیں جب میں مال غنیمت کی تقسیم سے فارغ ہوا تو میں ان دونوں صندوقچوں کو اپنے ساتھ لے گیا اور انہیں حضرت عمر بن الخطاب کی خدمت میں پیش کیا آپ نے فرمایا، تم کیا خبر لائے؟ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین باقی تو سب خیریت ہے۔ اللہ نے آپ کو سب سے بڑی فتح بھی عطا فرمادی ہے، مگر حضرت نعمان بن مقرن شہید ہو گئے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا، انا للہ وانا الیہ راجعون (بے شک ہم اللہ کے (مملوک) ہیں اور حقیقت میں اسی کی طرف لوٹ کر جائیں گے) پھر آپ رونے لگے یہاں تک کہ سسکیاں لینے لگے۔ میں نے آپ کی یہ حالت دیکھی تو کہا اے امیر المومنین ان کے بعد کوئی مشہور اور ممتاز شخص شہید نہیں ہوا۔ آپ نے فرمایا پیچھے والے کمزور مسلمان ہیں اور جنہیں اللہ تعالیٰ نے شہادت سے مشرف کیا ہے وہی عزت و آبرو والے اور اعلیٰ نسب والے ہیں۔

عمرؓ کا جواہرات کی طرف سے استغناء

سائب فرماتے ہیں پھر جب آپ اندر جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں نے کہا: میرے پاس بہت سا مال ہے جو میں لایا ہوں، پھر میں نے صندوقچوں کا حال بتایا، آپ نے فرمایا تم انہیں بیت المال میں داخل کر دو، ہم بعد میں ان پر غور کریں گے پھر تم اپنے لشکر چلے جاؤ۔

سائب کو کوفہ روانگی اور اس سے واپسی کا حکم

چنانچہ میں نے ان دونوں صندوقچوں کو بیت المال میں داخل کر دیا اور سرعت کے ساتھ کوفہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

سائب فرماتے ہیں: جس رات میں روانہ ہوا تھا اس کی صبح کو آپؓ نے میرے پیچھے قاصد روانہ کیا مگر بخدا وہ مجھے نہیں پا سکا حتیٰ کہ میں کوفہ آپہنچا جب میں نے اپنا اونٹ بٹھا دیا تب وہ قاصد بھی پیچھے سے آکر اونٹ سے اترا اور کہنے لگا تم امیر المومنین کے پاس واپس پہنچو کیونکہ انہوں نے مجھے تمھیں بلانے کے لئے بھیجا تھا، مگر میں تمھیں اب پہنچ سکا

ہوں۔ میں نے پوچھا حضرت عمرؓ نے کیوں اور کس لئے بلایا ہے؟ وہ بولا: بخدا میں نہیں جانتا۔ اس پر میں اس کے ساتھ سوار ہو کر گیا، یہاں تک کہ میں آپؓ کی خدمت میں پہنچ گیا۔

حضرت عمرؓ کا متنبہ خواب

سائب فرماتے ہیں: جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمانے لگے: ''میرا سائب سے کیا تعلق ہے؟ میں نے عرض کیا: ''اے امیر المومنین کیا بات ہے؟ آپ نے فرمایا: گزشتہ رات جب تم نکل کر گئے تو میں سو گیا مگر رات بھر میرے پروردگار کے فرشتے مجھے ان صندوقچوں کی طرف گھسیٹتے رہے جو آگ سے بھڑک رہے تھے وہ فرشتے کہہ رہے تھے ہم تمہیں انہیں گرم کر کے داغ لگائیں گے۔ میں ان سے کہتا رہا میں عنقریب دونوں صندوقچوں کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کر دونگا۔

لہٰذا تم انہیں میرے پاس سے لے جاؤ اور فروخت کر کے انہیں مسلمانوں کے وظائف اور عطیات میں شامل کر دو۔

عمرو بن حرشب مخزومی کی کامیاب تجارت

سائب کہتے ہیں: میں ان دونوں صندوقچوں کو لے کر وہاں سے روانہ ہوا یہاں تک کہ میں ان صندوقچوں کو کوفہ کی مسجد میں لا کر رکھ دیا۔ میرے پاس سوداگروں کا تانتا بندھ گیا۔ آخر کار عمرو بن حرشب مخزومی نے مجھ سے انہیں بیس لاکھ میں خرید لیا وہ انہیں لے کر عجم کے علاقے میں گیا، اور وہاں اس نے انہیں چالیس لاکھ میں فروخت کر دیا اس طرح وہ تمام اہل کوفہ سے زیادہ مالدار ہو گیا۔

دو شاہوں کی عجیب دانشمندانہ گفتگو

سابقہ تفصیلات زیاد بن جدیر کی روایت میں

زیاد بن جدیر اپنے والد کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے ہرمزان کو پناہ دی تو اس وقت ہرمزان کو فرمایا: تم مجھے کوئی مشورہ دو۔ وہ بولا آج کل فارس کا ایک سر اور دو بازو ہیں۔ آپ نے فرمایا سر کہاں ہے؟ وہ بولا وہ بغداد کے پاس نہاوند میں ہے، اس کے ساتھ کسریٰ کی سادرہ افواج کے اہل اصفہان ہیں۔ آپ نے فرمایا: ''دو بازو کہاں ہیں؟'' زیاد بن جبیر کہتے ہیں کہ اس پر اس نے کسی مقام کا ذکر کیا جو میں بھول گیا ہوں۔ ہرمزان نے کہا ''آپ دونوں بازوؤں کو کاٹ دیں سر ختم ہو جائے گا'' حضرت عمرؓ نے فرمایا: ''اے اللہ کے دشمن! تم جھوٹ بول رہے ہو، میں اس کا سر کاٹنے کی کوشش کروں گا، جب اللہ سر کو کاٹ دے گا تو دونوں بازو خود بخود ختم ہو جائیں گے۔''

عمرؓ کے بغیر مسلمان ٹوٹ کر بکھر جائیں گے

اس کے لئے حضرت عمرؓ نے بذاتِ خود بغداد کے پاس نہاوند روانہ ہونے کا ارادہ کیا اس پر مسلمانوں نے کہا ہم آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر درخواست کرتے ہیں کہ آپ بذاتِ خود عجم کے میدان جنگ کی طرف روانہ نہ ہوں۔ کیوں کہ اگر خدانخواستہ آپ کو کوئی نقصان پہنچا تو مسلمان ٹوٹ کر بکھر جائیں گے اور ان کا کوئی نظام باقی نہیں رہے گا۔ آپ مختلف افواج کو بھیج دیں۔ لہٰذا آپ نے اہل مدینہ کو بھیجا۔ جن میں عبداللہ بن عمرؓ بن الخطاب اور مہاجرین و انصار بھی

شامل تھے۔

نعمان بن مقرن مزنی کا سپہ سالار بننا

آپ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو خط لکھ کر بھیجا کہ وہ اہل بصرہ کی فوج لے کر روانہ ہو جائیں اور حضرت حذیفہ بن الیمان کو لکھا کہ وہ اہل کوفہ کی فوج لے کر روانہ ہوں اور سب نہاوند کے قریب جمع ہو جائیں آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا۔ ''جب تم جمع ہو جاؤ تو تم سب کے سپہ سالار حضرت نعمان بن مقرن مزنی ہوں گے۔''

مسلمانوں کا بارعب قاصد

جب سب مسلمان نہاوند کے مقام پر جمع ہو گئے تو اہل عجم کے سپہ سالار بندار العلج نے یہ پیغام بھیجا۔ ''ہماری طرف کوئی آدمی بھیجو، جس سے ہم گفتگو کر سکیں، مسلمانوں نے اس کے پاس حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا ان کے بال گھنے لمبے اور بارعب تھے اور وہ یک چشم بھی تھے۔ یوں آپؓ کی صورت انتہائی بارعب بن جاتی تھی۔ جب وہ عجمیوں سے گفتگو کر کے واپس آئے تو ہم لوگوں نے اہل عجم کے بارے میں ان سے دریافت کیا۔

کس طرح مسلمان قاصد سے ملاقات کی جائے؟

حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں: میں پہنچا تو اس عجمی سپہ سالار نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا ''ہم کس طریقے سے اس عرب شخص کو اندر آنے کی اجازت دیں؟ آیا ہم اس کے سامنے اپنی ملکی شان و شوکت کا اظہار کریں یا سادگی اختیار کریں؟ تاکہ اسے ہم سے بے رغبتی پیدا ہو'' وہ سب کہنے لگے ''ہم بہترین ساز و سامان سے آراستہ ہوں اور نہایت ہی شان و شوکت کے ساتھ اس سے ملاقات کریں۔''

عجمیوں کا مسلمان قاصد کے ساتھ برتاؤ

حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں جب ہم قاصد اس کے پاس گئے تو ان کے نیزے اور بھالے اس قدر چمک رہے تھے کہ ان سے آنکھیں چکا چوند ہو رہی تھیں۔ اور یہ اہل عجم اس بندار العلج کے سر پر شیطانوں کی طرح کھڑے ہوئے تھے۔ اور ان کا سردار بندار العلج سونے کے تخت پر بیٹھا تھا اور سر پر بیش قیمت تاج تھا۔'' حضرت مغیرہ فرماتے ہیں ''میں حسبِ معمول باوقار چال چلتا رہا مجھے کئی جگہ روکا گیا میں نے کہا قاصدوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا جاتا۔'' وہ بولے ''تم کتے ہو'' (معاذ اللہ!)۔ میں نے ان کے سردار کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: میں اپنی قوم میں اس شخص سے زیادہ شریف ہوں۔'' اس پر انہوں نے مجھے دھمکایا۔ اور کہا ''تم بیٹھ جاؤ'' پھر انہوں نے مجھے بٹھایا۔ اس کے بعد اس سپہ سالار بندار العلج کی گفتگو کا ترجمہ کیا:

ایرانی سردار بندار العلج کی مسلمان قاصد کو تقریر

بندار العلج نے کہا:

اے اقوامِ عرب! تم تمام دنیا میں سب سے زیادہ بھلائی سے کوسوں دور اور غیر مہذب اقوام تھے اور ہر وقت بھوکے رہنے والے لوگ تھے اور سب سے زیادہ بدنصیب اور گندے افراد

تھے۔ تم گھروں سے بھی دور رہتے تھے۔ میں نے اپنے اردگرد کی سردار اقوام کو تمھارے خلاف تیر اندازی کرنے سے محض اس وجہ سے روک رکھا ہے کہ تم ناپاک اور مردار ہو اور گندگی اور غلاظت کا نمونہ ہو۔ سنو! اگر تم چلے جاؤ گے تو ہم تمھیں چھوڑ دیں گے اور اگر تم انکار کرو گے تو ہم تمھیں ٹھکانے لگا دیں گے۔

مسلمان قاصد حضرت مغیرہؓ کا جواب

حضرت مغیرہ فرماتے ہیں "میں نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد کہا،

بخدا آپ نے ہمارا حال بیان کرنے میں کوئی غلطی نہیں کی ہے۔ ہم لوگ واقعی برباد تھے سب سے زیادہ بھوکے اور بدنصیب تھے۔ ہم خیر و برکت سے بھی محروم تھے۔ تا آنکہ اللہ بزرگ و برتر نے ہماری طرف اپنا رسول بھیجا۔ اس نے ہمارے ساتھ دنیا میں فتح و نصرت اور آخرت میں جنت کا وعدہ کیا۔ خدا کی قسم! جب سے اللہ کے رسول آئے ہیں ہمیں اپنے پروردگار کی طرف سے فتح و نصرت عطا ہوتی رہی ہے۔ یہاں تک کہ ہم تمھارے پاس آ گئے۔ بخدا اب ہمیں وہ بدبختی پھر ہرگز حاصل نہیں ہوگی۔ یہاں تک کہ ہم تمھارے مقبوضہ علاقوں پر غالب آجائیں گے اور تمھاری سرزمین میں شہید ہوں گے۔

اس پر وہ بولا بخدا اس کور چشم نے اپنے خیالات کو زبردست طریقے سے بیان کیا ہے۔ اس کے بعد میں کھڑا ہو گیا۔

حضرت مغیرہ فرماتے ہیں: خدا کی قسم! علج کو میری روش نے انتہائی بری طرح مرعوب کر دیا تھا۔

عجمیوں کی مہیب جنگی حالت

راوی کہتا ہے، اس کے بعد اہل عجم نے ہماری طرف یہ پیغام بھیجا:

تم دریا عبور کر کے ہماری طرف نہاوند میں آؤ گے، یا ہم عبور کر کے تمھاری طرف آئیں؟ حضرت نعمان نے فرمایا: تم ہی دریا عبور کر کے ہماری طرف آجاؤ۔

جب وہ دریا عبور کر کے آنے لگے تو اس کا عجیب نظارہ تھا وہ آتے ہوئے ایسے معلوم ہو رہے تھے، جیسا کہ لوہے کے پہاڑ حرکت کر رہے ہوں۔ انہوں نے ایک دوسرے کو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا تا کہ وہ اہل عرب سے ڈر کر نہ بھاگ جائیں، ہر ایک زنجیر میں سات سات افراد جکڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے پیچھے لوہے کی باڑیں بچھا رکھی تھیں۔ وہ کہہ رہے تھے کہ جو ہمارے پاس سے بھاگے گا اسے لوہے کی باڑیں زخمی کر دیں گی۔

حضرت مغیرہؓ کی حکمت

حضرت مغیرہ نے جب ان کا لشکرِ جرار دیکھا تو کہنے لگے: مجھے آج کے دن ناکامی نظر آرہی ہے۔ کیونکہ ہمارا دشمن پوری طرح تیار ہے۔ نیز ان پر حملہ کرنے میں جلدی نہ کر کے ان کو مزید مہلت دی جا رہی ہے۔ بخدا اگر قیادت میرے ہاتھ میں ہوتی تو میں بہت جلد حملہ کر دیتا۔

حضرت نعمان کا جواب اور شہادت کی تمنا

حضرت نعمان بن مقرن مزنی نرم دل انسان تھے انہوں نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ تمھیں ایسے مواقع دکھلائے گا تمھیں سنجیدہ نہیں ہونا چاہیے اور اس حالت میں تمھارے لئے کوئی ننگ و عار کی بات نہیں۔ مجھے ان کے ساتھ مقابلہ کرنے سے یہ بات روکتی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا ہے کہ وہ دن کے شروع حصے میں جنگ نہیں کرتے تھے۔ نیز آپ ﷺ جلد بازی سے کام نہیں لیتے تھے بلکہ آپ اس وقت جنگ کرتے تھے جب نمازِ ظہر کا وقت ہو جاتا۔ ہوائیں چلنے لگتی تھیں اور جنگ کرنے کا ٹھنڈا وقت ہو جاتا تھا۔ مجھے صرف اسی بات نے روکا ہے۔ اے اللہ میں تجھ سے یہ دعا مانگتا ہوں کہ تو آج میری آنکھوں کو ایسی فتح کے ساتھ ٹھنڈک عطا کر، جس سے اسلام کا بول بالا ہو اور کافروں کو ذلت نصیب ہو۔ پھر مجھے شہادت عطا کر کے اپنے پاس بلا لے، تم سب آمین کہو اللہ تم پر رحم کرے۔ ہم نے آمین کہی اور سب رونے لگے۔

حملہ کا آغاز

پھر انہوں نے فرمایا: ''میں اپنے عَلَم کو حرکت دوں تو اس وقت تم تیار ہو جانا۔ جب دوبارہ عَلَم کو حرکت دوں تو تم اپنے دشمن سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جانا اور جب میں تیسری مرتبہ جھنڈا ہلاؤں تو ہر قوم اللہ کی برکت کے ساتھ اپنے قریبی دشمن فوج پر حملہ کر دے۔

پھر حضرت نعمان نے تھوڑا توقف فرمایا یہاں تک کہ جب وہ نماز ظہر سے فارغ ہو گئے اور ہوائیں چلنے لگیں تب انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ان کے ساتھ ہم نے بھی تکبیر کہی پھر آپ نے فرمایا مجھے توقع ہے کہ اللہ میری دعا قبول کرے گا، اور مجھے فتح عطا فرمائے گا پھر آپ نے جھنڈا لہرایا اس پر ہم جنگ کے لئے تیار ہو گئے۔ جب آپ نے اسے جنبش دی تو ہم دشمن کے مقابلے پر آ گئے۔ پھر آپ نے اسلامی عَلَم تیسری مرتبہ لہرایا اور نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا ہمیں فتح حاصل ہوگی، جس کے ذریعے اللہ اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا کرے گا۔

شہادت کی طلب اور سات امراء کا تقرر

بعد ازاں حضرت نعمانؓ نے فرمایا۔ اگر میں شہید ہو جاؤں تو حذیفہ بن الیمان مسلمانوں کے سپہ سالار ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو گئے تو فلاں شخص سردار ہوں گے اور اگر وہ بھی شہید ہو گئے فلاں شخص سردار ہوں گے۔ اس طرح آپ نے سات افراد کو یکے بعد دیگرے جانشین مقرر کیا ان میں آخری جانشین مغیرہ بن شعبہ تھے۔

جب تیسری مرتبہ جھنڈا لہرایا گیا تو ہر مسلمان نے اپنے قریب کے دشمن پر حملہ کر دیا۔

راوی بیان کرتا ہے کہ اس دن کوئی مسلمان ایسا نہ تھا جو فتح و نصرت یا شہادت کے بغیر اپنے گھر واپس جانا چاہتا ہو۔ مسلمانوں نے مل کر یکبارگی حملہ کیا مگر دشمن ہمارے مقابلے پر ثابت قدم رہا، لوہے کا لوہے سے ٹکراؤ ہوتا رہا یہاں تک کہ مسلمان جنگ کی چکی میں پسنے لگے، لیکن اس کے باوجود مسلمانوں نے اپنے پائے ثبات میں لغزش نہ آنے دی۔

دشمن کا اپنے بچھائے گئے جال میں پھنسنا

جب دشمن نے مسلمانوں کا صبر و استقلال دیکھا کہ وہ میدان جنگ میں ڈٹے ہوئے ہیں اور ثابت قدم ہیں تو ان کی ہمت جواب دینے لگی اور وہ شکست کھا کر بھاگنے لگے۔ یہ مزید ان کی بدبختی تھی کہ جب ان کا ایک آدمی گرتا تھا تو زنجیروں میں جکڑے ہونے کی وجہ سے سات افراد گرتے تھے اور سب کے سب مارے جاتے تھے۔ انہوں نے اپنے پیچھے لوہے کی باڑیں بچھا رکھی تھیں وہ بھی انہیں زخمی کر رہی تھیں۔

حضرت نعمانؓ نے فرمایا ''تم جھنڈے آگے لے جاؤ'' چنانچہ مسلمان جھنڈے آگے بڑھا کر دشمن کو قتل کرتے رہے اور انہیں شکست دیتے رہے۔

نعمان کی قبولیتِ دعا

جب حضرت نعمانؓ نے یہ دیکھا کہ اللہ نے ان کی دعا قبول کر لی ہے اور فتح اور نصرت کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر لیا اس وقت ایک تیر آکر ان کی کوکھ میں پیوست ہو گیا جس سے وہ شہید ہو گئے اس وقت ان کے بھائی معقلؓ نے آگے بڑھ کر ان پر کپڑا ڈال دیا اور ان کا علم لے کر جنگ کرنے لگے اور کہنے لگے کہ تم پیش قدمی کرو تا کہ ہم انہیں خوب تہِ تیغ کریں اور شکست دیں۔''

جب لوگ اکٹھے ہوئے تو پوچھنے لگے کہ ''ہمارا امیر کہاں ہے؟'' اس وقت حضرت معقل نے کہا یہ تمہارا امیر ہے۔ اللہ نے فتح عطا کر کے اس کی آنکھیں ٹھنڈی کی ہیں اور پھر ان پر شہادت کی مہر لگا دی ہے اس کے بعد مسلمانوں نے حضرت حذیفہ کی اطاعت کی بیعت کی۔ حضرت عمرؓ مدینہ منورہ میں ان کی فتح و نصرت کی دعا مانگ رہے تھے۔

شہادت و فتح کی خبر دربارِ فاروقی میں

حضرت عمرؓ کو ایک آدمی کے ہاتھ فتح کا حال لکھ کر بھیجا گیا وہ وہاں پہنچا تو اس نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کو فتح کی بشارت دی جاتی ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اسلام اور مسلمانوں کو عزت سے ہمکنار اور اہل کفر کو ذلت سے دوچار کیا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے خدائے تعالیٰ کی حمد و ثناء کی۔ پھر فرمایا ''کیا نعمان نے تمہیں بھیجا ہے۔'' وہ بولا اے امیر المؤمنین حضرت نعمان نے تو شہادت کا ثواب حاصل کر لیا ہے۔ اس پر حضرت عمرؓ رونے لگے اور آپ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی۔ پھر فرمایا: اور کون شہید ہوئے اس پر اس نے بہت لوگوں کے نام بتائے اور آخر میں کہا اور دوسرے بھی ہیں جنہیں آپ نہیں جانتے۔ حضرت عمرؓ نے روتے ہوئے فرمایا اگر عمرؓ نہیں جانتا تو اس میں ان کا کوئی نقصان نہیں ہے اللہ ان سے خوب واقف ہے۔

نہاوند جنگ کا سبب

سری کے ذکر کردہ بیان کے مطابق سیف کی روایت ہے کہ جنگ نہاوند اس وجہ سے ہوئی کہ اہل بصرہ نے ہرمزان کو شکست دیکر علاء بن الحضرمی کے لشکر کو محاصرہ سے بچا لیا تھا اور اہل فارس کو روند ڈالا تھا اس وجہ سے انہوں نے اپنے بادشاہ سے جو مرو کے مقام پر تھا خط و کتابت کی اور اسے جھنجھوڑا۔ بادشاہ نے باب، سندھ خراسان اور حلوان کے درمیان بسے ہوئے اہل جبال کو اس بارے میں لکھا۔ اہلِ جبال میں جوش پیدا ہوا اور وہ ایک دوسرے سے جنگی خط و کتابت کرنے لگے۔ اور باہمی امداد کے لئے ایک دوسرے کی طرف بڑھے۔ آخر کار ان سب کا اس بات پر اتفاق ہو گیا

کہ وہ سب نہاوند پہنچ جائیں اور وہاں اپنے فیصلہ کو حتمی شکل دیں۔ چنانچہ ان کا پہلا حصہ نہاوند پہنچ گیا۔

حضرت سعدؓ کی مخالفت

مسلمانوں کی باہمی افتراقی کمزوری

حضرت سعد کو قباذ صاحبِ حلوان کے بارے میں خبر مل گئی تھی اس لئے انہوں نے حضرت عمرؓ کو اس کی اطلاع دے دی تھی۔ اس اثناء میں ایک جماعت حضرت سعدؓ کے خلاف ہوگئی اور ان کے برخلاف سازشیں کرنے لگی حالانکہ اس زمانہ میں دشمن اپنی طاقت میں اضافہ کیلئے باہمی خط و کتابت کرتے رہا تھا اور وہ سب مل کر نہاوند میں جمع ہو رہے تھے۔ مگر ان سازشی مسلمانوں کو اس مصیبت کا خیال نہ تھا جو ان پر نازل ہونے والی تھی اس مخالفانہ سرگرمی کے سرکردہ جراح بن سنان اور ان کے ساتھی پیش پیش تھے اور وہ حضرت عمرؓ کے پاس حضرت سعدؓ کی شکایت لے کر گئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

حضرت عمرؓ کی حقیقت بینی

تمہاری شرارت کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ تم اس وقت اس معاملے کو لے کر کھڑے ہو جب کہ دشمن تمہارے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار ہے تاہم بخدا یہ مصیبت مجھے تمہارے معاملے پر غور کرنے سے نہیں روک سکتی

آپ نے محمد بن مسلمہ کو تفتیشِ حال کیلئے عین اس وقت بھیجا جب کہ مسلمان اہل عجم سے جنگ کرنے کی تیاریاں کر رہے تھے اور اہل عجم بھی لڑائی کے لئے جمع ہو رہے تھے۔

حضرت سعد کے خلاف تحقیقات

محمد بن مسلمہ حضرت عمرؓ کے دور میں حکام کے خلاف شکایات کی تحقیقات کرنے پر مقرر تھے وہ حضرت سعدؓ کے پاس آئے تاکہ انہیں لے کر تمام اہل کوفہ کی مساجد کا گشت کریں۔ وہ پوشیدہ طور پر ان کے خلاف کوئی بات نہیں دریافت کرتے تھے کیونکہ پوشیدہ طور پر سوالات کرنے کا اس زمانے میں کوئی دستور نہ تھا وہ جس مسجد میں جاتے تھے اور وہاں حضرت سعد کے بارے میں دریافت کرتے تو سب لوگ یہی کہتے ہم لوگ سعد کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہیں اور انھیں تبدیل کرانا نہیں چاہتے ہیں اور نہ ان کے خلاف ہمیں کوئی شکایت ہے۔

جراح بن سنان اور ان کے ساتھی خاموش رہے۔ نہ تو انہوں نے برائی کی اور نہ تعریف کی کیونکہ حضرت سعدؓ ساتھ تھے۔ جب یہ لوگ قبیلہ عبس کے محلے میں پہنچے تو حضرت محمد بن مسلمہ نے لوگوں سے فرمایا ''میں تم کو خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں جس کے پاس بھی حق بات ہو وہ اسے بے دریغ بیان کرے''۔

اسامہ بن قتادہ کی ہرزہ سرائی

اسامہ بن قتادہ نے کہا چونکہ تم نے خدا کا واسطہ دیا ہے اس لئے میں کہتا ہوں وہ (سعد) مساوات کی تقسیم نہیں کرتے ہیں اور نہ رعایا کے درمیان عدل و انصاف کرتے ہیں اور نہ کسی جنگ میں خود لڑتے ہیں۔ حضرت سعد نے یہ سن کر برجستہ کہا ''اے اللہ! اگر اس نے یہ بات جھوٹ کہی۔ اور اس کا مقصد صرف ریاکاری اور بدنام کرنا ہے تو اسے اندھا

کر، اس کی عیالداری میں اضافہ کر اور اسے فتنہ و فساد کی تباہ کاریوں میں مبتلا کر۔

اسامہ بن قتادہ، جراح اور دوسرے شریر لوگوں پر سعدؓ کی بد دعا کا اثر

چنانچہ وہ اندھا بھی ہو گیا اور اس کی دس بیٹیاں ہوئیں۔ وہ کہا کرتا تھا کہ اسے سعدؓ جیسے نیک شخص کی بد دعا کھا گئی۔
حضرت سعدؓ کے دکھے دل سے دوسرے شریر لوگوں کے لئے بھی بد دعا نکلی اور ان کے متعلق فرمایا ''اے اللہ! اگر وہ غرور تکبر، جھوٹ اور بدنامی کرانے کے لئے نکلے ہوں تو انہیں مصیبت میں مبتلا کر''

چنانچہ وہ مصیبتوں میں مبتلا ہوئے۔ جراح نے ساباط کے مقام پر حضرت حسنؓ بن علیؓ پر قاتلانہ حملہ کیا لوگوں نے تلواروں کے حملوں سے اس کو جہنم واصل کر دیا۔

قبیصہ سنگسار ہوا۔ اربد بھی تلواروں کے وار سے مارا گیا۔

حضرت سعدؓ کی عظیم منفرد فضیلت

حضرت سعدؓ فرمایا کرتے تھے: ''میں پہلا شخص ہوں جس نے مشرکوں کا خون بہایا تھا، نیز رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے یہ والہانہ الفاظ ارشاد فرمائے تھے کہ اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، کسی دوسرے کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہوئی۔ میں اسلام لانے میں پانچویں نمبر پر ہوں۔ افسوس بنو اسعد اب بھی یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ میں اچھی نماز نہیں پڑھاتا اور سیر و تفریح اور شکار میں مشغول رہتا ہوں۔

حضرت عمرؓ کی تحقیقات

حضرت محمد بن مسلمہ حضرت سعد اور ان کے مخالفوں کو لے کر حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور وہاں حضرت عمرؓ کے روبرو ساری صورتحال رکھی۔ حضرت عمرؓ نے دریافت کیا:

''اے سعد تم کیسے نماز پڑھتے ہو؟ وہ بولے:

''میں پہلی دو رکعتوں کو طویل پڑھاتا ہوں اور آخری دو رکعتوں کو مختصر کرتا ہوں'' آپ نے فرمایا، تمہارے بارے میں میرا ایسا ہی اچھا گمان تھا۔ پھر آپ نے فرمایا: اگر احتیاط مدّ نظر نہ ہوتی تو ان کا (شر پسندوں کا معاملہ و جرم) واضح تھا پھر آپ نے فرمایا کوفہ میں تمہارا جانشین کون ہے؟ وہ بولے عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان ہے۔
آپ نے حضرت سعدؓ کو اپنے منصب پر برقرار رکھا بلکہ سپہ سالاری کے ساتھ حاکم بھی مقرر کر دیا۔

آغاز جنگِ نہاوند

جنگ کے عوامل و محرکات اور اہلِ عجم کا عظیم اجتماع

جنگِ نہاوند کے اسباب حضرت سعدؓ کے عہد میں پیدا ہو گئے تھے اور اس کے بارے میں مشورے اور فوجوں کی روانگی حضرت سعدؓ کے زمانے میں شروع ہو گئی تھی مگر جنگ کا اصل واقعہ حضرت عبداللہ کے زمانہ میں ہوا۔

اس جنگ کا اصل سبب یہ ہوا کہ اہل عجم شاہِ فارس یزدگرد کے خط سے بہت برانگیختہ اور متاثر ہوئے اور نہاوند

کے مقام پر پہنچ گئے۔ وہاں خراسان سے لے کر حلوان تک کے اور باب سے لے کر حلوان تک کے نیز بجستان سے لے کر حلوان تک کے عجمی لوگ جمع ہو گئے تھے۔ اس طرح اہل جبال کے باب سے لے کر حلوان تک کے علاقوں میں تیس ہزار جنگجو سپاہی جمع ہو گئے اور خراسان سے حلوان تک کے علاقے میں سے ساٹھ ہزار جنگجو سپاہی آ گئے اور بجستان سے لے کر فارس و حلوان تک کے علاقے سے بھی ساٹھ ہزار جنگی سپاہی اکٹھے ہو گئے یہ سب فیروزان کی قیادت میں جمع ہوئے تھے۔

حضرت عمرؓ کی کارکردگی

ابوطعمہ ثقفی بیان کرتے ہیں کہ اہل عجم یہ کہتے تھے:

''محمد عرب میں اپنا دین لے کر آئے۔ انہوں نے ہمارے ملک کا قصد نہیں کیا۔ پھر حضرت ابو بکرؓ ان کے جانشین ہو گئے وہ بھی اہل فارس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، البتہ ان کے ساتھ جنگی جھڑپیں ہوئیں ورنہ وہ بھی اپنے ہی ملک اور اس کے مضافات میں رہے۔ ان کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو ان کا عہدِ خلافت طویل رہا اور اہواز کے علاقے فتح کر لئے اور ان پر قبضہ کر لیا پھر انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ اہل فارس کے گھر آئے۔ پس اگر تم ان کا مقابلہ کرنے نہیں آؤ گے تو وہ تمہارے علاقے میں گھس آئیں گے۔ انہوں نے تمہارے پائے تخت کو بھی ویران کر دیا اور وہ تمہارے بادشاہی شہروں میں گھس آئے ہیں اور وہ اس وقت تک رکنے والے نہیں جب تک کہ تم ان کے لشکر کو اپنے شہروں سے نہ نکال دو اور ان دونوں شہروں کوفہ و بصرہ کو نہ کاٹ دو پھر تم ان کے ملک کے اندر ان کا مقابلہ کر سکو گے۔

حضرت عمرؓ کو دشمن کی اطلاعات

اہل فارس نے باہم عہد و پیمان کیا اور تحریر کے ساتھ اس معاہدہ کو مضبوط کیا۔

یہ ساری خبر حضرت سعد بن ابی وقاص کو اس وقت پہنچی جب وہ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان کو اپنا جانشین بنا کر روانہ ہو رہے تھے۔ اس لئے جب وہ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے زبانی یہ خبر سنائی۔ اس سے پہلے وہ حضرت عمرؓ کو اس کے بارے میں ابتدائی اطلاعات دے چکے تھے انہوں نے یہ بھی کہا کہ اہل کوفہ آپ سے پیش قدمی کی اجازت چاہتے ہیں تاکہ وہ پہلے سے حملہ کر دیں، اس سے پہلے حضرت عمرؓ نے پہاڑوں کے اندر پیش قدمی کرنے سے منع کر رکھا تھا۔

جلد حملہ کرنے کا مشورہ

حضرت عبداللہ وغیرہ نے یہ لکھا تھا کہ ''اہل عجم کے ڈیڑھ لاکھ جنگجو سپاہی جمع ہو گئے ہیں اگر وہ ہمارے حملہ کرنے سے پیشتر ہمارے قریب آ گئے تو ان کی قوت اور بہادری بڑھ جائے گی اور اگر ہم نے جلد حملہ کر دیا تو ہمارے لئے مفید ہوگا۔

حضرت عمرؓ کی نیک فالی

یہ پیغام لانے والے قاصد قریب بن ظفر عبدی تھے پھر حضرت سعدؓ بھی آئے اور وہ بھی حضرت عمرؓ کے مشورہ میں شریک ہو گئے۔ جب قاصد یہ خط لے کر آئے اور آپ نے ان کو دیکھا تو آپ نے پوچھا، تمہارا نام کیا ہے؟ وہ بولے قریب آپ نے فرمایا، تم کس کے فرزند ہو، وہ بولے ظفر کے، اس پر آپ نے نیک شگون لیا اور فرمایا، ظفر (کامیابی)

قریب ہے انشاء اللہ اور قوت غلبہ اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔ پھر مسلمانوں میں جمع ہونے کا اعلان کیا گیا۔ چنانچہ لوگ جمع ہو گئے اور حضرت سعدؓ بھی آ گئے آپ نے حضرت سعدؓ سے نیک شگون کا ذکر کیا اور منبر پر کھڑے ہو کر تقریر فرمانے لگے لوگوں کو اصل حالات سے آگاہ کیا اور ان سے مشورہ لیا۔

حضرت عمرؓ کا مسلمانوں سے مشورہ

آپ نے فرمایا، یہ ایک عام دن ہے جس کے بعد بھی زمانہ کی گردش تھمے گی نہیں۔ میں نے ایک کام کا ارادہ کیا ہے اور اسے تمھارے سامنے پیش کر رہا ہوں تم اسے سن کر مجھے مشورہ دو اور مختصر بات کرو اور جھگڑا نہ کرو ورنہ ناکام ہو جاؤ گے۔ اور تمھاری قوت جاتی رہے گی۔ زیادہ باتیں نہ بناؤ، ورنہ تمھارے کام خراب ہو جائیں گے اور صحیح بات کھٹائی میں پڑ جائے گی۔ بولو! کیا یہ مناسب ہے کہ میں ان لوگوں کو لے کر جو فی الحال میرے ساتھ ہیں یا آئندہ ساتھ مل جائیں گے، ایسے مقام پر قیام کروں جو ان دونوں شہروں کے درمیان ہو۔ وہاں جا کر میں مسلمانوں کو جنگ کے لئے آمادہ کروں اور ان کی مدد کروں حتی کہ اللہ تعالیٰ انہیں فتح نصیب کرے اور جو چاہے اس کا فیصلہ کرے، جب اللہ فتح عطا کرے گا تو میں ان لوگوں کو ان کے شہروں میں بھیج دوں گا۔

صحابہ کا جواب

اس پر حضرت عثمان بن عفان، طلحہ بن عبداللہ زبیر بن العوام، عبدالرحمٰن بن عوف جیسے اہل رائے صحابہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے اپنی اپنی تقریر میں کہا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے:

''ہم اس رائے کی کہ آپ خود اس کام کیلئے اپنے آپ کو زحمت میں ڈالیں، قطعاً حمایت نہیں کرتے۔ البتہ آپ کی رائے اور مشورہ کے مطابق انہیں کام کرنا چاہیے۔ ان کے مقابلہ کے لئے عربوں کے دوسرے سردار اور عظیم شہسوار اور مشہور حضرات موجود ہیں جنہوں نے پہلے بھی دشمن کی جمعیت کو منتشر کر دیا ہے۔ اور ان کے بادشاہوں کو قتل کیا ہے اور بڑی بڑی جنگوں کو سر کیا ہے۔ اور انہوں نے آپ سے لڑنے کی اجازت بھی طلب کی ہے۔ بس آپ انہیں اجازت دیں اور انہیں جہاد کی طرف بلائیں اور ان کے لئے دعا کرتے رہیں۔

حضرت عباسؓ نے بھی رائے ظاہر فرمائی تھی۔

حضرت علیؓ کی دور اندیشی

ابوطعمہ کی روایت ہے کہ اس موقع پر حضرت علی ابن ابی طالب بھی کھڑے ہوئے انہوں نے فرمایا:

''اے امیر المومنین! ان لوگوں نے صحیح رائے دی ہے اور آپ کے پاس جو تحریر آئی ہے، اسے ان رائے دہندگان نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے۔ اس جنگ میں کامیابی اور ناکامی کا دارومدار تعداد کی کثرت و قلت پر نہیں ہے۔ بلکہ یہ دین الٰہی ہے، جس کو خدا نے غالب کیا اور یہ اس کا لشکر ہے جسے عزت دی گئی ہے اور فرشتوں کے ذریعے ان کی معاونت کی گئی ہے یہاں تک کہ یہ اسلامی لشکر اس ہر جا کامیابی کی حالت پر پہنچ گیا ہے۔ اللہ نے ہم سے وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا اور اپنے لشکر کی مدد فرمائے گا'' مسلمانوں میں آپ کے مقام کو وہی حیثیت حاصل

ہے جو مالا میں منکے کو حاصل ہے۔ جس سے مالا کا سارا نظام قائم ہے اور وہی منکا تمام دانوں کو قائم رکھتا ہے۔ اگر وہ منتشر ہو گیا تو ہر دانہ منتشر ہو جائے گا اور سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا۔ پھر اس کی شیرازہ بندی از حد دشوار ہو گی۔ گو اہلِ عرب آج کل قلیل تعداد میں ہیں مگر اسلام کا شرف حاصل کرنے کے بعد ان کی یہ تعداد بہت ہے۔ اس لئے آپ یہیں قیام فرمائیں اور اہل کوفہ کو جنگ کرنے کے لئے تحریر کریں۔ کیونکہ وہ عرب سردار اور ممتاز افراد ہیں ان سے زیادہ سرگرم عمل اور پر جوش کوئی نہیں ہے۔ ان اہل کوفہ کا ایک تہائی حصہ وہاں قیام کرے اور تہائی حصہ جنگ کے لئے روانہ ہو جائے۔" آپ اہل بصرہ کو بھی تحریر فرما دیں کہ وہ اپنا ایک حصہ امدادی فوج کے طور پر روانہ کریں۔

حضرت عمرؓ کی دادِ تحسین

حضرت عمرؓ مسلمانوں کی عمدہ رائے اور مشورہ سے بہت خوش ہوئے اور آپ نے ان کی مصلحت بینی اور تدبیروں کو بہت پسند کیا اس کے بعد حضرت سعدؓ کھڑے ہو کر کہنے لگے، اے امیر المومنین آپ مطمئن رہیں یہ اہل عجم محض انتقام لینے کے لئے جمع ہوئے ہیں۔

ابو بکر الہذ لی روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو تمام حالات بتائے اور ان سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ تم مختصر بات کرو اور لمبی گفتگو نہ کرو، ورنہ تمہارے کام خراب ہو جائیں گے تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ آج کے بعد کئی ایام آئیں گے۔

شانِ عمرؓ، طلحہؓ کی تقریر

اس پر حضرت طلحہ بن عبد اللہ کھڑے ہوئے جو رسول اللہ ﷺ کے خطیب صحابی تھے انہوں نے کلمۂ شہادت پڑھا اور حمد ثناء کے بعد یوں خطاب کیا:

اے امیر المومنین! ان معاملات نے آپ کو توانا و مستحکم کر دیا ہے اور مصائب کی بھٹی میں آپ ثابت قدم رہے ہیں، بلکہ ان تجربوں نے آپ کو آزمودہ کار و جہاندیدہ بنا دیا ہے آپ اپنی رائے پر عمل کریں کیونکہ آپ کی رائے صائب ہوتی ہے۔ آپ کو اس معاملہ کا پورا اختیار حاصل ہے، آپ حکم دیجئے ہم آپ کی اطاعت کریں گے آپ ہمیں بلائیں گے تو ہم لبیک کہیں گے۔ آپ ہمیں کہیں وفد کے طور پر بھیجیں گے تو ہم وہاں چلے جائیں گے، اگر آپ قیادت فرمائیں گے تو ہم آپ کی قیادت کو قبول کریں گے کیونکہ آپ با اختیار حاکم ہیں میں نے بارہا آزمایا ہے اور تجربہ کر کے دیکھا ہے کہ اللہ نے انجام کار آپ کو کامیابی عطا کی ہے، یہ کہہ کر وہ بیٹھ گئے۔

حضرت عمرؓ بھی شریکِ جنگ ہوں، عثمانؓ کی رائے

بعد ازاں حضرت عمرؓ نے پھر ان الفاظ کا اعادہ کیا۔ آج کے بعد بھی کئی دن اور آئیں گے، ان کیلئے بھی کچھ باتیں چھوڑ رکھو، اس طرح پوری گفتگو کرو۔ اس پر حضرت عثمان بن عفان کھڑے ہو کر یوں فرمانے لگے،

اے امیر المومنین! میری یہ رائے ہے کہ اہل شام کو بلا وا لکھیں تا کہ وہ شام سے روانہ ہوں اور اہل یمن کو بھی تحریر فرمائیں تا کہ وہ بھی فوج لے کر کوچ کریں۔ اور آپ ان حرمین کے لوگوں کو لے کر بصرہ اور کوفہ کی طرف روانہ ہو جائیں اور وہاں مسلمانوں کی فوج جمع کر کے مشرکوں کی فوج سے مقابلہ کیجئے۔ کیونکہ جب آپ اپنے ساتھیوں اور دوسرے لوگوں کو لے کر خود روانہ ہوں گے تو دشمن کی کثیر تعداد بھی آپ کو کم معلوم ہو گی، بلکہ اے امیر المومنین! آپ ہی غالب آئیں گے اور ان پر بھاری رہیں گے آپ کے بعد عرب میں آپ جیسا کوئی شخص نہیں ہے چونکہ یہ دن ایسا اہم ہے کہ اس کے بعد مزید اہم ایام آئیں گے اس لئے آپ اس میں اپنی رائے اور اپنے مددگاروں کے ذریعے شریک ہوں اس جنگ سے غیر حاضر نہ رہیں۔

یہ کہہ کر وہ بیٹھ گئے حضرت عمرؓ نے پھر وہی الفاظ دہرائے تو حضرت علی ابن ابی طالب کھڑے ہو کر یوں مخاطب ہوئے:

حضرت علیؓ کی دانشمندانہ رائے و تقریر

اے امیر المومنین! اگر آپ شام سے اہل شام کو روانہ کریں گے تو اہلِ روم ان کے اہل و عیال پر ٹوٹ پڑیں گے اور اگر اہل یمن کو یمن سے روانہ ہونے کا حکم دیں گے تو اہل حبشہ ان کے بال بچوں پر حملہ کر دیں گے اور اگر آپ بنفس نفیس اس سرزمین سے روانہ ہوں گے تو چاروں طرف سے اہل عرب اس علاقے پر ٹوٹ پڑیں گے اس صورت میں آپ کے لئے بیرونی حملوں کے بجائے اندرونِ ملک کی سرحدوں اور اہل و عیال کو سنبھالنا اہم ہو گا۔ لہذا آپ ان لوگوں کو ان کے شہروں میں برقرار رکھیے اور اہل بصرہ کو تحریر کیجئے کہ وہ تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں ان کا ایک گروہ اپنے اہل و عیال کی حفاظت کرے اور دوسرا گروہ غیر مسلم ذمیوں کی نگرانی کرے تا کہ وہ ان پر حملہ نہ کر سکیں اور تیسرا گروہ اپنے بھائیوں یعنی اہل کوفہ کی مدد کے لئے روانہ ہو جائے۔ "اہل عجم جب تک آپ کو سلامت دیکھیں گے وہ یہی کہیں گے کہ عربوں کا حاکم ان کی اصل بنیاد ہے۔ اس طرح آپ کا وجود آپ کی مخالفوں پر زیادہ بھاری رہے گا۔" آپ نے یہ بیان کیا ہے دشمن کی فوجیں روانہ ہو گئی ہیں تو یہ ان کا وہ عمل ہے جسے اللہ آپ سے زیادہ ناپسند کرتا ہے اور جس بات کو اللہ ناپسند کرے تو وہ اسے دور کرنے پر سب سے زیادہ قدرت رکھتا ہے جہاں تک ان کی تعداد کی کثرت کا تعلق ہے تو ہم گزشتہ زمانے میں کثرت کے بل بوتے پر جہاد نہیں کرتے تھے، بلکہ نصرت خداوندی کے بھروسے پر مجاہدانہ جنگ کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی دور اندیشی

حضرت عمرؓ نے فرمایا: بے شک اگر میں اس شہر سے روانہ ہو جاؤں تو اس کے اطراف و اکناف سے لوگ اس پر ٹوٹ پڑیں گے اور اہل عجم نے مجھے دیکھ لیا تو وہ میدان جنگ کو نہیں چھوڑیں گے اور انہیں وہ لوگ بھی امداد بہم پہنچائیں جو امداد دینا نہیں چاہتے تھے کیونکہ وہ یہی کہیں گے، یہ عرب کی اصل بنیاد ہے اگر تم اس کو کاٹ دو گے تو سمجھو تم نے عرب کی جڑ کاٹ دی۔

عظیم سپہ سالار کا انتخاب

اب تم مجھے مشورہ دو کہ میں آئندہ اس جنگ کا سپہ سالار کسے بناؤں؟ مسلمانوں نے کہا آپ بہترین رائے اور صلاحیت کے مالک ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے کوئی عراقی شخص بتاؤ، وہ بولے، اے امیر المومنین آپ اہل عراق اور اپنے لشکر کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں وہ آپ کے پاس وفد بنا کر آتے ہیں آپ انہیں دیکھتے ہیں اور ان سے گفتگو بھی کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم میں ایسے شخص کو سپہ سالار مقرر کروں گا جو کل جنگ شروع ہوتے ہی سب سے پہلے نیزہ سنبھالے گا۔ لوگوں نے پوچھا وہ کون ہے؟ آپ نے فرمایا۔ وہ نعمان بن مقرن مزنی ہیں، لوگ کہنے لگے بے شک وہ اس جنگ کے لئے موزوں ترین شخص ہیں۔

حضرت نعمان کا تقرر

حضرت نعمان اس زمانے میں بصرہ میں تھے ان کے ساتھ کوفہ کے جرنیل بھی تھے جنہیں حضرت عمرؓ نے ہرمزان کی عہد شکنی کے موقع پر امداد کے لئے بھیجا تھا اور انہوں نے رامہرمز اور ایذج کے مقامات کو فتح کرلیا تھا۔ اور تستر، جندی سابور اور سوس کی جنگوں میں مسلمانوں کی مدد کی تھی۔

حضرت عمرؓ نے انہیں زر بن کلیب اور مقترب اسود بن ربیع کے ذریعے جنگ کی اطلاع بھیجی اور یہ بھی تحریر کیا

> میں نے تمہیں اہل عجم کی جنگ کا سپہ سالار بنایا ہے اس لئے تم اپنے مقام سے روانہ ہو جاؤ اور ماہ کے مقام پر پہنچ جاؤ کیونکہ میں نے اہل کوفہ کو لکھ دیا ہے کہ وہ تم سے وہاں ملیں۔ جب تمہاری فوجیں اکٹھی ہو جائیں تو تم فیروزان اہل عجم کی ان فوجوں کے مقابلے کے لیے روانہ ہو جاؤ جو ان کے پاس جمع ہو گئی ہیں۔ تم اللہ سے مدد طلب کرو اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ زیادہ سے زیادہ پڑھا کرو۔

جہاد کا شوق وولولہ

ابو وائل کی روایت ہے کہ حضرت نعمان بن مقرن کسکر کے حاکم تھے انہوں نے حضرت عمرؓ کو تحریر کیا میری اور کسکر کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک نوجوان مرد کے پہلو میں بدکار عورت ہو جو اپنے رنگ و بو سے اسے لبھا رہی ہو میں اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے کسری سے معزول کر کے مسلمانوں کے کسی لشکر میں جہاد کے لئے بھیج دیں۔ حضرت عمرؓ نے جواب میں تحریر کیا:

اہلِ فارس کی کمر ٹوٹنا

تم اپنے لشکر کو لے کر نہاوند پہنچو اور وہاں تم سپہ سالار ہو گے۔ چنانچہ مسلمانوں کا دشمن سے مقابلہ ہوا تو سب سے پہلے وہی شہید ہوئے۔ اس وقت ان کے بھائی سوید بن مقرن نے علم سنبھالا پھر اللہ نے مسلمانوں کو فتح عطا کی اس کے بعد اہل فارس کبھی اس طرح جمع ہو کر مقابلہ نہ کر سکے۔ بلکہ اس کے بعد ہر شہر والے اپنے اپنے شہروں میں مسلمانوں کا مقابلہ کرتے تھے۔

حضرت حذیفہؓ کا تقرر

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ربعی بن عامر کے ذریعے عبداللہ بن عبداللہ نئے حاکمِ کوفہ کو تحریر کیا کہ تم نعمان کے پاس ان لوگوں کو روانہ کرو کیونکہ میں نے انہیں لکھ دیا ہے کہ وہ اہواز سے مقامِ ماہ پہنچ جائیں، تمام فوج اس مقام پر ان کے ساتھ شامل ہو جائے اور پھر وہاں سے سب نہاوند پہنچ جائیں۔

میں نے ان پر (اہل کوفہ کی فوج پر) حذیفہ بن الیمان کو سپہ سالار مقرر کیا تا آنکہ وہ نعمان بن مقرن کے پاس پہنچ جائیں۔ میں نے نعمان کو لکھا ہے اگر تم پر کوئی حادثہ رونما ہو جائے تو مسلمانوں کے سپہ سالار حذیفہ بن الیمان ہوں گے۔ اور اگر حذیفہ بھی حادثہ کا شکار ہو جائیں تو اس وقت نعیم بن مقرن سپہ سالار ہوں گے۔

پھر آپ نے قریب بن ظفر کے ساتھ سائب بن اقرع کو امین کی حیثیت سے بھیجا اور ان سے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ تمہیں فتح عطا کرے تو مسلمانوں کے درمیان عدل وانصاف کے ساتھ مال غنیمت کو تقسیم کرنا اور اس میں مجھے کوئی دھوکہ نہ دینا اور نہ کوئی غلط کام کرنا، شکست ہو جائے تو نہ تم مجھے اپنی شکل دکھانا اور نہ ہی میں تمہاری شکل دیکھونگا۔

چنانچہ یہ دونوں حضرات حضرت عمرؓ کا نامہ مبارک لیکر روانہ ہوئے، حضرت عمرؓ کے نامۂ مبارک پاتے ہی اہل کوفہ کی رضا کار فوجوں نے سب سے پہلے روانگی اختیار کی، تاکہ وہ دینداری کا ثبوت دیں اور مال غنیمت میں سے حصہ حاصل کریں۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ بھی لوگوں کو لیکر نکلے اور ان کے ساتھ نعیم بن مقرنؓ بھی تھے وہ طرز کے مقام پر حضرت نعمانؓ سے ملے انہوں نے مرج القلعہ میں سواروں کا ایک دستہ مقرر کیا جسکے حاکم نصیر تھے۔

حضرت عمرؓ کی طرف سے دیگر سرداروں کو خط

حضرت عمرؓ نے سلمی بن القین، حرمد بن مریط، زر بن کلیب، مقترب بن اسود بن ربیعہ اور مسلمان جرنیلوں کو بھی خطوط تحریر کئے جو اہواز اور فارس کے درمیان متعین تھے، اور ان میں تحریر کیا کہ تم اہل عجم کو اپنے مسلمان بھائیوں کی طرف آنے سے روکو اور اپنی قوم اور اپنی سرزمین کی حفاظت کرو اور فارس اور اہواز کی سرحدوں پر اس وقت تک ڈٹے رہو جب تک کہ تمہارے پاس میرا دوسرا حکم نہ آئے۔

جنگی ترتیب

مجاشع بن مسعود سلمی کو اہواز کی طرف بھیجا گیا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ وہاں سے ماہ کے مقام پر پہنچ جائیں چنانچہ وہ آپ کے حکم کے مطابق وہاں سے روانہ ہوئے، یہاں تک کہ وہ جب غفی کے درخت کے قریب پہنچے تو حضرت نعمانؓ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اسی جگہ ٹھہر جائیں، چنانچہ وہ حکم کے مطابق غفی درخت اور مرج القلعہ کے درمیان ٹھہرے رہے۔

ادھر حضرت عمرؓ کے حکم کے مطابق سلمی، حرملہ، زر اور مقترب چپکے سے اصفہان اور فارس پہنچ گئے چنانچہ ان کے وہاں پہنچنے سے اہل نہاوند کیلئے فارس سے امداد رک گئی۔

بہادران کی شرکت

جب اہل کوفہ طرز کے مقام پر حضرت نعمانؓ سے ملے تو ان کو قریب بن ظفر کے ذریعہ حضرت عمرؓ کا نامہ مبارک موصول

ہوا جس میں حضرت عمرؓ کی طرف سے یہ تحریر ہے کہ تمہارے ساتھ عرب کے نامی گرامی سردار ہیں جو عہد جاہلیت میں بہادرانہ کارنامہ انجام دے چکے ہیں اس لئے جنگی امور میں ان سے کمتر ماہرین کے بجائے انہیں اپنے ساتھ رکھو اور ہر معاملے میں ان کی خدمات حاصل کرو اور ان کی رائے اور مشورہ پر عمل کرو، تم طلیحہ، عمرو، عمر سے خدمت لو اور انہیں کسی بڑے کام کا حاکم مقرر نہ کرو۔

عمرو وعمر کی جاسوسی سے ناکام واپسی

حضرت نعمانؓ نے امیر المومنین کے ہدایت کے مطابق طرز کے مقام سے طلیحہ، عمرو، اور عمر کو دشمن کی نقل وحرکت کی خبریں لانے کیلئے بھیجا۔ چنانچہ حضرت طلیحہ بن خویلد، عمرو بن ابی سلمی عنزی اور عمرو بن معدیکرب زبیدی روانہ ہوئے۔ یہ تینوں حضرات دن بھر پھرتے رہے اسکے بعد عمرو بن ابی سلمی واپس آ گئے۔ لوگوں نے پوچھا تم جلدی کیوں واپس آ گئے؟ وہ بولے میں اہل عجم کے علاقہ میں گیا تھا یہ زمین اپنے سے ناواقف لوگوں کو تباہ کر دیتی ہے اور جو اس کے راستوں سے واقف ہوتا ہے وہ اس زمین کو تباہ کر دیتا ہے۔ طلیحہ اور عمرو بن معدیکرب چلتے رہے۔ جب رات کا آخری حصہ ختم ہوا تو عمرو بن معدیکرب بھی واپس آ گئے۔ لوگوں نے دریافت کیا: تم کیوں واپس آ گئے؟ وہ بولے ہم ایک دن اور ایک رات چلتے رہے، لیکن اس دوران ہم نے کوئی خاص بات نہیں دیکھی۔ آخر کار ہمیں اندیشہ ہوا کہ ہم راستہ سے بھٹک نہ جائیں اس لئے میں واپس آ گیا۔

حضرت طلیحہ کی کامیاب جاسوسی

حضرت طلیحہ چلتے رہے یہاں تک کہ وہ مقام نہاوند تک پہنچ گئے، طرز اور نہاوند کے درمیان تقریباً ایک فرسخ کا فاصلہ تھا، انہیں دشمن کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل ہوئیں۔ حضرت طلیحہ اپنے دونوں ساتھیوں کی پرواہ کئے بغیر آگے بڑھتے گئے جس کی وجہ سے مسلمانوں نے یہ سمجھ لیا کہ (نعوذ باللہ) حضرت طلیحہ دوبارہ مرتد ہو گئے ہیں۔
جب وہ واپس آئے اور مسلمانوں کے لشکر میں پہنچے تو مسلمانوں نے انہیں دیکھتے ہی نعرہ تکبیر بلند کیا، لوگوں کے اس جوش وخروش کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے ان کے بارے میں پھیلی ہوئی بدگمانی اور اندیشہ کا ذکر کیا اس پر وہ بولے اگر مذہب محض عرب قوم میں ہی ہوتا تب بھی میں اہل عجم کے پاس جا کر پناہ نہ لیتا۔ اس کے بعد طلیحہ حضرت نعمانؓ بن مقرن کے پاس گئے اور انہیں اہل عجم اور اہل نہاوند کے بارے میں تفصیلی طور پر بتایا، اور فرمایا: کہ ان کے اور نہاوند کے درمیان کوئی خطرہ نہیں ہے اور نہ ہی ان کی راہ میں کوئی رکاوٹ حائل ہے۔

دشمن کی تیاری اور مسلمانوں کی صف آرائی

حضرت نعمان بن مقرنؓ نے تمام حالات سے واقفیت کے بعد مسلمانوں کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور انہیں صف بندی کا حکم دیا اور مجاشع بن مسعود کو یہ پیغام دیا کہ وہ مسلمانوں کی رہنمائی کرتے رہیں، اور آپ نے اس انداز سے صف بندی فرمائی کی کہ ان کے ہراول دستہ پر نعیم بن مقرن، ان کے میمنہ ومیسرہ پر حذیفہ بن الیمانؓ اور سوید بن مقرنؓ تھے۔ ایک حصہ پر قعقاع بن عمروؓ کو مقرر کیا اور پچھلے حصہ پر مجاشعؓ کو مقرر کیا، اور ان کے پاس مدینہ منورہ سے امدادی فوج بھی پہنچ گئی تھی، اس لشکر میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ اور عبداللہ بھی شامل تھے اور حضرات اسبیذ ہان کے مقام پر پہنچ گئے۔

اس دوران دشمن نے بھی بھرپور تیاری کرتے ہوئے صف بندی کرلی تھی ان کا سپہ سالار فیرزان تھا اور اس کے دائیں بائیں زردق اور بہمن جاذویہ تھے، یہ بہمن جاذویہ ذوالحاجب کی جگہ مقرر ہوا تھا، اور نہاوند کی جنگ میں وہ لوگ بھی شریک تھے جو قادسیہ اور دوسری جنگوں میں شریک نہیں تھے۔ اسلئے کہ لوگ سرحدی مقامات پر رہتے تھے ان میں ان کے امراء اور ممتاز افراد شامل تھے اور سوار دستہ کا سردار انوشق تھا۔

جب حضرت نعمان بن مقرنؓ نے ان کو دیکھا تو انہوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور ان کے ساتھ مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا اور اس نعرہ تکبیر سے ایرانیوں کی صفوں میں ہلچل پیدا ہوگئی پھر حضرت نعمانؓ نے کھڑے کھڑے سامان اتارنے اور خیمے نصب کرنے کا حکم دیا۔ کوفہ کے اشراف نے حضرت نعمانؓ کے لئے خیمہ نصب کیا پھر چودہ ممتاز سرداروں کے خیمے نصب کئے گئے۔ جن کے اسماء گرامی مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) حذیفہ بن الیمانؓ (۲) عقبہ بن عمروؓ (۳) مغیرہ بن شعبہؓ (۴) بشیر بن الخصاصیہ (۵) حنظلہ کاتب بن ربیع (۶) ابن الہوبر (۷) ربعی بن عامر (۸) عامر بن مطر (۹) جریر بن عبداللہ الحمیری (۱۰) اقرع عبداللہ حمیری (۱۱) جریر بن عبداللہ بجلیؓ (۱۲) اشعث بن قیس کندیؓ (۱۳) سعید بن قیس ہمدانی (۱۴) وائل بن حجرؓ۔

گھمسان کی لڑائی

سامان اتارنے کے بعد حضرت نعمان بن مقرنؓ نے جنگ چھیڑ دی اور یہ جنگ بدھ اور جمعرات دو دنوں تک ہوتی رہی، یہ جنگ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت کے ساتویں سال ۲۹ھ میں ہوئی، اس میں دونوں فریقین کے درمیان گھمسان کا رن پڑا اور دونوں فریق تقریباً ہم پلہ رہے،

کافر دشمن کا خندقوں میں پناہ لینے پر مجبور ہونا

آخر کار جمعہ کے دن مشرکین اپنی خندقوں میں گھس گئے اور مسلمانوں نے ان کا محاصرہ کرلیا، اور جب تک اللہ نے چاہا مسلمانوں نے انکا محاصرہ کئے رکھا البتہ جس انداز سے انکا محاصرہ کیا گیا اس میں ان کو یہ آزادی تھی کہ وہ جب چاہتے خندق سے نکل آتے۔ مسلمانوں کو یہ بات شاق گذری اور انہیں اندیشہ ہوا کہ اس طرح یہ محاصرہ طویل ہوجائیگا۔ لہذا جمعہ کے دن مسلمانوں کا اجتماع ہوا تو وہاں اہل رائے نے باہم مشورہ کیا اور مشورے کے بعد یہ لوگ حضرت نعمانؓ کے پاس آئے اور ان کے سامنے اس خدشہ کو رکھا تو حضرت نعمانؓ نے بھی اس کی تائید کی اور پھر آپ نے باقی ماندہ جنگی ماہرین کو بلا بھیجا، جب وہ حضرات پہنچے تو حضرت نعمان بن مقرنؓ نے ان حضرات سے فرمایا کہ تم مشرکین کو دیکھ رہے ہو کہ وہ خندق اور شہروں میں پناہ گزیں ہوگئے ہیں جب وہ چاہتے ہیں نکل آتے ہیں اور مسلمان ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔ ان کو آزادی حاصل ہے کہ جب چاہتے ہیں آزادی کے ساتھ باہر نکل آتے ہیں۔ لہذا تم بتاؤ، انہیں باہر نکال کر جنگ کرانے کی کونسی تدبیر کارگر ہوسکتی ہے، جس سے یہ محاصرہ مزید طوالت اختیار نہ کرے۔

چوہے کو بل سے باہر نکالنے کی تدبیر

اس زمانے میں یہ طریقہ کار تھا کہ جو سب سے سن رسیدہ ہوتا تھا وہی سب سے پہلے بولتا تھا لہذا عمرو بن ثبی جو ان ماہرین میں سب سے زیادہ سن رسیدہ تھے کہنے لگے کہ دشمن کیلئے قلعہ نشیں ہونا جنگ کرنے سے زیادہ مضر ہے۔ لہذا

میری رائے تو یہ ہے کہ آپ انہیں اپنی حالت پر ہی رہنے دیجئے اور ان سے چھیڑ چھاڑ نہ کیجئے بلکہ جو مقابلہ پر آئے ان سے ہی مقابلہ کیا جائے۔ عمرو بن ثبی کی رائے سے دیگر تمام ماہرین نے مخالفت کی اور کہا کہ ہمیں یقین ہے کہ ہمارا پروردگار ہمارے ساتھ اپنے وعدہ کو پورا کریگا۔ حضرت عمر بن معدیکربؓ بولے آپ ان کا مقابلہ کریں اور ان سے جنگ کریں اور ان سے بالکل نہ ڈریں۔ لوگوں نے ان کی رائے کی بھی مخالفت کی اور کہا کہ ہم مقابلہ کس سے کریں؟ فی الحال صرف دیواریں ہی ہمارے مدِ مقابل ہیں اور یہ دیواریں دشمن کی مددگار ہیں۔ حضرت طلیحہ کھڑے ہوئے اور بولے میری رائے یہ ہے کہ گھڑ سواروں کا ایک دستہ ان کی طرف بھیجیں تا کہ وہ ان کو گھیر لیں اور ان کو گھیر کر ان کو تیر اندازی کریں تا کہ جنگ چھیڑے اور جنگ شروع ہو جائے اور وہ نکل کر ان سے گتھم گتھا ہو جائیں۔ اس صورت میں وہ دستہ ہماری طرف واپس آ جائے اور چونکہ ہم جنگ سے کبھی پیچھے نہیں ہٹے تھے اور اب ہٹ رہے ہیں تو انہیں اس بات کی توقع ہو جائیگی کہ ہم شکست کھا جائیں گے۔ چنانچہ وہ ہماری طرف آئیں گے اور ہم سے جنگ کریں گے۔ اس وقت ہم بھی پلٹ کر ان سے جنگ کریں گے اور اس وقت تک جنگ کرتے رہیں گے جب تک اللہ اپنی مرضی کے مطابق ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ صادر نہ فرمادیں۔

جنگی تدابیر

حضرت نعمان بن مقرنؓ نے حضرت طلیحہ کی رائے کو پسند کیا اور اس رائے کے مطابق حضرت قعقاع بن عمروؓ کو آگے جانے کا حکم دیا چنانچہ وہ ایک دستہ لیکر گئے اور ان پر تیر اندازی کی جس سے جنگ چھڑ گئی۔ دشمن کچھ دیر توقف کرنے کے بعد باہر نکل آئے۔ جب دشمن باہر نکلے تو وہ پیچھے ہٹتے گئے اور کھلے وصاف میدان کو غنیمت جانا اور بالکل باہر نکل آئے، حتی کہ ان لوگوں کے سوا جو دروازوں پر مامور تھے باقی سب نکل آئے اور سب لوگ سواریوں پر تھے۔

اس وقت حضرت قعقاع مسلمانوں تک پہنچ گئے اور دشمن کی فوجیں اپنے قلعوں سے کٹ گئیں، اور نعمانؓ دیگر مسلمان فوجوں کے ساتھ صف آراء ہو گئے۔ اور جمعہ کے دن جنگ کا آغاز ہو گیا اور حضرت نعمانؓ نے مسلمانوں سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے مقامات پر ڈٹے رہیں اور اس وقت تک جنگ نہ کریں جب تک کہ وہ اس کا حکم نہ دیں چنانچہ مسلمانوں نے حکم کی تعمیل کی اور دشمن کی طرف سے کی جانے والی تیر اندازی سے بچنے کی کوشش کی لیکن مشرکین برابر تیر اندازی کرتے رہے، جسکی وجہ سے بہت سے مسلمان زخمی ہوئے اور ایک دوسرے سے شکایت کرنے لگے، بالآخر چند مسلمان حضرت نعمانؓ کے پاس گئے اور ان سے کہا کیا آپ ہماری حالت نہیں دیکھ رہے ہیں؟ کیا مسلمانوں پر جو مصیبت نازل ہو رہی ہے اسکا علم آپ کو نہیں ہے؟ آپ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں؟ آپ مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت دیں

حضرت نعمانؓ کا توقف

حضرت نعمانؓ نے فرمایا: تم تھوڑی دیر ٹھہر جاؤ، مسلمان بار بار ان کے پاس آئے لیکن آپ نے ہر بار ان کو یہی جواب دیا کہ تم لوگ تھوڑی دیر توقف کرو، اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا: اگر سپہ سالاری کا یہ کام میرے سپرد ہوتا تو آپ کو معلوم ہو جاتا میں کیا کرتا ہوں؟ حضرت نعمانؓ نے فرمایا: تم ٹھہر جاؤ تمہیں بھی کام کرنے کا موقع ملے گا۔ جب تم حاکم تھے تو تم بھی اچھا کام کرتے تھے اللہ تمہیں اور ہمیں رسوا نہیں کریگا، مجھے توقف کرنے میں بھی اسی قسم کی توقع ہے جو ترغیبِ جہاد میں ہو سکتی ہے۔

نعمانؓ کا سنتِ نبوی ﷺ سے عشق

دراصل حضرت نعمانؓ بن مقرنؓ جنگ کرنے میں اس مبارک گھڑی کا انتظار کر رہے تھے جو نبی اکرم ﷺ کو جہاد کا آغاز کرنے میں زیادہ پسند تھی اور یہ وقت زوال کے بعد کا تھا جبکہ سایہ ڈھل چکا ہو اور ہوائیں چل رہی ہوں، لہذا جب یہ وقت قریب آیا تو حضرت نعمانؓ سوار ہو کر گشت کرنے لگے اور ہر علمبردار کے پاس جا کر حمد وثناء کے بعد فرمایا:

تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالی نے تمہیں اس دین اور مذہب کے بدولت عزت بخشی ہے اور اس بات کا بھی وعدہ کیا ہے کہ تم ہی غالب آؤ گے اور اللہ تعالی نے اپنے وعدہ کا ابتدائی حصہ مکمل کر دیا ہے اور اس کا آخری حصہ باقی رہ گیا ہے اسے بھی اللہ تعالی ضرور پورا کرے گا اور آخری دور کو بھی پہلے کی طرح کامیاب کرے گا تم اپنے گزشتہ زمانے کو یاد کرو جب تم ذلیل اور حقیر تھے اور جب تم نے اس دین اور مذہب کو قبول کیا تو تم معزز اور محترم ہو گئے تم آج اللہ کے سچے بندے ہو اور اس کے دوست ہو۔ تمہیں معلوم ہے کہ تم اپنے کوفی بھائیوں سے الگ ہو گئے ہو اس لئے تمہاری فتح ونصرت میں ان کا فائدہ ہے اور تمہاری شکست اور ذلت میں ان کا نقصان ہے۔ تمہیں معلوم ہے کہ اپنے دشمن کے مقابلہ میں تمہارا کیا کردار ہے؟ اور ان کے پیش ان کے کیا مقاصد ہیں؟ اور تمہارے پیش نظر تمہارے کیا مقاصد ہیں؟ وہ اپنے ملک وملت اور اپنی دنیا کی حفاظت کے لئے کوشش کر رہے ہیں اور تم اپنے دین ومذہب اور اپنے مرکز کی حفاظت کے لئے جہاد کر رہے ہو چنانچہ تم اور وہ اپنے مقاصد میں برابر نہیں ہو، ایسا نہ ہو کہ وہ اپنی دنیا کی حفاظت میں زیادہ سر گرم ثابت ہوں۔ بہ نسبت اس کے کہ تم اپنے دین ومذہب کی حمایت میں جوش وخروش کا مظاہرہ کرو۔ وہ بندہ سب سے زیادہ پرہیزگار اور متقی ہے، جو اللہ کے کاموں میں خلوص اور صداقت کا اظہار کریں اور اس مقصد کے حصول کے لئے بہترین کارنامے انجام دیں۔ تم دو قسم کی بھلائیوں کے درمیان ہو اور دو نیکیوں میں سے کسی ایک نیکی کی تمہیں توقع ہے یا تو تم شہید ہو کر زندہ وجاوید ہو جاؤ گے اور اللہ کے پاس تمہیں رزق دیا جائیگا یا تم جلد فتح اور کامیابی حاصل کرو گے، تم میں سے ہر ایک اپنے قریب کے دشمن کیلئے کافی ہے بلکہ تم میں سے ہر ایک اپنے قریب کے لوگوں پر غالب آئیگا۔ جب میں حکم دوں تو تم تیار ہو جاؤ، میں تین تکبیریں کہوں گا جب میں پہلی تکبیر کہوں تو جو شخص تیار نہ ہو وہ جنگ کے لئے تیار ہو جائے، اور جب میں دوسری تکبیر کہوں تو تم میں ہر ایک ہتھیار بند ہو جائے اور حملہ کرنے کیلئے تیار ہو جائے اور جب میں تیسری مرتبہ نعرہ تکبیر بلند کروں تو اس وقت میں خود بھی حملہ کروں گا اور تم لوگ بھی اپنے دشمن پر حملہ کر دینا۔

نعمانِ کی دعائے فتح وشہادت

پھر آپ نے فتح وشہادت کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ، تو اپنے دین ومذہب کو غالب کر اور اپنے بندوں کو فتح ونصرت عطاء کر اور نعمان کی شہادت کے وسیلہ سے اپنے دین کی عزت سر بلند کر اور اپنے بندوں کو فتح ونصرت عطا کر

اور نعمان کو آج کا شہید اول بنا۔

جنگ کا آغاز اور نعمانؓ کی شجاعت

جب حضرت نعمانؓ فوج کے مختلف دستوں کے پاس جا کر انہیں ہدایات دے چکے اور انہیں مختلف احکام بتا چکے تو آپ اپنے مرکز پر واپس آ گئے اسکے بعد انہوں نے حسبِ ہدایت تین دفعہ نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ مسلمان فوجیں نعرۂ تکبیر سنتے رہے اور عین چاق و چوبند ہو گئے اور مقابلہ کے لیئے اچھی طرح تیار ہو گئے۔ اسکے بعد حضرت نعمانؓ نے جنگ شروع کی اور انکے ساتھ مل کر تمام مسلمانوں نے حملہ کر دیا۔ حضرت نعمانؓ کا علم ان پر عقاب کی طرح پھڑ پھڑا رہا تھا۔ اس وقت حضرت نعمانؓ سفید قبا اور سفید ٹوپی میں ملبوس تھے۔ جسکی وجہ سے ان کو ایک امتیازی حیثیت حاصل تھی، اس وقت شمشیر زنی کے ساتھ ایسی گھمسان کی جنگ ہو رہی تھی کہ اس سے پہلے کسی نے ایسی شدید جنگ کے واقعات نہیں سنے تھے۔

بہتے خون میں مسلمانوں کی معراجِ شہادت

اور حضرت نعمانؓ کا جامِ شہادت نوش فرمانا

زوال کے بعد شام تک اہلِ فارس کے اس قدر سپاہی مارے گئے تھے، کہ میدانِ جنگ ان کی لاشوں سے بھرا ہوا تھا لوگ اور سواری کے جانور انکے خون میں پھسل رہے تھے اور مسلمانوں کے بہت سے شہسواروں نے اس لہو لہان مقام میں نقصان اٹھایا۔ حضرت نعمانؓ بن مقرن کا گھوڑا بھی اسی وجہ سے پھسل گیا اور جب ان کا گھوڑا بھی پھسلا تو وہ گر گئے اور گرنے کی وجہ سے وہ شہید ہو گئے۔ ان کے گرنے سے پہلے حضرت نعیم بن مقرن نے ان کا جھنڈا سنبھال لیا اور حضرت نعمانؓ کی لاش مبارک کو ایک کپڑے سے ڈھانک دیا اس کے بعد حضرت نعیم بن مقرنؓ جھنڈا لیکر حذیفہؓ کے پاس آئے اور سپہ سالاری کا جھنڈا ان کے سپرد کیا، چنانچہ حضرت حذیفہؓ نے علم سنبھالتے ہی نعیم بن مقرن کو اپنی جگہ پر مقرر کیا اور حضرت نعمانؓ کا مورچہ سنبھال لیا، اس وقت حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے یہ فرمایا: تم ہمارے امیر کی شہادت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھو اور اس کو اس وقت تک ظاہر نہ کرو، جب تک کہ اس جنگ کا کوئی فیصلہ نہ ہو جائے، ورنہ اس سے مسلمانوں کے اندر کمزوری آئیگی اور مسلمان کے اندر انتشار آ جائیگا۔

آتش پرستوں کا آتش کی بھینٹ چڑھنا

جب رات کی ظلمت نے خون کی ہولناکیوں پر اپنا پردہ ڈالنا شروع کیا تب مشرکوں کو بھی ظلمتِ شکست کا سامنا کرنا پڑا اور راہِ فرار میں انہیں عافیت نظر آنے لگی۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا مگر رات کی تاریکی نے مسلمانوں کے قدم روک لئے۔ اور اس کی وجہ سے مسلمان راستہ بھٹک گئے۔ اس لئے انہوں نے ان کا تعاقب کرنا چھوڑ دیا ایرانی فوج بھاگ کر اسپیز ہان کے قریب اتری تو وہ مقام پہلے سے آگ کی لپیٹ میں تھا۔ لہٰذا وہ آ آ کر آگ کی بھینٹ چڑھتے گئے۔ جب ان میں سے کوئی آگ کی نذر ہوتا تھا تو وہ کہتا تھا ''وایہ خُرد، وایہ خُرد''، اس وجہ سے آج تک اس مقام کا نام ''وایہ خُرد'' ہے۔ اس طرح اس جگہ ایک لاکھ یا اس سے زیادہ افراد آگ میں جل کر مر گئے، یہ ان لوگوں کے علاوہ ہیں جو میدان جنگ میں مقتول ہوئے اور سب میں سے صرف وہی لوگ بچ سکے جو صحیح سالم بھاگ سکے

دشمن کا تعاقب اور فیرزان کا قتل

خسر وشنوم کا مصالحت کرنا

جنگ سے بچ جانے والوں میں ایرانی سردار فیرزان بھی تھا وہ بچی ہوئی فوج کے ساتھ ہمذان کی گھاٹی میں پکڑا گیا اس وقت وہ گھاٹی ان پر خچروں اور گدھوں کی آمد و رفت کی وجہ سے مسدود ہوگئی تھی جن پر شہد لدا ہوا تھا، حضرت قعقاع نے اسی گھاٹی پر اسے مار ڈالا، اس وقت مسلمان کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے شہد کی شکل میں اپنی غیبی نصرت بھیجی تھی۔ اس کے بعد وہ شہد اور تمام ساز و سامان اپنے ساتھ لے گئے، اس واقعہ کی بدولت یہ گھاٹی ثنیۃ العسل کہلانے لگی، شکست خوردہ لشکر بھاگ کر ہمذان شہر میں پہنچ گیا۔ گھڑسوار دستے ان کے تعاقب میں تھے جب وہ ہمذان کے شہر میں داخل ہوئے تو مسلمان بھی شہر کے قریب پہنچ گئے اور پہنچنے کے بعد آس پاس کی چیزوں پر قبضہ کرلیا، جب خسر وشنوم یہ ہولناک حالت دیکھی تو اس نے صلح وامن کی درخواست کی اور اس نے جزیہ ادا کرنے کی ذمہ داری تسلیم کرلی چنانچہ مسلمانوں نے اس کی اس پیشکش کو قبول کرلیا اور ان کے ساتھ امن کا معاہدہ کیا گیا۔ اور جو لوگ بھاگ گئے تھے وہ بھی اس معاہدہ کے بعد واپس آگئے۔

مسلمانوں کا نہاوند شہر میں داخلہ اور مالِ غنیمت کا حصول

آتش کے پجاری کا خدا کے پجاری سے امن طلب کرنا

جنگ نہاوند میں مشرکین کی شکست کے بعد مسلمان شہر نہاوند میں داخل ہوگئے اور انہوں نے تمام چیزیں جو اس کے اندر اور اس کے مضافات میں تھیں سب پر قبضہ کرلیا اور ان تمام ساز و سامان کو جمع کر کے امیر سامان سائب بن اقرعؓ کے حوالہ کر دیا اس کے بعد سب اہل لشکر اس انتظار میں پڑ گئے کہ مسلمانوں کا دستہ جو دشمنوں کے تعاقب میں ہمذان کی طرف گیا ہے وہ کیا خبر لاتا ہے؟ اتنے میں نہاوند شہر کے آتش کدہ کا پجاری پناہ کے ارادے سے حضرت سائب کے پاس آیا انہوں نے ان کو حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کے پاس بھیجا تو وہ بولا: میں پناہ کا طالب ہوں مجھے اس شرط پر پناہ دیدیں کہ میں آپ کو اہم معلومات سے مطلع کروں۔ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے کہا: کہ ہم تمہیں ضرور پناہ دیں گے، تم اہم معلومات سے مطلع کرو۔ اس نے بتایا کہ نخیر جان نے میرے پاس شاہ ایران کا خزانہ رکھوایا تھا میں اسے نکال کر آپ کو دونگا بشرطیکہ آپ مجھے پناہ دیں اور ان لوگوں کو بھی پناہ دیں جن کو میں چاہوں۔

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ انہیں پناہ دی اس پر اس نے کسریٰ کا خزانہ نکال کر دیا جو ان جواہرات پر مشتمل تھا جو حوادثات زمانہ اور مشکل اوقات کے لئے جمع کئے گئے تھے۔ جب مسلمانوں نے اسے دیکھا تو سب کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ یہ سب جوہرات حضرت عمرؓ کے پاس بھیج دیئے جائیں۔

مالِ غنیمت کی تقسیم

جب تمام افراد واپس آگئے اور تمام مالِ غنیمت جمع ہوگیا تو حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے لوگوں میں مال غنیمت کو تقسیم کرایا چنانچہ جنگ نہاوند میں ایک ایک سوار کا حصہ چھ ہزار تھا اور پیادے کا حصہ دو ہزار، اور حضرت حذیفہ

بن الیمانؓ نے مالِ خمس میں سے جنگ نہاوند میں بہادری کا کارنامہ انجام دینے والوں کو اپنی مرضی کے مطابق مزید انعام دیئے۔

حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے ان لوگوں میں بھی مال غنیمت تقسیم کیا جن کو آپ نے مرج القلعہ میں متعین کیا تھا اور جو لوگ غفی درخت پر مقیم تھے اور جو فوجی مراکز میں متعین تھے ان سب کو جنگ نہاوند کے مال غنیمت کی تقسیم میں اسی طرح شریک کیا گیا جس طرح اصل فوجی جنگ میں شریک تھے، کیونکہ یہ سب مسلمانوں کی امدادی فوج کے طور پر متعین تھے تا کہ دشمن کسی اور راستے سے حملہ نہ کردے۔اس کے بعد جو پانچواں حصہ باقی رہ گیا تھا وہ خلیفہ کی خدمت میں روانہ کرنے کیلئے سائب بن اقرعؓ کے حوالہ کیا گیا۔

حضرت سائب بن اقرعؓ وہ پانچواں اور شاہ ایران کا خزانہ لیکر حضرت عمرؓ کے پاس روانہ ہوئے، حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے بھی ایک قاصد جس کا نام طریف بن سہم تھا جو کہ قبیلہ ربیعہ بن مالک سے تعلق رکھتا تھا کے ہاتھوں فتح کی خبر تحریر فرما کر بھجوایا اور خود اپنے لشکر کے ساتھ نہاوند میں اس انتظار کے ساتھ مقیم رہے کہ حضرت عمرؓ کی طرف سے اس بارے میں کوئی حکم آجائے۔

اہل ماہین کی اور دیگر قبائل کی مصالحت

جب اہل ماہین کو یہ اطلاع ملی کہ ہمذان پر قبضہ ہو گیا ہے اور نعیم بن مقرن اور قعقاع بن عمرو دونوں وہاں رہنے لگے ہیں اور خسر وشنوم نے بھی جزیہ دینے کو تسلیم کر لیا ہے تو انہوں نے بھی حضرت حذیفہ بن الیمانؓ سے خط و کتابت کی اور اس صلح کی درخواست کی۔ چنانچہ حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے ان کی درخواست کو قبول کر لیا اس کے بعد ان لوگوں نے حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کے پاس آنے کا ارادہ کیا مگر دینار نے انہیں دھوکا دیا، یہ دینار ایرانیوں کا معمولی درجہ کا بادشاہ تھا اور دوسرے بادشاہ اس کے مقابلہ میں اعلیٰ شان رکھتے تھے۔اور ان بادشاہوں میں سب سے شریف بادشاہ قارن تھا، دینار نے اپنے لوگوں سے کہا کہ تم ان سے نہایت قیمتی اور آرائشی لباس پہن کر ملاقات نہ کرو بلکہ معمولی لباس میں جاؤ، لوگوں نے اس کی رائے پر عمل کیا مگر وہ خود لوگوں کے برخلاف ریشمی کپڑوں سے آراستہ ہو کر حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کے پاس گیا، حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے ان کے سامنے جو بھی مطالبہ رکھا اس کو ان لوگوں نے پورا کیا اور مسلمانوں کی تمام باتوں کو تسلیم کیا چنانچہ مسلمانوں نے ان سے معاہدہ کیا۔اب دوسرے لوگوں کیلئے بھی اس کے سوا کوئی چارہ کار نہ رہا کہ وہ اس کی اطاعت کریں اور اسکا حکم مانیں اس طرح یہ علاقہ بھی فتح ہو گیا اور اس معاہدہ کے بعد اس علاقہ کا نام اسی مناسبت ماہِ دینار ہو گیا۔اس سے قبل حضرت نعمانؓ نے بہراذان نامی ایک شخص سے بھی اس قسم کا معاہدہ کیا تھا اور اس مناسبت اور تعلق کی وجہ سے اس شہر کا نام بہراذان ہو گیا تھا۔ نُسَیر بن ثُور ایک قلعہ پر مقرر تھا اور وہاں ایک جماعت پناہ گزین تھی انہوں نے اس قلعہ کے مکین سے جہاد کر کے اس کو فتح کر لیا چنانچہ اس کی طرف منسوب ہو کر اس قلعہ کا نام قلعۂ نُسَیر ہو گیا۔

جنگِ نہاوند اور عمرؓ کی بے چینی۔

جو دن جنگ نہاوند میں دشمن پر حملہ کیلئے مقرر تھا اس رات حضرت عمرؓ بہت بے چین تھے جنگ کی خبر دریافت کرنے بار بار گھر سے نکلتے،

جنات کا مخبر

اسی دن ایک شخص مدینہ سے باہر کسی کام سے گیا اور رات کے وقت وہ واپس آ رہا تھا، راستے میں اس کو ایک سوار ملا جو مدینہ آ رہا تھا اور یہ جنگ نہاوند کی تیسری رات تھی اس مسلمان شخص نے اس سوار سے دریافت کیا تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس شخص نے جواب دیا کہ نہاوند سے، پوچھا کیا خبر ہے؟ وہ بولا: اچھی خبر ہے اللہ تعالیٰ نے نعمان کو فتح بھی دی اور شہادت بھی دی اور مسلمانوں کے درمیان مالِ غنیمت بھی تقسیم ہوا اور ہر سوار کو چھ ہزار کا حصہ ملا ہے، یہ کہکر وہ شخص غائب ہو گیا، اس شخص نے جسے یہ خبر ملی تھی رات گذرنے کے بعد یہ خبر لوگوں کو سنائی۔ ایک دوسرے سے ہوتے ہوتے یہ خبر حضرت عمرؓ تک پہنچی اور آپ وہاں کی خبر سننے کیلئے پہلے سے بے چین تھے آپ نے فوراً اسے بلایا جب وہ شخص آپ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس سے دریافت کیا اس نے کہا کہ ہاں میں نے یہ خبر سنائی ہے، آپ نے فرمایا: وہ بھی اور تم بھی سچ کہتے ہو، یہ شخص عثیم تھا جو جنات کا ڈاکیہ تھا اس نے انسانوں کے ڈاکیہ کو صحیح خبر پہنچائی ہے۔

طریف قاصد کی آمد

پھر طریف بھی فتح کی خبر لیکر آ گئے تو آپ نے ان سے پوچھا کیا خبر ہے؟ میرے پاس فتح سے بھی زیادہ خبریں ہیں پھر آپ اپنے ساتھیوں کے ساتھ نکلے اور پھر دور تک چلے گئے راستہ میں انہیں ایک شخص آتا دکھائی دیا حضرت عثمان بن عفانؓ نے فرمایا: یہ سائب ہے جب وہ قریب آیا تو پوچھا کیا خبر ہے؟ وہ بولے بشارت اور فتح ہے، آپ نے فرمایا: حضرت نعمانؓ کا کیا ہوا؟ فرمایا ان کا گھوڑا دشمن کے خون میں پھسل گیا تھا جس کی وجہ سے وہ گر پڑے اور شہید ہو گئے، آپ واپس چلنے لگے تو حضرت سائب بھی ان کے پیچھے پیچھے چل رہے تھے، آپ نے مسلمان شہیدوں کی تعداد دریافت کی انہوں نے تھوڑی تعداد بتائی اور یہ بھی بتایا کہ ان شہیدوں میں حضرت نعمانؓ پہلے شہید تھے جب وہ مسجد میں داخل ہوئے تو سامان اتار کر مسجد میں رکھا گیا،

جواہرات کے متعلق عمرؓ کا سخی فیصلہ

اس کے بعد حضرت عمرؓ اپنے گھر کی طرف چل دیئے سائب بھی ان کے پیچھے چل دیئے جب آپ اپنے گھر میں داخل ہونے لگے تو سائب نے ان دونوں صندوقچوں کا ذکر کیا اور اس کا حال سنایا اور لوگوں کے فیصلے سے مطلع کیا، آپ نے فرمایا: اے ابن ملیکہ! بخدا نہ وہ لوگ اس بات کو جانتے ہیں اور نہ تم جانتے ہو کہ اس کا انعام کیا ہوگا تو تم ابھی واپس حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ دیگر مالِ غنیمت کی طرح انہیں بھی تقسیم کر دیں، چنانچہ وہ فوراً واپس گئے اور ماہ کے مقام پر حضرت حذیفہ بن الیمانؓ کے پاس پہنچ گئے اور ان کو حضرت عمرؓ کا پیغام پہنچایا اور حضرت حذیفہ بن الیمانؓ نے دونوں صندوقچوں کو لیکر فروخت کر دیا۔ اس کی قیمت چالیس لاکھ بنی۔

طلیحہ کی کرامت

سری، شعیب، سیف بالترتیب محمد بن قیس اسدی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جعفر بن راشد نامی شخص نے طلیحہ کو نہاوند کے مقام پر کہا: ہمیں بھوک نے تنگ کر دیا ہے، کیا تمہارے عجائبات کچھ کارنامہ انجام دے سکتے ہیں؟ طلیحہ نے کہا اچھا لو، پھر طلیحہ نے چادر اوڑھی اور غیب سے کچھ سننے کے بعد فرمایا اچھا اچھا پھر چادر کھول کر فرمایا فلاں باغ میں

بکریاں ہیں۔ وہاں پہنچے تو ان کو وہاں واقعی موٹی تازہ بکریاں مل گئیں۔

سماک کا دینار کے ساتھیوں کا خاتمہ کرنا

قبیلہ عبس کا ایک شخص روایت کرتا ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم اہل نہاوند کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ وہ نکل کر ہم سے جنگ کرنے لگے، تھوڑی دیر کے بعد اللہ نے انہیں شکست دے دی اس وقت سماک بن عبید عبسی نے ان میں سے ایک آدمی کا تعاقب کیا جن کے ساتھ آٹھ آدمی گھوڑوں پر سوار تھے۔ انہوں نے انہیں انفرادی انفرادی جنگ کے لیئے بلایا چنانچہ جو کوئی مقابلہ کے لیئے آیا اسے قتل کر دیا گیا اس طرح ان کا تمام افراد کا خاتمہ کر دیا گیا پھر انہوں نے اس خاص آدمی پر حملہ کیا جس کے ساتھ یہ آٹھ افراد سوار تھے اس کو گرفتار کر لیا گیا، اور اس سے ہتھیار چھین لئے گئے اور اس کی نگرانی کے لئے ایک آدمی جس کا نام عبید تھا مقرر کر دیا

دینار کی مصالحت

اس پر اس نے کہا مجھے تم اپنے امیر کے پاس لے چلو تا کہ میں اس زمین کی طرف سے ان سے مصالحت کروں اور انہیں جزیہ ادا کروں، تم نے مجھے قتل نہ کر کے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے اور میں اس وقت تمہارا غلام ہوں اگر تم مجھے اپنے بادشاہ کے پاس لیجاؤ گے اور میرے تعلقات ان سے درست کراؤ گے تو میں تمہارا بہت مشکور ہونگا اور تم میرے بھائی بن جاؤ گے، اس کی اس درخواست پر انہوں نے اس کو چھوڑ دیا اور اس کو پناہ دی اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں دینار ہوں چنانچہ اسے حضرت حذیفہ کے پاس لیجایا گیا وہاں دینار نے سماک کی بہادری کی تعریف کی کہ انہوں نے کتنے افراد کو قتل کیا اور مسلمانوں کی کس قدر حمایت کی، حضرت حذیفہ نے اس سے خراج ادا کرنے کی شرط پر صلح کر لی اور اس مناسبت سے ماہ کا علاقہ اس کی طرف منسوب ہو گیا۔ دینار سماک سے بہت دوستی رکھتا تھا اور اس کیلیئے تحائف بھی بھیجتا رہتا تھا اور جب کبھی حاکم کوفہ سے ان کو کوئی کام ہوتا تو وہ کوفہ آیا کرتا تھا

کوفیوں کی شورش پسندی کہاں سے آئی؟

دینار کا جواب۔

ایک دفعہ دینار وہ امیر معاویہؓ کی خلافت میں کوفہ آیا تو اس وقت کوفہ میں مسلمان کوفیوں کو طلب کر کے کہا اے اہل کوفہ! تم سب سے پہلے ہمارے علاقے میں آئے تھے اس وقت تم بہترین انسان تھے حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ کے زمانے میں بھی تم اسی حالت میں قائم رہے اس کے بعد تم تبدیل ہو گئے، اور تم میں یہ چار خصلتیں پیدا ہو گئیں (۱) بخل (۲) فریب (۳) غداری

(۴) تنگی وترشی۔ اس سے قبل تمہارے اندران میں سے کوئی بھی چیز نہ تھی، جب میں نے اس بارے میں غور کیا تو پتہ چلا کہ یہ چیزیں تمہارے اندر پیدائشی علاقے سے آئی ہیں۔ فریب دہی نبطیوں کی طرف سے آئی، بخل فارس سے آیا، غداری خراسان سے آئی اور تنگدستی اہواز سے آئی۔

ابولولو مجوسی

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں جب نہاوند کے قیدی مدینہ میں لائے گئے تو حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کا غلام ابولولو فیروز جب کسی بچے کو دیکھتا تھا تو اس کے سر پر ہاتھ پھیرتا تھا اور روتا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عمرؓ نے میرا کلیجہ کھا لیا ہے۔ وہ دراصل نہاوند کا رہنے والا تھا اہل روم نے اہل فارس کے ساتھ جنگ میں اس کو قیدی بنالیا تھا اور پھر مسلمانوں نے بھی گرفتار کر کے قیدی بنالیا اس لیئے وہ اس مقام سے منسوب ہوگیا جہاں سے وہ گرفتار کر کے اسیر بنایا گیا تھا۔

جنگ نہاوند میں مقتولین کی تعداد

حضرت شعبیؒ روایت کرتے ہیں کہ جنگ نہاوند میں شکست کے بعد مشرکین آگ میں اسی ہزار افراد گر گئے تھے اور میدان جنگ میں تیس ہزار مارے گئے یہ لوگ زنجیروں میں ایک دوسرے کے ساتھ جکڑے ہوئے تھے اور جو لوگ تعاقب میں مارے گئے وہ اس کے علاوہ تھے جبکہ مسلمانوں کی کل تعداد تیس ہزار تھی۔

نہاوند کی فتح عمرؓ کی خلافت کے ساتویں سال

شہر نہاوند ۱۹ھ کے شروع میں فتح ہوا تھا اس وقت حضرت عمرؓ کے عہد خلافت کے سات سال ہو گئے تھے اور ۱۸ھ ختم ہو چکا تھا!

اہل ماہین کے لیئے معاہدہ

حضرت سیفؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت نعمان بن مقرنؓ نے اہل ماہین کے لیئے یہ معاہدہ تحریر کیا:
نعمان بن مقرنؓ نے اہل ماہ بہراذان کو یہ معاہدہ لکھ کر دیا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نعمان بن مقرن ان کی جان و مال اور اراضی کی حفاظت کا وعدہ کرتے ہیں۔ وہ کسی قوم پر حملہ نہیں کریں گے۔ ان کے مذہب اور قوانین میں کسی قسم کی مداخلت نہیں کی جائیگی وہ جب تک مسلمانوں کو سالانہ جزیہ ادا کرتے رہیں گے ان کی حفاظت کی جائیگی۔ ہر بالغ پر اس کی حیثیت کے مطابق اس کے جان و مال کا جزیہ ہے۔ ان کے ذمہ یہ بھی ہے کہ مسافر کی راہنمائی کریں اور ان کے لیئے راستوں کو درست کریں اور مسلمانو کی فوج میں سے جو کوئی ان کے پاس سے گزرے تو وہ اسے ایک رات دن کے لیئے پناہ دیں۔ نیز وہ وفادار اور خیر خواہ رہیں۔ اگر انہوں نے دھوکہ دیا اور معاہدہ کی مخالفت کی تو ہم ان سے بری الذمہ ہیں۔
اس پر عبداللہ بن ذی السہمین، قعقاع بن عمرو اور جریر بن عبداللہ گواہ ہیں۔
اور یہ معاہدہ ماہ محرم ۱۹ھ میں لکھا گیا۔

حضرت حذیفہؓ کا معاہدہ

حضرت حذیفہؓ نے بھی ان کے لیئے معاہدہ لکھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ معاہدہ حذیفہ بن الیمانؓ نے اہل ماہ دینار کے لیئے لکھ کر دیا ہے۔ وہ انہیں جان و مال اور اراضی

پر پناہ دیتے ہیں وہ انکی قوم پر حملہ نہیں کریں گے۔ انکے مذہب اور قوانین میں کسی قسم کی کوئی مداخلت نہیں کریں گے مسلمانوں پر ان کی حفاظت اسی وقت تک فرض ہے جب تک کہ وہ مسلمان حکمرانوں کو سالانہ جزیہ ادا کرتے رہیں گے جو ہر بالغ کی حیثیت اور طاقت کے مطابق اس کے جان و مال پر عائد ہے۔ نیز وہ مسافر کو راستہ بتائیں اور ان کے لیئے راستوں کو درست رکھیں، اور مسلمان سپاہیوں میں سے جو کوئی ان کے پاس سے گزرے اسے ایک دن اور ایک رات مہمان نوازی کیلئے ٹھرائیں، وہ مسلمانوں کی خیر خواہ رہیں۔ اگر وہ تبدیل ہو جائیں اور دھوکہ دینے کی کوشش کریں تو ان کی حفاظت کی ذمہ داری ہم پر سے ختم ہو جائیگی۔

اس معاہدہ کے گواہ قعقاع بن عمرو اور سوید بن مقرن ہیں اور یہ معاہدہ ماہ محرم میں لکھا گیا۔

امیر المؤمنین کی طرف سے انعام

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے ان لوگوں کو جو جنگ نہاوند میں شریک ہوئے اور ان رضا کاروں کو جنھوں نے بہادری کے عمدہ کارنامے سرانجام دیئے، دو دو ہزار عطیات دیئے اور انہیں اہلِ قادسیہ کے برابر تسلیم کیا۔

مختلف علاقوں کے لئے پیش قدمی کا حکم

اس سال حضرت عمرؓ نے عراق کی فوجوں کو حکم دیا کہ وہ فارس کی فوجوں کا جہاں کہیں ہوں تعاقب کریں، آپ نے یہ بھی حکم دیا کہ مسلمانوں کی بعض وہ فوجیں جو بصرہ اور اس کے گردونواح میں ہوں وہ فارس، کرمان کی طرف روانہ ہوں اسی طرح کوفہ اور اس کے گردونواح کی بعض افواج کو اصفہان، آذربائیجان اور رے کے علاقوں کی طرف کوچ کرنیکا حکم دیا۔

سیف روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ نے یہ دیکھا کہ شاہ یزدگرد ہر سال اپنی قوم کو مسلمانوں کے خلاف جنگ پر اکساتا ہے اور انہیں یہ بتایا گیا کہ جب تک اسے اس کی سلطنت سے نکالا نہیں جائیگا وہ یہی طرز عمل اختیار کرتا رہیگا تو انہوں نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ سرزمین عجم میں داخل ہو جائیں اور اس کے مقبوضات کو فتح کرلیں، اس مقصد کے حصول کے لئے آپ نے بصرہ اور کوفہ کے سرداروں کو جنگِ نہاوند کی فتح کے لئے روانہ کیا۔

مختلف حکام کا عزل ونصب

حضرت سعد بن وقاصؓ اور حضرت عمار بن یاسر کی حکومت کے درمیانی عرصہ میں کوفہ کے دو حاکم مقرر ہوئے۔ پہلے حاکم عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان تھے اور انہی کے زمانہ میں جنگ نہاوند ہوئی، دوسرے حاکم زیاد بن حنظلہ تھے جو قبیلہ بنو عبد بن قصی کے حلیف تھے اور ان کے زمانے میں مزید پیش قدمی کا حکم دیا گیا۔

عبداللہ بن عبداللہ کو معزول کر کے انہیں دوسری جگہ بھیجا گیا اور ان کی جگہ زیاد بن حنظلہ کو حاکم مقرر کیا گیا جو کہ مہاجرین میں سے تھے انہوں نے بہت کام کیا کیونکہ وہ ہمیشہ سبکدوش ہو جانے پر اصرار کرتے رہے اس لئے انہیں سبکدوش کر کے ان کی جگہ حضرت عمار بن یاسر کو حاکم کوفہ مقرر کیا گیا،

آپ نے اہل بصرہ کی امداد کیلئے عبداللہ بن عبداللہ کا تقرر کیا اور اہل کوفہ کی امداد کیلئے حضرت ابوموسیٰؓ کا تقرر کیا اور ان کی جگہ پر عمر بن سراقہ کو متعین کیا۔

جنگوں کے سپہ سالار

حضرت زیاد بن حنظلہؓ کے دور حکومت میں ہی حضرت عمرؓ کی طرف سے اہل کوفہ کے سرداروں کیلئے جھنڈے آ گئے تھے چنانچہ ایک علم حضرت نعیم بن مقرنؓ کو پیش کیا گیا، چونکہ اہل ہمدان نے عہد شکنی کی تھی۔ اس لئے انہیں اہلِ ہمدان کی سرکوبی کیلئے بھیجا گیا آپ نے ان سے فرمایا: اگر ہمدان تمہارے ہاتھوں فتح ہو جائے تو تم اس سے آگے خراسان تک چلے جاؤ۔

آپ نے عتبہ بن فرقد اور بکیر بن عبداللہ دونوں کو آذربائیجان کی طرف روانہ فرمایا مگر بعد میں ان دونوں کے راستوں میں تبدیلی فرما دی، آپ نے ان دونوں میں سے ایک کو حکم دیا کہ وہ حلوان سے دائیں سمت کا راستہ اختیار کریں اور دوسرے کو حکم دیا کہ موصل سے بائیں سمت کا راستہ اختیار کریں چنانچہ پہلا اپنے ساتھی کے دائیں سمت چلا اور دوسرا اپنے ساتھی کے بائیں سمت سے روانہ ہوا۔

آپ نے عبداللہ بن عبداللہ کو بھی ایک علم دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اصفہان کی طرف روانہ ہو جائیں۔ حضرت عبداللہ بن عبداللہؓ اشراف صحابہ میں سے بہت بہادر اور دلیر انسان تھے اور وہ انصار کے معزز فرد اور بنو اسد کے حلیف تھے۔ ان کی مدد کیلئے بصرہ سے ابوموسیٰ اشعریؓ کو بھیجا گیا جب کہ ان کی جگہ پر عمر بن سراقہ کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا۔

حضرت عبداللہ بن عبداللہؓ کے تقرر کا معاملہ یہ ہوا کہ جب حضرت عمرؓ کو فتح نہاوند کی اطلاع ملی تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ پیش قدمی کرنے کی اجازت دیں چنانچہ آپ نے انہیں لکھا'' تم کوفہ سے روانہ ہو کر مدائن میں قیام کرو اور لوگوں کو جہاد کیلئے بلاؤ اور ان میں کسی کا انتخاب نہ کرو بلکہ اس بارے میں مجھے لکھو، دراصل حضرت عمرؓ انہیں اصفہان بھیجنا چاہتے تھے لہذا دوسرے لوگوں کے ساتھ ساتھ عبداللہ بن ورقاء ریاحی اور عبداللہ بن حارث بن ورقاء اسدی بھی جانے کیلئے تیار ہوئے۔

ایک غلطی کا ازالہ

یہاں ایک غلط فہمی مؤرخین کو ہوگئی ہے اور ان کو اس کا صحیح علم نہیں ہے کہ ان دونوں میں سے ایک عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی تھے کیونکہ اس روایت میں ورقاء کا ذکر ہے ان کا خیال یہ ہے کہ انہیں اپنے جدامجد کی طرف منسوب کیا گیا ہے حالانکہ عبداللہ بن بدیل بن ورقاء جب جنگ صفین میں مقتول ہوئے تو اس وقت ان کی عمر چوبیس سال تھی اور وہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں بچے تھے۔

حضرت عمار بن یاسر کا تقرر

حضرت عمرؓ کو جب یہ خبر ملی کہ حضرت عبداللہ روانہ ہو گئے ہیں اور اسلامی فوجیں پیش قدمی کر رہی ہیں تو انہوں نے زیاد بن حنظلہ کو بلا بھیجا اور حضرت عمار بن یاسر کو حاکم مقرر کیا اور پھر آپ نے یہ آیتِ کریمہ تلاوت فرمائی

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ

ترجمہ: ہم چاہتے ہیں کہ ہم ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور ہیں اور انہیں رہنما بنائیں اور زمین کا وارث بنائیں۔

حضرت سعد کے دور حکومت کے وسط میں جب سلمان بن ربیعہ اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ نے قاضی کے عہدے سے استعفیٰ دیدیا تھا تو حضرت حنظلہ کو اس وقت تک کیلئے قاضی بنایا جب تک کہ عبداللہ بن مسعود حمص سے نہ آجائیں

عراق کے حکام کا عزل ونصب

حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت میں دریائے فرات ودجلہ کے سیراب کردہ علاقوں کیلئے حضرت نعمان بن مقرنؓ اور حضرت سوید بن مقرنؓ کو حاکم مقرر کیا تھا اور ان دونوں نے وہاں کام بھی کیا لیکن کچھ عرصہ بعد ان دونوں نے استعفاء پیش کیا اور کہا کہ ہمیں اس کام سے معافی دی جائے جو ایک بدکار عورت کی طرح اپنی زیب وزینت دکھا کر تباہ کررہا ہے چنانچہ آپ نے دونوں کی خواہش کے مطابق انہیں سبکدوش کردیا اور ان کی جگہ پر حضرت حذیفہ بن اسید غفاری اور حضرت جعفر بن عمرو الحزنی کو مقرر کیا، پھر کچھ عرصہ بعد انہوں نے بھی استعفاء دیدیا، آپ نے ان کا استعفاء بھی قبول کرکے ان دونوں کی جگہ پر حضرت حذیفہ بن الیمان اور عثمان بن حنیف کو مقرر کیا حضرت حذیفہ بن الیمان دریائے دجلہ کے سیراب کردہ علاقوں پر مقرر تھے اور حضرت عثمان بن حنیف دریائے فرات کے سیراب کردہ علاقوں پر مقرر تھے

حضرت عمرؓ نے اہل کوفہ کو تحریر فرمایا "میں نے تمہارے طرف عمار بن یاسر کو امیر بنا کر بھیجا ہے اور عبداللہ بن مسعود کو معلم بنا کر بھیجا ہے نیز حذیفہ بن الیمان کو دریائے دجلہ کے سیراب کردہ علاقوں پر مقرر کیا ہے اور حضرت عثمان بن حنیف کو دریائے فرات کے سیراب کردہ علاقوں پر مقرر کیا ہے۔

فتح اصفہان

جب حضرت عمار امیر مقرر ہو کر کوفہ آئے تو حضرت عمرؓ کی طرف سے ایک نامہ مبارک حضرت عبداللہ کو موصول ہوا جس میں آپ نے ان کو حکم دیا کہ تم اصفہان کی طرف روانہ ہو جاؤ اور زیاد کوفہ میں ہوں گے اور تمہارے ہر اول دستہ پر عبداللہ بن ورقاء اسدی اور عصمۃ بن عبداللہ ہونگے۔

حضرت عبداللہ حضرت امیر المؤمنین کے اس حکم کو پاتے ہی فوج کو لیکر روانہ ہوگئے اور حضرت حذیفہ بن الیمان کے پاس پہنچے، حضرت حذیفہ اپنے کام کی طرف لوٹ گئے اور حضرت عبداللہ نہاوند سے حضرت نعمان بن مقرن کی فوج کو لیکر اس لشکر کے مقابلے کیلئے نکلے جو اہل اصفہان پر مشتمل استندار کی زیر قیادت تھا اس کے ہراول لشکر پر ایک بوڑھا شخص قیادت کررہا تھا جس کا نام شہر براز جاذویہ تھا اور اسکے ساتھ ایک بہت بڑی جمعیت تھی۔

مسلمان اس لشکر کے ساتھ اصفہان کے ایک مقام پر نبرد آزما ہوئے اور دونوں فریقین کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی، بوڑھے سردار نے مسلمانوں کو انفرادی انفرادی جنگ کی دعوت دی تو اس کے مقابلہ کیلئے عبداللہ بن ورقاء نمودار ہوئے اور بوڑھے کو مار ڈالا اس کے بعد اہل اصفہان شکست کھا کر بھاگ گئے چنانچہ مسلمانوں نے اس علاقے کا نام استاق الشیخ رکھا جو آج تک اسی نام سے موسوم ہے۔

بعد میں حضرت عبداللہ بن عبداللہ نے ان کے حاکم استندار کو لڑائی کی دعوت دی لیکن اس نے صلح کی درخواست کی چنانچہ اس سے صلح کر لی گئی، یہ اصفہان کا پہلا ضلع تھا جو فتح ہوا پھر حضرت عبداللہ جیؔ کے مقام کی طرف روانہ ہوئے۔

عبداللہ کا شاہ اصفہان سے مقابلہ

اس زمانہ میں اصفہان کا بادشاہ فاذوسفان تھا اور یہ جیؔ کے مقام پر مقیم تھا حضرت عبداللہ جیؔ کے مقام پر پہنچے اور دشمنوں کا محاصرہ کر لیا کچھ عرصہ بعد وہ جنگ کیلئے نکلے اور دونوں فریقین کا آمنا سامنا ہوا تو فاذوسفان نے حضرت عبداللہ سے کہا کہ تم میرے ساتھیوں کو قتل نہیں کرو اور میں تمہارے ساتھیوں کو قتل نہیں کرونگا بلکہ تم خود میرے مقابلہ کیلئے نکلو اگر میں نے تمہیں قتل کر دیا تو تمہارے ساتھی واپس چلے جائیں گے اور اگر تم نے مجھے مار ڈالا تو میرے ساتھی تم سے صلح کر لیں گے۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عبداللہ ان کی بات مانتے ہوئے اس کے مقابلے کیلئے نکلے اور ساتھ ہی فرمایا کہ یا تو تم مجھ پر حملہ کر دو یا میں تم پر حملہ کرتا ہوں، اس نے کہا کہ میں تم پر حملہ کرتا ہوں چنانچہ حضرت عبداللہ ان کے سامنے کھڑے ہو گئے فاذوسفان نے حملہ کرتے ہوئے ان پر ایک نیزہ مارا جوان کے زین کے اگلے حصہ پر لگا اس سے زین کا ساز و سامان ٹوٹ گیا مگر حضرت عبداللہ بدستور گھوڑے سے گر کر کھڑے ہو گئے اور پھر گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر بیٹھ گئے اور فرمانے لگے اب تم ثابت قدم رہو اور مجھ سے مقابلہ کرو تو وہ کہنے لگا میں تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتا ہوں کیونکہ میں نے تمہیں مرد کامل پایا ہے اس لئے میں صلح کر کے شہر تمہارے حوالہ کر دونگا مگر اس شرط کے ساتھ کہ جو چاہے یہاں رہے اور جزیہ ادا کرے اور اسکا مال محفوظ رہے، اور جو یہاں نہ رہنا چاہے اس کو جانے کا موقع دیا جائے اور تم اس کی زمین پر قبضہ کر لو اور یہ بھی شرط ہے کہ تم نے اور تمہارے ساتھیوں نے جس کی زمین پر زبردستی قبضہ کیا ہے وہ مالکان کو واپس کر دی جائے اور وہ اسی معاہدہ میں شامل ہوں گے۔

حضرت عبداللہ نے فرمایا کہ تمہاری یہ شرطیں پوری ہوں گی، چنانچہ حضرت عبداللہ بن عبداللہ نے فاذوسفان سے معاہدہ کر لیا۔

حضرت ابوموسی اشعریؓ کی آمد

حضرت ابوموسی اشعریؓ اہواز کے راستے سے ان کے پاس اس وقت پہنچے جبکہ فاذوسفان حضرت عبداللہؓ سے صلح کر چکا تھا اس لئے مسلمان وہاں سے روانہ ہو گئے اور یہ باشندگانِ ایران مسلمانوں کے زیر حفاظت آ گئے مگر ان میں سے تیس افراد نے اپنی قوم سے مخالفت کی اور وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ کرمان پہنچ گئے جہاں ایک جماعت پہلے سے تیار تھی۔

حضرت عبداللہ اور حضرت ابوموسی اشعریؓ جیؔ کے شہر میں داخل ہو گئے جو اصفہان کا ایک شہر تھا اور انہوں اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو دی۔

تھوڑے عرصے کے بعد حضرت عبداللہ بن عبداللہ کے پاس حضرت عمرؓ کا نامہ مبارک آیا جس میں آپ نے ان سے فرمایا کہ تم یہاں سے روانہ ہو جاؤ اور سہل بن عدی کے پاس پہنچو اور ان سے مل کر کرمان والوں سے جنگ کرو، جیؔ کے باقی ماندہ لوگوں کو چھوڑ دو اور اصفہان پر سائب بن اقرع کو جانشین بناؤ۔

معاہدہ اصفہان

سیف روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے اہل اصفہان اور فاذوسفان کے ساتھ جس صلح کا معاہدہ کیا اس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ تحریر عبداللہ بن عبداللہ کی طرف سے فاذوسفان، اہل اصفہان اور اس کے گرد و نواح کے لوگوں کے نام ہے، جب تک تم جزیہ ادا کرتے رہو گے تم امن و امان میں رہو گے تم پر جزیہ تمہاری طاقت اور تمہاری حیثیت کے مطابق ہوگا جو ہر سال تم اپنے بالغ انسان کی طرف سے اپنے حاکم کو ادا کرتے رہو گے، تم مسلمانوں کو راستہ بناؤ گے اور ان کیلئے راستہ درست رکھو گے اور ایک رات ایک دن کی مہمان نوازی کرو گے نیز تم مسلمانوں کی خیر خواہی کرو گے، اس وقت تک تمہاری حفاظت کی جائیگی جب تک اپنے فرائض کو ادا کرتے رہو گے اور معاہدہ کے مطابق کام کرتے رہو گے، اگر تم نے اس معاہدہ کے برخلاف کوئی تبدیلی کی یا کسی اور نے تمہاری طرف سے اسے تبدیل کیا تو ہم پر تمہاری کوئی ذمہ داری نہیں رہے گی۔ جو کوئی کسی مسلمان کو گالی دے گا تو اس کو ہم سزا دیں گے جو کوئی کسی مسلمان کو زدوکوب کریگا تو ہم اسے قتل کر دیں گے،،

اس کے گواہ عبداللہ بن قیس، عبداللہ بن ورقاء اور عصمۃ بن عبداللہ ہیں۔

ہرمزان سے مشورہ اور اصفہان کی طرف پیش قدمی

معقل بن یسار روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمانوں نے اصفہان پر حملہ کیا تو ان کے سپہ سالار نعمان بن مقرن تھے ان کی یہ بھی روایت ہے کہ جنگ اصفہان سے قبل حضرت عمر بن الخطابؓ نے ہرمزان سے مشورہ کے طور پر دریافت کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ میں جنگ کی ابتداء فارس سے کروں یا آذربائیجان سے یا اصفہان سے؟ وہ بولا: فارس اور آذربائیجان بازو ہیں اور اصفہان اس ملک کا سر ہے اگر آپ ایک بازو کاٹیں گے تو دوسرا بازو کھڑا ہو جائیگا لیکن اگر آپ سر ہی کاٹ دیں گے تو دونوں بازو گر جائیں گے، اس لئے آپ سر سے جنگ کا آغاز کریں۔

نعمانؓ سے عمرؓ کی درخواستِ سپہ سالاری

اس پر حضرت عمرؓ مسجد میں داخل ہوئے، جہاں حضرت نعمان بن مقرن نماز پڑھ رہے تھے، آپ ان کے پاس تشریف لیجا کر ان کے پہلو میں بیٹھ گئے۔ جب انہوں نے اپنی نماز پڑھ لی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں چاہتا ہوں کہ تمہیں حاکم مقرر کردوں، وہ بولے: میں محصول کرنے والا نہیں بنوں گا بلکہ مجاہد بنوں گا آپ نے فرمایا: کہ تم غازی بنو گے؟ چنانچہ آپ نے ان کو اصفہان بھیجا اور اہل کوفہ کو تحریر کیا کہ وہ امدادی فوج بھیجیں۔

حضرت نعمان اصفہان میں

حضرت نعمان اصفہان پہنچے فریقین کے درمیان دریا حائل ہوا تو انہوں نے بات چیت کیلئے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو بھیجا چنانچہ حضرت مغیرہ ان کے پاس گئے تو ان کا بادشاہ جسے ذوالحاجبین کہا جاتا ہے خبر دی گئے کہ اہل عرب سے آیا

ہوا قاصد دروازہ پر موجود ہے۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا اور پوچھا کیا ان کے سامنے بادشاہ کی شان و شوکت کے ساتھ بیٹھوں؟ لوگوں نے مشورہ دیا کہ ہاں۔ چنانچہ وہ اپنے سر پر تاج رکھ کر اور ریشمی لباس میں ملبوس ہو کر بیٹھ گیا اور شہزادے اس کے چاروں طرف کنگن، زیورات اور ریشمی لباس پہن کر بیٹھ گئے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ قاصدِ اسلام شاہِ اصفہان کے دربار میں

پھر حضرت مغیرہ بن شعبہ کو داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ جب وہ داخل ہوئے تو اپنے ساتھ نیزہ اور ڈھال لئے ہوئے تھے۔ جاتے ہوئے وہ اپنے نیزے کے ذریعے فرش اور قالین کو چیر رہے تھے تاکہ وہ اسے بدشگونی سمجھیں جبکہ دو آدمی انہیں پکڑے ہوئے تھے۔ پھر وہ جا کر بادشاہ کے سامنے کھڑے ہو گئے، بادشاہ نے ان سے گفتگو کی ''اے اقوام عرب! تمہیں سخت بھوک لاحق ہے اگر تم چاہو تو ہم تمہیں غلہ دیتے ہیں تاکہ تم اپنے ملک میں واپس چلے جاؤ''

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی تقریر

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا: ''ہم اقوام عرب گندے اور مردار جانوروں کا گوشت کھاتے تھے اس وقت لوگ ہمیں رلاتے تھے اور ہم کسی کو روند نہیں سکتے تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں میں سے ایک پیغمبر بھیجا جو ہم سے اعلیٰ نسب کے تھے اور سب سے زیادہ حق گو تھے، اس کے بعد آپ نے آنحضرت ﷺ کا مناسب ذکر کیا پھر فرمایا: انہوں نے ہم سے چند باتوں کا وعدہ کیا جو ہم نے آپ ﷺ کے ارشادات کے مطابق پائیں نیز آپ ﷺ نے ہم سے یہ پیشن گوئی کی تھی کہ ہم تم پر غالب آئیں گے اور یہاں کے علاقوں پر قابض ہو جائیں گے اور میں تمہارا ایسا لباس اور ہیئت دیکھ رہا ہوں جو پیچھے کے لوگوں میں نہیں دیکھی تھی۔ حضرت مغیرہ بن شعبہؓ فرماتے ہیں: کہ میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اچھل کر اس ایرانی بادشاہ کے ساتھ اس کے تخت پر بیٹھ جاؤں میرا خیال تھا کہ وہ اسے بدشگونی سمجھے چنانچہ میں چھلانگ لگا کر اس کے تخت پر بیٹھ گیا اس پر مجھے دھکا دیکر ہٹانے لگے، تو میں نے کہا کہ کیا تم سفیروں کے ساتھ ایسا سلوک کرتے ہو؟ ہم تو ایسا سلوک نہیں کرتے اور نہ ہی ہم ایسا کریں گے،

بادشاہ نے کہا کہ اگر تم چاہو تو دریا عبور کر کے ہماری طرف آ جاؤ اور اگر تم چاہو تو ہم دریا عبور کر کے تمہاری طرف پہنچیں گے، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا: ہم تمہاری طرف عبور کر کے پہنچیں گے، چنانچہ ہم دریا پار کر کے ان سے جنگ کرنے کیلئے پہنچے۔

دشمن کی تیر اندازی اور حضرت نعمانؓ کی ہدایت

دشمن نے اپنے آپ کو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا ایک ایک زنجیر میں دس دس، پانچ پانچ یا تین تین افراد جکڑے ہوئے تھے، تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں، ہم ان کے سامنے صف آرا ہو گئے وہ ہماری طرف تیر اندازی کرنے لگے۔ اس پر حضرت مغیرہ نے حضرت نعمان سے فرمایا: اللہ آپ پر رحم کرے۔ دشمن نہایت تیزی کے ساتھ تیر اندازی کر رہا ہے۔ ہمیں بھی حملہ کر دینا چاہئے۔

حضرت نعمانؓ نے فرمایا کہ مغیرہ تم بہت خوبیوں والے ہو، مگر میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا تھا میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ دن کے شروع میں جنگ نہیں کرتے تھے بلکہ آپ جنگ کے شروع کرنے میں تاخیر فرماتے اور اتنی تاخیر فرماتے کہ سورج ڈھل جاتا اس وقت اللہ کی فتح ونصرت نازل ہوتی ہے پھر آپ نے اسلامی فوجوں کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا میں نے اپنا جھنڈا تین مرتبہ لہراؤں گا جب میں پہلی مرتبہ جھنڈا لہراؤں تو ہر شخص اپنی ضروریات پوری کرلے اور وضو کرلے اور جب دوسری مرتبہ جھنڈا لہراؤں تو ہر شخص ہتھیار بند ہو جائے اور بالکل تیار ہو جائے اور جب میں تیسری مرتبہ جھنڈا لہراؤں تو ایک دم حملہ کردو اور کوئی کسی کی طرف مڑ کر نہ دیکھے اگر نعمان بھی شہید ہو جائے تو کوئی اس کی طرف رخ نہ کرے، میں اللہ سے یہ دعا مانگتا ہوں اور تم میں سے ہر ایک اس پر آمین کہے کہ اے اللہ! تو مسلمانوں کی فتح ونصرت کے ساتھ نعمان کو شہادت عطا فرما۔

حضرت نعمان کی شہادت

حضرت نعمان نے تین مرتبہ جھنڈا لہرایا اس کے بعد انہوں نے زرہ بکتر پہن کر حملہ کیا اور دوران حملہ گھوڑے سے پھسل کر گرے۔ معقل روایت کرتے ہیں کہ میں ان کے پاس گیا تو مجھے ان کا عزم شہادت یاد آیا تو میں نے ان پر ایک جھنڈا گاڑ دیا پھر میں چلا گیا۔ اس وقت جب ہم کسی شخص کو قتل کرتے تھے تو اس کے ساتھی ہم سے الگ ہو جاتے تھے اتنے میں ذوالحاجبین اپنے خچر سے گر پڑا جس سے اس کا پیٹ پھٹ گیا اس کے بعد اللہ نے دشمن کو شکست دے دی پھر میں پانی کا مشکیزہ لے کر حضرت نعمان کے پاس آیا اور میں نے پانی سے ان کے چہرے سے مٹی دھودی اس پر وہ کہنے لگے تم کون ہو؟ اس پر میں نے کہا معقل بن یسار آپ نے پوچھا کہ مسلمانوں نے کیا کیا؟ میں نے کہا اللہ نے انہیں فتح عطا فرمائی، آپ نے فرمایا الحمد للہ پھر فرمایا کہ تم حضرت عمر کو فتح کی اطلاع لکھ کر بھیجو اس کے بعد ان کی روح پرواز کر گئی مسلمان اشعث بن قیس کے پاس جمع ہو گئے ان میں حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ، حضرت عبداللہؓ بن زبیرؓ، عمرو بن معدیکرب اور حذیفہؓ شامل تھے۔ انہوں نے ان کی ام ولد کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ وہ تمہارے ساتھ کیا معاہدہ چھوڑ گئے ہیں؟ وہ بولی یہاں ایک ٹوکری ہے جس میں ایک تحریر ہے چنانچہ اس تحریر کو کھولا گیا تو اس میں لکھا ہوا تھا کہ اگر نعمان شہید ہو جائے تو فلاں حاکم ہے اگر وہ بھی شہید ہو جائے تو فلاں کو حاکم مقرر کرو۔

دیگر متفرق واقعات

واقدی کی روایت ہے اس سال حضرت خالد بن ولید نے حمص کے مقام پر وفات پائی۔ اور اسی سال عبداللہ اور عبدالرحمن فرزندان عمرو نے ابوسروعہ سے جہاد کیا پھر وہ مصر آئے اور عبدالرحمن نے شراب پی اور اس کا نتیجہ وہ ہوا جو پہلے گذر چکا۔

اسی سال حضرت عمرو بن العاص انطالس جسے برقہ بھی کہتے ہیں گئے اور اسے فتح کرلیا اہل برقہ نے تیرہ ہزار دینار عطا کرنے پر صلح کرلی۔ اس میں یہ بھی مذکور تھا کہ وہ اپنے جزیئے میں جس قدر چاہیں اپنے فرزندان کو فروخت کریں گے۔

حضرت عمار کے خلاف شکایت اور حضرت مغیرہ کا تقرر

اسی سال حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت عمار بن یاسر کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور حضرت عبداللہ بن مسعود کو بیت المال کا نگران اور حضرت عثمان بن حنیف کو اراضی کی پیمائش کا افسر مقرر کیا۔

اہل کوفہ نے حضرت عمار کے خلاف شکایت کی تو حضرت عمار بن یاسر نے حضرت عمر کو استعفیٰ پیش کیا چنانچہ آپ نے ان کا استعفیٰ منظور کرتے ہوئے ان کی جگہ حضرت جبیر بن مطعم کو کوفہ کا حاکم مقرر کر دیا۔اور فرمایا کہ تم اس کا تذکرہ کسی سے نہ کرنا۔اتنے میں حضرت مغیرہ بن شعبہ کو اس کی اطلاع ملی کہ حضرت عمرؓ حضرت جبیر بن مطعم سے تنہائی میں ملے تھے اس لئے وہ اپنی بیوی کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ تم جبیر بن مطعم کی بیوی کے پاس جاؤ اور انہیں سفر کے کھانے کی پیش کش کرو چنانچہ وہ ان کے پاس آئیں اور سفر کے کھانے کا تحفہ پیش کیا۔پہلے وہ اس بات کو نہ سمجھ سکیں پھر کہنے لگیں ہاں وہ کھانا لے آؤ۔جب حضرت مغیرہ کو اس بات کا یقین ہو گیا تو وہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ نے جس کو حاکم مقرر کیا ہے وہ آپ کو مبارک ہو حضرت عمر نے فرمایا کہ میں نے کس کو حاکم مقرر کیا ہے؟ اس پر انہوں نے فرمایا کہ آپ نے حضرت جبیر بن مطعم کو حاکم مقرر کیا ہے اس پر حضرت عمرؓ فرمانے لگے میں نہیں جانتا ہوں کہ اب میں کیا کروں پھر انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کا حاکم بنایا یہاں تک کہ حضرت عمرؓ کی وفات تک وہاں کے حاکم رہے

اسی سال حضرت عمرو بن العاص نے حضرت عقبہ بن نافع فہری کو زویلہ اور برقہ کے علاقے کی طرف روانہ کیا انہوں نے ان دونوں علاقوں کو صلح کر کے فتح کر لیا۔

محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ اسی سال امیر معاویہ بن سفیان اور عمیر بن سعد انصاری نے دمشق ،بثنیۃ ،حوران ،حمص ،قنسرین ،اور جزیرہ پر حملہ کیا جب کہ امیر معاویہ بلقاء ،اردن ،فلسطین ،سواحل انطا کیہ ،معرۃ مصرین اور قلقیۃ پر مقرر تھے۔اس موقع پر ابوالہاشم ابن عتبہ نے قلقیۃ ،انطاکیہ ،معرۃ مصرین کے علاقوں پر صلح کر لی اسی سال مشہور عبادت گزار اور وعظ گو حضرت حسن بصری اور مشہور عالم عامر شعبی پیدا ہوئے۔

واقدی کہتے ہیں کہ اس سال حضرت عمر نے حج کیا اور مدینہ میں اپنا جانشین حضرت زید بن ثابت کو مقرر کیا اور ان کے حکام مکہ ،طائف ،یمن ،یمامہ ،بحرین ،شام ،مصر ،اور بصرہ پر وہی تھے جو سن ۲۰ ہجری میں تھے البتہ کوفہ کے حاکم عمار بن یاسر تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے ذمے بیت المال کی نگرانی تھی اور حضرت عثمان بن حنیف خراج کے نگران اور حضرت شریح قاضی تھے۔

سن ۲۲ ہجری کے واقعات

فتح ہمذان

ابو معشر اور واقدی کی روایت ہے کہ سن ۲۲ھ آذربائیجان فتح ہوا اور اس کے سپہ سالار حضرت مغیرہ بن شعبہ تھے۔جب کہ سیف کی روایت اس سے مختلف ہے ان کا کہنا ہے کہ آذربائیجان سن ۱۸ ہجری میں ہمذان ،رے ،جرجان ،اصبہبذ کی طبرستان کی صلح کے بعد فتح ہوا اور یہ تمام علاقے بھی سن ۱۸ ہجری میں ہی فتح ہوئے۔سیف کی روایت کے مطابق ہمذان اس طرح فتح ہوا کہ جب اہل عجم نہاوند میں جمع ہوئے تو حضرت نعمان بن مقرن کو ماہین کی طرف بھیج دیا گیا اور ساتھ ہی اہل کوفہ کو ان کی طرف روانہ کیا گیا اور وہ حذیفہ کے ساتھ حضرت نعمان کے پاس پہنچ گئے۔

جب اہل کوفہ حلوان سے رخصت ہوئے اور ماہ کے قریب پہنچے تو انہوں نے چراگاہ کے قلعے پر حملہ کیا جہاں ہتھیار اور فوجی ساز و سامان تھے اور مسلمانوں نے انہیں وہاں سے نکال دیا۔

یہ پہلی فتح تھی مسلمانوں نے ان کے مقامات پر گھوڑے باندھ دیئے اور اپنا قیام اس قلعے میں کیا اور اس فوجی مرکز کا نام مرج القلعہ رکھا گیا، پھر مسلمان مرج القلعہ سے نہاوند کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں ایک قلعہ آیا جہاں کچھ ایسے لوگ قیام پذیر تھے جنہوں نے قبیلہ عجل اور قبیلہ حنیفہ کے ساتھ نُسَیر بن ثور کو چھوڑ دیا تھا بعد میں یہ قلعہ نُسَیر کے نام سے موسوم ہوا انہوں نے اس قلعے کو نہاوند کے بعد فتح کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جنگ نہاوند میں نہ کوئی قبیلہ عجل کا فرد شریک ہوا اور نہ قبیلہ حنیفہ کا کوئی فرد شریک ہوا بلکہ وہ سب نُسَیر کے ساتھ قلعے کے قریب رہے۔ تاہم جب جنگ نہاوند کا مال غنیمت تقسیم ہوا تو تمام قلعے والوں کو اس میں شریک کیا گیا کیونکہ ہر ایک مورچہ دوسرے کی تقویت کا باعث تھا۔

فوجی مقامات

مرج القلعہ سے نہاوند تک جو بھی مقامات آئے ہیں وہ بعض صفات کی وجہ صفاتی نام سے مشہور ہو گئے مثلاً ماہ کے قریب ایک گھاٹی میں سواریوں کا اژدھام ہو گیا تو وہ گھاٹی ثنیۃ الرکاب کے نام سے مشہور ہو گئی، ایک اور گھاٹی کے پاس جس کا راستہ ایک چٹان پر سے جاتا تھا اس کا نام لوگوں نے ملویہ رکھا، مسلمان ایک لمبے اور اونچے پہاڑ کے پاس گذرے جو سب پہاڑوں میں سے ابھرا ہوا تھا اس کو دیکھ کر کسی نے کہا گویا یہ سمیرہ کا دانت (سن سمیرہ) ہے۔

دراصل بنو معاویہ کی سمیرہ نامی ایک مہاجرہ خاتون تھی۔ اور اس کا ایک دانت باقی دانتوں سے لمبا تھا اس لئے یہ پہاڑی بھی سن سمیرہ کے نام سے مشہور ہو گئی۔ اس طرح ان مقامات کے پرانے نام مٹ گئے اور یہ اپنے صفاتی ناموں سے موسوم ہو گئیں۔

مصالحت اور عہد شکنی

جب جنگ نہاوند کے شکست خوردہ سپاہی بھاگ گئے تو ان کے تعاقب کیلئے حضرت حذیفہؓ نے نعیم بن مقرن اور قعقاع بن عمرو کو روانہ کیا جب وہ دونوں ہمذان پہنچے تو خسروشنوم نے ان سے مصالحت کر لی جس کی وجہ سے یہ دونوں بغیر جنگ واپس آ گئے لیکن بعد میں خسروشنوم نے عہد شکنی کی۔

ہمذان کی طرف روانگی

جب حضرت عمرؓ کے پاس اس کا معاہدہ آیا تو اس وقت تک وہ حضرت حذیفہؓ سے رخصت ہو گئے تھے اور ان کی منزل مقصود ہمذان تھی جبکہ ان کی منزل کوفہ کی طرف واپسی تھی، آپ نے ماہین پر حضرت عمر بن بلالؓ بن حارث کو جانشین مقرر کیا۔ اور ادھر حضرت عمرؓ نے عمرو بن مقرن کو ایک خط تحریر کیا، جس میں آپ نے لکھا: کہ ہمذان کی طرف روانہ ہو جاؤ، اپنے ہراول دستہ پر سوید بن مقرن کو بھیجو اور اپنے دونوں بازوں پر ربعی بن عامر اور مہلہل بن زید کو مقرر کرو،

شہد کی گھاٹی

حضرت نعیمؓ بن مقرن تمام تیاریاں مکمل کر کے مسلمانوں کے لشکر کو لیکر روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ ثنیۃ العسل (شہد کی گھاٹی) پہنچے اور اس گھاٹی کو ثنیۃ العسل اس لئے کہتے ہیں کہ جنگ نہاوند کے بعد جب مسلمانوں نے شکست

خوردہ فوج کا تعاقب کیا تو ان کا سردار فیرُزان بھاگ کر اس گھاٹی پر پہنچا تو اس وقت گھاٹی شہد لے جانے والے جانوروں سے بھری ہوئی تھی اوران پر دوسری چیزیں بھی تھیں اس لئے فیروزان کو ان کی وجہ سے رکنا پڑا پھر وہاں سے راستہ نہ پاکر نیچے اترا اور پہاڑ پر چڑھ گیا جہاں سے اس کا گھوڑا لوٹ آیا اور وہ گرفتار ہوا اس لئے اس گھاٹی کو ثنیۃ العسل کہا جاتا ہے۔ جب مسلمان کنکور کے مقام پر پہنچے تو مسلمانوں کے جانور چرالئے گئے اس لئے اس مقام کا نام قصر الاصواص رکھا گیا۔

ہمذان کا محاصرہ اور صلح کا پیغام

پھر حضرت نعیم اس گھاٹی سے اتر کر شہر ہمذان کے قریب پہنچے اس وقت تک دشمن شہر کے اندر قلعہ بند ہو کر محصور ہو گئے تھے اس لئے انہوں نے ہمذان اور جرمیذان کے درمیان کا علاقہ فتح کرلیا اور ہمذان کے تمام علاقے پر قبضہ کرلیا۔

جب شہر والوں نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے صلح کی درخواست کی اس شرط کے ساتھ کہ انہیں اور جو ان شرائط کو تسلیم کرلیں ان سب کو ایک قسم کی مراعات دی جائیں، چنانچہ حضرت نعیم بن مقرن نے ان کی مصلحت منظور کرلی اور دستبی کو اہل کوفہ کے چند افسران میں تقسیم کر دیا جو کہ مندرجہ ذیل تھے:

(۱) حضرت عصمۃ بن عبداللہ الضبی (۲) مہلہل بن زید طائی (۳) سماک بن عبید عبسی (۴) سماک بن مخرمۃ الاسدی (۵) سماک بن خرشۃ انصاری۔

یہ وہ لوگ تھے جو سب سے پہلے دستبی کے فوجی مراکز کے نگران مقرر ہوئے اور انہوں نے دیلم قوم سے جنگ کی۔

مختلف روایات

واقدی کی روایت ہے کہ فتح ہمذان اور فتح رے ۲۲ھ میں ہوا، واقدی کا بیان ہے کہ رے کو حضرت قرظۃ بن کعبؓ نے فتح کیا، ربیعہ بن عثمان کی روایت ہے کہ ہمذان کی فتح ماہ جمادی الاولی میں ہوئی اس وقت حضرت عمرؓ کی شہادت میں چھ مہینے باقی تھے اور اس کے سپہ سالار حضرت مغیرہ بن شعبہؓ تھے۔ ایک روایت کے مطابق جب حضرت عمرؓ شہید ہوئے تو اس وقت ان کی فوجیں وہاں لڑ رہی تھیں۔

دشمنوں کے غول

سیف کی روایت ہے کہ جب حضرت نعیم ہمذان میں بارہ ہزار فوجوں کے ساتھ مقیم تھے تو اہل دیلم ورے وآذربائیجان نے باہمی خط و کتابت کی پھر ان کا سردار موتا دیلم کی فوج لیکر نکلا تاکہ وہ واج روذ کے مقام پر صف آراء ہو جائے اور ابوالفرُّ خان زینبی بھی اہل رے کو لیکر نکلا تاکہ وہ اس لشکر میں شامل ہو جائے۔ ادھر سے رستم کا بھائی اسفندیار بھی اہلِ آذربائیجان کو لیکر روانہ پہنچا۔

دستبی کے فوجی مرکزوں کے مسلمان نگران قلعہ بند ہو گئے جس کی اطلاع انہوں نے حضرت نعیم کو دی تو انہوں نے یزید بن قیس کو اپنا جانشین بنایا اور فوج لیکر روانہ ہو گئے اور واج روذ کے مقام پر پہنچ گئے اور وہاں دونوں فریقوں کے درمیان گھمسان کی لڑائی ہوئی اور یہ جنگ بھی جنگ نہاوند سے کسی صورت کم نہ تھی اور اس جنگ میں بہت سے لوگ

مارے گئے جن کا کوئی شمار نہ تھا اور یہ بہت بڑے معرکوں میں سے ایک معرکہ تھا۔

فتح کی خبر

مسلمانوں نے حضرت عمرؓ کو دشمنوں کے اس عظیم اجتماع کی خبر دی جس کی وجہ سے حضرت عمرؓ نہایت پریشان تھے آپ کو اس جنگ کی بہت فکر لاحق تھی۔ آپ کو اس کے نتیجہ کا بڑی بے چینی کے ساتھ انتظار تھا کہ اچانک ان کے پاس ایک قاصد فتح و نصرت کی خبر لیکر آیا تو آپؓ نے ان سے پوچھا کیا تم بشیر ہو؟ وہ بولا نہیں میں عروہ ہوں جب آپ نے دوبارہ یہ فرمایا: تو قاصد آپ کی بات سمجھ گیا اور کہنے لگا ہاں میں بشیر ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا نعیمؓ بن مقرن کے قاصد ہو؟ وہ بولے ہاں میں نعیم کا قاصد ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیا خبر ہے؟ وہ بولا فتح و نصرت کی بشارت ہے پھر اس نے جنگ کے تمام احوال سنائے اس پر آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کی اور خط پڑھنے کا حکم دیا۔ جب مسلمانوں کے سامنے خط پڑھا گیا تو سب نے اللہ کی حمد و ثناء کی، پھر سماک بن مخرمہ، سماک بن عبید بن خرشتہ اہل کوفہ کے ایک وفد کے ساتھ مال غنیمت کا پانچواں حصہ لیکر حضرت عمرؓ کے پاس آئے۔ آپ نے تینوں کے نام معلوم کئے تو تینوں نے اپنا نام سماک بتایا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہیں مبارک کرے، اے اللہ تو ان کے ذریعے اسلام کو مستحکم کر اور ان کے ذریعے اسلام کی مدد فرما۔

ہمذان کی واپسی

دستبی اور اس کے فوجی مراکز ہمذان سے متعلق ہو گئے یہاں تک کہ حضرت نعیم بن مقرن کا ایلچی حضرت عمرؓ کا یہ جواب لیکر واپس آیا کہ ہمذان پر اپنا جانشین مقرر کرو۔ بکیر بن عبداللہ سے سماک بن خرشتہ کے ذریعے امداد فراہم کرو۔ پھر وہاں سے روانہ ہو کر رے آؤ اور وہاں دشمن کی فوج سے مقابلہ کرو۔ پھر وہیں قیام کرو کیونکہ یہ شہر ملک کے تمام شہروں کے وسط میں ہے اور ان سب پر حاوی ہے اور عین تمہارے مقصد کے مطابق ہے۔

فتح رے

حضرت نعیم بن مقرنؓ واج روز سے فوجوں کو لیکر روانہ ہوئے۔ اس اثناء میں انہوں نے دستبی تک کا علاقہ ویران کر دیا تھا وہاں سے وہ رے کی طرف روانہ ہوئے دشمن کی فوجیں ان سے مقابلہ کیلئے اکٹھی ہو گئی تھیں، ابوالفرخان زینبی نکلا اور اس نے حضرت نعیم سے ''قہا'' کے مقام پر ملاقات کی۔ دراصل وہ مصالحت کا خواہش مند تھا اور رے کے بادشاہ کا مخالف تھا اور ساتھ ہی ساتھ وہ مسلمانوں کے کارناموں کا مشاہدہ کر چکا تھا نیز وہ سیاوخش اور اسکے اہل خاندان سے بھی حسد رکھتا تھا اس لئے وہ مصالحت کر کے حضرت نعیم بن مقرن کے ساتھ مل گیا۔

اس وقت رے کا بادشاہ سیاوخش بن مہران بن بہرام شوبین تھا اس نے اہل دنیاوند، طبرستان، قومس اور جرجان سے امداد طلب کی اور ان سے کہا کہ یہ لوگ رے میں آ گئے ہیں اب تمہارے لئے کوئی مقام نہیں ہے اس لئے تم متحد ہو جاؤ۔ بہر حال سیاوخش نے ایک بہت بڑی تعداد کے ساتھ مقابلہ کیا اور رے شہر کے پہلو میں دونوں رفیقوں کے درمیان جنگ کا آغاز ہوا اور کئی دن تک یہ لڑائی ہوتی رہی۔

جب یہ لڑائی طوالت اختیار کر گئی تو زینبی نے حضرت نعیم بن مقرن سے کہا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے اور

ہماری تعداد بہت کم ہے اس لئے تم میرے ساتھ سواروں کا ایک دستہ بھیجو تا کہ میں انہیں شہر میں ایک ایسے خفیہ راستے میں داخل کراؤں جس کا انہیں کوئی علم نہیں۔ آپ ادھر سے ان کے ساتھ مقابلہ جاری رکھیں کیونکہ جب وہ ان پر حملہ کریں گے تو وہ آپ کے مقابلے پر جم نہیں سکیں گے۔

حضرت نعیم بن مقرن نے ان کی رائے اور مشورے کے مطابق رات کے وقت سواروں کا ایک دستہ اپنے بھتیجے منذر بن عمرو کی قیادت میں روانہ کر دیا زینبی نے انہیں ایک خفیہ راستے سے شہر میں داخل کر دیا جس کا دشمن کو علم نہ ہو سکا پھر حضرت نعیم نے شب خون مارا جس کی وجہ سے وہ اپنے شہر کا دفاع نہ کر سکے اور جنگ کرتے رہے مگر جب انہوں نے اپنے پیچھے سے نعرۂ تکبیر کی صدا سنی تو شکست کھا کر بھاگ گئے اور بری طرح سے مارے گئے۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح و نصرت کے بعد رے میں مدائن کے مال غنیمت کے برابر مال عطا کیا۔

نعیم کا زینبی کو رے کا حاکم بنانا

زینبی نے اہل رے کی طرف سے مصالحت کی جسکی وجہ سے حضرت نعیم نے انہی کو وہاں کا حاکم بنا دیا اور یوں زینبی خاندان میں حکومت چل پڑی۔ چنانچہ شہرام و فرخام اسی خاندان سے متعلق تھے۔ بہرام کے خاندان کو زوال آ گیا تھا۔

حضرت نعیم نے ان کے پرانے شہر کو تباہ کر دیا پھر زینبی کے حکم سے نیا شہر قائم کیا گیا۔ حضرت نعیم نے فتح کی خوشخبری مضارب العجلی کے ہاتھ روانہ کی اور مال خمس تمسیہ بن انہاس اور ابو مغزا کے ہاتھ کوفہ کے معزز سرداروں کے ساتھ روانہ کیا جب انھوں نے رے فتح کر لیا تو بکیر بن عبداللہ کی امداد کے لئے سماک بن عبداللہ خرشی انصاری کو روانہ کیا چنانچہ سماک بکیر کے لئے امدادی فوج لے کر روانہ ہوا۔

نعیم اور اہل رے کے مابین صلح نامہ

حضرت نعیم اور اہل رے کے باشندوں کے مابین صلح نامہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعیم بن مقرن نے زینبی بن قولہ کو یہ صلح نامہ لکھا کہ میں اہل رے کو اور جوان کے ساتھ ہیں پناہ دیتا ہوں بشرطیکہ وہ جزیہ ادا کریں، جو ہر بالغ اپنی حیثیت کے مطابق ہر سال ادا کرے گا انھیں چاہئیے کہ وہ خیر خواہ اور وفادار رہیں، راستہ بتائیں، چوری نہ کریں اور مسلمانوں کو ایک دن اور ایک رات کا کھانا کھلائیں اور ان کی عزت کریں۔ جو کوئی مسلمان کو سب و شتم کرے، گالی دے اس کی بے عزتی کرے وہ سخت سزا کا مستحق ہوگا اور جو کوئی مسلمان کو زد و کوب کرے گا تو وہ قتل کیا جائے گا اور جو کوئی وعدہ سے پھر جائے گا اور اس کی مخالفت کرے گا سمجھو کہ اس نے تمہاری جماعت کو تبدیل کیا وہ مسلمانوں کی حفاظت میں نہیں رہے گا۔

یہ وہ مصالحت نامہ ہے جسے نعیم نے خود لکھا اور اس پر شہادت شہادت ثبت کی۔

اہلِ رے کے دوسرے افراد سے معاہدہ

مصمغان نے بھی ان سے خط و کتابت کی تا کہ وہ کچھ فدیہ دے کر مسلمانوں سے صلح کر لے اس نے معاونت اور حفاظت کی درخواست نہیں کی تھی۔ سو اس کی درخواست بھی قبول کی گئی اور اس کے لئے بھی تحریری معاہدہ لکھا گیا جس میں حفاظت کا ذکر نہیں تھا وہ معاہدہ درج ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مردان شاہ، صمغان، دنباوند اور اہل نہاوند، خوار، لارز

اور شرز اور نعیم بن مقرن کے مابین یہ معاہدہ لکھا جاتا ہے:

نعیم کہتا ہے میں تمہیں اور جو تمہارے ساتھ اس معاہدے میں شریک ہوں پناہ دیتا ہوں بشرطیکہ تم اپنے لوگوں کو لڑائی سے دور رکھو اور جو سرحد کے محافظ ہوں انھیں دو لاکھ درہم سالانہ ادا کرو تو تم پر حملہ نہیں کیا جائے گا اور جب تک تم اس معاہدے پر قائم رہو گے، تمہارے علاقہ میں کوئی داخل نہیں ہو گا اور اگر کسی نے اس معاہدے کی خلاف ورزی کی تو یہ معاہدہ برقرار نہیں رہے گا۔

یہ بات لکھ کر گواہی سے مؤکد کی گئی۔

قومس کی فتح

جب حضرت نعیم نے مضارب عجلی کے ہاتھ رے کی فتح کی خبر بھجوائی اور وفد کے ہاتھ مال خمس بھیجا تو حضرت عمرؓ نے انھیں تحریر ارسال فرمائی۔ تم سوید بن مقرن کو سوید بھیجو ان کے ہراول دستے پر سماک بن مخرمہ کو بھیجو اور ان کے دونوں بازوؤں پر عتیبہ بن النہاس اور ہند بن عمرو الجملی کو مقرر کرو۔

مسلمانوں کا قومس کے ملاذ نامی دریا کا پانی پی کر بیمار ہونا

لہذا حضرت سوید بن مقرن صف آراء ہو کر رے سے قومس کی طرف روانہ ہوئے ان کے مقابلے کے لئے کوئی نہیں آیا اور انھوں نے مصالحت کے ذریعہ اس شہر پر قبضہ کر لیا اور وہاں پڑاؤ ڈال دیا۔ مسلمان فوج نے ان کے ملاذ نامی دریا کا پانی پیا تو ان میں بیماری پھیل گئی۔ اس پر حضرت سوید نے کہا تم اپنا پانی تبدیل کر دو ورنہ تم بھی یہاں کے باشندوں کی طرح ہو جاؤ گے چنانچہ انھوں نے پانی تبدیل کیا جو انھیں خوش گوار معلوم ہوا۔

جو لوگ یہاں کے باشندوں میں سے طبرستان بھاگ گئے تھے اور جو جنگلوں میں چلے گئے تھے انھوں نے مسلمانوں سے خط و کتابت کی تو حضرت سویدؓ نے انھیں صلح اور جزیہ ادا کرنے کی دعوت دی اور ان کے لئے یہ معاہدہ تحریر کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوید بن مقرن نے اہل قومس اور ان کے ساتھیوں کو ان کے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، بشرطیکہ وہ جزیہ ادا کریں جسے ہر بالغ اپنی حیثیت اور طاقت کے مطابق ادا کرے گا ان کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ خیر خواہ رہیں اور فریب دہی نہ کریں اور مسلمانوں کو سیدھی راہ دکھائیں، اور مسلمانوں کو ایک دن اور ایک رات اوسط درجے کا کھانا کھلائیں اگر انھوں نے اس کی خلاف ورزی کی یا معاہدہ کی پابندی نہیں کی تو ہم ان کی حفاظت سے بری الذمہ ہیں۔

یہ بات لکھ کر گواہی سے مؤکد کی گئی۔

جرجان کی فتح

حضرت سوید کی رزبان صول بادشاہ سے مصالحت

ادھر حضرت سوید نے بسطام میں پڑاؤ ڈالا اور جرجان کے بادشاہ رزبان صول سے خط و کتابت کی پھر ادھر روانہ ہو گئے رزبان صول، بادشاہ نے خط و کتابت کے ذریعہ سے جلدی صلح کر لی اور جزیہ ادا کرنے کا وعدہ کر لیا اس طرح جرجان کو جنگ سے بچا لیا۔ حضرت سوید نے اس کی صلح قبول کر لی۔ اس لئے رزبان صول، بادشاہ حضرت سوید کے جرجان داخل ہونے سے پہلے ان سے ملا۔ پھر دونوں ساتھ ساتھ شہر میں داخل ہوئے۔ حضرت سوید نے وہاں لشکر کو ٹھہرایا تا کہ خراج وصول کیا جائے انھوں نے وہاں کی سرحدوں کو مستحکم کیا اور دہستان کو چھوڑ دیا جو لوگ سرحد کی حفاظت کرتے تھے ان کا جزیہ معاف کر دیا گیا اور انھیں یہ معاہدہ دیا گیا۔

بسم الرحمٰن الرحیم

سوید بن مقرن نے رزبان صول بن رزبان اہل دہستان اور تمام اہل جرجان کے لئے یہ معاہدہ لکھا تم ہمارے زیرِ حفاظت ہو اور ہم تمہاری حفاظت کریں گے بشرطیکہ تم جزیہ ادا کرو جو ہر بالغ شخص سال بہ سال اپنی حیثیت کے مطابق ادا کرے گا۔ اگر ہم تم میں سے کسی سے خدمت لیں گے تو اس کے جزیے کے بدلے اسے معاوضہ دیا جائے گا۔ ان کی جان و مال مذہب اور قوانین محفوظ رہیں گے اور اس معاہدہ میں اس وقت تک تبدیلی نہیں کی جائیگی جب تک کہ وہ جزیہ ادا کر تے رہیں گے، مسافروں کو راستہ دکھائیں گے اور خیر خواہ رہیں گے۔ نیز وہ مسلمانوں کی ضیافت بھی کریں گے اور کسی قسم کی چوری وغارت گری نہ کریں گے۔ جو کوئی یہاں آ کر آباد ہو گا اسے بھی یہی حقوق حاصل ہونگے اور جو یہاں سے نکلنا چاہے تو اسے پناہ دی جائے گی حتیٰ کہ وہ جائے امن تک پہنچ جائے۔ جو کوئی کسی مسلمان کو برا بھلا کہے گا اس کو سزا دی جائے گی اور جو اسے زدوکوب کرے گا تو اس کی جان خطرہ میں ہوگی۔

یہ افراد اس معاہدے کے گواہ ہیں سواد بن قطبہ، ہند بن عمرو، سماک بن مخرمہ، عتیبہ بن النہاس۔

یہ معاہدہ ۱۸ھ ہجری میں لکھا گیا۔

مدائنی کی روایت یہ ہے کہ جرجان حضرت عثمان کے عہد خلافت میں ۳۰ھ میں مفتوح ہوا۔

فتح طبرستان

حاکمِ طبرستان اصبہذ نے بھی حضرت سوید سے صلح کے بارے میں خط و کتابت کی تا کہ فریقین صلح کر لیں۔ نیز یہ کہ اصبہذ طلبِ امداد کے بغیر کچھ فدیہ بھیجے گا۔ حضرت سوید نے اس کی یہ بات منظور کر لی اور اس کی منظوری دیدی اور اسے ایک تحریری معاہدہ بھی لکھ دیا۔ معاہدہ مندرجہ ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر سوید بن مقرن نے قرٗ خان اصبہذ خراسان کو طبرستان اور اہل جیلان کے لئے لکھی۔ تم اللہ بزرگ و برتر کی امان میں ہو اس شرط پر کہ تم ہمارے خلاف بغاوت نہیں کرو گے اور جو تمہارے سرحدی علاقے پر ہمارا حاکم ہو گا اسے اپنے ملک کے سکے کے حساب سے پانچ لاکھ درہم دو گے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ہم میں سے تم پر کوئی حملہ نہیں کریگا اور نہ تمہارے علاقے میں کوئی تمہاری اجازت کے بغیر داخل ہو گا۔ ہمارا طریقہ تمہارے ساتھ امن و باہمی رضامندی کے ساتھ ہو گا اور اسی طرح تمہارا رویہ ہو گا تم ہمارے باغیوں کو پناہ نہیں دو گے اور نہ اور نہ ہمارے دشمن کی حمایت کرو گے اور نہ خیانت و غداری کرو گے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی معاہدہ باقی نہیں رہے گا۔ اس معاہدے کے گواہ مندرجہ ذیل ہیں سواد بن قطبہ تمیمی، ہند بن عمرو المرادی، سماک بن مخرمہ اسدی، سماک بن عبید عبسی، عتیبہ بن النہاس بکری۔

یہ معاہدہ ۱۸ھ میں لکھا گیا۔

فتح آذربائیجان

جب حضرت نعیم نے ہمدان کو دوبارہ فتح کر لیا اور واج رُوذ سے رے کی طرف گئے تو حضرت عمرؓ نے انھیں لکھا کہ وہ آذربائیجان میں حضرت بکیر بن عبداللہ کی امداد کے لئے سماک بن خرشہ انصاری کو بھیجیں انھوں نے اس معاملہ کو اس وقت تک ملتوی رکھا جب تک انھوں نے رے کو فتح نہیں کیا تھا رے کی فتح کے بعد انھوں نے سماک کو وہاں سے روانہ کیا، چنانچہ سماک بکیر کی طرف آذربائیجان روانہ ہو گئے۔ سماک بن خرشہ بن فرقد کے دولت مند افراد تھے اور اسی خوشحالی کے ساتھ دونوں کوفہ آئے۔

حضرت بکیر کا علاقہ پر قبضہ فرمانا

حضرت بکیر کو جب بھیجا گیا تو وہ روانہ ہوئے جب وہ جرمیذان کے سامنے پہنچے تو وہاں اسفندیار بن فرخ زاد بھی واج روز سے شکست کھا کر پہنچ گیا تھا چنانچہ آذربائیجان میں مسلمانوں کی سب سے پہلی جنگ اسی سے ہوئی۔ جنگ میں اللہ نے اس کے لشکر کو شکست دی اور حضرت بکیر نے اسفندیار کو گرفتار کر کے قیدی بنالیا اسفندیار نے اس سے پوچھا کیا آپ کو صلح زیادہ پسند ہے یا جنگ؟ وہ بولے صلح زیادہ پسند ہے اس پر وہ بولا آپ مجھے اپنے پاس رکھئے کیونکہ اہل آذربائیجان آپ کے پاس نہیں آئیں گے جب تک کہ میں ان کے پاس صلح نہ کروں یا ان کے پاس نہ جاؤں،،

اہل آذربائیجان اس کے اردگرد کے پہاڑوں میں چلے گئے جو قبج اور رومیوں کے تھے اور ان میں قلعہ بند ہو گئے اور کچھ دنوں تک قلعہ نشیں رہے بہرحال حضرت بکیر نے اسفندیار کو اپنے پاس مقید رکھا اس کے بعد قلعہ کے علاوہ سارے علاقے پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ سماک بن خرشہ امدادی فوج لے کر اس وقت پہنچے جب اسفندیار ان کی قید میں تھا اور انھوں نے مضافات کا علاقہ فتح کر لیا تھا۔

بکیر کا سماک اور عتبہ کو اختیار دینا

جب سماک وہاں پہنچے تو حضرت بکیر نے فرمایا: اب میں تمہارا اور عتبہ کا کیا کروں تم دونوں دولت مند ہو اگر میں اپنی مرضی کے مطابق کام کروں تو میں آگے بڑھوں گا اور تم دونوں کو چھوڑ دوں گا اگر تم چاہو تو میرے ساتھ رہو اور اگر چاہو تو عتبہ کے پاس چلے جاؤ میں نے تمہیں اجازت دیدی ہے۔ میری رائے یہ نہیں کہ تم دونوں کو چھوڑ کر یہ راہ اختیار کروں جو اس سے بھی زیادہ ناپسندیدہ ہے۔ انھوں نے حضرت عمرؓ سے سبکدوش ہونے کی دعا کی انھوں نے اس بات کو منظور کرلیا بشرطیکہ وہ باب کے علاقہ کی طرف پیشقدمی کریں۔ نیز یہ بھی حکم دیا کہ وہ اپنے کام پر کسی کو اپنا جانشیں بنائیں۔

لہذا انھوں نے عتبہ کو اپنے مفتوح علاقے کا جانشیں بنایا اور آگے روانہ ہو گئے انھوں نے اسفندیار کو عتبہ کے حوالے کیا چنانچہ حضرت عتبہ نے اس کو اپنے پاس رکھا اور انھوں نے سماک بن خرشہ کے سپرد وہ حصہ کیا جو حضرت بکیر نے فتح کیا تھا۔ حضرت عمرؓ نے تمام آذربائیجان کو حضرت عتبہ بن فرقد کے زیر انتظام دے دیا تھا۔

بہرام بن فرخ زاد کا حضرت عتبہ کے آڑے آنا

بہرام بن فرخ زاد نے آکر حضرت عتبہ بن فرقد کا راستہ روک لیا اور مقابلہ کیلئے لشکر لے آیا اس لئے حضرت عتبہ بھی مقابلہ پر آگئے اور فریقین میں جنگ ہونے لگی آخر کار حضرت عتبہ نے اس کو شکست دیدی اور بہرام بھاگ گیا جب اسفندیار کو بہرام کی شکست وفرار کی خبر ملی تو وہ اس وقت حضرت بکیر کی قید میں تھا اس نے کہا:

اب صلح مکمل ہوگئی ہے اور آتشِ جنگ بجھ گئی ہے۔ اس لئے اب وہ صلح کی سلسلہ جنبانی کرتا ہے۔ اور ان سب لوگوں نے اسے تسلیم کرلیا اور آذربائیجان میں امن وامان ہو گیا۔ حضرت بکیر اور حضرت عتبہ نے اس کی اطلاع حضرت عمرؓ کو پہنچائی نیز مالِ غنیمت میں سے خمس ایک وفد کے ساتھ بھجوایا۔

اہلِ آذربائیجان کا صلح نامہ

حضرت عتبہ سے پہلے حضرت بکیر اپنے علاقوں کو فتح کر چکے تھے مگر صلح اس وقت مکمل ہوئی جب حضرت عتبہ نے بہرام کو شکست دی انھوں نے اس وقت اہل آذربائیجان کے ساتھ تحریری معاہدہ کیا جب کہ حضرت بکیر کا علاقہ ان کے زیر اہتمام آگیا تھا وہ معاہدہ درج ذیل ہے۔

> یہ معاہدہ امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب کے حاکم عتبہ بن فرقد نے اہل آذربائیجان کے ساتھ ان کے تمام میدانوں، پہاڑوں، مضافات اور تمام اقوام کے لئے کیا ہے ان کے جان ومال، مذہب وملت اور رسوم وقوانین کا ذمہ لیا ہے بشرطیکہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق جزیہ ادا کریں۔ یہ جزیہ بچے اور عورت اور ایسے مفلس واپاہج پر عائد نہیں ہے جس کے پاس دنیاوی مال ومتاع نہ ہو اور نہ ایسے عابد وراہب پر ہے جس کے پاس دنیاوی مال ومتاع ہو اور جو ان کے ساتھ رہتے ہیں ان کے بارے میں بھی یہی حکم ہے مگر عوام کے لئے ضروری ہے کہ وہ اسلامی لشکر کے کسی شخص کی دن اور ایک رات مہمان داری کریں اور اسے راستہ بتائیں جو قحط سالی کا شکار ہوگا تو اس سے اس سال کا جزیہ نہیں لیا جائے گا۔ جو کوئی یہاں آکر رہے گا اس کو بھی وہی حقوق

حاصل ہونگے جو اس سے پہلے باشندوں کو حاصل ہیں اور جو یہاں سے نکلنا چاہے تو اسے پناہ دی جائے گی حتی کہ وہ جائے امن پہنچ جائے۔ اسے جندب نے ۱۸ھ میں تحریر کیا اور بکیر بن عبداللہ لیثی اور سماک بن خرشہ انصاری اس کے گواہ ہیں۔

اس سال حضرت عتبہ خبیص نامی حلوہ حضرت عمر کی خدمت میں لائے۔

ان کی آمد کا سبب یہ ہوا کہ حضرت عمر نے یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ ان کے حکام ہر سال حج کے موقع پر حاضر ہوا کریں تا کہ انھیں مظالم سے روکا جا سکے اور ان کی تفتیش کی جا سکے۔

فتحِ باب

سراقہ کی باب کی فتح کیلئے نامزدگی

سیف کی روایت ہے کہ اسی سال باب فتح ہوا۔ نیز حضرت عمرؓ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو بصرہ واپس کر دیا اور سراقہ بن عمرو کو جو ذوالنور کے لقب سے مشہور ہیں، باب کی طرف بھیجا ان کے ہراول دستے پر حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو مقرر کیا وہ بھی ذوالنور کے لقب سے مشہور تھے۔ اس لشکر کے میمنہ کا سردار حضرت حذیفہ بن اسید غفاری کو مقرر کیا گیا اور میسرہ کا سردار حضرت بکیر بن عبداللہ لیثی کو مقرر کیا گیا جو باب کے مقابلہ پر تھے۔ اس سے پہلے کہ حضرت سراقہ وہاں جائیں آپ نے انھیں لکھا کہ وہ اس لشکر میں شامل ہو جائیں۔

تقسیم مال پر آپ نے حضرت سلمان بن ربیعہ کو مقرر کیا۔

سراقہ کی صف بندی

حضرت سراقہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو آگے بھیجا اور خود ان کے پیچھے روانہ ہوئے جب وہ آذر بائیجان سے باب کی طرف روانہ ہوئے تو باب کے قریب ہی حضرت بکیر کے پاس پہنچ گئے اور باب کے علاقہ میں اس صف آرائی کے ساتھ داخل ہوئے جس کے بارے میں حضرت عمرؓ نے ہدایت بھیجیں تھیں۔

حضرت عمرؓ نے ان کی امداد کے لئے حبیب بن مسلمہ کو بھی جزیرہ سے تبدیل کر کے بھیجا اور ان کی جگہ حضرت زیاد بن حنظلہ کو مقرر کیا۔ جب عبدالرحمٰن بن ربیعہ باب کے بادشاہ کے قریب پہنچے تو انھوں نے اس سے رجوع کیا اس زمانے میں باب کا بادشاہ شہر براز تھا جو اہل فارس سے تعلق رکھتا تھا اور اس سرحد پر مقرر تھا وہ قدیم بادشاہ شہر براز کی نسل سے تھا جس نے بنو اسرائیل کو تباہ کیا اور شام کو ان سے خالی کر دیا تھا۔

شہر براز کی عبدالرحمٰن بن ربیعہ سے گفتگو

شہر براز نے ان سے خط و کتابت کی اور آنے کے لئے پناہ طلب کی انھوں نے پناہ دی تو وہ ان کے پاس آیا اور کہنے لگا۔ میں ایک بہت ذلیل دشمن کے مقابلہ پر ہوں میرے علاقہ میں مختلف قومیں آباد ہیں جن کا کوئی حسب و نسب نہیں ہے اس لئے ایک شریف زاد عقل مند انسان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ ان جیسے لوگوں کی مدد کرے اور نہ ان سے شریف

النسل لوگوں کے خلاف مدد طلب کرے کیونکہ شریف خاندان کا انسان دوسرے شریف خاندان کے انسان کا قریبی رشتہ دار ہے خواہ وہ کہیں ہو۔ میرا نہ قبیح قوم سے تعلق ہے اور نہ میں نیچ ارمن قوم سے ہوں تم میرے ملک وقوم پر غالب آ گئے ہو اس لئے آج سے میرا تعلق بھی تم سے ہے اور میرا ہاتھ تمہارے ہاتھ میں ہے میری دوستی آپ کے ساتھ ہے اللہ ہمیں اور آپ کو برکت دے ہمارا جزیہ یہ ہے کہ ہم آپ کی جنگی مدد کریں فتح ونصرت آپ کے قدم چوم رہی ہے اور جو آپ چاہیں گے پورا ہوگا مگر جزیہ عائد کر کے ہمیں ذلیل نہ کریں اس طرح آپ اپنے دشمن کے سامنے ہماری توہین کریں گے۔

جزیہ کی ادائیگی کی نئی صورت

حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ نے فرمایا میرے اوپر ایک اور شخص ہے تم اس کے پاس جاؤ اور اس سے منظوری حاصل کرو۔ چنانچہ وہ حضرت سراقہ کے پاس گیا اور ان کے سامنے یہ معاملہ پیش کیا حضرت سراقہ نے فرمایا میں نے یہ بات تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے لئے منظور کر لی۔ بشرطیکہ وہ اس پر قائم رہیں ہماری جنگی مدد کرتے رہیں مگر جو جنگی خدمت کے لئے روانہ نہیں ہوگا اور اپنے وطن میں رہے گا اسے جزیہ ادا کرنا ہوگا اس نے یہ بات تسلیم کر لی چنانچہ اس کے بعد یہ رائج ہو گیا کہ مشرکوں میں سے جو لوگ مسلمانوں کے دشمنوں سے جنگ کرتے تھے تو ان کا اس سال کا جزیہ معاف ہوتا تھا اور ان کا جزیہ یہی سمجھا جاتا تھا کہ وہ مسلمانوں کی مدد کریں حضرت سراقہ نے حضرت عمر بن الخطاب کو اس بارے میں تحریر کیا تو حضرت عمرؓ نے اس معاملہ کی منظوری دیدی اور اس تجویز کو مستحسن سمجھا۔

اس علاقے کے پہاڑوں میں آبادی نہیں تھی یہاں کے ارمنی باشندے گردونواح کے مقامات میں رہتے تھے مسلسل غارت گری کی وجہ سے اس کی آبادی اجڑ گئی تھی اور یہاں کے لوگ دوسرے مقامات کی طرف چلے گئے تھے۔ یہاں صرف فوج رہتی تھی یا وہ لوگ مقیم تھے جو ان کے مددگار تھے اور ان کے ساتھ کاروبار کرتے تھے ان لوگوں نے حضرت سراقہ سے مندرجہ ذیل تحریری معاہدہ لکھوایا:

امیر المؤمنین حضرت عمرؓ بن الخطاب کے حاکم سراقہ بن عمرو شہر براز و باشندگان آرمینیہ کو پناہ دیتے ہیں ان کے جان و مال مذہب اور مال کی حفاظت کی جائی گی۔ انھیں کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔ نیز یہ کہ یہ لوگ جنگ میں شریک ہونگے اور ہر اہم وغیر اہم مہم کے موقع پر مسلمان حاکم کو اس کی مرضی کے مطابق جنگی مدد دیں گے اور جو لوگ جنگ میں شریک ہونگے۔ ان پر سے جزیہ معاف کر دیا جائے گا۔ یہ جنگی خدمات ان کے جزیہ کا معاوضہ ہیں اور جو یہ خدمات انجام نہیں دے گا اور گھر بیٹھا رہے گا وہ اہلِ آذربائیجان کی طرح جزیہ ادا کرے گا اور مسلمانوں کو راستہ بتائے گا اور پورے دن کی مہمان نوازی کرے گا۔ اگر یہ لوگ جنگ میں شریک ہوئے تو ان پر جزیہ نہیں لگایا جائے گا اور اگر نہ شریک ہوئے تو جزیہ عائد ہوگا۔

اس معاہدے کے گواہ یہ افراد ہیں عبدالرحمٰن، سلمان بن ربیعہ، بکیر بن عبداللہ۔ مرضی بن مقرن اس معاہدہ کا محرر ہے۔ اور وہ اس کا گواہ بھی ہے۔

پہاڑی مہمات

حضرت سراقہ نے اس کے بعد بکیر بن عبداللہ، حبیب بن مسلمہ وحذیفہ بن اسد اور سلمان بن اسعد کو ان پہاڑوں کے باشندوں کی طرف بھیجا جو آرمینیہ کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ چنانچہ بکیر کو موقان کی طرف بھیجا گیا اور حبیب کو تفلیس کی طرف روانہ کیا گیا اور حذیفہ بن اسد کو ان لوگوں کے مقابلہ پر بھیجا گیا جو کوہِ لان میں رہتے تھے۔ سلمان بن ربیعہ کو ایک دوسری سمت بھیجا گیا۔

حضرت سراقہ نے فتح کا حال اور ان مہموں کی خبر جہاں ان لوگوں بھیجا گیا تھا، حضرت عمرؓ کو پہنچائی۔ اس طرح حضرت عمرؓ کے سامنے ایسا معاملہ درپیش ہوا جس کے متعلق ان کا یہ خیال تھا کہ وہ تکالیف ومصائب کے بغیر انجام پذیر نہیں ہوگا کیونکہ یہ بہت بڑی سرحد تھی جہاں بہت بڑا لشکر متعین تھا اہلِ فارس ان کے کارناموں کے نتائج کے منتظر تھے، تاکہ اس کے مطابق جنگ بندی کریں یا جنگ جاری رکھیں۔

جب مسلمانوں کا انتظام پختہ ہوگیا اور اسلامی عدل وانصاف جاری ہوگیا تو حضرت سراقہ نے وفات پائی اور عبدالرحمٰن بن ربیعہ ان کے جانشیں ہوئے۔ حضرت سراقہ نے جن سپہ سالاروں کو آگے کی مہم کے لئے بھیجا تھا ان میں سے کسی نے کوئی علاقہ فتح نہیں کیا۔ البتہ حضرت بکیر نے موقان کو فتح کرلیا تھا۔ اور وہاں کے لوگ جزیہ ادا کرنے پر رضا مند ہوگئے تھے ان کے لئے جو معاہدہ لکھا گیا وہ درج ذیل ہے۔

بسم الرحمٰن الرحیم

یہ معاہدہ بکیر بن عبداللہ نے کوہِ فیج کے اہل موقان کو لکھ کر دیا، ان کے جان ومال مذہب وملت اور رسوم وقوانین کی حفاظت کی جاتی ہے بشرطیکہ ہر بالغ ایک دینار یا اس کے برابر کی قیمت جزیہ کے طور پر ادا کرے اور خیر خواہی کرے نیز مسلمانوں کو راستہ بتائے اور ایک دن اور ایک رات کا کھانا کھلائیں، انھیں پناہ دی جائے گی جب تک کہ وہ اس معاہدے کے پابند رہیں گے اور اللہ سے مدد حاصل کریں گے اگر ان لوگوں نے معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور ان کی طرف سے فریب ظاہر ہوا، تو انھیں کوئی پناہ نہیں دی جائے گی بجز اس صورت کے کہ وہ غداروں کو ہمارے حوالے کردیں ورنہ وہ بھی غدار سمجھے جائیں گے۔

شماخ بن ضرار، اسارس بن جناذب اور حملتہ بن جویہ اس کے گواہ ہیں اور یہ ۲۱ھ میں لکھا گیا۔

جب حضرت عمرؓ کو حضرت سراقہ کی وفات کی اطلاع ملی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عبدالرحمٰن ان کے جانشیں ہوئے ہیں تو انھوں نے حضرت عبدالرحمٰن کو باب کی سرحد کی حکومت پر بحال رکھا اور انھیں حکم دیا کہ وہ ترکوں سے جنگ کریں۔

عبدالرحمٰن کا جذبہ

حضرت عبدالرحمٰن مسلمانوں کو لیکر روانہ ہوئے جب انھوں نے باب کو عبور کرنا چاہا تو شہر براز نے ان سے پوچھا تم کیا کرنا چاہتے ہو وہ بولے میں بلنجر جانا چاہتا ہوں شہر براز نے کہا ہم یہ چاہتے ہیں کے وہ ہمیں باب کے قریب ہی دعوت جنگ دیں حضرت عبدالرحمٰن نے فرمایا ہم یہ نہیں چاہتے ہیں بلکہ ہم ان کے گھر پہنچیں گے خدا کی قسم ہمارے ساتھ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہمارے امیر آگے بڑھنے کی اجازت دیں تو میں انھیں لیکر روم پہنچ جاؤں وہ بولا وہ کون لوگ ہیں، وہ بولے۔

یہ وہ لوگ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت میں رہے اور وہ خلوص نیت کے ساتھ مسلمان ہوئے ہیں وہ عہد جاہلیت میں بھی حیادار اور شریف تھے مسلمان ہونے کے بعد ان کی شرم وحیاء میں اضافہ ہو گیا اس لئے یہ فتح ہمیشہ ان کے ساتھ ہوگی یہاں تک کہ مفتوح اقوام انھیں تبدیل نہ کردیں اور انھیں اپنے رنگ میں نہ رنگ لیں۔

انھوں نے غازی کی حیثیت سے حضرت عمر کے عہد خلافت میں بلنجر پر حملہ کیا اس میں نہ کوئی عورت بیوہ ہوئی اور نہ کوئی بچہ یتیم ہوا ان کے گھوڑے اس مبارک جہاد میں بلنجر سے دوسو فرسخ کے فاصلے پر پہنچ گئے تھے اور جہاد کرنے کے بعد صحیح سالم واپس آ گئے۔

حضرت عبدالرحمٰن نے حضرت عثمان کے عہد خلافت میں بھی کئی مجاہدانہ حملے کئے انھیں اس وقت نقصان پہنچا جب حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں اہل کوفہ بدل گئے تھے کیونکہ حضرت عثمان نے اس شخص کو حاکم بنایا جو سابق مرتد تھا وہ ان کی اصلاح کے لئے آیا تھا مگر وہ ان کی اصلاح نہیں کرسکا بلکہ وہ بگڑتے گئے حتی کہ ان پر وہ لوگ حکومت کرنے لگے جو دنیا کے طلبگار تھے انھوں نے حضرت عثمان کو بھی بہت تنگ کیا۔

سلمان بن ربیعہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جب عبدالرحمٰن بن ربیعہ ترکوں سے جنگ لڑنے گئے تو اللہ نے ان لڑکوں کے دل میں ایسا خوف ڈال دیا کہ وہ مقابلہ کے لئے سامنے نہ آ سکے، ترک یہ کہا کرتے تھے کہ اس شخص نے ہمارے ساتھ مقابلہ کرنے کی جرات اس وجہ سے کی کہ ان کے ساتھ فرشتے ہیں جو انہیں موت سے بچاتے ہیں، اسی خوف کے مارے وہ بالآخر قلعہ بند ہو گئے اور پھر بھاگ گئے چنانچہ حضرت عبدالرحمٰن فتح ونصرت کے ساتھ وہاں سے مال غنیمت سمیٹ کر واپس آ گئے۔

اس کے بعد انہوں نے حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں بھی اپنی مجاہدانہ سرگرمیاں جاری رکھی اور حسب معمول فتح ونصرت حاصل کرتے رہے:

حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہؓ کی شہادت

حضرت عثمان بن عفانؓ نے اپنے عہد خلافت میں ایک سابق مرتد شخص کو حاکم بنایا تو اس کے ذریعہ سے اہل کوفہ کے اخلاق بگڑ گئے، اس کے بعد انہوں نے ان سے جہاد کیا۔ ادھر وہ ترک قوم بھی متحد ہو گئی ان میں سے کسی نے کہا کہ یہ لوگ غیر فانی ہیں کسی نے کہا کہ اس کی آزمائش کرنی چاہیئے، چنانچہ اسی آزمائش کے چکر میں وہ جھاڑیوں میں چھپ گئے اور ان میں سے ایک شخص نے ایک مسلمان کو ان جھاڑیوں کے پیچھے سے تیر مار کر قتل کر دیا اس کے بعد اس کے ساتھی بھاگ گئے۔ چنانچہ ان کا ڈر قدرے کم ہوا اور وہ لوگ ان کے مقابلہ کے لیئے نکلے اور جنگ کا آغاز کر دیا اور گھمسان کی جنگ ہونے لگی۔ دورانِ جنگ فضا سے ایک غیبی آواز آئی، اے عبدالرحمٰن! صبر کرو، تمہارے وعدے کی جگہ جنت ہے، اس کے بعد حضرت عبدالرحمٰن نہایت بے جگری کے ساتھ جنگ کرتے رہے یہاں کہ وہ شہید ہو گئے، آپ کی شہادت کے بعد حضرت سلمان بن ربیعہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا اور جنگ کرتے رہے، اس موقع پر بھی فضا سے ایک غیبی آواز آئی، اے سلمان بن ربیعہ صبر کرو! اس پر حضرت سلمان نے کہا کیا کسی ہمدرد تسلی دینے والے کی آواز سنتے ہو؟ پھر وہ وہاں سے لوگوں کو لیکر نکلے۔ حضرت سلمان اور حضرت ابو ہریرہؓ دوسی جیلان چلے گئے اور وہاں سے جرجان چلے گئے۔ اس کے بعد ترک قوم بہت دلیر ہو گئے تھے اس کے باوجود بھی یہ ترک قوم حضرت عبدالرحمٰن کے بہت معتقد تھے اور ان کے جسد مبارک کے وسیلہ سے بارش کی دعا مانگتے تھے۔

عجائباتِ عالم

سدّ اسکندری کی مہم

عمرو بن معدی کرب مطر بن ثلج تمیمی سے روایت بیان کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ باب میں قیام کے موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہؓ کے پاس آیا تو دیکھا کہ ان کے پاس شہر براز بیٹھا ہے، اتنے میں شہر براز کے پاس ایک شخص آیا اور شہر براز کے پاس بیٹھ گیا۔ مطر کہتے ہیں کہ اس وقت میں یمنی چادروں کی قباء میں ملبوس تھا، جسکی زمین سرخ تھی اور اس کے نقش ونگار سیاہ یا سرخ تھے۔ وہ دونوں باتیں کررہے تھے، پھر شہر براز نے کہا، اے امیر کیا آپ جانتے ہیں کہ یہ آدمی کہاں سے آیا؟ میں نے کئی سال پہلے اس شخص کو بند دیواروں اور فصیلوں کی طرف بھیجا تھا تا کہ وہ معلوم کرے کہ اس کا کیا حال ہے اور اس کے قریب کون آباد ہیں؟ میں نے اس وقت اسے بہت مال دے کر بھیجا تھا اور اسی کے بارے میں ایک خط اپنے قریبی علاقے کے حاکم کے نام لکھا تھا اور اس کے ساتھ ان کے لیئے تحائف بھی بھیجے تھے اور اس خط میں یہ لکھا تھا کہ وہ اس کے بارے میں دوسرے حاکم کو خط لکھے، اور بادشاہ کے لیئے تحائف اس کے ساتھ کردیئے تھے، چنانچہ وہ ہر بادشاہ سے اس طرح ملتا رہا۔

ذوالقرنین کی تعمیر کردہ سدِ سکندری

یہاں تک کہ وہ اس بادشاہ کے پاس پہنچ گیا، جس کی سرزمین میں یہ بند دیوار اور فصیل تھی اس نے اس شہر کے حاکم کو خط لکھ دیا اور وہ اس کے پاس آیا، اسنے اس کے ساتھ بازگر (باز کے شکاری) کو بھیجا جس کے ساتھ ایک عقاب تھا اس نے اس بازگر کو ایک ریشمی کپڑا دیا، جس پر بازگر نے میرا شکریہ ادا کیا:

راوی بیان کرتا ہے کہ جب ہم وہاں دو پہاڑوں کے درمیان ایک بڑی دیوار بھی چنی ہوئی تھی یہاں تک کہ وہ دیوار دونوں پہاڑوں پر چھا گئی تھی اور اس فصیل کے قریب ایک بہت بڑی خندق تھی جو تاریک رات سے بھی زیادہ سیاہ تھی۔

عقاب کا انتہائی بیش قیمت یاقوت لانا

میں نے سب چیزیں دیکھیں اور ان پر غور کیا اور جب میں جانے لگا تو اس نے کہا کہ تم ٹھیر جاؤ، ہمارے یہاں یہ اصول ہے کہ جو بادشاہ یہاں حکمران ہوتا ہے وہ دنیا کی سب سے بہترین چیز اللہ کی راہ میں قربان کرتا ہے۔ اور وہ اس چیز کو اس آگ میں پھینک دیتا ہے یہ کہہ کر اس نے گوشت کے کچھ ٹکڑے کاٹے۔ انہیں ہوا میں اچھالا تو اس کا عقاب اس پر جھپٹا اس وقت اس نے کہا اگر ان کے گرنے سے پہلے عقاب نے اس کو جھپٹ لیا تو اس کے ساتھ کچھ نہیں ہوگا لیکن اگر گرنے کے بعد انہیں پکڑا تو کچھ نہ کچھ ضرور ساتھ لائیگا، چنانچہ عقاب اپنے پنجوں میں گوشت کے کچھ ٹکڑے اپنے ساتھ لایا تو اسکے ساتھ ایک یاقوت بھی تھا جو بازگر نے مجھے ھدیہ کے طور پر دیدیا، اور وہ یہ ہے۔ شہر براز نے اسے دیکھا اور حضرت عبدالرحمٰن نے بھی ملاحظہ فرما کر اسے واپس کردیا۔ شہر براز نے کہا کہ یہ یاقوت اس پورے شہر باب سے زیادہ قیمتی ہے۔

مسلمانوں کی اعلیٰ اقدار

خدا کی قسم! تم مجھے ملکۂ ایران سے زیادہ محبوب ہو۔ اگر میں ان کی سلطنت میں ہوتا اور انہیں اس یاقوت کے بارے میں اطلاع پہنچتی تو وہ اسے مجھ سے چھین لیتے۔ خدا کی قسم! جب تک تم اپنے عہد کو پورا کرتے رہو گے اور تمہارا حاکم اعلیٰ بھی وفا شعار رہیگا اس وقت تک تمھارے مقابلے میں کوئی چیز ٹھیر نہیں سکے گی۔ حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہؓ اس قاصد کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھنے لگے کہ اس فصیل کا کیا حال ہے اور وہ کس کے مشابہ ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ اس کپڑے کے مشابہ ہے جو یہ شخص پہنے ہوئے ہے۔ مطر کہتے ہیں اس نے میری طرف اشارہ کر کے کہا اس پر میں نے حضرت عبدالرحمٰن سے کہا کہ یہ شخص سچ کہتا ہے وہ وہاں تک پہنچ گیا تھا اور اس نے واقعی اس کا مشاہدہ کرلیا تھا وہ بھی کہنے لگے کہ ہاں اس نے لوہے اور تانبے کا رنگ بتایا ہے۔ قرآن کریم میں مذکور ہے کہ ذوالقرنین نے اس قوم سے جو یاجوج ماجوج سے تنگ آئے ہوئے تھے یہ کہا تھا کہ تم میرے پاس لوہے کے ٹکڑے لاؤ۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہؓ نے شہر براز سے پوچھا کہ تمہارے تحفہ یاقوت کی قیمت تمہارے شہر میں کتنی ہے؟ وہ بولا اس کی قیمت میرے ملک میں ایک لاکھ ہے اور دوسرے ملکوں میں تین لاکھ یا اس سے بھی زیادہ ہے۔

متفرق واقعات

واقدی کی روایت ہے کہ اس سال حضرت معاویہؓ نے روم میں جنگ کی تھی اور دس ہزار مسلمانوں کو لے کر روم کے علاقے میں داخل ہو گئے تھے۔

یہ بھی روایت آئی ہے کہ اس سال حضرت خالد بن ولیدؓ نے بھی وفات پائی۔

اسی سال یزید بن معاویہؒ اور عبدالملک بن مروان پیدا ہوئے۔

اس سال بھی حضرت عمر بن الخطابؓ نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا، مکہ مکرمہ میں ان کے حاکم عتاب بن اسید تھے۔ یمن کے حاکم یعلی بن امیہ تھے۔ باقی شہروں کے حکام وہی تھے جن کا تذکرہ پہلے ہو چکا۔

حضرت عمرؓ کا کوفہ و بصرہ کی فتوحات کو تقسیم فرمانا

سیف روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں حضرت عمار بن یاسرؓ ایک سال سے زیادہ کوفہ کے حاکم رہے۔ اس زمانے میں بصرہ کے حاکم حضرت عمرو بن سراقہؓ نے حضرت عمرؓ کو ایک خط تحریر کیا اور اس میں لکھا کہ اہل بصرہ کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے اور ان کے علاقے کا حاصل کردہ خراج ان کے لیئے ناکافی ہے۔ چنانچہ اس خط میں یہ درخواست کی کہ ماہین کا ایک علاقہ یا ماسبذان کا علاقہ ان سے متعلق کر دیا جائے۔ اس بات کی اطلاع اہل کوفہ کو ہوگئی تو انہوں نے حاکمِ کوفہ حضرت عمار سے کہا کہ آپ حضرت عمرؓ کو تحریر کریں کہ رامہرمز اور ایزج ہمارے ہیں اہل بصرہ کے نہیں۔ انہوں نے اس معاملہ میں نہ ہماری مدد کی اور نہ وہ ہمارے ساتھ شامل ہوئے۔ ہم اہلِ کوفہ ہی نے ان دونوں علاقوں کو فتح کرلیا تھا۔ اس پر حضرت عمار بن یاسر نے فرمایا میرا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ اس پر ایک شخص نے جس کا نام عطارد تھا یہ کہا: اے ذلیل غلام! ہم کس لیئے اپنا مالِ غنیمت چھوڑیں، وہ بولے تم نے مجھے گالی دی ہے۔

بہر حال حضرت عمار بن یاسر نے اس بارے میں اہل کوفہ کے کہنے کے باوجود بھی حضرت عمرؓ کو کچھ نہیں لکھا

جس کی وجہ سے اہل کوفہ ان سے نفرت کرنے لگے تھے۔ جب اہل کوفہ نے ان دونوں علاقوں کے معاملے میں زیادہ جھگڑنا شروع کیا تو کچھ لوگوں نے ابوموسیٰ اشعری کے سامنے یہ گواہی دی کہ رامہرمز اور ایزج کے باشندوں نے صلح کر لی تھی اور اس صلح کے نتیجہ میں انکو امان ملی تھی۔ اس وقت حضرت نعمانؓ نے اور اہل کوفہ نے ان سے خط وکتابت کی تھی اس پر حضرت عمرؓ نے اسکی منظوری دے دی اور گواہوں کی گواہی سے اہل بصرہ کے حق میں فیصلہ کیا۔

اہل بصرہ کا اصفہان کے دیہات سے متعلق دعوی

اور حضرت عمرؓ کا اس کو مسترد فرمانا

اہل بصرہ نے اصفہان کے جی کے علاوہ چند دیہات کے بارے میں بھی دعوی کیا جو حضرت ابوموسیٰ اشعری نے اس وقت فتح کئے تھے جب حضرت عمر بن الخطابؓ نے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن عتبانؓ کی امداد کے لیئے اہلِ بصرہ کو بھیجا تھا۔ اہل کوفہ نے اس بارے میں کہا کہ تم اس کے حقدار نہیں ہو، اسلیئے کہ تم ہماری امداد کے لیئے اس وقت آئے جب ہم علاقہ فتح کر چکے تھے اور اس وقت ہم نے تمہیں مال غنیمت دیکر تمہاری حوصلہ افزائی کر دی تھی مگر ذمہ داری ہماری تھی اور سرزمین ہماری تھی۔ اس پر بھی حضرت عمرؓ نے فیصلہ فرماتے ہوئے فرمایا کہ اہل کوفہ سچ کہہ رہے ہیں۔

اہل بصرہ کا ایک دوسرا قابلِ قبول تنازعہ پیش کرنا

پھر اہل بصرہ نے ایک دوسرا معاملہ پیش کیا کہ ہمیں ان علاقوں میں سے حصہ ملنا چاہیئے جن کی فتح میں ہم شریک تھے۔ جنگ قادسیہ اور دوسری جنگوں میں ہم شریک ہوئے اور فتح حاصل کی' حضرت عمرؓ نے فرمایا: کیا تم ماہ کا علاقہ لینے پر رضامند ہو؟ اور اہل کوفہ سے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی ہو کہ ہم انہیں ماہین کے دو علاقوں میں سے ایک علاقہ دے دیں؟۔ اہلِ کوفہ نے کہا اے امیر المومنین آپ جو مناسب سمجھیں اس پر عمل کریں۔
لہذا آپ نے جنگ قادسیہ اور دیگر جنگوں میں شریک اہل بصرہ کے حصہّ کے طور پر ماہ دینار سے لے کر مہر جانقذق اور بصرہ کے مضافات کا علاقہ اہل بصرہ کو دے دیا:

امیرِ معاویہؓ کی تقسیمِ عراق

جب امیر معاویہ بن سفیان خلیفہؓ ہوئے تو انہوں نے عراق سے آنیوالی فوج کو حضرت علیؓ کے دور میں قنسرین میں آباد کر دیا حالانکہ قنسرین حمص کے علاقہ کا شہر تھا مگر بصرہ اور کوفہ کو چھوڑ کر آنے والے فوجیوں سے اس علاقے کو آباد کر دیا۔ اسلیئے ان کے حصہ میں عراق کی فتوحات میں سے آذربائیجان، موصل اور باب کے علاقے شامل کر لئے تھے، اس زمانے میں اہل جزیرہ اور اہل موصل بھی منتقل ہوتے رہتے تھے۔ باب، آذربائیجان، جزیرہ اور موصل اہل کوفہ کی فتوحات میں شامل تھے، اس لئے یہ علاقے بھی انکی طرف منتقل ہو گئے جو حضرت علیؓ کے زمانے میں شام منتقل ہو گئے تھے۔

اہل تفلیس کا معاہدہ

حضرت معاویہ کے زمانے میں اہل آرمینیہ نے ان سے عہد شکنی کی۔ اس وقت انہوں نے حبیب بن مسلمہ کو

باب کا حاکم مقرر کر رکھا تھا، اس وقت حبیب جرزان میں تھے اس لیئے انہوں نے وہیں سے ہی اہل تفلیس اور اس سے ملحق پہاڑی علاقوں کے باشندوں سے خط و کتابت کی اور پھر انہوں نے ان سے مقابلہ کیا یہاں تک انہوں نے بالآخر صلح کر لی اور حضرت حبیب سے معاہدہ کر لیا، اور اس معاہدہ سے قبل حضرت حبیب کی ان سے خط و کتابت بھی ہوئی اس خط و کتابت کے بعد ہی یہ معاہدہ منظور ہوا

حضرت حبیب کی طرف سے ارسال کردہ خط کا مضمون درج ذیل تھا:

حضرت حبیب کی طرف سے ارسال کردہ خط کا مضمون

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط حبیب بن مسلمہ کی جانب سے اہل تفلیس کے نام ہے جو ارض رامہرمز، جرزان سے متعلق ہے۔ سب سے پہلے میں اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں، حمد و ثناء کے بعد تحریر کیا جاتا ہے کہ تمہارا قاصد تفلی ہمارے پاس آیا تھا اس نے ہمیں تمہارا خط پہنچایا اور تمہاری طرف سے ہمارے نام دیا گیا پیغام ہمیں بھی ملا۔ تفلی نے تمہارے بارے میں بھی بتایا ہے ہم اس طرح کے لوگ نہیں ہیں جو تم سمجھتے ہو اور خیال کرتے ہو البتہ ہم پہلے ایسے تھے مگر خدا تعالی نے حضرت محمد ﷺ کے ذریعہ ہمیں ہدایت نصیب فرمائی اور ذلت اور رسوائی اور جہالت کے بعد ہمیں اسلام کے ذریعہ عزت و توقیر عطاء فرمائی تفلی کا کہنا ہے تم ہمارے ساتھ مصالحت پر آمادہ ہو۔ میں اور میرے تمام ساتھی بھی اس پر آمادہ ہیں۔ چنانچہ تم سے بات چیت کرنے کے لیئے میں نے عبدالرحمٰن بن جزء السلمی کو تمہاری طرف روانہ کیا ہے۔ اگر تم واقعی مصالحت کے خواہشمند ہو تو یہ معاہدہ تمہارے حوالہ کریں گے اور اگر تم اسے منظور نہیں کرتے ہو تو پھر میری طرف سے جنگ کا اعلان ہے۔ کیونکہ اللہ تعالی خیانت کرنے والوں کو ناپسند کرتا ہے۔

تحریرِ معاہدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ تحریر حبیب بن مسلمہ کی طرف سے اہل جرزان اور ارض رامہرمز کے اہل تفلیس کے نام ہے: تمہارے جان و مال گرجوں، عبادت خانوں اور دیگر مذہبی رسومات کی حفاظت کا ذمہ لیا جاتا ہے، اس شرط پر کہ تم پابندی کے ساتھ جزیہ ادا کرنے کا اقرار کرو جو کہ ہر گھرانے پر ایک پورا دینا رہے، اور تم ہمارے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرو اور ہمارے اور اللہ کے دشمنوں کے مقابلے میں ہماری مدد کرو اور اہل کتاب کی حلال کھانے پینے کی چیزوں سے مسلمان مسافر کی ایک رات مہمان نوازی کرو اور اسے راستہ بتاؤ، تو اس صورت میں تمہارے کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچے گا اور اگر تم اسلام قبول کر لو گے اور نماز کو قائم کرو گے اور زکوۃ دو گے تو ہم تمہارے دینی بھائی بن جائیں گے اور تم ہمارے دوست بن جاو گے اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اسکی کتابوں سے اور اس کے گروہ سے کنارہ کشی اختیار کرے گا، تو ہم اس کے ساتھ جنگ کرنے کا اعلان کرتے ہیں

۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں پسند نہیں کرتا ہے۔
اس کے گواہ عبدالرحمٰن بن خالد، الحجاج اور عیاض ہیں، اور اس معاہدہ کو رباح نے تحریر کیا۔

اہل کوفہ کی مخالفت اور حضرت عمار بن یاسرؓ کی معزولی

حضرت عمار بن یاسر کی معزولی کی بعض وجوہات کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ اس کی باقی وجوہات سیف روایت کرتے ہیں کہ اہل کوفہ میں عطارد اور اس کے چند ساتھیوں نے حضرت عمرؓ کے پاس حضرت عمار کی شکایت لکھی انہوں نے تحریر کیا کہ وہ صحیح معنوں میں حاکم نہیں ہیں اور نہ تو ان کے اندر ایک صحیح حاکم کی خصوصیات پائی جاتی ہیں اور اہل کوفہ ان سے بددل اور ان کے خلاف ہیں۔ حضرت عمرؓ نے انہیں جواب میں لکھا کہ تم میرے پاس آ ؤ، لہٰذا وہ اہل کوفہ کا ایک وفد لے کر روانہ ہوئے اور ساتھ ساتھ کچھ ایسے لوگوں کو وفد کے طور پر بھیجا جن کے بارے میں ان کا خیال تھا کہ وہ ان کے حامی ہیں۔ لیکن وہ لوگ ان کے خیال کے برعکس اور زیادہ مخالف نکلے اس لئے وہ بہت پریشان ہوئے، ان سے پوچھا گیا کہ، اے ابوالیقظان! یہ گھبراہٹ کیوں ہے؟ وہ بولے، خدا کی قسم، میں اس پر اپنی ذات کی تعریف نہیں کرتا ہوں بہرحال اس میں مبتلا ہوں۔

شکوہ کنندگان میں شامل بعض مشہور افراد

مختار ثقفی کا چچا سعد بن مسعود ثقفی اور جریر بن عبداللہ ان کے ساتھ تھے ان دونوں نے بھی ان کی شکایت کی اور ان کے بارے میں ایسی باتیں بتائیں کہ جن کو سن کر حضرت عمرؓ کو کافی ناگواری ہوئی اور حضرت عمار بن یاسر کو کوفہ کی حکومت سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کو کوفہ کا حاکم بنایا، اور پھر انہیں کبھی دوبارہ حاکم نہیں بنایا گیا۔ ابوالطفیل روایت کرتے ہیں کہ معزولی کے بعد حضرت عمار بن یاسرؓ سے دریافت کیا گیا: کہ کیا یہ معزولی تمہیں بری نہیں معلوم ہوئی؟ وہ بولے خدا کی قسم! جب مجھے حاکم بنایا گیا تو مجھے کسی قسم کی خوشی نہیں ہوئی البتہ جب مجھے معزول کیا گیا تو مجھے اسکا کافی دکھ اور رنج ہوا۔

حضرت عمرؓ کی اہل کوفہ کے وفد سے تفتیش

حضرت شعبی کی روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے اس اہل کوفہ کے وفد سے پوچھا کہ تمہیں کوفہ اور مدائن میں سے کون سا شہر زیادہ پسند ہے؟ اگرچہ میں دونوں شہروں کے فضائل سے اچھی طرح واقف ہوں لیکن صرف تمہاری رائے جاننے کے لئے تم سے یہ سوال کر رہا ہوں۔ جریر نے کہا کہ کوفہ سوادِ عراق کا ایسا مقام ہے، جو خشک علاقہ سے زیادہ قریب ہے اور مدائنِ سمندر سے زیادہ قریب ہے۔ مرطوب مقام ہے اور مچھروں سے بھرا ہوا ہے۔

اس پر حضرت عمارؓ نے کہا کہ تم اس سے زیادہ جھوٹے ہو۔

پھر آپ نے امیر کوفہ حضرت عمار بن یاسر کے بارے میں پوچھا کہ تم اس کے بارے میں کیا جانتے ہو اس پر جریر نے کہا کہ: خدا کی قسم! وہ نااہل ہے اور انہیں سیاسی اور انتظامی امور کا کوئی علم نہیں ہے۔
ہشام بن عبدالرحمٰن ثقفی کی روایت ہے کہ سعد بن مسعود نے کہا کہ خدا کی قسم تم یہ جانتے ہو کہ تم کس علاقہ کے حاکم بنائے

گئے ہو؟

حضرت عمرؓ کی عمارؓ بن یاسر سے تفتیشِ سیاست

اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت عمار بن یاسر پوچھا کہ اے عمار! میں نے تمہیں کس علاقہ پر حاکم مقرر کیا ہے ؟ بولے: خیرہ اوراس کے علاقہ پر، آپ نے فرمایا: ہم نے سنا ہے کہ خیرہ میں سوداگر رہتے ہیں جو وہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ پھر پوچھا اور کس علاقہ پر؟ بولے: بابل اوراس کے علاقہ پر۔ آپ نے فرمایا: میں نے قرآن کریم میں پڑھا ہے۔ پھر فرمایا: اور کس چیز پر؟ فرمایا: مدائن اوراس کے مضافات پر۔ آپ نے پوچھا کہ کیا مدائنِ کسریٰ پر؟ وہ بولے: ہاں ، پھر پوچھا اور کس علاقہ پر؟ وہ بولے مہر جانقذق اوراس کی سرزمین پر۔ لوگوں نے کہا ہم نے آپ کونہیں بتایا کہ انکو یہی علم نہیں کہ آپ نے ان کو کن کن علاقوں کا حاکم بنا کر بھیجا ہے۔ اس پر آپ نے انہیں معزول کر دیا۔ پھر ان سے پوچھا کہ کیا تمہیں کوئی پریشانی وصدمہ ہوا جب میں نے تمہیں معزول کر دیا؟ وہ بولے: خدا کی قسم! جب آپ نے مجھے حاکم بنا کر بھیجا تھا تو اس وقت کوئی خوشی نہیں ہوئی۔ البتہ جب آپ نے مجھے معزول کر دیا تو مجھے سخت صدمہ اور رنج ہوا۔ آپ نے فرمایا: کہ مجھے معلوم تھا کہ تم کام کے آدمی نہیں ہو، تاہم میں نے قرآن کی اس آیت پر عمل کیا ہے۔ قرآن کی آیت:

وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ

ہم چاہتے ہیں کہ ہم ان لوگوں پر احسان کریں جو زمین میں کمزور ہیں اور انہیں رہنما بنائیں اور زمین کا وارث بنائیں

ابوموسیٰ اشعریؓ کا تقرر اور ان کے خلاف بھی کوفیوں کی شکایت اور ان کی معزولی

خلید بن ذفرۃ النمری اپنے والد ذفری سے روایت کرتے ہیں۔ ذفری کہتے ہیں کہ حضرت عمار بن یاسر کی معزولی کے بعد حضرت عمرؓ نے اہل کوفہ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے اہل کوفہ! تم کس کو کوفہ کا حاکم بنانا چاہتے ہو؟ وہ بولے حضرت ابوموسیٰ اشعری کو۔ چنانچہ حضرت عمرؓ نے اہل کوفہ کی خواہش اور رائے کے مطابق حضرت ابوموسیٰ اشعری کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا اور وہ ایک سال تک کوفہ کے حاکم رہے۔

ابوموسیٰؓ سے کوفیوں کے دل کے اچاٹ ہونے کا معمولی واقعہ

ایک دفعہ ان کے غلام نے چارہ فروخت کر دیا اور ولید بن عبدشمس نے اسے کچھ باتیں کرتے ہوئے سن لیا۔ بس اسی پر ولید بن عبدشمس اپنے چند دیگر ساتھیوں کے ساتھ مل کر حضرت عمرؓ کی خدمت میں پہنچا اور کہا کہ ہمیں ابوموسیٰ اشعری کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا: کیوں؟ وہ بولے کہ ان کا غلام ہماری چیزوں کی تجارت کرتا ہے۔ اس پر آپ نے انہیں کوفہ سے معزول کر کے بصرہ کا حاکم مقرر کر دیا۔

عمرؓ کا کوفیوں کی طرف سے تشویش میں پڑنا

پھر آپ نے ان لوگوں سے جو حضرت ابوموسیٰ اشعری کو معزول کرانے کیلئے کوفہ آئے تھے کہا کہ کیا تمہیں طاقتور اور سخت مزاج انسان زیادہ پسند ہے یا کمزور مسلمان، مگر وہ کوئی جواب نہ دے سکے۔

حضرت عمرؓ وہاں سے اٹھ کر مسجد کے ایک گوشہ میں چلے گئے اور وہاں سو گئے اتنے میں حضرت مغیرہ بن شعبہ حضرت عمرؓ کے پاس آئے اور انتظار کرنے لگے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو انہوں نے پوچھا کیا آپ کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہے؟ یا کوئی عظیم واقعہ رونما ہوا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: اس سے بڑھ کر عظیم واقعہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک لاکھ افراد کسی حاکم سے خوش نہیں ہیں اور نہ وہ حاکم اپنے رعایا سے خوش ہے، آپ برافروختہ ہو کر دیر تک بولتے رہے۔

جب کوفہ آباد ہوا تھا اس وقت بھی کوفہ میں ایک لاکھ جنگجو سپاہی وہاں رہتے تھے۔

صحابہؓ کا کوفہ کے حاکم کے تقرر میں عمدہ مشورہ

دوران گفتگو دیگر صحابی بھی وہاں آ گئے اور پوچھنے لگے اے امیر المؤمنین! کیا معاملہ درپیش ہے؟ آپ کس پریشانی میں مبتلا ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اہل کوفہ کی الجھن میں پھنسا ہوا ہوں۔ انہوں نے مجھے تنگ کر رکھا ہے۔

اس کے بعد آپ نے پھر وہی سوال دہرایا اور صحابہ کرام سے اس پر مشورہ طلب کیا۔ حضرت مغیرہ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! کمزور حاکم سے آپ کا اور دیگر مسلمانوں کا نقصان ہے اور اس کی خوبیوں سے صرف اس کا ذاتی فائدہ ہے، اور ایک سخت حاکم کی طاقت سے آپ کو اور دیگر مسلمانوں کو فائدہ پہنچے گا اور اس کی سخت مزاجی کی وجہ سے اس کی ذات کو فائدہ بھی ہو سکتا ہے اور اس کو نقصان بھی۔

سعید بن عمرو روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوموسی اشعری کی معزولی کے بعد نئے حاکم کے انتخاب کے موقع پر حضرت عمرؓ نے لوگوں سے رائے لی کہ آیا کمزور مسلمان کو حاکم مقرر کیا جائے یا کسی طاقتور مسلمان کو کوفہ کا حاکم بنایا جائے؟ اس پر حضرت مغیرہ نے فرمایا کمزور مسلمان کا اسلام اس کے ذاتی فائدے کے لئے ہوتا ہے مگر اس کی کمزوری سے آپ کو نقصان ہے۔ لیکن طاقتور اور سخت انسان کا تعلق و فائدہ اس کی ذات سے ہوتا ہے۔ لیکن اس کی طاقت اور قوت مسلمانوں کے فائدے کیلئے ہوتی ہے۔

حضرت مغیرہ کا تقرر اور ان کو نصائح

اس پر حضرت عمرؓ نے حضرت مغیرہؓ کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا چنانچہ حضرت مغیرہ حضرت عمرؓ کی شہادت تک کوفہ کے حاکم رہے ان کی مدتِ حکومت دو سال سے زیادہ تھی۔ جب حضرت مغیرہؓ کوفہ کے حاکم مقرر ہوئے اور کوفہ جانے کیلئے رخت سفر باندھا اور حضرت عمرؓ سے اجازت لینے آئے تو حضرت عمرؓ نے نصیحت فرمائی: اے مغیرہ شریف انسان کو تم سے مطمئن رہنا چاہیئے اور بدکاروں کو تم سے ڈرنا چاہیئے۔ بعد میں حضرت عمرؓ نے ایک موقع پر حضرت مغیرہ کے بجائے حضرت سعد کو کوفہ کا حاکم مقرر کرنے کا ارادہ کیا مگر اس سے پہلے حضرت عمرؓ شہید ہو گئے تاہم آپ نے ان کے بارے میں وصیت فرما دی تھی۔

حضرت عمرؓ کا یہ پسندیدہ طریقہ رہا کہ آپ نے اپنے تمام حکام پر یہ پابندی عائد کر رکھی تھی کہ وہ ہر سال حج کے موقع پر حاضر ہوا کریں اور کام کے بارے میں رپورٹ دیں تاکہ ان کے کام کا جائزہ لے سکیں۔ نیز کچھ عرصہ اپنی رعایا سے الگ رہیں تاکہ انہیں ان کے خلاف کوئی شکایات ہوں تو اس کو آسانی ہمیں پہنچانے کا موقع مل سکے۔

خراسان کی فتح

ایک روایت کے مطابق اس سال حضرت احنف بن قیس نے خراسان پر حملہ کیا اور شاہ یزدگرد سے جنگ
لیکن سیف کی روایت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت احنف بن قیس نے خراسان پر حملہ ۱۸ھ میں کیا تھا۔ جب اہل جلولا
شکست ہوئی تو ایران کا بادشاہ یزدگرد بن شہریار رے کی طرف روانہ ہوا۔

شاہِ ایران کا عجیب محل

اس سفر کے دوران اس کیلئے ایک ایسا محل بنایا گیا جو اس کے اونٹوں کے تمام پشتوں پر چھایا ہوا تھا اور ش
ایران اسی محل میں سوتا تھا، اوران کا یہ سفر کہیں رکے بغیر لگاتار جاری رہا، ایک موقع ہر جب وہ اپنے محل میں سویا ہوا تھ
ایک منزل پر اسے جگایا گیا کیونکہ اسے ایک دریائی مقام عبور کرنا تھا جس کی وجہ سے اس کے ملازموں نے اس کو جگایا۔
بیدار ہو کر سخت ناراض ہوا اور کہا کہ تم لوگوں نے مجھے نیند سے جگا کر میرے ساتھ بہت برا کیا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدتِ حکومت، شاہ یزدگرد کا خواب

شاہ یزدگرد نے کہا خدا کی قسم! اگر تم مجھے نیند کی حالت میں چھوڑے رکھتے تو مجھے اس قوم عرب کی مدتِ حکومت معلو
ہو جاتی۔ میں ایک خواب دیکھ رہا تھا کہ میں اور محمد (ﷺ) اللہ کے ہاں گفتگو کر رہے ہیں۔ اللہ نے محمد (ﷺ) سے فرمایا ک
تم ایک سو سال تک حکومت کرو۔ انہوں نے عرض کیا: یا اللہ اس میں اضافہ فرمائیے، اللہ نے فرمایا: کہ اچھا ایک سو بیس
سال تک، پھر اضافہ کا مطالبہ کیا تو جواب ملا اچھا جو تمہاری مرضی۔ اس کے بعد تم نے مجھے نیند سے جگا دیا، اگر تم مجھے اس
حالت میں رہنے دیتے اور نیند سے مجھے نہ جگاتے تو مجھے اس قوم کی آخری مدتِ حکومت معلوم ہو جاتی۔

آبان جاذویہ کا یزدگرد کو قید و مجبور کرنا

جب بادشاہ رے مقام پر پہنچا تو وہاں کا حاکم جس کا نام آبان جاذویہ تھا اس نے اس پر حملہ کر دیا اور اسے
گرفتار کرا دیا بادشاہ نے کہا: اے آبان جاذویہ! کیا تم میرے ساتھ غداری کرنا چاہتے ہو؟ تو اس نے کہا: چونکہ تم نے اس
وقت اپنا ملک چھوڑ دیا ہے اور وہ دوسرے لوگوں کے قبضہ میں چلا گیا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم سے وہ چیزیں
لکھوالوں جو پہلے میرے قبضہ میں تھیں اور وہ مزید چیزیں بھی حاصل کروں جو حاصل کرنا چاہتا تھا۔ یوں اس نے یزدگرد
کی مہر پر قبضہ کر لیا اور اپنی پسند کے مطابق دستاویز لکھوا کر بادشاہ کی مہر کی انگوٹھی واپس کر دی۔
پھر آبان حضرت سعد کے پاس آیا اور وہ تمام چیزیں واپس کر دیں جو تحریری طور پر لکھی ہوئی تھیں۔

شاہ یزدگرد کا مرو میں مقدس آگ منتقل کرنا

شاہ یزدگرد رے سے اصفہان کی طرف روانہ ہوا، آبان جاذویہ کو اس کی اطلاع ہوگئی کہ شاہ یزدگرد نے اصفہان میں قیا
کیا ہے، اسے اس کا وہاں قیام ناپسند ہوا۔ چنانچہ اسے وہاں پناہ نہ مل سکی۔ اس لئے یزدگرد بادشاہ کرمان کی طرف روان
ہوا جب وہ کرمان پہنچا تو مقدس آگ اس کے ساتھ تھی اس نے اسے وہاں سے منتقل کرنے کا ارادہ کیا اور اسی لئے اس

آگ کو ساتھ لے لیا۔ پھر اس نے خراسان کا قصد کیا اور مرو میں آ کر مقیم ہو گیا اور اس مقدس آگ کو بھی وہاں روشن کیا اور اس کیلئے آتشکدہ تعمیر کرایا اور باغ لگایا اور وہ باغ مرو سے دو سو فرسخ کے فاصلے پر تھا۔

مرو میں یزدگرد کا کامیاب پروپیگنڈہ

یہاں آ کر وہ امن وامان کے ساتھ رہنے لگا اور غیر مفتوحہ علاقوں کے اہل عجم سے خط وکتابت کے ذریعے رسم بڑھانے لگا یہاں تک کہ سب اس کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے۔ نیز اس نے مفتوحہ علاقوں کے اہل فارس اور اہل ہرمزان کو بھی ورغلایا، چنانچہ اس ورغلانے کے نتیجہ میں انہوں نے مسلمانوں سے اپنے وفا کے بندھن توڑ ڈالے اور بغاوت کر دی نیز اہل جبال اور اہل فیروزان نے بھی ان کی دیکھا دیکھی معاہدے توڑ دیئے اور بغاوت کر دی۔

ایران کی سرزمین کو روند ڈالنے کا فاروقی حکم

ان وجوہات کی بناء پر امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے مسلمانوں کو اجازت دیدی کہ وہ ایران کے علاقوں میں پیش قدمی کر کے گھس جائیں۔ چنانچہ اہل کوفہ اور اہل بصرہ روانہ ہوئے اور انہوں نے ان کی سرزمین پہنچ کر زبردست حملے شروع کر دیئے۔

احنف بن قیس کی ایرانی علاقوں کی طرف پیش قدمی

حضرت احنف بن قیسؓ خراسان کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں انہوں نے مہرجانقذق پر قبضہ کر لیا اور پھر مزید آگے بڑھتے ہوئے اصفہان کی طرف روانہ ہوئے۔ اس وقت اہل کوفہ ''جی'' کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اس لئے وہ طبسین کے راستے خراسان میں داخل ہوئے اور ہرات پر بزور شمشیر قبضہ کر لیا اور انہوں نے وہاں صُحار بن فلان العبدی کو اپنا جانشین بنایا اور پھر مزید آگے بڑھتے ہوئے مروشاہجہاں کی طرف روانہ ہوئے۔ اس دوران درمیان میں کسی سے کوئی جنگ نہیں ہوئی اس لئے نیشاپور کی طرف مطرف بن عبداللہ بن الشخیر کو بھیجا اور سرخس کی طرف حارث بن حسان کو روانہ کیا۔

یزدگرد کا فرار اور مروروذ میں آ کر پریشان ٹھیرنا

جب حضرت احنف بن قیس مروشاہجہاں کے قریب پہنچے تو شاہ یزدگرد مروروذ چلا گیا اور وہاں رہنے لگا اور حضرت احنف بن قیس مروشاہجہاں میں ہی فروکش ہو گئے۔ شاہ یزدگرد نے مروروز پہنچنے کے بعد خوف کے مارے مختلف حاکموں کے پاس امداد کی درخواست کی۔ اس نے خاقان سے بھی امداد کی درخواست کی۔ شاہ صُغد کو بھی تحریر کیا کہ فوج کے ذریعے اس کی مدد کی جائے۔ نیز اس نے شہنشاہِ چین سے بھی امداد کی درخواست کی۔

کوفہ سے مسلمانوں کی مدد اور احنف کی مزید پیش قدمی

حضرت احنف بن قیس نے مروشاہجہاں پر حارثہ بن نعمان باہلی کو اپنا جانشین بنایا اس عرصہ میں اہل کوفہ کی فوجیں ان کے چار سرداروں علقمہ بن نضر نضری، ربعی بن عامر تمیمی، عبداللہ بن ابی عقیل ثقفی اور ابن ام غزال ہمدانی کی قیادت میں احنف بن قیس کے پاس پہنچ گئیں۔ جب تمام فوجیں مروشاہجہاں آ گئیں تو حضرت احنف بن قیس نے مرو

شاہجہاں سے مرورود کی طرف فوج کشی کی۔

شاہ یزدگرد کی شکست وفرار

جب شاہ یزدگرد کو یہ خبر ملی تو وہ بلخ کی طرف روانہ ہو گیا چنانچہ حضرت احنف بن قیس مرورود میں مقیم ہو گئے جبکہ کوفہ کی فوجیں براہ راست بلخ روانہ ہو گئیں اور پھر حضرت احنف بن قیس بھی ان کے پیچھے روانہ ہو گئے۔ بالآخر بلخ میں اہلِ کوفہ کی افواج اور شاہ یزدگرد کی افواج کا آمنا سامنا ہوا اور دونوں فریقین کے درمیان مقابلہ ہوا اور نتیجہ یہ نکلا کہ اللہ نے شاہ یزدگرد کو مات دیدی اور وہ ایرانیوں کو لیکر دریا کی طرف روانہ ہوا اور دریا پار کر کے بھاگ گیا۔

اتنے میں حضرت احنف بن قیس بھی کوفہ کی فوجوں کے ساتھ آ ملے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں بلخ کو فتح کرادیا اس لئے بلخ اہل کوفہ کی فتوحات میں شامل تھا۔ اس کے بعد خراسان کے وہ باشندے جو بھاگ گئے تھے یا قلعہ بند ہو گئے تھے اور نیشاپور سے لیکر طخارستان کے باشندے سب صلح کیلئے آنے لگے، اس کے بعد حضرت احنف بن قیس واپس مرورود چلے گئے اور وہاں رہنے لگے البتہ ربعی بن عامر جو کہ عرب کے شرفاء میں سے تھے، کو طخارستان میں اپنا جانشین بنایا۔

اہلِ خراسان کی غداری، حضرت عمرؓ کی پیش گوئی

حضرت احنف بن قیس نے حضرت عمرؓ کو فتح خراسان کی خبر لکھ کر بھجوائی۔ فتح خراسان کی خبر سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: میں چاہتا تھا کہ ان کے خلاف کوئی لشکر نہ بھیجا جاتا اور میری خواہش تھی کہ ان کے اور ہمارے درمیان آگ کا سمندر حائل ہوتا۔ حضرت علی نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! آپ یہ بات کیوں فرماتے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں کے باشندے تین مرتبہ عہد شکنی کریں گے اور معاہدہ کو توڑیں گے اور تیسری مرتبہ ان کو مغلوب کرنے کی ضرورت ہوگی۔

ایک روایت میں اس طرح ذکر ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کے پاس فتح خراسان کی خبر پہنچی تو وہ فرمانے لگے کہ میں چاہتا ہوں کہ ہمارے اور ان کے درمیان آگ کا سمندر حائل ہوتا۔ اس بات پر حضرت علی نے فرمایا: اے امیر المؤمنین! یہ تو خوشی کا مقام ہے آپ کو کیا پریشانی ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: کہ ہاں خوشی کی بات ہے مگر پریشان اس بات پر ہوں کہ یہ لوگ تین مرتبہ عہد شکنی کریں گے۔

احنف بن قیس کو حضرت عمرؓ کی اہم ہدایت

وزاع بن زید بن خلیدہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع ہوئی کہ حضرت احنف بن قیس کا مرو کے دونوں شہروں پر قبضہ ہو گیا ہے اور انہوں نے بلخ بھی فتح کرلیا ہے تو آپ نے فرمایا: کہ احنف بن قیس اہل مشرق کے سردار ہیں۔ پھر حضرت احنف بن قیس کو یہ تحریر کیا ہے کہ تم دریا عبور نہ کرنا بلکہ تم اس سے پہلے کے علاقہ میں مقیم رہو، جن خصوصیات کے ساتھ تم خراسان میں داخل ہوئے تھے۔ آئندہ بھی تم ان عادات پر قائم رہنا اس طرح فتح ونصرت ہمیشہ تمہارے قدم چومے گی۔ البتہ تم دریا کو عبور کرنے سے پرہیز کرو ورنہ تم نقصان اٹھاؤ گے۔

یزدگرد کو خاقان اور غوزک کی امداد

ادھر بادشاہ یزدگرد کے دونوں قاصد خاقان اور غوزک کے پاس پہنچے اور شاہِ یزدگرد کی امدادی درخواست ان کے سامنے رکھ دی۔ لیکن دونوں فوری ان کی مدد کرنے سے قاصر رہے یہاں تک کہ شاہ یزدگرد شکست کھا کر دریا عبور کر کے خودان کے پاس پہنچ گیا اس وقت اس کی فوجی امداد کی تکمیل ہوئی، ترک اور اہل فرخانہ اور صغد اس کی مدد کیلئے جمع ہو گئے۔ شاہ یزدگرد یہ امدادی لشکر لیکر خراسان کی طرف روانہ ہوا اور خاقان بھی اپنی فوج لیکر خراسان روانہ ہوا، دونوں نے اپنی اپنی فوج کے ساتھ دریا عبور کیا اور بلخ پہنچ گئے۔

اسوقت اہل کوفہ حضرت احنف بن قیس کے پاس مرورود پہنچ گئے تھے اس لئے مشرکین کا لشکر بلخ سے روانہ ہو کر حضرت احنف بن قیس کے لشکر کے پاس مرورود پہنچ گیا۔

احنف بن قیس کو الہامی مشورہ

ادھر حضرت احنف بن قیس کو یہ خبر ملی کہ خاقان اور صغد نے بلخ کا دریا عبور کرلیا ہے اور مقابلہ کیلئے آ رہے ہیں تو انہوں نے اپنے لشکر کے فوجیوں سے کارآمد مشورہ کیلئے بات چیت کی، تا کہ کوئی فوری جنگی فائدہ حاصل ہو سکے۔ احنف بن قیس دوران گشت دو آدمیوں کے پاس سے گذرے جو چارہ صاف کررہے تھے۔ وہ چارہ بھوسہ یا جو تھے۔ وہ دونوں آدمی آپس میں باتیں کررہے تھے ان میں سے ایک شخص نے دوسرے سے کہا اگر ہمارا امیر ہمیں اس پہاڑ کے پاس لے آئے تو یہ دریا ہمارے اور ہمارے دشمن کے درمیان خندق کا کام دیگا، دراصل یہ پہاڑ ہماری پشت پر ہوگا اور پشت ہونے کی وجہ سے پیچھے کی طرف سے کوئی حملہ نہیں ہوگا اور ہمارا سامنا صرف ایک طرف سے ہوگا پھر یہ توقع کی جاسکتی ہے کہ اللہ تعالی ہمیں فتح ونصرت عطا فرمائیں۔

یہ بات سن کر حضرت احنف بن قیس واپس آئے۔ چونکہ رات تاریک تھی اس لئے انہوں یہی مشورہ کافی سمجھا اور صبح کا انتظار کرنے لگے۔ جب صبح ہوئی تو آپ نے تمام مسلمانوں کو جمع کیا اور فرمایا: کہ خاقان اور صغد اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ ہمارے مقابلہ کیلئے آئے ہیں ہماری تعداد کم ہے اور دشمن کی تعداد ہم سے کہیں زیادہ ہے۔ مگر ہمیں اس بات بالکل خائف نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اللہ کے حکم سے ایک چھوٹی جماعت اکثر بڑی جماعت پر غالب آجاتی ہے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے تم اس مقام سے کوچ کر کے اس پہاڑی کا سہارا حاصل کرو اور اس پہاڑی کو تمہاری پشت کی طرف ہونا چاہیئے اور یہ دریا تمہارے اور تمہارے دشمنوں کے درمیان رہے اور تم صرف ایک سمت سے جنگ کرو۔

آغازِ جنگ اور احنف کے ہاتھ کئی ترک سواروں کا قتل

مسلمانوں نے ان ہدایات پر عمل کیا اور مناسب طریقہ سے اپنے آپ کو تیار کیا، بصرہ کی فوج دس ہزار تھی اور کوفہ کی فوج بھی تقریباً اتنی تھی۔ صبح وشام جنگ کے شعلے بھڑکتے رہتے تھے اور رات کے وقت جنگ بند کردیتے تھے۔ حضرت احنف بن قیس اس کوشش میں تھے کہ کسی طرح دشمنوں کی شب باشی کے ٹھکانوں کا علم ہو جائے۔ چنانچہ ایک رات وہ خود خبر رسانی کیلئے نکلے جب وہ خاقان کے لشکر کے قریب پہنچے تو ٹھیر گئے۔ جب صبح کا وقت قریب آیا، ایک ترک سوار اپنا طوق لیکر نکلا اور اپنا طبلہ بجانے لگا۔ پھر وہ اپنے لشکر کے ایک مقررہ مقام پر رک گیا۔ حضرت احنف بن قیس نے ان پر حملہ کیا اور دو دفعہ نیزہ ایک دوسرے پر وار کیا بالآخر حضرت احنف بن قیس نے اس کو نیزہ مار کر مار ڈالا پھر

آپ اس کی جگہ آ کر کھڑے ہو گئے اور اسکے طوق پر بھی قبضہ کرلیا۔ پھر دوسرا ترک سوار نکلا اس کے ساتھ بھی آپ نے یہی سلوک کیا۔ پھر وہ دوسرے سوار کے مقام پر کھڑے ہو گئے اور اسکے طوق پر بھی قبضہ کرلیا۔ پھر تیسرا ترک سوار نکلا اس کے ساتھ بھی آپ نے یہی سلوک کیا پھر وہ تیسرے سوار کے مقام پر کھڑے ہو گئے اور اسکے طوق پر بھی قبضہ کرلیا۔

غیبی امداد اور ترکوں کی آسان پسپائی

ترک اپنی عادت کے مطابق ان سواروں کے بگل بجانے کے منتظر تھے۔ جب تک کہ ان مذکورہ بالا تین سواروں کا بگل نہیں بج جاتا وہ جنگ کا آغاز نہ کرتے۔ اس دن بھی ترک فوج تیسرے سوار کے بگل بجانے کے بعد نکلی لیکن نکلنے کے بعد دیکھا کہ تینوں سوار مرے پڑے ہیں۔ خاقان نے اس موقع کو بدشگونی خیال کیا اور کہنے لگا کہ مجھے اندازہ ہوا ہے کہ ہمارا یہاں قیام طویل ہو گیا ہے اور یہ سوار ایسے مقام پر مارے گئے ہیں جہاں انہیں کبھی نقصان نہیں پہنچا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس جنگ میں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا اس لئے ہمیں واپس چلے جانا چاہیئے، چنانچہ وہ واپس لوٹ گئے، جب دن چڑھ گیا تو مسلمانوں نے ان کا کوئی آدمی نہیں دیکھا اور انہیں اطلاع ملی کہ خاقان واپس چلا گیا ہے۔

خاقان کے واپس بلخ لوٹ جانے پر مسلمانوں نے حضرت احنف بن قیس سے کہا کہ آپ کا ان کے تعاقب کا کیا خیال ہے؟ اس پر حضرت احنف بن قیس نے جواب دیا کہ تم اپنے مقام پر رہو اور ان کا تعاقب نہ کرو۔

شاہ یزدگرد کا خزانوں کے ساتھ چین فرار ہونے کا خیال اور ایرانیوں کی رکاوٹ

شاہ یزدگرد خاقان کو مرورود میں چھوڑ کر خود مروشاہجہان کی طرف روانہ ہو گیا، وہاں حضرت حارثہ بن نعمان اور ان کے ساتھی قلعہ بند ہو گئے تھے۔ اس نے ان کا محاصرہ کرلیا اور اپنا خزانہ مقررہ مقام سے نکال لیا۔ جب یزدگرد نے اپنا تمام خزانہ جمع کرلیا جو اس نے مرو میں رکھا تھا تو اس کا ارادہ ہوا کہ وہ ان خزانوں کو مستقل اپنے پاس رکھے اور جلد یہاں سے نکل کر خاقان کے پاس چلا جاء۔ اس کے ارادوں کو بھانپتے ہوئے اہل فارس نے اس سے دریافت کیا کہ آپ ان خزانوں کا کیا کرنا چاہتے ہیں؟ وہ بولا میرا ارادہ ہے کہ میں خاقان کے پاس چلا جاؤں اور وہیں رہوں یا ملکِ چین چلا جاؤں اور وہاں رہ پڑوں۔ ایرانیوں نے اس پر کہا کہ آپ ٹھیر جائیے، یہ تجویز درست نہیں ہے۔ اس طرح آپ اپنی وطن اور قوم چھوڑ دیں گے۔ آپ اس کے بجائے ہمیں مسلمان قوم کے پاس لیجائیں یہ مسلمان قوم باوفا وفا شعار اور دیندار قوم ہے۔ اور عہد شکنی ان کا شیوہ نہیں۔ اور دوسری بات یہ بھی ہے کہ یہ ہمارے ملک کے قریب رہتے ہیں، ایسا دشمن جو ہمارے ملک کے قریب رہتا ہو ہمیں اس دشمن سے زیادہ محبوب ہے جو ہم سے دور کے ملک میں ہوشیار ہو اور جس کا کوئی دین و ایمان نہ ہو اور ہمیں اس بات کا بھی علم نہیں ہے کہ وہ اہلِ چین کتنے باوفا ہیں۔ اس بات پر شاہ یزدگرد نے اتفاق نہ کیا اور ان کی بات نہ مانی، تب اہل فارس نے کہا کہ آپ ہمارے خزانے چھوڑ جائیں تاکہ یہ خزانہ ہمارے ملک میں ہی رہے۔ لہذا آپ اسے نکال کر دوسرے ملک نہیں لیجا سکتے۔

مسلمان اور مشرکین کا باہم مل کر یزدگرد کو شکست دینا

جب بادشاہ نے ان کی بات ماننے سے انکار کردیا تو تمام لوگ اس کے مخالف ہو گئے۔ صرف اس کے

ملازمین اور نوکر چاکر باقی رہ گئے، چنانچہ اس کی رعایا نے ان خزانوں کے حصول کیلئے ان سے جنگ کی۔ بالآخر ان کو شکست دی اور خزانوں پر قبضہ کرلیا اور انہوں نے اس کی اطلاع حضرت احنف بن قیس کو بھی دیدی، چنانچہ مرو کے مقام پر مسلمانوں اور مشرکین نے مل کر ان سے جنگ کی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تمام سامان اور خزانہ چھوڑ کر دریا عبور کرکے فرغانہ چلا گیا اور وہاں ترکوں کے پاس رہنے لگا اور حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت کے آخری ایام تک وہیں رہا تاہم وہ اہل خراسان سے برابر خط و کتابت کرتا رہا اور ان کو ورغلاتا رہا یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کے دورِ خلافت میں اہل خراسان نے عہد شکنی کی۔

ایرانیوں کا از خود یزدگرد کے خزانہ کو مسلمانوں کے سپرد کرنا

شاہ یزدگرد کے چلے جانے کے بعد ایرانی حضرت احنف بن قیس کے پاس آئے اور ان سے صلح کا معاہدہ کرکے تمام دولت اور خزانہ ان کے حوالہ کردیا اور پھر اپنے شہروں کی طرف چلے گئے اور وہاں امن وسکون کے ساتھ رہنے لگے اور اب ایرانی بادشاہوں کے عہد سے زیادہ خوشحال ہوکر زندگی بسر کرنے لگے کیونکہ مسلمانوں نے ان کے ساتھ عدل وانصاف کا مظاہرہ کیا جس سے وہ خوش وخرم اور مطمئن ہوگئے۔ اور مال غنیمت کی تقسیم میں بھی ہر سوار کو اسی قدر حصہ ملا جس قدر جنگ قادسیہ میں سوار کو حصہ ملا تھا۔

دورِ عثمانؓ میں اہل خراسان کی عہد شکنی اور یزدگرد کی ذلیل موت

حضرت عثمانؓ کی عہد خلافت میں اہل خراسان نے عہد شکنی کی اور انہوں نے شاہ یزدگرد کو اپنے ہاں دعوت دی۔ چنانچہ شاہ یزدگرد ان کی دعوت پر وہاں پہنچا اور مرو میں مقیم ہوگیا لیکن پھر اہل خراسان کا شاہ یزدگرد اور ان کے ساتھیوں سے اختلاف ہوگیا، ان اختلافات کی وجہ سے ان کا آپس میں مقابلہ ہوا تو شاہ یزدگرد بھاگ کر ایک چکی کے پیچھے روپوش ہوگیا دراصل وہ کرمان کی طرف بھاگنا چاہتا تھا اور وہاں پناہ لینا چاہتا تھا لیکن لوگوں نے اس کو پکڑ کر مار ڈالا اور دریا میں پھینک دیا اور اس کے مال غنیمت پر مسلمانوں اور مشرکین نے قبضہ کرلیا۔

بلخ کی آسان فتح

اس سے قبل حضرت احنف بن قیس کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ فوراً مسلمانوں کی فوج لیکر بلخ کی طرف روانہ ہوگئے تاکہ وہ خاقان، یزدگرد اور ان کے ساتھیوں سے مقابلہ کریں کیونکہ یہ دونوں اس وقت اپنی فوجوں کے ساتھ بلخ میں مقیم تھے۔ یہاں جب خاقان کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ شاہ یزدگرد مارا گیا اور حضرت احنف بن قیس مسلمانوں کی بڑی فوج کو لیکر بلخ کی طرف روانہ ہوگئے ہیں تو اس نے فوراً بلخ کو چھوڑا اور دریا عبور کرکے بھاگ گیا۔

حضرت احنف بن قیس جب بلخ پہنچے تو معلوم ہوا کہ خاقان دریا عبور کرکے بھاگ گیا تو آپ بھی بلخ میں مقیم ہوگئے اور مسلمان فوجیں بھی اس کے تمام اضلاع میں مقیم ہوگئیں پھر کچھ عرصہ کے بعد حضرت احنف بن قیس مرورود واپس آگئے اور خاقان اور یزدگرد کی شکست کی خبر حضرت عمرؓ کے پاس ارسال کی اور ساتھ ہی ساتھ مال خمس بھی ایک وفد کے ساتھ بھیجا۔

یزدگرد کے چین بھیجے ہوئے ایلچی کی واپسی

ادھر جب خاقان نے اپنی فوجوں اور یزدگرد کے ساتھیوں کے ساتھ دریا عبور کیا تو راستے میں ان کی ملاقات یزدگرد کے اس سفیر سے ہوئی جس کو شاہ یزدگرد نے امداد کی درخواست کے ساتھ چین بھیجا تھا اور شاہ یزدگرد نے شہنشاہ چین کیلئے تحائف بھی بھیجے تھے۔ اب وہ سفیر شہنشاہ چین کا جوابی خط لیکر واپس آ رہا تھا، خاقان نے اس سفیر سے پوچھا کہ کیا خبر ہے؟ تو وہ بولا کہ جب میں شاہ کا خط اور تحائف لیکر اس کے پاس پہنچا تو وہ میرے ساتھ کافی عزت و اکرام کے ساتھ پیش آیا اور شاہ کے تحائف کا اچھا بدلہ دیا اور اس نے بھی ڈھیر سارے تحائف دیئے اور شاہ یزدگرد کے خط کا جواب لکھوانے سے پہلے مجھ سے یہ تفصیلی گفتگو کی:

شاہِ چین کی شاہِ ایران کے ایلچی سے گفتگو

''تجھے اس بات کا اچھی طرح احساس ہے کہ بادشاہوں پر دشمن کے مقابلے میں دوسرے بادشاہوں کی بوقت ضرورت مدد کرنا ضروری ہے۔ تاہم میں اس بات کی خواہش رکھتا ہوں کہ تم مجھے اس قوم کے حالات بتاؤ جنہوں نے تمہیں تمہارے ملک سے نکال دیا ہے۔ جبکہ تم یہ بھی بتاتے ہو کہ وہ تعداد میں کم ہیں اور تمہاری تعداد ان کے مقابلے میں بہت زیادہ ہیں۔ لہذا یہ قلیل تعداد تمہاری کثیر تعداد پر اس لئے غالب آئی ہوگی کہ ضرور ان میں خوبیاں موجود ہیں اور ان کے مقابلہ میں تم میں برائیاں موجود ہوں گی۔ میں نے کہا کہ آپ جو مناسب سمجھیں وہ دریافت کریں۔

شہنشاہ چین نے پوچھا: کیا یہ لوگ عہد و پیماں کی پابندی کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ پھر پوچھا کہ وہ لوگ تم سے جنگ کرنے سے پہلے کیا کہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ وہ لوگ ہمیں تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز ماننے کو اصرار کرتے ہیں (۱) یا تو ہم ان کا دین و مذھب قبول کرلیں اگر ہم قبول کر لیتے ہیں تو ہمیں اپنے جیسا سمجھتے ہیں (۲) ورنہ جزیہ ادا کرنے کو کہتے ہیں۔ جزیہ ادا کرنے کی صورت میں وہ ہماری حفاظت کرتے ہیں (۳) ان دونوں صورتوں کو نہ ماننے پر وہ ہم سے جنگ کرتے ہیں۔

اس نے پھر دریافت کیا کہ یہ لوگ اپنے حکام اور امیر کی کیسی اطاعت کرتے ہیں؟ تو میں نے کہا کہ وہ اس امیر اور حاکم کی اس قوم سے زیادہ اطاعت کرتے ہیں جو قوم کسی مرشد کی اطاعت کرتی ہے۔ پھر پوچھا وہ کن چیزوں کو حلال سمجھتے ہیں اور کن چیزوں کو حرام؟ تو میں نے اس کی تفصیلات بتائیں۔ پھر اس نے دریافت کیا کہ کیا کبھی وہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال میں تبدیل بھی کرتے ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں، ایسا کبھی نہیں کرتے ہیں۔ اس پر وہ بولا کہ وہ قوم کبھی تباہ نہیں ہوسکتی جو حلال کو حرام میں اور حرام کو حلال میں تبدیل نہیں کرتی۔ پھر اس نے ان کے لباس کے بارے میں معلوم کیا، میں نے ان کے لباس کے بارے میں بتایا۔ اس نے پھر پوچھا کہ ان کی سواری کیا ہے؟ تو میں نے عرض کیا کہ وہ عربی گھوڑے پر سواری کرتے ہیں، پھر میں نے ان کا حال واحوال بیان کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ نہایت عمدہ قلعے ہیں۔ پھر میں نے ان کے اونٹوں اور چلنے پھرنے کا احوال بتایا اس پر اس نے کہا کہ یہ لمبی گردن والے مویشیوں کی خصوصیات ہیں۔ چنانچہ اس تمام بات چیت کے بعد اس نے شاہ یزدگرد کو خط لکھا:

> کہ مجھے آپ کی طرف ایک نہایت عظیم لشکر بھیجنے سے اس بات نے روکے رکھا تھا کہ میں اس قوم کے حالات سے اب تک ناواقف تھا مگر آپ کے سفیر کی زبانی جو بات اس قوم کے بارے میں معلوم ہوئی اس سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اگر یہ قوم پہاڑوں کا بھی مقابلہ کریں تو پہاڑوں کو بھی پاش پاش کردیں اور اگر اس قوم کے لشکر کو آزاد چھوڑ دیا جائے تو مجھے بھی ہٹا سکتے ہیں

۔ بشرطیکہ ان میں یہ خصوصیات باقی رہیں جواب موجود ہیں ۔ میرا مشورہ ہے کہ آپ ان سے مصالحت کرلیں اور ان سے مصالحت کرنے کو اپنے لئے باعثِ عزت سمجھیں اور جب تک وہ برسر پیکار رہوں آپ ان سے ہرگز جنگ نہ کریں،،

مسلمانوں کا اجتماع اور حضرت عمر بن الخطابؓ کا خطاب

جب حضرت احنف بن قیس کی طرف سے بھیجا گیا مال غنیمت اور قاصد فتح کی خبر لیکر حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا تو آپؓ نے مسلمانوں کو جمع کیا اور انہیں مخاطب کیا: اور پھر حضرت احنف بن قیس کی طرف سے بھیجا گیا نامۂ فتح پڑھا گیا اور پھر آپؓ نے مسلمانوں کو خطبہ دیا:

''اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کا ذکر ان الفاظ سے کیا ہے کہ انہیں ہدایت دیکر بھیجا گیا ہے اور انہیں حق وصداقت کا دین عطا فرمایا گیا ہے تاکہ وہ اسے تمام مذاہب اور ادیان پر غالب کرے، چاہے یہ بات مشرکین کو ناگوار ہو، اللہ تعالیٰ نے اسلام کے پیروکاروں کو دنیاوی معاوضہ اور آخرت کی کامیابی و کامرانی دونوں چیزیں عطا کرنے کا وعدہ فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ تمام تعریفوں اور حمد وثناء کا مستحق ہے۔ جس نے اپنے وعدہ کو پورا کرلیا ہے اور اپنے لشکر اور جانثاروں کو فتح ونصرت عطا فرمائی ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ جان لو اللہ تعالیٰ نے مجوسیت کی بادشاہت کا خاتمہ فرما دیا ہے اور ان کا شیرازہ منتشر کر دیا ہے اب وہ اپنے ملک کی ایک بالشت کا بھی حکمران نہیں ہے، جس سے مسلمانوں کو نقصان پہنچے۔ اللہ نے تمہیں ان کی سرزمین، ملک، مال ودولت کا مالک بنا دیا ہے تاکہ وہ معلوم کرے کہ تم کیا کارنامے انجام دوگے، اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو کہ تمہاری طرح بہت سی قومیں فوجی طاقت کی مالک تھیں اور گذشتہ زمانے کی بہت سی مہذب قومیں دور دراز کے ممالک میں قابض ہوگئی تھیں ۔ یاد رکھو! اللہ تعالیٰ اپنا حکم نافذ کر کے رہیں گے اور اپنا وعدہ پورا کریں گے اور ایک قوم کے بعد دوسری قوم کو نمودار کریں گے ۔ تم لوگ اس کے احکامات کو نافذ کرانے کیلئے ایسے شخص کی پیروی کرو جو اس کے معاہدہ کی پابندی کرے اور تمہارے لئے خدائی وعدہ کو پورا کر کے دکھائے ۔ تم اپنی حالت میں کوئی تغیر وتبدل نہ کرنا ورنہ اللہ تعالیٰ دوسری قوم کو تم پر مسلط کر دیگا، مجھے اس وقت امت مسلمہ کی تباہی و بربادی کا صرف تمہی سے اندیشہ اور خوف ہے۔

اس سال حضرت عمرؓ نے حج کیا، اور اس سال بھی ان کے حکام حسبِ سابق وہی تھے جو ۲۱ھ میں مقرر تھے البتہ کوفہ کے حاکم مغیرہؓ بن شعبہ مقرر ہوئے اور بصرہ کے حاکم حضرت ابوموسیٰ اشعری مقرر رہوئے۔

۲۳ھ کے واقعات

اسحاق بن عیسیٰ سے ابومعشر کا قول منقول ہے کہ اصطخر اور ہمذان ۲۳ھ میں فتح ہوا اور واقدی کی بھی یہی

رائے ہے۔ البتہ سیف کی روایت ان سے مختلف ہے۔ ان کی روایت کے مطابق اصطخر توج کے بعد فتح ہوا۔

فتحِ توج کی خبر

سردارانِ فارس کا شیرازہ بکھرنا

سیف کی روایت ہے کہ بصرہ کے مختلف سردار فارس کے مختلف علاقوں کی جنگی مہموں کے لئے روانہ ہوئے۔ ان سرداروں میں ساریہ بن زُنیم بھی شامل تھے۔ یہ لوگ اپنی اپنی فوجوں کو لے کر مختلف علاقوں کے لئے روانہ ہوئے۔ ادھر اہلِ فارس توج کے مقام پر سارے جمع ہو گئے تھے، مگر مسلمان فوجوں نے ان سے جنگ لڑنے کا ارادہ کئے بغیر اپنے اپنے علاقوں کیلئے روانہ ہوگئے، جس کے لئے انہیں مقرر کیا گیا تھا۔ جب ایرانیوں کو اس بات کا علم ہوا تو یہ اپنے اپنے علاقوں کی مدافعت کے لئے منتشر ہو گئے۔ اس طرح انہیں جنگ کے بغیر ہی شکست کی ہزیمت اٹھانا پڑی اور ان کا شیرازہ بھی بکھر گیا اور ان کی اجتماعی طاقت منتشر ہوگئی۔ نیز مشرکوں نے اس بات کو بدشگونی پر محمول کیا اور اپنے برے انجام کی فکر لگ گئی۔

اہلِ توج کی ہمیشہ کیلئے شکست و معاہدہ

حضرت مجاشع بن مسعود نے سابور اور اردشیر خُرہ کے مقامات کی طرف پیش قدمی کا ارادہ کیا ان کے ساتھ مسلمانوں کی فوج تھی مسلمان فوجوں کا اہل فارس سے توج کے مقام پر مقابلہ ہوا اور دونوں فریق آپس میں لڑتے رہے بالآخر خدا تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل توج کے مقابلہ میں کامیابی دلادی اور اہل توج کو شکست ہوئی اور مسلمانوں کو ان پر مسلط کر دیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے کافروں اور مشرکوں کا صفایا کرتے ہوئے انہیں بے دریغ قتل کیا اور ان کے لشکر کا تمام مال واسباب مالِ غنیمت کے طور پر مسلمان فوجوں کو حاصل ہوا۔ یہ اہل توج کی مسلمانوں سے آخری جنگ تھی۔ اس کے بعد یہ لوگ کبھی مقابلہ کیلئے اپنا سر نہ اٹھا سکے، ان کے ساتھ پہلی جنگ وہ تھی جو حضرت علاء نے طاؤس نامی جنگ لڑی تھی۔

فتحِ توج کے بعد اہلِ توج کو جزیہ ادا کرنے اور ذمی رعایا بننے کی دعوت دی گئی۔ چنانچہ یہ لوگ اپنے اپنے علاقوں میں واپس آ گئے اور وہاں مسلمانوں کے ساتھ معاہدہ کر کے رہنے لگے۔

کلیب کی قمیص کا قصہ

عاصم بن کلیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں ''ہم مجاشع بن توج کے ساتھ توج کی جنگ میں شریک تھے۔ وہاں ہم نے اس مقام کا محاصرہ کر لیا اور جب تک خدا تعالیٰ کی مرضی تھی ہم نے ان سے جنگ کی اور بالآخر اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے فتح حاصل کی اور بہت سا مالِ غنیمت ہمارے حصہ میں آیا۔ کلیب کہتے ہیں دوران جنگ میں نے جو کرتا پہنا ہوا تھا وہ پھٹ گیا میں نے سوئی دھاگا لیکر اس کو سینا شروع کیا اتنے میں میری نظر ایک مقتول پر پڑی جس کے بدن پر قمیص تھی۔ میں نے اس کی وہ قمیص بدن سے اتار کر اچھی طرح دھوئی یہاں تک کہ اس کی میل کچیل دور ہوگئی اس کے بعد میں نے اس قمیص کو پہن لیا۔

مال غنیمت میں خیانت کی ممانعت

جب مال غنیمت جمع ہو گیا تو مجاشع بن مسعود تقریر کرنے کے لئے کھڑے ہوئے اور حمد وثناء کے بعد فرمایا: اے لوگو! مالِ غنیمت کی چوری نہ کرو، جو فرد مال غنیمت میں چوری کرے گا تو قیامت کے دن چوری کئے گئے تمام مال کے ساتھ وہ آئے گا، تم اسے لوٹا دو خواہ سوئی دھاگہ کیوں نہ ہو۔ جب میں نے یہ بات سنی تو میں نے اس قمیص کو اتار کر اسے مال غنیمت میں شامل کر دیا۔

فتح اصطخر

اصطخر صوبہ فارس کا مرکزی شہر تھا یہ ساسانی بادشاہوں کا قدیم مرکزی اور مقدس مقام تھا یہاں پر ان کا قدیم آتش کدہ بھی تھا جس کی نگرانی خود شہنشاہ ایران کرتا تھا۔

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے اصطخر کے مقام کا ارادہ کرتے ہوئے اس کی طرف پیش قدمی کی اور اہل اصطخر کے ساتھ جور کے مقام پر مقابلہ ہوا، مسلمانوں نے وہاں پر بھی ان کے ساتھ بھر پور جنگ لڑی پھر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل جور کے مقابلہ پر بھی فتح عطاء کی اور مسلمانوں نے اصطخر بھی فتح کر لیا، بہت سے لوگوں کو قتل کیا گیا اور بہت سے لوگ بھاگ گئے۔

صلح کا معاہدہ

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے کافروں کو جزیہ ادا کرنے اور ذمی رعایا بننے کی دعوت دی چنانچہ انہوں نے ان سے خط و کتابت کی اور حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بھی ان سے نامہ و پیام کرتے رہے۔ آخر کار ان کے حاکم ہرمز نے اس پیشکش کو قبول کر لیا اور جزیہ ادا کرنے پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ جو لوگ فتح اصطخر کے وقت بھاگ گئے تھے یا الگ ہو گئے تھے سب جزیہ ادا کرنے کی شرط کے ساتھ دوبارہ واپس آ گئے۔

حضرت عثمانؓ بن ابی العاص کا ایمان افروز خطاب

دشمن کی شکست کے بعد حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے سب مال غنیمت کو جمع کرایا اور جمع کرنے کے بعد اس کا خمس نکال کر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا اور باقی حصہ مسلمانوں میں تقسیم کی غرض سے رکھ لیا اور تمام مسلمان فوجوں کو لوٹ مار سے روک دیا اور چھینی ہوئی چیزوں کو واپس کرنے کا حکم دیا پھر حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے تمام لوگوں کو اکٹھا کیا اور فرمایا

> کہ ہمارا معاملہ ہمیشہ بامِ عروج پر رہے گا اور ہم تمام مصائب سے محفوظ رہیں گے جب تک کہ ہم چوری اور خیانت نہ کریں۔ جب ہم مالِ غنیمت میں خیانت کرنے لگیں گے تو یہ ناپسندیدہ باتیں ہمارے اندر نظر آئیں گی۔ یہ برے کام ہماری اکثریت کو لے ڈوبیں گے۔

حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ نے فتح اصطخر کے دن یہ ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو انہیں ہر قسم کی برائیوں سے بچاتا ہے اور ان کے اندر امانت اور دیانتداری کی خصوصیات پیدا فرما دیتا ہے۔ اس لئے تم امانتوں کی حفاظت کرو، کیونکہ تم سے اپنے دین و مذہب کی جو چیز

سب سے پہلے چھوٹے گی وہ ہے امانت۔ اور جب تمہارے اندر سے دیانتداری جاتی رہے گی تو روزانہ کوئی نہ کوئی نیکی تمہارے اندر سے جاتی رہے گی۔

شہرک کی بغاوت اور اس کا قتل

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے آخری زمانہ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کے پہلے سال شہرک نے بغاوت کردی اور اس نے اہل فارس کو ورغلایا اور ان کے بھڑکانے کے نتیجہ میں اہل فارس نے عہد شکنی کی۔ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو ان کی سرکوبی کے لئے دوبارہ بھیجا گیا اور پیچھے سے حضرت عبداللہ بن معمر اور شبل بن معبد بجلی کی معیت میں امدادی افواج بھیجی گئیں۔ ان کا فارس کے مقام پر دشمن سے سخت مقابلہ ہوا۔ معرکہ سے قبل شہرک نے اپنے فرزند سے جو کہ معرکہ میں موجود تھا یہ پوچھا کہ اے میرے پیارے بیٹے: ہم دن کا کھانا کہاں کھائیں گے؟ یہاں یا شہرک میں؟ شہرک ایک مقام تھا جو وہاں سے تین فرسخ دور تھا اور دوسرے لوگوں کے گاؤں سے بارہ فرسخ کے فاصلہ پر تھا۔ اس کے بیٹے نے جواب دیا کہ اگر وہ ہمیں چھوڑ دیں تو دن کا کھانا ہم یہاں کھائیں گے ورنہ شہرک میں کھائیں گے مگر بخدا میرے خیال میں وہ ہمیں چھوڑنے والے نہیں ہیں ان دونوں کی گفتگو ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ مسلمانوں نے جنگ چھیڑ دی اور مسلمانوں اور کافروں کے درمیان گھمسان کی جنگ شروع ہوئی جس میں شہرک اور اس کا بیٹا مارا گیا اور اس کے علاوہ بہت سے لوگوں کو بھی قتل کیا گیا اور شہرک کو حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کے بھائی حکم بن ابی العاص بن بشر بن دہمان نے قتل کیا۔

روایات میں اختلاف

ابو معشر کی روایت ہے کہ فارس کی پہلی جنگ اور اصطخر کی دوسری جنگ ۲۸ھ میں ہوئی اور فارس کی دوسری جنگ اور جور کی جنگ ۲۹ھ میں ہوئی۔

جب کہ دوسری روایت یہ ہے کہ حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا گیا تھا تو انہوں نے اپنے بھائی حضرت حکم بن ابی العاص کو دو ہزار فوجوں کا لشکر دے کر توج روانہ کیا، اس وقت تک شاہ ایران مدائن بھاگ گیا تھا اور فارس کے مقام جور چلا گیا تھا۔ وہاں پہنچ کر اس نے شہرک کو مقابلہ کے لئے بھیجا۔

حکم بن ابی العاص کی دانا تدبیر

حضرت حکم بن ابی العاص فرماتے ہیں میں نے اپنی فوج کو اس غرض سے کہ کہیں لوہے کے ہتھیاروں کو دیکھ کر ان کی آنکھیں خیرہ نہ ہوجائیں اور مسلمان فوجوں پر اس کا منفی رعب نہ پڑے، اس لئے میں نے فوراً یہ اعلان کرادیا کہ جس کے پاس عمامہ ہو وہ اپنی آنکھیں عمامہ سے لپیٹ لے اور جس کے پاس عمامہ نہ ہو وہ اپنی آنکھیں بند کرلے اور یہ بھی کہا کہ تم اپنے سواریوں سے اتر جاؤ، اور جب شہرک نے یہ منظر دیکھا تو وہ بھی اتر گیا، پھر میں نے کہا کہ تم سوار ہو جاؤ۔ پھر ہم نے صف آرائی کی اور جارود عبدی کو دائیں بازو پر مقرر کیا اور ابوصفرہ کو بائیں بازو پر مقرر کیا۔

کافر دشمن کی شکست

دشمنوں نے مسلمانوں پر حملہ کیا اور مسلمانوں نے بھی ان پر زبردست طریقہ سے جوابی وار کیے، جس کے نتیجہ

میں وہ شکست کھا کر ایسا بھاگے کہ ان کی کوئی آواز بھی سنائی نہیں دی۔ جارود نے مجھ سے کہا اے امیر لشکر! مسلمان لشکر بھاگ گیا ہے! میں نے کہا کہ عنقریب تمہیں حقیقت حال معلوم ہو جائے گی، تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی کہ ان کے گھوڑے واپس آ گئے جو کہ سواروں سے خالی تھے۔ دراصل مسلمان ان کا تعاقب کر کے ان کو قتل کر رہے تھے۔

اس وقت میرے پاس کسریٰ کا ایک بادشاہ مکعبر بھی تھا جو کسریٰ کو چھوڑ کر میرے ساتھ شامل ہو گیا تھا، اچانک میرے پاس ایک بہت بڑا سر لایا گیا تو مکعبر نے کہا یہ ازدھاق یعنی شہرک کا سر ہے۔

آذربائیجان سے مصالحت

وہ شہر سابور میں محصور ہو گئے تھے، ان کے بادشاہ آذربیجان نے صلح کر لی اس لئے حضرت حکم نے آذربیجان سے اہلِ اصطخر کے خلاف جنگ میں مدد حاصل کی۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے بجائے حضرت عبید اللہ بن معمر کو امیر بنا کر بھیجا، حضرت عبید اللہ کو اطلاع ملی کہ آذربیجان غداری کرنا چاہتا ہے اس لئے حضرت عبید اللہ نے کہلا بھیجا کہ میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھیوں کے لئے ضیافت کرو اور ان کے لئے ایک گائے ذبح کرو اور اس کی ہڈیاں میرے لئے رکھ دو تا کہ میں اسے توڑ سکوں، آذربیجان نے ایسا ہی کیا۔ حضرت عبید اللہ نے ان بڑی بڑی ہڈیوں کو جو صرف کلہاڑی سے ٹوٹ سکتی تھیں، اپنے ہاتھ سے توڑنا شروع کیا اور توڑنے کے بعد وہ اس کے گودے کھا گئے۔

دراصل وہ بہت طاقتور انسان تھے یہ منظر دیکھ کر اس بادشاہ پر خوف طاری ہو گیا اور اس نے حضرت عبید اللہ کے پاؤں پکڑ لیئے اور بولا یہ ایک پناہ گزین مقام ہے اور میں پناہ کا طالب ہوں چنانچہ حضرت عبید اللہ نے ان کے لئے ایک معاہدہ لکھ دیا۔

دشمنوں کا قتل

حضرت عبید اللہ منجنیق کی چوٹ کا شکار ہو گئے تو انہوں نے ایک پیشین گوئی لکھی "تم انشاء اللہ عنقریب یہ فتح حاصل کر لو گے"، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور دشمن کی بہت بڑی تعداد کو مار ڈالا۔

فتح فساء اور دارابجرد

سیف روایت کرتے ہیں کہ حضرت ساریہ بن زُنیم نے مقام فسا اور دارابجرد کی طرف روانہ ہونے کا ارادہ کیا چنانچہ اسی ارادے کے ساتھ وہ چلے اور جاتے جاتے دشمن کے لشکر کے قریب پہنچ گئے اور جب تک اللہ نے چاہا ان کا محاصرہ کر کے رکھا۔

حضرت عمرؓ کا کوسوں میل دور سے مسلمانوں کی خبر گیری کرنا

اس کے بعد دشمن نے امداد حاصل کر لی اور ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا اور فارس کے کرد قبائل بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے جس کی وجہ سے مسلمانوں کے لئے ان کے ساتھ مقابلہ سخت ہو گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس رات خواب میں ان کا معرکہ دیکھا اور انہیں ان کی تعداد بھی معلوم ہو گئی۔ اس لئے دوسرے دن لوگوں کو مطلع کیا کہ تمام لوگ نماز میں شریک ہوں یہاں تک کہ جب آپ کو وہاں کا حال دکھایا گیا تو آپ مسلمانوں کے سامنے نمودار ہوئے، نیز

آپ کو یہ بھی مشاہدہ کرایا گیا کہ مسلمان صحراء میں ہیں اگر وہ صحرا ہی میں قیام کریں تو چاروں طرف سے محاصرہ کیا جاسکتا ہے اور اگر وہ اپنے پیچھے کی طرف کے پہاڑ کا سہارا لیں تو پھر اس صورت میں ایک طرف سے حملہ ہوسکتا ہے۔

اے ساریہ جبل! جبل!

پھر آپ نے کھڑے ہوکر فرمایا اے لوگو! میں نے فریقین کو دیکھا ہے دشمن اس حالت میں ہے اور مسلمان اس حالت میں، پھر اچانک فرمایا اے ساریہ جبل! جبل! پہاڑ کی طرف چلے جاؤ۔ پھر آپ مسلمانوں کی طرف توجہ فرما کر بولے: اللہ کے بہت سے لشکر ہیں اور شاید ان میں سے کوئی میرے اس پیغام کو ان تک پہنچا دے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے کہ ادھر اسی دن اسی گھڑی حضرت ساریہ اور دیگر مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہوگیا کہ پہاڑ کا سہارا لے کر دشمنوں سے جنگ کی جائے۔ چنانچہ اس متفقہ رائے پر عمل کرتے ہوئے ایک سمت سے مسلمانوں نے دشمنوں سے جنگ کی اور خدا کی مدد و نصرت سے مشرکوں کو شکست دی، شکست دینے کے بعد حضرت ساریہ نے تحریری طور پر فتح کی خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجی۔

سیف کی دوسری روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ساریہ بن زنیم العائلی کو فسا اور دارابجرد کے علاقے کی طرف روانہ کیا، انہوں نے وہاں جا کر اہل فسا اور دارابجرد کا محاصرہ کرلیا۔ اہل فسا اور دارابجرد نے اپنے حمایتی دوسرے لوگوں کو بھی مدد کی درخواست دی۔ چنانچہ یہ لوگ ایک کثیر تعداد میں آئے اور آنے کے بعد ان سب نے مسلمانوں کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔

ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ آپ نے خطبہ کے دوران اچانک یہ الفاظ کہے:
یا ساریہ بن زنیم جبل! جبل! اے ساریہ بن زنیم پہاڑ کے دامن میں چلے جاؤ۔
مسلمان لشکر جس جگہ پر مقیم تھا اس کے قریب ہی ایک پہاڑ تھا اگر وہ اس پہاڑ کی پناہ لیتے تو صرف ایک طرف سے دشمن حملہ آور ہوسکتا تھا اس لئے وہ پہاڑ کے دامن میں چلے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے جنگ کی اور دشمن کو اس حکمت عملی کے تحت شکست دی اور بہت سا مالِ غنیمت حاصل کیا۔

فتح اور مالِ غنیمت

اور اس مالِ غنیمت میں جواہرات کا ایک بہت بڑا صندوقچہ بھی تھا جسے حضرت ساریہ بن زنیم نے مسلمانوں کی اتفاق رائے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے مخصوص کیا تھا، چنانچہ حضرت ساریہ نے اس صندوقچہ کے سمیت ایک قاصد کو فتح کی خوشخبری تحریر کر کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا چنانچہ وہ قاصد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔

شاہِ اسلام حضرت عمرؓ کی درویشانہ زندگی

آپؓ اس وقت لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے اور ان کے ساتھ ان کا عصا بھی تھا جس کے ذریعہ وہ اپنے اونٹوں کو ہنکاتے تھے۔ اس قاصد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بات کرنے کی خواہش ظاہر کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں کھانے پر بٹھا دیا چنانچہ وہ کھانے پر بیٹھ گیا۔ جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ جانے لگے وہ شخص بھی کھڑے ہوکر ان کے پیچھے پیچھے جانے لگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے پیچھے آتے دیکھ کر خیال کیا کہ

کہیں اس کا پیٹ تو نہیں بھرا لہذا جب آپ اپنے گھر پہنچے تو اسے اپنے گھر کے اندر لے گئے وہاں انہوں نانبائی کو یہ حکم دیا کہ وہ دستر خوان پر کھانا لائے چنانچہ کھانا لایا گیا جو روٹی، روغن زیتون اور نمک پر مشتمل تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا خیر مقدم کیا یہاں تک اس کے گھٹنے آپ کے گھٹنے سے چھو رہے تھے۔

حضرت عمرؓ کا عدل

پھر آپ نے مسلمانوں کا حال دریافت کیا حضرت ساریہ بن زنیم کا حال پوچھا تو اس نے ان کا حال بیان کیا۔ پھر اس نے جواہرات کے صندوقچہ کا حال بتایا تو آپ اس کو دیکھ کر چلا اٹھے اور فرمایا: میں اس کو ہرگز اپنے لئے قبول نہیں کروں گا اور اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ اپنے لشکر کی طرف واپس جا کر اسے وہاں کے لوگوں میں تقسیم نہ کردو یہ کہہ کر اس نے اسے نکال دیا۔ قاصد نے کہا: اے امیر المؤمنین! میرا اونٹ اتنے لمبے سفر کی وجہ سے تھک کر لاغر ہو گیا ہے۔ نیز میں نے انعام کی توقع پر قرض لیا ہے۔ اس لئے آپ مجھے اتنا عطیہ دید یجئے جس کے ذریعہ میں اس کی تلافی کر سکوں، اور وہ اس بات پر اصرار بھی کرتا رہا یہاں تک کہ آپ نے اس کا اونٹ لے کر صدقہ کا اونٹ دیدیا اور اس کے اونٹ کو صدقے کے اونٹ میں شامل کر لیا، اس طرح یہ قاصد محروم و معتوب ہو کر واپس لوٹ گیا اور بصرہ پہنچا اور وہاں اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کی تعمیل کی۔

حضرت عمرؓ کی آواز مدینہ سے بصرہ

اہل مدینہ نے اس قاصد سے پوچھا کہ جنگ کے دن اس نے کوئی آواز سنی تھی وہ بولا، ہاں ہم نے یہ سنا تھا یا ساریہ جبل! جبل! اس وقت ہم تباہی اور ہلاکت کے قریب تھے، لہذا ہم اس آواز کو سن کر پہاڑ کے دامن میں چلے گئے اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ہم کو فتح عطاء فرمائی، حضرت شعبی نے بھی اسی قسم کی روایت نقل کی ہے۔

فتح کرمان

سیف روایت کرتے ہیں حضرت سہیل بن عدی نے کرمان کی طرف پیش قدمی کا ارادہ کیا اور ان کے ساتھ عبداللہ بن عبداللہ بن عتبان بھی شامل ہو گئے اور حضرت سہیل کے ہراول دستے پر نسیر بن عمرو عجلی تھے، ان کے مقابلہ کے لئے اہل کرمان جمع ہو گئے اور اہل کرمان نے قفس سے بھی مدد لی اور وہ اپنی سرزمین کے قریبی علاقے میں جنگ کرتے رہے آخر کار اللہ تعالیٰ نے انہیں منتشر کر دیا اور مسلمانوں نے ان کا راستہ روک لیا اور حضرت نسیر نے تو ان کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر دیا۔

اونٹ، بھیڑ اور بکریوں کی قیمت

اس طرح حضرت سہیل بن عدی نے دیہاتیوں کے دستے کے ذریعہ دشمن کے راستوں کو ضرفت تک روک لیا، اور حضرت عبداللہ بن عبداللہ بھی شیر کے راستے وہاں پہنچے اور حسب منشا اس مقام پر انہیں بہت ساری اونٹ، بھیڑ، بکریاں ملیں تو انہوں نے اونٹوں اور بھیڑ بکریوں کی قیمت لگائی تو ان کی قیمتوں میں عرب کے اونٹوں سے بڑے ہونے کے باعث ان میں اختلاف پیدا ہوا چنانچہ اس اختلاف کو ختم کرنے کے لئے اس کے بارے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو لکھا انہوں نے جواب دیا۔

''عربی اونٹ کی گوشت کے مطابق قیمت لگائی جاتی ہے اور یہ اونٹ بھی اسی کے مانند ہے اگر وہ تمہاری رائے کے مطابق بڑھ کر ہے تو اس کی قیمت میں اضافہ کر دو۔

عبداللہ بن بدیل بن ورقاء کا طبسین کو فتح کرنا

مدائنی کی روایت سیف کی روایت سے مختلف ہے۔ مدائنی کی روایت ہے کہ قہستان کے قاضی حنبل بن ابی جریدہ قہستان کے ایک زمیندار کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں! کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت عبداللہ بن بدیل بن ورقاء خزاعی رضی اللہ عنہ نے کرمان کو فتح کیا پھر فتحِ کرمان کے بعد وہ طبسین آئے پھر وہاں سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے طبسین کو بھی فتح کر لیا ہے آپ مجھے یہ دونوں علاقے جاگیر میں دیدیں۔

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ دونوں علاقے ان کو جاگیر میں دینے کا ارادہ کیا تو کسی نے آپ سے کہا کہ یہ دونوں علاقے بہت بڑے اضلاع ہیں اور خراسان کے دروازے ہیں، لہٰذا آپ نے ان کو یہ دونوں علاقے جاگیر میں دینے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

فتح سجستان

سجستان کا محلِ وقوع

سجستان خراسان سے بڑا علاقہ تھا اور اس کی سرحدیں دور دراز علاقوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہ علاقہ سندھ اور دریائے بلخ کے درمیان تھا اس کی سرحدیں بہت دشوار گذار تھیں اور آبادی بھی بہت زیادہ تھی، سجستان کو ایرانی سیستان بھی کہتے ہیں۔ مشہور ایرانی پہلوان رستم اسی علاقہ کا رہنے والا تھا۔ یہ کرمان کے شمال میں واقع تھا اس کا صدر مقام زرنج تھا قدیم زمانے میں یہ بہت بڑا علاقہ تھا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں یہ بہت اہم علاقہ تھا۔ یہاں کے لوگ قندہار، ترک، اور دوسری قوموں سے جنگ کرتے رہتے تھے۔

حضرت عاصم بن عمر کی اہلِ سجستان سے جنگ اور فتح

حضرت عاصم بن عمر نے سجستان کا رخ کیا اور حضرت عبداللہ بن عمیر بھی فوج لے کر اس کے ساتھ شامل ہو گئے اور اہل سجستان سے ان کے قریبی علاقے میں مقابلہ ہوا اور مسلمانوں نے انہیں شکست دی اور اہل سجستان بھاگ گئے چنانچہ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور زرنج کے مقام پر ان کا محاصرہ کر لیا گیا اور ساتھ ساتھ مسلمانوں نے جہاں جہاں ممکن ہوا مختلف علاقوں کو بھی فتح کرتے گئے، بالآخر اہل سجستان نے زرنج اور دیگر مفتوحہ علاقوں کے بارے میں مصالحت کر لی اور باقاعدہ مسلمانوں سے معاہدہ منظور کرا لیا اور اپنے صلح نامے میں یہ شرط منظور کرا لی کہ ان کے جنگل محفوظ چراگاہوں کی طرح سمجھے جائیں گے اس لئے جب مسلمان وہاں سے گذرتے تھے تو ان کے جنگلوں سے بچ کر نکلتے تھے کہ وہ کہیں انہیں نقصان پہنچا کر عہد شکنی کے مرتکب نہ ہو جائیں۔

بہر حال اہل سجستان خراج دینے پر راضی ہو گئے اور مسلمانوں نے ان کی حفاظت کی ذمہ داری کو قبول کر لیا۔

شہر آمل کے باشندگان سے متعلق امیر معاویہؓ کی پیشین گوئی

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سجستان کا ایک بادشاہ اپنے بھائی رتبیل سے بھاگ کر شہر آمل کی طرف چلا گیا اور مسلم بن زیاد کا مطیع ہو گیا، جو اس زمانے میں سجستان کا حاکم تھا، اس کی آمد پر مسلم بن زیاد بہت خوش ہوا اور انہوں نے اس کے ساتھ ایک معاہدہ کر کے وہاں آباد کیا، چنانچہ مسلم بن زیاد نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی کہ انہوں نے اس پر فتح حاصل کر لی ہے، اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا بھتیجا مسلم بن زیاد اپنے اس کارنامے پر خوش ہے مگر مجھے اس کا بہت رنج ہے اور اسے بھی اس کا رنج ہونا چاہئے، لوگوں نے بڑی حیرانگی کے ساتھ دریافت کیا یا امیر المؤمنین! اس کا رنج کیوں ہوا؟ آپ نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ شہر آمل ایک ایسا شہر ہے جس کے اور زرنج کے درمیان پیچیدگیاں اور دشمنیاں ہیں اور یہ قوم بہت بے وفا اور غدار ہے۔ آئندہ جا کر یہ تعلقات کمزور ہو جائیں گے اور وہ لوگ نہایت آسانی سے آمل کے تمام علاقوں پر غالب آ جائیں گے، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ یہ پیشین گوئی تو کی لیکن ساتھ ساتھ اس معاہدہ کو بھی برقرار رکھا۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بعد جب فتنہ و فساد کا معاملہ پھر شروع ہوا تو بادشاہ عہد شکنی کر کے آمل کے تمام علاقے پر غالب آ گیا، ادھر رتبیل کو بادشاہ کا خوف دامن گیر ہوا تو اس نے بھی بھاگ کر اس جگہ پر پناہ لی جہاں وہ پہلے مقیم تھا۔ بادشاہ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ جب اس نے دیکھا کہ زرنج پر بھی آسانی کے ساتھ قبضہ کیا جا سکتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا، آخر کار بصرہ سے ان کے لئے فوجی امداد بھیجی گئی۔ امیر معاویہؓ کی حیات تک یہاں کسی قسم کا کوئی فتنہ نہ تھا، لیکن رتبیل اور اس شاہ کی وجہ سے یہ علاقہ فتنوں کی آماجگاہ بن گیا۔

فتح مکران

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت حکم بن عمر تغلبی نے مکران کی طرف رخ کیا، جب وہ وہاں پہنچے حضرت شہاب بن المخارق بن شہاب بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے، ادھر حضرت سہیل بن عدی اور عبد اللہ بن عبید اللہ بن عتبان دونوں حضرات بھی بذات خود مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ حضرت حکم کی مدد کے لئے آ پہنچے اور وہ سب دریا کے قریب جمع ہو گئے اور اہل مکران بھی دریا کے کنارے جمع ہو گئے تھے اور وہاں صف آرا تھے، اور ان کے بادشاہ راسل نے شاہ سندھ سے دریا عبور کر کے امداد طلب کی تو شاہِ سندھ نے بھی مقابلہ کے لئے فوج بھیج دی۔ چنانچہ جب دونوں طرف کی تمام فوجیں ایک جگہ جمع ہو گئیں تو مسلمانوں نے ان سے جنگ کی، اور یہ معرکہ مکران کے ایک مقام پر ہوا جو دریا سے کئی دن کی مسافت پر ہے۔

آخر کار اللہ تعالیٰ نے راسل کو شکست دیدی اور فتح کے بعد مسلمانوں نے اس کے لشکر کو لوٹ لیا اور ان کے بہت سارے لوگ قتل کر دیئے گئے اور بہت سارے بھاگ گئے یہاں تک کہ وہ دریا تک پہنچ گئے اور پھر وہاں سے آکر مکران میں مقیم ہو گئے۔

حضرت حکم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ صحار بن عبدی کے ہاتھوں بھیج دیا، اور مال غنیمت میں حاصل شدہ ہاتھیوں کے بارے میں ہدایت طلب کی۔

مکران کی زمین

صحار عبدی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس فتح کی خوشخبری اور مال غنیمت لے کر آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مکران کے بارے میں ساری صورتحال معلوم کی۔ صحار عبدی نے فرمایا، اے امیرالمؤمنین! اس کے نرم میدانوں کی زمین بھی پہاڑ کی طرح سخت ہے اور وہاں پانی کی سخت قلت ہے۔ اس کے پھل خراب ہیں اور وہاں کے دشمن بہت دلیر ہیں اور وہاں بھلائی کے مقابلہ میں برائی بہت زیادہ ہے۔ وہاں کثیر تعداد بھی تھوڑی معلوم ہوتی ہے اور قلیل تعداد ضائع ہو جاتی ہے اور اس کا پچھلا حصہ تو اس سے بھی بدتر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کے اس انداز گفتگو پر فرمایا کہ کیا تم قافیہ پیمائی کر رہے ہو یا واقعی صورتحال کی خبر دے رہے ہو، اس نے اس پر کہا کہ میں صحیح خبر آپ تک پہنچا رہا ہوں، اس پر آپ نے فرمایا کہ اگر تم صحیح بتلا رہے ہو تو بخدا امیر الشکر وہاں بھی حملہ نہیں کرے گا۔

چنانچہ آپ نے حضرت حکم بن عمرو اور حضرت سہیل کو یہ حکم تحریر فرما کر روانہ کیا کہ تم دونوں کے لشکر میں سے کوئی بھی مکران سے آگے پیش قدمی نہ کرے اور دریا کے اس پار کے علاقوں تک محدود رہیں، نیز آپ نے یہ بھی حکم دیا کہ ہاتھیوں کو اسلامی سرزمین پر ہی فروخت کر دیا جائے اور اس سے حاصل ہونے والے مال کو مسلمان لشکروں میں تقسیم کر دیا جائے۔

فتح بیروذ

حضرت عمرؓ کی تشویش

جس زمانے میں مسلمانوں کے لشکر ایران کے مختلف علاقوں میں مختلف جنگی مہموں کے لئے روانہ ہو رہے تھے تو اس وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو ہدایت کی تھی کہ وہ بصرہ کی آخری عملداری تک جائیں تاکہ کسی طرف سے بھی حملہ کا خطرہ نہ ہو، دراصل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اندیشہ تھا کہ کہیں اسلامی لشکر ضائع نہ ہو جائے یا اصل لشکر سے منقطع نہ ہو جائے یا پیچھے نہ رہ جائے۔

چنانچہ آپ کو جس بات کا خطرہ محسوس ہو رہا تھا وہی درپیش آیا کہ اہواز کے ایک مقام بیروذ پر کردوں اور دیگر دشمنانِ اسلام کا ایک بہت بڑا لشکر جمع ہو گیا جبکہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وہاں تاخیر سے پہنچے اور یہ لوگ سب جمع ہو گئے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ماہِ رمضان میں بیروذ کے مقام پر پہنچے اور نہر تیری اور مناذر کے درمیان ان کا دشمنوں سے مقابلہ ہوا، اور دوسری طرف اہل فارس کے کئی نامی گرامی سپاہی اور کرد قوم کے بہادر افراد وہاں پہنچ چکے تھے، تاکہ مسلمانوں کے درمیان اپنی مہارت اور جنگی چالوں سے انتشار پیدا کر دیں اور انہیں اپنی کامیابی پر یقین تھا۔

حضرت مہاجر کا شوقِ شہادت اور شہادت

حضرت مہاجر بن زیاد ان لوگوں سے جنگ کے لئے بالکل تیار تھے انہوں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ میں ہر روزہ دار کو قسم دلاتا ہوں کہ وہ واپس جا کر افطار کریں، اور یہی قسم اس نے اپنے بھائی کو بھی دی۔ چنانچہ یہ لوگ اور ان کے بھائی بھی ان کی قسم کو پورا کرنے کے لئے واپس چلے گئے، دراصل ان کا مقصد یہ تھا کہ ان کے بھائی ان کے پاس سے چلے جائیں گے تو انہیں جنگ کرنے سے کوئی منع کرنے والا نہیں ہوگا چنانچہ بھائی کے جانے کے بعد وہ جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔

اس کے بعد اللہ نے ان کافروں اور مشرکوں کو کمزور کر دیا اور ان کی تعداد کم ہو گئی اور تعداد کے کم ہونے کے بعد یہ لوگ ذلیل ہو کر قلعہ بند ہو کر محصور ہو گئے۔

مہاجر شہید کے بھائی ربیع بن زیاد کی فتح

حضرت مہاجر کے شہید ہونے کے بعد ان کے بھائی حضرت ربیع بن زیاد آگے آئے اور کہنے لگے کہ اے دنیا دارو! آگے بڑھو، دراصل انہیں اپنے بھائی کی شہادت کا بڑا رنج تھا اور اس صدمہ کا ان پر بڑا اثر تھا جس کی وجہ سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان کو فوج پر اپنا جانشین بنا دیا، اور پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہوئے اور اصفہان پہنچ گئے۔ وہاں وہ کوفہ کی فوجوں سے ملے جو جی کے مقام کا محاصرہ کر رہی تھیں ان فوجوں کی کامیابی کے بعد وہ بصرہ واپس آ گئے۔

اس عرصہ میں اللہ تعالیٰ نے ربیع بن زیاد کے ہاتھوں نہر تیری کے اہل بیروز پر فتح و نصرت عطاء فرمائی اور جتنے گرفتار کئے گئے قیدی تھے ان میں سے ان اشخاص کا انتخاب کیا گیا جن کا فدیہ دیا جا سکتا ہو کیوں کہ فدیہ حاصل کرنا مسلمانوں کے لئے زیادہ مفید تھا کیونکہ ان کی قیمتیں مسلمانوں کے درمیان تقسیم ہو جاتی تھیں۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایت اور ان کی بریت

ربیع بن زیاد نے اس کے بعد فتح کی خوشخبری حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچانے کے لئے ایک وفد تیار کیا اور مال غنیمت کا پانچواں حصہ نکالا گیا۔ اسی اثناء میں قبیلہ غزہ کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے اس وفد میں اپنے کو بھی شامل کرنے پر اصرار کیا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے اس سے انکار کیا۔ چنانچہ وہ آدمی وہاں سے چلا گیا اور سیدھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے خلاف شکایت کی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس آدمی کی شکایت پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بلایا اور دونوں کو اکٹھا کیا اور دونوں طرف کے بیانات سنے چنانچہ آپ نے نوکر والے معاملہ کے علاوہ ہر معاملہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حق میں فیصلہ کیا اور اس کی شکایت کو رد کر دیا اور اسے قابل ملامت قرار دیکر آئندہ کے لئے تنبیہ کی کہ وہ آئندہ ایسی شکایت لے کر نہ آئے اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو اپنے علاقے کی طرف واپس لوٹا دیا۔

ابوموسیٰ اشعریؓ کے خلاف شکایت، سیف کی روایت

اس معاملہ میں سیف روایت کرتے ہیں کہ جب مسلمانوں کی مختلف جنگی مہمیں ایران کے مختلف علاقوں کی

طرف روانہ ہوئیں، اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اصفہان سے واپس آئے تو اس وقت تک ربیع بن زیاد اہل بیروز کو شکست دے چکے تھے نیز مال غنیمت اور جنگی قیدیوں کو اکٹھا کر لیا گیا تھا حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے وہاں پہنچتے ہی جنگی قیدیوں میں سے وہاں کے بڑے بڑے زمینداروں کے ساٹھ بیٹوں کو جو قیدیوں میں شامل تھے، الگ کر لیا، اور ساتھ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فتح کی خبر دینے کے لئے ایک وفد تیار کیا، اتنے میں غزہ قبیلہ کا ایک شخص آیا اور اس نے کہا کہ آپ میرا نام بھی اس وفد میں شامل کر لیجئے تو آپ نے فرمایا ہم نے تم سے زیادہ حق دار افراد کا انتخاب کیا ہے اس پر وہ شخص ناراض ہو کر چلا گیا، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے قبیلہ غزہ کے اس شخص کے بارے میں بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لکھ کر بھیج دیا۔

شاکیٔ ابوموسیٰ، ضبۃ بن محصن کا حضرت عمرؓ سے عجیب مکالمہ

جب یہ وفد فتح کی خوشخبری لیکر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو یہ شخص جس کا نام ضبۃ بن محصن تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اس نے آپ کو سلام کیا آپ نے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے اپنا تعارف کرایا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا کوئی خیر مقدم نہیں کیا جائے گا اور تمہارے لئے کوئی مرحبا اور اھلا سہلاً نہیں ہے۔ اس نے کہا مرحبا تو اللہ کی طرف سے ہوتا ہے اور اھلا کا سوال نہیں۔ اس لئے کہ میرے کوئی اہل و اعیال نہیں ہیں، وہ شخص تین مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ہر مرتبہ آپ نے اس کو یہی جواب دیا۔

جب چوتھا دن ہوا تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ تم اپنے حاکم سے کس بات پر ناراض ہو؟ اس نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی شکایت کی کہ اس نے اپنی ذات کے لئے زمینداروں کے فرزندوں میں سے ساٹھ قیدیوں کو انتخاب کر لیا، نیز ان کے پاس ایک باندی ہے جو صبح و شام بڑا پیالہ بھر کر کھانا کھاتی ہے۔ حالانکہ ہم میں سے کوئی شخص اس قدر کھانا کھانے کی قدرت نہیں رکھتا ان کے پاس دو قفیز (وزن کے پیمانے) اور دو انگوٹھیاں ہیں، اور انہوں نے اپنی حکومت کا سارا انتظام زیاد بن ابی سفیان کے حوالہ کر رکھا ہے اور وہی بصرہ کے تمام معاملات انجام دیتا ہے، اور انہوں نے ایک شاعر کو انعام کے طور پر ایک ہزار درہم دیئے ہیں۔

ابوموسیٰ اشعریؓ کی طلبی اور سوال و جواب

اس شخص کی تمام شکایتیں سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھ کر بھیجا اور انہیں اپنے پاس بلایا۔ جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو آپ نے انہیں کئی دنوں تک اپنے پاس روکے رکھا اور پھر انہیں اور ضبۃ بن محصن دونوں کو ایک ساتھ بلایا اور پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے سامنے اس کی شکایات کو ترتیب وار رکھا۔

۱- کیا تم نے اپنی ذات کے لئے ساٹھ غلام حاصل کئے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم ہوا تھا کہ ان کا زرِ فدیہ مقرر ہے جو میں نے وصول کیا اور مسلمانوں میں تقسیم کر دیا۔ اس پر ضبۃ بن محصن نے کہا کہ نہ انہوں نے جھوٹ بولا اور نہ میں نے جھوٹ بولا۔

۲- کیا تمہارے پاس دو قفیز ہیں؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایک قفیز تو میرے اہل و عیال کے لئے ہے جس کے ذریعہ میں انہیں خوراک مہیا کرتا ہوں جبکہ دوسرا قفیز مسلمانوں کا ہے جو ان کے قبضہ میں

ہے اس کے ذریعہ لوگ اپنا رزق حاصل کرتے ہیں۔ اس پر بھی ضبۃ بن محصن نے کہا نہ اس نے دروغ گوئی سے کام لیا اور نہ میں نے کوئی جھوٹ بولا۔

۳- پھر اس نے باندی جس کا نام عُقَیلہ کا ذکر کیا تو اس پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ خاموش رہے اور کوئی توجیہ بیان نہیں کی۔ جس سے یہ معلوم ہو گیا کہ ضبہ نے سچ کہا ہے۔

۴- ضبۃ کا کہنا ہے کہ زیاد لوگوں پر حکومت کرتا ہے اور حکومت کے تمام کام وہ انجام دیتا ہے اور انہیں حکومت کے کام کا کچھ پتہ نہیں ہے اس پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے اس کے اندر شرافت اور عقلمندی دیکھی اس لئے میں نے اپنا کام اس کے حوالہ کر دیا ہے۔

۵- کیا آپ نے حطیئہ شاعر کو ایک ہزار کا انعام دیا؟ اس کا جواب حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے یہ دیا کہ میں نے اپنے مال کے ذریعہ اس کا منہ بند کیا ہے تاکہ وہ مجھے گالیاں نہ دے سکے۔

دونوں کے سوال و جواب کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے جو کیا سو کیا، پھر آپ نے انہیں واپس بھیج دیا اور فرمایا کہ تم جب وہاں پہنچ جاؤ تو اپنے نائب زیاد اور اپنی باندی عُقَیلہ کو میرے پاس بھیج دو، چنانچہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم کے مطابق دونوں کو بھیج دیا۔

زیاد کی آمد اور عمرؓ کی اس سے گفتگو

عقیلہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس زیاد سے قبل پہنچ چکی تھی اس لئے زیاد کو دروازے کے پاس ہی کھڑے رہنا پڑا۔ جونہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ باہر نکلے تو زیاد کو دروازے پر کھڑا پایا وہ سفید کتان کی پوشاک میں ملبوس تھا۔ آپ نے انہیں دیکھ کر فرمایا: زیاد! یہ لباس کیسا ہے؟ زیاد نے اس کی تفصیل بتائی۔ آپ نے اس کی قیمت معلوم کی تو زیاد نے اس کی معمولی قیمت بتائی۔ پھر آپ نے اس کے وظیفہ کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولے دو ہزار، پھر پوچھا تم نے پہلے وظیفہ کو کس طرح خرچ کیا؟ زیاد نے کہا میں نے پہلے وظیفہ سے والدہ کو خرید کر آزاد کیا اور جب دوسرا وظیفہ ملا تو میں نے اپنے ربیب یعنی پرورش یافتہ بیٹے عبید کو خرید کر آزاد کیا۔ آپ نے زیاد کے اس کام کو سراہا۔

پھر آپ نے ان سے فرائض وسنن اور قرآن کریم کے احکام دریافت کئے تو آپ نے انہیں فقیہ اور عالم پایا۔ چنانچہ آپ نے انہیں بصرہ واپس بھیج دیا اور بصرہ کے حکام کو ہدایت بھیجی کہ ان کے مشورے اور ہدایت پر عمل کریں۔

اور عقیلہ باندی کو مدینہ ہی میں روک لیا اور پھر آپ نے فرمایا: ضبۃ .... نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی حق بات میں مخالفت کی تھی مگر ایک دنیاوی بات میں وہ ان سے الگ ہو گئے اور ان کی بات سچ نکلی اور انہوں نے حق بات بھی کہی اور جھوٹ بات بھی کہی اور ان کے جھوٹ نے ان کی حق بات کو بھی بگاڑ کر رکھ دیا اس لئے جھوٹ سے پرہیز کرو کیونکہ یہ جھوٹ دوزخ کی طرف لے جاتا ہے۔

اصفہان کی جنگ

حضرت احنف۔ کے بھتیجے اسید بن متشمس بیان کرتے ہیں کہ میں اصفہان کی جنگ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک تھا جب حضرت عبداللہ بن ورقاء ریاحی اور حضرت عبداللہ بن ورقاء اسدی کی سرکردگی میں وہاں کے دیہات فتح ہوئے، پھر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کوفہ تبدیل کر دیئے گئے اور بصرہ پر عمرو بن سراقہ

مخزومی کو حاکمِ بصرہ بنایا گیا پھر دوبارہ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بصرہ کا حاکم بنایا گیا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ میں نماز پڑھانے پر مقرر تھے۔ دراصل بصرہ کی حکومت کا کام بکھرا اور بٹا ہوا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بعض اوقات حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو بعض جنگی مہموں میں اسلامی لشکروں کی امداد کے لئے بھیجتے تھے اور یوں وہ بعض لشکروں کے لئے امدادی فوج لے کر جاتے تھے۔

سلمہ بن قیس اشجعی کی کردوں سے جنگ

سلیمان بن بریدہ روایت کرتے ہیں جب امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس مسلمانوں کا کوئی لشکر اکٹھا ہو جاتا تو آپ اہل علم وفقہ میں سے کسی شخص کو امیر مقرر کرتے تھے۔ ایک دفعہ مسلمانوں کا لشکر تیار ہو گیا۔ آپ نے حضرت سلمہ بن قیس اشجعی کو کردوں سے جنگ کرنے کے لئے امیر مقرر کیا اور انہیں ہدایت کی کہ تم اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں کے خلاف جہاد کرو جو اللہ کو نہیں مانتے ہیں۔ جب تم مشرکوں سے ملو تو سب سے پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو۔ اگر وہ آپ کی دعوت قبول کر کے مسلمان ہو جائیں اور مسلمان ہو کر اپنے گھروں میں رہیں تو ان پر زکوۃ مقرر ہو جائے گی اور اگر وہ تمہارے ساتھ جہاد پر جانا چاہیں تو انہیں بھی تمہارے جیسے حقوق ملیں گے اور ان پر تمہارے جیسے فرائض بھی عائد ہوں گے۔

اگر وہ مسلمان ہونے سے انکار کر دیں تو خراج ادا کرنے کی دعوت دو اگر وہ خراج دینا قبول کر لیں تو انہیں ہر طرح کی حفاظت دو اور انہیں خراج ادا کرنے کے لئے ہر طرح کی آزادی دو اور انہیں ان کی حیثیت اور طاقت سے زیادہ کام کرنے پر مجبور نہ کرو۔ اگر وہ خراج ادا کرنے پر راضی نہ ہوں تو اس صورت میں ان سے جنگ کرو، اگر وہ تمہارے مقابلہ میں قلعہ بند ہو جائیں اور تم سے درخواست کریں کہ اللہ اور اس کے رسول کے فیصلہ کے مطابق فیصلہ کیا جائے تو تم اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرنے پر رضامند ہو جاؤ، کیونکہ تم کو یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کا ان کے بارے میں کیا فیصلہ ہے اور اگر وہ تم سے یہ درخواست کریں کہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری میں آنے کے لئے تیار ہیں تو تم اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری کو بھی قبول نہ کرو، بلکہ خود اپنی ذمہ داری کے مطابق ان کا فیصلہ کرو۔

اور اگر وہ تم سے جنگ کریں اور تمہیں فتح حاصل ہو اور مالِ غنیمت حاصل ہو جائے تو اس مالِ غنیمت میں خیانت نہ کرو اور نہ غداری کرو اور دورانِ جنگ یا بعد میں کسی کے اعضاء نہ کاٹو اور نہ کسی معصوم جان کو قتل کرو۔

کردوں کے خلاف جنگ میں کامیابی

حضرت سلمہ فرماتے ہیں کہ ہم امیر المؤمنین کی تمام ہدایت سن کر روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہماری ملاقات دشمنوں سے ہوئی تو ہم نے سب سے پہلے امیر المؤمنین کے احکام وہدایت کے مطابق انہیں اسلام کی دعوت دی، انہوں نے اس سے انکار کیا۔ پھر ہم نے انہیں خراج ادا کرنے کی دعوت دی تو انہوں نے اس سے بھی انکار کیا پھر ہم نے ان سے جنگ کی یہاں تک اللہ نے ہمیں ان پر فتح ونصرت عطاء فرمائی، ہم نے جنگجو سپاہیوں کو قتل کیا اور ان کے اہل وعیال کو جنگی قیدی بنالیا۔

مالِ غنیمت کی تقسیم اور عمرؓ کی خدمت میں تحفہ

اس کے بعد ہم نے مالِ غنیمت جمع کیا تو حضرت سلمہ نے اس جمع شدہ مالِ غنیمت میں کچھ زیورات اور جواہرات دیکھے تو فرمایا میں چاہتا ہوں کہ یہ زیورات اور جواہرات حضرت امیر المؤمنین کے لئے بھیج دیئے جائیں اس لئے کہ وہ ہم سے زیادہ محنت ومشقت برداشت کررہے ہیں۔ چنانچہ تمام مسلمانوں نے حضرت سلمہ کے اس فیصلہ اور خواہش کے ساتھ اتفاق کیا اور جواہرات اور زیورات کو امیر المؤمنین کے پاس بھجوانے پر راضی ہو گئے۔ حضرت سلمہ بن قیس نے ان جواہرات کو ایک صندوقچہ میں رکھ کر اپنے قبیلہ کے ایک آدمی کے ہاتھوں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا۔ اور اسے ہدایت کی کہ اسے لے کر سوار ہو جاؤ، جب بصرہ پہنچو تو امیر المؤمنین کے انعامات کی توقع پر دو سواریاں خرید لو اور ان پر اپنا اور اپنے غلام کا زادِ راہ لاد دو اور پھر امیر المؤمنین کی طرف روانہ ہو جاؤ۔

حضرت عمرؓ کی شانِ بادشاہی

قاصد امیرِ لشکر کی ہدایت کے مطابق کام کرتے ہوئے جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس وقت لوگوں کو دن کا کھانا کھلا رہے تھے اور آپ عصاء پر اسی طرح ٹیک لگائے ہوئے تھے جس طرح ایک چرواہا ٹیک لگاتا ہے، آپ کھانا کھانے والوں کے درمیان گشت بھی کر رہے تھے اور فرما رہے تھے، اے یرفاء! ان لوگوں کو اور گوشت دو، اور مزید روٹی دو، مزید شوربہ دو۔

قاصد کہتے ہیں جب میں پہنچا تو حضرت نے فرمایا بیٹھ جاؤ، چنانچہ میں قریب کے لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا تو دیکھا کہ وہ لوگ موٹا اور سخت کھانا کھا رہے ہیں اور میرے اپنے پاس جو کھانا بطور توشہ موجود تھا وہ اس کھانے سے زیادہ عمدہ تھا۔ جب لوگ کھانے سے فارغ ہو گئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس جانے لگے، میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا جب آپ گھر کے اندر تشریف لے گئے تو میں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔

قاصد حضرت عمرؓ کے گھر میں

قاصد کہتے ہیں: جب میں اندر گیا، پہلے تو میں نے سلام کیا اور دیکھا کہ آپ دو گدوں کے ایک بچھونے پر بیٹھے ہوئے تھے جو چمڑے کے تھے اور اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ آپ نے مجھے ان میں سے ایک گدا دیدیا جس پر میں بیٹھ گیا پھر آپ نے آواز لگائی اے ام کلثوم! ہمارا کھانا لاؤ۔ انہوں نے روغن زیتون کے ساتھ ایک روٹی بھیجی جس میں ایک نمک کی ڈلی بھی رکھی ہوئی تھی آپ نے پھر فرمایا اے ام کلثوم! تم باہر کیوں نہیں نکل رہی ہو؟ تم ہمارے ساتھ کھانا کھاؤ اس پر ام کلثوم نے فرمایا کہ میں آپ کے پاس ایک اجنبی مرد کی آواز سن رہی ہوں۔ آپ نے فرمایا ہاں، اور میرے خیال میں وہ اس شہر کا رہنے والا بھی نہیں ہے۔

حضرت ام کلثوم نے پھر فرمایا اگر آپ چاہتے ہیں کہ مردوں کے سامنے نکلوں تو آپ مجھے بھی ویسا ہی لباس پہنائیں جیسا کہ ابن جعفر نے اپنی بیوی کو پہنایا ہے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہارے لئے یہ اعزاز کافی نہیں ہے کہ یہ کہا جائے کہ ام کلثوم علی بن ابی طالب کی بیٹی اور امیر المؤمنین عمرؓ کی بیوی ہے۔

پھر آپ قاصد سے بولے کہ تم کھانا کھاؤ، چنانچہ اس نے تھوڑا سا کھانا کھایا قاصد کہتا ہے کیونکہ جو کھانا میرے پاس تھا وہ اس سے عمدہ تھا البتہ جس طرح اس کھانے کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھا رہے تھے میں نے کسی کو اس سے بہتر کھاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ کا ہاتھ اور منہ کھانے سے آلودہ نہیں ہوئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ پینے کی کوئی

چیز لاؤ، چنانچہ آپ کے پاس ستو لایا گیا آپ نے فرمایا اس آدمی کو بھی دو چنانچہ مجھے بھی دیا گیا لیکن میں نے بہت تھوڑی مقدار میں پیا کیونکہ جو ستو میرے پاس تھا وہ اس ستو سے عمدہ تھا، پھر آپ نے ستو پیا، اور یہ دعا پڑھی "**الحمد لله الذي اطعمنا فاتبعنا وسقانا فاروانا**"، تمام تعریفیں اللہ کے لئے جس نے ہمیں کھلایا اور پیٹ بھر کر کھانا کھلایا اور اس نے پلایا تو سیراب کر دیا۔

قاصد سے حضرت عمرؓ کی گفتگو

کھانے سے فراغت کے بعد قاصد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ سے مجھے ایک ضروری کام ہے۔ آپ نے فرمایا کیا کام ہے؟ اس نے کہا کہ میں سلمہ بن قیس کا قاصد ہوں۔ آپ نے فرمایا سلمہ بن قیس اور اس کے قاصد کا ہم خیر مقدم کرتے ہیں۔ تم مجھے مہاجرین کے بارے میں بتاؤ کہ وہ کیسے ہیں؟ قاصد نے کہا وہ بالکل خیریت سے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد سے انہوں نے دشمنوں پر فتح ونصرت حاصل کر لی ہے۔

پھر آپ نے وہاں کے گوشت کے بھاؤ کے بارے میں معلوم کیا تو قاصد نے کہا کہ وہاں کے نرخ سب سے ارزاں ہیں گائے کا بھاؤ یہ ہے اور بھیڑ بکریوں کے بھاؤ یہ ہیں۔

پھر آپ نے جنگ کا حال دریافت کیا تو قاصد نے عرض کیا یا امیر المؤمنین! جب ہمارا دشمنوں کے ساتھ سامنا ہوا تو ہم نے آپ کے حکم کے مطابق انہیں اسلام کی دعوت دی، انہوں نے انکار کیا تو ہم نے انہیں خراج ادا کرنے کی دعوت دی اور جب انہوں نے اسے بھی قبول نہیں کیا تو پھر ہم نے ان کے ساتھ جنگ کی یہاں تک کہ اللہ نے ہمیں فتح ونصرت سے نوازا، اور ہم نے جنگجو سپاہیوں کو تو مار ڈالا البتہ ان کے اہل وعیال کو گرفتار کر لیا،

حضرت عمرؓ کا عدل وانصاف

اس کے بعد مالِ غنیمت جمع کیا گیا تو اس میں کچھ جواہرات اور زیورات بھی تھے، جسے سلمہ بن قیس اور دوسرے مسلمانوں نے اتفاق رائے اور سب کی رضامندی سے آپ کے لئے بھیج دئے یہ کہہ کر میں نے اپنا صندوقچہ نکالا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان زیورات کے نگینوں کی طرف نگاہ ڈالی تو وہ سرخ، زرد اور سبز رنگ کے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا بغور ملاحظہ کیا اور کمر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا اگر میں یہ زیورات قبول کروں تو اللہ تعالیٰ عمر کا پیٹ نہ بھرے۔ تم یہ زیورات واپس لے جاؤ، قاصد کہتے ہیں میں نے کہا یا امیر المؤمنین! مجھے سواری عطا فرمائیں، آپ نے فرمایا اے یرفاء! اسے صدقہ کی دو اونٹنیاں دیدو، اور فرمایا کہ مسلمان اگر ان زیورات کی تقسیم سے پہلے اپنے ٹھکانوں پر چلے گئے تو میں تمہارے اور تمہارے حاکم کے ساتھ برا سلوک کروں گا۔

قاصد کی واپسی

قاصد کہتا ہے "میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے کے مطابق فوراً وہاں سے روانہ ہوا اور حضرت سلمہ بن قیس رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گیا اور ان سے کہا کہ آپ نے مجھے جس کام کے لئے مخصوص کیا تھا اللہ نے اس کام میں برکت عطا نہیں فرمائی۔ پھر سارا حال بیان کیا اور فرمایا امیر المؤمنین کی ہدایت کے مطابق فوراً ان زیورات کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے اس سے قبل کہ مجھ پر یا آپ پر کوئی مصیبت نازل ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے یہ زیورات مسلمانوں میں

تقسیم کر دیئے، اس وقت ایک ایک نگینہ پانچ یا چھ درہم میں فروخت ہوا حالانکہ ہر ایک نگینہ بیس ہزار کی قیمت سے زیادہ تھا۔

روایت کے الفاظ میں اختلاف

مذکورہ بالا واقعات میں سیف کی روایت قدرے مختلف ہے ان کی روایت کے مطابق واقعہ یہ ہے کہ جب مال غنیمت کو جمع کیا تو حضرت سلمہ نے جواہرات کے دوڈبے پائے جسے انہوں نے ایک صندوقچہ میں ڈال کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لئے بھیج دیا۔

جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں کہ لوگ یہ کہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب کی بیٹی ام کلثوم، عمر بن الخطاب کی بیوی ہے۔ اس کا جواب انہوں نے یہ دیا کہ یہ میرے لئے مفید نہیں ہے۔ (آگے چل کر) جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاصد سے ستو پینے کو کہا تو اس نے بہت کم پیا وہ کہتے ہیں کیونکہ میرے پاس جو ستو تھا وہ عمدہ تھا لہذا آپ نے پیالہ لے لیا جو ان کی پیشانی سے جالگا، پھر آپ نے فرمایا تم کم خورو کم نوش ہو۔

(آگے کے واقعہ میں) مزید یہ مذکور ہے'' جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں یہ قبول کروں تو خدا کرے، عمر کا پیٹ نہ بھرے، اس وقت خواتین نے یہ خیال کیا کہ میں نے ان پر قاتلانہ حملہ کر دیا ہے اس لئے انہوں نے پردہ اٹھایا تو آپ نے فرمایا اے یرفاء! اس کی گردن دباؤ، چنانچہ اس نے میری گردن دبائی جس کی وجہ سے میں چیخ رہا تھا، اس وقت آپ نے فرمایا کہ تم فوراً بھاگ کر واپس لوٹ جاؤ خدا کی قسم! جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اگر مسلمان اپنے موسم سرما کے ٹھکانوں کی طرف منتشر ہو گئے اور تم نے پہنچنے میں دیر کر دی تو میں تم پر مصیبت نازل کر دوں گا۔

دعوت جہاد و آخری حج

شفیق بن سلمہ اسدی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان مسلمانوں کو جو مقام حیرہ پر تھے حضرت سلمہ بن قیس اشعری کے ساتھ جہاد کرنے کی دعوت دی اور فرمایا تھا کہ تم اللہ کے نام پر روانہ ہو جاؤ۔

اس سال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے ساتھ حج کیا اور یہ آپ کا آخری حج تھا۔

فاروق اعظم کی شہادت

مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولؤلؤہ سے حضرت عمرؓ کی ملاقات

مسور بن مخرمہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازار میں گشت کر رہے تھے کہ آپ کو مغیرہ بن شعبہ کا غلام ابولؤلؤہ ملا، وہ عیسائی تھا، وہ بولا، اے امیر المؤمنین! آپ مغیرہ بن شعبہ سے میری سفارش کر دیں کیونکہ انہوں نے مجھ پر بہت زیادہ خراج لگایا ہوا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تم پر کتنا خراج ہے؟ وہ بولا روزانہ دو درہم۔ پھر آپ

نے پوچھا تمہارا پیشہ کیا ہے؟ وہ بولا بڑھئی ہوں، نقاش اور لوہار بھی ہوں۔ اس پر آپ نے فرمایا چونکہ تم کئی کام کرتے ہو اور تمہاری ذرائع آمدن بھی کئی ہیں اس لئے تمہارا اخراج زیادہ نہیں ہے۔

ایسی پن چکی جس کا مشرق و مغرب میں چرچا

ابولؤلؤہ کی حضرت عمرؓ کو دھمکی

پھر آپ نے فرمایا مجھے تمہارے بارے میں معلوم ہوا کہ تم ایک ایسی پن چکی بنا سکتے ہو جو ہوا کے زور پر آٹا پیس دے۔ تو اس نے کہا ہاں، میں یہ کام کر سکتا ہوں، آپ نے فرمایا تم میرے لئے یہ پن چکی بنا دو۔ تو وہ بولا اگر میں زندہ رہا تو آپ کے لئے ایک ایسی پن چکی بناؤں گا جس کا مشرق و مغرب میں چرچا رہے گا، یہ کہہ کر وہ چلا گیا، جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اس نے مجھے دھمکی دی ہے، اور پھر آپ اپنے گھر چلے گئے۔

آپ کی زندگی تین دن ہے!

کعب الاحبار کی عمرؓ کو پیش گوئی!

جب دوسرا دن ہوا تو کعب الاحبار آپ کے پاس آکر کہنے لگا اے المؤمنین! آپ تین دن میں وفات پا جائیں گے، آپ نے پوچھا، تمہیں کیسے معلوم ہوا؟ وہ بولے مجھے اللہ بزرگ و برتر کی کتاب تورات میں یہ بات نظر آئی ہے، پھر آپ نے فرمایا کہ تمہیں میرا نام بھی تورات میں ملا ہے؟ تو وہ کہنے لگا کہ آپ کا نام تو نہیں ہے البتہ آپ کا حلیہ اور صفت موجود ہے اور اس میں یہ بات نظر آئی ہے کہ آپ کی زندگی ختم ہوگئی ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس زمانے میں آپ کو کوئی بیماری اور تکلیف نہیں تھی۔ دوسرے دن بھی کعب الاحبار آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ کا ایک دن گذر گیا ہے اور دو دن باقی ہیں اگلے دن پھر آئے اور کہنے لگے کہ آپ کے دو دن گذر گئے اب صرف ایک دن باقی ہے اور آپ کی زندگی صبح تک ہے۔

آپؓ پر قاتلانہ حملہ

جب صبح ہوئی تو آپ نماز کے لئے باہر نکلے اور نماز کے لئے مسجد تشریف لائے اور جب نماز کے لئے صف بندی مکمل ہوگئی تو آپ نے تکبیر کہہ کر نماز شروع کر دی۔ عین اسی وقت ابولولوۃ نمازیوں کی صف میں گھس گیا اور اس کے ہاتھ میں ایک خنجر تھا اور اس خنجر کے دونوں طرف تیز دھاروں کے پھل تھے اور اس کا دستہ درمیان میں تھا چنانچہ وہ آگے بڑھا اور آگے بڑھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر چھ دفعہ حملہ کیا، اس کا ایک وار آپ کی ناف کے نیچے پڑا جو کہ جان لیوا ثابت ہوا، اور اس نے ایک اور مقتدی کلیب بن ابی البکیر لیثی جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے تھے ان کو بھی خنجر کے وار سے حملہ کر کے شہید کر دیا۔

دورانِ نماز عبدالرحمٰن کا عمرؓ کا نائب امام بننا

جب آپ کو ہتھیار کی تپش اور زخم کا اثر محسوس ہوا تو آپ گر پڑے اور گرتے ہی فرمایا کیا تم میں حضرت عبد الرحمٰن بن عوف موجود ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ ہاں یہ موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا: تم آگے آکر لوگوں کو نماز پڑھاؤ چنانچہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔

خلافت کیلئے عبدالرحمٰنؓ سے گفتگو

پھر حضرت سلمان رضی اللہ عنہ آپ کو اٹھا کر آپ کے گھر لے گئے جہاں آپ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو بلوایا اور فرمایا میں تم سے ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ اگر آپ مجھ سے مشورہ کرتے ہیں تو میں ضرور اس کا خیر مقدم کروں گا۔ آپ نے فرمایا تم کیا سمجھ رہے ہو؟ اگر تمہارا اشارہ اس خلافت کی طرف ہے تو یہ غلط ہے اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ میں اس کو ہرگز قبول نہیں کروں گا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس وقت تک خاموش رہو، جب تک کہ میں ان لوگوں سے مشورہ نہ کرلوں جن سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تاحیات خوش رہے۔

خلافت کیلئے مجلس شوریٰ کا تقرر

پھر حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت زبیر اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کو بلوایا گیا۔ جب یہ حضرات تشریف لائے تو آپ نے فرمایا تم تین دن تک حضرت طلحہ کا انتظار کرو اگر وہ ان تین دنوں میں آجائیں تو بہتر ورنہ اپنے معاملات کا باہمی مشورہ سے فیصلہ کرلو۔

علیؓ، عثمانؓ اور سعدؓ کو اقرباء پروری سے اجتناب کی ہدایت

آپؓ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے علی! میں تمہیں اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ اگر تم حاکم بن جاؤ تو بنی ہاشم کو لوگوں کے سروں پر مسلط نہ کر دینا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تم حاکم بن جاؤ تو تم بنو ابو معیط کو لوگوں کی گردنوں پر مسلط نہ کر دینا اور پھر حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا اگر تم حاکم بن جاؤ تو تم اپنے رشتہ داروں کو لوگوں پر مسلط نہ کرنا تم لوگ باہمی مشورے اور اتفاق رائے سے فیصلہ کرنا، اور اس وقت تک مسلمانوں کو حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں گے۔

نئے خلیفہ کے لئے وصیت

پھر آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کو ہدایت کرتا ہوں کہ وہ انصاروں کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کریں۔ ان لوگوں نے نہ صرف مسلمانوں کو پناہ دی بلکہ انہوں نے ایمان واسلام کو بھی پناہ دی، ان کے نیکوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کے بروں سے درگذر کا معاملہ کیا جائے۔

نیز میں اپنے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ عرب چونکہ اسلام کی بنیاد ہیں اس لئے ان کے صدقات کو وصول کر کے ان کے غریبوں کو دیا جائے اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذمیوں کے معاہدات کو پورا کریں، ان کے ساتھ وہی معاملہ کریں جو ان کا حق ہے پھر آپ نے فرمایا، اے اللہ میں نے اپنا پیغام پہنچا دیا ہے اور میں نے اپنے بعد آنے والے خلیفہ کے لئے صاف ستھرے حالات چھوڑے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ کے پہلو میں دفن ہونے کی تمنائے عمرؓ

پھر آپ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ہدایت کی کہ تم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور ان سے درخواست کرو کہ وہ اس بات کی اجازت دیں کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہو جاؤں۔

حضرت عمرؓ کی اپنے فرزند عبداللہ کو وصیت

پھر آپ نے اپنے بیٹے کو وصیت کی اے عبداللہ! اگر یہ لوگ اختلاف کریں تو تم اکثریت کے ساتھ رہو اور اگر یہ لوگ برابر ہوں، کہ ایک طرف بھی تین اور دوسری طرف بھی تین تو اس صورت میں تم اس جماعت کے ساتھ شامل ہو جاؤ جس میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ہوں۔

ملاقات کی عام اجازت

پھر آپ نے حضرت عبداللہ کو ہدایت کی، اب تم لوگوں کو اندر آنے کی اجازت دو، اجازت ملتے ہی مہاجرین اور انصار کے لوگ جماعت در جماعت داخل ہوئے اور سب نے سلام کیا تو آپ نے ان حضرات سے کہا کہ کیا تمہارے مشورہ سے یہ کام ہوا ہے تو اس پر انہوں نے کہا معاذ اللہ، ہم نے ایسا نہیں کیا، حضرت عمرؓ کو دیکھنے لوگوں کے ساتھ کعب الاحبار بھی آئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں دیکھا تو یہ شعر پڑھے۔

کعب نے مجھے تین دن کے اندر موت کی خبر دی تھی جسے میں شمار کرتا رہا،
بلاشک جو کعب نے کہا وہ پورا ہو کر رہا۔ مجھے موت کا خوف نہیں ہے
کیونکہ موت تو ایک نہ ایک دن آنی ہے مجھے تو گناہوں کے اصرار کا خوف ہے۔

لوگوں نے کہا یا امیر المؤمنین! آپ کسی طبیب کو بلوا لیجئے۔ چنانچہ بنو الحارث بن کعب کا ایک طبیب بلوایا گیا اس نے آپ کو نبیذ پلوائی اور پھر کہا کہ آپ کو دودھ پلایا جائے۔ آپ کو دودھ بھی پلایا گیا۔ پھر لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیں وصیت فرمائیے تو آپ نے فرمایا کہ میں اس سے فارغ ہو گیا ہوں اور تمام باتیں بتا چکا ہوں۔

تاریخِ وفات و تدفین

آپ نے بدھ چہار شنبہ بوقت شب ۲۷/ ذی الحجہ ۲۳ھ کو وفات پائی بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ کی وفات یکم محرم ۲۴ھ میں ہوئی۔ صبح کے وقت آپ کا جنازہ اٹھایا گیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پہلو میں آپ کو دفن کیا گیا۔

علیؓ و عثمانؓ کا امامت کیلئے آگے بڑھنا

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی امامت

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، کہا جاتا ہے کہ حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم آپ کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے آگے بڑھے تھے۔ ان میں سے ایک نے سرہانے کی طرف سے پیش قدمی

کی اور دوسرے نے بائیں طرف سے پیش قدمی کی۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا، لا الٰہ الا اللہ تم دونوں خلافت کے کتنے خواہشمند ہو! کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں ہے کہ حضرت امیر المؤمنین نے وصیت کی تھی کہ ان کی نماز حضرت صہیب رضی اللہ عنہ پڑھائیں گے، اس کے بعد حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے آپ کی نماز جنازہ پڑھائی، البتہ تدفین کے لئے قبر میں یہ پانچوں حضرات اترے۔

مدت خلافت

ابوبکر بن اسماعیل بن محمد بن سعد اپنے والد اسماعیل سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بروز چہار شنبہ بدھ ۲۶ رذی الحجہ ۲۳ھ میں زخمی ہوئے اور بروز یکشنبہ اتوار یکم محرم الحرام ۲۴ھ کی صبح کو مدفون ہوئے اس طرح آپ کی مدت خلافت دس سال پانچ مہینے اور اکیس دن رہی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت بروز دوشنبہ ۲ محرم ۲۴ھ کو ہوئی۔

راوی کہتے ہیں کہ جب میں نے یہ تاریخ عثمان اخنسی کو بتائی تو اس نے کہا کہ میرے خیال میں تمہیں تاریخوں میں شبہ ہوا ہے، کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۶ رذی الحجہ ۲۳ھ کو وفات پائی اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت ۲۹ رذی الحجہ ۲۳ھ کو ہوئی اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کا آغاز یکم محرم ۲۴ھ سے کیا۔

اس معاملہ میں ابو معشر کی روایت ان سے مختلف ہے ان کا کہنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بروز چہار شنبہ ۲۶ رذی الحجہ ۲۳ھ کو شہید ہوئے ان کی مدت خلافت دس سال چھ مہینے اور چار دن رہی، اور پھر حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت ہوئی۔

مدائنی حضرت شہاب زہری کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۳ رذی الحجہ ۲۳ھ کو زخمی ہوئے۔ اور ایک اور روایت کے مطابق ۲۶ رذی الحجہ کو یہ حادثہ پیش آیا۔

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ۳ محرم ۲۴ھ کو خلیفہ مقرر ہوئے اور انہوں نے خلافت کے بعد مسلمانوں کو عصر کی نماز پڑھائی۔

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ اہل شوریٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ۳ محرم ۲۴ھ کو جمع ہوئے اس وقت نماز عصر کا وقت ہو گیا تھا اور مؤذن نے اذان دیدی تھی اور یہ حضرات اذان اور اقامت کے درمیان عرصہ میں جمع تھے۔ پھر آپ نے نکل کر نمازِ عصر پڑھائی اور اس وقت دیگر اسلامی شہروں کے وفود بھی آئے ہوئے تھے۔

ہشام بن محمد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ۲۷ رذی الحجہ ۲۳ھ کو شہید ہوئے اور ان کی مدت خلافت دس سال چھ مہینے اور چار دن رہی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نسب نامہ

مؤرخین نے متفقہ طور پر آپ کا نسب نامہ اس طرح بیان کیا ہے:

عمر بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوی۔ اور آپ کی کنیت ابو حفص تھی۔

اور آپ کی والدہ کا اسمِ مبارک اور نسب یہ ہے: حنتمة بن ہاشم بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔

لقبِ فاروق

آپ فاروق کے لقب سے بھی مشہور ہوئے۔ بزرگان سلف کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ لقب آپ کو کس نے عطا کیا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ آپ کو یہ لقب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا۔

ذکوان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا نام فاروق کس نے رکھا؟ انہوں نے فرمایا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نام رکھا۔

بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ نام اہلِ کتاب نے تجویز کیا، اور یہ روایت ابن شہاب زہری کی طرف منسوب ہے کہ اہل کتاب نے ہی آپ کا نام سب سے پہلے فاروق رکھا اور مسلمان آپ کیلئے اس لقب کو پسند کرنے لگے۔

آپؓ کا حلیہ، صفات اور عمر

حضرت زر بن حبیش کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ عید کے دن یا حضرت زینبؓ کے جنازہ میں تشریف لائے تو اس وقت زر بن حبیش نے آپ کا حلیہ بیان کیا کہ آپ گندم گوں اور دراز قد تھے آپ کے سر پر بال نہیں تھے آپ پیدل چلتے ہوئے بھی ایسے معلوم ہو رہے تھے کہ آپ سواری پر سوار ہیں۔ دوسری روایت ہے، زر بن حبیش فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ آپ عید کی نماز پڑھانے پیدل اور برہنہ پا آتے تھے اور چادر زیب تن کئے ہوئے آتے تھے۔ آپ اس قدر دراز قد تھے کہ آپ جب لوگوں کو دیکھتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ کسی سواری پر سوار ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عامر بن ربیعہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو نہایت سفید رنگت محسوس کیا اور اس سفیدی میں سرخی غالب تھی۔ آپ دراز قد تھے اور آپ کے سر کے بال نہیں تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ آپ سفید رنگ کے مالک تھے جس پر سرخی غالب تھی اور دراز قد تھے اور بڑھاپے کی وجہ سے سر پہ بال نہیں تھے۔

خالد بن ابی بکر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ داڑھی میں خضاب لگاتے تھے اور سر میں کنگھی کرتے تھے۔

حضرت اسلم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ ”میں فجار کی سب سے بڑی اور آخری جنگ سے چار سال پہلے پیدا ہوا تھا۔ حضرت اسلم کے خیال میں ان کی عمر ساٹھ سال تھی۔

بزرگانِ سلف کا آپ کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ کی عمر مبارک پچپن سال تھی۔ حضرت ابن شہاب زہری بھی یہی فرماتے ہیں۔ دوسرے حضرات کا قول ان دونوں سے مختلف ہے، ہشام بن محمد بن کلبی کا کہنا ہے حضرت عمرؓ کی عمر تریسٹھ سال تھی اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آپؓ کی وفات ہوئی تو آپ اکسٹھ سال کے تھے۔

محمد بن عمر کہتے ہیں حضرت اسلم کی روایت ہمارے نزدیک سب سے زیادہ معتبر ہے۔

حضرت عمرؓ کے اہل وعیال

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عہد جاہلیت میں زینب بنت مظعون بن حبیب بن وھب بن حذافۃ بن جمح سے نکاح کیا تھا۔ اوران کے بطن سے حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت عبدالرحمٰن اکبر، اورام المؤمنین حضرت حفصہ پیدا ہوئیں۔

علی بن محمد روایت کرتے ہیں کہ آپ نے دور جاہلیت میں ملیکہ بنت جرول خزاعی سے بھی نکاح کیا تھا اوران کے بطن سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے اور پھران کو زمانۂ اسلام میں چھوڑ دیا تو ان سے ابوجہم بن حذیفہ نے نکاح کرلیا۔

محمد بن عمر کی روایت ہے زید اصغر اور عبیداللہ، جو جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے مقتول ہوئے تھے ان کی والدہ ام کلثوم بنت جرول بن مالک بن میتب بن ربیعۃ بن اصرم بن ضبیس بن حرام بن حبشیۃ بن سلول بن کعب بن عمرو بن خزاعہ تھیں، اسلام لانے کی وجہ سے ان میں اور عمرؓ میں فرقت واقع ہوئی۔

علی بن محمد کی ایک اور روایت کے مطابق دور جاہلیت میں قریبہ بنت ابی امیہ مخزومی بھی آپ کی منکوحہ تھی زمانہ اسلام میں انہیں چھوڑ دیا۔ تب حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکر صدیق نے ان سے نکاح کرلیا۔

یہ بھی روایت ہے کہ آپ اسلامی عہد میں ام حکیم بنت حارث مخزومی نامی خاتون سے بھی نکاح کیا اوران کے بطن سے فاطمہ پیدا ہوئیں، اس کے بعد آپ نے انہیں طلاق دیدی۔ مدائنی کا قول ہے کہ آپ نے طلاق نہیں دی۔

نیز آپ نے حضرت ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب سے بھی نکاح کیا تھا اوران کی والدہ حضرت فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھیں، ان کے بطن سے زید اور رقیہ پیدا ہوئیں۔

آپ نے ایک یمنی خاتون لُہَیَّہ سے بھی نکاح کیا تھا جن کے بطن سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے۔ مدائنی کا قول ہے کہ ان کے بطن سے عبدالرحمٰن اصغر پیدا ہوئے اور واقدی کا کہنا ہے کہ ان کے بطن سے عبدالرحمٰن اوسط پیدا ہوئے دراصل دونوں عبدالرحمٰن کی والدہ ام ولد تھیں اس لئے یہ بھول ہوگئی۔

آپ کی ایک لونڈی فکیہہ تھی اور وہ ام ولد تھی ان کے بطن سے زینب پیدا ہوئیں آپ نے حضرت عاتکہ بنت زید بن عمر بن نفیل سے بھی نکاح کیا جبکہ آپ سے پہلے حضرت عاتکہ حضرت عبداللہ بن ابی بکر مذکور کی منکوحہ تھی اور جب آپ فوت ہوئے تو حضرت زبیرؓ بن العوام نے ان سے نکاح کرلیا۔

ام کلثوم بنتِ ابی بکرؓ وام کلثوم بنت علیؓ سے حضرت عمرؓ کے نکاح کی بات چیت

مدائنی روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت ام کلثوم بنت ابی بکر صدیق سے نکاح کرنے کے لئے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پیغام بھیجا۔ چنانچہ حضرت ام کلثوم کے کمسن ہونے کی وجہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو اس کا اختیار دیا حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا نے کہا میں ان کے ساتھ نکاح نہیں کروں گی۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تم امیر المؤمنین کے پیغام سے انکار کررہی ہو، وہ بولی ہاں، وہ بہت سخت زاہدانہ زندگی بسر کرتے ہیں اور خواتین کے ساتھ سخت مزاجی سے پیش آتے ہیں۔

ان کا جواب سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا اور انہیں سارا قصہ سنایا۔ حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا کہ میں امیر المؤمنین سے بات کرتا ہوں چنانچہ وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے

پاس آئے اور کہنے لگے کہ مجھے ایک اطلاع ملی ہے جس کیلئے میں آپ سے بات کرنے آیا ہوں۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا بات ہے؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ نے ام کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا کا رشتہ مانگا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن العاص! کیا تم مجھے ان سے الگ رکھنا چاہتے ہو؟ تم خود اس کے خواستگار ہو؟ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کسی چیز کا طالب نہیں ہوں۔ البتہ میں یہ بتانے آیا ہوں کہ وہ بہت کم سن ہے۔ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زیر سایہ نہایت آرام دہ اور خوشحالی میں زندگی بسر کی ہے۔ اس کے برخلاف آپ کا مزاج اس قدر سخت ہے کہ ہم لوگ بھی آپ سے ڈرتے ہیں اور آج تک ہم آپ کی کسی عادت کو تبدیل نہیں کر سکے تو اس کا کیا حال ہوگا اور جب وہ کسی بات پر آپ کی مخالفت کریں گی تو آپ ان پر غالب رہیں گے اور پھر آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد پر انصاف نہیں کر سکیں گے، آپ نے فرمایا کہ میں تو اس سلسلہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے گفتگو بھی کر چکا ہوں ان کو کیا جواب دوں گا تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان کی فکر نہ کریں ان سے میں خود بات کرلوں گا، البتہ ان سے بہتر رشتہ آپ کو بتاتا ہوں اور وہ ہے ام کلثوم بنت علی بن ابی طالب، ان سے نکاح ہونے کی صورت میں آپ کا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان سے تعلق بھی قائم ہو جائے گا۔

مدائنی کی روایت ہے کہ آپ نے ام ابان بنت عتبہ بن ربیعہ کی طرف بھی پیغام نکاح بھیجا مگر انہوں نے آپ کو پسند نہیں کیا۔

حضرت عبداللہ بن ثعلبہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پینتالیس مردوں اور اکیس خواتین کے بعد مسلمان ہوئے۔

آپ کی سیرت وخصائص

عرب وعمرؓ کا باہم معاملہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ اہل عرب ایک فرمانبردار اونٹ کی مانند ہیں جو اپنے مالک کی پیروی کرتا ہے اس لئے ان کے قائد کے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ وہ اس بات پر غور کریں کہ وہ ان کو کہاں لے جا رہا ہے جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں کعبہ کے پروردگار کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں انہیں صحیح راستہ پر لیجاؤں گا۔

حضرت حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں ایسے مقام پر پہنچ جاؤں جہاں صرف میرے لئے گنجائش ہو اور دوسرے لوگ وہاں نہ سما سکتے ہوں تو خدا کی قسم وہ میرا صحیح مقام نہیں ہے تا آنکہ میں عام لوگوں کے برابر نہ آجاؤں۔

عمرؓ کا واقعہ

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے ایک غلام بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پیچھے سوار جا رہا تھا جاتے جاتے ہم صدقات کے باڑے تک پہنچ گئے اور اس وقت سخت گرمی اور بادِ سموم چل رہی تھی وہاں ایک شخص تہمد باندھے ہوئے اور سر پر ایک چادر باندھے ہوئے اونٹوں کو نکال رہا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے

فرمایا تم کس کو دیکھ رہے ہو؟ جب ہم وہاں پہنچے تو دیکھا کہ وہ شخص حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا قرآن کریم نے امین اور قوی کے جو صفات بتائے ہیں اس حساب سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ قوی اور امین ہیں۔

عمرؓ بن الخطاب موسیٰ علیہ السلام کی مثال ہیں

ابوبکر عبسی بیان کرتے ہیں میں ایک دفعہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ صدقات کے جانوروں کے باڑہ میں گیا تو اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سایہ میں بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ دھوپ میں سخت گرمی میں انہیں کچھ لکھوا رہے تھے ان کے بدن پر دو سیاہ چادریں تھیں ایک چادر کو تہمد کی طرح باندھے ہوئے تھے اور دوسری چادر سے سر کو لپیٹ رکھا تھا اور آپ صدقات کے اونٹ گن رہے تھے اور ان کے رنگ اور دانت کے بارے میں لکھوا رہے تھے۔ اس موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے کہا تھا ''ابا جان! انہیں حضرت موسیٰ علی السلام کو اجرت پر ملازم رکھ لو، کیونکہ جس سے تم اجرت پر کام لو ان میں سے وہ بہتر ہے جو قوی اور امین ہو،، پھر انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا ایسے قوی اور امین آپ ہیں۔

حضرت عمرؓ کی ناتمام تمنا

اسلامی شہروں کا دورہ

حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ فرمایا ''اگر میں زندہ رہا تو انشاء اللہ ایک سال تک میں تمام رعایا کے حالات کو جاننے اور سننے کے لئے تمام اسلامی شہروں کا دورہ کروں گا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ لوگوں کے بہت سے اہم کام وہاں کے حکام مجھے بتاتے نہیں اور تمام لوگ مجھ تک پہنچ بھی نہیں پاتے۔ اس لئے میں شام جاؤں گا اور وہاں دو مہینے قیام کروں گا پھر میں جزیرہ کے علاقے جاؤں گا وہاں بھی دو مہینے رہوں گا پھر میں کوفہ جاؤں گا وہاں بھی دو مہینے قیام کروں گا اور سب سے آخر میں بصرہ جاؤں گا اور وہاں بھی دو ماہ قیام کروں گا، خدا کی قسم یہ سال بہت عمدہ سال ہوگا۔

کعب الاحبار بیان کرتے ہیں کہ آپ کے ہاں ہر کسی کو ملاقات کرنے کی عام اجازت تھی، کعب الاحبار کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پڑوسی کے ہاں جس کا نام مالک تھا مہمان ہوا، میں نے اس سے پوچھ کہ امیر المؤمنین سے ملاقات کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ نہ کسی دروازے اور نہ کسی پردے کی رکاوٹ ہے۔ آپ نماز پڑھا کے بیٹھ جاتے ہیں پھر جو چاہے ان سے ملاقات کر سکتا ہے اور گفتگو کر سکتا ہے۔

قومی مال کی حفاظت اور ذمہ داری کا شدید احساس

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک دفعہ صدقات کے اونٹوں کو محفوظ چراگاہ کی طرف لے جانے کے لئے بھیجا، جاتے وقت میں نے اپنا ساز و سامان ان میں سے ایک عمدہ اونٹنی پر رکھا تو آپ نے فرمایا تم نے کیوں ایسی عمدہ اونٹنی کا انتخاب کیا جو مسلمانوں کے کسی گھر والوں کے کام آ سکتی تھی، تم نے کیوں کسی نوعمر اونٹ

یا بوڑھی اونٹنی کا انتخاب نہیں کیا؟

حضرت عمرؓ کا خوفِ خدا

ایک دفعہ آپ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو برحق رسول بنا کر بھیجا اگر دریائے فرات کے کنارے پر کوئی اونٹ ناحق ہلاک ہوگا تو مجھے اندیشہ ہے کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ عمر بن الخطاب سے اس کے بارے میں ضرور باز پرس کرے گا۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ شہر انبار میں ایک باشندہ ایسا ہے جسے دفتر کے حساب کتاب میں مہارت حاصل ہے۔ آپ اسے کاتب مقرر کرلیں آپ نے اس تجویز ومشورہ پر فرمایا کہ اس صورت میں مجھے مسلمانوں کو چھوڑ کر کسی غیر مسلم کو اپنا بھیدی اور راز داں بنانا ہوگا۔ یہ مجھے منظور نہیں۔

انصاف کی ہدایت اور ظلم کی ممانعت

ابوعمران جونی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ لوگ تمہارے پاس ان کے مختلف مسائل اور ضروریات کو پیش کریں گے اس لئے جو کوئی تمہارے پاس حاجت روائی کے لئے آئے تو تم اس کی عزت کرو۔

ایک اعرابی اور حضرت عمرؓ

حضرت شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا کہ میرے اونٹ کی پشت پر زخم ہے اور دیگر مقامات پر بھی زخم ہیں اس لئے آپ مجھے دوسرا اونٹ دیدیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے اونٹ کے جسم پر کوئی زخم نہیں۔ یہ سن کر وہ اعرابی یہ شعر پڑھتا ہوا بھاگا،، ابوحفص عمر نے قسم کھا کر کہا ہے اس اونٹ کو کوئی زخم نہیں پہنچا ہے اور نہ کوئی بیماری ہے، اگر انہوں نے غلط بیانی کی تو اے اللہ انہیں معاف کر۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی فرمایا یا اللہ تو مجھے معاف کر، پھر آپ نے اس اعرابی کو بلا کر ایک اونٹ دے اسے سوار کرایا۔

حضرت عمرؓ کا تقوی

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مرد آیا جوان کا رشتہ دار تھا اس نے کوئی چیز مانگی آپ نے اسے دھمکایا اور بدکلامی کی وجہ سے نکال دیا، لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین! فلاں آدمی نے آپ سے ایک چیز کا سوال کیا اور آپ نے اسے نکال دیا آپ نے فرمایا اس نے مجھ سے اللہ کے مال میں سے مانگا تھا۔ اگر وہ بددیانت ہوا تو اس وقت میں کیا عذر پیش کروں گا، وہ مجھ سے میرے مال میں سے کیوں مطالبہ نہیں کرتا ہے؟ اس کے بعد آپ نے اپنے مال میں سے اس کے لئے دس ہزار کی رقم بھیجی۔

حضرت عمرؓ کی حکام سے غرض ومنشاء

حضرت شعبہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمرؓ کسی علاقے پر کسی حاکم کو بھیجتے تھے تو آپ ان کے بارے

میں یہ فرماتے تھے، اے اللہ میں نے انہیں اس لئے مقرر نہیں کیا کہ وہ لوگوں کا مال چھینیں یا انہیں زدوکوب کریں، آپ نے فرمایا جو حاکم کسی پہ ظلم کرے۔ وہ میرے نزدیک حکومت کے لائق نہیں۔

معدان بن ابی طلحہ کی روایت ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن خطبہ دیتے ہوئے فرمایا اے اللہ میں آپ کے سامنے حکامِ بلاد کے بارے میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ میں نے انہیں اس کام کیلئے مقرر کیا ہے کہ وہ لوگوں کو دین و مذہب کی تعلیم دیں اور سنت نبوی کی اشاعت کریں اور ان کے مال غنیمت کو ان کے درمیان منصفانہ طور پر تقسیم کریں اور اگر کوئی دقت پیش آئے تو وہ مجھے مطلع کریں۔

ظالم سے ظلم کا بدلہ ضرور دلواؤں گا، حضرت عمرؓ!

ابوفراس روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! خدا کی قسم! میں تمہاری طرف حکام اس لئے نہیں بھیجتا ہوں کہ وہ تم پر ظلم وستم کرے یا تمہارا مال چھینے بلکہ میں انہیں اس لئے بھیجتا ہوں کہ وہ تمہیں دین و مذہب اور سنت نبوی کی تعلیم دیں، اور جو کوئی ان باتوں کے علاوہ اور کوئی برا کام کریں تو اسے میرے پاس بھیج دو، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس سے ضرور قصاص لوں گا۔ اس پر حضرت عمرو بن العاص جلدی سے کھڑے ہوکر کہنے لگے اے میر المؤمنین! اگر کوئی مسلمانوں کا حاکم ادب سکھانے کے لئے کسی کو سزا دے تو آپ اس سے بھی قصاص لیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں اس وقت بھی ان سے قصاص لوں گا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں کیسے اس سے قصاص نہ لوں جبکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ وہ خود اپنی ذات کو قصاص کے لئے پیش فرماتے تھے۔

آپ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے حکام سے قصاص لیا کرتے تھے اور جب کوئی کسی حاکم کی ان کے پاس شکایت لے کر جاتا تھا تو آپ اس حاکم اور شکایت کرنے والے دونوں کو اکٹھا کیا کرتے تھے اور اگر کوئی ایسی بات صحیح ثابت ہوجاتی تھی جو قابل مؤاخذہ ہوتی تو آپ اس سے مؤاخذہ بھی فرماتے تھے۔

رعایا کا خیال

پھر حکام کو ہدایت کرتے ہوئے فرمایا دیکھو تم مسلمانوں کو زدوکوب نہ کرو اور نہ ان کی بے جا تعریف کرو جس سے وہ فریب میں مبتلا ہوجائے اور نہ تم ان کی حق تلفی کرو، جس سے وہ ناشکری کریں گے، اور نہ انہیں دلدلی زمینوں میں بساؤ، اس طرح تم انہیں تباہ و برباد کردو گے۔

حکام کو حضرت عمرؓ کی ہدایات

ابو حصین روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کو بطور حاکم مقرر کرتے تھے تو انہیں جاتے وقت خود باہر نکل کر رخصت کرتے تھے اور انہیں یہ نصیحت کرتے تھے ''میں نے تمہیں لوگوں پر اس لئے حاکم نہیں بنایا کہ تم ان کی چمڑیاں ادھیڑو، بلکہ میں نے تمہیں ان پر اس لئے حاکم بنایا ہے، کہ تم نمازیں قائم کرو اور حق وانصاف کے ساتھ فیصلہ کرو اور ان کے درمیان مال کی تقسیم انصاف وعدل کے ساتھ کرو، میں نے تمہیں ان کے جسموں کا مالک نہیں بنایا ہے۔ تم اہل عرب کو کوڑے نہ مارو ورنہ تم انہیں ذلیل بنادو گے اور نہ ان کی بے جا تعریف کرو اس سے وہ فریب میں مبتلا

ہو جائیں گے اور نہ تم ان سے غافل رہو ورنہ وہ محروم رہ جائیں گے، تم ان کو خالص قرآن کریم کی تعلیم دو اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کم روایت کرو، میں ہر معاملہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

رعایا کی خبر گیری

حضرت عمر رضی اللہ عنہ رعایا کی خبر گیری کے لئے خود گشت کیا کرتے تھے اور مسلمانوں کے گھروں پہ جا کر ان کا حال معلوم کرتے تھے اور اپنے ہاتھ سے ان کی مدد کرتے تھے اور ان کی ہر طرح کی پریشانیوں میں شریک ہوتے تھے۔

ایک فاقہ کش عورت کا قصہ

اسلم روایت کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت عمر بن الخطاب کے ساتھ ایک سنگلاخ زمین کی طرف گیا جب ہم اونچے مقام پر پہنچے تو دیکھا کہ ایک جگہ آگ روشن ہے، آپ نے فرمایا اے اسلم! میرا خیال ہے کہ یہ کوئی مسافر ہیں جو رات اور سردی کی وجہ سے یہاں ٹھہر گئے ہیں آؤ ہم وہاں جائیں اور دیکھیں چنانچہ ہم تیز تیز قدم بڑھا کر وہاں پہنچے تو دیکھا کہ ایک عورت کے ساتھ کچھ بچے ہیں اور ایک ہانڈی آگ پر چڑھی ہوئی ہے اور اس کے بچے بلک بلک کر رو رہے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ انہیں دیکھ کر سلام کیا تو اس خاتون نے سلام کا جواب دیا آپ نے فرمایا کیا میں قریب آ سکتا ہوں؟ اس عورت نے کہا: کہ اگر شرافت سے آنا چاہتے ہو تو آ جاؤ، آپ نے قریب جا کر ان کا حال دریافت کیا تو اس عورت نے کہا کہ رات اور سردی نے ہمیں یہاں روک لیا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں تو وہ بولی بچے بھوک سے رو رہے ہیں، آپنے فرمایا کہ اس ہنڈیا میں کیا چیز پک رہی ہے؟ وہ بولی اس کے اندر صرف پانی ہے اور اسی کے ذریعہ میں بچوں کو دلاسہ دے کر خاموش کرا رہی ہوں تا کہ آہستہ آہستہ یہ سو جائیں، بہر حال اللہ ہی ہمارے اور عمر رضی اللہ عنہ کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

آپ نے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے۔ عمر کو تمہاری حالت کیسے معلوم ہو سکتی ہے؟ وہ بولی وہ ہم پر حکومت کرتا ہے اور ہمارے حالات سے اور رعایا کے حالات سے غافل ہے۔ حضرت اسلم فرماتے ہیں آپ اس کے بعد میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ آؤ چلیں اور اس کے بعد ہم نہایت تیز رفتاری کے ساتھ چلتے رہے یہاں تک کہ ہم گودام میں آئے پھر آپ نے وہاں سے ایک بوری نکالی، جس میں چربی کا ایک کُپّا بھی تھا، پھر آپنے مجھ سے فرمایا تم اسے میری پشت پر لاد دو۔ میں نے عرض کیا کہ میں ہی اسے اٹھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا نہیں اسے میری پشت پر لاد دو، اور آپ نے یہ الفاظ دو تین دفعہ دہرائے۔ آخر کار آپنے فرمایا، کیا قیامت کے دن تم میرے گناہوں کا بوجھ برداشت کرو گے۔

لہذا میں نے وہ بوری آپ کی پشت پر لاد دی، اس کو لے کر آپ روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم اس عورت کے گھر پہنچ گے اور وہاں پہنچ کر آپ نے وہ بوری اتاری اور اس میں سے کچھ آٹا نکالا، اور پکانے کے لئے اس کو رکھ دیا اور پھر آپ ہنڈیا کے نیچے آگ جلانے کے لئے پھونک مارنے لگے۔ حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آپ کی داڑھی بہت بڑی اور گھنی تھی اس لئے آپ کے ریش مبارک میں سے دھواں نکلتا دیکھا۔

جب کھانا پک گیا اور شوربہ تیار ہو گیا تو آپ نے ہنڈیا کو چولہے پر سے اتارا۔ آپ نے اس عورت سے فرمایا کہ کوئی برتن لاؤ، وہ عورت بڑا پیالہ لائی۔ آپ نے اس میں کھانا نکالا اور فرمایا کہ اب تم ان بچوں کو کھانا کھلاؤ، پھر آپ وہاں بیٹھے رہے یہاں تک کے ان بچوں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور جو بچ گیا وہ آپ نے اس کے پاس چھوڑ دیا اور

کھڑے ہو گئے، اس وقت اس عورت نے کہا کہ آپ امیر المؤمنین سے زیادہ اس خلافت کے حقدار ہیں، آپ نے فرمایا جب تم ان کے پاس جاؤ گی تو ان کے سامنے اچھی بات کہنا۔ تم انشاء اللہ مجھے وہاں پاؤ گی، پھر آپ اس عورت سے الگ ہو کے ایک گوشہ میں چلے گئے اور وہاں خاموش بیٹھے رہے، میں آپ سے باتیں کر رہا تھا لیکن آپ مجھے کوئی جواب نہیں دے رہے تھے، جبکہ میں نے بچوں کو دیکھا کہ وہ آپس میں کشتی لڑ رہے ہیں ایک دوسرے سے کھیل رہے ہیں اور ہنس رہے ہیں جب تمام بچے سو گئے اور خاموشی چھا گئی تو آپ کھڑے ہوئے اور خدا کا شکر ادا کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ اے اسلم! بھوک نے ان بچوں کو بیدار کر رکھا تھا اور اسی بھوک کی وجہ سے یہ رو رہے تھے، اس لئے میں نے یہ بات پسند کی کہ میں اس وقت تک نہیں لوٹوں گا جب تک کہ ان کی اس حالت کو نہ دیکھ لوں جو ہم نے ابھی مشاہدہ کی ہے۔

رعایا کے مال کی حفاظت کا قصہ

بکر بن عبداللہ مزنی روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا تو ایک عورت آئی اور اس نے دروازہ کھول کر کہا کہ آپ اس وقت گھر کے اندر داخل نہ ہوں جب تک کہ میں اپنے ٹھکانہ پر پہنچ کر بیٹھ نہ جاؤں، چنانچہ وہ عورت اندر گئی اور اپنے ٹھکانہ پر جا کر بیٹھ گئی اور آپ دروازہ پر کھڑے رہے۔

پھر اس نے اندر سے آواز دی آپ اندر آ جائیں، تب آپ اندر تشریف لائے اور فرمایا کیا کھانے کے لئے کچھ ہے؟ اس عورت نے کھانا پیش کیا جو کہ آپ نے کھا لیا، اس وقت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، آپ نے فرمایا نماز کو مختصر کرو، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سلام پھیرا پھر آپ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگے اے امیر المؤمنین! آپ اس وقت کیسے تشریف لائے ہیں؟ آپ نے فرمایا کچھ حضرات بازار میں آ کر اترے ہیں، مجھے اندیشہ ہے کہ ان مسافروں کی کوئی چیز چوری نہ ہو جائے۔ اس لئے تم میرے ساتھ چلو تا کہ ہم ان کی اور ان کے مال کی حفاظت کریں، چنانچہ دونوں بازار آئے اور بازار میں آ کر ایک طرف بیٹھ گئے اور آپس میں باتیں کرتے رہے۔

اچانک دیکھا کہ ایک طرف چراغ جل رہا ہے اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں نے لوگوں کو سونے کے بعد چراغ جلانے سے منع نہیں کیا تھا، تو وہ دونوں اس طرف بڑھے، دیکھا کہ کچھ لوگ شراب پی رہے تھے تو آپ نے فرمایا کہ یہاں سے واپس چلو، میں نے ان لوگوں کو پہچان لیا ہے۔

وَقّافٌ عند حدود اللہ

جب صبح ہوئی تو آپ نے ان میں سے ایک آدمی کو بلا بھیجا، جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا کیا تم اور تمہارے ساتھی گذشتہ رات شراب پی رہے تھے؟ اس نے کہا کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہوا؟ آپ نے فرمایا میں نے خود مشاہدہ کیا ہے، اس پر اس آدمی نے اعتراض کیا اور کہا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے اس بات سے منع نہیں کیا تھا کہ آپ ٹوہ نہ لگایا کریں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی اس بات پر اسے چھوڑ دیا۔

بکیر بن عبداللہ مزنی کہتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جو چراغ جلانے سے منع کیا تھا وہ اس وجہ سے تھا کہ چوہا چراغ کی بتی کو اٹھا کر لے جاتا ہے اور پھر گھر کی چھت پر پھینک دیتا ہے جس سے چھت جل جاتی ہے اور

اس وقت گھروں کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنی ہوئی تھیں۔

حضرت عمرؓ کی اہل وعیال کو تاکید ونصیحت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب مسلمانوں کو کسی چیز کے کرنے کا حکم دیا کرتے تھے یا کسی مصلحت کی وجہ سے انہیں کسی کام سے منع کرنا مقصود ہوتا تو نصیحت کا آغاز اپنے اہل وعیال سے کرتے تھے اور حکم کی خلاف ورزی پر انہیں ڈراتے اور دھمکاتے تھے۔

حضرت سالم رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں جب حضرت عمرؓ کسی بات سے لوگوں کو روکنا چاہتے تھے تو اس وقت اپنے اہل وعیال کو جمع کر کے فرماتے تھے کہ میں نے لوگوں کو ان باتوں سے منع کیا ہے اور سب لوگ ہماری طرف نظریں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے ہیں جس طرح پرندہ گوشت کی طرف اپنی نظریں جماتا ہے، خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر میں نے تم میں سے کسی کو ایسا کام کرتے ہوئے دیکھا تو میں اس کو دگنی سزا دوں گا۔

چنانچہ آپ کمزوروں پر نہایت مہربان اور شفیق تھے اور مشتبہ لوگوں پر بہت سخت تھے اور اللہ کا حق حاصل کرنے میں بہت شدت پسند تھے تا آنکہ اللہ کا حق حاصل کر کے رہیں۔

رعایا کا حضرت عمرؓ سے ڈر اور آپؓ کا رعایا سے ڈر

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس چند لوگ آئے اور کہنے لگے کہ تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ہمارے بارے میں بات کرو، ہم ان سے اس قدر ڈرتے ہیں کہ ان کی طرف ہمیں نظریں اٹھانے کی ہمت نہیں ہوتی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے یہ بات حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو سنائی تو آپ نے فرمایا کیا انہوں نے ایسی بات کہی ہے خدا کی قسم میں ان کے ساتھ اس قدر نرم ہوں کہ مجھے اس بارے میں اللہ کا خوف محسوس ہوتا ہے اور ان کے ساتھ اس قدر سخت ہوں کہ اس بارے میں بھی مجھے خوف لاحق رہتا ہے، خدا کی قسم وہ مجھ سے جس قدر ڈرتے ہیں اس سے زیادہ میں ان سے ڈرتا ہوں۔

ایک حاکم کے خلاف شکایت اور اس کا سدباب

حضرت عاصم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مصر پر ایک شخص کو حاکم مقرر کیا، اس کے بعد ایک دن آپ مدینہ منورہ کی ایک سڑک پر سے گذر رہے تھے تو ایک آدمی نے آپ سے کہا: اے عمر! خدا سے ڈرو تم نے اس شخص کو حاکم مقرر کیا جو کہ خیانت کرتا ہے اور تم یہ سمجھتے ہو کہ تم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے حالانکہ تمہارے حاکم ایسا کام کر رہے ہیں۔

آپ نے فوراً اس حاکم کو بلوا بھیجا جب وہ آپ کے پاس آیا تو آپ نے اسے عصاء، اونی جُبّہ اور بکریاں دیں اور فرمایا کہ تم بکریاں چرایا کرو، کیونکہ تمہارا باپ بھی چرواہا تھا۔ پھر آپ نے اس کو چند دنوں کے بعد دوبارہ بلوایا اور اس کے سامنے مذکورہ بالا گفتگو کا تذکرہ کیا، چنانچہ اس نے معذرت چاہی۔ پھر آپ نے اس کو اس کی عملداری کی طرف لوٹا دیا اور یہ نصیحت کی کہ وہ باریک لباس نہ پہنے اور عمدہ سواری پر سواری نہ کرے۔

حکام سے معاہدہ

ابن خزیمہ بن ثابت انصاری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی کو حاکم مقرر کرتے تھے تو اس سے ایک معاہدہ تحریر کرواتے تھے، جس پر مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت بطور گواہ ہوتی تھی نیز اس سے یہ شرط بھی لی جاتی تھی کہ وہ عمدہ سواری نہیں کرے گا اور نہ میدہ کی روٹی کھائے گا اور نہ باریک لباس پہنے گا اور عوام کی ضرورت کے لئے اپنے دروازے کو بند نہیں رکھے گا۔

حضرت عمرؓ کا مقروض رہنا

سلام بن مسکین بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جب مالی ضرورت ہوتی تھی تو وہ بیت المال کے خزانچی کے پاس جاکر اس سے قرض مانگتے تھے۔

بعض اوقات آپ بہت زیادہ تنگدست ہوجاتے تھے تو بیت المال کے افسر سے بطور قرض تقاضا کرتے۔

بعض دفعہ اس قرض کی ادائیگی کے لئے بیت المال کا افسر واپسی کا تقاضا کرتا تو آپ اس کے لئے بھی کوئی تدبیر نکال لیتے۔ اور بعض اوقات آپ کی تنخواہ آجاتی تو آپ اس میں سے ادا کردیتے تھے۔

اے لوگو! کیا میں بیت المال سے کچھ شہد لے سکتا ہوں؟

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے تو اس بیماری کو دور کرنے کے لئے طبیب نے شہد تجویز کیا۔ آپ منبر پر کھڑے ہوکر مسلمانوں سے کہنے لگے کہ اگر آپ لوگ مجھے اجازت دیں تو میں بیت المال میں رکھے ہوئے شہد میں سے کچھ شہد لے لوں۔ اگر اجازت نہیں دیتے تو یہ مجھ پر حرام ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اولین کارنامے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے خلیفہ تھے، جنہوں نے تاریخی سن ہجری کو جاری کرایا، ابن سعد کی روایت کے مطابق اس کو تحریری شکل میں ۱۶ھ کے ماہ ربیع الاول سے رائج کرایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب سے پہلے خطوط میں تاریخ لکھنے کا طریقہ رائج کیا اور مٹی کی مہریں بنوائی، اور سب سے پہلے ماہ رمضان المبارک میں تراویح کی نماز باجماعت مقرر فرمائی، اور ۱۴ھ میں اس کے بارے میں تمام شہروں میں تحریری حکم جاری فرمائے اور لوگوں کے لئے دو حافظ مقرر فرمائے ایک مردوں کو نماز پڑھاتا تھا اور دوسرا عورتوں کو تراویح کی نماز پڑھاتا تھا۔

آپ ہی نے سب سے پہلے کوڑے لگانے کا استعمال شروع کیا اور اس کے ذریعہ لوگوں کو سزائیں دیں۔

دفاتر کا قیام

آپ ہی نے سب سے پہلے اسلامی دور میں رجسٹر اور دفاتر قائم کئے اور لوگوں کے نام ان کے قبائل کے لحاظ سے لکھ کر ان کے وظائف مقرر کئے۔

جبیر بن حویرث بن نقید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رجسٹروں اور دفاتر کے قیام کے سلسلہ

میں مسلمانوں سے پہلے مشورہ کیا۔ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ کے پاس ہر سال جو مال اکٹھا ہوتا ہے آپ اسے تقسیم کر دیا کریں اور کوئی چیز باقی نہ رکھیں۔ تو اس صورت میں ان رجسٹروں کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سال بھر میں بہت مال اکٹھا ہو جائے گا جو کہ تمام مسلمانوں کے لئے کافی ہوگا اگر اس کا حساب نہیں رکھا جائے گا تو کس کو ملا اور کس کو نہیں ملا یہ پتہ نہیں چلے گا اور اس میں بدانتظامی کا اندیشہ ہے۔

ولید بن ہشام بن مغیرہ نے کہا اے امیر المؤمنین! میں شام گیا تھا تو وہاں میں نے دیکھا کہ وہاں کے بادشاہوں نے دفاتر قائم کئے ہیں اور فوجوں کا بھی باقاعدہ انتظام ہے۔

چنانچہ مختلف حضرات کی رائے سننے کے بعد آپ نے دفتر قائم کیا اور فوجی نظام کو ترتیب دیا اور اس کام کے لئے آپ نے حضرت عقیل بن ابی طالب رضی اللہ عنہ، مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم کو بلوایا جو کہ قریش کے ماہرین انساب تھے، آپ نے ان سے فرمایا کہ تم لوگوں کے نام ان کے گھروں کے مطابق لکھو۔ چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے بنو ہاشم کے نام لکھے پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور ان کے قبیلہ کے نام لکھے، پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے قبیلہ کے افراد کے نام لکھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان حضرات کی اس ترتیب کو دیکھ کر فرمایا کہ میں ایسا ہی چاہتا تھا مگر تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے نام سے اس کا آغاز کرو، پہلے قریب ترین عزیزوں کے نام لکھو، پھر اس سے قریب ترین، پھر اس سے قریب ترین، درجہ بدرجہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں کے نام لکھو، اور عمر کا نام اسی مقام پر لکھنا جو اللہ نے اس کا مقام پہلے سے مقرر کر رکھا ہے۔

حضرت اسلم بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے ناموں کی دو تحریریں پیش کی گئیں جن میں قبیلہ بنو تمیم کو بنو ہاشم کے بعد رکھا گیا اور بنو عدی کو تمیم کے بعد رکھا گیا تو یہ دیکھ کر آپ نے فرمایا تم عمر کو اس کے صحیح مقام پر رکھو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں اور عزیزوں کے نام درجہ بدرجہ لکھو۔

بنو عدی نے آپ سے کہا آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جانشین ہیں اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے اس لئے آپ اپنا نام ان دونوں کے بعد رکھیں لہٰذا آپؓ نے ان حضرات کے بعد اپنا نام رکھا، اور فرمایا میرا نام اپنے درجے کے مطابق آئے گا خواہ رجسٹر ختم ہو جائے، میرے دونوں ساتھیوں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک راہ متعین کر دی ہے اگر میں ان دونوں کی باتیں نہ مان کر مخالفت کروں گا تو میری بات نہیں مانی جائے گی۔ خدا کی قسم! ہمیں دنیا میں کوئی فضیلت حاصل نہیں تھی اور آخرت میں اگر ہمیں اپنے اعمال کا ثواب ملا تو یہ سب کچھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اور ان کی بدولت ہوگا، انہیں کے ذریعہ ہمیں عزت اور شرافت حاصل ہوئی ہے۔ ان کی قوم عرب میں افضل ہے، اس کے بعد آپ کے قریبی رشتہ داروں کا مرتبہ ہے۔

اگر اہلِ عجم نیک اعمال کریں گے اور ہم کوئی نیک عمل پیش نہ کر سکیں تو وہ اہل عجم قیامت کے دن حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زیادہ قریب ہوں گے۔ فرمایا کسی آدمی کو اللہ تعالیٰ کے نیک کام کرنے کے لئے کسی قرابت و رشتہ داری کا لحاظ نہیں کرنا چاہئے کیونکہ جس کے اعمال درست نہیں ہوں گے، ان کا اعلیٰ نسب قیامت کے دن اللہ کے ہاں کسی کام نہیں آئے گا۔

تقسیم عطیات

ہشام کعبی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ قبیلہ خزاعہ کے وظائف کے رجسٹر لئے جا رہے تھے جب وہ ان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے ایک ایک کر کے ہر کنواری اور شادی شدہ عورت کے وظائف خود ان کے ہاتھوں میں دیئے پھر وہاں سے آپ غسان گئے وہاں بھی آپ نے خود ان کے درمیان وظائف تقسیم کئے، وظائف کی تقسیم کا یہ طریقہ آپ نے وفات تک جاری رکھا۔

سائب بن یزید فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا "اس اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، (تین دفعہ آپ نے اس قسم کو دہرایا) کہ ہر ایک کا اس بیت المال پر حق ہے اور کسی کو دوسرے پر ترجیح حاصل نہیں بلکہ میں بھی تمہاری طرح عوام کا ایک معمولی فرد ہوں، البتہ ہمیں کتاب اللہ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر تقسیم کرنا ہوگی، تقسیم کے معاملہ پر اس کے اسلامی کارناموں، اس کی دولت مندی اور ضرورت اور قدیم اسلام لانے کا لحاظ کرنا ہوگا، خدا کی قسم! اگر میں زندہ رہا تو صفاء کے ایک چرواہے کو اس کا حصہ وہیں بیٹھے بیٹھے ملے گا۔

سائب بن یزید بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گھوڑے دیکھے جن کی رانوں پر داغ لگے ہوئے تھے اور وہ جہاد کے لئے وقف تھے۔

غریبوں کی امداد

نافع مولی آل زبیر روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا، کہ اللہ تعالیٰ ابن حنتمہ پر رحم کرے، میں نے رمادہ (قحط سالی) کے سال انہیں اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنی کمر پر دو بوریاں لادے ہوئے تھے اور ان کے ہاتھ میں روغن زیتون کا پیالہ تھا، وہ اور ان کے غلام اسلم باری باری انہیں لادے جا رہے تھے۔

جب آپ نے مجھے دیکھا تو فرمایا اے ابوہریرہ کہاں سے آ رہے ہو، میں نے کہا یہاں قریب سے آ رہا ہوں، اس کے بعد میں ان دونوں حضرات کے ساتھ چلتا رہا اور باری باری ہم تینوں ان سامانوں کو اٹھاتے رہے یہاں تک کہ ہم ایک اونچی بستی میں پہنچ گئے جہاں قبیلہ محارب کے بیس گھر تھے۔

قبیلہ محارب کے افراد کی فاقہ کشی

ایک دفعہ قبیلہ محارب کے لوگ آپ کے پاس آئے تو آپ نے پوچھا، تم لوگ کیسے آئے؟ تو ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہمیں بھوک نے یہاں آنے پر مجبور کیا ہے، پھر قبیلہ محارب کے لوگوں نے مردار کی بھنی ہوئی کھال نکال کر دکھائی جسے وہ کھا رہے تھے اور بوسیدہ ہڈیوں کو پیس کر انہیں پانی میں ڈال کر پی رہے تھے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی اس حالت کو دیکھا اور آپ نے اپنی چادر اتاری اور اپنی تہمند کو مضبوطی سے باندھا، پھر آپ نے ان کے لئے کھانا پکوایا اور انہیں پیٹ بھر کر کھلایا پھر آپ نے حضرت اسلم کو مدینہ کی طرف بھیجا اور وہ وہاں سے بہت سارے اونٹ لے کر آئے جن پر آپ نے ان بھوکے لوگوں کو سوار کرایا اور انہیں جبانہ میں ٹھہرایا اور انہیں

پہننے کے لئے کپڑے بھی دیئے۔ آپ کا اس طرح کے لگوں کے ساتھ قحط سالی دور ہونے تک یہی وطیرہ رہا۔

عمروؓ کے ساتھ عمرؓ کا انصاف

راشد بن سعد کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک دفعہ مال لایا گیا تو آپ اسے عام لوگوں میں تقسیم کرنے لگے، لوگوں نے آپ کے چاروں طرف بھیڑ لگا دی، اتنے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ لوگوں کو ہٹاتے ہوئے آپ کے قریب پہنچ گئے۔ آپ نے ان کے لئے کوڑہ اٹھایا اور فرمایا کہ تم آگے کیسے آئے؟ کیا تم اس سرزمین کے خدائی سلطان سے نہیں ڈرتے ہو؟ میں تمہیں بتانا چاہتا ہوں کہ اللہ کا سلطان تم سے نہیں ڈرتا ہے۔

حضرت عمرؓ کا رہن سہن

شفا بنت عبداللہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے کچھ نوجوانوں کو دیکھا کہ وہ سست روی سے چل رہے تھے اور آہستہ آہستہ گفتگو کر رہے تھے، میں نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ یہ عبادت گذار ہیں، میں نے کہا خدا کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب گفتگو کرتے تو ان کی آواز لوگوں تک پہنچ جاتی تھی، اور جب چلتے تھے تو تیز چلتے تھے اور جب کسی کو مارتے تھے تو سخت مارتے تھے اس کے باوجود صحیح معنوں میں عبادت گذار تھے۔

حضرت عبداللہ بن عامر روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کی کسی چیز کے کھانے میں مدد کی تو اس شخص نے آپ کو دعا دیتے ہوئے کہا، اے امیر المؤمنین! آپ کے فرزند آپ کو فائدہ پہنچائیں، تو آپ نے فرمایا اللہ نے مجھے اس چیز سے بے نیاز کر دیا ہے۔

آپ کے زریں اصول

عمر بن مجاشع روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "قوت عمل یہ ہے کہ آج کا کام کل پر نہ چھوڑا جائے، دیانتداری کا تقاضا یہ ہے کہ انسان کا باطن اس کی ظاہری حالت کے مخالف نہ ہو، تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، کیونکہ تقویٰ کا وصف خوف خدا سے حاصل ہوتا ہے جو اللہ سے ڈرتا رہے گا اللہ اس کو محفوظ رکھے گا۔

لوگوں کے درمیان فوری انصاف

حضرت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بازاروں میں گشت کرتے رہتے تھے اور ساتھ ساتھ قرآن کریم پڑھتے رہتے تھے اور جہاں کوئی جھگڑا ہوتا تھا اس جگہ آپ لوگوں کے درمیان فوری فیصلہ کر دیا کرتے تھے۔

موسیٰ بن عقبہ روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک جماعت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ ہمارے اہل وعیال کثیرت ہیں، جس کی وجہ سے اخراجات بہت زیادہ ہیں اس لئے آپ ہمارے وظائف میں اضافہ کیجئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم نے اپنی تکالیف کو خود جمع کیا ہے اور اب اللہ کے مال کے ذریعہ اپنا کام چلانا چاہتے ہو، بخدا میں یہ چاہتا ہوں کہ میں اور تم سمندر کے بھنور میں دو کشتیوں میں سوار ہو جائیں جو تلاطم موجوں سے ہو کر مشرق اور مغرب کی طرف جائے اس وقت وہ لوگ اپنی جماعت میں سے کسی کو حاکم بنائیں گے اگر وہ راہ

راست پر چلیں گے تو اس کی اطاعت کریں گے اگر اس سے ناانصافی کی تو اسے قتل کر دیں گے۔

حضرت طلحہ نے اس موقع پر فرمایا کیا مضائقہ ہے کہ بجائے قتل کرنے کے اس کو معزول کر دیں تو آپ نے فرمایا نہیں، قتل کی سزا آنے والے لوگوں کے لئے زیادہ عبرتناک ہوتی ہے۔

گروہ اور جماعت بندی کی ممانعت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قریش کے لوگوں سے فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ تم نے مخصوص محفلیں قائم کر رکھی ہیں ہر طرف مجالس اور محافل کی کثرت ہوگئی ہے۔ خدا کی قسم! یہ چیز تمہارے دین و مذہب میں تیزی کے ساتھ پھیل رہی ہے اور تمہاری عزت و شرافت اور خود تمہاری ذات کے اندر بھی دخیل ہو رہی ہے، مجھے وہ زمانہ نظر آ رہا ہے کہ تمہارے بعد جو لوگ آئیں گے وہ یہ کہیں گے کہ فلاں نے اس طرح کہا ہے فلاں نے یہ روایت کی ہے۔ یہ لوگ اسلام کو کئی حصوں میں بانٹ دیں گے، تم اپنی مجالس کو وسیع کرو اور مل کر بیٹھو اس طرح تمہارا اتحاد و اتفاق ہمیشہ قائم رہے گا اور دوسرے لوگوں میں تمہارا رعب زیادہ قائم رہے گا۔

اور فرمایا یا اللہ! یہ لوگ مجھ سے اکتا گئے ہیں اور میں بھی ان سے بیزار ہو گیا ہوں، میرے احساسات اور سوچ ان کے احساسات اور سوچ سے الگ ہیں، مجھے نہیں معلوم کہ ہماری کیا حالت ہوگی، البتہ مجھے اتنا معلوم ہے کہ ان کا صرف اپنے قبیلہ سے تعلق ہے اس لئے مجھے اپنی طرف اٹھا لے۔

عوامی مفادات کا خیال

حضرت عبداللہ بن ربیعہ نے مدینہ منورہ میں کچھ گھوڑے پال رکھے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس بات سے منع فرمایا، لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس کے لئے سفارش کی کہ ان کو اجازت دیدی جائے۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں صرف اس شرط پر اجازت دے سکتا ہوں کہ اس کے لئے چارہ مدینہ کے علاوہ کسی دوسرے مقام سے لایا جائے۔ چنانچہ عبداللہ بن ربیعہ نے گھوڑے اس طرح رکھے کہ ان کے لئے چارہ یمن کی زمین سے لایا جاتا تھا۔

سادگی کا خطرہ

مجالد بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی محفل میں ایک شخص کا ذکر ہوا کہ اے امیر المؤمنین! وہ شخص نہایت قابل اور فاضل انسان ہے، برائی سے تو بالکل ناآشنا ہے، آپ نے فرمایا اسی لاعلمی کی وجہ سے اس شخص کے برائی میں پھنسنے کا زیادہ احتمال ہے۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے خطبات

پہلا خطبہ:

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثناء کے بعد آپ نے اللہ تعالیٰ کی بزرگی کا تذکرہ کیا اور قیامت کے دن کے بارے میں ذکر کیا، پھر آپ نے فرمایا:

اے لوگو! میں تمہارا خلیفہ مقرر ہوا ہوں، اگر مجھے یہ توقع نہ ہوتی کہ میں تمہارے لئے بہترین اور سب سے زیادہ طاقتور ثابت ہوں گا اور میں تمہارے اہم کاموں کو انجام دینے کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہوں تو میں اس ذمہ داری کو قبول نہ کرتا۔ عمر کے لئے یہ بات ہی کافی ہے کہ وہ اس بات کا انتظار کرے کہ وہ تمہارے حقوق کی کس طرح حفاظت کرتا ہے اور تمہارے ساتھ کس طرح کا سلوک کرتا ہے، اہم کام میں صرف اپنے پروردگار کی مدد طلب کی جاسکتی ہے کیونکہ عمر کو اپنی قوت اور تدبیر پر کوئی اعتماد نہیں ہے، جب تک کہ اللہ بزرگ وبرتر کی تائید اور فضل اور رحمت اس کے شامل حال نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ اہم ذمہ داری سونپ دی ہے کہ میں آپ لوگوں کے کاموں کو صحیح طریقہ سے انجام دوں اور اس کے لئے میں اللہ تعالیٰ ہی سے مدد کا خواستگار ہوں تاکہ وہ اس کام کی تکمیل میں میری ویسی ہی حفاظت کرے جس طرح دوسرے معاملات میں اس نے میری حفاظت کی ہے، اور اس بات کی مدد کی بھی خواستگار ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے آپ حضرات کے درمیان مال غنیمت کی تقسیم میں عدل وانصاف کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں کیونکہ میں بہت ہی کمزور مسلمان ہوں، خلافت کے اس اہم منصب کی وجہ سے انشاء اللہ میرے اخلاق اور عادات میں کوئی تبدیلی نہیں آئے گی۔ کیونکہ مجھے اس بات پر پورا ایمان ہے کہ عظمت اور برتری صرف اللہ تعالیٰ کو ہی حاصل ہے اور اللہ کے بندوں کو اس میں کوئی حصہ حاصل نہیں ہے اس لئے تم میں سے کوئی مجھے یہ نہ کہے کہ خلافت کے بعد عمر تبدیل ہوگیا۔ میں بذات خود حق وصداقت کو سمجھوں گا اور اس کے لئے پیش قدمی کروں گا، اور اپنا معاملہ تمہارے سامنے پیش کروں گا، تاہم کسی کو اگر کوئی معاملہ درپیش ہو یا اس پر کسی طرح بھی ظلم ہوا ہو یا ہمارے خلاف کسی کو کوئی شکایت ہو تو وہ مجھ سے بدلہ لے سکتا ہے کیونکہ میں بھی تمہاری طرح انسان ہوں، اس لئے تم ظاہر و باطن اور اپنی عزت وآبرو کی حفاظت کے لئے ہر حالت میں اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور تم لوگ بھی اپنے اندر حق وصداقت کو قائم کرو، ایسا نہ ہو کہ تم ایک دوسرے پر حملہ کرو اور اپنے مقدمات کو میرے پاس لاؤ، اس وقت میں کسی کے ساتھ رعایت نہیں کروں گا، مجھے تمہاری بھلائی عزیز ہے اور تمہاری شکایت کو دور کرنا میرا پسندیدہ مشغلہ ہے۔ میں اپنی امانت اور فرائض کا خود ذمہ دار ہوں اور اپنے فرائض اور کاموں کو بذات خود انجام دوں گا اسے کسی کے سپرد نہیں کروں گا، اس کے علاوہ دیگر امور خلافت کو بھی مخلص اور خیر خواہ لوگوں کے سپرد کروں گا، اور انشاء اللہ ان لوگوں کے علاوہ اپنی امانت کو کسی اور کے سپرد نہیں کروں گا۔

دوسرا خطبہ

آپ نے حمد وثنا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد فرمایا:

''اے لوگو! حرص اور طمع کے بعض کاموں کا انجام فقر اور مفلسی ہوتا ہے اور ناامیدی کی بعض باتیں بے نیازی اور تونگری کی طرف لے لیجاتی ہیں، تم لوگ وہ مال جمع کر رہے ہو جس سے تم کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے، تم ایسی توقعات رکھتے ہو جسے تم حاصل نہیں کر سکتے، تم دھوکہ اور فریب

میں مبتلا ہو رہے ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں وحی الٰہی کے ذریعہ تمہارے دل کی تمام باتیں معلوم ہو جاتی تھیں، چنانچہ جس کے دل میں کوئی بات پوشیدہ ہوتی تو اس کا علم ہو جاتا تھا اور جو کوئی کام اعلانیہ کرتا تھا تو اس کے اعلانیہ کاموں کا اعتبار کیا جاتا تھا مگر اب تمہیں چاہئے کہ تم اپنے اچھے اخلاق کا اظہار ہمارے سامنے کرو کیونکہ اب وحی کا سلسلہ بند ہے اور اللہ تعالیٰ ہی پوشیدہ کاموں سے زیادہ واقف ہے اب اگر کسی نے بد دیانتی کا اظہار کیا اور کہا کہ اس کا باطن اچھا ہے تو ہم اسکی تصدیق نہیں کریں گے، اور جس نے کھلم کھلا اچھے کاموں کا اظہار کیا تو ہم اس کی تحسین کریں گے۔ تمہیں یہ بات معلوم ہونا چاہئے کہ بخل نفاق کا ایک حصہ ہے اس لئے تم مال خرچ کرو اور یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا اور جو لوگ اپنے فطری بخل سے نجات پالیں گے وہی فلاح و بہبود حاصل کریں گے۔ اے لوگو! تم اپنے ماحول کو پاکیزہ بناؤ اور اپنی اصلاح کرو اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہو اور تم اپنی خواتین کو مصری لباس نہ پہناؤ۔ میری خواہش یہ ہے کہ میں آخرت میں اس طرح پیش ہوں کہ نہ تو مجھے کوئی نقصان ہو نہ مجھے کوئی فائدہ حاصل ہو، اور میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ خواہ میری عمر تھوڑی ہو یا زیادہ، میں حق وصداقت کے مطابق کام کروں، اور کوئی مسلمان ایسا باقی نہ رہے کہ اس کو مال غنیمت میں سے اس کے حق کے مطابق حصہ نہ ملے خواہ وہ گھر میں کیوں نہ ہو اور اسے اس کو حاصل کرنے کے لئے میرے پاس نہ آنا پڑے۔ وہ مال جو اللہ نے تمہیں رزق کے طور پر عطاء کیا ہے اس کا استعمال درست اور جائز طریقہ پر ہونا چاہئے، وہ کم مقدار جو جائز طریقہ سے حاصل کیجائے اس کثیر مقدار سے ہزار گنا بہتر ہے جو ناجائز طریقہ سے حاصل کیا جائے۔ قتل بھی موت کی ایک قسم ہے جس میں نیک اور بد دونوں مبتلا ہوتے ہیں، شہید وہی ہے جو ثواب کے لئے اپنی جان دیدے۔ جب تم میں سے کوئی اونٹ خریدنے کا ارادہ کرے تو اسے دراز اونٹ کا انتخاب کرنا چاہئے اور فولاد جیسے مضبوط دل کا ہو تو اسے خرید لے۔

تیسرا خطبہ

حمد وثنا کے بعد آپ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے اپنا شکر ادا کرنا لازم قرار دیا ہے کیونکہ اس نے تمہاری خواہش اور درخواست کے بغیر بن مانگے تمہیں دنیا اور آخرت کی فضیلت عطاء فرمائی ہے، اللہ تعالیٰ نے تمہیں عدم سے اپنے لئے اور اپنی عبادت کرانے کے لئے تخلیق کیا اسے اس بات کی قدرت حاصل تھی کہ وہ تمہیں اپنی کمترین مخلوق کا تابع بنا دیتا، مگر اس نے تمام مخلوق کو تمہارے تابع بنایا اس نے جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے ہر چیز کو تمہارے تابع بنایا اور تمہیں ظاہری اور باطنی ہر طرح کی نعمتیں عطاء فرمائیں، تمہارے لئے خشکی اور سمندر کی سہولتیں مہیا کیں اور تمہیں پاکیزہ رزق عطاء کیا پھر اس نے تمہیں قوت وبصارت اور قوت سماعت عطاء کی اس لئے کہ تم اس کا شکر ادا کرو۔ اللہ تعالیٰ کی بعض نعمتیں ایسی ہیں جو تمہارے اہل مذہب کے لئے مخصوص ہیں اور پھر یہ خاص وعام نعمتیں تمہارے زمانہ میں ہر ایک کو حاصل ہیں اور یہ نعمتیں ایسی ہیں کہ اگر صرف ایک

شخص کی نعمتیں تمام لوگوں میں تقسیم کر دی جائیں تو وہ اس کا صحیح طور پر شکر نہیں بجالا سکتے۔ اور ان نعمتوں کا حق ادا نہیں کر سکتے، سوائے اس کے کہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے کے بعد اللہ کی مدد و نصرت اس کے ساتھ شامل حال ہو۔ اب تم اس کی سرزمین پر اس کے جانشین ہو، نیز تم اہل زمین پر غالب آ گئے ہو اللہ تعالیٰ نے تمہارے دین اور مذہب کو فتح و نصرت عطاء فرمائی ہے اب دو قوموں کے علاوہ تمہارے دین و مذہب کا کوئی مخالف نہیں ہے۔ ایک قوم وہ ہے جو اسلام کے مطیع و فرمانبردار ہیں وہ محنت و مشقت کر کے خون پسینہ گرا کر تمہیں جزیہ ادا کرتے ہیں اور تمہیں اس سے فائدہ پہنچتا ہے۔ دوسری قوم وہ ہیں جو روز و شب اللہ کے انقلاب اور حوادث کی منتظر ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مسلمانوں کا خوف طاری کر رکھا ہے۔ ان کے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے جہاں وہ بھاگ کر پناہ لے سکیں، اللہ تعالیٰ کے ان جانشینوں نے انہیں خوف زدہ کر رکھا ہے اور وہ ان کے گھروں پہ مسلط ہیں۔ یہ قوم بہت خوشحال تھی ان کے پاس مال و دولت کی فراوانی تھی اور یہ اپنی فوجی مہمیں لگاتار بھیجتی رہتی تھیں مگر اسلام کے نمودار ہونے کے بعد ان تمام چیزوں سے ان کو کوئی فائدہ حاصل نہیں۔ اور اس وقت یہ قوم اچھی حالت میں نہیں ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ہم ان عظیم فتوحات پر ہر جگہ اور ہر شہر میں اللہ کی حمد و ثناء اور شکر ادا کریں، کیونکہ شکر ادا کرنے والے ان نعمتوں کا جتنا بھی شکر ادا کریں اور ذکر کرنے والے ان نعمتوں کا جتنا بھی ذکر ادا کریں تب بھی ان نعمتوں کا پورا پورا حق ہم ادا نہیں کر سکتے، اس کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کی اتنی ساری نعمتیں ہیں جس کا ہم شمار بھی نہیں کر سکتے اور نہ ہی اندازہ کر سکتے ہیں، بلکہ اللہ کی مدد و نصرت اور رحمت و کرم کے بغیر اس کا حق ادا ہونا ممکن ہی نہیں۔ اس لئے ہم اس ذات سے جس کا کوئی شریک نہیں ہے، جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور جس نے ہمیں اس آزمائش میں مبتلا کیا ہے یہ دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اپنی اطاعت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے ہمیں آگے بڑھنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ اے اللہ کے بندو! تم اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو چاہے تم تنہا ہو یا ساتھیوں کے ساتھ محفلوں میں ہو، ہر حال میں ان نعمتوں کو یاد کرو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: تم اپنی قوم کو اندھیرے سے روشنی کی طرف نکال لاؤ اور تم انہیں میری گذشتہ نعمتوں کو یاد دلاؤ، اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم یاد کرو اس وقت کو جب تم تعداد میں کم تھے اور اس سرزمین میں کمزور تھے اور دنیا کی خیر و منفعت سے محروم ہونے اور تعداد میں کم ہونے اور کمزور ہونے کے باوجود حق و صداقت پر تھے اور خدا شناسی اور دینداری کے ساتھ حق پر تمہارا ایمان تھا اور موت کے بعد بھلائی کے امیدوار تھے اور تمہیں معاشی تنگی کا سامنا تھا مگر اب اللہ نے تمہیں دنیا اور آخرت دونوں عطاء کی ہیں اور اگر تم چاہتے ہو کہ یہ دونوں نعمتیں ایسے ہی برقرار رہیں تو تم اللہ کے حق کو پہچانو، اور اس کے لئے نیک عمل کرو اور اپنے نفس کو اطاعت پر آمادہ کرو اور ان نعمتوں کی خوشی کے ساتھ ان کے زائل اور ختم ہونے کا خوف بھی اپنے دل میں رکھو، اس لئے کہ اگر اس کی ناشکری

کرو گے تو وہ نعمت بہت جلد چھن جائے گی اور ان نعمتوں پر شکر کرنے سے اس میں اضافہ ہوسکتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر مرثیہ

حضرت ہشام بن عروہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر ایک عورت نے روتے ہوئے کہا'' عمر کی وفات پر مجھے اس قدر صدمہ ہوا کہ وہ پھیل کر تمام انسانوں تک سرایت کر گیا، دوسری خاتون نے بھی اسی قسم کے خیالات کا اظہار کیا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو بنت ابی حثمہ نے بھی ان پر نوحہ وزاری کی اور کہا'' عمر کی وفات پر افسوس ہے جنہوں نے ہر کجروی کو درست کیا، اور ہر بگڑے کام کو درست کیا اور انہوں نے مختلف فتنوں کا خاتمہ کیا اور سنت نبوی کو زندہ کیا، وہ ہر عیب سے پاک وصاف ہو کر دنیا سے رخصت ہو گئے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ ہی فرماتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدفون ہوئے تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میرا مقصد یہ تھا کہ میں ان سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ارشادات سنوں، آپ غسل کرنے کے بعد اس حالت میں نکلے کہ آپ اپنے سر اور داڑھی کے بالوں کو جھاڑ رہے تھے اور وہ ایسا لباس پہنے ہوئے تھے کہ جس کی وجہ سے کوئی شک باقی نہیں رہا تھا کہ خلافت کا معاملہ اب ان کے سپرد ہوگا۔

آپ نے فرمایا اللہ ابن الخطاب پر رحم کرے بنت ابی حثمہ نے بالکل صحیح کہا وہ دنیا کی بھلائی اپنے ساتھ سمیٹ کر لے گئے ہیں اور اس کی برائی سے نجات حاصل کر لی ہے، خدا کی قسم! اس عورت نے یہ الفاظ خود نہیں کہے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ذریعہ کہلوائے ہیں۔

حضرت عاتکہ کا مرثیہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت عاتکہ بنت زید بن عمر بن الخطاب نے یہ مرثیہ کہا ہے'' فیروز قاتل عمر نے ہمیں ایسی گوری چٹی شخصیت کا صدمہ دیا ہے جو عبادت گذار اور قرآن کریم کی تلاوت کرنے والے تھے، خدا اس قاتل کو بھلائی سے محروم رکھے، آپ اپنے رشتہ داروں پر بہت مہربان تھے اور دشمنوں کے لئے سخت تھے اور آپ قابل اعتماد تھے اور حوادث کے زمانے کے موقع پر آپ لوگوں کے غم خوار اور مددگار تھے۔

اس شاعرہ نے ایک اور مرثیہ بھی کہا ہے'' اے آنکھ! تو رو لے اور ماتم کر لے، اور خلیفہ پر اشکباری کرنے میں کوتاہی نہ کر۔ موت نے مجھے اس علم بردار شہسوار کا صدمہ پہنچایا ہے جو میدان جنگ میں مشہور تھا، حوادث زمانہ کے مقابلہ میں آپ لوگوں کے پناہ گار تھے اور مصیبت زدہ اور غم کے ماروں کے فریادرس تھے۔ تم غریب اور امیر دونوں سے کہہ دو کہ تمہیں اب مرجانا چاہئے کہ ان کی موت نے انہیں اجتماعی تباہی کا پیالہ پلا دیا ہے۔

ایک دوسری خاتون نے بھی اشکباری کرتے ہوئے یہ کہا'' عنقریب قوم کی خواتین تم پر غم انگیز انداز سے نوحہ کریں گی۔ اور اپنے چمکتے دینار کی طرح چہروں کو نوچیں گی۔ اور ریشمی لباس کو اتار کر ماتمی لباس کو تن زیب کریں گی۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خصائل و عادات

انقلاب زمانہ

حضرت سعید بن المسیب فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حج کیا۔ جب آپ ضجنان کے مقام پر پہنچے تو آپ نے فرمایا "لا الٰہ الا اللہ العظیم العلی المعطی ماشاء من شاء،، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جو بلند و بزرگ ہے، وہ جس کو چاہے عطاء کرے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا میں اس وادی میں اپنے والد محترم خطاب کے اونٹ اونی لباس پہن کر چرایا کرتا تھا اور میرے والد نہایت سخت مزاج تھے۔ جب وہ کوئی کام کرنے کو کہتے تھے تو وہ مجھے تھکا دیتے تھے اور جب میں اس کے کام میں کبھی کوتاہی کرتا تھا تو وہ مجھے بہت مارتے تھے، اب میری یہ حالت ہے کہ میرے اور میرے اللہ کے درمیان کوئی حاکم نہیں ہے اس کے بعد آپ نے چند اشعار پڑھے:

"ہر چیز کی روح اور تازگی باقی نہیں رہے گی، صرف اللہ کی ذات باقی رہے گی، مال اولاد سب فنا ہو جائیں گے۔ شاہ ایران کو اس کے خزانے فائدہ نہیں پہنچا سکے، قوم عاد نے بہشت تیار کرنے کی کوشش کی مگر وہ غیر فانی رہے۔ نہ حضرت سلیمان علیہ السلام باقی رہے جن کے اختیار سے ہوائیں چلتی تھیں اور ان کے حکم سے انسان اور جنات کی آمد و رفت ہوتی تھی، وہ سلاطین بھی کہاں ہیں جن کے عطیات کو ہر سمت سے قافلہ سوار اٹھالایا کرتے تھے، موت کے حوض میں ہر ایک کو داخل ہونا ہے جس طرح گذشتہ زمانے کے لوگ داخل ہوئے تھے۔

ضعفاء و بیکسوں کی مدد

ابوالولید مکی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے ہوئے تھے ایک لنگڑا آدمی ایک لنگڑے اونٹ کو پکڑے ہوئے آپ کی خدمت میں آیا، آتے ہی اس نے چند اشعار آپ کی تعریف میں کہے، آپ نے اس پر لاحول ولاقوۃ پڑھا، پھر اس شخص نے اپنی اونٹنی کے لنگڑی ہونے کی شکایت کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے وہ اونٹنی لے کر اس کو ایک سرخ اونٹنی دیدی اور اسے اس پر سوار کرایا اور اس کے ساتھ اسے زادِ راہ بھی فراہم کر دیا۔ اس کے بعد آپ حج کے لئے روانہ ہوئے۔ راستہ میں آپ کو ایک سوار ملا جو یہ شعر پڑھ رہا تھا۔

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اے ابن الخطاب! تمہاری طرح کسی نے ہم پر حکومت نہیں کی، آپ دوستوں اور غیروں دونوں سے یکساں سلوک کرتے تھے اور نیک سلوک کرتے تھے۔

آپ نے فوراً اسے چھڑی مار کر ٹوکا اور فرمایا ابوبکر کہاں ہے؟ تم نے درمیان میں ان کا ذکر کیوں نہیں کیا۔

عہدے سے استفادہ کی ممانعت

عبدالملک بن نوفل کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن ابی شیبان کو قبیلہ کنانہ کا حاکم مقرر کیا ایک دفعہ وہ آپ کے پاس آئے تو اس کے ساتھ مال بھی تھا تو آپ نے پوچھا اے عتبہ یہ کیا ہے؟ وہ بولے "میں اپنے ساتھ مال لے کر گیا تھا اور وہاں میں نے اس کے ذریعہ تجارت کی تھی۔ آپ نے فرمایا تم اس حالت میں مال لے کر کیوں نکلے تھے، یہ کہہ کر انہوں نے ان کے ذاتی مال کو بھی بیت المال میں شامل کر دیا۔

جب حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اگر تم چاہو تو وہ مال میں لوٹا دوں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ سے لے کر بیت المال میں شامل کر دیا تھا، ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا اگر آپ اپنے پیش رو کی مخالفت کریں گے تو مسلمان آپ سے بدگمان ہو جائیں گے، اس لئے آپ وہ مال نہ لوٹائیں ورنہ آپ کے بعد یہ سلسلہ چل پڑے گا۔

زوجہ ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت اسلم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہند بن عتبہ زوجہ ابوسفیان رضی اللہ عنہا ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئیں اور ان سے بیت المال میں سے چار ہزار کی رقم بطور قرض کے طلب کی اور کہا کہ وہ اس مال سے تجارت کریں گی اور پھر وہ رقم لوٹا دیں گی، آپ نے رقم قرض کے طور پر ان کو دیدی، اور وہ رقم لے کر قبیلہ کلب کے علاقہ میں چلی گئیں اور وہیں خرید و فروخت کا کاروبار کرنے لگیں۔

اسی اثناء میں انہیں یہ خبر ملی کہ ابوسفیان اور ان کا بیٹا عمرو دونوں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے ہوئے ہیں تو وہ بھی وہاں پہنچ گئیں، ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے انہیں طلاق دے رکھی تھی، معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اماں جان! آپ کیسے تشریف لائی ہیں؟ وہ بولیں، اے میرے بیٹے! میں تمہیں دیکھنے آئی ہوں، اور دوسری بات یہ ہے کہ تمہارے والد تمہارے پاس آئے ہوئے ہیں۔ اس لئے مجھے یہ اندیشہ ہے کہ تم انہیں ہر چیز میں سے کچھ نہ کچھ نکال کر دو گے، اور وہ اس کے مستحق بھی ہیں لیکن لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ تم ان کو کس مد سے دے رہے ہو اس لئے نہ صرف عام مسلمان تم پر اعتراض کریں گے بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تمہیں ملامت کریں گے، اور تمہیں وہ کبھی معاف نہیں کریں گے، اس لئے کہ وہ صرف اللہ ہی کے لئے کام کرتے ہیں۔

چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی والدہ کے مشورہ کے بعد اپنے والد اور بھائی کو سو دینار دیئے اور انہیں نئی پوشاک دی اور انہیں سواری پر سوار کر دیا۔

ان کے بھائی عمرو نے اسے بڑی بات سمجھا مگر ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے کہا تم اسے اہمیت نہ دو یہ وہ بخشش و عنایت ہے جس کے مشورہ میں ہند شریک تھی اس کے بعد سب واپس چلے گئے۔

تجارت میں خسارہ

ابوسفیان نے ہند سے کہا کہ تمہیں تجارت میں فائدہ ہوگا، وہ بولیں خدا ہی بہتر جانتا ہے میں مدینہ جا کر تجارت کروں گی، جب وہ مدینہ پہنچی اور وہاں خرید و فروخت کی تو اس میں انہیں نقصان ہوا، چنانچہ انہوں نے حضرت عمر

رضی اللہ عنہ کے پاس آکر اس کا اظہار کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر یہ میرا مال ہوتا تو میں اسے تمہارے حق میں چھوڑ دیتا مگر یہ تمام مسلمانوں کا مال ہے بلکہ اس مشورہ میں تو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی شریک ہیں لہٰذا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کو بلا کر انہیں اس وقت تک قید میں رکھا جب تک کہ ہند نے پوری رقم ادا نہ کر دی۔

نیز آپ نے حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ سے یہ بھی دریافت کیا کہ معاویہ نے تمہیں کس قدر عطیہ دیا وہ بولے ایک سو دینار۔

عبداللہ بن عمیر کو چھ سو اور خلعت کا عطیہ

حضرت احنف بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں میں عطیات تقسیم فرما رہے تھے اس دوران حضرت عبداللہ بن عمیر ان کے پاس آئے ان کے والد جنگ حنیف میں شہید ہو گئے تھے انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا اے امیر المؤمنین! میرے لئے بھی وظیفہ مقرر کیجئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ جب آپ کام سے فارغ ہوئے تو ان کی طرف توجہ کر کے فرمایا تم کون ہو؟ وہ بولے، عبداللہ بن عمیر، آپ نے فرمایا اے یرفاء ان کو چھ سو دینار دو، چنانچہ یرفاء نے ان کو پانچ سو دینار دیئے تو انہوں نے قبول نہیں کیا اور فرمایا کہ امیر المؤمنین نے مجھے چھ سو دینے کا حکم فرمایا ہے اور تم مجھے پانچ سو دے رہے ہو، وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور انہیں اس سے مطلع کیا، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا اے یرفاء انہیں چھ سو ہی دو اور انہیں ایک عمدہ خلعت بھی دو، چنانچہ اس نے اس لباس کو پہنا اور اپنی پہنی ہوئی پوشاک کو اتار کر پھینک دیا تو حضرت نے ان سے کہا اے فرزند! تم اپنے یہ کپڑے بھی لیجاؤ اس کو تم اپنے گھر کے کاموں کو کرتے وقت پہن سکتے ہو اس کو اس وقت استعمال کرو، اور ہمارا یہ لباس تمہاری زیب و زینت کے کام آئے گا۔

سخن فہمی

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک سفر میں نکلا۔ ایک رات جب ہم چل رہے تھے تو میں ان کے قریب آیا انہوں نے اپنے پالان کے اگلے حصہ پر ایک کوڑا مار کر یہ اشعار پڑھے۔

> ترجمہ: تم جھوٹ بولتے ہو، خانہ کعبہ کی قسم! حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم شہید نہیں ہو سکتے جب تک کہ ہم ان کی حفاظت کے لئے نیزہ بازی اور شمشیر زنی کے جوہر نہ دکھائیں۔ ہم انہیں نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ ہم ان سے جنگ کرتے ہوئے شہید نہ ہو جائیں اور اپنے اہل و عیال کو بھول نہ جائیں۔

پھر آپ نے استغفر اللہ پڑھا، پھر آپ چلتے رہے اور کچھ نہیں بولے، پھر آپ نے یہ شعر پڑھا۔

> ترجمہ: کسی اونٹنی نے آج تک اپنی پشت پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر نیکی کرنے والا اور وعدہ کو پورا کرنے والا انسان نہیں بٹھایا۔

پھر آپ نے استغفر اللہ پڑھا، پھر فرمایا اے ابن عباس! حضرت علی ہمارے ساتھ کیوں روانہ نہیں ہوئے؟ میں نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا اے ابن عباس! تمہارے والد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ہیں اور تم ان کے چچازاد بھائی ہو، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قرب و رشتہ داری کے باوجود تمہاری قوم کو خلافت کے اس منصب کے لئے تمہارا انتخاب کرنے میں کس چیز نے روکا ہے؟ میں نے کہا مجھے نہیں معلوم، آپ نے فرمایا مجھے معلوم ہے وہ تم کو ناپسند کرتے تھے، میں نے کہا کیوں؟ ہم تو ان کے لئے بہترین انسان تھے، آپ نے فرمایا وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ نبوت اور خلافت دونوں تمہارے اندر جمع ہو جائیں۔

آپ نے پھر فرمایا شاید تم یہ کہو کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس بات سے رجوع کیا، ہرگز نہیں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سب سے زیادہ عقلمندی کا ثبوت دیا اگر وہ خلافت کو تمہارے لئے مقرر کرتے تو اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، تم مجھے زہیر کے اشعار پڑھ کر سناؤ۔

ترجمہ: جب قبیلہ قیس بن عیلان نے بزرگی اور شرافت کا مقابلہ کرایا اور
یہ معلوم کرنا چاہا کہ کس کے اندر یہ صفات زیادہ ہیں تاکہ وہ سب کا سردار
بن جائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے یہ شعر پڑھ کر سنایا اور اتنے میں صبح ہو گئی پھر آپ نے فرمایا سورۂ واقعہ پڑھ کر سناؤ۔ چنانچہ میں نے سورۂ واقعہ تلاوت کی۔ پھر آپ سواری سے اترے اور نماز فجر پڑھائی اور آپ نے نماز فجر میں سورہ واقعہ کو ہی پڑھا۔

بہترین شاعر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی ایک دوسری روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابن الخطاب اور دوسرے ساتھی شعر و شاعری پر گفتگو کر رہے تھے، کسی نے کہا کہ فلاں شخص سب سے بڑا شاعر ہے کسی نے کہا فلاں سب سے بڑا شاعر ہے، اتنے میں میں بھی وہاں پہنچ گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھتے ہی فرمایا تمہارے پاس اس فن کا سب بڑا عالم آ گیا ہے۔ پھر آپ نے مجھ سے پوچھا کہ تمہارے خیال میں سب سے بڑا شاعر کون ہے؟ میں نے کہا زہیر بن ابی سلمٰی، آپ نے فرمایا تم اس کے کچھ اشعار پڑھ کر سناؤ، تاکہ تمہارا دعویٰ سچ ثابت ہو سکے۔

میں نے کہا کہ زہیر بن ابی سلمٰی نے قبیلہ عبداللہ بن غطفان کے کچھ افراد کی تعریف میں یہ اشعار ارشاد فرمائے ہیں:

ترجمہ: اگر کوئی جماعت اپنی شرافت یا بزرگی کی وجہ سے کرم و شرافت کے آفتاب پر بیٹھ سکتی ہے تو وہ اس پر بیٹھ جائیں گے، یہ وہ جماعت ہے جن کے والد کا نام سنان ہے اور جب کہیں ان کے خاندان کا ذکر ہوگا، تو ان کے آباء واجداد بھی پاکیزہ ہوں گے، اور جو ان کی اولاد ہوئی ہیں وہ بھی پاکیزہ نسب ہے، امن کی حالت میں وہ انسان ہیں اور جب ان کو جنگ کے لئے بلایا جائے تو وہ جنات ہیں اور جب وہ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں تو بہادر اور ہمت والے سردار ثابت ہوتے ہیں، انہیں قابل رشک و حسد نعمتیں عطاء ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ان سے ان نعمتوں کو چھینتا نہیں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان اشعار کو سن کر فرمایا کہ انہوں نے بہت خوب اشعار کہے ہیں، میرے علم میں قبیلہ بنی ہاشم سے بڑھ کر ان اشعار کا کوئی مصداق نہیں، کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت داری کی وجہ سے ان کو سب پر فضیلت حاصل ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ آپ نے صحیح بات کہی ہے اور توفیق خداوندی

ہمیشہ آپ کے شامل حال رہی ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا اے ابن عباس! کیا تم جانتے ہو کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمہاری قوم کو اس خلافت کے منصب سے کس نے روکا ہے؟ ابن عباس کہتے ہیں میں نے اس کا جواب دینا پسند نہیں کیا اس لئے میں نے عرض کیا اگر میں نہیں جانتا ہوں تو اس سے امیر المؤمنین مجھے باخبر کردیں گے۔

آپ نے فرمایا وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ تمہارے اندر نبوت اور خلافت دونوں چیزیں ایک ساتھ جمع رہیں۔ کہیں تم اپنی قوم سے بدسلوکی کرنے لگو، اس لئے قریش نے اسے اپنے لئے پسند کیا اور ان کی یہ رائے درست تھی اور اس میں وہ کامیاب رہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی رائے

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے امیر المؤمنین! اگر آپ مجھے گفتگو کرنے کی اجازت دیں اور مجھ پر ناراض نہ ہوں تو میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں، آپ نے فرمایا اے ابن عباس! تمہیں بولنے کی اجازت ہے۔ میں نے کہا، آپ نے فرمایا ہے کہ قریش نے اپنے لئے اس خلافت کے کام کا انتخاب کیا ہے اور اس معاملہ میں وہ درست تھے چنانچہ وہ کامیاب ہوئے، اس پر میری رائے ہے کہ اگر قریش اپنے لئے یہ انتخاب اس وقت کرلیتے جب اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیار دیا تھا تو اس وقت یہ معاملہ صحیح، ناقابل رد اور ناقابل حسد ہوتا۔

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ لوگ یہ نہیں چاہتے تھے کہ نبوت اور خلافت دونوں چیزیں ہمارے اندر جمع ہوجائیں، اس پر عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے بھی ایک جماعت کی ناپسندیدگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے'' یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے اس وحی کو جو اللہ نے نازل فرمائی ہے، پسند نہیں کیا۔ اس لئے اس نے ان کے اعمال کو بیکار کردیا،،۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہائے افسوس! خدا کی قسم! اے ابن عباس مجھے تمہارے بارے میں ایسی خبریں ملتی رہتی تھیں جن پر یقین کرنا مجھے پسند نہیں تھا کیونکہ اس سے تمہاری قدر و منزلت میرے دل سے دور ہونے کا اندیشہ تھا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اے امیر المؤمنین! وہ کیا باتیں ہیں؟ اگر وہ باتیں صحیح ہیں تو آپ کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ آپ میرا مرتبہ گھٹائیں، اور اگر وہ باتیں غلط ہیں تو میرے جیسا انسان اسے دور کرسکتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ انہوں نے ہم سے خلافت کو حسد اور ظلم کی وجہ الگ کر رکھا ہے۔ میں نے کہا آپ نے ظلم کا ذکر کیا ہے وہ تو ہر جاہل اور عقلمند پر ظاہر ہے، جہاں تک حسد کا ذکر ہے تو حسد ابلیس نے حضرت آدم علیہ السلام پر بھی کیا تھا اور ہم تو انہیں کی اولاد ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے بنو ہاشم! تمہارے دلوں سے حسد اور کینہ کبھی نہیں جائے گا۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین ٹھہریئے، آپ ایسے لوگوں کے دلوں کو حسد اور فریب و مکر کا حکم نہ دیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بالکل پاک صاف کردیا ہے، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک بھی بنو ہاشم کے قلوب کا ایک حصہ ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن عباس! تم میرے پاس سے چلے جاؤ، میں نے کہا بہت بہتر، اور جب میں جانے کے لئے کھڑا ہوا تو آپ کو شرمندگی محسوس ہوئی۔ کہنے لگے، اے ابن عباس! تم بیٹھے رہو، مجھے تمہارے

حقوق کا شدت سے خیال ہے اور مجھے تمہاری خوشی عزیز ہے۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین! میرے آپ پر اور ہر مسلمان پر کچھ حقوق ہیں جو کوئی ان حقوق کی حفاظت کرے گا تو وہ خوش نصیب ہے، اور جس نے حق تلفی کی تو وہ بد نصیب ہے۔ اس کے بعد آپ اٹھ کر چلے گئے۔

حضرت عمرؓ کا کمالِ تقویٰ

حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک دفعہ بازار سے گذر رہے تھے آپ کے پاس آپ کا درہ تھا جب آپ نے اسے حرکت دی تو وہ میرے کپڑے کے کنارہ پر لگا آپ نے فرمایا راستہ چھوڑ دو۔ جب دوسرا سال آیا تو آپ سے میری ملاقات ہوئی آپ نے مجھ سے پوچھا اے سلمہ! کیا تم حج کرنے کا ارادہ رکھتے ہو؟ میں کہا ہاں، اسی وقت آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اپنے گھر لے گئے اور مجھے چھ سو درہم دیئے اور فرمایا کہ تم ان سے حج میں کام لو، اور فرمایا کہ یہ اس حرکت کا معاوضہ ہے جب اپنے درہ کو ہلا کر میں نے تمہیں تکلیف دی تھی۔ میں نے کہا اے امیر المؤمنین! وہ بات تو مجھے یاد بھی نہیں تھی میں تو اسے بھول گیا تو آپ نے فرمایا میں اسے نہیں بھولا۔

حاکم پر رعایا کا حق

سلمہ بن کہیل روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! ہم پر تمہارا یہ حق ہے کہ ہم غائبانہ طور پر تم لوگوں کی خیر خواہی کریں اور نیک کام میں تعاون کریں، حاکم کی بردباری اور نرمی سے بڑھ کر کوئی خصلت اللہ کے نزدیک محبوب شئ نہیں ہے۔ عام لوگوں کو بھی اس کا سب سے زیادہ فائدہ پہنچتا ہے۔ اور حاکم وقت کی جہالت اور اس کی بے وقوفی اللہ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے اور عام لوگوں کے لئے اس کے نقصانات بھی زیادہ ہوتے ہیں۔ اے لوگو! جسے اپنے ماحول میں عافیت حاصل ہوتی ہے اسے اللہ بھی عالم بالا میں عافیت عطاء کرتا ہے۔

معترض اور ناصح

عمران بن سواد روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے فجر کی نماز حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑھی آپ نے ایک رکعت میں سورۂ سبحان اور دوسری رکعت میں ایک اور سورۃ پڑھی۔ جب آپ نماز کے بعد واپس جانے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں بھی کھڑا ہو گیا، آپ نے فرمایا کیا کوئی ضرورت ہے؟ میں نے کہا ہاں ایک ضرورت ہے، آپ نے فرمایا ساتھ چلے آؤ، چنانچہ میں آپ کے ساتھ گیا، جب آپ گھر میں داخل ہوئے تو آپ نے مجھے اندر آنے کی اجازت دی، آپ ایک تخت پر بیٹھ گئے، جس پر کچھ بچھا ہوا نہیں تھا۔ میں نے کہا کہ میں آپ کو نصیحت اور آپ کی خیر خواہی کرنے آیا ہو، آپ نے فرمایا ناصح کا صبح و شام خیر مقدم کیا جاتا ہے، میں نے کہا کہ مسلمان قوم کو آپ کی چار باتوں پر اعتراض ہے، یہ سنتے ہی آپ نے اپنے درہ کا سرا اپنی ٹھوڑی پر رکھ لیا اور اس کا نچلا حصہ اپنی ران پر رکھا پھر فرمایا ہاں بیان کرو۔

آپ پر چار اعتراض اور ان کے جوابات

ا۔ میں نے کہا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے حج کے مہینوں میں عمرہ ادا کرنے کی ممانعت کر دی ہے حالانکہ اس کی ممانعت نہ تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی اور نہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے، کیا ایسا کرنا حلال ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا یہ حلال ہے، اس شرط کے ساتھ کہ وہ حج کے مہینوں میں یہ سمجھ کر عمرہ ادا نہ کریں کہ حج کے

بجائے یہ عمرہ کافی ہے حالانکہ حج اللہ کا اہم فریضہ ہے چنانچہ اس معاملہ میں درست طریقہ اختیار کیا گیا ہے۔

۲- میں نے کہا کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کو حرام قرار دیا ہے حالانکہ اللہ کی طرف سے اس کی اجازت تھی، اور اس سے قبل اس کا معمول تھا۔ آپ نے فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ضرورت کے تحت حلال قرار دیا تھا اور پھر لوگوں کی یہ ضرورت ختم ہوگئی کیونکہ اس کے بعد میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے متعہ پر عمل کیا ہو اور نہ دوبارہ انہوں نے اس فعل کا اعادہ کیا، اب اگر کوئی ضرورت مند ہے تو وہ باقاعدہ نکاح کرے اور اگر تین دن کے بعد چھوڑنا ہے تو طلاق دے کر اسے چھوڑے، چنانچہ اس معاملہ میں میری یہ رائے بالکل درست ہے۔

۳- میں نے کہا کہ آپ لونڈی کو جب اس کے کوئی بچہ پیدا ہو، آزاد قرار دیتے ہیں اور یوں آپ اسے اس کے آقا کی مرضی کے برخلاف اور اس کی مرضی کے بغیر اسے آزاد قرار دیتے ہیں آپ نے فرمایا میں نے دو قسم کی حرمت و عزت کو آپس میں ملا دیا اس میں میرا مقصد صرف اور صرف خیر خواہی ہے، بہر حال میں اللہ سے معافی کا خواستگار ہوں۔

۴- میں نے کہا کہ رعایا آپ کی طرف سے سختی اور تشدد کی شکایت کرتی ہے، اس بات پر آپ نے درہ کو اٹھایا اور اس پر ہاتھ پھیرتے رہے پھر آپ نے فرمایا، میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم رکاب ہوں، خدا کی قسم! میں پیٹ بھر کر کھاتا ہوں اور سیراب ہو کر پیتا ہوں، میں لوگوں کو دھمکاتا بھی اور اپنی عزت کی مدافعت بھی کرتا ہوں، کبھی لوگوں کو ہاتھ سے ہٹاتا ہوں، کبھی مارتا ہوں اور کبھی عصا بھی لگاتا ہوں، اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں معذور سمجھا جاتا۔

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا خدا کی قسم! حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنی رعایا کے بارے میں بخوبی واقف تھے۔

خدا کی خوشنودی کیلئے عمرؓ و عثمانؓ کا تفاوتِ کردار

محمد روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ بیان کیا گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے اہل وعیال اور قریبی رشتہ داروں کو خدا کی خوشنودی کی خاطر کچھ نہیں دیتے تھے، اور میں اسی خوشنودی کی خاطر اپنے اہل وعیال اور رشتہ داروں کو عطیات دیتا ہوں تاہم حضرت عمر کی نظیر ملنا مشکل ہے۔

حضرت عمرؓ کا مسلمانوں کیلئے کام انجام دینا

ابو سلیمان فرماتے ہیں جب میں مدینہ آیا تو میں ایک گھر میں داخل ہوا تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا جو ایک سیاہ تہمد باندھے ہوئے تھے اور اونٹوں کو روغن قطران مل رہے تھے۔

دولت کی تقسیم سے متعلق حضرت عمرؓ کا خیال

حضرت ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر مجھے ان باتوں کا پہلے پتہ چل جاتا جو مجھے بعد میں معلوم ہوئیں تو میں دولت مندوں کے تمام زائد مال ودولت کو حاصل کر کے انہیں غریب مہاجرین میں تقسیم کر دیتا۔

رعایا کی نگہبانی

حضرت اسود بن زید روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی وفد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آتا تو آپ ان سے

ان کے حاکم کے بارے میں دریافت کرتے تھے۔ جب وہ لوگ اس کی تعریف کرتے تو آپ پوچھتے کہ کیا وہ تمہارے بیماروں کی عیادت کرتا ہے؟ وہ کہتے ہاں، پھر آپ دریافت کرتے کہ کیا وہ غلام کی بھی عیادت کرتا ہے؟ اگر اس کا جواب بھی اثبات میں ہوتو پھر آپ سوال کرتے کہ کمزور کے ساتھ وہ کیا سلوک کرتا ہے؟ کیا وہ اس کے دروازے پر بھی بیٹھتا ہے۔ اگر کوئی اس کے خلاف بات کہتا تو آپ اس حاکم کو فوراً معزول کردیا کرتے تھے۔

ملت اسلامیہ کی حفاظت

عمرو کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ میں اسلام کی چار چیزوں کو تباہ نہیں ہونے دوں گا اور انہیں کسی حالت میں بھی نہیں چھوڑوں گا۔ ۱- میں اللہ کے مال کو جمع کرنے اور پھر اس کی حفاظت کرنے میں پوری توانائی اور طاقت خرچ کروں گا اور میں اس کو اسی مقام پر خرچ کروں گا جہاں خرچ کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے اور ہم نے عمر کے خاندان کو اس سے بالکل الگ کردیا ہے۔ چنانچہ ہمارے قبضہ میں کوئی مال و دولت نہیں ہے۔ ۲- مہاجرین جو تلوار کے سایہ میں ہیں قید نہیں کئے جائیں گے، بعد میں انہیں کوئی تکلیف نہیں دی جائے گی ان کو اور ان کے اہل و عیال کو مال غنیمت فیاضی کے ساتھ تقسیم کیا جائے گا، اور جب تک وہ واپس آئیں میں ان کے اہل و عیال کی نگرانی کرتا رہوں گا۔ ۳- وہ انصار جنہوں نے اللہ کی راہ میں قربانی دی ہے اور دشمنوں سے جنگ کررہے ہیں ان کے نیک کاموں کو سراہا جائے گا اور ان کی لغزشوں کو معاف کیا جائے گا اور اہم معاملات میں ان سے مشورہ لیا جائے گا۔ ۴- اعراب عرب کی اصل آبادی اور اسلام کا سرمایہ ہیں ان سے جنس کی صورت میں صدقہ اور زکوٰۃ لی جائے گی۔ درہم اور دینار کی شکل میں صدقہ وصول نہیں کیا جائے گا اور ان سے حاصل کردہ صدقات کو ان کے غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

مجلس شوریٰ

متوقع جانشین

عمرو بن میمون ازدی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر بن الخطاب زخمی ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ آپ کسی کو اپنا جانشین مقرر کردیں، آپ نے فرمایا ''میں کس کو خلیفہ مقرر کروں؟ اگر حضرت ابوعبیدہ زندہ ہوتے تو میں انہیں خلیفہ مقرر کرتا اگر میرا پروردگار قیامت کے دن مجھ سے باز پرس کرے تو میں جواب دیتا، میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ حضرت ابوعبیدہ اس امت کے امین ہیں اگر حضرت ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم زندہ ہوتے تو میں انہیں بھی خلیفہ مقرر کرسکتا تھا اگر میرا رب ان کے بارے میں سوال کرتا تو میں یہ عرض کرتا کہ آپ کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سالم اللہ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ ایک شخص نے کہا ''میں آپ کے سامنے حضرت عبداللہ بن عمر کا نام پیش کرتا ہوں، آپ نے فرمایا، خدا تمہیں غارت کریں، خدا کی قسم! میں نے کبھی اللہ کے سامنے اس قسم کی آرزو نہیں کی، تم پر افسوس ہے کہ میں کیسے اس شخص کو خلیفہ مقرر کروں جو اپنی بیوی کو صحیح اور شرعی طور پر

طلاق دینے سے عاجز رہا ہو، ہمارے خاندان کا تمہارے سیاسی کاموں سے کوئی تعلق نہیں رہے گا، میں نے خود اس کی تمنا کبھی نہیں کی، کہ میں اب خاندان کے کسی فرد کے لئے پسند کروں۔ اگر خلافت اچھی ہے تو ہم نے خیر و برکت کو حاصل کرلیا ہے اور اگر یہ خلافت بری ہے تو عمر کے خاندان کے لئے یہی کافی ہے کہ اس کے ایک فرد سے اس کی برائی کا محاسبہ ہو اور صرف اسی سے امت محمدی کے کاموں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے، پھر آپ نے فرمایا تمہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے امورِ خلافت کو سرانجام دینے کے لئے حتی المقدور کوشش کی اور اپنے گھر والوں کو ہمیشہ دنیا کی نعمتوں سے محروم رکھا، چنانچہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں اگر اس حالت میں چھوٹ جاؤں کہ نہ تو مجھ پر گناہ کا بار ہو اور نہ ثواب۔ اس حالت میں بھی اپنے آپ کو بہت خوش قسمت سمجھوں گا۔ آپ نے فرمایا کہ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ اپنے دین کو تباہ و برباد نہیں ہونے دے گا، یہ باتیں سن کر لوگ چلے گئے پھر واپس آکر کہنے لگے اے امیر المؤمنین! آپ کوئی معاہدہ لکھ کر دیں۔ آپ نے فرمایا ''میں نے اس گفتگو کے بعد پکا ارادہ کرلیا تھا کہ نہایت غور و فکر کے بعد میں تمہارا حاکم ایک ایسے قابل ترین آدمی کو مقرر کروں گا جو تمہیں حق و صداقت کی طرف لے جائے چنانچہ میں اسی غور و فکر میں تھا کہ مجھ پر غشی طاری ہوگئی اور پھر میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص اس باغ میں داخل ہوا جو اس نے لگایا تھا، وہ ہر تر و تازہ اور پختہ پھل کو توڑنے لگا اور توڑ کر اپنے پاس جمع کرنے لگا، اس خواب سے مجھے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے کاموں پر غالب رہے گا، اور عمر کو موت عطا کرے گا، لہذا میں نہیں چاہتا کہ میں مرنے کے بعد بھی اس بار خلافت کو اٹھاؤں۔

مجلس شوریٰ کا تقرر

اے لوگو! تمہارے پاس وہ جماعت ہے جن کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ ضرور جنت میں داخل ہوں گے۔ سعید بن زید بن عمر بن نُفیل بھی عشرہ مبشرہ میں سے ہیں مگر میں انہیں اس میں شامل نہیں کروں گا، علی بن ابی طالب، عثمان بن عفان رضی اللہ عنہما یہ دونوں عبد المناف کی اولاد میں سے ہیں۔ عبد الرحمٰن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما یہ دونوں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں ہیں۔ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ یہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری ہیں اور ان کے پھوپھی زاد بھائی ہیں اور طلحۃ الخیر بن عبید اللہ ہیں

یہ لوگ باہمی مشورہ سے اپنے میں سے کسی شخص کا انتخاب کرلیں اور جب کسی کو خلیفہ مقرر کرلیں تو اس کی اچھی طرح حمایت کریں اور اس کے ساتھ مکمل تعاون کریں، اگر وہ کوئی کام بطور امانت تمہارے سپرد کریں تو اس کام کو پوری دیانت داری سے انجام دیں۔

عباسؓ کا علیؓ کو مشورہ

اس کے بعد یہ لوگ چلے گئے، اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا تم ان کے ساتھ شامل نہ ہونا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مخالفت کو ناپسند کرتا ہوں، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا تو پھر تم اس بات کا مشاہدہ کرو گے جو تم پسند نہیں کرتے ہو۔

مجلس شوریٰ سے خطاب

دوسرے دن صبح کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی، حضرت عثمان، حضرت سعد بن ابی وقاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم کو بلوایا اور فرمایا، ''میں نے غور وفکر کرنے کے بعد تم لوگوں کو مسلمانوں کا سردار اور رہنما پایا لہٰذا یہ معاملہ تم لوگوں کے اندر رہے گا، کیونکہ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو آپ تم لوگوں سے خوش اور مطمئن تھے، لہٰذا اگر تم راہ راست پر رہے تو مجھے تمہارے خلاف کسی قسم کا کوئی اندیشہ نہیں ہے۔ البتہ اس کا اندیشہ اور خوف ہے کہ تمہارے آپس میں اختلاف کی وجہ سے عوام کے اندر بھی اختلاف ہوگا۔

اسلئے تم سب حضرات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس باہم صلاح ومشورہ کرو، اور اپنی جماعت میں سے کسی کا انتخاب کرو، اور تم لوگ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کے اندر نہ جانا بلکہ ان کے حجرے کے قریب رہنا، یہ کہنے کے بعد آپ نے اپنے سر کو تکیہ میں رکھا جبکہ ان کے زخم سے خون جاری تھا۔ یہ تمام حضرات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے اور ان سے مشورہ کرنے لگے اتنے میں حضرت عمرؓ کی آواز بلند ہوئی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سبحان اللہ! امیر المؤمنین ابھی فوت نہیں ہوئے ہیں۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آواز سی تو آپ نے فرمایا فی الحال تم لوگ مشورہ سے کنارہ کشی کرو۔ جب میں وفات پا جاؤں تو تین دن تک اس بارے میں صلاح مشورہ کرو، اور اس عرصہ میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نماز پڑھایا کریں گے خیال رہے کہ چوتھے دن سے پہلے تم میں سے کوئی نہ کوئی امیر وخلیفہ مقرر ہونا چاہئے، اور میری متعین کردہ اس مجلس میں عبداللہؓ بن عمر صرف مشیر کے طور پر شریک ہوں گے اور ان کا اس انتخاب کے معاملہ پر کوئی دخل نہیں ہوگا۔ حضرت طلحہ بھی تمہارے اس مشورہ میں شریک ہوں گے بشرطیکہ وہ تین دن کے اندر آجائیں، اگر وہ تین دن کے اندر نہ آئیں تو تم لوگ خود ہی اس معاملہ کے اندر کوئی حتمی فیصلہ کر لینا تاہم حضرت طلحہ کے بارے میں مجھے کون اطمینان دلائے گا، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ان کا ذمہ لیتا ہوں، ان شاء اللہ وہ مخالفت نہیں کریں گے، آپ نے فرمایا مجھے بھی یہ توقع ہے کہ مخالفت نہیں کریں گے۔

پھر آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ علی اور عثمان رضی اللہ عنہما میں سے کوئی خلیفہ ہوگا، اگر عثمان خلیفہ ہوئے تو وہ نرم مزاج انسان ہیں، اور اگر علی خلیفہ ہوئے تو وہ ان میں ظرافت ہے اور وہ اس قابل ہے کہ مسلمانوں کو حق وصداقت کی راہ میں قائم رکھیں۔ اور اگر تم حضرت سعد بن ابی وقاص کو خلیفہ بناؤ تو وہ بھی اس کے اہل ہیں، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو تو تائید ایزدی حاصل ہے تم لوگ ان کی بات کو غور سے سنا کرو۔

مختلف حضرات کو نصیحت اور ہدایت

پھر آپ نے حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے ابوطلحہ! اللہ تعالیٰ نے تمہارے ذریعہ طویل مدت تک اسلام کو غالب رکھا، تم انصار میں سے پچاس افراد کا انتخاب کرو اور ان کو آمادہ کرو کہ وہ اپنی جماعت میں سے کسی ایک شخص کا خلیفہ کے طور پر انتخاب کریں۔ آپ نے مقداد بن اسود سے فرمایا کہ جب تم مجھے قبر میں دفن کر چکو تو اس مجلس کے تمام افراد کو کسی گھر میں اکٹھا کرو، تاکہ یہ لوگ اپنی جماعت میں سے کسی خلیفہ کا انتخاب کر سکیں۔ آپ نے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم تین دن تک مسلمانوں کو نماز پڑھاؤ اور اس مجلس شوریٰ کو ایک جگہ میں اکٹھا کرو اگر حضرت طلحہ آجائیں تو ان کو بھی شریک مشورہ کرو اور حضرت عبداللہ بن عمر کو بھی اس میں شامل کرو مگر انہیں اس معاملہ انتخاب کا حق حاصل نہیں ہوگا، اور تم ان کی نگرانی کرو۔

انتخاب کا طریقہ

اگر پانچ متفق ہو کر ایک شخص کا انتخاب کر لیں اور ایک شخص مخالف ہو تو اس کا سر تلوار سے پاش پاش کر دو، اور اگر چار متفق ہوں اور دو مخالف ہوں تو ان دونوں کی گردنیں بھی اڑا دو، اگر تین افراد ایک شخص کے انتخاب پر متفق ہوں اور تین افراد دوسرے شخص پر متفق ہوں تو عبداللہ بن عمر کو اس صورت میں ثالث بناؤ اور فریقین کے بارے میں جس کے بارے میں وہ فیصلہ کرے اس کا انتخاب کر لیا جائے۔ اگر یہ لوگ عبداللہ بن عمر کے فیصلہ کو تسلیم نہ کریں تو پھر تم ان لوگوں کی حمایت کرو جن کے ساتھ عبدالرحمٰن بن عوف ہوں اور باقی لوگوں کو قتل کر دو اگر وہ لوگوں کے متفقہ فیصلہ سے انحراف کریں۔ اس کے بعد یہ لوگ باہر آ گئے۔

حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ کا فرمان

باہر آنے کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے بنو ہاشم کے ساتھیوں سے کہا کہ اگر میں تمہارے مشورہ پر عمل کروں تو تم کبھی خلیفہ نہیں بن سکو گے، اتنے میں ان کی ملاقات حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا، خلافت کا منصب ہمارے ہاتھ سے نکل گیا وہ بولے تمہیں کیسے علم ہوا؟ وہ کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو میرے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ تم لوگ اکثریت کا ساتھ دینا، اگر دو افراد کسی ایک کی حمایت کریں اور دوسرے دو افراد کسی اور کی حمایت کریں تو تم ان کے ساتھ رہنا جس طرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوف شامل ہوں لہٰذا حضرت سعد اپنے چچازاد بھائی کی کبھی مخالفت نہیں کریں گے، اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عثمان کے رشتہ دار ہیں اس لئے ان میں کوئی اختلاف نہیں ہوگا، دونوں کسی نہ کسی کو خلیفہ مقرر کریں گے، اگر طلحہ اور زبیر دونوں میرے ساتھ رہیں تب بھی مجھے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضرت علیؓ کو جواب

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب میں نے تم سے ایک بات کہی تھی تو تم نے اسے قبول نہیں کیا تم آخر وہی بات لے کر آئے ہو جو مجھے ناپسند ہوتی ہے۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر تمہیں مشورہ دیا تھا کہ تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرو کہ یہ معاملۂ خلافت کس کے سپرد ہوگا مگر تم نے میری بات نہ مانی، پھر آپ کی وفات کے بعد میں نے تمہیں مشورہ دیا تھا کہ تم جلد یہ معاملہ طے کر لو مگر اس وقت بھی تم نے انکار کیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمہارا نام مجلس شوریٰ میں تجویز کیا اس وقت بھی میں نے تم سے کہا تھا کہ اس میں شامل نہ ہونا، مگر اس سے بھی تم نے انکار کیا، اب میری ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لو، کہ اگر یہ لوگ کوئی بات پیش کریں تو تم خلافت کے علاوہ کسی بھی بات کو تسلیم نہ کرو اور تم ان لوگوں سے ہمیشہ محتاط رہنا اس لئے کہ یہ لوگ ہمیں ہمیشہ خلافت سے دور رکھتے رہیں گے، اور اس پر دوسرا کوئی قابض ہو جائے گا، خدا کی قسم! اس وقت ایسی برائی مسلط ہوگی کہ جس کے مقابلہ میں کوئی بھلائی کارآمد ثابت نہیں ہوگی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر عثمان خلیفہ ہو گئے تو میں انہیں ان کی بات یاد دلاتا رہوں گا اور اگر وہ وفات پا گئے تو لوگ اس معاملہ کو پھر اپنے درمیان گردش میں لائیں گے اور لوگوں نے اس وقت بھی اگر کوئی ایسا کام کیا تو

وہ مجھے اپنی مرضی کے خلاف پائیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مڑ کر دیکھا تو وہاں ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو موجود پایا آپ نے ان کی موجودگی کو پسند نہیں کیا تاہم حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوالحسن! آپ خوفزدہ نہ ہو۔

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کی امامت

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوگئی اور ان کا جنازہ لایا گیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دونوں نے اس بات کی کوشش کی کہ وہ نماز جنازہ پڑھائیں مگر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا دونوں خلیفہ بننے کے اتنے خواہشمند ہو تمہارا اس کام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تین دن تک نماز پڑھانے کے لئے حضرت صہیب رضی اللہ عنہ کو اپنا جانشین مقرر کیا ہے یہاں تک کہ مسلمان کسی ایک کو اپنا خلیفہ مقرر نہ کرلیں، لہٰذا حضرت صہیب رضی اللہ عنہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔

مجلس شوریٰ کا انعقاد

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تدفین مکمل ہوگئی تو حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے اہل شوریٰ کو حضرت مسور بن مخرمہ کے گھر میں جمع کیا، دوسری روایت میں آیا ہے کہ انہیں بیت المال میں یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت کے ساتھ ان کے حجرہ میں جمع کیا۔

یہ پانچ افراد پر مشتمل مجلس شوریٰ تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بھی ان کے ساتھ شریک تھے۔ البتہ حضرت طلحہ موجود نہیں تھے، انہوں نے حضرت ابوطلحہ انصاری کو بطور دربان مقرر کیا۔ حضرت عمرو بن العاص اور حضرت مغیرہ بن شعبہ دروازہ کے قریب آ کر بیٹھ گئے تو حضرت سعد نے انہیں اٹھوا دیا اور فرمایا کہ تم یہ چاہتے ہو کہ تم یہ کہہ سکو کہ ہم مجلس شوریٰ میں شریک تھے۔ باہر لوگ اس معاملہ میں بہت اختلاف کرنے لگے اور ان کی باتیں بڑھنے لگیں تو حضرت ابوطلحہ انصاری نے کہا کہ مجھے یہ خطرہ محسوس ہوتا ہے کہ تم منصب خلافت کا فیصلہ کرنے کے بجائے آپس میں رشک و رقابت میں مبتلا ہو جاؤ گے۔ میں ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا، اس ذات کی قسم جس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جان لی ہے میں ان تین دنوں میں کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی دستبرداری

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو اس خلافت کے منصب سے خود بخود دستبردار ہو جائے اور پھر اس بات کی کوشش کرے کہ وہ تم میں سے بہترین اور اہل شخصیت کو خلیفہ بنوائے، آپ کی اس تجویز پر کسی نے کوئی جواب نہیں دیا اس پر انہوں نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں خود دستبرداری کا اعلان کرتا ہوں، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں سب سے پہلے آپ کی اس کوشش میں آپ کی تائید کرتا ہوں کیونکہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے ”جو اس سرزمین کا امین ہے وہ آسمان کا بھی امین ہے“ باقی لوگوں نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح تائید کی۔ مگر حضرت علی رضی اللہ عنہ خاموش رہے اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا، اے ابوالحسن! آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ مجھے اس بات کا

یقین دلائیں کہ آپ حق وصداقت کو ترجیح دیں گے اور کسی نفسانی خواہش کی پیروی نہیں کریں گے اور کسی رشتہ داری کی رعایت نہیں کریں گے، اور قوم کے ساتھ خیر خواہی کرنے میں کوتاہی نہیں کریں گے۔

اراکین مجلس شوریٰ کا پختہ معاہدہ

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اللہ سے مستحکم وعدہ کرتا ہوں کہ میں کسی رشتہ دار سے اس کی ساتھ رشتہ داری کی وجہ سے رعایت نہیں کروں گا اور مسلمانوں کی خیر خواہی کرنے میں کوتاہی نہیں کروں گا۔ اور فرمایا تم سب بھی پختہ وعدہ کرو کہ تم سب مخالف کے مقابلہ میں میرا ساتھ دو گے اور تمہارے لئے خلیفہ کی حیثیت سے جس شخص کا انتخاب کیا جائے گا تم اس کو تسلیم کرو گے، چنانچہ آپ نے سب لوگوں سے عہد لیا اور خود بھی ان کے ساتھ اسی قسم کا معاہدہ کیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خطاب

پھر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا آپ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ حاضرین میں سب سے زیادہ اس منصب خلافت کے حق دار ہیں۔ اس لئے کہ آپ کی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قریبی رشتہ داری ہے اور آپ سب سے پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں۔ دینداری میں آپ کی اچھی شہرت ہے اور آپ خود بھی اس کو اپنا حق سمجھتے ہیں اس کے باوجود اگر آپ کو اس کا موقع نہ دیا جائے اور آپ اس مجلس میں شریک نہ ہوں تو آپ کے نزدیک اس منصب خلافت کے کون زیادہ حق دار ہوں گے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زیادہ حقدار ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سوال

اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ آپ بنو عبد مناف کے شیخ ہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد اور ان کے چچازاد بھائی ہو، اور آپ پہلے اسلام لانے والوں میں سے ہیں تاہم ان اوصاف کے باوجود اگر آپ کو اس منصب کا موقع نہ دیا جائے تو آپ اس مجلس کے کس رکن کو خلافت کا زیادہ اہل سمجھتے ہو؟ آپ نے فرمایا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس کا زیادہ اہل سمجھتا ہوں۔

پھر وہ حضرت زبیرؓ سے ملے اور ان سے بھی ویسی ہی گفتگو کی، جس طرح انہوں نے اس سے قبل حضرت علی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما سے کی تھی تو انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نام پیش کیا، پھر وہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے بھی اسی طرح گفتگو کی تو انہوں نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تائید کی۔

حضرت علی اور حضرت سعد رضی اللہ عنہما کی بات چیت

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے فرمایا تم اللہ سے ڈرو جس کے ذریعہ تم رشتہ داروں کا واسطہ دیتے ہو، میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے بیٹوں کی رشتہ داری اور اپنے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کی قرابت داری کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم میرے خلاف حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے ساتھ مل کر حضرت عثمان کے مددگار و حامی نہ بن جانا۔

رائے عامہ کا اتفاق

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ان راتوں میں مدینہ میں گشت کرتے رہے اور نامور صحابہ کرام اور سپہ سالاروں اور معزز افراد سے ملاقاتیں کرتے رہے اور ان سے خلیفہ کے انتخاب کے بارے میں مشورہ کرتے رہے ہر کسی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو موزوں قرار دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تائید کی۔ آخر کار وہ رات آئی جس کی صبح کو مقررہ مدت پوری ہونی تھی تو وہ مسور بن مخرمہ کے گھر آئے اور فرمایا کہ کیا تم سو رہے ہو اور میں پوری رات سو نہ سکا۔ تم جا کر زبیرؓ اور سعدؓ کو بلا لاؤ۔ جب یہ حضرات تشریف لائے تو آپ نے ان سے فرداً فرداً ملاقات کی، سب سے پہلے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو لے کر مسجد کے آخری حصہ میں جو چبوترہ مروان کے گھر کے قریب تھا اس پر لے گئے اور فرمایا تم عبد مناف کے دونوں فرزندوں کو اس سے الگ کر دو۔ انہوں نے فرمایا میری رائے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔

پھر انہوں نے حضرت سعد بن ابی وقاص سے مخاطب ہو کر فرمایا ہم اور تم دونوں اس معاملہ سے دستبردار ہیں اس لئے تم اپنی رائے مجھے دو میں جس کو چاہوں انتخاب کرلوں، وہ بولے، اگر آپ خود اپنا انتخاب کرتے تو کیا ہی اچھا ہوتا، اور اگر آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہی انتخاب کر رہے ہیں تو مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ زیادہ پسند ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مزید کہا اے عبدالرحمٰن! آپ اپنی ذات کے لئے ہم سے بیعت کرا کر ہمیں اس معاملہ سے چھٹکارا دیں اور ہمیں سر بلند کریں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا "میں خود بخود دستبردار ہو چکا ہوں اس شرط کے ساتھ کہ میں کسی اور کا انتخاب کروں گا اور اگر کسی کو انتخاب کرنے میں میں ناکام رہا تب بھی دوبارہ اپنے آپ کو امیدوار نہیں بناؤں گا۔

عبدالرحمٰن بن عوف کا عجیب خواب

اس لئے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے ایک بہت سرسبز باغ ہے جس میں بہت گھاس اگی ہوئی ہے اور وہاں ایک قوی اور موٹا تازہ اونٹ داخل ہوا لیکن وہ اونٹ اتنا شریف تھا کہ آج تک میں نے اس جیسا شریف اونٹ نہیں دیکھا اس لئے کہ اس اونٹ نے کسی چیز کو نظر بھر کے نہیں دیکھا بلکہ وہاں سے گذر گیا، اور کہیں نہیں رکا، اس کے بعد دوسرا اونٹ بھی پہلے کی طرح چپ چاپ گزر گیا اور باغ عبور کر گیا پھر ایک اور طاقت ور اونٹ داخل ہوا جو قوی اور توانا تھا اپنی نکیل کھینچتا ہوا داخل ہوا اور دائیں بائیں دیکھتا رہا اور پہلے دونوں اونٹوں کے راستے پر چلتا ہوا گذر گیا۔

پھر چوتھا اونٹ داخل ہوا اور وہ باغ میں چرنے لگا، خدا کی قسم! میں چوتھا اونٹ نہیں بنوں گا، حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے قائم مقام کوئی نہیں بن سکتا کہ سب لوگ ان سے خوش ہوں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اپنے ارادے میں کمزور ہو گئے ہیں، آپ اپنے ارادے کی تکمیل کریں کیونکہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے بخوبی واقف ہوں، اس کے بعد یہ دونوں حضرات چلے گئے۔

عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی عثمانؓ و علیؓ سے ملاقاتیں

اس کے بعد آپ نے مسور بن مخرمہ کے ذریعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا، ان کے آنے کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ طویل سرگوشی کی کہ جس سے یہ یقین ہوتا تھا کہ وہی خلیفہ ہوں گے، پھر وہ اٹھ کر چلے گئے، پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مسور بن مخرمہ کے ذریعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بلایا تو آپ تشریف لائے اور پھر دونوں نے بات چیت شروع کی یہاں تک کہ صبح کی اذان نے ان دونوں کو جدا کیا۔

عمرو بن میمون ازدی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھ سے فرمایا اے عمرو! اگر کوئی شخص تمہیں یہ کہے کہ اسے ان تمام باتوں کا علم ہے جو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کی حضرت علی اور حضرت عثمان سے ہوئی تو اس کا یہ قول درست نہیں ہوگا۔

حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کا عوام سے خطاب

جب مسلمانوں نے صبح کی نماز پڑھ لی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مجلس شوریٰ کے افراد کو مسجد میں بٹھایا نیز مہاجرین اور متقدمین صاحب فضیلت انصار اور سپہ سالاروں کو بھی بلایا گیا، جب سب لوگ جمع ہو گئے اور مسجد نبوی لوگوں سے کھچا کھچ بھر گئی تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے لوگوں سے خطاب کیا، آپ نے فرمایا اے لوگو! یہ لوگ چاہتے ہیں کہ شہر والے اپنے شہروں کی طرف واپس چلے جائیں مگر وہ یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ان کا خلیفہ کون ہوگا؟

حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور بولے ہم آپ ہی کو اس کا حقدار اور اہل سمجھتے ہیں۔
حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم کسی دوسرے کا نام پیش کرو۔ حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے کہا اگر آپ چاہتے ہیں مسلمانوں میں اختلاف نہ ہو تو آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لیں۔ حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عمارؓ سچ کہتے ہیں اور اگر آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کریں تو بھی ہم اطاعت کریں گے۔

حضرت عبداللہ بن ابی ربیع نے ان کی تائید کرتے ہوئے فرمایا کہ ابن ابی سرح نے سچ کہا ہے اگر آپ ان کے ہاتھ پر بیعت کریں گے تو ہم بھی ان کی اطاعت کریں گے۔

اس پر حضرت عمار نے ابن ابی سرح کو برا بھلا کہا اور بولے کہ تم کب سے مسلمانوں کے خیر خواہ بنے ہو؟ اتنے میں بنو ہاشم اور بنو امیہ کے درمیان تکرار ہونے لگی، تو حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے لوگو! یہ بات حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں جو عزت بخشی ہے وہ صرف رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اس دین و مذہب کے ذریعہ، اس لئے تم کب تک اس خلافت کے کام کو اہل بیعت سے الگ رکھو گے، اس پر قبیلہ مخزوم کا ایک آدمی آگے بڑھا اور بولا اے ابن سمیہ! تم اپنی حد سے آگے بڑھ گئے ہو، تمہارا اس چیز سے کیا تعلق ہے؟ قبیلہ قریش بذات خود اپنے امیر کا انتخاب کرے گا۔ اتنے میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عبدالرحمٰن! اس سے پہلے کہ لوگ فتنہ وفساد میں مبتلا ہوں آپ جلد فیصلہ فرما دیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے خوب غور وفکر کیا ہے اور لوگوں سے مشورہ بھی

کرلیا ہے اس لئے تم لوگ دخل نہ دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تقرر اور ان کے ہاتھ پر بیعت

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا اور ان سے فرمایا کہ ہم تم سے پختہ عہدو پیمان لے کر یہ دریافت کرتے ہیں کہ آپ کتاب اللہ، سنت نبوی اور آپ کے بعد کے دونوں خلفاء کے طریقہ کار کے مطابق چلو گے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مجھے امید ہے کہ میں یہ کام کرسکوں گا، مگر میں اپنے علم اور طاقت کے مطابق اس پر عمل کروں گا۔ پھر انہوں نے حضرت عثمانؓ کو بلوایا اور ان کے سامنے بھی وہی الفاظ دہرائے جو حضرت علیؓ کے سامنے کہے تھے۔ اس پر حضرت عثمانؓ نے فرمایا ہاں، ہم اسی طرح عمل کریں گے، اس کے بعد حضرت عبد الرحمٰن بن عوف نے ان کی بیعت کرلی۔

عثمانؓ کی بیعت پر علیؓ کا اعتراض

اس پر حضرت علیؓ نے اعتراض کیا اور فرمایا یہ پہلا دن نہیں ہے کہ تم نے ہم پر غلبہ حاصل کیا ہے۔ بہر حال صبر کرنا بہتر ہے اور اس سلسلہ میں اللہ ہی سے مدد حاصل کی جائیگی، خدا کی قسم! آپ نے حضرت عثمانؓ کو اس لئے خلیفہ مقرر کیا ہے کہ معاملہ خلافت تمہارے ہاتھ میں چلا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی روزانہ نئے نئے انقلابات دکھاتا ہے ۔حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اس پر جواب دیا اے علیؓ! تم اس موقع پر کوئی مخالفانہ دلیل و حجت پیش نہ کرو میں نے بہت غور وفکر کیا ہے اور اس سلسلہ میں لوگوں سے مشورہ بھی کیا ہے لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے علاوہ کسی کی تائید بھی نہیں کی ہے۔ حضرت علیؓ یہ کہتے ہوئے نکل گئے کہ بہت جلد لکھی ہوئی بات اپنی مقررہ مدت تک پہنچ جائیگی۔

حضرت مقداد کی علیؓ کی حمایت میں تقریر

حضرت مقداد نے فرمایا اے عبدالرحمٰن! آپ نے ایک ایسے شخص کو نظر انداز کیا ہے جو ان لوگوں میں سے ہے جو حق وصداقت کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں اور اسی کے مطابق عدل وانصاف قائم کرتے ہیں۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا اے مقداد! خدا کی قسم! میں نے مسلمانوں کے لئے مقدور بھر خیر خواہی کی ہے۔ مقداد نے کہا اگر آپ نے یہ کام اللہ کی خوشنودی کے لئے کیا ہے تو اللہ آپ کو ان لوگوں کے مانند ثواب دے جو اچھے کام کرتے ہیں، البتہ پیغمبر اسلام کی وفات کے بعد اہل بیت پر ایسا وقت نہیں آیا جیسا کہ میں نے اس وقت مشاہدہ کیا ہے۔ مجھے قریش پر تعجب ہے کہ انہوں نے میرے علم وقول کے مطابق ایسے شخص کو نظر انداز کیا ہے جس سے بڑھ کر کوئی حاکم وعادل منصف نہیں ہے۔ کاش مجھے اس کے مددگاروں کی جماعت ملتی۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا اے مقداد! اللہ سے ڈرو، کیونکہ مجھے تم سے فتنہ وفساد کا اندیشہ ہے، اس موقع پر ایک شخص نے مقداد سے پوچھا اے مقداد! اللہ تم پر رحم کرے اہل بیت سے کون مراد ہیں؟ اور ایسا شخص کون ہے؟ وہ بولے، اہل بیت سے مراد فرزندان عبدالمطلب ہیں اور ایسے شخص علیؓ بن ابی طالب ہیں۔

قریش میں خلافت منجمد ہوجائے گی

حضرت علیؓ نے فرمایا لوگوں کی نظریں قبیلہ قریش کی طرف لگی ہوئی ہیں اور اہل قریش سوچ رہے ہیں اور یہ

کہہ رہے ہیں کہ اگر بنو ہاشم خلیفہ ہو گئے تو خلافت ان کے خاندان سے ہرگز نہیں نکلے گی اور اگر قریش کے دوسرے خاندانوں میں رہی تو وہ باری باری گردش کرتی رہے گی۔

حضرت طلحہؓ کی آمد اور بیعت

حضرت طلحہؓ اس دن تشریف لائے جس دن حضرت عثمانؓ کی ہاتھ پر بیعت کی گئی تھی، اس موقع پر لوگوں نے کہا کہ تم بھی بیعت کرلو، تو وہ پوچھنے لگے کہ تمام اہل قریش نے ان کی حمایت کی ہے؟ وہ بولے ہاں۔ اس کے بعد وہ حضرت عثمانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت عثمانؓ نے ان سے فرمایا تمہیں اس معاملہ کا اختیار ہے اگر تم انکار کرو گے تو میں اس معاملہ کو لوٹا دوں گا۔ وہ بولے کیا آپ لوٹا دیں گے؟ آپ نے فرمایا ہاں، پھر پوچھا کہ کیا تمام لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، اس پر وہ بولے میں بھی بیعت کرنے پر رضامند ہوں اور میں لوگوں کے متفقہ فیصلہ سے الگ رہنا نہیں چاہتا۔ یہ کہہ کر انہوں نے بیعت کر لی۔

حضرت مغیرہ کا قول اور حضرت عبدالرحمٰن کا جواب

حضرت مغیرہ بن شعبہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا اے ابو محمد! آپ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر کے صحیح فیصلہ کیا ہے، پھر انہوں نے حضرت عثمانؓ سے کہا اگر عبدالرحمٰن بن عوف آپ کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ پر بیعت کرتے تو ہم ہرگز اس پر رضامند نہ ہوتے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اس پر مغیرہ کو مخاطب کر کے فرمایا تم دروغ گوئی کر رہے ہو اگر میں کسی دوسرے کے ہاتھ پر بیعت کرتا تو تم بھی اس کے ہاتھ پر بیعت کرتے اور اس کے سامنے بھی یہی گفتگو کرتے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا خطاب

حضرت عمرؓ کی میت کو قبر میں مجلس شوریٰ کے پانچوں ارکان نے اتارا، پھر سب اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے اس موقع پر سب کو پکارا کہ کہاں جا رہے ہو؟ آؤ یہاں، اس پر سب ان کے پیچھے ہو گئے، عبدالرحمٰنؓ سب کو فاطمہ بنت قیس فہریہ کے گھر لیکر گئے جو ضحاک بن قیس کی بہن تھی، بعض لوگ کہتے ہیں کہ وہ ان کی بیوی تھی اور بہت عقلمند تھی وہاں پہنچ کر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے گفتگو کا آغاز کیا اور فرمایا:

> اے لوگو! میری ایک رائے ہے تم لوگ اس کو سنو اور اس پر غور کرو اور یہ بات سمجھو کہ ٹھنڈے پانی کا ایک گھونٹ ناخوشگوار شیریں شربت سے بہتر ہے۔ تم لوگ رہنما اور پیشوا ہو، عوام تمہارے ذریعہ سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور تمہارے علمی مرکزوں میں آتے ہیں اس لئے تم لوگ باہمی اختلاف سے اپنی حالت خراب نہ کرو اور اپنے دشمن کے مقابلہ میں اپنی تلواروں کو نیام میں نہ رکھو، ہر چیز کا ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ ہر قوم و ملت کا ایک سربراہ ہوتا ہے جس کے حکم کو سب تسلیم کرتے ہیں اور اس کے منع کرنے پر کسی کام سے باز آجاتے ہیں۔ اس وقت تم لوگ باہمی مشورہ سے اپنی جماعت میں سے کسی ایک کو اپنا سربراہ بناؤ تم امن و امان میں رہو گے اور بے جا قسم کی فتنہ و فساد اور حیران کن گمراہی سے محفوظ رہو گے اور بدنظمی اور انتشار سے بچے رہو گے، تم

ذاتی اور نفسانی خواہشات سے پرہیز کرو۔ ناانصافی اور تفرقہ اندازی کی زبان استعمال نہ کرو کیونکہ زبان کا زخم تلوار کے زخم سے زیادہ نقصان دہ ہوتا ہے۔ تم رواداری اور کشادہ دلی سے گفت وشنید کرو اور باہمی رضامندی سے کوئی فیصلہ کرو، تم کسی فتنہ پرداز کی باتوں سے متاثر نہ ہو جانا اور کسی مخلص رہنما کی مخالفت نہ کرنا اب میں اپنی اس گفتگو کو ختم کرتا ہوں اور اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے مغفرت کا طالب ہوں۔

حضرت عثمانؓ کی تقریر اور تائید

ان کے بعد حضرت عثمانؓ بن عفان نے تقریر شروع کی اور فرمایا حمد وثناء اس ذات کے لئے جس نے محمد ﷺ کو اپنا پیغمبر اور رسول بنا کر بھیجا اور انہیں اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور آپ کو اپنے قریبی اور دور کے عزیزوں کے مقابلہ میں فتح ونصرت عطا کی، اللہ نے ہمیں ان کا تابع اور پیروکار بنایا، ہم ان کے احکام کے ذریعہ ہدایت حاصل کرتے ہیں، آپ ہمارے لئے نور ہیں، اور باہمی اختلافات اور جھگڑا ہونے کی صورت میں ہم ان کے احکام کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں، اللہ نے ہمیں آپ کے طفیل اور آپ کی اطاعت کے بدولت پیشوا اور حاکم بنایا، ہم خود اپنا انتظام کرتے ہیں اور ہمارے معاملات میں کوئی دوسرا دخل انداز نہیں ہے۔ بجز اس کے جو راہ حق سے بھٹک گیا ہو اور اعتدال کو چھوڑ بیٹھا ہو۔

اے عبدالرحمٰن بن عوف! اگر تمہارے حکم کی خلاف ورزی ہوئی اور تمہاری دعوت قبول نہیں کی گئی تو میں سب سے پہلے تمہاری بات تسلیم کروں گا اور تمہاری بات پر لبیک کہوں گا میں جو بات کہتا ہوں اسے پوری ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں اور اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے مغفرت کا طلبگار رہوں۔

حضرت زبیرؓ کی تقریر اور حمایت عثمانؓ

اس کے بعد حضرت زبیرؓ نے اپنی تقریر میں فرمایا:

جو شخص اللہ کی طرف دعوت دے اس سے کوئی ناواقف نہیں رہ سکتا اور جو شخص باہمی اختلاف اور افتراق کے موقع پر اس دعوت کو قبول کریں وہ ہرگز ناکام اور رسوا نہیں ہوگا، آپ نے جو ارشاد فرمایا ہے اس میں ایک گمراہ شخص ہی کوتاہی کر سکتا ہے اور جو آپ کی دعوت کو قبول نہ کرے تو وہ بدبخت ہے۔ اگر اللہ کے فرائض اور حدود مقرر نہ ہوتے جن پر عمل کرانا ضروری ہے تو موت حکومت سے نجات حاصل کرنے کا ذریعہ تھی اس طرح حکومت سے گریز کر کے ایک انسان گناہوں سے بچ سکتا تھا، مگر اللہ کی دعوت کو قبول کرنا اور سنت پر عمل کرنا ہمارے لئے ضروری ہے، تاکہ ہم اندھی موت نہ مریں اور عہد جاہلیت کی طرح اندھا دھند نہ بھٹکتے رہیں۔ اس لئے میں آپ کی دعوت پر لبیک کہتا ہوں اور جس کام پر آپ مامور ہیں اس میں آپ کا مددگار رہوں تاہم اصل قدرت واختیار اللہ ہی کو حاصل ہے میں بھی اپنے لئے اور تم سب کے لئے مغفرت کا طالب ہوں۔

حضرت سعدؓ کا خطاب اور اعتماد

پھر حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے اس طرح تقریر فرمائی:

اول و آخر حمد و ثناء کا مستحق اللہ ہی ہے میں اس کی حمد و ثناء اس لئے کرتا ہوں کہ اس نے مجھے گمراہی سے نجات دی اور راستہ بھٹکنے سے مجھے محفوظ رکھا، اللہ کے راستے پر چل کر نجات حاصل کرنے والا کامیاب ہوتا ہے اور اس کی رحمت سے پاکیزہ انسان فلاح و کامرانی حاصل کرتا ہے۔ حضور ﷺ کے ذریعہ اللہ نے راہ ہدایت روشن کی اور آپ ہی کے بدولت راہیں ہموار ہو گئیں اور حق و صداقت کا بول بالا ہوا اور باطل مٹ گیا۔ اے لوگو! دروغ گوئی اور جھوٹی تمناؤں سے بچو کیونکہ اسی قسم کی تمناؤں نے تم سے پہلے کے لوگوں کا خاتمہ کیا جو انہیں علاقوں کے وارث تھے جن پر آج تم قابض ہو اور جو کچھ تم نے حاصل کیا وہ سب انہیں بھی حاصل تھا ان کی بداعمالی اور سرکشی کی وجہ سے اللہ نے انہیں اپنا دشمن قرار دیا اور ان پر سخت لعنت بھیجی چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: عیسیٰ و داؤد (علیہما السلام) کی زبانی بنو اسرائیل کے کفار پر لعنت بھیجی گئی، کیونکہ وہ نافرمان اور سرکش ہو گئے تھے اور حد سے تجاوز کر گئے تھے اور برے کاموں سے نہیں بچتے تھے اور ان کا ہر کام برا ہوتا تھا۔

میں اس خلافت کے معاملہ سے دستبردار ہوتا ہوں اور جو کچھ میں نے اپنے لئے پسند کیا وہی طلحہ بن عبیداللہ کے لئے پسند کیا۔ سو میں اس کا ذمہ لیتا ہوں اور جو قول و قرار میں نے کیا ہے اس کا پابند ہوں۔ اے عبدالرحمٰن بن عوف! یہ معاملہ تمہارے سپرد کر دیا گیا ہے لہٰذا تم خیر خواہی کی نیت سے جتنی ممکن ہو کوشش کرو جبکہ صحیح راستہ دکھانا اللہ کے ذمہ ہے اور اسی کی طرف ہر معاملہ کی انتہاء ہے۔ میں بھی اپنے لئے اور تمہارے لئے اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور تمہاری مخالفت سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تقریر

پھر حضرت علی بن ابی طالبؓ نے یوں ارشاد فرمایا:

اللہ ہی حمد و ثناء کا مستحق ہے جس نے ہم میں سے حضرت محمد ﷺ کو ہماری طرف رسول اور پیغمبر بنا کر بھیجا ہم مرکز نبوت سرچشمۂ حکمت اور اہل زمین کے لئے باعثِ امن و امان ہیں اور طالبِ نجات کے لئے نجات ہیں، یہ خلافت ہمارا حق ہے اگر تم اسے ہمارے حوالہ کرو گے تو ہم قبول کریں گے اور اگر نہ دو گے تو ہم اونٹوں کی پشت پر سوار ہو کر چلے جائیں گے خواہ ہماری شب اول کتنی ہی طویل ہو۔ اگر رسول اللہ ﷺ ہمارے لئے کوئی معاہدہ کرتے تو ہم اس معاہدہ کو نافذ کراتے اور اگر ہم سے کوئی بات کہتے تو ہم مرتے دم تک اس قول پر ڈٹے رہتے۔ دعوت حق اور صلہ رحمی میں کوئی مجھ سے آگے نہیں بڑھ سکتا تاہم قدرت اور اختیار صرف اللہ ہی کو حاصل ہے۔ تم میرا کلام سنو اور میری بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کیونکہ ممکن ہے کہ اس اجتماع کے بعد تم یہ دیکھو کہ تلواریں بے نیام ہو گئی ہیں اور امانت میں خیانت ہونے لگی ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم ایسی جماعت بناؤ جن میں بعض لوگ گمراہوں کے سردار ہو جائیں اور کچھ جاہل لوگوں کے پیرو بن جائیں۔

انتخابِ خلیفہ میں عبدالرحمٰنؓ کا مکمل بااختیار ہونا

آخر میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے فرمایا تم میں سے کون ہے جو برضاء و رغبت اس معاملہ سے دست بردار ہو جائے اور دوسرے کو خلیفہ بنائے۔ جب کوئی بھی اس بات کے لئے تیار نہ ہوا تو حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا میں اور میرے چچازاد بھائی سعد بن ابی وقاص اس معاملہ سے دستبرداری کا اعلان کرتے ہیں۔

ان کی دستبرداری کے بعد ان لوگوں نے خلافت کے اس معاملہ کو ان کے سپرد کر دیا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے تمام ممبرانِ شوریٰ سے منبر مسجد نبوی کے قریب حلف اٹھوایا اور سب نے اس بات پر حلف اٹھایا کہ تمام حضرات اس شخص کے ہاتھ پر بیعت کریں گے جس کے ہاتھ پر عبدالرحمٰن بن عوف بیعت کریں گے۔

انتخابِ خلیفہ میں عبدالرحمٰنؓ کی انتھک کوششیں

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف تین دن تک مسجد نبوی کے قریب اپنے گھر میں مقیم رہے جو آج کل رحبۃ القضاء کے نام سے مشہور ہے، ان تین دنوں میں حضرت صہیبؓ نماز پڑھاتے رہے۔ اس دوران حضرت عبدالرحمٰنؓ نے حضرت علیؓ کو بلوایا اور فرمایا اگر میں تمہارے ہاتھ پر بیعت نہ کروں تو تم مجھے دوسرے شخص کے بارے میں مشورہ دو۔ انہوں نے فرمایا عثمانؓ۔ پھر انہوں نے حضرت عثمانؓ کو بلوا کر فرمایا اگر میں تم سے بیعت نہ کروں تو اس صورت میں تم کس کے لئے مجھے مشورہ دو گے؟ انہوں نے فرمایا علیؓ کا مشورہ دوں گا۔ پھر انہوں نے حضرت زبیرؓ کو بلوا کر فرمایا اگر میں تم سے بیعت نہ کروں تو تم مجھے کس کے لئے مشورہ دو گے؟ وہ بولے عثمانؓ کے لئے۔ پھر انہوں نے حضرت سعد کو بلوایا اور فرمایا ہم اور تم خلیفہ بننا نہیں چاہتے ہیں۔ لہٰذا اب تمہارا مشورہ کس کے لئے ہے؟ وہ بولے حضرت عثمانؓ کے لئے۔ یہ روایت مسور بن مخرمہ کی ہے۔

عبدالرحمٰنؓ کا عثمانؓ و علیؓ کو رات کی تاریکی میں طلب فرمانا

مسور بن مخرمہ فرماتے ہیں جب تیسری رات آئی تو عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے آواز دی اے مسور! میں نے کہا لبیک، آپ نے فرمایا تم سو رہے ہو؟ خدا کی قسم تین راتوں تک میری آنکھ نہیں جھپکی ہے۔ تم جا کر حضرت علیؓ اور حضرت عثمانؓ کو بلا لاؤ، مسور کہتے ہیں کہ میں نے دریافت کیا اے ماموں! پہلے کس کو بلا لاؤں؟ آپ نے فرمایا تم جس کو چاہو۔ چنانچہ میں نکل کر سب سے پہلے حضرت علیؓ کے پاس گیا کیونکہ میرا میلان طبع ان کی طرف تھا اور ان سے کہا کہ تم میرے ماموں عبدالرحمٰن کے پاس جاؤ، انہوں نے دریافت کیا: کیا انہوں نے تمہیں کسی اور کی طرف بھی بھیجا ہے؟ میں نے کہا ہاں، وہ بولے کس کی طرف بھیجا ہے؟ میں نے کہا حضرت عثمانؓ کی طرف، انہوں نے مزید دریافت کیا انہوں نے کس کو پہلے بلانے کا حکم دیا ہے میں نے کہا کہ میں نے اس بارے میں ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا جس کو تم چاہو۔ اس لئے میں پہلے آپ ہی کے پاس آیا کیونکہ میں آپ کا حامی ہوں۔ اس کے بعد حضرت علیؓ میرے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم اپنی نشست گاہوں کی طرف آئے اور حضرت علیؓ وہاں بیٹھ گئے۔

مسور کہتے ہیں اس کے بعد میں حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچا تو میں نے دیکھا کہ وہ فجر کے ساتھ وتر کی نماز پڑھ رہے تھے، میں نے ان سے عرض کیا کہ تم میرے ماموں کے پاس جاؤ، انہوں نے پوچھا کہ کیا انہوں نے کسی اور کو

بھی بلایا ہے میں نے کہا ہاں، حضرت علیؓ کو بلایا ہے پھر پوچھا کہ تمہیں پہلے کس کو بلانے کا حکم دیا تھا؟ مسور نے کہا میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تھا تو انہوں نے فرمایا جسے تم چاہو، اور اس وقت حضرت علیؓ وہاں بیٹھے ہوئے ہیں، چنانچہ وہ بھی میرے ساتھ نکلے یہاں تک کہ ہم دونوں ایک ساتھ وہاں پہنچے۔

عبدالرحمٰنؓ کا عثمان و علیؓ سے عہد و پیمان کرنا

اس وقت میرے ماموں عبدالرحمٰن بن عوف قبلہ رو کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے جب انہوں نے ہمیں دیکھا تو انہوں نے نماز ختم کر دی اور ان حضرات کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میں نے تم دونوں کے بارے میں اور دوسرے لوگوں کے بارے میں مختلف حضرات سے دریافت کیا تو وہ تم دونوں سے آگے نہیں بڑھے۔

اور فرمایا اے علیؓ! کیا تم میرے سامنے کتاب اللہ، سنت نبوی اور حضرات ابوبکر و عمرؓ کے طریقہ پر چلنے کا عہد کرتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ بلکہ میں اپنی طاقت اور استطاعت کے مطابق عمل کروں گا۔

پھر وہ حضرت عثمانؓ کی طرف مخاطب ہوئے اور ان سے فرمایا کیا تم میرے سامنے کتاب اللہ، سنت نبوی اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے طریقہ پر عمل کرنے کا عہد کرتے ہو؟ انہوں نے فرمایا ہاں، اس پر انہوں نے اپنے ہاتھ سے اٹھنے کا اشارہ کیا، چنانچہ ہم کھڑے ہو گئے اور مسجد نبوی ﷺ میں داخل ہو گئے، اور اعلان کرنے والے نے اعلان کیا کہ جماعت تیار ہے۔

مسجد نبوی کے اجتماع میں عثمانؓ و علیؓ میں سے کسی ایک کا انتخاب

حضرت عثمانؓ فرماتے ہیں کہ میں حیا و شرم کی وجہ سے پیچھے رہ گیا اس طرح میں مسجد میں آخری صف میں رہ گیا اتنے میں حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نمودار ہوئے اور وہ اپنے سر پر عمامہ باندھے ہوئے تھے جو رسول اللہ ﷺ نے انہیں باندھا تھا اور تلوار اپنی گردن میں حمائل کئے ہوئے تھے۔ جب وہ منبر پر چڑھے تو کافی دیر تک کھڑے رہے پھر انہوں نے دعا مانگی اور یہ تقریر ارشاد فرمائی:

اے لوگو! میں نے اعلانیہ اور پوشیدہ تمہارے خلیفہ کے بارے میں مشورہ کیا تو مجھے معلوم ہوا کہ تم لوگ صرف ان دونوں میں سے کسی ایک کے حامی ہو یا تو تم حضرت علیؓ کے حامی ہو یا حضرت عثمانؓ کے، اے علیؓ! تم کھڑے ہو جاؤ، حضرت علیؓ منبر پر کھڑے ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے ان کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کیا تم میرے سامنے کتاب اللہ، سنت نبوی اور حضرات ابوبکر و عمرؓ کے طریقہ پر چلنے کا عہد کرتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ بلکہ میں اپنی استطاعت اور طاقت کے مطابق عمل کروں گا،

اس کے بعد انہوں نے ان کا ہاتھ چھوڑ دیا اور پکار کر کہا اے عثمانؓ! تم میرے پاس آؤ جب وہ آئے تو انہوں نے ان کو حضرت علیؓ کے مقام پر کھڑا کر کے پوچھا کیا تم میرے سامنے کتاب اللہ، سنت نبوی اور حضرات ابوبکر و عمرؓ کے طریقہ پر چلنے کا عہد کرتے ہو؟ تو انہوں نے کہا ہاں، اس پر انہوں نے اپنا سر مسجد نبوی کی چھت کی طرف بلند کیا اس وقت ان کا ہاتھ حضرت عثمانؓ کے ہاتھ میں تھا اور وہ یہ فرما رہے تھے اے اللہ! تو سن اور گواہ رہ۔ میں نے وہ ذمہ داری جو میری گردن پر تھی حضرت عثمانؓ کی گردن میں ڈال دی۔

حضرت علیؓ کی بیعت

اس کے بعد لوگوں کی ایک بھیڑ لگ گئی اور وہ حضرت عثمانؓ کی بیعت کرنے لگے یہاں تک کہ لوگ چاروں طرف چھا گئے اس وقت عبدالرحمٰن بن عوف منبر پر رسول اللہ ﷺ کی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کو دوسری سیڑھی پر بٹھا رکھا تھا۔ سب لوگوں نے بیعت کی، مگر حضرت علیؓ پیچھے رہ گئے۔ اس پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا جو عہد شکنی کریگا اس کی عہد شکنی اس کی ذات کے لئے نقصان دہ ہوگی اور جس نے اللہ سے کیا ہوا معاہدہ پورا کیا تو وہ عنقریب اسے بڑا جواب عطا کریگا۔ اس پر حضرت علیؓ لوگوں کی صفیں چیرتے ہوئے آئے اور انہوں نے بھی بیعت کر لی مگر یہ فرمایا دھوکہ اور فریب! کس قدر فریب کیا ہے۔

عبیداللہ بن عمر کی طلبی اور ان کے متعلق فیصلہ

پھر حضرت عثمانؓ مسجد نبوی کے ایک گوشہ میں بیٹھ گئے اور وہاں عبیداللہ بن عمر کو بلوایا، وہ حضرت سعد بن ابی وقاص کے گھر میں مقید تھے اور مقید ہونے کی وجہ یہ تھی کہ عبیداللہ بن عمر نے اپنے والد کا انتقام لینے کے لئے جفینہ، ہرمزان اور بنت ابی لؤلؤۃ کا مورڈالا تو حضرت سعدؓ نے ان کے ہاتھ سے تلوار چھین لی تھی ورنہ وہ یہ کہہ رہے تھے بخدا میں ان سب افراد کو قتل کر دوں گا جو میرے والد کے خون میں شریک تھے اور ان کا اشارہ بعض مہاجرین وانصار تھے، حضرت سعدؓ نے اس موقع پر ان سے تلوار چھین لی تھی اور ان کے بال پکڑ کر انہیں زمین پر گرا دیا تھا اور اس کے بعد انہیں اپنے گھر میں بند کر دیا تھا۔

حضرت عثمانؓ نے مہاجرین اور انصار کی ایک جماعت سے فرمایا تم مجھے اس شخص کے بارے میں مشورہ دو جس نے اسلام میں رخنہ ڈال دیا ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا میری رائے تو یہ ہے کہ آپ اسے قتل کر دیں، مہاجرین میں سے کسی نے کہا کل حضرت عمرؓ شہید کر دیئے گئے اور آج ان کے فرزند کو قتل کیا جا رہا ہے، حضرت عمرو بن العاص نے کہا اے امیر المومنین! یہ واقعہ اس وقت ہوا تھا جبکہ آپ کی حکومت نہیں تھی بلکہ یہ آپ کے دورِ حکومت سے پہلے کا واقعہ ہے اس وقت مسلمانوں کا کوئی حاکم نہیں تھا، حضرت عثمانؓ نے آخر میں فیصلہ سناتے ہوئے فرمایا میں مسلمانوں کا ولی اور حاکم ہوں میں اس قتل کے لئے دیت مقرر کرتا ہوں جو کہ میں اپنے مال میں سے ادا کروں گا۔

آخری سال کے حکام

جس سال حضرت عمرؓ شہید ہوئے اس وقت آپ کے مقرر کردہ حکام یہ تھے، مکہ کے حاکم نافع بن عبد الحارث خزاعی تھے، طائف کے حاکم سفیان بن عبداللہ ثقفی تھے، صنعاء کے حاکم یعلیٰ بن امیہ حلیف بنونوفل بن عبد مناف تھے، جند کے حاکم عبداللہ بن ابی ربیعہ تھے کوفہ کے حاکم مغیرہ بن شعبہ تھے، بصرہ کے حاکم ابوموسیٰ اشعری تھے، مصر کے حاکم عمرو بن العاص تھے۔ حمص کے حاکم عمیر بن سعد تھے، دمشق کے حاکم معاویہ بن ابی سفیان تھے اور بحرین اور اس کے متعلقہ علاقوں کے حاکم عثمانؓ بن ابی العاص ثقفی تھے۔

متفرق واقعات

واقدی کے قول کے مطابق قتادہ بن نعمان ظفری کی وفات ۲۳ھ کو ہوئی حضرت عمر بن الخطاب نے ان

کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس سال حضرت معاویہ نے رومی علاقے پر حملہ کیا یہاں تک کہ وہ عوریہ مقام پر پہنچ گئے تھے صحابہ کرام میں سے ان کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت، ابوایوب، خالد بن زید، ابوذر اور شداد بن اوس تھے رضوان اللہ علیھم اجمعین تھے۔

۲۳ھ کو حضرت معاویہ نے مصالحت کے ساتھ عسقلان کو فتح کیا، کہا جاتا ہے کہ جس سال حضرت عمرؓ نے وفات پائی اس سال کوفہ کے قاضی شریح تھے اور بصرہ کے قاضی کعب بن سور تھے۔

امام مالک بن انس امام زہری ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ کا کوئی قاضی نہیں تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دورِ خلافت

۲۴ھ میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی بیعت ہوئی۔ البتہ ان کی بیعت کی تاریخ اور دن میں راوی کا اختلاف ہے، ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت ۲۹/ذی الحجہ ۲۳ھ میں ہوئی اور بروز پیر کو ہوئی۔ دوسرے دن یکم محرم ۲۴ھ کو بحیثیت خلیفہ ان کا استقبال کیا گیا۔

ابومعشر کی روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعتِ خلافت ۲۴ھ میں ہوئی جو عام الرعاف کے نام موسوم ہوا۔ اس سال کو عام الرعاف اس لئے کہا گیا کہ اس سال نکسیر کے عارضہ میں لوگ کافی تعداد میں مبتلا ہوئے۔

اور سیف کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ۳/محرم الحرام ۲۴ھ میں خلیفہ ہوئے اور پھر انہوں نے عصر کی نماز پڑھائی اور اس کے بعد آپ نے مختلف وفود سے ملاقات کی۔

سیف حضرت شعبی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ مجلس شوریٰ کے ارکان ۳/محرم الحرام ۲۴ھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہوئے اس وقت عصر کی نماز کا وقت ہو گیا تھا اور مؤذن نے اذان بھی دے دی تھی اس لئے یہ لوگ اذان اور اقامت کے درمیانی عرصہ میں اکھٹے ہوئے۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عصر کی نماز پڑھائی اور پھر آپ نے معززین شہر سے ملاقات فرمائی۔

واقدی ابن ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے تین دن بعد ۱۰/محرم الحرام ۲۴ھ میں خلیفہ مقرر ہوئے۔

خلافت کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ

سیف روایت کرتے ہیں کہ جب اہل شوریٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو وہ بہت اداس ہو کر کھڑے ہوئے اور منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر آ کر آپ نے خطبہ دیا آپ نے سب سے پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اس کے بعد آپ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا پھر فرمایا:

تم لوگ اپنے آپ کو قلعہ بند گھر میں سمجھتے ہو اور عمر کے آخری حصہ میں ہو اس لئے تم اپنی باقی ماندہ

زندگی میں نیک کاموں کو سرانجام دو اور جو کام تمہارے بس میں ہے تم اسے جلد کرو کیونکہ تمہیں صبح یا شام کوچ کرنا ہے۔ اس بات کو اچھی طرح جان لو کہ دنیا مکر و فریب سے آراستہ ہے اس لئے تمہیں دنیا کی زندگی فریب میں مبتلا نہ کردے۔ تم لوگ گذری ہوئی باتوں سے عبرت حاصل کرو اور سرگرمی کے ساتھ نیک کام کرو اور غافل نہ رہو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ تم سے غافل نہیں ہے۔ وہ دنیادار اور اس کے فرزند کہاں ہیں؟ جنہوں نے دنیا میں عمارتیں تعمیر کی اور ایک لمبے عرصہ تک اس دنیا سے فائدہ
حاصل کرتے رہے، کیا دنیا نے انہیں چھوڑ دیا؟ لہٰذا تم بھی دنیا کو وہاں پھینک دو جہاں اللہ نے اسے پھینکا ہوا ہے اور اس دنیا کے بجائے آخرت کے طلب گار رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کی کتنی اچھی مثال دی ہے ''اے پیغمبر! تم انہیں دنیا کی زندگی کی مثال بیان کرو کہ وہ پانی کی طرح ہے جسے ہم نے آسمان سے نازل کیا ہو۔

اس خطبہ کے بعد لوگ آپ کے ہاتھ پر بیعت کرنے لگے۔

عبیداللہ ابن عمرؓ کا والد کے قصاص میں ہرمزان کو قتل کرنا

معاذ بن ہرمزان اپنے والد ہرمزان کے قتل کا واقعہ بیان کرتا ہے کہ اہل عجم مدینہ میں ایک دوسرے سے ملتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ فیروز میرے والد کے پاس سے گذرے اور اس وقت اس کے ہاتھ میں دودھاری خنجر تھا، میرے والد نے اسے پکڑا اور اس سے پوچھا تم اس ملک میں اس کا کیا کرو گے؟ اس نے جواب دیا میں اس کا استعمال کروں گا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر حملہ ہوا تو ایک شخص نے کہا میں نے اس قاتل کو ہرمزان کے ساتھ دیکھا تھا اس نے یہ خنجر فیروز کو دیا تھا۔ لہٰذا عبیداللہ نے آکر اسے قتل کر دیا۔

معاذ بن ہرمزان کا ابنِ عمرؓ کو معاف کرنا

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا اور مجھے اس کا مختار بنا دیا پھر انہوں نے فرمایا اے میرے فرزند! یہ تمہارے باپ کا قاتل ہے اور تم ہم سے زیادہ اس پر حق رکھتے ہو۔ جاؤ اور اسے قتل کر دو۔ چنانچہ میں اس کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اس وقت ہر ایک شخص میرا حمایتی تھا مگر وہ سب مجھ سے کچھ مطالبہ کر رہے تھے میں نے ان سے پوچھا کیا میں اسے قتل کر سکتا ہوں؟ وہ بولے ہاں۔ انہوں عبیداللہ کو برا بھلا کہا، پھر میں نے ان سے پوچھا کیا تم اسے قتل کرنے سے منع کرتے ہو؟ وہ بولے نہیں، انہوں پھر انہیں برا بھلا کہا لہٰذا میں نے انہیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر چھوڑ دیا اور ان مسلمانوں کی خاطر انہیں رہا کر دیا اس کے بعد ان لوگوں نے مجھے خوشی سے اپنے اوپر اٹھا لیا، خدا کی قسم! میں اس دن لوگوں کے سروں اور ان کے ہاتھوں پر سوار ہو کر گھر پہنچا۔

عثمانؓ کا سب سے پہلے حضرت سعدؓ کو مقرر فرمانا

۲۴ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مغیرہ بن شعبہ کو کوفہ کی گورنری سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ پر حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کیا۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اس زمانے میں مدینہ منورہ

تھے۔ حاکم مقرر ہونے کے بعد آپ ایک سال سے کچھ زیادہ تک کوفہ میں کام کرتے رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں انہیں پہلا حاکم مقرر کیا تھا۔

حضرت عمرؓ کی بعد کے حکام سے متعلق وصیت

حضرت شعبی بیان کرتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا میں اپنے بعد کے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں کہ وہ حضرت سعد بن ابی وقاص کو حاکم بنائے، کیونکہ میں نے انہیں کسی جرم کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا بلکہ مجھے اس بات کا خوف تھا کہ کہیں وہ بدنام نہ ہو جائیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کئی سال تک اپنے عہدہ پر برقرار رکھا، واقدی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ وصیت کی تھی کہ ان کے مقرر کردہ حکام ایک سال تک برقرار رکھے جائیں، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب خلیفہ ہوئے تو آپ نے مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو ایک سال تک برقرار رکھا پھر آپ نے انہیں معزول کر دیا، اور ان کی جگہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر فرمایا اور پھر انہیں بھی معزول کر دیا اور ان کے بجائے ولید بن عقبہ کو حاکم مقرر فرمایا۔

واقدی کی یہ روایت درست ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ۲۵ھ میں کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔

عثمانؓ نے عبداللہ بن عامر کو سجستان کے علاقہ کابل کا حاکم مقرر فرمایا اس وقت سجستان خراسان سے بڑا تھا حضرت امیر معاویہ کے دور تک اس کا رقبہ اسی قدر وسیع رہا۔

حکام کے نام عثمانؓ کی ہدایات

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا جو پہلا ہدایت نامہ حکام کو لکھا وہ مندرجہ ذیل ہے:

''اللہ نے حکام کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ اپنی رعایا کے محافظ و نگران بنیں۔ صرف محصول وصول کرنے والا نہ بنیں اور جو صرف اس حیثیت کا حاکم رہے گا تو اس کے ہاں سے حیا، دیانتداری اور وفاداری کا جذبہ اٹھ جائے گا۔ اور اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو کہ سب سے عمدہ اور بہترین عمل یہ ہے کہ تم مسلمانوں کے حقوق و فرائض کا خیال رکھو۔ تم ان کا حق ادا کرو اور ان سے وہ کام لو جو ان کے ذمہ ہیں اور تمہاری دوسری ذمہ داری ذمیوں کی ہے تم ان کے حقوق ادا کرو اور ان سے واجبات وصول کرو، آخر میں تمہارے اپنے دشمن سے معاملات ہیں تم ان کے معاہدے پورے کرو۔

سپہ سالاروں کے نام ہدایت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سرحدوں کے سپہ سالاروں کو بھی مندرجہ ذیل ہدایت نامہ لکھ کر بھیجا

''تم مسلمانوں کے حامی اور محافظ ہو، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تمہیں جتنی بھی ہدایتیں بھیجی تھیں وہ ہم سے پوشیدہ نہیں ہیں بلکہ یہ ساری ہدایتیں ہمارے ہی مشورہ سے آپ کی طرف بھیجی تھیں۔ لہٰذا تمہاری طرف سے اس میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہونا چاہئے۔ ورنہ اللہ تعالیٰ تمہیں بھی تبدیل کر دے گا، اور تمہارے بجائے دوسرا مقرر ہو گا، تم اپنے کام پر دھیان

رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے میرے ذمہ جو کام لگائے ہیں میں ان کی دیکھ بھال کر رہا ہوں۔

محصلین خراج کے نام ہدایت

آپ نے خراج وصول کرنے والے حکام کے نام بھی ایک ہدایت نامہ بھیجا کہ ''اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو حق وصداقت پر ہی پیدا کیا ہے کیونکہ انہیں حق وصداقت کے علاوہ کوئی چیز پسند نہیں ہے اس لئے کوئی بھی چیز وصول کرو تو حق کے ساتھ وصول کرو اور ہمیشہ حق وصداقت پر قائم رہو اور ہمیشہ امانت اور دیانت داری کو اختیار کرو، ایسا نہ ہو کہ تم سب سے پہلے بددیانتی کرنے والوں میں شامل ہو جاؤ اور اپنے بعد آنے والوں کے لئے ایک راستہ کھول دو اور ان کے گناہوں میں بھی تم شریک ہو جاؤ۔ اور تم وفاداری کی راہ پر چلو اور کسی معاہد اور یتیم پر ظلم نہ کرو، اس لئے کہ جو ان پر ظلم کرے گا وہ اللہ کا دشمن ہوگا۔

عوام کے نام ہدایت

آپ نے عوام کے نام بھی ایک ہدایت نامہ تحریر فرمایا

''کہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی پیروی اور اطاعت کی بدولت تم لوگ اس بلند مقام پر پہنچے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ دنیا تمہیں فرائض سے غافل نہ کر دے، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس امت میں بدعت پھیل جائے گی جبکہ تمہارے اندر یہ تین باتیں جمع ہو جائیں گی (۱) نعمتوں کی تکمیل (۲) قیدی عورتوں اور باندیوں سے تمہاری اولادوں کی کثرت (۳) اعراب اور اہل عجم قرآن کریم پڑھنے لگیں گے (اور سمجھنے کیلئے کسی سے رجوع نہیں کریں گے۔) کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ''اہل عجم میں کفر کی بعض باتیں ہیں جب شریعت کا کوئی حکم انہیں سمجھ میں نہیں آئے گا تو وہ اپنی طرف سے نئی نئی باتیں نکالیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی روش

حضرت عامر شعبی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے ان کے عطیات میں سو درہم کا اضافہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رمضان المبارک میں مال غنیمت کے حقدار کو روزانہ ایک درہم کا اضافہ کرتے تھے انہوں نے ازواج مطہرات کا یومیہ اضافہ دو دو درہم کیا تھا۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ ان کے لئے کھانا تیار کر کے اکٹھے کھلایا کریں، آپ نے فرمایا میں لوگوں کو ان کے گھروں میں پیٹ بھر کر کھلاتا ہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ طریقہ برقرار رکھا، مگر اس میں یہ اضافہ کیا کہ وہ رمضان المبارک میں کھانا بھی پکواتے تھے جو مسجد میں رہنے والوں عبادت گذاروں، مسافروں اور رمضان کے سائلوں میں تقسیم ہوتا تھا۔

آزربائیجان اور آرمینیہ کی جنگ

رے اور آذربائیجان کی فوجی چھاؤنیاں

ابومخنف کی روایت کے مطابق ۲۴ھ میں اہل آزربائیجان اور آرمینیہ نے عہد شکنی کی تو ولید بن عقبہ نے ان

کے ساتھ جنگ کی۔ جبکہ دوسرے مؤرخین کی روایت یہ ہے یہ جنگ ۲۶ھ میں ہوئی۔
ابو مخنف کی روایت ہے کہ اہل کوفہ کے فوجی مراکز رے اور آذربائیجان تھے دونوں مرکزوں پر کوفہ کے دس ہزار جنگجو سپاہ متعین تھی۔ ان میں سے چھ ہزار سپاہی آذربائیجان میں مقرر تھے اور چار ہزار رے میں متعین تھے، اس زمانہ میں کوفہ میں چالیس ہزار سپاہی تھے۔ ان میں سے ہر سال دس ہزار سپاہی ان دونوں سرحدوں پر جنگ کرتے تھے اس طرح ہر سپاہی کے لئے چار سال کے بعد جنگی خدمت انجام دینا ضروری تھا۔

ولید بن عقبہ کی لشکر کشی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں جب ولید بن عقبہ کوفہ کے حاکم تھے تو انہوں نے آذربائیجان اور آرمینیہ پر حملہ کیا۔ انہوں نے حضرت سلمان بن ربیعہ کو بلوا کر انہیں ہراول دستہ پر امیر مقرر کیا اس کے بعد ولید بن عقبہ ایک بڑا لشکر لے کر نکلے، ان کا مقصد یہ تھا کہ وہ آرمینیہ کے تمام علاقوں کو روند ڈالیں۔ چنانچہ وہ فوجوں کو لے کر نکلے یہاں تک کہ وہ آذربائیجان پہنچے انہوں نے عبداللہ بن شبیل احمسی کو چار ہزار فوجوں پر مشتمل لشکر دے کر بھیجا چنانچہ انہوں نے اہل لوقان، البسیر اور طیلسان پر حملہ کیا اور وہاں انہوں نے مال غنیمت حاصل کیا اور تھوڑے سے قیدی بھی گرفتار کیے اور پھر ولید بن عقبہ کے پاس پہنچ گئے۔

عمرؓ کی وفات پر معاہدین کا پھرنا اور عثمانؓ کا ان کو دوبارہ مطیع کرنا

بعد ازاں ولید بن عقبہ نے آٹھ لاکھ درہم پر اہل آذربائیجان سے صلح کر لی اور یہ صلح نامہ اس صلح نامہ کے مطابق تھی جو جنگ نہاوند کے ایک سال بعد حضرت حذیفہ بن الیمان نے ان لوگوں کے ساتھ ۲۲ھ میں طے کیا تھا مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد انہوں نے یہ رقم ادا نہیں کی۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے اور ولید بن عقبہ کوفہ کے حاکم مقرر ہوئے تو وہ اس طرف روانہ ہوئے اور وہاں جا کر ان پر لشکر کشی کی۔ جب انہوں نے یہ حالت دیکھی تو وہ فوراً اس صلح نامہ پر عمل کرنے اور مطیع اور فرمانبردار ہونے پر آمادہ ہو گئے، چنانچہ اس صلح نامہ کو برقرار رکھا اور اس سے مال وصول کیا، اس کے بعد انہوں نے چاروں طرف دشمنوں کے خلاف فوجی مہمیں روانہ کیں۔

جنگ آرمینیہ

جب عبداللہ بن شبیل احمسی اپنی مذکورہ بالا مہم سے واپس آئے اور مال غنیمت لے کر پہنچے تو انہوں نے سلمان بن ربیعہ کو ۲۴ھ میں بارہ ہزار کی فوج دے کر آرمینیہ بھیجا اور وہ وہاں جا کر آرمینیہ کے علاقے میں پھرتے رہے انہوں نے دشمنوں کو قتل کیا اور بچ جانے والوں کو گرفتار کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر ولید کے پاس واپس آ گئے۔

اہل روم کی سرکشی

اس سال ۲۴ھ میں ابو مخنف کی روایت کے مطابق اہل روم نے ہنگامہ برپا کر دیا تھا یہاں تک کہ شام کے حکام نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگی امداد طلب کی۔ ادھر ولید بن عقبہ آرمینیہ کی جنگی مہم سے واپس آئے تو وہ

موصل پہنچے اور مقام حدیثہ پر مقیم ہوئے، وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نامہ مبارک پہنچا جس میں یہ تحریر تھا کہ

''مجھے معاویہ بن ابی سفیان نے اطلاع دی ہے کہ اہل روم مسلمانوں کے خلاف بہت بڑی فوج کے ساتھ حملہ آور ہوئے ہیں۔ میری رائے ہے کہ اہل کوفہ انہیں جنگی امداد پہنچائیں، چنانچہ تمہیں جونہی میرا یہ خط موصول ہو تو تم آٹھ، نو، دس ہزار سپاہیوں پر مشتمل لشکر کسی ایسے شخص کی قیادت میں روانہ کرو، جس کی شجاعت، بہادری اور جنگی خدمات پر تمہیں بھروسہ اور اعتماد ہو، اور یہ فوج فوراً وہیں سے روانہ کرو جہاں میرا یہ قاصد تمہیں ملے۔ والسلام

ولید بن عقبہ کی ترغیب جہاد

ولید بن عقبہ اس خط کو پڑھنے کے بعد کھڑے ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا ''اللہ نے مسلمانوں کی اس طرح مدد فرمائی کہ ان کے وہ علاقے ہمیں لوٹا دیئے جنہوں نے عہد شکنی کی تھی، بلکہ اس نے وہ علاقے بھی فتح کرا دیئے جو اس سے پہلے فتح نہیں ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے صحیح سلامت مسلمانوں کو مال غنیمت کے ساتھ لوٹایا اللہ تعالیٰ ہر قسم کی حمد وثناء کا مستحق ہے۔

اس کے بعد فرمایا ''امیر المؤمنین نے مجھے تحریر کیا ہے اور حکم دیا ہے کہ آٹھ سے دس ہزار تک فوج اہل شام کی مدد کے لئے بھیجوں اس لئے کہ اہل روم نے ان پر حملہ کر دیا ہے جان لو اس جہاد میں تمہیں بہت فضیلت حاصل ہوگی اور بہت ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تم سلمان بن ربیعہ کی سرکردگی میں روانہ ہو جاؤ، آپ کی اس تقریر کے بعد لوگ جہاد کے لئے تیار ہو گئے اور تیسرا دن نہیں گذرنے پایا کہ اہل کوفہ کے آٹھ ہزار مجاہدین حضرت سلمان بن ربیعہ کی زیر قیادت شام پہنچ گئے اور پھر اہل شام کے ساتھ روم کی سرزمین میں داخل ہو گئے، شامی فوج کے سردار حبیب بن مسلمہ فہری تھے اور کوفہ کی فوج کے سردار سلمان بن ربیعہ تھے۔ انہوں نے روم کے علاقہ پر حملہ کیا اور وہاں انہیں حسب منشاء قیدی ملے اور بہت سا مال غنیمت حاصل کیا اور بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا۔

حبیب بن مسلمہ کی بیوی

واقدی بیان کرتے ہیں کہ سعید بن العاص نے حبیب بن مسلمہ کے پاس سلمان بن ربیعہ کو امدادی لشکر دے کر بھیجا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ تحریر کیا کہ وہ حبیب بن مسلمہ کی سرکردگی میں اہل شام کو آرمینیہ بھیجیں چنانچہ انہوں نے حبیب بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کو وہاں بھیج دیا، اس دوران حبیب بن مسلمہ کو یہ اطلاع ملی کہ رومی سپہ سالار موریان اسی ہزار رومی اور ترک سپاہیوں کو لے کر اس کے خلاف جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا ہے۔ چنانچہ حبیب نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کو تحریر فرمایا کہ وہ حبیب بن مسلمہ کی جنگی امداد کے لئے فوج بھیجیں۔ چنانچہ انہوں نے سلمان بن ربیعہ کی قیادت میں چھ ہزار کا لشکر بھیجا حبیب بن مسلمہ نہایت ذہین آدمی تھا اس نے ارادہ کیا کہ وہ موریان پر شب خون مارے اس کی بیوی ام عبداللہ بن یزید کلبیہ نے اسے اس بات کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا تو اس سے پوچھا کہ تمہاری یلغار کہاں تک ہوگی؟ حبیب بن مسلمہ نے جواب دیا ہم یا تو موریان کے خیمے تک پہنچیں گے یا جنت جائیں گے۔

اس کے بعد اس نے شبخون مارا اور جو بھی مقابل آیا اسے قتل کر دیا اس کے بعد وہ موریان کے خیمے تک پہنچا تو کیا دیکھتا ہے، کہ اس کی بیوی اس سے پہلے وہاں پہنچی ہوئی ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ وہ پہلی عرب خاتون تھی جن کے لئے خیمے لگائے گئے، حبیب بن مسلمہ کی وفات کے بعد ضحاک بن قیس فہری نے ان سے نکاح کیا اور ان سے اولاد بھی ہوئی۔

حج کی قیادت

اس میں اختلاف ہے کہ اس سال مسلمانوں کو کس نے حج کرایا، ایک روایت تو یہ ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے لوگوں کو اپنی سربراہی میں حج کیلئے لے گئے اور یہی روایت ابو معشر کی ہے۔ دوسری روایات میں ہے کہ بذات خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کی قیادت فرمائی، بعض فتوحات کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں بیان کیا ہے اور بعض روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں وہ فتوحات مکمل ہوئیں چنانچہ ہر فتح کا واقعہ بیان کرتے وقت ہم نے اس کی تاریخ میں اختلاف کا تذکرہ انہیں مقامات پر کر دیا ہے۔

۲۵ھ کے مشہور واقعات

ابو معشر کی روایت کے مطابق اسکندریہ ۲۵ھ میں فتح ہوا، واقدی کی روایت ہے کہ اس سال اہل اسکندریہ نے عہد شکنی کی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے ان پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ گذشتہ اوراق میں اس کی تفصیل گذر چکی ہے اور اس کی تاریخ میں جن حضرات کا اختلاف ہے اس کو بھی ذکر کر دیا گیا۔ واقدی کی روایت کے مطابق عبد اللہ بن سعد بن ابی سرح سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ مغرب پہنچے۔ نیز اس روایت کے مطابق عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس سے پہلے مغرب کی طرف ایک فوجی مہم بھیجی تھی، جس نے وہاں سے کافی مال غنیمت حاصل کیا اس کے بعد عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے افریقہ پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی تو انہوں نے اجازت دے دی۔

اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بذات خود حج کے لئے روانہ ہوئے اور مدینہ میں اپنا جانشین مقرر کیا۔

اس سال امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیر قیادت کئی اہم قلعے فتح ہوئے۔

اسی سال یزید بن معاویہ پیدا ہوئے۔

اور ایک روایت کے مطابق سابور کی پہلی جنگ بھی اسی سال ہوئی۔

۲۶ھ کے مشہور واقعات

ابو معشر اور واقدی کی روایت کے مطابق اس سال سابور فتح ہوا اور اس کی ساری تفصیل گذشتہ اوراق میں بیان کی جا چکی ہے۔

نیز واقدی کے قول کے مطابق اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حرم کعبہ کی تجدید اور توسیع کا حکم دیا اور اس مقصد کے لئے انہوں نے ایک جماعت سے کچھ زمین بھی خریدی اور کچھ لوگوں نے اپنی زمینیں فروخت کرنے سے انکار کیا تو آپ نے ان کی عمارتیں گرا دیں اور انہیں خرید کر ان کی قیمتیں بیت المال میں جمع کرا دیں۔ بعد میں ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر چیخ و پکار کی تو آپ نے انہیں قید کرنے کا حکم دیا اور فرمایا کہ تم لوگوں کو میری

شرافت اور میرے حلم کی وجہ سے مجھ پر چلانے کی جسارت ہوئی ہے جبکہ تمہارے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس قسم کی کارروائی کی تو تم ان پر نہیں چلاتے تھے۔ آخر کار عبداللہ بن خالد بن اسید کی سفارش پر انہیں رہا کر دیا گیا۔

حضرت سعد کی معزولی اور اس کے اسباب

اس سال حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی قیادت میں لوگوں نے حج کیا، اور اسی سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد کو کوفہ کی حکومت سے معزول کر دیا اور ان کی جگہ ولید بن عقبہ کو حاکم مقرر فرمایا۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات پر مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی معزولی کے بعد کوفہ کے حاکم مقرر ہوئے تھے اس وقت وہاں ان کی مدت حکومت ایک سال اور چند مہینے کی تھی۔ حضرت شعبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوفہ پہلا شہر ہے۔ جہاں پر شیطان نے مسلمانوں کے آپس میں جھگڑا پیدا کیا۔ ہوا یہ تھا کہ ایک دفعہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیت المال سے کچھ قرض مانگا تو انہوں نے کچھ مال انہیں بطور قرض دے دیا۔ مگر بعد میں مقررہ ادائیگی کے وقت ان سے تقاضا کیا تو وہ ادا نہ کر سکے اور اس پر ان دونوں کی تکرار ہوگئی، یہاں تک کہ کچھ لوگ مال وصول کرنے کے لئے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے طرفدار ہو گئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس سلسلہ میں کچھ لوگوں سے مدد مانگی تاکہ انہیں کچھ مہلت مل جائے، آخر کار لوگ منتشر ہو گئے مگر کچھ لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور کچھ لوگ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ملامت کر رہے تھے۔

قیس بن ابی حازم بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور ان کے پاس اس وقت ہاشم بن عتبہ بھی موجود تھے۔ اتنے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے پاس عبداللہ بن مسعود تشریف لائے اور کہنے لگے کہ آپ بیت المال کی وہ رقم ادا کریں جو آپ کے ذمہ بطور قرض ہے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے خیال میں تم کسی برائی کا نشانہ بنو گے؟ تمہاری ہستی کیا ہے؟ تم تو ابن مسعود ہو اور ہزیل کے غلام ہو، اس پر وہ بولے ہاں میں تو ابن مسعود ہوں لیکن تم تو ابن حمینہ ہو، ہاشم بن عتبہ نے دوران گفتگو فرمایا خدا کی قسم! تم لوگ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہو اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تم پر نظر شفقت رکھتے تھے اور آج اس کے برخلاف آپس میں تکرار و مباحثہ کر رہے ہو۔

دونوں کے جھگڑے پر عثمانؓ کی ناراضگی

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے مزاج میں سختی تھی اور غصہ میں تیزی تھی اس وقت ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی وہ انہوں نے پھینک ماری اور پھر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر بد دعا کر رہے تھے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم پر افسوس ہے! تم کلمہ خیر کہو اور مجھ پر لعنت نہ بھیجو۔ اس پر حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم! اگر مجھے خوف خدا نہ ہوتا تو میں تمہارے لئے ایسی بد دعا کرتا جو کبھی خطا نہ ہوتی۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فوراً باہر نکل آئے۔

اس جھگڑے کی خبر اور قرض ادا نہ کرنے کی اطلاع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ہوگئی، آپ دونوں پر بہت ناراض ہوئے اور پھر قرض کی رقم حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے وصول کر کے انہیں معزول کر دیا۔

ولید بن عقبہ کا تقرر اور زہد

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر بھی ناراض ہوئے مگر ان کو معزول نہیں کیا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی جگہ پر ولید بن عقبہ کو حاکم مقرر کیا۔ اس وقت وہ جزیرہ میں قبیلہ ربیعہ کے لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے حاکم تھے، جب وہ حاکم کوفہ ہو کر آئے تو اس وقت سے لے کر جب تک حاکم رہے انہوں نے اپنے گھر کا کوئی دروازہ نہیں بنوایا۔

سیف روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے درمیان ہونے والے جھگڑے کی خبر پہنچی تو وہ ان دونوں پر سخت ناراض ہوئے اور انہیں سزا دینا چاہی۔ مگر پھر آپ نے سزا دینے کا ارادہ ترک کر دیا۔ البتہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے ان سے قرض کی رقم وصول کی اور عبداللہ بن مسعود کو ان کے عہدے پر برقرار رکھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے عہدے پر ولید بن عقبہ کو حاکم مقرر کیا، ولید بن عقبہ اس وقت کوفہ آئے تو وہاں کے لوگوں میں محبوب ترین شخصیت بن گئے اس لئے کہ وہ سب سے زیادہ نرم دل حاکم تھے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ پانچ سال تک کوفہ کے حاکم رہے۔ انہوں نے اپنے گھر کے لئے کوئی دروازہ نہیں رکھا تھا۔

۲۷ھ کے مشہور واقعات

فتحِ افریقہ

اس سال کا سب سے اہم واقعہ افریقہ کی فتح ہے جو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے ہاتھوں انجام پائی۔ ابومعشر اور واقدی کا یہی قول ہے۔

عمرو بن العاص اور خارجہ بن حذافہ

سیف روایت کرتے ہیں کہ جب امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس وقت مصر کے حاکم عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تھے اور اس کے قاضی خارجہ بن حذافہ تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو دو سالوں تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کو اپنے اپنے عہدوں پر برقرار رکھا پھر دو سال کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور ان کی جگہ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر کا حاکم بنایا۔

عمرو بن العاص کے عزل کی دوسری توجیہ، سیف

سیف کی دوسری روایت اس طرح ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو ان کے عہدے پر برقرار رکھا اور انہیں معزول نہیں کیا، دراصل حضرت عثمان رضی

اللہ عنہ کسی حاکم کو لوگوں کی طرف سے شکایت یا خود ان کی طرف سے استعفاء کے بغیر معزول نہیں کرتے تھے۔ اور عبداللہ بن سعد مصری فوج سے تعلق رکھتے تھے اس لئے انہوں نے ان کو مصری فوج کا امیر اور سردار مقرر کیا اور فوج دے کر انہیں افریقہ بھیج دیا اور ان کے ساتھ عبداللہ بن نافع مہدی اور عبداللہ بن نافع بن حصین فہری کو روانہ کیا، اور انہوں نے عبداللہ بن سعد سے کہا اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے ہاتھوں افریقہ کو فتح کرایا تو تمہیں خاص انعام کے طور پر مال غنیمت اور خمس کا بھی خمس (پانچواں) حصہ ملے گا۔

عبداللہ بن سعد کا افریقہ پر لشکر کشی کرنا اور فتح حاصل کرنا

پھر انہوں نے عبداللہ بن نافع مہدی اور عبداللہ بن نافع فہری دونوں کو سپہ سالار بنایا اور انہیں اندلس کوچ کرنے کا حکم دیا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ وہ دشمنوں کے سردار اجل کے ساتھ مقابلہ کریں، چنانچہ عبداللہ بن سعد کے حکم کے مطابق دونوں عبداللہ اپنی اپنی عملداری کی طرف روانہ ہو گئے۔

مصری علاقہ طے کرنے کے بعد وہ افریقہ کی سرزمین میں گھس گئے اور اجل کے پاس پہنچ گئے، عبداللہ بن سعد نے ان سے مقابلہ کیا اور پھر ان کو قتل کر دیا اور پھر افریقہ کے علاقوں، میدانوں اور پہاڑوں کو فتح کر لیا پھر اہل افریقہ مسلمان ہو گئے اور مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن سعد نے حاصل شدہ مال غنیمت کو مسلمان فوج میں تقسیم کیا اور حسب ہدایت خمس کا پانچواں حصہ خود لیا اور باقی چار حصے ابن وثیمہ نصری کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیئے۔

ابن سعد کے خلاف شکایت

مصر کا ایک وفد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور وہاں پہنچ کر ابن سعد کی شکایت کی کہ انہوں نے افریقہ کی جنگ میں حاصل شدہ مال غنیمت میں سے خاص قسم کا مال اپنے لئے الگ کر کے رکھ لیا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے خود انہیں یہ مال انعام کے طور پر لینے کا کہا تھا اور اس بات کا حکم دیا تھا، اب تم لوگوں کی طرف سے اس اعتراض کے بعد تمہیں اختیار دیتا ہوں کہ اگر تم اس کی خوشی سے اجازت دو گے تو وہ انعام برقرار رہے گا اور اگر تم اس بات پر ناخوش ہو تو وہ انعام اس سے لے لیا جائے گا۔ ان لوگوں نے کہا ہم اس بات سے ناخوش ہیں آپ نے فرمایا اس سے وہ انعام واپس لے لیا جائے گا۔ پھر ان لوگوں نے کہا کہ اب اس واقعہ کے بعد ہم نہیں چاہتے ہیں کہ وہ ہمارے حاکم رہیں، اس لئے آپ انہیں معزول کر دیں۔ چنانچہ آپ نے عبداللہ بن سعد کو تحریر کیا کہ تم افریقہ کے علاقہ پر ایک ایسا نائب اور جانشین مقرر کرو، جس سے تمہیں بھی اطمینان ہو اور یہ لوگ بھی خوش ہوں اور وہ پانچواں حصہ جو میں نے تمہیں بطور انعام لینے کا حکم دیا تھا، اس کو ان میں تقسیم کر دو کیونکہ یہ لوگ اس انعام سے ناخوش ہیں۔

حضرت عبداللہ بن سعد امیر المؤمنین کے حکم کی تعمیل کر کے مصر لوٹ آئے اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو اپنا جانشین بنایا، اور اس وقت تک افریقہ کا پورا علاقہ فتح ہو چکا تھا اور ان کا سردار اجل بھی مارا گیا تھا۔

اہل افریقہ کی امن پسندی

اہل افریقہ خلیفہ ہشام بن عبدالملک کے زمانہ تک سب علاقوں سے زیادہ مطیع اور فرمانبردار قوم رہی اور یہ

لوگ نہایت امن وامان کے ساتھ زندگی گذارتے رہے، یہاں تک کہ اہل عراق وہاں آئے، اور یہ لوگ دھاندلیاں کرنے لگے آہستہ آہستہ یہ بیماری اہل افریقہ کے اندر بھی سرایت کرگئی اور پھر یہ لوگ بھی نافرمان ہو گئے تب سے آج تک ان میں نااتفاقی اور انتشار ہے۔ان کے اندر نااتفاقی اور انتشار کا سبب یہ ہوا کہ یہاں کے حکام خودغرضیوں کے جال میں پھنس گئے تھے مگر اس پر بھی انہوں نے یہ کہا ہم خلفاء کے ان حکام کی بداعمالیوں کی وجہ سے مخالفت نہیں کریں گے اور نہ ہی ان حکام کی بداعمالیوں کی ذمہ داری خلفاء پر عائد کریں گے اور ہم ان کی اس وقت تک تصدیق نہیں کریں گے، جب تک کہ خود نہ معلوم کرلیں۔

وفدِ میسرہ کا ابرش حاکم کے پاس شکوہ کرنا

چنانچہ میسرہ چند افراد کو لے کر خلیفہ ہشام کے پاس پہنچا انہوں نے وہاں پہنچنے کے بعد خلیفہ کے سامنے باریابی کی اجازت طلب کی مگر یہ بات ان کے لئے دشوار ہوگئی تو یہ لوگ ابرش کے پاس آئے اور یہ کہا:

کہ تم امیر المؤمنین کو یہ پیغام پہنچادو کہ ہمارا حاکم ہمارے اور اپنے لشکر دونوں کو لے کر جنگ کرتا ہے جب مال غنیمت حاصل ہوتا ہے تو اس کو اپنی فوجوں میں تقسیم کردیتا ہے اور ہمیں کچھ بھی نہیں دیتا اور یہ کہتا ہے کہ یہ فوج ہی اس کے اصل حقدار ہیں لیکن ہم اس موقع پر اپنے آپ کو یہ کہہ کر تسلی دیتے ہیں کہ اس طرح ہمارا جذبہ جہاد مخلصانہ رہے گا کیونکہ ہم کچھ حاصل نہیں کررہے ہیں اگر ہمارا کوئی حق ہے تو وہ ہم بخش دیتے ہیں اور اگر ہمارا کوئی حق نہیں ہے تو ہم ان سے کوئی چیز نہیں مانگیں گے۔ نیز جب ہم کسی شہر کا محاصرہ کرتے ہیں تو ہمارا حاکم اپنی فوجوں کو پیچھے رکھتا ہے اور ہمیں آگے بڑھنے کا حکم دیتا ہے اور زیادہ ثواب کے ملنے کا یقین دلاتا ہے۔اس طرح ہم ان لوگوں کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کی بجائے ہم ہی کام کرتے ہیں۔اور انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ وہ ہمارے مویشیوں کو ذبح کرکے اس کی کھال اتارتے ہیں اور امیر المؤمنین کے لئے سفید پوستین حاصل کرنے کے بہانے وہ ایک ہزار بکریوں کو ذبح کرڈالتے ہیں جبکہ ہم امیر المؤمنین کے لئے اس تعداد کو معمولی سمجھتے ہیں اور ان کی اس حرکت کو ہمیشہ برداشت کرتے رہے اور ہم نے ان سے کوئی مزاحمت بھی نہیں کی مگر انہوں نے ہم پر یہ ظلم کرنا شروع کیا کہ وہ ہماری ہر خوبصورت لڑکی کو اٹھا کر لے جانے لگے، اس پر ہم نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں ہم نے کتاب وسنت میں اس کا کوئی جواز نہیں پایا ہے۔اب ہم امیر المؤمنین سے یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ آیا یہ تمام باتیں امیر المؤمنین کی رائے اور حکم سے انجام پذیر ہورہی ہے یا نہیں؟

اہلِ افریقہ کا مجبوراً شورش برپا کرنا

ابرش نے کہا کہ ہم یہ اطلاع امیر المؤمنین تک پہنچائیں گے مگر جب بہت عرصہ گذر گیا اور کوئی جواب نہ ملا اور جو کچھ زادِراہ ان کے پاس تھا وہ خرچ ہوگیا تو انہوں نے اپنا نام پرچوں میں لکھ کر وزراء کو دیا اور کہا یہ ہمارا نام ونسب ہے اگر امیر المؤمنین تم سے ہمارے بارے میں دریافت کریں تو انہیں بتادینا یہ کہہ کر انہوں نے واپسی کے لئے افریقہ کا رخ کیا۔وہاں پہنچ کر انہوں نے ہشام کے حاکم کے خلاف بغاوت اختیار کی اور اسے قتل کردیا اس کے بعد وہ تمام افریقہ پر

قابض ہو گئے۔ ادھر ہشام کو جب اس کی اطلاع ملی تو اس نے ان لوگوں کے بارے میں دریافت کیا چنانچہ اسے ان ناموں کے پرچے دیئے گئے تو وہ وہی افراد تھے جن کے بارے میں ان کے پاس اطلاع تھی کہ انہوں نے وہاں شورش برپا کی ہے۔

فتح اندلس پر ثواب

سیف روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن نافع بن حصین اور عبداللہ بن نافع بن عبدالقیس کو افریقہ سے اندلس کی طرف پیش قدمی کا حکم دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کے نام جو اندلس کی فوج میں شامل تھے ایک خط تحریر کیا کہ ’’قسطنطنیہ اندلس ہی کی جانب سے فتح ہوگا اس لئے اگر تم نے اندلس کو فتح کر لیا تو تم ان لوگوں میں شریک سمجھے جاؤ گے جو ثواب حاصل کرنے کیلئے قسطنطنیہ کو فتح کریں گے۔

کعب احبار کا قول ہے:

’’وہ لوگ جو سمندر کو عبور کر کے اندلس کو فتح کریں گے وہ قیامت کے دن اپنے نور کے ساتھ پہچانے جائیں گے،،۔

چنانچہ اندلس کی یہ فوج روانہ ہوئی اور ان کے ساتھ بربر کی قوم بھی تھی وہ بحر و بر دونوں راستوں سے اندلس پہنچے اور پھر مسلمانوں نے اس کو فتح کر لیا اور اللہ کے فضل وکرم سے مسلمانوں کی سلطنت میں مزید توسیع ہوگئی، اندلس کا علاقہ بھی افریقہ کی طرح مطیع وفرمانبردار رہا، یہاں تک کہ ہشام بن عبدالملک کے عہد میں بربر نے انہیں اپنی زمین سے روک دیا اور جو لوگ اندلس میں تھے وہ اسی حالت میں برقرار رہے۔

افریقہ کا جہاد

واقدی روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو مصر کی حکومت سے معزول کر دیا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آپ سے بہت ناراض ہوئے اور آپ سے کینہ رکھنے لگے اس لئے آپ نے عبداللہ بن سعد کو بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ افریقہ کے جہاد کو روانہ ہو جائیں اور خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو افریقہ کے جہاد کے لئے دعوت دی تو قریش، انصار اور مہاجرین میں دس ہزار افراد اس جہاد کے لئے تیار ہو گئے۔

اہل افریقہ کی تین سو دینار پر مصالحت

ابن کعب کے حوالہ سے واقدی روایت کرتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن سعد کو افریقہ بھیجا تو افریقہ کے بڑے پادری جرجیر نے ان سے پچیس لاکھ بیس ہزار دینار کی رقم ادا کرنے پر مصالحت کر لی۔ روم کے بادشاہ نے بھی ان کے پاس قاصد بھیجا اور اسے حکم دیا کہ وہ ان سے تین سو قنطار وصول کرے چنانچہ اس نے افریقہ کے تمام رؤساء کو جمع کیا اور ان سے کہا بادشاہ نے مجھے حکم دیا ہے میں تم سے سونے کے تین سو قنطار وصول کروں۔ وہ بولے ہمارے پاس تو کوئی مال باقی نہیں رہا ہے، جو ہم بادشاہ کو دیں جو کچھ ہمارے پاس تھا اس کے ذریعہ ہم نے اپنی جانوں کو بچایا بہر حال بادشاہ ہمارا آقا ہے اسے ہم سے صرف وہی خراج لینا چاہئے جو ہم سالانہ ادا کرتے ہیں۔ جب اس نے یہ حالت دیکھی تو اس نے انہیں قید کرنے کا حکم دیا انہوں نے اپنے ساتھیوں کو اس کی اطلاع دی تو انہوں

نے آ کر قید خانے کو توڑ دیا اور وہ نکل آئے، عبداللہ بن سعد نے ان سے تین سو قنطار سونے پر مصالحت کر لی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ یہ آل حکم کو دیا جائے۔

مصری حکام عمرؓ اور عبداللہ کا اختلاف

یزید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو خراج مصر کی وصولی سے الگ کر دیا اور خراج کی وصولی کے کام پر عبداللہ بن سعد کو مقرر کر دیا اس پر دونوں کے درمیان سخت اختلاف ہو گیا۔ چنانچہ عبداللہ بن سعد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ ''عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے خراج کا نظام درہم برہم کر دیا ہے اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا کہ عبداللہ بن سعد میری جنگی تدابیر و انتظام میں رخنہ اندازی کر رہا ہے۔

عثمانؓ سے عمروؓ کا تمسخر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو جوابی تحریر کیا کہ تم واپس آ جاؤ، اور ان کے بجائے ان کی جگہ پر حضرت عبداللہ بن سعد کو فوج اور خراج دونوں کا حاکم مقرر کر دیا، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس پر بہت ناراض ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اس وقت عمروؓ یمنی جبہ پہنے ہوئے تھے جس کا استر روئی سے بھرا ہوا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارے جبہ کے اندر کیا ہے؟ وہ بولے عمرو! حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے اس کے اندر عمرو ہے مگر میری مراد یہ نہیں ہے بلکہ میرے پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ آیا اس کے اندر روئی ہے یا اور کوئی چیز ہے؟

واقدی روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سعد نے مصر سے جمع شدہ مال بھیجا اسی اثناء میں عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی آ گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے عمرو! کیا تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے جانے کے بعد دودھ دینے والی اونٹنی زیادہ دودھ دینے لگی ہے وہ بولے ہاں اس کے دودھ پینے والے بچے ہلاک ہو گئے ہیں۔

اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا، واقدی کی روایت ہے کہ اسی سال عثمان بن العاص کے ہاتھوں اصطخر دوبارہ فتح ہوا اور اسی سال حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قنسرین پر حملہ کیا۔

۲۸ھ کے مشہور واقعات

قبرص کب فتح ہوا؟

واقدی کے قول کے مطابق ۲۸ھ میں قبرص فتح ہوا، اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق حملہ کیا تھا جبکہ ابو معشر کا قول ہے کہ قبرص ۳۳ھ میں فتح ہوا، ایک اور روایت ہے کہ قبرص ۲۷ھ میں فتح ہوا، اور قبرص کے جہاد میں متعدد صحابہ کرام نے شرکت کی تھی ان میں ابوذر، عبادہ بن الصامت، ام حرام، مقداد، ابوالدرداء اور شداد بن اوس رضی اللہ عنہم شامل تھے۔

بحری جنگوں کا سبب

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بہ اصرار ان سے درخواست کی کہ وہ بحری جنگ کی اجازت دیں کیونکہ رومی سمندر حمص کے بہت قریب تھا انہوں نے لکھا "حمص کے ہر گاؤں والے اہل روم کے کتوں کے بھونکنے اور مرغیوں کے چلانے کی آوازیں سنتے ہیں۔ انہوں نے انتہائی دردناک انداز سے ان باتوں کو تحریر کیا، جس کی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دل پر بڑا اثر ہوا کہ انہوں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ لکھا "تم سمندر اور اس کے مسافروں کا حال بیان کرو کیونکہ میرے دل میں اس کے بارے میں تشویش ہے۔

مسلمانوں کا سمندری سفر عدم لگاؤ

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا "میں نے بہت سے لوگوں کو کشتیوں میں سوار دیکھا ہے جب وہ کشتی جھکتی ہے تو دل دہلنے لگتا ہے اور جب وہ حرکت کرتی ہے تو ہوش و حواس اڑ جاتا ہے اور اس سے یقین کم رہ جاتا ہے اور شک و شبہ زیادہ ہو جاتا ہے لوگ اس میں اس طرح سوار ہوتے ہیں جیسے کسی لکڑی پر کیڑے ہوں جب وہ الٹ پلٹ ہوتی ہے تو وہ ڈوب جاتی ہے۔"

جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ خط پڑھا تو انہوں نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو لکھا "اس ذات کی قسم! جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی برحق بنا کر بھیجا، میں سمندر پر کسی مسلمان کو کبھی سوار نہیں کراؤں گا۔

بحری جنگ کی عدمِ اجازت

عبادہ بن نسی، جنادہ بن امیہ ازدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا جس میں بحری جنگ کی اجازت طلب کی اور انہیں اس طرف آمادہ کیا انہوں نے لکھا اے امیر المؤمنین! شام میں ایک گاؤں ہے جس کے لوگ رومیوں کے کتوں کے بھونکنے اور ان کی مرغیوں کے چلانے کی آوازیں سنتے ہیں اور یہ لوگ حمص کے سواحل کے بالمقابل آباد ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے مشورہ کو صحیح سمجھا اس لئے انہوں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ تم مجھے سمندر کا پورا حال لکھو، انہوں نے لکھا "اے امیر المؤمنین! بہت سے لوگ کشتیوں میں سوار ہوتے ہیں وہاں آسمان اور پانی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہوتا لوگ وہاں اس طرح سوار ہوتے ہیں جیسے لکڑی پر کیڑے ہوں اور اگر کشتی الٹ پلٹ ہوگئی تو ڈوب جاتے ہیں اور اگر بچ گئی تو صحیح سالم رہتے ہیں۔

بحری جنگ سے عمرؓ کا ڈر

سیف کی دوسری روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف یہ خط لکھا "ہم نے سنا ہے کہ بحیرہ روم خشکی کے طویل ترین حصہ کے قریب ہے اور ہر روز و شب اللہ سے اجازت مانگتا ہے کہ وہ زمین میں سیلاب کی صورت میں آ کر اسے غرق کر دے اس لئے میں ایسے سرکش اور پیچیدہ سمندر پر کیسے مسلمانوں کی فوجوں کو سوار کرادوں۔ خدا کی قسم! مجھے ایک مسلمان جان روم کی تمام سلطنت سے زیادہ عزیز ہے اس لئے تم میرے سامنے ایسی درخواست پھر کبھی پیش نہ کرنا میں نے پہلے بھی تمہیں لکھ دیا ہے اور تمہیں معلوم ہے کہ علاء بن حضرمی سے میں نے کیا

سلوک کیا تھا میں نے پھر کبھی اسے اس قسم کی اجازت نہیں دی۔

شاہ روم کی خط و کتابت

تمام علوم کا خلاصہ، عمرؓ

بیان کیا جاتا ہے کہ شاہ روم نے جنگ بندی کردی تھی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے قربت حاصل کرنے کے لئے ان سے خط و کتابت شروع کردی تھی اس نے ایک دفعہ یہ دریافت کیا کہ وہ ایسا مختصر اور جامع مقولہ تحریر کریں جس میں تمام علوم سمٹ کر آ جائیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا:

> جو تم اپنے لئے پسند کرتے ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند کرو اور جو چیز تمہیں نا پسند ہو وہ دوسروں کے لئے بھی پسند نہ کرو، اس میں تمہارے لئے پوری حکمت سما گئی ہے۔ تم اپنے قریب کے لوگوں کا خیال رکھو اس سے تمہیں کامل معرفت حاصل ہوگی۔

حکمت کا سرچشمہ

شاہِ روم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک شیشی بھیجی اور یہ لکھا کہ آپ اس شیشی میں ہر چیز کا تھوڑا تھوڑا حصہ بھر دیں آپ نے اس شیشی کو پانی سے بھر دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ اس کے اندر دنیا کی ہر چیز موجود ہے شاہِ روم نے یہ لکھا حق و باطل کے درمیان فرق کیا ہے؟ آپ نے جواب لکھا وہ جو کچھ بچشم خود دیکھتا ہے وہ حق کی چار انگلیاں ہیں اور جو باتیں اس نے بچشم خود مشاہدہ نہیں کیا بلکہ وہ باتیں صرف سنی ہیں تو ان میں باطل بکثرت رہے۔

شاہِ روم نے لکھ کر یہ دریافت کیا آسمان و زمین، مشرق و مغرب کے درمیان کتنی مسافت ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب لکھا اگر راستہ درست ہو تو مسافر کے لئے پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

امِ کلثوم اور ملکہ روم میں تحائف کا تبادلہ اور حضرت عمرؓ کی تشویش

راوی بیان کرتے ہیں حضرت ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہما نے کچھ خوشبوئیں اور دوسرے تحائف ملکہ روم کے پاس بھیجے، جب تحائف ان کے پاس پہنچ گئے تو ملکہ روم (ہرقل کی بیوی) نے اپنی خواتین کو جمع کر کے ان سے کہا یہ عرب کی ملکہ اور ان کے پیغمبر کی بیٹی کے تحائف ہیں اس کے بعد ملکہ روم نے ان سے خط و کتابت کی اور ان تحائف کے بدلہ میں اپنی طرف سے بھی تحائف بھیجے جن میں ایک نہایت قیمتی ہار بھی تھا جب وہ تحائف مدینہ پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے تحائف کو روک لیا اور لوگوں کو نماز کے بعد بلوایا، جب سارے لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے ان کے ساتھ دو رکعتیں پڑھیں پھر آپ نے فرمایا میں جو اہم کام بغیر مشورہ کے انجام دیتا ہوں اس میں بھلائی نہیں ہوتی ہے۔ ابھی مجھے مشورہ دو کہ ام کلثوم نے ملکہ روم کو تحائف بھیجے تھے اب ملکہ روم نے اس کے جواب میں ام کلثوم کے لئے تحائف بھیجے ہیں اب میں اس کا کیا کروں؟ کچھ لوگوں نے کہا یہ تحائف ان کے لئے بھیجے گئے ہیں اور تحائف کے بدلہ میں

ہیں۔اس لئے وہی اس کی حقدار ہیں۔ملکہ روم کا آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ وہ آپ کی ماتحت ہے جو آپ کے حکم کو مانیں۔دوسرے کچھ لوگوں نے کہا ہم کپڑے تحفہ کے طور پر بھیجا کرتے تھے تا کہ ہمیں اس کا بدلہ ملے اور ہم انہیں اس لئے بھیجا کرتے تھے تا کہ وہ فروخت ہوں اور ہمیں ان کی قیمت حاصل ہو۔آپ نے فرمایا لیکن یہ قاصد تو مسلمانوں کا قاصد ہے اور یہ ڈاکیہ ان کا ڈاکیہ ہے۔آخر کار آپ نے حکم دیا کہ یہ تحائف بیت المال میں جمع کر دیے جائیں اور انہیں ان کے خرچ کے مطابق رقم ادا کی جائے۔

حضرت عثمانؓ کے دور میں بحری جنگ کا آغاز

خالد بن معدان روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بحری جنگ کی، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی تھی مگر اس وقت انہوں نے اجازت نہیں دی تھی۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں بھی اس طرف بار بار متوجہ کیا یہاں تک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کا ارادہ کیا تاہم آپ نے فرمایا کہ تم خود سپاہیوں کا انتخاب نہ کرو اور نہ قرعہ اندازی کرو بلکہ انہیں اختیار دیدو کہ جو خوشی سے جانا چاہے اسے شامل کرو، اور اس کو ساتھ لے جاؤ، چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ایسا ہی کیا، اور بحری فوج پر عبداللہ بن قیس حارثی کو سپہ سالار بنایا۔

عبداللہ بن قیس حارثی کی سپہ سالاری میں بحری حملے

انہوں نے اس جنگ میں پچاس حملے کئے کچھ حملے موسم سرما میں کئے اور کچھ موسم گرما میں کئے، ان تمام حملوں میں نہ تو کوئی غرق ہوا اور نہ کوئی نقصان پہنچا، حضرت عبداللہ بن قیس ہمیشہ یہ دعا کرتے رہے کہ ''اللہ ان کے لشکر کو خیر و عافیت عطاء کرے اور انہیں کسی صدمہ میں مبتلا نہ کرے،،۔چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی۔جب تقدیر نے صرف انہیں لقمۂ اجل بنانا چاہا تو ان کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا:

عبداللہ بن قیس حارثی کا شہید ہونا

وہ ایک سراغرسانی کشتی میں سوار ہوئے اور رومی علاقہ کی ایک اونچی جگہ پر پہنچ گئے۔وہاں دیکھا کہ سائلوں اور محتاجوں کی ایک جماعت موجود ہے۔عبداللہ بن قیس نے ان لوگوں کو از راہِ ترحم خیر خیرات دی۔ان میں سے مانگنے والی ایک عورت اپنے گاؤں واپس لوٹی اور وہاں کے مردوں سے کہنے لگی تم عبداللہ بن قیس کو پکڑنا چاہتے ہو؟ انہوں نے پوچھا وہ کہاں ہے؟ بولی وہ اونچے ٹیلہ پر ہے، ان لوگوں نے کہا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا کہ وہ عبداللہ بن قیس ہے؟ وہ تو ان کا سردار ہے۔عورت بولی کیا تم اتنے نکمے ہو کہ عبداللہ بن قیس کو نہیں پہچان سکتے ہو؟ اس پر یہ لوگ اس جگہ مقابلہ کے لئے پہنچے اور ان پر حملہ کر دیا اور ان سے جنگ کرتے رہے یہاں تک کہ عبداللہ بن قیس کو شہید کر دیا۔ملاح بچ کر اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا جب وہ وہاں پہنچے تو اس وقت ان کے جانشین سفیان بن عوف ازدی تھے جو دشمنوں سے جنگ کرتے رہے آخر کار وہ بیزار ہو کر اپنے ساتھیوں کو ملامت کرنے لگے۔

یہ حال دیکھ کر عبداللہ بن قیس کی باندی نے کہا ہائے عبداللہ! عبداللہ جنگ کے وقت اس طرح کی باتیں نہیں

کیا کرتے تھے، سفیان نے پوچھا وہ کیا کہتے تھے؟ وہ بولی وہ باتیں چھوڑ کر مشکل محاذوں میں گھس جاتے تھے اور ہماری مشکلات کو رفع کیا کرتے تھے۔ بہر حال اس وقت مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچا، اور یہ زمانہ عبداللہ بن قیس کا آخری زمانہ تھا۔

کافر بڑھیا کی ذہانت

لوگوں نے عبداللہ بن قیس کی اطلاع دینے والی محتاج خاتون سے دریافت کیا کہ تم نے کس طرح عبداللہ بن قیس کو پہچان لیا؟ وہ بولی اس کے خیرات دینے کے انداز سے پہچانا، دراصل اس نے اس طرح خیرات تقسیم کی جس طرح بادشاہ خیرات تقسیم کرتا ہے، اس نے تاجروں کی طرح اپنا ہاتھ کھینچا نہیں۔

سیف کی ایک روایت کے مطابق لوگوں نے اس مانگنے والی عورت سے دریافت کیا کہ تو نے انہیں کیسے شناخت کر لیا؟ وہ بولی، وہ ایک تاجر کی طرح نظر آتا تھا مگر جب میں نے مانگا تو اس نے بادشاہ کی طرح خیرات دی اس سے میں نے پہچان لیا ہے کہ وہ عبداللہ بن قیس ہے۔

حکام کے نام عثمانؓ کی ہدایت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے معاویہ رضی اللہ عنہ اور دیگر حکام کے نام یہ ہدایت نامہ بھیجا

> ''کہ تم لوگ اس روش پر قائم رہو جس پر تم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قائم تھے اور کسی بات میں تبدیلی نہ کرو اور اگر تمہیں کسی کام میں دشواری معلوم ہو تو ہماری طرف رجوع کرو ہم اس مسئلہ کو قوم کے سامنے پیش کر کے اس کا جواب بھیجیں گے۔ تم کسی بھی تغیر و تبدل سے پرہیز کرو، کیونکہ تمہاری وہ بات قانون ہوگا جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ تسلیم کیا کرتے تھے۔

بعض دفعہ یہ بھی ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں مصالحت ہوئی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ان لوگوں نے اس کی عہد شکنی کی تو انہوں نے کسی سپہ سالار کو بھیجا اور اس کے ہاتھوں سے اللہ نے فتح و نصرت عطاء فرمائی۔ اس صورت میں سرکش کو مطیع کرنا اس کا کارنامہ سمجھا جاتا تھا مگر فتح پہلے شخص کے نامہ اعمال میں شمار کی جاتی تھی۔

اہل قبرص کا شاہِ روم اور مسلمان دونوں کو جزیہ دینا

جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے قبرص پر حملہ کیا تو وہاں کے لوگوں نے مصالحت کر لی اور معاہدہ کے اندر یہ طے ہوا کہ وہ سالانہ سات ہزار دینار مسلمانوں کو ادا کرتے رہیں گے اور وہ شاہ روم کو بھی اس قدر رقم ادا کرتے رہیں گے اور مسلمان اس معاملہ میں ان کی راہ میں حائل نہیں ہوں گے اور یہ بھی شرط تھی کہ وہ ان پر حملہ نہیں کریں گے اگر رومی دشمن ان پر حملہ کریں تو وہ مسلمانوں کو اس کی اطلاع دیں گے۔

واقدی کی روایت ہے کہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ۲۸ھ میں قبرص پر حملہ کیا اور اہل مصر نے بھی عبداللہ بن ابی سرح کی قیادت میں ان پر حملہ کیا تھا۔

قبرص کی فتح پر ابوالدرداءؓ کا گریہ

جبیر بن نضیر فرماتے ہیں جب ہم نے دشمنوں کو جنگی قیدی بنایا تو میں نے دیکھا کہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ

عنہ رو رہے ہیں تو میں نے کہا کہ آپ ایسے دن رو رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آج اسلام اور مسلمانوں کو عزت عطا فرمائی اور کفر اور اہل کفر کو ذلت دی ہے۔ اس پر انہوں نے اپنا ہاتھ میرے کندھے پر مار کر فرمایا ''اگر کوئی قوم اللہ کے احکام کی نافرمانی کرے تو وہ اللہ کے نزدیک حقیر ہو جاتی ہے۔ ہمارے زمانے میں کوئی قوم کسی دوسری قوم پر غالب اور طاقتور ہوتی ہے تو وہ ملک اور سلطنت کی مالک ہوتی ہے، مگر جب وہ اللہ کے احکام کی نافرمانی کرتی ہے تو اس کی وہ حالت ہو جاتی ہے جو تم دیکھ رہے ہو اس وقت یہ جنگی قیدی ان پر مسلط ہو جاتے ہیں اور جب یہ قیدی کسی قوم پر مسلط ہو جائیں تو اللہ کو ان کی ضرورت نہیں رہتی''۔

حضرت عثمانؓ کا ایک سابقہ عیسائی خاتون سے نکاح

واقدی ابو سعید کے واسطہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اہل قبرص سے مصالحت کر لی تھی، اس معاہدہ میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ وہ مسلمانوں کی اجازت کے بغیر ان کے رومی دشمنوں میں نکاح نہیں کریں گے۔

متفرق واقعات

واقدی کے قول کے مطابق حبیب بن مسلمہ نے روم کے شامی علاقے پر حملہ کیا، اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نائلہ بن الفراقصہ کلبیہ سے نکاح کیا جو عیسائی خاتون تھیں۔ لیکن ہم بستر ہونے سے قبل مسلمان ہو گئیں تھیں۔

اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں اپنے مکان کی تعمیر سے فراغت حاصل کی۔

واقدی کے قول مطابق اس سال فارس کی پہلی فتح ہوئی اور اصطخر کی آخری جنگ ہوئی، اس وقت اس کے سپہ سالار ہشام بن عامر تھے۔ اس سال بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔

۲۹ھ کے مشہور واقعات

عبداللہ بن عامر کا تقرر اور ابو موسیٰؓ کا عزل

اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حاکم بصرہ کے عہدے سے معزول کیا، وہ چھ سال تک بصرہ کے حاکم رہے، آپ نے ان کی جگہ پر عبداللہ بن عامر بن کریز کو بصرہ کا حاکم مقرر فرمایا اس وقت ان کی عمر پچیس سال تھی۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں تین سال بحیثیت حاکم بصرہ کام کیا۔

عوف الاعرابی کی روایت ہے کہ غیلان بن خرشہ ضبی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کیا

تمہارے پاس کوئی نوجوان نہیں ہے جسے تم بصرہ کا حاکم بناؤ؟ کب تک یہ بوڑھے بصرہ کے حاکم بنے رہیں گے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد چھ سال تک حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بصرہ کے حاکم رہے، اس لئے عمر کی زیادتی کی وجہ سے مقامی لوگوں کا اصرار بڑھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کر دیا اور ان کی بجائے عبداللہ بن عامر کو بصرہ کا حاکم مقرر کیا، ان کی والدہ دجاجہ بنت اسماء السلمی تھیں اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ماموں زاد بھائی تھے جب وہ ۲۹ھ کو بصرہ میں حاکم بن کر آئے تو اس وقت ان کی عمر پچیس سال تھی۔

سیف کی روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ بننے کے تین سال بعد حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حاکم بصرہ کے عہدہ سے معزول کیا گیا۔

مختلف حکام کا تقرر

انہوں نے عمیر بن عثمان بن سعد کو خراسان کا حاکم مقرر کیا اور بجستان کا حاکم عبداللہ بن عمر لیثی کو مقرر کیا۔ انہوں نے وہاں دشمنوں کا صفایا کیا یہاں تک کہ وہ کابل پہنچ گئے۔ عمیر بھی خراسان میں دشمن کا صفایا کرتے ہوئے فرغانہ تک پہنچ گئے اور پھر وہاں کے ہر ضلع کی اصلاح کی۔

حضرت عثمان بن عبیداللہ بن معمر تمیمی کو مکران بھیجا انہوں نے بھی وہاں دشمنوں کا صفایا کیا یہاں تک کہ وہ دریا تک پہنچ گئے۔ عبدالرحمٰن بن عُبیس کو کرمان بھیجا گیا اور فارس واہواز کی طرف بھی کچھ افراد بھیجے گئے اور بصرہ کے علاقہ کو حصین بن ابی الحر کی عملداری میں شامل کر لیا گیا۔

پھر عبداللہ بن عمیر کو معزول کر دیا گیا، جب عبداللہ بن عامر حاکم مقرر ہوئے تو انہیں ایک سال تک برقرار رکھا پھر انہیں معزول کر دیا اور عاصم بن عمرو کو حاکم مقرر کیا گیا اور عبدالرحمٰن بن عُبیس کو معزول کر دیا گیا اور عدی بن سہیل بن عدی کو ان کی جگہ لوٹا دیا گیا۔

کردوں کے خلاف پیدل جہاد

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تیسرے سال اہل ایزج اور کردوں نے عہد شکنی کی۔ اس موقع پر ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے لوگوں میں اعلان جہاد کر دیا اور لوگوں کے سامنے جہاد کی فضیلت کو بیان کیا اور پیدل جہاد کرنے کو افضل قرار دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ لوگوں نے اپنی سواریاں چھوڑ دیں اور اس بات کا عزمِ مصمم کر لیا کہ وہ پیدل روانہ ہوں گے۔ البتہ کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم جلدی نہیں کریں گے بلکہ پہلے یہ دیکھیں گے کہ خود ابوموسیٰ کیا کرتے ہیں اگر ان کا فعل ان کے قول کے مطابق ہوا تو ہم پیروی کریں گے۔ جب ایک دن باقی رہا تو وہ روانہ ہوئے اور اپنے محل سے اپنا سامان چالیس خچروں پر لاد کر نکالا یہ دیکھ کر لوگ ان کی باگ سے لپٹ گئے اور کہنے لگے آپ ہمیں ان فالتو جانوروں پر سوار کرائیں اور ہمیں پیدل نہ بھیجیں۔ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ نے انہیں بمشکل قائل کیا تو انہوں نے ان کی سواری چھوڑ دی اور چلے گئے۔

اس کے بعد یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے استعفاء کا مطالبہ کیا اور کہنے لگے ہم یہی چاہتے ہیں کہ آپ کسی کو ان کے بجائے مقرر کر دیں اگر آپ کسی نوجوان کو بھی مقرر کر دیں گے تو وہ اس سے بہتر ہوگا۔

اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو بلایا اور انہیں بصرہ کا حاکم مقرر فرمایا اور عبداللہ بن معمر کو فارس تبدیل کر دیا اور ان کے بجائے عمر بن عثمان بن سعد کو مقرر فرمایا۔

نئے حکام کا تقرر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت کے چوتھے سال خراسان پر امین بن احمر لشکری کو مقرر کیا اور اسی چوتھے سال عمران بن فصیل برجمی کو بحستان کا حاکم مقرر کیا اور عاصم بن عمرو کو کرمان کا حاکم مقرر کیا اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے بعد فارس نے شورش برپا کی اور عبیداللہ بن معمر کے ساتھ عہد شکنی کی اور ان کے مقابلہ کے لئے اصطخر کے مقام پر اکٹھے ہو گئے۔ چنانچہ اصطخر کے دروازے پر جنگ ہوئی جس میں عبیداللہ شہید ہوئے اور ان کے لشکر کو شکست ہوئی۔

عبداللہ بن عامر کا اہلِ اصطخر سے جنگ کرنا

جب اس کی خبر عبداللہ بن عامر کو پہنچی تو انہوں نے اہل بصرہ کو جہاد پر آمادہ کیا اور ان کے ساتھ لوگوں کی ایک کثیر تعداد روانہ ہوئی۔ ان کے ہراول دستے کے سردار عثمان بن ابی العاص تھے، چنانچہ جب ان کا اصطخر کے مقام پر دشمن سے آمنا سامنا ہوا تو انہوں نے دشمن کی فوج کا صفایا کر دیا جس کے بعد وہ دوبارہ سر نہ اٹھا سکے۔

عثمانؓ کا اصطخر پر مختلف حکام مقرر کرنا

اس فتح کی اطلاع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پہنچائی گئی تو انہوں نے فرمایا کہ مندرجہ ذیل حضرات کو فارس کے اضلاع پر حاکم مقرر کیا جائے۔ ہرم بن حسان یشکری، عبدالقیس کے ہرم بن حیان عبدی، بنی سامہ کے خریت بن راشد، منجاب بن راشد، ترجمان ہجیمی۔ علی کورفاس۔

خراسان کے چھ حاکم

نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خراسان کے علاقہ کو چھ حصوں میں تقسیم کر کے ان پر چھ حکام مقرر کئے۔ حضرت احنف بن قیس مرو کے دونوں علاقوں پر مقرر ہوئے۔ حبیب بن قرہ یربوعی بلخ کے حاکم مقرر ہوئے اور یہ علاقہ اہل کوفہ نے فتح کیا تھا۔ خالد بن عبداللہ بن زہیر ہرات کے حاکم مقرر ہوئے۔ امین بن احمد یشکری طوس کے حاکم مقرر ہوئے۔ قیس بن ہیثم السلمی نیشاپور کے حاکم مقرر ہوئے۔ اور یہ سب سے پہلے نکلے تھے۔ عبداللہ بن خازم یہ قیس بن ہیثم السلمی کے چچازاد بھائی تھے۔ قیس کی وفات کے بعد عثمانؓ نے عبداللہ کو سارا علاقہ سونپ دیا۔

بحستان کے حکام

امین بن احمر کو بحستان پر حاکم مقرر کیا گیا۔ پھر وہاں کا حاکم عبدالرحمٰن بن سمرۃ کو مقرر کیا گیا جو کہ قبیلہ حبیب بن عبد شمس سے تعلق رکھتے تھے جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو اس وقت بھی وہ وہاں کے حاکم تھے۔ ان کی وفات کے وقت عمران کرمان کے حاکم تھے اور عمیر بن عثمان بن سعد فارس کے حکمران تھے اور ابن کندیر قشیری مکران کے حاکم تھے۔

ابوموسیٰؓ کی شکایت انتہائی برے الفاظ میں

علی بن مجاہد روایت کرتے ہیں کہ غیلان بن خرشہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کیا آپ کے پاس کوئی خسیس آدمی نہیں ہے جسے آپ ترقی دے کر سر بلند کریں یا آپ کے پاس کوئی غریب انسان نہیں ہے جسے آپ پناہ دیں؟ اے گروہِ قریش! کب تک یہ بوڑھا اشعری ان علاقوں کو کھاتا رہے گا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس بات سے متنبہ ہو گئے تو انہوں نے عبداللہ بن عامر کو حاکم مقرر کر دیا۔

عبداللہ بن عامر کی ترقی

حضرت عبداللہ بن عامر کی تقرری پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارے پاس نہایت فیاض اور نجیب الطرفین نوجوان آئے گا جسے دونوں لشکروں کا سردار بنایا جائے گا۔ چنانچہ جب عبداللہ بن عامر بصرہ آئے تو انہیں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان بن ابی العاص دونوں کی افواج کا سپہ سالار مقرر کیا گیا، حضرت عثمان بن ابی العاص عمان اور بحرین سے آئے تھے۔

عبداللہ بن خازم سے ابن عامر کا حکومت طلب کرنا

سیف محمد وطلحہ دونوں سے روایت کرتے ہیں کہ قیس بن ہبیرہ نے عبداللہ بن خازم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں عبداللہ بن عامر کے پاس ایک وفد دے کر بھیجا، عبداللہ بن خازم ایک زمانہ میں عبداللہ بن عامر پر بہت مہربان تھا اس نے ابن عامر سے درخواست کی کہ آپ مجھے خراسان کی حکومت کا عہد نامہ لکھ کر دیدیں، جب قیس بن ہبیرہ وہاں سے چلے جائیں تو مجھے وہاں کا حاکم بنادیں۔ چنانچہ انہوں نے ان کی فرمائش کی تعمیل کر دی۔

عبداللہ کا خراسان پر جبراً حکومت کرنا

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے اور اہل خراسان کو اس کی اطلاع ملی تو دشمن نے وہاں شورش برپا کر دی۔ اس وقت قیس نے پوچھا عبداللہ تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ بولا میری رائے یہ ہے کہ آپ مجھے اپنا جانشین بنادیں، اور کسی گئے گزرے کو یہ منصب نہ سپرد کریں پھر کہیں آپ کو برے نتائج کا سامنا کرنا پڑے۔ چنانچہ انہیں جانشین بنادیا گیا اس کے بعد اس نے خلافت نامہ ختم کر کے تمام خراسان پر قبضہ کر لیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور خلافت تک اس پر قابض رہے۔

واقدی اور ابومعشر کی روایت کے مطابق عبداللہ بن عامر نے فارس کو فتح کر لیا، جبکہ سیف کی روایت اس سے مختلف ہے جس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

مسجد نبوی کی توسیع

اس سال یعنی ۲۹ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں توسیع فرمائی، انہوں نے ماہ ربیع الاول میں مسجد نبوی کی تعمیر کا آغاز کیا اور منقش پتھروں سے مسجد کی تعمیر کرائی اور ستون ان پتھروں کے بنوائے جن میں سیسہ بھرا ہوا تھا اور چھت ساگوان کی بنوائی اور اس کی لمبائی ایک سو ساٹھ گز اور چوڑائی ایک سو پچاس گز تھی البتہ دروازے اتنے ہی تھے جتنے کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں تھے یعنی چھ دروازے تھے۔

منیٰ میں مکمل نماز پر اعتراض

اس سال بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے ساتھ حج کیا اس موقع پر انہوں نے منیٰ کے مقام پر ایک خیمہ نصب کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ تھے جنہوں نے یہاں خیمہ نصب کرایا اور منیٰ اور عرفہ میں پوری نمازیں پڑھائیں۔

حضرت عثمانؓ پر سب سے پہلا اعتراض

واقدی کی روایت ہے کہ توامہ کے غلام صالح کہتے ہیں میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سب سے پہلے لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف جو اعتراض کیا وہ تھا کہ انہوں نے اپنے عہد خلافت میں منیٰ کے مقام پر حج کے زمانے میں دو رکعتیں نماز پڑھائی مگر جب ان کی خلافت کا چھٹا سال آیا تو انہوں نے مکمل نماز پڑھائی۔ اس پر متعدد صحابہ کرام نے اعتراض کیا اور جو ان کے مخالف تھے انہوں نے اس کو مزید شہرت دی۔

حضرت علیؓ کا عثمانؓ پر اعتراض

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی ان کے پاس آکر فرمایا کہ ایسی بات پہلے کبھی نہیں ہوئی اور نہ زیادہ عرصہ گذرا ہے جبکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ وہ اس موقع پر دو رکعتیں پڑھا کرتے تھے مجھے نہیں معلوم کہ آپ نے کس طرف رجوع کیا ہے اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ میرا ذاتی اجتہاد ہے۔

واقدی کی دوسری روایت ہے کہ اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منیٰ کے قیام پر چار رکعت نماز پڑھائیں۔ اس پر ایک شخص نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پاس آکر کہا کیا تمہیں اپنے بھائی عثمانؓ کے بارے میں علم ہے کہ اس نے منیٰ کے قیام کے موقع پر چار رکعت نماز پڑھائی ہیں؟ اس پر حضرت عبدالرحمٰنؓ نے اپنے ساتھیوں کو دو رکعت نماز پڑھائیں پھر آپؓ حضرت عثمان کے پاس گئے اور کہا کیا آپ نے آپ ﷺ کے ساتھ دو رکعت نماز نہیں پڑھیں؟ وہ بولے کیوں نہیں۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ نے دوبارہ پوچھا کیا تم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے زمانے میں یہاں دو رکعت نماز نہیں پڑھی تھیں؟ وہ بولے کیوں نہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا کیا تم نے اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں یہاں دو رکعت نماز پڑھائی تھیں؟ وہ بولے ہاں۔ اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابومحمد عبدالرحمٰن اب تم میرا جواب سنو:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دلائل

مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ اہل یمن کے بعض گنوار لوگ جو حج کر کے واپس یمن گئے تھے وہ پچھلے سال حج سے فارغ ہو کر یہ کہنے لگے تھے کہ مقیم کی نماز بھی دو رکعتیں ہیں، کیونکہ تمہارے خلیفہ عثمان بھی دو رکعت نماز پڑھاتے ہیں اس کے علاوہ میں نے مکہ معظمہ کو اپنا گھر اور وطن بنالیا ہے۔ اس لئے میری یہ رائے ہے کہ میں چار رکعت نماز پڑھاؤں دوسری بات یہ ہے کہ میں نے مکہ میں نکاح کرلیا ہے اور طائف میں میرا مال و جائداد ہے اور میں اس کی خبر گیری کے لئے جاتا ہوں اور وہاں قیام کرتا ہوں۔ یوں میں یہاں مقیم ہوا نہ کہ مسافر۔ اس لئے میں نے پوری نماز چار رکعت پڑھیں

ہیں۔

حضرت عبدالرحمٰن کا حضرت عثمانؓ کو جواب

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے فرمایا ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو تمہارے لئے معقول عذر بن سکے آپ کا یہ کہنا کہ آپ نے مکہ معظمہ کو اپنا گھر بنالیا ہے، صحیح نہیں۔ کیونکہ دراصل آپ کی بیوی مدینہ میں رہتی ہے، اگرچہ آپ جب چاہیں اسے وہاں سے (یہاں مکہ) لے آتے ہیں اور جب چاہیں واپس لے آتے ہیں۔ یوں یہ آپ کا وطنِ اصلی نہیں ہوا بلکہ آپ کا مستقل قیام اپنے گھر مدینہ میں ہے۔ دوسری بات آپ یہ کہتے ہیں کہ میرا مال و جائیداد طائف میں ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ آپ کے اور طائف کے درمیان تین دن کی مسافت ہے، اگر وہاں آپ کی رہائش تسلیم بھی کرلی جائے تب بھی اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ آپ یہاں مکمل نماز پڑھیں اور اگر بالفرض اتنی مسافت نہ بھی ہو تب بھی محض مال و جائیداد ہونے سے بلا سکونت آپ طائف کے رہنے والے نہیں بن سکتے۔

نیز آپ نے یہ فرمایا ہے اہل یمن حج سے واپس آکر یہ کہتے ہیں کہ تمہارا خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقیم ہوتے ہوئے دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ مگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ وحی الٰہی نازل ہوئی تھی اور مسلمان تھوڑے تھے یہی عمل کیا اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے بھی اسی طریقہ کو اپنایا نیز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بھی آخر وقت تک دو رکعت نماز پڑھائیں۔

حضرت عثمانؓ کا آخری جواب اور حضرت عبدالرحمٰنؓ کا بالآخر آپ کی اقتداء کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ میرا یہ ذاتی اجتہاد ہے یہ سن کر حضرت عبدالرحمٰن چلے آئے۔ اور آکر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ملے اور ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کو اس کے علاوہ کوئی اور بات معلوم ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر میں کیا کروں؟ وہ بولے تم اپنی معلومات کے مطابق عمل کرو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا مخالفت میں شر و فساد کا اندیشہ ہے جب مجھے اس بات کا علم ہوا کہ انہوں نے چار رکعت پڑھائی ہیں تو میں نے بھی اپنے ساتھیوں کو چار رکعت پڑھائیں۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب مجھے اطلاع ملی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار رکعت نماز پڑھائی تو میں نے بجائے چار رکعت کے دو رکعت ہی نماز پڑھائی لیکن اب میں ویسا ہی کروں گا جس طرح حضرت عثمانؓ نے نماز پڑھائی ہے یعنی ہم ان کے ساتھ چار رکعت پڑھیں گے۔

۳۰ھ کے مشہور واقعات

سیف و دیگر مؤرخین کا اختلاف

امام طبری کہتے ہیں کہ مجھے عمر بن شبہ نے بتایا کہ ابو معشر، واقدی اور علی بن محمد مدائنی اس بات پر متفق ہیں کہ حضرت سعید بن العاص نے ۳۰ھ میں طبرستان پر حملہ کیا۔ مگر سیف کی روایت مختلف ہے ان کا کہنا ہے کہ طبرستان کے اصبہبذ نے سوید بن مقرن کو مال دے کر مصالحت کر لی تھی، تا کہ وہ حملہ نہ کریں۔ اور ہم اس واقعہ کی پوری تفصیل حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حالات میں ذکر کر چکے ہیں۔ جبکہ مدائنی بیان کرتے ہیں کہ طبرستان پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں کوئی حملہ نہیں ہوا البتہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں سعید بن العاص نے ۳۰ھ میں وہاں پر سعید نے حملہ کیا۔

جنگ طبرستان کیلئے سعیدؓ کے ہمراہ صحابہؓ کی روانگی

مدائنی کی روایت کے مطابق سعید بن العاص ۳۰ھ میں کوفہ سے روانہ ہوئے اور ان کا ارادہ خراسان جانے کا تھا اور ان کے ساتھ حذیفہ بن الیمان اور دیگر بہت سارے صحابہ کرام بھی تھے جن میں حسن، حسین، عبداللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر بن الخطاب، عبداللہ بن عمرو بن العاص اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم اجمعین تھے۔

عبداللہ بن عامر بھی بصرہ سے اپنی فوجوں کے ساتھ روانہ ہوئے اور ان کی بھی منزل خراسان تھی چنانچہ وہ سعید بن العاص سے پہلے خراسان پہنچ گئے اور ابرَ شہر میں خیمہ زن ہو گئے۔

ابنِ عامر کا اہلِ جرجان سے دو لاکھ پر صلح کرنا

جب سعید بن العاص کو اس بات کی خبر ملی کہ عبداللہ بن عامر ابر شہر میں خیمہ زن ہو گئے ہیں تو وہ قوس میں خیمہ زن ہو گئے۔ یہاں کے لوگوں نے جنگ نہاوند کے بعد مسلمانوں سے صلح کر رکھی تھی اس لئے وہ جرجان آئے چنانچہ وہاں کے لوگوں نے دو لاکھ کے عوض ان سے مصالحت کر لی، پھر وہ طمیسہ آئے یہ علاقہ طبرستان کا تھا اور جرجان کا سرحدی علاقہ تھا جو ساحل بحر پر ایک شہر تھا۔

طمیسہ کی جنگ و فتح

لیکن یہاں کے لوگ سرکش نکلے۔ طمیسہ کے لوگوں نے ان سے شدید جنگ کی، یہاں تک کہ ایک موقع پر مسلمانوں نے نمازِ خوف پڑھی۔ سعید بن العاص نے حضرت حذیفہ بن الیمان سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صلوۃ الخوف پڑھانے کا طریقہ بھی معلوم کیا؟ پھر اس کے مطابق انہوں نے نمازِ خوف پڑھائی۔

اس دن سعید بن العاص نے ایک مشرک کے کندھے پر تلوار کا وار کیا تو اس کی کہنی سے تلوار نکل آئی۔

آخر کار حضرت سعیدؓ نے دشمن کا محاصرہ کر لیا۔ اور دشمن پناہ کے طالب ہوئے تو انہوں نے اس شرط پر ان کی درخواست کو قبول کیا کہ وہ ان کا ایک آدمی بھی قتل نہیں کریں گے۔ اس پر انہوں نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے تو

انہوں نے ایک شخص کے علاوہ باقی سب کو مار ڈالا اور قلعہ میں موجود تمام مال و دولت پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد سعید بن العاص نے نامیہ نامی صحراء کو بھی فتح کر لیا۔

اکابر صحابہ کرام کی شرکت

حنش بن مالک تغلبی روایت کرتے ہیں کہ سعید بن العاص ۳۰ھ میں روانہ ہوئے اور وہ جرجان اور طبرستان پہنچے ان کے ساتھ عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن زبیر اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم بھی تھے۔

محمد بن الحکم کی شہادت

حضرت سعید بن العاص کے ساتھ محمد بن الحکم بن ابی عقیل جو یوسف بن عمر کے جد امجد تھے شہید ہوئے۔ یوسف بن عمر نے ایک مرتبہ قحذم سے کہا اے قحذم! کیا تم جانتے ہو کہ محمد بن الحکم نے کہاں وفات پائی؟ وہ بولا، ہاں وہ طبرستان میں سعید بن العاص کے ساتھ شہید ہوئے تھے۔ وہ بولے نہیں، وہ سعید بن العاص کے ساتھ وہاں گئے تو تھے اور انہوں نے وفات بھی وہیں پائی۔ مگر سعید بن العاص کوفہ چلے آئے تھے۔

محمد بن الحکم پر جعیل کا مرثیہ

کعب بن جعیل نے ان کی تعریف میں یہ اشعار کہے تھے۔

اس نوجوان کے کیا کہنے؟ جس کی جولان گاہ جیلان کا علاقہ ہے۔
وہ اس جنگ میں ایک چھپے شیر تھا، جو اپنی کچھار سے نکل کر صحراء میں آیا ہو۔
اس سے پہلے کسی نے اتنے عظیم لشکر کی قیادت نہیں کی۔
اس لشکر میں اسی ہزار زرہ پوش اور مسلح سپاہی شامل تھے۔

اہل جرجان کی عہد شکنی اور راستہ کی بندش

کلیب بن خلف روایت کرتے ہیں کہ سعید بن العاص نے اہل جرجان سے صلح کر لی تھی۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے خراج دینا بند کر دیا اور عہد شکنی کی مگر سعید کے بعد کوئی وہاں نہیں پہنچا انہوں نے وہاں کا راستہ بھی بند کر دیا تھا۔ اس لئے جو کوئی قومس کے راستہ سے خراسان جاتا تھا وہ اہل جرجان سے بہت خوفزدہ رہتا تھا چنانچہ فارس سے خراسان کا راستہ کرمان کی طرف سے مقرر رہا۔ اس کے بعد قتیبہ بن مسلم پہلا مسلم حکمران تھا جس نے خراسان کے حاکم ہونے کے بعد براستہ قومس خراسان کے راستہ کو جاری کیا۔

انہی کی دوسری روایت کے مطابق سعید بن العاص نے اہل جرجان سے صلح کر لی تھی، وہ کبھی ایک لاکھ کی رقم ادا کرتے تھے اور کہتے تھے ہماری صلح کی رقم یہی ہے، کبھی دو لاکھ رقم دیتے تھے اور کبھی تین لاکھ کی رقم ادا کرتے تھے اور کبھی بالکل ہی نہیں دیتے تھے آخر کا انہوں نے رقم کی ادائیگی بالکل ہی روک دی اور عہد شکنی بھی کی۔

جب یزید بن مہلب حاکم ہو کر وہاں پہنچا اور اس نے مسول سے مصالحت کی اور انہوں نے بحیرہ دہستان کو فتح کر لیا تو اس کے بعد اہل جرجان نے اس سے سعید بن العاص کی صلح کے مطابق دوبارہ مصالحت کی۔

ولید بن عقبہ کا تقرر اور ان کی ہر دلعزیزی

۳۰ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا حاکم سعید بن العاص کو مقرر فرمایا اور ان سے قبل ولید بن عقبہ کوفہ کے حاکم تھے۔

سیف روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے جھگڑے کی اطلاع ہوئی تو آپ ان دونوں پر سخت ناراض ہوئے اور ان دونوں کو سزا دینے کا ارادہ ہوا مگر بعد میں آپ نے اپنا ارادہ بدل دیا اور صرف حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا اور ان سے واجب الاداء قرضہ وصول کیا اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو اپنے عہدے پر بحال رکھا اور حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی جگہ ولید بن عقبہ کا تقرر کیا۔

جب ولید بن عقبہ حاکم بن کر کوفہ آئے تو وہ لوگوں کی محبوب ترین شخصیت بن گئے کیونکہ وہ لوگوں کے ساتھ بہت نرمی کا برتاؤ کرتے تھے اور پانچ سال تک لوگوں کے ساتھ ان کا طرزِ عمل یہی رہا انہوں نے اپنے گھر کا کوئی دروازہ نہیں رکھا اور ہر کسی کو بلا روک ٹوک اندر آنے کی اجازت تھی۔

کوفہ کے فسادی

کچھ عرصہ کے بعد کوفہ کے نوجوان ابن حیسمان خزاعی کے گھر اکٹھے ہو کر آئے اور ان کو تنگ کرنے لگے وہ تلوار لے کر نکلے مگر جب انہوں نے ان شر پسندوں کی کثرت کو دیکھا تو مدد کے لئے پکارا۔ وہ بولے تم خاموش ہو جاؤ تمہیں ایک ہی وار سے اس رات کے خطرہ سے نجات مل جائے گی۔ اس وقت ابوشریح خزاعی انہیں دیکھ رہے تھے، وہ شخص فریاد کرتا رہا لیکن ان لوگوں نے انہیں زدوکوب کر کے مار ڈالا۔

اس کے بعد عوام نے انہیں چاروں طرف سے گھیر کر گرفتار کر لیا، ان ملزموں میں زہیر بن جندب ازدی، مورّع بن ابی مورّع اسدی اور شبیل بن ابی الازدی تھے ان کے خلاف ابوشریح اور ان کے فرزند نے یہ گواہی دی کہ یہ لوگ اس گھر میں داخل ہوئے اور انہیں قتل کر دیا۔

کوفہ کے فسادیوں کے قتل کا حکم

یہاں کے حاکم کوفہ نے ان کے بارے میں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب تحریر فرمایا کہ ان سب کو قتل کر دیا جائے۔ چنانچہ محل کے قریب ایک وسیع میدان میں لوگوں کے سامنے ان سب کو قتل کر دیا گیا۔

اس واقعہ کے بارے میں شاعر عمرو بن عاصم تمیمی نے اپنے اشعار میں یوں کہا:-

اے شریر عناصر! اپنے ہمسایوں کو عثمانؓ کے دور میں یوں ظلم کر کے نہ کھاؤ۔
تم نے ابن عفان کو آزما لیا ہے کہ انہوں نے قرآن کے حکم کے مطابق ان عناصر کا خاتمہ کیا۔
وہ ہمیشہ کتاب اللہ پر عمل کرتے ہیں جو مسلمانوں کے جسم کے ہر حصہ پر حاوی ہے۔

ابوشریح خزاعی کی کوفیوں سے نفرت و مدینہ ہجرت

ابوسعید روایت کرتے ہیں کہ ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے وہ مدینہ منورہ سے کوفہ اس لئے منتقل ہوئے تھے کہ وہ جہاد کے مقامات کے قریب رہنا پسند کرتے تھے۔ ایک رات جب وہ چھت پر تھے انہوں نے اپنے پڑوسی کی چیخ و پکار سنی۔ انہوں نے جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس کے پڑوسی کو کوفہ کے چند نوجوانوں نے گھیر رکھا ہے اور وہ فریاد کر رہا تھا۔ وہ نوجوان اس کے جواب میں کہہ رہے تھے تم مت چیخو کیونکہ تلوار کا ایک وار تمہیں ٹھنڈا کردے گا اس کے بعد انہوں نے اسے مار ڈالا۔

اس کے بعد ابوشریح خزاعی واپس مدینہ لوٹ آئے اور اپنے اہل و عیال کو بھی مدینہ منتقل کر لیا۔

قاتل کی گمنامی میں قسامت کا قانون اور اس کی حقیقت

اس قسم کے واقعات کے بعد قسامت کا قانون جاری ہوا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے میں مقتول کا ولی و سرپرست ہوں دراصل آپ کا مقصد یہ تھا کہ لوگ قتل کرنے سے باز رہیں۔

نافع بن جبیر روایت کرتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسامت یعنی جماعتی حلف نامہ مدعی علیہ اور اس کے رشتہ داروں پر ہے، جب کوئی گواہ دستیاب نہ ہو تو اسکے پچاس افراد حلف اٹھائیں گے اور اگر ان کی تعداد کم ہوئی یا ان میں سے کسی ایک شخص نے انکار کیا تو ان کی قسامت رد کردہ جائے گی پھر مدعی اور اس کے افراد سے حلف لیا جائے گا اگر ان کے پچاس افراد حلف اٹھائیں گے تو وہ قصاص لینے کے حقدار ہو جائیں گے۔

مہمان خانہ کا قیام

عون بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ ابوسمال اسدی چند افراد کے ساتھ مل یہ اعلان کرتا ہے کہ قبیلہ کلب یا کسی مخصوص قبیلہ کا کوئی فرد یہاں قیام کرے اور اس کے خاندان یا قبیلہ کے پاس رہنے کا کوئی ٹھکانہ نہ ہو تو وہ فلاں شخص کے ہاں قیام کرے۔

چنانچہ اس مقصد کے پیش نظر حضرت عقیل اور ابن ہبار کے گھروں کو مہمان بنایا گیا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا گھر رمادہ کے مقام پر قبیلہ ہذیل کی بستی میں تھا چنانچہ وہ بھی اپنے گھر میں رہنے لگے اور ان کے گھر کو بھی مہمان خانہ قرار دیا گیا۔ چنانچہ جب مہمانوں کے لئے مسجد کوفہ کے اردگرد کا حصہ تنگ ہو جاتا تھا تو وہ ہذیل کی بستی میں ان کے گھر میں مقیم ہوتے تھے۔ اس سلسلے میں سیف کی روایت اس طرح ہے کہ مغیرہ بن مقسم بعض کوفی علماء سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسمال کے منادی نے کوفہ کے بازاروں میں یہ نداء دی ہے کہ فلاں فلاں قبائل کے جو مہمان یہاں آئیں اور ان کو یہاں کوئی ٹھکانہ میسر نہ ہو تو ان کی مہمان نوازی ابوسمال پر ہے۔ اس کی مہمان نوازی کا چرچا ہوا تو حضرت عثمانؓ نے مستقل مہمان خانوں کا بندوبست کیا۔

ابوزبیدہ شاعر کے ولید سے تعلقات

محمد اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو جزیرۂ عرب کا حاکم مقرر کیا جس کے بعد وہ بنوتغلب کی بستی میں مقیم ہوئے۔ ابوزبیدہ بھی دورِ جاہلیت سے بنوتغلب کے ہاں اقامت پذیر رہا اور مسلمان ہونے تک وہ اسی قبیلہ کے لوگوں میں رہا کیونکہ قبیلہ تغلب اس کی ننھیالی تھا۔

اس قبیلہ نے ان کو قرض خواہی میں بہت تنگ کیا تو ولید نے اس کا حق ادا کر دیا جس پر ابوزبیدہ ولید کا بہت ممنون ہوا اور ان کا شکریہ ادا کیا اور اس کے بعد وہ ان کے پاس ہی رہنے لگا یہاں تک کہ جب ولید مدینہ گئے تو وہ بھی اس کے ساتھ مدینہ گیا۔ جب ولید بن عقبہ کوفہ کے حاکم مقرر ہوئے تو وہاں بھی اس نے ان کے ساتھ تعلقات برقرار رکھے اور ان کے پاس آمد و رفت کو جاری رکھا جس طرح مدینہ اور جزیرہ میں اس کی آمد و رفت تھی آخر کار وہ کوفہ کے مہمان خانہ میں رہنے لگا جبکہ اس سے قبل وہ لوٹ جایا کرتا تھا۔

ولید کے خلاف مکروہ سازش

ابوزبیدہ عیسائی تھا تاہم ولید بن عقبہ کی صحبت اور ترغیب سے وہ ولید کے آخری دور حکومت میں مسلمان ہو گیا اور ایک اچھا مسلمان ثابت ہوا۔ وہ عرب تھا اور ایک عمدہ شاعر تھا اس لئے ولید نے اسے اپنے ہاں ہی ٹھہرایا، جبکہ دوسری طرف ابوزینب، ابومورّع اور جندب اس کے حاسد دشمن ہو گئے کیونکہ اس کے فرزند اس مذکورہ واقعہ میں قتل کر دیئے گئے تھے اور انہوں نے حضرت ولید بن عقبہ کے پیچھے جگہ جگہ جاسوس اور مخبر لگا رکھے تھے چنانچہ ایک دن ایک شخص ان کے پاس آیا اور کہنے لگا کیا آپ لوگ ولید کی حرکتوں کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کریں گے؟ وہ اس وقت ابوزبیدہ کے ساتھ شراب پی رہا ہے۔ یہ بات سن کر یہ لوگ فوراً اٹھے اور یہ تینوں کوفہ کے لوگوں کے پاس جا کر کہنے لگے تم لوگ اپنے امیر کا حال دیکھو۔ ابوزبیدہ اس کا بہترین مصاحب بنا ہوا ہے اور اس وقت وہ دونوں شراب نوشی میں مشغول ہیں۔

لوگ فوراً ان کے ساتھ روانہ ہوئے، ولید کا گھر رحبہ میں عمارہ بن عقبہ کے ساتھ تھا اور ان کے گھر میں کوئی دروازہ نہیں تھا اس لئے وہ مسجد کی طرف سے وہاں گھس گئے، ولید بن عقبہ نے جب اچانک انہیں دیکھا تو انہوں نے فوراً تخت کے نیچے کوئی چیز چھپا دی لیکن ان میں سے ایک شخص نے اس کے نیچے ہاتھ ڈال کر اسے نکال لیا تو وہ ایک طباق تھا جس میں انگور کے دانے تھے۔ دراصل آپ نے اس لئے چھپایا تھا کہ اسے اس بات پر ندامت تھی کہ لوگ یہ دیکھیں گے کہ طباق میں انگور کے دانوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں ہے۔

ولید کی بردباری

ان لوگوں نے جب یہ حالت دیکھی تو گھر سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور جب دوسرے لوگوں نے بھی اس واقعہ کو سنا تو ان لوگوں نے بھی ان کو گالی گلوچ اور ملامت کی اور ان پر لعنت بھیجی اس کے بعد لوگ اس معاملہ پر بحث و مباحثہ کرنے لگے اور ولید بن عقبہ نے اس کو پوشیدہ رکھا اور اس کی اطلاع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نہیں دی اور لوگوں کی اس گفتگو اور بحث و مباحثہ پر کوئی مداخلت بھی نہیں کی اور اس بات کو ناپسند کیا کہ وہ لوگوں کے درمیان اس کے ذریعہ فتنہ و فساد برپا کریں اس لئے وہ بالکل خاموش رہے۔

ولید کی جانفروشی

فیض بن محمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت شعبی کو دیکھا کہ وہ محمد بن عمر بن ولید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو کہ محمد بن عبدالملک کا جانشین تھا۔ محمد نے مسلمہ کی جنگ کا تذکرہ کیا تو وہ کہنے لگے ''اس کا ولید بن عقبہ کی جنگوں اور اس کے دور حکومت سے کوئی مقابلہ نہیں ہے جب وہ جہاد کے لئے روانہ ہوئے تھے تو وہ دور دراز کے مقامات تک جاتے

تھے وہ کسی چیز میں کوتاہی نہیں کرتے تھے اور نہ کوئی ان کے مقابلہ پر آتا تھا اور ان کا یہ طریقہ ان کی معزولی تک برقرار رہا۔
اس زمانہ میں باب کے علاقہ میں عبدالرحمٰن بن ربیعہ باہلی ہوتے تھے۔

ولید پر شراب نوشی کا لزام، ابن مسعودؓ کو اطلاع

عمرو بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ جندب اور اس کے ساتھی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کہ ولید بن عقبہ شراب نوشی میں مشغول دیکھا گیا ہے۔ انہوں نے اس خبر کو اس قدر پھیلایا کہ یہ ہر ایک کی زبان زد ہوگئی۔ اس پر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو ہم سے کوئی عیب پوشیدہ رکھے گا تو ہم اس کی جاسوسی میں نہیں پڑیں گے اور اس کی پردہ دری نہیں کریں گے۔

ولیدؓ و ابن مسعودؓ میں تلخ کلام

جب اس بات کی اطلاع حضرت ولید کو ہوئی تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو بلوایا جب وہ آئے تو ولیدؓ نے ابن مسعودؓ کو برا بھلا کہا اور یہ پوچھا کیا تمہارے جیسا شخص اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ کینہ ور افراد کو ایسا جواب دے جیسا کہ تم نے جواب دیا ہے؟ کیا میں نے اپنے کسی عیب کو چھپا رکھا ہے؟ یہ جواب تو مشتبہ شخص کے بارے میں دیا جاتا ہے۔
اس پر دونوں کا جھگڑا ہوا اور دونوں طرف سے غصہ کا اظہار ہونے کے بعد دونوں ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔

جادوگری کا کرشمہ

سیف محمد و طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ولید بن عقبہ کے پاس ایک جادوگر کو لایا گیا تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی بھیجا تا کہ وہ ان سے جادوگر کے خلاف حد شرعی معلوم کرے۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہیں کس طرح پتہ چلا کہ یہ جادوگر ہے؟ ولید نے کہا جو لوگ اس کو یہاں لائے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ جادوگر ہے۔!

دم سے داخل ہونا منہ سے نکلنا

پھر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے دریافت کیا کہ تمہیں کیسے پتہ چلا کہ یہ جادوگر ہے؟ وہ بولے یہ شخص خود اس کا اقرار کرتا ہے۔ پھر آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تم جادوگر ہو؟ وہ بولا ہاں، آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ جادو کیا ہے؟ وہ بولا ہاں، یہ کہہ کر وہ ایک گدھے کی طرف بڑھا اور لوگوں کو دکھانے لگا کہ وہ اس کی دم سے داخل ہوا اور اس کے منہ دوسرے نکل رہا ہے۔

جادوگر کو سزا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ دیکھ کر فرمایا تم اسے قتل کر دو، اس کے بعد ولید چلے گئے، اس کے بعد لوگوں نے مسجد میں یہ اعلان کرایا کہ ایک شخص ولید کے پاس جادو کا کھیل دکھا رہا ہے چنانچہ لوگ وہاں پہنچے اور جندب بھی اس موقع کو غنیمت جان کر وہاں پہنچا اور کہنے لگا وہ کہاں ہے؟ تا کہ میں اسے دیکھوں۔

آخر کار عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ولید بن عقبہ دونوں کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ اس جادوگر کو قید رکھا جائے اور اس کے حالات سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو باخبر کیا جائے، چنانچہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع دی گئی تو آپ نے تحریر فرمایا کہ اس سے حلف لیا جائے۔

آخر کار انہوں نے اس جادوگر کو تعزیز و سزا دیکر چھوڑ دیا، اور پھر لوگوں کو ہدایت کی گئی کہ وہ اپنے خیالات کے مطابق عمل نہ کریں اور حاکم کے بغیر حدود شرعیہ قائم نہ کریں، کیونکہ کسی خطا کار کو قید کرنے اور اسے تادیب دینے کا حق صرف حاکم کو حاصل ہے۔

شر پسند جندب کا عثمانؓ کو ولید کے خلاف ناکام بھڑکانا

دوسری طرف جندب کے ساتھی اسے ورغلاتے رہے اور اس ورغلانے کے نتیجہ میں آخر کار وہ اپنے دو ساتھیوں ابوخشتہ غفاری، جثامہ بن صعب بن جثامہ کو لے کر مدینہ پہنچ گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر ولید کو معزول کرنے کی درخواست کی۔

شریر لوگوں کا ولید کے خلاف کامیاب سازش تیار کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''تم لوگ بدگمانی پر عمل کرتے ہو اور مسلمانوں میں غلط باتیں پھیلاتے ہو اور حاکم کی اجازت کے بغیر آتے جاتے ہو، اس لئے تم لوگ فوراً واپس چلے جاؤ، اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ذلیل کر کے واپس بھیج دیا، جب یہ لوگ کوفہ واپس آئے تو تمام مخالفین ان کے پاس پہنچے اور مشورہ کے بعد انہوں نے ایک سازش تیار کی اور اس کے مطابق عمل کیا۔

قصہ یوں ہوا کہ ولید بن عقبہ کے ہاں کوئی دربان نہیں ہوتا تھا اور نہ کوئی حجاب حائل ہوتا تھا اس لئے ایک دن ولید بن عقبہ کو نیند میں غافل پا کر ابوزینب ازدی اور ابومورّع اسدی ان کے گھر میں گھس گئے اور ان کی انگوٹھی اتار لی اور پھر سیدھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور ان دونوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ان کے خلاف شہادت دی اور ان کے ساتھ ان کے مددگار ملازمین بھی تھے۔

ولید کی معزولی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ولید بن عقبہ کو بلوایا جب وہ آئے تو ان کے سامنے شہادتیں رکھی گئی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو معزول کر کے سعید بن العاص کو کوفہ کا حاکم مقرر کیا۔

وہ بولے یا امیر المؤمنین! یہ دونوں مخالف دشمن ہیں، آپ نے فرمایا تمہیں اس بات سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا ہم تو اس کے مطابق عمل کرتے ہیں جو ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے، اس میں جو ظلم کرے گا اللہ اس سے انتقام لے گا اور جو مظلوم ہوگا اللہ اس کو جزا دے گا۔

ولید کے خلاف سازشی واقعہ کی تفصیل

سیف کی دوسری روایت اس طرح ہے کہ کوفہ کے چند افراد اکٹھے ہوئے اور ولید بن عقبہ کو معزول کرنے کی سازش کرتے رہے، آخر کار ابوزینب بن عوف اور ابومورع اسدی ان کے خلاف شہادت مہیا کرنے کے لئے تیار ہو گئے

چنانچہ منصوبہ کے مطابق ولید کے پاس آ کر کہنے لگے:

ولید بن عقبہ کی دو بیویاں تھیں ایک ذوالخمار کی بیٹی تھی اور دوسری ابوعقیل کی بیٹی تھی۔ ان کے زنانہ اور مردانہ کمروں کے درمیان وہ پڑا رہتا تھا ایک دن وہ دونوں دوسرے لوگوں کے ساتھ ولید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کچھ دیر کے بعد دوسرے لوگ چلے گئے لیکن یہ دونوں بدستور بیٹھے رہے اتنے میں ولید کو نیند آ گئی چنانچہ اس موقع کو غنیمت جان کر ان میں سے ایک نے ولید کی انگوٹھی اتار لی اور پھر دونوں نکل آئے۔

جب ولید بن عقبہ بیدار ہوئے تو اس وقت ان کی دونوں بیویاں اس کے سرہانے موجود تھیں لیکن ان کی انگوٹھی غائب تھی۔ آپ نے اپنی دونوں بیویوں سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو دونوں نے اس سے لاعلمی کا اظہار کیا پھر آپ نے پوچھا سب سے آخر میں یہاں کون بیٹھا ہوا تھا؟ وہ بولیں دو افراد تھے، جنہیں ہم نہیں پہچانتے ہیں البتہ اتنا جانتے ہیں کہ یہ دونوں آپ کے پاس آخر میں آئے تھے۔

آپ نے پوچھا ان کا حلیہ کیا تھا؟ وہ بولیں ان دونوں میں سے ایک نے کمبل اوڑھ رکھا تھا اور دوسرا چادر اوڑھے ہوا تھا چادر والا آپ سے نسبتۃً دور تھا اور کمبل والا آپ سے نزدیک تھا، اور چادر والا دراز قد تھا جبکہ کمبل والا پستہ قد تھا نیز ہم نے اس کا ہاتھ آپ کے ہاتھ پر دیکھا تھا۔ ولید بن عقبہ نے فرمایا وہ ابوزینب تھا جبکہ دوسرا ابومورع تھا دراصل وہ کسی سازش کے تحت یہاں آئے تھے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟

اس کے بعد ولید بن عقبہ نے انہیں تلاش کرایا مگر ان کا کوئی سراغ نہ ملا کیونکہ وہ دونوں مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے تھے، مدینہ پہنچنے کے بعد وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے، اس ملاقات میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنہیں ولید بن عقبہ نے مختلف سرکاری کاموں سے معزول کر دیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ انہیں اچھی طرح پہچانتے تھے، جب ان لوگوں نے ولید کے خلاف شکایت کی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے دریافت کیا کہ کون شہادت دے گا؟ لوگوں نے کہا ابوزینب اور ابومورع گواہی دیں گے نیز مزید دو افراد نے ان کی تائید کی۔

آپ نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں نے کیا ملاحظہ کیا؟ وہ بولے جب ہم ان کے پاس آئے تو وہ شراب کی قے کر رہے تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ شراب کی قے تو پینے کے بعد ہی ہو سکتی ہے۔

ولید پر شاربِ خمر کی حد کا اجراء

اس کے بعد انہوں نے ولید بن عقبہ کو بلوایا چنانچہ جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے ان دونوں افراد کو وہاں دیکھا، انہوں نے حلف اٹھا کر ان لوگوں کے تمام حالات بتائے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم حدود شرعیہ کو قائم کریں گے اور جھوٹے گواہ کا ٹھکانہ جہنم ہے اے میرے بھائی! تم صبر کرو، اس کے بعد انہوں نے سعید بن العاص کو حکم دیا کہ وہ ان کو کوڑے ماریں چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا۔

اس طرح ان دونوں کی اولاد میں باہمی عداوت پیدا ہوئی جو آج تک باقی ہے۔

ابوعبیدہ ایادی کی زبانی اصل واقعہ

ابوعبیدہ ایادی روایت کرتے ہیں کہ ابوزینب اور ابومورع دونوں ولید بن عقبہ کے گھر آئے، ولید کی دو بیویاں تھیں ایک ذوالخمار کی بیٹی تھی اور دوسری ابوعقیل کی بیٹی تھی، اس وقت ولید بن عقبہ سوئے ہوئے تھے ان میں سے

ایک نے جھک کر ان کی انگوٹھی اتار لی اور چلے گئے۔

جب ولید بن عقبہ بیدار ہوئے تو انہوں نے اپنی دونوں بیویوں سے انگوٹھی کے بارے میں دریافت کیا۔ دونوں نے کہا کہ ہم نے انگوٹھی نہیں لی ہے، آپ نے پوچھا آخر میں کون رہ گیا تھا؟ وہ بولیں دو اشخاص رہ گئے تھے ایک کوتاہ قد کا جو کمبل اوڑھے ہوئے تھا دوسرا دراز قد کا جو چادر اوڑھے ہوئے تھا اور ہم نے کمبل والے کو دیکھا کہ وہ آپ پر جھکا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا وہ ابوزینب تھا، پھر وہ ان دونوں کی تلاش میں نکلے مگر وہ دونوں مدینہ روانہ ہو چکے تھے اور ولید کو یہ نہیں معلوم تھا کہ آخر ان کا مقصد کیا ہے؟

وہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور سب لوگوں کے سامنے واقعہ بیان کیا، آپ نے تمام باتیں سننے کے بعد ولید بن عقبہ کو بلوایا، جب ولید آئے تو وہ دونوں وہاں موجود تھے، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں سے پوچھا کہ تم دونوں کس بات کی شہادت دیتے ہو؟ کیا تمہارے پاس اس بات کی کوئی شہادت ہے کہ تم نے انہیں شراب پیتے ہوئے دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں، دراصل وہ ڈر رہے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا پھر کیا دیکھا؟ وہ بولے ہم نے شراب کو ان کی داڑھی سے نچوڑا ہے جبکہ وہ شراب کی قے کر رہے تھے اس پر آپ نے سعید بن العاص کو حکم دیا کہ وہ کوڑے لگائیں، چنانچہ اس واقعہ سے ان دونوں کے خاندان میں عداوت پیدا ہوئی۔

ولید کے بارے میں اختلاف

سیف ابوالعریف اور یزید فقعسی کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ ولید بن عقبہ کے بارے میں دو گروہ تھے عوام کے ان کے حامی تھے جبکہ خواص ان کے مخالف تھے اور یہ صورت حال جنگ صفین تک جاری رہی، جب معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے تو وہ لوگ کہنے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میں یہ عیب تھا، یہ عیب تھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے انہیں جواب دیا تم لوگ جس وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرتے ہو اس معاملہ میں تمہاری حالت ایسی ہے جیسے کوئی اپنے ہمسفر پر حملہ کر کے اسے مار ڈالے، اب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اس بارے میں کیا قصور ہے کہ گواہوں نے شہادت دی اور انوں نے مجبوراً کوڑے لگوائے اور اس کو اس کے کام سے معزول کیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قول

نافع بن جبیر کہتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کسی شخص کو حد شرعی کی وجہ سے کوڑے مارے جائیں اور پھر اس کی طرف سے توبہ ظاہر ہو جائے تو اس کے متعلق دی گئی شہادت مقبول ہے۔

ولید کی معزولی پر لونڈیوں کا ماتم

ابو کبران اپنی لونڈی کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں وہ کہتی ہے کہ ولید بن عقبہ نے لوگوں کے ساتھ بہت بھلائی کا معاملہ کیا یہاں تک وہ باندیوں اور غلاموں میں بھی مال تقسیم کیا کرتے تھے ان کی معزولی پر آزاد اور غلام سب لوگوں نے افسوس کا اظہار کیا چنانچہ لونڈیاں ماتمی لباس پہنے یہ اشعار پڑھتی رہیں۔ ترجمہ:

افسوس ہے کہ ولید کو معزول کر دیا گیا اور ہمارے پاس بھوک سے مارنے والا سعید حاکم آ گیا ہے۔

وہ خوراک میں کمی کرے گا اور اس میں اضافہ نہیں کرے گا اس طرح لونڈیاں اور غلام بھوکوں مریں گی۔

ولید کی جگہ سعید بن العاص کا تقرر

محمد اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ سعید بن العاص خلافت عثمانی کے ساتویں سال کوفہ کے حاکم بن کر آئے، وہ عاص بن امیہ کی نشانی تھے جب اللہ تعالیٰ نے شام کو فتح کرایا تو وہ شام چلے گئے تھے اور معاویہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہنے لگے تھے۔

کچھ حالات سعید بن العاص کے

سعید بن العاص یتیم تھے انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آغوش میں پرورش پائی تھی۔ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قریش کے افراد کو یاد کیا اور ان کے بارے میں اطلاع حاصل کرتے ہوئے سعید بن العاص کے بارے میں دریافت کیا، لوگوں نے کہا اے امیر المؤمنین! وہ تو دمشق میں ہیں، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا تم سعید بن العاص کو بھیج دو، انہوں نے سعید بن العاص کو مدینہ بھیج دیا لیکن اس وقت وہ بیمار تھے مدینہ پہنچنے کے بعد وہ تندرست ہو گئے۔

سعید کی تعریف، حضرت عمرؓ کی زبانی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابن الاخ! مجھے تمہاری قابلیت اور صلاحیت کی خبریں ملی ہیں تم اپنی صلاحیتوں کو مزید ترقی دو، اللہ تمہیں ترقی دے گا پھر آپ نے دریافت کیا، کیا تمہاری کوئی بیوی ہے؟ وہ بولے نہیں، اس پر آپ نے فرمایا اے ابو عمرو! تم نے اس نوجوان کا اب تک نکاح کیوں نہیں کرایا؟ وہ بولے میں نے انہیں اس کی پیشکش کی تھی مگر انہوں نے انکار کر دیا تھا۔

سعید کی جنگل میں چند لڑکیوں سے ملاقات اور ان سے نکاح

ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک دفعہ سعید جنگل میں جا رہے تھے وہ ایک چشمہ کے پاس پہنچے وہاں انہیں چار خواتین ملیں وہ انہیں دیکھ کر کھڑی ہو گئیں۔ سعید نے پوچھا تم کون ہو اور کس حال میں ہو؟ وہ بولیں ہم سفیان بن عویف کی بیٹیاں ہیں ان کے ساتھ ان کی والدہ بھی تھیں ان کی والدہ نے کہا ہمارے مرد سارے فوت ہو گئے ہیں اور جب مرد فوت ہو جائیں تو ان کی خواتین بھی بیکس اور لاچار رہ جاتی ہیں۔ لہذا آپ ان عورتوں کا ان کے ہم پلہ خاندان میں نکاح کرا دیں۔ اس پر سعید بن العاص نے ان کی ایک لڑکی سے شادی کر لی۔ دوسری لڑکی سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے نکاح کیا اور تیسری لڑکی کو ولید بن عقبہ نے اپنی زوجیت میں لے لیا۔ اس کے بعد مسعود بن نعیم نہشلی کی بیٹیاں آئیں اور انہوں نے بھی یہی کہا کہ ہمارے سارے مرد ہلاک ہو گئے ہیں اور بچے باقی رہ گئے ہیں، تم ہمیں اپنے خاندان میں قبول کر لو۔

چنانچہ سعید بن العاص نے ان کی بھی ایک لڑکی سے نکاح کیا اور دوسری لڑکی سے جبیر بن مطعم نے نکاح کیا اس طرح سعید بن العاص کی ان لوگوں سے رشتہ داری قائم ہو گئی اس کے چچاؤں نے دور اسلام میں نہایت بہادرانہ کارنامے انجام دیئے تھے اور یہ لوگ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں میں بھی مقدم تھے بہر حال حضرت

عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے قبل ہی سعید بن العاص کا شمار بھی مشہور لوگوں میں ہو گیا تھا۔

سعید بن العاص کی کوفہ آمد

سعید بن العاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں حاکم کوفہ بن کر کوفہ تشریف لائے۔ ان کے ساتھ مکہ یا مدینہ سے اشتر، ابوحشۃ غفاری، جندب بن عبداللہ اور ابومصعب بن جثامہ بھی نکلے تھے۔ یہ وہ شریر لوگ تھے جو ولید بن عقبہ کی شکایت لے کر آئے تھے۔ اب یہ لوگ سعید بن العاص کے ساتھ کوفہ واپس لوٹے۔

سعید بن العاص نے کوفہ تشریف لانے کے بعد وہاں کے لوگوں سے خطاب فرمایا، حمد و ثناء کے بعد آپ نے فرمایا:

''خدا کی قسم! میں بادل نخواستہ اور زبردستی یہاں آیا ہوں اور میں مجبور تھا، مجھے حکم دیا گیا کہ میں تعمیل کروں، مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں فتنہ و فساد نے اپنی جڑیں مضبوط کر لی ہیں۔ خدا کی قسم! میں اس کا قلع قمع کر کے ہی رہوں گا اور آج ہی سے اس کے لئے کوشش شروع کر دوں گا۔

یہ کہہ کر وہ منبر سے نیچے اترے۔

پھر آپ نے اہل کوفہ کے بارے میں تحقیقات کیں اور ان کے حالات سے آگاہ ہوئے اور پھر ان تحقیقات کے نتائج سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مطلع فرمایا کہ اہل کوفہ کے معاملات خراب ہو گئے ہیں، قدیم اور شریف خاندان مغلوب ہو گئے ہیں بعد میں آئے ہوئے لوگ اور اعراب یہاں کے معاملات پر غالب آ گئے ہیں یہاں تک کہ شریفوں اور بہادر اشخاص کو کوئی نہیں پوچھتا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جوابی خط تحریر فرمایا:

تم قدیم اور مختلف خدمات انجام دینے والے اشخاص کو ترجیح دو، جن کے ہاتھوں اللہ نے یہ ملک فتح کرایا ہے اور جو لوگ ان کی بدولت مقیم ہوئے ہیں انہیں ان کے ماتحت رکھو سوائے اس صورت کے کہ یہ قدیم اور بہادر لوگ حق و صداقت کے کاموں کو انجام دینے میں سستی کریں یا اس کو درست انداز میں انجام نہ دے سکیں اور دوسرے لوگ اس کو بخوبی انجام دے سکیں۔ تم ہر ایک کی حیثیت اور مرتبہ کا خیال رکھو اور ہر ایک کے حق کا درجہ بدرجہ خیال رکھو کیونکہ مردم شناسی کے ذریعہ عدل و انصاف قائم ہوتا ہے۔

شرفاء سے خطاب

امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس ہدایت کے بعد حضرت سعید بن العاص نے کوفہ کے ان معزز حضرات کو بلایا جنہوں نے اسلامی جنگوں اور بالخصوص جنگ قادسیہ میں حصہ لیا تھا انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم اپنی قوم کی شکل و صورت ہو اور صورت ہی کے ذریعہ جسم کا پتہ چلتا ہے، تم ہمیں ضرورتمندوں کی ضرورتوں سے مطلع کرو اور محتاجوں کی حاجتیں پیش کرو۔ میں ان کے ساتھ ان لوگوں کو بھی شامل کروں گا جو بعد میں آ کر مقیم ہوئے ہیں۔

اس تقریر کے بعد ایسا معلوم ہوا کہ کوفہ ایک خشک پودا تھا جس میں آگ لگ گئی ہو۔ چنانچہ اس کے بعد مختلف افواہیں

اور چہ میگوئیاں ہونے لگیں یہاں تک کہ سعید بن العاص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس صورتحال سے آگاہ فرمایا۔

فتنہ وفساد کا آغاز ہوگیا

کوفہ کے حالات سے باخبر ہوتے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اعلان کرایا کہ تمام حضرات نماز میں جمع ہو جائیں۔ چنانچہ جب سب حضرات جمع ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں ان تمام باتوں سے مطلع کیا جو سعید بن العاص نے اہل کوفہ کے بارے میں تحریر فرمائی تھیں نیز وہ باتین بھی بتائیں جن کا وہاں چرچا ہوا تھا۔
مسلمانوں نے کہا آپ کا طریقۂ عمل صحیح ہے آپ اس بارے میں ان کی تائید نہ کریں اور نہ انہیں ایسی توقعات دلائیں جن کے وہ اہل نہیں، کیونکہ جب نااہل اور غیر مستحق لوگ اپنے کام انجام دینے کی کوشش کریں گے تو وہ اس میں کامیاب نہیں ہوسکیں گے بلکہ وہ کام کو مزید خراب کر دیں گے۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اہل مدینہ! تم تیار ہو جاؤ اور متحد ہو جاؤ کیونکہ فتنہ وفساد کا آغاز ہو گیا ہے۔ یہ کہہ کر آپ منبر سے اترے اور اپنے گھر کو چلے گئے۔

عثمانؓ کا اہلِ مدینہ کو ایک سہولت دینا

ہشام بن عروہ بیان کرتے ہین کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اکثر اپنی گفتگو اور تقریروں میں لوگوں کے سامنے دو تین اشعار تمثیلاً ضرور پڑھتے تھے۔

حضرت عبیداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کو جمع کر کے فرمایا "اے اہل مدینہ! لوگ فتنوں میں مبتلا ہور ہے ہیں، خدا کی قسم! میں تمہارے مال وجائیداد کو تمہارے پاس منتقل کرسکتا ہوں بشرطیکہ یہ تمہاری رائے ہو، کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ جو اہل عراق کے ساتھ فتوحات میں شریک ہوا ہو وہ اپنے سازوسامان کے ساتھ اپنے وطن میں مقیم ہو جائے۔ اس پر اہل مدینہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے امیر المؤمنین! آپ ہمارے مال غنیمت کی اراضی کو کیسے منتقل کرسکیں گے؟ آپ نے فرمایا ہم ان اراضی کو کسی کے ہاتھ حجاز کے اراضی کے ہاتھوں فروخت کر سکتے ہیں، اس پر وہ بہت خوش ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے ایسا راستہ کھول دیا ہے جو ان کے خیال وگمان میں نہیں تھا، چنانچہ جب وہ رخصت ہوئے تو اللہ نے ان کی مشکل حل کر دی تھی۔

اراضی کی خرید وفروخت

حضرت طلحہ بن عبید اللہ کے پاس مال کے بہت سے حصے جمع ہو گئے تھے ان کے پاس اس کے علاوہ دیگر جائیداد بھی تھی۔ اس لئے انہوں نے مدینہ کے ان لوگوں سے جو جنگ قادسیہ اور جنگ مدائن میں شریک ہوئے تھے اور پھر مدینہ میں مقیم ہو گئے تھے اور عراق ہجرت کر کے نہیں گئے تھے نشاستج کی عمدہ اراضی خرید لی تھی، اس طرح انہوں نے اریس کنویں کے بدلہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عراق کی جائیداد خرید لی تھیں اور مروان بن الحکم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عطاء کردہ مال کے ذریعہ نہر مروان خرید لی تھی جو اس زمانہ میں جنگل تھا۔
اور ان سے عراق کے قبائل کے لوگوں نے بھی اپنی اس جائیداد کے بدلہ میں جو جزیرہ عرب میں ان کے قبضہ میں تھیں اراضی خرید لی ان میں مدینہ، مکہ، طائف، یمن اور حضر موت کے باشندے شامل تھے چنانچہ اشعث نے اپنی

حضرموت کی جائیداد کے بدلہ میں طیز ناباذ کی اراضی خرید لی۔

امیر المؤمنین کا حکم نامہ

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام اسلامی ممالک میں ایک حکم نامہ جاری کر دیا کہ مال غنیمت کی وہ اراضی جس کے شہر والے طلبگار تھے وہ قیصر و کسریٰ اور ان کے لواحقین کی اراضی تھیں جنہیں اہل مدینہ نے اپنے حصوں کے مطابق حاصل کیا اور اس میں اپنی حجاز، مکہ، یمن اور حضرموت کی جائیداد کی فروخت کے معاوضہ میں اضافہ کرتے رہے اور یہ ان لوگوں کو دی گئیں جو اہل مدینہ میں سے ان فتوحات میں شریک تھے اس طرح اس حکم نامہ کے اندر باہمی رضامندی سے اس قسم کے تبادلہ کی اجازت دی گئی۔

ترجیحی حقوق

وہ لوگ جو پہلے سے مسلمان نہیں ہوئے تھے بلکہ بعد میں مسلمان ہوئے انہیں قدیم مسلمانوں جیسے حقوق حاصل نہیں تھے۔ صحابہ اور قدیم مسلمانوں کو مجالس اور دیگر مراتب میں برتری حاصل ہوتی تھی مگر یہ لوگ اس فضیلت کے جتانے کو ناپسند فرماتے تھے اور اسے خلاف تہذیب سمجھتے تھے اور اس کا اظہار کبھی نہیں کرتے تھے بلکہ اسے پوشیدہ رکھتے تھے۔

خاتم مبارک کی گمشدگی

خاتم نبوت

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا کہ عجمی سربراہوں کو خطوط لکھیں اور انہیں اللہ کی طرف دعوت دیں اس پر ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ لوگ صرف مہر زدہ خطوط قبول کرتے ہیں۔ اس پر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ آپ کے لئے ایک لوہے کی انگوٹھی تیار کی جائے۔ چنانچہ ایک انگوٹھی تیار کی گئی آپ نے اسے اپنی انگلی میں پہن لیا۔

لوہے اور تانبے کی انگوٹھی سے ممانعت

اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا آپ اسے اپنی انگلی سے اتار دیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی انگلی سے اتار دیا اور حکم دیا کہ آپ کے لئے دوسری انگوٹھی تیار کی جائے چنانچہ آپ کے لئے تانبے کی ایک انگوٹھی تیار کی گئی اور پھر آپ نے اسے اپنی انگلی میں پہن لیا، اس کے بعد پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہنے لگے کہ آپ اسے بھی اپنی انگلی سے اتار دیں چنانچہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بھی اپنی انگلی سے اتار دیا۔

پھر آپ نے حکم دیا کہ آپ کے لئے چاندی کی انگوٹھی تیار کی جائے چنانچہ ایک چاندی کی انگوٹھی تیار کی گئی اسے آپ نے اپنی انگلی میں پہن لیا حضرت جبرئیل علیہ السلم نے اس انگوٹھی کو برقرار رکھا اور حکم دی کہ اس پر محمد کے الفاظ

کندہ کرائے جائیں۔
اس کے بعد آپ جس کسی کو خط تحریر فرماتے تو اس پر اس انگوٹھی کی مہر لگاتے تھے اور انگوٹھی کا نقش تین سطروں پر مشتمل تھا۔ پہلی سطر پر "اللہ" دوسری پر "رسول" تیسری پر "محمد" کندہ تھا۔

شاہِ ایران کسریٰ کے نام حضور ﷺ کا والا نامہ

آپ نے اس کے بعد مختلف سربراہوں کے نام خطوط روانہ کئے ان میں ایک خط آپ نے شاہ ایران کسریٰ بن ہرمز کی طرف لکھا اور اس خط کو حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بھیجا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ اس خط کو لے کر وہاں پہنچے تو کسریٰ نے وہ نامہ مبارک پڑھا مگر اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔

شاہِ ایران اور شاہِ دو جہاں کے درمیان موازنہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے اور آپ کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کھجور کی چھال کی چٹائی پر بیٹھتے ہیں اور شاہ ایران سونے کے تخت پر بیٹھتا ہے اور ریشم کا لباس پہنتا ہے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم یہ بات پسند نہیں کرتے ہو کہ انہیں دنیا ملے اور ہمیں آخرت ملے۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے میں آپ کی اس بات سے مطمئن ہوں۔

ہرقل کو خط

آپ نے ایک دوسرا نامہ مبارک تحریر فرما کر حضرت دحیہ بن خلیفہ کلبی کے ہاتھ شاہ روم ہرقل کے پاس بھیجا اس میں بھی اسے اسلام کی دعوت دی گئی چنانچہ ہرقل نے وہ خط پڑھا اور اسے اپنے پاس محفوظ رکھا۔

خاتم مبارک کی حفاظت

یہ خاتم مبارک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت تک آپ کی انگشت مبارک میں رہی اور آپ اس سے خطوط میں مہر لگاتے رہے یہاں تک اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے پاس بلالیا۔
بعد ازاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے وہ بھی اس خاتم مبارک سے مہر لگاتے رہے یہاں تک کہ آپ کی وفات ہوئی اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ بنے اور وہ بھی اپنی وفات تک اسی مہر کو استعمال کرتے رہے ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے وہ بھی چھ سال تک اسی خاتم مبارک سے مہر لگاتے رہے۔

انگوٹھی کی گمشدگی کا واقعہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مدینہ کے لئے پانی پینے کا ایک کنواں کھدوایا، ایک دفعہ آپ اس کنویں کے سرے پر بیٹھے ہوئے اس انگوٹھی کو حرکت دے رہے تھے اور اسے اپنی انگلی میں گھما رہے تھے کہ انگوٹھی ان کے ہاتھ سے نکل کر کنویں میں گر گئی۔ لوگوں نے کنویں میں اس کو بہت تلاش کیا یہاں تک کہ اس کا سارا پانی نکلوادیا پھر بھی اس کا سراغ نہ مل سکا۔

بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اعلان کیا کہ جو بھی شخص اس انگوٹھی کو لے کر آئے گا اسے بھاری رقم دی

جائے گی۔ آپ کو اس خاتم مبارک کے گم ہونے کا بہت رنج و غم ہوا اور اس کی تلاش میں سرگرداں رہے۔ تلاش بسیار کے بعد بھی آپ کو وہ انگوٹھی نہ ملی اور آپ ہر طرح سے مایوس ہو گئے تو آپ نے اس جیسی چاندی کی انگوٹھی بنوانے کا حکم دیا چنانچہ ہو بہو ویسی ہی انگوٹھی بنائی گئی اور اس پر محمد رسول اللہ کندہ تھا آپ نے اسے اپنی انگلی میں پہن لیا، جب آپ کو شہید کیا گیا تو وہ انگوٹھی بھی غائب ہو گئی اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ کون اس انگوٹھی کو لے گیا۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حالات وواقعات

۳۰ھ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے اختلاف ہوا جس کے نتیجہ میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں شام سے مدینہ کی طرف بھجوا دیا۔

ابن سبا کی فتنہ پردازی

سیف کی روایت ہے کہ جب ابن السوداء (ابن سباء) شام آیا تو وہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا اے ابوذر! کیا تمہیں معاویہ کے اس قول پر کوئی حیرت وتعجب نہیں کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ مال اللہ کا مال ہے جبکہ ہر چیز اللہ کی ہے۔ ایسا اندیشہ ہے کہ وہ کہیں مسلمانوں کو چھوڑ کر تمام مال اپنے لئے مخصوص نہ کر لیں اور مسلمانوں کا نام تک مٹا ڈالیں۔

یہ سن کر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا ''کیا وجہ ہے کہ آپ مسلمانوں کے مال کو اللہ کا مال کہتے ہیں،، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بولا اے ابوذر! کیا ہم سب اللہ کے بندے نہیں ہیں؟ اور سارا مال اللہ کا مال نہیں ہے اور یہ مخلوق اس کی مخلوق نہیں ہے اور اصل حکومت اللہ کی نہیں ہے؟ یہ تمام چیزیں اللہ کی نہیں ہیں؟ مگر میں یہ ضرور کہوں گا کہ مال مسلمانوں کا ہے۔

اس کے بعد منافق ابن السوداء حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کو بھی امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول سنایا تو حضرت ابوالدرداء نے فرمایا تم کون ہو؟ خدا کی قسم! میرے خیال میں تم یہودی ہو، پھر وہ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کے پاس گیا وہ اسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آئے اور فرمایا خدا کی قسم! یہی وہ شخص ہے جس نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو آپ کے برخلاف کیا۔

حضرت ابوذرؓ کی شدت پسندی

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ شام کے قیام کے دوران اس قسم کا وعظ وتلقین فرمایا کرتے تھے ''اے دولت مند لوگو! تم غریبوں کے ساتھ ہمدردی کرو، وہ لوگ جو سونا چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کے راستے میں خرچ نہیں کرتے تم انہیں جہنم کی آگ کے ٹھکانہ کی خوشخبری سنا دو جہاں ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پشت پر داغ لگایا جائے گا۔

حضرت ابوذر غفاری ہمیشہ اس قسم کی تقریریں کرتے رہے یہاں تک کہ غریب طبقہ پر ان باتوں کا بہت اثر ہوا اور انہوں نے دولت مندوں کو بھی ان باتوں پر مجبور کیا چنانچہ دولت مند طبقہ عوام کے اس سلوک کی شکایت کرنے لگا۔

معاویہؓ کا عثمانؓ کو ابوذرؓ کی شکایت کرنا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی اس حالت کو دیکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تحریر فرمایا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ میرے لئے مشکلات کا باعث بن گئے ہیں اور ان کی باتوں سے لوگ مجھ سے بدظن ہو رہے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواباً تحریر فرمایا کہ فتنہ وفساد کی جڑیں نمودار ہوگئی ہیں اب وہ پھوٹنا چاہتی ہیں اس لئے تم اس زخم کو مت چھیڑو بلکہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو میرے پاس بھیج دو اور ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرو اور ان کے لئے زادِراہ مہیا کر کے ایک راہبر کے ساتھ میرے پاس بھیج دو اور جہاں تک ممکن ہو عوام کو روکے رکھو کیونکہ تمہارا یہ نظم وضبط تمہارے ہی کام آئے گا۔

حضرت ابوذرؓ کی مدینہ آمد

امیر المؤمنین کی ہدایت کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کو ایک راہبر کے ساتھ روانہ کیا، جب وہ مدینہ آئے تو وہاں انہوں نے مختلف قسم کی خفیہ مجالس اور محفلیں دیکھیں اس پر انہوں نے یہ پیشگوئی کی کہ ''تم اہل مدینہ کو سخت غارتگری اور یادگار جنگ کی پیش خبری سنادو''۔

حضرت ابوذرؓ کی حضرت عثمانؓ سے گفتگو

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ جب مدینہ تشریف لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا کہ اہل شام تمہاری شکایت کرتے ہیں؟ حضرت ابوغفاری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ میرے نزدیک مسلمانوں کے مال کو اللہ کا مال کہنا مناسب نہیں ہے اور دولت مندوں کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ مال ودولت کو جمع کریں، چنانچہ یہ لوگ میری اس بات سے اختلاف کرتے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابوذر! میرا یہ فرض ہے کہ میں اپنے فرائض کو ادا کروں اور رعایا کے ذمہ جو واجبات ہوں انہیں وصول کروں اس لئے میں انہیں زاہد بننے پر مجبور نہیں کر سکتا البتہ میں انہیں محنت کرنے اور کفایت شعار بننے کی تلقین کر سکتا ہوں۔

ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کا مدینہ سے بھی کوچ کر جانا

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ مجھے مدینہ سے باہر رہنے کی اجازت دیں گے؟ کیونکہ مدینہ اب میرا گھر نہیں رہا ہے۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم مدینہ کے بجائے ایک بدتر مقام پر رہنا چاہتے ہو؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ جب مدینہ کی عمارتیں خفیہ اڈے بن جائیں تو میں وہاں سے نکل جاؤں۔ اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ سے باہر رہنے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ سے نکل کر ربذہ چلے گئے وہاں انہوں نے ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جاتے ہوئے انہیں اونٹوں کا ایک ریوڑ بھی دیا اور دو غلام بھی دیئے اور انہیں یہ بھی کہا کہ تم مدینہ آیا جایا کرنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بالکل اعرابی بن جاؤ، چنانچہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس پر عمل بھی کرتے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اعرابی بننے کے خوف سے مدینہ آ جانا جانا رکھتے تھے تاہم تنہائی اور خلوت نشینی انہیں زیادہ پسند تھی۔

ابوذرؓ کا کعبؒ سے جھگڑا

ایک مرتبہ ابوذرؓ حضرت عثمانؓ کے پاس تشریف لائے۔ وہاں کعب احبار بھی موجود تھے۔ ابوذرؓ نے حضرت عثمانؓ سے کہا: آپ عوام سے محض اس پر راضی نہ ہو جائیں کہ وہ ایذاء رسانی وغیرہ سے باز ہیں بلکہ ان کو چاہیئے کہ وہ کوئی نیکی بھی انجام دیں۔ اسی طرح جس پر زکوۃ کا فریضہ عائد ہو وہ بھی محض ادائے زکوۃ پر اکتفاء نہ کرے بلکہ اپنے ہمسایوں وغیرہ کے ساتھ خیر خواہی کا معاملہ بھی ضروری ہے۔ اس پر کعبؒ بول اٹھے: جس نے فرض ادا کر دیا اس نے اپنا قرض چکا دیا۔ اس پر حضرت ابوذرؓ نے اپنی چھڑی اٹھائی اور کعب کے سر پر دے ماری اور بولے: اے یہودی کی اولاد! تمہیں اس سے کیا غرض؟ اگر اب بولے تو اچھی خبر لوں گا۔ (کعبؒ یہودیت سے اسلام لائے تھے۔ اس لئے ابوذرؓ نے ان کو ایسا کہا۔) حضرت عثمانؓ نے ابوذرؓ کو فرمایا: اے ابوذر خدا سے ڈرو! اور اپنی زبان و ہاتھ کو لگام دو۔

مدینہ سے باہر قیام کی وجہ

حضرت محمد بن سیرین بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اپنی خوشی سے ہی مقام ربذہ کی طرف چلے گئے تھے کیونکہ انہوں نے اس بات کو محسوس کیا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کی طرف مائل نہیں ہیں۔
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے جانے کے بعد ان کے اہل وعیال کو بھی وہاں روانہ کر دیا تھا جب وہ جانے لگے تو ان کے ساتھ ایک بہت بڑا تھیلا تھا جو اٹھانے میں ایک مرد کے لئے بھی بھاری تھا۔ اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص کو دیکھو وہ دنیا سے کنارہ کش ہے مگر اس کے پاس کتنا مال ہے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ نے جواب دیا خدا کی قسم! اس میں نہ دینار ہیں اور نہ درہم، بلکہ اس میں دفع حوائج کیلئے معمولی پیسے ہیں جب ان کے لئے وظیفہ آتا تھا تو یہ ہماری ضروریات کے لئے اس کے بدلہ میں پیسے خرید لیتے تھے۔

ابوذرؓ کی اطاعت شعاری

حضرت ابوذرؓ جب ربذہ میں آئے اور نماز کا وقت ہوا تو وہاں کے امیر جو سابق غلام تھے انہوں نے حضرت ابوذرؓ سے کہا آپ بڑھیئے اور نماز پڑھایئے۔ آپؓ نے فرمایا: نہیں، بلکہ تم ہی پڑھاؤ، کیونکہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ امیر کی اطاعت کرو، خواہ وہ نک کٹا غلام کیوں نہ ہو۔ تم اگر چہ غلام ہو لیکن ہو تو صحیح سالم۔

یہ غلام سیاہ فام تھا اور اس کا نام مجاشعہ تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوذر اور رافع ابن خدیج رضی اللہ عنہما دونوں کے لئے وظیفہ مقرر کر رکھا تھا، کیونکہ یہ دونوں صحابی مدینہ سے باہر رہتے تھے۔

اطاعت کی ہدایت

مسلم بن نباتہ روایت کرتے ہیں کہ جب ہم عمرہ ادا کرنے روانہ ہوئے تو ہم ربذہ بھی آئے وہاں ہم نے

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر تلاش کیا مگر وہ نہیں ملے، لوگوں سے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ چشمہ کی طرف گئے ہیں۔ چنانچہ ہم انکے گھر کے قریب انتظار کرتے رہے، اتنے میں وہ اونٹ کی ہڈیاں لے کر اپنے غلام کے ساتھ وہاں سے گذرے۔ انہوں نے سلام کیا اور اپنے گھر چلے گئے، کچھ دیر کے بعد وہ اپنے گھر سے تشریف لائے اور ہمارے پاس بیٹھ گئے اور فرمانے لگے:

کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تھا کہ تم امیر کی ہر حال میں اطاعت کرو اور اس کی بات کو سنو چاہے تم پر کوئی حبشی نکٹا غلام ہی امیر کیوں نہ ہو۔

ابوذرؓ کی غربت

جب میں چشمہ کی طرف گیا تو وہاں مالِ صدقہ کے غلام کو پایا اور ان پر ایک حبشہ غلام نگران مقرر تھا البتہ وہ نکٹا نہیں تھا اور میرے علم کے مطابق وہ شخص قابل تعریف ہے انہیں روزانہ ذبح کیا ہوا اونٹ کا گوشت ملتا ہے اور مجھے اس کی ہڈیاں ملتی ہیں جسے میں اور میرے اہل وعیال کھاتے ہیں۔

راوی آگے روایت کرتے ہیں کہ اس موقع پر میں نے کہا آپ کے پاس کتنا مال ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ بکریاں ہیں اور کچھ اونٹ ہیں ایک میں میرے غلام کا حصہ ہے اور دوسرے پر میری لونڈی کا قبضہ ہے اور میرا غلام اس سال تک آزاد ہو جائے گا۔

میں نے کہا ہمارے ہاں جو آپ کے ساتھی ہیں ان کے پاس سب لوگوں سے زیادہ مال و دولت ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ کے مال میں ان کا صرف اتنا ہی حق ہے جتنا میرا ہے۔

یزدگرد کے خراسان فرار ہونے کا واقعہ

مجاشع کا یزدگرد کے تعاقب میں روانہ ہونا

مسلمہ داؤد سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عامر بصرہ آئے پھر وہاں سے فارس کی طرف روانہ ہو گئے اور وہاں فتح حاصل کی۔ اس اثناء میں شاہِ یزدگرد جور کے مقام سے جسے اردشیر حرہ بھی کہتے ہیں ۳۰ھ میں وہاں سے بھاگ گیا۔ ابن عامر نے اس کے تعاقب میں مجاشع بن مسعود سلمی کو بھیجا اور انہوں نے اس کا کرمان تک تعاقب کیا مگر شاہ یزدگرد خراسان کی طرف بھاگ گیا اور مجاشع اپنے لشکر کے ساتھ سیرجان میں خیمہ زن ہوئے۔

اس مہم کے سپہ سالار کے بارے میں راویوں کا اختلاف ہے، عبدالقیس کا کہنا ہے کہ ابن عامر نے ہرم بن حیان عبدی کو شاہ ایران کے تعاقب میں بھیجا، بکر بن وائل کا کہنا ہے کہ ابن حسان یشکری کو بھیجا گیا مگر صحیح روایت یہی ہے کہ مجاشع بن سلمی کو ہی سپہ سالار بنایا گیا اور وہی شاہ ایران کے تعاقب میں گئے،

برف باری کی شدت سے سارے لشکر کا ہلاک ہونا

جب وہ یمند کے مقام میں اس محل کے قریب پہنچے جو بعد میں قصر مجاشع کے نام سے ہی شہرت پذیر ہوا، جو کہ مقام سیر جان سے پانچ یا چھ فرسخ کے فاصلہ پر تھا، تو برف باری شروع ہوگئی اور اس برف باری کی وجہ سے سردی کی شدت بڑھ گئی اور ایک نیزہ کے برابر برف جمع ہوگئی جس کی وجہ سے تمام اہل لشکر ہلاک ہو گئے لیکن مجاشع اور ایک دوسرا شخص جس کے ساتھ ایک لونڈی بھی تھی صحیح سالم رہے۔

ایک باندی کی حیرت انگیز حفاظت

اس شخص نے ایک اونٹ کا پیٹ چاک کیا اور پیٹ چاک کر کے اس کے اندر اس لونڈی کو بٹھا کر خود راہ فرار اختیار کیا، دوسرے دن جب وہ دوبارہ اس مقام پر واپس آیا تو اس لونڈی کو زندہ پایا تو وہ لونڈی کو محفوظ مقام کی طرف لے گیا۔

صفراء گھوڑی

ابوالمقدام روایت کرتے ہیں کہ مجاشع بن مسعود اہل بصرہ کے ایک وفد کو لے کر تستر سے روانہ ہوئے، اس وفد میں احنف بن قیس بھی موجود تھے۔ مجاشع نے یہ سفر اپنی مشہور گھوڑی پر کیا جو صفراء بنتِ غزّاء بنت غبراء کے نام سے موسوم تھی۔ انہوں نے اس پر ایک ہی دفعہ میں ایک دن میں پچاس ہزار ...... فاصلہ طے کیا۔ (راوی نے یہاں پچاس ہزار کی توضیح نہیں کی کہ وہ کیا تھے میل، فرسخ، قدم یا اور کچھ؟)

متفرق واقعات

۳۰ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز جمعہ کے لئے تیسری اذان کا اضافہ کیا۔ یعنی دو اذان اور ایک تکبیر، یوں تین اذان کہلائیں۔ اور حج کے موقع پر منیٰ کے مقام پر پوری چار رکعت نماز پڑھائی اور آپ نے اس سال بھی عام مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔

۳۱ھ کے واقعات

غزوہ صواری

واقدی کا قول ہے کہ اس سال مسلمانوں نے اہل روم کے ساتھ ایک جنگ لڑی جسے غزوہ صواری کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ نیز ان کے قول کے مطابق غزوۃ الصواری اور اساودۃ کی جنگ یعنی دونوں واقعات ۳۱ھ میں ہوئے۔

مگر ابو معشر کا یہ قول ہے کہ غزوۃ الصواری ۳۴ھ میں ہوا البتہ اساودۃ کی بحری جنگ اور کسریٰ کے واقعات ۳۱ھ میں ہوئے۔

واقدی روایت کرتے ہیں کہ اہلِ شام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی زیرِ قیادت روانہ ہوئے اس زمانہ میں شام کا پورا علاقہ اس وقت تک امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیرِ حکومت آ گیا تھا۔

عیاض بن غنم کی فضیلت

جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حکومت کے امور کو انجام دینے کے لئے اپنا جانشین حضرت عیاض بن غنم کو مقرر کیا جو رشتہ میں ان کے ماموں اور چچازاد بھائی تھے اور اس سے قبل وہ جزیرہ کے ایک حصہ کے حاکم مقرر تھے مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اس کام سے معزول کر دیا۔ اس کے بعد وہ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے پاس چلے آئے اور ان کے ساتھ رہنے لگے۔

عیاض بن غنم کی سخاوت

حضرت عیاض بن غنم بہت فیاض اور سخی تھے اور ان کی فیاضی اور سخاوت بہت مشہور تھی وہ اپنے پاس کچھ نہیں رکھتے تھے اور کسی کے سوال کو رد نہیں کرتے تھے، لہذا لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر دیا تھا اور ان کی سخاوت اور فیاضی کو قابل ملامت قرار دیا تھا مگر عیاض بن غنم تو عرب کے سب سے بڑے فیاض شخص ہیں جب ان سے کوئی سوال کرتا ہے تو وہ کسی چیز کے دینے سے دریغ نہیں کرتے ہیں۔
لوگوں کی شکایت پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان تمام باتوں کے سچ ہونے کے باوجود میں حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کو تبدیل کرنا پسند نہیں کروں گا۔

دورِ فاروقی میں حکام کا تقرر

حضرت عیاض بن غنم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد وفات پائی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی عملداری پر سعید بن حذیم جمحی کو حاکم مقرر کیا اور پھر ان کی وفات کے بعد عمیر بن سعد انصاری کو حاکم مقرر کیا اور جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو اس وقت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ دمشق اور اردن کے حاکم تھے اور عمیر بن سعد انصاری حمص اور قنسرین کے حاکم تھے جبکہ بعد میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے قنسرین کو اہل عراق سے آباد کر دیا تھا۔ یزید بن ابی سفیان کی وفات ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ان کا جانشین مقرر کیا اس طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اردن اور دمشق دونوں علاقوں کے حاکم مقرر ہوئے۔
بہر حال جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تو عمیر بن سعد انصاری حمص و قنسرین کے حاکم تھے اور علقمہ بن مجرز فلسطین کے حاکم تھے اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اردن اور دمشق کے حاکم تھے اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مصر کے حاکم تھے

دورِ عثمانی کے حکام

سالم روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر ہونے کے بعد سب سے پہلا جو حاکم مقرر کیا وہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وصیت کے مطابق حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو بطور حاکم کوفہ مقرر کیا۔
اس کے بعد حضرت عمیر بن سعد انصاری ایک موقع پر نیزے کے وار سے زخمی ہوئے اور اس زخم سے اس قدر کمزور

ہو گئے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنے کام سے استعفاد ے دیا اور اپنے اہل وعیال کے پاس جانے کی اجازت طلب کی چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کا استعفا منظور فرماتے ہوئے انہیں سبکدوش کر دیا اور حمص اور قنسرین کے علاقے بھی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے حوالہ کر دیا۔

خالد بن معدان کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حکام کو شام میں بحال رکھا، البتہ جب حاکم فلسطین عبدالرحمٰن بن علقمہ کنانی نے وفات پائی تو ان کی عملداری کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی عملداری میں شامل کر دیا، اور عمیر بن سعد بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں بہت بیمار ہوئے اور ان کا مرض طول پکڑ گیا تو انہوں نے اپنے عہدے سے استعفا دیدیا اور امیر المؤمنین سے اپنے گھر جانے کی اجازت طلب کی چنانچہ امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دیدی اور ان کا علاقہ بھی حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیدیا گیا اس طرح امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت عثمانی کے دوسرے سال تک پورے شام کے حاکم مقرر ہو گئے۔

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں پورے مصر کے حاکم تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ابتدائی دور میں انہیں ان کے عہدے پر بحال رکھا۔

اہل روم سے مقابلہ اور گھمسان کی جنگ

رومیوں کا عظیم لشکرِ جرار

واقدی روایت کرتے ہیں کہ جب اہل شام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے زیر قیادت روانہ ہوئے تو اس وقت آپ نے بحری بیڑے کے امیر عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مقرر فرمایا، چونکہ مسلمانوں نے افریقہ میں رومی علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا اس لئے قسطنطین بن ہرقل بھی ایک ایسا لشکر جرار لے کر روانہ ہوا جو اس سے پہلے اسلامی دور میں نہیں دیکھا گیا۔

اہلِ روم پانچ سو کے بیڑے کے ساتھ نمودار ہوئے اور مسلمانوں سے ان کا مقابلہ ہوا۔

ابتدا میں فریقین کے درمیان عارضی امن قائم ہوا یہاں تک کہ مشرکین اور مسلمانوں کی کشتیاں ایک دوسرے کے قریب لنگر انداز ہوئیں۔

جنگ کے شعلے پانی پر بھڑکیں یا خشکی پر؟

مالک بن اوس بن حدثان کہتے ہیں کہ میں بھی اس بحری جنگ میں شریک تھا، سمندر میں ہمارا دشمنوں سے آمنا سامنا ہوا، میں نے ان کا ایسا بحری بیڑہ دیکھا جو میں نے اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا اور ہوا بھی ہمارے مخالف تھی اس لئے ہم تھوڑی دیر کیلئے لنگر انداز ہوئے اور ہم نے کہا تمہارے اور ہمارے درمیان امن وصلح ہونی چاہئے۔ وہ بولے تمہیں امن دیا جاتا ہے البتہ ہمارے لئے بھی امن ہونا چاہئے، اس پر ہم نے کہا اگر تم لوگ پسند کرو کہ جنگ ساحل پر ہو تو بہتر ہے تاکہ تم میں سے جو زیادہ جلد باز ہو وہ جلدی مر جائے اور اگر تم چاہو کہ سمندر کے اندر جنگ ہو تو اس کے لئے بھی ہم تیار ہے، انہوں نے بیک زبان ہو کر نہایت غرور اور نخوت سے کہا کہ پانی پر ہی جنگ ہو گی۔

پانی میں کشتوں کے پشتے

چنانچہ ہم ان کے قریب پہنچ گئے اور ہم نے اپنی کشتیوں کو اس طرح باندھ لیا کہ ہم مل کر ان کی کشتیوں پر حملہ کر سکتے تھے، ہم نے ان سے گھمسان کی جنگ لڑی اور دونوں فریق نہایت ثابت قدمی کے ساتھ ایک دوسرے سے لڑتے رہے اور کشتیوں کے اوپر تلواروں اور خنجروں سے جنگ ہوتی رہی یہاں تک خون کی ندیاں ساحل بحر تک بہنے لگیں اور سمندر کی لہریں لہولہان ہوگئیں، اور موجوں کے ذریعہ مردوں کے انبار سمندر میں تیرنے لگے۔

حضرت اسلم جو کہ اس جنگ میں شریک تھے بیان کرتے ہیں کہ اس وقت اس جنگ کی وجہ سے ساحل پر خونی لہریں ٹکرا رہی تھیں، وہاں لاشوں کے انبار تیرتے ہوئے نظر آرہے تھے اور پانی پر خون غالب آگیا تھا، اس جنگ میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد شہید ہوئی اور ساتھ ہی ساتھ مشرکین کی بھی ایک بڑی تعداد ماری گئی، مسلمانوں کو فتح و کامیابی عطا ہوئی اور شاہ روم پیٹھ دکھا کر بھاگ گیا، وہ اپنے مقتولوں اور زخمیوں تک کا دردناک نظارہ بھی نہ دیکھ سکے اور خود شاہ روم قسطنطین بھی کافی زخمی ہوا اور کافی عرصہ تک اس زخم میں مبتلا رہا۔

محمد بن ابی حذیفہ کی بدعتی تکبیر

حنش بن عبداللہ صنعانی بیان کرتے ہیں کہ جب مسلمان ۳۱ھ میں بحری جنگ پر روانہ ہوئے اور عبداللہ بن سعد بن ابی سرح امیر البحر مقرر ہوئے، تو انہوں نے ایک موقع پر عصر کی نماز پڑھائی، دوران نماز محمد بن ابی حذیفہ نے بہت زور سے تکبیر کہی۔ یہ ان کی طرف سے پہلی شرارت تھی، جب عبداللہ بن سعد نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے پوچھا یہ کیسی تکبیر تھی؟ لوگوں نے بتایا محمد بن ابی حذیفہ نے تکبیر کہی تھی چنانچہ عبداللہ بن سعد نے انہیں بلوایا اور پھر ان سے پوچھا کہ تم نے بدعت کے طور پر یہ نئی بات کیوں نکالی؟ وہ بولے یہ بدعت نہیں ہے، اور تکبیر کہنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابنِ ابی حذیفہ کا انتشار پھیلانا

جب نماز مغرب کا وقت ہوا اور عبداللہ بن سعد نے مغرب کی نماز پڑھائی تو دوران نماز محمد بن ابی حذیفہ نے پہلی دفعہ سے زیادہ اونچی آواز میں تکبیر کہی۔ عبداللہ بن سعد نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے محمد بن ابی حذیفہ کو یہ کہلا بھیجا ''حقیقت میں تم ایک بے وقوف نوجوان ہو۔ مجھے نہیں معلوم کہ امیر المؤمنین کا اس بارے میں کیا رویہ ہوگا۔ ورنہ خدا کی قسم میں تمہاری خوب خبر لیتا۔ اس کے جواب میں محمد بن ابی حذیفہ نے کہا خدا کی قسم! یہ بات تمہارے امکان میں نہیں ہے اور اگر کرنا چاہو تو تمہارے اندر اتنی طاقت نہیں ہے۔ اس پر عبداللہ بن سعد نے کہا تمہارے لئے اسی میں بہتری ہے کہ تم اپنی زبان بند رکھو اور تم ہمارے ساتھ سوار مت ہونا، اس نے کہا کہ میں مسلمانوں کے ساتھ سوار ہوکر جاؤں گا، وہ بولے تم جہاں چاہو چلے جاؤ، چنانچہ محمد بن ابی حذیفہ تن تنہا کشتی میں سوار ہوئے اور اس کے ساتھ صرف قبطی افراد سوار تھے۔

فتح و نصرت

جب مسلمان دشمنوں کے بحری بیڑے کے قریب ہوئے تو وہاں پانچ سو یا چھ سو کشتیوں میں رومی فوج تھی اور

اس میں شاہ روم قسطنطین بن ہرقل بھی تھا، اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم مجھے مشورہ دو، وہ بولے ہم رات کو غور وفکر کریں گے، چنانچہ رومی رات بھر ناقوس بجاتے رہے اور مسلمان نمازیں پڑھتے رہے اور اللہ سے دعائیں مانگتے رہے، جب صبح ہوئی تو شاہ روم نے جنگ کرنے کا پکا ارادہ کرلیا اور انہوں نے اپنی کشتیوں کو ایک دوسرے کے قریب کرلیا۔ ادھر مسلمان بھی اپنی اپنی کشتیوں کو ایک دوسرے کے قریب لے آئے اور انہیں آپس میں باندھ لیا تاکہ جم کر مشرکین سے مقابلہ کیا جا سکے۔

حضرت عبداللہ بن سعد نے کشتیوں کے اندر ہی صف بندی فرمائی اور مسلمانوں کو ہدایت کی کہ قرآن کریم کی تلاوت کریں اور صبر واستقلال کا مظاہرہ کریں۔

اہل روم نے مسلمانوں کی کشتیوں پر صف بندی کی حالت میں حملہ کردیا اور اس اچانک حملہ پر مسلمانوں نے مجبوراً اپنی صفوں کو توڑ دیا اور صف بندی کے بغیر جنگ کرتے رہے اور دونوں فریقین کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی بالآخر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح ونصرت عطاء کی اور انہوں نے دشمنوں کا صفایا کردیا چنانچہ بھاگنے والوں کے علاوہ اہل روم میں سے کوئی نہیں بچ سکا۔

اس کے بعد عبداللہ بن سعد نے ذات الصواری میں چند دن قیام فرمایا اور پھر واپس آ گئے۔

ابنِ ابی حذیفہ کا بغاوت کی ابتداء کرنا

جنگ سے واپسی کے وقت محمد بن ابی حذیفہ کسی سے یہ کہہ رہا تھا کہ خدا کی قسم! ہم نے اپنے پیچھے ایک بڑے جہاد کو ترک کردیا ہے۔ اس آدمی نے کہا وہ کون سا جہاد ہے؟ تو اس نے کہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایسے ایسے کام کئے ہیں، ایسے ایسے افعال کئے ہیں، وہ ایسی باتیں کرتا رہا اور جب وہ اپنے وطن واپس آئے تو اس وقت تک وہ گمراہ ہو چکے تھے اور وہ اس قسم کی باتیں کرنے لگے جو اس سے پہلے وہ اپنی زبان سے نکالنے کی ہمت نہیں کرتے تھے۔

ابنِ ابی حذیفہ کا عثمانؓ کے خلاف مہم چلانا

امام زہری فرماتے ہیں محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی بکر دونوں اس سال منظر عام پہ آئے جس سال عبداللہ بن سعد بحری جنگ کے لئے روانہ ہوئے تھے اور یہ دونوں افراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عیوب اور ان کی طرف سے حکام کے عزل ونصب پر برملا سب وشتم کا اظہار کرتے تھے اور کہتے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے طریقے کی مخالفت کی ہے اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خون حلال ہے اور ان کا یہ قول تھا کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو حاکم مقرر کیا ہے جس کے خون کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مباح قرار دیا تھا اور قرآن نے اس کے کفر کا اعلان کیا تھا، نیز رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جماعت کو نکال دیا تھا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں کو واپس بلا لیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو نکال دیا، اور انہوں نے سعید بن العاص اور عبداللہ بن عامر کو حاکم مقرر کیا۔

محمد بن ابی حذیفہ اور محمد بن ابی بکر کا مسلمانوں سے الگ رہنا

جب عبداللہ بن سعد کو ان لوگوں کی اس قسم کی باتوں کا علم ہوا تو انہوں نے فرمایا تم دونوں ہمارے ساتھ سوار مت ہونا۔

چنانچہ یہ ایسی کشتی میں سوار ہوئے جس میں کوئی مسلمان نہیں تھا جب دشمن کے ساتھ مقابلہ ہوا تو انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر جنگ نہیں کی۔ جب ان دونوں سے اس بارے میں باز پرس کی گئی تو وہ دونوں بولے، ہم اس شخص کے ساتھ مل کر کیسے جنگ کر سکتے ہیں جو ہمارا حاکم بننے کے قابل نہیں ہے، عبداللہ بن سعد کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حاکم مقرر کیا ہے جنہوں نے ایسے ایسے افعال کا ارتکاب کیا ہے۔

یوں یہ دونوں اشخاص ان مجاہدین کو گمراہ کرتے رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر سخت اعتراضات کرتے رہے حضرت عبداللہ بن سعد انہیں اس بات سے روکتے رہے اور سخت تنبیہ فرمائی اور کہا کہ مجھے نہیں معلوم ہے کہ امیر المؤمنین کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟ ورنہ میں تم دونوں کو سخت سزا دیتا۔

فتح آرمینیہ

واقدی کے قول کے مطابق اس سال ۳۱ھ میں حبیب بن مسلمہ فہری کے ہاتھوں آرمینیہ فتح ہوا۔

شاہ ایران کا قتل

اس سال شاہ یزدگرد قتل ہوا۔ علی بن محمد غیاث بن ابراھیم کے توسط سے محمد بن اسحاق سے نقل کرتے ہیں۔ محمد بن اسحاق نے اس واقعہ کو اس طرح بیان کیا ہے کہ شاہ یزدگرد ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ بھاگ کر کرمان سے مرو پہنچا اور اس نے وہاں کے چودھری سے مال طلب کیا مگر اس نے مال دینے سے انکار کر دیا اس کے بعد اہل مرو کو اپنی جان کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے ترکوں سے بادشاہ کے برخلاف لڑنے کے لئے امداد طلب کی، چنانچہ انہوں نے بادشاہ اور اس کے ساتھیوں پر شبخون مارا اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر دیا مگر یزدگرد بچ نکلا اس نے ایک چکی والے کے گھر پناہ لی جو نہر مرغاب کے کنارے پر چکی چلاتا تھا۔

ہذلی کے حوالہ سے ایک دوسری روایت ہے کہ شاہ یزدگرد کرمان سے بھاگ کر مرو آیا وہاں آ کر اس نے وہاں کے بڑے زمیندار اور دیگر باشندوں سے مال طلب کیا مگر انہوں نے مال دینے سے انکار کیا اس کے بعد انہیں ان کی طرف سے حملہ کا اندیشہ ہوا تو اہل مرو نے رات کے وقت ان کے خیمہ پر حملہ کر دیا، اس روایت کے مطابق انہوں نے خود اس پر حملہ کیا ترکوں سے مدد طلب نہیں کی۔

حملہ ہوتے ہی بادشاہ پیدل بھاگتا ہوا بچ نکلا وہ اپنا شاہی پٹکا اور تلوار لگائے ہوئے تھا اور تاج بھی پہن رکھا تھا اس حالت میں وہ مرغاب کے کنارے پر ایک چکی والے کے گھر پہنچا اور ان کے گھر پر پناہ لی، لیکن اس چکی والے نے شاہ یزدگرد کو غافل پا کر اس کو مار ڈالا اور اس کے ساز و سامان پر قبضہ کر لیا اور اس کی لاش کو نہر مرغاب میں پھینک دیا۔

یزدگرد کے قاتل سے قصاص

جب صبح ہوئی تو اہل مرو نے بادشاہ کے پیروں کے نشانات کا کھوج لگایا تو معلوم ہوا کہ اس کے پیر کے نشانات چکی والے گھر جا کر ختم ہو گئے ہیں چنانچہ اہل مرو نے اس چکی والے کو گرفتار کر لیا اور اس سے پوچھ گچھ کی بالآخر اس نے قتل کا اعتراف کر لیا اور اس کا ساز و سامان نکال کر دیا۔ لوگوں نے اس چکی والے کو اور اس کے گھر والوں کو مار ڈالا اور

اس کے سامان اور شاہ یزدگرد کے سامان پر قبضہ کر لیا نیز اس کی لاش کو نہر مرغاب سے نکال کر لکڑی کے تابوت پر رکھ دیا۔ جبکہ بعض راویوں کا کہنا ہے کہ اس کی لاش کو اصطخر لے گئے اور وہاں اس کو دفن کر دیا، اس واقعہ کی وجہ سے اس شہر کو ''خدا دشمن،، کہا جاتا ہے۔

شاہ یزدگرد کی ادھڑ نسل

شاہ یزدگرد نے وہاں ایک عورت سے ہمبستری کی تھی جس کے نتیجہ میں اس عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا آدھا دھڑ نہیں تھا اور اسی کی نسل سے خراسان میں اولاد ہوئی۔ چنانچہ جب قتیبہ نے صغد یا دوسرے علاقے فتح کر لئے تو اس نے وہاں دو لونڈیاں دیکھیں جن کے متعلق یہ بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اسی نصف دھڑ لڑکے کی اولاد میں سے ہیں۔

ماہویہ کی سازش، خرداز بہ الرازی کی روایت

خرداز بہ الرازی کا بیان ہے کہ جب شاہ یزدگرد خراسان آیا تو اس کے ساتھ خرزاذ مہر بھی تھا جو کہ رستم کا بھائی تھا اور اس کے بھائی نے مرو کے حاکم ماہویہ سے کہا کہ میں نے ایران کا ملک تمہارے سپرد کر دیا ہے، اس کے بعد وہ عراق چلا گیا۔ شاہ یزدگرد نے مرو شہر ہی میں قیام کیا اور اس نے ماہویہ کو معزول کرنے کا ارادہ کیا تو ماہویہ نے ترکوں کو لکھا کہ شاہ یزدگرد کو شکست ہوگئی ہے اور وہ اس کے پاس آ گیا ہے اور اس نے اس کے خلاف ترکوں سے معاہدہ کر لیا اور اس کے لئے راستہ خالی کر دیا، چنانچہ ترک فوج مرو پہنچی اور شاہ یزدگرد اور اس کے ساتھی مقابلہ کے لئے نکلے۔ بادشاہ کے ساتھ ماہویہ بھی تھا، اور مرو کی اساورہ فوج ماھویہ کے ہمرکاب تھی۔ چنانچہ شاہ یزدگرد نے ترکوں کی فوج کا صفایا کر دیا اس سے ماہویہ کو یہ خطرہ محسوس ہوا کہ ترکوں کو شکست ہو جائے گی اس لئے اس نے مرو کی اساورہ فوج کو ترکوں کے لشکر کی طرف منتقل کر دیا چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ شاہ یزدگرد کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ مارے گئے۔

بادشاہ کا فرار اور اس کا قتل

شام کے وقت شاہ یزدگرد کا گھوڑا بھی زخمی ہو گیا تو بادشاہ پیدل بھاگ نکلا اور ایک ایسے گھر میں پہنچا جو نہر مرغاب کے کنارے پر تھا اور وہ آدمی چکی پر کام کرتا تھا بادشاہ نے دو راتیں اس گھر میں گذاری، ماہویہ نے اسے تلاش کیا لیکن کامیاب نہ ہو سکا۔

دوسرے دن صبح کے وقت چکی والا اپنے گھر آیا تو اس نے شاہ یزدگرد کی شکل وصورت دیکھ کر پوچھا تم کون ہو؟ تم انسان ہو یا جن؟ بادشاہ نے جواب دیا میں انسان ہوں، کیا تمہارے پاس کھانا ہے؟ اس نے کہا ہاں، پھر وہ بادشاہ کے لئے کھانا لایا۔

یزدگرد کا سارنگی مانگنا اور پھنس جانا

کھانے سے فارغ ہو کر بادشاہ نے کہا میں گنگنانا چاہتا ہوں تم میرے پاس کوئی ایسی چیز لاؤ جس کے ذریعہ میں گنگنا سکوں۔ چنانچہ وہ شخص اساورہ کے ایک فوجی کے پاس گیا اور اس سے طنبورہ یا سارنگی کے مثل کوئی چیز طلب کی جس کے ذریعہ گنگنایا جا سکے، اس فوجی نے پوچھا تم اس کا کیا کرو گے؟ تو اس چکی والے نے کہا میرے پاس ایک ایسا شخص آیا ہے کہ اس جیسا شخص میں نے پہلے نہیں دیکھا اور اسی آدمی نے مجھ سے یہ چیز طلب کی ہے، اس کی اس بات پر وہ

فوجی اس کو ماہویہ کے پاس لے گیا۔ ماہویہ کے سامنے بھی اس نے اس کا ذکر کیا تو ماہویہ نے کہا یہ شخص شاہ یزدگرد ہے اس کے پاس جاؤ اور اس کا سر کاٹ کر میرے پاس لاؤ۔

ماہویہ کے فیصلہ قتل شاہ پر ایک پجاری کا معترض ہونا

ماہویہ کے اس فیصلہ پر موبد جو کہ ان کا مذہبی پیشوا تھا اس نے کہا آپ کے لئے یہ فعل مناسب نہیں ہے آپ کو معلوم ہے کہ مذہب اور بادشاہت دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے ان دونوں میں سے کوئی ایک چیز دوسرے کے بغیر درست نہیں رہ سکتی۔ اگر آپ اس کام کو کریں گے تو ایسی بے حرمتی کا ارتکاب کریں گے کہ اس سے بڑھ کر کسی بے حرمتی کا تصور نہیں ہوسکتا۔ ماہویہ کے دوسرے اصحاب نے بھی اس قسم کی گفتگو کی اور اس فعل کو برا قرار دیا مگر ماہویہ نے ان حضرات کو گالی دے کر اساورہ فوج سے کہا جو اعتراض کرے اسے بھی مار ڈالو۔

مہمان کا اپنے میزبان یزدگرد کو قتل کرنا

چنانچہ اس نے چند لوگوں کو حکم دیا کہ وہ اس چکی والے کے ساتھ جائیں اور شاہ یزدگرد کو قتل کر دیں، یہ لوگ شاہ یزدگرد کو قتل کرنے کے لئے گئے جب وہاں پہنچے اور بادشاہ کو دیکھا تو خود ان لوگوں نے اس کو قتل کرنا پسند نہیں کیا اور اس کو قتل کرنے سے رک گئے اور ان کی ہمت جواب دے گئی، آخر کار انہوں نے چکی والے سے کہا تم اندر جا کر اسے مار ڈالو، جب یہ چکی والا اندر گیا تو وہ سویا ہوا تھا اور اس کے پاس ایک پتھر پڑا ہوا تھا پہلے تو اس نے اس پتھر کے ذریعہ اس کا سر کچلا پھر اس کا سر کاٹ کر ان کے حوالہ کیا اور اس کا دھڑ نہر مرغاب میں پھینک دیا۔
اس کے بعد مرو کے کچھ لوگ آئے اور آ کر چکی والے کو مار ڈالا اور اس کی پن چکی تباہ کر دی۔ پھر مرو کا بڑا مذہبی پیشوا آیا اور اس نے نہر مرغاب سے شاہ یزدگرد کا دھڑ نکالا اور اسے ایک تابوت میں رکھ کر اصطخر لے گیا اور وہاں ایک قبرستان میں اس کو دفن کر دیا۔

مطیار کی قیادت

ہشام بن محمد روایت کرتے ہیں کہ جنگ نہاوند کے بعد شاہ یزدگرد فرار ہو گیا اور یہ ان کی آخری جنگ تھی بادشاہ بھاگ کر اصفہان کی سرزمین پر پہنچا۔ وہاں ایک شخص مطیار نام کا تھا اور وہ وہاں کے رئیسوں میں بڑا زمیندار تھا وہ عربوں کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اس وقت تیار ہوا جب اہل عجم نے جنگ کرنے سے انکار کر دیا تھا اور اس نے ان لوگوں کو اپنی قیادت کے لئے بلوایا اور کہا: اگر میں تمہارا سپہ سالار بن جاؤں اور تم لوگوں کو ان کی طرف لے جاؤں تو تم میرے ساتھ کیا سلوک کرو گے؟ وہ لوگ بولے ہم آپ کی فضیلت کا اعتراف کریں گے، چنانچہ وہ ان لوگوں کو لے کر روانہ ہوا اور عربوں سے کچھ حاصل کیا۔ یوں عوام میں ان کی قدر و منزلت بڑھ گئی اور ان سے اعلیٰ و افضل درجہ حاصل ہو گیا۔

شاہ یزدگرد کا مطیار سے خوف زدہ ہونا

جب شاہ یزدگرد نے اصفہان کا یہ معاملہ دیکھا تو وہاں مقیم ہو گیا، ایک دن مطیار اس کی ملاقات کے لئے اس کے پاس پہنچا تو اس کے دربان نے اسے روکا۔ اور کہا کہ آپ یہاں توقف کیجئے تاکہ میں اندر جا کر آپ کی اطلاع دوں اور آپ کی ملاقات کے لئے اجازت حاصل کروں۔ اس پر مطیار کو غصہ آیا اور دربان پر ٹوٹ پڑا اور اس کی ناک توڑ دی۔

کیونکہ دربان کے روکنے پر اس کی غیرت وحمیت اور خودداری مجروح ہوئی تھی، جب دربان شاہ یزدگرد کے پاس لہولہان ہو کر پہنچا تو بادشاہ یہ دردناک منظر دیکھ کر بڑا حیران و پریشان ہوا اور فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر اصفہان شہر سے کوچ کر گیا۔ لوگوں نے ان کو مشورہ دیا کہ وہ اپنی سلطنت کے آخری مقام کی طرف چلا جائے اور وہاں قیام کرے تاکہ یہ عرب اس طرف متوجہ نہ ہوں بلکہ اپنے کاموں میں مشغول رہیں۔

شاہ یزدگرد کو حاکمِ رےٴ کا اپنی طرف متوجہ کرنا

چنانچہ بادشاہ نے رے کی طرف جانے کا ارادہ کیا اور وہاں پہنچ گیا، اس وقت طبرستان کا حاکم اس کے پاس آیا اور بادشاہ کو اپنے پاس آنے کی پیشکش کی اور کہا کہ اس کا علاقہ بہت محفوظ ہے اور پھر اصرار کرتے ہوئے کہا اگر آپ میرے پاس اس وقت نہیں آئیں گے اور بعد میں آپ کا آنے کا ارادہ ہوا تو میں پناہ نہیں دوں گا بادشاہ نے وہاں جانے سے انکار کر دیا۔ البتہ اس حاکم کو اصبہبد کا درجہ عطا کیا اور اس کے لئے ایک تحریر بھی لکھی۔

شاہ یزدگرد کا دربدر ٹھوکریں کھانا

ایک روایت کے مطابق شاہ یزدگرد وہاں سے فوری بجستان چلا گیا اور وہاں سے ایک ہزار اساورہ کی فوج لے کر مرو کی طرف روانہ ہوا۔ جبکہ دوسری روایت کے مطابق شاہ یزدگرد فارس کی سرزمین میں پہنچا اور وہاں چار سال تک مقیم رہا پھر وہ کرمان آیا اور وہاں دو سال یا تین سال تک مقیم رہا اس کے بعد کرمان کے حاکم نے اصرار کیا کہ وہ وہیں قیام کرے، لیکن بادشاہ نے انکار کیا اور اس سے یہ مطالبہ کیا کہ وہ یرغمالی کے طور پر کچھ آدمی اس کے پاس رہن رکھے مگر حاکمِ کرمان نے اس کا مطالبہ نہیں مانا۔

پھر بادشاہ وہاں سے بجستان کی طرف گیا اور وہاں اس نے تقریباً پانچ سال قیام کیا پھر اس نے خراسان کا قصد کیا تاکہ وہاں لشکر جمع کر کے ان لوگوں کا مقابلہ کرے جو اس کی سلطنت پر قابض ہو گئے ہیں چنانچہ وہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ مرو گیا اور اس کے پاس بڑے بڑے زمینداروں کی اولاد یرغمالی کے طور پر تھی اور امراء میں سے فرخ زاد بھی شامل تھا۔

امدادی خطوط

جب بادشاہ مرو میں آیا تو اس نے مختلف بادشاہوں سے امداد طلب کی، اس نے چین، فرغانہ، کابل اور خزر کے بادشاہوں کے نام امداد کے لئے خطوط لکھے، اس زمانہ میں مرو کا حاکم ماہویہ تھا اور اس کا نائب ماہویہ ہی کا فرزند براز شہر مرو پر مقرر تھا اور شہر کا سارا انتظام اس کے سپرد تھا۔

شاہ یزدگرد نے ارادہ کیا کہ وہ شہر میں داخل ہو کر اس کی فصیل کا معائنہ کرے، اس سے قبل ماہویہ نے اپنے بیٹے براز کو یہ ہدایت کر رکھی تھی کہ اگر بادشاہ شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اس کے لئے شہر کا دروازہ نہ کھولے۔ کیونکہ انہیں ان کی چال بازی اور غداری کا خوف تھا، چنانچہ ایک دن شاہ یزدگرد نے شہر میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تو ابو براز ماہویہ نے دربان سے چلا کر کہا تم دروازہ کھولو اور اشارہ سے کہا کہ دروازہ نہ کھولو، شاہ یزدگرد کے ایک ساتھی نے اس کے اشاروں کو بھانپ لیا اور اس نے بادشاہ کو یہ بات بتائی اور بادشاہ سے اجازت طلب کی کہ ماہویہ کا گردن

اڑادے اور اس ساتھی نے مزید کہا اگر اس کے گردن اڑادیتے ہیں تو پھر آپ کے لئے راستہ ہموار ہوجائے گا مگر بادشاہ نے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔

مخالفانہ سرگرمیاں

بعض مورخین نے یہ روایت کی ہے کہ شاہ یزدگرد نے فرخ زاد کو مرو کا حاکم بنادیا تھا اور اس نے ماہویہ کو حکم دیا تھا کہ وہ شہر اور فصیل فرخ زاد کے حوالہ کردیں مگر انہوں نے شہر حوالہ کرنے سے انکار کردیا کیونکہ شہر کے لوگ ان کی حمایت میں تھے اور ماہویہ نے شہر والوں کو یہ بات سمجھادی تھی کہ اب یہ بادشاہ نہیں ہے یہ تو تمہارے پاس شکست کھا کر اور زخمی ہوکر آیا ہے چنانچہ مرو اس کا بوجھ برداشت نہیں کرسکتا جس طرح دوسرے علاقوں نے برداشت کیا ہے اس لئے آئندہ وہ جب کبھی تمہارے پاس آئے تو تم اس کے لئے دروازہ نہ کھولنا۔

یزدگرد کو فرخ زاد کا خیر خواہانہ مشورہ

چنانچہ جب بادشاہ وہاں پہنچا تو انہوں نے دروازہ نہیں کھولا، اس پر فرخ زادلوٹ کر بادشاہ کے پاس آیا اور دوزانو ہوکر اس نے شاہ یزدگرد سے کہا اہل مرو آپ کے قابو میں نہیں رہے اور پیچھے سے اہل عرب بھی آپہنچے ہیں، اب آپ کی کیا رائے ہے؟

بادشاہ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ ہم ترکستان چلے جائیں اور وہاں اس وقت تک قیام کریں جب تک کہ ہمیں عربوں کے بارے میں درست معلومات حاصل نہ ہوجائیں کیونکہ اہل عرب ہر شہر میں داخل ہوئے بغیر نہیں رہیں گے۔
فرخ زاد نے کہا میری رائے یوں نہیں ہے بلکہ میں واپس اسی جگہ جاؤں گا جہاں سے آیا تھا بادشاہ نے اس کے مشورہ پر عمل نہیں کیا اور مرو کے حاکم کے پاس آیا۔

ماہویہ کا نیزک طرخان کو یزدگرد کے خلاف اکسانا

یزدگرد نے یہ فیصلہ کیا کہ مرو کے حاکم کو معزول کرکے اس کے بھتیجے سنجان کو شہر مرو کا حاکم بنائے۔ چنانچہ اس بات کا علم ابو براز ماہویہ کو ہوگیا تو اس نے شاہ یزدگرد کو قتل کرنے کی سازش کی اور اس نے نیزک طرخان کو یہ خط لکھا:

> شاہ یزدگرد شکست کھا کر میرے پاس آیا ہے تم میرے پاس آؤ تا کہ ہم دونوں مل کر اسے گرفتار کرکے قید کردیں اور پھر اسے قتل کردیں یا اس کی طرف سے اہل عرب سے صلح کرلیں۔ اگر آپ مجھے اس سے نجات دلائیں گے تو میں روزانہ ایک ہزار درہم آپ کو ادا کرتا رہوں گا۔ آپ شاہ یزدگرد کو از راہ مکر و فریب یہ خط تحریر کریں کہ وہ عام فوج کو اپنے پاس سے الگ کردیں صرف اپنے خاص سپاہیوں کو اپنے پاس رکھیں، اس طرح اس کی طاقت اور شان وشوکت کم ہوجائے گی نیز آپ خط میں بادشاہ کو اپنی خیر خواہی اور عرب دشمن کے برخلاف امداد وتعاون کا یقین دلائیں، آپ اس سے یہ بھی مطالبہ کریں کہ وہ آپ کو اعلیٰ درجہ کا خطاب عطاء کریں اور اس سے ایسا فرمان جاری کروالیں جس پر سونے کی مہر لگی ہوئی ہو، آپ یہ بھی تحریر فرمائیں کہ آپ اس وقت تک اس کی مدد کے لئے نہیں آئیں گے جب تک کہ وہ فرخ زاد کو اپنے سے الگ نہ کردے۔

چنانچہ نیزک نے اس قسم کا ایک خط شاہ یزدگرد کے نام تحریر کیا، جب یہ خط شاہ یزدگرد کے پاس پہنچا تو اس نے مرو کے اکابرافراد کو بلوایا اوران سے مشورہ کیا، سنجان نے کہا میری رائے بالکل یہ نہیں ہے کہ آپ بلاوجہ اپنے لشکر اور فرخ زاد کو اپنے سے الگ کردیں۔

ابوبراز ماہویہ نے کہا میری رائے یہ ہے کہ آپ نیزک سے اتحاد قائم کریں اور اس کے مطالبات کو تسلیم کرلیں۔ شاہ یزدگرد نے ابوبراز کی رائے کو تسلیم کرلیا اور فرخ زاد نے کہا اے بادشاہوں کے قاتلو! تم نے اس سے قبل دو بادشاہوں کو مار ڈالا ہے اور میرا خیال ہے کہ تم اس کو بھی قتل کردو گے، فرخ زاد وہیں ڈٹا رہا۔

یزدگرد کا ماہویہ کے جال میں پھنسنا

آخر کار شاہ یزدگرد نے اپنے ہاتھ سے یہ خط لکھ کر دیا ''فرخ زاد کو یہ تحریر لکھ کر دی جارہی ہے کہ تم نے شاہ یزدگرد کے خلاف سازش کرتے ہوئے اس کو، اس کے اہل وعیال، اس کے ملازمین اور ساتھیوں کو مرو کے بڑے زمیندار ماہویہ کے سپرد کردیا ہے اور میں خود اس بات کی شہادت دیتا ہوں،،۔

ادھر نیزک مرو کے دونوں شہروں کے درمیان جلیندان کے مقام پر پہنچا اور اس بات کی اطلاع شاہ یزدگرد کو ہوئی تو شاہ یزدگرد نے اس سے ملاقات کا ارادہ کیا۔ ابوبراز ماہویہ نے مشورہ دیا کہ وہ ہتھیار بند ہوکر اس سے ملاقات نہ کرے کیونکہ ہتھیار بند ہونے کی صورت میں اس کو شک وشبہ ہوگا اور وہ اس سے گریز کرے گا بلکہ وہ باجوں اور لہو ولعب کے دیگر ساز وسامان کے ساتھ ان کا استقبال کرے۔

یزدگرد کی اپنے دشمن کے جال کی طرف روانگی

بادشاہ نے ماہویہ کے مشورہ پر عمل کیا اور ملاقات کے لئے روانہ ہوگیا مگر ابوبراز اس کے ساتھ نہیں تھا بلکہ پیچھے رہ گیا ادھر نیزک نے اپنی فوج کی صف بندی کی۔ جب دونوں ایک دوسرے کے قریب پہنچے تو نیزک نے پیدل بادشاہ کا استقبال کیا اور شاہ یزدگرد اپنے گھوڑے پر سوار تھا اس لئے بادشاہ نے حکم دیا کہ نیزک کو شاہی گھوڑے پر سوار کرایا جائے چنانچہ وہ شاہی گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ جب بادشاہ اس کے لشکر کے درمیانی حصہ میں پہنچا تو وہ دونوں حضرات بغل گیر ہوئے۔

نیزک کا یزدگرد سے بیٹی کا رشتہ مانگنا

نیزک نے دوران گفتگو بادشاہ سے کہا کہ آپ اپنی ایک شہزادی سے میرا نکاح کردیں تو میں آپ کا سچا خیر خواہ بن جاؤں گا اور آپ کے ساتھ مل کر آپ کے دشمن کے خلاف جنگ کروں گا۔

یہ سن کر بادشاہ طیش میں آیا اور کہا او کتے! تمہاری میرے ساتھ یہ جرأت؟ اس پر نیزک نے اپنی تلوار کو حرکت دی، شاہ یزدگرد نے کہا ہائے غداری! اس کے بعد بادشاہ بھاگ گیا اور نیزک نے اس کے ساتھیوں کا صفایا کردیا۔

شاہ یزدگرد کا ایک چکی والے کے ہاں پناہ گیر ہونا

شاہ یزدگرد بھاگ کر مرو کے ایک گھر کے قریب پہنچا وہاں پہنچ کر وہ اپنے گھوڑے سے اترا اور ایک چکی والے

کے گھر میں داخل ہو گیا اور وہاں تین دن تک رہا، آخر کار چکی والے نے کہا اے شخص! تم باہر آؤ اور کچھ کھاؤ کب تک بھوکے رہو گے تین دن سے بھوکے ہو؟ اس نے کہا میں اس وقت تک کھا نہیں سکتا جب تک کہ کوئی گنگنا کر دعا نہ مانگے۔ اس زمانے میں چکی والے کے پاس ایک گنگنانے والا گندم پسوانے لایا تھا، چکی والے نے اس گاہک کو کہا کہ وہ اس شخص کے پاس جا کر زمزمہ سنائے تاکہ وہ کچھ کھا سکے، چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

یزدگرد کی مخبری ہونا

جب وہ طبلہ نواز وہاں سے لوٹا تو اس نے ابو براز کے ہاں شاہ یزدگرد کا ذکر سنا۔ اس نے ان لوگوں سے اس کا حلیہ پوچھا، انہوں نے جب اس کا حلیہ بتایا تو اس نے انہیں اطلاع دی کہ اس نے چکی والے کے گھر ایسا شخص دیکھا ہے، اس کے بال گھنگریالے تھے دانت خوبصورت تھے اور وہ بالیاں اور کنگن پہنے ہوئے تھا۔

چنانچہ اس آدمی کی بات پر ابو براز نے اساورہ کا ایک سپاہی بھیجا اور اسے حکم دیا کہ اگر وہ انہیں گرفتار کرنے میں کامیاب ہو جائے تو اس کا گلہ گھونٹ کر دریا مرو میں پھینک دے۔ یہ سپاہی چکی والے کے پاس پہنچا اور اسے زدوکوب کیا اور اس سے اس بارے میں معلومات کی تو اس نے کہا کہ وہ نہیں جانتا کہ وہ شخص کہاں گیا ہے؟

شاہ یزدگرد کی بیکسی

جب وہ واپس لوٹنے لگا تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں مشک کی خوشبو سونگھ رہا ہوں۔ اتنے میں اس نے پانی میں اس کے ریشمی لباس کے کنارہ کا عکس دیکھا تو اسے کھینچ کر نکال لیا، چنانچہ وہ شخص شاہ یزدگرد ہی تھا اس نے اس سے درخواست کی کہ وہ اسے قتل نہ کرے اور نہ اس کا کسی دوسرے کو بتائے اس کے بدلہ وہ اسے اپنی انگوٹھی، کنگن اور پٹکا دے گا، اس شخص نے کہا کہ تم مجھے صرف چار درہم دو تو میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ شاہ یزدگرد نے کہا افسوس ہے میں تمہیں اپنی قیمتی انگوٹھی دے رہا ہوں جس کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا، مگر اس شخص نے اسی چار درہم کے لینے پر اصرار کیا، اس موقع پر بادشاہ نے کہا مجھے بتایا گیا تھا کہ عنقریب میری حالت یہ ہو جائے گی کہ میں چار درہم تک کا محتاج ہو جاؤں گا اور میں اس حد تک مجبور ہو جاؤں گا کہ بلی کی طرح کھاؤں گا۔ چنانچہ میں نے اب وہ حالت بچشم خود مشاہدہ کر لی ہے۔ اس کے بعد ایک شخص نے اس کی سونے کی بالی نکالی اور چکی والے کو دی اور یہ اس کی راز داری کا معاوضہ تھا۔ اس کے بعد وہ اس کے قریب ہوا جیسے کہ وہ کوئی بات کرنا چاہتا ہو، اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی خبردار کیا، اتنے میں وہ آ گئے، شاہ یزدگرد نے ان سے بھی درخواست کی کہ وہ اسے قتل نہ کریں اور کہا تم پر افسوس ہے ہم نے اپنی کتابوں میں پڑھا ہے کہ جس نے بادشاہوں کو قتل کرنے کی جرأت کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں آگ سے جلنے کا عذاب دیا تم مجھے قتل نہ کرو۔ مجھے اپنے زمیندار کے پاس لیجاؤ یا مجھے عربوں کی طرف چھوڑ دو کیونکہ وہ بھی بادشاہ کے ساتھ بادشاہوں کا سا شرم ولحاظ روا رکھیں گے۔

شاہ یزدگرد کی ذلت والی موت اور پجاری کا اسے عزت دینا

اس کے بعد انہوں نے اس کے تمام زیورات اتار لئے اور انہیں ایک تھیلے میں رکھ کر اس پر مہر لگا دی پھر اس کا گلا گھونٹ کر اس کی لاش مرو دریا میں پھینک دی۔ پانی اس کی لاش کو بہا کر کنارے پر لے آیا اور وہ ایک شاخ سے چمٹ

گئی۔ مرو کا مذہبی پیشوا آیا اور وہ لاش کو اٹھا کر لے گیا اور اسے خوشبودار کپڑے میں لپیٹ کر تابوت میں رکھا اور اسے مناسب مقام کی طرف بھجوادیا۔ ابو براز نے جب تمام زیورات کو دیکھا تو اسے ان میں ایک بالی نہیں ملی تو اس نے مخبر کو پکڑلیا اور اسے اتنا زدوکوب کیا کہ وہ مرگیا، پھر اس نے جو کچھ وصول کیا اس زمانہ کے جانشین حاکم کو بھیج دیا چنانچہ اس نے ابو براز پر گم شدہ مال کا تاوان ڈال دیا۔

یزدگرد سے متعلق دوسری روایت

ایک روایت یہ بھی ہے کہ شاہ یزدگرد اہل عرب کے آنے سے پہلے کرمان سے کوچ کر چکا تھا اور وہ طبسیس اور قہستان کے راستے سے مرو کے قریب تقریباً چار ہزار فوج لے کر پہنچا اور اس کا ارادہ تھا کہ اہل خراسان سے مزید فوج کا اضافہ کرے اور پھر سب کے ساتھ مل کر اہل عرب پر حملہ کرے اور ان سے جنگ کرے۔

چنانچہ جب وہ مرو پہنچا تو اس کی ملاقات دو افسروں سے ہوئی، ایک کا نام براز تھا اور دوسرے کا نام سنجان تھا دونوں افسروں نے اس کی اطاعت کا اعلان کیا۔ اس لئے بادشاہ مرو میں مقیم ہوگیا اور براز بادشاہ کا خاص آدمی بن گیا جس کی وجہ سے سنجان اس پر حسد کرنے لگا۔

براز کا یزدگرد کے ہمراہ ہونا اور سنجان کا دونوں کے مخالف ہونا

اور براز بھی سنجان کو قتل کرنے کی سازش میں لگ گیا اور اسی ارادہ سے وہ شاہ یزدگرد کو اس کے خلاف بھڑکانے لگا اور اس نے سنجان کے قتل کے ارادہ کو اپنی عورت سے ذکر کیا اور اپنی دوسری عورتوں کو بھی اس سازش میں شریک کیا اس عورت نے براز کی طرف چند عورتیں بھیجیں جو شاہ یزدگرد کی حمایت کے ساتھ سنجان کو قتل کرنا چاہتی تھیں مگر اس سازش کا راز افشاء ہوگیا تو سنجان نے حفاظتی اقدامات کئے اور محتاط رہنے لگا اور اس نے بھی شاہ یزدگرد اور براز کی طرح زیادہ تعداد میں فوج تیار کرلی اور ان فوجوں کے ساتھ اس محل کی طرف روانہ ہوا جہاں بادشاہ مقیم تھا، براز کو جب سنجان کی پیش قدمی کی خبر ملی تو وہ پیچھے ہٹ گیا کیونکہ سنجان کی فوج اس کی فوج سے زیادہ تھی۔

یزدگرد کا سنجان سے خوفزدہ ہونا اور فرار ہونا

بادشاہ سنجان کی فوج سے اس قدر خوف زدہ ہوا کہ وہ اپنے محل سے بھیس بدل کر نکل گیا اور اپنی جان بچانے کے لئے پیدل ہی روانہ ہوا اور پیدل دو فرسخ چلا تھا کہ اس نے ایک جگہ پن چکی کی آواز سنی تو وہ اس پن چکی والے کے گھر داخل ہوگیا اور وہاں تھکا ہارا بیٹھ گیا۔ چکی والے نے جب ایک نہایت عمدہ وضع قطع والا آدمی اور شریفانہ لباس میں ملبوس شخص کو دیکھا تو اس نے اس کے لئے ایک چادر بچھائی جس پر بادشاہ بیٹھ گیا اور پھر اس نے اس کے سامنے کھانا رکھا جسے اس نے کھالیا، بادشاہ اس پن چکی والے کے پاس ایک دن ایک رات رہا، پھر چکی والے نے اس سے کچھ مانگا تو بادشاہ نے اسے جواہرات سے مرصع پٹکا عطاء کیا مگر چکی والے نے اسے قبول کرنے سے انکار کردیا اور کہا کہ اس پٹکے کے بجائے میرے لئے چار درہم کافی ہیں اور انہی چار درہم سے میرا کھانے پینے کا معاملہ چل سکے گا بادشاہ نے کہا کہ میرے پاس اس وقت چاندی کا سکہ نہیں ہے۔

اس کے بعد چکی والا بادشاہ کی خدمت کرتا رہا اور ان کی خوشامد کرتا رہا جب بادشاہ سو گیا تو وہ کلہاڑا لے کر کھڑا

ہو گیا اور اس سے اس کی کھوپڑی پھاڑ دی پھر اسے قتل کر کے اس کا سر کاٹ لیا، اس کے بعد بادشاہ کی پوشاک اور ان کے پاس موجود دیگر جواہرات پر قبضہ کر لیا اور اس کی لاش کو اس دریا میں پھینک دیا جس کے پاس اس کی چکی گردش کرتی رہتی تھی اور اس نے لاش کا پیٹ چاک کیا اور اس میں وہ جڑیں بھر دیں جو پانی میں اگتی تھی تاکہ لاش اسی مقام پر رکی رہے جہاں اس نے پھینکی تھی اور نیچے نہ بیٹھ جائے اس طرح لاش پہچانی جا سکے گی۔ بہرحال یہ معاملات کرنے کے بعد وہ چکی والا بھاگ گیا۔

ایلیاء پادری کا فارسیوں کو شاہِ یزدگرد کی عزتِ ناموس یاد دلانا

شاہ یزدگرد کے قتل کی اطلاع اہواز کے ایک شخص کو ملی جو مرو میں عیسائیوں کا پادری اور مذہبی پیشوا تھا اور اس کا نام ایلیاء تھا اور اس نے اپنے قریب کے عیسائی مبلغوں اور دیگر عیسائی مذہب کے افراد کو جمع کیا اور کہا "ایران کا بادشاہ قتل کر دیا گیا ہے وہ شہر یار بن کسریٰ کا فرزند تھا اور شہر یار شیریں کا فرزند تھا جو کہ عیسائی مومنہ تھی اور عیسائی مومنہ نے اپنے ہم مذہب عیسائیوں پر بہت احسانات کئے ہیں اور اس بادشاہ کے اندر بھی اس قسم کا عنصر پایا جاتا تھا اور اس کے جد امجد کسریٰ کے ملک میں بھی عیسائیوں کی بڑی قدر و منزلت تھی اور اس سے قبل کے ایرانی، بادشاہوں نے بھی بڑے بڑے نیک کام کئے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے عیسائیوں کے لئے گرجے اور عبادت خانے تعمیر کرائے اس لئے اب ان احسانات کے بدلے میں چاہئے کہ ہم ان کے قتل پر ماتم کریں کیونکہ اس کے اسلاف اور اس کی دادی شیریں کے ہم پر بہت احسانات ہیں۔ اس سلسلہ میں میری رائے یہ ہے کہ میں اس کے لئے ایک شاندار مقبرہ تعمیر کراؤں اور نہایت عزت کے ساتھ اس کی لاش کو اٹھا کر اس میں دفن کر دوں۔

عیسائیوں کا شاہ یزدگرد کیلئے مقبرہ تعمیر کرنا

تمام عیسائیوں نے کہا اے ہمارے بڑے باپ! ہم آپ کے حکم کی تائید کرتے ہیں، چنانچہ عیسائی پادری مطران نے حکم دیا کہ مرو میں پادریوں کے باغ کے اندر ایک مقبرہ تعمیر کرایا جائے، اور پھر وہ مرو کے عیسائیوں کو لے کر بذات خود روانہ ہوا تاکہ دریا سے شاہ یزدگرد کی لاش نکالی جائے۔ چنانچہ ان لوگوں نے لاش کو دریا سے نکالا اور اسے کفن دے کر تابوت میں رکھا اور پھر اس تابوت کو کندھا دے کر اس مقبرہ میں لے گئے جس کی تعمیر کا اس نے حکم دیا تھا اور وہاں اسے دفن کیا گیا اور اس کے بعد اس کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

ایران کا آخری بادشاہ

شاہ یزدگرد نے ۲۰ سال تک بادشاہت کی، صرف چار سال اس نے آرام میں گذارے اور باقی سولہ سال عربوں کے ساتھ جنگ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی میں گذارے، شاہ یزدگرد اردشیر بن بابک کی نسل کا آخری بادشاہ تھا اس کے بعد ایران کا ملک عربوں کے لئے خالی ہو گیا۔

فتح خراسان

۳۱ھ میں عبداللہ بن عامر خراسان کی طرف روانہ ہوئے اور انہوں نے امیر شہر طوس، بیورد اور نسا کے شہروں کو فتح کر لیا یہاں تک کہ وہ سرخس تک پہنچ گئے، اسی سال اہل مرو سے بھی ان کی مصالحت ہوئی۔

اس کی خبر یوں ہے کہ جب ابن عامر نے فارس کو فتح کیا تو اوس بن حبیب تمیمی نے کھڑے ہو کر کہا اللہ امیر کا بھلا کرے وہ سرزمین آپ کے سامنے ہے جس کا تھوڑا حصہ فتح ہوا ہے بقیہ حصہ کو فتح کرنے کے لئے آپ روانہ ہو جائیے اللہ آپ کا مددگار ہوگا۔

ابن عامر نے کہا کیا ہم نے روانہ ہونے کا حکم نہیں دیا تھا؟ ابن عامر نے یہ بات اس لئے کہی کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ اس بات کا اظہار کرے کہ انہوں نے اس کے مشورہ کو قبول کر لیا ہے۔

سکن بن قتادہ عرینی بیان کرتے ہیں کہ ابن عامر نے فارس کو فتح کرنے کے بعد بصرہ کی طرف کوچ کیا اور اصطخر پر شریک بن اعور حارثی کو حاکم مقرر کیا اس کے بعد شریک نے اصطخر میں مسجد تعمیر کرائی۔

ابنِ عامر کو پیش قدمی پر اکسانا

ایک دفعہ ابن عامر کے پاس قبیلہ تمیم کا ایک شخص آیا، ایک روایت ہے کہ وہ احنف بن قیس تھے اور ایک روایت کے مطابق اوس بن جابر جشمی تھا، ابن عامر سے اس شخص نے کہا کہ تمہارا دشمن تم سے بھاگ رہا ہے اور تم سے خوف زدہ ہے اور ملک بہت وسیع ہے کیوں نہ آپ جہاد کے لئے روانہ ہو جائیں اللہ آپ کی مدد کرے گا اور اپنے دین کو عزت بخشے گا۔ چنانچہ ابن عامر نے کوچ کی تیاری شروع کر دی اور دیگر مسلمانوں کو بھی تیاری کا حکم دیا اور پھر بصرہ میں زیاد کو اپنا جانشین مقرر کیا اور آپ اسلامی لشکر کو لے کر کرمان کی طرف روانہ ہو گئے پھر وہاں سے خراسان کا راستہ اختیار کیا، بعض روایتوں میں ہے کہ ابن عامر نے اصفہان کا راستہ اختیار کیا پھر خراسان کے راستے پر ہو گئے۔

ابرشہر کی مہم

مفضل کرمانی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عامر سیرجان کے مقام پر خیمہ زن ہوا پھر وہاں سے خراسان کی طرف رخ کیا۔ جاتے ہوئے کرمان پر مجاشع بن مسعود سلمی کو حاکم بنایا اور پھر رابر کے جنگلات کا راستہ اختیار کیا، وہاں سے پھر طبسین کی طرف روانہ ہوئے اور ان کی منزل مقصود ابرشہر تھا جو کہ نیشاپور کا ایک شہر ہے اور ان کے ہراول دستے پر احنف بن قیس کو مقرر کیا انہوں نے قہستان کا ارادہ کیا اور وہاں سے ابرشہر کی طرف روانہ ہوئے وہاں ان کا مقابلہ اہل ہرات سے ہوا جو ہیاطلہ کہلاتے تھے حضرت احنف بن قیس نے ان سے جنگ کی اور ان کو شکست دی اور پھر ابن عامر نیشاپور آئے۔

ہیاطلہ سے مقابلہ

حضرت شعبی کی روایت کے مطابق ابن عامر خبیص کے جنگل پہنچے پھر وہاں خواست کے مقام پر آئے، بعض راوی کہتے ہیں کہ وہ یزد کے مقام پر آئے پھر وہاں سے قہستان کے مقام پر آئے اور پھر وہاں سے انہوں نے احنف کو آگے بھیجا اور وہاں پر ان سے ہیاطلہ کے ساتھ مقابلہ ہوا جس میں ہیاطلہ کو شکست ہوئی پھر وہاں سے ابرشہر آئے اور وہاں انہوں نے قیام کیا۔

کناری کا بیٹے و بھتیجے کو رہن رکھ کر ابنِ عامر سے صلح کرنا

سعید بن العاص کوفہ کے لشکر کو لے کر جرجان آئے، دراصل وہ بھی خراسان کی طرف جانا چاہتے تھے مگر جب

انہیں معلوم ہوا کہ ابن عامر ابرشہر میں مقیم ہے تو وہ کوفہ کی طرف لوٹ آئے۔

علی بن مجاہد روایت کرتے ہیں کہ ابن عامر ابرشہر میں مقیم ہوئے اس وقت تک اس کا نصف حصہ بزور شمشیر فتح ہوا تھا اور دوسرا نصف حصہ کناری کے پاس تھا اور نساء اور طوس کا نصف حصہ بھی اس کے قبضہ ہی میں تھا یہی وجہ تھی کہ ابن عامر مزید پیش قدمی کرتے ہوئے مرو تک نہ جا سکے۔

کچھ عرصہ کے بعد کناری نے ابن عامر سے مصالحت کر لی اور اپنے بیٹے ابو الصلت اور بھتیجے سلیم کو رہن کے طور پر دیا، ابن عامر نے دونوں افراد نعمان بن اشیم نصری کے حوالہ بھیجا اور حاتم بن نعمان کو مرو بھیجا، جبکہ ادریس بن حنظلہ کی روایت ہے کہ ابن عامر نے ابرشہر کو بزور شمشیر فتح کر لیا تھا اور اس کے اردگرد کے علاقوں طوس، نسا، اور حمران کو بھی اسی طرح فتح کر لیا تھا اور یہ سب فتوحات ۳۱ھ میں ہوئیں۔

اہل سرخس سے مصالحت

موسیٰ بن عبداللہ بن حازم بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم عبداللہ بن حازم کو ابن عامر نے سرخس کی طرف بھیجا جہاں انہوں نے اہل سرخس سے مصالحت کر لی تھی، اور ابن عامر نے بھی اہل ابرشہر سے مصالحت کر لی تھی عبد اللہ بن حازم نے خاندان کسریٰ کی دو لونڈیاں، بابونج اور طہیج ابن عامر کے حوالہ کیں جن کو وہ اپنے ساتھ لے گئے۔ انہوں نے امین بن احمر یشکری کو ابرشہر کے اردگرد کے علاقوں میں بھیجا چنانچہ انہوں نے طوس، بیورو، نسا، حمران کے علاقوں فتح کر لیا یہاں تک کہ وہ سرخس کے علاقوں تک پہنچ گئے۔

حضرت ابن سیرین فرماتے ہیں کہ ابن عامر نے عبداللہ بن حازم کو سرخس کی طرف بھیجا اور انہوں نے اسے فتح کر لیا، عبداللہ بن عامر کو کسریٰ کے خاندان کے دو لونڈیاں ملیں، انہوں نے ایک لونڈی نوشجان کو دیدی اور دوسری بابونج لونڈی مر گئی۔

بیہق کی فتح

ابو الذیال زہیر بن ہنید عدوی روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر نے ایک شخص اسود بن کلثوم عدوی کو بیہق کے حکام کی طرف اس وقت بھیجا جب آپ ابرشہر میں مقیم تھے اور وہاں بیہق کی مسافت سولہ فرسخ تھی۔ چنانچہ وہ اس طرف روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر ان سے مقابلہ ہوا اور بیہق کو فتح کر لیا لیکن اس جنگ میں وہ خود شہید ہو گئے۔

اسود بن کلثوم بہت ذہین اور دیندار تھے وہ عامر بن عبداللہ عنبری کے ساتھیوں میں سے تھے چنانچہ عامر بصرہ سے جانے کے بعد یہ فرمایا کرتے تھے

”مجھے عراق کی کسی چیز کی حسرت نہیں ہے مگر وہاں کی دوپہر کی پیاس، مؤذنوں کی ایک ساتھ اذانیں اور اسود بن کلثوم جیسے رفقاء بہت یاد آتے ہیں۔

اہل مرو کی مصالحت

ابو الذیال زہیر بن ہنید روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر نے جب نیشاپور کو فتح کر لیا اور سرخس کی طرف روانہ ہوئے تو انہوں نے حاتم بن نعمان باہلی کو مرو کی طرف بھیجا تو اہل مرو نے ان سے مصالحت کر لی اور وہاں کے

زمیندار حاکم نے بائیس لاکھ کی رقم خراج کے طور پر ادا کرنے کی شرط پر صلح کر لی، جبکہ مقاتل بن حیان روایت کرتے ہیں کہ حاتم بن نعمان باہلی نے اہل مرو سے باسٹھ لاکھ کی رقم پر مصالحت کی تھی۔

اس سال حضرت عثمانؓ نے حج ادا کیا

۳۲ھ کے واقعات

اس سال کے اہم واقعات میں ایک واقعہ یہ ہے کہ امیر معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے قسطنطنیہ کی تنگنائے پر حملہ کیا اور اس جنگ میں ان کی بیوی عاتکہ بنت قرظہ یا فاختہ بھی ان کے ساتھ تھیں۔

یہ واقدی اور ابو معشر کی روایت ہے

دوسرا اہم واقعہ یہ ہے کہ اس سال سعید بن العاصؓ نے سلمان بن ربیعہ کو بلنجر کی سرحد پر حاکم مقرر کیا اور وہ لشکر جو حضرت حذیفہ کے ساتھ وہاں خیمہ زن تھا اسے اہل شام کے لشکر کے ذریعہ کمک پہنچائی گئی۔

سیف کی روایت کے مطابق اس امدادی فوج کے امیر حبیب بن مسلمہ فہری تھے اس طرح امارت کے مسئلہ پر سلمان بن ربیعہ اور حبیب بن مسلمہ فہری کے درمیان اختلاف پیدا ہو گیا اور اسی اختلاف کی وجہ سے ہی اہل شام اور اہل کوفہ کے درمیان جھگڑا ہوا۔

باب کی طرف پیش قدمی میں اختلاف

سیف کی محمد اور طلحہ سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سعید بن العاص کو تحریر کیا کہ وہ سلمان بن ربیعہ کو باب کی جنگ کے لئے روانہ کریں۔ اس وقت عبدالرحمٰن بن ربیعہ باب کے مقام پر مقیم تھے، حضرت سعید بن العاص نے عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو تحریر کیا کہ رعایا کے اکثر افراد کو شکم پری نے خراب اور نکما کر دیا ہے اس لئے مسلمانوں کو لے کر آگے نہ بڑھو اور دشمن کے علاقوں میں داخل نہ ہو کیونکہ مجھے اندیشہ ہے کہ اس طرح یہ لوگ کسی مصیبت میں مبتلا ہو جائیں گے۔

عبدالرحمٰن بن ربیعہ کا بلنجر کی مہم پر شوق

مگر حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کے ارادوں میں یہ خط مانع نہ ہوا کیونکہ وہ بلنجر کے علاقہ میں جہاد کرنے کو پسند فرماتے تھے۔ انہوں نے خلافت عثمانی کے نویں سال بلنجر پر حملہ کیا جب وہ وہاں پہنچے تو وہاں کے لوگوں نے ان کا محاصرہ کر لیا اور ان لوگوں نے وہاں منجنیقیں اور دیگر سامان حرب نصب کر رکھا تھا چنانچہ جب کوئی ان کے قریب پہنچتا تو وہ اسے زخمی کر دیتے یا قتل کر دیتے۔ اس طرح مسلمانوں نے اس موقع پر کافی نقصان اٹھایا اور معضد اسی جنگ میں شہید ہوئے۔

اہلِ بلنجر کی فتح و مدد

اس موقع پر ترکوں نے فوج بھیجنے کا وعدہ کر رکھا تھا چنانچہ جب ترک فوج پہنچ گئی تو اہل بلنجر شہر سے باہر نکل

آئے اور جنگ کرنے لگے۔ اور اس جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور مسلمان منتشر ہو گئے اور اس جنگ میں عبدالرحمٰن بن ربیعہ بھی شہید ہوئے۔ جن لوگوں نے سلمان بن ربیعہ کی ہدایت پر عمل کیا اور ان کے طریقہ کو اپنایا تو وہ صحیح سلامت باب سے نکل آئے۔

عبدالرحمٰن بن ربیعہ کی لاش پر کافروں کا قبضہ

کچھ حضرات نے اہل خزر کے علاقہ کا راستہ اپنایا وہ جیلان اور جرجان پہنچے، انہیں حضرات میں حضرت سلمان فارسی اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد دشمن نے حضرت عبدالرحمٰن بن ربیعہ کی لاش پر قبضہ کر لیا اور اسے ایک صندوق میں رکھا اور انہیں کے قبضہ میں رہی، یہ لوگ اس کی برکت سے بارش کی دعائیں مانگتے تھے اور فتح و نصرت حاصل کرتے تھے۔

حضرت شعبیؒ فرماتے ہیں خدا کی قسم! سلمان بن ربیعہ جنگ کے طریقوں اور چالوں سے اس طرح واقف تھے کہ جیسے ایک قصائی ذبح کئے ہوئے جانوروں کے جوڑوں سے واقف ہوتا ہے۔

اہل خزر کی حسرت و پشیمانی

سیف روایت کرتے ہیں کہ جب اہل خزر پر لگاتار حملے ہونے لگے تو وہ بہت پچھتائے اور ایک دوسرے کو ملامت کرنے لگے اور کہنے لگے کہ ہماری قوم کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا لیکن ایک کم تعداد کی یہ قوم آئی اور اب ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ ہم ان کے مقابلہ کے لئے ٹھہر نہیں سکتے۔

اہلِ بلنجر پر مسلمانوں کا رعب

پھر ایک دسرے سے کہنے لگے کہ یہ لوگ غیر فانی ہیں اور انہیں موت نہیں آتی ہے اگر یہ مرنے والی قوم ہوتی تو ہمارے ملک میں یوں درانہ نہ گھستے، پھر یہ لوگ کہنے لگے کہ تم ان کے غیر فانی ہونے کے بارے میں تجربہ کیوں نہیں کرتے ہو؟ چنانچہ اس کا تجربہ کرنے کے لئے وہ جنگلوں اور دلدلی زمینوں میں چھپ گئے اور جب وہاں مسلمانوں کے فوجی گذرے تو انہوں نے مسلمانوں پر تیر اندازی کی اور انہیں قتل کر دیا۔

عبدالرحمٰن کی شہادت، مسلمانوں کی عارضی پسپائی

مسلمانوں کے قتل پر انہیں اطمینان ہوا اور پھر ایک دوسرے کو جنگ کے لئے بلایا اور ایک دن مقرر کر کے مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ چنانچہ مسلمان اس اچانک حملہ پر منتشر ہو گئے اور اس عرصہ میں عبدالرحمٰن بن ربیعہ بھی شہید ہو گئے۔ منتشر ہونے کے بعد مسلمانوں کے دو گروہ ہو گئے، ایک گروہ حضرت سلمان بن ربیعہ کی قیادت میں باب کی طرف روانہ ہوا اور بحفاظت نکل گیا۔ جبکہ دوسرے گروہ نے خزر کا راستہ اپنایا اور انہیں جیلان اور جرجان کے پہاڑوں پر چڑھنا پڑا اور اس گروہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔

خونشہادت

قیس بنیز یداپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ یزید بن معاویہ، علقمہ بن قیس، معضد شیبانی اور ابومفزر تمیمی

ایک خیمے میں تھے اور عمرو بن عتبہ، خالد بن ربیعہ، حلحال بن ذری اور قرثع دوسرے خیمے میں تھے اور دونوں خیمے بلنجر کے لشکر میں قریب قریب تھے، قرثع کہا کرتے تھے خون کے بیل بوٹے کپڑوں پر کتنے اچھے معلوم ہوتے ہیں؟ عمرو بن عتبہ ان کی سفید عبا کو دیکھ کر یہ کہا کرتے تھے ''تمہاری سفید عبا میں خون کی سرخی کتنی اچھی معلوم ہوگی،،۔

شہادت کا خواب اور اس کی تعبیر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں کئی سالوں تک مسلمانوں نے بلنجر میں جنگ کی مگر ان جنگوں میں ان کی نہ کوئی عورت بیوہ ہوئی اور نہ کوئی بچہ یتیم ہوا۔ مگر خلافت عثمانی کے نویں سال کا آغاز ہوا تو لشکر کشی سے دو روز پہلے حضرت یزید بن معاویہ نخعی نے ایک خواب دیکھا کہ ایک انتہائی خوبصورت ہرن ان کے خیمہ میں در آیا تھا پھر وہ خواب ہی میں ایک قبر پر آئے جہاں چار آدمی کھڑے ہوئے تھے اور انہوں نے ایسی سیدھی اور عمدہ قبر اس سے قبل نہیں دیکھی تھی۔

جب مسلمانوں نے ترکوں کے ساتھ صبح کے وقت جنگ کی تو دوران جنگ حضرت یزید کو ایک پتھر آکر لگا جس سے ان کا سر پھٹ گیا اس طرح ان کی پوشاک کو خون کے ذریعہ زیب و زینت حاصل ہوئی اور یہ تعبیر تھی اس خواب کی جس میں انہوں نے ایک خوبصورت ہرن کو دیکھا تھا۔

معضد اور عمرو کی شہادت

لشکر کشی سے ایک دن پہلے صبح کے وقت معضد نے علقمہ بن قیس سے کہا کہ آپ مجھے اپنی چادر عاریۃً دیں تاکہ میں اس سے اپنا سر باندھ لوں، چنانچہ انہوں نے اپنی چادر دیدی، پھر وہ اس برج کے قریب آئے جہاں یزید نخعی شہید ہوئے تھے، وہاں سے انہوں نے تیر چلائے اور دشمن کے کئی افراد قتل کیے پھر انہیں ایک پتھر لگا جس سے ان کا سر پھٹ گیا اس وقت ان کا ساتھی فوراً انہیں کھینچ کر لے گیا اور انہیں حضرت یزید نخعی کے پہلو میں دفن کر دیا۔

حضرت عمرو بن عتبہ بھی اسی طرح زخمی ہو گئے اور بالآخر شہید ہو گئے۔

قرثع کی شہادت کے ساتھ مسلمانوں کو شکست

جب باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوا تو قرثع نے بھی جنگ کی۔ یہاں تک کہ جنگ میں ان کا جوڑا پھٹ گیا اور ان کی قبا کی حالت اس طرح ہوگئی کہ اس کی زمین سفید تھی اور اس پر سرخ خون کے نقش و نگار بن گئے تھے۔ جب تک وہ لڑتے رہے تمام مسلمان بھی ثابت قدم رہے اور جب وہ شہید ہو گئے تو ان کی شہادت کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو بھی شکست ہوگئی۔

کئی اہم مسلمانوں کا شہادت پانا

داؤد بن یزید بیان کرتے ہیں کہ یزید بن معاویہ نخعی، عمرو بن عتبہ اور معضد تینوں حضرات بلنجر کی جنگ میں شہید ہوئے۔ معضد نے علقمہ کی چادر اپنے سر میں باندھی ہوئی تھی انہیں منجنیق کے پتھر کا ایک ٹکڑا لگا انہوں نے اسے اہمیت نہیں دی اور اپنا ہاتھ اس پر رکھا اور لڑتے رہے بالآخر شہید ہو گئے۔

حضرت یزید بن معاویہ نخعی کو بھی اسی قسم کی ایک چیز آکر لگی جس سے ان کی بھی شہادت ہوگئی، روایت میں آتا

ہے کہ انہوں نے اس سے پہلے قبر کھودی تھی تو یزید نے اسے دیکھتے ہوئے فرمایا تھا کہ کتنی اچھی قبر ہے! اور روایت میں ہے کہ انہوں ایک خواب بھی دیکھا جس میں ان کے پاس ایک ایسا ہرن لایا گیا کہ اس جیسا خوبصورت ہرن انہوں نے اس سے قبل نہیں دیکھا تھا، چنانچہ وہ غزال اور ہرن وہی ثابت ہوئے، یزید بن معاویہ نخعی نہایت حسین وجمیل تھے اللہ ان پر رحم کرے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مسلمانوں کی شکست اور نامور مجاہدین کی شہادت کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' اہل کوفہ نے بے وفائی کی، اے اللہ! تو انہیں معاف فرما اور ان کی توبہ کو قبول فرما۔

امارت پر اختلاف

محمد اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید بن العاص نے بلنجر کے سرحدی مقام پر سلمان بن ربیعہ کو حاکم مقرر فرمایا اور جب اہل کوفہ کو جنگی امداد کیلئے بھیجا تو حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو سپہ سالار مقرر فرمایا اور اس سرحدی مقام کے لئے اہل شام کی امدادی کمک بھیجی جس کی قیادت حبیب بن مسلمہ کر رہے تھے۔ یوں سلمان بن ربیعہ ان کے بھی امیر مقرر ہوئے مگر حبیب بن مسلمہ نے ان کی قیادت قبول کرنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ ایک موقع پر اہل شام یہ کہنے لگے کہ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ہم سلمان بن ربیعہ کو زدوکوب کریں، اس پر اہل کوفہ نے کہا کہ ایسی صورت میں ہم حبیب بن مسلمہ کو زدوکوب کریں گے اور اسے قید کر دیں گے اور اگر تم اس پر بھی ہماری اطاعت نہیں کرو گے تو ہمارے درمیان مقتولوں کی تعداد میں اضافہ ہو جائے گا۔

چنانچہ اوس بن مغراء نے اس بارے میں یہ اشعار کہے ہیں،
اگر تم سلمان بن ربیعہ کو زدوکوب کرو گے تو ہم تمہارے حبیب بن مسلمہ کو زدوکوب کریں گے۔
اور اگر تم ابن عفان کی طرف کوچ کرو گے تو ہم بھی ابن عفان کی طرف کوچ کریں گے۔
اگر تم انصاف سے دیکھو گے تو حقیقت میں یہ سرحدی مقام ہمارے امیر کی سرحد ہے۔
، دیکھو امیر لوگوں کے ساتھ آرہا ہے۔
ہم اس سرحد کے حکام ہیں اور ہم ہی اس کی حفاظت کرتے ہیں ۔
اور ہم اس سرحد پر تیر اندازی کرتے تھے اور دشمنوں کو عذاب دیتے تھے۔

حبیب بن مسلمہ نے ارادہ کیا کہ وہ باب کے امیر پر بھی حاکم بن جائے، جس طرح کوفہ سے آنے والا سپہ سالار امیر بنتا تھا۔ جب حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے یہ بات محسوس کی تو انہوں نے بھی اس کو برقرار رکھا اور دوسرے لوگوں نے بھی اسے بحال رکھا۔

قاتلینِ عثمانؓ پر حذیفہؓ کی بددعا

حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ نے اس مقام پر تین جنگیں لڑیں اور تیسری جنگ کے موقع پر انہیں اطلاع ملی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوگئی ہے تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ! تو قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ پر لعنت بھیج اور ان لوگوں کو بھی ملعون قرار دے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے جنگ کرتے رہے اور ان سے عداوت رکھتے تھے، اے اللہ! ہم ان کی شکایت کرتے تھے تو وہ بھی ہمیں اس طرح ملامت کرتے تھے جس طرح

ان سے پہلے کے خلیفہ ملامت کیا کرتے تھے مگر ان فتنہ پردازوں نے ان باتوں کو فتنہ وفساد کا ذریعہ بنالیا، یا اللہ! تو ان لوگوں کو تلواروں ہی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار۔

اکابر صحابہ کرامؓ کی وفات

واقدی کی روایت کے مطابق اس سال ۳۲ھ میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے وفات پائی بوقت وفات ان کی عمر مبارک پچھتر سال تھی۔ اسی سال حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بھی فوت ہوئے اور ان کی عمر اٹھاسی سال تھی اور وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تین سال بڑے تھے۔ اسی سال حضرت عبداللہ بن یزید بن عبدربہ نے بھی وفات پائی یہ وہ صحابی تھے جنہیں خواب میں اذان کا طریقہ دکھایا گیا، اسی سال حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بھی مدینہ منورہ میں وفات ہوئی اور بقیع کے قبرستان میں مدفون ہوئے، ایک روایت کے مطابق ان کی نماز جنازہ حضرت عمارہ رضی اللہ عنہ نے پڑھائی جبکہ دوسری روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ہی ان کی نماز جنازہ پڑھائی، اسی سال حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی وفات پائی۔

حضرت ابوذرؓ کی وفات

مرگ الموت میں ابوذرؓ کی مہمان نوازی

اس سال حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بھی وفات پائی، سیف کی روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے آٹھویں سال ماہ ذی الحجہ میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو اس موقع پر انہوں نے اپنی بیٹی سے فرمایا اے میری بیٹی! کیا تم کسی کو آتے ہوئے دیکھ رہی ہو؟ وہ بولیں نہیں، اس پر آپ نے فرمایا ابھی میری موت کا وقت نہیں آیا ہے۔

پھر انہوں نے اپنی بیٹی کو حکم دیا کہ بکری ذبح کر کے اس کو پکائے چنانچہ بیٹی نے اس حکم کی تعمیل کی، پھر حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب مجھے دفن کرنے والے آجائیں تو ان سے یہ کہنا ابوذر تمہیں قسم دلا کر یہ کہتا ہے کہ تم لوگ واپس جانے کے لئے اس وقت تک اپنی سواری پر سوار نہ ہونا جب تک کہ تم کھانا نہ کھاؤ۔ جب بیٹی نے کھانا پکالیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ نے بیٹی سے فرمایا دیکھو اب تم کسی کو دیکھ رہی ہو؟ وہ بولیں ہاں یہ سوار آرہے ہیں اس پر آپ نے فرمایا میرا رخ قبلہ کی طرف کردو چنانچہ بیٹی نے ایسا ہی کیا، اس کے بعد آپ نے فرمایا بسم اللہ وباللہ وعلیٰ ملۃ رسول اللہ۔ اس کے بعد صاحبزادی نے نکل کر ان سواروں کا استقبال کیا اور کہا اللہ تم پر رحم کرے تم ابوذر رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، وہ بولے وہ کہاں ہیں؟ ان کی صاحبزادی نے ان کی اشارہ کرتے ہوئے فرمایا وہ فوت ہوگئے ہیں تم انہیں دفن کرو، وہ بولے اللہ تعالیٰ نے ہم کو کیا خوب سعادت مندی عطاء فرمائی ہے۔

اہل کوفہ کے اس قافلہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود بھی تھے، یہ لوگ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اس وقت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رو رہے تھے اور فرمارہے تھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اس دنیا سے تن تنہا رخصت ہوں گے اور تن تنہا اٹھیں گے۔

اس کے بعد ان لوگوں نے انہیں غسل دیا اور کفن پہنایا پھر انہوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور پھر انہیں دفن کر دیا، تکفین و تدفین کے بعد اس قافلہ نے کوچ کرنے کا ارادہ کیا تو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی بیٹی نے ان سے کہا کہ ''ابا جان نے آپ کو سلام کہا تھا اور آپ کو قسم دے کر یہ کہا تھا کہ آپ حضرات تدفین سے فراغت کے بعد اپنی سواریوں پر سوار ہونے سے پہلے کھانا تناول فرمائیں۔

چنانچہ ان حضرات نے کھانا تناول فرمایا پھر ان کے اہل وعیال کو اپنے ساتھ سوار کرا کر مکہ معظمہ لے آئے اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کی وفات کی خبر دی سنائی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی صاحبزادی کو اپنے اہل وعیال میں شامل کر لیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ ابوذر پر رحم کرے اور رافع بن خدیج کے وہاں رہنے پر مغفرت فرمائے۔

ابوذرؓ کی وفات، حلحال بن ذری کا بیان

حلحال بن ذری حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کے واقعہ کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ہم چودہ سوار تھے جب ہم ربذہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں ایک عورت کو پایا اس عورت نے ہم سے کہا کہ تم ابوذر کے پاس جاؤ۔ اور ہمیں اس سے قبل ان کا کوئی حال معلوم نہیں تھا اس لئے ہم نے ان سے کہا کہ حضرت ابوذرؓ کہاں ہیں؟

تو اس عورت نے ایک خیمہ کی طرف اشارہ کیا، پھر ہم نے پوچھا انہیں کیا ہوا؟ وہ بولیں انہوں نے کسی وجہ سے مدینہ چھوڑ دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ انہوں نے صحرا نشینی کیوں اختیار کی؟ وہ بولیں امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مدینہ میں ان کے قیام کو ناپسند کیا تھا مگر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ یہ بھی مدینہ ہے۔

ابوذرؓ کا اپنے خیمہ کو مشک سے معطر کرنا

اس کے بعد حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روتے ہوئے ادھر گئے، پھر ہم نے انہیں غسل دیا اور کفن پہنا دیا اس وقت ان کا خیمہ مشک کی خوشبو سے بسا ہوا تھا، ہم نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی بیٹی سے اس خوشبو کے بارے میں دریافت کیا؟ وہ بولیں، ان کے پاس مشک تھی جب ان کی موت کا وقت قریب آیا تو وہ فرمانے لگے کہ مروہ کے پاس کچھ لوگ آئیں گے اور انہوں نے کھانا نہیں کھایا ہوگا تو وہ اس خوشبو کو سونگھیں گے چنانچہ انہوں نے مشک کو پانی میں ڈبو دیا اور پھر اس پانی کو تمام خیمے میں چھڑک دیا پھر آپ نے فرمایا تم اس خوشبو سے ان کا استقبال کرو اور انہیں یہ گوشت پکا دو کیونکہ میرے پاس صالح قوم آئے گی اور وہی لوگ میرے دفن و کفن کا انتظام کریں گے تم ان کی مہمان نوازی ضرور کرنا۔

ابوذرؓ کی اطلاعِ وفات عثمانؓ کو

چنانچہ جب ہم حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی تدفین سے فارغ ہوئے تو ان کی صاحبزادی نے ہمیں کھانے کی دعوت دی، ہم نے کھانا کھایا پھر ہم نے انہیں لیجانا چاہا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا امیر

المؤمنین ہمارے قریب ہیں ہم ان سے آپ کے بارے میں مشورہ کریں گے۔

جب ہم مکہ معظّمہ آئے تو ہم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی وفات کی اطلاع دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ ابوذر پر رحم کرے اور ربذہ میں مقیم ہونے پر ان کی مغفرت فرمائے، جب وہ حج سے فارغ ہوئے تو انہوں نے ربذہ کا راستہ اختیار کیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے اہل وعیال کو اپنے اہل وعیال میں شامل کرلیا۔

عبداللہ بن مسعودؓ کے رفقاءِ قافلہ کے اسماء گرامی

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور ہم عراق کی طرف روانہ ہوئے، ہمارے قافلہ میں کل چودہ افراد تھے، جو کہ درج ذیل ہیں: ۱-حضرت عبداللہ بن مسعود ۲-ابومفرز تمیمی ۳-بکر بن عبداللہ تمیمی ۴-اسود بن یزید نخعی ۵-علقمہ بن قیس نخعی ۶-حلحال بن ذری ضبی ۷-حارث بن سوید تمیمی ۸-عمرو بن عتبہ بن فرقد سلمی ۹-ابن ربیعہ سلمی ۱۰-ابورافع مزنی ۱۱-سوید بن شعبہ تمیمی ۱۲-زیاد بن معاویہ نخعی ۱۳-اخوالعدشع سلمی ۱۴-معضد شیبانی کا بھائی۔

مرورود، طالقان، فاریاب، جوزجان اور طخارستان کی فتوحات

فتح مرورود

۳۲ھ میں عبداللہ بن عامر مرورود، طالقان، فاریاب، جوزجان اور طخارستان کے علاقے فتح کر لئے۔

اسماعیل بن مسلم ابن سیرینسے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عامر نے احنف بن قیس کو مرورود بھیجا، احنف نے وہاں جا کر وہاں کے لوگوں کا محاصرہ کرلیا جب وہ مقابلہ کے لئے نکلے تو مسلمانوں نے اتنی شدت کے ساتھ ان سے مقابلہ کیا کہ وہ قلعہ بند ہونے پر مجبور ہو گئے۔ وہ قلعہ سے جھانک کر بولے: اے اقوام عرب! تم ہمارے خیال میں ایسے نہ تھے جیسا ہم تمہیں دیکھتے ہیں اگر ہمیں پہلے سے علم ہوتا کہ تم ویسے ہو جس کا مشاہدہ ہم نے کیا ہے تو ہمارا اور تمہارا معاملہ یوں نہ ہوتا، اس وقت تم ہمیں ایک دن کی مہلت دو اور تم لوگ اپنے لشکری قیام گاہ کی طرف چلے جاؤ۔

حاکم مرو کی طرف سے خط

چنانچہ حضرت احنف بن قیس واپس چلے آئے جب صبح ہوئی تو اس شہر سے ایک عجمی شخص نکلا اور اس کے ہاتھ میں ایک خط تھا اس نے حضرت احنف کے پاس آ کر کہا کہ آپ مجھے پناہ دیں میں قاصد ہوں۔ مسلمانوں نے اس کو پناہ دی، وہ حضرت احنف کے نام مرو کے حاکم مرزبان کا خط لایا تھا انہوں نے خط کو پڑھا جس کا مضمون یہ تھا

''ہم اس اللہ کی تعریف کرتے ہیں جس کے قبضہ میں دنیا کی سلطنتیں ہیں وہ جس ملک میں چاہتا ہے انقلاب برپا کردیتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت کے بعد سر بلند اور سرخروی عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے زوال عطا کرتا ہے۔ مجھے آپ کے ساتھ مصالحت پر اس بات نے آمادہ کیا ہے کہ میرے جدّ امجد مسلمان ہو گئے تھے انہوں نے آپ کے حاکم کی طرف سے نہایت قدر و منزلت کا

سلوک ملاحظہ کیا ہے، اس لئے میں آپ لوگوں کا خیر مقدم کرتا ہوں اور آپ سے مصالحت کا خواہاں ہوں، میں آپ کو ساٹھ ہزار کا خراج ادا کرتا رہوں گا آپ میرے قبضہ میں وہ جاگیر رہنے دیں جو شہنشاہ کسریٰ نے میرے پردادا کو اس وقت عطاء کی تھی جب انہوں نے اس اژدھے کو مار ڈالا تھا جس نے کئی آدمیوں کو نگل لیا تھا اور قابلِ کاشت اراضی اور دیہات کے راستے لوگوں کی آمد ورفت کے لئے بند کر دئے تھے، نیز آپ میرے گھر کے کسی شخص سے خراج نہیں لیں گے اور حکومت کرنے کا حق میرے خاندان کے علاوہ کسی کو نہیں دیا جائے گا، اگر آپ میری شرائط کو مانیں گے اور مجھے ان باتوں کی رعایت دیں گے تو میں مزید گفت وشنید کے لئے آ سکتا ہوں۔ میں نے اپنے بھتیجے ماہک کو آپ کی طرف بھیجا ہے تا کہ ان شرائط کو آپ سے مؤکد وموثق کرا سکے۔

امیر لشکر حضرت احنف کی طرف سے خط کا جواب

امیر لشکر حضرت احنف بن قیس نے اس کے جواب میں درجِ ذیل خط تحریر کیا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط امیرِ لشکر صخر بن قیس کی طرف سے مروروز کے حاکم باذان، اس کے ساتھی، اساورۃ کی فوج اور دیگر اہل عجم کے نام ہے۔ جو لوگ اسلامی ہدایات کے پیروی کریں، ایمان لائیں اور تقویٰ اختیار کریں ان کو میری طرف سے سلام پہنچے۔ تمہارا بھتیجا ماہک ہمارے پاس آیا ہے اس نے آپ کے لئے مخلصانہ کوششیں کیں، اور آپ کا پیغام ہم تک پہنچایا، آپ کا پیغام ملنے کے بعد آپ کا معاملہ اپنے ساتھی مسلمانوں کے سامنے پیش کیا کیونکہ ہم سب آپ کے معاملے کا تصفیہ کرنے کے لئے برابر کے حق دار ہیں۔ ہم نے آپ کی شرائط قبول کر لی ہیں اس شرط کے ساتھ کہ آپ اپنے کسانوں اور رعایا کی طرف سے نیز ان کی اراضی کے عوض ساٹھ ہزار درہم مجھے اور میرے بعد کے مسلم حکام کو ادا کرتے رہیں، البتہ وہ اراضی مستثنیٰ رہیں گی جن کے بارے میں آپ نے ذکر کیا ہے، یہ سرزمین اللہ کی ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنے بندوں کو عطا کرتا ہے۔ نیز آپ پر مسلمانوں کی مدد کرنا فرض ہوگا اور اگر مسلمان اس بات کو چاہیں تو آپ اپنے اساورہ کی فوج کے ساتھ ان کے دشمن کے ساتھ جنگ کریں، اگر آپ کی قوم میں سے کوئی پیچھے سے آپ پر حملہ کرے گا تو مسلمان اس کے خلاف آپ کو مدد دیں گے۔ یہ تحریر میں نے لکھ دی ہے تا کہ میرے بعد آپ کے لئے کار آمد ثابت ہو، آپ سے اور آپ کے خاندان اور رشتہ داروں سے خراج وصول نہیں کیا جائے گا اور اگر آپ اسلام قبول کر لیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کریں تو آپ کو بھی مسلمانوں کی طرح عطیات، وظائف اور مراتب حاصل ہوں گے اور آپ اسلامی برادری میں شامل ہو جائیں گے، اس تحریر کے میں اور میرے باپ نیز مسلمان اور ان کے آباء واجداد ذمہ دار ہیں۔ اس معاہدہ کے مندرجہ ذیل حضرات گواہ ہیں۔ جزء بن معاویہ یا معاویہ بن جزء سعدی، حمزہ بن ہرماس مازنی، حمید بن الخیار مازنی، عیاض بن ورقاء اسدی۔ نیز

اس معاہدہ کو کیسان مولیٰ بنو ثعلبہ نے بروز اتوار یکشنبہ ماہ محرم الحرام میں تحریر کیا اور سپہ سالار احنف بن قیس نے اس پر مہر لگائی۔ حضرت احنف بن قیس کی انگوٹھی کا نقش یہ تھا "نعبد الله،،

حضرت احنف کی پیش قدمی

مصعب بن حیان اپنے برادر مقاتل بن حیان سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر نے اہل مرو سے صلح کرلی تھی۔ ابن عامر نے حضرت احنف بن قیس کو چار ہزار افواج کا لشکر دے کر اہل طخارستان، اہل جوز جان و طالقان اور اہل فاریاب کی طرف روانہ کیا۔ اور اس وقت دشمن کی تیس ہزار فوج ایک جگہ پر اکٹھی ہوگئی تھی۔ جب حضرت احنف بن قیس کو ان افواج کے اکٹھے ہونے کے بارے میں علم ہوا تو انہوں نے مسلمانوں سے مشورہ کیا کہ ہم ابر شہر واپس چلے جائیں۔ ایک شخص نے رائے دی کہ ہم بجائے واپس جانے کے یہیں مقیم ہوجائیں اور پھر امداد طلب کریں، ایک اور شخص نے رائے دی کہ ہم ان سے مقابلہ کریں۔

چند لوگوں کا آپس میں مشورہ

جب رات ہوگئی تو حضرت احنف بن قیس لشکر کے خیموں میں گشت کرنے نکلے ایک خیمہ کے پاس سے گذرے تو دیکھا کہ ایک سپاہی آگ جلا رہا تھا یا آٹا گوندھ رہا تھا اور کچھ دیگر سپاہی باتیں کررہے تھے ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ امیر کے لئے صحیح رائے یہ ہے کہ صبح ہوتے ہی روانہ ہوجائے اور جہاں کہیں دشمن سے سامنا ہو وہاں پر مقابلہ کیا جائے۔ اس طرح ان پر رعب پڑے گا۔

ایک سپاہی کا دانشمندانہ مشورہ

وہ شخص جو آٹا گوندھ رہا تھا بولا، اگر امیر ایسا کام کرے گا تو میرے خیال میں وہ سخت غلطی کا ارتکاب کرے گا اور تم بھی اس غلطی کے مرتکب ہوگے، کیا تم اسے یہ مشورہ دے سکتے ہو کہ وہ ان کی سرحد اور ان کی وطن کے اندر قلیل تعداد کے ساتھ جا کر بڑی تعداد سے مڈبھیڑ کرے۔ یوں تو وہ ایک ہی حملہ میں ہمیں بھون کھائیں گے۔

بلکہ میری رائے تو یہ ہے کہ حضرت احنف مرغاب کو بائیں طرف اور پہاڑ کو دائیں طرف رکھیں، اس طرح سب دشمن یکبارگی حملہ آور نہ ہوسکیں گے، بلکہ حضرت احنف جس قدر چاہیں گے اسی قدر دشمنوں کو سامنے رکھ کر لڑسکیں گے۔

حضرت احنف کا سپاہی کے مشورہ کو پلہ باندھنا

چنانچہ حضرت احنف اس سپاہی کے مشورہ کو قابلِ عمل ٹھیرا کر واپس چلے گئے۔ اور واپس جا کر لشکر تیار کیا۔

احنف کا اہلِ مرو کی امداد کو ٹھکرانا

اہلِ مرو نے حضرت احنف کو پیغام بھیجا کہ اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کے دست و بازو بن کر آپ کے دشمنوں سے لڑیں؟ آپ نے فرمایا ہم مشرکین سے مدد حاصل کرنے کے خواہشمند نہیں ہیں۔ لہذا تم فی الحال صبر کرو۔ اگر ہم کامیاب رہے تو تمہارے ساتھ معاہدے کے مطابق سلوک روا رکھیں گے اور اگر نصیب دشمناں دشمن کامیاب ہوگئے

اور وہ مزید آگے بڑھ کر تمہارے ساتھ بھی لڑنے مرنے پر آمادہ ہوں تو اس صورت میں تم اپنا دفاع کرنا۔

آغاز جنگ

مسلمان صلوٰۃِ عصر سے فارغ ہوئے ہی تھے کہ دشمن نے سرعت کے ساتھ حملہ کر دیا۔ گھمسان کا رن پڑا۔ دونوں فریق موت کے جام پینے پر تلے رہے۔ حتیٰ کہ ظلمتِ شام نے ان پر اپنا پردہ ڈال دیا۔ حضرت احنف ابنِ جؤیہ کے اشعار کے ساتھ رجز پڑھ رہے تھے:

جو شخص موت کا جام پینے سے نہ ڈرتا ہو۔
وہ ایسا شجاع ہے، جس کی نسل عام نہیں ہے۔

مسلمانوں کی فتح

ابوالاشہب سعدی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت احنف کی اہلِ مرو روذ، طالقان، فاریاب اور جوزجان سے رات کی تاریکی تک جنگ جاری رہی، بلکہ رات کے آخری پہر تک جنگ کے شعلے بھڑکتے رہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے کافر دشمن کو شکست سے دوچار کیا اور مسلمان ان کو قتل کرتے ہوئے مقامِ رسکن تک چھوڑ آئے۔ یہ مقام حضرت احنف کے جائے مقام سے بارہ فرسخ کے فاصلے پر تھا۔

مرزبان کا سرِ تسلیم خم کرنا

ادھر مرو روذ کا حاکم مرزبان مسلمانوں سے کئے گئے وعدہ کے مطابق جزیہ کا مال لئے پہلے سے تیار تھا دراصل وہ اس جنگ کے نتائج کا منتظر تھا، تا کہ اس کے مطابق فیصلہ کر سکے۔

ادھر حضرت احنف نے دو قاصد مرزبان کی طرف روانہ کیے تا کہ اس سے مالِ جزیہ کی وصولی کر سکیں۔ آپ نے قاصدین کو فرمایا: کہ جب تک مال وصول نہ کر لو اس سے بات چیت نہ کرنا۔ قاصدین کی حکم کی بجا آوری کی۔ مرزبان بھی سمجھ گیا کہ مسلمان فتح یاب ہو چکے ہیں جس کی بناء پر ان کا یہ حاکمانہ رویہ ہے۔ چنانچہ اس نے بغیر کسی حیل وحجت کے جزیہ کا مال ان کے حوالہ کر دیا۔

جوزجان کے شرذمۂ قلیل کی سرکوبی کرنا

پھر حضرت احنف نے اقرع بن حابس کو ایک گھڑ سوار لشکر کے ساتھ جوزجان کی طرف روانہ کیا تا کہ جنگ سے بچ جانے والوں کی مزید سرکوبی کر آئیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے وہاں بھی ایک ایسا بھرپور حملہ کیا کہ دشمنوں کے گھڑ سواروں کے کشتے کے پشتے لگا دیئے۔ اللہ نے مسلمانوں کو فتح سے ہمکنار کیا۔

اہلِ بلخ کے ساتھ حضرت احنف کی مصالحت

فتح بلخ وہرات

زہیر بن ہنید ایاس بن مہلب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت احنف بن قیس مرو اور بلخ کی طرف گئے اور

وہاں جا کر اہل بلخ کا محاصرہ کر لیا پھر وہاں کے لوگوں نے ان سے چار لاکھ کی رقم ادا کرنے پر مصالحت کی درخواست کی۔ جو حضرت احنف نے قبول فرمالی، چنانچہ انہوں نے چند شرطوں پر صلح کی درخواست قبول کر لی۔

احنف کا خوارزم جانا اور ناکام واپس آنا

اس کے بعد حضرت احنف بن قیس نے اپنے چچازاد بھائی اسید بن متشمس کو صلح نامہ میں ذکر کردہ رقم کی وصولیابی کے لئے بھیجا اور خود خوارزم چلے گئے اور وہیں قیام فرمایا یہاں تک کہ ان کو موسم سرما نے گھیر لیا۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ اس وقت تمہاری کیا رائے ہے؟ حصین نے ان سے کہا کہ اس کا جواب تو آپ کو عمرو بن معدیکرب دے چکا ہے۔ وہ بولے وہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا ہے کہ ''جب تم کوئی کام نہ کر سکو تو اسے چھوڑ دو اس کے بجائے وہ کام کرو جسے تم انجام دے سکو''، اس بات پر حضرت احنف بن قیس نے کوچ کرنے کا حکم دیا اور بلخ کی طرف لوٹ آئے

مہرجان تہوار میں مشرکین کا مسلمان حاکم کو بیش قیمت ہدایا بھیجنا

اس وقت تک ان کے بھائی اسید بن متشمس نے مصالحت کی رقم وصول کر لی تھی۔ خراج کی وصولیابی کے موقع پر مہرجان کا تہوار بھی آ گیا تھا اس لئے اہل بلخ نے انہیں سونے چاندی کے برتن، درہم و دینار، ساز و سامان اور قیمتی کپڑے بھی پیش کئے۔ اس پر حضرت احنف بن قیس کے چچازاد بھائی نے پوچھا کیا یہ بھی اس معاہدہ میں شامل ہیں جس کے مطابق ہم نے تم سے صلح کی تھی؟ وہ بولے نہیں، مگر ہم اس دن اپنے حاکم کو یہ چیزیں ہمدردی حاصل کرنے کے لئے پیش کرتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا آج کیا دن ہے؟ لوگوں نے کہا آج مہرجان ہے، وہ بولے مجھے نہیں معلوم ہے کہ یہ دن آپ کے ہاں کیا اہمیت رکھتا ہے تاہم مجھے ان چیزوں کا لوٹانا بھی پسند نہیں ہے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ میرا حق ہو، اس لئے ان پر قبضہ کر لیتا ہوں مگر انہیں الگ رکھوں گا تا کہ ان پر غور کر سکوں۔

مسلمان حاکم کا تحائف مہرجان کو وصول کر لینا

چنانچہ وہ ان تحائف کو وصول کرنے کے بعد حضرت احنف کے پاس آئے اور انہیں ساری بات بتائی حضرت احنف نے بھی ان لوگوں سے اس بارے میں دریافت کیا تو ان کو بھی وہی بات دہرائی جو وہ ان کے چچازاد بھائی سے کہہ چکا تھا اس پر انہوں نے کہا کہ میں یہ سامان اپنے امیر عبداللہ بن عامر کے پاس لے جاؤں گا چنانچہ وہ ان تحائف کو لے کر عبداللہ بن عامر کے پاس گئے اور انہیں صورتحال سے مطلع کیا، ابن عامر نے کہا اے ابوالبحر! تم انہیں قبول کر لو کیونکہ یہ تمہارا حصہ ہے وہ بولے مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے، اس پر ابن عامر نے کہا اے مسمارا! تم اسے لے لو۔ حسن کہتے ہیں چنانچہ قرشی نے اسے وصول کر لیا۔

عمرو بن محمد مری بنی مرہ کے مشائخ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت احنف نے بلخ پر بشر بن المتشمس کو حاکم بنایا۔

ہرات کی مہم

صدقہ بن حمید کی اپنے والد حمید سے روایت ہے کہ جب عبداللہ بن عامر نے اہل مرو سے مصالحت کی اور

حضرت احنف نے اہل بلخ سے مصالحت کی تو ابن عامر نے خُلَید بن عبداللہ حنفی کو ہرات کی طرف روانہ کیا، اور اس مہم میں باذغیس کا علاقہ بھی شامل تھا انہوں نے اس علاقے کو فتح کرلیا لیکن پھر انہوں نے بغاوت کردی اور قارن کے ساتھ ہو گئے۔

ابن عامر کا فتوحات پر بطور شکرانے عمرہ کا احرام باندھنا

داؤد روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت احنف بن قیس ابن عامر کے پاس واپس تشریف لائے تو لوگوں نے ابن عامر سے کہا کسی کے ہاتھوں اتنے علاقے فتح نہیں ہوئے جتنے تمہارے ہاتھوں فتح ہوئے ہیں اور آپ کی فتوحات میں فارس، کرمان، سجستان اور تمام خراسان کا علاقہ شامل ہے۔

اس پر عبداللہ بن عامر نے جواب دیا کہ میرے لئے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ میں ان کامیابیوں پر اللہ کا شکر اس طرح ادا کروں کہ میں اسی مقام پر احرام باندھ کر عمرہ ادا کروں۔

ابنِ عامر کے نیشاپور سے احرام باندھنے پر عثمانؓ کا اعتراض

چنانچہ انہوں نے نیشاپور سے عمرہ کا احرام باندھا اور مکہ کی طرف روانہ ہوئے، جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خراسان سے احرام باندھنے پر ان کو ملامت کی اور فرمایا'' کاش کہ تم اس میقات سے احرام باندھتے جہاں سے مسلمان احرام باندھا کرتے ہیں۔،،

قارن کی فوجوں کا اجتماع

سکن بن قتادہ عرینی روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن عامر نے خراسان پر قیس بن ہیثم کو اپنا جانشین بنایا اور خود وہاں سے چلے گئے، اس کے بعد دشمنوں کے سپہ سالار قارن نے طبسین، باذغیس، ہرات اور قہستان کے علاقوں سے ایک بہت بڑا لشکر تیار کیا اور چالیس ہزار کے لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لئے آپہنچا۔

ابنِ خازم کا قیس سے نیک نیتی کے ساتھ حیلہ کر کے امارت وصول کرنا

اس موقع پر قیس بن ہیثم نے عبداللہ بن خازم سے پوچھا کہ تمہاری رائے میں اب ہمیں کیا کرنا چاہئے؟ عبد اللہ بن خازم نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ تم یہ ملک چھوڑ دو، کیونکہ امیر تو میں ہوں، اس کے بعد انہوں نے ایک تحریر نکال کر دکھائی جو کہ انہوں نے قصداً جعلی طور پر بنائی تھی تاہم قیس بن ہیثم نے ان سے جھگڑا کرنا پسند نہیں کیا اور اسے وہاں چھوڑ کر ابن عامر کے پاس چلے آئے اور ابن عامر سے ملاقات کی، ابن عامر نے کہا کہ تم نے حالت جنگ میں ملک کو کیوں چھوڑا؟ وہ بولے اس نے مجھے آپ کا تحریری حکمنامہ دکھایا ہے، ابنِ عامر کی والدہ نے اس موقع پر کہا میں نے تمہیں منع کیا تھا کہ تم ان دونوں کو کسی شہر میں اکٹھے نہ رکھو کیونکہ عبداللہ قیس سے جھگڑا کرتا ہے۔

ابنِ خازم کا کامیاب تدبیر اختیار کرنا

بہرحال قیس کی واپسی کے بعد ابن خازم چار ہزار کی فوج لے کر قارن کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا جب وہ دشمن کے لشکر کے قریب پہنچا تو اس نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ ہر ایک اپنے نیزے کے نوک پر کپڑے کی دھجی،

روئی یا اون باندھ لے۔ پھر اسے کسی چکنائی یا تیل وغیرہ سے چپکالیں اس ہدایت پر عمل درآمد کے بعد یہ حضرات روانہ ہوئے، جب شام ہوئی تو انہوں نے چھ سو سپاہیوں کا ہراول دستہ آگے بھیجا پھر وہ ان کے پیچھے روانہ ہوئے، اور انہوں نے مسلمان سپاہیوں کو حکم دیا کہ سب وہ نیزوں کی نوک پر بندھا کپڑا وغیرہ آگ سے روشن کریں اور کوئی شخص اس عمل میں کوتاہی نہ کرے۔ اس کے بعد وہ ہراول دستہ لے کر آدھی رات کو قارن کے لشکر میں پہنچ گئے اور ان کے محافظوں پر حملہ کر دیا جس سے دشمن خوف زدہ ہو گیا کیونکہ دشمنوں کو اس بات پر یقین تھا کہ رات کو حملہ نہیں ہوگا، جب مسلمان لشکر کی باقی افواج ان کے قریب پہنچ گئی تو دشمن کی فوجوں نے دائیں بائیں آگے پیچھے ہر طرف آگ کے شعلے دیکھے اور کوئی آدمی بھی نظر نہیں آیا تو یہ لوگ نہایت خوف زدہ ہوئے اور ان کے ہوش اڑ گئے۔

ابنِ خازم کی فتح دشمن کی شکست

ابن خازم کا ہراول دستہ ان سے جنگ کرتا رہا پھر ابن خازم خود مسلمان سپاہیوں کا لشکر لے کر ان پر ٹوٹ پڑے چنانچہ اس جنگ میں قارن مارا گیا اور دشمن کو بری شکست ہوئی، اور دشمن کی فوجوں نے بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی لیکن مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا اور جہاں تک ممکن ہوا وہ دشمنوں کا صفایا کرتے رہے اور مسلمانوں نے بہت سے لوگوں کو گرفتار کر کے قیدی بھی بنالیا۔

اسیرانِ جنگ

اس جنگ میں بہت سے لوگ گرفتار ہوئے ان میں صلت بن حریث کی والدہ اور زیاد بن ربیع کی والدہ بھی تھیں اور مشہور فقیہ اور عالم ابو عبداللہ بن عون کی والدہ ام عون بھی اس جنگ کی اسیر تھیں، اس کے بعد ابن خازم نے قارن کے مارے جانے اور فتح کی خوشخبری حضرت ابن عامر کے پاس لکھ کر بھیجی۔ اس پر حضرت ابن عامر ان سے بہت خوش ہو گئے اور خراسان کی حکومت پر انہیں بحال رکھا چنانچہ وہ جنگ جمل کے اختتام تک خراسان کے حاکم رہے، اس کے بعد وہ بصرہ آئے اور ابن الحضرمی کے واقعہ میں شریک رہے اور دارِ سبیل میں ان کے ساتھ رہے۔

مذکورہ واقعہ دوسری روایت سے

حسن بن رشید سلیمان بن کثیر عمی خزاعی سے روایت کرتے ہیں کہ قارن نے مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے ایک بڑی فوج جمع کر رکھی تھی مسلمانوں کو جب اس اجتماع کا علم ہوا تو وہ گھبرا گئے چنانچہ قیس بن ہیثم نے عبداللہ بن خازم سے پوچھا تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہے؟ وہ بولے، میری رائے یہ ہے کہ تم ان کی فوج کی کثرت کو برداشت نہیں کر سکو گے اس لئے تم ابن عامر کے پاس جاؤ اور انہیں اس سے مطلع کرو کہ ہمارے مقابلہ کے لئے دشمن کی بہت بڑی فوج جمع ہو گئی ہے، تمہاری امدادی کمک کے لانے تک ہم ان قلعوں میں مقیم رہ کر جنگ کو طول دیتے رہیں گے۔

جب قیس بن ہیثم روانہ ہو گئے تو ابن خازم نے لوگوں کو اپنی امارت کا والا نامہ دکھایا اور کہا مجھے ابن عامر نے خراسان کا حاکم مقرر کیا ہے، اس کے بعد وہ قارن کے مقابلہ کے لئے نکلے اور اپنی حکمت عملی سے دشمن پر فتح حاصل کی اور پھر ابن عامر کو فتح کا حال لکھ بھیجا، تو ابن عامر نے انہیں خراسان کی حکومت پر بحال رکھا۔

اس کے بعد اہل بصرہ خراسان کے ان لوگوں سے جنگ کرتے رہے جنہوں نے صلح نہیں کی تھی، اور جب وہ

جنگ سے عارضی طور پر واپس جاتے تھے تو چار ہزار فوج پیچھے چھوڑ جاتے تے اور ان کا یہ طریقہ فتنہ کے زمانے تک رہا۔

۳۳ھ کے واقعات

۳۳ھ کے چند واقعات

واقدی کے قول کے مطابق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ملطیہ کی طرف سے روم کے علاقہ حصن المرأۃ پر حملہ کیا۔

اسی سال جب اہل افریقہ نے عہد شکنی کی تو عبداللہ بن سعد بن ابی سرح نے ان پر دوبارہ حملہ کیا۔

اس سال عبداللہ بن عامر نے احنف بن قیس کو خراسان کی طرف بھیجا کیونکہ ان لوگوں نے عہد شکنی کی تھی چنانچہ احنف بن قیس نے مروشاہجہان کو مصالحت کے ساتھ اور دو روز کی شدید جنگ کے بعد فتح کیا۔

واقدی کی روایت کے مطابق اس کے بعد عبداللہ بن عامر بھی روانہ ہوئے اور ابرشہر میں مقیم ہوئے اور پھر صلح کے ساتھ اسے فتح کیا۔

ابو معشر کی روایت کے مطابق قبرص ۳۳ھ میں فتح ہوا، جبکہ مخالف تاریخی روایات کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

سعید بن العاص کی محفل

اس سال حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے بعض اہل کوفہ کو شام کی طرف بھیجا، اس کے بارے میں اہل سیر کا اختلاف ہے۔ سیف کی روایت ہے کہ سعید بن العاص کی خلوت خاص میں قدیم مجاہدین قادسیہ، قراء، اہل بصرہ اور معزز حضرات ہی شریک ہوا کرتے تھے اور یہ اس کی خاص مجلس ہوتی تھی، مگر جس وقت عام مجلس فرماتے تھے تو ہر کوئی وہاں آ سکتا تھا۔

ایک دن اس کی عام مجلس میں کچھ لوگ باتیں کر رہے تھے ان میں ایک شخص خنیس نام کا تھا اس نے کہا طلحہ بن عبداللہ کتنے فیاض ہیں؟ اس پر سعید بن العاص نے کہا جس شخص کے پاس نشاستج جیسی جائداد ہوں گی وہ ضرور بہت سخی اور فیاض ہوگا، خدا کی قسم! اگر میرے پاس اس جیسی اراضی ہوتی تو اللہ تعالیٰ تمہیں بہت خوشحالی کے ساتھ زندگی عطاء کرتا۔

خنیس کی حاضرینِ مجلس سے مخالفت

اس پر خنیس کا فرزند عبدالرحمٰن بن خنیس بول اٹھا: خدا کی قسم! میری خواہش یہ ہے کہ عطاء کا علاقہ آپ کے پاس ہوتا، اس سے مراد خاندان کسریٰ کی وہ اراضی تھیں جو کوفہ کے قریب دریائے فرات کے کنارے پر تھیں۔ اس بات پر وہاں موجود دیگر لوگ فوراً اٹھے اور کہنے لگے، اللہ تمہارا منہ کالا کرے، بخدا! ہم تمہاری اس بات پر تمہاری خبر لیں گے۔ خنیس بولا، یہ ابھی ناسمجھ بچہ ہے، اسے معاف کر دو، وہ بولے یہ ہمارے علاقے کی اراضی انہیں دینا چاہتا ہے۔ خنیس بولا، وہ آپ لوگوں کے لئے دوگنی اراضی کی تمنا کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا وہ نہ ہمارے لئے چاہتا ہے اور نہ ان کے لئے چاہتا ہے۔ خنیس بولا پھر تمہیں کیا ہوگیا ہے؟ وہ بولے: خدا کی قسم! تم ہی نے اسے یہ بات کہنے کا حکم دیا ہے۔

اس پر اشتر، ابن ذی الحبکہ، جندب، صعصعہ، ابن الکواء، کمیل بن زیاد اور عمیر بن ضابی لپک کر اٹھے اور انہوں نے اس نوجوان کو دبوچ لیا جس پر اس نوجوان کے والد حنیس نے منع کیا تو ان سب لوگوں نے ان دونوں کو اتنا مارا کہ وہ دونوں بے ہوش ہو گئے، اس موقع پر سعید بن العاص لوگوں کو منع کرتے رہے مگر یہ لوگ نہ مانے یہاں تک کہ لوگوں نے ان دونوں کو خوب مارا اور اپنے دل کی چاہت پوری کر لی۔

قبیلۂ اسد کا محل کو محاصرہ میں لینا

جب قبیلۂ اسد کو اس واقعہ کے بارے علم ہوا تو انہوں نے آ کر محل کو گھیر لیا اور دوسرے قبائل نے آ کر سعید بن العاص سے پناہ لینے کی درخواست کی اور کہا کہ آپ ہمیں ان سے بچائیے۔

سعید بن العاص کی کامیاب امن کوشش

اس پر سعید بن العاص باہر نکلے اور لوگوں کے پاس گئے اور کہنے لگے، اے لوگو! کچھ لوگوں کا جھگڑا ہوا تھا اب اللہ کے فضل وکرم سے امن و عافیت ہے، چنانچہ لوگوں کا غم وغصہ ٹھنڈا ہو گیا اور پھر واپس چلے گئے۔

کچھ عرصہ کے بعد جب دونوں افراد ہوش میں آ گئے تو سعید بن العاص نے ان دونوں سے کہا کہ تمہیں کیا ہو گیا تھا، وہ بولے، آپ کے مصاحب ہمیں قتل کرنے والے تھے، سعید بن العاص نے کہا خدا کی قسم! اب وہ میرے پاس کبھی نہیں آئیں گے۔ بس دونوں اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو اور لوگوں کے پاس جانے سے احتراز کرو، چنانچہ ان دونوں نے ایسا ہی کیا۔

شر پسندوں کی شرارتیں

جب ان لوگوں کا شر وفساد سے دل نہیں بھرا تو یہ لوگ اپنے گھروں میں بیٹھ کر اس قدر افواہیں پھیلانے لگے کہ اہل کوفہ نے سعید بن العاص کو اس بات پر ملامت کی، اس پر سعید بن العاص کہنے لگے تمہارا خلیفہ موجود ہے انہوں نے ہی مجھے ان کے بارے میں کوئی قدم اٹھانے سے منع کر رکھا ہے۔ تم میں سے کسی کو کوئی شکایت ہو تو وہ اس بارے میں خلیفہ سے جواب طلبی کرے۔ چنانچہ اس کے بعد کوفہ کے معززین نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا، کہ وہ ان لوگوں کو کوفہ سے نکال دیں۔

حضرت عثمانؓ کا شریر لوگوں کو کوفہ سے جلاءِ وطن کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں تحریر فرمایا اگر تمہارے معزز سردار اس بات پر متفق ہوں تو انہیں امیر معاویہ کے پاس بھیج دو۔ چنانچہ انہوں نے ان لوگوں کو نکال دیا اور پھر وہ ذلیل ہو کر امیر معاویہ کے پاس پہنچے اور ان کی تعداد دس سے کچھ زیادہ تھی، اور انہوں نے اس کی اطلاع امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو دی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو تحریر کیا ''اہل کوفہ نے چند افراد کو جنہوں نے فتنہ وفساد برپا کر رکھا تھا، نکال کر تمہارے پاس بھیجا ہے تم ان سے محتاط رہو اور ساتھ ہی ساتھ ان کی نگرانی بھی رکھو، اگر تم محسوس کرو کہ وہ راہ راست پر آ گئے ہیں تو تم ان سے اچھا سلوک کرو اور اگر وہ تمہیں عاجز کر دیں اور ان کو فتنہ وفساد میں مبتلا پاؤ تو انہیں لوٹا دو۔

کوفہ کے شر پسند جلاء وطن امیر معاویہ کے ہاں

چنانچہ جب یہ لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کا خیر مقدم کیا اور انہیں کنیسہ مریم میں ٹھہرایا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم کے مطابق عراق میں ان کا جتنا وظیفہ مقرر تھا اتنا ہی وظیفہ ان کے لئے مقرر فرمایا نیز صبح و شام امیر معاویہ رضی اللہ عنہ انہی کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔

امیر معاویہؓ کی نصیحت

ایک دن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کے سامنے یہ گفتگو کی کہ تم لوگ عرب قوم میں سے ہو اور تم نے اسلام کے ذریعہ سے عزت حاصل کی اور اسی اسلام کے بدولت دوسری قوموں پر غالب آئے اور ان کے مراتب و میراث پر قبضہ کیا لیکن مجھے اطلاع ملی ہے کہ تم اب قریش سے ناراض ہو؟ اگر قریش قبیلہ نہ ہوتا تو تم اسی طرح ذلیل و خوار رہتے جیسا کہ تم پہلے تھے۔ تمہارے حکام تمہارے لئے آج تک ڈھال بنے ہوئے ہیں اس لئے تم کو اپنی ڈھال سے الگ نہ ہونا چاہیئے۔ تمہارے حکام آج کل تمہاری زیادتیوں پر صبر کر رہے ہیں اور تمہاری تکالیف کو برداشت کر رہے ہیں۔ خدا کی قسم! تم اپنی حرکتوں سے باز آ جاؤ، ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر ایسا حاکم مسلط کرے گا جو تم پر ظلم و ستم کرے گا اور وہ اس قسم کے معاملات پر بالکل صبر نہیں کرے گا۔ اس طرح تم اپنی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی دونوں حالتوں میں رعایا پر ظلم کرنے میں ظالم حکام کے شریک کار اور ذمہ دار سمجھے جاؤ گے۔

ایک شر پسند کی امیر معاویہ سے جاہلانہ گفتگو

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو کے بعد ان میں سے ایک شخص نے کہا، آپ نے قریش کا ذکر کیا ہے مگر قریش کا قبیلہ عرب کا اکثر حصہ نہیں ہے اور نہ ہی دور جاہلیت میں وہ طاقتور قبیلہ تھا کہ جس سے آپ ہمیں خوفزدہ کریں، آپ نے ڈھال کا تذکرہ کیا ہے تو ڈھال جب ٹوٹ جائے گی تو ہمارے لئے میدان خالی ہو جائے گا۔

امیر معاویہؓ کا اظہارِ خفگی

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہاری بے وقوفی نے تمہیں یہ باتیں کہنے پر آمادہ کیا ہے تم اس گروہ کے نمائندہ ہو لیکن تمہارے اندر ذرہ برابر عقل نظر نہیں آتی۔ میں تم پر اسلام کے دور کو واضح کر رہا ہوں اس کی اہمیت کو واضح کر رہا ہوں مگر تم دور جاہلیت کا ذکر کر رہے ہو، میں نے تمہیں نصیحت کی ہے مگر تم اپنی کم عقلی کی بناء پر ڈھال کے ٹوٹنے کی باتیں کر رہے ہو۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو رسوا کرے جنہوں نے تمہارے معاملات کو اہمیت دی اور خلیفہ کے سامنے پیش کیا۔

قریش کی اہمیت و فضیلت

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا میرے خیال میں تم اس بات کو نہیں سمجھ سکے ہو کہ قریش کو دور جاہلیت اور اسلامی دور میں محض خداء بزرگ و برتر کی بدولت عزت حاصل ہوئی، بلاشبہ قریش کا قبیلہ عرب کی اکثریت میں نہیں تھا اور نہ سب سے زیادہ طاقتور تھا تاہم وہ حسب و نسب میں سب سے زیادہ شریف اور عزت والا تھا، اس کا مرتبہ سب سے

بلند تھا اور شرافت و مروت میں وہ کامل ترین لوگ تھے۔

دور جاہلیت میں ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو کھائے جارہا تھا اور ایک دوسرے کو ختم کرنے پر تلا ہوتھا اللہ تعالیٰ کی مہربانی کے بدولت یہ قبیلہ اس بدامنی اور خانہ جنگی سے محفوظ ہو گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ جسے عزت دیتا ہے اسے ذلیل نہیں کرتا اور جسے سربلند کرتا ہے اسے کمتر نہیں بناتا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پرامن حرم کعبہ میں آباد کیا جہاں چاروں طرف سے لوگ زیارت کے لئے آتے تھے، اور کیا تمہیں یہ بات معلوم نہیں ہے کہ اس زمانے میں خواہ عرب ہو یا عجم، کالا ہو یا گورا، ہر قوم پر کسی اجنبی ملک نے ضرور حملہ کیا ہے اور اس کے ملک کی عزت و حرمت کو نقصان پہنچایا ہے مگر اس موقع پر بھی قبیلہ قریش اس آفت سے محفوظ رہا جس کسی نے اس کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی، اللہ تعالیٰ نے اس کا سر نیچا کیا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس قبیلۂ قریش کو عزت بخشی۔ دنیا کی ذلت اور آخرت کے برے انجام سے نجات دلائی اور اسی قبیلہ سے اپنی بہترین شخصیت کا انتخاب کیا پھر اسی میں سے ان کے ساتھیوں کا انتخاب کیا چنانچہ ان کے بہترین صحابہ کرام قریش ہی میں سے تھے۔ پھر انہوں نے اس اسلامی مملکت کی بنیاد ڈالی اور پھر اس خلیفہ کو مقرر کیا گیا اور یہی ان کے لئے زیادہ موزوں تھے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے قبیلہ قریش کو جبکہ وہ اس کے منکر تھے محفوظ و صحیح سالم رکھا تو کیا وہ اس دین اسلام کو قبول کرنے کے لئے ان کی حفاظت نہیں کرے گا؟ دور جاہلیت میں اللہ تعالیٰ نے ان بادشاہوں سے محفوظ رکھا جو تم لوگوں پر غالب آ گئے تھے۔

بدترین بستی

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا اے صعصعہ! تمہاری بستی اس زمانہ میں عرب کی بدترین بستی تھی اور اس کی پیداوار سب سے زیادہ بدبودار تھی اور اس کی وادی عمیق ترین تھی، جو شر و فساد میں سب سے زیادہ مشہور تھی اور یہ اپنے پڑوسیوں کو سب سے زیادہ تکلیف پہنچاتی تھی۔ جب کبھی کوئی شریف آدمی یا رذیل آدمی اس وادی میں قیام کرتا تھا تو اس پر گالیوں کی بوچھاڑ ہوتی تھی اور اس پر بدنامی کا ٹیکہ لگ جاتا تھا، یہ لوگ تمام عرب میں بہت بدنام تھے تمام قوموں سے لڑتے جھگڑتے رہتے تھے اور اس وادی کے لوگ ایرانیوں کی رعایا تھے۔ ان کے پاس رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام پہنچی تو تم نے مدینہ آ کر دعوتِ رسول قبول نہیں کی۔ بلکہ اس وقت تم عمان میں رہے اس لئے تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام میں بھی شریک نہ ہوئے اور تم قوم کے بدترین انسان تھے۔

اسلام کے احسانات

لیکن جب اسلام نے تمہیں نمودار کیا اور تم مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو کر ان قوموں پر غالب آئے جو اس سے قبل تم پر غالب تھیں تو تم اللہ کے دین میں کجروی اختیار کرنے لگے اور آہستہ آہستہ ذلت و رسوائی کے کاموں کی طرف مائل ہوئے۔ لیکن تمہاری ان حرکتوں سے قریش کی شان میں کوئی فرق نہیں آئے گا اور نہ ہی انہیں کوئی نقصان پہنچے گا، اور نہ ہی تم انہیں اپنے فرائض کی ادائیگی سے روک سکو گے۔

شیطان نے تمہارے روپ میں اپنی ذریات پھیلا رکھیں ہیں۔

شیطان تم سے غافل نہیں ہے اس نے تمہاری قوم میں سے تمہیں شر و فساد کے لئے چن لیا ہے اور تمہارے

ذریعہ لوگوں کو فریب دے رہا ہے اور شیطان اپنے ارادوں میں کامیاب ہو گیا ہے اور تم پر غالب آگیا ہے تاہم اسے اس بات کا اچھی طرح علم ہے کہ وہ تمہارے ذریعہ اللہ کے فیصلہ کو رد نہیں کر سکتا اور نہ اللہ تعالیٰ کے ارادوں میں دخل اندازی کر سکتا ہے اس لئے تم اپنی شرارتوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے البتہ وہ اس سے برتر برائی کا دروازہ تمہارے لئے کھول کر تمہیں ذلیل ورسوا کرے گا۔

کوفہ کے شرپسندوں کو حضرت امیر معاویہ کا دوٹوک فیصلہ

یہ کہہ کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور انہیں چھوڑ کر چلے گئے اور یہ لوگ آپس میں مشورہ کرتے رہے مگر وہ کچھ نہ کر سکے، تھوڑے دنوں کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ دوبارہ ان کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے تم لوگوں کو اجازت دیدی ہے اب تم جہاں چاہو جا سکتے ہو، اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ نہ کسی کو فائدہ پہنچائے گا اور نہ نقصان تم لوگ کسی کام کے نہیں ہو۔ البتہ تم لوگ نفرت کے قابل ہو اور اس قابل ہو کہ تمہیں دور رکھا جائے۔

اگر تم نجات حاصل کرنا چاہتے ہو تو تم لوگ جماعت میں شامل رہو اور عوام کا ساتھ دو، انعام واکرام ملنے پر تم آپے سے باہر نہ ہو جاؤ۔ شیخی نہ مارو اور نہ اتراؤ اور یہ تمام صفات اچھے لوگوں کی نہیں ہیں، اور اگر تم اپنے ارادوں سے باز نہیں آنا چاہتے ہو تو جہاں چاہو جا سکتے ہو۔ میں اس بارے میں امیر المؤمنین کو اطلاع کر دیتا ہوں، اس کے بعد یہ لوگ باہر چلے گئے۔ کچھ دیر کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے انہیں دوبارہ بلوایا اور کہا۔

کوفہ کے شرپسند عناصر کو دوبارہ نصیحت

میں تمہارے سامنے یہ بات دوبارہ دہرا رہا ہوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے انہوں نے مجھے اپنے کام میں شریک کیا۔ پھر حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے مجھے حاکم مقرر کیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے بھی مجھے حاکم مقرر کیا میں نے ان کی طرف سے دی گئے کسی کام میں کوتاہی نہیں کی اور تمام خلفاء مجھ سے خوش اور مطمئن رہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کاموں کے لئے قابل اور اس کام کے لئے موزوں افراد کا انتخاب کیا اور کمزور افراد کو اس مقصد کے لئے پسند نہیں فرمایا۔

بہر حال اللہ تعالیٰ بہت طاقتور اور اچھا انتقام لینے والا ہے جو اس کے ساتھ مکر وفریب کرتا ہے تو وہ اس کے مکر وفریب کو ناکام بنا دیتا ہے اس لئے تم جان بوجھ کر کوئی ایسا کام نہ کرو جسے تم ظاہر نہ کرنا چاہتے ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ تمہاری خفیہ سازشوں کو ناکام کر دے گا، جب کہ خدائے بزرگ و برتر نے فرمایا ہے" کیا لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ محض ایمان کے ظاہری اقرار کرنے پر ہی وہ چھوڑ دیئے جائیں گے اور انہیں کسی عذاب میں مبتلا نہیں کیا جائے گا۔

امیر معاویہؓ کا امیر المؤمنین کے نام خط

اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمانؓ کو مندرجہ ذیل خط لکھا:

"میرے پاس ایسے لوگ آئے ہیں جو عقل اور دینداری سے خالی ہیں اور اسلام انہیں گراں معلوم ہو رہا ہے اور عدل وانصاف سے وہ تنگ آگئے ہیں اور کسی بھی بات میں اللہ کی رضاء جوئی ان کے مدنظر نہیں ہے اور نہ وہ کسی معقول دلیل کے مطابق گفتگو کرتے ہیں اور ان کا اصل مقصد فتنہ وفساد

بر پا کرنا ہے اور اہل ذمہ کے مال پر قبضہ کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں آزمائش میں ڈالے گا اور مصائب میں مبتلا کر کے انہیں ذلیل ورسوا کرے گا۔ وہ دوسروں کے بل بوتے پر ہی کسی کو نقصان پہنچا سکیں گے اور ان کا مقصد شور وشغب سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔

کوفہ کے شر پسند لوگوں کی جزیرہ میں آمد

جب یہ لوگ دمشق سے باہر نکل گئے تو کسی نے ان سے کہا: تم کوفہ کی طرف واپس نہ جاؤ کیونکہ اہل کوفہ تمہاری اس بے بسی اور مصیبت کو دیکھ کر خوش ہوں گے۔ اس لئے تم لوگ جزیرہ کے علاقہ کی طرف چلو اور عراق اور شام کا خیال دل سے نکال دو، چنانچہ یہ لوگ جزیرہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کا شر پسندوں کو ذلیل کرنا

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کو حمص کا حاکم مقرر کیا اور وہ جزیرہ، رقہ اور حران کا بھی حاکم تھا، جب یہ لوگ جزیرہ پہنچے تو عبدالرحمٰن بن خالد نے ان لوگوں کو بلوایا اور ان سے کہا اے شیطان کے ہر کارو! تم لوگوں کی یہاں آمد پر ہم تمہارا خیر مقدم نہیں کرتے ہیں اور نہ تمہاری تعظیم وتکریم کریں گے۔ شیطان عاجز اور درماندہ ہو گیا ہے مگر تم ابھی تک چست اور مستعد ہو، اگر اب بھی عبدالرحمٰن نے تمہیں ادب سکھا کر درست نہیں کیا تو اللہ اس کا برا کرے۔ وہ تمہیں عاجز اور درماندہ کر کے چھوڑے گا، مجھے نہیں معلوم ہے کہ تمہیں کس نام سے خطاب کروں آیا تم عرب ہو یا عجمی؟ تم مجھ سے ایسی گفتگو نہ کرنا جس طرح کی گفتگو تم معاویہؓ سے کیا کرتے تھے میں ابن خالد بن ولید ہوں میں اس کا فرزند ہوں جسے آزمانے والوں نے آزما لیا، میں ارتداد کی کمر توڑنے والے کا فرزند ہوں، خدا کی قسم! اے کمینہ صعصعہ اگر تمہارے کسی ساتھی نے میرے کسی ساتھی کو کوئی زک پہنچایا تو میں تمہارا عبرت ناک حشر کر دوں گا۔

کوفہ کے باسیوں کا خیر وتوبہ کی طرف مائل ہونا

عبدالرحمٰن بن خالد نے انہیں کئی مہینوں تک اپنے ہاں رکھا جب وہ سوار ہوتے تھے تو انہیں پیدل چلاتے تھے اور جب کبھی ان کے پاس سے گذرتے تھے تو کہا کرتے تھے اے ابن الحطیہ! کیا تمہیں معلوم ہے کہ جس کسی کو نیکی درست نہ کر سکے تو اسے برائی درست کر دیتی ہے۔ تم اب وہ باتیں کیوں نہیں کرتے ہو جو تم سعید اور معاویہ کے سامنے کیا کرتے تھے، عبدالرحمٰن کی اس گفتگو کے جواب میں یہ لوگ کہا کرتے تھے کہ ہم اللہ کے سامنے توبہ کرتے ہیں آپ بھی ہمیں معاف کر دیں اللہ آپ کو معاف کرے گا۔

بہر حال وہ معافی مانگتے رہے یہاں تک کہ عبدالرحمٰن بن خالد نے ایک دن کہا اللہ نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے انہوں نے اشتر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور دیگر دوسرے لوگوں سے کہا کہ تمہیں اختیار ہے اگر چاہو تو یہاں سے جا سکتے ہو اور اگر چاہو تو یہاں قیام کر سکتے ہو۔

اشتر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لائے اور امیر المؤمنین کے سامنے ندامت کا اظہار کیا اور آئندہ کے لئے توبہ کی نیز اپنی برائی اور برے ساتھیوں سے الگ رہنے کا وعدہ کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں دعا دیتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ سلامت رکھے۔

اس زمانے میں حضرت سعید بن العاص بھی آئے ہوئے تھے اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جہاں چاہو قیام کر سکتے ہو، انہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن خالد کی تعریف کرتے ہوئے ان کے ساتھ رہنے کی خواہش کا اظہار کیا، امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی اس خواہش کو منظور فرمایا چنانچہ وہ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن خالد کے پاس واپس چلے آئے۔

سعید بن العاص کا تقرر اور کوفہ آمد

عامر بن سعید روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس لوگوں نے ولید بن عقبہ کے خلاف شکایت کی اور ان کی شراب نوشی کی گواہی دی تو آپ نے ان کو کوفہ کی حاکمیت سے معزول فرمادیا اور حضرت سعید بن العاص کو کوفہ کا حاکم مقرر فرمایا اور انہیں ہدایت کی کہ وہ ولید بن عقبہ کو مدینہ بھیجیں، چنانچہ جب سعید بن العاص کوفہ کے حاکم بن کر آئے تو انہوں نے ولید بن عقبہ کو پیغام بھیجا کہ امیر المؤمنین نے آپ کے لئے پیغام بھیجا ہے کہ ان سے مدینہ جا کر ملاقات کریں۔

سعید بن العاص کی منفرد کارروائی

ولید بن عقبہ چند دنوں تک ٹال مٹول کرتے رہے تو سعید بن العاص نے دوبارہ ان سے کہا کہ آپ حضرت عثمان کے پاس جائیں، کیونکہ انہوں نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو ان کے پاس بھیجوں۔

سعید بن العاص نے کوفہ آنے کے بعد پہلا حکم یہ جاری کیا کہ کوفہ کی جامع مسجد کے منبر کو دھویا جائے۔ قریش کے وہ لوگ جو بنو امیہ سے تعلق رکھتے تھے اور ان کے ساتھ آئے تھے کہنے لگے کہ یہ ایک برا کام ہے اگر آپ کے علاوہ کوئی دوسرا اس عمل کو کرنے کی کوشش کرتا تو یقیناً اس کو روک دیا جاتا، اس عمل سے ہمیشہ کیلئے آپ کی بدنامی ہوگی مگر وہ اپنی بات پر اڑے رہے۔ چنانچہ منبر کو دھویا گیا اور دھونے کے بعد وہ منبر پر چڑھے۔ اس کے بعد ولید بن عقبہ کو ہدایت دی کہ وہ دارالامارہ سے منتقل ہو جائیں چنانچہ وہ وہاں سے منتقل ہو کر عمارہ بن عقبہ کے گھر مقیم ہو گئے۔

ولید بن عقبہ کی مدینہ آمد اور ان پر شرب خمر کی حد کا اجراء

جب ولید بن عقبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اور ان کے مخالفین کو یکجا کیا اور دونوں طرف کے بیانات سنے اور بغور جائزہ لے کر ولید کو مارنے کا فیصلہ سنایا چنانچہ شراب نوشی کے جرم میں انہیں کوڑے مارنے کی حد شرعی جاری کی گئی۔

محفل آرائی اور شرارت پسندی

حضرت شعبی فرماتے ہیں جب سعید بن العاص حاکم کوفہ بن کر آئے تو انہوں نے اہل کوفہ کے معزز لوگوں پر مشتمل ایک مجلس قائم کی جہاں یہ حضرات رات کو جمع ہو کر داستان سرائی کرتے تھے، ایک رات کوفہ کے شرفاء لوگ اسی قصہ گوئی کی محفل میں جمع تھے اور ان میں دیگر افراد کے علاوہ مندرجہ ذیل حضرات بھی شریک تھے مالک بن کعب ارحبی،

اسود بن یزید نخعی، علقمہ بن قیس نخعی اور مالک الاشتر۔

ایک موقع پر سعید بن العاص نے کہا یہ سواد کوفہ قریش کا باغ ہے۔ اس پر اشتر نے کہا کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ یہ علاقہ جو اللہ تعالیٰ نے بزور شمشیر مال غنیمت کے طور پر ہمیں دیا ہے تمہارا اور تمہاری قوم کا باغ ہے؟ خدا کی قسم! تمہارا بڑے سے بڑا حصہ دار بھی ہمارے برابر ہے۔ پھر اس کی تائید میں دوسرے لوگ بھی بولنے لگے۔

فسادیوں کا عبدالرحمٰن کوتوال کو زدوکوب کرنا

عبدالرحمٰن اسدی سعید بن العاص کا کوتوال تھا اس نے کہا کیا تم امیر کی مخالفت کر رہے ہو؟ اس نے انہیں بہت سخت سست کہا۔ اس پر اشتر نے دیگر لوگوں سے کہا کہ یہ شخص نہ جانے پائے، چنانچہ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے اس قدر زدوکوب کیا کہ وہ بے ہوش ہو گیا پھر اس کی ٹانگ گھسیٹ کر اسے لٹا دیا گیا اور اس پر پانی چھڑکا گیا جب ہوش میں آیا تو سعید بن العاص نے پوچھا کیا تم زندہ ہو؟ اس نے کہا مجھے آپ کے انتخاب کردہ رہنماؤں نے مار ڈالا، اس پر سعید بن العاص نے کہا خدا کی قسم! اب کوئی میری اس مجلس میں نہیں ہوگا۔

بغاوت کا آغاز اور مخالفین کی جلاوطنی

اس واقعہ کے بعد یہ لوگ اپنی مجلسوں اور گھروں میں بیٹھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور سعید بن العاص کو سب وشتم کرنے لگے۔ آہستہ آہستہ ان لوگوں کے پاس دوسرے لوگ بھی آنے لگے جب ان کی تعداد میں اضافہ ہو گیا تو حضرت سعید بن العاص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان حالات سے آگاہ کیا اور لکھا کہ کوفہ کے چند لوگ جن کی تعداد دس تک ہے، جمع ہو کر آپ کے اور میرے خلاف زبان درازی کر رہے ہیں اور ہماری دینداری پر بھی طعن وتشنیع کر رہے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر ان لوگوں کا یہ سلسلہ جاری رہا تو انکے مددگاروں میں اضافہ ہو جائے گا۔

حضرت سعید بن العاص کے خط کے جواب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تحریر کیا تم انہیں معاویہ کے پاس بھیج دو۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس زمانہ میں شام کے حاکم تھے چنانچہ نو افراد کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس روانہ کیا گیا جن میں یہ لوگ بھی شامل تھے (۱) مالک الاشتر (۲) ثابت بن قیس بن منقع (۳) کمیل بن زیاد نخعی (۴) اور صعصعہ بن صوحان۔

یہ روایت بھی گذشتہ روایت کی طرح ہے البتہ اس روایت میں یہ اضافہ ہے جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے گفتگو کے دوران ڈھال کا ذکر کیا تو صعصعہ نے اس کے جواب میں یہ کہا کہ جب ڈھال میں شگاف پڑ جائے گا تو یہ معاملہ خلافت خالص ہمارے لئے ہو جائے گا۔ اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ڈھال میں رخنہ نہیں آ سکتا، اس لئے تم قریش کے معاملہ میں غور کرو۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی گفتگو

اس روایت میں مزید مذکور ہے جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ واپس آئے تو انہیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا خدا کی قسم! میں تمہیں اس وقت تک کسی بھی چیز کے بارے میں حکم نہیں دیتا ہوں جب تک کہ میں اس پر عمل نہیں کرتا بلکہ میں تو اپنے گھر والوں اور اپنے خاص لوگوں سے پہلے عمل کراتا ہوں۔

قریش کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ ابوسفیان نہ صرف قریش کے شریف ترین انسان ہیں بلکہ سب سے شریف انسان کے فرزند بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے تمام اخلاق کو نہایت صاف اور پاکیزہ بنایا ہے اور انہیں ہر قسم کی برائی سے پاک وصاف رکھا ہے اس لئے ان کی جو اولاد ہوگی وہ نہایت دانشمند ہوگی۔

صعصعہ کی ہرزہ سرائی

صعصعہ نے اس کے جواب میں کہا آپ جھوٹ بولتے ہیں اللہ نے اپنی طرف سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اپنی روح اس میں پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا کہ ان کے لئے سجدہ کریں چنانچہ فرشتوں نے ان کے لئے سجدہ کیا مگر ان کی اولاد میں نیک بھی ہوئے اور بدکار بھی ہوئے ان میں احمق بھی ہوئے اور عقلمند بھی ہوئے۔

اس کے بعد معاویہ رضی اللہ عنہ ان سے رخصت ہوئے پھر دوسری رات جب آئے تو انہوں نے ان سے طویل گفتگو کی اور فرمایا اے لوگو! تم مجھے صحیح جواب دو یا خاموش رہو، تم غور کرو کیا چیز تمہیں، تمہارے اہل وعیال اور عام مسلمانوں کے لئے فائدہ مند ہوسکتی ہے؟ تم اس کو حاصل کرو، تاکہ تم بھی اچھی زندگی گذار سکو اور تمہارے ساتھ دیگر لوگ بھی پرامن زندگی گذار سکے۔

صعصعہ کی کذب بیانی

صعصعہ نے جواب میں کہا تم اس حکومت کے مستحق نہیں ہو اور تمہاری اطاعت کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا میں نے تمہیں ابتداء گفتگو میں اللہ سے ڈرنے، اس کی اور اس کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کی تلقین نہیں کی تھی؟ اور کیا یہ ہدایت نہیں کی تھی کہ تم اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ کر رکھو اور تفرقہ اندازی نہ کرو۔

وہ بولے آپ نے تفرقہ اندازی کا حکم دیا تھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کے خلاف بات کہی تھی۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اگر میں نے ایسی کوئی بات کہی تھی تو میں اللہ کے سامنے اس کی توبہ کرتا ہوں اور اب تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تم اللہ سے ڈرو اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو اور جماعت کے ساتھ رہو، نااتفاقی سے نفرت کرو اور حاکموں کی عزت کرو اور جہاں تک ممکن ہو ان کے ساتھ خیر خواہی کرو اور اگر تم ان کے اندر کوئی بری بات دیکھو تو نرمی اور ہمدردی کے ساتھ انہیں سمجھاؤ۔

صعصعہ کی امیر معاویہؓ سے معزولی کی چاہت

صعصعہ نے کہا ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اپنے کام سے الگ ہو جاؤ کیونکہ مسلمانوں کے اندر تم سے زیادہ قابل اور اس کام کے لئے موزوں آدمی موجود ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا وہ کون ہے؟ اس نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے تمہارے آباء واجداد سے زیادہ اچھے اسلامی کارنامے انجام دیئے ہیں اور تم سے زیادہ پختہ مسلمان ہیں۔

اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا خدا کی قسم! میرا اسلامی عہد میں اچھا کارنامہ رہا ہے، یقیناً دوسرے لوگوں نے مجھ سے بھی بہتر کارنامے انجام دیئے ہوں گے مگر میرے زمانے میں مجھ سے زیادہ طاقتور اور اس کام کے لئے مجھ

سے زیادہ اہل کوئی نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے میری ان صلاحیتوں کو دیکھ کر ہی میرا انتخاب کیا ہے اگر کوئی مجھ سے زیادہ اس کا اہل ہوتا تو وہ مجھے مقرر نہ کرتے، اس کے علاوہ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا ہے جس کی بناء پر میں اپنے عہدے سے الگ ہو جاؤں اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھ سے مجھے خط لکھتے، اور یوں میں اپنے کام سے استعفا دیتا۔

اس کے بعد فرمایا اگر اللہ کا یہی فیصلہ ہے تو مجھے امید ہے کہ اس سے بہتر کوئی صورت نکل آئے گی، تمہاری باتیں شیطانی تمناؤں کے مطابق ہیں اور شیطان ہی ان باتوں کا تم کو حکم دیتا ہے، اگر تمہارے مشوروں اور تمناؤں کے مطابق احکام جاری ہوتے تو مسلمانوں کے معاملات کبھی درست نہیں ہوتے اور ایک دن بھی یہ کام نہ چلتا مگر یہ اللہ کی ذات ہے جو ان معاملات کو سدھار رہی ہے اور وہی انہیں تکمیل تک پہنچائے گی اس لئے تم لوگ نیکی کی طرف لوٹو اور خیر خواہی کی باتیں کہو۔

اس کے بعد انہوں نے یہی بات دہرائی کہ تم اس کام کے اہل نہیں ہو، اس پر انہوں نے کہا دیکھو! اللہ کی گرفت بہت سخت ہوتی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اگر تم اس طرح شیطان کی اتباع کرتے رہے اور خداء رحمٰن کی نافرمانی کرتے رہے تو خدا کا غیض و غضب تمہیں اس دنیا میں ذلیل و خوار کر دے گا اور آخرت میں بھی تم ذلیل و رسوا ہو گے۔

اہلِ کوفہ کا شرارت و ہٹ دھرمی سے امیر معاویہؓ کی داڑھی و سر کو پکڑنا

اس پر یہ لوگ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ پر جھپٹے اور ان کے سر اور داڑھی کو پکڑ لیا اس پر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ٹھہر جاؤ یہ کوفہ نہیں ہے۔ خدا کی قسم! اگر اہل شام کو پتہ چل جائے کہ تم نے ان کے حاکم کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو میں انہیں تمہیں قتل کرنے سے نہیں بچا سکوں گا۔ یہ کہہ کر وہ ان کے پاس سے اٹھ گئے اور کہا خدا کی قسم میں اب تمہیں دوبارہ نہیں بلواؤں گا۔

امیر معاویہؓ کی طرف سے حضرت عثمانؓ کو خط

پھر انہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط تحریر کیا۔

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم''

اے امیر المؤمنین! آپ نے میری طرف ایسے لوگوں کو بھیجا ہے جو شیطانی گفتگو کرتے ہیں اور شیطان ہی ان کی رہنمائی کرتا ہے۔ وہ لوگوں کے پاس آ کر یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کی تعلیم پیش کرتے ہیں اس طرح عام مسلمانوں میں غلط فہمی پیدا کر رہے ہیں کیونکہ ہر شخص ان کا باطنی مقصد نہیں سمجھتا ان کا مقصد مسلمانوں کے اندر تفرقہ اور انتشار پھیلانا ہے اور یہ لوگ اپنے عمل سے فتنہ و فساد کو قریب لا رہے ہیں، اسلام انہیں گراں معلوم ہو رہا ہے اور وہ اسلام سے بیزار ہیں بلکہ شیطان کی غلامی ان کے دل میں سرایت کر چکی ہے۔ ان لوگوں نے کوفہ کا ماحول ہی خراب کر دیا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ اگر وہ اہل شام کے درمیان مزید کچھ عرصہ مقیم رہے تو یہ لوگ دیگر مسلمانوں کو بھی اپنی جادو بیانی اور فسق و فجور کے ذریعہ خراب کر دیں گے اس لئے آپ انہیں ان کے شہر واپس لوٹا دیں تا کہ وہ اسی شہر میں رہیں جہاں سے

ان کی منافقت پھوٹی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے جواب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں تحریری حکم بھیجا کہ وہ انہیں سعید بن العاص کے پاس واپس بھیج دیں۔ چنانچہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حکم کی تعمیل کی۔ یہ لوگ واپس کوفہ آئے، کوفہ پہنچنے کے بعد ان کی زبانیں پھر کھل گئیں چنانچہ سعید بن العاص نے امیر المؤمنین کو تحریر کیا کہ وہ ان سے بہت تنگ آ گئے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں لکھا کہ وہ ان لوگوں کو حضرت عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید کے پاس حمص روانہ کر دیں، اس وقت وہ حمص کے امیر تھے، نیز اشتر اور ان کے ساتھیوں کے لئے بھی ایک خط لکھا کہ میں نے تمہیں حمص روانہ کرنے کا حکم دیا ہے جب میرا یہ خط تمہارے پاس پہنچ جائے تو تم وہاں سے روانہ ہو جاؤ کیونکہ تم نے اسلام اور اہل اسلام کو نقصان پہنچانے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ والسلام

کوفہ کے فسادیوں کا ابنِ خالدؓ بن ولید کے پاس جانا

جب اشتر نے یہ خط پڑھا تو وہ کہنے لگا اے اللہ! یہ خلیفہ رعایا کا کچھ خیال نہیں رکھتے ہیں اور سب سے زیادہ گناہ اور معصیت کا کام کرتے ہیں اس لئے تو ان سے جلد انتقام لے، سعید نے ان کی یہ بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک پہنچادی۔ اس کے بعد اشتر اور اس کے ساتھی حمص پہنچے وہاں عبدالرحمٰن بن خالد نے انہیں ساحلی مقام پر ٹھہرایا اور ان کا وظیفہ مقرر کیا۔

ابواسحاق ہمدانی کی روایت ہے کہ کوفہ میں چند افراد جمع ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر نکتہ چینی کرتے تھے ان میں مندرجہ ذیل حضرات شامل تھے: مالک بن حارث اشتر، ثابت بن قیس نخعی، کمیل بن زیاد نخعی، زید بن صوحان عبدی، جندب بن زبیر غامدی، جندب بن کعب ازدی، عروہ بن الجعد اور عمرو بن الحمق خزاعی۔

سعید بن العاص نے ان کی باتوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مطلع کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب میں انہیں تحریر کیا کہ وہ انہیں شام بھیج دیں تا کہ وہ سرحدوں کے قریب رہیں۔

حکیم نامی چور

یزید فقعسی روایت کرتے ہیں ایک شخص حکیم ابن جبلہ کے پاس آ کر ٹھہرا، حکیم بن جبلہ ایک چور تھا جب مسلمانوں کی فوجیں لوٹتی تھیں تو وہ پیچھے رہ جاتا تھا اور فارس کے علاقہ میں جا کر اہل ذمہ کو لوٹتا تھا فتنہ وفساد برپا کرتا تھا اور جو چاہتا تھا لوٹ لیتا تھا اور پھر واپس آ جاتا تھا اہل ذمہ اور اہل قبلہ نے اس کی شکایت حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کی تو انہوں نے حضرت عبداللہ بن عامر کو لکھا کہ وہ اسے اور اس جیسے دیگر لوگوں کو قید کر دیں اور وہ بصرہ سے نکلنے نہ پائیں یہاں تک کہ ان کی اصلاح نہ ہو جائے، چنانچہ ابن عامر نے انہیں قید کر دیا اور اس کے لئے ممکن نہ رہا کہ وہ وہاں سے نکل جائے۔

ابن السوداء اور اس کی فتنہ انگیزی

جب ابن السوداء بصرہ آیا تو وہ اس حکیم کے پاس ٹھہرا اور آہستہ آہستہ ایک کثیر تعداد لوگوں کی ان کے پاس جمع

ہونے لگی۔ ابن السوداء نے ان سے مبہم و مجمل باتیں کیں، لوگ ان کی باتوں کو ماننے لگے اور انہیں اہمیت دینے لگے ابن عامر نے انہیں بلوایا اور پوچھا تم کون ہو؟ وہ بولا، وہ اہل کتاب میں سے تھا اور اب اس نے اسلام کو قبول کیا ہے اب وہ یہاں رہنا چاہتا ہے۔

ابن عامر نے کہا تم یہاں سے چلے جاؤ، چنانچہ وہ وہاں سے کوفہ چلا گیا جب ان کو وہاں سے بھی نکالا گیا تو وہ مصر میں رہنے لگا اور ان لوگوں سے خط و کتابت کرنے لگا اور ان کے درمیان آمد و رفت کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔

حمران بن ابان کی شر انگیزی

محمد اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ حمران بن ابان نے ایک عورت سے عدت کے اندر نکاح کر لیا جب اس کی اطلاع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کو سزا دی اور اس کا نکاح منسوخ کر دیا اور اسے بصرہ بھیج دیا جہاں وہ ابن عامر کی نگرانی میں رہنے لگا۔

ایک دن ابن عامر نے محفل میں عامر بن عبدالقیس کے پاس جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو حمران نے فوراً کہا کہ میں آپ کے وہاں پہنچنے سے پہلے اسے آپ کی آمد کی اطلاع دیتا ہوں چنانچہ وہ وہاں گیا تو عامر بن عبدالقیس قرآن کریم کی تلاوت کر رہا تھا اس نے اسے بتایا امیر تمہارے پاس سے گذر کر جا رہے ہیں اس لئے میں نے چاہا کہ میں تمہیں اس کی اطلاع دوں۔ عامر نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور تلاوت بھی بند نہیں کی۔

ابنِ عامر کی عامر بن عبدالقیس کے پاس آمد اور پسندیدہ گفتگو

جب حمران اٹھ کر جانے لگا تو وہ دروازہ تک پہنچا ہی تھا کہ ابن عامر بھی وہاں پہنچ گئے۔ حمران نے ان سے کہا میں ایک ایسے شخص کے پاس آیا تھا جو آل ابراہیم کی فضیلت کا قائل نہیں ہے، بہر حال ابن عامر نے اجازت طلب کی اور اندر جا کر اس کے پاس بیٹھ گئے اور عامر بن عبدالقیس نے قرآن کریم بند کیا اور تھوڑی دیر اس سے گفتگو کرتا رہا۔ ابن عامر نے اس سے پوچھا آپ ہمارے پاس نہیں آتے ہیں وہ بولا سعد بن ابی العرجاء کو شرف و عزت پسند ہے پھر انہوں نے پوچھا کیا ہم تمہیں کوئی سرکاری عہدہ دیں؟ وہ بولا: حصین بن ابی الحر کو اس قسم کے کام پسند ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کیا ہم آپ کا نکاح کرا دیں؟ وہ بولا ربیعہ بن عسل کو بھی عورتیں پسند ہیں۔

پھر ابن عامر نے حمران کی طرف اشارہ کر کے کہا یہ شخص بیان کرتا ہے کہ تم آل ابراہیم کو اپنے سے افضل نہیں سمجھتے ہو اس پر اس نے قرآن کریم کھولا اور سب سے پہلی جو آیت نکلی اس کا ترجمہ یہ ہے" بے شک اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور حضرت نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو دنیا پر برگزیدہ بنایا ہے۔"

حمران کا عامر کی ٹوہ اور برائی میں رہنا

جب حمران واپس لوٹ آیا تو وہ اس بات کی ٹوہ میں لگا رہا پھر اس نے عامر کی چغل خوری کی اور دوسرے لوگوں نے بھی اس کی شہادت دی تو انہوں نے اسے شام بھیج دیا جب صحیح بات کا علم ہوا تو اسے واپس آنے کی اجازت دیدی گئی مگر اس نے آنے سے انکار کیا اور شام ہی رہنے لگا۔

حمران سے متعلق دوسری روایت

محمد اور طلحہ کی روایت ہے کہ حمران بن ابان نے ایک عورت کی مدت عدت ختم ہونے سے پہلے نکاح کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دونوں کے نکاح کو منسوخ کر کے ان دونوں کو جدا کر دیا اور اسے زدوکوب کر کے بصرہ بھیج دیا۔ جب وہاں اس نے اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق کام کئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ان کے چال چلن سے اطمینان ہو گیا تو اسے دوبارہ آنے کی اجازت دیدی۔ چنانچہ حمران مدینہ آ گئے، ان کے ساتھ وہ لوگ بھی جنہوں نے عامر بن عبدالقیس کے بارے میں یہ چغل خوری کی تھی کہ وہ نکاح کرنے کا قائل نہیں ہے اور نہ گوشت کھاتا ہے اور نہ نماز جمعہ میں شریک ہوتا ہے۔

عامر کی عادات واطوار اور اس پر جھوٹے الزامات

عامر بن عبدالقیس بالعموم افسردہ رہتا تھا اور پراسرار سرگرمیوں میں منہمک رہتا اور اس کا ہر کام پوشیدہ ہوتا تھا۔ اس کے بارے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عامر کو لکھا انہوں نے اسے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا۔ جب عامر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنے موافق پایا ان کے پاس ثرید تھا جسے عامر نے شوق ورغبت سے کھایا جس سے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو پتہ چل گیا کہ ان پر جھوٹے الزامات لگائے گئے ہیں۔

عامر اور امیر معاویہؓ کی عمدہ مجلس وکلام

اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ تم کیوں نکالے گئے ہو؟ وہ بولے نہیں، اس پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خلیفہ کو تمہارے بارے میں اطلاع دی گئی کہ تم گوشت نہیں کھاتے ہو جبکہ میں نے تمہیں خود گوشت کھاتے دیکھا ہے۔ اس سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم پر جھوٹا الزام لگایا گیا ہے اور یہ بھی الزام لگایا کہ تم نکاح کرنے کے بھی قائل نہیں ہو اور نہ نماز جمعہ میں شریک ہوتے ہو؟ عامر نے جواب دیا میں جمعہ کی نماز میں شریک ہوتا ہوں مگر مسجد کی آخری صف میں ہوتا ہوں پھر لوگوں کے ساتھ واپس آ جاتا ہوں، اور نکاح کا معاملہ یہ ہے جب بھی میں کسی کے ہاں رشتہ دینے کے لئے نکلتا ہوں تو لوگ میری نسبت پر اپنا رشتہ پیش کر دیتے ہیں اس طرح میرا رشتہ ہو نہیں پاتا۔ رہا گوشت کھانے کا معاملہ تو میں گوشت کھانے کا قائل ہوں مگر میں اس وقت سے قصائیوں کا ذبیحہ نہیں کھاتا ہوں جب سے میں نے دیکھا کہ ایک قصائی ایک بکری کو گھسیٹ کر مذبح خانہ لے گیا پھر جب اس نے ذبح کرنے کے لئے اس کے گلے پر چھری رکھی تو اللہ کا نام لینے کے بجائے نفاق نفاق کا لفظ کہتا رہا یہاں تک کہ وہ ذبح ہو گئی۔

عامر کا تقویٰ

اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنے وطن واپس چلے جاؤ، وہ بولے اب میں ایسے شہر کی طرف واپس نہیں جاؤں گا جہاں کے باشندوں نے میری اس قدر بے عزتی کی، اب میں اس شہر میں رہوں گا جسے اللہ نے میرے لئے پسند فرمایا ہے، چنانچہ وہ ساحلی مقام پر رہنے لگا اور جب کبھی وہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے ملتا تھا تو آپؓ اس سے کہتے تھے اپنی ضرورت پیش کرو مگر وہ کہتا تھا مجھے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ بہت اصرار کرتے تھے تو وہ یہ کہتا تھا آپ مجھے بصرہ کی گرمی لوٹا دیں شاید کہ روزہ کی شدت مجھے محسوس ہو سکے کیونکہ آپ

کے ملک میں یہ روزہ بہت ہلکا معلوم ہوتا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی اہل کوفہ سے گفتگو

سیف ابو حارث اور ابوعثمان کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں جب اہل کوفہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے ان لوگوں کو ایک الگ گھر میں ٹھہرایا۔ ایک دن ان لوگوں سے انہوں نے خلوت میں گفتگو کی، ان لوگوں نے بھی اپنی ساری باتیں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیں۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان کی تمام باتوں کو سننے کے بعد فرمایا تمہیں صرف حماقت کا حصہ ملا ہے خدا کی قسم! مجھے تم سے معقول اور صحیح گفتگو نہیں ملی۔ نہ تو تمہارے کلام میں کوئی معقول دلیل ہے اور نہ حلم و بردباری ہے اور نہ تم میں قوت بیان ہے، اے صعصعہ! تم پر لے درجے کے احمق ہو، تم جو چاہو کرو اور جو چاہو کہو، مگر احکام خداوندی کو ہرگز ترک نہ کرو کیونکہ ہر چیز قابل برداشت ہے مگر اللہ کی نافرمانی ناقابل معافی اور ناقابل برداشت ہے ہمارے اور تمہارے درمیان جو اختلاف ہے اس میں تم مختار و مالک ہو۔ اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ وہ نماز میں شریک ہو رہے ہیں اور جماعت کے واعظ کی محفل میں بھی شریک ہو رہے ہیں۔

امیر معاویہؓ کی مدح و تعریف

ایک دن امیر معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس گئے تو دیکھا کہ وہ ایک دوسرے کو پڑھا رہے ہیں اس وقت انہوں نے فرمایا تم میرے سامنے دور جاہلیت کے تنازعات پیش کرتے رہے، تم جہاں چاہو چلے جاؤ، البتہ تمہیں یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہئے اگر تم مسلمانوں کی اکثریت والی جماعت کے ساتھ رہو گے تو تم خوش نصیب ہو گے اور اگر تم نے جماعت کو چھوڑ دیا تو یہ تمہاری بد نصیبی ہو گی، اور تم کسی کو نقصان بھی نہیں پہنچا سکتے، اس پر ان لوگوں نے ان کی تعریف کی اور جزاء خیر کی دعا مانگی پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابن النواء! میں کس قسم کا آدمی ہوں؟ وہ بولا آپ بہت گہرے آدمی ہیں۔ آپ کی سخاوت و فیاضی بہت وسیع ہے اور آپ کی حاضر جوابی نہایت پاکیزہ ہے، اور آپ پر حلم اور بردباری غالب ہے اور آپ بہادر ہیں آپ نے خطرناک سرحدوں کی حفاظت کی ہے۔

ابن النواء کا مختلف شہر کے لوگوں کی عادات بیان کرنا

اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا تم مجھے مختلف شہروں کا حال بتاؤ کیونکہ تم مجھے اپنے ساتھیوں میں سب سے زیادہ عقلمند معلوم ہوتے ہو، وہ بولا، ان شہریوں سے میں نے خط و کتابت کی اور انہوں نے بھی مجھ سے خط و کتابت کی وہ مجھے نہیں پہچان سکے مگر میں ان سب کو پہچان گیا ہوں، اور مجھے یہ اندازہ ہوا ہے کہ اہل مدینہ شر و فساد کے سب سے زیادہ شائق ہیں مگر عملی طور پر سب سے زیادہ عاجز ہیں۔ اہل کوفہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر سب سے زیادہ غور و فکر کرتے ہیں اور بڑی باتوں پر جلد غالب ہو جاتے ہیں اور اہل بصرہ متحد ہو کر آتے ہیں اور منتشر ہو کر نکلتے ہیں، اور اہل مصر بھرپور طریقہ سے شر و فساد کا انکار کرتے ہیں مگر جلد ہی نادم و پشیمان ہوتے ہیں، اہل شام اپنے رہنما کے سب سے زیادہ فرمانبردار ہیں اور بہکانے والے کے بہکاوے میں بہت مشکل سے آتے ہیں۔

متفرق واقعات

اس سال بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کے ساتھ حج کیا۔
ابو معشر کا قول ہے کہ اس سال قبرص فتح ہوا، جبکہ مخالف روایت کا ذکر پہلے گذر چکا ہے۔

۳۴ھ کے واقعات

حضرت عثمانؓ کے مخالفین کی شر پسندی

ابو معشر کے خیال کے مطابق اس سال جنگ صواری کا واقعہ پیش آیا جبکہ دیگر مؤرخین کا اس کے تعین میں اختلاف مذکور ہے، جس کا ذکر اپنے مقام پر بیان کیا جا چکا ہے۔

اس سال سعید ابن العاص کو اہل کوفہ نے معزول کرایا۔

اس سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالفین نے باہمی خط و کتابت کا رابطہ کیا اور اس رابطہ کے بعد اس بات پر اتفاق ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ کے قابل اعتراض کاموں پر غور کرنے کے لئے ایک اجتماع منعقد کیا جائے۔

مخالفوں کا اجتماع

قیس بن یزید نخعی روایت کرتے ہیں کہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے نکالے ہوئے لوگوں کو واپس کر دیا تو انہوں کہا عراق اور شام اب ہمارے گھر نہیں رہے ہیں اس لئے جزیرہ کی طرف ہمیں چلنا چاہئے چنانچہ یہ لوگ اپنی مرضی سے وہاں آئے، یہاں عبد الرحمٰن بن خالد نے ان کے ساتھ بہت سختیاں کیں یہاں تک کہ وہ ان کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے اور انہوں نے اشتر کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے بلا کر کہا تم جہاں چاہو جا سکتے ہو، اس نے کہا میں عبد الرحمٰن کے پاس جاؤں گا چنانچہ وہ وہاں چلا گیا۔

ایرانی علاقوں کے حکام

سعید بن العاص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کے گیارہویں سال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے۔ سعید بن العاص نے کوفہ سے اپنی معزولی سے تقریباً ایک سال قبل اشعث بن قیس کو آذربائجان کا حاکم مقرر کیا اور سعید بن قیس کو رے کا حاکم مقرر فرمایا جبکہ سعید بن قیس اس سے قبل ہمدان کا حاکم تھا اور وہاں سے اسے معزول کر دیا گیا تھا اور ان کی جگہ ہمدان کا حاکم نسیر عجلی کو بنایا گیا، اصفہان کا حاکم سائب بن اقرع کو مقرر کیا گیا اور ماہ کا حاکم حبیب یربوعی کو مقرر کیا گیا اور موصل کے حاکم حکیم بن سلامہ حزامی تھے۔ جریر بن عبد اللہ قرقیساء کے حاکم تھے اور سلمان بن ربیع باب کی مہم کے نگران تھے اور جنگی حاکم قعقاع بن عمرو تھے۔ حلوان کے حاکم عتیبہ بن النہاس تھے اس طرح کوفہ فوجی حکام اور کمانڈروں سے تقریباً خالی ہو گیا تھا اور فتنہ پرداز لوگ باقی رہ گئے تھے۔

خلافتِ عثمانیؓ کے خلاف سازشوں کا آغاز

ان حالات میں یزید بن قیس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خلافت سے معزول کرنے کی سازش کی اور اسی سازش

کے تحت وہ مسجد کوفہ گیا اور وہاں بیٹھ گیا اور وہاں اس کے پاس وہ لوگ آنے لگے جن سے ابن السوداء خط و کتابت کرتا تھا اس وقت قعقاع بن عمرو کو اس کا علم ہوا تو وہ اس یزید بن قیس پر ٹوٹ پڑا اور اس کو پکڑ لیا۔ اس نے کہا ہم سعید بن العاص کا استعفاء چاہتے ہیں۔ قعقاع نے کہا اس کام کی تکمیل مسجد میں بیٹھ کر نہیں ہو سکتی تم اس مقصد کے لئے یہاں نہ بیٹھو اور نہ ہی تمہارے پاس لوگ یہاں جمع ہوں بلکہ اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے جدوجہد کرو تمہیں ضرور کامیابی ملے گی۔

قیس کی خفیہ سازشیں

چنانچہ وہ اپنے گھر گیا اور وہاں جا کر اس نے ایک شخص کو اجرت پر حاصل کیا اور پھر اسے چند درہم اور خچر دے کر ایک خط کے ساتھ اس کو ان کوفیوں کے پاس بھیجا جن کو جلاء وطن کر دیا گیا تھا اور اس خط میں یہ تحریر کیا کہ ''تم لوگ خط دیکھتے ہی یہاں آ جاؤ، اس لئے کہ شہر والے ہم سے متفق ہو گئے ہیں''۔ چنانچہ جب وہ قاصد وہاں پہنچا تو اشتر بھی اس وقت وہاں پہنچ چکا تھا اس نے جب ان کو خط دیا تو انہوں نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ وہ بولا بغشر، وہ بولے کون سے قبیلہ سے تعلق رکھتے ہو؟ اس نے جواب دیا قبیلہ کلب سے، اس پر ان لوگوں نے کہا ذلیل درندہ لوگوں کو بہکاتا ہے ہمیں تمہاری ضرورت نہیں ہے، اشتر نے ان لوگوں کی مخالفت کی اور وہ مخالفت کرتا ہوا واپس جانے لگا جب اشتر روانہ ہو گیا تو اس کے ساتھیوں نے کہا سعید بن العاص نے ہمیں نکالا ہے اللہ اس کو نکالے، ہمیں بھی وہی کرنا ہوگا جو اس نے کیا، البتہ اگر عبدالرحمٰن کو اس کا علم ہو گیا تو ہمارے حق میں اچھا نہیں ہوگا پھر وہ سب اس کے پیچھے روانہ ہو گئے مگر اشتر تک نہ پہنچ سکے۔

عبدالرحمٰن کا سازشیوں کا ناکام تعاقب کرنا

جب عبدالرحمٰن بن خالد کو ان کے مقاصد اور روانگی کا علم ہوا تو انہوں نے فوراً ان کا تعاقب کرایا لیکن اشتر اور ان کے ساتھیوں تک نہیں پہنچ سکے کیونکہ یہ لوگ میلوں دور جا چکے تھے۔

اشتر کا جامع کوفہ پہنچ کر فسادی مجمع لگانا

جمعہ کے دن لوگوں نے اچانک اشتر کو مسجد کوفہ کے دروازہ پر یہ کہتا ہوا دیکھا ''میں امیر المؤمنین کے پاس سے آیا ہوں اور میں نے سعید بن العاص کو اس حالت میں چھوڑا تھا کہ وہ خواتین کے سو درہم کم کرانے کی کوشش کر رہا تھا اور ان کے ذہن میں یہ بھی تجویز تھی کہ سپاہیوں کا وظیفہ صرف دو ہزار رکھا جائے۔ نیز سعید بن العاص یہ بھی کہتا رہتا ہے کہ تمہارا مال غنیمت قریش کا باغ ہے۔ میں ایک منزل تک اس کے ساتھ چلا وہ اس موضوع پر نہایت دھمکی آمیز باتیں کرتا رہا۔

یزید بن قیس کا سعید کے خلاف جتھہ بندی کرنا

اس کی بات سن کر عام لوگوں نے کوئی اہمیت نہ دی اور سیانے لوگوں نے اس طرح کی باتوں سے منع کیا۔ مگر اس نے کسی کی ایک نہیں سنی۔ اتنے میں یزید بن قیس آیا اور اس نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ یہ اعلان کرے کہ جو شخص اس بات کی خواہش رکھتا ہو کہ سعید بن العاص کو معزول کرانے کے لئے امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جائے، وہ یزید بن قیس کی جماعت میں شامل ہو جائے۔

عمرو بن حریث کا شر پسندوں کو درست راہ سمجھانا

اس اعلان کے بعد شرفاء اور عمائدینِ شہر مسجد میں رہ گئے، باقی لوگ چلے گئے۔ اس زمانے میں عمرو بن حریث نائب حاکم تھا وہ منبر پر چڑھا اور حمد و ثناء کے بعد یہ تقریر کی "تم لوگ اللہ کی نعمتوں کو یاد کرو کہ تم اس سے قبل باہمی دشمن تھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں کو جوڑ دیا اور تم اس کے فضل و کرم سے بھائی بھائی ہو گئے، تم لوگ آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے اس نے تم کو وہاں سے نجات دلائی اس لئے تم لوگ اب اس برائی اور شر و فساد کی طرف واپس نہ لوٹو جس سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں بچایا ہے۔ کیا اسلام لانے کے بعد اور اس کے مسنون طریقوں پر چلنے کے بعد تم حق و صداقت کو نہیں پہچانو گے اور اس کے دروازہ تک نہیں پہنچو گے۔

قعقاع بن عمرو کی ہرزہ سرائی

اس پر قعقاع بن عمرو نے کہا اگر تم سمندر کے سیلاب کو لوٹا سکتے ہو تو دریائے فرات کے موجوں کو روک لو۔ لیکن یہ بات ناممکن ہے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ اب بے نیام شمشیر ہی عوام کو مطمئن کرے گی۔ وہ جلد ہی سونت لی جائے گی۔ پھر عوام ایک زبردست ہنگامہ برپا کریں گے اور اپنے مقاصد کو پورا کر کے رہیں گے جسے اللہ تعالیٰ ہرگز ناکام نہیں ہونے دے گا۔ اس لئے تم صبر کرو۔ عمرو بن حریث نے کہا ہاں میں صبر کروں گا اس کے بعد وہ اپنے گھر چلے گئے۔

سعید بن العاص کی معزولی کیلئے یزید کا روانہ ہونا

اس کے بعد یزید بن قیس روانہ ہو کر جرعہ کے مقام پر ٹھہرا۔ اس کے ساتھ اشتر بھی تھا۔ سعید بن العاص وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے کہا ہمیں تمہاری ضرورت نہیں رہی۔ سعید بن العاص نے کہا تم لوگوں نے بلا وجہ اتنا جھگڑا کیا ہے تمہارے لئے صرف یہی کافی تھا کہ تم امیر المؤمنین کے پاس ایک شخص کو بھیج دیتے اور ایک شخص میرے پاس بھیج دیتے۔ ایک ہزار عقلمند اشخاص کو ایک آدمی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر وہ واپس چلے گئے۔

پھر ان لوگوں کا سعید کے غلام سے سابقہ پڑا جو اونٹ پر سوار تھا اس نے کہا سعید بن العاص جیسے شخص کو ناکام لوٹانا مناسب نہیں ہے۔ اس کی اس بات پر اشتر نے اس غلام کی گردن اڑا دی۔

سعیدؓ بن العاص کی خلیفۂ وقت کے پاس آمد

پھر حضرت سعید بن العاص امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس مدینہ پہنچے اور انہیں تمام حال سنایا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پوچھا وہ کیا چاہتے ہیں کیا انہوں نے اطاعت سے دست کشی کی ہے؟ سعید نے بولا وہ حاکم کی تبدیلی چاہتے ہیں، پھر آپ نے پوچھا وہ کس کا تقرر چاہتے ہیں؟ سعید بن العاص نے کہا ابو موسیٰ اشعری کو چاہتے ہیں، چنانچہ امیر المؤمنین نے فرمایا ہم نے ابو موسیٰ کو ان پر مقرر کر دیا ہے، خدا کی قسم! اب ہم کسی کا عذر نہیں سنیں گے اور نہ ہی ان کو کسی قسم کی حجت بازی کا موقع دیا جائے گا۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی کوفہ آمد اور عوام سے خطاب

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ حاکم کوفہ کی حیثیت سے کوفہ آئے، اس وقت جریر بن عبداللہ قرقیساء سے

اور عتبہ حلوان سے کوفہ پہنچ گئے تھے۔ چنانچہ اس موقع پر حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کوفہ میں کھڑے ہو کر عوام سے تقریر فرمائی

''اے لوگو! تم فساد والی باتوں کے لئے نہ دوڑا کرو اور آئندہ ایسی باتیں بھی نہ کرنا، بلکہ اپنی جماعت کا ساتھ دو اور اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو، جلد بازی کے کاموں سے بچو اور صبر سے کام لیا کرو اور اس بات کو اچھی طرح سمجھ لو کہ امیر تمہارے اوپر حاکم ہے''۔

لوگوں نے کہا کہ آپ ہمیں نماز پڑھائیے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا میں اس وقت تک تم کو نماز نہیں پڑھاؤں گا جب تک کہ تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے احکام کو سننے اور اطاعت کرنے کا اقرار نہیں کرو گے چنانچہ ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا اقرار کیا۔

عثمانؓ مخالف نمائندہ کی روانگی

علاء بن عبداللہ بن زید عنبری روایت کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک جماعت اکٹھی ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اعمال پر تنقید کرنے لگی آخر کار انہوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنا ایک نمائندہ امیر المؤمنین کے پاس بھیجیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر گفت وشنید کرے اور ان کو ان کے قابل اعتراض اعمال سے مطلع کرے چنانچہ انہوں نے عامر بن عبداللہ تمیمی عنبری کو بھیجا جو عامر بن عبد قیس کے نام سے مشہور تھا۔

عثمانؓ و عامر کی تلخ گفتگو

جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو وہ بولے مسلمانوں کی ایک جماعت اکٹھی ہوئی اور انہوں نے آپ کے اعمال پر غور وفکر کیا تو انہیں معلوم ہوا کہ آپ سنگین کاموں کے مرتکب ہوئے ہیں لہذا آپ اللہ و بزرگ و برتر سے ڈریں، توبہ کریں اور ان کاموں سے پرہیز کریں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس شخص کو دیکھو، لوگ کہتے ہیں کہ وہ بڑے عالم اور سمجھدار آدمی ہے مگر وہ آ کر مجھ سے حقیر باتوں کے بارے میں گفتگو کر رہا ہے۔ خدا کی قسم! وہ یہ نہیں جانتا ہے کہ اللہ کہاں ہے؟ عامر نے کہا کیا میں نہیں جانتا ہوں کہ اللہ کہاں ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں بخدا تم نہیں جانتے ہو کہ اللہ کہاں ہے؟ عامر نے کہا کیوں نہیں، میں یہ جانتا ہوں کہ اللہ تمہاری گھات میں ہے۔

عثمانؓ کا کوفہ کے شر پسندوں کے متعلق مشورہ کے لئے حکام کو مجتمع کرنا

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت معاویہ بن ابی سفیان، عبداللہ بن سعد بن ابی سرح، سعید بن العاص، عمرو بن العاص اور عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہم کو بلا بھیجا اور انہیں ایک جگہ اکٹھا کیا تا کہ وہ ان حضرات سے اپنی مملکت کے بارے میں مشورہ کریں اور لوگوں کے مطالبات اور ان کی طرف سے فراہم کردہ معلومات پر غور کریں۔

جب یہ سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے فرمایا ہر شخص کے وزراء اور خیر خواہ ہوتے ہیں تم لوگ میرے وزراء، خیر خواہ اور میرے قابل اعتماد افراد ہو، اس لئے آپ حضرات کو ایک اہم مشورہ کے لئے ایک جگہ اکٹھا کیا ہے بات دراصل یہ ہے کہ کچھ حضرات کا مطالبہ ہے کہ میں اپنے موجودہ حکام کو معزول کروں اور جو کام اور جو باتیں انہیں ناپسند ہیں ان سے پرہیز

کروں اور جو کام اور باتیں انہیں پسند ہیں انہیں اختیار کروں، اس لئے آپ حضرات ان کی ان باتوں پر غور وفکر کر کے مجھے مشورہ دو۔

عبداللہ بن عامر کا مشورہ

عبداللہ بن عامر نے کہا، اے امیر المؤمنین! میری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں جہاد کا حکم دیں اور انہیں فوجی مہمات کی طرف آمادہ کریں۔ اس طرح وہ اس میں مشغول رہیں گے اور آپ کے مطیع رہیں گے اور اپنے کاموں میں لگے رہیں گے۔

سعید بن العاص کا مشورہ

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سعید بن العاص کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا آپ کی کیا رائے ہے؟ وہ بولے، اے امیر المؤمنین! اگر آپ میری رائے جاننا چاہتے ہیں تو میری رائے یہ ہے کہ آپ فوری طور پر اس بیماری کا قلع قمع کریں اور فوری طور پر اس خطرہ کا سدباب کریں جس کا آپ کو اندیشہ ہے، اگر آپ میری اس رائے پر عمل کریں گے تو مجھے یقین ہے کہ آپ صحیح راستے پر پہنچ جائیں گے۔ دراصل ہر قوم کی قیادت چند مخصوص لوگ ہی کرتے ہیں، ہر کوئی قائد نہیں ہوتا اور جب یہ قائد یا یہ چند مخصوص لوگ اس دنیا سے چلے جاتے ہیں تو قوم میں انتشار پیدا ہو جاتا ہے اور پھر ان کی شیرازہ بندی نہیں ہو پاتی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ رائے اچھی ہے البتہ اس میں چند باتیں دقت طلب ہیں۔

حضرت امیر معاویہؓ کا مشورہ

اس کے بعد آپ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین! میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنے حکام پر ہی ان معاملات کو چھوڑ دیں میں اپنے علاقے کے ان معاملات کا ذمہ لیتا ہوں۔

عبداللہ بن سعد کا مشورہ

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عبداللہ بن سعد مخاطب ہوئے اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ بولے، اے امیر المؤمنین! میری رائے یہ ہے کہ یہ عوام اہل طمع ہیں۔ آپ انہیں کچھ مال دیدیں تو ان کے دل آپ کی طرف مائل ہو جائیں گے۔

عمرو بن العاص کا مشورہ

پھر آپ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہوئے اور فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ بولے، میری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کے معاملات میں بری طرح پھنس گئے ہیں اس لئے آپ اعتدال کے ساتھ کام کرنے کا قصد کریں۔ اگر آپ اعتدال کا رویہ نہیں اپنا سکتے تو آپ اس کام سے الگ ہو جائیں اور اگر یہ بھی نہ کر سکیں تو آپ عزم مصمم کے ساتھ آگے بڑھیں۔

عمرو بن العاص کی مصلحت پسندی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اپنی بات میں سنجیدہ ہو؟ اس پر وہ خاموش رہے۔ جب سارے لوگ چلے گئے تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین! یہ بات نہیں ہے بلکہ آپ مجھے بہت زیادہ عزیز ہیں اصل بات یہ ہے کہ ہر ایک کی باتیں لوگوں کے کانوں تک پہنچیں گی اس لئے میں نے یہ چاہا کہ میں اپنی بات عوام تک پہنچاؤں تا کہ وہ مجھ پر اعتماد کریں اور آئندہ میں آپ کے کام آسکوں یا آپ کی طرف سے کسی بھی قسم کے شر و فساد کو دور کر سکوں۔

مشاورت سے متعلق دوسری روایت

عمرو بن ابی المقدام عبدالملک بن عمیر زہری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مشورہ کے لئے مندرجہ ذیل سپہ سالاروں کو اکٹھا کیا:

۱ معاویہ بن ابی سفیان،
۲ سعید بن العاص،
۳ عبداللہ بن عامر،
۴ عبداللہ بن سعد بن ابی السرح،
۵ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم اجمعین

آپ نے ان حضرات سے فرمایا کہ لوگ میرے مخالف ہو گئے اب مجھے کیا کرنا چاہئے آپ حضرات مشورہ دیں۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی رائے

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا مشورہ یہ ہے کہ آپ اپنے سپہ سالاروں کو حکم دیں کہ وہ اپنے اپنے علاقے کا انتظام کریں اور ان مخالفین کو قابو کریں اور میں اہل شام کو قابو میں رکھنے کا ذمہ لیتا ہوں۔

عبداللہ بن عامر کی رائے

عبداللہ بن عامر نے کہا اس بارے میں میری رائے یہ ہے کہ آپ انہیں فوجی مہموں میں مشغول رکھیں اس طرح ہر ایک اپنے کام میں لگا رہے گا اور آپ کے بارے میں لوگ غلط باتیں اور افواہیں نہ اڑا سکیں گے۔

عبداللہ بن سعد کی رائے

عبداللہ بن سعد نے کہا، میری رائے یہ ہے کہ آپ پہلے تو یہ معلوم کریں کہ وہ کس وجہ سے ناراض ہیں پھر انہیں مطمئن کریں پھر آپ ان میں مال کی تقسیم کریں اس طرح وہ آپ کے مطیع و فرمانبردار ہو جائیں گے۔

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی رائے

پھر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، اے عثمان! آپ بنو امیہ کی طرح لوگوں پر سوار ہو گئے ہیں آپ کچھ کہتے ہیں وہ لوگ کچھ کہتے ہیں۔ آپ بھی راہ راست سے بھٹک گئے ہیں اور وہ لوگ بھی راہ سے

بھٹک گئے ہیں۔ اس لئے میری رائے یہ ہے کہ آپ اعتدال کی راہ کو اپنائیں اور اگر یہ نہیں کر سکتے تو آپ اس کام سے الگ ہو جائیں اور اگر آپ اس طرح بھی نہیں کر سکتے تو آپ عزم مصمم کے ساتھ آگے بڑھیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ یہ باتیں سنجیدگی سے کر رہے ہیں؟ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس وقت تو خاموش رہے تاہم جب سارے لوگ چلے گئے تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ مجھے بہت عزیز ہیں۔ مگر مجھے یہ بات معلوم ہے کہ دروازے سے باہر کچھ لوگ ایسے ہیں جنہیں یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ آپ نے ہمیں اس لئے بلایا ہے کہ ہم آپ کو مشورہ دیں اس لئے میں نے چاہا کہ میری بات ان تک پہنچ جائے اور وہ مجھے اپنی رائے کے متفق پائیں اس طرح میں آپ کے لئے آگے چل مفید ثابت ہوں گا اور آپ کی طرف سے شر و فساد کو دور کر سکوں گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا فیصلہ

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے سپہ سالاروں کو اپنے اپنے علاقوں کی طرف لوٹا دیا اور انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے علاقوں میں ان مخالفین پر سختی کریں اور انہیں یہ بھی ہدایت کی کہ انہیں فوجی مہموں میں مشغول رکھا جائے اور ساتھ ہی ساتھ یہ فیصلہ بھی کیا کہ ایسے لوگوں کو ان کے عطیات سے محروم رکھا جائے تاکہ وہ مطیع رہیں اور ان کے محتاج رہیں۔

کوفیوں کا سعید بن العاص کے خلاف ہتھیار اٹھانا

اس کے بعد آپ نے سعید بن العاص کو کوفہ کا حاکم بنا کر وہاں بھیجا لیکن اہل کوفہ ان کے خلاف ہتھیار لے کر نکلے اور انہیں مدینہ واپسی پر مجبور کر دیا وہ لوگ یہ کہتے تھے کہ خدا کی قسم! جب تک ہمارے ہاتھ میں ہتھیار ہے سعید ہم پر حکومت نہیں کر سکتا۔

ابو یحییٰ عمیر بن سعد نخعی بیان کرتے ہیں کہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ اشتر کے چہرے پر گرد و غبار تھا وہ گردن میں تلوار ڈالے ہوئے کہہ رہا تھا کہ خدا کی قسم! جب تک ہمارے پاس تلواریں ہیں اس وقت تک سعید کوفہ میں داخل نہیں ہو سکیں گے اور یہ بات انہوں نے مقام الجرعہ میں کہی، اور جرعہ قادسیہ کے قریب ایک مقام ہے جہاں اہل کوفہ ایک دوسرے سے ملاقات کیا کرتے تھے۔

حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ کی پیشین گوئی

ابو ثور حدائی بیان کرتے ہیں کہ میں یوم الجرعہ کے موقع پر مسجد کوفہ میں حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ اور ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور لوگوں نے اس وقت سعید بن العاص کے خلاف ایک ہنگامہ برپا کر رکھا تھا اور ابو مسعود انصاری اس کو ایک سنگین واقعہ سمجھ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم! اس کے نتیجہ میں بہت خون ریزی ہوگی۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! اس کے نتیجہ میں کوئی قطرۂ خون نہیں بہے گا، جو کچھ ہو رہا ہے اس کا مجھے اس وقت سے علم ہے، جبکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بقید حیات تھے اور مجھے تو اس بات کا بھی علم ہے کہ ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ ایک شخص صبح کے وقت مسلمان ہوگا مگر شام کے وقت اس کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں رہے گا اور وہ

اہل قبیلہ سے جنگ کرے گا اور اللہ تعالیٰ اسے قتل کرے گا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے اس موقع پر ابوثور حدائی سے کہا شاید یہ واقعہ رونما ہو چکا ہے؟ وہ بولے نہیں، یہ واقعہ ابھی تک رونما نہیں ہوا ہے۔

جب سعید بن العاص کوفہ سے واپس مدینہ پہنچے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سارا ماجرا سنایا تو آپ نے ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو کوفہ کا حاکم بنا کر کوفہ بھیجا چنانچہ اہل کوفہ نے اس تقرر کو مناسب سمجھا اور ان کی تقرری کو بحال رکھا۔

سعید کے خلاف سازش اور مطالبہ کی منظوری

محمد اور طلحہ روایت کرتے ہیں کہ جب یزید بن قیس نے لوگوں کو سعید بن العاص کے خلاف بھڑکایا تو اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی کیا اس پر قعقاع بن عمروان کے پاس آیا اور اسے پکڑ لیا اور پوچھا تمہارا کیا ارادہ ہے؟ کیا کوئی ایسا راستہ ہے کہ ہم اس سے استعفا دلوائیں؟ وہ بولا نہیں۔

اس کے بعد یزید نے اپنی سازش کو آگے بڑھانے کے لئے جہاں سے ممکن ہوا اپنے ساتھی جمع کئے اور اجتماعی طور پر سازش کر کے سعید بن العاص کو واپس مدینہ بھجوا دیا اور حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کرنے کا مطالبہ کیا۔

عثمانؓ کا اہلِ کوفہ کیلئے نرم خو ہونا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپؓ نے ایک خط ان لوگوں کے نام لکھا جس میں یہ تحریر تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''میں نے تم پر اب وہ حاکم مقرر کیا ہے جسے تم پسند کرتے ہو اور سعید کو اس کام الگ کر دیا ہے، خدا کی قسم! میں تمہارے لئے اپنی عزت قربان کر دوں گا اور تمہارے لئے صبر کروں گا اور جہاں تک ہو سکا تمہاری بھلائی چاہوں گا، تم لوگ ہر ایسی بات کا مطالبہ مجھ سے کر سکتے ہو جس میں اللہ کی نافرمانی نہ ہو اور جو بات تمہیں پسند نہیں ہے اس سے تمہیں مستثنیٰ رکھا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ اس سے اللہ کی معصیت نہ ہوتی ہو، اس وقت میں نے تمہاری پسند کے مطابق تمہارا کام کیا ہے تاکہ تم میرے خلاف کوئی حجت نہ لا سکو۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے خطوط دیگر شہروں کے لئے بھی لکھے، اس طرح حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کوفہ کے حاکم مقرر ہوئے اور تمام حکام اپنی اپنی عملداری کی طرف چلے گئے اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ جہاد کے لئے باب کی طرف روانہ ہو گئے۔

عثمانؓ کی شدید مخالفت

چند ہی عرصہ کے بعد بہت سے لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے اور انہوں نے آپ امیر المؤمنین کو اس قدر برا بھلا کہا کہ اس سے زیادہ کسی اور کو برا بھلا نہیں کہا گیا ہوگا۔ مدینہ میں موجود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ ان باتوں کو سنتے اور دیکھتے تھے لیکن کوئی انہیں منع نہیں کرتا تھا اور نہ ہی ان کی مخالفت کرتا تھا۔ سوائے چند

صحابہ کے جن میں حضرت زید بن ثابت، ابواسید ساعدی، کعب بن مالک اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہم تھے۔ یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شدت سے حمایت کرتے تھے۔

علیؓ کی عثمانؓ کو تنبیہ

غرض بہت لوگ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے گفتگو کی تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور یوں تقریر کی

''لوگ میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں اور انہوں نے مجھ سے تمہارے متعلق گفتگو کی ہے خدا کی قسم! مجھے سمجھ نہیں آرہا ہے کہ میں تم سے کیا بات کروں؟ جو بات میں جانتا ہوں وہ تمہیں بھی معلوم ہے اور جس بات کو میں بتانا چاہتا ہوں اسے تم بخوبی سمجھتے ہو، ہمیں آپ سے پہلے کوئی ایسی بات نہیں معلوم ہے، جس سے ہم تم کو ناواقف سمجھیں اور نہ ہی کوئی خاص چیز ہمیں معلوم ہوئی ہے جو تمہیں نہ معلوم ہوئی ہو۔ نیز آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے اور الحمد للہ آپ کو ان کی صحبت نصیب ہوئی ہے اور آپ نے ان کی احادیث کو سنا ہے اور آپ کو ان کے داماد بننے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ ابن ابی قحافہ حق پر عمل کرنے میں آپ سے افضل نہ تھے اور نہ ابن الخطاب نیکی کرنے میں آپ سے بہتر تھے اور آپ از روئے قرابت ورشتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہیں اور آپ کو دامادی کا جو رشتہ حاصل ہوا ہے وہ ان دونوں کو حاصل نہیں اس وجہ سے ان دونوں کو آپ پر سبقت حاصل نہیں ہے۔ اس لئے خدا کے واسطے آپ اپنے معاملات پر غور وفکر کریں خدا کی قسم! آپ بے بصیرت نہیں ہیں اور آپ کم سمجھ اور نادان بھی نہیں ہیں، راستہ بالکل کھلا اور صاف ہے اور دین ومذہب کی نشانیاں اور شعائر قائم ہیں۔ اے عثمان! آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ کے بندوں میں عدل وانصاف کرنے والا وہ حاکم افضل ہے جو خود ہدایت یافتہ ہو اور دوسروں کی راہنمائی بھی کرتا ہو اور وہ سنت نبوی کو قائم کرتا ہو اور متروک العمل بدعتوں کا خاتمہ کرتا ہو، خدا کی قسم! یہ دونوں چیزیں بالکل واضح ہیں سنت نبوی کی نشانیاں بالکل واضح ہیں اور بدعات کے نشانات بھی واضح ہیں، اور یہ بھی حقیقت ہے کہ اللہ کے نزدیک بدترین انسان وہ ظالم حکمران ہے جو خود بھی گمراہ ہو اور دوسروں کو بھی گمراہ کرے اور وہ سنت نبوی کا خاتمہ کرے اور متروک العمل بدعات کو زندہ کرے۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ ولیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ ارشاد فرماتے تھے،'' قیامت کے دن ظالم حاکم کو ایسی حالت میں لایا جائے گا کہ نہ تو اس کا کوئی مددگار ہوگا اور نہ ہی کوئی معذرت پیش کرنے والا ہوگا اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ جہنم میں اس طرح گھومے گا جس طرح چکی گردش کرتی ہے اس طرح وہ دوزخ کے بھنور میں تھپیڑے کھاتا رہے گا۔ میں آپ کو اللہ اور اس کے انتقام کا خوف دلاتا ہوں کیونکہ اللہ کا عذاب نہایت شدید اور دردناک ہوتا ہے اور اس بات سے بھی آپ کو ڈراتا ہوں کہ کہیں اس امت کے ایسے شہید حاکم نہ بن جاؤ کہ جس کی شہادت سے قیامت تک قتل وغارتگری کا دروازہ کھل جائے اور پھر واقعات اور حوادثات اس طرح مشتبہ ہو جائیں کہ مسلمان گروہ بندیوں میں

بٹ جائیں اور باطل کے غلبہ کی وجہ سے حق کو نہ دیکھ سکیں اور ان باتوں میں وہ بری طرح ملوث ہو جائیں گے کہ ان کو ان سے الگ کرنا مشکل ہو جائیگا۔

حضرت عثمانؓ کا حضرت علیؓ کو جواب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، خدا کی قسم! مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ وہ لوگ بھی یہی کہیں گے اور یہی کہتے ہوں گے جو آپ نے کہا ہے لیکن اگر آپ میرے مقام پر ہوتے تو میں آپ کو ملامت نہ کرتا اور نہ ہی آپ کو اکیلا چھوڑتا، اور نہ آپ پر اعتراض کرتا اور نہ ہی اس بات پر برا بھلا کہتا کہ تم نے رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کیا یا کسی کی حاجت روائی کی ہے یا کسی بے کس کو پناہ دی ہے یا تم نے اس شخص کو حاکم بنایا ہے جو اس شخص کے ہم پلہ ہے اور ان کے مشابہ ہے جسے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاکم بنایا کرتے تھے۔

عثمانؓ و علیؓ کا مختلف باتوں پر سوال و جواب

اے علی! میں آپ سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو اس بات کا علم ہے کہ مغیرہ بن شعبہ حاکم نہیں تھے۔ وہ بولے ہاں، پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں حاکم مقرر کیا، وہ بولے ہاں، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تم مجھے کیوں ملامت کرتے ہو؟ کہ میں نے عبداللہ بن عامر کو رشتہ داری کی وجہ سے حاکم مقرر کیا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ کو اس بات سے آگاہ کرتا ہوں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جس کسی کو بھی حاکم مقرر فرماتے تھے تو وہ اس کو اچھی طرح یہ بات بتا دیتے تھے کہ اگر انہیں اس کے برخلاف کسی سے بھی کوئی معمولی شکایت ملی تو وہ اس کو سخت سزا دیں گے، اور پھر وہ اس معاملہ میں انتہائی حد تک پہنچ جاتے تھے مگر آپ اس معاملہ میں نہایت کمزور ہیں اور اپنے رشتہ داروں کے ساتھ نرمی اختیار کرتے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ تمہارے رشتہ دار بھی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ میرے بھی رشتہ دار ہیں مگر فضیلت دوسرے لوگوں کو حاصل ہے۔

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم اس بات سے آگاہ نہیں ہو کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے معاویہ کو اپنے پورے دورِ خلافت میں حاکم بنائے رکھا اور میں نے بھی حاکم بنا دیا، اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ معاویہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کس قدر خوفزدہ رہتے تھے یہاں تک کہ ان کا غلام یرفاً بھی ان سے اس قدر نہ ڈرتا تھا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں مجھے معلوم ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب معاویہ کی یہ حالت ہے کہ آپ کی اجازت کے بغیر تمام امور سلطنت انجام دیتے ہیں اور اس بات کا علم آپ کو بھی ہے اور وہ مسلمانوں سے یہی کہتے ہیں کہ یہ امیر المؤمنین عثمانؓ کا حکم ہے، اور آپ کو بھی ان باتوں کی خبر ملتی رہتی ہے مگر آپ معاویہ کو کوئی تنبیہ نہیں کرتے؟۔

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور منبر پر تشریف فرما کر درجِ ذیل خطاب فرمایا:

کڑے مصیبت کے وقت عثمانؓ کا خطاب

ہر چیز کے لئے کوئی مصیبت ہوتی ہے اور ہر کام میں کوئی نہ کوئی دشواری پیش آتی ہے چنانچہ اس امت کے لئے اس وقت مصیبت کی چیز وہ طعن وتشنیع کرنے والے لوگ ہیں جو دیکھنے میں بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں مگر ان کے من میں پاپ ہیں جو تمہیں بہت ناگوار معلوم ہوں گے ۔ وہ تمہاری تکالیف پر بہت خوش ہوں گے ۔ وہ ہر اس شخص کے پیچھے لگ جائیں گے جو زور زور سے چیخے اور چلائے گا وہ جو ہڑوں کا پانی پئیں گے اور شرارت کیلئے ہر گندے مقام پر پہنچیں گے اور یہ وہ لوگ ہیں جو ہر کام میں ناکام ہو چکے ہیں اور تمام ذرائع معاش ان کے لئے بند ہو گئے ہیں، دیکھو خدا کی قسم! ان لوگوں نے ایسی باتوں پر نکتہ چینی کی ہے جن کی وہ خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تائید کر چکے ہیں حالانکہ حضرت عمرؓ نے ان کو اپنے پاؤں سے روندا تھا اور اپنے ہاتھوں سے مارا تھا اور اپنی زبان سے ان کی خبر لی تھی، مگر چار و ناچار یہ لوگ ان کے مطیع وفرمانبردار رہے، اس کے برخلاف میں نے ہمیشہ ان کے ساتھ نرم رویہ اپنایا اور ان کے سامنے اپنے سر کو خم کیا اور اپنے ہاتھ اور زبان کو روکا مگر یہ لوگ دلیر ہوتے گئے، خدا کی قسم! میرے حامیوں کی بہت بڑی تعداد موجود ہے۔ جو عزت والے ہیں اور ہر وقت میری مدد کے لئے مستعد ہیں ۔ میں نے ان شریر لوگوں کے مدِ مقابل لوگ تیار کر رکھے ہیں ۔ ان شرپسند عناصر نے مجھے مجبور کیا کہ میں اپنے اخلاق اور عادات کو تبدیل کروں اور اپنے لب ولہجہ کو تبدیل کروں لیکن میں اسے اچھا نہیں سمجھتا اس لئے یہ لوگ اپنی زبانوں کو روکیں اور اپنے حکام پر طعن وتشنیع اور عیب جوئی کو بند کریں کیونکہ میں نے ان ساتھیوں کو روک رکھا ہے، ورنہ وہ میرے حکم کے بغیر تم سے ایسا سلوک کریں گے جو تم کو سیدھا اور مطمئن کر دے گا ۔ اچھی طرح سمجھ لو کہ ان امراء کی کوئی حق تلفی نہیں ہوگی ، میں نے لوگوں کے حقوق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے یہاں تک کہ میں نے اپنا مال بخشش اور سخاوت میں صرف کر دیا ہے۔ کیونکہ اگر میں نے مال کو لوگوں کے درمیان تقسیم نہیں کیا تو میرا کیا فائدہ؟

اس موقع پر مروان بن الحکم کھڑے ہوئے اور کہنے لگے، اگر آپ چاہیں تو ہم اپنے اور ان کے درمیان تلوار کے ذریعہ فیصلہ کروا سکتے ہیں ۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم خاموش ہو جاؤ تم مجھے اپنے ساتھیوں کے ساتھ چھوڑ دو، اور تم یہ کس قسم کی گفتگو کر رہے ہو؟ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ تم نہ بولا کرو، اس پر مروان خاموش ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے نیچے اترے اور پھر چلے گئے ۔

بدری صحابہ کی وفات

اس سال حضرت ابوعبس بن جبر مدینہ میں فوت ہو گئے ، وہ بدری صحابی تھے ۔ مسطح بن اثاثہ اور عاقل بن ابی البکیر نے بھی جو قبیلہ سعد بن لیث سے تعلق رکھتے تھے ، نے بھی اس سال وفات پائی ، یہ دونوں بھی بدری صحابی تھے، رضی اللہ عنہم ۔

اس سال بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عام مسلمانوں کے ساتھ حج کیا۔

۳۵ھ کے واقعات

ابو معشر اور واقدی سے مروی ہے کہ اس سال اہلِ مصر ذوخشب میں اترے۔

ابن سبا کی خفیہ تحریک

یزید فقعسی روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ بن سبا صنعاء کا یہودی تھا اس کی والدہ سوداء تھی اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ظاہراً اسلام لایا۔ پھر وہ مسلمانوں کے شہروں میں پھر کر انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتا رہا، چنانچہ وہ پہلے حجاز گیا وہاں سے بصرہ اور کوفہ گیا پھر شام بھی گیا مگر اہل شام میں سے وہ کسی کو گمراہ نہ کر سکا بلکہ اہل شام نے ان کو اپنے ہاں سے نکال دیا پھر وہ وہاں سے مصر گیا اور وہاں مستقل رہنے لگا۔

نزول عیسیٰ علیہ السلام کی مخالفت

ابن سبا مسلمانوں کے سامنے عجیب وغریب باتیں کرتا رہتا تھا ایک دفعہ اس نے ایک عجیب بات کہی کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسی واپس آئیں گے اگر کوئی یہ بات کہے کہ حضرت محمد ﷺ واپس آئیں گے تو لوگ اس کو پاگل سمجھتے ہیں اور اس کی بات جھوٹ سمجھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ ارشاد فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے ”بے شک جس نے تم پر فرض کیا وہ تمہیں آخرت کی طرف لوٹانے والا ہے،، اس لئے حضرت محمد حضرت عیسیٰ کی بہ نسبت لوٹنے کے زیادہ حقدار ہیں، چنانچہ اس کی یہ بات بعض لوگوں نے مان لی اور رجعت کا مسئلہ بحث آراء مقرر ہو گیا اور لوگ اس پر بحث کرنے لگے۔

ابنِ سبا کی عثمانؓ کی مخالفت میں عجیب منطق

ایک اور بات جو کہ اس نے پھیلائی کہ گذشتہ زمانے میں بہت سارے پیغمبر گذرے ہیں اور ہر پیغمبر کا ایک وصی ہوتا ہے اس لئے حضرت محمد کے وصی حضرت علی تھے اور محمد خاتم الانبیاء تھے اور حضرت علی خاتم الاوصاء ہیں اور مزید کہا کہ اس سے زیادہ ظالم کون ہے جس نے رسول اکرم کی وصیت پر عمل نہیں کیا اور رسول اکرم کے وصی کے حق کو غصب کر کے امت اسلامیہ کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے لیا؟، پھر مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا عثمان نے خلافت پر ناحق قبضہ کر لیا ہے جبکہ رسول اکرم کا وصی موجود ہے! اس لئے تم لوگ اس کی مخالفت اور ان کو معزول کرنے کے لئے اٹھ کھڑے ہو جاؤ، اور اس کام کا آغاز اپنے اپنے علاقوں کے حکام پر طعن وتشنیع سے کرو اور یہ ظاہر کرو کہ تم نیک کام کا حکم دیتے ہو اور برے کام سے منع کرتے ہو اس طرح تم عوام کو اپنی طرف مائل کر سکو گے، پھر جب وہ تمہاری طرف مائل ہو جائیں تو پھر انہیں اس کام کے لئے بلاؤ۔

فتنہ انگیز تحریک

یوں اس نے تحریک کا پروپیگنڈا کرنے والوں کو انہی ہدایات کے ساتھ چاروں طرف بھیجا اور وہ جو شہروں میں فساد برپا کر رہے تھے ان سے خط کتابت کے ذریعہ رابطہ کیا اور جواب میں ان لوگوں نے بھی خط و کتابت سے ہی اپنا رابطہ قائم رکھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے اپنی تحریک کی طرف لوگوں کو خفیہ دعوت دیتے رہے لیکن ظاہری طور پر وہ نیک کاموں کا حکم دیتے اور برے کاموں سے روکتے تھے، اور یہ لوگ مختلف شہروں کے لوگوں کے ذریعہ بھی خطوط روانہ کرتے تھے اور ان خطوط میں اپنے حکام پر نکتہ چینی کرتے تھے اور دوسرے ساتھی بھی اس طرح ان سے خط و کتابت کرتے تھے۔

اس کے علاوہ ہر شہر کے لوگ آپس میں اپنی کارگزاریوں سے ایک دوسرے کو باخبر رکھتے تھے اور ایک دوسرے کی کارگزاری کو لوگوں کے سامنے پڑھ کر سناتے تھے یہاں تک کہ ان کی خبریں مدینہ تک پہنچ گئی، یہ جو کچھ لکھتے یا کہتے تو اس کے خلاف مراد لیتے تھے۔

تحریکِ فتنہ وفساد کی خبر حضرت عثمانؓ کو

اس قسم کی اطلاعات جب اہل مدینہ کو پہنچی تو یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا اے امیر المؤمنین! کیا آپ کو بھی وہ اطلاعات ملی ہیں جن سے ہم باخبر ہیں؟ وہ بولے نہیں، البتہ میرے پاس سلامتی کی خبریں آرہی ہیں۔ وہ بولے ہمارے پاس بھی ایسی خبریں موصول ہوئی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے وہ کچھ بیان کیا جس کا انہیں علم تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے شریک کار ہو اور مسلمان اس کے گواہ ہیں اس لئے تم لوگ مجھے مشورہ دو، وہ بولے، ہم آپ کو یہ مشورہ دیتے ہیں کہ آپ فوری طور پر قابل اعتماد افراد کو مختلف شہروں میں بھیجیں تاکہ وہ صحیح اطلاعات لے کر واپس آئیں۔

چند معتمد حضرات کو تفتیشِ حال کیلئے مختلف علاقوں کی طرف روانہ کرنا

چنانچہ آپ نے محمد بن مسلمہ کو بلوایا اور انہیں کوفہ کی طرف بھیجا اور اسامہ بن زید کو بصرہ کی طرف بھیجا اور عمار بن یاسر کو مصر بھیجا اور عبداللہ بن عمر کو شام کی طرف بھیجا ان کے علاوہ چند دوسرے لوگوں کو بھی دوسرے علاقوں کی طرف بھیجا۔

چند دنوں کے بعد مذکورہ تمام حضرات سوائے عمار بن یاسر کے سب واپس آ گئے اور سب نے کہا کہ ہم نے وہاں کوئی ایسی قابل اعتراض بات نہیں دیکھی اور نہ ہی وہاں کے خواص وعوام کو کسی ناخوشگوار معاملہ کا علم ہے، مسلمانوں کو اپنے معاملات پر اختیار حاصل ہے اور ان کے حکام ان کے درمیان عدل وانصاف کرتے ہیں اور ان کی خبر گیری بھی رکھتے ہیں۔

ادھر حضرت عمار نے واپس آنے میں تاخیر کر دی یہاں تک کہ اہل مدینہ کو یہ اندیشہ اور خوف لاحق ہو گیا کہ کہیں انہیں ناگہانی طور پر شہید نہ کر دیا گیا ہو آخر کار اچانک ایک دن عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کا یہ خط آیا کہ حضرت عمار بن یاسر کو مصر کے ایک گروہ نے اپنی طرف مائل کر لیا ہے اور ان کے پاس لوگ اکٹھے ہونے لگے ہیں جن میں مندرجہ ذیل قابل ذکر افراد بھی شامل ہیں۔

(۱) عبداللہ بن السوداء (۲) خالد بن ملجم (۳) سودان بن حمران (۴) کنانہ بن بشر

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہدایت نامہ

سیف محمد، طلحہ اور عطیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر تمام اسلامی شہر والوں کے نام اپنا مکتوب ارسال فرمایا جس میں یہ تحریر تھی

''میں نے تمام حکام کے لئے یہ لازم کر دیا ہے کہ وہ ہر موسم حج میں مجھ سے ملاقات کریں اور جب سے میں خلیفہ مقرر ہوا ہوں اس وقت سے میں نے امت اسلامیہ کے لئے یہ اصول مقرر کر دیا ہے کہ نیکی کا حکم دیا جائے اور برے کاموں سے روکا جائے اس لئے جو بھی میرے سامنے اور میرے حکام کے سامنے مطالبہ حق پیش کرے گا وہ حق ادا کیا جائے گا اور میری رعایا کے حقوق میرے اہل وعیال کے حقوق پر مقدم ہوں گے نیز اہل مدینہ کے علم میں یہ بات آئی ہے کہ کچھ لوگ اہل مدینہ کو طعن وتشنیع کر رہے ہیں اور کچھ لوگ زدوکوب بھی کر رہے ہیں تو پوشیدہ حالات میں طعن وتشنیع کرنا، ملامت کرنا، گالی دینا اور زدوکوب کرنا ایک انتہائی برا فعل ہے، اور جو کوئی کسی حق کا دعویدار ہو تو وہ موسم حج میں آئے اور اپنا حق حاصل کرے خواہ اس کا تعلق مجھ سے ہو یا میرے حکام سے ہو یا تم خود ہی معاف کر دو تو ایسی صورت میں اللہ تعالیٰ معاف کرنے والوں کو جزاء خیر دے گا۔

جب یہ خط شہروں میں پڑھا گیا تو عوام رونے لگے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حق میں دعائیں کیں اور کہنے لگے کہ مصیبت کے آثار نظر آ رہے ہیں۔

عثمانؓ کا حکام سے مشورہ

اس کے بعد آپ نے ہر شہر کے حاکم کو بلوایا تو مندرجہ ذیل افراد تشریف لائے۔

۱-عبداللہ بن عامر ۲-معاویہ بن ابی سفیان ۳-عبداللہ بن سعد

ان حضرات کے ساتھ مشورہ میں سعید بن العاص اور عمرو بن العاص کو بھی شامل کیا گیا چنانچہ آپ نے فرمایا یہ شکایت کیا ہے؟ اور یہ افواہیں کیسی ہیں؟ خدا کی قسم! مجھے اندیشہ ہے کہ یہ سچ ثابت نہ ہوں، کیا یہ سب باتیں میری وجہ سے ہو رہی ہیں؟ وہ بولے، کیا آپ نے نمائندے نہیں بھیجے اور کیا ہم نے ان لوگوں کے بارے میں آپ کو اطلاع نہیں بھیجی تھی؟ کیا وہ قاصد لوٹ کر نہیں آئے یا ان افراد نے ان سے براہ راست گفتگو نہیں کی تھی؟ خدا کی قسم! وہ قاصد سچے نہیں ہیں اور نہ وہ راست باز معلوم ہوتے ہیں بلکہ ان باتوں کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے اور آپ ان خبروں کی بدولت کسی کے خلاف کارروائی بھی نہیں کر سکتے کیونکہ یہ بات آپ کے لئے نامناسب ہوگی اور یہ سب باتیں افواہوں پر مبنی ہیں ان کی بدولت کسی کا مؤاخذہ نہیں ہو سکتا ہے اور نہ ہی اس سے کوئی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے۔

اس پر آپ نے فرمایا تم لوگ مجھے مشورہ دو کہ اب کیا کیا جائے؟

سعید بن العاص کا مشورہ

سعید بن العاص نے فرمایا یہ جعلی اور مصنوعی معاملہ ہے جو پوشیدہ طور پر تیار کیا گیا ہے اور جب کسی ناواقف کو

یہ بات معلوم ہوتی ہے تو وہ اس خبر کی مختلف محفلوں میں تشہیر کرتا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر اس کا علاج کیا ہے؟ انہوں نے کہا ان لوگوں کو بلایا جائے اور پھر ان کو قتل کر دیا جائے جن کی طرف سے اس قسم کی باتیں اور افواہیں پھیلتی ہیں۔

عبداللہ بن سعد کا مشورہ

عبداللہ بن سعد نے کہا جب آپ ان لوگوں کو ان کے حقوق ادا کرتے ہیں تو آپ ان سے ان کے واجبات بھی وصول کریں اور یہ بات انہیں آزاد چھوڑنے سے بہتر ہے۔

امیر معاویہؓ کا مشورہ

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ نے مجھے حاکم مقرر کیا ہے تو میں ایسے لوگوں کا حاکم ہوں جن کی طرف سے کوئی ناخوش گوار بات نہیں نکلے گی اور یہ دونوں حضرات بھی اپنے اپنے علاقوں سے زیادہ واقف ہوں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر کیا رائے ہے؟ وہ بولے حسن ادب۔

عمرو بن العاص کا مشورہ

اس کے بعد آپ عمرو بن العاص کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا آپ کی کیا رائے ہے؟ وہ بولے، میری رائے یہ ہے کہ آپ نے مسلمانوں کے ساتھ نہایت نرمی اختیار کر رکھی ہے اور انہیں بالکل ڈھیلا چھوڑ دیا ہے بلکہ آپ نے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ سے زیادہ انہیں عطیات اور وظائف دینے شروع کر دئے ہیں اس لئے میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنے دونوں پیش رو حضرات کے طریقہ پر چلیں جہاں سختی کا معاملہ ہو وہاں سختی کریں اور جہاں نرمی کا معاملہ ہو وہاں نرمی اختیار کریں اور جو لوگوں کے ساتھ سازش کریں اور عام لوگوں کو گمراہ کریں ان کے ساتھ سختی سے پیش آنا چاہئے اور جو لوگ خیر خواہی کا معاملہ کریں ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ اختیار کرنا چاہئے مگر آپ نے دونوں کے ساتھ یکساں سلوک اختیار کر رکھا ہے۔

حضرت عثمان کی تقریر

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور حمد وثناء کے بعد یوں فرمایا:

''تم لوگوں نے جو کچھ مجھے مشورہ دیا ہے وہ میں نے سن لیا ہے اور ہر کام کے انجام دینے کا ایک طریقہ ہوتا ہے اور وہ بات جس کا امت اسلامیہ کو اندیشہ ہے، ہو کر رہے گی اور اس فتنہ کا جو دروازہ بند ہے اسے نرمی، موافقت اور اطاعت کے ذریعہ بند رکھنے کی کوشش کی جائے گی اور ساتھ ہی ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ حدود وقوانین کی حفاظت کی جائے گی۔ اگر اس فتنہ کے دروازہ کو بند رکھنا ہے تو نرمی کا طریقہ بہتر ہے تاہم یہ دروازہ کھل کر رہے گا کوئی اسے روک نہیں سکے گا، اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ میں نے لوگوں اور اپنی ذات کی بھلائی کے لئے کبھی کوئی کوتاہی نہیں کی، خدا کی قسم! فتنہ وفساد کی چکی گردش میں آکر رہے گی۔ عثمان کے لئے کیا ہی اچھا ہے کہ اس فتنہ کو برپا کرنے سے پہلے ہی رخصت ہو جائے، تم لوگوں کو فتنہ وفساد سے روکو اور ان کے حقوق کو ادا کرو اور ان سے درگذر کا معاملہ کرو البتہ اللہ تعالیٰ کے حقوق کی ادائیگی میں سستی نہ کرو۔

عثمانؓ کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حج کا ارادہ کیا تو انہوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن سعد رضی اللہ عنہ کو مدینہ روانہ کیا اور سعید بن العاص اور ابن عامر ان کے ساتھ ہی روانہ ہوئے، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے تو ایک حدی خواں نے یہ رجزیہ شعر پڑھا۔

ان کے بعد امیر حضرت علیؓ ہیں اور زبیرؓ پسندیدہ جانشین ہیں۔

اس پر کعبؓ نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، اس کے بعد خلیفہ اور امیر یہ سیاہ خچر والے (یعنی معاویہ) ہیں۔

سیف بدر بن خلیل بن عثمان بن قطبہ الاسدی کے واسطے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی رحلت کے بعد حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ خلافت کی توقع کرنے لگے تھے، جب یہ سب حکام حج کے موسم میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اجتماع میں شریک ہوئے اور پھر جب شرکت کے بعد واپسی کے لئے روانہ ہوئے تو ایک حدی خواں نے یہ شعر پڑھا۔

ان کے بعد امیر حضرت علیؓ ہیں اور زبیرؓ پسندیدہ جانشین ہیں۔

اس پر کعب نے کہا کہ تم جھوٹ بولتے ہو، اس کے بعد خلیفہ اور امیر یہ سیاہ خچر والے معاویہ ہیں، جب امیر معاویہ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے اس سے پوچھا تو وہ بولا ہاں آپ ان کے بعد امیر ہوں گے البتہ آپ اسے اس وقت حاصل کریں گے، جب کہ آپ میری اس بات کی تکذیب کریں گے، غرض امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اس خلافت کی توقع ہو گئی تھی۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مدینہ پہنچے تو انہوں نے حکام کو اپنی اپنی عملداری کی طرف لوٹا دیا اور وہ سب چلے گئے۔ ان کے بعد امیر المؤمنین چلے گئے اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے بعد وہاں مقیم رہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روانگی

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس سے رخصت ہوئے تو اس وقت وہ سفری لباس میں تھے اور ان کے گلے میں تلوار حمائل تھی اور وہ تیر کمان سے لیس تھے۔ اس موقع پر انہوں نے مہاجرین کے چند لوگوں کو دیکھا جن میں حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے انہوں نے ان کو سلام کرنے کے بعد اپنی کمان کا سہارا لیا اور پھر ان سے یوں مخاطب ہوئے

> ''عہد جاہلیت میں جب لوگوں پر چند گنتی کے لوگ غالب آجاتے تھے اس وقت تمہارے ہر خاندان اور قبیلے میں ایسے لوگ ہوتے تھے جو اپنی قوم کے خود مختار اور مطلق العنان سردار بن کر حکومت کرتے تھے اور وہ سردار کسی سے مشورہ نہیں لیتے تھے، یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان کی اطاعت اور پیروی کرنے والوں کو عزت بخشی، اس کے بعد وہ باہمی مشورہ کے بعد مختلف علاقوں کے لئے حاکم مقرر کرنے لگے اور یہ حضرات اس معاملہ میں بزرگی، سابقہ اسلامی خدمات اور ذاتی صلاحیت و محنت کو ترجیح دیتے تھے اگر آئندہ بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا اور ہم اس طریقہ پر قائم رہے تو ہم مسلمانوں کی حکومت برقرار رہے گی اور لوگ ہماری پیروی کریں گے۔

اگر یہ مسلمان دنیادار بن گئے اور طاقت کے ذریعہ دنیا طلبی میں لگ گئے تو ان سے یہ نعمت چھن جائے گی اور اللہ تعالیٰ ان میں ایک مرتبہ پھر رئیسانہ نظام حکومت مسلط کر دے گا اس لئے انہیں غیروں کے تسلط سے ڈرنا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی تبدیلی پر قادر ہے اور اپنی خدائی سے اسے ہر طرح کا اختیار حاصل ہے۔ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تمہارے سپرد کر کے جا رہا ہوں تم ان کے ساتھ اچھا سلوک کرو اور ان کے ساتھ ہر طرح کا تعاون کرو اس طرح تم زیادہ خوشحال رہو گے۔

اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ چلے گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میری رائے میں اس کے اندر کوئی بھلائی نہیں ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں خدا کی قسم! اس شخص کی عظمت آج صبح تک ہمارے دلوں میں نہیں تھی۔

دوسری روایت

موسیٰ بن طلحہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ کو دعوت دے کر بلوایا، میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہوا جب وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تو اس وقت وہاں حضرت علی، حضرت سعد، حضرت زبیر اور معاویہ رضی اللہ عنہم موجود تھے۔ اس موقع پر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے یوں تقریر کی:

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تقریر

''آپ حضرات رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں اور روئے زمین کے بہترین انسان ہیں اور آپ لوگ اس امت اسلامیہ کے ارباب حل وعقد ہیں کیونکہ آپ لوگوں کے علاوہ اور کوئی اس حکمرانی کی توقع نہیں رکھ سکتا۔ آپ نے اپنے ساتھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو جبر وطمع کے بغیر انتخاب کیا ہے۔ اس وقت وہ سن رسیدہ ہو گئے ہیں اور ان کی عمر ختم ہو گئی ہے اور اگر آپ لوگ ان کے بڑھاپے کی انتہائی عمر کا انتظار کرو گے تو وہ بھی قریب ہے، تاہم مجھے یہ توقع ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو اس قدر عزیز ہیں کہ وہ انہیں اس عمر تک نہیں پہنچائے گا۔ اس وقت جس طرح کی افواہ پھیل گئی ہے اس کا مجھے پہلے سے اندیشہ تھا آپ حضرات اس کے لئے قابل ملامت نہیں ہو، بلکہ میرا یہ ہاتھ بھی تمہارے ساتھ ہے تاہم آپ حضرات عوام کو اپنے بارے میں توقع نہ دلاؤ کیونکہ اگر لوگ اس طرف مائل ہو گئے تو تم ہمیشہ اس میں تنزلی اور نقصان دیکھو گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اعتراض

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا تمہارا اس سے کیا تعلق ہے؟ تمہیں یہ بات کیسے معلوم ہوئی؟ تمہاری ماں تجھے روئے۔ امیر معاویہؓ بولے: تم میری والدہ کو اپنے مقام پر ہی رہنے دو۔ وہ بدترین ماں نہیں ہے اور وہ مسلمان ہو چکی ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے بیعت کا شرف بھی حاصل کیا ہے۔ اس لئے جس بات کا میں نے ذکر کیا ہے تم صرف اس کا جواب دو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شرکاءِ مجلس کو جواب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھتیجے (امیر معاویہ) نے سچ کہا ہے میں اپنے بارے میں اور اپنی خلافت کے بارے میں تمہیں مطلع کرتا ہوں کہ میرے دونوں ساتھیوں نے جو مجھ سے پہلے خلیفہ مقرر ہوئے تھے، نے اپنی ذات اور اپنے رشتہ داروں کے لئے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے ان پر تنگی برداشت کی تاہم یہ بات حقیقت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رشتہ داروں کو بھی دیا کرتے تھے اور میرا تعلق بھی اسی خاندان سے ہے جو عیالدار اور تنگدست ہے چنانچہ یہ مال میری نگرانی میں ہے اس لئے میں نے اس مال میں سے کچھ رقم اس وجہ سے دی کہ وہ میری ملکیت ہے اگر آپ لوگوں کی رائے میں یہ طریقہ غلط ہے تو اس مال کو لوٹایا جا سکتا ہے کیونکہ میرا حکم تمہارے حکم کے تابع ہے۔

لوگوں نے کہا آپ نے درست اور بہتر فیصلہ کیا ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ آپ نے عبداللہ بن خالد بن اسید اور مروان کو مال دیا ہے، وہ واپس لیں۔ چنانچہ لوگوں کے کہنے پر آپ نے ان دونوں حضرات سے یہ رقم واپس وصول کر لی۔ معترضین خوش ہو گئے اور اس عمل سے ان کو اطمینان ہو گیا۔

امیر معاویہؓ کی پیشکش اور امیر المؤمنین کا انکار

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ کو صبح کے وقت رخصت کیا تو چلتے وقت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین سے کہا اے امیر المؤمنین! اس سے پہلے کہ یہ شر پسند لوگ آپ پر حملہ آور ہوں آپ میرے ساتھ شام چلے چلیں، کیونکہ اہل شام ابھی فرمانبردار ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قربت کو کسی چیز کے بدلہ فروخت نہیں کروں گا خواہ اس کے بدلہ میری گردن اڑا دی جائے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے کہا تو پھر میں آپ کے پاس ایک لشکر بھیج دوں گا جو اہل مدینہ کے قریب رہے گا تاکہ مدینہ میں آپ پر کوئی ناگہانی حادثہ پیش آ جائے تو یہ لشکر اس موقع پر کام آ سکے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس لشکر کو یہاں رکھ کر مجھے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پڑوسیوں کے رزق میں کمی کرنا پڑے گی اور دار الہجرت کے رہنے والوں کو تنگیٔ رزق کا سامنا کرنا پڑے گا لہٰذا اس تجویز کو رہنے دو۔

پھر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے امیر المؤمنین خدا کی قسم اگر آپ پر اچانک حملہ ہو گیا تو آپ کو جنگ کرنا پڑے گی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ میرے لئے کافی ہے اور وہی عمدہ کارساز ہے، اس کے بعد امیر معاویہ رضی اللہ عنہ روانہ ہو گئے۔

مخالفین کی سازشیں

اس اثناء میں اہل مصر نے اپنے متبعین کے ساتھ خط و کتابت کا سلسلہ برابر جاری رکھا اور اس بات پر زور دیتے رہے کہ وہ اپنے حکام کے خلاف بغاوت کر دیں اور یہ سلسلہ اور رابطہ تمام شہروں میں کیا گیا اور انہوں نے اس کے لئے وقت بھی مقرر کر دیا تھا تاہم اہل کوفہ کے علاوہ کہیں اور ان کی سازش کامیاب نہ ہوئی۔ کوفہ میں یزید بن قیس ارجبی نے علم بغاوت بلند کیا اور اس کے ساتھی بھی اس کے پاس اکٹھے ہو گئے، اس زمانے میں کوفہ میں جنگی قیادت قعقاع بن عمرو کے سپرد تھی یہ یزید بن قیس کے پاس آیا اس وقت لوگ انہیں گھیرے ہوئے تھے، یزید نے قعقاع سے کہا آپ میرے اور ان لوگوں کے پیچھے کیوں پڑے ہوئے ہیں؟ خدا کی قسم! میں مطیع اور فرمانبردار ہوں اور میں اپنی جماعت کے ساتھ ہوں البتہ میں چاہتا ہوں کہ سعید بن العاص اپنے عہدے سے استعفاء دیدیں، قعقاع نے کہا کیا میں خاص لوگوں

سے اس کام کا استعفاء طلب کروں؟ جس پر عوام راضی اور مطمئن ہیں، وہ بولا، اس کا تعلق امیر المؤمنین سے ہے۔

غرض ان لوگوں نے سعید بن العاص کے استعفاء کے مطالبہ کا اظہار کیا اور پھر یہ لوگ سعید بن العاص کو جرعہ کے مقام سے لوٹا کر لے گئے اور حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حاکم بنانے پر متفق بھی ہو گئے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو حاکم مقرر کر دیا۔

جب حکام واپس آ گئے تو عبداللہ بن سبا اور اس کے متبعین کے لئے مختلف شہروں میں آمد و رفت کا ذریعہ باقی نہیں رہا تو انہوں نے مختلف شہروں میں موجود اپنے پیروکاروں کو لکھا کہ وہ مدینہ کے قریب پہنچیں تاکہ وہاں پہنچ کر وہ غور کر سکیں کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ اور ان تمام لوگوں کو اس بات کا حکم دیا کہ عوام کے سامنے یہ بات ظاہر کریں کہ وہ نیک کاموں کا حکم دے رہے ہیں اور وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے چند باتیں دریافت کرنے کے لئے مدینہ جا رہے ہیں اور اس حقیقت کو جاننا چاہ رہے ہیں جو عوام میں افواہ کے طور پر پھیلی ہوئی ہے چنانچہ وہ مدینہ پہنچ گئے۔

تحقیقات کے دو افسروں کا تقرر

جب یہ لوگ مدینہ پہنچ گئے اور اس کی اطلاع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو اس کی حقیقت اور ان لوگوں کی آمد کا مقصد جاننے کے لئے دو افراد کا تقرر فرمایا ایک شخص کا تعلق قبیلہ مخزوم سے تھا اور دوسرے کا تعلق قبیلہ زہرہ سے تھا۔ آپ نے انہیں یہ ہدایت دی کہ تم دونوں وہاں جا کر یہ معلوم کرو کہ وہ لوگ کیا چاہتے ہیں اور ان لوگوں کے بارے میں پوری معلومات لے کر آؤ۔

اس سے قبل یہ دونوں حضرات ایک معاملہ پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تادیبی کارروائی کا شکار ہو چکے تھے تاہم اس ذمہ داری پر ان دونوں نے حق و صداقت کی پاسداری کی اور دل میں کسی بغض اور کینہ کو لے کر نہیں گئے۔

فسادی لوگوں کا عثمانؓ کے خلاف کارروائی کا عزم

جب یہ دونوں وہاں گئے تو ان لوگوں نے ان دونوں اشخاص کو دیکھا تو ان لوگوں نے اپنے مطالبات کو ان دونوں کے سامنے رکھا اور انہیں ساری صورتحال سے مطلع کیا، چنانچہ ان دونوں نے ان سے پوچھا تمہارے ساتھ اہل مدینہ میں سے کون ہیں؟ وہ بولے تین افراد ہیں، پھر انہوں نے پوچھا تم لوگ کیا کرنا چاہتے ہو؟ تو ان لوگوں نے کہا کہ ہم حضرت عثمان کو چند باتیں یاد دلانا چاہتے ہیں جنہیں ہم نے لوگوں کے دلوں میں راسخ کر دیا ہے تاکہ ہم واپس جا کر لوگوں کو اس کے بارے میں بتا سکیں کہ ہم نے انہیں یہ باتیں یاد دلائیں مگر انہوں نے ان کی تلافی نہیں کی اور نہ ہی توبہ کی۔ اس کے بعد ہم حاجیوں کی حیثیت سے آئیں گے اور انہیں گھیر کر معزول کر دیں گے اور اگر وہ اس سے انکار کریں گے تو ہم انہیں قتل کر دیں گے۔

ساری صورتحال سے آگاہی اور ان کے مطالبات سن کر یہ دونوں واپس آئے اور حضرت عثمان کو تمام صورتحال سے مطلع کیا آپ ان کی باتیں سننے کے بعد ہنسنے لگے اور پھر فرمایا "اے اللہ! تو ان کی اصلاح فرما، اور اگر تو نے انہیں درست نہیں کیا تو یہ لوگ امت اسلامیہ میں تفرقہ اندازی اور انتشار پیدا کریں گے۔"

جہاں تک ان میں عمار کا تعلق ہے انہوں نے عباس بن عتبہ بن ابی لہب پر بھی حملہ کیا تھا اور اس سے جنگ کی تھی۔ البتہ محمد بن ابی بکر پر تعجب ہے کہ وہ یہ سمجھ رہے ہیں کہ حقوق اطاعت ان کے ذمہ لازم نہیں ہیں اور ابن سہلہ بھی

ابتلا اور فتنہ کا شکار ہو رہے ہیں۔

مسلمانوں کا اجتماع اور عثمانؓ کا ان سے مشورہ

اس کے بعد آپ نے اہل کوفہ اور اہل بصرہ کو خط لکھے اور انہیں اور دیگر مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ جب تمام اصحاب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جمع ہو گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حمد و ثناء کے بعد ان مخالفین کے حالات سے مجمع کو مطلع فرمایا اور دونوں قاصدوں کے بیانات بھی سنوائے۔ جب تمام معاملات ان لوگوں کے سامنے آ گئے تو سب نے متفق ہو کر کہا کہ آپ ان کو قتل کر دیں کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص مسلمانوں کے خلیفہ ہوتے ہوئے اپنے یا اور کسی شخص کے لئے پروپیگنڈا کرے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے تم اسے قتل کر دو۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے میں اس قسم کے معاملات میں تمہارے لئے کسی قسم کی رعایت دینے کے حق میں نہیں ہوں اسے فوز امار ڈالو۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہم انہیں معاف کرتے ہیں اور ان سے درگذر کرتے ہیں اور انہیں اپنی کوشش کے مطابق منع کرتے رہیں گے اور ہم کسی سے عداوت نہیں رکھیں گے جب تک کہ وہ کسی شرعی گناہ کے مرتکب نہ ہوں یا کفر کا اظہار نہ کریں۔ ان لوگوں نے ایسی باتوں کا ذکر کیا ہے جنہیں وہ اسی طرح جانتے ہیں جس طرح تم مانتے ہو مگر یہ لوگ مجھے اس وجہ سے یاد دلانا چاہتے ہیں تا کہ ناواقف لوگوں کے سامنے اس کی اشاعت ہو۔

مخالفین کے اعتراضات پر جوابات

پہلا اعتراض نماز سے متعلق

ان کا یہ کہنا کہ میں نے سفر میں پوری نماز پڑھائی جبکہ سفر میں پوری نماز نہیں پڑھی جاتی ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس وقت ایسے شہر میں تھا جہاں میرے اہل وعیال رہتے تھے اس لئے میں نے پوری نماز پڑھائی آپ ہی لوگ بتائیں کہ میری یہ بات درست ہے؟ لوگوں نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے۔

چراگاہ کا اعتراض

دوسرا ان کا یہ کہنا کہ میں نے اپنی چراگاہ کو محفوظ کیا ہے تو ان کا یہ کہنا غلط ہے کیونکہ خدا کی قسم! میں نے اپنے لئے کبھی کوئی چراگاہ محفوظ نہیں کی۔ اور نہ ہی کسی مخصوص فرد کے لئے اس قسم کا معاملہ کیا ہے اور نہ عام رعایا میں سے کسی کیلئے کوئی چراگاہ مخصوص کی ہے۔ بلکہ میں نے سب چراگاہیں ہمیشہ مسلمانوں کے صدقات کے لئے ہی محدود رکھی ہیں، تا کہ کسی کے ساتھ کوئی تنازعہ اور جھگڑا برپا نہ ہو جائے۔

اپنے لئے سہولیات میسر کرنے کا اعتراض

جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو دو سواریوں کے علاوہ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے نہ بکریاں ہیں اور بھیڑیں ہیں اور نہ ہی کوئی دوسرا جانور، جب میں خلیفہ مقرر ہوا تھا تو اس وقت اہل عرب میں سب سے زیادہ میرے پاس ہی بھیڑ بکریاں اور اونٹ تھے مگر اب حج کی سواری کے لئے دو اونٹوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے، اس کے بعد آپ نے

لوگوں سے پوچھا کیا ایسا ہی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں۔

قرآن کریم جمع کرنے کا اعتراض

اوران لوگوں کا یہ کہنا کہ قرآن کریم کئی کتابوں پر مشتمل تھا میں نے اسے ایک کر دیا ہے تو ان کی سوچ غلط ہے دراصل یہ سارا قرآن کریم ہی ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا ہے اور میں اس معاملہ میں اپنے پیش رو لوگوں کا تابع ہوں، تم بتاؤ کیا ایسا ہی ہے؟ مسلمانوں نے کہا ہاں بے شک یہی بات ہے۔ آپؓ نے فرمایا تو پھر ان کا مطالبہ کہ مجھے قتل کر دیں! کس بات پر عمل ہے؟

حکم کو واپس بلانے کا اعتراض

اوران لوگوں کا یہ کہنا کہ میں نے حکم کو واپس بلا لیا ہے، حالانکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جلاوطن کر دیا تھا، حکم دراصل مکہ کا باشندہ تھا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک معاملہ پر طائف جلاوطن کر دیا تھا پھر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی نے انہیں واپس بلا لیا تھا تو ان کو جلاوطن کرنا اور انہیں پھر واپس بلانا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل تھا، لوگوں سے دریافت کیا کہ کیا ایسا ہی تھا؟ لوگوں نے کہا ہاں بے شک۔

نوعمر افراد کو حاکم بنانے پر اعتراض

نیز یہ لوگ یہ بھی الزام لگاتے ہیں کہ میں نے نوعمر لوگوں کو حاکم بنایا ہے تو اس بارے میں عرض ہے کہ میں نے کسی کی عمر کو نہیں دیکھا بلکہ ان کی قابلیت، متحمل مزاجی کو دیکھ کر حاکم بنایا ہے اور ان لوگوں کے بارے میں ان لوگوں سے پوچھو جو ان کی عملداری میں رہتے ہیں، مجھ سے قبل بھی اس قسم کے نوعمر لوگوں کو حاکم بنایا گیا تھا یہاں تک کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت اسامہ کو حاکم بنایا تو ان لوگوں نے یا کسی نے بھی اعتراض نہیں کیا صرف مجھ پر ہی اعتراضات کئے جا رہے ہیں، کیا ایسا ہی ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں بے شک، یہ لوگ جس قسم کے اعتراضات کر رہے ہیں اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور یہ لوگ ان اعتراضات اور الزامات کو ثابت بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

مالِ غنیمت میں سے من پسند افراد کو نوازنے کا اعتراض

اوران کا یہ الزام بھی ناواقفیت پر مبنی ہے کہ میں نے ابن ابی سرح کو مال غنیمت میں سے کوئی خاص عطیہ دیا حالانکہ میں نے انہیں مال غنیمت کے خمس حصہ میں سے پانچواں حصہ انعام کے طور پر دیا تھا جو ایک لاکھ تھی اور اس قسم کے انعامات حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما بھی دیا کرتے تھے، مگر جب فوج نے اس بات کو ناپسند کیا تو میں نے یہ رقم واپس لے کر سب میں تقسیم کر دی حالانکہ یہ ان کا حق نہیں تھا، کیا یہی بات ہے؟ لوگوں نے کہا ہاں بے شک۔ اوران کا یہ الزام کہ میں اپنے گھر والوں سے محبت کرتا ہوں اور ان پر بے جا عنایات اور بخشش کرتا ہوں سراسر میرے ساتھ زیادتی ہے، اس لئے کہ جہاں تک گھر والوں سے محبت کرنے کا تعلق ہے تو ان کی وجہ سے میں نے کسی پر ظلم نہیں کیا میں تو صرف اپنے حقوق ادا کرتا ہوں اور اپنے مال سے ہی ان کو عطیات دیتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک مسلمانوں کا مال اپنی ذات یا اپنے سے متعلق کسی کے لئے حلال نہیں ہے، میں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے سے ہی اپنی ذاتی ملکیت میں سے بہت زیادہ خیرات کیا کرتا تھا اور وہ زمانہ شباب کا تھا جس میں

لوگ کفایت شعاری کو اپناتے ہیں اور اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں گیا اب میں مال جمع کر رہا ہوں، اور یہ ملحدین اس قسم کی باتیں پھیلا رہے ہیں کہ میں گھر والوں کے لئے سرمایہ جمع کر رہا ہوں، خدا کی قسم! میں نے کسی شہر میں سے کوئی فالتو مال بھی حاصل نہیں کیا جس کی وجہ سے لوگوں کو باتیں بنانے کا موقع ملے اور میں زائد مال کو ان کی طرف دوبارہ لوٹا دیا کرتا تھا ور میرے پاس صرف پانچواں حصہ ہی پہنچتا تھا اور اس میں سے بھی میں اپنے لئے کوئی چیز نہیں رکھتا، اور مسلمان اس مال کو وہاں کے لوگوں کے درمیان تقسیم کرتے تھے اور میرا اس مال میں کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا۔ میں صرف اپنے مال سے ہی اپنا گذر بسر کرتا تھا۔

اراضی کی تقسیم سے متعلق اعتراض

نیز ان کا یہ اعتراض کہ میں نے اراضی کو لوگوں میں تقسیم کیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں نے اراضی کو ان مہاجرین و انصار کے لوگوں کے درمیان تقسیم کیا جو اس کی فتح میں شریک تھے لہذا جو شخص ان فتوحات کے مقام پر مقیم ہے۔ وہ اس کا مالک ہے مگر جو اپنے اہل وعیال کے پاس آ گئے تو ان کے ساتھ وہ اراضی منتقل نہیں ہوئی اس لئے میں نے نہایت غور و خوض کے بعد ان اراضی کے اصل مالکوں کی اجازت اور مرضی سے عرب کی اراضی کے ساتھ ان کا تبادلہ کیا اس طرح یہ اراضی ان لوگوں کے قبضہ میں ہیں اور میری ملکیت میں نہیں ہیں۔

اراضی کی منصفانہ تقسیم

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا مال و متاع اور اراضی بنوامیہ میں تقسیم کر دی تھیں اور اپنی اولاد کو بھی ایک عام حصہ دار بنایا تھا اور اس تقسیم کا آغاز انہوں نے فرزندان ابوالعاص سے کیا تھا چنانچہ آل حکم میں سے ہر ایک کو دس دس ہزار دیئے۔ اس طرح ان سب نے کل ایک لاکھ کی رقم اس کے بدلہ حاصل کی، اور انہوں نے اپنے فرزندوں کو بھی اسی قدر رقم دی تھی نیز بنوالعاص، بنوالعیص اور بنوحرب میں بھی مال و دولت کو تقسیم کر دیا تھا۔

بہر حال حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان شرپسند مخالفین کے ساتھ نرمی اختیار کی حالانکہ عام مسلمان کی یہ رائے تھی کہ انہیں قتل کر دیا جائے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اصرار اس بات پر تھا کہ انہیں چھوڑ دیا جائے۔

شرپسند عناصر کا منصوبہ

چنانچہ اس فیصلہ پر عمل ہوا اور یہ لوگ بحفاظت واپس لوٹ گئے اور جاتے ہوئے کہہ کر گئے کہ وہ حاجیوں کے بھیس میں آئیں گے اور جنگ کریں گے اس کے بعد یہ لوگ واپس گئے اور وہاں پہنچ کر ایک دوسرے کو لکھا کہ سارے لوگ شوال کے مہینہ میں مدینہ کے گرد و نواح میں جمع ہو جائیں، چنانچہ جب خلافت عثمانی کے بارہویں سال شوال کا مہینہ آیا تو وہ حاجیوں کی طرح سفر حج کے ارادہ سے نکلے اور مدینہ منورہ کے گرد و نواح میں جا کر مقیم ہو گئے۔

دشمنانِ عثمانؓ کی مدینہ میں اجتماعی آمد

اہلِ بصرہ کے شرپسندوں کا جتھہ

سیف روایت کرتے ہیں کہ جب ۳۵ھ میں شوال کا مہینہ آیا تو اہل مصر چار قافلوں کی شکل میں روانہ ہوئے اور ان کی قیادت عبدالرحمٰن بن عُدَیس بلوی، کنانہ بن بشر تجیبی، عروۃ بن شیم لیثی، ابوعمرو بن بدیل بن ورقاء خزاعی، سواد بن رومان اصبحی، زرع بن یشکر یافعی، سودان بن حمران سکونی اور قتیرہ بن فلان سکونی کررہے تھے اور تمام قافلوں کا سردار اعلیٰ غافقی بن حرب علی تھا، اور افراد کی تعداد کم سے کم چھ سو اور زیادہ سے زیادہ ایک ہزار تھی۔

ان لوگوں میں کسی کے اندر اس قدر جرأت نہ تھی کہ وہ مسلمانوں کو اس بات سے مطلع کرتے کہ وہ جنگ کرنے جارہے ہیں بلکہ انہوں نے عام لوگوں میں یہ ظاہر کیا کہ وہ حج کے لئے سفر کررہے ہیں اور ان قافلوں کے ساتھ مشہور فتنہ پرداز سابق یہودی النسل عبداللہ بن سبا بھی تھا۔

اہلِ کوفہ کے شر پسند

نیز اہل کوفہ بھی چار قافلوں میں چار قائدوں کے زیر قیادت نکلے، زید بن صوحان عبدی، اشتر نخعی، زیاد بن نضر حارثی، عبداللہ بن اصم یہ بنی عامر بن صعصعہ کا کوئی فرد تھا۔ اور ان کی تعداد بھی اہل مصر کی تعداد کے برابر تھی۔

اہلِ بصرہ کے شر پسند

نیز اہل بصرہ بھی چار قافلوں میں چار قائدوں کے زیر قیادت نکلے حُکیم بن جبلہ عبدی، ذریح بن عباد عبدی، بشر بن شریح الحطم بن ضبیعہ القیسی اور ابن المحرش بن عبد بن عمرو حنفی کے ساتھ روانہ ہوئے اور ان کی تعداد بھی اہل مصر کی تعداد کے برابر تھی اور سوائے بعد میں آنے والوں کے ان سب قافلوں کی قیادت حرقوص بن زہیر سعدی کررہے تھے۔

خلیفہ کے تقرر میں مختلف علاقے والوں کی مختلف خواہشات

اہل مصر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرف دار تھے۔ اہل بصرہ حضرت طلحہ کو پسند کرتے تھے اور اہل کوفہ حضرت زبیرؓ کے حامی تھے۔ البتہ بغاوت پر سب کا اتفاق تھا لیکن یہ لوگ مختلف خیالات کے تھے اور ہر گروہ کو اپنی کامیابی کا یقین تھا اور دوسرے گروہ کی ناکامی کا اندیشہ تھا۔

باغیوں کا مدینہ کے باہر خوفزدہ ہو کر ٹھیر جانا

یہ تمام شر پسند عناصر مدینہ روانہ ہوئے جب مدینہ تین منزل پر رہ گیا تو بصرہ کے کچھ لوگ ذوخشب کے مقام پر ٹھہر گئے اور اہل کوفہ کے کچھ افراد اعوص کے مقام پر ٹھہر گئے اور ان کے پاس مصر کے کچھ لوگ آئے انہوں نے اپنے عوام کو ذوطردہ کے مقام پر چھوڑا ہوا تھا اس موقع پر اہل مصر اور اہل بصرہ کے پاس عبداللہ بن نضر اور عبداللہ بن رحم آئے اور آکر کہنے لگے کہ نہ تو تم لوگ کسی جلد بازی کا معاملہ کرو اور نہ ہی تم ہمیں کسی جلد بازی پر مجبور کرو، جس وقت ہم مدینہ میں داخل ہو جائیں گے اس وقت ہم تم کو اطلاع دیں گے کیونکہ ہمیں یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ مدینہ میں کچھ لوگ ہمارے مقابلہ کے لئے صف آراء ہو گئے ہیں، خدا کی قسم! اس وقت اہل مدینہ کو ہم سے جنگ کا اندیشہ ہو گیا ہے اور انہوں نے ہم سے جنگ کرنے کو جائز قرار دیا ہے، جبکہ انہیں ہمارے بارے میں درست اطلاع نہیں ہے اور جس وقت انہیں ہمارے بارے میں ساری صورتحال سے آگاہی ہو جائے گی تو وہ ہمارے سخت مخالف ہو جائیں گے اور ہمارا سارا منصوبہ خاک میں مل جائے گا، اور اگر وہ ہمارے ساتھ جنگ کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں اور جو اطلاع ہمیں ملی ہے وہ

غلط ہے تو ہم اس اطلاع کو لے کر واپس آئیں گے۔

یہ انڈے چوزے نہیں دیں گے

چنانچہ ان لوگوں نے ان دونوں کو اجازت دی کہ یہ دونوں افراد مدینہ جائیں، یہ دونوں مدینہ پہنچے او یہاں پر ازواج مطہرات، حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنھم سے ملاقاتیں کیں اور کہا ہم اس خاندان کی اقتداء کرتے ہیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہمارا یہ خلیفہ ہمارے بعض حکام کو معزول کر دے۔ ہم لوگ صرف اسی مقصد کے حصول کے لئے آئے ہیں اور مسلمانوں نے ہمیں اس مقصد کے حصول کے لئے اجازت دی ہے۔ مگر ان حضرات نے ان لوگوں سے تعاون کرنے سے انکار کر دیا اور ان کی باتوں سے اختلاف کیا اور کہا کہ ان انڈوں سے چوزے نہیں نکلیں گے۔

دوبارہ چند وفود کی آمد

چنانچہ یہ دونوں افراد واپس چلے گئے، اور وہاں جا کر ساری صوتحال سے آگاہ کیا اس کے بعد کچھ اور افراد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور بصرہ کے کچھ افراد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کوفہ کے کچھ حضرات حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہر گروہ نے یہ کہا اگر دوسری جماعتیں ہمارے امیر کے ہاتھ پر بیعت کر لیں تو بہتر ہے ورنہ ہم ان کے خلاف تدبیر کریں گے اور ان کی جماعت سے الگ ہو جائیں گے۔

جس وقت اہل مصر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ احجار الزیت کے پاس ایک لشکر میں تھے آپؓ کی گردن میں تلوار لٹکی ہوئی تھی اور سر پر سرخ یمنی عمامہ بندھا ہوا تھا اور آپ نے اس وقت حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا ہوا تھا۔

حضرت علیؓ کا مصری شر پسندوں کو دھتکارنا

مصریوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر انہیں سلام کیا اور اپنی عرضداشت پیش کی، حضرت علی رضی اللہ عنہ ان پر برس پڑے اور انہیں مجلس سے نکال دیا اور فرمایا کہ نیک لوگوں کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ ذوالمروہ اور ذوخشب کے لشکر پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے لعنت کا ورود ہوا ہے۔ اس لئے تم فوراً واپس جاؤ اللہ تعالیٰ تمہاری صحبت سے بچائے، چنانچہ یہ لوگ واپس چلے گئے۔

اہلِ ذوالمروہ، اعوص اور ذوخشب پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت ہے، طلحہؓ

اہل بصرہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اس وقت وہ بھی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے قریب ہی دوسری جماعت میں تھے اور انہوں نے بھی اپنے دونوں فرزندوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا ہوا تھا، ان لوگوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر انہیں سلام کیا اور پھر اپنی خواہشات اور عرضداشت پیش کی، ان کی باتیں سن کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ان پر برس پڑے اور انہیں نکال دیا اور فرمایا مؤمنوں کو یہ بات بخوبی معلوم ہے کہ ذوالمروہ اور ذوخشب اور اعوص کی فوجوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے۔

مسلمانوں کو شر پسندوں کے لعنتی ہونے کا بخوبی علم ہے، زبیرؓ

اہل کوفہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ اس وقت ایک دوسری جماعت میں تشریف فرماتے اور انہوں نے بھی اپنے فرزند عبداللہ رضی اللہ عنہ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا ہوا تھا، یہ لوگ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور آکر انہیں سلام کیا اور ان کے سامنے اپنی درخواست اور گذارشات پیش کی، وہ بھی ان کی باتیں سن کر ان پر برس پڑے اور چلاتے ہوئے انہیں باہر نکال دیا اور فرمایا مسلمانوں کو یہ بات معلوم ہے کہ ذوالمروہ، ذوخشب اور اعوص کی فوجوں پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے۔

شر پسندوں کا حضرت عثمانؓ کو اچانک محاصرہ میں لینا

یہ تینوں وفد ناامید اور ناکام ہوکر واپس اپنے مقامات کی طرف لوٹ گئے اور اہل مدینہ پر یہ ظاہر کیا کہ وہ واپس جارہے ہیں، وہ ذوخشب اور اعوص کے مقامات سے ہٹ گئے اور اپنے خیموں میں پہنچ گئے جو مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر تھے دراصل یہ لوگ چاہتے تھے کہ اہل مدینہ منتشر ہوجائیں اس کے بعد یہ لوگ لوٹ کر حملہ کردیں گے چنانچہ یہی ہوا کہ اہل مدینہ انہیں واپس جاتے دیکھ کر منتشر ہوگئے اور اہل مدینہ اپنے اپنے گھروں میں پہنچ گئے تو باغی واپس آگئے اور مدینہ پہنچ کر اس کے گردونواح میں اپنی ناگہانی تکبیروں سے اہل مدینہ کو حیران کردیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا چاروں طرف سے محاصرہ کرکے خیمہ زن ہوگئے اور انہوں نے اعلان کیا کہ جو کوئی ہتھیار نہیں اٹھائے گا وہ پناہ میں ہوگا۔

علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کا فسادیوں سے گفت وشنید کرنا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چند دنوں تک لوگوں کو نماز پڑھائی، لوگ بھی اپنے گھروں میں خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے اور مخالفین سے گفت وشنید کا سلسلہ بھی بند نہیں کیا۔ چنانچہ چند افراد جن میں حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تھے ان باغیوں کے پاس آئے اور کہا کہ تم اپنے خیالات کو تبدیل کرنے کے بعد واپس چلے گئے تھے پھر کیوں لوٹ آئے ہو؟ ان میں سے ایک بولا: ہم نے ایک قاصد کو پکڑا ہے جس سے ایک خط بھی برآمد ہوا ہے، جس میں ہمیں قتل کرنے کا حکم تحریر ہے۔

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ بھی ان لوگوں کے پاس آئے تو اہل بصرہ نے بھی انہیں اس قسم کا جواب دیا، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ بھی ان کے پاس آئے تو اہل کوفہ نے بھی اس قسم کا حال سنایا، اہل بصرہ اور اہل کوفہ نے تو یہاں تک کہا کہ ہم اپنے بھائیوں کی مدد کریں گے اور ہم سب مل کر ان کی حفاظت کریں گے۔

ہمیں عثمان کی ضرورت نہیں، باغی عناصر

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اہل کوفہ واہل بصرہ! تمہیں اہل مصر کی اس بات کا علم کیسے ہوا کہ ان کو ایک خط ملا ہے جس میں انہیں قتل کرنے کے احکامات تحریر ہیں جبکہ تم لوگ کئی منزلیں طے کرچکے تھے اور پھر ہماری طرف آئے ہو، خدا کی قسم! مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں نے اس منصوبہ کو مدینہ ہی میں تیار کیا تھا، وہ بولے آپ، حضرات جیسا چاہیں خیال کریں ہم تو صرف اتنا جانتے ہیں کہ ہمیں اس شخص (عثمانؓ) کی ضرورت نہیں ہے وہ ہمیں دھوکہ دیتا رہا

ہے۔

اس محاصرہ کے دوران حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کی نماز پڑھاتے رہے اور باغی لوگ بھی ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے اور جو امیر المومنین سے ملاقات کی خواہش کرتا ملاقات کرسکتا تھا اور امیر المومنین نے ان کو ہر قسم کی آزادی دے رکھی تھی۔

امدادی خطوط کی روانگی

اس موقع پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف شہروں میں امداد کے لئے خطوط بھیجے جس کا مضمون یہ تھا

"اللہ بزرگ و برتر نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیغام دے کر بھیجا تا کہ وہ نیک لوگوں کو بشارت سنائے اور برے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں، اور آپ نے اللہ کے احکام لوگوں تک پہنچائے اور اپنے فرائض کی ادائیگی کے بعد اس دنیا سے رخصت ہو گئے، آپ نے ہماری رہنمائی کے لئے اللہ کی کتاب چھوڑی ہے جس میں حلال و حرام کا ذکر ہے اور اس میں تمام احکام کا ذکر ہے خواہ وہ احکام بندوں کو پسند آئیں یا نہ آئیں۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے۔ پھر میری خواہش اور درخواست کے بغیر مجھے مجلس شوریٰ میں شامل کیا گیا پھر اہل شوریٰ نے مشورہ کر کے میری منشاء کے بغیر میرا انتخاب کیا۔ ذمہ داری اٹھانے کے بعد میں نے ان کے درمیان رہتے ہوئے بہت سارے کام کئے جنہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں اور ان کاموں سے انکار بھی نہیں کر سکتے اور میں نے ہمیشہ شریعت کی پیروی کی اور کبھی کسی بدعت کا ارتکاب نہیں کیا، جب تمام کام پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے تو ان کے اندر شر و فساد پھیلنا شروع ہو گیا اور ان کے اندر کینہ اور عداوتیں ظاہر ہونا شروع ہو گئیں اور ان کے اندر نفسانی خواہشات نے جنم لینا شروع کیا چنانچہ لوگ ایسی باتوں کا مطالبہ کرنے لگے کہ جن کے لئے کسی دلیل و حجت کے بغیر اعلان کرتے تھے اور وہ میری ان باتوں پر نکتہ چینی کرنے لگے جنہیں وہ ناپسند کرتے تھے اور میں کئی سالوں تک ان کی باتوں پر صبر کرتا رہا اور ان سے درگذر کا معاملہ کرتا رہا حالانکہ ان کی ساری باتوں کا مجھے علم تھا اور میری اس نرمی کی وجہ سے اب ان کی جرأت بڑھتی گئی اب یہ حال ہے کہ یہ لوگ مدینہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جو مقام ہجرت اور حرم نبوی ہے آ کر ہم پر حملہ آور ہو گئے ہیں۔ ان کے ساتھ اعراب اور بدو اس طرح شامل ہوئے ہیں جس طرح وہ جنگ احزاب میں ہماری مخالفت میں شریک ہوئے تھے یا جس طرح غزوہ احد میں ہمارے خلاف لڑے تھے لہٰذا اس مرحلہ میں جو ہماری مدد کر سکتا ہو وہ یہاں پہنچ جائے۔"

کوفہ میں حضرت عثمانؓ کی مدد کیلئے آواز

جب مختلف شہروں میں یہ خطوط پہنچے تو مختلف دستے امداد کے لئے روانہ ہوئے، امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے حبیب بن مسلمہ فہری کو بھیجا، حاکم مصر عبداللہ بن سعد نے معاویہ بن حدیج سکونی کو بھیجا، اور اہل کوفہ میں سے قعقاع بن عمرو روانہ ہوئے اور کوفہ میں اہل کوفہ کو امداد کے لئے تیار کرنے میں کئی قابل ذکر صحابیوں نے بھرپور کوشش کی جن میں عقبہ

بن عمرو، عبداللہ بن ابی اوفی اور حنظلہ بن الربیع تمیمی رضی اللہ عنہم شامل تھے اور تابعین میں سے بھی چند حضرات اس کام میں نہایت سرگرم رہے جن میں عبداللہ مسروق بن اجدع، اسود بن یزید، شریح بن الحارث، اور عبداللہ بن عکیم نمایاں تھے یہ لوگ کوفہ کی گلیوں میں گشت کرتے تھے اور مختلف محفلوں میں جا کر لوگوں کو آمادہ کرتے تھے اور یہ تقریر کرتے تھے کہ ''اے لوگو! یہ آج کی بات ہے، جو کل کی آس پر نہیں چھوڑی جا سکتی۔ آج جس کام میں غور کرنا بہتر ہے کل اس پر غور کرنا نہایت بدتر ہو جائے گا اور جنگ کرنا آج روا ہے کل ناروا ہو جائے گا اس لئے تم فوراً اپنے خلیفہ کی امداد کے لئے روانہ ہو جاؤ جو تمہارے امور سلطنت کا محافظ ہے۔

بصرہ کی گلی کوچوں میں عثمانؓ کیلئے امداد کی آواز

بصرہ میں بھی چند صحابہ کرام اس امدادی فوج کی تیاری کے لئے نہایت سرگرم رہے ان میں عمران بن حصین، انس بن مالک اور ہشام بن عامر رضی اللہ عنہم نمایاں تھے۔ یہ حضرات بھی مذکورہ تقریروں کی طرح مختلف گلی کوچوں اور محفلوں میں جا جا کر آواز لگاتے رہے، جبکہ تابعین میں سے کعب بن سور اور ہرم بن حیان عبدی نے بھرپور کوشش کی اور لوگوں کو امداد کے لئے آمادہ کیا۔

شام میں متحرک افراد

شام میں مندرجہ ذیل صحابہ کرام اس کام میں پیش پیش رہے عبادہ بن الصامت، ابوالدرداء، اور ابو اسامہ رضی اللہ عنہم، جبکہ تابعین میں شریک بن خباشہ نمیری، ابومسلم خولانی، عبدالرحمن بن غنم اور مصر میں خارجہ اور دوسرے حضرات نے بھرپور کوششیں کیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تقریر اور ان پر سنگباری

مدینہ میں مصری باغیوں کے آمد کے بعد جب جمعہ کا دن آیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نکلے اور مسلمانوں کو نماز پڑھائی اور پھر منبر پر چڑھ کر مخالفین سے مخاطب ہوئے:

> اے دشمنو! تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو، خدا کی قسم! اہل مدینہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زبان مبارک سے تم لوگوں کو ملعون قرار دیا ہے اس لئے تم نیکی کے ذریعہ گناہوں کو مٹاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ برائی کو نیکی کے ہی ذریعہ سے مٹاتا ہے۔

محمد بن مسلمہ کھڑے ہوئے اور کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں، انہیں حکیم بن جبلہ نے فوراً پکڑ کر بٹھایا پھر حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو انہیں دوسری طرف سے محمد بن ابی قتیرہ نے آ کر بٹھا دیا اس کے بعد ہنگامہ بڑھ گیا اور لوگ بھڑک اٹھے اور وہ لوگوں کو پتھر مارنے لگے یہاں تک کہ انہیں مسجد سے نکال دیا گیا انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر بھی [illegible] کی یہاں تک کہ وہ منبر سے بے ہوش کر گر پڑے اور انہیں اٹھا کر گھر پہنچایا گیا، بعد میں حضرت زبیر اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما ان کی عیادت کے لئے گئے اور اظہار افسوس کیا۔

تین مدنی حضرات

یہ مصری باغی اہل مدینہ میں سے صرف تین افراد سے اپنی امداد کی توقع رکھتے تھے کیونکہ ان تینوں سے وہ پہلے

سے خط و کتابت کرتے رہے تھے وہ تین افراد تھے محمد بن ابی بکر، محمد بن ابی حذیفہ اور عمار بن یاسر۔

باغیوں سے جنگ کی رائے

مدینہ میں کچھ حضرات ایسے تھے کہ جن کی رائے ان سے جنگ کرنے کی تھی اور اس جنگ کے لئے وہ خود بھی تیار تھے۔ ان میں حضرت سعد بن مالک، حضرت ابو ہریرہ، حضرت زید بن ثابت اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہم بھی نمایاں تھے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں جنگ سے باز رکھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے منع کرنے پر ان لوگوں نے اپنے آپ کو روکا ہوا تھا۔

باغیوں کی ہنگامہ آرائی

سیف روایت کرتے ہیں کہ ابو عمرو نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے محاصرہ کے وقت موجود تھے؟ وہ بولے ہاں میں اس وقت نوعمر بچہ تھا اور اس وقت میں اپنے ہم عمروں کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا، جب بہت شور وغل ہوا تو میں اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا یا کھڑا ہو گیا اور یہ لوگ مسجد نبوی اور اس کے چاروں طرف پھیل گئے۔ کچھ دیر کے بعد اہل مدینہ بھی انکے پاس آ گئے اور اہل مدینہ ان کی حرکتوں پر افسوس کر رہے تھے اس پر انہوں نے اہل مدینہ کو ڈرانا اور دھمکانا شروع کر دیا۔ یہ لوگ دروازہ پر کھڑے ہو کر شور وغل کر رہے تھے کہ اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نمودار ہوئے اس وقت ایسا معلوم ہوا کہ بھڑکی ہوئی آگ بجھ گئی ہے۔

شر پسندوں کا عثمانؓ پر پتھراؤ کرنا

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر نبوی پر چڑھے اور مبر پر چڑھ کر اللہ کی حمد وثناء بیان کی اس کے بعد ایک شخص کھڑے ہوئے جنہیں دوسرے آدمی نے بٹھا دیا اس کے بعد دوسرے ایک شخص کھڑے ہوئے تو اسے بھی بٹھا دیا گیا پھر سب لوگ اچانک بھڑک اٹھے اور اس موقع پر باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر سنگباری کی یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو کر گر پڑے پھر انہیں اٹھا کر گھر پہنچا دیا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محاصرہ کے بعد بیس دن تک نماز پڑھائی پھر ان باغیوں نے انہیں نماز پڑھانے سے روک دیا۔ ایک دوسری روایت کے مطابق جب سے باغی مسجد نبوی میں آ کر ٹھہرے اس وقت سے تین دن تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی پھر اس کے بعد نماز پڑھانے سے روک دیا۔

اس کے بعد باغیوں کے سربراہ غافقی نے امامت شروع کر دی اور تمام کوفی، مصری اور بصری باغیوں ان کی اقتداء میں نماز پڑھتے رہے لیکن اہل مدینہ اپنے گھروں کی چاردیواریوں تک محصور ہو گئے وہ گھروں سے نہیں نکلتے تھے اور کوئی بھی بغیر تلوار کے کہیں نہیں بیٹھتا تھا کہ کہیں یہ باغی حملہ نہ کر دیں، اور یہ محاصرہ چالیس روز تک رہا اور اس اثناء میں قتل وغارتگری کا سلسلہ چلتا رہا جو کوئی ان سے مزاحمت کرتا تھا وہ اس کے خلاف ہتھیار اٹھاتے تھے اس سے پہلے تیس دن تک ان لوگوں نے ہتھیار نہیں اٹھائے تھے۔

بلوائیوں کی ملاقات

سیف کے علاوہ بعض راویوں نے بیان کیا ہے کہ باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مناظرہ کیا اور اس محاصرہ

کا سبب ابو سعید مولی ابو اسید انصاری نے اس طرح بیان کیا ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے سنا کہ اہل مصر کا ایک وفد مدینہ آیا ہوا ہے اور اس وقت آپؓ مدینہ سے باہر ایک گاؤں میں مقیم تھے جب ان لوگوں نے یہ سنا کہ آپؓ وہاں مقیم ہیں تو وہ اس مقام پر پہنچے جہاں آپ موجود تھے اور آپ بھی یہی چاہتے تھے کہ یہ ملاقات مدینہ کے اندر نہ ہو۔

باغیوں کا چراگاہوں سے متعلق غلط استدلال

جب یہ لوگ آپ کے پاس آئے تو انہوں نے کہا کہ آپ قرآن کریم منگوائیں، آپ نے قرآن کریم کا ایک نسخہ منگوایا پھر انہوں نے کہا کہ آپ ساتویں سورت نکلوائیں، دراصل یہ لوگ سورہ یونس کو ساتویں سورت کہتے تھے جب آپ اس آیت پر پہنچے

''قُلْ أَرَأَيْتُم مَا أَنزَلَ اللهُ لَكُم مِنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُم مِنْهُ حَرَاماً وَّحَلالاً، قُلْ آللهُ أَذِنَ لَكُمْ أَمْ عَلَى اللهِ تَفْتَرُوْنَ.

ترجمہ: (اے پیغمبر) کہہ دیجئے اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے رزق اتارا ہے کیا وہ تم نے دیکھا ہے؟ تم نے اس میں سے کچھ حلال قرار دیا ہے اور کچھ کو حرام، کہہ دیجئے کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا تم اللہ کے برخلاف الزام لگا رہے ہو؟۔

اس پر انہوں نے کہا آپ ٹھہر جائیے آپ یہ بیان کریں کہ آپ نے یہ چراگاہیں محفوظ کر لی ہیں اس کی آپ کو اللہ نے اجازت دی ہے یا آپ اللہ پر الزام لگا رہے ہیں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اس بات کو چھوڑو یہ آیت ایسے موقع پر نازل نہیں ہوئی ہے جہاں تک محفوظ چراگاہوں کا تعلق ہے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پہلے صدقات کے اونٹوں کے لئے چراگاہیں محفوظ کیں اور جب میں خلیفہ مقرر ہوا تو صدقات کے اونٹوں میں اضافہ ہو گیا تو میں نے بھی محفوظ چراگاہوں میں اضافہ کیا کیونکہ صدقات کے اونٹ بہت زیادہ ہو گئے ہیں۔

انہوں نے پھر اس آیت کی بناء پر اعتراض کیا۔ آپ نے فرمایا یہ آیت فلاں موقع پر نازل ہوئی تھی، اس کے بعد انہوں نے دوسری باتوں پر اعتراض کیا جن سے آپ گریز نہیں کر سکے تو آپ نے فرمایا میں اللہ سے بخشش کا طلب گار ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں، اس کے بعد آپ نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو؟ اس پر انہوں نے آپ سے عہد و پیمان لئے اور ایک شرط بھی لکھوائی اور آپ نے ان کے ساتھ ایک معاہدہ بھی کیا کہ وہ نافرمانی نہیں کریں گے اور جماعت سے الگ نہیں ہوں گے اور ان شرائط کی پابندی کرتے رہیں گے۔

آپ نے پھر پوچھا تم لوگ مزید کیا چاہتے ہو؟ وہ بولے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اہل مدینہ کو عطیات نہ دیئے جائیں کیونکہ یہ مالِ غنیمت ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے جہاد کیا ہو یا بوڑھے صحابہ کرام کے لئے ہے، آخر کار وہ اس پر رضامند ہو گئے ہیں اور آپ کے ساتھ خوش و خرم مدینہ آ گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خطبہ

مدینہ پہنچے کے بعد آپ نے خطبہ دیا اور فرمایا:

میں نے روئے زمین پر اس وفد سے زیادہ بہتر اپنے مقاصد کے لئے کوئی وفد نہیں دیکھا جو

میرے پاس آیا ہوا ہے تاہم مجھے اس وفد کے بارے میں اہل مصر سے اندیشہ ہے دیکھو جس کے پاس جس قدر مال ہے وہ اس کو تصرف میں لائے جس کے پاس کھیت ہو وہ اپنے کھیت میں کام کرے اور جس کے پاس دودھ دینے والے مویشی ہوں تو وہ ان سے فائدہ اٹھائے، اس لئے تم لوگ اس بات سے اچھی طرح آگاہ ہو جاؤ کہ تمہارے لئے ہمارے پاس کوئی مال نہیں ہے یہ مال غنیمت ان لوگوں کے لئے ہے جنہوں نے جہاد کیا ہو اور یہ مال رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بوڑھے صحابہ کرام کے لئے ہے۔

اس پر اہل مدینہ ناراض ہو گئے اور کہنے لگے یہ بنو امیہ کا مکر و فریب ہے۔

باغیوں کا قاصد کو گرفتار کرنا

بہر حال اس کے بعد مصری وفد رضا مند ہو کر واپس روانہ ہوا۔ ابھی وہ راستے ہی میں تھے کہ انہوں نے ایک سوار دیکھا جو کبھی ان کے سامنے آتا تھا اور کبھی الگ ہو جاتا، بار بار کبھی لوٹ کر آتا تھا اور پھر الگ ہو جاتا تھا، چنانچہ انہوں نے اس سوار سے پوچھا کیا بات ہے؟ کیا تم کسی اہم کام سے جا رہے ہو؟ اس نے کہا میں امیر المومنین کا قاصد ہوں اور حاکم مصر کے پاس جا رہا ہوں، ان لوگوں نے اس کی تلاشی لی تو انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا سر بمہر خط ملا جو انہوں نے اپنے حاکم مصر کو لکھا تھا اس میں حاکم مصر کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ان لوگوں کو سولی پر لٹکا دے یا انہیں قتل کر دے یا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کٹوا دیں۔

چنانچہ اس خط کے ملنے کے بعد یہ لوگ فوراً مدینہ آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے۔

باغیوں کی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے شکایت

کیا آپ نے دشمن خدا کو دیکھا ہے کہ اس نے ہمارے بارے میں ایسی ایسی باتیں لکھی ہیں؟ اللہ نے اب اس کا خون حلال کر دیا ہے۔ آپ ہمارے ساتھ ان کے پاس چلیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔ اس پر انہوں نے کہا تو پھر ہماری طرف آپ خط کیوں لکھا کرتے تھے؟ آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے تمہیں کبھی کوئی خط نہیں لکھا اس جواب پر لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے پھر ایک نے دوسرے سے کہا کیا تم اس شخص کے لئے جنگ کر رہے ہو اور اس کے لئے غضب ناک ہو رہے ہو؟

بہر حال حضرت علی رضی اللہ عنہ وہاں سے اٹھ کر مدینہ سے باہر کسی گاؤں میں چلے گئے اور یہ لوگ خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے کیا آپ نے ہمارے بارے میں ایسی باتیں لکھی ہیں؟

جعلی خط

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے خلاف دو مسلمانوں کی شہادتیں لاؤ یا مجھ سے حلف اٹھواؤ، اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے میں نے یہ خط نہیں لکھا اور نہ ہی میں نے یہ خط لکھوایا ہے اور نہ ہی مجھے اس کے بارے میں علم ہے۔ اس پر یہ لوگ شور و غوغا کرنے لگے: کہ بخدا! اللہ نے اب تمہارا خون حلال کر دیا ہے کیونکہ آپ نے

ہمارے ساتھ عہد شکنی کی ہے، اس کے بعد انہوں نے گھر کا محاصرہ کر لیا۔

ناشائستہ اور غیر مناسب روایات

محمد بن جریر طبری کہتے ہیں کہ واقدی نے مصری باغیوں کی آمد کے بارے میں بہت سی باتیں تحریر کی ہیں ان میں سے کچھ باتوں کا ذکر کیا جا چکا ہے اور کچھ باتیں ایسی ہیں جو بیان کرنا میں پسند نہیں کرتا ہوں، ایسی ہی ایک روایت عبداللہ بن جعفر نے مسور کے غلام ابوعون سے نقل کی ہے کہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ اس وقت مصر کے حاکم تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں خراج سے معزول کر کے صرف نماز پڑھانے پر مقرر کر رکھا تھا اور حضرت عبداللہ بن سعد کو خراج وصول کرنے کا حاکم مقرر کر رکھا تھا اور پھر چند دنوں کے بعد دونوں امور پر حضرت عبداللہ بن سعد ہی کو حاکم مقرر کر دیا گیا

عمروؓ بن العاص اور عثمانؓ میں تنازع، راوی کی کذب بیانی

اس کے بعد حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مدینہ واپس آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنے لگے اور جب اس کی اطلاع حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بلوا کر تنہائی میں پوچھا اے ابن النابغہ! (عمرو بن العاص کی کنیت) تم اتنی جلدی آپے سے باہر ہو گئے ہو اور مجھ پر طعن و تشنیع کرنے لگے ہو، تم تو مختلف صورتیں بدلتے رہتے ہو، خدا کی قسم! اگر تمہارے اندر بغض و کینہ نہ ہوتا تو تم اس قسم کی باتیں ہرگز نہ کرتے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا عوام جتنی باتیں کرتے ہیں اور جن باتوں کو اپنے حکام تک پہنچاتے ہیں ان میں سے اکثر باتیں جھوٹ ہوتی ہیں اس لئے امیر المؤمنین! آپ اپنی رعایا کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈریئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! میں نے تمہاری کمزوریوں اور تمہارے خلاف شکایتوں کے باوجود تمہیں حاکم مقرر کیا، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی حاکم تھا وہ آخر دم تک مجھ سے خوش تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں بھی اس طرح باز پرس کرتا جس طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ تم سے باز پرس کیا کرتے تھے تو تم سیدھے راستے پر رہتے مگر میں نے تمہارے ساتھ نرمی اختیار کی اور اسی نرمی کا نتیجہ ہے کہ آج تم مجھ پر طعن و تشنیع کر رہے ہو، خدا کی قسم! میں دور جاہلیت میں بھی تم سے معزز تھا اور خلیفہ مقرر ہونے سے پہلے بھی میری عزت تھی، عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا آپ ان باتوں کو چھوڑیئے، خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمیں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عزت بخشی اور ان کے ذریعہ ہمیں ہدایت دی ورنہ میں عاص بن وائل کو بھی دیکھ رہا تھا اور آپ کے والد عفان کو بھی دیکھ چکا تھا بخدا! عاص آپ کے والد سے زیادہ شریف تھا اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شرمندہ ہو گئے اور کہنے لگے ہمیں دور جاہلیت کا تذکرہ نہیں کرنا چاہئے، اس کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ چلے گئے اور مروان آئے اور کہنے لگے، اے امیر المؤمنین! کیا اس حد تک آپ کی ذات پر حملہ ہونے لگا ہے کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ آپ کے والد کا تذکرہ کرتا ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس قصہ کو ختم کرو دراصل کوئی دوسرے لوگوں کے باپ دادا کا ذکر کرے گا تو وہ بھی دوسرے کے باپ کا ذکر کرے گا۔

عمرو بن العاصؓ کا شورش پھیلانا، راوی کی کذب بیانی

راوی آگے بیان کرتے ہیں جب عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ وہاں سے نکلے تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بہت عداوت رکھنے لگے کبھی وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آتے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بات کر کے انہیں بھڑکاتے اور کبھی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے پاس جاتے اور ان کے سامنے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف باتیں کرتے اور ان دونوں کو اکساتے، اور کبھی یہ حاجیوں کے پاس آتے اور انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے متعلق نئی نئی باتیں بتاتے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف پہلا محاصرہ ہوا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مدینہ سے نکل کر فلسطین چلے گئے اور وہاں اسبع کے مقام پر اپنے قصر عجلان میں مقیم ہو گئے اور کہتے تھے کہ ابن عفان کے بارے میں عجیب وغریب باتیں سنی جائیں گی۔

عثمانؓ کی شہادت کی خبر

ایک دن وہ اپنے محل میں اپنے دونوں بیٹوں محمد اور عبد اللہ کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے ساتھ سلامت بن اوج جذامی بھی بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں ایک سوار وہاں سے گذرا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اس سوار کو آواز دے کر روکا اور اس سے دریافت کیا کہ کہاں سے آرہے ہو؟ وہ بولا مدینہ سے، پھر پوچھا کہ اس شخص (عثمان) کا کیا حال ہے؟ سوار نے جواب دیا میں جب واپس آرہا تھا وہ شدید محاصرہ میں تھا، کچھ دیر کے بعد ایک اور سوار وہاں سے گذرا تو عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے انہیں روکا اور ان سے بھی دریافت کیا کہ کہاں سے آرہے ہو؟ اس نے کہا مدینہ سے، پھر پوچھا اس شخص کا کیا حال ہے؟ اس سوار نے کہا وہ شہید ہو گئے، اس پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں کسی زخم کو چھیڑتا ہوں تو اسے پھوڑ کر ہی دم لیتا ہوں، میں ان کے خلاف لوگوں کو بھڑکاتا رہا یہاں تک کہ میں نے پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چرانے والوں کو بھی اس خلاف بھڑکایا۔

اس پر سلامت بن روح جذامی نے کہا اے قریش کے لوگو! تمہارے اور عرب کی دوسری قوموں کے درمیان ایک مضبوط تعلق قائم تھا جسے آج تم نے توڑ دیا، تم نے ایسا کیوں کیا؟ انہوں نے کہا کہ ہم یہ چاہتے تھے کہ باطل کے چنگل سے حق کو چھڑا لیا جائے اور لوگوں کو حق حاصل کرنے کے یکساں مواقع فراہم ہوں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ایک سوتیلی بہن ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط سے ہوا تھا مگر جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کیا تو انہوں نے ان کو طلاق دیدی۔

اہل مصر کی روانگی اور ان کے شر وفساد سے متعلق ایک اور روایت

عبد اللہ بن محمد روایت کرتے ہیں کہ جب مصر کے باغی افراد روانہ ہوئے تو عبد الرحمٰن بن عدیس بلوی پانچ سو افراد کو لے کر نکلے اور عام لوگوں میں یہ ظاہر کیا اور اس بات کو پھیلایا کہ وہ عمرہ ادا کرنے جا رہے ہیں اور یہ لوگ ماہ رجب میں روانہ ہوئے تھے۔ جب یہ لوگ مصر سے روانہ ہوئے تو حاکم مصر عبد اللہ بن سعد نے بھی ایک قاصد فوراً مدینہ کی طرف روانہ کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس بات کی اطلاع دیں کہ ابن عدیس اور اس کے ساتھی آپ کے پاس آرہے ہیں اور محمد بن ابی حذیفہ نے ان کو عجرود تک جا کے رخصت کیا اور پھر وہ واپس آ گیا اور لوگوں میں یہ ظاہر کیا کہ یہ لوگ عمار

کے پاس جا رہے ہیں مگر پوشیدہ طور پر اس نے یہ بتایا کہ یہ لوگ اپنے خلیفہ کے پاس جا رہے ہیں اگر وہ دست بردار ہو گئے تو بہتر ہے ورنہ وہ انہیں قتل کر دیں گے، چنانچہ یہ خبر لے کر قاصد گیارہ دن تک چلتا رہا یہ لوگ بھی منزل بمنزل چلتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ ذوخشب کے مقام پر آ ے اور عبداللہ بن سعد کا قاصد جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو اس سے پیشتر ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے ارادوں سے باخبر ہو گئے تھے چنانچہ وہ فرما رہے تھے کہ مصر کے یہ لوگ عمرہ کرنے کے ارادے سے آ رہے ہیں مگر خدا کی قسم! ان کا یہ مقصد نہیں ہے بلکہ ان لوگوں نے عوام کو دھوکہ دیا ہے اور فتنہ وفساد برپا کرنے کے لئے ہی یہ لوگ جدوجہد کر رہے ہیں اور انہیں میری عمر بہت طویل معلوم ہو رہی ہے، خدا کی قسم جب میں ان سے رخصت ہو جاؤں گا تو وہ اس بات کی تمنا کریں گے کہ میری عمر ایک دن کے بدلہ ایک سال کی ہوتی، کیونکہ میرے بعد وہ قتل وغارتگری کو ہی دیکھیں گے اور عداوت کا دور دورہ ہوگا اور ایک دوسرے کو تبدیل کرنے کی فکر لاحق ہوگی۔

عثمانؓ کی علیؓ سے مدد کی درخواست

جب یہ لوگ ذوخشب پہ پہنچے تو حضرت عثمان رضی اللہ کو یہ خبر موصول ہوئی کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلافت سے دستبردار نہ ہوئے تو وہ انہیں قتل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اس کے بعد ان لوگوں کا ایک قاصد حضرت علیؓ حضرت طلحہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہم کے پاس رات کے وقت میں آیا، اور ان کے ساتھ محمد بن ابی حذیفہ نے بھی ایک خط حضرت علیؓ کے نام بھیجا، جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ حالات دیکھے تو وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے اور جب وہ ان کے گھر کے اندر داخل ہوئے تو انہوں نے یہ فرمایا اے میرے چچازاد بھائی! تم میرے قریبی رشتہ دار ہو اس لئے میرا تم پر بڑا حق ہے، کیا تم ان لوگوں کا حال دیکھ رہے ہو، وہ کل صبح میرے پاس پہنچنے والے ہیں، اور مجھے اس بات کا بھی اچھی طرح علم ہے کہ یہ لوگ آپ کی بڑی عزت واکرام کرتے ہیں اور آپ کی بات بھی سنتے ہیں اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آپ ان کے پاس جائیں اور انہیں سمجھا کر واپس بھیجیں اور میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ میرے پاس آئیں، اس طرح ان کی جرأت بڑھ جائے گی اور دوسرے لوگوں پر بھی اس کا اچھا اثر نہیں پڑے گا۔

علیؓ کا عثمانؓ سے شکوہ وشکایت

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کس بنیاد پر انہیں واپس بھجواؤں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس بنیاد پر کہ میں آپ کے مشورہ پر عمل کروں گا اور آپ کی رائے کے مطابق چلوں گا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں آپ کو بار بار مشورہ دیتا رہا ہوں اور ہر موقع پر ہماری گفت وشنید ہوتی رہی ہے لیکن آپ ہر موقع پر مروان بن الحکم سعید بن العاص، ابن عامر اور امیر معاویہ کے مشورہ پر عمل کرتے رہے اور میرے مشورہ کی مخالفت کرتے رہے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب میں آپ کی بات پر عمل کروں گا اور ان کی بات تسلیم نہیں کروں گا۔

عثمانؓ کا مہاجرین وانصار کو شرپسندوں کے سمجھانے کا حکم

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ مہاجرین اور انصار میں سے کچھ لوگ ان لوگوں کے پاس چلیں اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار بن یاسر کو بھی کہلا بھیجا کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ

کے ساتھ جائیں مگر انہوں نے انکار کر دیا، پھر حضرت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص کو کہلا بھیجا کہ وہ حضرت عمار بن یاسر سے کہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جائیں چنانچہ حضرت سعد حضرت عمار کے پاس گئے اور فرمایا اے ابو یقظان! آپ ان لوگوں کے ساتھ کیوں نہیں جا رہے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ ان کے پاس جا رہے ہیں آپ بھی ان کے ساتھ شریک ہو جائیں اور ان لوگوں کو سمجھا کر واپس کر دیں اور آپ کا وہاں جانا آپ کے حق میں بہتر ہوگا۔

کثیر بن صلت کی ناکام جاسوسی

ادھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے ایک مددگار ملازم کثیر بن الصلت کندی کو بھی یہ کہلا بھیجا کہ تم حضرت سعد کے پیچھے جاؤ اور جو بھی بات حضرت سعد عمار بن یاسر سے کریں اور عمار جو بھی جواب دیں تم انہیں سنو اور مجھے فوراً آ کر بتاؤ چنانچہ کثیر بن الصلت روانہ ہوئے اور وہاں پہنچ کر حضرت سعد کو حضرت عمار بن یاسر کے پاس تنہائی میں پایا اس لئے وہ دروازہ کے سوراخ سے جھانکنے لگے اور اس وقت حضرت عمار کے ہاتھ میں ایک چھری تھی اچانک عمار بن یاسر نے انجانے میں وہ چھری اس سوراخ میں گھسا دی جہاں کثیر بن الصلت آنکھ لگائے ہوئے تھے اس پر کثیر نے فوراً سوراخ میں سے اپنی آنکھ ہٹالی اور نقاب ڈال کر بھاگے، آواز سن کر عمار بن یاسر فوراً باہر نکلے اور ان نشانوں سے پہچان لیا اور اندازہ لگایا کہ کوئی اس سوراخ سے جھانک رہا تھا چنانچہ انہوں نے بھاگنے والے کو پکارا اے ذلیل ابن ذلیل کیا تم میرے گھر میں جھانک رہے ہو اور میری گفتگو کو سن رہے ہو، خدا کی قسم! اگر مجھے پہلے سے یہ علم ہوتا کہ کوئی شخص جھانک رہا ہے اور ہماری باتوں کو سن رہا ہے تو میں تمہاری آنکھ کو پھوڑ دیتا کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے موقع پر اس قسم کے عمل کو جائز قرار دیا ہے۔

عمارؓ کا عثمانؓ کے پاس جانے سے انکار

پھر حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور ہر طریقہ سے ٹال مٹول کرتے رہے آخر کار حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور جو کچھ عمار رضی اللہ عنہ نے کہا تھا اس سے انہیں مطلع کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا کہ انہوں نے خیر خواہی اور خلوص کے ساتھ یہ کام انجام نہیں دیا جس کی وجہ سے وہ آمادہ نہیں ہوئے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے قسم کھا کر فرمایا کہ انہوں نے انہیں آمادہ کرنے کی بہت کوشش کی لیکن وہ اپنی بات پر اڑے رہے، آخر کار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی بات کو تسلیم کر لیا۔

شرکاءِ وفد

بہرحال حضرت علی رضی اللہ عنہ اہل مصر کے پاس گئے، محمد بن لبید کی روایت کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ مہاجرین میں سے سعید بن زید، ابوجہم عدوی، جبیر بن مطعم، حکیم بن حزام، مروان بن الحکم، سعید بن العاص اور عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید بھی شامل ہوئے جبکہ انصار میں سے ابو اسید ساعدی، ابو حمید ساعدی، زید بن ثابت، حسان بن ثابت اور کعب بن مالک شریک ہوئے نیز ان کے ساتھ دیگر قبائل میں سے نیاز بن مکرز وغیرہ شریک ہوئے غرض اس وفد میں کل تیس افراد تھے، چنانچہ یہ لوگ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور محمد بن مسلمہ نے ان سے گفتگو کی اور

ان دونوں حضرات کی گفتگو کے بعد یہ باغی لوگ واپس چلے گئے۔

محمد بن مسلمہ کی گفتگو اور وفد کی واپسی

محمد بن مسلمہ خود بیان کرتے ہیں کہ ہم ذوخشب کے قیام سے اس وقت تک واپس نہیں آئے جب تک کہ یہ باغی لوگ مصر جانے کے لئے سوار نہیں ہوئے، یہ لوگ میری عزت کرتے تھے اور مجھے سلام کرتے تھے اس موقع پر مجھے عبدالرحمٰن بن عدیس کی نصیحت طلبی بھی یاد آ رہی ہے، اس نے مجھ سے کہا اے ابوعبدالرحمٰن! کیا آپ ہمیں کوئی نصیحت کریں گے؟ میں نے کہا ''آپ اللہ سے ڈریں جو کہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور آپ کے آگے جو آئیں انہیں سامنے سے ہٹا دیں، کیونکہ ہمارے خلیفہ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ آئندہ ایسا کام نہیں کریں گے،، ابن عدیس نے کہا ان شاءاللہ میں ایسا ہی کروں گا، ان باغیوں کے چلے جانے کے بعد یہ لوگ بھی واپس مدینہ آ گئے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی مدینہ واپس آئے اور سیدھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور آ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ یہ لوگ چلے گئے ہیں اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا ''آپ اس بات کو اچھی طرح جان لیجئے میں آپ کو بار بار سمجھا چکا ہوں'' یہ کہہ کر وہ اپنے گھر چلے گئے۔

مروان کا مشورہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا اعلان

اس دن تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خاموش رہے البتہ دوسرے دن مروان آپ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آپ لوگوں کو تقریر کریں اور لوگوں کو اس بات سے مطلع کریں کہ اہل مصر چلے گئے ہیں کیونکہ ان لوگوں کو خلیفہ کے بارے جو باتیں اور جو اطلاعیں ملی تھی وہ ساری جھوٹ نکلیں۔ اس طرح آپ کا خطبہ اور تقریر دور دراز کے ملکوں میں بھی پہنچ جائے گا اور قبل اس سے کہ لوگ دور دراز سے آپ کے پاس آئیں یہ کام ہو جانا چاہئیے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے مشورہ پر عمل کرنے سے انکار کر دیا لیکن مروان اپنی بات پر ڈٹے رہے اور اصرار کرتے رہے یہاں تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باہر نکل آئے اور منبر پر بیٹھ کر اللہ کی حمد وثناء بیان کی، پھر آپ نے فرمایا اہل مصر کے پاس اپنے خلیفہ کے بارے میں کچھ باتیں پہنچی تھیں جن کی تحقیق کے لئے وہ یہاں آئے تھے لیکن جب انہیں اس بات کا یقین ہو گیا کہ جو اطلاعات ملی تھیں وہ جھوٹ ہیں تو وہ اپنے ملک کی طرف روانہ ہو گئے، اس موقع پر عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ مسجد کے ایک کونہ سے پکار اٹھے اور کہا اے عثمان! آپ اللہ سے ڈریں اور توبہ کریں ہم بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کرتے ہوئے فرمایا تم ابھی تک ہوا سے بھرے غبارے پھوڑ رہے ہو؟ خدا کی قسم! تم اپنے کام سے معزول ہونے کے بعد اس قسم کی حرکتیں کر رہے ہو، اس کے بعد دوسرے گوشہ سے بھی اس قسم کی آواز آئی کہ آپ اللہ سے ڈریں اور توبہ کریں تا کہ لوگ آپ کی مخالفت سے باز آ جائیں اور آپ پر اعتماد کرنے لگیں، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اور قبلہ رو ہو کر فرمایا اے اللہ! میں توبہ کرنے والوں میں سے پہلا شخص ہوں جو تیرے سامنے توبہ کرتا ہے، اس کے بعد آپ منبر سے اترے اور اپنے گھر واپس چلے گئے اور عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بھی فلسطین کیطرف روانہ ہو گئے اور وہیں مقیم ہو گئے، وہ کہا کرتے تھے خدا کی قسم! جب میں کسی چرواہے سے بھی ملاقات کرتا تھا تو اسے بھی حضرت عثمان کے خلاف بھڑکاتا تھا۔

حضرت علیؓ کی حضرت عثمانؓ کو نصیحتِ توبہ

محمد بن عمر روایت کرتے ہیں کہ جب اہل مصر واپس چلے گئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا کہ آپ لوگوں کے سامنے ایک ایسی تقریر کریں کہ جسے سن کر لوگ آپ کے حق میں شہادت دے سکیں اور اللہ پر بھی ظاہر ہو کہ آپکے دل میں توبہ واستغفار کی کہاں تک گنجائش موجود ہے چونکہ ملک میں آپ کی مخالفت پھیل چکی ہے اس لئے مجھے اندیشہ ہے کہ شاید اگلی دفعہ کوفہ سے کوئی وفد آئے اور پھر آپ مجھ سے کہیں کہ اے علی! تم ان کے پاس جاؤ، اب میں ایسے موقع پر دوبارہ نہیں جاؤں گا اور نہ ہی کوئی عذر سنوں گا، اس کے بعد ممکن ہے کہ پھر بصرہ سے کوئی قافلہ آئے اس وقت تم پھر کہو کہ اے علی! تم ان کے پاس سوار ہو کر جاؤ، اگر میں اس پر عمل نہیں کروں گا تو آپ خیال کر بیٹھیں گے کہ میں نے آپ کے ساتھ صلہ رحمی نہیں کی اور آپ کی حق تلفی کی ہے۔

حضرت عثمانؓ کی توبہ

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اس مشورہ کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ باہر نکلے اور لوگوں کے سامنے جا کر خطبہ دیا جس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے معافی مانگی اور لوگوں کے سامنے توبہ کا اظہار کیا: آپ نے حمد وثناء کے بعد فرمایا:

> اے لوگو! خدا کی قسم! تم میں سے جس کسی نے بھی میرے اوپر نکتہ چینی کی ہے میں اس سے ناواقف ہوں اور جو کام میں نے سرانجام دیئے ہیں میں ان کاموں سے واقف ہوں تاہم میرے نفس نے مجھے ورغلایا تھا اور دھوکہ دیا تھا جس کی وجہ سے میری عقل جاتی رہی، اور میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے جو کوئی لغزش کرے وہ فوراً توبہ کرلے اور جو کوئی غلطی کرے وہ بھی توبہ کرے اور مزید ہلاکت کی طرف قدم نہ بڑھائے کیونکہ جو کوئی ظلم وستم میں اضافہ کرے گا وہ راہ راست سے دور ہوتا جائے گا اس لئے میں اللہ سے اپنے کاموں کی معافی مانگتا ہوں اور اسی کے سامنے توبہ کرتا ہوں۔ اب میں نے اپنی لغزشوں کی معافی مانگی ہے اور اللہ سے توبہ کی ہے اس لئے تمہارے معزز حضرات میرے پاس آئیں اور اپنی رائے کا اظہار کریں، خدا کی قسم! اگر حق راستی مجھے غلام بنادے تو مجھے غلام کے طریقہ پر چلنا منظور ہے اور میں اس غلام کی طرح عاجزی اختیار کروں گا جو غلامی کی حالت میں صبر کرتا ہے اور آزاد ہونے پر شکر ادا کرتا ہے، اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ سے نکل کر کہیں کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے اس لئے اب نیک افراد کو میرے پاس آنے سے نہیں کترانا چاہئے اگر میرا دایاں ہاتھ انکار کرے گا تو بایاں ہاتھ ضرور میری پیروی کرے گا۔

لوگوں پر عثمانؓ کی بات کا اثر

اس تقریر سے اس دن لوگوں پر بہت اچھا اثر پڑا لوگوں کے اوپر رقت طاری ہوئی اور بہت سے لوگ رونے لگے اس موقع پر سعیدؓ بن زید کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے امیر المؤمنین! جو آپ کے ساتھ نہیں ہے وہ آپ سے نہیں ملے گا

آپ خود اپنے بارے میں اللہ کا خوف کریں اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے آپ اس کی تکمیل کریں۔

مروان اور اہلیہ عثمانؓ میں تنازعہ

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اتر کر اپنے گھر تشریف لے گئے تو انہوں نے اپنے گھر میں مروان اور سعید بن العاص اور بنو امیہ کے چند افراد کو پایا جبکہ یہ لوگ اس خطبہ کے موقع پر مسجد میں نہ تھے، جب آپ بیٹھ گئے تو مروان نے کہا اے امیر المؤمنین! کیا مجھے کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجہ محترمہ نائلہ بن الفرافصہ نے کہا آپ خاموش رہئے کیونکہ یہ لوگ خدا کی قسم! انہیں قتل کریں گے انہوں نے ایسی گفتگو کی ہے جس پر انہیں پابند رہنا چاہئے۔

مروان حضرت نائلہ سے مخاطب ہوئے اور کہنے لگے تمہارا اس بات سے کیا تعلق ہے؟ خدا کی قسم! جب تمہارا باپ فوت ہوا تھا تو انہیں اچھی طرح منہ دھونا نہیں آتا تھا۔ وہ بولی اے مروان تم باپ دادا کا ذکر نہ چھیڑو، تم میرے باپ کی غیر موجودگی میں ان کے خلاف دروغ گوئی سے کام لیتے رہو اور تمہارا باپ بھی اس کی مدافعت نہیں کر سکتا اگر وہ ان کے چچا نہ ہوتے اور اس بات سے انہیں صدمہ نہ پہنچتا تو میں ان کے بارے میں صحیح اور سچی باتیں بیان کرتی۔

مروان کا عثمانؓ کو مشورہ

مروان نے ان سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہوئے کہا اے امیر المؤمنین! کیا میں کچھ عرض کرنے کی جسارت کر سکتا ہوں یا خاموش رہوں؟ آپ نے فرمایا کہئے، مروان نے فرمایا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں، خدا کی قسم! میں یہ چاہتا تھا کہ آپ یہ گفتگو اس وقت کرتے جب آپ بالکل محفوظ اور طاقت ور تھے اور اس وقت میں سب سے پہلے اس بات سے خوش ہوتا اور اس بار پر آپ کا تعاون کرتا مگر آپ نے یہ بات اس وقت بتائی ہے کہ جب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے اور سیلاب کا بند ٹوٹ چکا ہے، اور ذلیل افراد ذلیل حرکتوں پر اتر آئے ہیں خدا کی قسم! اس موقع پر کسی غلطی پر قائم رہنا جس کی وجہ سے آگے چل کر آپ کو معافی مانگنی پڑے اس توبہ سے بہتر ہے جس کا آپ اندیشہ ظاہر کر رہے ہیں اور اگر آپ چاہتے تو آپ توبہ کے ذریعہ تقرب حاصل کرتے مگر غلطی کا اظہار کر کے تقرب حاصل نہ کرتے۔

مروان کی بات پر نہ جائیں، علیؓ کی عثمانؓ کو نصیحت

پھر آپ کے دروازے پر لوگ پہاڑوں کی طرح جمع ہو گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم جا کر ان سے گفتگو کرو اور مجھے ان لوگوں کے سامنے جا کر گفتگو کرنے سے شرم محسوس ہو رہی ہے۔ اس پر مروان باہر نکلے تو دیکھا کہ لوگوں کا اژدھام لگا ہوا ہے۔ مروان نے لوگوں سے کہا کیا بات ہے؟ کہ آپ حضرات اس طرح جمع ہوئے ہو کہ جیسے لوٹ مار کے لئے آئے ہو، کیا تم لوگ اس لئے آئے ہو کہ ہمارے ہاتھوں سے ہماری سلطنت چھین لو؟ تم لوگ یہاں سے فوراً چلے جاؤ، خدا کی قسم! اگر تم لوگوں کا مقصد یہی ہے تو ہم تم سے ایسا سلوک کریں گے جو تمہیں پسند نہیں آئے گا اور اس کا انجام بھی برا ہوگا اس لئے تم لوگ اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ کیونکہ بخدا ہم لوگ عاجز اور مغلوب نہیں ہیں۔

ان کی گفتگو سن کر لوگ واپس چلے گئے اور کچھ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں مروان کی یہ باتیں بتائیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب یہ باتیں سنیں تو اسی وقت نہایت غصہ کے عالم میں حضرت عثمان رضی

اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہا کیا آپ مروان سے مطمئن ہیں؟ وہ آپ کی عزت اور دین کو خراب کر کے ہی چھوڑے گا اس کے سامنے آپ ایک سواری کے اونٹ کی طرح ہیں کہ وہ جس طرف چاہتا ہے آپ کو ہنکاتا ہے۔ خدا کی قسم! مروان عقل مند اور دیندار نہیں ہے، مجھے اندیشہ ہے کہ وہ آپ کو ہلاکت کی طرف ہی لیجائے گا جہاں سے آپ واپس نہیں نکل سکیں گے اور میں بھی دوبارہ آپ کو مشورہ دینے کے لئے نہیں آؤں گا کیونکہ آپ مغلوب اور لاچار ہو گئے ہیں۔

حضرت نائلہ کا عثمانؓ کو خیر خواہانہ مشورہ

جب حضرت علی رضی اللہ عنہ چلے گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ محترمہ نائلہ بنت الفراقصہ آ کر پوچھنے لگی کیا میں کچھ عرض کر سکتی ہوں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہو، وہ بولیں، میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آپ سے گفتگو سنی ہے کہ وہ اب آپ کے پاس دوبارہ کبھی نہیں آئیں گے اس لئے کہ آپ مروان کا مشورہ مانتے ہیں وہ جس طرف چاہتا ہے آپ کو لیجاتا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب میں کیا کروں؟ وہ بولیں، آپ اس ذات سے ڈریں جس کا کوئی شریک نہیں ہے اور آپ اپنے دونوں سابقہ خلیفہ کے راستہ پر چلیں، اگر آپ مروان کا کہنا مانیں گے تو وہ آپ کو مار ڈالے گا اس لئے کہ عوام میں مروان کی کوئی قدر و منزلت اور حقیقت نہیں ہے، بلکہ عوام نے تو مروان ہی کی وجہ سے آپ کو چھوڑ رکھا ہے لہٰذا آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلائیں اور ان سے صلح کر لیں اس لئے کہ آپ کی ان سے رشتہ داری بھی ہے اور لوگ بھی ان کی بات مانتے ہیں۔

علیؓ کا عثمانؓ کے پاس آنے سے انکار

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجا مگر انہوں نے آنے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مطلع کر دیا تھا کہ اب میں نہیں آؤں گا۔

مروان کو عثمانؓ کی تنبیہ

ادھر مروان کو کسی طرح معلوم ہو گیا کہ حضرت نائلہ نے اس کے بارے میں کوئی اعتراض کیا ہے تو وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان کے سامنے بیٹھ گیا اور کہا کیا میں آپ کے سامنے کچھ عرض کر سکتا ہوں؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہو، وہ بولا، بنت الفراقصہ...... فوراً حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی بات کو کاٹتے ہوئے فرمایا تم ان کے بارے میں ایک لفظ بھی اپنی زبان سے نہ نکالو ورنہ میں تمہاری خبر لوں گا کیونکہ وہ تم سے زیادہ میری مخلص ہے، اس پر مروان کچھ نہ بول سکا۔

عثمانؓ کی حق پرستی اور رقت آمیز خطبہ

عبد الرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث نے مروان بن الحکم کا ذکر کرتے ہوئے کہا ''اللہ مروان کے ساتھ برا سلوک کرے،، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسلمانوں کے سامنے گئے اور انہوں نے مسلمانوں کو رضامند کر لیا اور وہ منبر پر اس قدر روئے کہ لوگوں کو بھی رلا دیا۔ عبد الرحمٰن بن الاسود بن عبد یغوث کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی آنسوؤں سے تر تھی اور وہ یہ فرما رہے تھے " اللھم انی اتوب الیک" (اے اللہ میں تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں) اور آپ نے یہ الفاظ تین دفعہ دہرائے، پھر آپ نے فرمایا خدا کی قسم! اگر حق مجھے اس

حالت میں لوٹا دے کہ میں غلام بن جاؤں تو میں اس پر بھی رضامند رہوں گا، اور جب میں اپنے گھر جاؤں تو تم لوگ میرے پاس آؤ، خدا کی قسم! میں تم سے روپوش نہیں رہوں گا بلکہ تمہیں رضامند کروں گا اور تمہاری رضامندی سے زیادہ کام کروں گا اور مروان اور اس سے متعلق افراد کو اپنے سے الگ کر دوں گا۔

مروان کا مشورہ اور رائے میں تبدیلی

خطبہ سے فارغ ہونے کے بعد آپ اپنے گھر تشریف لے گئے اور گھر کا دروازہ کھول کر آپ گھر کے اندر داخل ہوئے تو مروان آپ کے پاس آئے اور آپ کو اونچ نیچ سمجھا تا رہا یہاں تک کہ اس نے آپ کو اپنے ارادے سے روک لیا اور آپ کی رائے بھی تبدیل کرالی۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شرمندگی کی وجہ سے باہر لوگوں کے سامنے نہ آئے اور گھر کے اندر ہی رہے، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بجائے مروان لوگوں کے پاس گیا اور کہا تم لوگ اپنے گھر چلے جاؤ، اگر امیر المؤمنین کو کسی سے کوئی کام ہوگا تو وہ اسے بلا لیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی عثمانؓ پر برہمی

عبدالرحمٰن بن اسود بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو وہ مزار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور منبر نبوی کے درمیان بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے پاس عمار بن یاسر اور محمد بن ابی بکر بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں وہاں مروان کا ذکر کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ مروان نے لوگوں سے ایسی ایسی باتیں کہی ہیں، اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کیا تم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خطبہ کے موقع پر موجود تھے؟ میں نے کہا ہاں پھر پوچھا کیا تم اس وقت بھی موجود تھے جب مروان نے لوگوں سے گفتگو کی تھی؟ میں نے کہا ہاں۔

اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی پناہ! اگر میں بیٹھا رہوں تو وہ اس بات کا شکوہ کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے چھوڑ دیا ہے اور رشتہ داری کا بھی خیال نہیں کیا، اور اگر کچھ بولتا ہوں اور مشورہ دیتا ہوں اور وہ کچھ کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو مروان بن حکم انہیں آلہ کار بنا کر جیسا چاہتا ہے ان سے کام کراتا ہے حالانکہ وہ عمر رسیدہ ہو گئے ہیں اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحبت یافتہ ہیں۔

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا قاصد ان کا پیغام لے کر آیا کہ آپ میرے پاس آئیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے غصہ کی حالت میں نہایت اونچی آواز میں جواب دیا کہ میں اب کبھی آپ کے پاس نہیں آؤں گا، قاصد یہ جواب سن کر واپس چلا گیا۔

عثمانؓ کی علیؓ کے پاس آمد

راوی کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے دو دن بعد میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی تو میں نے انہیں نہایت افسردہ حالت میں دیکھا میں نے ان کے غلام ناقل سے پوچھا، امیر المؤمنین کہاں ہیں؟ وہ بولا، وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے، چنانچہ میں صبح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان کے پاس بیٹھا رہا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے تھے اور ان کا کہنا ہے کہ وہ دوبارہ اس قسم کا کام نہیں کریں گے اور میرے مشورہ پر ہی عمل کریں گے، میں نے ان سے کہا آپ نے منبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ

کر تقریر کی تھی پھر آپ گھر گئے، پیچھے سے مروان آپ کے پاس آیا اور اس نے لوگوں کو آپ سے ملنے نہیں دیا بلکہ لوگوں کو گالیاں دیں اور انہیں تکلیف بھی پہنچائی۔

علیؓ کی عثمانؓ سے کنارہ کشی

اس پر عثمانؓ میری بات سن کر یہ کہتے ہوئے واپس چلے گئے کہ تم نے رشتہ داری ختم کردی ہے اور مجھے ذلیل ورسوا کر کے میرے خلاف لوگوں کو دلیر بنادیا۔ میں نے کہا میں لوگوں کو آپ کی مخالفت سے روکتا رہا ہوں مگر جب میں آپ کے پاس آتا ہوں اور آپ کسی بات پر رضامند ہو جاتے ہیں تو میرے برخلاف مروان کی بات سن کر اس پر عمل کرتے ہیں اس کے بعد وہ اپنے گھر چلے گئے راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ان سے الگ تھلگ ہی دیکھا اور وہ ان کے کاموں میں کوئی دخل نہیں دیتے تھے۔

دوران خطبہ ہنگامہ

عثمانؓ پر پتھراؤ اور آپ کا بے ہوش ہونا

اسمٰعیل بن محمد روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جمع کے دن منبر پر چڑھے اور پھر اللہ کی حمد وثناء بیان کی۔ اتنے میں ایک شخص کھڑا ہوا وہ چلانے لگا کہ آپ کتاب اللہ کے مطابق عمل کرائیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹھ جاؤ، چنانچہ وہ شخص بیٹھ گیا، کچھ دیر کے بعد پھر کھڑا ہو گیا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسے بیٹھنے کے لئے کہا اس طرح اس نے تین دفعہ یہ حرکت کی اور تینوں دفعہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں بیٹھ جانے کا حکم دیا، اس کے بعد لوگوں نے آپ پر اس قدر کنکر اور پتھر پھینکے کہ آسمان دکھائی نہیں دیتا تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ زخموں سے نڈھال ہو کر بے ہوش ہوئے اور منبر سے گر پڑے۔ انہیں فوراً لوگ اٹھا کر گھر لے گئے۔

اتنے میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک دربان قرآن کریم کا نسخہ لے کر نکلا اور اس نے بہ آواز بلند یہ آیت تلاوت کی

"ان الذین فرقوا دینھم و کانو شیعا لست منھم فی شئ انما امرھم الی اللہ"

ترجمہ: حقیقت میں جن لوگوں نے اپنے دین میں تفریق پیدا کی اور مختلف فرقے بن گئے (اے پیغمبر) تمہارا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے ان کا معاملہ اللہ کے سامنے پیش ہوگا۔

علیؓ کا عثمانؓ کی عیادت کیلئے تشریف لے جانا

اور بنوامیہ کا علیؓ سے نازیبا گفتگو کرنا

اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے ان کے گھر گئے تو اس وقت ان کے چاروں طرف بنوامیہ کے لوگ بیٹھے ہوئے تھے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا امیر المؤمنین! آپ کا کیا حال ہے؟ اس وقت بنوامیہ کے سارے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے اے علی! تم نے ہمیں تباہ وبرباد کردیا، تمہیں نے امیر المؤمنین کے ساتھ یہ سلوک کرایا ہے، آپ اس بات کو اچھی طرح جان لو اگر آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہو گئے تو تمہارا زمانہ بھی تم پر نہایت تلخ گذرے گا، اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت ناراض ہوئے

اور غصہ کی حالت میں واپس چلے گئے۔

عثمانؓ کی شہادت کی وجوہات

ابو جعفر محمد بن جریر طبری فرماتے ہیں کہ قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ نے جن اسباب کو قتل کا ذریعہ بنایا تھا ہم نے ان میں سے بعض کا تذکرہ کر دیا ہے اور اکثر روایات قابل اعتماد نہ ہونے کی وجہ سے نظر انداز کر دی ہیں۔

اب ہم اس بات کا ذکر کریں گے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کیسے شہید کیا گیا اور شہادت سے پہلے اس کی جرأت کس نے دلائی اور کس نے اس کام کا آغاز کیا۔

علم کی مخالفت

مسور بن مخرمہ روایت کرتے ہیں کہ صدقات کے کچھ اونٹ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے آپ نے ان اونٹوں کو خاندان حکم کے کسی فرد کو دینے کا حکم صادر فرمایا جب حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اس کی اطلاع ملی تو انہوں نے مسور بن مخرمہ اور عبدالرحمٰن بن اسود بن عبد یغوث کو بلوایا اور ان کے ذریعہ عبدالرحمٰن عوف رضی اللہ عنہ نے ان اونٹوں کو دوسرے لوگوں میں تقسیم کرا دیا۔ اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گھر میں نہیں تھے۔

جبلہ نامی شخص کی عثمانؓ سے بدکلامی کے چند واقعات

عثمان بن شرید کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک دفعہ جبلہ بن عمرو ساعدی کے پاس سے گذرے اس وقت وہ شخص اپنے گھر کے صحن میں تھا آپؓ کو دیکھ کر وہ کہنے لگا اے بیوقوف بڈھے! بخدا میں تمہیں قتل کر دوں گا اور تمہیں ذلیل کر کے آگ میں ڈال دوں گا۔

ایک دفعہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ منبر پر تشریف فرما تھے اس نے آکر آپ کو وہاں سے اتار دیا۔

عامر بن سعد روایت کرتے ہیں کہ جس نے سب زیادہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بدزبانی کی وہ جبلہ بن عمرو ساعدی تھا عامر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس شخص کے پاس سے گذرے تو وہاں موجود لوگوں کو آپ نے سلام کیا، لوگوں نے سلام کا جواب دیا تو جبلہ نے لوگوں سے کہا تم اس شخص کے سلام کا جواب کیوں دیتے ہو؟ اس شخص نے تو ایسی ایسی باتیں کہی ہیں۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر بولا خدا کی قسم! میں یہ رسی تمہاری گردن میں ڈال دوں گا ورنہ تم اپنے بھیدیوں کو فارغ کر دو، آپ نے فرمایا میرے کون سے بھیدی دوست ہیں؟ میں تو اچھے لوگوں کا انتخاب کرتا ہوں۔

اس نے کہا تم نے مروان کا تقرر کیا، معاویہ کا انتخاب کیا، عبداللہ بن عامر بن کریز کو ترجیح دی اور عبداللہ بن سعد کو پسند کیا ان میں سے کچھ لوگ تو ایسے ہیں کہ جن کے خون بہانے کے لئے وحی نازل ہوئی تھی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا خون معاف کر دیا تھا۔ اس کی گستاخانہ باتیں سن کر لوگ اور دلیر ہو گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ گستاخیاں کرنے لگے۔

عمرو بن العاص کا اعتراض

اور جھجاہ غفاری کی گستاخی

موسیٰ بن عقبہ ابی حبیبہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک دن تقریر کی تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا اے امیر المؤمنین! آپ نے کئی ناخوشگوار باتیں کی ہیں اور ہم نے بھی آپ کے ساتھ شریک ہو کر اس جرم کا ارتکاب کیا ہے اس لئے آپ توبہ کریں ہم بھی آپ کے ساتھ توبہ کریں گے۔
اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے قبلہ رو ہو کر ہاتھ اٹھائے اور خوب رو رو کر دعا فرمائی مجمع کے تمام لوگ آپ کے ساتھ رونے لگے۔

اس کے چند دنوں کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو جھجاہ غفاری کھڑا ہو گیا اور چلا کر کہنے لگا اے عثمان! ہم یہ بوڑھا اونٹ لائے ہیں اور اس پر ایک عبا پڑی ہوئی ہے آپ اتریں تو ہم آپ کو یہ عبا پہنا کر اس اونٹ پر سوار کرائیں گے اور پھر آپ کو جبل دخان میں پھینک دیں گے، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تجھے غارت کرے اور اس کو بھی جو تو لایا ہے۔

اس تلخ کلامی کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حامی اور بنوامیہ کے افراد آپ کو گھر لے کر گئے۔

عبدالرحمٰن بن حاطب بیان کرتے ہیں کہ میں نے خود مشاہدہ کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک دفعہ اس عصائے نبوی ﷺ کے سہارے خطبہ دے رہے تھے جسے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ استعمال کرتے تھے، اس وقت جھجاہ بولا اے بیوقوف! اس منبر سے اتر جاؤ، اور پھر اس نے عصاءِ نبوی کو چھین کر اپنے دائیں گھٹنے سے توڑ ڈالا۔
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ منبر سے اترے اور لوگ انھیں گھر لے گئے۔ آپ نے حکم دیا کہ عصاءِ نبوی کو جوڑ دیا جائے۔

اس کے بعد ایک مرتبہ یا دو مرتبہ گھر سے نکلے تھے کہ محاصرہ ہو گیا اس کے بعد آپ شہید ہو گئے۔

نافع روایت کرتے ہیں کہ جھجاہ غفاری نے عصائے نبوی ﷺ کو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے چھین کر اپنے گھٹنے کے زور سے توڑ ڈالا تو وہ آکلہ کی بیماری میں مبتلا ہو گیا۔

شرپسندوں کے خطوط

محمد بن اسحاق اپنے چچا عبدالرحمٰن یسار کے حوالہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے یہ حالات دیکھے تو انہوں نے مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام اس قسم کے خطوط لکھے کہ تم اللہ کے نام پر جہاد کرنے کے لئے نکلے ہو اور تمہارا مقصد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و مذہب کو پوری دنیا میں غالب کرنا ہے مگر تمہارے پیچھے دین محمدی تباہ و متروک ہو گیا ہے تم لوگ واپس آ کر دین محمدی کی اصلاح کرو، چنانچہ لوگ ہر طرف سے واپس آ گئے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

جعلی خط اور اس کا مضمون

یہ وہ جعلی خط ہے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کیا گیا، کہا جاتا ہے کہ جب مصر کے لوگ واپس جانے لگے اور یہ خیال کیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے توبہ کر لی ہے اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مصر کے

حاکم عبداللہ بن سعد کے نام ان لوگوں کے متعلق جو مصر میں آپ کے سخت مخالف تھے یہ خط لکھا:

''فلاں اور فلاں حضرات جب تمہارے پاس آئیں تو تم انہیں قتل کر دو اور فلاں اور فلاں کو یہ سزا دو،،

ان حضرات میں کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام اور کچھ تابعین تھے اور اس خط کو ان لوگوں تک پہنچانے کے لئے بطور قاصد ابوالاعور بن سفیان سلمی تھا جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے اونٹ پر سوار کرایا اور حکم دیا کہ وہ ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے مصر پہنچ جائیں۔

قاصد ابوالاعور راستہ میں ان لوگوں سے ملا، انہوں نے اس سے دریافت کیا کہ وہ کہاں جا رہا ہے؟ اس نے کہا کہ میں مصر جا رہا ہوں، اس کے ساتھ قبیلہ خولان کا ایک شامی شخص بھی تھا جب ان حضرات نے اس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اونٹ پر دیکھا تو ان سے دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس کوئی خط بھی ہے؟ اس نے کہا نہیں انہوں نے پھر ان سے دریافت کیا تو پھر کس کام کے لئے بھیجے گئے ہو؟ وہ بولا مجھے کوئی علم نہیں ہے۔ اس پر ان لوگوں نے کہا نہ تمہارے پاس خط ہے اور نہ تمہیں اس بات کی کوئی خبر ہے کہ کس مقصد کے لئے بھیجے گئے ہو اس کی وجہ سے تمہارا معاملہ مشتبہ معلوم ہوتا ہے اور تم جاسوس معلوم ہوتے ہو، چنانچہ ان لوگوں نے اس کی تلاشی لی، دوران تلاشی اس کی زنبیل سے ایک خط مل گیا، جب انہوں نے خط پڑھا تو اس خط میں بعض لوگوں کو قتل کرنے اور بعض کو جانی اور بعض لوگوں کو مالی سزا دینے کا حکم لکھا ہوا تھا چنانچہ یہ لوگ اس خط کو پڑھتے ہی واپس مدینہ آ گئے، جب ان لوگوں کی واپس مدینہ آنے کی خبر مشہور ہوئی تو دیگر تمام علاقوں کے لوگ بھی واپس آنے لگے اور اہل مدینہ میں ہلچل پیدا ہو گئی۔

محمد بن سائب کلبی بیان کرتے ہیں کہ اہل مصر واپس اس لئے آئے انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک غلام ملا جو امیر مصر کے پاس ایک خط لے کر جا رہا تھا جس میں یہ تحریر تھا کہ کچھ لوگوں کو قتل کر دیا جائے اور کچھ کو مختلف سزائیں دی جائیں۔

جب یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انہوں نے آپ سے عرض کیا، کیا یہ آپ کا غلام ہے؟ آپ نے فرمایا یہ غلام میرے علم کے بغیر چلا گیا تھا۔ پھر انہوں نے دریافت کیا، کیا یہ آپ کا اونٹ ہے؟ آپ نے فرمایا یہ اس کو میرے علم کے بغیر میرے گھر سے لے گیا تھا، پھر وہ بولے یہ آپ کی مہر ہے؟ آپ نے فرمایا کسی دوسرے نے یہ مہر لگائی ہے۔

عثمانؓ کا امیر معاویہؓ اور دیگر حکام کو خط

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی اس حالت کو دیکھا کہ لوگ انکے مخالف ہو گئے ہیں تو انہوں نے شام میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف یہ خط لکھ کر بھیجا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''حمد و ثناء کے بعد واضح ہو کہ اہل مدینہ نافرمان ہو گئے ہیں اور انہوں نے فرمانبرداری چھوڑ دی ہے اور بیعت کے خلاف کام کرنے لگے ہیں اس لئے آپ فوری طور پر تیز رفتار سواریوں کے ساتھ شام کے جنگجو سپاہیوں کو مدینہ روانہ کریں۔،،

جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ خط پہنچا تو وہ فوری سپاہیوں کو بھیجنے کے بجائے حالات کا انتظار کرنے لگے کیونکہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اعلانیہ مخالفت کو ناپسند

کرتے تھے اور انھیں ان کے اجتماع کی اطلاع مل چکی تھی۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے امداد کے آنے میں تاخیر محسوس کی تو انہوں نے یزید بن اسد بن کرز بجلی اور دیگر اہل شام کے نام خطوط تحریر کر کے روانہ کئے اور ان سے امداد طلب کی اور ان سے اپنے حقوق جتائے۔ نیز یہ بھی تحریر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے خلفاء کی اطاعت اور ان کے ساتھ خیر خواہی کو ضروری قرار دیا ہے اور یہ بھی تحریر کیا کہ سب لوگ امداد کے لئے نہ آئیں بلکہ کچھ دستے آ جائیں، آخر میں آپ نے تحریر فرمایا اگر تم امدادی فوج بھیج سکتے ہو تو فوری بھیجی جائے کیونکہ یہاں یہ لوگ میرا جلد خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔

امدادی فوج کی روانگی

اور شہادت عثمانؓ کی خبر

جب آپ کا یہ خط اہل شام کو موصول ہوا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم کو پڑھا تو یزید بن اسد بن کرز بجلی کھڑے ہوئے اور حمد و ثناء کے بعد انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا اور ان کی عظیم خدمات اور اہل شام پر ان کے کئے گئے احسانات کا ذکر کرتے ہوئے ان کی امداد پر آمادہ کیا اور حکم دیا کہ وہ ان کی امداد کے لئے روانہ ہو جائیں، چنانچہ بہت سے لوگ ان کی امداد کے لئے روانہ ہوئے جب یہ امدادی فوج وادی القریٰ پہنچی تو اس وقت انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر ملی، مجبوراً یہ لوگ دوبارہ واپس چلے گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن عامر کو بھی تحریر کیا کہ وہ اہل شام والے خط کی ایک نقل اہلِ بصرہ کے نام بھی پہنچا دیں۔

چنانچہ عبداللہ بن عامر نے لوگوں کو جمع کر کے ان کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خط پڑھ کر سنایا اس کے بعد بصرہ کے خطباء اور دیگر نامی گرامی افراد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد پر لوگوں کو آمادہ کرتے رہے انہیں خطباء میں مجاشع بن مسعود سلمی بھی تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امداد پر آمادہ کرتے رہے چنانچہ ان حضرات کی تقریر کرنے پر بہت سے لوگ فوری امداد کے لئے آمادہ ہو گئے چنانچہ عبداللہ بن عامر نے مجاشع بن مسعود کو اس امدادی فوج کا سردار مقرر کیا اور وہ انہیں لے کر روانہ ہو گئے، جب یہ امدادی فوج ربذہ پہنچی اور ان کا ہراول دستہ مدینہ کے قریب صرار کے مقام پر پہنچا تو انھیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر مل گئی۔

اہل مصر کے مخالفین کا قافلہ و خط

اہل مصر کے جو قافلے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ ہوئے کل تعداد میں چھ سو تھے اور وہ چار دستوں میں مقیم تھے اور ان کے سردار بھی چار تھے اور ہر دستہ کے پاس الگ الگ جھنڈا تھا البتہ ان کی مشترکہ قیادت عمرو بن بدیل بن ورقاء خزاعی کے سپرد تھی جو کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے تھے اور عبدالرحمٰن بن عدیس تجیبی بھی ان کے سپہ سالار اعلیٰ تھے۔ انہوں نے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خط لکھا اور اس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''حمد و ثناء کے بعد واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تبدیلی نہیں کرتا ہے جب تک کہ وہ

قوم خود اپنے اندر تبدیلی پیدا نہ کریں اس لئے آپ اللہ کو یاد کریں اور اللہ سے ڈریں، آپ کے پاس دنیا ہے اس کے ذریعہ آپ آخرت کی تکمیل کریں اور اپنے آخرت کے حصہ کو مشکوک نہ بنائیں ورنہ دنیا بھی آپ کے لئے خوشگوار نہیں رہیگی۔،، آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ ہمارا غیظ وغضب صرف اللہ کی خاطر ہے اور اسی کے لئے ہم رضامند ہوتے ہیں اس لئے ہم اس وقت تک اپنی تلواریں نیام میں داخل نہیں کریں گے جب تک کہ ہمارے پاس صاف اور واضح طریقہ سے توبہ نامہ نہیں آئے گا یا کھلم کھلا گمراہی کا علم نہیں ہوگا۔ ہم آپ سے صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں اور یہی معاملہ آپ کے سامنے ہے اللہ ہماری معذرت قبول کرنے والا ہے۔ والسلام،،

اہل مدینہ نے بھی آپ کو خط تحریر کیا جس میں انہیں توبہ کرنے کی دعوت دی گئی اور وہ لوگ اللہ کی قسمیں کھا کر کہہ رہے تھے کہ وہ انہیں نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ وہ انھیں قتل کر دیں گے بصورت دیگر وہ انھیں ان کا حق دیدیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مدد

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کا اندیشہ ہوا تو انہوں نے اپنے خیر خواہوں اور گھر والوں سے مشورہ طلب کیا کہ ان لوگوں نے وہ کچھ کیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو اب اس مصیبت سے نکلنے کا راستہ کیا ہے؟ ان سب نے رائے دی کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوائیں اور ان سے درخواست کریں کہ وہ انہیں لوٹا دیں، اور جو کچھ وہ چاہتے ہیں ان کے اس مطالبہ کو پورا کریں اس طرح مدت بھی بڑھ جائیگی اور امداد بھی آجائے گی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ لوگ اس طرح کی ٹال مٹول کو قبول نہیں کریں گے وہ مجھ سے معاہدہ کریں گے اس لئے کہ وہ جب پہلی دفعہ آئے تھے تو مجھ سے ایسی باتیں سرزد ہوگئی تھیں اس لئے اب جو وعدہ میں کروں گا اس کی ایفاء پر وہ اصرار کرتے رہیں گے۔

اس موقع پر مروان نے کہا اے امیر المؤمنین! آپ کا ان کو قوت حاصل کرنے تک قریب چھوڑنا یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ قریب رہ کر آپ سے مقابلہ کریں اس لئے آپ ان کا مطالبہ مان لیں اور وہ جب تک آپ کا مقابلہ کریں ان کے ساتھ ٹال مٹول کرتے رہیں کیونکہ انہوں نے آپ کے خلاف بغاوت کی ہے، اس لئے ان کے معاہدہ کی کوئی پابندی نہیں ہے آپ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا بھیجیں چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا اے ابوالحسن! کیا آپ انھیں میرے پاس سے لوٹا دیں گے؟ میں ان کی تمام شکایات دور کر دوں گا اور اپنی طرف سے اور دوسروں کی طرف سے تمام مطالبات پورے کروں گا خواہ اس میں میری جان جانے کا اندیشہ کیوں نہ ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا عوام اس بات کو ترجیح دیں گے کہ آپ ان کے ساتھ انصاف کریں بنسبت اس بات کے کہ وہ آپ کو قتل کریں، میرے خیال میں یہ لوگ اس وقت تک مطمئن نہیں ہوں گے جب تک آپ ان کے مطالبات مان نہ لیں جب یہ لوگ پہلی دفعہ آئے تھے تو اس وقت میں نے ان سے پختہ وعدہ کیا تھا کہ آپ ان تمام باتوں سے رجوع کریں گے جو انہیں ناپسند ہیں اور پھر میں نے انہیں پختہ یقین دہانی کے بعد آپ سے لوٹا دیا تھا مگر آپ نے ان میں سے کوئی وعدہ پورا نہیں کیا اس لئے اس مرتبہ آپ مجھے اس معاملہ میں مبتلا نہ کریں کیونکہ مجھے ان کا حق ادا کرنا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ انہیں اس بات کا پختہ یقین دلا دیں، خدا کی قسم! میں ایفاء عہد کروں گا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے پختہ یقین دہانی کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس گئے اور فرمایا اے لوگو! تم نے اپنے حقوق کا جو مطالبہ کیا ہے وہ پورے کیا جائے گا اور جو باتیں تمہیں ناپسند ہیں انہیں وہ ترک کر دیں گے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بات پر ان لوگوں نے کہا کہ آپ ان سے پختہ وعدہ لایئے کیونکہ عملی اقدام کے بغیر محض باتوں کے ذریعہ ہم خوش نہیں ہوں گے۔

مہلت کی درخواست

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہاری بات حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منوا کر لاؤں گا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں تمام صورتحال سے آگاہ کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ میرے اور ان کے درمیان ایک مدت مقرر کریں تاکہ مجھے کچھ مہلت مل سکے اور ان کے ساتھ کئے گئے وعدوں کو پورا کر سکوں اور ایک دن کے اندر میں ان شکایتوں کو دور نہیں کر سکتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو لوگ مدینہ میں مقیم ہیں ان کے لئے تو کوئی مدت مقرر نہیں کی جا سکتی اور جو موجود نہیں ہیں ان کے لئے مدت اس وقت تک ہے کہ آپ کا حکم ان کے پاس پہنچ جائے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ کی بات اپنی جگہ پر ٹھیک ہے تاہم مجھے مدینہ والوں کے لئے تین دن کی مہلت ملنی چاہیے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا بہت اچھا، پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ ان لوگوں کے پاس گئے اور انہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیغام پہنچایا، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک معاہدہ لکھوایا گیا کہ وہ تین دن کی مہلت کے اندر ہر شکایت کو دور کر دیں گے اور جو حاکم ان لوگوں کو ناپسند ہیں انہیں فوراً معزول کر دیں گے، اور اس معاہدہ کے تحریر کرنے میں سختی کا معاملہ کیا گیا اور ان سے سخت عہد و پیمان لئے گئے اور اس معاہدہ پر معزز مہاجرین اور انصار کو گواہ مقرر کیا گیا۔ چنانچہ تمام لوگ اس معاہدہ کے بعد واپس چلے گئے اور انہیں معاہدہ کو پورا کرنے کی مہلت دی گئی۔

جنگ کی تیاری اور خلاف ورزی کا الزام

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور ہتھیار فراہم کرنے لگے اور ساتھ ساتھ انہوں نے مالِ غنیمت کے غلاموں کی ایک بہت بڑی فوج تیار کر لی یہاں تک کہ جب تین دن گذر گئے تو وہی حالت برقرار تھی اور اس میں کسی قسم کی کوئی تبدیلی نہیں آئی اور ان لوگوں کی کوئی شکایت دور نہیں کی گئی اور نہ کسی حاکم کو معزول کیا گیا، اس پر یہ لوگ دوبارہ بھڑک اٹھے اور عمرو بن حزم انصاری مصریوں کے پاس آیا جو کہ ذوخشب کے مقام پر مقیم تھا اور ان کو اس کی اطلاع دی اور پھر یہ لوگ انہیں کے ساتھ مدینہ آئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا کہ کیا ہمارے ساتھ آپ کا یہ معاہدہ طے نہیں ہوا تھا کہ آپ تمام کاموں سے توبہ کریں گے اور ہماری شکایتوں کو دور کریں گے اور اس پر آپ نے ہمارے ساتھ پختہ عہد و پیمان بھی کئے تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں میں اس عہد پر اب بھی قائم ہوں، اس پر انہوں نے کہا پھر اس خط کا کیا مقصد ہے جو ہم نے آپ کے قاصد کے پاس سے برآمد کیا اور جسے آپ نے اپنے حاکم کے نام لکھا اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہ تو میں نے یہ خط لکھا اور نہ مجھے اس بات کا علم ہے، وہ بولے آپ کا قاصد آپ کے اونٹ پر تھا اور آپ کے کاتب کی ہی تحریر تھی اور اس پر آپ کی مہر بھی تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا وہ اونٹ چوری کا تھا اور کتابت میں مشابہت ہو سکتی ہے اور مہر کسی دوسرے نے لگا دی ہوگی۔ وہ بولے اگرچہ ہم آپ کو ملزم گردانتے ہیں لیکن عجلت میں کام نہیں لیا جائے گا ہم آپ کو موقع دیتے ہیں کہ آپ اپنے برے حکام کو فوراً معزول کریں اور ہم پر وہ حکام مقرر فرمائیں جو ہماری جان و مال کے درپے نہ

ہوں بلکہ اس کی حفاظت کریں اور آپ ہماری شکایات کو دور کریں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر میں تمہاری مرضی اور منشاء کے مطابق حکام کا تقرر کروں اور تمہارے مخالف حکام کو معزول کروں تو میری کوئی بھی حیثیت باقی نہیں رہے گی، اس طرح حکومت کے تمام اختیارات تمہیں حاصل ہو جائیں گے۔

باغیوں کی دھمکی

وہ بولے خدا کی قسم! آپ کو یہ ضرور کرنا ہوگا ورنہ آپ کو معزول کر دیا جائے گا یا قتل کر دیا جائے گا، آپ اپنے معاملات پر اچھی طرح غور کر لیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں خلافت کی اس ذمہ داری کو جو اللہ نے مجھے سونپی ہے ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔

اس کے بعد ان لوگوں نے چالیس رات تک آپ کے گھر کا محاصرہ کیا اس عرصہ میں حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نماز پڑھاتے رہے۔

اشتر کی طلبی اور باغیوں کے مطالبات

وثاب جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام تھے اور جن کی گردن پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت نیزے کے زخموں کے دو نشان تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اشتر کو بلانے کے لئے بھیجا چنانچہ میں گیا اور اشتر کو بلا لایا، ان کے آنے کے بعد دو تکیے لائے گئے ایک تکیہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے لایا گیا اور دوسرا تکیہ اشتر کے لئے لایا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اے اشتر! یہ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں وہ بولے وہ تین چیزوں میں سے ایک کے طلبگار ہیں۔ آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ وہ بولا یہ لوگ چاہتے ہیں کہ آپ یا تو خلافت سے دستبردار ہو جائیں اور کہہ دیں کہ یہ تمہارا معاملہ ہے تم جس کو چاہو انتخاب کر لو یا خود آپ اپنا قصاص لیں، اگر آپ کو ان دو باتوں میں سے کسی ایک سے انکار ہے تو یہ لوگ آپ کو قتل کر دیں گے۔! آپ نے پوچھا کیا اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہیں ہے؟ اس نے جواب دیا اس کے علاوہ کوئی اور صورت نہیں ہے۔

اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا خلافت کی ذمہ داری سے دستبردار نہیں ہوں گا جو اللہ تعالیٰ نے مجھے سونپی ہے، کیا میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اس امت کو اس حالت پہ چھوڑ دوں کہ وہ ایک دوسرے پر ظلم وستم کرتے رہیں خدا کی قسم! مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے کہ میں آگے بڑھوں تاکہ تم بآسانی میری گردن اڑا دو بنسبت اس بات کے کہ میں اس قمیص (خلافت) کو اتار دوں جو مجھے اللہ تعالیٰ نے پہنائی ہے، جہاں تک اپنی ذات سے قصاص لینے کا مسئلہ ہے تو بخدا! مجھے اس بات کا علم ہے کہ میرے پیش رو دونوں ساتھی سزا دیتے تھے۔

تیسری بات یہ ہے کہ تم لوگ مجھے قتل کر دو گے، اگر تم لوگوں نے مجھے قتل کر دیا تو خدا کی قسم! تم لوگ اتنی بات جان لینا کہ میرے بعد تمہارے اندر کوئی اتحاد باقی نہیں رہے گا، اور کبھی تم متحد اور مجتمع ہو کر نماز نہیں پڑھ سکو گے، اور نہ متحد ہو کر تم کبھی دشمن سے مقابلہ کر سکو گے، اس کے بعد اشتر اٹھ کر چلا گیا۔

محمد بن ابی بکر کی آمد

وثاب کہتے ہیں کہ چند دنوں تک ہم خاموشی کے ساتھ بیٹھے رہے پھر ایک دن بھیڑیے کی طرح ایک مردود آیا اور دروازے میں سے جھانک کر چلا گیا پھر محمد بن ابی بکر تیرہ افراد کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر داخل ہوئے، محمد بن ابی بکر نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی اور کہنے لگا، معاویہ نے تمہیں کیا فائدہ پہنچایا؟ ابن عامر کہاں چلا گیا؟ تمہارے امدادی خطوط کا کیا بنا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نہایت نرمی کے ساتھ فرمایا اے میرے بھتیجے! تو میری داڑھی چھوڑ دے۔

وثاب کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ محمد نے ایک شخص کو اشارہ کیا تو وہ شخص ایک بھالا لے کر گیا اور اس نے اس کے ذریعہ حضرت عثمانؓ کا سر پھاڑ دیا۔

طبری کہتے ہیں کہ پھر یہ سب لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر ٹوٹ پڑے اور انھیں قتل کر دیا۔

آئندہ کے خطرات کی نشاندھی

واقدی بیان کرتے ہیں کہ محمد بن مسلمہ فرماتے ہیں کہ ''میں اپنے قبیلہ کے دیگر افراد کے ساتھ مصریوں کے پاس گیا، اس وقت عبدالرحمٰن عدلیس بلوی، سودان بن حمران مرادی، عمرو بن الحق خزاعی اور ابن النباع یہ چاروں مصریوں کے سردار تھے اور اہل مصران کے تابع تھے، اس وقت یہ چاروں ایک خیمہ کے اندر جمع تھے میں ان کے خیمہ میں داخل ہوا اور میں نے ان چاروں کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حقوق کی اہمیت کو واضح کیا کہ ان کی گردنوں پر ان کی بیعت کی ذمہ داری ہے اور انھیں فتنہ وفساد سے ڈرایا اور انھیں سمجھایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل ہونے سے ہمارے آپس میں بہت اختلاف پیدا ہو جائیں گے اور بڑا ہنگامہ برپا ہوگا، اس لئے خدا کے واسطے تم لوگ فتنہ وفساد کے دروازے کو نہ کھولو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تو ان باتوں کو دور کرنا چاہتے ہیں جو تمہیں ناگوار ہیں میں اس کی ذمہ داری لیتا ہوں، ان لوگوں نے کہا اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان شکایتوں کو دور نہیں کیا تو پھر کیا ہوگا؟ میں نے کہا اگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تمہاری شکایات کو دور نہ کریں تو پھر تمہیں اختیار ہے، اس پر یہ لوگ رضامند ہو کر لوٹ گئے۔

اس کے بعد میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے کہا اے عثمان! تم اللہ کو یاد کرو اور اپنی جان کی حفاظت کرو یہ لوگ تمہاری جان کے درپے ہیں تمہارا خون بہانا چاہتے ہیں اور آپ کے ساتھی آپ کو چھوڑ بیٹھے ہیں بلکہ وہ تو آپ کے دشمنوں کو تقویت پہنچا رہے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے میری بات مان لی اور مجھے دعا دی اور میں واپس چلا آیا، کچھ عرصہ تک میں بالکل خاموش بیٹھا رہا، اسی اثناء میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اہل مصر کے واپس جانے کی اطلاع دی اور کہا دراصل اہل مصر ایک خبر سن کر یہاں آئے تھے اور یہاں آ کر اس کے برخلاف اصل صورتحال معلوم ہوئی تو وہ واپس چلے گئے۔

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ میرے دل نے چاہا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤں اور انھیں ملامت کروں تاہم میں خاموش رہا، پھر کسی سے مجھے اطلاع دی کہ اہل مصر پھر آگئے ہیں اور اس وقت وہ مقام سویدا کے قریب ہیں، میں نے اس سے کہا کہ کیا تم سچ کہہ رہے ہو تو اس نے کہا ہاں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی اہل مصر کے دوبارہ آنے کی اطلاع ہوئی تو انہوں نے مجھے بلا بھیجا جب میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو اس وقت تک اہل مصر ذوخشب کے مقام تک پہنچ گئے تھے۔

آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابوعبدالرحمٰن! یہ لوگ پھر آ گئے ہیں اب ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا خدا کی قسم! مجھے کوئی علم نہیں ہے البتہ میرا خیال یہ ہے کہ اب وہ کسی اچھے مقصد کے ساتھ نہیں آئے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم انہیں واپس لوٹا دو، میں نے کہا اب میں یہ نہیں کر سکتا، آپ نے فرمایا کیوں؟ میں نے کہا اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے اسے قبل ان کو اس بات کی ضمانت دی تھی کہ آپ ان شکایتوں کو دور کریں گے مگر آپ نے اس بارے میں کوئی بھی کام نہیں کیا، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب اللہ ہی سے مدد حاصل کی جائے گی، اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا۔ اہل مصر اسواف کے مقام پر اترے اور یہاں اترنے کے بعد انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا۔

جعلی خط کا انکشاف

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ میرے پاس اہل مصر کے چاروں سردار آئے اور کہنے لگے اے ابوعبدالرحمٰن! کیا تمہیں یاد ہے کہ تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اس بات کی ضمانت دی تھی کہ تمہارے ساتھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ہماری شکایت کو دور کریں گے، میں نے کہا ہاں، اس کے بعد انہوں نے ایک پرچہ نکالا اور مجھے پکڑا دیا، اور کہا ہم نے صدقات کے ایک اونٹ کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک غلام کو پایا جب ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں یہ خط پایا جس میں یہ لکھا ہوا تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اما بعد! جب تمہارے پاس عبدالرحمٰن عدیس آئے تو اسے سو کوڑے مارو اور اس کے سر اور داڑھی کو منڈوا کر اسے طویل عرصہ تک قید رکھو یہاں تک تمہارے پاس میرا دوسرا حکم آ جائے، نیز عمرو بن الحق، سودان بن حمران اور عروۃ بن نباع لیثی کے ساتھ بھی یہی برتاؤ کرو۔

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ خط لکھا گیا ہے؟ انہوں نے کہا تو پھر مروان نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے یہ خط لکھا ہوگا اور یہ معاملہ تو اس سے بھی بدتر ہے، اس صورت میں انہیں اس کام سے بریت کا اظہار کرنا چاہئے، پھر انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ ان کے پاس چلو نیز ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی بات چیت کی ہے انہوں نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ نماز ظہر کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بات چیت کریں گے، اور ہم حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کے پاس بھی گئے ان کو بھی ساری صورتحال سے آگاہ کیا تو انہوں نے کہا میں تمہارے معاملہ میں کوئی دخل نہیں دوں گا ہم سعید بن زید بن عمرو بن نفیل کے پاس بھی گئے تھے انہوں نے اسی قسم کا جواب دیا۔

محمد بن مسلمہ نے کہا کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تم سے وعدہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ہم سے وعدہ کیا ہے کہ وہ نماز ظہر پڑھنے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان سے بات کریں گے، چنانچہ محمد بن مسلمہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز پڑھی اور پھر فراغت کے بعد وہ دونوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے گفتگو کی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو

ان دونوں حضرات نے کہا اہل مصر دروازے پر ہیں آپ انہیں آنے کی اجازت دیں، اس وقت مروان بھی وہاں بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا آپ مجھے اجازت دیں کہ میں ان سے گفتگو کروں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میرے پاس سے چلے جاؤ، تمہارا اس معاملہ سے کیا تعلق؟ اس پر مروان چلے گئے، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ آپ کی طرف متوجہ ہوئے اور مصریوں کے تمام حالات سے آپ کو باخبر کیا اور خط کے مضمون کے بارے میں مطلع کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا خدا کی قسم! آپ سچے ہیں مگر مجھے یہ مروان کا فعل لگتا ہے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا آپ انہیں اندر آنے دیں تاکہ وہ آپ کی معذرت سن لیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا میری آپ سے قرابت اور رشتہ داری ہے خدا کی قسم! اگر میں اس حلقہ میں مقبول ہوتا تو میں آپ کی مشکل ضرور حل کرتا لہذا آپ ان کے پاس جائیں اور ان سے گفتگو کریں کیونکہ وہ آپ کی بات غور سے سنتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں یہ کام نہیں کرسکتا آپ خود انہیں اندر بلا کر ان کے سامنے معذرت پیش کریں، چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں اندر بلوایا، جب وہ لوگ اندر آئے تو انہوں نے خلافت کا سلام نہیں کیا، محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ اس سے میں نے اندازہ لگایا کہ یہ لوگ شر و فساد کی نیت سے ہی آئے ہیں۔

ان مصریوں نے گفتگو کے لئے ابن عدیس کو پیش کیا تو انہوں نے مصر میں ابن سعد کی حرکتوں کا ذکر کیا اور بتایا کہ وہ مسلمانوں اور ذمیوں دونوں پر ظلم کر رہا ہے اور مسلمانوں کے مال غنیمت پر خود قبضہ کر لیتا ہے جب اس کی اس حرکت پر کوئی اعتراض کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ مجھے امیر المومنین نے اس طرح کرنے کا حکم دیا ہے۔

اس کے بعد ان لوگوں نے ان باتوں کا ذکر کیا جو ان کے ساتھ مدینہ میں رونما ہوئی اور ان باتوں کا ذکر کیا جن میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے پیش رو خلفاء کی مخالفت کی۔

ابن عدیس نے مزید کہا کہ ہم مصر سے روانہ ہوئے اس وقت ہمارا مقصد یہ تھا کہ یا تو آپ ان باتوں سے باز آجائیں ورنہ ہم آپ کی جان لیں گے، یہ کہہ کر اہل مصر محمد بن مسلمہ سے مخاطب ہوئے اور پوچھا کیا تم نے ہم سے یہ بات کہی تھی؟ محمد بن مسلمہ نے کہا ہاں، اس کے بعد اس نے سلسلہ گفتگو جاری رکھا اور کہا کہ اس یقین دہانی کے بعد ہم اپنے وطن واپس جانے لگے تاکہ یہ بات ہمارے لئے حجت رہے۔ جب ہم بویب کے مقام پر پہنچے تو ہم نے وہاں پر آپ کے غلام کو پکڑا اور ان سے آپ کا سربمہر خط عبداللہ بن سعد کے نام کا حاصل کیا جس میں آپ نے انہیں حکم دیا کہ وہ ہماری پشت پر کوڑے ماریں اور ہمارے بال منڈوا کر طویل عرصہ تک ہمیں قید میں رکھیں اور یہ آپ کا خط ہمارے پاس موجود ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے لاعلمی کا اظہار

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حمد و ثناء کے بعد فرمایا خدا کی قسم! نہ میں نے یہ خط لکھا ہے اور نہ میں نے اس کا حکم دیا ہے اور نہ ہی مجھ سے مشورہ لیا گیا اور نہ مجھے اس کا علم ہے، حضرت علی اور حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہما دونوں حضرات نے کہا آپ سچ کہتے ہیں اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو کچھ اطمینان اور سکون حاصل ہوا تاہم مصریوں نے دریافت کیا کہ پھر یہ خط کس نے لکھا ہے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے نہیں معلوم۔ مصریوں نے کہا تو پھر کون

ایسی جرأت کرسکتا ہے کہ وہ آپ کے غلام کو صدقات کے اونٹ پر سوار کرائے اور آپ کی مہر لگا کر آپ کے حاکم کو اتنی بڑی بات لکھے اور آپ کو اس بارے میں خبر تک نہ ہو، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں ایسا ہی ہوا ہے۔ اس پر وہ بولے پھر آپ خلیفہ بننے کے اہل نہیں ہیں اس لئے آپ اس معاملہ سے دستبردار ہو جائیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں خلافت کی اس قمیص کو جو اللہ نے مجھے پہنائی ہے ہرگز نہیں اتاروں گا۔ چنانچہ آپ کی اس بات پر بہت شور وغل ہونے لگا۔

محمد بن مسلمہ کہتے ہیں کہ اس وقت میں نے یہ خیال کیا کہ یہ لوگ آپ پر حملہ کردیں گے اور حملہ کئے بغیر گھر سے نہیں نکلیں گے، اس کے بعد جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے تو میں بھی کھڑا ہو گیا پھر انہوں نے مصریوں سے کہا تم لوگ نکل جاؤ، اس پر وہ باہر آ گئے اور ہم دونوں اپنے اپنے گھر چلے گئے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت

اس کے بعد ان باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کیا اور بالآخر ایک دن آپ کو شہید کردیا۔

اہل مصر کی واپسی کی وجوہات

سفیان بن ابی العوجاء بیان کرتے ہیں جب اہل مصر پہلی مرتبہ آئے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ سے گفتگو کی تھی وہ انصار کے پچاس سواروں کو لے کر ان باغیوں کے پاس ذوخشب کے مقام پر پہنچے اور انہیں ان کی شکایتوں کو دور کرنے کی یقین دہانی کرا کر واپس بھیج دیا، یہ لوگ واپس جاتے ہوئے جب بویب کے مقام پر پہنچے تو انہوں نے راستہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام کو دیکھا ان کے پاس حضرت عبداللہ بن سعد کے نام ایک خط ملا جسے پڑھ کر انہوں نے واپس مدینہ آنے کا فیصلہ کیا اور مدینہ آ پہنچے چنانچہ اشتر اور حکیم بن جبلہ وہ خط لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے اور ان سے اس خط کے بارے میں گفتگو کی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یہ خط ان کا لکھا ہوا نہیں ہے، اور فرمایا کہ یہ جعلی ہے اس پر وہ بولے یہ خط تو آپ کے کاتب نے لکھا ہے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس نے میرے حکم کے بغیر لکھا ہے، وہ بولے جس قاصد سے ہم نے یہ خبر برآمد کی ہے وہ آپ کا غلام ہے آپ نے فرمایا ہاں، لیکن وہ میری اجازت کے بغیر گیا ہے، وہ بولے یہ اونٹ آپ کا اونٹ ہے، آپ نے فرمایا ہاں، لیکن میری اجازت کے بغیر لے جایا گیا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی معزولی کا مطالبہ

وہ بولے اس معاملہ میں اگر آپ جھوٹے ہیں تو اس صورت میں آپ معزولی کے مستحق ہیں کیونکہ آپ نے ہماری ناحق خون ریزی کا حکم دیا ہے اور اگر آپ سچے ہیں تب بھی آپ اس خلافت کے اہل نہیں ہیں اور آپ معزولی کے قابل ہیں کیونکہ آپ بہت کمزور اور غافل ہو گئے ہیں اور آپ کے حکام اور مشیر بہت بڑے ہیں، اس صورتحال میں ہمارے لئے مناسب نہیں ہے کہ ہم اپنے اوپر ایک ایسے شخص کو بطور امیر مسلط کریں جو آپ کی کمزوری اور غفلت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آپ کی اجازت کے بغیر اس قسم کے احکام جاری کرے۔

نیز آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو زدوکوب کیا جبکہ انہوں نے آپ کو نصیحت کی اور

معترضین کے اعتراضات پر آپ کو حق بات کرنے کی ہدایت کی اس لئے جن پر آپ نے ظلم کیا اور زدوکوب کیا ان کا قصاص آپ اپنی ذات سے لیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا حاکم غلطی بھی کرتا ہے اور درست فیصلہ بھی کرتا ہے اس لئے اپنی ذات کا قصاص نہیں لے سکتا، اگر میں اپنی ہر غلطی پر اپنا قصاص لینے لگوں تو میرا جلد خاتمہ ہو جائے گا۔ وہ بولے آپ نے ایسی بری باتوں کا ارتکاب کیا ہے جن کی وجہ سے آپ کو معزول کیا جا سکتا ہے جب آپ سے اس بارے میں گفتگو کی گئی تو آپ نے توبہ کر لی تھی لیکن آپ نے پھر ایسی باتیں کیں، پھر ہم آپ کے پاس آئے تو آپ نے توبہ کر لی اور حق وصداقت کی طرف رجوع کرنے کا وعدہ اور پختہ یقین دہانی کرائی بلکہ اس وقت تو محمد بن مسلمہ نے تو آپ کے بارے میں ہمیں ملامت کی تھی اور انہوں نے آپ کی ضمانت لی تھی مگر آپ نے اپنے وعدہ کا ایفاء نہیں کیا اس لئے اب انہوں اظہار بریت کیا کہ میں اب تمہارے معاملہ میں دخل نہیں دوں گا۔

نیز ہم اتمام حجت کے لئے پہلی مرتبہ واپس چلے گئے تا کہ آپ کا انتہائی عذر قبول کریں، اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے برخلاف مدد حاصل کر سکیں، مگر واپس جاتے ہوئے راستہ میں ہمیں وہ خط ملا جو آپ نے حاکم مصر کے نام لکھا تھا اس میں آپ نے ہمیں قتل کرنے اور قطع برید کرنے اور سولی پر چڑھانے کا حکم صادر فرمایا تھا، آپ کا یہ کہنا کہ خط آپ کے علم کے بغیر لکھا گیا حالانکہ یہ خط آپ کے غلام کے پاس سے برآمد ہوا جو کہ آپ کے اونٹ پر سفر کر رہا تھا اور یہ آپ کے کاتب کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا اور اس پر آپ کی مہر لگی ہوئی تھی۔

معزول کرنے کا فیصلہ

اس خط کے پیش نظر آپ پر بہت بڑا الزام ثابت ہوتا ہے اس سے قبل بھی آپ کے ظالمانہ احکام اور تقسیم وسزا میں آپ کی طرف سے ترجیحی سلوک کا مظاہرہ ہوا ہے، آپ نے لوگوں کے سامنے اپنے اس فعل سے توبہ اظہار کیا ہے مگر پھر آپ ان غلطیوں کی طرف لوٹ گئے، آپ کی یقین دہانی کے بعد ہم لوٹ گئے تھے مگر اب اس وقت نہیں جائیں گے جب تک ہم آپ کو معزول نہ کر دیں۔ اور آپ کے بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں سے کسی ایک ایسے شخص کو متعین نہ کریں جو ایسی نئی باتیں نہ نکالتے ہوں جن کا ہمیں آپ سے تجربہ ہوا ہے اور اس پر ایسے الزامات نہ لگے ہوں جو آپ پر لگائے گئے ہیں، اس لئے آپ ہماری خلافت واپس کر دیں اور ہمارے معاملات سے سبکدوش ہو جائیں کیونکہ یہی چیز ہمارے اور آپ کے لئے بہتر ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا باغیوں کو جواب

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تم نے اپنی تمام باتیں ختم کر لی ہیں وہ بولے ہاں، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''اللہ تمام تعریفوں کا مستحق ہے میں اسی کی تعریف کرتا ہوں اور اسی سے مدد کا طالب ہوں اور اسی پر ایمان لاتا ہوں اور اسی پر بھروسہ کرتا ہوں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں اللہ نے انہیں ہدایت اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام مذاہب پر غالب کرے خواہ مشرکوں کو یہ بات کتنی ہی ناگوار گذرے۔

آپ نے پھر فرمایا کہ آپ لوگوں نے گفتگو میں اعتدال اختیار نہیں کیا اور نہ فیصلے میں انصاف سے کام لیا، تم لوگوں کا کہنا کہ میں دستبردار ہو جاؤں تو اس بارے میں عرض ہے کہ وہ قمیص جو مجھے اللہ نے پہنائی ہے اسے نہیں اتاروں

گا اور یہ وہ لباس ہے جس کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے عزت بخشی ہے اور دوسروں پر ممتاز کیا ہے البتہ میں توبہ کر سکتا ہوں اور ان باتوں سے جس سے مسلمان ناپسندیدگی کا اظہار کریں اس سے میں احتراز کر سکتا ہوں، کیونکہ خدا کی قسم! میں اللہ کی مدد کا محتاج ہوں اور اس سے خائف ہوں۔

یہ لوگ بولے اگر یہ پہلا واقعہ ہوتا اور آپ توبہ کرتے تو ہم آپ کی بات کو تسلیم کر سکتے تھے اور آپ کے پاس سے لوٹ جاتے مگر اس سے پہلے آپ کے بہت سے واقعات ہو چکے ہیں جن کا آپ کو بخوبی علم ہے اور ہم ایک مرتبہ یہاں سے واپس بھی جا چکے ہیں، اور ہمیں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ آپ ہمارے بارے میں وہ لکھیں گے جو آپ نے غلام کو لکھ کر بھیجا تھا، اور ہم آپ کی توبہ کو کیسے قبول کر سکتے ہیں جبکہ ہم اس سے قبل آپ کو آزما چکے ہیں اگر آپ کسی گناہ سے توبہ کرتے ہیں تو دوبارہ اسی کا ارتکاب کرتے ہیں، اب تو ہم اس وقت تک واپس نہیں جائیں گے جب تک کہ ہم آپ کو معزول نہ کر دیں اور آپ کے بجائے دوسرے کو خلیفہ نہ مقرر کر دیں۔

اگر آپ کے خاندان، رشتہ دار اور آپ کے متعلقین آپ کے لئے جنگ کرنا چاہیں تو ہم ان سے بھی جنگ کریں گے پھر آپ کے پاس پہنچ کر آپ کو بھی (نعوذ باللہ) قتل کر دیں گے یا ہماری روحیں اللہ کے پاس پہنچ جائیں گی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا جہاں تک خلافت سے دستبردار ہونے کا تعلق ہے تو اگر تم مجھے سولی پر چڑھا دو گے تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے بنسبت اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ کے کام اور اس کی خلافت سے دستبردار ہو جاؤں۔

دوسری بات جہاں تک تمہاری جنگ کا معاملہ ہے تو میں تو کسی کو جنگ کرنے کا حکم نہیں دوں گا، جو بھی جنگ کرے گا وہ میرے حکم کے بغیر جنگ کرے گا اگر مجھے تم سے جنگ کرنا ہوتا تو میں فوج کو لکھ دیتا اور وہ میرے لئے فوجیں بھیج دیتا یا میں مصر اور عراق چلا جاتا۔ تم اللہ سے ڈرو اور اپنی اپنی جانوں پر رحم کرو اور اگر تم مجھ پر رحم کرنا نہیں چاہتے ہو اور مجھے قتل کرنا چاہتے ہو تو سمجھ لو اس سے خون ریزی پھیلے گی۔ پھر یہ لوگ وہاں سے چلے گئے اور اعلان جنگ کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور ان سے فرمایا کہ وہ جا کر ان کو لوٹا دیں انہوں کہا ''میں سال میں دو مرتبہ اللہ سے جھوٹ نہیں بولوں گا''۔

حضرت سعد کی ملاقات و اظہار بریت

ابو حبیبہ روایت کرتے ہیں کہ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے اس دن میں نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے اور پھر وہ وہاں سے نکلے اور پھر دروازے کے باہر جو مشاہدہ کیا اس پر وہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھتے رہے، مروان نے ان سے کہا آپ اب پشیمان ہو رہے ہیں آپ ہی نے تو اس کا احساس دلایا ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا استغفر اللہ! میرے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ لوگ اس حد تک جرأت کریں گے کہ انہیں شہید کرنے کے لئے تیار ہو جائیں، میں ان کے پاس گیا تھا انہوں نے اس وقت جو گفتگو کی ہے اس وقت نہ تم موجود تھے اور نہ تمہارے ساتھی موجود تھے انہوں نے تمام ناخوشگوار باتوں سے اظہار بریت کیا اور ان سے توبہ کی ہے اور یہ فرمایا ہے کہ میں ہلاکت کے کاموں کو طول دینا نہیں چاہتا ہوں اور ان تمام باتوں سے رجوع کرتا ہوں۔

مروان نے کہا کہ اگر آپ ان کی مدافعت کرنا چاہتے ہیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس جائیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وہاں سے روانہ ہو کر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے جو اس

وقت مزار نبوی اور منبر نبوی کے درمیان تشریف فرما تھے، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا اے ابوالحسن! آپ اٹھ کھڑے ہو جائیں، میرے والدین آپ پہ قربان ہوں ایک نیک کام کے لئے آپ کے پاس آیا ہوں، آپ اپنے چچازاد بھائی کے ساتھ صلہ رحمی کریں اور ان کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے ان کی جان بچائیں، اس کے بعد جیسا آپ جانتے ہیں ویسا ہی ہوگا کیونکہ خلیفہ نے اپنی طرف سے رضامندی کا اظہار کیا ہے۔

شہادت کی خبر

ابھی وہ دونوں باتوں ہی مصروف تھے کہ محمد بن ابی بکر آئے اور انہوں نے پوشیدہ طور پر ان سے کچھ کہا، اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرے ہاتھ کو پکڑا اور اٹھے اور فرمانے لگے ان کی یہ تو بہ کتنی اچھی ہے۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے گھر پہنچا تو میں نے یہ خبر سنی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت سے لے کر اب تک ہم مصیبت اور شر و فساد میں مبتلا ہیں۔

اہل مصر کی آمد کی اطلاع

ابوالخیر روایت کرتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف اہل مصر روانہ ہوئے تو حضرت عبداللہ بن سعد نے ایک تیز رفتار قاصد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف روانہ کیا تا کہ اہل مصر کی آمد کی ان کو اطلاع دیں، اور یہ بتا سکے کہ اہل مصر آپ کی طرف آرہے ہیں اور یہ ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ عمرہ کرنے آرہے ہیں درحقیقت ایسا نہیں ہے چنانچہ وہ قاصد حضرت عثمان رضی اللہ کے پاس پہنچا اور اس نے وہ تمام باتیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بتائیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو یہ پیغام بھجوایا کہ وہ ان مصریوں سے ہوشیار رہیں کیونکہ وہ لوگ اپنے خلیفہ کی مخالفت کر رہے ہیں۔

عبداللہ بن سعد نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کی کہ وہ ان کے پاس آنا چاہتے ہیں چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انھیں اجازت دی چنانچہ وہ بھی مصریوں کے پیچھے روانہ ہوئے، جب وہ ایلہ کے مقام پر پہنچے تو انہیں علم ہوا کہ اہل مصر نے ان کا محاصرہ کر لیا ہے۔

محمد بن ابی حذیفہ اس وقت مصر میں تھا جب اسے یہ اطلاع ملی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے ہیں اور عبداللہ بن سعد مصر سے روانہ ہو گئے ہیں تو اس نے موقع غنیمت جانتے ہوئے مصر پر قبضہ کر لیا اور لوگوں نے بھی ان کی اطاعت قبول کر لی چنانچہ عبداللہ بن سعد نے واپس آنا چاہا مگر محمد بن ابی حذیفہ نے انہیں روک دیا اس لئے وہ فلسطین چلے گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک وہ وہیں پہ مقیم رہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ

اہل مصر روانہ ہو کر مقام اسواف پہ پہنچے پھر انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا، حکیم بن جبلہ بصرہ سے سواروں کو لے کر آیا اور اشتر بھی اہل کوفہ کے ساتھ آیا اشتر اور حکیم بن جبلہ الگ رہے اور ابن عدیس اور اس کے ساتھیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کر لیا ان کی تعداد پانچ سو تھی ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا انچاس دنوں تک محاصرہ کیا اور بروز جمعہ ۱۸/ذی الحجہ ۳۵ھ کو شہید کر دیا۔

قتل کا منصوبہ

عبداللہ بن عباس بن ابی ربیعہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کچھ دیر باتیں کرتا رہا، آپ نے مجھ سے فرمایا اے ابن عباس! میرے ساتھ آؤ چنانچہ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور دروازے کی طرف آئے تو وہاں ہم نے کچھ باتیں سنی کوئی کہہ رہا تھا کہ تم کس بات کا انتظار کر رہے ہو؟ کوئی کہہ رہا تھا کہ ٹھہرو شاید وہ رجوع کریں۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اور وہ کھڑے ہی تھے کہ طلحہ بن عبید اللہ وہاں سے گذرے اور وہاں رک کر پوچھا ابن عدیس کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا وہ یہ ہیں، چنانچہ ابن عدیس ان کے پاس آئے تو انہوں نے ان سے کچھ سرگوشی کی پھر ابن عدیس اپنے ساتھیوں کے پاس گیا اور کہا کہ کسی شخص کو بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس نہ جانے دو اور نہ وہاں سے کسی کو نکلنے دو، یہ بات سننے کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ اس بات کا طلحہ بن عبید اللہؓ نے حکم دیا ہے۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ! تو مجھے طلحہ بن عبید اللہ سے بے نیاز کر دے کیونکہ اسی نے انہیں اکسایا ہے اور انہیں جمع کیا ہے، خدا کی قسم! مجھے توقع ہے کہ وہ اس سے خالی ہی جائے گا اور اس کا خون بہایا جائے گا کیونکہ اس نے میرے ساتھ وہ کیا ہے جو اسے جائز نہیں۔ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے "تین باتوں کے علاوہ کسی اور چیز میں کسی مسلمان کا خون بہانا جائز نہیں۔ یا تو کوئی شخص مسلمان ہونے کے بعد مرتد ہو جائے تو قتل کر دیا جائے یا کوئی شادی شدہ شخص زنا کرے تو اسے سنگسار کیا جائے، یا کوئی شخص کسی کو ناحق قتل کرے تو اس سے قصاص لیا جائے۔ مگر یہ لوگ مجھے کس جرم میں قتل کرنا چاہتے ہیں، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے مقام پر چلے گئے اور میں نے باہر جانا چاہا تو ان لوگوں نے مجھے روک دیا یہاں تک کہ محمد بن ابی بکر میرے پاس سے گذرے تو انہوں نے کہا اسے چھوڑ دو، پھر انہوں نے مجھے چھوڑ دیا۔

وقوعۂ شہادت کا عینی شاہد

عبدالرحمٰن بن ابزی بیان کرتے ہیں کہ میں نے آج وہ جگہ دیکھی جہاں سے یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے تھے یہ لوگ عمرو بن حزم کے گھر میں سے ایک تنگ راستہ سے وہاں داخل ہوئے، خدا کی قسم! ہم ابھی تک اس بات کو نہیں بھولے ہیں کہ تھوڑی دیر کے بعد سودان بن حمران نکلا اور کہنے لگا طلحہ بن عبید اللہ کہاں ہیں؟ ہم نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا۔

خانہ جنگی کا آغاز کرنے والا شخص

ابو حفصہ یمان بیان کرتے ہیں کہ میں ایک صحرا نشین عرب کا غلام تھا مروان نے مجھے پسند کیا اور اس نے مجھے، میری بیوی اور لڑکے کو خرید لیا اور پھر ہم سب کو آزاد کر دیا، اور پھر میں ان کے ساتھ رہنے لگا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور ہو گئے تو بنو امیہ ان کی حفاظت کرتے تھے اور مروان ان کے ساتھ ان کے گھر میں رہنے لگے تھے اور میں بھی مروان کے ساتھ تھا، اور فریقین کے درمیان میں نے ہی جنگ کو بھڑکایا تھا۔ ہوا یہ

تھا کہ میں نے قبیلہ اسلم کے ایک شخص کو گھر کی چھت سے نشانہ بنا کر قتل کر دیا اور اس کا نام نیار اسلمی تھا چنانچہ اس پر جنگ چھڑ گئی مروان نے بھی جنگ میں حصہ لیا یہاں تک کہ وہ گر پڑے میں انہیں اٹھا کر ایک بڑھیا کے گھر لے گیا اور ان کو وہاں لٹا کر دروازہ بند کر دیا۔

دشمن کے لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازوں کو آگ لگا دی جس کی وجہ سے ان کا کچھ حصہ جل گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا دروازہ اس لئے جلایا گیا ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی اور اہم کام کرنا مقصود ہے۔ اور فرمایا اب تم میں سے کوئی شخص اپنے ہاتھ کو حرکت نہ دے اس لئے کہ خدا کی قسم! اگر میں تم سے دور رہوں گا تو اس صورت میں بھی وہ چھلانگ لگا کر مجھے قتل کر دیں گے اور اگر میں تمہارے قریب رہوں گا تو وہ صرف مجھے قتل کریں گے اور دوسروں کی طرف توجہ نہیں دیں گے۔ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر سر تسلیم خم کر کے صبر کروں گا کہ "میں ایسی موت مروں گا جو اللہ تعالیٰ نے میری قسمت میں لکھی ہے"۔

مروان نے کہا جب تک مجھے کوئی آواز نہ سنائی دے گی اس وقت تک آپ کو کوئی شہید نہیں کر سکے گا یہ کہہ کر وہ تلوار لے کر نکل گئے۔

دوسری روایت

ابو حفصہ یمان بیان کرتے ہیں کہ جمعرات کے دن میں نے گھر کی چھت پر سے ایک پتھر لڑھکایا جس سے قبیلہ اسلم کا ایک شخص جس کا نام نیار اسلمی تھا ہلاک ہو گیا چنانچہ ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اس کے قاتل کو ان کے حوالہ کر دیا جائے تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کے قاتل کو نہیں جانتا ہوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے انکار کے بعد مخالفین رات بھر ہم پر آگ کے شعلے پھینکتے رہے اور جب صبح ہوئی تو کنانہ بن تمتاب نکلا اور اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک شعلہ تھا جسے لے کر وہ ہماری چھتوں کے پیچھے آل حزم کے گھر کے راستہ سے پہنچ گیا اور پھر مٹی کے تیل سے بھرے ہوئے شعلے ہم پر برساتے رہے، ہم نے دروازہ پر تھوڑی دیر تک ان سے جنگ کی، اس دوران وہ دروازے جل گئے تھے، اس کے بعد میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آواز سنی جو کہ وہ اپنے ساتھیوں سے فرما رہے تھے کہ آگ لگنے کے بعد اب کچھ نہ کیا جائے کیونکہ لکڑیاں جل گئی ہیں اور دروازے بھی جل گئے ہیں، اس لئے جو میرے فرمانبردار ہیں وہ اب اپنا گھر بچائیں، کیونکہ یہ لوگ صرف میرے قتل کے درپے ہیں، خدا کی قسم! یہ لوگ بہت جلد میرے قتل پر پشیمان ہوں گے، اور اگر یہ لوگ مجھے چھوڑ بھی دیں تو اس وقت بھی انہیں معلوم ہو گا کہ میں زندہ رہنا نہیں چاہتا ہوں کیونکہ میرا دل بہت خراب ہو گیا ہے، میرے دانت ٹوٹ چکے ہیں اور میری ہڈیاں نرم ہو گئی ہیں۔

پھر انہوں نے مروان سے کہا تم گھر میں بیٹھے رہو اور باہر نہ جاؤ مگر مروان نے ان کا حکم نہ مانا اور کہا خدا کی قسم! آپ کو کوئی شہید نہیں کر سکتا اور نہ کوئی آپ کا نقصان کر سکتا ہے جب تک کہ میں زندہ ہوں اور آواز کو سن سکتا ہوں یہ کہہ کر وہ باہر نکل آئے اس وقت میں نے کہا اب میرے آقا کو نہیں چھوڑا جائے گا چنانچہ میں ان کی حمایت کے لئے نکلا اس وقت ہماری تعداد بہت تھوڑی تھی۔ مروان رجز یہ اشعار پڑھ رہا تھا کہ کون مجھ سے مقابلہ کی سکت رکھتا ہے؟ ان کی زرہ کا نچلا حصہ ابھر آیا تھا جسے انہوں نے اپنے پٹکے سے ملا لیا تھا ان کے مقابلہ پر ابن النباع آگے آیا اور پیچھے سے اس کی گردن پر تلوار کا ایک وار کیا جو کارگر ثابت ہوا اور وہ زمین پر گر پڑے اور ان کی نبضیں ٹوٹ گئیں میں انھیں فوری طور پر

ابراہیم السعدی کی دادی فاطمہ بنت اوس کے گھر اٹھا کر لے گیا۔

اس واقعہ کے بدولت عبدالملک اور بنوامیہ آل سعدی کے ممنون و احسان مند ہیں۔

مروان سے مقابلہ

ابوبکر بن الحارث بن ہشام روایت کرتے ہیں میں نے عبدالرحمٰن بن عدیس بلوی کو دیکھا جو مسجد نبوی کی طرف اپنی پیٹھ موڑے ہوئے تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ محصور تھے اس وقت مروان بن حکم نکل کر کہنے لگے کون مقابلہ پر آئے گا، عبدالرحمٰن بن عدیس نے ابن عروہ سے کہا تم اس شخص کے مقابلہ کے لئے جاؤ چنانچہ ایک دراز قد نوجوان مقابلہ کے لئے نکلا اس نے اس کی زرہ کی کڑیاں ان کے پٹکے میں گھسا دیں ان کی وجہ سے وہ قدم نہ اٹھا سکے اور مروان گر پڑے ابن عروہ نے اس وقت ان کی گردن پر تلوار ماری۔

ابوبکر بن الحارث مزید کہتے ہیں کہ میں نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ اس وقت عبید بن رفاعہ زرقی مزید حملوں کے لئے بڑھا مگر ابراہیم بن عدی کی والدہ فاطمہ بن اوس اس پر بڑھیں اور کہنے لگی اگر تم اس کے گوشت سے کھیلنا چاہتے ہو تو یہ بری بات ہے اس پر وہ شخص مزید حملوں سے باز آیا۔

اس واقعہ کی وجہ سے خلفاء بنوامیہ اس عورت کے بہت احسان مند ہیں اور اس کا شکریہ ادا کرتے ہیں بلکہ اس کے بیٹے ابراہیم کو انہوں نے حاکم مقرر کیا۔

نیار کا قتل

حسین بن عیسیٰ کے والد روایت کرتے ہیں جب ایام تشریق ختم ہو گئے تو دشمنوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے حکم پر قائم رہے، دشمنوں نے اپنے مخصوص حضرات کو بلا بھیجا اور انھیں اکٹھا کر لیا اس وقت ایک بوڑھے آدمی جن کا نام نیار بن عیاض تھا وہ کھڑے ہوئے اور وہ صحابی تھے۔ وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں میں سے کسی نے تیر مار کر انھیں قتل کر دیا، لوگوں کا خیال ہے کہ کثیر بن صلت کندی نے ان پر تیر چلایا تھا۔

ان لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا نیار بن عیاض کے قاتل کو ہمارے سپرد کرو تا کہ ہم ان کے قصاص میں انہیں قتل کریں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس شخص کو قتل نہیں ہونے دوں گا جس نے میری مدد کی بالخصوص ایسی حالت میں جبکہ تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو جب انہوں نے یہ حالت دیکھی تو وہ ان کے دروازے پر جھپٹے اور اسے جلا دیا، اتنے میں مروان بن الحکم کچھ لوگوں کو لے کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر سے نکلے اسی طرح سعید بن العاص بھی ایک دستے کو لے کر آئے اور مغیرہ بن اخنس ثقفی بھی ایک چھوٹی سی جماعت کو لے کر آئے اور پھر گھمسان کی جنگ ہوئی۔

اس جنگ پر فریقین کو اس بات نے آمادہ کیا تھا کہ انھیں یہ اطلاع ملی تھی کہ بصرہ سے فوجی کمک آرہی ہے، اور وہ مدینہ سے ایک دن کے مسافت پر مقام صرار پر پہنچ گئے ہیں نیز اہل شام کی فوج بھی آرہی ہے اس لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے پر شدید جنگ ہونے لگی۔

اس جنگ میں مغیرہ بن اخنس ثقفی نے سخت حملہ کیا اور رجزیہ اشعار بھی پڑھ رہا تھا عبداللہ نے ان پر تلوار کا وار

کر کے انہیں قتل کر دیا۔ رفع بن رافع انصاری نے مروان پر تلوار سے حملہ کر کے انہیں گرا دیا اور انہوں نے اپنی دانست میں انھیں قتل کر دیا تھا، عبداللہ بن زبیر کو بھی کئی زخم آئے چنانچہ یہ لوگ شکست کھا کر گھر کے اندر چلے گئے اور اس کے دروازہ میں پناہ لی اور دروازے پر سخت جنگ ہوتی رہی، دروازے کی جنگ میں زیاد بن نعیم فہری اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دوسرے ساتھی شہید ہوئے اور یہ جنگ برابر ہوتی رہی یہاں تک کہ عمرو بن حزم انصاری نے اپنے گھر کا دروازہ کھول دیا جو حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے گھر کے قریب تھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آخری گفتگو

حضرت ابو سعید انصاری کے آزاد کردہ غلام ابو سعید روایت کرتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا تو ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے باہر جھانک کر فرمایا ''السلام علیکم،، بظاہر کسی نے جواب نہیں دیا ممکن ہے اپنے دل میں اس کا جواب دیا ہو پھر آپ نے فرمایا میں تمہیں خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے رومہ کا کنواں اپنے مال سے خریدا تھا جس کا پانی شیریں تھا اس میں ایک عام مسلمان کی طرح میرا بھی حصہ تھا لوگوں نے کہا ہاں، پھر آپ نے فرمایا پھر مجھے اس کے پانی پینے سے کیوں روکا جا رہا ہے اور حال یہ ہے کہ میں سمندر کے پانی سے افطار کر رہا ہوں۔

پھر آپ نے فرمایا میں تم سے اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے اس قدر اراضی خرید کر مسجد نبوی میں توسیع کی؟ لوگوں نے کہا ہاں، اس پر آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے کبھی کسی شخص کو مسجد نبوی میں نماز پڑھنے سے روکا ہو؟ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی کی شان میں اس قدر فضیلت بیان کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی مفصل کتاب میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

اس پر لوگوں نے کہا امیر المؤمنین کو چھوڑ دو، اس موقع پر اشتر نے کہا یہ تمہارے ساتھ دھوکہ کر رہے ہیں، آپ نے دوبارہ بھی ان سے مخاطب ہو کر وعظ ونصیحت کی مگر اس نصیحت کا ان پر کوئی اثر نہیں ہوا چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دروازہ کھول کر قرآن مجید کا ایک نسخہ اپنے سامنے رکھ لیا، اس کی وجہ یہ ہوئی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رات کو یہ خواب دیکھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے تھے ''آپ آج رات ہمارے ساتھ افطار کریں،،

محمد بن ابی بکر کی بدتمیزی اور آپ کا قتل

ابو المعتمر، حسن کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں، محمد بن ابی بکر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور پھر انہوں نے آپ کی داڑھی پکڑ لی اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم نے جس چیز کو پکڑا ہے اور جس طرح کا سلوک تم مجھ سے کر رہے ہو ایسی حرکت تمہارے والد ابو بکر نہیں کرتے تھے اس پر اس نے آپ کو چھوڑ دیا اور چلا گیا، اس کے بعد ایک اور شخص آپ کے پاس آیا جسے سیاہ موت کہا جاتا ہے اس نے آپ کا گلا گھونٹ دیا اور پھر اسے ہلا کر چلا گیا، وہ کہتا ہے میں نے ان کے حلق سے زیادہ نرم چیز نہیں دیکھی جب میں نے ان کا گلا گھونٹا تو میں نے محسوس کیا کہ ان کی روح جنات کی روح کی طرح ان کے جسم میں حرکت کر رہی تھی۔

ابو سعید روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا تو آپ نے ان سے فرمایا میرے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب ہے اس وقت آپ کے سامنے قرآن کریم تھا اس شخص نے تلوار سے آپ پر حملہ

کیا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اس کو روکا لیکن آپ کا گلا کٹ گیا۔

جبکہ دوسری روایت میں یہ مذکور ہے کہ تجیبی اندر گیا تو اس نے بھالا مارا جس سے اس آیت کریمہ پر آپ کا خون گرا **فسیکفیکھم اللہ وھو السمیع العلیم**۔

راوی کا بیان ہے کہ وہ خون اسی طرح قرآن کریم کے اس نسخہ میں چپکا رہا اسے صاف نہیں کیا گیا۔ ابوسعید کی روایت کے مطابق آپ کی زوجہ محترمہ نائلہ بنت الفراقصہ کو آپ کی شہادت کا علم ہوا تو وہ نوحہ کرنے لگیں۔

آخری خطبہ

بدر بن عثمان اپنے چچا کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجمع کے سامنے جو آخری خطبہ دیا وہ یہ تھا ''درحقیقت اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا اس لئے عطاء کی ہے کہ تم اس کے ذریعہ آخرت کو حاصل کرو، اس نے یہ دنیا اس لئے نہیں دی ہے کہ تم اس کی طرف مائل ہو جاؤ کیونکہ دنیا فانی ہے اور آخرت باقی رہنے والی ہے، تم لوگ اس فانی دنیا پر نہ اتراؤ کہ کہیں تمہیں باقی رہنے والی آخرت سے غافل نہ کردے، تم غیر فانی کو فانی پر ترجیح دو، دنیا ختم ہونے والی ہے اللہ کی طرف تمہیں جانا ہوگا۔

نیز تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ اس کا خوف اس کے عذاب سے ڈھال کا کام دے گا اور اس تک پہنچنے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ اللہ کے عذاب سے ڈرتے رہو، اپنی جماعت کے ساتھ مل کر رہو گروہ بندیوں میں مبتلا نہ ہو جاؤ بلکہ اللہ کی مہربانیوں اور احسانات کو یاد کرتے رہو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں محبت پیدا کی اور تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے ہو۔

سیف کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس مجلس میں اپنے ضروری کام نمٹائے اس کے بعد آپ نے صبر کرنے کو پسند فرمایا اور اللہ کی بنائی ہوئی تقدیر پر شاکر رہنے کا فیصلہ کیا، آپ نے مسلمانوں سے فرمایا تم باہر چلے جاؤ اور دروازہ پر رہو اور ان لوگوں سے ملو جنہوں نے مجھے محصور کر رکھا ہے۔

اہل مدینہ کو الوداع

پھر آپ نے حضرت طلحہ، زبیر، علی رضی اللہ عنہم اور چند دیگر مخصوص لوگوں کو اپنے پاس بلایا اور پھر فرمایا اے لوگو! بیٹھ جاؤ تمام لوگ بیٹھ گئے پھر آپ نے فرمایا اے اہل مدینہ! میں تمہیں اللہ کی سپرد کرتا ہوں اور اس سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میرے بعد تمہیں اچھا خلیفہ عطاء فرمائیں۔ میں آج کے بعد پھر کسی کے پاس نہیں آؤں گا یہاں تک کہ اللہ میرے بارے میں کوئی فیصلہ صادر فرمائے میں ان لوگوں سے اور ان سے جو میرے دروازے کے عقب میں موجود ہے کوئی تعلق نہیں رکھوں گا، اور ان سے کوئی ایسی بات نہیں کہوں گا جس کی بدولت وہ دین و دنیا میں کوئی فائدہ اٹھا سکیں بلکہ اللہ تعالیٰ جو چاہے گا وہ کرے گا۔

پھر آپ نے اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ واپس چلے جائیں اور آپ نے واپس جانے کے لئے انہیں قسم دلائی چنانچہ وہ سب واپس لوٹ گئے البتہ حسن بن علی، محمد، اور ابن الزبیر وغیرہ اپنے والدین کے حکم کے مطابق دروازے پر بیٹھے رہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خانہ نشین ہو گئے۔

امدادی فوجوں کی اطلاع

سیف کی روایت کے مطابق حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا محاصرہ چالیس دن رہا اور ان باغیوں کا قیام ستر دن رہا، جب محاصرہ کے اٹھارہ دن ہو گئے تو انہیں اطلاع ملی مختلف ممالک سے امدادی فوجیں آ رہی ہیں شام سے حبیب آ رہے ہیں، مصر سے معاویہ اپنے لشکر کے ساتھ آ رہے ہیں اور کوفہ سے قعقاع امدادی فوج لے کر آ رہے ہیں اور نیز یہ بھی اطلاع ہے کہ مجاشع بھی روانہ ہو گئے ہیں جب انہیں یہ خبر ملی تو انہوں نے لوگوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آنے اور ان سے ملنے سے روک دیا اور ان کے گھر میں کسی بھی چیز کے جانے پر پابندی لگا دی یہاں تک کہ پانی بھی بند کر دیا البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ضرورت کی کچھ چیزیں لے کر آ جاتے تھے اس دوران یہ لوگ بہانہ تلاش کرنے لگے مگر انہیں جنگ کرنے کے لئے کوئی بہانہ نہ مل سکا اس لئے ان باغیوں نے آپ کے گھر پر پتھر پھینکے اور ان کا مقصد یہ تھا کہ جواب میں وہاں سے بھی پتھر پھینکے جائیں تا کہ وہ یہ کہہ سکیں کہ ہمارے ساتھ جنگ کی گئی تھی۔

یہ واقعہ رات کے وقت ہوا، ان کے پتھر پھینکنے پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پکار کر فرمایا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے ہو؟ کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ گھر میں میرے علاوہ اور کوئی نہیں ہے یہ لوگ بولے نہیں، خدا کی قسم! ہم نے آپ پر پتھر نہیں پھینکے اس پر آپ نے فرمایا پھر ہم پر کس نے پتھر پھینکے؟ انہوں نے کہا اللہ نے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو اگر اللہ کو ہم پر پتھر پھینکنا ہوتا تو اس کا نشانہ خطا نہ جاتا مگر تمہارا نشانہ خطا گیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے پڑوسی آل حزم کی طرف متوجہ ہوئے اور عمرو کے فرزند کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف اس پیغام کے ساتھ بھیجا کہ ان لوگوں نے ہمارا پانی بھی بند کر دیا ہے اگر ہو سکے پانی بھیج دو۔

آپ نے طلحہؓ، زبیرؓ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواج مطہرات نبوی کی طرف بھی پیغام بھیجے چنانچہ سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا مدد کے لئے آئیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ صبح سویرے تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! تم جو حرکتیں کر رہے ہو وہ نہ مؤمنوں جیسی ہیں اور نہ کافروں جیسی ہیں تم اس شخص کی ضروریات کو بند نہ کرو کیونکہ روم و فارس کے جو لوگ گرفتار کئے جاتے ہیں انہیں بھی ہم کھانا پینا مہیا کرتے ہیں اس شخص نے تمہارے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کیا ہے تو پھر تم اسے کس وجہ سے محصور کر رہے ہو اور انہیں قتل کرنا چاہتے ہو؟ اس پر ان لوگوں نے کہا، خدا کی قسم ہم انہیں کھانے پینے نہیں دیں گے۔ اس پر آپ نے اپنا عمامہ گھر میں پھینک کر فرمایا میں نے جو کچھ تم لوگوں سے کہا تھا اس کے لئے میں نے کوشش بھی کی ہے، اس کے بعد آپ واپس چلے گئے۔

ام المؤمنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے بدسلوکی

حضرت ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اپنے خچر پر سوار ہو کر پانی کا ایک مشکیزہ لے کر آئیں تو لوگوں نے کہا ام المؤمنین ہیں، ان لوگوں نے ان کے خچر کے منہ پر طمانچہ مارا تو آپ نے فرمایا بنوامیہ کے وصیت نامے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس ہیں، اس لئے میں ان سے ملنا چاہتی ہوں تا کہ میں ان کے بارے میں معلومات حاصل کروں کہیں ایسا نہ ہو کہ یتیموں اور بیواؤں کے مال و جائداد ضائع ہو جائیں۔ ان باغیوں نے کہا کہ آپ جھوٹ بول رہی ہیں اس کے بعد ان لوگوں نے خچر کی رسی تلوار سے کاٹ دی جس کی وجہ سے خچر بدکنے لگا اور حضرت ام حبیبہ

گرنے لگیں ''نعوذ باللہ''، کچھ لوگوں نے انہیں پکڑ لیا قریب تھا کہ انھیں قتل کر دیا جائے لیکن کچھ دوسرے لوگوں نے آپ کو گھر پہنچا دیا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بے بسی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس موقع پر حج کے ارادے سے نکلیں اور انہوں نے اپنے بھائی کو ساتھ چلنے کے لئے کہا لیکن انہوں نے انکار کیا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اگر میرے امکان میں ہوتا تو میں ضرور ان لوگوں کو اس کام سے روکتی۔

حنظلہ الکاتب محمد بن ابی بکر کے پاس پہنچے اور ان سے کہا ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تمہیں اپنے ساتھ چلنے کو کہتی ہیں لیکن تم ساتھ جانے سے انکار کرتے ہو مگر یہ عرب کے بھیڑیئے تمہیں ناجائز کام کی دعوت دیتے ہیں تو تم ان کے پیچھے لگ جاتے ہو، اس پر محمد بن ابی بکر نے کہا اے ابن التمیمہ! تمہارا اس معاملہ سے کیا تعلق ہے؟ اس نے کہا اگر یہ معاملہ خلافت غالب آنے والوں کی طرف لوٹ گیا تو بنو عبد مناف تم پر غالب آ جائیں گے، اس کے بعد یہ کوفہ چلے گئے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روانگی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اہل مصر پر سخت ناراض ہو کر حج کے لئے روانہ ہوئیں تو مروان بن حکم ان کے پاس آیا اور کہا اے ام المؤمنین! اگر آپ یہاں رہتی تو شاید لوگ آپ کی باتوں سے حضرت عثمان رضی للہ عنہ کی حفاظت کر سکتے، اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ میرے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جائے جو ام حبیبہ کے ساتھ کیا گیا پھر مجھے کوئی ایسا شخص بھی نہ ملے جو میری حفاظت کرے، خدا کی قسم! مجھے نہیں معلوم کہ ان لوگوں کا معاملہ کہاں تک پہنچے گا۔

جب حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس بات کا علم ہوا کہ ان باغیوں نے حضرت علی اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ بدسلوکی کی ہے تو وہ بھی خانہ نشین ہو گئے صرف آل حزم دشمن سے بچ بچا کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پانی مہیا کرتے تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف سے ہدایت

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو بلوایا اس وقت وہ دروازے پر نگرانی کر رہے تھے آپ نے فرمایا تم موسم حج کے امیر ہو، وہ بولے اے امیر المؤمنین! خدا کی قسم ان لوگوں سے جہاد کرنا مجھے حج سے زیادہ مرغوب و پسندیدہ ہے، آپ نے انہیں فرمایا کہ تم حج کے لئے روانہ ہو جاؤ اس تاکید و اصرار پر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما حج کے لئے امیر حج بن کر روانہ ہوئے۔

اس کے بعد آپ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو وصیتیں فرمائیں، البتہ اس میں روایات کا اختلاف ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت وہاں موجود تھے یا اس سے پہلے روانہ ہو گئے تھے۔

اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مخاطب کر کے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"یاقوم لایجرمنکم شقاقی ان یصیبکم مثل مااصاب قوم نوح اوقوم ھود اوقوم صالح،،

اے میری قوم! ایسا نہ ہو کہ میری مخالفت کی وجہ سے تم پر وہ عذاب آئے جو حضرت نوح، حضرت ہود اور حضرت صالح علیہم السلام کی قوم پر نازل ہوا تھا۔

پھر آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! تو ان گروہوں کے ارادوں کے درمیان حائل ہو جا جیسا کہ ان سے پہلے کی جماعتوں کے ساتھ کیا گیا تھا۔

لیلیٰ کی نصیحت

عمرو بن محمد روایت کرتے ہیں کہ لیلیٰ بنت عمیس نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو بلا بھیجا جب یہ دونوں آئے تو آپ نے فرمایا چراغ خود تو فنا ہو جاتا ہے لیکن دوسروں کو فائدہ پہنچاتا ہے اس لئے تم اس شخص کے مجرم نہ بنو جو تمہارے ساتھ بدسلوکی نہیں کرتا ہے کیونکہ تم آج جو کام کر رہے ہو کل دوسرے اس سے فائدہ اٹھائیں گے۔ اس لئے تم اس بات سے ڈرو کہ تمہارا یہ فعل تمہارے لئے ہمیشہ حسرت نہ بن جائے۔

یہ بات سن کر وہ دونوں اپنے رویوں پر اڑے رہے اور ناراض ہو کر نکل آئے اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ عثمان نے ہمارے ساتھ جو کچھ کیا ہے، ہم اسے فراموش نہیں کر سکتے وہ بولیں عثمان نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے؟

مخالفت کا اندیشہ

سیف روایت کرتے ہیں کہ انہی دنوں بہت سارے لوگ حج کے لئے آئے ہوئے تھے اور سب کو اہل مصر کی اس حرکت کا پتہ چلا تو لوگوں نے اپنی نفرت کا اظہار کیا اور جب اس کا علم اہل مصر کو ہوا تو انہیں مخالفت کا اندیشہ ہوا لہذا شیطان نے ان کو ورغلایا تو انہوں نے کہا کہ ہم مصیبت میں پھنس گئے ہیں اور اس سے اسی وقت نکل سکتے ہیں جب ہم عثمان کو قتل کر دیں اس صورت میں لوگ ہم سے بے تعلق ہو سکیں گے، لہذا نجات کی یہی صورت باقی بچی ہے چنانچہ یہ لوگ اکٹھے ہو کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دروازے پر پہنچے تو ان کا حسن، ابن الزبیر، محمد بن طلحہ، مروان بن حکم اور سعید بن العاص نے مقابلہ کیا اور یہ لوگ صحابہ کرام کے فرزند تھے ان حضرات نے ان باغیوں کا بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں گھر کے اندر سے چلا کر فرمایا تم لوگ میری مدد کرنے سے آزاد ہو مگر ان حضرات نے پھر بھی دروازہ کھولنے سے انکار کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تلوار اور ڈھال لے کر خود نکلے تا کہ ان حضرات کو منع کریں، جب مصریوں نے آپ کو دیکھا تو وہ پیچھے ہٹ گئے تو یہ حضرات ان کے پیچھے بھاگے آپ نے پھر انہیں منع فرمایا تو یہ لوگ واپس آ گئے، آپ نے صحابہ کرام کو قسم دلائی کہ وہ اندر آ جائیں چنانچہ یہ حضرات اندر آ گئے اور مصریوں کے لئے دروازہ بند کر دیا گیا۔

مغیرہ بن اخنس

مغیرہ بن اخنس شریق ان لوگوں میں سے تھے جو حج کر کے جلد واپس آ گئے تھے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت سے قبل وہاں پہنچ گئے تھے چنانچہ وہ اس جنگ میں شریک ہوئے تھے اور گھر کے اندر آنے والوں میں وہ بھی

شامل تھے اور اندر آکر دروازے کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا ''اگر ہم نے آپ کو اکیلا چھوڑ دیا تو قیامت کے دن اللہ کو کیا منہ دکھائیں گے جبکہ ہم مرتے دم تک ان کا مقابلہ کر سکتے ہیں،،

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا معمول اور باغیوں کی طرف سے حملہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان دنوں قرآن کریم کی تلاوت کو اپنے معمول کا حصہ بنایا ہوا تھا آپ جب نماز پڑھتے تھے تو آپ کے قریب قرآن مجید کا نسخہ رکھا رہتا تھا جب آپ نماز سے فارغ ہو جاتے تو آپ بیٹھ کر قرآن کریم کو ناظرہ پڑھتے تھے، صحابہ کرام تلاوت قرآن کو بھی عبادت کا حصہ سمجھتے تھے۔

جب مصریوں نے دیکھا کہ نہ تو دروازہ پر کوئی ان کے مقابلہ کے لئے آرہا ہے اور نہ وہ اندر جا پا رہے ہیں تو وہ آگ لے کر آئے اور اس سے دروازہ اور چھت میں آگ لگا دی جب دروازہ اور چھت کی لکڑیاں جل گئی تو چھت دروازے پر گر گئی اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اس لئے گھر میں موجود افراد فوراً نکلے تا کہ ان باغیوں کو اندر آنے سے روکیں، سب سے پہلے ان کے مقابلہ کے لئے حضرت مغیرہ بن اخنس رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے نکلے: اسی طرح حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ بھی رجز یہ اشعار پڑھتے ہوئے باہر آئے اسی طرح محمد بن طلحہ اور سعید بن العاص بھی رجز یہ شعر پڑھتے ہوئے نمودار ہوئے، آخر میں حضرت عبداللہ بن زبیر نکلے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ وصیت کے مطابق اپنے والد کے پاس چلے جائیں اور انہیں یہ بھی ہدایت فرمائی کہ وہ لوگوں سے کہیں کہ وہ اپنے اپنے گھروں کو جائیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ آخر میں آئے اور لوگوں کو آخر دم تک آمادہ کرتے رہے یہاں تک وہ لوگ شہید ہو گئے۔

نماز و تلاوت

جس وقت باغیوں نے دروازہ جلایا اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ نے یہ سورت شروع کر رکھی تھی۔

''طٰہٰ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی،، (پارہ ۱۶)

طٰہٰ۔ ہم نے قرآن کریم اس لئے تم پر نازل نہیں کیا کہ تم بد بخت رہو۔

آپ بہت زود خواں تھے آپ تلاوت میں نہ تو غلطی کرتے تھے اور نہ اٹکتے تھے یہاں تک کہ آپ نے ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے نماز ختم کر لی تھی پھر آپ بیٹھ کر قرآن کریم کی تلاوت فرمانے لگے اور یہ آیت تلاوت فرمائی:

''الذین قال لھم الناس ان الناس قدجمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا وقالوا حسبنا اللہ ونعم الوکیل،، (پارہ ۴)

''یہ وہ مسلمان ہے کہ جب لوگ ان سے کہتے ہیں کہ دشمن تمہارے لئے اکٹھے ہو گئے ہیں تم ان سے ڈرو تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ یہ کہتے ہیں اللہ ہی ہمارے لئے کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے،،

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کی حمایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس وقت تشریف لائے جب ایک مختصر جماعت کے علاوہ لوگ گھر سے پیچھے

ہٹ رہے تھے اور یہ جماعت جنگ کر رہی تھی تو وہ بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور فرمایا میں تمہارے لئے نمونہ ہوں اور یہ وہ دن ہے کہ جس میں جنگ کرنا ہی بہت عمدہ ہے فرمایا:

"یاقوم! مالی ادعوکم الی النجاۃ وتدعوننی الی النار"

اے میری قوم! کیا بات ہے کہ میں تمہیں نجات کی طرف بلا رہا ہوں اور تم مجھے آگ کی طرف بلا رہے ہو؟

مروان کا مقابلہ

اس دن مروان بھی مقابلہ کے لئے آگے بڑھے اور باغیوں کو للکارتے ہوئے بولے کوئی مرد ہے؟ چنانچہ قبیلہ لیث کا ایک شخص جس کا نام نباع تھا مقابلہ کے لئے نکلا چنانچہ دونوں کا مقابلہ شروع ہوا مروان نے اس کی ٹانگوں کے نچلے حصہ پر تلوار ماری اور اس نے مروان کی گردان پر تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ گر پڑے اس کے بعد ہر فریق اپنے اپنے آدمیوں کو اٹھا کر لے گئے۔

مغیرہ بن اخنس کی شہادت

مغیرہ بن اخنس بھی للکارتے ہوئے باہر نکلے اور کہا کون مقابلہ کے لئے آتا ہے؟ چنانچہ ان کے مقابلہ کے لئے بھی ایک آدمی نکلا اور وہ دونوں بہادری کے ساتھ جنگ کرنے لگے، مغیرہ بن اخنس رجز یہ اشعار پڑھ رہے تھے، کچھ لوگوں نے کہا مغیرہ بن اخنس شہید ہو گئے ہیں اس پر قاتل نے بھی کہا انا للہ وانا الیہ راجعون، اس پر عبدالرحمٰن بن عدیس نے اس سے کہا تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا جس طرح سویا ہوا آدمی کوئی خواب دیکھتا ہے اسی طرح میں نے بھی دیکھا کہ مجھ سے کہا گیا مغیرہ بن اخنس کے قاتل کو دوزخ کی بشارت حاصل ہو چنانچہ میں اس میں مبتلا ہو گیا۔

باغیوں کا گھر کے اندر گھسنا

قباث کنانی نے نیار بن عبداللہ اسلمی کو قتل کر دیا پھر یہ لوگ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر میں پڑوس کے گھروں میں سے ہوتے ہوئے گھس آئے یہاں تک کہ ان سے گھر بھر گیا مگر جو لوگ دروازہ پر تھے انہیں محسوس بھی نہیں ہوا، آخر کار قبائل کے لوگ اپنے فرزندوں کو لے کر آگئے کیونکہ ان کا امیر مغلوب ہو چکا تھا۔

عثمانؓ کی الہامی قوت

ان باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنے کے لئے کسی شخص کو بلایا چنانچہ ایک شخص اس کے لئے تیار ہوا اور وہ گھر کے اندر گیا اور کہنے لگا آپ معزول ہو جائیں تو ہم آپ کو چھوڑ دیں گے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا خدا کی قسم! تم پر افسوس ہے میں نے نہ تو دور جاہلیت میں اور نہ دور اسلام میں کسی عورت سے بدکاری کی اور نہ میں نے گانا گایا اور نہ کوئی بری تمنا کی، اور جب سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی ہے میں نے اپنی شرمگاہ پر بھی ہاتھ نہیں رکھا اس لئے میں اس خلافت کی قمیص کو نہیں اتاروں گا جو مجھے اللہ نے پہنائی ہے اور میں اپنے اس مقام پر قائم رہوں گا یہاں تک اللہ نیک بختوں کو عزت عطاء فرمائے گا اور بد بختوں کو ذلیل اور رسوا کرے گا اس پر وہ شخص نکل کر باہر چلا گیا۔

لوگوں نے پوچھا تم نے کیا کہا؟ وہ بولا، خدا کی قسم! ہم معلق ہو گئے ہمیں لوگوں سے ان کا قتل ہی بچا سکتا ہے

لیکن میرے لئے ان کا قتل کرنا ممکن نہیں ہے۔اس کے بعد انہوں نے قبیلہ لیث کے ایک آدمی کو اندر بھیجا، وہ شخص اندر گیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا تم کون سے قبیلہ سے ہو؟ وہ بولا میں لیثی ہوں، آپ نے فرمایا تم میرے قاتل نہیں ہو سکتے ہو، وہ بولا کیسے؟ آپ نے فرمایا کیا تم جب چند افراد کے ساتھ آئے تھے تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں دعا نہیں دی تھی کہ تم اس قسم کے دنوں میں محفوظ رہو گے؟ وہ بولا ہاں، آپ نے فرمایا اس لئے تم تباہ و برباد نہیں ہو گے۔اس پر وہ شخص واپس لوٹ گیا اور جماعت کو چھوڑ کر چلا گیا۔

اس کے بعد ان لوگوں نے قبیلہ قریش کا ایک شخص بھیجا جب وہ اندر گیا تو اس نے کہا اے عثمان! میں تمہارا قاتل ہوں۔آپ نے فرمایا ہرگز نہیں تم مجھے قتل نہ کرو، وہ بولا کیوں؟ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فلاں دن تمہارے لئے استغفار کیا تھا اس لئے تم خون بہانے کے مرتکب نہیں ہو گے، اس پر وہ استغفار کرتا ہوا لوٹ گیا اور اس نے بھی اپنے ساتھیوں کو چھوڑ دیا۔

عبداللہ بن سلام کی نصیحت

اتنے میں حضرت عبداللہ بن سلام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے کے پاس آ کر کھڑے ہوئے اور لوگوں کو آپ کے قتل سے منع کرنے لگے، انہوں نے فرمایا اے لوگو! تم اپنے اوپر اللہ کی تلوار کو نہ نکالو، خدا کی قسم! اگر تم اس تلوار کو نیام سے باہر نکالو گے تو تم دوبارہ اس تلوار کو نیام کے اندر نہیں رکھ سکو گے، تم پر افسوس ہے کہ تمہارا حاکم آج تم پر درہ لے کر پھرتا ہے اگر تم اسے قتل کر دو گے تو کل آنے والا حاکم بزور شمشیر تم پر حکومت کرے گا، یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ تمہارا مدینہ فرشتوں کی حفاظت پر ہے اگر آج تم نے اسے قتل کر دیا تو وہ فرشتے اس شہر کو چھوڑ کر چلے جائیں گے، اس پر لوگوں نے کہا اے یہودی عورت کے فرزند! تمہارا ان باتوں سے کیا تعلق ہے؟ چنانچہ پھر وہ واپس چلے گئے۔

محمد بن ابی بکر کی واپسی

آخری شخص جو اندر جا کر واپس آ گیا وہ محمد بن ابی بکر تھا جب وہ اندر گئے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم پر افسوس ہے کیا تم اللہ پر غصہ کرتے ہو؟ کیا میں نے تمہارے ساتھ کوئی جرم کیا ہے؟ حالانکہ میں نے تمہارے ساتھ حق وانصاف کے ساتھ معاملہ کیا، اس پر وہ بھی لوٹ آئے۔

جب محمد بن ابی بکر بھی واپس آ گئے اور لوگوں نے دیکھا کہ وہ شکستہ دل ہو رہے ہیں تو قتیرہ، سودان بن حمران جو دونوں قبیلہ سکوان سے تعلق رکھتے تھے اور کوفہ کے رہنے والے تھے یہ دونوں اس کام کے لئے تیار ہوئے اور ان دونوں کے ساتھ غافقی بھی شریک ہوا غافقی نے ہی ان پر لوہا مارا اور قرآن کریم کے نسخہ پر لات ماری جو گھوم کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے آ گیا اور اس پر ان کا خون گرا، سودان بن حمران بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تلوار کا وار کرنے کے لئے بڑھا تو آپ کی زوجہ نائلہ بنت فراقصہ اس کے درمیان حائل ہوئی اور اس کی تلوار پکڑ لی جس سے ان کے ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں۔

خلیفہ سوم کی شہادت

آخر کار اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر تلوار کی ضرب مار کر شہید کر دیا، اس وقت کچھ لوگوں کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلام بھی پہنچے تا کہ وہ آپ کی مدد کر سکے جب انہوں نے دیکھا کہ سودان نے آپ پر تلوار کا وار کیا ہے تو کچھ لوگ اس پر حملہ آور ہوئے اور اس پر وار کر کے اس کو قتل کر دیا، اور قتیرہ نے اس غلام پر وار کر کے اس غلام کو شہید کر دیا۔

پھر ان باغیوں نے جو کچھ گھر میں تھا وہ سب لوٹ لیا اور گھر کے دیگر افراد کو نکال دیا اور پھر اس گھر کو بند کر دیا وہاں تین لاشیں تھیں۔

جب وہ گھر نکلے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دوسرے غلام نے قتیرہ پر حملہ کر کے اسے بھی قتل کر دیا، اس دوران ان باغیوں نے گھر کے چاروں طرف گشت کیے اور جو کچھ انہیں ملا سب اٹھا لیا یہاں تک کہ خواتین کے بدن پر جو کچھ تھا اسے بھی چھین لیا ایک شخص نے حضرت نائلہ کی چادر تک چھین لی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ایک غلام نے اسے دیکھ لیا تو انہوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔

گھر میں انہوں نے اعلان کیا کہ بیت المال کو حاصل کرو، اس کی طرف نہ بڑھو، بیت المال کے محافظوں نے جب ان کی یہ بات سنی تو انہوں نے ایک دوسرے سے کہا بھاگ چلو کیونکہ یہ لوگ دنیا کے طلب گار ہیں چنانچہ وہ محافظ بھی بھاگ گئے اور پھر ان باغیوں نے اس بیت المال کو بھی لوٹ لیا۔

غم اور خوشی کا اظہار

اس موقع پر دو قسم کے لوگ تھے نیک لوگ ماتم اور افسوس کر رہے تھے اور رو رہے تھے اور باغی لوگ خوشیاں بنا رہے تھے۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مدینہ سے نکل آئے تھے اور مکہ المکرمہ کے راستے میں مقیم ہو گئے تھے تا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر وہاں موجود نہ رہیں جب انہیں وہاں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع ملی تو انہوں نے فرمایا ”انا للہ وانا الیہ راجعون،، اللہ تعالیٰ عثمان پر رحم کرے اور ان کا مددگار رہے، ان سے کہا گیا یہ لوگ اب پشیمان ہو رہے ہیں آپ نے فرمایا انہوں نے بری سازش کی اور جو وہ چاہتے تھے وہ پورا نہیں ہو سکا اب تو ان کے لئے ہلاکت ہے، پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

فلا یستطیعون توصیۃ ولا الی اھلھم یرجعون (پارہ ۲۳، سورۃ یٰسین)

وہ نہ وصیت کر سکتے اور نہ ہی اپنے گھر والوں کی طرف لوٹ سکتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مذمت

حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہیں بتایا گیا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں تو آپ نے فرمایا اب یہ لوگ پشیمان ہوں گے اور آپ نے یہ آیت پڑھی جس کا ترجمہ یہ ہے ”یہ لوگ شیطان کی طرح ہیں کہ وہ انسان سے کہتا ہے کہ تم کفر اختیار کرو اور جب وہ کافر بن جاتا ہے تو پھر وہ شیطان کہتا ہے میں تم سے بری الذمہ ہوں میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔،،

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی بددعا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا گیا تو پتہ چلا کہ وہ اپنے باغ میں ہیں، دراصل انہوں نے پہلے ہی سے کہہ دیا تھا کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر موجود نہیں ہوں گا، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع دی گئی تو آپ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کی کوشش اس دنیاوی زندگی ہی میں بے کار گئی حالانکہ ان کا خیال تھا کہ وہ ایک اچھا کام کر رہے ہیں، پھر آپ نے دعا فرمائی اے اللہ! تو انہیں اپنے کاموں میں پشیمان بنا اور پھر انہیں اپنی گرفت میں لے۔

مغیرہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مشورہ

مغیرہ بن شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جو حالت نظر آ رہی ہے ایسا لگتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے اور اگر وہ شہید ہو گئے اور آپ مدینہ میں رہے تو لوگ تم پر اعتراض کریں گے اس لئے تم یہاں سے نکل جاؤ اور فلاں مقام پر رہو اور اگر تم یمن کے کسی غار میں ہو گے تو لوگ تمہیں تلاش کر لیں گے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کا مشورہ نہیں مانا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی ثابت قدمی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بائیس دن تک محصور رہے آخر کار ان باغیوں نے آپ کے گھر کے دروازے کو جلا دیا اور اس وقت گھر میں بہت سے حضرات موجود تھے جن میں عبداللہ بن زبیر اور مروان بھی شامل تھے یہ لوگ آپ سے اس بات پر اصرار کر رہے تھے کہ انہیں جنگ کرنے کی اجازت دیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک بات کہی تھی میں اس پر صابر ہوں یہ لوگ دروازہ نہیں جلا رہے ہیں بلکہ اس سے بھی بڑی بات کا مطالبہ کر رہے ہیں اس لئے میری طرف سے جنگ کرنے کی ممانعت ہے، اس پر سب لوگ باہر نکل گئے۔ آپ نے قرآن مجید کا ایک نسخہ منگوایا اور اس میں دیکھ دیکھ کر پڑھنے لگے، اس موقع پر حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما آپ کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا کہ تمہارے والد اس وقت ایک بہت بڑے کام میں مصروف ہیں اس لئے میں تمہیں قسم دلاتا ہوں کہ تم ان کے پاس چلے جاؤ۔

اس کے بعد آپ نے قبیلہ ہمدان کے ایک شخص جس کا نام ابو کرب ہے اور انصار میں سے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ بیت المال کے دروازے پر کھڑے رہیں اور اس کی حفاظت کریں، اس وقت بیت المال میں صرف دو بوریاں تھیں۔

عبداللہ بن زبیر اور مروان نے دشمنوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا، محمد بن ابی بکر نے ابن الزبیر اور مروان کو دھمکایا اور گھر کے اندر گھس گئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے جا کر آپ کی داڑھی مبارک پکڑ لی، آپ نے فرمایا تم میری داڑھی چھوڑ دو، تمہارا باپ اسے نہیں پکڑتے تھے اس پر اس نے داڑھی چھوڑ دی، اس کے بعد کئی لوگ آئے کسی نے تلوار ماری کسی نے زدوکوب کیا اور ایک شخص تو بھالا لے کر آیا اور اس سے آپ پر حملہ کر دیا جس کی وجہ سے آپ کا خون نکل کر قرآن مجید پر بہنے لگا۔ یہ لوگ آپ کو قتل کرنے سے ڈرتے تھے چونکہ آپ عمر رسیدہ تھے اس لئے اس حالت میں آپ بے ہوش ہو گئے اتنے میں دیگر باغی لوگ بھی آ گئے اور انہوں نے دیکھا کہ آپ بے ہوش پڑے ہیں تو انہوں نے آپ کی ٹانگ کو پکڑ کر گھسیٹا اس پر حضرت نائلہ اور ان کی بیٹیاں چلانے لگیں۔ اس موقع پر تجیبی نے اپنی تلوار نکال لی اور

اسے آپ کے شکم مبارک پر گھونپنا چاہا، مگر حضرت نائلہ رضی اللہ عنہا نے اس وار کو روکا جس سے ان کی ہاتھ کی انگلیاں کٹ گئیں۔ اس کے بعد اس نے اپنی تلوار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سینہ پر ماری اور یوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غروب آفتاب سے قبل شہید ہو گئے۔

اس موقع پر ایک شخص بلند آواز سے چلا رہا تھا کہ آپ کو شہید نہ کیا جائے اور آپ کا مال نہ لوٹا جائے مگر ان بدبختوں نے ہر چیز لوٹ لی اور پھر یہ لوگ بیت المال کی طرف گئے تو دونوں محافظ ایک دوسرے کو یہ کہتے ہوئے کہ ''بھاگو بھاگو یہ لوگ یہی چاہتے ہیں،، چابیاں پھینک کر بھاگ گئے۔

باغیوں کا گھر کے اندر گھسنا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بدتمیزی کرنا

عبدالرحمٰن بن محمد روایت کرتے ہیں محمد بن ابی بکر محمد بن حزم کے گھر سے ہوتے ہوئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کی دیوار پر چڑھ گئے اور ان کے ساتھ کنانہ بن بشر، سودان بن حمران اور عمرو بن الحق تھے، انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی بیوی حضرت نائلہ کے پاس پایا اس وقت آپ قرآن مجید میں سورۃ بقرہ کی تلاوت فرما رہے تھے، محمد بن ابی بکر نے آگے بڑھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی داڑھی پکڑ لی اور کہا اے بوڑھے بے وقوف! اللہ نے تمہیں ذلیل اور رسوا کر دیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بوڑھا بے وقوف نہیں ہوں بلکہ اللہ کا بندہ اور امیر المؤمنین ہوں، محمد بن ابی بکر نے کہا معاویہ اور دوسرے لوگ تیرے کام نہیں آئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے میرے بھتیجے! تم میری داڑھی چھوڑ دو کیونکہ تمہارے باپ ان داڑھیوں کو نہیں پکڑا کرتے تھے، محمد بن ابی بکر نے کہا اگر میرے والد تمہارے ان اعمال کو دیکھتے تو انہیں سخت ناپسند کرتے اور ابھی جو کارروائی تمہارے ساتھ ہو گی وہ اس داڑھی پکڑنے سے زیادہ سخت ہو گی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہارے مقابلہ میں اللہ ہی سے مدد کا طالب ہوں۔
اس کے بعد اس نے اپنا بھالا آپ کی پیشانی پر مارا اور کنانہ بن بشر نے اسے آپ کے گوش مبارک میں گھسا کر حلق میں داخل کر دیا اس کے بعد تلوار کے وار سے آپ کو شہید کر دیا، انا للہ و انا الیہ راجعون

شہادتِ عثمانؓ سے متعلق دوسری روایت

عبدالرحمٰن بن محمد ایک اور روایت اس طرح نقل کرتے ہیں کہ میں نے ابوعون کو اس طرح روایت کرتے ہوئے سنا ہے کہ کنانہ بن بشر نے ان کی پیشانی پر اور سر کے اگلے حصہ پر لوہے کی سلاخ ماری جس کی وجہ سے آپ پیشانی کے بل گر پڑے پھر سودان بن حمران نے تلوار کے وار سے آپ کو شہید کر دیا۔

جبکہ عبدالرحمٰن بن الحارث روایت کرتے ہیں جس شخص نے آپ کو شہید کیا وہ کنانہ بن بشر تجیبی تھا اور اس طرح کی روایت منظور بن سیار فزاری کی زوجہ بیان کرتی ہیں کہ ہم حج کے لئے نکلے اس وقت ہمیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کا کوئی علم نہیں تھا جب ہم طرج کے مقام پر پہنچے تو ہم نے ایک شخص کو رات کے وقت ایک شعر گنگناتے ہوئے سنا،

ترجمہ: آگاہ ہو جاؤ کہ تین حضرات کے بعد بہترین انسان وہ تھے جنہیں تجیبی نے شہید کیا جو مصر سے آیا تھا۔

عمرو بن الحق کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے اوپر نیزے کے نو حملے کئے، خود ان کا کہنا ہے کہ ''میں نے ان میں سے تین حملے اللہ کے لئے کئے اور چھ حملے اس لئے کئے کہ میرے اندر انتقام کی آگ بھڑکی

ہوئی تھی۔،،

موسیٰ بن طلحہ نے بیان کیا میں نے عروہ بن ہشم کو دیکھا کہ اس نے شہادت عثمان رضی اللہ عنہ کے موقع پر مروان کی گردن پر تلوار کا وار کیا۔

واقدی عثمان بن محمد اخنس کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ اہل مصر کے آنے سے پہلے ہوا، اہل مصر جمعہ کے روز آئے اور دوسرے جمعہ کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔

یزید بن ابی حبیب روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا کام نہران اصحی کے سپرد کیا گیا تھا اور وہ عبداللہ بن بسرہ کا بھی قاتل تھا جو قبیلہ عبدالدار کے فرد تھے۔

فوجی امداد کی خبریں

ابوعون مولیٰ مسور بن مخرمہ روایت کرتے ہیں کہ اہل مصر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا نہیں چاہتے تھے اور نہ ہی جنگ کرنا چاہتے تھے مگر بصرہ اور کوفہ سے عراقی آئے اور شام سے بھی امداد آئی تو انہوں نے ان باغیوں کی حوصلہ افزائی کی اسی اثناء میں انہیں یہ اطلاع بھی ملی کہ عراق سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حمایت میں فوجی امداد روانہ ہوگئی ہے اور مصر سے بھی عبداللہ بن سعد نے فوجی امداد بھیجی ہے جبکہ اس سے پہلے ابن سعد مصر میں موجود نہیں تھا اور وہ وہاں سے بھاگ کر شام پہنچا ہوا تھا اس لئے ان باغیوں نے کہا ہم فوجی امداد پہنچنے سے پہلے ہی اس کا خاتمہ کر دیں گے۔

محاصرہ کے وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تقریر

یوسف بن عبداللہ بن سلام بیان کرتے ہیں جب باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے گھر کا ہر طرف سے محاصرہ کرلیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں مخاطب کر کے فرمایا ''میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ جب عمر بن الخطاب شہید ہوئے تھے اس وقت تم نے اللہ سے دعا مانگی تھی کہ وہ تمہارے ساتھ بھلائی کرے اور تمہارے لئے بہترین خلیفہ کا انتخاب کرے، اب تمہارا اللہ کے بارے میں کیا گمان ہے کیا تم کہہ سکتے ہو کہ اللہ نے تمہاری دعا قبول نہیں کی کیونکہ تم اللہ کے نزدیک ذلیل تھے، تم تو اس وقت اس کی حقدار مخلوق تھے اور تمہارے دن ورات پراگندہ اور منتشر نہیں ہوئے تھے، یا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اس معاملہ میں مشورہ نہیں کیا بلکہ تم نے یہ کام زبردستی انجام دیا اس لئے اللہ نے امت مسلمہ کو نافرمانی کی یہ سزا دی کیونکہ تم نے خلیفہ کے بارے میں درست مشورہ نہیں کیا اور اس کی ناپسندیدہ باتوں پر غور نہیں کیا، یا تم یہ کہہ سکتے ہو کہ اللہ کو میرا انجام نہیں معلوم، چنانچہ میں بعض کام اچھی طرح انجام دیتا تھا اور دیندار حضرات اس سے خوش تھے جس کا نتیجہ یہ نکلا۔ تم بتاؤ جب اللہ نے خلافت کے لئے میرا انتخاب کیا اور مجھے عزت کا یہ لباس پہنایا کیا اس وقت اللہ کو یہ باتیں معلوم نہ تھیں جن کا میں بعد میں مرتکب ہوا، اور جن کی وجہ سے اللہ مجھ سے ناراض ہے اور تم لوگ بھی مجھ سے ناراض ہو۔

میں تم سے خدا کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آیا تمہیں میرے گذشتہ کارنامے معلوم ہیں؟ کہ میں نے کس طرح اللہ کے حقوق ادا کئے اور دشمنوں سے جہاد کیا، یہ تو وہ کارنامے ہیں جن کی فضیلت کا میرے بعد میں آنے والے ہر شخص کو اعتراف کرنا چاہئے لہذا تم لوگ مجھے ان باتوں کے باوجود کیوں قتل کر رہے ہو؟

شریعت کی رو سے تو صرف تین قسم کے افراد کو قتل کرنا جائز ہے (۱) شادی شدہ شخص زنا کرے (۲) اسلام

لانے کے بعد مرتد ہو جائے (۳) یا کسی شخص کو کسی جرم کے بغیر قتل کرے۔ ان صورتوں میں سے کسی ایک صورت کے علاوہ انسان کو قتل کرو گے تو تم اپنی گردنوں پر وہ تلوار رکھو گے جسے اللہ تعالیٰ قیامت تک تمہاری گردنوں سے نہیں ہٹائے گا۔ تم لوگ مجھے قتل نہ کرو اگر تم نے مجھے قتل کر دیا تو تمہارے اندر سے ہمیشہ کے لئے اتحاد و اتفاق کا خاتمہ ہو جائے گا اور تم پھر کبھی متحد ہو کر مال غنیمت تقسیم نہیں کر سکو گے اور اللہ تعالیٰ تمہارے اندر سے باہمی اختلاف کو کبھی دور نہیں کرے گا۔

باغیوں کا جواب

ان لوگوں نے آپ کی اس تقریر پر کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے جو کچھ کیا وہ خیر اور بھلائی پر مبنی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری حکومت کو آزمائش کا دور قرار دیا اور اس میں اپنے بندوں کو مبتلا کیا۔

آپ نے اپنے کارناموں کا ذکر کیا۔ بے شک آپ نے قدیم زمانے میں بڑے کارنامے سرانجام دیئے اور اس کے بدولت بے شک آپ خلافت کے حق دار تھے اور عہد رسالت میں بھی آپ کے کارنامے نہایت شاندار تھے مگر آپ بعد میں تبدیل ہو گئے اور ایسے نئے نئے کام کئے جس کا آپ کو علم ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اگر ہم آپ کو قتل کر دیں تو بہت سے مصائب میں مبتلا ہو جائیں گے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ آنے والے مسائل میں فتنہ و فساد کے خوف سے حق و صداقت کے اصولوں کو نہیں چھوڑا جا سکتا۔ رہی بات کہ کس کو قتل کرنا جائز ہے اور کس کو قتل کرنا ناجائز؟ ہم تو کتاب اللہ میں ان مذکورہ تین قسموں کے علاوہ دیگر اقسام کے لوگوں کو بھی قتل کرنا جائز پاتے ہیں کہ ان لوگوں کو بھی قتل کیا جائے جو زمین میں فتنہ و فساد برپا کرتے ہیں نیز اس باغی کو بھی قتل کرنا جائز ہے جو بغاوت کے بعد جنگ کرے اور اس حق تلفی پر اصرار کرے۔ آپ نے بغاوت اور سرکشی اختیار کر رکھی ہے اور آپ حق و صداقت کے درمیان حائل ہیں اور اس پر زبردستی اصرار بھی کر رہے ہیں اور آپ نے جن پر قصداً ظلم کئے ہیں ان مظالم کو دور کرنے سے بھی منکر ہیں اور اس کے باوجود ہم پر زبردستی امیر بنے بیٹھے ہوئے ہیں۔

آپ نے اپنی حکومت کرنے اور مال و دولت کی تقسیم میں ہم سے ناانصافی کے ساتھ کام لیا ہے اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ہم پر زبردستی کر رہے ہیں اور جو آپ کی حمایت کر رہے ہیں، اور ہم سے جنگ کرتے ہیں وہ آپ کے حکم کے بغیر جنگ کر رہے ہیں تو اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ آپ خلافت کے عہدے سے چمٹے ہوئے ہیں اگر اس وقت آپ اپنے آپ کو خلافت سے معزول کر لیں تو وہ بھی آپ کی حمایت کے لئے جنگ کرنا چھوڑ دیں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سیرت و خصائل

حسن بن ابی الحسن فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں مسجد نبوی میں گیا تو میں نے دیکھا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اپنی چادر کے سہارے بیٹھے ہوئے ہیں اچانک ان کے پاس دو سقے جھگڑتے ہوئے آئے اور آپ نے دونوں کی باتیں سن کر اسی وقت ان کے جھگڑے کا فیصلہ فرما دیا۔

عمرؓ کی شدتِ قوت و انصاف

حضرت حسن بصری فرماتے ہیں کہ حضرت عمر الخطاب رضی اللہ عنہ نے قریش کے معزز مہاجرین پر یہ پابندی عائد کر رکھی تھی کہ وہ بلا اجازت دوسرے شہروں میں نہ جائیں چنانچہ لوگ اس پابندی کی وجہ سے ان سے شاکی تھے اور جب اس کی اطلاع حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ہوئی تو آپ نے فرمایا'' اسلام کی حالت اونٹ کی مانند ہے ابتداء میں اس کا ایک دانت ہوتا ہے پھر دو دانت نکلتے ہیں پھر اس کے چار اور چھ دانت نکلتے ہیں اس کے بعد وہ سن رسیدہ ہو جاتا ہے اور بوڑھے اونٹ سے نقصان کے علاوہ اور کچھ توقع نہیں کی جا سکتی۔ اس لئے تم لوگ آگاہ ہو جاؤ اسلام پختہ عمر کا ہو گیا ہے اب قریش چاہتے ہیں کہ اللہ کے مال سے صرف انہیں امداد ملے اور دوسرے لوگوں کو نہ ملے مگر جب تک عمر بن الخطاب زندہ ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا، میں گھاٹی پر کھڑے ہو کر اہل قریش کی گردنیں پکڑے ہوئے ہوں تاکہ انہیں آگ میں گرنے سے روکوں۔

اسلام میں پہلی کمزوری

لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے طریقہ کے مطابق عمل نہیں کیا اور یہ لوگ مختلف شہروں کے لئے نکلے اور وہیں جا کر آباد ہو گئے اور نئے نئے شہروں کو دیکھا اور نئے نئے لوگوں سے تعارف ہوا تو جن لوگوں کی کوئی حیثیت نہ تھی اور نہ ہی اسلام میں انہوں نے کوئی بڑا کارنامہ انجام دیا تھا لیکن لوگ ان کی طرف متوجہ ہو گئے اس طرح مختلف گروہ وجود میں آ گئے اور لوگوں نے ان سے بہت توقعات قائم کرلیں اور ان معاملات میں وہ بہت آگے بڑھتے گئے اور وہ کہنے لگے کہ یہ لوگ بہت سی زمینوں کے مالک ہیں ہم ان سے واقف ہوں گے اور ان سے اپنے تعلقات بڑھائیں گے۔ اس طرح اسلام میں پہلی کمزوری پیدا ہوئی اور یہی بات عوام میں فتنہ وفساد کا سبب بنی۔

قریش کا مختلف شہروں میں آباد ہونا

حضرت شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی وفات سے کچھ عرصہ پہلے اہل قریش ان سے اکتا گئے تھے کیونکہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے انہیں مدینہ منورہ میں محصور کر رکھا تھا اور ان پر پابندی عائد کر رکھی تھی کہ وہ مدینہ سے باہر دوسرے شہروں میں نہ جائیں اور اس پر سختی کے ساتھ عمل بھی ہو رہا تھا چنانچہ آپ فرماتے تھے کہ'' سب سے بڑا خطرہ جس کا مجھے امت مسلمہ کے لئے اندیشہ ہے وہ یہ ہے کہ تم لوگ مختلف شہروں میں آباد ہو جاؤ گے،، اگر ان میں سے کوئی شخص جو مہاجرین میں سے ہو اور مدینہ میں رہتا ہو جہاد کے لئے اجازت طلب کرتا تو آپ فرماتے تھے کہ تم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو جہاد کیا تھا وہ تمہارے لئے کافی ہے اور وہ اس جہاد سے بہتر ہے تاکہ نہ تم دنیا کو دیکھو اور نہ دنیا تمہیں دیکھے۔

لیکن جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے انہیں باہر جانے کی اجازت دیدی اس لئے وہ مختلف شہروں میں آباد ہو گئے اور عوام ان کے پاس آمد ورفت کرنے لگے، اس وجہ سے وہ لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نسبت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پسند کرنے لگے۔

حج کا التزام

حضرت سالم بن عبداللہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مقرر ہوئے تو انہوں نے آخری سال کے علاوہ ہر سال حج کیا اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کو لے کر حج کے لئے نکلتے تھے اور یہی طریقہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بھی تھا، وہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کو اپنے مقام پر رکھتے تھے اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ کو بھی اپنے مقام پر رکھتے تھے یہ آخری صف میں ہوتے تھے اور دوسرے پہلی صف پر ہوتے تھے۔

لوگ امن کے ساتھ رہتے تھے، آپ نے شہر کے لوگوں کو ایک خط لکھا جس میں یہ تحریر تھی "تم نیک کام کی ہدایت کرو اور برے کام سے روکو، اور کوئی مؤمن اپنے آپ کو ذلیل اور حقیر نہ سمجھے کیونکہ اگر کمزور انسان مظلوم ہے تو میں ان شاء اللہ طاقتور کے مقابلہ میں اس کا حامی رہوں گا۔ چنانچہ لوگ اس طریقہ کے مطابق چلتے رہے آخر کار کچھ لوگوں نے ان کی اس پالیسی کو امت اسلامیہ کے اندر انتشار پیدا کرنے کا ذریعہ بنالیا۔

مال و دولت کی بہتات

سیف، محمد اور طلحہ کی روایت سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کا ایک سال بھی گذرنے نہ پایا تھا کہ قریش کے افراد نے مختلف شہروں میں مال و دولت اور جائداد جمع کرلی اور عوام ان کی طرف مائل ہونے لگے چنانچہ وہ سات سال تک اس حالت میں رہے چنانچہ ایک موقع ایسا آیا کہ ہر جماعت اس بات کی خواہشمند تھی کہ اس کا پسندیدہ شخص ہی خلیفہ بنے۔

اس دوران ابن السوداء (عبداللہ بن سبا) بھی مسلمان ہوا اور وہ بھی تقریر کرنے لگا اور اپنے ساتھ کچھ لوگوں کو جمع کرلیا، اس وقت دنیا عروج پر تھی اس لئے اس کے ہاتھ سے بہت سے واقعات رونما ہوئے اور عوام حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طویل عمر سے اکتانے لگے۔

لوگوں کی لہو و لعب سے دلچسپی اور امیر المؤمنین کی ممانعت

حکیم بن عباد روایت کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں جب دنیاوی خوشحالی آئی اور لوگوں کے پاس دولت کی فراوانی ہوئی اور دولت مندی انتہا تک پہنچی تو وہاں سب سے پہلے جو برائی رونما ہوئی تو وہ کبوتروں کو اڑانا اور مختلف چیزوں کی نشانہ بازی تھی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے لوگوں کی اس بے راہ روی کو روکنے کی خاطر اپنی خلافت کے آٹھویں سال قبیلہ لیث کے ایک شخص کو مقرر کیا کہ وہ ان کبوتروں کے پر کاٹے اور نشانہ بازی کے مراکز کا خاتمہ کرے۔

ایک اور روایت عمرو بن شعیب سے منقول ہے کہ جس نے سب سے پہلے کبوتر بازی اور نشانہ بازی کو منع کیا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تھے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کی روک تھام کے لئے ایک شخص کو مقرر کیا چنانچہ اس نے اس برائی کو ختم کیا۔

قاسم بن محمد سے بھی اسی قسم کی ایک روایت مذکور ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ انہی دنوں ان مذکورہ برائیوں کے ساتھ ساتھ لوگوں کے اندر نشہ کی عادت بھی رونما ہوئی، اس کے لئے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو مقرر کیا جو لاٹھی لے کر گشت کرتا تھا اور لوگوں کو اس برے کام سے روکتا تھا، لیکن جب اس کا استعمال زیادہ ہونے لگا اور یہ عادت حد سے تجاوز کرگئی تو اس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس سے مطلع کیا اور انہوں نے لوگوں سے اس بارے میں مشورہ کیا تو لوگوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ نبیذ کے استعمال پر کوڑے لگائے جائیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے

اس کے استعمال پر کوڑے مارنے کا حکم جاری کیا چنانچہ کچھ لوگ اس کے استعمال کے مرتکب ہوئے جنہیں کوڑے کی سزا دی گئی۔

دوسرے شہروں پر برے اثرات

حضرت سالم بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں کچھ حادثات رونما ہوئے تو وہاں سے کچھ افراد جہاد کے ارادے سے مختلف شہروں کی طرف روانہ ہوئے اور ان کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ وہ عربوں کے ساتھ رہیں، چنانچہ ان میں سے کچھ تو بصرہ گئے اور کچھ حضرات کوفہ گئے اور کچھ لوگ شام گئے اور انہوں نے وہاں جا کر مہاجرین کے فرزندوں کے درمیان بھی وہی خرابیاں پیدا کر دیں جو مدینہ کے نوجوانوں میں پیدا ہوگئی تھیں البتہ شام کے نوجوان ان بری عادتوں سے محفوظ رہے آخر کار یہ سب لوگ مدینہ واپس آ گئے مگر جو شام گئے تھے وہ واپس نہیں آئے لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اس ساری صورتحال سے مطلع کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر یہ تقریر کی "اہل مدینہ! تم اسلام کی بنیاد ہو اگر تم بگڑ گئے تو دنیا کے دوسرے مسلمان بگڑ جائیں گے اور اگر تم درست رہے تو وہ درست رہیں گے، خدا کی قسم! اگر مجھے تمہارے بارے میں کسی برے کام کی اطلاع ملی تو میں اسے جلاوطن کر دوں گا اور اس بارے میں کسی کا کوئی اعتراض اور مطالبہ نہیں سنوں گا کیونکہ جو لوگ تم سے پہلے گذرے ہیں ان کے اعضاء کاٹ دیئے جاتے تھے بغیر اس کے کہ کوئی مخالفت اور موافقت کی بات کرے۔

چنانچہ ان میں سے جب کبھی کوئی برا کام کرتا یا لاٹھی یا کسی قسم کا ہتھیار استعمال کرتا تھا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اسے جلاوطن کر دیتے تھے اس اقدام سے ان نوجوانوں کے والدین بہت شور وغل مچانے لگے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جلاوطنی کی نئی سزا متعارف کرائی ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم بن العاص کے علاوہ کسی اور کو بھی جلاوطن نہیں فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے جواب میں فرمایا حکم بن العاص مکہ معظمہ کا رہنے والا تھا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں وہاں سے طائف کی طرف جلاوطن کر دیا پھر آپ نے ہی اسے اپنے وطن واپس بھیج دیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں معاف کر کے ہی واپس بھیجا تھا اس کے بعد آپ کے خلیفہ نے بھی لوگوں کو جلاوطن کیا اور عمر رضی اللہ عنہ نے بھی اس جلاوطنی کی سزا کو جاری رکھا۔ خدا کی قسم! میں ضرور تمہارے اخلاق پر عفو و درگذر سے کام لوں گا اور اس کو اپنے اخلاق کا حصہ بنا دوں گا، بہت سی باتیں ایسی ہیں جن کا رونما ہونا میں اپنے اور تمہارے لئے ناپسند کرتا ہوں اس لئے مجھے بہت احتیاط اور ہوشیاری سے رہنا ہوگا اس لئے تم بھی محتاط رہو اور ان سزا یافتہ لوگوں سے عبرت حاصل کرو۔

قابل ذکر مخالفین کی وجہ اختلاف

سیف، عبداللہ بن سعید اور یحییٰ بن سعید کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت سعید بن المسیب سے محمد بن ابی حذیفہ کے بارے میں پوچھا کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کیوں کی؟ تو انہوں نے فرمایا دراصل محمد بن ابی حذیفہ یتیم تھے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی آغوش میں ہی پرورش پائی، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اپنے خاندان کے تمام یتیموں کی سرپرستی کیا کرتے تھے اور ان کے اخراجات برداشت کیا کرتے تھے۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو ابن ابی حذیفہ نے ان کو سرکاری عہدہ پر مقرر کرنے کی درخواست کی جسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے رد کر دیا اور ان سے معذرت کی، تو اس پر وہ ناراض ہوئے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ آپ مجھے سفر کی اجازت دیں تاکہ میں اپنی روزی کمانے کے لئے جدوجہد کر سکوں، آپ نے فرمایا تم جہاں جانا چاہو جاؤ، اس کے بعد آپ نے اس کے لئے زادِ سفر اور سواری مہیا کی اور تحفہ اور عطیات دیکر انہیں رخصت کیا وہ مصر میں جا کر مقیم ہو گئے، چونکہ انہیں حاکم مقرر نہیں کیا گیا تھا اس وجہ سے وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالف ہو گئے۔

اس طرح عمار بن یاسر کا معاملہ ہے ان کا عباس بن عتبہ بن ابی لہب کے درمیان کسی بات پر تکرار ہو گئی اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے دونوں کو زدوکوب کیا، اس کی وجہ سے عمار اور عتبہ کے دونوں خاندانوں کے درمیان آج تک عداوت چلی آ رہی ہے۔

عبداللہ بن ثابت روایت کرتے ہیں کہ میں نے ابن سلیمان بن ابی حثمہ سے اس تکرار کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے کہا کہ انہوں نے تہمت لگائی تھی۔

مبشر کہتے ہیں کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے دریافت کیا کہ محمد بن ابی بکر کس وجہ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے مخالف ہو گئے تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ اس کی وجہ صرف غضب اور طمع ہے، پھر میں نے پوچھا کہ غضب اور طمع کا اظہار کیوں ہوا؟ وہ بولے دراصل مسلمانوں میں ان کے والد کی وجہ سے ان کا بڑا رتبہ تھا لوگ ان کی بڑی عزت کرتے تھے جس سے ان کو دھوکہ ہوا اور ان کے اندر طمع پیدا ہوا۔ نیز محمد بن ابی بکر پر کچھ بیت المال کا قرضہ چڑھا ہوا تھا جس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کی گرفت کی اور اس معاملہ میں ان سے کوئی رعایت کا معاملہ نہیں کیا گیا اور اس وجہ سے اس کے اندر غضب بھی شامل ہو گیا اور پھر قابل حمد کے بجائے قابل مذمت ہو گئے۔

نرمی اور بزرگوں کی تعظیم

سالم بن عبداللہ بیان کرتے ہیں جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے ہر مسلمان کے ساتھ نرم رویہ اختیار کیا اور انہوں نے ہمیشہ لوگوں کے حقوق کا خیال رکھا اور کسی کے حق کو معطل نہیں کیا اس لئے لوگ ان کی نرمی کی وجہ سے ان سے محبت کرنے لگے مگر ان کی نرمی نے انہیں شہادت تک پہنچایا۔

قاسم کی روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ایک پسندیدہ عمل یہ بھی تھا کہ ایک شخص کا حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے جھگڑا ہوا اور اس جھگڑے میں اس شخص نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو حقارت آمیز الفاظ کہے اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انہیں زدوکوب کیا، لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو آپ نے فرمایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کی تعظیم و تکریم کریں اور میں لوگوں کو ان کی تحقیر کرنے کی اجازت دوں؟ جو بھی کوئی شخص ایسا کام کرتا ہو یا اس کی حمایت میں کام کرتا ہو تو وہ شخص رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مخالف ہے۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی نصیحت

حمران بن ابان بیان کرتے ہیں کہ خلافت کی بیعت کے بعد امیر المؤمنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی طرف بھیجا کہ انہیں بلا کر لاؤں، جب وہ تشریف لائے تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان

سے فرمایا مجھے آپ کی نصیحت کی آج سخت ضرورت ہے۔
حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آپ مندرجہ ذیل پانچ باتوں پر سختی کے ساتھ عمل کریں گے تو قوم آپ کی کبھی مخالفت نہیں کرے گی، آپ نے فرمایا وہ کیا ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ۱-قتل سے صبر کرنا ۲-لوگوں سے محبت کرنا ۳-لوگوں سے درگذر کا معاملہ کرنا ۴-نرمی اختیار کرنا ۵-راز کو پوشیدہ رکھنا۔

حضرت عمر و عثمان رضی اللہ عنہما کی غذا

عمرو بن امیر خمیری کہتے ہیں کہ قبیلہ قریش کے جو افراد عمر رسیدہ ہو جاتے ہیں تو وہ نرم کھانا پسند کرتے ہیں، ایک رات میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھانا کھایا اور وہ کھانا نہایت عمدہ اور نرم کھانا تھا اور اس سے قبل میں نے اس سے زیادہ عمدہ کھانا نہیں کھایا تھا اور اس میں بکری کے شکم کا گوشت بھی تھا اور اس کے سالن میں دودھ اور گھی تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کھانے کے بارے میں پوچھا کہ کھانا کیسا ہے؟ میں نے عرض کیا بہت عمدہ کھانا ہے جو میں نے کھایا ہے، اس پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ حضرت عمر بن الخطاب پر رحم کرے کیا تم نے اس قسم کا کھانا کبھی عمر بن الخطاب کے ساتھ کھایا تھا؟ میں نے کہا ہاں، لیکن اس کھانے اور اس کھانے میں فرق یہ ہے کہ جب میں اس کھانے کا لقمہ منہ کی طرف لے جاتا تھا تو وہ لقمہ میرے ہاتھ سے نکل پڑتا تھا اس میں گوشت نہیں تھا البتہ سالن میں گھی تھا اور اس میں دودھ بھی نہیں تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر نے اپنے جانشینوں کو دشواری میں ڈال دیا ہے وہ کھانے میں معمولی چیزیں استعمال کرتے تھے مگر میں جو کھانا کھاتا ہوں وہ مسلمانوں کے مال کو خرچ کر کے نہیں کھاتا ہوں بلکہ اپنے ذاتی مال کو خرچ کر کے ہی اس کا انتظام کرتا ہوں، تمہیں معلوم ہے کہ میں قریش میں سب سے زیادہ مالدار تھا اور تجارت میں سب سے زیادہ محنت کرتا تھا اور ہمیشہ نرم کھانا کھاتا رہا ہوں اور اب تو عمر کے اس حصہ میں پہنچ گیا ہوں کہ سب سے زیادہ نرم کھانا ہی مجھے سب سے زیادہ مرغوب ہے اور اس معاملہ میں کسی کی حق تلفی نہیں کرتا ہوں۔

ایک اور روایت عبید اللہ بن عامر سے منقول ہے کہ میں ماہ رمضان المبارک میں عثمانؓ کے ساتھ افطار کیا کرتا تھا اور افطار کے موقع پر عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ کے کھانے سے زیادہ نرم کھانا آیا کرتا تھا، اور میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دستر خوان پر عمدہ کھانے دیکھے اور چھوٹی بھیڑ بکریوں کا گوشت تقریباً ہر رات کو کھایا، میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو کبھی چھنے ہوئے آٹے کی روٹی کھاتے ہوئے نہیں دیکھا تھا وہ بھیڑ بکریوں کا معمولی گوشت کھایا کرتے تھے، ایک دن میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں گفتگو کی تو انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر رحم فرمائے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کون مقابلہ کر سکتا ہے؟

سائب کی روایت ہے کہ میں نے منیٰ میں جو سب سے پہلا خیمہ دیکھا وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا خیمہ تھا اور آخری خیمہ عبداللہ بن عامر بن کریز کا تھا، نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ تھے جنہوں نے جمعہ کی نماز کے لئے دوسری اذان مقام زوراء پر دلوائی، نیز حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے خلیفہ تھے جن کے لئے آٹے کو چھلنی سے چھانا گیا۔

شعبدہ بازی پر سزا کا حکم

محمد اور طلحہ کی روایت ہے کہ ابن ذی الحبکہ نہدی نیرنج جادو کا کام کیا کرتا تھا جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو

اس کے اس کام کے بارے میں اطلاع ہوئی تو آپ نے ولید بن عقبہ کو لکھا کہ اس بارے میں ابن ذی الحبکہ سے پوچھا جائے اگر وہ اقرار کرے تو اسے سخت سزا دی جائے، چنانچہ ولید بن عقبہ نے انہیں بلوایا اور اس سے پوچھا تو اس نے کہا ہاں یہ عجیب وغریب شعبدہ بازی کا کام ہے اور اقرار کیا تو ولید بن عقبہ نے انہیں سزا دینے کا حکم دیا اور عوام کو بھی اس کے بارے میں آگاہ کیا اور ان کے سامنے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خط کو پڑھ کر سنایا گیا کہ ''یہ معاملہ نہایت سنجیدہ اور سنگین ہے اس لئے تم لوگ بھی سنجیدگی اختیار کرو اور ہنسی مذاق اور دل لگی سے بچو۔

لوگوں کو اس بات سے تعجب ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ تک اس کی اطلاع کیسے پہنچی؟

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چند افراد کو شام کی طرف جلا وطن کیا تو کعب بن ذی الحبکہ اور مالک بن عبداللہ کو جو اسی کے خیالات کا حامی تھا دنیاوند کے مقام کی طرف بھیجا کیونکہ وہ سحر وطلسمات کی سرزمین تھی جب سعید بن العاص حاکم مقرر ہوا تو اس نے اس شخص کو واپس بلایا اور اس پر احسانات کئے اور ان کے ساتھ نیک برتاؤ اور سلوک کا مظاہرہ کیا مگر اس نے ناشکری کی اور اس کا فتنہ بڑھتا گیا۔

ضابی بن حارث کا واقعہ

ولید بن عقبہ کے زمانہ میں ضابی بن حارث برجمی نے انصاری خاندان سے ایک شکاری کتا عاریۃً لیا اور اس کتے کا نام قرحان تھا اور وہ ہرنوں کا شکار کرتا تھا، جب واپس کرنے کا وقت آیا تو اس نے اس کو اپنے پاس روک لیا اور واپس نہیں دیا تو انصاری حضرات اس پر چڑھ آئے اور زبردستی وہ کتا ان سے حاصل کر کے اس کے مالک کو لوٹا دیا، اس پر ضابی بن حارث نے انصاریوں کی برائی شروع کر دی، انصار نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان کی شکایت کر دی تو آپ نے انہیں سزا دی اور ان کو جیل میں ڈال دیا جیسا کہ وہ عام طور پر اس قسم کے مسلمانوں پر کیا کرتے تھے اسے یہ بات بہت ناگوار معلوم ہوئی، اس طرح وہ قید خانہ میں ہی فوت ہو گیا اس کے بعد اس کا بیٹا امیر بن ضابی ابن سبا کا پیروکار بن گیا۔

مخالفوں کا انجام

سیف متسنبر کے بھائی سے بیان کرتے ہیں کہ خدا کی قسم! جہاں تک مجھے علم ہے کہ ہر وہ شخص جس نے بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف سازشیں کیں اور ان سے جنگ کی وہ سب قتل کر دئے گئے یا مارے گئے، کوفہ میں ایسے کئی لوگ اکٹھے ہوئے تھے ان میں اشتر، زید بن صوحان، کعب بن ذی الحبکہ، ابوزینب، ابومورع، کمیل بن زیاد اور عمیر بن ضابی شامل تھے اور ان کا کہنا تھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلیفہ رہنے تک کوئی بھی سربلند نہیں ہوگا، اس پر کمیل بن زیاد اور عمیر بن ضابی نے کہا ہم انہیں قتل کر دیں گے، اس کے بعد یہ دونوں مدینہ روانہ ہوئے، عمیر تو راستے ہی سے واپس آ گیا البتہ کمیل بن زیاد جرأت سے کام لیتے ہوئے آگے بڑھا اور ایک جگہ پہنچ کر اور اس کی حالت دیکھ کر اس پر حملہ کر دیا اور وہ اس حملہ کے نتیجہ میں پشت کے بل گر پڑا اور کہنے لگا اے امیر المومنین! ہم اس کی تلاشی لیتے ہیں، آپ نے فرمایا نہیں، اللہ نے اس کو عافیت عطاء کر دی ہے اس لئے میں نہیں چاہتا کہ جو کچھ اس نے کہا اس کے علاوہ کوئی اور بات معلوم کروں، اس کے بعد آپ نے فرمایا خدا کی قسم! میرا خیال یہ تھا کہ تم مجھے قتل کرنے کے ارادے سے بیٹھے ہوئے ہو مگر میں سچا ہوں تو اس معافی پر اللہ تعالیٰ مجھے اجر عظیم سے نوازے گا اور اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل ورسوا

کرے گا۔ یہ کہہ کر آپ اپنے قدموں پر بیٹھ گئے اور کہا اے کمیل! تم مجھ سے بدلہ لے لو، اس نے کہا میں نے چھوڑ دیا اور آپ کو معاف کر دیا، اس طرح دونوں صحیح سلامت رہے۔

عہد حجاج کے واقعات

عثمانؓ کے مخالفین پر حجاج کی صورت میں عذابِ الٰہی

جب حجاج بن یوسف کوفہ آیا تو اس نے کہا جو شخص بھی مہلب کی مہم میں شامل تھے وہ اس کے دفتر میں آئے اور آنے میں کوئی خوف و جھجک محسوس نہ کرے، اس پر عمیر بن ضابی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ میں بہت کمزور اور بوڑھا شخص ہوں میرے دو طاقت ور فرزند ہیں آپ ان میں سے ایک کو میرے بجائے لے جائیں، حجاج نے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اس نے کہا میں عمیر بن ضابی ہوں، اس پر حجاج نے کہا تو چالیس سال سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے خدا کی قسم! میں تو مسلمانوں کے سامنے تمہیں سزا دوں گا تمہارے باپ نے خیانت اور سازش کی تھی اور تم بھی سازش کا قصد کرتے رہے ہو اس لئے میں اپنے ارادے سے باز نہیں آؤں گا، اور تمہیں سزا دے کر ہی رہوں گا چنانچہ اس کی گردن مار دی گئی۔

دوسری روایت

سیف قبیلہ اسد کے ایک شخص کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب حجاج بن یوسف کوفہ میں آیا تو اس نے جہاد میں جانے کے لئے اعلان کرایا تو اس موقع پر ایک شخص حجاج کے پاس آیا اور حجاج سے کچھ عرض کی، جب وہ چلا گیا تو اسماء بن خارجہ نے کہا عمیر کے دل میں تردد ہے، حجاج نے پوچھا یہ عمیر کون ہے؟ اس نے کہا یہ بوڑھا شخص جو ابھی یہاں سے گیا ہے، حجاج نے کہا کیا یہ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خلاف بغاوت کی تھی؟ اس نے کہا ہاں، حجاج نے پوچھا کہ کوفہ میں اس قسم کا کوئی دوسرا آدمی بھی ہے اس نے کہا کہ کمیل بن زیاد ہے اس پر حجاج نے کہا میرے پاس عمیر کو لاؤ، جب ان کے پاس عمیر کو لایا گیا تو اس کی گردن اڑا دی گئی، اس کے بعد انہوں نے کمیل کو بلوایا لیکن وہ بھاگ گیا، قبیلہ نخع نے اس کو پکڑ لیا، اس موقع پر اسود بن ہیثم نے حجاج سے کہا کہ آپ اس بوڑھے شخص کا کیا کریں گے جس کو بڑھاپے ہی نے عاجز کر دیا ہے، حجاج نے کہا تم اپنی زبان بند رکھو، خدا کی قسم! میں تلوار سے تمہارا ہی سر اڑا دوں گا، اس پر اس نے کہا امیر المؤمنین آپ جو چاہیں کریں۔

ادھر کمیل بن زیاد نے جب یہ دیکھا کہ اس کی قوم کے دو ہزار جنگجو سپاہی اس کی وجہ سے خوف و ہراس میں مبتلا ہیں تو اس نے کہا چونکہ میری وجہ سے ہی دو ہزار افراد پر خوف مسلط ہے تو ایسی صورت میں اس خوف و دہشت کی زندگی سے موت ہی بہتر ہے اس لئے اس نے اپنے آپ کو حجاج بن یوسف کے سامنے پیش کر دیا، حجاج بن یوسف نے اس سے کہا کیا تمہیں وہ شخص ہو جس نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے سامنے جھوٹ بولا تھا اور اس کی معافی ہو گئی تھی مگر تم اس پر قانع نہیں ہوئے اور انہیں قصاص کے لئے بٹھایا حالانکہ انہوں نے اپنی جان بچانے کے لئے ہی یہ کام کیا تھا۔

اس پر کمیل نے کہا کہ آپ مجھے کس جرم میں قتل کر رہے ہیں؟ کیا اس پر کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے

معاف کر دیا تھا اس پر کہ میں صحیح سالم بچ نکلا۔ حجاج نے ایک اور سے کہا اے ادھم بن المحرز! اسے قتل کر دو، اس نے کہا تو کیا اس ثواب میں ہم اور آپ شریک ہوں گے؟ حجاج نے کہا ہاں، ادھم نے کہا ثواب آپ کو ملے گا اور جو گناہ ہوگا اس کا وبال میری گردن پر ہوگا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سخاوت ومروت

صحیح بن حفص بیان کرتے ہیں کہ ربیع بن الحارث بن عبدالمطلب عہد جاہلیت میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شریک تھے، جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو عباس بن ربیعہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ ابن عامر کو تحریر فرمائیں کہ وہ مجھے بطور قرض کے ایک لاکھ رقم دے چنانچہ آپ نے اسے تحریر کر دیا اور ابن عامر نے انہیں ایک لاکھ کی رقم دیدی نیز آپ نے انہیں اپنا گھر بطور ہدیہ کے دیدیا اور آج تک ان کا گھر عباس بن ربیعہ کا گھر کہلاتا ہے۔

ایک روایت موسیٰ بن طلحہ سے بھی منقول ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی پچاس ہزار کی رقم حضرت طلحہ پر واجب الادا تھی ایک دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں آئے تو حضرت طلحہ نے فرمایا آپ کا مال میرے ذمہ قرض ہے آپ اس پر قبضہ کر لیں، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابومحمد! وہ مال تمہارا ہے اور آپ کی مروت اور شرافت کا صلہ ہے۔

اراضی کی فروخت

حسن روایت کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ بن عبیداللہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سات لاکھ کی قیمت پر ان کی اراضی خریدی اور وہ یہ رقم لے کر ان کے پاس گئے، طلحہ نے فرمایا ایک شخص سے یہ معاملات کر رہا ہوں مگر اس کو اس بات کی خبر نہیں ہے کہ اس کے گھر میں اللہ کا کیا حکم نازل ہونے والا ہے، جب آپ نے یہ سنا تو آپ نے اپنے قاصد کے ذریعہ اس مال کو رات بھر تقسیم کرایا حتی کہ صبح تک ان کے پاس ایک درہم بھی باقی نہیں بچا۔

امیر حج کا تقرر

ابومعشر کی روایت کے مطابق ۳۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حکم سے حضرت عبداللہ بن عباس امیر حج بن کر لوگوں کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوئے، اور واقدی حضرت عکرمہ کی روایت کے ساتھ خود عبداللہ بن عباس کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دو دفعہ محصور ہوئے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلی دفعہ بارہ دن تک محصور رہے اس موقع پر جب اہل مصر آئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ ذوخشب کے مقام پر اہل مصر سے ملے اور انہیں سمجھا کر واپس بھجوا دیا۔

علیؓ وعثمانؓ کے تعلقات

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم! حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نہایت مخلص اور سچے دوست تھے البتہ مروان اور سعید بن العاص کے جعلی کاموں اور ان کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف الٹے سیدھے اعتراضات کی بناء پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بدظن کر دیا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان لوگوں کی غلط باتوں کو برداشت کرتے رہتے تھے اور ان کے خلاف کوئی مؤاخذہ نہیں کرتے تھے۔

دراصل مروان وغیرہ یہ کہتے تھے کہ اگر وہ چاہیں تو آپ کے برخلاف کوئی بھی شخص گفتگو نہ کر سکے اس کی وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو نصیحت کرتے تھے اور بعض اوقات مروان اور اس کے ساتھیوں کی شکایت کا موقع پر ان کا لہجہ سخت ہو جاتا تھا اور ایسے موقع پر یہ لوگ کہتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ آپ کے سامنے اس انداز سے گفتگو کر رہے ہیں جبکہ آپ ان کے خلیفہ ہیں اور آپ ان کے بزرگ چچازاد اور پھوپھی زاد بھائی ہیں، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی غیر موجودگی میں اس سے بھی سخت بات کہتے تھے چنانچہ یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پیچھے پڑے رہے جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس طرح کا معاملہ دیکھا تو آئندہ کے لئے پختہ ارادہ کر لیا کہ آئندہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملات میں دخل نہیں دیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما مزید فرماتے ہیں کہ جس دن میں حج کے لئے روانہ ہوا اس دن روانگی سے قبل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے انہیں بتایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھے حج کے لئے بطور امیر حج روانہ ہونے کا حکم دیا ہے، اس پر انہوں نے مجھ سے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہیں چاہتے ہیں کہ کوئی ان کو نصیحت کرے اور انہوں نے دھوکہ بازوں کو اپنا رازداں بنا رکھا ہے اور ان مصاحبین میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو خراج نہ کھاتے ہوں، اس پر میں نے کہا آپ کی تو ان سے رشتہ داری اور قرابت داری بھی ہے اگر آپ ان کی حفاظت کر سکتے ہیں تو آپ ضرور یہ کام کریں کیونکہ اس صورت میں آپ معذور سمجھے جائیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں خدا کی قسم! میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اندر انکساری اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لئے خیر خواہی دیکھی اس کے باوجود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے معاملات کا ان پر الزام لگایا جاتا ہے۔

عثمانؓ کا ابنِ عباسؓ کو حج سے متعلق حکم

ابن عباس رضی اللہ عنہما آگے فرماتے ہیں کہ مجھ سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم خالد بن العاص کے پاس جاؤ جو کہ اس وقت مکہ معظمہ میں مقیم ہے ان سے جا کر کہنا کہ امیر المؤمنین آپ کو سلام کہتے ہیں اور مزید میری طرف سے کہنا کہ میں اتنے دنوں سے محصور ہوں اور اپنے گھر میں کھارا پانی پی رہا ہوں مجھے اس کنویں سے پانی پینے کی اجازت نہیں ہے جسے میں نے اپنے ذاتی مال سے خریدا تھا اور اس کنواں کا نام رومہ ہے تمام لوگ اس کنویں کا پانی پی رہے ہیں اور میں اکیلا اس کنویں کے پانی سے محروم ہوں، میں گھر کی چیزوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں کھا سکتا ہوں، میں بازار سے بھی کوئی چیز نہیں منگوا سکتا ہوں، میں اس حالت میں اپنے گھر کے اندر محصور ہوں، تم انہیں حکم دو کہ وہ لوگوں کو لے کر حج کرے اگر وہ انکار کرے تو تم لوگوں کو حج کراؤ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میں حج کے لئے مکہ معظمہ آیا تو میں خالد بن العاص کے پاس بھی آیا اور ان تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا پیغام بھی پہنچایا تو اس نے مجھ سے کہا کیا ان لوگوں کی دشمنی مول لینے کی کسی میں طاقت ہے؟ نیز انہوں نے حج کرانے سے بھی انکار کر دیا اور کہا تم ہی لوگوں کو حج کراؤ کیونکہ تم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی ہو اور آگے چل کر یہ معاملہ حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچے گا اس لئے تم ہی اس ذمہ داری کو اٹھانے کی صلاحیت رکھتے ہو، چنانچہ میں نے لوگوں کو حج کرایا اور پھر مہینہ کے آخر میں مدینہ منورہ واپس آیا۔

جب میں مدینہ پہنچا تو معلوم ہوا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دئے گئے ہیں اور لوگ حضرت علی رضی

اللہ عنہ کی گردن پر سوار ہیں جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے دیکھا تو وہ لوگوں کو چھوڑ کر میری طرف متوجہ ہوئے اور مجھ سے سرگوشی کرنے لگے اور فرمانے لگے کہ یہ حادثہ رونما ہوا ہے اور اب لوگ یہ چاہ رہے ہیں، اس میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اور حقیقت میں یہ ایک بہت بڑا حادثہ تھا جس کا کوئی تدارک نہیں کرسکتا تھا، ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ میں نے کہا اس وقت عوام کو آپ کی سخت ضرورت ہے تاہم میری رائے یہ ہے کہ موجودہ حالات میں جو کوئی خلیفہ ہوگا اسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کا ملزم سمجھا جائے گا، چنانچہ یہی ہوا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیعت پر اصرار کیا تو لوگوں نے ان پر قتل کا الزام لگایا۔

حج سے متعلق دوسری روایت

بحوالہ عکرمہ ایک دوسری روایت منقول ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا ''میں نے خالد بن العاص بن ہشام کو مکہ معظمہ کا حاکم بنایا ہے چونکہ اہل مکہ کو ان باتوں کی اطلاع ہوگئی ہے اس لئے مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ لوگ ان کی مخالفت کریں گے اس لئے وہ ممکن ہے کہ خانہ خدا اور حرم میں ان سے جنگ کرے گا اس طرح حرم کعبہ کے امن و امان میں اس موسم حج میں خلل واقع ہوگا جبکہ مسلمان دور دراز کے علاقوں سے آئیں گے اس لئے میری رائے ہے کہ میں حج کے تمام انتظامات تمہارے سپرد کروں۔

راوی کہتے ہیں اس کے علاوہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے ہاتھوں حاجیوں کے نام ایک خط بھی بھیجا جس میں ان سے کہا گیا کہ وہ ان لوگوں کا انتظام کریں جنہوں نے انہیں محصور کر رکھا ہے، جب حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روانہ ہوئے تو وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس سے بھی گذرے، تو انہوں نے فرمایا ''میں تمہیں خدا کا واسطہ دیکر کہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عمدہ زبان دی ہے، تم اس شخص کو چھوڑ کر نہ جاؤ کیونکہ ہر طرف ان باغیوں کا بول بالا ہوگیا ہے اور یہ لوگ مختلف شہروں سے ایک نہایت سنگین اور برے کام کے لئے اکٹھے ہوئے ہیں اور میں نے طلحہ بن عبیداللہ کو دیکھا ہے کہ انہوں نے بیت المال اور خزانوں کے لئے چابیاں رکھ چھوڑی ہیں اگر وہ خلیفہ مقرر ہوگئے تو وہ اپنے چچازاد بھائی حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر چلیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا، اے اماں جان! خدانخواستہ اگر اس شخص پر کوئی حادثہ رونما ہوا تو اس وقت مسلمان ہمارے ساتھی کی طرف ہی متوجہ ہوں گے اس پر انہوں نے فرمایا تم خاموش رہو میں تم سے اس موضوع پر کوئی بحث نہیں کرنا چاہتی ہوں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عام مسلمانوں کے لئے خط

عبدالمجید بن سہیل بحوالہ عکرمہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عام مسلمانوں کے لئے اس موقع پر ایک خط تحریر فرمایا اور اس کا مضمون یہ تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ خط امیر المؤمنین عثمان کی طرف سے عام مسلمانوں کے نام ہے''

السلام علیکم! میں تمہارے سامنے اللہ کی حمد و ثناء بیان کرتا ہوں جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ امابعد! میں تمہیں اللہ بزرگ و برتر کی یاد دلاتا ہوں جس نے تم پر نعمتیں نازل کیں اور تمہیں

اسلام کی تعلیمات عطاء کیں اور تمہیں گمراہی سے راہ راست کی طرف پہنچایا اور تمہیں کفر سے نجات دلائی اور تمہیں کھلی نشانیاں دکھلائیں اور تم پر رزق کو وسیع کیا اور تمہیں دشمن پر غالب کیا اور تمہیں کامل نعمتیں عطاء کیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ حق وصداقت کے ساتھ فرماتا ہے:

وان تعدوا نعمة الله لاتحصوها ان الانسان لظلوم کفار

اگر تم اللہ کی نعمتوں کا شمار کرنے لگو تو تم ان کا احاطہ نہیں کرسکو گے، بے شک انسان بہت ظلم اور ناشکری

کرنے والا ہے۔

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

یاایها الذین امنوا اتقوا الله حق تقاته ولاتموتن الا وانتم مسلمون واعتصموا بحبل الله جمیعا

اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم ایمان کی حالت میں وفات پاؤ، تم اللہ کی رسی کو متحد ہو کر مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہو۔

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا: **یاایها الذین امنوا اذکروا نعمة الله علیکم ومیثاقه الذی واثقکم به اذقلتم سمعنا واطعنا.**

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کی اس نعمت کو یاد کرو جو اس نے تم پر نازل کی تھی اور اس کے عہد و پیمان کو بھی یاد کرو جو اس نے پختگی کے ساتھ تم سے بندھوایا تھا جبکہ تم نے کہا تھا کہ ہم نے یہ احکام سنے اور ہم اس کی اطاعت کریں گے۔

نیز یہ کلمہ حق بھی ارشاد فرمایا ہے:

یاایها الذین امنوا ان جاء کم فاسق بنبإ فتبینوا ان تصیبوا قوما بجهالة فتصبحوا علی مافعلتم نادمیں

ترجمہ: اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمہارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو تم اس کی تحقیق کرو ایسا نہ ہو کہ تم قوم کو جہالت میں مبتلا کردو اور پھر تم کو اپنے کام پر پشیمان ہونا پڑے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا اولئک لاخلاق لهم فی الدنیا والآخرة

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے ذریعہ حقیر قیمت حاصل کرتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں جن کا دنیا اور آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے،

اللہ تعالیٰ نے یہ برحق قول بھی ارشاد فرمایا ہے:

فاتقوا الله واطیعوا الرسول واولی الامر منکم فان تنازعتم فی شئ فردوه الی الله والیوم الآخر، ذلک خیر واحسن تاویلا

ترجمہ: تم لوگ اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے میں سے صاحب اقتدار کی اطاعت کرو، اگر تم مسلمانوں کا کسی بھی چیز میں جھگڑا اور اختلاف ہو جائے تو تم اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹا دو، بشرطیکہ تم اللہ وروز آخرت پر ایمان رکھتے ہو اور یہ بات بہتر ہے اور انجام کے لحاظ سے بھی عمدہ تر ہے۔

نیز یہ بھی ارشاد فرمایا:

وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكننهم الذين ارتضى لهم وليبدلنهم من بعد خوفهم امنا، يعبدونني لايشركون بي شيئا، ومن كفر بعد ذلك فأولئك هم الفاسقون

ترجمہ: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کئے ان کے ساتھ اللہ نے یہ وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں زمین میں اپنا نائب بنائے گا جیسا کہ اس نے ان لوگوں کو بنایا جو ان سے پہلے تھے اور وہ ان کے دین کو جسے اس نے پسند کیا ہے غالب رکھے گا اور ان کے خوف اور دہشت کی زندگی کو امن وامان میں تبدیل کرے گا (بشرطیکہ) وہ صرف میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور جو کوئی اس کے بعد بھی کفر اختیار کرے گا تو وہ لوگ فاسق ہیں۔

نیز الله تبارک تعالیٰ نے یہ بھی ارشاد فرمایا: ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله. يد الله فوق ايديهم فمن نكث فانماينكث على نفسه ومن اوفى بما عاهد عليه الله فسيؤتيه اجرا عظيما.

ترجمہ: درحقیقت لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں تو وہ اللہ سے ہی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھ پر ہے پھر جس نے عہد شکنی کی تو اس نے اپنی ذات کے برخلاف عہد شکنی کی، اور جس نے اللہ کے معاہدہ کو پورا کیا تو وہ عنقریب اسے بہت بڑا اجر عطاء کرے گا۔

امابعد! مذکورہ تمام آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جماعت کے ساتھ رہنے اور اطاعت کا حکم فرمایا ہے اور تمہیں نااتفاقی، نافرمانی اور اختلاف سے منع فرمایا ہے اور گذشتہ لوگوں کے حالات سے تمہیں آگاہ کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ باتیں تمہیں اس لئے پہلے سے بیان کردی ہیں کہ نافرمانی کے موقع پر یہ باتیں تمہارے برخلاف حجت نہ بن سکیں۔

لہٰذا تم لوگ اللہ تعالیٰ کی نصیحت کو مانو اور اس کے عذاب سے ڈرو کیونکہ تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ کوئی بھی قوم اسی وقت تباہ و برباد ہوئی جب اس میں اختلاف برپا ہوا، اور اس کے لئے قوم کے اندر ایک امیر اور سردار کا ہونا نہایت ضروری ہے جو اس کی شیرازہ بندی کرتا رہے اور اس کی تنظیم برقرار رہے، اگر تم لوگ اس طریقہ کو نہیں اپناؤ گے تو تم متحد ہو کر نماز کو قائم نہیں رکھ سکو گے اور اس کے نتیجہ میں دشمن تمہارے اوپر مسلط ہو جائیگا اور ایک دوسرے کی عزت وآبرو محفوظ نہیں

رہے گی اور اللہ کا صحیح دین بھی برقرار نہیں رہے گا اور تم لوگ مختلف فرقوں میں تقسیم ہو جاؤ گے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے ارشاد فرمایا ہے:

ان الذين فرقوا دينهم كانوا شيعا لست منهم في شيء

ترجمہ: حقیقت یہ ہے کہ جن لوگوں نے اپنے دین میں تفریق پیدا کی اور گروہوں میں تقسیم ہو گئے، (اے پیغمبر) آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

اس لئے میں بھی تمہیں اسی بات کی ہدایت کرتا ہوں جس بات کی تمہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی ہے اور تمہیں اس کے عذاب سے خبردار کرتا ہوں کیونکہ شعیب علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا تھا:

ياقوم لايجرمنكم شقاقي ان يصيبكم مثل مااصاب قوم نوح او قوم هود او قوم صالح

ترجمہ: اے میری قوم! تمہیں میری مخالفت اس حالت پر نہ پہنچائے کہ تم پر بھی وہ عذاب نازل ہو جو حضرت نوح یا ہود یا صالح کی قوموں پر نازل ہوا تھا۔

وہ قومیں جو اس معاملہ میں بھاگ دوڑ کر رہی ہیں وہ لوگوں کے سامنے اس بات کا اظہار کر رہی ہیں کہ وہ اللہ بزرگ و برتر کی کتاب کی طرف اور حق و صداقت کی طرف اور حق و صداقت کی طرف دعوت دے رہے ہیں اور ان کا مقصد دنیا نہیں ہے اور نہ وہ دنیا کی باتوں میں جھگڑ رہے ہیں اور جب ان کے سامنے حق بات پیش کی گئی تو یہ لوگ مختلف گروہوں میں تقسیم ہو گئے کچھ حق بات کو اختیار کرنے لگے مگر جب اس کا وقت آیا تو اس سے الگ ہو گئے اور کچھ لوگ تو حق کو بالکل ہی چھوڑ بیٹھے اور کسی چیز کو ناحق چھین لینے کی کوشش کرنے لگے اور انہیں میری عمر بہت طویل معلوم ہو رہی ہے اور وہ خلافت کی تبدیلی کے متمنی ہیں اور وہ تقدیر کے کاموں میں بھی جلدی کرنے لگے۔

ان لوگوں کا یہ کہنا کہ وہ اس معاہدہ کے مطابق واپس ہو رہے ہیں جو میں نے ان کے ساتھ کیا تھا، مجھے نہیں معلوم کہ میں نے اس معاہدہ سے کسی قسم کا کوئی انحراف کیا ہو، اور ان کا شرعی حدود کا مطالبہ رد کیا ہو، اس پر میں نے ان سے کہا تھا کہ بے شک تم اس پر شرعی حدود قائم کرو جو ان حدود سے تجاوز کر گیا ہو اور ساتھ ہی ساتھ اس پر بھی شرعی حدود قائم کرو جس نے تم پر دور ونزدیک سے ظلم کیا ہو، اور ان کا یہ کہنا کہ کتاب اللہ کی تلاوت کی جائے، اس پر میں نے ان سے کہا تھا کہ جو چاہے وہ کتاب اللہ کی تلاوت کرے مگر وہ کتاب اللہ میں موجود احکام میں حد سے تجاوز نہ کرے، اور یہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ محروم شخص کو رزق دیا جائے اور مال کا پورا پورا حق ادا کیا جائے تا کہ مال کی تقسیم میں عمدہ ترتیب قائم ہو سکے اور مال خمس پر دست درازی نہ ہو اور نہ صدقات کے مال میں کوئی خلل پڑے، چنانچہ میں ان باتوں پر راضی ہو گیا اور اسی کے مطابق صبر و استقلال کے ساتھ کام کرتا رہا۔

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے پاس بھی گیا اور ان سے مشورہ بھی طلب کیا کہ اس بارے میں آپ کیا حکم دیتی ہیں؟ ان ازواج مطہرات نے فرمایا ''تم عمرو بن العاص اور عبداللہ بن قیس کو امیر مقرر کرو اور معاویہ کو ان کے عہدہ پر بحال رکھو کیونکہ انہیں تم سے پہلے کے خلیفہ نے حاکم مقرر کیا تھا اور وہ اپنی سرزمین میں کام بھی اچھا کر رہے ہیں اور ان کی فوج بھی ان سے خوش ہے چنانچہ میں نے یہ تمام کام ان ازواج مطہرات کے مشورہ سے ہی کئے اس کے باوجود بھی مجھ پر زیادتیاں کی گئیں جیسا کہ میں نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو کہا ہے، اور انہوں نے تقدیر کے کاموں میں بھی جلد بازی کی اور اب مجھے نماز پڑھانے سے بھی روک دیا اور مجھے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے اور وہاں سے جانے سے روک دیا اور میرے تمام اثاثے مجھ سے چھین لئے۔

اس وقت یہ لوگ مجھ سے تین باتوں میں سے کسی ایک بات کے اختیار کرنے پر زور دے رہے ہیں:-

۱- یا تو وہ مجھ سے ہر آدمی کے بدلہ میں جسے میں نے درست یا غلط طریقہ سے سزا دی ہو قصاص لیں۔

۲- یا تو میں خلافت سے الگ ہو جاؤں اور میرے علاوہ کسی دوسرے کو خلیفہ مقرر کریں۔

۳- یا انہیں ان فوجیوں اور شہروں کی طرف بھیجا جائے جو ان کے مطیع اور فرمانبردار ہیں اور وہ میری وفاداری سے بریت کا اعلان کردیں جو اللہ نے ان پر فرض کردیا ہے۔

چنانچہ میں نے اس کے جواب میں ان سے کہا کہ جہاں تک مجھ سے قصاص لینے کا تعلق ہے تو مجھ سے قبل بھی خلفاء گذرے ہیں انہوں نے بھی درست اور غلط فیصلے کئے مگر ان میں سے کسی سے کوئی قصاص نہیں لیا گیا لیکن یہ لوگ بس میری جان کے درپے ہیں، دراصل وہ چاہتے ہیں کہ میں خلافت سے دستبردار ہو جاؤں تو اس سلسلہ میں میرا کہنا یہ ہے کہ وہ مجھے سخت سے سخت سزا دیں تو یہ سزا مجھے پسندیدہ ہے اس بات سے کہ میں خلافت سے دستبرداری اور بریت کا اعلان کروں، جہاں تک ان کی یہ بات کہ انہیں فوج اور شہریوں کے پاس بھیجا جائے اور وہ میری اطاعت سے بریت کا اعلان کریں تو اس کا جواب یہ ہے کہ میں ان کا وکیل نہیں ہوں اور نہ ہی میں نے انہیں اس سے قبل میری اطاعت کیلئے مجبور کیا ہے بلکہ وہ اپنی رضامندی سے میری اطاعت کررہے ہیں کیونکہ ان کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضاجوئی ہے نیز وہ باہمی اصلاح کے خواہشمند ہیں، اور تم میں سے جو کوئی دنیا کا طلبگار ہے تو اسے اسی قدر حصہ ملے گا جس قدر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مقرر کررکھا ہے اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور روز آخرت اور امت اسلامیہ کی اصلاح و بہبودی کا طالب ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت حسنہ اور ان کے بعد کے دونوں خلفاء کے طریقہ پر چلنے کا خواہشمند ہے تو اس کو اللہ ہی جزاء خیر دیگا اور میں اس کو اس کا مناسب بدلہ نہیں دے سکتا، اگر تمہیں ساری دنیا بھی مل جائے تو یہ تمہاری دینداری کی

قیمت نہیں بن سکتی اور اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا اس لئے تم اللہ سے ڈرتے رہو اور اسی سے ثواب کے طلبگار رہو، اگر تم میں سے کوئی عہد شکنی کرنا چاہتا ہے تو میں اسے پسند نہیں کروں گا اور نہ اللہ تعالیٰ اسے پسند کرے گا کہ تم اس معاہدہ کو توڑ دو۔

اور یہ لوگ مجھے جس بات پر مجبور کر رہے ہیں وہ تمام تر خلافت کا جھگڑا ہے اب صرف میری ذات ہے اور میرے ساتھی ہیں، اس وقت میں اللہ کے حکم اور اللہ کی نعمت کی تبدیلی کا انتظار کر رہا ہوں اور میں یہ نہیں چاہتا کہ کوئی بری روایت قائم ہو جس کی وجہ سے امت اسلامیہ کے اندر کوئی افتراق اور اختلاف پیدا ہو اور عام مسلمانوں کی ناحق خون ریزی ہو۔ اس لئے میں تمہیں اللہ اور اسلام کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم حق وصداقت پر قائم رہو اور مرے ساتھ بھی حق وانصاف کے ساتھ سلوک کرو اور بغاوت اور سرکشی چھوڑ دو۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایفاء عہد اور اپنے حکم کی پابندی کی ہدایت کی ہے چنانچہ یہ ارشاد فرمایا ہے:

وأوفوا بالعهد، ان العهد كان مسئولا

ترجمہ: تم وعدہ پورا کرو کیونکہ وعدہ کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی۔

میں نے یہ معذرت اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کر دی ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرسکو، جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو میں اپنے نفس کو قطعی طور پر بری الذمہ نہیں قرار دیتا ہوں کیونکہ یہ نفس برائی کی طرف مائل کرتا رہتا ہے سوائے اس صورت کے جبکہ میرا پروردگار مجھ پر رحم کرے اور وہ بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔

اگر میں نے کچھ لوگوں کو سزا دی ہے تو اس میں میرا مقصد خیرخواہی کی تھی اس لئے اگر اس میں کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو میں اللہ سے ہر برے کام سے توبہ کرتا ہوں اور اس سے معافی کا طلبگار ہوں کیونکہ وہی گناہوں کو معاف کرسکتا ہے اور یہ بات حقیقت ہے کہ میرے رب کی رحمت ہر چیز پر حاوی ہے صرف گمراہ لوگ اس کی رحمت سے مایوس ونامراد ہوتے ہیں اور حقیقت میں وہ بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور برائیوں کو معاف کر دیتا ہے اور جو کچھ ہم کرتے ہیں اس سے وہ اچھی طرح واقف ہیں۔

اور میں اللہ تعالیٰ سے اپنی اور تمہاری مغفرت کا طالب ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ وہ اس امت کے دلوں کو بھلائی پر متحد کرے اور ان کے دلوں میں برائی سے نفرت پیدا کرے۔

والسلام عليكم ورحمة الله وبركاته ايها المؤمنون والمسلمون

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا نامہ مبارک اہل حجاج کو پڑھ کر سنایا اور اس کے بعد میں مدینہ واپس آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خلافت کے لئے بیعت ہو چکی تھی۔

حضرت عثمانؓ کی تدفین

ابو بشیر عابدی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کی لاش تین دن تک گھر میں پڑی رہی اسے کسی نے دفن نہیں کیا پھر حکیم بن حزام اور جبیر بن مطعم نے حضرت علیؓ سے تدفین کے بارے میں بات کی اور ان سے اجازت طلب

کی تو حضرت علیؓ نے اس کی اجازت دیدی۔ بعدازاں گھر والوں نے اس کی تدفین فرمائی۔ جب جنازہ نکلنے کی اطلاع دشمنوں کو ہوئی تو یہ لوگ پتھر لیکر راستے میں بیٹھ گئے، جب آپ کے اہل واعیال جنازہ کو لیکر مدینہ کے ایک باغ کی طرف جارہے تھے جسے حش کوکب کہتے ہیں یہاں یہود اپنے مردوں کو دفن کرتے تھے، جب جنازہ کو لیکر وہاں پہنچے تو ان لوگوں نے جنازہ پر سنگباری کی اور ان کی لاش کو پھینک دینے کا ارادہ کیا اتنے میں کسی نے حضرت علیؓ کو اس کی اطلاع کردی تو انہوں نے ان دشمنوں کو یہ پیغام بھیجا کہ انہیں لاش کو دفن کرنے کی اجازت دیں چنانچہ حضرت علیؓ کے حکم کے بعد یہ لوگ پیچھے ہٹ گئے اور آپ کو حش کوکب میں دفن کردیا گیا، جب معاویہ بن ابی سفیان خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے اس کی دیوار گرادینے کا حکم دیا تاکہ اس کا سلسلہ بقیع کے قبرستان تک مل جائے اور انہوں نے تمام مسلمانوں کو اس بات کا بھی حکم دیا کہ حضرت عثمانؓ کے مزار کے قریب اور اس کے اردگرد اپنے مردے دفن کریں اس طرح ان قبروں کا سلسلہ مسلمانوں کے قبرستان بقیع کے ساتھ مل گیا۔

تدفین کا حال

حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں ابو کریب بیت المال کے منتظم تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ کو مغرب اور عشاء کے درمیان دفن کیا گیا اور ان کے جنازہ میں مروان بن حکم اور حضرت عثمانؓ کے تین آزاد کردہ غلام بھی شریک تھے، حضرت عثمانؓ کی صاحبزادی نے جنازہ پر ماتم کرنے کیلئے آواز نکالی تو لوگوں نے پتھر اٹھا لئے اور عین ممکن تھا کہ حضرت عثمانؓ کی صاحبزادی پر پتھر برسائے جائیں اتنے میں جنازہ کو دیوار کی طرف لے گئے اور وہاں پر مدفون کردیئے گئے۔

صالح بن کیسان کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمانؓ شہید کردیئے گئے تو ان کی تدفین کے موقع پر ایک شخص نے کہا کہ انہیں یہودیوں کے قبرستان دیر سلع میں دفن کیا جائے، اس پر حکیم بن حزام نے کہا خدا کی قسم! جب تک قصی بن کلاب کا ایک بھی فرد زندہ ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا، چنانچہ ان کی بات پر جھگڑا بڑھنے کا اندیشہ ہوا، آخر کار ابن عدلیس البلوی نے کہا اے حکیم بن حزام! آپ کا کیا خیال ہے کہ ان کو کہاں دفن کرنا چاہئے؟ حکیم بن حزام بولے انہیں بقیع الغرقد ہی میں دفن کیا جائیگا جہاں پہلے سے ہی ان کے بزرگ مدفون ہیں۔ چنانچہ حکیم بن حزام جنازہ لیکر نکلے اور انہوں نے ہی حضرت عثمانؓ کی نماز جنازہ پڑھائی، جبکہ واقدی کا قول مختلف ہے ان کے قول کے مطابق جبیر بن مطعم نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔

تدفین میں تاخیر

مخرمہ بن سلیمان والبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ جمعہ کے دن چاشت کے وقت شہید ہوئے مگر انہیں دفن نہیں کیا جاسکا، اس موقع پر حضرت عثمانؓ کی اہلیہ حضرت نائلہ بن الفرافصہ نے حویطب بن عبدالفری، جبیر بن مطعم، ابوجہم بن حذیفہ، حکیم بن حزام اور نیار اسلمی سے مدد طلب کی تو ان حضرات نے کہا ہم ان کا جنازہ دن کے وقت نہیں نکال سکتے کیونکہ اہل مصر دروازہ پر بیٹھے ہوئے ہیں اس لئے ہمیں کچھ توقف کرنا چاہئے جب مغرب اور عشاء کے درمیان کا وقت آیا تو لوگ اندر داخل ہوئے مگر انہیں لاش کے پاس جانے سے روک دیا گیا تو ان میں سے ابوجہم بن حذیفہ نے کہا خدا کی قسم! مجھے وہاں تک پہنچنے سے کوئی نہیں روک سکتا میں اس کے لئے جان دیدونگا چنانچہ اس کے بعد یہ

لوگ اندر گئے،

اس کے بعد ان کے جنازہ کو قبرستان لیجایا گیا اور ان کے پیچھے حضرت نائلہ چراغ لیکر نکلی جس سے بقیع میں روشنی ہوئی اور ان کے ساتھ حضرت عثمان کا ایک غلام بھی تھا، آخر کار وہ کھجور کے پیڑوں کے پاس پہنچے جہاں ایک دیوار بھی تھی انہوں نے اس دیوار کو توڑا اور اس کے پاس حضرت عثمانؓ کو دفن کر دیا گیا۔

اس سے قبل حضرت جبیر بن مطعم نے نماز جنازہ پڑھائی نماز جنازہ کے بعد حضرت نائلہ نے حاضرین سے کچھ کہنا چاہا تو لوگوں نے حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے منع فرما دیا اور کہا کہ ہمیں ان کمینہ لوگوں سے اس خوف کا اندیشہ ہے کہ وہ ان کی قبر کو نہ کھود ڈالیں، آخر کار وہ لوگوں کے سمجھانے پر اپنے گھر چلی گئی۔

عبداللہ بن ساعدہ کی روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ کی لاش دو دن تک گھر میں ہی پڑی رہی لوگ اسے دفن نہیں کر سکے پھر اس لاش کو حکیم بن حزام، جبیر بن مطعم، نیار بن مکرم اور ابوجہم بن حذیفہ نے اٹھایا، جب نماز جنازہ کے لئے رکھا گیا تو انصار کے کچھ افراد آئے تا کہ لوگوں کو حضرت عثمانؓ کی نماز جنازہ پڑھنے سے روکیں اور ان میں قابل ذکر اسلم بن اوس بن بجرہ ساعدی، ابوحیہ مازنی اور دیگر حضرات شامل تھے اور انہیں لوگوں نے بقیع میں دفن کرنے سے بھی روکا۔ اس موقع پر حضرت ابوجہم بن حذیفہ نے کہا کہ انہیں دفن کر دو کیونکہ اللہ اور اس کے فرشتوں نے ان پر نماز جنازہ پڑھی ہے، وہ بولے خدا کی قسم! انہیں مسلمانوں کے قبرستان بقیع میں دفن کرنے نہیں دیا جائیگا، چنانچہ انہیں حش کوکب میں دفن کیا گیا، جب بنوامیہ خلیفہ مقرر ہوئے تو انہوں نے اس احاطہ کو بقیع کے قبرستان میں شامل کر دیا۔

بے حرمتی کا ارادہ

عبداللہ بن موسیٰ مخزومی روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو دشمنوں نے ان کا سر کاٹ لینے کا ارادہ کیا اس پر حضرت نائلہ اور حضرت ام البنین لاش پر گر پڑیں اور انہیں اس کام سے روکے رکھا اور اس موقع پر یہ دونوں خوب چیخیں اور چلانے لگی اور اپنا منہ پیٹ لیا اور کپڑے پھاڑ لئے تو اس پر ابن عدیس نے کہا کہ انہیں اسی حالت میں چھوڑ دو، چنانچہ یہ لوگ اپنے ارادے سے باز آئے، اس کے بعد حضرت عثمانؓ کی لاش کو غسل دیئے بغیر قبرستان لیجایا گیا اور ان لوگوں نے چاہا کہ انہیں اس جگہ لیجایا جائے جہاں نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے مگر انصار نے انہیں روک دیا۔

جب حضرت عثمانؓ کا جنازہ دروازہ پر رکھا ہوا تھا تو عمیر بن ضابی ان کی لاش پر کود کر کہنے لگا تم نے میرے باپ ضابی کو قید کر دیا اور اسی قید کی حالت میں وہ قید خانہ کے اندر مر گیا تھا۔

مالک بن ابی عامر فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو میں بھی ان کا جنازہ اٹھانے والوں میں شامل تھا ہم دشمنوں کی طرف سے بے حرمتی کے خوف سے لاش کو اس قدر جلدی لیجا رہے تھے کہ ایک دروازے سے ان کا سر ٹکرایا اور اس وقت ہم پر خوف اور دہشت طاری تھی، یہاں تک کہ ہم نے انہیں حش کوکب میں لیجا کر دفن کر دیا۔

تدفین کے بارے میں دوسری روایت

تدفین کے بارے میں سیف کی روایت یہ ہے کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو حضرت نائلہ نے عبد الرحمٰن بن عدیس کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم میرے سب سے قریبی رشتہ دار ہو اس لئے میں یہ حق رکھتی ہوں کہ تم میرا یہ کام انجام دو کہ تم مجھ سے ان مردوں کو دور کر دو، اس پر وہ ان لوگوں کو سب و شتم کرنے لگا اور انہیں دھمکانے لگا۔

جب آدھی رات ہوئی تو مروان حضرت عثمانؓ کے گھر آئے وہاں زید بن ثابت، طلحہ بن عبید اللہ، حضرت علی، حضرت حسن اور کعب بن مالک اور دیگر صحابہ کرام بھی پہنچے پھر حضرت عثمانؓ کے جنازہ کو لائے، مروان نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی پھر وہاں سے جنازہ کو بقیع کے قبرستان لیجایا گیا اور وہاں حش کوکب کے مقام کے قریب انہیں دفن کیا گیا، اس کے بعد جب صبح ہوئی تو حضرت عثمانؓ کے ان غلاموں کو بھی لایا گیا جوان کے ساتھ شہید ہوئے تھے تو لوگوں نے انہیں وہاں دفن کرنے سے روکا تو انہیں حش کوکب میں دفن کردیا گیا۔

جب شام ہوئی تو ان میں سے دو غلاموں کی لاش کو نکال کر حضرت عثمانؓ کے قبر کے پہلو میں دفن کیا گیا، ان دو غلاموں کے نام جو دار عثمانؓ کے محاصرہ کے وقت شہید ہوئے تھے نجیح اور صبیح تھے، لوگوں نے ان غلاموں کی فضیلت اور بہادری کی وجہ سے اپنے غلاموں کے نام بھی یہی رکھنے شروع کئے۔ جبکہ تیسرا غلام جو شہید ہوئے ان کا نام کسی کو یاد نہیں رہا۔

حضرت عثمانؓ کو غسل نہیں دیا گیا تھا انہیں انہی کپڑوں میں اور خون میں دفنادیا گیا تھا۔

حضرت شعبی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ رات کے وقت مدفون ہوئے اور مروان بن حکم نے انکی نماز جنازہ پڑھائی اور ان کے پیچھے ان کی صاحبزادی اور حضرت نائلہ بنت فرافصہ روتی ہوئی نکلی۔

تاریخ شہادت

حضرت عثمانؓ کی تاریخ شہادت میں راویوں کا اختلاف ہے البتہ تمام راویوں کا تو اس بات پر اتفاق ہے کہ انکی شہادت ماہ ذی الحجہ میں ہوئی، ایک روایت ہے کہ آپ کی شہادت ۱۸ ذی الحجہ ۳۶ھ میں ہوئی مگر جمہور راویوں کا کہنا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں ہوئی۔

محمد اخنس اور ابن سعد کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ بروز جمعہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۶ھ میں عصر کے بعد شہید ہوئے اور ان کی مدت خلافت بارہ سال میں صرف بارہ دن کم تھی اور انکی عمر مبارک بیاسی سال تھی اور یہی روایت مصعب بن عبداللہ کی بھی ہے، جبکہ دوسرے راویوں کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ میں شہید ہوئے۔

حضرت عامر شعبی کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ اپنے گھر میں بائیس دن تک محصور رہے اور رسول اکرم ﷺ کی وفات کے پچیسویں سال ۱۸ ذی الحجہ کی صبح کو شہید ہوئے۔

ابومعشر کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ جمعہ کے روز بتاریخ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ شہید ہوئے اور انکی مدت خلافت بارہ سال میں بارہ دن کم تھی،

سیف کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ جمعہ کے دن ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ کو شہید ہوئے، حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد وہ گیارہ سال گیارہ مہینے اور بائیس دن خلیفہ رہے، ابن عقیل کی بھی یہی روایت ہے، سیف کی روایت کے مطابق حضرت عثمانؓ کی شہادت دن کے آخری وقت میں ہوئی، جبکہ دوسرے راویوں کا کہنا ہے کہ چاشت کے وقت آپ کی شہادت ہوئی۔

ہشام بن کلبی کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت بروز جمعہ ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ دن کے آخری وقت ہوئی اور انکی مدت خلافت بارہ سال میں آٹھ دن کم تھی۔

مخرمہ بن سلیمان والبی کی روایت یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ چاشت کے وقت ہوئی۔

بعض راویوں کا بیان یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت ایام تشریق میں ہوئی چنانچہ حضرت زہری کا قول ہے، جبکہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بارے میں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ شہادت ایام تشریق میں ہوئی۔

حضرت عثمانؓ کی عمر مبارک

حضرت عثمانؓ کی عمر مبارک میں بھی راویوں کا اختلاف ہے بعض کا قول یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کی عمر مبارک بیاسی سال تھی، محمد بن عمر اور مخزمہ بن سلیمان نے بھی آپ کی عمر بیاسی سال بیان کی ہے جبکہ صالح بن کیسان کا قول یہ ہے کہ آپ کی عمر بیاسی سال سے چند مہینے زیادہ تھی۔

کچھ راویوں نے مختلف عمریں روایت کی ہیں ان میں قتادہ کا قول یہ ہے کہ ان کی عمر نوے سال یا اٹھاسی سال تھی، اور ہشام بن محمد نے آپ کی عمر شہادت کے وقت پچھتر سال بتائی ہے اور سیف بن عمرؒ نے کچھ راویوں کی طرف اس قول کو منسوب کیا ہے کہ شہادت کے وقت تریسٹھ سال تھی، قتادہ کی ایک اور روایت کے مطابق آپ کی عمر چھیاسی سال تھی

حضرت عثمانؓ کا حلیہ مبارک

حسن بن ابی الحسن بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن مسجد میں داخل ہوا تو حضرت عثمانؓ اپنی چادر پر سہارا لئے ہوئے بیٹھے تھے جب میں نے غور سے دیکھا تو مجھے نظر آیا کہ آپ بہت خوبصورت تھے اور آپ کے چہرے پر چیچک کے معمولی نشانات تھے اور ان کے بال ان کے بازوؤں تک پھیلے ہوئے تھے۔

ابن سعد محمد بن عمر کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ محمد بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں نے تین مشہور آدمیوں میں سے حضرت عثمانؓ کے حلیہ مبارک کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے ان کے بیانات میں اختلاف نہیں پایا، حضرت عثمانؓ قد و قامت کے لحاظ سے نہ تو بہت لمبے تھے اور نہ ہی بہت پست قد کے تھے اور وہ خوبصورت تھے اور انکی جلد نرم اور ملائم تھی اور انکی داڑھی بہت گھنی تھی اور ان کا رنگ گندم گوں تھی اور ان کے دونوں کندھوں کے درمیان کا حصہ بہت بڑا تھا اور ان کے سر کے بال بہت گھنے تھے۔

زہری فرماتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ درمیانی قد و قامت کے تھے ان کے بال خوبصورت تھے چہرہ بھی حسین و جمیل تھا۔

قبول اسلام اور ہجرت

ابن سعد کی رویت ہے کہ جب رسول اکرم ﷺ حضرت ارقم کے گھر داخل ہوئے تھے تو حضرت عثمانؓ اس سے بہت پہلے مسلمان ہو گئے تھے، حضرت عثمانؓ نے پہلی دفعہ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور دوسری دفعہ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور دونوں ہجرتوں کے موقع پر ان کی زوجہ محترمہ حضرت رقیہ بنت رسول اکرم ﷺ ساتھ تھی۔

حضرت عثمانؓ کی کنیت و نسب

ابن سعدؒ کی روایت ہے کہ دور جاہلیت میں حضرت عثمانؓ کی کنیت ابو عمر تھی جب اسلامی دور آیا تو انکی زوجہ محترمہ رقیہ بنت رسول اکرم ﷺ کے بطن سے ایک صاحبزادے پیدا ہوئے جن کا نام عبداللہ تھا اسی نام کے نسبت سے مسلمان آپ کو ابو عبداللہ کے لقب سے پکارنے لگے، جبکہ ہشام بن محمد کا قول ہے کہ آپ کی کنیت صرف ابو عمرو تھی۔

حضرت عثمانؓ کا والد کی جانب سے نسب نامہ یہ ہے! عثمان بن عفان بن العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی۔

جبکہ والدہ کی طرف سے نسب نامہ یہ ہے! اروی بنت کریز بن ربیع بن حبیب بن عبد شمس بن عبد مناف بن قصی، اور انکی نانی ام حکیم بنت عبدالمطلب تھی۔

اہل واعیال

ان کی ازواج میں سے رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم تھیں، اور حضرت رقیہ سے عبداللہ پیدا ہوئے

ایک زوجہ فاختہ بنت غزوان نام کی تھی جن کا تعلق قبیلہ مازنی سے تھا ان سے ایک بچہ کی ولادت ہوئی جن کا نام بھی عبداللہ تھا اور عبداللہ اصغر کے نام سے پکارا جاتا تھا بعد میں وہ فوت ہو گئے، اور ایک زوجہ محترمہ ام عمرو بنت جندب تھی اور ان کا تعلق قبیلہ ازد سے تھا اور ان سے پانچ بچے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں عمرو، خالد، ابان، عمر اور مریم۔

ایک اور زوجہ فاطمہ بنت ولید کے نام سے تھی جن سے ولید اور سعید کے نام سے دو بچے پیدا ہوئے، ایک اور زوجہ ام البنین بنت عیینہ کے نام سے تھی اور ان کا تعلق قبیلہ خزارہ سے تھا اور ان سے عبدالملک پیدا ہوئے جو کہ فوت ہو گئے تھے، ایک اور زوجہ املہ بنت شیبہ تھی جن سے عائشہ، ام ابان اور ام عمر و اور دوسری صاحبزادیاں پیدا ہوئیں، اور ایک زوجہ نائلہ بنت فرافصہ تھی ان کا تعلق قبیلہ کلب سے تھا اور ان کے بطن سے مریم بنت عثمان تولد ہوئی۔

ہشام بن کلبی کی روایت ہے کہ ام البنین کے بطن سے عبدالملک اور عتبہ پیدا ہوئیں اور نائلہ کے بطن سے عتبہ تولد ہوئے جبکہ واقدی کا قول یہ ہے کہ حضرت نائلہ کے بطن سے حضرت عثمانؓ کی ایک صاحبزادی تولد ہوئی جن کا نام البنین بنت عثمانؓ تھا اور ان کا نکاح عبداللہ بن یزید بن ابی سفیان سے ہوا۔

جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو اس وقت ان کے پاس مندرجہ ذیل ازواج موجود تھیں،

۱۔ املہ بنت شیبہ ۲۔ نائلہ بنت فرافصہ ۳۔ ام البنین بنت عیینہ ۴۔ فاختہ بنت غزوان

جبکہ علی بن محمد کا قول ہے کہ حضرت عثمانؓ نے محصور ہونے کے وقت ام البنین کو طلاق دیدی تھی۔

حضرت عثمانؓ کے عمّال وحکّام

عبدالرحمٰن بن زناد روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو اس وقت مندرجہ ذیل حکام وعمال مختلف علاقوں پر مامور تھے۔

مکہ معظمہ کے حاکم عبداللہ بن الحضرمی تھے۔ طائف کے حاکم قاسم بن ابی ربیعہ ثقفی تھے، یمن کے حاکم یعلی بن امیہ تھے اور جند کے حاکم عبداللہ بن ربیعہ تھے۔

بصرہ کے حاکم عبداللہ بن عامر بن کریز تھے جب وہ وہاں سے نکل آئے تو اس وقت تک حضرت عثمانؓ نے کسی کو مقرر نہیں کیا، کوفہ کے حاکم سعید بن العاص تھے انہیں بھی وہاں سے نکالا گیا تھا اس کے بعد وہ وہاں نہیں جا سکے۔

مصر کے حاکم عبداللہ بن سعد بن سرح تھے جب وہ حضرت عثمانؓ کے پاس آئے تو محمد بن ابی حذیفہ نے مصر کی حکومت پر قبضہ کر لیا جبکہ عبداللہ بن سعد نے سائب بن ہشام عامری کو مصر میں اپنا جانشین بنایا تھا مگر محمد بن ابی حذیفہ نے انہیں

نکال دیا تھا، شام کے حاکم حضرت معاویہ بن ابی سفیان تھے،

سیف روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو شام کے پورے علاقے کے حاکم امیر معاویہ تھے اور حضرت معاویہ کی طرف سے حمص کے حاکم عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید تھے اور قنسرین کے حاکم حبیب بن مسلمہ تھے اور اردن کے حاکم ابوالاعور بن سفیان تھے، فلسطین کے حاکم علقمہ بن حکیم کنانی تھے اور بحری علاقوں کے حاکم عبداللہ بن قیس فزاری تھے اور شام کے قاضی حضرت ابوالدرداءؓ تھے۔

سیف عطیہ کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہوئے تو ابوموسیٰ اشعری کوفہ میں نماز پڑھاتے تھے اور سواد عراق کا خراج وصول کرنے کے لئے جابر سترنی اور سماک انصاری مقرر تھے اور جنگ کے سپہ سالار قعقعاع بن عمرو تھے، قرمیساء کے حاکم جریر بن عبداللہ تھے، آذربائیجان پر اشعث بن قیس حاکم تھے، حلوان پر عتبہ بن النہاس حاکم تھے اور ماہ پر مالک بن حبیب حاکم مقرر تھے اور اصفہان کے حاکم سائب بن اقرع اور ماسبذان پر حاکم جیش تھے اور ہمدان کے حاکم نسیر تھے اور رے کے سعید بن قیس حاکم مقرر تھے نیز بیت المال کے منتظم عقبہ بن عمرو تھے اور اس زمانہ میں حضرت عثمانؓ کے قاضی زید بن ثابت تھے۔

حضرت عثمانؓ کے مشہور خطبات

پہلا خطبہ

حضرت عتبہ کی روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ نے خلافت کی بیعت لینے کے بعد یہ خطبہ ارشاد فرمایا:

"امابعد! مجھ پر خلافت کے اس بار کو ڈال دیا گیا ہے اور میں نے بھی اسے قبول کیا ہے آپ لوگ بھی اس بات کو اچھی طرح جان لیں کہ میں اپنے سے قبل خلفاء کا اتباع کروں گا اور اپنی طرف سے کوئی نئی بات نہیں کروں گا، اللہ تعالیٰ کی کتاب اور سنت نبوی کے اتباع کے بعد میں تین باتوں پر ہمیشہ کاربند رہوں گا، میں تمہارے متفقہ فیصلے اور مشورہ پر ہی عمل کروں گا اور متفقہ طریقہ جو تم لوگوں نے مقرر کیا ہے اس میں اپنے سے پیش رو حضرات کی سنت اور طریقے پر چلوں گا، میں ضروری حقوق ادا کرنے کے علاوہ اور باتوں میں تم سے کوئی تعرض نہیں کروں گا۔

آگاہ ہو جاؤ کہ دنیا بہت سرسبز نظر آتی ہے، لوگوں کو بہت اچھی معلوم ہوتی ہی۔ اور بہت سے لوگ اس کی طرف مائل بھی ہو گئے ہیں مگر تم دنیا کی طرف مائل مت ہونا اور نہ ہی اس پر بھروسہ کرنا کیونکہ یہ دنیا اعتماد کے قابل نہیں ہے اور خوب جان لو کہ دنیا اس کو چھوڑے گی جو اسے ترک کر دے گا۔

آخری خطبہ

بدر بن عثمانؓ کے چچا بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ نے مجمع کے سامنے جو آخری خطبہ دیا وہ یہ ہے:

حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیا اس لئے عطاء کی ہے کہ تم اس کے ذریعہ آخرت کو حاصل کرو، تمہیں دنیا اس لئے عطاء نہیں کی کہ تم لوگ اس کی طرف مائل ہو جاؤ، یہ دنیا تو فانی ہے اور

آخرت کا زمانہ تو ہمیشہ باقی رہیگا اس لئے تم اس فانی دنیا پر ہرگز فکر نہ کرو اور یہ دنیا تمہیں آخرت کی زندگی سے غافل نہ کردے اس لئے تم دائمی زندگی کو ترجیح نہ دو کیونکہ یہ دنیا تو ختم ہو جائیگی اور تمہیں اللہ کی طرف لوٹنا ہے اس لئے تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو کیونکہ اس کا خوف اس کے عذاب سے ڈھال کا کام دیگا اور اس تک پہنچنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہے اور تم لوگ اللہ کے انقلابات سے ڈرتے رہو اور اپنی جماعت کا ساتھ دو اور مختلف گروہوں میں تقسیم نہ ہو جاؤ اور تم اللہ کے اس لطف و کرم کو یاد کرو کہ اس وقت تم ایک دوسرے کے دشمن تھے مگر اسی خدا نے تمہارے دلوں کو متحد کیا اور اس کی مہربانی کی بدولت تم بھائی بھائی بن گئے۔

نماز کی امامت

ربیعہ بن عثمانؓ بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ کو ان کے گھر میں محصور کیا گیا تو ان کا مؤذن جس کا نام سعد القرظ تھا حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ لوگوں کو نماز کون پڑھائیگا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا تم خالد بن زید کو پکارو اور ان سے کہو کہ وہ نماز پڑھائیں، چنانچہ انہوں نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی اور اسی دن یہ بات لوگوں کو معلوم ہوئی کہ حضرت ابی ایوب انصاری کا نام خالد بن زید ہے۔ بہرحال چند دنوں تک انہوں نے نماز پڑھائی پھر اس کے بعد حضرت علیؓ نے نماز پڑھائی۔

عبداللہ بن ابی بکر بن حزم بیان کرتے ہیں کہ نماز کے وقت میں مؤذن حضرت عثمانؓ کے پاس تشریف لائے اور ان سے نماز کے بارے میں کہا تو انہوں نے فرمایا میں نماز پڑھانے نہیں جاؤں گا تم اس کے پاس جاؤ جو نماز پڑھائے، چنانچہ مؤذن حضرت علیؓ کے پاس آئے اور ان سے نماز پڑھانے کا کہا تو حضرت علیؓ نے سہل بن حنیف کو نماز پڑھانے کا حکم دیا چنانچہ انہوں نے اس دن نماز پڑھائی جس دن حضرت عثمانؓ آخری مرتبہ محصور ہوئے تھے اور یہ وہ رات تھی کہ جب ذی الحجہ کا چاند دکھائی دیا تھا پھر وہی نماز پڑھاتے رہے۔

جب بقرہ عید کا دن آیا تو حضرت علیؓ نے عید کی نماز پڑھائی اور پھر آخر تک وہ نماز پڑھاتے رہے یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے۔

حضرت ابن عمرؓ کی روایت ہے کہ جب حضرت عثمانؓ محصور ہو گئے تو حضرت ابی ایوب انصاریؓ نے چند دنوں تک نماز پڑھائی پھر حضرت علیؓ نے جمعہ اور عید کی نماز پڑھائی یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے۔

شہادت عثمانؓ پر مرثیے

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد متعدد شعراء نے نظمیں لکھیں، کچھ شعراء نے آپ کی مدح کی اور نوحے لکھے اور کچھ ایسے بھی تھے جو آپ کی شہادت پر خوش ہوئے، حضرت عثمانؓ کی مدح کرنے والے شعراء میں مشہور حضرت حسان بن ثابت انصاری، کعب بن مالک انصاری اور تمیم بن ابی عقیل ہیں۔

حضرت حسان کا قصیدہ

حضرت حسان بن ثابتؓ نے آپ کی تعریف میں مندرجہ ذیل اشعار کہے ہیں اور ان میں قاتلوں کی ہجو بھی کی

ہے، اشعار کا ترجمہ مندرجہ ذیل ہے:

پہلا مرثیہ

حضرت حسان بن ثابت قاتلوں اور باغیوں کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

کیا تم نے سرحدوں میں جہاد کرنا چھوڑ دیا ہے کہ محمد کے مزار کے قریب آ کر ہم سے جنگ کی۔ تم مسلمانوں میں بہت برے طریقے پر گامزن ہوئے، اور وہ بہت برا کام تھا جس کے یہ بدکار لوگ مرتکب ہوئے۔ شہادت کی رات نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام اس طرح شہید ہوئے کہ وہ قربانی کے اونٹ معلوم ہوتے تھے جنہیں مسجد کے دروازے پر ذبح کیا جا رہا ہو۔ میں ابو عمرو (عثمانؓ) کا ماتم کرتا ہوں وہ تو اپنی آزمائش میں پورے اترتے ہیں اور اب وہ بقیع الغرقد میں آرام فرما رہے ہیں۔

دوسرا مرثیہ

دوسری نظم میں حضرت حسان بن ثابت نے فرمایا:

اگر آج ابن اروی (حضرت عثمانؓ) کا گھر تباہ ہو گیا ہے اس کا ایک دروازہ گرا ہوا ہے اور دوسرا دروازہ جل کر ویران ہو گیا ہے۔ ۲۔ تو کبھی ایسا بھی تھا کہ اس گھر پر حاجت مند پہنچ کر اپنی حاجت روائی کیا کرتا تھا اور یہاں ذکر الٰہی اور شرافت کے کاموں کا چرچہ تھا۔ اے لوگو! اپنے آپ کو نمایاں کرو کیونکہ اللہ کے نزدیک جھوٹ اور سچ برابر نہیں ہوتے ہیں۔ تم شہنشاہ عالم کا حق ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو جاو اور ایسے حملہ کا اعتراف کرو جس کے آگے دیگر گروہ تیار ہوں۔

حضرت کعب کا مرثیہ

حضرت کعب بن مالک انصاریؓ نے اپنے اشعار میں فرمایا:

ہوش اڑ گئے ہیں اور آنسوؤں کی لڑی بندھ گئی ہے۔ ایک بہت ہی خوفناک حادثہ رونما ہو گیا ہے جس نے پہاڑوں کو گرا کر ٹکرے ٹکرے کر دیا ہے۔ خلیفہ کی شہادت بہت غم ناک واقعہ ہے اور اس کی وجہ سے نہایت خطرناک مصیبت نازل ہو گئی ہے۔ خلیفہ کی شہادت پر ستارے ماند پڑ گئے ہیں اور روشن آفتاب میں روشنی باقی نہیں رہی ہے۔ مجھے کس قدر افسوس ہوا کہ جب لوگ اپنے کندھوں پر ان کا جنازہ لیکر گئے۔ جب انہوں نے قبر میں اپنے بھائی کو اتارا تو قبر نے کن کن چیزوں کو پوشیدہ کیا۔ اس قبر میں بخشش، سخاوت اور سیاست پوشیدہ ہیں اور وہ نیکی بھی جو سب کے آگے بڑھ جاتی ہے۔ کتنے یتیم تھے جن کی خبر گیری کی جاتی تھی اور اب وہ تباہ و برباد ہو گئے ہیں

۔وہ ہمیشہ ان کا خیال کرتے تھے اور ان کی تکالیف کو دور کرتے تھے ۔آج وہ بقیع میں آرام فرمارہے ہیں اور مسلمان منتشر ہوگئے ہیں ۔انہوں نے اپنے امام کو شہید کیا ہے جو بہت نیک اور پاک دامن تھے اس لئے ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے ۔وہ حلم و بردباری کے ساتھ بارخلافت اٹھارہے تھے ان کی نیکی اور شرافت شہرہ آفاق تھی ۔اے عثمانؓ! انہوں نے تمہیں بے قصور شہید کیا ہے اور انہوں نے تمہیں گھر کی چھت کے نیچے جا کر شہید کیا ہے۔

حضرت حسانؓ کا تیسرا مرثیہ

حضرت حسان بن ثابت نے ایک اور نظم میں شہادت عثمانؓ کے موقع پر یوں ارشاد فرمایا ہے کہ:

جو شخص خالص اور بے میل موت سے خوش ہوتا ہو اسے چاہیئے کہ وہ حضرت عثمانؓ کے گھر کے معرکہ کو دیکھے ۔اے لوگو! صبر کرو، میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں، کیونکہ مصیبت میں صبر کرنا مفید ثابت ہوتا ہے ۔ہم اہل شام اور اس کے امیر کے ہر اقدام سے خوش ہیں اور ہمیں اپنے بھائی کے بدلہ بھائی مل گئے ہیں ۔میرا انہی لوگوں سے تعلق قائم ہے خواہ وہ حاضر ہوں یا غائب ہوں اور جب تک میں زندہ ہوں اور میرا نام حسان ہے ۔تم بہت جلد ان دشمنوں کے علاقوں میں نعرۂ تکبیر سنو گے ۔اور لوگ حضرت عثمانؓ کے انتقام کا نعرہ بلند کریں گے۔

حباب بن یزید کا مرثیہ

فرزوق شاعر کے چچا حباب بن یزید مجاشعی کے اشعار ہیں:

تمہارے باپ کی قسم! تم مت گھبراؤ کیونکہ اب خیر و برکت ماند پڑگئی ہے ۔مسلمان اپنے دین میں کمزور ہوگئے ہیں اور حضرت عثمانؓ کی شہادت نے نہ ختم ہونے والا طویل شر و فساد چھوڑ دیا ہے ۔اے ملامت کے خوگر! ہر انسان کو فنا کے گھاٹ اترنا ہے اس لئے تم اللہ کے راستہ پر خوش روی کے ساتھ چلتے رہو۔

تاریخِ طبری

جلد سوم حصہ دوم

تصنیف: ابو جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ: مولانا محمد اصغر مغل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

۳۵ھ کے واقعات

خلافت امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ

۳۵ھ میں مدینہ منورہ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی گئی البتہ قدماء مؤرخین کا اس بات پر اختلاف ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کس وقت کی گئی اور کن لوگوں نے کی؟ بعض مورخین کی رائے تو یہ ہے کہ صحابہ کرام نے جمع ہو کر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بیعت کی درخواست کی لیکن انہوں نے انکار فرمایا جب صحابہ کرام نے حد سے زیادہ اصرار فرمایا تو انہوں نے بار خلافت اٹھانا قبول فرمایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت وخلافت

جعفر بن عبداللہ المحمدی نے کئی واسطوں کے بعد سالم بن الجعد کے واسطے سے محمد بن الحنفیہ کا یہ قول بیان فرمایا ہے کہ جس روز حضرت عثمانؓ شہید کئے گئے، میں اس روز اپنے والد حضرت علیؓ کے ساتھ تھا جب انہیں شہادت عثمانؓ کی اطلاع ملی تو وہ فوراً اپنے گھر سے نکلے اور حضرت عثمانؓ کے گھر پہنچے وہاں رسول اکرم ﷺ کے صحابہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عرض کیا کہ حضرت عثمانؓ تو شہید کر دیئے گئے ہیں اور لوگوں کو کسی نہ کسی خلیفہ کی ضرورت ہے جس کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں، اور ہم آج اس روئے زمین پر آپ سے زیادہ کسی کو اس کا حقدار نہیں پاتے، نہ تو کوئی ایسا شخص موجود ہے جو اسلام میں آپ پر سبقت رکھتا ہو اور نہ ہی کوئی ایسا شخص موجود ہے جسے آپ سے زیادہ نبی اکرم ﷺ کا قرب حاصل ہو اور آپ سے زیادہ کسی کو رشتہ داری حاصل ہو اس لئے یہ بار آپ اپنے کاندھوں پر اٹھایئے اور لوگوں کو اس بے چینی اور پریشانی سے نجات دلایئے۔

علیؓ اور صحابۂ کرام کی باہم گفتگو

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ تم لوگ کسی اور کو امیر بناؤ اور مجھے اس کا وزیر ہی رہنے دو، صحابہ کرام نے عرض کیا خدا کی قسم! ہم آپ کے علاوہ کسی اور کی بیعت کے لئے تیار نہیں ہیں۔ آخر کار صحابہ کرام کے بے حد اصرار پر حضرت علیؓ نے فرمایا تم لوگوں کے اصرار پر میں یہ ذمہ داری قبول کر رہا ہوں البتہ بیعت مسجد میں ہونی چاہیئے تاکہ لوگوں میں میری بیعت مخفی نہ رہے اور حقیقت یہ ہے کہ مسلمانوں کی رضامندی کے بغیر یہ خلافت مجھے صحیح معنی پر

حاصل بھی نہیں ہو سکتی۔

ابن عباسؓ کا بیعت کیلئے مسجد نہ جانے کا فیصلہ

سالم بن الجعد کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے تھے کہ مجھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کے سلسلہ میں مسجد جانے کا فیصلہ بہتر نہیں لگا کیونکہ مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں لوگ ان کے خلاف شور نہ مچائیں اور جب میں نے اس کا اظہار کیا تو حضرت علیؓ نے میرے مشورہ کو قبول نہیں فرمایا اور مسجد تشریف لے گئے اور وہاں تمام مہاجرین اور انصار نے جمع ہو کر آپ کی بیعت کی اور اس کے بعد دیگر حضرات نے بھی حضرت علیؓ کی بیعت کی۔

صحابۂ کرامؓ کا آپؓ سے خلافت کیلئے اصرار کرنا

جعفر بن عبداللہ المحمدی نے ابو میمونہ کے واسطے سے ابوبشیر عابدی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ شہید کیے گئے تو اس وقت میں مدینہ میں موجود تھا، اس موقع پر انصار اور مہاجرین جمع ہو کر جن میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے، حضرت علیؓ کے خدمت میں پہنچے اور کہا اے ابوالحسن! آپ اپنا ہاتھ بڑھائیے تاکہ ہم آپ کی بیعت کریں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب دیا کہ مجھے خلافت کی کوئی حاجت نہیں ہے تم جسے خلیفہ بنانا چاہو میں اس سے خوش ہوں اور اس معاملہ میں تمہارے ساتھ ہوں۔

مہاجرین وانصار کا اتفاق

مہاجرین اور انصار نے کہا ہم تو آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو خلیفہ بنانے کے لئے تیار نہیں ہیں، بہر حال یہ حضرات حضرت علیؓ کی خدمت میں بار بار حاضر ہوتے رہے اور انہیں خلافت کے اس بار کو اٹھانے پر مجبور کرتے رہے لیکن حضرت علیؓ اس کے قبول کرنے سے انکار کرتے رہے آخر کار ان مہاجرین اور انصار نے کہا کہ خلافت کے بغیر معاملات طے نہیں پا سکتے اور آپ کی ٹال مٹول سے معاملہ طویل سے طویل تر ہوتا جا رہا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا چونکہ تم لوگ مجھے بار بار آ کر مجبور کر رہے ہو تو میں بھی تم سے ایک بات کہنا چاہوں گا اگر تم میری بات قبول کرو گے تو پھر میں خلافت کے اس بار کو اٹھاؤں گا ورنہ مجھے خلافت کی کوئی حاجت نہیں ہے چنانچہ مہاجرین اور انصار کے اس وفد نے وعدہ کیا کہ آپ جو کچھ فرمائیں گے ہم اس کی تکمیل کریں گے اور اسے دل سے قبول کریں گے۔

بیت المال سے متعلق حضرت علیؓ کا فیصلہ

یہ وعدہ لیکر حضرت علی مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر بیٹھے اور لوگ آپ کے گرد جمع ہو گئے پھر آپ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا میں نے اس خلافت کے بار کو مجبور ہو کر قبول کیا ہے کیونکہ تم لوگوں نے مجھے اس کو قبول کرنے پر مجبور کیا اور میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں کہ میں آپ لوگوں کی اس درخواست کو قبول کر لوں، اب میری صرف اتنی سی شرط ہے کہ تمہارے خزانوں کی چابیاں اگرچہ میری قبضہ میں ہوں گی لیکن میں تمہاری رضامندی کے بغیر اس میں سے ایک درہم بھی نہیں نکالوں گا۔ تمام صحابہ کرام نے اس بات کو قبول فرمایا، حضرت علیؓ نے لوگوں کے اس جواب کو سن کر فرمایا اے اللہ! آپ اس پر گواہ رہنا، اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے لوگوں سے بیعت لی۔

جعفر ابی میمونہ کے واسطہ سے راوی ابو بشیر عابدی کا بیان نقل کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں اس وقت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے قریب کھڑا تھا اور حضرت علی کا خطبہ سن رہا تھا۔

حضرت علیؓ کا لوگوں سے اجتناب فرمانا

عمرو بن شبۃ نے علی بن محمد کے ذریعہ ابو بکر ہذلی سے ابو الملیح کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ بازار تشریف لے گئے۔ یہ اٹھائیس ذی الحجہ ہفتہ کا دن تھا۔ لوگوں نے جب حضرت علیؓ کو دیکھا تو ان کے پیچھے لگ گئے اور انہیں دیکھنے لگے۔ حضرت علیؓ لوگوں کے اس ہجوم کو دیکھ کر بنو عمرو بن مبذول کے باغ میں داخل ہو گئے اور ابو عمرۃ بن عمرو بن محصن سے فرمایا کہ دروازہ بند کر دو۔

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کا حضرت علیؓ کی بیعت کرنا

لوگ باغ کے دروازہ پر پہنچے اور دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ مجبوراً دروازہ کھول دیا گیا اور لوگ اندر داخل ہو گئے اور باغ کے اندر داخل ہونے والوں میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ان دونوں نے حضرت علیؓ سے کہا اے علیؓ! آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے، حضرت علیؓ نے ہاتھ آگے بڑھایا اور حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے آپ کی بیعت کی۔

پہلی بدفالی

جب حضرت طلحہؓ نے آپ کی بیعت کی تو حبیب بن ذویب آپ کو دیکھ رہا تھا اور چونکہ سب سے پہلے بیعت حضرت طلحہؓ نے کی تھی اس لئے حبیب بولا کہ جس بیعت کی ابتدا کٹے ہوئے ہاتھ سے ہوئی ہو وہ ہرگز مکمل نہیں ہو سکتی، اس کے بعد حضرت علیؓ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر تشریف فرما ہوئے۔ اس وقت حضرت علیؓ ایک تہمد باندھے ہوئے اور ایک چوغہ پہنے ہوئے تھے اور سر پر خز کا عمامہ تھا اور پاؤں میں چپل تھی اور ہاتھ میں ایک کمان تھی جس پر آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے، اس موقع پر لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمرؓ کو بیعت کیلئے لایا جانا

بعض لوگ اس موقع پر حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کو لائے۔ حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا تم بھی بیعت کرو۔ حضرت سعدؓ نے فرمایا جب سب لوگ بیعت کر لیں گے تو میں بھی بیعت کر لوں گا البتہ اس بات کا میں وعدہ کرتا ہوں کہ میری ذات سے آپ کو کسی قسم کا کوئی نقصان اور تکلیف نہ ہو گی۔

اس کے بعد لوگ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو لائے جب حضرت علیؓ نے ان سے بیعت کے لئے کہا تو انہوں نے بھی اسی قسم کا جواب دیا جو حضرت سعد نے دیا تھا اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا تم اپنا کوئی ضامن پیش کرو، حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا میرے پاس کوئی ضامن نہیں ہے۔

اشتر کا کئی صحابہ کے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کرنا

اس موقع پر اشتر نخعی کھڑے ہوئے اور کہا آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں، انہیں چھوڑ دو، میں نے ان کے بچپن سے جوانی تک ان کے اندر کوئی برائی نہیں دیکھی۔

محمد بن سنان نے حسن بصری کا قول بیان کیا ہے کہ میں نے مدینہ کے ایک جنگل میں حضرت زبیرؓ کو حضرت علیؓ کی بیعت کرتے ہوئے دیکھا۔

اشتر کی حضرت طلحہؓ کو دھمکی

احمد بن زہیر نے بحوالہ اپنے والد زہیر کئی رواۃ کے توسط سے زہری کا قول بیان کیا ہے کہ جب لوگوں نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی تو آپ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بلوایا جب یہ دونوں حضرات تشریف لائے تو حضرت طلحہؓ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کرنے پس و پیش کی، اس موقع پر مالک اشتر نخعی تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا اور بولا خدا کی قسم! اے طلحہ! تو بیعت کر لے ورنہ میں یہ تلوار تیری پیشانی میں گھسا دوں گا اس پر حضرت طلحہؓ نے فرمایا میں اس کام سے دور رہ کر کہاں جا سکتا ہوں؟ اس کے بعد انہوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کی۔ اس کے بعد حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ سے کوفہ اور بصرہ کی امارت کی خواہش کی! جس پر حضرت علیؓ نے فرمایا تم میرے ساتھ رہو، میں تمہیں ضرور وہاں کا حاکم بنا کر بھیج دوں گا۔

زہری کہتے ہیں کہ ہم تک تو یہ بات بھی پہنچی ہے کہ حضرت علیؓ نے تو ان حضرات سے فرمایا اگر تم دونوں چاہو تو میری بیعت کر لو اور اگر تم خود خلیفہ بننا چاہو تو پھر میں تمہاری بیعت کرنے کے لئے تیار ہوں، انہوں نے جواب دیا نہیں، ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں اپنی جانوں کا خوف تھا اس لئے ہم نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی اور ہم یہ بات بھی اچھی طرح جانتے تھے کہ حضرت علیؓ ہماری بیعت کرنے والے نہیں تھے۔

صحابہ کرام کا بیعت علیؓ سے اجتناب

محمد بن الحنفیہ کہتے ہیں کہ جب حضرت عثمانؓ کی شہادت ہوئی تو اس وقت میں اپنے والد کے ساتھ تھا جب میرے والد اپنے گھر تشریف لائے تو صحابہ کرام کا ایک وفد آپ کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ حضرت عثمانؓ تو شہید کر دیئے گئے ہیں اور کسی نہ کسی خلیفہ کا ہونا ضروری ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا کیا اس کام کے لئے شوریٰ منعقد کی جائے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ہم آپ سے راضی ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تو پھر بیعت مسجد میں ہونی چاہئے تا کہ دیگر لوگوں کی رضا بھی حاصل ہو جائیں،

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ مسجد تشریف لے گئے لوگوں نے آپ کی ہاتھ پر بیعت کی، انصار نے بھی آپ کے ہاتھ پر بیعت کی لیکن انصار کے چند افراد نے بیعت سے گریز کیا، حضرت طلحہؓ نے فرمایا ہمارے لئے اس بیعت کی اس سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں کہ جیسے ایک کتا مجبوراً زمین پر ناک رگڑ رہا ہو۔

عمرو بن شعبہ نے عبداللہ بن حسن کا قول ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے تو تمام انصار نے حضرت علیؓ کی بیعت کی صرف گنتی کی چند افراد نے اس سے گریز کیا جن میں قابل ذکر حسان بن ثابت، کعب بن مالک مسلمہ بن مخلد، ابو سعد الخدری محمد بن مسلمہ، نعمان بن بشیر، زید بن ثابت، رافع بن خدیج فضالہ بن عبید اور کعب بن عجرہ تھے نادر یہ تمام حضرات عثمانی تھے، کسی نے عبداللہ بن حسن سے سوال کیا کہ ان حضرات نے حضرت علیؓ کے بیعت سے انکار کیوں کیا اور یہ حضرات عثمانی کیسے ہوئے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حسان بن ثابت تو ایک شاعر تھا جسے یہ بھی خبر نہ

تھی کہ اسے کیا کرنا چاہیے جہاں تک زید بن ثابت کا تعلق ہے تو ان کو حضرت عثمانؓ نے اپنے دور خلافت میں قضاء وفیصلہ کا ذمہ دار بنایا تھا نیز بیت المال بھی ان کے سپرد تھا،

جب حضرت عثمان محصور کیا گیا تو اس نے دوبار اعلان کیا کہ اے معشر انصار! تم اللہ کے مددگار بن جاؤ جس پر حضرت ابوایوب انصاریؓ نے فرمایا کہ تم تو حضرت عثمانؓ کی مدد کا اس وجہ سے کہہ رہے ہو کہ تیرے بازو مزید مضبوط ہو جائیں، کعب بن مالک کا مسئلہ بھی اسی قسم کا تھا کہ ان کو حضرت عثمانؓ نے قبیلہ مزینہ کے صدقات کا عامل بنایا تھا انہوں نے مزینہ سے جو صدقات وصول کیے تھے وہ حضرت عثمانؓ نے ان کے لئے چھوڑ دیا تھا۔

عبداللہ بن الحسن بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ایک شخص نے جس نے خود زہری سے سنا تھا زہری کا یہ قول بیان کیا ہے کہ مدینہ سے ایک ایسی جماعت بھاگ کر شام چلی گئی جنہوں نے حضرت علی کی بیعت نہیں کی، اسی طرح قدامہ بن مظعون، عبداللہ بن سلام اور مغیرہ بن شعبہ نے بھی بیعت نہیں کی، کچھ حضرات کا کہنا ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر مجبوراً بیعت کی جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ حضرت زبیرؓ نے تو بیعت ہی نہیں کی۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ کی باہم گفتگو

عبداللہ بن احمد المرزوی بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان اپنے گھر میں محصور ہوئے تو اس وقت حضرت علیؓ خیبر میں تھے جب آپ خیبر سے مدینہ واپس تشریف لائے تو حضرت عثمانؓ نے انہیں بلوایا، جب حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے پاس پہنچے تو حضرت عثمانؓ نے اللہ کی حمد وثناء کے بعد ان سے مخاطب ہو کر فرمایا اے علی! میرے تم پر بہت سے حقوق ہیں جن میں سب سے اول حق اسلام کا حق ہے اور دوسرا بھائی بندی کا حق ہے اور تم اس بات سے بھی اچھی طرح باخبر ہو کہ جب رسول اکرم ﷺ نے مسلمانوں میں بھائی بندی کا رشتہ جوڑا تو میرا تجھ سے بھائی بندی کا رشتہ طے کرایا تھا، تیسرا رشتہ داری کا حق ہے اور ساتھ ہی سسرالی حق بھی ہے میں عہد و پیمان کا کوئی بھی بوجھ آج تک تجھ پر نہیں ڈالا ہے اور زمانہ جاہلیت میں بھی ہم ہمیشہ بنو عبد مناف کا ساتھ دیتے رہے ہیں اور ساتھ اس وجہ دیتے رہے ہیں کہ کہیں بنو تمیم بنو عبد مناف سے حکومت چھین نہ لیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواباً فرمایا اے عثمانؓ! تم نے جتنے حقوق مجھ پر گنوائے ہیں وہ تمام کے تمام برحق ہیں اور آپ کا یہ کہنا کہ اگر ہم بنو عبد مناف کی مدد نہ کرتے تو بنو تمیم ان سے حکومت چھین لیتے تو آپ کی یہ بات بھی برحق ہے عنقریب تمہارے پاس خبر پہنچ جائیگی۔

پھر ان حضرت علیؓ حضرت عثمانؓ کے پاس سے اٹھ کر مسجد تشریف لے گئے وہاں اسامہ بن زید بیٹھے ہوئے تھے حضرت علیؓ نے انہیں اپنے قریب بلوایا اور ان کا ہاتھ پکڑ کر حضرت طلحہ کے گھر کے جانب چلے اور پھر حضرت طلحہؓ کے گھر پہنچے، وہاں پر بہت سارے لوگ جمع تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت طلحہؓ کے روبرو کھڑے ہو گئے اور فرمایا آخر تم یہ کیا کر رہے ہو؟ اور تمہارا ارادہ کیا ہے؟ حضرت طلحہؓ نے فرمایا مجھے عقل مندوں نے اس کام پر مجبور کیا ہے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور واپس لوٹ آئے اور سیدھے بیت المال پہنچے اور وہاں پہ بیت المال کا دروازہ کو بند پایا تو آپ نے فرمایا کہ اس کا دروازہ کھولو، لیکن چابی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے دروازہ کھل نہ سکا جس پر حضرت علیؓ نے دروازہ توڑنے کا حکم دیا چنانچہ ساتھیوں نے اس کا دروازہ توڑ دیا اس کے بعد حضرت علیؓ نے تمام خزانہ باہر نکلوایا اور پھر لوگوں کے درمیان تقسیم کرنا شروع کر دیا،

ادھر حضرت طلحہؓ کے پاس جو لوگ بیٹھے ہوئے تھے ان کو جب اس بات کی اطلاع ملی کہ حضرت علیؓ لوگوں میں خزانہ تقسیم کر رہے ہیں تو لوگ وہاں سے کھسکنے لگے اور ایک ایک کر کے سب حضرت علیؓ کے پاس پہنچ گئے یہاں تک کہ حضرت طلحہؓ کے پاس ایک شخص بھی باقی نہیں بچا اور ان کے تمام حامی منتشر ہو گئے،

یہ خبر جب حضرت عثمانؓ کو پہنچی تو وہ اس کام سے بہت خوش ہوئے، تھوڑی دیر کے بعد حضرت طلحہ گھر سے نکل کر حضرت عثمانؓ کے مکان کی جانب چلے جب دروازہ کے پاس پہنچے تو انہوں نے اندر آنے کی اجازت طلب کی جب ان کو اجازت مل گئی تو آپ اندر تشریف لے گئے اور کہنے لگے اے امیر المومنین! میں اپنی غلطیوں کی اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس سے توبہ کرتا ہوں میں نے ایک کام کا ارادہ کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے پورا نہیں ہونے دیا۔

حضرت عثمانؓ نے فرمایا اے طلحہ! تم تائب اور شرمندہ ہو کر نہیں آئے بلکہ تم تو مجبور اور بے بس ہو کر آئے ہو اس لئے اللہ تعالیٰ ہی تمہارے لئے کافی ہے۔

حضرت طلحہؓ سے زبردستی بیعت

حارث بن سعد نے بحوالہ اسماعیل، حضرت سعدؓ کا قول روایت کیا ہے کہ حضرت طلحہ کہا کرتے تھے کہ میں نے اس حال میں بیعت کی ہے کہ تیرے سر کے اوپر تلوار چمک رہی تھی، سعد کہتے ہیں کہ مجھے اس کا تو علم نہیں کہ تلوار ان کے سر پر موجود تھی یا نہیں البتہ میں اس بات سے اچھی طرح آگاہ تھا کہ حضرت طلحہؓ سے زبردستی بیعت لی گئی۔

اسماعیل بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کے تمام لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کی صرف سات اشخاص نے بیعت سے گریز کیا اور یہ سات افراد سعد بن ابی وقاص، ابن عمرؓ، صہیب، زید بن ثابت، محمد بن مسلمہ، سلمہ بن وقش اور اسامہ بن زید ہیں اور جہاں تک مجھے معلوم ہیں انصار میں سے کسی نے بھی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ہاتھ پر بیعت کرنے سے انکار نہیں کیا۔

حضرت زبیرؓ کی بیعت کا واقعہ

زید بن بکار نے ابوحبیبہ جو کہ مولی الزبیر کی سند سے روایت کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے اور حضرت علیؓ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کر لی تو حضرت علیؓ حضرت زبیرؓ کے گھر پہنچے اور اندر تشریف لیجانے کی اجازت طلب کی، راوی ابوحبیبہ کہتے ہیں کہ میں حضرت زبیر کو حضرت علیؓ کی آمد کی اطلاع دی تو انہوں نے فوراً اپنی تلوار نیام سے نکال لی اور اسے اپنے بستر کے نیچے رکھ دیا اور اس کے بعد مجھ سے فرمایا جاؤ اور انہیں اندر بلالاؤ، میں نے باہر جا کر ان کو اندر بلالایا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ اندر تشریف لائے اور آتے ہی حضرت زبیر کو سلام کیا اور سامنے کھڑے رہے اور کچھ دیر تک سامنے کھڑے رہے اور پھر کھڑے کھڑے واپس چلے گئے، ابوحبیبہ کہتے ہیں کہ حضرت زبیرؓ نے مجھ سے فرمایا کیا بات ہے؟ یہ شخص اندر آ کر بغیر کوئی بات کئے ایک دم واپس چلا گیا دیکھو کہیں تلوار تو نظر نہیں آ رہی ہے؟ چنانچہ ابوحبیبہ کہتے ہیں میں اس جگہ پر جا کر کھڑا ہو گیا جہاں حضرت علیؓ کھڑے تھے تو مجھے تلوار کی دھار نظر آئی اور میں نے انہیں بتایا کہ تلوار کی دھار نظر آ رہی ہے تو حضرت زبیرؓ نے فرمایا اسی وجہ سے یہ شخص فوراً چلا گیا۔

جب حضرت علیؓ باہر نکلے تو لوگوں نے آپ سے حضرت زبیرؓ کے عزائم کے بارے میں دریافت کیا، آپ نے

فرمایا میں نے اپنی بہن کے لڑکے کو بہت نیک اور صلہ رحم پایا ہے، اس جواب کے بعد لوگوں کے دلوں میں حضرت زبیرؓ کے بارے میں اچھا خیال پیدا ہوا، بعض مواقع پر حضرت علیؓ نے یہ بھی کہا کہ حضرت زبیرؓ نے میری بیعت بھی کر لی تھی۔

قاتلین عثمانؓ کا امیر کے تقرر پر اختلاف

سری نے بحوالہ شعیب یہ واقعہ تحریر کیا ہے کہ حضرت عثمان کے شہادت کے بعد شہر مدینہ پر پانچ دن تک غافقی بن حرب کا قبضہ رہا، اور وہاں پر کوئی امیر نہ تھا، قاتلین اس تلاش میں مصروف تھے کہ کوئی ایسا شخص مل جائے جو اس خلافت کے بار کو سنبھال لیں اور مصری حضرت علیؓ کے گھر کے باہر چکر لگا رہے تھے اور وہ ان سے جان بچانے کے واسطے مدینہ کے باغوں میں چھپ جاتے تھے اور کچھ لوگ حضرت زبیرؓ کے تلاش میں تھے اور وہ اپنی جگہ چھوڑ کر دوسری جگہ چلے گئے اور انہوں نے اس خلافت سے بیزاری ظاہر کی جو قاتلین کے ذریعہ حاصل ہو،

اور اہل بصرہ حضرت طلحہؓ کے تلاش میں سرگرداں تھے چنانچہ جب یہ لوگ حضرت طلحہؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے بھی خلافت سے دستبرداری ظاہر کی لیکن اہل بصرہ برابر اصرار کرتے رہے لیکن وہ کسی بھی طرح اس پر آمادہ نہ ہوئے، یہ سب لوگ حضرت عثمانؓ کے قتل میں تو متفق تھے لیکن ان کے آپس میں اس بات پر اختلاف تھا کہ کسے خلیفہ بنایا جائے اور ہر فریق اپنے اپنے امیر لانے پر بضد تھے۔

جب باغیوں نے یہ دیکھا کہ طلحہؓ، زبیرؓ اور حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ میں سے کوئی بھی ان کی بات قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھے تو ان باغیوں نے آپس میں اس بات پر اتفاق کر لیا کہ اب ہرگز ان تینوں کو خلیفہ نہ بنایا جائے اور اب اس شخص کو خلیفہ بنانا چاہیے جو سب سے اول ہی میں ہماری بات تسلیم کر لیں، چنانچہ ان سب نے باہم اتفاق ہو کر حضرت سعد بن ابی وقاص کے پاس آدمی بھیجا اور ان سے کہلوایا کہ آپ اصحاب شوریٰ میں داخل ہیں اور آپ پر ہم سب کا اتفاق ہے اس لئے آپ تشریف لائیں تاکہ ہم سب آپ کی ہاتھ پر بیعت کر لیں۔

حضرت سعدؓ نے جواب میں کہلوایا جہاں تک میرا اور ابن عمرؓ کا تعلق ہے تو ہم دونوں پہلے ہی سے اس بار خلافت منحرف ہیں اور ہمیں خلافت کی کسی حال میں بھی ضرورت نہیں، حضرت سعدؓ نے تمثیلاً یہ شعر بھی سنایا: **لاتـخلطنَّ خبیثاتٍ بطیبةٍ. واخلع ثیابک منها وابغُ عریاناً** (ترجمہ) تو پاک چیزوں کو خبیث چیزوں کے ساتھ نہ ملا، بلکہ اس سے تو بہتر یہ ہے کہ اپنے کپڑے اتار کر ننگا پھر تاکہ تیرا باطن ظاہر ہو جائے۔

جب یہ لوگ حضرت سعدؓ سے مایوس ہو گئے تو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا کہ آپ حضرت عمرؓ کے صاحبزادہ ہے آپ ہی کیوں اس خلافت کو نہیں سنبھالتے، جواب میں ابن عمرؓ نے فرمایا اس خلافت میں اب انتقامی مادہ پیدا ہو چکا ہے اس لئے میں اپنے آپ کو اس کے لئے پیش نہیں کر سکتا اور اس انتقامی کاروائی کے لئے تم لوگ میرے علاوہ کسی دوسرے کا انتخاب کرو، غرض یہ باغی ہر طرف سے مایوس ہو گئے اور یہ لوگ اس بات سے پریشان تھے کہ انہیں اب کیا کرنا چاہیے۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کا خلافت سے انکار

سری نے شعیب کے حوالہ سے تحریر کیا ہے کہ جب قاتلین عثمانؓ حضرت طلحہؓ کے پاس گئے اور ان سے اس خلافت کے بار کو سنبھالنے کی درخواست کی تو حضرت طلحہؓ نے اس ذمہ داری کو قبول کرنے سے انکار کیا اور یہ شعر پڑھا:

ومن عجب الدّیام و الدّھر انّنی . بقیتُ وَ حیداً لا امُرٌ و لا احلی. (ترجمہ) زمانہ کے بھی عجیب حالت ہے کہ میں آج یک و تنہا رہ گیا ہوں اب مجھے کوئی شہ نہ تو کڑوی معلوم ہوتی ہے اور نہ میٹھی۔

اس کے بعد یہ لوگ حضرت طلحہؓ کے پاس سے یہ کہتے ہوئے واپس آئے کہ آپ ہی نے تو ہم سے وعدہ کیا تھا،اس کے بعد یہ لوگ حضرت زبیرؓ کے پاس آئے اور انہیں خلافت کی ذمہ داری کو سنبھالنے کی درخواست کی اور انھیں اس ذمہ داری کو قبول کرنے پر ابھارا،لیکن حضرت زبیرؓ نے بھی اس سے انکار کرتے ہوئے ان سے معذرت کی اور تمثیلا یہ شعر پڑھا:متی انتَ عن دارِ بقیحان َ راحلی. وباعتھایحنوا علیک الکتائب ُ(ترجمہ) قیحان کے گھر اور میدان سے اب تمہارا کیا واسطہ، کیونکہ تو وہاں سے اس حال میں کوچ کررہا ہے کہ لشکر تجھ پر چڑھے آرہے ہیں۔

اس کے بعد یہ لوگ ان کے پاس سے بھی یہ کہتے ہوئے اٹھے کہ آپ ہی نے تو ہم سے وعدہ کیا تھا،اس کے بعد یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس گئے اور ان سے اس بار خلافت کو اٹھانے کی درخواست کی لیکن آپ نے بھی اس سے انکار کیا اور ان کے سامنے یہ شعر پڑھا:لو انَّ قومی طاوَ عتنی سُراتھم . امرتُھم امراً یُدیخُ الاعادیا (ترجمہ) اگر میری قوم کے بڑے میری بات مانتے تو میں انھیں ایسی بات کا حکم دیتا کہ جس سے دشمن بھی دوست بن جاتے۔

اس کے بعد یہ باغی وہاں سے بھی یہ کہتے ہوئے چلے آئے کہ آپ ہی نے تو ہم سے وعدہ کیا تھا۔

عمرو بن شعبہ نے بحوالہ ابوالحسن امام شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے جب حضرت عثمانؓ شہید کردیئے گئے تو اس کے بعد قاتلین عثمانؓ کے پاس جمع ہو کر حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اس وقت حضرت علیؓ مدینہ کے بازار میں تھے وہاں یہ لوگ پہنچے اور حضرت علیؓ سے فرمایا آپ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے تاکہ ہم آپ کی ہاتھ پر بیعت کریں،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جلدی نہ کرو کیونکہ حضرت عمرؓ بہت سمجھدار اور مسلمانوں کے لئے نہایت بابرکت انسان تھے انہوں نے مجلس شوریٰ کو ہدایت فرمائی تھی کہ تم لوگوں کو کچھ مہلت دو تا کہ وہ آپس میں مل کر مشورہ کرسکے اس کے بعد یہ تمام لوگ حضرت علیؓ کے پاس سے واپس چلے گئے،البتہ یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اس وقت اگر ہم لوگ اسی طرح اپنے اپنے شہروں میں واپس چلے گئے اور کوئی خلیفہ متعین نہیں کیا تو لوگوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوجائیگا اور امت میں فساد پھیل جائیگا۔

قاتلین عثمانؓ کے باہم مشورہ کے بعد یہ تمام لوگ پھر حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور وہاں جانے کے بعد اشتر نخعی نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہنے لگا خدا کی قسم! اگر آپ نے میرا ہاتھ چھوڑ دیا تو آپ بہت کوتاہ نظر ثابت ہوں گے اس کے بعد اہل کوفہ اور پھر تمام وگوں نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

شعبی کہتے ہیں کہ یہی وجہ ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ پر بیعت کرنے والا پہلا شخص اشتر نخعی تھے۔

بنو امیہ کا مدینہ چھوڑنا

سری نے بحوالہ شعیب تحریر کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ کے شہادت کے پانچ روز گذر گئے اور جمعرات کا دن آیا تو اہل مدینہ ایک مقام پر اکٹھا ہوئے البتہ اس اجتماع میں حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ موجود نہ تھے اور یہ دونوں حضرات اس وقت مدینہ میں موجود نہ تھے، نیز حضرت طلحہ بھی موجود نہ تھے وہ اس وقت اپنے باغ میں بیٹھے ہوئے تھے اور بنو امیہ کے جو لوگ بھاگنے کی قدرت رکھتے تھے وہ مدینہ سے بھاگ گئے اور ولید بن عقبہ اور سعید بن العاص مکہ چلے

گئے تھے اور جانے والوں میں سب سے پہل ان دونوں نے ہی کی تھی اس کے بعد مروان فرار ہوا اور پھر اس کے بعد یکے بعد دیگرے مدینہ سے بھاگتے رہے۔ غرض جب اہل مدینہ جمع ہو گئے تو اہل مصر نے ان سے کہا کہ تم لوگ اصحاب شوریٰ ہو اور تم ہی لوگ خلیفہ کا انتخاب کر سکتے ہو اس لئے تم لوگ جسے منتخب کرنا چاہو منتخب کر لو ہم لوگ تمہارے اس فیصلہ کو دل و جان سے قبول کریں گے اس کے بعد اہل مدینہ نے جواب دیا ہم سب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے راضی ہیں۔

حضرت طلحہؓ کی حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت

علی بن مسلم نے حبان بن ہلال اور جعفر بن سلیمان کے حوالہ سے عوف کا قول نقل کیا ہے کہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے محمد بن سیرین کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت علیؓ حضرت طلحہؓ کے پاس گئے اور فرمایا اے طلحہ! اپنا ہاتھ آگے کیجئے میں تمہاری بیعت کرتا ہوں، حضرت طلحہؓ نے فرمایا اس کے لئے تو آپ مجھ سے زیادہ حقدار ہیں اور آپ ہی امیر المومنین بننے کے زیادہ لائق ہیں اس لئے آپ ہی اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے تاکہ میں آپ ہی کے ہاتھ پر بیعت کروں ،حضرت علیؓ نے اپنا ہاتھ آگے پھیلایا تو حضرت طلحہؓ نے ان کی ہاتھ پر بیعت کی۔

اہل مدینہ کو قاتلین عثمانؓ کی دھمکی

سری نے بحوالہ شعیب، محمد اور طلحہ کا قول تحریر کیا ہے کہ شہادت عثمان کے بعد قاتلین عثمانؓ نے اہل مدینہ سے کہا اے اہل مدینہ! تم لوگوں کو ہم دو دن کی مہلت دیتے ہیں کہ تم لوگ دو دن کے اندر خلیفہ کا انتخاب کر لو ورنہ خدا کی قسم! حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور دیگر بہت سارے لوگوں کو قتل کر دیں گے۔

قاتلین عثمانؓ کی اس دھمکی کے بعد اہل مدینہ جمع ہو کر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے عرض کیا کہ ہم آپ کی بیعت کے لئے تیار ہیں کیونکہ آپ نے اسلام کے خاطر مشکلات اور مصائب برداشت کئے ہیں اور آپ ذوالقربیٰ میں داخل ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا بہتر یہ ہے کہ تم میرے علاوہ کسی دوسرے کو خلیفہ بناؤ کیونکہ اس وقت ایسے نئے نئے واقعات پیش آ رہے ہیں کہ جن میں نہ تو دل ثابت قدم رہ سکتے ہیں اور نہ عقلیں قائم رہ سکتی ہیں،

اہل مدینہ نے عرض کیا ہم آپ کو خدا کی قسم دیتے ہیں، کیا آپ موجودہ حالات کو نہیں دیکھ رہے ہیں، کیا آپ اسلام کی تباہی پر غور نہیں کرتے؟ کیا آپ ان فتنوں کو نہیں دیکھتے، کیا آپ کو اللہ کا کچھ خوف نہیں ہے؟

حضرت علیؓ نے فرمایا میں اس وقت جن فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کیا میں خود بھی انہیں قبول کر لوں اور کیا جان بوجھ کر میں بھی ان فتنوں میں مبتلا ہو جاؤں، میں بھی تمہاری طرح ایک انسان ہوں تم جسے بھی امیر بناؤ گے میں اس کا سب سے زیادہ تابعدار رہوں گا اور تم سب سے زیادہ اس کا حکم مانوں گا۔

حضرت علیؓ کا جواب سننے کے بعد اہل مدینہ اٹھ کر چلے گئے اور اگلے روز فیصلہ کی تاریخ متعین کی اور باہم مشورہ اور غور و خوض کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے کہ اگر اس فیصلہ میں حضرت طلحہ اور حضرت زبیر بھی شریک ہو جائیں تو معاملہ درست ہو جائیگا۔

اس کے بعد کچھ بصری حضرات کو حضرت زبیرؓ کے پاس بھیجے اور حکیم بن جبۃ العبدی کو قاصد بنایا گیا اور ان سے کہا گیا کہ حضرت زبیرؓ سے جا کر کہو کہ وہ اختلاف سے پرہیز کریں، یہ قاصد حضرت زبیرؓ کے پاس پہنچے تو انہیں تلوار

سے ڈرانے لگے، اسی طرح کچھ کوفی حضرات کو حضرت طلحہؓ کے پاس بھیجے اور ان سے کہلوایا کہ وہ اختلاف سے ڈریں ،اور اس وفد کا قائد اشتر نخعی کو بنایا گیا ان لوگوں نے بھی حضرت طلحہؓ کے پاس پہنچ کر تلوار کے ذریعہ ڈرایا اور دھمکایا۔

اہل کوفہ اور اہل بصرہ اپنے ساتھی حضرت طلحہ اور زبیر کو برا بھلا کہہ رہے تھے اور مصری خوش تھے کہ اہل مدینہ بھی حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے میں ان کے حامی ہو گئے ہیں اور اہل کوفہ اور اہل بصرہ اس بات سے ڈر رہے تھے کہ حضرت علیؓ کو خلیفہ بنانے کے بعد وہ اہل مصر کے مطیع اور تابع بننے پر مجبور ہوں گے اور مصریوں کے موجودگی میں ان کی وہی حیثیت ہو گی جو ایک کوڑا کرکٹ کی ہوتی ہے اسی باعث انہیں بار بار حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ پر غصہ آرہا تھا لیکن وہ کچھ کر بھی نہیں سکتے تھے۔

جب جمعہ کا دن آیا تو سب لوگ مسجد میں جمع ہوئے حضرت علیؓ بھی تشریف لائے اور پھر آپ منبر پر چڑھے اور فرمایا اے لوگو! اس کام کا وہی حقدار ہے جسے تم منتخب کرو، گزشتہ کل ہم نے اور تم نے مل کر ایک فیصلہ کیا تھا اب اگر تم لوگ چاہو اور سب کی رضامندی ہو کہ میں ہی اس ذمہ داری کو سنبھال لوں تو میں اس کے لئے تیار ہوں ورنہ میری طرف سے کسی کو کوئی زبردستی نہیں ہے، لوگوں نے جواب دیا ہم نے کل جو فیصلہ کیا تھا ہم اب بھی اسی پر قائم ہیں۔

اس کے بعد لوگ حضرت طلحہ کو لائے اور ان سے کہا گیا کہ وہ حضرت علیؓ کی بیعت کریں، حضرت طلحہؓ نے فرمایا میں مجبوراً بیعت کرر ہا ہوں، انہوں نے بیعت کی اور آپ بیعت کرنے والوں میں سب سے پہلے بیعت کرنے والے تھے۔

حضرت طلحہؓ کا ایک ہاتھ لنجا تھا جب یہ بیعت کر رہے تھے تو ایک شخص انہیں دور سے گھور رہا تھا، جب حضرت طلحہؓ بیعت کر چکے تو اس شخص نے ''انا للہ وانا الیہ راجعون'' پڑھا اور کہا امیر المومنین سے سب سے پہلے بیعت ایک لنجا ہاتھ نے کی ہے اب تو یہ بیعت کبھی پوری نہیں ہوگی۔

اس کے بعد حضرت زبیرؓ کو لایا گیا انہوں نے بھی یہی کہا کہ میں مجبوراً بیعت کرر ہا ہوں اس کے بعد انہوں نے بیعت کی، لیکن زبیر کے بیعت کے بارے میں اختلاف ہے۔ پھر ان لوگوں کو لایا گیا جو ان اختلافات سے دور تھے انہوں نے آکر آپ کے ہاتھ پر بیعت کی اور کہا اے علیؓ! ہم آپ کی اس بات پر بیعت کر رہے ہیں کہ آپ احکام خداوندی کا نفاذ فرمائیں گے خواہ آپ کا کوئی قریبی رشتہ دار کیوں نہ ہو، عزت دار ہو یا کمزور ہو، اس کے بعد عام لوگوں نے بیعت کی۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے ساتھ گستاخی

سری نے بحوالہ شعیب یہ واقعہ تحریر کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے اور لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی تو اشتر نخعی حضرت طلحہ کے پاس گیا اور انہیں پکڑ کر حضرت علیؓ کے پاس لایا گیا، حضرت طلحہؓ نے اشتر سے کہا کم از کم مجھے یہ تو دیکھنے دو کہ لوگ کیا کر رہے ہیں؟ لیکن اشتر نے انہیں کوئی مہلت نہیں دی اور انہیں گلہ سے پکڑ کر گھسیٹا ہوا لے آیا اس کے بعد انہوں نے حضرت علیؓ کی ہاتھ پر بیعت کر لی۔

ایسی ہی ایک روایت سری نے حارث ابوالہبی کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ حکیم بن جبلہ حضرت زبیرؓ کو لیکر آیا اور انہیں بھی بیعت پر مجبور کیا۔ حضرت زبیرؓ فرمایا کرتے تھے کہ میرے پاس بنو عبد قیس کے چوروں میں سے ایک چور آیا تھا اس لئے میں نے بیعت کی۔

بیعت عامہ

سری نے بحوالہ شعیب یہ تحریر کیا ہے کہ محمد بن عمر الواقدی اور طلحہؓ کہا کرتے تھے کہ پھر سب لوگوں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کر لی۔

امام طبری فرماتے ہیں کہ جو لوگ پکڑ کر بیعت کیلئے لائے گئے تھے اور جن لوگوں نے بیعت کے لئے شرطیں لگائی تھیں جب ان سب نے بیعت کر لی تو یہ پورے اہل مدینہ کی بیعت سمجھی گئی خواہ انہوں نے کسی صورت میں بھی بیعت کی ہو، اس بیعت کے بعد لوگ اپنے اپنے مقامات کی طرف واپس چلے گئے اور اختلاف کی تمام وجوہات ختم ہو گئیں۔

خلافت علیؓ کی تکمیل

شہادت عثمانؓ کے بعد جمعہ کے دن حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر بیعت کی گئی اور اس وقت ماہ ذی الحجہ کے ختم ہونے میں پانچ دن باقی تھے، خلافت کے بعد حضرت علیؓ نے خطبہ دیا۔

سری شعیب کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ علی بن حسین کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؓ خلافت کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ دیا اس میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا:

> اللہ عز وجل نے ایسی کتاب نازل فرمائی جو لوگوں کو ہدایت کرنے والی ہے اس کتاب میں ہر قسم کے خیر وشر کو بیان کیا گیا ہے اب تمہیں چاہیے کہ تم خیر کو قبول کرو اور شر کو چھوڑ دو اور اللہ تعالیٰ کے فرائض کو ادا کرو وہ تمہیں جنت میں داخل کریگا۔ اللہ تعالیٰ نے بہت سے امور حرام فرمائے ہیں جو قطعاً ڈھکے چھپے نہیں اور تمام حرام کاموں سے زیادہ مسلمانوں کا خون حرام فرمایا ہے اس نے مسلمانوں کے ساتھ اخلاص اور باہم متحد رہنے کا حکم فرمایا ہے اور مسلمان وہی ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان بھائی محفوظ رہیں سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اس کی ایذا دہی کا حکم دیا ہو۔
>
> تم لوگ موت کے آنے سے قبل اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرو جبکہ موت تمہیں گھیرتی چلی آ رہی ہے اس لئے تم لوگ گناہوں سے ہلکے ہو کر موت سے ملو، لوگ تو ایک دوسرے کا انتظار کرتے ہی رہتے ہیں تم لوگ اللہ کے بندوں اور اس کے شہروں کی بربادی کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تم سے اس کا ضرور سوال کیا جائیگا حتیٰ کہ چوپایوں اور گھاس پھوس تک کے بارے میں تم سے سوال کیا جائیگا۔
>
> اللہ عز وجل کی اطاعت کرو اور اس کی نافرمانی نہ کرو اور جس چیز میں بھی تمہیں خیر نظر آئے تم اسے قبول کرو اور جو بھی برائی دیکھو اسے چھوڑ دو اور اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگ تھوڑی تعداد میں تھے اور زمین میں کمزور تھے۔

مصریوں کا آپ سے مشاعرہ ومکالمہ

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ خطبہ سے فارغ ہو گئے اور ابھی منبر پہ بیٹھے ہوئے تھے کہ مصریوں نے عرض کیا

خذها اليک واحذراً ابا حسن. إنَّا نُمِرُّ الأمْرَ اِمْرَارَ الرّسن.

(ترجمہ) اے ابوحسن! آپ ہمارا یہ عہد یاد رکھئے کہ ہم اس کام کو انتہاء تک پہنچا دیں گے۔

حضرت علیؓ نے جواب دیا: **إنّي عجزتُ عجزةً ما اعتذر. سوف اكيسُ بعدَها واستمر**

میں اتنا مجبور ہو گیا ہوں کہ عذر بھی نہیں کر سکتا، شاید بعد میں اس کام کو سمجھ پاؤں اور اسے کر گذروں۔

سری نے شعیب اور سیف کے حوالہ سے تحریر کیا ہے کہ محمد الواقدی اور طلحہ کا بیان ہے کہ جب حضرت علیؓ بیعت کے بعد اپنے گھر جانے لگے تو سائبہ فرقہ نے یہ شعر پڑھا:

خذها اليک واحذر ابا حسن.

انّا نمرُّ الامرَ امرار الرّسن

صولةَ اقوامٍ كاسدادِ السفن.

بمَشرَفيّاتٍ كغُدرانِ اللّبَن

وَنطعنُ المُلكَ بلينٍ كالشطن.

حتّى يُمَرَّنَّ عَلى غَيرِ عَنَن

(ترجمہ) اے ابوحسن! آپ ہمارا یہ عہد یاد رکھئے کہ ہم اس کام کو انتہاء تک پہنچا دیں گے۔ قوموں کی شان و شوکت کشتیوں کی میخوں کی طرح ہوتی ہے جو اینٹوں کی چنائی کی طرح اوپر ابھری ہوتی ہے۔ ہم ملکوں کو نیزوں سے مار مار کر روئی کی طرح اڑا دیتے ہیں اور اسے اس راستے پر پہنچا دیتے ہیں جس کی سے توقع بھی نہیں ہوتی۔

حضرت علیؓ نے انہیں لشکر گاہ چھوڑنے اور اپنی تعداد پر ناز کرنے پر سرزنش فرمائی اور انہیں لشکر گاہوں کی طرف جانے کا حکم دیا اور وہ زبان سے حضرت علیؓ کے حکم کا انکار نہ کر سکے لیکن ان کی خاموشی دیکھ کر حضرت علیؓ نے فرمایا:

انّي عجزتُ عجزةً ما اعتذر.

سوفَ اكيسُ بعدَها واستمر

ارفعَ مِن ذيلي ما كنتُ أجُرُّ.

واجمَعُ الأمرَ الشتيتَ المنتشر

إن لم يُشَاغِبني العَجولُ المنتصر.

او يتركوني والسَّلاحُ يُبتَدَر

میں اتنا مجبور ہو گیا ہوں کہ عذر بھی نہیں کر سکتا، شاید بعد میں اس کام کو سمجھ پاؤں اور اسے کر گذروں۔ میں کام کرنے کا تہیہ کر رہا ہوں اور اس پر کسی اجر کا طالب بھی نہیں ہوں اور میں منتشر اور متفرق کاموں کو جمع کر رہا ہوں۔ اگر میری مدد میں جلدی کرنے والا مجھے اپنی طرف متوجہ نہ کر لیتا یا مجھے میرے حال پر چھوڑ دیتا تو ہتھیار نہایت تیزی سے چل پڑتے۔

حضرت علیؓ سے قاتلین عثمانؓ سے قصاص لینے کا مطالبہ

جب تمام اصحاب اور دیگر تمام لوگوں نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ دیگر اصحاب کے ساتھ حضرت علیؓ کی خدمت میں تشریف لائے اور کہنے لگے اے علیؓ! ہم نے آپ سے بیعت کے وقت یہ شرط رکھی تھی کہ آپ حدود اللہ کو قائم فرمائیں گے، اور آپ کو یہ بات اچھی طرح معلوم ہے کہ باغیوں کی یہ جماعت قتل عثمانؓ میں شریک ہے اور اس طرح انہوں نے مسلمانوں کے خون کو حلال کیا ہے اس لئے آپ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ آپ ان سب لوگوں سے قصاص لیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قصاص سے بے بسی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اے میرے بھائیو! میں بھی تمہاری طرح ان تمام معاملات سے اچھی طرح واقف ہوں لیکن ہم اس قوم کا کیا کر سکتے ہیں جو ہمارے مالک بنے ہوئے ہیں اور ہمارا ان پر کوئی اختیار نہیں ہے نیز اس قتل میں تمہارے غلام بھی شریک ہیں اور ان کے ساتھ کچھ دیہاتی بھی مل گئے ہیں اور وہ تمہارے دوست ہیں اور وہ جس بات پر چاہتے ہیں تمہیں مجبور کر دیتے ہیں تو کیا ان حالات میں ان سے قصاص لینے کی قدرت رکھتے ہو؟

صحابہ کرام نے عرض کیا نہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم! تم جو کچھ دیکھ رہے ہو میں بھی ان تمام حالات کو بغور دیکھ رہا ہوں اور میرے خیال میں اس وقت کے تمام حالات بعینہ زمانہ جاہلیت کے ہیں اور اس قوم میں ابھی تک جاہلیت کا مادہ پایا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ شیطان کی کوئی ایک معینہ راہ اور طریقہ نہیں ہے کہ جو اس طریقہ پر چل کر ہمیشہ زمین پر خوش رہے۔

اس وقت لوگ خلافت کے معاملہ میں کئی گروہ میں بٹ گئے ہیں ایک گروہ کی رائے تمہاری رائے کے موافق ہے اور دوسرے گروہ کی رائے تمہاری رائے کے بالکل خلاف ہے اور ایک طبقہ ایسا ہے جسکی رائے نہ تو تمہاری رائے کے موافق ہے اور نہ ہی دوسرے گروہ کے موافق ہے، جب تک تمام لوگ ایک رائے پر متفق نہ ہو جائیں اور سب کا دل درست نہ ہو جائے اس وقت تک قصاص لینا ممکن نہیں اس لئے اب تم میرے پاس سے جاؤ اور حالات کا بغور جائزہ لو اور دیکھو کہ کس قسم کے حالات پیش آتے ہیں پھر میرے پاس آؤ۔

حضرت علیؓ کے بیان سے بعض لوگوں کی مایوسی

حضرت علیؓ کی یہ بات اہل قریش پر نہایت گراں گزری اور امیر المومنین سے مایوس ہو کر مدینہ سے بھاگنا شروع کیا اور سب سے پہلے بنو امیہ مدینہ چھوڑ کر بھاگے اور لوگ متفرق ہو گئے حتی کہ بعض لوگ یہاں تک کہنے لگے کہ اگر ان حالات میں اسی طرح اضافہ ہوتا رہا اور بھاگنے کے رجحان میں اضافہ ہوا تو ہم ان شریروں کی مدد کرنے پر مجبور ہو جائیں گے اور جس طرح حضرت علیؓ نے فرمایا ہے اس طرح قصاص کو ترک کرنا پڑیگا۔

ایک گروہ کا یہ کہنا تھا کہ ہمارے ذمہ جو کام ہے ہمیں خود اس کا فیصلہ کرنا چاہیئے اور اس میں ہرگز بھی تاخیر نہیں کرنا چاہیئے۔ حضرت علیؓ تو اپنی رائے ختم کر چکے ہیں اب تو انکا کام بھی ہمارے کاندھوں پر آپڑا ہے اور جس قسم کے حالات نظر آرہے ہیں اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ غیروں اور اپنوں سے بھی زیادہ قریش پر سختی کریں گے۔

لوگوں کی یاس زدہ حالت پر حضرت علیؓ کا بیان

اس بات کا جب حضرت علیؓ کو علم ہوا تو حضرت علیؓ نے ایک خطبہ دیا جسمیں اللہ تعالی کی حمد وثناء کے بعد قریش کی فضیلت کا ذکر کیا اور فرمایا میرا تعلق خود قبیلہ قریش سے ہے اور میں ان کا محتاج ہوں اور مجھے ہر وقت ان کی فکر لگی ہوئی ہے اور ان کے بغیر میری زندگی بے کار ہے اور اس خلافت کے علاوہ میری ان پر کوئی زبردستی نہیں، مجھے اس کا اجر اللہ تعالی ہی عطاء فرمائیں گے۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے اعلان فرمایا کہ جو غلام اپنے مالک کے پاس واپس نہیں جائیگا ہم پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ حضرت علیؓ کا یہ اعلان فرقہ سبائیہ اور اعراب پر نہایت گراں گزرا اور وہ آپس میں کہنے لگے کہ کل کو ہمارے ساتھ یہ معاملہ پیش آئیگا تو پھر ہم احتجاج بھی نہیں کرسکیں گے اس لئے اس کا ابھی سے تدارک ہونا چاہیئے۔

سبائیوں کا حضرت علیؓ کے حکم ماننے سے انکار

سری نے بحوالہ شعیب اور سیف یہ تحریر کیا ہے کہ محمد اور طلحہ کا بیان ہے کہ بیعت کے تیسرے روز حضرت علیؓ لوگوں کو خطبہ دینے کے لئے باہر تشریف لائے اور فرمایا اے لوگو! اعراب کو اپنے پاس سے نکال دو اور اعراب سے فرمایا تم لوگ اپنے چشموں میں واپس چلے جاؤ۔ چنانچہ حضرت علیؓ کے اس حکم پر اعراب نے تو اطاعت کی البتہ فرقہ سبائیہ نے حکم ماننے سے انکار کردیا۔

حضرت علیؓ اور اصحابِ رسول کی گفتگو

اس خطبہ کے بعد حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ اور بہت سے اصحاب رسول ﷺ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس آئے تو حضرت علیؓ نے ان حضرات سے فرمایا اب تم لوگ اپنے قاتل کو پکڑ کر قتل کردو، صحابہ کرام نے عرض کیا یہ لوگ تو باوجود اعراب کے چلے جانے کے پھر بھی چھائے ہوئے ہیں اور ان کی قوت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی ہے حضرت علیؓ نے فرمایا خدا کی قسم آج کے بعد وہ اس سے بھی زیادہ چھا جائیں گے اس کے بعد حضرت علیؓ نے یہ شعر پڑھا:

لَو انَّ قَومِی طَاوعتنی سَرَاتُهم

اَمرتُهُم امراً یُذِیخُ الأعادیا.

(ترجمہ) اگر میری قوم کے سردار میری اطاعت کرتے تو میں انہیں ایسی بات کا حکم دیتا جس سے دشمن بھی دوست بن جاتے۔

مختلف صحابہ کرام کا ان حالات سے دور چلے جانے کی اجازت طلب کرنا

اس موقع پر حضرت علیؓ سے حضرت طلحہؓ نے عرض کیا کہ مجھے بصرہ جانے کی اجازت دیدیجئے اور میری طرف سے کسی بھی قسم کا خطرہ اپنے دل میں نہ لائیے، میں وہاں لشکر میں شامل رہوں گا، حضرت علیؓ نے جواب دیا میں اس پر غور و فکر کروں گا۔

اسی طرح حضرت زبیرؓ نے بھی کوفہ جانے کی درخواست کی اور ساتھ ہی عرض کیا کہ آپ میری طرف سے کسی

بدگمانی میں نہ رہیئے میں بھی وہاں لشکر کے ساتھ رہوں گا، حضرت علیؓ نے ان کو بھی جواب دیا کہ میں غور وفکر کروں گا۔

مغیرہ بن شعبہ کا مشورہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ کو جب اس مجلس کا علم ہوا اور اس مجلس کی ساری گفتگو سے وہ آگاہ ہوئے تو وہ حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی اے امیر المومنین! مجھ پر آپ کے دو حق ہیں ایک اطاعت کا حق، اور دوسرے نصیحت کا حق، آج کے روز آپ کے لئے بہترین رائے وہ ہے جس سے آپ کل اور آئندہ پیش آنے والے امور سے اپنی حفاظت فرمالیں اور آج کے ضائع ہو جانے سے آپ ان چیزوں کو بھی ضائع کر دیں گے جو کل حاصل ہو سکتی ہیں، بہتر یہ ہے کہ آپ معاویہ اور ابن عامر کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھئے، اس کے علاوہ دیگر تمام گورنروں اور حاکموں کو بھی اپنے اپنے عہدوں پر رہنے دیجئے۔ جب یہ لوگ آپ کی بیعت کرلیں اور تمام لشکر بھی آپ کی بیعت کرلے تو اس وقت اگر آپ مناسب سمجھیں تو پھر ان حاکموں کو تبدیل کر دیں یا انہیں ان کے عہدوں پر رہنے دیں اور اس وقت آپ کو ان پر ہر قسم کا اختیار حاصل ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں اس رائے پر غور کروں گا، اس کے بعد حضرت مغیرہ بن شعبہ چلے گئے اور پھر اگلے روز دوبارہ حضرت علیؓ کے پاس تشریف لائے اور کہنے لگے کہ کل میں نے آپ کو ایک مشورہ دیا تھا لیکن بہترین رائے یہ ہے کہ آپ فوراً انہیں اپنے اپنے عہدوں سے معزول کر دیں تاکہ ہر ایک کو ان کے بارے میں پتہ چل جائے اور وہ آپ کی خلافت کو قبول کرلیں، اس کے بعد حضرت مغیرہ اٹھ کر چلے گئے۔

عبداللہ بن عباس کا مشورہ

حضرت مغیرہ بن شعبہ حضرت علیؓ کے پاس سے جا رہے تھے تو ابن عباسؓ انہیں جاتے ہوئے دیکھ رہے تھے جونہی وہ چلے گئے حضرت ابن عباسؓ حضرت علیؓ کے پاس آئے اور عرض کیا میں نے مغیرہ کو آپ کے پاس سے نکلتے ہو ئے دیکھا ہے وہ کس لئے آئے تھے؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا وہ گزشتہ کل بھی آئے تھے انہوں نے مجھے ایک مشورہ دیا ہے اور آج آئے ہیں تو آج اس کے برعکس مشورہ دیکر گئے ہیں، حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کل انہوں نے آپ کو جو مشورہ دیا تھا وہ فی الواقع خیر خواہی پر مبنی تھا اور آج انہوں نے آپ کو دھوکہ دیا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اس معاملہ میں آپ کی کیا رائے ہے؟ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا میری رائے تو یہ تھی کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت سے قبل ہی آپ مدینہ چھوڑ کر مکہ چلے جاتے اور وہاں اپنے گھر بیٹھ جاتے اور گھر کا دروازہ بند کر لیتے۔ اس وقت اہل عرب مجبور ہو کر آپ کے پاس پہنچتے اور انہیں آپ کے علاوہ خلافت کا کوئی اہل نظر نہ آتا۔ اس وقت آپ کی خلافت پر سب کا اتفاق بھی ہوتا اور آپ اس طرح مجبور بھی نہ ہوتے۔

جہاں تک بنوامیہ کا مسئلہ ہے وہ تو آپ کو اس خلافت کے معاملہ پر بدنام اور متہم کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ کوشش کریں گے اور لوگوں کو شبہات میں ڈالیں گے، وہ بھی اس قصاص کا مطالبہ کریں گے جس کا اہل مدینہ نے مطالبہ کیا ہے اور ان کے ارادہ پر نہ تو آپ کو کوئی اختیار و قدرت حاصل ہوگی اور نہ ہی وہ خود اس قصاص پر قدرت پا سکیں گے، اور اگر بالفرض یہ امور انہیں سپرد بھی کر دیئے جائیں تو وہ خود اپنے حقوق کو فنا کر دیں گے اور وہ ان امور کو اختیار کریں

گے جن سے لوگوں میں زیادہ سے زیادہ شبہات پیدا کیے جاسکیں اور اس وقت خدا کی قسم! یہی مغیرہ بن شعبہ لوگوں سے کہتے پھریں گے کہ میں نے تو حضرت علیؓ کو یہ نصیحت کی تھی لیکن جب انہوں نے میری نصیحت قبول نہیں کی تو میں نے اسے دھوکہ دیا۔

حضرت علیؓ کا مغیرہ بن شعبہ کی رائے ماننے سے انکار

عبیداللہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس فرمایا کرتے تھے کہ مجھے شہادت عثمانؓ سے قبل حضرت عثمانؓ نے امیر حج بنا کر بھیجا چنانچہ میں مکہ گیا اور لوگوں کو حج کرایا اور وہاں لوگوں کے سامنے حضرت عثمانؓ کا خطبہ پڑھ کر سنایا، حج سے فارغ ہونے کے بعد میں واپس مدینہ آیا تو اس وقت حضرت عثمانؓ کی شہادت ہو چکی تھی اور حضرت علیؓ کے ہاتھ پر لوگوں نے بیعت کر لی تھی، اس لئے میں سیدھا حضرت علیؓ کے گھر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس خلوت میں حضرت مغیرہ بن شعبہ تشریف فرما تھے اس لئے میں اندر نہیں گیا اور میں باہر ہی رکا رہا، جب مغیرہ بن شعبہ باہر نکلے تو پھر میں اندر گیا اور حضرت علیؓ سے پوچھا کہ مغیرہ آپ سے کیا کہہ رہے تھے؟

حضرت علیؓ نے فرمایا گزشتہ کل انہوں نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ عبداللہ بن عامر، معاویہ اور دیگر حاکموں کو ان کے عہدوں پر برقرار رہنے دیجئے اس طرح لوگ آپ کی بیعت کر لیں گے اور تمام مقامات پر سکون و اطمینان پیدا ہو جائیگا اور لوگ اپنی اپنی جگہ جا کر اطمینان سے ٹھہر جائیں گے، میں نے ان کی اس بات سے انکار کیا اور اسے جواب دیا کہ اگر خدا کی قسم! مجھے دن کی ایک ساعت بھی ایسی حاصل ہو جائے جس میں میں اپنی رائے پر عمل کر سکوں تو میں انہیں اور ان جیسے لوگوں کو ایک لمحہ کے لئے بھی حاکم رکھنے پر تیار نہیں۔ میری یہ بات سن کر مغیرہ چلے گئے اور مجھے ان کے چہرے سے یہ صاف نظر آ رہا تھا کہ وہ مجھے غلط راہ پر لیجا رہے تھے اور آج یہ میرے پاس دوبارہ آئے اور کہنے لگے کہ اس سے قبل میں نے آپ کو ایک مشورہ دیا تھا جسے آپ نے قبول نہیں کیا تھا لیکن غور و فکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ کی رائے درست ہے آپ ان سب کو اپنے اپنے عہدوں سے برطرف کر دیں اور جس سے آپ مطمئن ہوں اسے حاکم بنائیں، جتنی ان کی شان و شوکت پہلے تھی اب نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی رائے

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہا پہلی مرتبہ تو مغیرہ نے آپ کے ساتھ خیر خواہی کی تھی اور دوسری مرتبہ آپ کو دھوکہ دیا ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا تم مجھے نصیحت نہ کرو۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا آپ جانتے ہیں کہ معاویہ اور ان کے ساتھی دنیادار ہیں اگر آپ انکو ان کے عہدوں پر برقرار رکھیں گے تو انہیں اس کی کوئی پرواہ نہ ہوگی کہ خلیفہ وقت کون ہے؟ اور اگر آپ انہیں معزول کر دیں گے تو وہ یہ شور مچائیں گے کہ خلافت بغیر مشورہ کے قائم ہوئی ہے اور اسی خلیفہ نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا ہے اس طرح یہ لوگ آپ کی مخالفت پر آمادہ ہو جائیں گے اور اہل عراق آپ کے باغی ہو جائیں گے، اور دوسری جانب طلحہ اور زبیر ہیں کہ کہیں یہ بھی آپ پر حملہ نہ کر بیٹھیں۔

حضرت علیؓ کا عزم صمیم

حضرت علیؓ نے فرمایا تمہارا یہ کہنا کہ میں ان حاکموں کو اپنے عہدوں پر برقرار رکھوں اور انہیں معزول نہ کروں تو خدا کی قسم! دنیا کی اصلاح کے لئے یہی بہترین تدبیر ہے لیکن جہاں تک حق کا اور ان امور کا تعلق ہے کہ جس کے عثمانی عہدیدار مرتکب ہور ہے ہیں اور جن کا مجھے علم ہے تو یہ امور مجھے اس بات پر مجبور کر رہے ہیں کہ میں ان میں سے کسی کو بھی کوئی عہدہ نہ دوں اور انکی برطرفی اور معزولی کے بعد اگر یہ میری خلافت کو قبول کرلیں تو یہ ان کے حق میں بہتر ہے اور اگر یہ اس سے گریز کریں اور انحراف کریں تو میں ان کے لئے تلوار میان سے نکال لوں گا۔

ابن عباسؓ کا علیؓ کو خیر خواہانہ مشورہ

حضرت علیؓ کے پختہ ارادہ کو دیکھ کر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا تو میری طرف سے ایک اور رائے تسلیم کر لیجئے وہ یہ ہے کہ آپ ینبع چلے جائیں اور وہاں جا کر آپ اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیں اور بیٹھ جائیں، اس کے بعد عرب پریشان ہو کر آپ ہی کے پاس آئیں گے کیونکہ ان کو آپ کے علاوہ کوئی دوسرا شخص نظر نہیں آئیگا جو کہ خلافت کے اس بار کو سنبھال لے، اور اگر آج آپ نے ان کا کہنا مان کر معاویہ وغیرہ پر لشکر کشی کی تو خدا کی قسم کل تمام لوگ حضرت عثمان کے خون کی ذمہ داری آپ کے سر ڈال دیں گے۔

علیؓ کی ابن عباسؓ کو معاویہؓ کی جگہ امارت کی پیش کش

ابن عباسؓ کا اس سے انکار

حضرت علیؓ نے فرمایا میں آپ کی اس رائے سے اتفاق نہیں کرتا البتہ یہ ممکن ہے کہ تم شام جاؤ میں تمہیں وہاں کا حاکم بناتا ہوں، ابن عباسؓ نے فرمایا وہاں تو معاویہ موجود ہے اور ان کا تعلق خاندان بنوامیہ سے ہے اور وہ حضرت عثمانؓ کے چچازاد بھائی ہیں، جب میں وہاں پہنچوں گا تو وہ حضرت عثمانؓ کے خون کے قصاص میں میری گردن اڑادیں گے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو وہ کم از کم مجھے قید ضرور کر دیں گے اور میرے خلاف کوئی نہ کوئی حکم صادر فرمادیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تم اس بات کو بھول رہے ہو کہ تمہاری اور میری قرابت داری ہے جو بھی شخص تم پر حملہ آور ہوگا وہ دراصل مجھ پر حملہ ہوگا۔

ابن عباسؓ نے فرمایا آپ معاویہ کو ایک خط تحریر کریں جسمیں ان کے ساتھ کچھ وعدہ کریں اور ان پر احسانات کیجئے حضرت علیؓ نے فرمایا میں ہرگز ایسا کام نہیں کروں گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس کی حضرت علیؓ سے ملاقات وگفتگو

دوسری روایت

ہشام بن سعد نے ابو ہلال کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں شہادت عثمانؓ کے پانچویں روز مکہ سے مدینہ واپس آیا اور حضرت علیؓ کے خدمت میں حاضر ہوا، اور اس وقت حضرت علیؓ کے پاس

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیٹھے ہوئے تھے، ان کو دیکھ کر میں کچھ دیر دروازہ پر رکا رہا، جب حضرت مغیرہؓ باہر آئے تو انہوں نے مجھے دیکھا اور سلام کیا اور مجھ سے سوال کیا کہ تم کب واپس آئے؟ میں نے جواب دیا میں ابھی آ رہا ہوں اس کے بعد میں حضرت علیؓ کے پاس اندر گیا اور انہیں سلام کیا۔

پھر حضرت علیؓ نے مجھ سے پوچھا کیا تم زبیرؓ اور طلحہؓ سے ملے ہو؟ میں نے عرض کیا میری ملاقات ان سے نواصف میں ہوئی تھی، پھر انہوں نے پوچھا، ان کے ساتھ کون کون لوگ تھے؟ میں نے جواب دیا ابوسعد بن الحارث بن ہشام اور قریش کی ایک جماعت تھی، حضرت علیؓ نے فرمایا یہ لوگ یہاں سے بھاگنے میں ہرگز باز نہیں آئیں گے اور کچھ روز کے بعد یہ دعویٰ کریں گے کہ ہم حضرت عثمانؓ کا قصاص چاہتے ہیں، خدا کی قسم! مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ یہی لوگ قاتل عثمانؓ ہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اس کے بعد دریافت کیا اے امیر المومنین! یہ مغیرہ آپ کی خدمت میں کیوں آئے تھے؟ اور آپ سے خلوت میں کیا گفتگو ہوئی؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا یہ شہادت عثمانؓ کے دو روز بعد میرے پاس آئے تھے اور مجھ سے کہنے لگے کہ آپ سے خلوت میں گفتگو کرنا چاہتا ہوں چنانچہ میں نے ان کے لئے تخلیہ کیا، اس کے بعد انہوں نے کہا ہر شخص کے لئے نصیحت کی اجازت دی گئی ہے اور آپ ہی بڑوں میں باقی رہ گئے ہیں اس لئے میں آپ کو ایک بہترین رائے اور مشورہ دینا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ آپ اس سال کے لئے حضرت عثمانؓ کے تمام عہدیداروں کو ان کے عہدوں پر برقرار رکھئے، جب یہ لوگ آپ کی بیعت کرلیں اور آپ کی بیعت مکمل ہو جائے تو پھر آپ جسے چاہیں معزول کردیں اور جسے چاہیں اپنے عہدے پر برقرار رکھیں۔

چنانچہ میں نے ان کی اس بات پر انہیں جواب دیا کہ میں دین میں مداہنت نہیں کرسکتا اور گری ہوئی طبعیت کے انسانوں کو اپنی خلافت میں کوئی عہدہ نہیں دے سکتا۔

پھر مغیرہ نے کہا اگر آپ یہ نہیں کرسکتے تو آپ جسے چاہیں معزول فرمائیں لیکن معاویہ کو اپنی جگہ پر برقرار رکھیں کیونکہ وہ ایک صاحب جرأت انسان ہیں اور اہل شام انکی بات مانتے ہیں اور انہیں ان کے عہدہ پر برقرار رکھنے کی آپ کے پاس ایک دلیل بھی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے انہیں پورے شام کا حاکم بنایا تھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا میں تو معاویہ کو دو دن کے لئے بھی عہدہ پر برقرار نہیں رکھ سکتا۔

چنانچہ اس گفتگو کے بعد مغیرہ میرے پاس سے چلے گئے، آج پھر واپس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے آپ کو ایک مشورہ دیا تھا جو کہ آپ نے قبول نہیں کیا لیکن غور وفکر کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ آپ ہی کی رائے درست تھی اور آپ کو اپنی خلافت میں کسی کو دھوکہ نہیں دینا چاہیئے اور نہ ہی کسی بات کو چھپانا چاہیئے۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے حضرت علیؓ سے کہا کہ پہلی بار جو مغیرہؓ نے آپ کو مشورہ دیا تھا وہ مشورہ آپ کی خیر خواہی کے لئے تھا اور دوسری بار آپ کو دھوکہ میں مبتلا کیا، میری رائے بھی یہی ہے کہ آپ معاویہ کو ان کے عہدہ پر قائم ہی رکھئے جب وہ آپ کی بیعت کرلیں گے تو انہیں ان کے عہدہ سے برطرف کرنے کی ذمہ داری میں لیتا ہوں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا میں تو معاویہ کو تلوار کے علاوہ کچھ نہیں دے سکتا، پھر حضرت علیؓ نے تمثیلاً یہ

شعر پڑھا:

مَا میتة ان مُتُّها غیرَ عاجزٍ . بعَارٍ اذا مَا غَالتِ النفسَ غَولُها

(ترجمہ) اس حالت میں اگر میری موت ہوگی تو وہ ایک عاجز کی موت ہوگی جسے چاروں طرف سے غول بیابان نے گھیر لیا ہو۔

ابن عباس کی خیر خواہی

ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ ایک بہادر شخص ضرور ہیں لیکن جنگ کی تدابیر سے آپ قطعاً ناواقف ہیں کیا آپ نے نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان نہیں سنا کہ "الحربُ خدعة" جنگ بھی ایک قسم کا ایک دھوکہ ہے حضرت علیؓ نے فرمایا کیوں نہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ پھر میں نے کہا خدا کی قسم! اے امیر المومنین! میرے مشورہ اور میری رائے پر چلیں تو میں ان مخالفین کی اس قدر پیش قدمی کرنے کے باوجود ان کی تدابیر کو اس طرح الٹ دونگا کہ یہ ہر کام میں پیچھے ہی دیکھتے نظر آئیں گے اور یہ سوچنے پر مجبور ہو جائیں گے کہ اس انجام بد سے کیسے بچا جائے اور آگے کی کوئی بات انہیں نظر نہیں آئیگی اور اس تدبیر میں نہ تو آپ کا کوئی نقصان ہوگا اور نہ ہی آپ پر کوئی گناہ لازم ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تم مجھے جن باتوں کا مشورہ دے رہے ہو اس میں نہ تو تم معاویہ کا کچھ کر سکتے ہو اور نہ وہ کسی اور کا کچھ بگاڑ سکتے ہیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ اگر میں تمہارا مشورہ قبول نہ کروں تو تم ہر حال میں میری اطاعت کرو، میں نے کہا میں انشاء اللہ ہر حال میں ایسا ہی کروں گا اور میرے خیال میں اطاعت سے زیادہ آسانی کسی چیز میں نہیں ہے۔

شاہ قسطنطین کا مسلمانوں پر حملہ

محمد بن عمر الواقدی نے بحوالہ ہشام بن الغاز، عبادہ بن نسی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ اسی سال ۳۵ھ میں قسطنطین بن ہرقل نے ایک ہزار کشتیوں میں لشکر بھر کر مسلمانوں پر حملہ کے ارادے سے کوچ کیا، اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک سخت آندھی مسلط فرما دی جس سے ان سب کو غرق کر دیا لیکن اس میں قسطنطین زندہ بچ گیا اور وہاں سے صقلیہ پہنچا، رومیوں نے اس کے لئے ایک حمام تیار کرایا جب یہ اس حمام میں گیا تو اسے یہ کہہ کر قتل کر دیا گیا کہ تو نے ہمارے ہزاروں لوگوں کو تباہ کر دیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گورنر

سری نے شعیب اور سیف کے واسطہ سے، محمد اور طلحہ کا یہ قول تحریر کیا ہے کہ جب ۳۶ھ کا سال شروع ہوا تو حضرت علیؓ نے مختلف شہروں کے لئے مختلف حاکموں کا تعین فرما کر انہیں روانہ کیا ان میں عثمان بن حنیفؓ کو بصرہ، عمارہ بن شہاب کو کوفہ بھیجا اور یمن کے لئے عبید اللہ بن عباس کو اور مصر کے لئے قیس بن سعدؓ کو اور شام کے لئے سہل بن حنیف کو حاکم متعین کیا۔

علیؓ کے حاکم کو قبول نہ کیا جانا

ان حضرات میں سے سہل بن حنیف مدینہ سے کوچ کر کے شام کی طرف چلے جب مقام تبوک پر پہنچے تو انہیں وہاں کچھ گھڑ سوار ملے، ان سواروں نے سہل سے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ سہل بن حنیف نے جواب دیا میں امیر ہو کر آیا ہوں، سواروں نے پھر دریافت کیا کس علاقہ پر آپ کو امیر بنایا گیا ہے؟ سہل نے جواب دیا شام پر، تو ان سواروں نے کہا اگر تمہیں عثمانؓ نے امیر بنا کر بھیجا ہے تو سر آنکھوں پر، اور اگر تمہیں کسی اور نے امیر بنا کر بھیجا ہے تب تو تم واپس روانہ ہو جاؤ، حضرت سہل نے کہا کیا تمہیں وہ حالات معلوم نہیں جو پیش آ چکے ہیں، ان سواروں نے کہا ہمیں سب کچھ معلوم ہے، اس کے بعد حضرت سہل بن حنیف حضرت علیؓ کے پاس واپس چلے آئے۔

مصر میں عثمانؓ کے قاتلین سے قصاص کے خواہشمند

اسی طرح قیس بن سعدؓ مدینہ سے روانہ ہوئے اور مقام ایلہ پہنچے تو انہیں بھی راستہ میں کچھ سوار ملے انہوں نے ان سے پوچھا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو؟ قیس بن سعد نے جواب دیا میں عثمانؓ کا قاصد ہوں، پھر انہوں نے سوال کیا: کیا نام ہے؟ انہوں نے جواب دیا قیس بن سعد، اس کے بعد ان سواروں نے آگے جانے کی اجازت دی اور یہ آگے بڑھتے ہوئے مصر میں داخل ہو گئے، مصر میں داخل ہونے کے بعد لوگ کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئے ان میں سے ایک فرقہ قیس کی حمایت میں ہوا اور بیعت میں داخل ہو گیا اور دوسری جماعت نے خربتہ پہنچ کر پناہ لی اور اس فرقہ نے ہر قسم کے اختلاف سے اپنے آپ کو دور رکھا اور ساتھ ہی یہ کہلا بھیجا کہ اگر حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو قصاصاً قتل کر دیں گے تب تو ہم تمہارے ساتھ ہیں ورنہ ہم تمہارے مخالف ہیں، یا تو ہم قصاص لے کر رہیں گے یا ختم ہو جائیں گے۔

جبکہ تیسرا گروہ کا کہنا ہے کہ ہم حضرت علیؓ کے ساتھ شامل تو ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ ہمارے بھائیوں سے قصاص نہ لیا جائے، یہ لوگ بھی حضرت علیؓ کی جماعت میں شامل تھے۔

قیس بن سعدؓ نے یہ تمام حالات لکھ کر حضرت علیؓ کو روانہ کئے۔

عثمان بن حنیف مصر میں

عثمان بن حنیفؓ بصرہ روانہ ہوئے تو انہیں بصرہ میں داخل ہونے سے کسی نے نہیں روکا، دراصل وہاں حضرت عثمانؓ کے مقرر کردہ حاکم ابن عامر تھے جن کے اندر نہ تو عزم واحتیاط کا مادہ تھا اور نہ ہی وہ استقلال کے ساتھ جنگ کر سکتا تھا اور اس کے اندر تدبر بھی نہیں پایا جاتا تھا، بہر حال جب عثمان بن حنیفؓ بصرہ میں داخل ہوئے تو وہاں بھی لوگ تین فرقوں میں بٹ گئے، ایک فرقہ تو حضرت علیؓ کے مخالف تھا اور دوسری جماعت نے حضرت علیؓ کی خلافت کو قبول کیا جبکہ تیسری جماعت کا یہ کہنا تھا کہ ہم اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے جب تک کہ ہمیں اہل مدینہ کا طرز عمل معلوم نہ ہو جائے، جو بھی طریقہ اہل مدینہ اختیار کریں گے ہم بھی اسی طریقہ کو اپنائیں گے۔

عمارہ بن شہاب کوفہ میں بطور حاکم

عمارہ بن شہاب کوفہ کے لئے روانہ ہوئے جب مقام زبالہ پہنچے تو راستہ میں انہیں طلیحہ بن خویلد ملے۔ اتفاق

سے اسی دن حضرت عثمانؓ کی شہادت کی خبر کوفہ پہنچی تھی اور طلیحہ حضرت عثمانؓ کا قصاص لینے کے لئے نکلے تھے اور یہ کہتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے کہ افسوس! میں اس وقت وہاں نہ ہوا، کاش میں ان کی شہادت سے قبل وہاں پہنچ جاتا۔ ☆ یا لیتنی فیھا جذع۔ اکرّ فیھا واضع (ترجمہ) کاش میں اس وقت جوان ہوتا تو قوموں کو ذلیل کر کے رکھ دیتا۔

طلیحہ بن خویلد کوفہ سے اس وقت روانہ ہوا تھا جب قعقاع نے حضرت عثمانؓ کے امداد کا اعلان کیا تھا اور یہ ان لوگوں میں داخل تھے جو حضرت عثمانؓ کی مدد کے لئے تیار ہوئے تھے تو راستہ میں جاتے ہوئے انہیں عمارہ بن شہاب مل گئے تو طلیحہ نے ان سے کہا تم مدینہ واپس جاؤ، ہم کوفہ کا امیر تبدیل کرنا نہیں چاہتے اور اگر تم واپس جانا نہیں چاہتے ہو تو میں تمہاری گردن اڑا دوں گا۔

چنانچہ عمارہ مدینہ کے لئے واپس ہوئے اس موقع پر طلیحہ نے ان سے کہا کہ تو ان خطرات سے بچتا رہ تاکہ تجھے برائی نہ گھیر لیں، کیونکہ خطرات سے بچنا لوگوں کی شرارتوں سے بہتر ہے۔ طلیحہ بن خویلد کی یہ بات عمار بن شہاب کے دل میں ایسی بیٹھی کہ مرتے دم تک وہ اسی پر قائم رہے اور زندگی کے تمام کاموں کا اسی کے مطابق فیصلہ کرتے رہے۔

عبیداللہ بن عباس جب یمن پہنچے تو حضرت یعلی بن امیہ تمام مال و دولت لیکر یمن چھوڑ کر اپنے حامیوں کے پاس مکہ چلے گئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مشورہ

جب حضرت سہل بن حنیف شام سے واپس آئے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو وہاں کے تمام حالات کا علم ہوا تو آپ نے حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کو بلوایا اور فرمایا: اے قوم! جس بات سے میں تمہیں ڈرا رہا تھا وہ آج پیش آ چکی ہے اور اس وقت حالات ایسے پیش آ چکے ہیں کہ ان کا تدارک کئے بغیر کوئی چارہ نہیں، یہ آگ کی طرح ایک فتنہ ہے کہ جب آگ ایک بار لگ جاتی ہے تو بڑھتی اور بھڑکتی چلی جاتی ہے، حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ نے فرمایا آپ ہمیں مدینہ سے باہر جانے کی اجازت دیجئے تاکہ ہم اس کی کوئی تدبیر کریں ورنہ آپ ہمیں چھوڑ دیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا مجھ سے جہاں تک ہو سکے گا میں ان حالات کو سنبھالنے کی کوشش کروں گا، اور جب کوئی بھی تدبیر باقی نہیں رہے گی تو آخری دوا داغ لگانا ہی ہوتی ہے کہ انسان تکلیف سے نجات پانے کے لئے اپنے جسم کو جلوانا بھی گوارا کر لیتا ہے۔

امیر معاویہ کے نام مراسلہ

اس کے بعد حضرت علیؓ نے امیر معاویہ اور ابوموسیٰ اشعری کو بیعت کے لئے خط لکھے، حضرت ابوموسیٰ اشعری کے پاس معبد الاسلمی کو قاصد بنا کر بھیجا، اس خط کے جواب میں ابوموسی اشعری نے اہل کوفہ کی اطاعت اور بیعت کے بارے میں تحریر کیا کہ وہ سب آپ کے مطیع ہیں ان میں سے کچھ لوگوں نے تو زبردستی آپ کی بیعت کی ہے اور کچھ آپ کی بیعت پر راضی ہیں، اور یہی حالت حضرت علیؓ کے وہاں تشریف لیجانے تک رہی۔

جبکہ امیر معاویہ کے پاس سبرۃ الجہنی کو قاصد بنا کر روانہ کیا، یہ قاصد امیر معاویہ کے پاس پہنچا اور انہیں حضرت علیؓ کا خط دیا لیکن امیر معاویہ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا اور بغیر خط کے کئی دنوں کے بعد قاصد کو روانہ کر دیا، قاصد نے کئی دفعہ جواب دینے کے لئے امیر معاویہ سے عرض کیا تو وہ یہ اشعار پڑھتے رہے،

اَدِم اِدامَۃَ حِصنٍ او جداً بِیَدی . حَرباً ضرُوساً تَشُبُّ الجزکَ والدَّ رماً (ترجمہ)
قلعہ کے طرح جمع رہو یا پھر ایک ہولناک جنگ کی دعوت دو
جو جوان اور بچے کو بوڑھا بنا دیں
فی جارِکُم وابنِکُم اِذ کانَ مقتَلُہ . شُنعاً شَیبَت الاصداغُ واللّماَ (ترجمہ)
تمہارے پڑوسیوں اور لڑکوں کی ایسی خونریزی ہوگی،
کہ کنپٹی اور سر کے بال بھی سفید ہو جائیں گے ۔
اَعیَی المَسرُدُ بھا والسَّیّدونَ فَلم . یُوجَد طعاً غیرَ فا مَولیٍ ولا حَکَماً (ترجمہ)
آقاء اور غلام دونوں عاجز ہو جائیں گے
اور ہمارے علاوہ کوئی والی اور حاکم نہ ہو گا ۔

غرض جب بھی سبرۃ الجہنی امیر معاویہ کو خط پڑھ کر سناتے اور جواب کا تقاضہ کرتے تو امیر معاویہ یہ اشعار دہراتے رہتے ۔

امیر معاویہ کی سیاست

جب حضرت عثمانؓ کے بعد تیسرا مہینہ شروع ہوا تو امیر معاویہ نے بنوعبس کے ایک شخص کو بلوایا اور ساتھ بنو رواحہ کے ایک آدمی جس کا نام قبیصہ تھا کو بھی طلب کیا اور اسے ایک دفتر سپرد کیا جس کا عنوان تھا "معاویہ کی جانب سے علیؓ کو جواب "اور اس پر مہر لگی ہوئی تھی اس شخص کو امیر معاویہ نے یہ حکم بھی دیا کہ جب تم مدینہ پہنچو تو نیچے کا کاغذ کھول لینا ،اس شخص کو مزید کچھ ہدایت دی کہ مدینہ پہنچ کر لوگوں سے کچھ اس قسم کے باتیں کہنا ،

بہر حال حضرت علیؓ کا قاصد بھی روانہ ہوا اور یہاں سے امیر معاویہ کا قاصد بھی مدینہ کی طرف روانہ ہوئے ، جب امیر معاویہ کا قاصد مدینہ پہنچا تو قبیصہ نے امیر معاویہ کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق کاغذ کو کھولا تو لوگوں نے ان کاغذات کو دیکھنا شروع کیا اور اسے دیکھ کر اپنے اپنے گھروں کو جانے لگے اور تمام لوگوں کو اس بات کا علم ہو گیا کہ امیر معاویہ اس خلافت پر معترض نہیں ،قاصد اسی طرح آگے بڑھتا ہوا حضرت علیؓ کے خدمت میں پہنچا اور کاغذات کا پلندہ انہیں دیا ، جب انہوں نے اسے کھولا تو اس میں کچھ تحریر نہ تھا ،حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس قاصد سے فرمایا کیا تم وہاں کے حالات سے مجھے آگاہ کرو گے؟

قاصد نے کہا کیا آپ مجھے امان دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا قاصد کو امان حاصل ہوتی ہے اور انہیں قتل نہیں کیا جاتا ۔قاصد نے کہا میں اپنے پیچھے ایک ایسی قوم کو چھوڑ آیا ہوں جو قصاص کے علاوہ دوسری بات پر راضی نہیں ،حضرت علیؓ نے فرمایا آخر وہ لوگ کس سے قصاص چاہتے ہیں؟ قاصد نے جواب دیا آپ سے ،اور پھر کہا میں ستر ہزار بوڑھوں کو عثمانؓ کے قمیص کے نیچے روتا ہوا چھوڑ آیا ہوں جو انہوں نے دمشق کے جامع مسجد کے منبر پر پڑھا دیا ہے ۔

حضرت علیؓ نے فرمایا تم مجھ سے عثمانؓ کے خون کا بدلہ طلب کر رہے ہو ،اے اللہ! میں عثمانؓ کے خون سے آپ کے سامنے اپنی برأت ظاہر کرتا ہوں ،اب خدا کی قسم قاتلین عثمانؓ بچ جائیں گے البتہ یہ اور بات ہے کہ کسی کی قضاء آ گئی ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ جب کسی کے ساتھ برائی کا معاملہ فرماتے ہیں تو وہ اسے ضرور پہنچ کر رہتی ہے ۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے انہیں واپس جانے کی اجازت دی ، جاتے ہوئے انہوں نے کہا کیا مجھے امان حاصل ہے تو حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں بالکل تمہیں امان حاصل ہے ۔

جب یہ باہر نکلے تو سپاہیوں نے چلانا شروع کیا اور کہا یہ کتا ہے اور کتوں کا قاصد ہے، قبیصہ بھی چلانے لگے کہ آل مصر مجھے بچاؤ، اے قیس کی اولاد جو گھوڑے اور اونٹوں کی اولاد ہیں مجھے آ کر بچاؤ، میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ عنقریب چار ہزار جوان تم پر حملہ آور ہونے والے ہیں تم خود سوچ لوں کہ تم میں کتنے شہسوار ہیں اور کتنے اونٹ سوار ہیں اور تم اس لشکر کے مقابلہ کے لئے کتنی تیاری کر چکے ہو، اہل مصر نے انہیں روکا اور کہا کہ خاموش رہو، قاصد نے کہا ہرگز نہیں، خدا کی قسم! یہ جماعت تو ہرگز فلاح نہیں پا سکتی کیونکہ ان لوگوں پر وہ عذاب نازل ہو چکا ہے جس کا حضور ﷺ کے زبانی ان سے وعدہ کیا گیا تھا، اہل مصر پھر چلائے اور کہا خاموش رہو، قاصد نے کہا کہ جس جس عذاب سے انہیں ڈرایا گیا تھا آج وہ ان کے لئے حلال ہو چکا ہے، خدا کی قسم ان کے اعمال ختم ہو چکے ہیں اور انکی ہوا اکھڑ چکی ہیں، خدا کی قسم ابھی شام نہ ہونے پائیگی کہ یہ ذلیل اور رسوا ہو جائیں گے۔

حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کی اجازت طلبی

سری نے بحوالہ شعیب اور سیف تحریر کیا ہے محمد بن عمر الواقدی اور طلحہ کا بیان ہے کہ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ نے حضرت علیؓ سے عمرے کی اجازت طلب کی جس پر حضرت علیؓ نے انہیں اجازت دیدی اور یہ دونوں مکہ پہنچ گئے

اہل مدینہ کا طرز عمل

اہل مدینہ یہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ حضرت علیؓ حضرت معاویہ کے ساتھ کیا معاملہ طے کرتے ہیں بالخصوص اس وقت کہ جب حضرت معاویہ انکی بیعت نہ کریں تا کہ یہ بات معلوم ہو جائے کہ حضرت علی اہل قبیلہ کے ساتھ قتل وقتال کو جائز سمجھتے ہیں یا نہیں، اور اہل مدینہ فیصلہ کر سکیں کہ مسلمانوں کے ساتھ قتال کیا جائے یا نہیں،

اور اہل مدینہ کو اس بات کا علم ہو چکا تھا کہ حضرت حسن اپنے والد حضرت علیؓ کے پاس گئے تھے اور انہوں نے اپنے بیٹے کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ خاموش بیٹھے رہے اور لوگوں کو اپنے حال میں چھوڑ دیں، چنانچہ وہ خاموش رہے

اہل مدینہ کا زیاد بن حنظلہ التیمی کو حضرت علیؓ کے پاس روانہ کرنا

اہل مدینہ نے زیاد بن حنظلہ التیمی کو حضرت علیؓ کے پاس روانہ کیا جبکہ زیاد حضرت علیؓ کے حامیوں میں سے تھے وہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس گئے اور وہاں جا کر کچھ دیر بیٹھے رہے یہاں تک کہ حضرت علیؓ نے خود ان سے فرمایا اے زیاد تیاری کرلو، زیاد نے پوچھا کس چیز کی تیاری کریں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا شام کی جہاد کی، زیاد نے فرمایا نرمی اور احسان زیادہ بہتر چیز ہے، اس کے بعد زیاد نے یہ شعر پڑھا: وَمَن لایُصانِعُ فِی اُمُورٍ کَثیرَۃٍ ۔ یُضَرَّسْ بِاَنیابٍ وَیُوطأْ بِمَنسَم (ترجمہ)

اور جو شخص بہت سے کام نہ کر سکے
اسے یا تو کچلیوں سے چبالیا جاتا ہے یا کھروں سے روند دیا جاتا ہے۔

اس کے جواب میں حضرت علیؓ نے تمثیلا یہ شعر پڑھا: مَتیٰ تَجمَعِ القَلبَ الذکی وَصارِماً ۔ وانفاًحمیاً تَجتَنِبکَ المظالم

(ترجمہ) جب تو سمجھداروں کو، تلوار اور مددگاروں کو جمع کر لے
گا تو تجھ سے ظالم بھی دور بھاگیں گے۔

حضرت علیؓ کا یہ جواب سن کر زیاد باہر آیا جب کہ لوگ باہر ان کا انتظار کر رہے تھے، لوگوں نے فوراً ان سے سوال کیا کیا فیصلہ ہے؟ زیاد نے جواب دیا تلوار ہے، تم لوگ خود اس سے سمجھ جاؤ کہ علیؓ کیا کرنا چاہتے ہیں۔

ادھر حضرت علیؓ نے محمد بن حنفیہ کو بلوایا اور جب وہ آئے تو انہیں لشکر کا جھنڈا سپرد کیا، میمنہ پر حضرت عبداللہ بن عباس، میسرہ پر عمرو بن ابی سلمہؓ یا عمرو بن سفیان بن الاسد کو متعین کیا، ابولیلیٰ بن عمر بن الجراح کو جو حضرت ابوعبیدہ کے بھتیجے تھے ہراول دستہ پر معمور فرمایا، اور مدینہ پر قثم بن عباسؓ کو اپنا جانشین مقرر کیا اور جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف خروج کیا تھا ان میں سے کسی کو کوئی عہدہ نہیں دیا گیا اور قیس بن سعد اور ابوموسیٰ اشعری اور عثمان بن حنیف کو تحریر کیا کہ وہ شام کی طرف لشکر روانہ کریں اور اس کے بعد سب لوگوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا۔ اہل مدینہ سے خطاب

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اہل مدینہ کے سامنے خطبہ دیا اور انہیں ان لوگوں کے مقابلہ کے لئے جنگ پر ابھارا جنہوں نے خلافت سے اختلاف کر کے امت میں تفریق پیدا کی تھی اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنا ایک ایسا پیغمبر ہماری طرف مبعوث فرمایا جس نے لوگوں کو دین کی راہ دکھائی، اسے کتاب ناطق عطاء کی اور ایسا حکم عطاء کیا جو ہر بات کو واضح کرنے والا اور ہمیشہ قائم رہنے والا تھا اب اس کے ذریعہ سے وہی شخص ہلاک و برباد ہوسکتا ہے جس کی قسمت میں ہلاکت لکھی ہوئی ہو اور ہلاکت میں ڈالنے والا امور بدعات اور شبہات ہیں، ان ہلاکت آفریں چیزوں سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے، اللہ تعالیٰ ہی کے حکمت میں تمہارے دین کی حفاظت ہے اس لئے تم کسی اور کی طرف رخ کئے بغیر اس کی اطاعت کرو اور اس اطاعت کو اپنے لئے برا نہ سمجھو، خدا کی قسم! یا تو تم اس پر عمل کرو ورنہ اللہ تعالیٰ تم سے اسلام کی حکومت چھین لیگا اور پھر یہ شان وشوکت ہرگز بھی تمہیں اس وقت تک حاصل نہ ہوگی جب تک کہ تم دین کی طرف واپس نہ لوٹ آؤ۔

تم لوگ اس قوم کی مخالفت میں چلو جو تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کر رہی ہے شاید اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ اس کی اصلاح فرمادیں اور چاروں طرف جو فسادات پھیلے ہوئے ہیں وہ ختم ہو جائیں اور تم اس چیز کا فیصلہ کرلو جو تم پر لازم ہے۔

ابھی لشکر روانہ بھی نہ ہو پایا تھا کہ مکہ سے بھی اسی قسم کی خبر آئی کہ تمام لوگ اختلاف پر آمادہ ہیں، حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ نے جب یہ حال سنا تو لوگوں کو دوبارہ خطبہ دیا اور فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس امت کے ظالم کے لئے عافیت ومغفرت کا وعدہ فرمایا ہے اور ان لوگوں کے لئے جو دین کو لازم پکڑے رہیں اور اس پر استقامت اختیار کریں کامیابی اور نجات کا وعدہ کیا ہے اور جو شخص حق پر چل نہیں سکتا وہ باطل کو ضرور اختیار کریگا۔

خبردار! حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ اور ام المومنین میری امارت کے مخالفت پر آمادہ ہیں اور لوگوں کو اصلاح کی دعوت دے رہے ہیں چنانچہ میں ان حالات پر صبر کروں گا کیونکہ مجھے تمہاری جماعت کی طرف سے کوئی خوف نہیں ہے اگر ان لوگوں نے جنگ سے گریز کیا تو میں بھی جنگ سے گریز کروں گا، اور ان کی باتیں سن کر صبر کروں گا۔

حالات دیکھ کر لوگوں کی اصلاح

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس اطلاع پہنچی کہ طلحہ اور زبیر دونوں بصرہ کی جانب بڑھ رہے ہیں تاکہ لوگوں کے حالات کو دیکھ کر انکی اصلاح کرسکیں، حضرت علیؓ نے لوگوں کو ان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا ان

لوگوں نے ایسا کام کیا ہے کہ جس کی وجہ سے اسلام کا نظام ختم ہو گیا ہے اور ان حالات میں ہم ان کے ساتھ کوئی نرمی اختیار نہیں کر سکتے اور ہماری طرف سے ان پر کوئی زبردستی بھی نہیں ہے۔
حضرت علیؓ کے طرف سے یہ اعلان اہل مدینہ کو نہایت شاق گذرا۔

عبداللہ بن عمرؓ کا انکار

اس کے بعد حضرت علیؓ نے کمیل نخعی کو حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے پاس بھیجا وہ انہیں اپنے ساتھ لیکر حضرت علیؓ کے پاس پہنچے حضرت علیؓ نے ابن عمرؓ سے کہا کہ تم بھی میرے ساتھ جنگ پر چلو، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں تو اہل مدینہ کے ساتھ ہوں کیونکہ میں تو انہی کا ایک فرد ہوں جب انہوں نے آپ کی بیعت کی تو میں نے بھی آپ کی بیعت کر لی اس لئے میں ان کا ساتھ کسی حالت میں نہیں چھوڑ سکتا، اگر وہ آپ کے ساتھ جنگ پر روانہ ہوتے ہیں تو میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں گا اور اگر وہ جنگ میں شریک نہیں ہوں گے تو میں بھی شریک نہیں ہوں گا۔
حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم اس بات کا کوئی ضامن پیش کرو کہ تم باہر نہیں جاؤ گے، ابن عمرؓ نے فرمایا میں کوئی ضامن پیش نہیں کر سکتا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا میں بچپن سے جوانی تک تمہیں دیکھتا آیا ہوں کہ تم ہمیشہ ہی بداخلاق رہے ہو میں تمہاری اس بداخلاقی کی وجہ سے اس بات سے آگاہ تھا کہ تم ضرور انکار کرو گے۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ انہیں چھوڑ دو اس کا میں ذمہ دار ہوں اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ چلے گئے، اہل مدینہ کہہ رہے تھے کہ خدا کی قسم! ہم کچھ نہیں جانتے کہ ہمیں اس معاملہ میں کیا طریقہ اختیار کرنا چاہیے کیونکہ مسلمانوں سے یہ جنگ ہم پر مشتبہ ہے اور ہم ہرگز اس وقت تک اس جنگ میں شریک نہیں ہوں گے جب تک کہ روز روشن کی طرح اس کی حقیقت ہم پر ظاہر نہیں ہو جاتی۔

جب عبداللہ بن عمرؓ رات ہی کو مدینہ سے چلے گئے تو جاتے ہوئے ام کلثوم بنت علیؓ کو یہ بتاتے ہوئے گئے کہ اہل مدینہ کی کیا رائے ہے، اور خود بھی عمرہ کے لئے مکہ جا رہے ہیں اور خود بیعت علی پر قائم ہیں لیکن اس جنگ میں حصہ نہیں لیں گے، اس کے بعد وہ چلے گئے اور اس کی روانگی کا علم صرف ام کلثوم ہی کو معلوم تھا۔
جب صبح ہوئی تو لوگ حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور بولے کہ رات کو ایک بہت اہم اور خطرناک معاملہ پیش آیا ہے اور اس کے مقابلہ میں حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور ام المومنین اور معاویہ کا معاملہ بھی ہیچ ہے اور اینا سنگین معاملہ ہو گیا ہے کہ جتنا اس سے قبل نہیں تھا، حضرت علیؓ نے فرمایا وہ کیا حادثہ اور معاملہ پیش آیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ابن عمرؓ بھاگ کر شام چلے گئے ہیں حضرت علی نے یہ سنتے ہی فوراً لوگوں کو سواریوں پر ابن عمر کی تلاش کے لئے ہر طرف دوڑایا اور تمام مدینہ والوں میں ایک زبردست ہیجانی کیفیت پیدا ہو گئی، جب ان حالات کی اطلاع ام کلثوم کو پہنچی تو انہوں نے فوراً خچر پر سوار ہو کر حضرت علیؓ کے پاس پہنچی، اس وقت حضرت علیؓ بازار میں کھڑے ہو کر لوگوں کو ابن عمرؓ کی تلاش میں ادھر ادھر دوڑا رہے تھے اس موقع پر ام کلثوم نے جا کر فرمایا اے ابا جان! آپ یہ کیا کر رہے ہیں آپ تک جو خبر پہنچائی گئی ہیں وہ بالکل غلط ہے اس لئے آپ لوگوں کو ابن عمرؓ کے پیچھے نہ دوڑائیے، میں ابن عمرؓ ذمہ داری لیتی ہوں،
ام کلثومؓ کی بات پر حضرت علی کو فوراً اطمینان ہوا اور لوگوں سے آپ نے فرمایا اپنے اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ اور فرمایا خدا کی قسم! نہ تو میری بیٹی جھوٹ بولتی ہے اور نہ ابن عمرؓ جھوٹ بولتے ہیں وہ میرے نزدیک نہایت سچے اور معتبر آدمی ہیں

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اہل مدینہ سے خطاب

سری نے شعیب اور سیف کے حوالہ سے تحریر کیا ہے کہ محمد الواقدی اور طلحہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ اہل مدینہ کے اطاعت سے ناخوش تھے اس لئے وہ مسلمانوں کے مقابلہ پر ان کی امداد کے لئے بالکل تیار نہیں تھے چنانچہ انہوں نے اہل مدینہ کو جمع کر کے ان کو خطاب فرمایا کہ اس کام کی اصلاح اس طرح ممکن ہے کہ جس طرح ابتدا میں دین کی اصلاح کی گئی تھی اور تم لوگ ہر شئے کا انجام دیکھ چکے ہو اور تم سے جس کے خلاف بھی اللہ تعالی کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا وہ پورا ہو چکا اب تم اللہ کی مدد کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کریں اور تمہارے کاموں کی اصلاح فرمائیں، اس تقریر کے بعد انصاروں کے سرداروں میں سے صرف دو سرداروں نے آپ کی بات پر اتفاق کیا ایک ابوالہیثم بن تیہان بدری اور دوسرے خزیمہ بن ثابت تھے۔

سری نے بحوالہ شعیب تحریر کیا ہے کہ کسی نے حکم سے دریافت کیا کہ کیا خزیمہ بن ثابتؓ جو ذوالشہادتین کے نام سے مشہور تھے جنگ جمل میں شریک تھے؟ حکم نے جواب دیا نہیں، بلکہ خزیمہ جو حضرت علیؓ کے ساتھ تھے انصار میں سے نہ تھے بلکہ خزیمہ ذوالشہادتین حضرت عثمانؓ کے زمانہ ہی میں انتقال کر گئے تھے۔
بہر حال سری کے قول کے مطابق یہ وہ خزیمہ نہیں جو ذوالشہادتین کے لقب سے مشہور تھے۔

بدریین کی فتنہ سے علیحدگی

سری نے شعیب کے حوالہ سے تحریر کیا ہے کہ امام شعبی فرمایا کرتے تھے قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں! اس فتنہ میں صرف چھ بدری شریک ہوئے اور ان کے ساتھ ساتواں بدری نہ تھا امام شعبی فرماتے ہیں یا پھر صرف سات بدری اس فتنہ میں شریک ہوئے اور آٹھواں ان کے ساتھ شریک نہ تھا۔

سیف راوی کہتے ہیں کہ میں نے مجالد اور عمرو بن محمد سے کہا کہ شعبی کی روایت میں اختلاف کیوں ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ کوئی اختلاف نہیں ہے دراصل امام شعبی کو ابوایوب انصاری کے بارے میں شک پیدا ہو گیا تھا جبکہ جنگ صفین کے بعد حضرت ام سلمہؓ نے انہیں بھیجا تھا اب یہ معلوم نہیں کہ وہ گئے یا نہیں، البتہ اتنا ضرور پتہ چلا کہ ابوایوب انصاریؓ حضرت علیؓ کے پاس اس وقت گئے جب حضرت علی نہروان کی جنگ میں شریک تھے اور یہ معلوم نہیں کہ وہ جنگ میں شریک ہوئے یا نہیں۔

زیاد بن حنظلہ کی شرکت

جب زیاد بن حنظلہ نے اس معاملہ میں دیکھا کہ اہل مدینہ نے جنگ کے معاملہ میں حضرت علیؓ کا ساتھ چھوڑ دیا ہے تو وہ حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور بولے کہ میں آپ کے ساتھ جاؤں گا اور آپ ہی کے ساتھ جنگ کروں گا۔

شہادتِ عثمانؓ اور بیعتِ علیؓ کی تاریخ

سری نے شعیب اور سیف کے واسطہ سے محمد اور طلحہ کا قول تحریر کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت اٹھارہ ذی الحجہ کو ہوئی اس وقت مکہ کے عامل عبداللہ بن عامر الحضرمی تھے اور حضرت عثمانؓ نے شہادت سے قبل محصوری کے حالت میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا، لوگوں نے مدینہ جلد واپس ہونے کے خیال سے رمی جمار تین دن کے

بجائے فقط دو ہی دن ادا کی اور امیر حج کے ساتھ مدینہ واپس ہوئے لیکن جب مدینہ پہنچے تو اس وقت حضرت عثمانؓ شہید ہو چکے تھے اور اس وقت تک حضرت علیؓ کی بیعت نہیں ہوئی تھی۔ بنو امیہ بھاگ کر مکہ پہنچ چکے تھے جبکہ حضرت علیؓ کی بیعت ذی الحجہ ختم ہونے سے پانچ روز قبل ہوئی اور یہ جمعہ کا دن تھا اور دیگر بھاگنے والے بھی بھاگ کر مکہ جا رہے تھے۔

حضرت عائشہؓ کا واقعہ

اس وقت حضرت عائشہؓ مکہ ہی میں مقیم تھی اور ان کا ارادہ یہ تھا کہ ماہ محرم میں عمرہ کر کے واپس ہوں، جب لوگ بھاگ کر مکہ پہنچے تو آپ نے لوگوں سے وہاں کے حالات دریافت کیے لوگوں نے وہاں کے حالات سے آپ کو آگاہ کیا اور بتایا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں اور ابھی تک کسی کو امیر نہیں بنایا گیا ہے اور نہ ہی کسی کے ہاتھ پر بیعت کی گئی، حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ لوگ دھوکہ باز ہیں جو اصلاح کے نام سے کھڑے ہوئے اور اپنے دل کا غیظ وغضب نکالا۔

اس کے بعد حضرت عائشہؓ عمرہ کی ادائیگی تک وہاں مقیم رہیں جب وہ عمرہ کی ادائیگی کے بعد واپس ہونے لگیں اور مقام سرف پہنچیں تو ان کو ان کی ننیہال بنو لیث کا ایک شخص ملا جس کا نام عبید بن ابی سلمہ تھا لیکن یہ اپنی ماں کی جانب منسوب کیا جاتا تھا جس کا نام ام کلاب تھا۔

حضرت عائشہؓ انہیں دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور فرمایا کہ اس وقت تم بہت اچھے آئے ہو، اس آدمی نے کہا کیا آپ جانتی ہیں کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں اور مدینہ آٹھ روز تک بغیر خلیفہ کے رہا، حضرت عائشہ نے دریافت کیا پھر ان لوگوں نے کیا کیا؟ اس آدمی نے بتایا کہ تمام اہل مدینہ نے حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی ہے اور اس وقت مدینہ پر باغیوں کی جماعت غالب ہے۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ مکہ واپس لوٹ گئیں، راستہ بھر آپ نے کوئی گفتگو نہیں کی۔ مکہ پہنچ کر آپ مسجد حرام کے دروازہ پر اتریں، حطیم میں جانے کا قصد کیا چنانچہ لوگوں نے وہاں پردہ کا انتظام کیا، اس میں حضرت عائشہؓ ٹھر گئیں اور باہر لوگوں کا ایک جم غفیر جمع ہو گیا۔

حضرت عائشہؓ کی تقریر

قصاص عثمانؓ کی تیاری

جب سارے لوگ جمع ہو گئے تو حضرت عائشہؓ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اے لوگو! مختلف شہروں اور مختلف چشموں کے فتنہ پردازوں اور اہل مدینہ کے غلاموں نے مل کر اس شہید امیر پر یہ الزام لگایا تھا کہ یہ امیر فتنہ پردازی کر رہا ہے اور اس نے ایسے کم عمروں کو حاکم بنایا ہے جس کے ابھی دانت تک نہیں نکلے حالانکہ ان نوعمروں کو اس سے قبل بھی استعمال کیا جا چکا ہے اور بہت سے مواقع پر ان نوعمروں نے انکی حفاظت بھی فرمائی ہے اور یہ ایسے امور ہیں جو پہلے گذر چکے اور ان امور کی ان نوعمروں کے علاوہ اور کوئی اصلاح نہیں کر سکتا تھا لیکن یہ فتنہ پرداز ان کے پیچھے لگ گئے اور ان سے ان کے عہدے کو چھین لینے کا ارادہ کیا اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ ہمارا مقصد اس سے اصلاح ہے اور جب انہیں

اس فتنہ پردازی کا کوئی عذر نہ مل سکا اور نہ وہ کوئی عیب و نقص ثابت کر سکے تو سرکشی اور بغاوت پر اتر آئے اس طرح لوگوں پر ان کے افعال واقوال کا تضاد عیاں ہوگیا، نیز انہوں نے وہ خون بہایا جس کا بہانا حرام تھا اور ایک قابل احترام شہر کو خونریزی کے لئے حلال کر لیا اور وہ مال جس کا لینا حرام تھا وہ لوٹ لیا اور جس ماہ میں کسی کافر تک کا خون بہانا حرام تھا اور جس ماہ کو اللہ تبارک وتعالی نے مقدس اور معزز بنایا تھا اسے انہوں نے خون عثمانؓ کے لئے حلال کر دیا اور اس ماہ کی حرمت تک کا پاس اور لحاظ نہیں کیا۔

خدا کی قسم! اگر ان قاتلین عثمانؓ جیسے لوگوں کے ذریعہ زمین کے تمام طبق بھی بھر دیئے جائیں تو بھی ان سب لوگوں کے مقابلہ میں حضرت عثمانؓ کی ایک انگلی بہتر ہے۔ میں تم لوگوں کے اس اجتماع سے ان باغیوں کے خلاف مدد چاہتی ہوں تاکہ انہیں سزا دی جاسکے۔

خدا کی قسم! اگر واقعۃً حضرت عثمانؓ کسی گناہ میں مبتلا تھے اور اسی گناہ کو لیکر انہوں نے ان کے خلاف بغاوت کی ہے تو حضرت عثمانؓ تو اس شہادت کے ذریعہ ایسے پاک وصاف ہو گئے ہیں جیسے سونا یا کپڑا میل سے صاف ہو جاتا ہے، ان لوگوں نے عثمانؓ کو گناہوں سے پاک وصاف کرنے کے لئے خون میں اس طرح غوطے دیئے ہیں جس طرح کپڑے کو صاف کرنے کے لئے پانی میں غوطے دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عائشہؓ کی تقریر پر مجمع میں سے سب سے پہلے عبداللہ بن عامر الحضرمی کھڑے ہوئے اور کہا میں سب سے پہلے حضرت عثمانؓ کا قصاص طلب کرنے اور آپ کی آواز پر لبیک کہنے کے لئے تیار ہوں۔

عائشہؓ کے پاس متضاد خبریں

عمر بن شعبہ نے عبید بن عمر القرشی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت عائشہؓ جب حج کے ارادہ سے مدینہ سے چلی تو اس وقت حضرت عثمانؓ محصور تھے، مکہ میں ان کے پاس ایک شخص اخضر نامی پہنچا، حضرت عائشہؓ نے ان سے دریافت کیا کہ مدینہ میں لوگوں نے کیا کیا؟ اخضر نے کہا عثمانؓ نے سب مصریوں کو قتل کرا دیا حضرت عائشہؓ نے سنتے ہی "انا للہ و انا الیہ راجعون پڑھا" اور پھر فرمایا کیا اس قوم کو قتل کیا جا سکتا ہے جو حق طلب کرنے آئی ہو، اور ظلم کی منکر ہو، خدا کی قسم! خدا کی قسم ہم عثمانؓ کے اس فعل پر ہرگز خوش نہیں ہیں۔

اس کے بعد مدینہ سے ایک اور شخص آیا حضرت عائشہؓ نے اس سے سوال کیا کہ مدینہ میں لوگوں نے کیا کیا؟ اس شخص نے بتایا کہ مصریوں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا ہے اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا اخضر پر بہت تعجب ہے کہ اس نے قاتل کو مقتول اور مقتول کو قاتل بنا دیا ہے، اس کے بعد سے ہی یہ ضرب المثل مشہور ہوگئی کہ یہ شخص تو اخضر سے بھی زیادہ جھوٹا ہے۔

سری نے شعیب کے واسطہ سے امام شعبی کا قول تحریر کیا ہے کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد جب حضرت عائشہؓ مکہ سے مدینہ چلی تو رستہ میں ان کو ننھیال کا ایک شخص ملا، آپ نے اس سے دریافت کیا کہ آپ اپنے پیچھے کیا

حالات چھوڑ آئے؟

اس شخص نے بتایا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں اور لوگوں نے حضرت علی کی بیعت کر لی ہے اور مدینہ میں چاروں طرف ایک ہنگامہ بپا ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا مجھے تو یہ بیعت مکمل ہوتی ہوئی نظر نہیں آتی اس لئے مجھے مکہ واپس لے چلو،

عثمانؓ کے قصاص کیلئے عائشہؓ کی آواز پر سب سے پہلے لبیک کہنے والا شخص

اس کے بعد حضرت عائشہؓ مکہ واپس ہوئی جب آپ مکہ واپس پہنچیں تو عبداللہ بن عامر الحضرمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عبداللہ بن عامر الحضرمی مکہ میں حضرت عثمانؓ کی طرف سے حاکم تھے انہوں نے حضرت عائشہؓ سے دریافت کیا کہ آپ واپس کیوں تشریف لے آئیں؟ حضرت عائشہؓ نے جواب دیا میں اس لئے واپس آئی ہوں کہ حضرت عثمانؓ مظلوم شہید کر دیئے گئے ہیں اور اب یہ فتنہ ختم ہونے والا نہیں ہے اور اس فتنہ کو ختم کرنے کے لئے ایک اور کام کی ضرورت ہے تم حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ کر کے اسلام کو عزت بخشو، اس طرح حضرت عائشہؓ کی آواز پر لبیک کہنے والے سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن عامر الحضرمی تھے۔

بنوامیہ کا خلافت علیؓ سے اختلاف

اس طرح بنوامیہ نے حجاز میں خلافت علیؓ سے اختلاف کیا اور اس خلافت کے بارے میں آواز اٹھانے لگے۔ ان کے ساتھ سعید بن العاص، ولید بن عقبہ اور تمام بنوامیہ تھے۔ عبداللہ بن عامر اموی بھی بصرہ سے آ کر ان کے ساتھ شامل ہو گئے تھے اسی طرح یمن سے یعلی بن امیہ بھی آ کر ان کے ساتھ شریک ہو گئے تھے بعد میں طلحہؓ اور زبیرؓ بھی مدینہ سے آ کر ان کے ساتھ شریک ہو گئے اور کافی غور و فکر کے بعد سب نے اتفاق کیا کہ انہیں بصرہ چلنا چاہیئے۔

اس موقع پر حضرت عائشہؓ نے سب سے خطاب فرمایا:

اے لوگو! یہ بہت زبردست حادثہ پیش آیا ہے اور نہایت برا کام ہوا ہے اس لئے تم اپنے بھائیوں کے پاس بصرہ چلو تا کہ وہ بھی اس جماعت میں شریک ہو جائیں اور تمہارے لئے اہل شام اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافی ہیں، شاید اللہ تعالیٰ تمہیں عثمانؓ کا قصاص لینے کی توفیق عطا فرمائیں اور عثمانؓ کو نیک اجر دیں۔

اہل مکہ کا مشورہ

عثمانؓ کے قصاص کیلئے صحابہؓ کا اجتماع

سری نے شعیب کے واسطہ سے محمد اور طلحہ کا قول تحریر کیا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عائشہؓ کی بات قبول کرنے والے حضرت عبداللہ بن عامر الحضرمی اور بنوامیہ تھے اور یہ لوگ شہادت عثمانؓ کے فوراً بعد ہی حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد عبداللہ بن عامر اموی پہنچے پھر یعلی بن امیہ پہنچے اور یہ دونوں مکہ جا کر ہی ملے اور یعلی کے پاس چھ سو اونٹ اور چھ لاکھ درہم تھے ان لوگوں نے ''ابطح'' میں ڈیرہ ڈالا، انہی کے ساتھ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچے۔ حضرت عائشہؓ نے ان دونوں حضرات سے دریافت کیا کہ تم دونوں کیا حالات چھوڑ آئے

ہو؟ طلحہؓ اور زبیرؓ نے فرمایا ہم لوگوں کو فتنہ گروں اور اعراب کے خوف سے بھاگتا ہوئے چھوڑ آئے ہیں اور تمام اہل مدینہ حیران ہیں اور اسی پریشانی کے باعث نہ تو وہ حق کو پہچان سکتے ہیں نہ باطل کا انکار کر سکتے ہیں اور نہ ہی اپنی حفاظت پر قادر ہیں۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا لوگوں کو تیاری کا حکم دو اور پھر ان فتنہ گروں پر حملہ کر دو، پھر حضرت عائشہؓ نے تمثیلاً یہ شعر پڑھا:

لَو انَّ قومی طَاوعتنی سُراتُهم . لانقذ تُهم مِن الحبال اِو الخَبل

(ترجمہ) اگر میری قوم کے سردار میری اطاعت کرتے تو میں انہیں رسیوں اور جکڑ بندیوں سے بچا لیتی۔

کس ملک سے قصاص پر مدد لی جائے؟

اہل جماعت کی رائے تھی کہ ملکِ شام چلنا چاہیئے، عبداللہ بن عامر الحضرمی نے کہا کہ تمہاری امداد شام نہیں کر سکتا۔ طلحہؓ اور زبیرؓ نے پوچھا تو پھر کہاں چلا جائے؟ عبداللہ نے کہا بصرہ چلنا چاہیئے اس لئے کہ بصرہ میں میری امداد ہیں اور وہاں کے لوگ حضرت طلحہ کی طرف مائل ہیں۔ لیکن اہل جماعت نے ان کی اس رائے سے اتفاق نہیں کیا اور کہنے لگے کہ تم نہ تو صلح کرنا جانتے ہو اور نہ ہی لڑنا جانتے ہو؟ کیا تم بصرہ میں اسی طرح طویل مدت مقیم رہے ہو جیسا کہ معاویہ شام میں مقیم رہے ہیں؟ تمہاری رائے ہمیں منظور نہیں اس لئے ہم تو کوفہ جائیں گے اور وہاں سے ان باغیوں کا راستہ روک دیں گے۔ حضرت عبداللہ کے پاس اس کا کوئی معقول جواب نہیں تھا لیکن بعد میں لوگوں نے بصرہ چلنے پر اتفاق کر لیا اور اس کے بعد حضرت عائشہؓ سے عرض کیا:

اے ام المومنین! آپ مدینہ کا ارادہ ترک فرما دیجئے کیونکہ جو لوگ ہمارے ساتھ ہیں وہ ان فتنہ گروں کے ساتھ نہیں مل سکتے اس لئے آپ ہمیں بصرہ لیکر چلئے کیونکہ وہی ایک ایسا شہر ہے جس پر فوری قابو پایا جا سکتا ہے اگر چہ وہ ہمارے سامنے بیعتِ علیؓ کی حجت پیش کریں گے لیکن ہم انہیں حضرت علیؓ سے اس طرح توڑیں گے جس طرح اہل مدینہ ٹوٹ گئے ہیں پھر آپ وہاں بیٹھ کر اپنے ارادوں کے مطابق اصلاح احوال فرمائیں اور اگر کوئی خطرہ والی بات ہوئی تو ہم اپنی کوشش سے مدافعت کریں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ فرما دیں۔

جب ان لوگوں نے حضرت عائشہؓ کے سامنے اس بات کو رکھا تو انہوں نے اس بات کو قبول کر لیا کیونکہ یہ قصاص والی جماعت واقعتاً انہی کے دم سے قائم تھی۔

دیگر ازواج مطہرات بھی اس معاملہ میں حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھیں، لیکن جب انہیں اس بات کا علم ہوا کہ حضرت عائشہؓ بصرہ تشریف لیجا رہی ہیں تو انہوں نے حضرت عائشہؓ کا ساتھ چھوڑ دیا۔

حضرت حفصہ کی رائے

لوگ ام المومنین حضرت حفصہ کی خدمت میں پہنچے اور ان سے اس بارے میں رائے دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا میری رائے تو حضرت عائشہ کے تابع ہے وہ جہاں لیجائیگی میں وہاں چلوں گی۔

ابن امیہ اور ابن عامر کی قصاص کیلئے بہت بڑی سخاوت

جب تمام مشورات طے پا چکے اور کوچ کے علاوہ کسی قسم کا کوئی مشورہ باقی نہ رہا تو کسی نے سوال اٹھایا کہ کوچ کس طرح کیا جائے؟ اس لئے کہ ہمارے پاس کوئی مال نہیں ہے جس سے ہم کوچ کی تیاری کر سکیں، یعلی بن امیہ بولے میرے پاس چھ لاکھ درہم اور چھ سو اونٹ ہیں۔ آپ لوگ ان اونٹوں پر سوار ہو جائیں، ابن عامر نے بھی اس قسم کی پیشکش کی اور کہا کہ تم تیاری کرو۔

حصولِ قصاص کیلئے بصرہ روانگی

چنانچہ اس کے بعد اعلان کیا گیا کہ ام المومنین، حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ بصرہ جا رہے ہیں جو شخص اسلام کی عزت کا طلب گار ہے اور جو شخص قاتلین عثمانؓ کے قصاص کا طلب گار ہے وہ ساتھ چلے اور جس کسی کے پاس سفر کا کوئی زادراہ نہیں ہے وہ ہم سے لے، اس طرح چھ سو اونٹوں پر چھ سو افراد سوار ہو گئے اور یہ ان لوگوں کے علاوہ تھے جو اپنے اپنے گھوڑوں پر سوار تھے اور انکی کل تعداد ایک ہزار تھی جب تمام لوگوں نے تیاری کر لی تو کوچ کا اعلان کیا گیا۔

عبداللہ بن عمرؓ کا حفصہؓ بنتِ عمرؓ کو بصرہ جانے سے روکنا

یہ لوگ کوچ کر ہی رہے تھے اور حضرت حفصہ بھی ساتھ تھی کہ اتنے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ بھی مکہ پہنچ گئے اور انہوں نے اپنی بہن حضرت حفصہ کو ساتھ جانے سے روکا۔ چنانچہ حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہ کی خدمت میں کہلا بھیجا کہ میں تو چلنے کے لئے تیار تھی لیکن عبداللہ نے مجھے روک لیا ہے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ حضرت عبداللہ کی مغفرت فرمائیں۔

ام الفضل کا خط علیؓ کے نام

حضرت ام الفضل بنت الحارث نے جو حضرت عبداللہ بن عباس کی والدہ تھی اور انہوں نے حضرت امام حسینؓ کو دودھ پلایا تھا انہوں نے بنو جہینہ کے ایک شخص جس کا نام ظفر تھا باقاعدہ اجرت دیکر ایک خط دیا کہ وہ حضرت علیؓ کے پاس پہنچا دیں، چنانچہ اس شخص نے ام الفضل کا خط حضرت علیؓ کے پاس پہنچا دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا فرمودہ تلوار علیؓ کی حمایت میں، ابوقتادہؓ کی پیش کش

عمر بن شبہ اپنی سند کے حوالہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوقتادہ انصاری نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے عرض کیا: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ تلوار اپنے ہاتھوں سے میرے حوالہ فرمائی تھی اور اب اس کے ذریعہ لڑتے لڑتے یہ حد سے زیادہ کند ہو چکی ہے اب میں اسے ظالم قوم پر چلانا چاہتا ہوں جس نے امت کو دھوکہ دینے میں کوئی تامل نہیں کیا، اگر آپ پسند کریں تو آپ مجھے آگے روانہ کریں۔

حضرت ام سلمہؓ کی پیش کش

حضرت ام سلمہؓ نے عرض کیا اے امیر المومنین! اگر اللہ عز وجل کی نافرمانی کا خوف نہ ہوتا اور مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ آپ یہ تسلیم نہیں کریں گے تو میں بھی آپ کے ساتھ جاتی، میرا بیٹا عمر موجود ہے خدا کی قسم! یہ مجھے اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے یہ آپ کے ساتھ تمام جنگوں میں حاضر رہے گا،

چنانچہ یہ عمرو آخر دم تک حضرت علیؓ کے ساتھ رہے، انہیں حضرت علیؓ نے بحرین کا حاکم بھی بنایا تھا لیکن بعد میں معزول کر کے نعمان بن عجلان الزرقی کو بحرین کا حاکم مقرر فرمایا۔

حضرت عائشہؓ کے لئے اونٹ کی خریداری

یعلی کی سخاوت

ایک راوی عمر نے اپنی سند کے حوالہ سے عوف کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ یعلی بن امیہ نے جنگی تیاریوں کے لئے زبیرؓ کو چار لاکھ درہم کی امداد پیش کی اور ستر قریشیوں کے لئے سواری فراہم کی اور حضرت عائشہ کو ایک ایسے اونٹ پر سوار کرایا جس کا نام عسکر تھا جو یعلی بن امیہ نے اسی دینار میں خریدا تھا، اس تیاری کے بعد اس لشکر نے کوچ کیا حضرت عبد اللہؓ بن زبیر نے چلتے ہوئے بیت اللہ پر ایک نظر ڈالی اور فرمایا کسی طالب خیر اور ہارب شر کے لئے تجھ سے زیادہ بابرکت شئے میں نے نہیں دیکھی۔

مغیرہ اور سعید بن العاص کی علیحدگی

سری نے شعیب اور سیف کے واسطہ سے محمد اور طلحہ کا یہ قول تحریر کیا ہے کہ مغیرہؓ اور سعیدؓ بن العاص بھی ایک منزل تک مکہ سے اس لشکر کے ساتھ آئے اور بعد میں دونوں نے باہم مشورہ کیا اور سعید بن العاص نے حضرت مغیرہ سے دریافت کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ مغیرہ نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ اس معاملہ میں علیحدگی بہتر ہے کیونکہ مجھے ان کی کامیابی کی کوئی امید نظر نہیں آتی، اور اگر بالفرض اللہ تعالی نے انہیں کامیاب کیا تو پھر ہم آکر ان کے ساتھ شامل ہو جائیں گے اور ان سے کہہ دیں گے کہ ہم تو ہمیشہ آپ ہی کی طرف مائل تھے الغرض یہ دونوں اس لشکر سے علیحدہ ہو گئے۔ سعید بن العاص تو مکہ چلے گئے اور وہیں مقیم ہو گئے، اور جب یہ دونوں حضرات واپس جانے لگے تو ان کے ساتھ عبد اللہ بن خالد بن اسید بھی ہو گئے۔

لشکر کا کوچ

احمد بن زہیر نے اپنے والد سے وہ وہب بن جریر کے حوالہ سے امام زہری کا قول نقل کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ اور زبیرؓ دونوں شہادت عثمانؓ کے چار ماہ کے بعد مکہ پہنچے۔ اس موقع پر مکہ میں عبد اللہ بن عامر کے پاس دنیا سمٹ رہی تھی اور یمن سے یعلی بن امیہ بھی بے پناہ دولت لیکر آیا تھا جو کہ چار سو اونٹوں پر لدی ہوئی تھی اور یہ سب کے سب لوگ حضرت عائشہ کے گھر جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے۔

ان میں سے کچھ لوگوں کی رائے یہ تھی کہ ہمیں حضرت علیؓ سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ جانا چاہیے، جبکہ

دوسری جماعت کی رائے یہ تھی کہ ہمارے پاس اتنی طاقت نہیں ہیں کہ ہم اہل مدینہ کا مقابلہ کر سکیں اس لئے بہتر یہ ہے کہ ہم کوفہ یا بصرہ جائیں کیونکہ کوفہ میں حضرت طلحہ کے حامی اور چاہنے والے زیادہ ہیں اور بصرہ میں حضرت زبیرؓ کے حامی اور چاہنے والے زیادہ ہیں۔

الغرض سب کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ بصرہ یا کوفہ چلنا چاہیئے، اس لشکر کی تیاری کے لئے عبداللہ بن عامر نے بہت سا مال اور بہت سے اونٹ دیئے اور یہ لشکر سات سو کے قریب تھا جس میں اہل مدینہ اور اہل مکہ شامل تھے۔ راستے میں دیگر لوگ بھی اس لشکر میں داخل ہوتے رہے یہاں تک کہ اس لشکر کی تعداد تین ہزار ہو گئی۔

علیؓ کو لشکر کی اطلاع اور روانگی

ادھر حضرت علیؓ کو اس لشکر کی روانگی کی خبر مل چکی تھی انہوں نے مدینہ پر سہل بن حنیف انصاری کو امیر متعین کیا اور خود لشکر لیکر روانہ ہوئے اور سب سے پہلے ذی قار میں ٹھیرے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت عائشہؓ کی جائے قیام میں آٹھ روز کا سفر تھا حضرت علی کے لشکر میں اہل مدینہ کی بھی ایک جماعت تھی۔

احمد بن منصور نے یحییٰ بن معین سے بیان کیا، حضرت یحییٰ بن معین اپنی سند کے حوالہ سے علقمہ بن وقاص اللیثی کا قول نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ نے کوچ کیا تو ذات عرق میں ان کے سامنے لشکر کے نوعمر افراد کو پیش کیا گیا۔ ان حضرات نے عروہ بن زبیرؓ اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کو ان کی کم عمری کے باعث واپس کر دیا۔

قصاص لینے والے لشکر کو واپسی کا مشورہ

عمر بن شعبہ نے اپنی سند کے حوالہ سے عتبہ بن مغیرہ بن الاخنس کا قول نقل کیا ہے کہ سعیدؓ بن العاص ذات عرق میں مروان اور اس کے ساتھیوں سے ملے اور سوال کیا کہ تم لوگ کدھر جا رہے ہو؟ حالانکہ قصاص تو تمہارے پیچھے ہے، پہلے واپس ہو کر انہیں قتل کر و اور پھر اپنے گھروں کو واپس لوٹ جاؤ اور اپنی جانوں کو بے کار اور فضول ضائع نہ کرو۔

ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم آگے ہی جائیں گے شاید اس طرح ہم تمام قاتلین عثمانؓ کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

خلافت کے لئے مشورہ

سعیدؓ، مغیرہؓ اور عبداللہ بن خالد کی واپسی

اس کے بعد سعید بن العاص، طلحہ اور زبیرؓ کے پاس خلوت میں تشریف لے گئے اور ان سے سوال کیا کہ اگر آپ لوگ کامیاب ہو جاتے ہیں تو کامیابی کے بعد کس کو خلیفہ بنائیں گے؟ حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ نے فرمایا ہم دونوں میں سے لوگ جسے خلیفہ بنائیں۔ سعید بن العاص نے فرمایا بہتر ہے کہ تم حضرت عثمانؓ کے کسی لڑکے کو خلیفہ بناؤ کیونکہ تم انہی کے خون کا قصاص طلب کر رہے ہو، دونوں حضرات نے فرمایا یہ کس طرح ممکن ہے کہ بزرگوں کو چھوڑ کر ان کے کسی لڑکے کو خلیفہ بنائیں، سعید بن العاص نے فرمایا کیا آپ لوگ مجھے نہیں دیکھتے کہ میں اس کوشش میں لگا ہوا ہوں کہ اس

خلافت کو بنوعبد مناف سے نکال لوں، اس کے بعد سعید بن العاص وہاں سے چلے گئے اور ان کے ساتھ عبداللہ بن خالد بن اسید بھی چلے گئے۔

جب مغیرہ کو سعید کی رائے معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا کہ سعید بن العاص کی رائے سب سے بہترین ہے۔ اب یہ امر خلافت بنوثقیف کے حوالہ کر دینی چاہیئے اس لئے واپس چلنا بہتر ہے اور مغیرہ یہ کہکر واپس لوٹ گئے۔

متوقع خلافت کا جھگڑا

اس کے بعد یہ لشکر آگے بڑھتا رہا اس لشکر میں ابان بن عثمانؓ اور ولید بن عثمانؓ دونوں شامل تھے، راستے میں ان لوگوں کے درمیان اختلاف پیدا ہوا کہ کسے خلیفہ نامزد کیا جائے؟

حضرت زبیر اپنے بیٹے عبداللہ کو اور طلحہؓ علقمہ بن وقاص اللیثی کو علیحدہ علیحدہ لے جا کر گفتگو کرنے لگے اور حضرت طلحہؓ علقمہ کو اپنے بیٹے پر ترجیح دیتے تھے۔ ان میں سے ایک نے اپنے بیٹے سے کہا کہ تم شام چلے جاؤ اور دوسرے سے کہا گیا کہ تم عراق چلے جاؤ اور دونوں وہاں کا دورہ کر کے بصرہ واپس لوٹ آؤ۔

واپسی یا آگے بڑھنے کا مشورہ

سری نے اپنی سند کے حوالہ سے اغر کا یہ قول تحریر کیا ہے کہ جب بنوامیہ، یعلی بن امیہ، طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ مکہ پہنچ گئے تو ان سب نے مل کر باہم مشورہ کیا تو اس میں اتفاق رائے کے ساتھ فیصلہ کیا کہ حضرت عثمانؓ کے خون کا قصاص لیا جائے، اور سبائیہ سے جنگ کر کے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لیا جائے، حضرت عائشہؓ نے انہیں مدینہ چلنے کا حکم دیا لیکن ان سب لوگوں کی رائے یہ ہوئی کہ بصرہ چلنا چاہیئے اور ساتھ ہی ان لوگوں نے حضرت عائشہ کو بصرہ چلنے پر راضی کر لیا حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ ہم اب مدینہ کیسے جاسکتے ہیں کیونکہ مدینہ تو ہمارے قبضہ سے نکل چکا ہے اور حضرت علیؓ اس پر قابض ہیں، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ہمیں اپنی بیعت کرنے پر مجبور کیا، انہوں نے ہر الزام کو ہمارے اوپر ڈالا اور ہر معاملہ میں ہمیں شروع ہی سے نظر انداز کیا، اس لئے اے ام المومنین! آپ آگے بڑھیئے اور جیسا کہ آپ نے مکہ میں حکم دیا تھا اس پر عمل کیجئے اور ان چھ سو آدمیوں میں کوئی فتنہ گر اور دیہاتی اوباش یا کوئی غلام نہیں ہے اور وہ سب منتشر ہو چکے ہیں اور پہلی مرتبہ میں وہ کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔

کوچ کرنے کا فیصلہ

عبدالرحمٰن بن عتاب کی امامت

اس موقع پر حضرت عائشہؓ نے حضرت حفصہؓ کے پاس آدمی بھیجا کہ وہ بھی ہمارے ساتھ روانہ ہوں جس پر انہوں نے ہمارے ساتھ چلنے کا ارادہ بھی کر لیا تاہم ابن عمرؓ نے انہیں مجبور کر کے روک لیا اس لئے وہ ساتھ نہ جاسکیں۔

حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ نے بصرہ کی طرف کوچ کیا اور حضرت عائشہؓ نے اس لشکر کی امامت حضرت عبداللہ بن عتاب اسید کے حوالہ کی چنانچہ انہوں نے دوران سفر راستہ بھر نماز کی امامت کی یہاں تک کہ بصرہ پہنچ کر بھی اپنی شہادت تک امام رہے۔

حضرت عائشہؓ کے ساتھ مروان اور بنوامیہ بھی تھے اور صرف بنوامیہ کے وہ افراد رہ گئے جنہیں موت کا خوف لاحق ہوگیا تھا، یہ لشکر اوطاس کی جانب چلا، اور لشکر میں چھ سو اونٹ سوار تھے اور جن کے پاس گھوڑے تھے وہ ان کے علاوہ تھے حضرت عائشہؓ نے رات کے وقت اوطاس کا راستہ چھوڑ دیا، یہ تمام لشکر بڑی تیزی کے ساتھ کوچ کر رہا تھا اور سب کے سب ہتھیار بند تھے نہ اس لشکر میں شور و شغب تھا اور نہ کسی قسم کی چیخ و پکار، یہاں تک کہ یہ لشکر بصرہ پہنچ گیا۔

بصرہ پہنچ کر حضرت عائشہؓ نے یہ شعر پڑھا:

دَعِی بَلادَ جُمُوعِ الظُّلمِ اذ صَلُحت . فیها المیاهُ وسَیرِیْ سیر مَذعُورِ

(ترجمہ) تو ظالموں سے بھرے شہر کو چھوڑ چل، خواہ اس میں ٹھنڈے چشمے کیوں نہ ہوں، اور تو نرم وخوشی کی چال چل۔

تَخَیّریٰ النَّبتَ فارعِی ثَمَّ ظاهرةً . وَبَطْنَ وادِ مِن الضمار ممطورِ

(ترجمہ) تو یہاں کے بالائی حصہ اور وادی کے درمیان شاداب گھاس پسند کر اور اس میں اپنے جانور چرا، وہ وادی ابھی بارش سے سیراب ہوئی ہے۔

مروان کی پالیسی

عمر نے اپنی سند کے حوالہ سے ابن عباسؓ کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ یہ لوگ جب چلے تو ان کی تعداد چھ سو تھی جن میں عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃ اور عبداللہ بن صفوان الجمحی بھی شامل تھے، جب یہ لوگ بئر میمون سے گذرے تو انہیں ایک اونٹ ذبح شدہ حالت میں ملا جس کے گلہ سے خون نظر آرہا تھا چنانچہ ان لوگوں نے اس اونٹ سے بدفالی لی۔

مروان نے مکہ سے نکلنے کے بعد واپسی کی اجازت لی لیکن کچھ دیر کے بعد پھر واپس آیا اور پھر حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کے سامنے کھڑے ہو کر دریافت کیا کہ تم دونوں میں سے امارت کس کے سپرد کی جائیگی، اور نماز پڑھانے کی اجازت کسے دی گئی ہے؟

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا ابو عبداللہ یعنی حضرت زبیرؓ کو پڑھانی چاہیئے جبکہ محمد بن طلحہ بول پڑے نماز ابو محمد یعنی حضرت طلحہؓ کو پڑھانی چاہیئے۔ جب حضرت عائشہؓ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے مروان کو یہ کہلا بھیجا کہ کیا تو ہم میں اختلاف پیدا کرنا چاہتا ہے، نماز میرا بھانجا پڑھائیگا، غرض بصرہ پہنچنے کے بعد حضرت زبیرؓ نے ہی نماز کی امامت کی۔

معاذ بن عبیداللہ نامی ایک شخص نے کہا خدا کی قسم! اگر ہم کامیاب بھی ہو جائیں تب بھی ہم آزمائش میں مبتلا ہوں گے، یہاں تک کہ حضرت زبیرؓ حضرت طلحہؓ کے لئے اور حضرت طلحہؓ حضرت زبیرؓ کے لئے خلافت نہ چھوڑ دیں۔

حضرت علیؓ کا بصرہ کی جانب کوچ

سری نے بحوالہ شعیب اور سیف سہل بن حنیف سے اور سہل نے قاسم بن محمد سے نقل کیا ہے کہ جب امیر المومنین حضرت علیؓ کو ام المومنین حضرت عائشہؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے حالات کی خبر پہنچی تو آپ نے مدینہ میں تمام بن عباس کو امیر بنایا اور قثم بن عباس کو مکہ روانہ کیا اور آپ مدینہ سے اس ارادے کے ساتھ نکلے کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ اور اس کے لشکر کو راستے ہی میں گھیر لیں لیکن ربذہ پہنچ کر پتہ چلا کہ اس لشکر نے راستہ تبدیل کر لیا ہے اور

اسکی اطلاع حارث بن حزن کے غلام عطاء بن رئاب لیکر آئے تھے۔

حضرت عبداللہ بن سلام کی پیشن گوئی

سری نے بحوالہ شعیب وسیف، محمد اور طلحہ کا یہ قول تحریر کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مدینہ ہی میں حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کے جمع ہونے اور ان حضرات کی بصرہ کی طرف کوچ کرنے کی خبر مل گئی تھی اور حضرت عائشہؓ کے اقوال کا علم بھی آپ کو ہو چکا تھا چنانچہ آپ اس لشکر کو لیکر ام المومنین حضرت عائشہؓ کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے جو شام کے لئے تیار کیا گیا تھا، اس موقع پر حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ اور بصرہ کے تقریباً سات سو افراد ساتھ تھے اور حضرت علیؓ کا ارادہ یہ تھا کہ اس لشکر کو راہ ہی میں روک لیں گے اور ان کو بغاوت سے روکیں گے۔

جب حضرت علیؓ لشکر لیکر روانہ ہونے لگے تو حضرت عبداللہ بن سلام نے آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور عرض کیا اے امیر المومنین! آپ مدینہ سے باہر ہرگز نہ جائیں، خدا کی قسم! اگر آپ مدینہ چھوڑ کر گئے تو آپ کبھی مدینہ واپس نہیں آسکیں گے اور نہ ہی مدینہ آئندہ کبھی دار السلطنت بن سکے گا۔

یہ سن کر سبائیہ حضرت عبداللہ بن سلام کو گالیاں دینے لگے، حضرت علیؓ نے انہیں منع کیا اور کہا کہ ان کو کچھ نہ کہو کیونکہ یہ صحابہ میں سے بہتر آدمی ہیں۔

بہرحال آپ مدینہ سے روانہ ہوئے اور مقام ربذہ پہنچے اور وہیں آپ کو اس بات کی اطلاع ملی کہ حضرت عائشہؓ کا لشکر آگے بڑھ گیا ہے چنانچہ آپ نے دوسری اطلاع آنے تک اسی مقام پر قیام فرمایا۔

طارق بن شہاب کا فیصلہ

سری نے بحوالہ شعیب، طارق بن شہاب کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ ہم لوگ کوفہ سے عمرہ کی نیت سے چلے تھے اور یہ واقعہ اس وقت کا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ شہید ہو چکے تھے، ہم کوفہ سے مقام ربذہ پہنچے، عین صبح کا وقت تھا اور لوگ ایک دوسرے کو چلا کر بلا رہے تھے، اس موقع پر میں نے پوچھا یہ کون ہیں؟ جواب ملا یہ امیر المومنین ہے، میں نے پوچھا آخر امیر المومنین کا کہاں جانے کا ارادہ ہے؟ جواب ملا کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے بغاوت کی ہے اور امیر المومنین ان دونوں کے پاس اس ارادہ سے جا رہے ہیں کہ انہیں واپس لوٹا لائیں۔ لیکن ربذہ میں پہنچ کر حضرت علیؓ کو یہ اطلاع ملی کہ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے راستہ تبدیل کر لیا ہے اسی وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ان دونوں کا پیچھا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔

طارق بن شہاب کہتے ہیں میں نے دل ہی دل میں انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور یہ سوچنے لگا کہ میرے لئے یہ کس طرح ممکن ہے کہ میں علیؓ کے ساتھ شامل ہو کر ام المومنین حضرت عائشہؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ سے جنگ کروں اور میرے لئے یہ بھی ممکن نہیں کہ دیگر لوگوں کے ساتھ مل کر حضرت علیؓ کے مدمقابل آ جاؤں، چنانچہ میں حضرت علی سے ملاقات کے لئے اپنے خیمہ سے باہر نکلا تو نماز کھڑی ہو چکی تھی اور دیکھا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ آگے بڑھے اور صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی۔

حضرت حسنؓ کی حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے گفتگو

طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ نے سلام پھیرا تو ان کے صاحبزادے حضرت حسنؓ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ میں نے آپ کو ایک کام کرنے کی عرض کی تھی لیکن آپ نے اس کام سے روگردانی کی، آپ کل اسی طرح بے بس قتل کر دیئے جائیں گے اور آپ کا کوئی مددگار بھی نہ ہوگا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا تم ہمیشہ لونڈیوں کی طرح روتے رہتے ہو، آخر وہ کیا بات تھی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا اور میں نے اس کی نافرمانی کی ہے۔

حضرت حسنؓ نے فرمایا جب حضرت عثمانؓ محصور ہوئے تھے تو میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ مدینہ چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ چلے جائیں آپ کی موجودگی میں حضرت عثمانؓ کا قتل کیا جانا آپ کے حق میں بہتر نہیں ہے۔ لیکن آپ نے نہیں مانا اور جب حضرت عثمانؓ قتل ہو گئے پھر میں نے آپ کو دوسرا مشورہ دیا کہ آپ ہرگز اس وقت تک خلافت کو قبول نہ کریں جب تک کہ تمام شہروں سے آپ کی خلافت کے لئے وفد نہ آ جائیں اور سب کے سب لوگ آپ کو خلیفہ منتخب نہ کر لیں۔ اس وقت تک آپ اپنے گھر بیٹھ جائیں اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیں کہ وہ خود ہی مل کر مشورہ کر کے کوئی فیصلہ کریں، اور میں نے آپ سے کہا تھا کہ فساد کی بنیاد آپ کے ہاتھوں نہ ہو بلکہ اس کی بنیاد دوسرا کوئی رکھے تو اچھا ہے لیکن آپ نے ان تمام امور میں میری مخالفت کی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اے میرے بیٹے! جس وقت حضرت عثمانؓ محصور تھے اس وقت تم نے مجھے مشورہ دیا تھا کہ میں حضرت عثمانؓ کے قتل سے قبل ہی مدینہ چھوڑ کر چلا جاؤں، تو خدا کی قسم! اگر میں مدینہ چھوڑ کر کہیں دوسری جگہ جانے کا خیال کرتا تو ہمیں بھی یہ لوگ گھیر لیتے جیسے حضرت عثمانؓ کو گھیر لیا گیا تھا، اور تمہارا مشورہ کہ اس وقت تک خلافت کو قبول نہ کروں جب تک کہ تمام شہروں کے لوگ میری بیعت پر راضی نہ ہوں تو اصل بیعت تو اہل مدینہ کی بیعت ہے اور دوسروں کی بیعت انہی کے تابع ہے اور میں یہ بات بھی پسند نہیں کرتا تھا کہ خلافت ہمارے ہاتھ سے نکل جائے، اور تمہارا یہ مشورہ کہ زبیرؓ اور طلحہؓ اور دیگر لوگوں کو خود صلح کر لینے دو تو یہ میرے خیال میں اہل اسلام کے لئے بہت بڑی کمزوری کا سبب ہوتا، خدا کی قسم! مجھ پر شروع ہی سے قہر توڑے جاتے رہے اور جب خلافت ملی تو وہ بھی ناقص، میرے نزدیک ان مخالفوں کی کوئی حیثیت نہیں۔ تم نے جو یہ کہا تھا کہ گھر بیٹھ جاؤں تو کیسے ممکن ہے کہ جب لوگ میرے ساتھ ہوں اور میں اس گوہ کی طرح کیسے بیٹھ جاؤں جسے ہر طرف سے گھیر لیا گیا ہو اور اس گوہ کو پکڑنے والا یہ سمجھنے پر مجبور ہو گیا ہو کہ یہاں گوہ موجود ہی نہیں اور جب شکاری واپس چلے جائیں تو وہ باہر نکل آئے، اور جب یہ خلافت مجھے مل گئی تو اگر میں اس کی فکر نہ کروں گا تو دوسرا کون اس کی فکر کرے گا؟

حضرت عائشہؓ کے لئے اونٹ کی خریداری کا عجیب قصہ

اسماعیل بن موسیٰ الفزاری نے علی بن عابس کے حوالہ سے عرنی کا بیان ذکر کیا ہے کہ میں اونٹ پر سوار جا رہا تھا کہ میرے سامنے ایک سوار آیا اور مجھ سے سوال کیا کیا تم اپنا اونٹ بیچتے ہو؟ میں نے کہا ہاں، سوار نے پوچھا اسکی قیمت کیا ہے؟ میں نے کہا ایک ہزار درہم، اس سوار نے کہا کیا تو پاگل ہو گیا ہے کہ اونٹ بھی ایک ہزار میں بکتا ہے، میں نے جواب دیا میرا اونٹ اونٹ ہے، سوار نے پوچھا اس میں کیا خوبی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ میں نے اس پر سوار ہو

کر جب بھی کسی کا پیچھا کیا تو میں نے اسے پکڑ لیا لیکن دوسرا کوئی مجھے پکڑ نہیں سکا، اور جب بھی میں اس پر سوار بھاگا تو کوئی بھی میرے تک نہ پہنچ سکا۔

اس سوار نے کہا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں یہ اونٹ کس کے لئے خرید رہا ہوں اگر تمہیں معلوم ہو جائے تو تم کبھی اتنی قیمت طلب نہ کرو، میں نے کہا آپ کس کے لئے خریدنا چاہتے ہیں؟ اس سوار نے جوب دیا تیری ماں کے لئے عرنی کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں نے تو اپنی ماں کو گھر چھوڑ آیا ہوں اور اس حال میں چھوڑ آیا ہوں کہ ان کا سفر کا کوئی ارادہ نہیں ہے، اس سوار نے کہا ام المومنین حضرت عائشہؓ کے لئے، میں نے کہا پھر تو آپ یہ اونٹ بغیر قیمت کے لیجائیے، اس سوار نے کہا میں بلا قیمت نہیں لیتا۔ تم میرے ساتھ میری قیام گاہ تک چلو میں تمہیں ایک مہریہ اونٹنی بھی دوں گا اور کچھ درہم بھی دوں گا۔

عرنی کہتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ ان کی قیام گاہ تک گیا اور انہوں نے مجھے ایک مہریہ اونٹنی دی اور ساتھ ہی چار سو یا چھ سو درہم بھی دیئے، اس کے بعد اس سوار نے مجھ سے دریافت کیا اے عرنی! کیا تم راستہ سے وقف ہو؟ میں نے کہا ہاں، میں تو ان لوگوں میں سے ہوں جو دوسروں کو تلاش کرتے ہیں، اس سوار نے کہا تو پھر تم ہمارے ساتھ چلو، عرنی کہتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ شامل ہو گیا اور راہ میں جس چشمہ اور وادی سے ہمارا گذر ہوتا تو یہ لوگ مجھ سے اس مقام کا نام دریافت کرتے۔

حوأب کا چشمہ

چلتے چلتے ہم حواب کے چشمہ تک پہنچے تو وہاں کے کتے ہمیں دیکھ کر بھونکنے لگے ان لوگوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ یہ کون سا چشمہ ہے؟ میں نے بتایا کہ یہ چشمہ حوأب کے نام سے مشہور ہے۔

عرنی بیان کرتے ہیں کہ میرا یہ جواب سن کر حضرت عائشہؓ زور سے چیخیں اور اپنے اونٹ پر زور سے چابک مار کر اسے ہنکایا پھر فرمایا خدا کی قسم! حواب کی کتوں والی میں ہوں، اے لوگو! مجھے واپس لے چلو، حضرت عائشہؓ نے یہ بات تین دفعہ دہرائی اور ساتھ ہی ساتھ اپنے اونٹ کو ہنکایا چنانچہ لوگوں نے بھی اپنے اپنے اونٹوں کو تیز کیا اور وہ واپس لوٹے حتی کہ جب اگلا روز ہوا اور وہ وقت آیا جس وقت ان کی واپسی ہوئی تھی تو حضرت عبداللہ بن زبیر گھبراتے ہوئے حضرت عائشہؓ کے پاس پہنچے اور چیخ کر بولے بچاؤ! بچاؤ! خدا کی قسم! یہ علیؓ کا لشکر تمہارے سروں پر پہنچ گیا ہے۔

عرنی بیان کرتا ہے کہ ان لوگوں نے وہاں سے کوچ کیا اور مجھے برا بھلا کہنے لگا اور میں ان کے پاس سے واپس چلا آیا، تھوڑی دیر چلا تھا کہ حضرت علیؓ اور ان کا لشکر مجھے مل گیا اور ان کے ساتھ تین سو کے قریب آدمی تھے، حضرت علیؓ نے مجھے آواز دی کہ اے سوار ادھر آؤ، چنانچہ میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے لشکر کے بارے میں دریافت کیا؟ میں نے کہا فلاں فلاں مقام پر مقیم ہیں اور یہ ان لوگوں کی اونٹنی ہے اور میں نے اپنی اونٹنی ان لوگوں کے ہاتھ فروخت کی تھی۔

حضرت علیؓ نے فرمایا کیا تم نے بھی ان کے ساتھ سفر کیا ہے؟ میں نے جواب دیا ہاں، میں نے بھی ان کے ساتھ سفر کیا ہے لیکن جب ہم حواب کے چشمہ پر پہنچے تو اس عورت پر وہاں کے کتے بھونکنے لگے جس پر اس عورت نے یوں کہا، اور جب میں نے ان لوگوں کے درمیان اختلاف کو دیکھا تو میں واپس آ گیا اور یہ لوگ آگے کوچ کر گئے۔

حضرت علیؓ نے مجھ سے فرمایا کیا تم ذی قار کا راستہ جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں، تو حضرت علیؓ نے فرمایا تم ہمارے ساتھ چلو۔ عرنی بیان کرتے ہیں کہ میں ان کے ساتھ چلا یہاں تک کہ ہم ذی قار پہنچ گئے، حضرت علیؓ نے دو آدمیوں کو بلوایا اور دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملا کر بٹھا دیا، اس کے بعد ایک اور آدمی کو بلوایا اور اسے ان دونوں پر بٹھا دیا پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ اس اوپر والے شخص پر چڑھ کر بیٹھ گئے اور ایک جانب اپنے پاؤں لٹکا لئے، اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور درود وسلام کے بعد فرمایا تم لوگوں نے دیکھ لیا کہ اس قوم اور اس عورت نے کیا کیا؟

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا یہ اشارہ سن کر حضرت حسنؓ کھڑے ہوئے اور رونے لگے، حضرت علیؓ نے فرمایا یہ تم لڑکیوں کی طرح کیوں رو رہے ہو؟ حضرت حسنؓ نے فرمایا ہاں میں نے آپ کو ایک بات کا کہا تھا لیکن آپ نے میری مخالفت کی تو جان لو آپ بھی نہایت مصیبت کے ساتھ قتل کئے جاؤ گے اور تمہارا کوئی حامی اور مددگار نہ ہوگا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تم نے جو کچھ مجھے حکم دیا تھا اسے لوگوں کے سامنے بیان کرو۔ حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ جس وقت لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا تھا تو اس وقت میں نے آپ کو حکم دیا تھا کہ آپ بیعت کے لئے اس وقت تک اپنا ہاتھ آگے نہ بڑھائیے جب تک کہ عرب کے تمام شہروں کے لوگ آپ کو خلافت پر مجبور نہ کریں اور وہ آپ کے علاوہ کسی دوسرے کو خلیفہ بھی نہیں بنائیں گے لیکن آپ نے میرا حکم نہیں مانا، جس وقت اس عورت نے اور اس کے دیگر ساتھیوں نے سر اٹھایا اس وقت بھی میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ مدینہ سے باہر نہ جائیں اور اپنی اطاعت کرنے والوں کے پاس اپنا پیغام بھیج دو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تمہاری بات درست ہے لیکن میں بجّو کی طرح کمزور بننا نہیں چاہتا، بات دراصل یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد میں کسی دوسرے کو اپنے سے زیادہ خلافت کا حق دار نہیں سمجھتا تھا لیکن لوگوں نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کر لی اور میں نے بھی دیگر لوگوں کی دیکھا دیکھی ان کی بیعت کر لی، پھر حضرت ابو بکرؓ کا انتقال ہوا تو اس وقت بھی میں اس خلافت کا اپنے آپ کو سب سے زیادہ حقدار سمجھتا تھا لیکن لوگوں نے حضرت عمرؓ کی بیعت کر لی، پھر حضرت عمرؓ بھی اس دنیا سے چلے گئے اور انہوں نے ایک شوریٰ چھ آدمیوں پر مشتمل بنائی جس کا میں بھی ایک رکن تھا، لیکن اس وقت بھی لوگوں نے میرے بجائے حضرت عثمانؓ کی بیعت کر لی، جسکی وجہ سے میں نے بھی بیعت کر لی، پھر لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ بغاوت کی اور اسے قتل کر دیا اور پھر میرے پاس خوشی کے ساتھ بیعت کے لئے آئے اور میں نے بھی کسی پر کوئی زبردستی نہیں کی، اب جو شخص بھی میری اور ان لوگوں کی مخالفت کریگا تو میں اس سے جنگ کروں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے درمیان فیصلہ فرمادیں اور وہی بہترین فیصلہ کرنے والے ہیں۔

قصاص عثمانؓ کا مطالبہ

علی بن احمد العجلی نے چند رواۃ کے حوالہ سے یہ تحریر کیا ہے کہ جب حضرت عائشہؓ مکہ سے واپس لوٹیں اور مقام سرف پہنچی تو وہاں ان کی ملاقات عبد بن ام کلاب سے ہوئی ان کے باپ کا نام ابوسلمہ تھا لیکن یہ ماں کی جانب منسوب کیا جاتا تھا، حضرت عائشہؓ نے انہیں دیکھ کر فرمایا تم اس وقت خوب آئے۔ عبد بن ابی سلمہ نے عرض کیا کہ لوگوں نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر دیا ہے اور آٹھ روز تک کوئی خلیفہ نہیں تھا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا پھر لوگوں نے کیا کیا؟ اس شخص نے کہا کہ اہل مدینہ نے باہم جمع ہو کر مشورہ کیا اور آخر کار ایک بھلائی انہوں نے حاصل کر لی کہ ان سب نے

حضرت علیؓ بن ابی طالب پر اتفاق کر لیا۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کاش یہ زمین و آسمان اس سے قبل باہم مل جاتے اور تیرے اس ساتھی کی خلافت قائم نہ ہوتی، اب مجھے واپس لے چلو، حضرت عائشہؓ سرف سے مکہ واپس لوٹیں اور یہ فرماتی جا رہی تھی کہ خدا کی قسم! حضرت عثمانؓ مظلوم قتل کئے گئے ہیں اور میں ان کے خون کا مطالبہ ضرور کروں گی۔

عبد بن ابی سلمہ نے کہا اے ام المومنین! آ کر اس انحراف کی کیا وجہ ہے؟ خدا کی قسم آپ ہی نے سب سے قبل حضرت علیؓ سے انحراف کیا ہے، آپ تو پہلے کہا کرتی تھی کہ حضرت عثمانؓ کو قتل کر دو یہ کافر ہو چکا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا ان قاتلین نے پہلے تو حضرت عثمانؓ سے توبہ کرائی پھر انہیں قتل کر دیا، میں نے جو کہا تھا اور لوگوں نے بھی کہا اور میرا یہ قول پہلے قول سے بہتر ہے، یہ سب کر عبد بن ابی سلمہ نے یہ اشعار پڑھے:

فِمنکَ البِداء وَ مِنکَ الغیر . وَمِنکَ الرِّیاحُ ومنک المَطَر

آپ ہی کی طرف سے اس فساد کی ابتدا ہے اور آپ ہی کی جانب سے یہ تمام تغیرات واقع ہوئے ہیں، آپ ہی کی جانب سے یہ آندھیاں چلی ہیں اور آپ ہی کی جانب سے رحمت کی بارش ہوتی ہے۔

وَانتِ اَمرتِ بقَتلِ الاِ مَامِ . وَقُلتِ لنا اِنّه قد کفر

آپ ہی نے لوگوں کو امام کے قتل کا حکم دیا تھا اور آپ ہی نے ہم سے کہا تھا کہ وہ کافر ہو گیا ہے۔

فَھبنا اَطعنَا کِ فی قَتلِه . وَقاتِلُه عِند نا مَن اَمَر

ہم نے ان کے قتل میں آپ کی اطاعت کی، اب ان کا قاتل ہمارے سامنے ہے اور وہ وہ شخص ہے جس نے قتل کا حکم دیا۔

وَلم یَسقُطِ السَّقفُ مِن فوقِنا . وَلم یَنکسِف شَمسنا و القمر

نہ تو اس واقعہ سے ہم پر چھت گری اور نہ سورج، اور نہ ہی چاند کو گہن لگا۔

وَقَد بَایَعَ النّاس ُذاتدرا . یُزیلُ الشبا وَیُقیمُ الصعَر

اب تو لوگوں نے ایسے باہمت کی بیعت کی ہے جو آفتوں کو پیچھے ہٹا دیتا ہے اور سخت چٹانوں پر کھڑا ہو جاتا ہے

وَیَلبِسُ للحَربِ اَثوابها . وَمامِن وَفی مِثلِ مَن قد غَدَر

جو جنگی لباس پہنے ہر وقت تیار ہیں اور غدر کرنے والوں میں اس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔

اس کے بعد حضرت عائشہؓ مکہ لوٹیں اور مسجد کے دروازہ پر پہنچ کر سواری سے اتریں اور حطیم جانے کا ارادہ کیا اور وہاں ان کے لئے پردہ کر دیا گیا اور ان کے پاس لوگ جمع ہو گئے، حضرت عائشہؓ نے لوگوں سے فرمایا، حضرت عثمانؓ مظلوم قتل کر دیئے گئے ہیں خدا کی قسم میں ان کے خون کا مطالبہ ضرور کروں گی۔

اہل کوفہ سازش میں یکتائے زمانہ تھے

سری نے بحوالہ شعیب وسیف، محمد اور طلحہ کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؓ اس فکر میں تھے کہ انہیں کسی طرح یہ معلوم ہو جائے کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ کا لشکر کس جانب بڑھ رہا ہے اور وہ یہ چاہتے تھے کہ یہ لوگ بصرہ کی طرف بڑھیں تو بہتر ہے جب یہ بات انہیں یقینی طور پر معلوم ہو گئی کہ یہ لشکر بصرہ ہی کی جانب جا رہا ہے تو وہ اس خبر سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ کوفہ میں عرب آباد ہیں اور ان کے گھر ہیں۔

اس پر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ جس بات سے آپ بڑے خوش ہو رہے ہیں وہ مجھے بری محسوس ہو رہی ہے کیونکہ کوفہ ایک چھاؤنی ہے جس میں عرب کے معروف آدمی رہتے ہیں اور ان کی تعداد بھی زیادہ ہے لیکن یہ لوگ ہمیشہ ان چیزوں کی کوشش میں لگے رہتے ہیں جن کے حصول پر یہ لوگ قدرت نہیں رکھتے اور جب یہ لوگ اپنے مقصد میں ناکام ہو جاتے ہیں تو اس شخص کے خلاف سازشیں کرتے ہیں جس نے کوئی عہدہ حاصل کر لیا ہو اور اسے ذلیل خوار کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور یہ لوگ ایک دوسرے کی جڑیں کاٹتے اور ایک دوسرے کے خلاف فتنہ انگیزی کرتے رہتے ہیں۔

واقعۃً تو ایسا ہی ہے جیسا کہ آپ کہہ رہے ہیں لیکن ہر حکومت اپنے فرمانبرداروں کے ساتھ مہربانی کا سلوک کرتی ہے اور ان لوگوں سے مہربانی سے پیش آتی ہے، جو شروع میں اس کا ساتھ دیتی ہے اگر وہ سیدھے رہیں گے تو ہم بھی ان کے ساتھ احسانات کریں گے اور اگر ہمیں تکلیف پہنچائیں گے تو برائی اسی کے ساتھ کیجاتی ہے جو برائی کا مستحق ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا انسان یہ کام اسی وقت کر سکتا ہے جب قناعت کر کے بیٹھ جائے۔

ابن عمرؓ کے لشکر کا حضرت عائشہؓ کے ساتھ جانے سے انکار

سری نے بحوالہ شعیب وسیف، محمد اور طلحہ کا بیان نقل کیا ہے کہ جب طلحہؓ اور زبیرؓ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ اور اہل مکہ کا اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ بصرہ چلنا چاہیئے اور قاتلین عثمانؓ سے انتقام لینا چاہیئے اس کے بعد حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ حضرت ابن عمرؓ کے پاس گئے اور انہیں ساتھ چلنے کی دعوت دی، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا میں تو اس معاملہ میں اہل مدینہ کے ساتھ ہوں اگر وہ لوگ جنگ میں شامل ہوں گے تو میں بھی شامل ہوں گا اور اگر وہ لوگ اس جنگ میں شامل ہونے پر تیار نہ ہوں گے تو میں بھی اس جنگ میں شامل نہیں ہوں گا۔

عروہ بن زبیرؓ کی واپسی

سری نے بحوالہ شعیب، ابن ملیکہ کا قول تحریر کیا ہے کہ جب حضرت زبیرؓ نے کوچ کا ارادہ کیا تو اپنے ساتھ تمام بیٹوں کو جمع کیا اور ان میں سے بعض کو چلنے کا حکم دیا اور بعض کو واپس کر دیا اور ان تمام لڑکوں کو چلنے کا حکم دیا جو حضرت اسماء سے پیدا ہوئے تھے۔ جبکہ بعض دیگر لڑکوں کو واپس جانے کا حکم دیا۔

عبداللہ بن زبیرؓ نے اپنے بھائیوں عروہ اور منذر سے کہا کہ تم بھی واپس جاؤ، اس پر حضرت زبیرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ سے کہا کہ نہیں، میں اپنے ان دونوں بیٹوں عروہ اور منذر کو تو ساتھ لیجانا چاہتا ہوں اور ان سب سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا اگر آپ ان سب کو جنگ میں ساتھ لیجانا چاہتے ہیں تو پھر آپ خود نہ جائیں، اس لئے کہ اگر آپ سب کو ساتھ لے جائیں گے تو والدہ حضرت اسماءؓ ایک قسم کی بے اولاد بن جائیگی اور اس کا کوئی سہارا باقی نہ رہیگا۔

یہ سن کر حضرت زبیرؓ رونے لگے اور عروہ اور منذر کو واپس جانے کا حکم دیا، اس کے بعد ان لوگوں نے کوچ کیا اور اوطاس کے پہاڑوں پر پہنچے تو وہاں پہنچ کر داہنی جانب مڑ گئے اور بصرہ کا مشہور راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا اور اسی راستہ پر پہنچ کر بصرہ پہنچ گئے۔

حضرت عائشہؓ کی روانگی پر لوگوں کا رنج وغم

سری نے بحوالہ شعیب وسیف، ابن ملیکہ کا یہ قول تحریر کیا ہے کہ جب لشکر کی روانگی کا وقت آیا تو پہلے حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے کوچ کیا اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے کوچ کیا اور ان کے ساتھ دیگر ازواج مطہرات بھی تھیں جو ان کے ساتھ ذات عرق تک گئی تھیں۔

ابن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں اس روز سے زیادہ لوگ اسلام پر کبھی نہ روئے اور ان کا رونا اس وجہ سے تھا کہ اسلام کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا، یہاں تک کہ اس دن کا نام یوم النحیب یعنی آنسوؤں کا دن مشہور ہو گیا۔

حضرت عائشہؓ نے عبدالرحمٰن بن عتاب کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور یہ لوگوں میں بہت منصف شمار ہوتے تھے

مطالبہ قصاص کی وجہ

سری نے بحوالہ یزید بن معن کا یہ بیان تحریر کیا کہ جب یہ لشکر اوطاس سے داہنی طرف مڑ گیا تو راستہ میں ان کی ملاقات ملیح بن عوف السلمی سے ہوئی جو اپنی والدہ کی تلاش میں نکلے ہوئے تھے، انہوں نے حضرت زبیرؓ کو سلام کیا اور دریافت کیا اے ابوعبداللہ! یہ کیا معاملہ ہے؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت کی گئی اور انہیں بلا جرم قتل کر دیا گیا، ابن عوف نے پوچھا انہیں کس نے قتل کیا؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا مختلف شہروں کے اوباشوں اور مختلف جھگڑالو لوگوں نے قتل کیا ہے اور ان قاتلین میں زیادہ تر اعراب اور غلام تھے۔

ابن عوف نے دریافت کیا اب آپ کیا چاہتے ہیں؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا ہم ان لوگوں کے خلاف جنگ کریں گے تاکہ اس خون کا بدلہ لیا جائے اور یہ خون رائیگاں نہ جائے۔ کیونکہ اس کے رائیگاں جانے میں اللہ کے حکم کی ہمیشہ اسی طرح توہین ہوتی رہیگی، اگر لوگوں نے اس قسم کے طریقہ کار کو ابھی سے نہ روکا تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ہر امام کو جب چاہیں گے اس قسم کے اوباش اور بدقماش لوگ قتل کر دیا کریں گے۔

ابن عوف نے کہا کہ واقعۃً یہ بہت سخت معاملہ ہے اس کے بعد یہ دونوں ایک دوسرے سے رخصت ہوئے اور لشکر آگے کو روانہ ہو گیا۔

حضرت عائشہؓ کی عثمان بن حنیف سے جنگ

سری نے بحوالہ سیف وشعیب، محمد وطلحہ کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ یہ لشکر سیدھی راہ چھوڑ کر آگے بڑھتا رہا حتی کہ بصرہ کے میدانوں میں پہنچ گیا یہاں پہنچ کر ان کی ملاقات عمیر بن عبداللہ التمیمی سے ہوئی اس نے عرض کیا اے ام المومنین میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ آگے تشریف نہ لیجائیں بلکہ ان لوگوں میں سے کسی کو آگے روانہ فرما دیں جو وہاں کے لوگوں کو سمجھا سکے،

حضرت عائشہؓ نے فرمایا تم نیک آدمی معلوم ہوتے ہو لہذا تم ہی کوئی مشورہ دو، عمیر بن عبداللہ نے کہا آپ ابن عامر کو آگے بھیج دیجئے کیونکہ بصرہ میں ان کی اراضی اور مکانات وغیرہ ہیں وہ آپ کے وہاں پہنچنے سے قبل لوگوں سے ملاقات کریں اور جو بات آپ کہنا چاہتی ہیں وہ اہل بصرہ تک پہنچائیں، حضرت عائشہؓ نے ابن عامر کو آگے روانہ فرمایا جب وہ بصرہ پہنچے تو لوگ ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے اور حضرت عائشہؓ نے بصرہ کے بااثر اور ذی وقار

آدمیوں کے نام خطوط بھی روانہ کئے جن میں احنف بن قیس، اور صبرہ بن شیمان وغیرہ داخل تھے حضرت عائشہؓ آگے بڑھکر حفیر میں ٹھہر گئیں اور جواب کا انتظار کرتی رہی۔

عمران اور ابوالاسود کی حضرت عائشہؓ کی خدمت میں آمد

جب اہل بصرہ کو ان حالات کا علم ہوا تو عثمان بن حنیف نے عمران بن حصین اور ابوالاسود دئلی کو قاصد بنا کر حضرت عائشہؓ کی خدمت میں روانہ کیا، عمران بن حسین کا تعلق عوام میں سے تھا اور ابوالاسود دئلی حضرت علیؓ کے مخصوص آدمیوں میں سے تھا عثمان بن حنیف نے ان دونوں سے کہا تم ام المومنین کے پاس جاؤ اور انہیں اپنے خیالات سے آگاہ کرو اور ان کے خیالات معلوم کرو یہ دونوں حضرات حضرت عائشہؓ کے پاس حفیر پہنچے اور حضرت عائشہؓ نے سے ملاقات کی اجازت چاہی جب اجازت مل گئی تو یہ لوگ اندر گئے اور حضرت عائشہ کو سلام کیا اور عرض کیا کہ ہمارے امیر نے ہمیں آپ کے پاس اس لئے بھیجا ہے تا کہ ہم معلوم کریں کہ آپ کی یہاں تشریف آوری کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں کسی مخفی کام کے لئے سفر نہیں کرتا اور نہ ہی میں تم لوگوں سے کوئی بات چھپانے کا ارادہ رکھتا ہوں بات یہ ہے کہ بعض لوگوں نے رسول اللہؐ کے حرم میں قتل قتال کیا اور اس میں فتنے اٹھائے اور بدعتیں ایجاد کیں اور فتنہ پھیلانے والوں کو حرم رسولؐ میں پناہ دی اس طرح یہ لوگ اللہ اور اس کے رسولؐ کے لعنت کے مستحق ہوئے اور بلا جرم مسلمانوں کے امام کو قتل کیا اس طرح انہوں نے ایک حرام خون کو حلال جان کر بہایا اور وہ مال لوٹ لیا جس کا لینا حرام تھا اور ماہ محرم کی حرمت کا بھی خیال نہیں کیا، لوگوں کی آبروزی کی اور انہیں جسمانی تکلیفیں پہنچائی اور ان لوگوں کے مکانات میں آکر قبضہ جمالیا جن میں ان کا ٹھہرنا گوارا نہ تھا جن لوگوں کے پاس یہ ٹھہرے ان میں اتنی قدرت نہ تھی کہ وہ انہیں روک سکتے کیونکہ انہیں اپنی جانوں کا خوف تھا،

میں نے اسلئے سفر کیا ہے تا کہ مسلمانوں کو یہ بتادوں کہ ایک جماعت کس قسم کی لوگوں پر مشتمل ہے اور لوگ ان کے باعث کس قسم کی مصیبت میں مبتلا ہیں اور اب ان کا اصلاح پانا ممکن نہیں ہے، اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "**لاخیر فی کثیر من جنواھم الا من امر بصدقۃِ او معروف اصلاح بین الناس**" (ترجمہ) ان کی اکثر سرگوشیوں میں کوئی بھلائی نہیں سوائے اس کے کہ یہ سرگوشی صدقہ کا حکم دے یا لوگوں کی اصلاح کرے۔

ہم اس اصلاح کے خاطر میدان میں نکلے ہیں جس کا اللہ اور اس کے رسولؐ نے ہر مسلمان کو حکم دیا ہے، ہم اس لئے آئے ہیں تا کہ لوگوں کو نیکی کا حکم دیں اور لوگوں کو برائی سے روکیں اور دنیا سے برائی کو مٹائیں۔

حضرت طلحہ اور زبیر کی بیعت کیلئے شرائط

سری نے بحوالہ شعیب وسیف، محمد وطلحہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ عمران بن حسین حضرت عائشہؓ سے گفتگو کر

کے حضرت طلحہ کے پاس پہنچے اور ان سے ان کی آمد کی وجہ دریافت کی، حضرت طلحہ نے فرمایا ہم حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ لیکر آئے ہیں، قاصدین نے کہا کیا آپ حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کر چکے، حضرت طلحہؓ نے کہا ہاں، لیکن اس صورت میں کہ تلوار میری گردن میں رکھی ہوئی تھی اور علیؓ سے ہمارا کوئی اختلاف نہیں اور نہ ہی میں علیؓ کی بیعت توڑنا چاہتا ہوں ہاں شرط یہ ہے کہ وہ ہمارے اور قاتلوں کے درمیان حائل نہ ہوں،

اس کے بعد قاصدین لوٹ کر حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور ان سے رخصت طلب کی، حضرت عائشہؓ نے عمران بن حسین کو رخصت کیا اور ابوالسواد دئلی سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابوالاسود تم اپنے آپ کو ایسے افعال سے بچانا کہ کہیں تیرے افعال تجھے دوزخ میں نہ پہنچا دیں۔

کونوا قوامین لله شهداء بالقسط ولایجرمنکم شنانٰ قوم علیٰ ان لا تعدلوا ، اعدلوا هو اقرب للتقویٰ ، واتقوا الله ، ان الله شدید العقاب (ترجمہ) اللہ کے لئے انصاف کے ساتھ گواہ بن جاؤ اور کسی قوم کی عداوت تمہیں کسی ناانصافی کے جرم میں مبتلا نہ کر دے انصاف کرو یہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سخت پکڑ فرمانے والا ہے،

ان دونوں قاصدوں نے اس کے بعد کوچ کیا جب یہ دونوں عثمان بن حنیف کے پاس پہنچے تو ابوالسود نے بولنے میں پہل کی اور عثمان بن حنیف سے مخاطب ہو کر فرمایا: **یاابن حنیف قد اتیت فانفر . وطاعن القوم وجالد واصبر** (ترجمہ) اے حنیف کے بیٹے جب تو یہاں آ گیا ہے تو اب میدان میں نکل اور لوگوں کو نیزوں کی انیوں پر رکھ لے اور ان سے جنگ کرو اور ثابت قدم رہ، **وابو زلهم مستلئماً وشمّر** اور اپنی آستینیں چڑھا کر اچھی طرح مزا چکھا دے،

یہ سن کر عثمان بن حنیف نے "انا لله وانا الیه راجعون پڑھا اور فرمایا قسم ہے رب کی کعبہ کی اب اسلام کی چکی چل چکی ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ کون سا پاٹ گرتا ہے۔

عمران بن حصین کا جنگ سے کنارہ کشی اختیار کرنا

عمران بن حسین نے فرمایا خدا کی قسم اب تمہیں یہ جنگ ایک دردناک عذاب میں مبتلا کر دیگی جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اگر تم میں سے کوئی شخص بچ بھی گیا تب بھی بہت ساری نیکیاں اس جنگ کے مساوی نہ ہو سکیں گے، عثمان نے کہا تو پھر آپ ہی کوئی مشورہ دیجئے، عمران بن حصین نے کہا میں تو گھر جا کر بیٹھ رہا ہوں تم بھی گھر جا کر بیٹھ جاؤ، عثمان نے کہا جب تک امیرالمومنین یہاں نہ پہنچ جائیں میں انہیں ہرگز اس شہر میں داخل نہ ہونے دوں گا۔

عمران بن حصین نے کہا اصل فیصلہ اللہ رب العزت کا ہے وہ جو ارادہ کرتا ہے وہی ہو کر رہتا ہے، اس کے بعد عمران بن حصین اپنے گھر جا کر بیٹھ گئے اور عثمان بن حنیف جنگ کی تیاری میں مصروف ہو گئے، ہشام بن عامر عثمان کے پاس گئے اور انہیں مشورہ دیا اے عثمان اب یہ لڑائی اسی طرح چلتی رہے گی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم خود بھی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ گے یہ ایک ایسا زخم ہے جو کبھی بھر نہیں سکتا اور یہ ایسا اختلاف ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا لہذا تم علی کا حکم آنے تک خاموشی اختیار کر لو اور ان لوگوں سے جھگڑا مول نہ لو، لیکن عثمان بن حنیف نے ہشام کی یہ رائے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

عثمان بن حنیف کا کثیر لشکر

عثمان بن حنیف نے لوگوں کو جنگ کی تیاری کا حکم دیا لوگ ہتھیار پہن کر جامع مسجد میں جمع ہو گئے، عثمان نے دھوکہ سے کام لینا چاہا، لوگ اس بات کے منتظر تھے کہ معلوم ہو جائے کہ عثمان کا کیا ارادہ ہے عثمان نے لوگوں کو تو تیاری کا حکم دے دیا لیکن ایک شخص کو جو بنو قیس سے تعلق رکھتا تھا اپنے پاس بلا لیا اور یہ شخص کوفہ کا رہنے والا تھا اور انتہائی عیار اور مکار تھا عثمان بن حنیف نے اسے کچھ سمجھایا تو وہ تقریر کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور بولا اے لوگوں میں قیس بن العقد یہ الحمسی ہوں یہ جماعت جو تمہارے پاس آئی ہے اگر ان کا مقصد اپنی جانوں کو بچانا ہے اور وہ تمہاری پناہ لینا چاہتی ہے تو وہ ایسے مقام پر آئی ہے جہاں پرندے بھی مامون ہے اور اگر یہ جماعت عثمان بن عفانؓ کے قتل کا انتقام لینے آئی ہے تو ہم لوگوں نے عثمان کو قتل نہیں کیا تم لوگ اس معاملہ میں میری اطاعت کرو اور ان لوگوں جہاں سے آئے ہیں وہیں واپس لوٹا دو، یہ تقریر سن کر اسود بن سریع السعدی کھڑا ہوا اور کہنے لگا کیا ان لوگوں کا خیال ہے کہ ہم نے عثمان کو قتل کیا ہے حالانکہ تمہارا یہ کہنا بالکل غلط ہے وہ تمہارے پاس گھبرائے ہوئے اس لئے آئے ہیں تا کہ تم قاتلین عثمان کے مقابلہ میں ان کی مدد کرو اسی طرح وہ اور لوگوں سے بھی امداد کے طالب ہیں اگر ان لوگوں کو ان کے شہروں سے نکال دیا گیا تو اب ان کے لئے وہ کونسی رکاوٹ ہے جس کی وجہ سے وہ دوسروں کو ان کے شہروں سے نہ نکالیں گے، اس پر لوگوں میں ایک شور مچ گیا اور عثمان بن حنیف سمجھ گئے کہ بصرہ میں ایسے لوگ موجود ہیں جو کھل کر حضرت عائشہؓ اور ان کی لشکر کی امداد اور حمایت کریں گے اس سے عثمان بن حنیف کا دل ٹوٹ گیا۔

حضرت عائشہؓ اور ان کے ساتھی آگے بڑھ کر مربد پہنچے اور بالائی جانب سے مربد میں داخل ہو گئے اور وہاں ڈیرے ڈال دیئے عثمان بن حنیف بھی اپنے ساتھیوں کو لیکر ان کے مقابلہ میں جا نکلا اور اہل بصرہ میں سے جو لوگ حضرت عائشہؓ کے ساتھ شریک ہونا چاہتے تھے وہ ان کے ساتھ شریک ہو گئے اس طرح دونوں فریق مربد میں صف آراء ہو گئے اور ایک دوسرے کو جوش دلانے لگے حتیٰ کہ دونوں فریق غصہ سے بے قابو ہو گئے۔

عثمانؓ کی حمایت میں حضرت طلحہ کی تقریر

حضرت طلحہ مربد کے دائیں جانب کھڑے تھے اور ان کے پہلو میں حضرت زبیرؓ کھڑے تھے اور عثمان بن حنیف مربد کے بائیں جانب کھڑے تھے حضرت طلحہؓ تقریر کے لئے آگے بڑھے لوگوں نے ایک دوسرے کو خاموش کرایا حضرت طلحہؓ نے اللہ کی حمد وثناء کے بعد حضرت عثمانؓ کی شہادت اور فضیلت کا ذکر کیا اور بتایا کہ مدینۂ رسول کی کس طرح بے حرمتی ہوئی ہے اور کس طرح وہ خون بہایا گیا ہے جس کا بہانا حرام تھا اور حضرت طلحہ نے وہ تمام مظالم بیان کئے جو حضرت عثمانؓ پر کئے گئے تھے پھر لوگوں کو ان کے خون کا مطالبہ کرنے کے لئے ابھارا اور فرمایا اس قصاص میں اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کے حکم کی عزت ہے کیونکہ مظلوم خلیفہ کے خون کا قصاص طلب کرنا اللہ کے احکام میں سے ایک حکم ہے اگر تم قصاص طلب کرو گے تو صحیح راہ پر چلو گے اور تمہاری خلافت تمہارے ہاتھ میں آ جائیگی اور اگر تم اس قصاص سے دستبردار ہو جاؤ گے تو نہ کوئی حکومت قائم رہ سکتی ہے اور نہ ہی کوئی نظام چل سکتا ہے۔

اسی قسم کی تقریر حضرت زبیرؓ نے بھی کی اس پر داہنے جانب کے لوگ بولے آپ دونوں نے جو کچھ فرمایا وہ بالکل صحیح اور درست ہے اور آپ لوگوں نے ہمیں حق بات کا حکم دیا ہے بائیں جانب کے لوگ بولے انہوں نے نہایت غلط بات کہی ہے اور غداری کی ہے اور لوگوں کو برے کام کا حکم دیا ہے ان دونوں نے تو پہلے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی تھی اور آج یہ کہہ رہے ہیں اس پر ایک شور مچ گیا اور لوگوں میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا۔

حضرت عثمانؓ کے متعلق عائشہؓ کا تجزیہ

اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے تقریر شروع فرمائی ان کی آواز نہایت بلند تھی جیسے ایک صاحب جلال عورت کی ہونی چاہیے انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی اور پھر فرمایا لوگ عثمان بن عفانؓ پر اتہامات لگاتے تھے اور ان کے عاملوں کو مجرم گردانتے تھے یہ لوگ ہمارے پاس مدینہ آتے اور عثمان کے حالت بیان کر کے ان کے بارے میں ہم سے مشورہ طلب کرتے اور ان کی ظاہری گفتگو سے یہ محسوس ہوتا تھا کہ یہ لوگ اصلاح کے طلب گار ہیں اور نیک لوگ ہیں لیکن جب حالات کی چھان بین کرتے تو ہمیں حضرت عثمانؓ نہایت متقی اور ان الزامات سے بری الذمہ نظر آتے اور وہ لوگ جو ان کی شکایات کرتے تھے وہ تقویٰ اور نیک لوگوں کے بھیس میں فاجر و کذاب نظر آتے، ان کا ظاہر کچھ ہوتا اور باطن کچھ اور، ان لوگوں نے جب اس طرح دھوکہ اور فریب سے قوت جمع کر لی تو مدینہ پہنچ کر عثمان کو ان کے گھر میں محصور کر لیا اور انہیں شہید کر کے ایک حرام خون کو حلال کیا اور اس مال کو لوٹا جس کا لینا حرام تھا اور بلا جرم وہ بلا وجہ مدینۃ الرسول کی بے حرمتی کی وہ جس شئے کی طلب گار ہیں وہ تمہارے لئے مناسب نہیں تمہیں چاہیے کہ تم عثمان بن عفان کے قاتلوں سے قصاص لو اور اللہ عز وجل کے حکم کو قائم کرو، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **الم تر الی الذین اوتوا نصیباً من الکتٰب یدعون الی کتٰب اللہ لیحکم بینھم ثم یتولیٰ فریق منھم وھم معرضون** ۔ (ترجمہ) کیا آپ ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنہیں کتاب دی گئی تھی کہ جب بھی انہیں کتاب اللہ کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ کتاب اللہ کے مطابق ان کا فیصلہ کیا جائے تو ان میں سے ایک جماعت منہ پھیر کر اعتراض کر کے چل دیتی ہے۔

ان کی تقریر کا یہ اثر ہوا کہ عثمان بن حنیف کی ساتھیوں میں پھوٹ پڑ گئی اور ان میں سے ایک جماعت بولی خدا کی قسم آپ نے سچ فرمایا اور نیک کام کا حکم دیا اور دوسری جماعت بولی تم لوگ جھوٹ بولتے ہو ہم تم لوگوں کی بات قطعاً نہیں سمجھے اس پر ایک شور برپا ہو گیا اور لوگ ایک دوسرے کو برا بھلا کہنے لگے، حضرت عائشہؓ نے جب یہ صورتحال دیکھی تو اپنے ساتھیوں کو لیکر میمنہ سے ہٹ گئی اور اس میدان میں ٹھہر گئی جہاں چمڑا صاف کرنے والے رہتے تھے، عثمان بن حنیف کے ساتھیوں میں زبردست اختلاف پیدا ہو گیا اور آپس میں دھینگا مستی ہونے لگی بعض لوگ عثمان کا ساتھ چھوڑ کر لشکر عائشہ میں شامل ہو گئے اور بعض عثمان کے ساتھ جمے رہے عثمان اپنے ساتھیوں کو لیکر اس گلی کے نکڑ پر آ گئے جہاں سے محلہ دباغین سے مسجد کو راستہ جاتی تھی اور وہاں جا کر حضرت عائشہ کے مدمقابل کھڑے ہو گئے اور راستہ روک لیا۔

ابن قدامہ کی حضرت ام المومنین سے گفتگو

نصر بن مزاحم نے بحوالہ سیف و سہل بن یوسف، قاسم بن محمد کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت جاریہ بن قدامہ

السعدی حضرت عائشہ کے پاس پہنچے اور عرض کیا اے ام المومنین خدا کی قسم عثمان بن عفان کا قتل ہو جانا ہمارے لئے آسان تھا اور آپ کا اس ملعون اونٹ پر سوار ہو کر ہتھیار سنبھال کر نکلنا اس سے بھی زیادہ برا ہے آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے پردے میں رہنے اور اپنے احترام کو باقی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن آپ نے اس پردے کو توڑا اور اپنے احترام کو ختم کیا یاد رکھیے جو شخص آپ سے قتل کو جائز سمجھتا ہے یقیناً وہ آپ کے قتل کو بھی جائز سمجھتا ہوگا اگر آپ خوشی سے یہاں آئی ہیں تو فوراً واپس لوٹ جایئے اور اگر آپ مجبوراً یہاں آئی ہیں تو لوگوں سے امداد طلب کیجئے تا کہ وہ آپ کو باعزت یہاں سے نکال دیں۔

ایک لڑکے کا حضرت طلحہ اور حضرت زبیر کو تنبیہ کرنا

بنو سعد کا ایک نوجوان لڑکا حضرت طلحہ اور زبیرؓ کے پاس گیا اور ان سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اے زبیرؓ آپ رسول اللہؐ کے حواری ہیں اور طلحہ نے اپنے ہاتھ سے رسول اللہؐ کو بچایا میں دیکھ رہا ہوں کہ آپ دونوں کی ماں آپ کے ساتھ ہیں تو کیا تم دونوں اپنی بیویوں کو بھی ساتھ لائے ہو طلحہ اور زبیرؓ نے جواب دیا کہ نہیں، وہ سعدی نوجوان بولا تو میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا یہ کہ کر وہ لشکر سے جدا ہو گیا اس سعدی نوجوان نے اس واقعہ پر یہ اشعار کہے:

صنتم حلالکم وقد تم امّکم
ھذا العمرک قلّة الانصاف

(ترجمہ) تم نے اپنے بیویوں کو بچالیا اور اپنی ماں کو گھسیٹ لائے
تیری عمر کی قسم یہ تو نہایت بے انصافی کی بات ہے،

امرت بجرّ ذیولھا فی بیتھا
فھوت تشق البید بالایجاف

(ترجمہ) بیویوں کو تو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے
گھروں میں پھریں اور باہر نہ جائیں،

غرضاً تھاتل دونھا ابنائھا
بالنبل والخطی والایساف

(ترجمہ) اور ماں آپنے اغراض کا آلہ کار بنالیا تا کہ ان کے بیٹے
انہیں بچانے کے لئے نیزوں اور تیروں اور تلواروں سے لڑیں،

ھتکت بطلحة والزبیر تسودھا
ھذا المخبر عنھم والکافی

(ترجمہ) اس طرح طلحہ اور زبیر کے پردوں کی بھی پردہ دری ہوئی
یہ وہ خبر ہے جو لوگوں کی جانب سے بیان کی جارہی ہے۔

قتلِ عثمانؓ کی ذمہ داری

جہینہ کا ایک لڑکا محمد بن طلحہ کے پاس گیا یہ محمد نہایت عبادت گذار شخص تھا ان سے سوال کیا گیا کہ عثمان بن

عفان کے قاتل کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا عثمان بن عفان کے قتل کی ذمہ داری تین شخصوں پر ہے تہائی ذمہ داری تو اس ہودج والی یعنی حضرت عائشہؓ پر ہے اور تہائی ذمہ داری اس شخص پر ہے جو سرخ اونٹ پر سوار ہے یعنی میرے باپ طلحہ پر اور تہائی علیؓ بن ابی طالب پر ہے،

یہ سن کر وہ لڑکا بولا میں تو اپنے آپ کو گمراہی میں سمجھتا ہوں یہ کہہ کر وہ علی بن ابی طالب کے ساتھ مل گیا اور محمد بن طلحہ کے جواب پر یہ اشعار کہے :

سالت ابن طلحه عن هالک .
بجوف المدینه لم یقبر

ترجمہ میں نے طلحہ کے بیٹے سے پوچھا کہ مدینہ میں جس شخص کو قتل کیا ہے اور جو دفن بھی نہیں کیا جا سکا اس کی ہلاکت کی ذمہ داری کس پر ہے،

فقال ثلاثة رهطٍ هم .
اماتوا ابن عفان واستعبر

(ترجمہ) اس نے جواب دای عثمان بن عفان کے قتل کی ذمہ داری تین اشخاص پر ہیں ،

فثلث علیٰ تلک فی خدرها .
وثلث علیٰ راکب الاحمر

(ترجمہ) تہائی تو اس عورت پر ہے جو ہودج میں سوار ہے اور تہائی سرخ اونٹ کے سوار پر ہیں ،

وثلث علیٰ ابن ابی طالب .
ونحن بدوتة فرقر

(ترجمہ) اور تہائی علی بن ابی طالب پر ہے بات یہ ہے کہ ہم لوگ تو بدوی آدمی ہیں ان باتوں کو ہم نہیں سمجھتے ،

فقلت صدقت علی الاولین .
واخطأت فی الثالث الازهر

(ترجمہ) میں نے اسے جواب دای پہلے دو شخصوں کے بارے میں تم نے سچ بات کہی ہے لیکن تیسرے شخص کے بارے میں تم نے غلطی کی ہے۔

جنگ کے شعلے بھڑکنا

محمد اور طلحہ کا بیان ہے کہ عمران بن حصین اور ابوالاسود دئلی جب عثمان بن حنیف کے پاس چلے گئے تو حکیم بن جبلہ گھوڑے پر سوار ہو کر آگے بڑھا اور اس نے جنگ شروع کر دی حضرت عائشہؓ کے ساتھیوں نے نے بھی نیزے

تان لئے لیکن وہ یہ سوچ کر اپنی جگہ ٹھہرے رہے کہ شاید دشمن جنگ سے رک جائے لیکن حکیم بن جبلہ بدستور لڑتے ہو ئے آگے بڑھا حضرت عائشہؓ کے ساتھی ان سب کے لئے کافی تھے لیکن ابھی تک وہ صرف اپنا دفاع کر رہے تھے اور حکیم چاروں طرف اپنا گھوڑا بڑھا رہا تھا اور بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا یہ قریش ہیں انہیں آج بزدل بنا کر لوٹا دو، عثمان کے بقیہ ساتھیوں نے بھی گلی کے نکڑ میں جنگ چھیڑ دی ان گھروں میں جو شریف لوگ رہ رہے تھے وہ جنگ سے بچنا چاہتے تھے کچھ دیر کے بعد عثمان کے بقیہ ساتھیوں نے بھی لشکر عائشہؓ پر پتھر پھینکنا شروع کر دیئے،

حضرت عائشہؓ نے بھی اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ وہ داہنی طرف بڑھ جائیں ان کا مقصد جنگ سے بچنا تھا یہ لوگ داہنی طرف بڑھ کر مقبرۂ بنو مازن پر پہنچ گئے اور وہاں کچھ دیر کھڑے رہے لیکن دشمن کا لشکر وہاں بھی ٹوٹ پڑا تھوڑی دیر کے بعد رات شروع ہوگئی جس کی وجہ سے عثمان بن حنیف محل میں چلے گئے اور ان کے ساتھی اپنے اپنے قبیلوں میں چلے گئے۔

ابوالجرباء کا مشورہ بنوعثمان بن مالک بن عمرو بن تمیم میں سے ایک شخص ابوالجرباء نامی حضرت عائشہؓ ،حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہ کے پاس پہنچا اور اس نے انہیں مخالفین کے گھروں کے پتے بتائے حضرت عائشہ اور اس کے ساتھیوں نے اس سے مشورہ طلب کیا اور اس کی رائے پر چلنے کا ارادہ کیا وہ انہیں بنو مازن کے مقبرے سے لیکر آگے بڑھا اور جبانہ کی جانب بصرہ کی بلندی پر پہنچ گیا پھر زابوقہ سے ہوتے ہوئے مقبرۂ بنوحصن پر آیا اس کا ایک حصہ بیت المال سے ملا ہوا تھا مخالفین خواب غفلت میں مدہوش تھے اور یہ آگے بڑھ رہے تھے جب صبح ہوئی تو یہ لوگ بیت المال کے صحن میں ڈیرہ زن تھے۔

ابن جبلہ کی حضرت عائشہؓ سے نازیبا گفتگو

صبح ہوئی تو عثمان بن حنیف نے لوگوں کو پکارنا شروع کیا اور حکیم بن جبلہ بھی بڑبڑانے لگا بنوعبدالقیس کے ایک شخص نے اس سے کہا وہ کون شخص ہے جو گالیاں دے رہا تھا اور جسے تو گالیاں سکھا رہا تھا میں نے یہ سب باتیں اپنے کانوں سے سنی ہیں۔

حکیم بن جبلہ نے کہا حضرت عائشہ کو گالیاں دے رہا تھا، اس شخص نے کہا اے خبیثہ کے بیٹے تو ام المومنین کی شان میں اس قسم کی گستاخی کرتا ہے، یہ سنتے ہی حکیم نے اس شخص کے سینے میں نیزہ مارا اور اسے قتل کر دیا اس کے بعد حکیم کے پاس سے ایک عورت گذری اور یہ بدستور حضرت عائشہؓ کو گالیاں دے رہا تھا، اس عورت نے کسی سے سوال کیا کہ یہ شخص کسے گالیاں دے رہا ہے اس نے جواب دیا ام المومنین حضرت عائشہ کو، یہ سن کر اس عورت نے حکیم سے کہا اے خبیث عورت کے بیٹے! تو ام المومنین کی شان میں گستاخی کرتا ہے، حکیم نے یہ سن کر اس عورت کو بھی نیزہ مارا اور اسے بھی قتل کر دیا۔

پھر حکیم آگے بڑھا اس کے ساتھی بھی جمع ہو گئے اور بیت المال کے سامنے جنگ شروع ہوگئی اور صبح سے زوال تک نہایت شدت سے جنگ جاری رہی اس جنگ میں عثمان بن حنیف کے بہت سارے ساتھی قتل ہوئے اور فریقین کے بہت سارے لوگ بھی زخمی ہوئے حضرت عائشہؓ کے منادی جنگ بندی کا اعلان کر رہے تھے لیکن کسی نے بھی ان کے اس اعلان پر کان نہ دھرا اور مخالفین کو بدستور قتل کرتا رہا حتیٰ کہ انہیں ڈھیر کر کے رکھ دیا جب عثمان کے ساتھیوں کی کمر

ٹوٹ گئی تو انہوں نے صلح کے لئے پکارنا شروع کیا جو لشکر عائشہ نے قبول کر لی۔

معاہدہ صلح

الغرض آپس میں صلح ہو گئی اور باہم یہ عہد نامہ لکھا گیا کہ مدینہ ایک قاصد روانہ کیا جائے اور جب تک قاصد واپس نہ آئے اس وقت تک جنگ بند رہے گی قاصد مدینہ پہنچ کر یہ معلوم کریگا کہ آیا طلحہ وزبیر نے بخوشی علیؓ سے بیعت کی تھی یا ان سے زبردستی بیعت لی گئی تھی اگر طلحہ اور زبیر سے زبردستی بیعت لی گئی ہے تو عثمان بن حنیف ان دونوں کے لئے بصرہ خالی کر دیں گے اور اگر ان دونوں نے خوشی سے بیعت کی تھی تو یہ دونوں بصرہ چھوڑ کر چلے جائیں گے۔

تحریرِ عہد نامہ

عہد نامہ کی عبارت یہ تھی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ تحریر ہے جس پر طلحہ اور زبیر اور ان کے تمام ساتھیوں نے اور عثمان بن حنیف اور اس کے تمام ساتھیوں نے صلح کی ہے جس مدت کے لئے یہ صلح ہوئی ہے اس وقت جو حصہ عثمان کے قبضہ میں ہے اس پر عثمان قابض رہیں گے اور جس حصہ پہ طلحہ اور زبیر قابض ہیں اس پر وہی قابض رہیں گے جب تک دونوں فریق کے قاصد کعب بن سور مدینہ سے واپس نہ آجائے اور دونوں فریق مخالفین میں سے کسی شخص کو مسجد، بازار راستہ یا کسی مخفی مقام پر کسی بھی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچائیگا تاوقتیکہ کعب بن سور واپس نہ آجائیں اگر وہ یہ خبر لائے کہ لوگوں نے طلحہ اور زبیر کو حضرت علیؓ کے بیعت پر مجبور کیا تھا تو بصرہ کی حکومت ان دونوں کی ہوگی اور عثمان بن حنیف کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ اگر وہ چاہے تو شہر چھوڑ کر اپنی جماعت کے پاس چلے جائیں یا طلحہ اور زبیر کے ساتھ شامل ہو جائے اور اگر کعب بن سور یہ خبر لاتے ہیں کہ طلحہ اور زبیر نے برض اور رغبت حضرت علیؓ کی بیعت کی تھی تو بصرہ کی حکومت عثمان بن حنیف کے قبضہ میں رہے گی اور طلحہ اور زبیر کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ خواہ حضرت علیؓ کی اطاعت پر قائم رہے یا بصرہ چھوڑ کر چلے جائیں اور فریقین میں سے جو بھی کامیاب ہوگا تو بصرہ کے تمام مسلمان ان کے ساتھ ہوں گے۔

کعب بن سور کی مدینہ آمد

کعب بن سور بصرہ سے چل کر مدینہ پہنچے لوگ ان کی آمد کی وجہ سے جمع ہو گئے یہ جمعہ کے روز مدینہ پہنچے تھے کعب بن سور نے کھڑے ہو کر لوگوں سے سوال کیا اے اہل مدینہ! میں اہل بصرہ کی جانب سے تمہارے پاس قاصد بن کر آیا ہوں اور یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آیا اس جماعت نے طلحہ اور زبیر کو حضرت علیؓ کی بیعت پر مجبور کیا تھا یا انہوں نے برضا و رغبت حضرت علیؓ کی بیعت کی تھی۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ کا طرزِ عمل

اہل مدینہ میں سے کسی بھی شخص نے کعب بن سور کی باتوں کا جواب نہ دیا صرف اسامہ بن زیدؓ کھڑے ہوئے اور فرمایا طلحہ اور زبیرؓ سے زبردستی بیعت لی گئی یہ سن کر تمام لوگوں نے انہیں مارنے کا حکم دیا تو سہل بن حنیف اور ان کے ساتھی انہیں مارنے کے لئے جھپٹے، حضرت صہیب بن سنان اور ابوایوب بن زید اور رسول اللہؐ کے چند صحابہ انہیں بچانے کے لئے آگے بڑھے، حضرت محمد بن سلمہ نے جب یہ دیکھا کہ اسامہ کی جان کو خطرہ ہے تو انہوں نے فرمایا خدا کی قسم ان دونوں سے زبردستی بیعت لی گئی تھی یہ سن کر لوگ اسامہ بن زیدؓ کو چھوڑ کر علیحدہ ہو گئے اس کے بعد حضرات صہیب نے اسامہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اپنے گھر لے گئے اور ان سے فرمایا اے اسامہ کیا تم نہیں جانتے کہ ام عامر ایک احمق عورت ہے کیا تم ہماری طرح خاموش نہیں رہ سکتے اسامہ نے جواب دیا واللہ یہ نہیں ہو سکتا تھا میں ان نتائج کو دیکھ رہا تھا جہاں یہ خلافت ہمیں پہنچا رہی ہے اور تم بھی دیکھ رہے ہو ہم ایک زبردست آزمائش میں مبتلا ہو چکے ہیں، کعب بن سور مدینہ سے واپس لوٹے اور اس دوران طلحہ اور زبیر مکمل تیاریاں کر چکے تھے اور انہیں جن جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ مہیا کر چکے تھے جب کعب بن سور بصرہ پہنچے تو اس وقت محمد بن طلحہ عثمان بن حنیف کے قریب کھڑے تھے، یہ محمد نوافل بہت کثرت سے پڑھتے تھے بصرہ کے جاٹو اور کاشتکاروں کو یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں یہ ہمارے خلاف کوئی خبر نہ لائے اسلئے انہوں نے راستے ہی میں پہلے سے انہیں سمجھا بجھا کر عثمان بن حنیف کے پاس لے گئے اور انہیں طلحہ اور زبیر کے پاس جانے سے روک دیا۔

حضرت علیؓ کو جب ان حالات کا علم ہوا اور اہل مدینہ کا طرزِ عمل معلوم رہا تو انہوں نے فوراً عثمان بن حنیف کو ایک خط تحریر کیا

> اس میں لکھا کہ خدا کی قسم ان دونوں کو کسی فرقہ بندی پر مجبور نہیں کیا گیا تھا اور ایک نیک کام کے خاطر زبردستی کی گئی تھی اگر یہ دونوں بیعت توڑنا چاہتے ہیں تو میرے پاس اس کا کوئی علاج نہیں اگر وہ کسی اور شئے کے طلبگار ہیں تو ہم اس سلسلہ میں غور خوض کریں گے۔

حضرت عثمان بن حنیف کا وعدہ اور انحراف

ادھر یہ خط حضرت عثمان بن حنیف کے پاس پہنچا ادھر مدینہ سے کعب بن سور پہنچے حامیان عائشہؓ نے عثمان کے پاس کہلا بھیجا کہ تم حسب وعدہ بصرہ خالی کر دو انہوں نے حضرت علیؓ کے خط کو پیش کر دیا اور کہا یہ تو معاملہ ہی جدا نہ ہے جس کا فیصلہ سے کوئی سروکار نہیں۔

جنگ کی ابتداء

حضرت طلحہ اور زبیر نے ایک رات اپنے تمام آدمیوں کو جمع کیا اس رات سخت سردی پڑ رہی تھی اور زبردست آندھی چل رہی تھی جس کی وجہ سے تاریکی بھی بے پناہ چھائی ہوئی تھی اور ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا یہ دونوں لشکر لئے ہوئے عشاء کے وقت مسجد پہنچے یہ لوگ عشاء کی نماز تاخیر سے پڑھتے تھے، عثمان بن حنیف آگے بڑھے لیکن طلحہ اور زبیر نے عبدالرحمٰن بن عتاب کو آگے بڑھا دیا اس پر جاٹو اور کاشتکاروں نے ہتھیار اٹھا لئے اور لشکر

عائشہ کا مقابلہ شروع کر دیا اور انہوں نے بھی جنگ چھیڑ دی اور کافی دیر تک مسجد میں جنگ ہوتی رہی حامیان عائشہ نے بہت سارے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا اور چالیس آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا اور طلحہ اور زبیر نے چند لوگوں کو عثمان کے پاس بھیجا کہ انہیں ہمارے پاس بلا کر لاؤ جب حضرت عثمان بن حنیف ان کے پاس تشریف لائے تو لوگوں نے انہیں خوب پاؤں سے روندا اور ان کے چہرے کے تمام بال اکھاڑ ڈالے یہ طرز عمل طلحہ اور زبیر کو بہت ناگوار گذرا اور عثمان کو ام المومنین کے پاس بھیجا اور ان کی رائے معلوم کرائی،

حضرت عائشہؓ نے فرمایا اسے چھوڑ دو یہ جہاں چاہے جائیں، لشکر عائشہ نے قصر کے دربانوں کو بھی نکال دیا یہ عثمان بن حنیف کی حفاظت کے لئے پہرہ دیا کرتے تھے ان میں چالیس آدمیوں کی ڈیوٹی دن میں تھی اور چالیس کی راتوں میں تھی،

حضرت عبدالرحمٰن بن عتاب نے عشاء اور صبح کی نماز پڑھائی حضرت عائشہؓ طلحہ اور زبیر کے درمیان ایک قاصد پیغام بری کی خدمت انجام دے رہا تھا وہ حضرت عائشہؓ کے پاس طلحہ و زبیر کا پیغام پہنچاتا اور پھر جواب لیکر آتا۔

عثمان بن حنیف کا انجام

عمرو بن شعبہ نے بواسطہ ابوالحسن، ابومخنف اور یوسف بن یزید، سہل بن سعد سے نقل کیا ہے کہ جب لوگوں نے عثمان بن حنیف کو پکڑ لیا تو انہوں نے ابان بن عثمان کو حضرت عائشہ کے پاس روانہ کیا اور عثمان کے بارے میں رائے معلوم کی حضرت عائشہؓ نے فرمایا اسے قتل کر دو لیکن ایک عورت نے ام المومنین حضرت عائشہؓ سے عرض کیا اے ام المومنین میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ عثمان کے بارے میں یہ سوچ لیں کہ وہ رسول اللہ کے صحابی ہے، حضرت عائشہؓ نے فرمایا ابان کو واپس بلاؤ جب آبان واپس آئے تو ام المومنین نے ان سے فرمایا انہیں قتل نہ کرو بلکہ قید کر لو اس پر ابان بن عثمان نے عرض کیا اگر مجھے علم ہوتا کہ آپ نے مجھے دوبارہ اس کام کے لئے بلایا ہے تو میں ہرگز نہ آتا،

حضرت عائشہؓ کا یہ حکم سن کر مجاشع بن مسعود نے لوگوں سے کہا اسے مارو اور اس کے داڑھی نوچ لو تو لوگوں نے عثمان کے چالیس کوڑے مارے اور اس کے داڑھی کے بال نوچ ڈالے اور مونچھیں اور پلکیں اکھاڑ ڈالیں اور اسے قید کر دیا۔

حوأب کا چشمہ

احمد بن زہیر نے بحوالہ وہب بن جریر، یونس بن یزید، امام زہری کا قول ذکر کیا ہے کہ جب طلحہ اور بیر کو اس بات کا علم ہوا کہ حضرت علیؓ ذی قار پہنچ چکے ہیں تو وہ بصرہ واپس لوٹ آئے راستے میں حضرت عائشہؓ نے کتوں کی بھونکنے کی آوازیں سنیں تو پوچھا یہ کونسا چشمہ ہے لوگوں نے جواب دیا یہ حواب کا چشمہ ہے، یہ سن کر ام المومنین نے انا اللہ پڑھی اور فرمایا یہ تو وہی معاملہ ہے جو میں نے رسول اللہ سے سنا تھا کہ آ کے پاس کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھی آپ نے ارشاد فرمایا شاید تم میں سے ایک عورت ایسی ہو جس پر حوأب کے کتے بھونکیں گے اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے واپس لوٹنے کا ارادہ فرمایا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر حضرت عائشہؓ کے پاس آئے اور عرض کیا جو شخص یہ کہتا ہے کہ یہ حواب کا چشمہ ہے تو وہ جھوٹ بولتا ہے الغرض حضرت عائشہؓ آگے بڑھ کر بصرہ پہنچ گئیں وہاں عثمان بن حنیف امیر تھے عثمان نے ان سے سوال کیا تم نے اپنے امیر کی بیعت کیوں توڑی؟ حضرت طلحہ اور زبیر نے کہا ہم اسے اپنے سے زیادہ خلافت کا

حقدار نہیں سمجھتے اور جو کچھ اس نے کیا ہے وہ تو سامنے ہی ہے، عثمان نے کہا اس شخص نے ہی مجھے امیر بنایا ہے اور جو کچھ تم لوگ اس کے بارے میں کہہ رہے ہو میں انہیں لکھ کر بھیج دیتا ہوں اور جب تک ان کا جواب نہ آئے نماز میں ہی پڑھاؤں گا،

الغرض اس بات پر فریقین کے درمیان صلح ہوگئی اور عثمان بن حنیف نے حضرت علیؓ کے ایک خط لکھ کر روانہ کیا ابھی دو روز بھی نہ گذرے تھے کہ طلحہ اور زبیر کے لشکر نے عثمان بن حنیف کے لشکر پر حملہ کر دیا اور مدینہ الرزق کے قریب زابوقہ مقام پر ان سے جنگ کی اور عثمان پر غالب آگئے اور انہیں پکڑ کر قید کر لیا پہلے تو ان کے قتل کا ارادہ کیا لیکن پھر یہ خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں اہل مدینہ ان کے قتل پر غضب ناک نہ ہو جائیں اس لئے انہیں قتل تو نہیں کیا لیکن انہیں مارا اور ان کے بال نوچ ڈالا۔

حضرت طلحہ اور زبیر کا خطاب

حضرت طلحہ اور زبیر نے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

توبہ دل سے ہوتی ہے ہم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ امیر المومنین عثمان کو ان کی غلطیوں پر آگاہ کریں اور ہمارا ان کا کوئی ارادہ نہ تھا لیکن بدعقل، عاقلوں پر غالب آگئے اور انہیں قتل کر دیئے، لوگوں نے طلحہ سے کہا آپ کے جو خطوط ہمارے پاس آئے تھے ان سے تو کچھ اور ظاہر ہوتا تھا حضرت زبیرؓ نے فرمایا عثمان کے بارے میں میرے طرف سے تمہارے پاس کوئی خط نہیں پہنچا پھر حضرت زبیرؓ نے حضرت عثمان بن عفانؓ کی شہادت اور ان کے مصائب کا ذکر کیا اور حضرت علیؓ کی برائیاں بیان کیں اس پر بنو عبدالقیس کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر حضرت زبیرؓ سے کہا آپ خاموش رہیے اور پہلے مجھے تقریر کرنے دیجئے حضرت عبداللہ بن زبیر نے فرمایا تمہارا تقریر سے کیا واسطہ؟

عبدی نامی شخص کی تقریر

لیکن وہ عبدی کھڑا ہو گیا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہنے لگا،

اے مہاجرین تم ہی وہ لوگ ہو جنہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ کی دعوت کو قبول کیا اس لحاظ سے تمہیں ایک بڑی فضیلت حاصل ہے جس طرح تم نے اسلام قبول کیا اسی طرح اور لوگوں نے بھی اسلام کو قبول کیا اور جب رسول اللہ کی وفات ہوئی تو لوگوں نے اپنے میں سے ایک شخص کی بیعت کر لی لیکن تم نے ہم سے اس سلسلہ میں کوئی مشورہ طلب نہیں کیا پھر بھی ہم نے تمہاری اس رائے سے اتفاق کر لی اور اس پر راضی ہو گئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے ان کی امارت میں برکت عطا فرمائی پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ انتقال فرما گئے اور تمہیں میں سے ایک شخص کو تم پر خلیفہ بنا دیا اس کی خلافت کے سلسلہ میں بھی ہم سے کوئی مشورہ طلب نہیں کیا گیا پھر بھی ہم ان کی خلافت پر راضی رہے اور ان کی اطاعت کرتے رہے جب ان کی بھی وفات ہوگئی تو خلافت کا معاملہ چھ آدمیوں کے سپرد کر دیا گیا تم لوگوں نے عثمان بن عفان کو منتخب کیا

اور ہمارے مشورہ کے بغیر ان کی بیعت کر لی پھر تم لوگوں نے عثمان سے بہت سی باتوں میں اختلاف کیا بالاخر انہیں قتل کر ڈالا پھر تم نے ہمارے مشورہ کے بغیر حضرت علیؓ سے بیعت کر لی پھر تم نے ان سے اختلاف کیا اب تم یہ چاہتے ہو کہ ہم حضرت علیؓ سے جنگ کریں، تم ہمیں یہ بتاؤ کیا حضرت علیؓ نے مال غنیمت پر قبضہ کر لیا ہے یا حق کو چھوڑ دیا ہے یا ایسے اعمال اختیار کر لیئے ہیں جسے تم برا سمجھتے ہو اگر فی الواقع ایسا ہی معاملہ ہے تو اس صورت میں ہم تمہارے ساتھ ہو کر ان سے مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں ورنہ ہم ان سے جنگ کے خواہاں نہیں۔

ان لوگوں نے عثمان کے قتل کا تہیہ کر لیا لیکن اہل قبیلہ انہیں بچانے کے لئے کھڑے ہو گئے لشکر عائشہؓ نے اگلے روز لشکر عثمان پر حملہ کر دیا اور ان کے ستر آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ابن جبلہ کی جنگ

محمد اور طلحہ کا بیان ہے کہ جب زبیر اور طلحہ نے بیت المال اور دربانوں پر قبضہ کر لیا اور لوگ ان کے ساتھ ہو گئے اور جو لوگ ان کے مخالف تھے وہ روپوش ہو گئے تو حضرت عائشہؓ نے زبیر اور طلحہ کے پاس ایک مراسلہ بھیجا کہ عثمان بن حنیف کا راستہ نہ روکا جائے زبیر اور طلحہ نے اس پر عمل کیا اور عثمان بصرہ سے نکل کر اپنے ساتھیوں کی تلاش میں نکل گئے۔

عثمان بن حنیف کی مدد، ابن جبلہ

زبیر اور طلحہ کو صبح یہ خبر معلوم ہوئی کہ حکیم ابن جبلہ ایک جماعت کے ساتھ موجود ہے کچھ ہی دیر کے بعد حکیم بن جبلہ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا اس کے ساتھ بنوعبدالقیس کے کچھ لوگ تھے اور کچھ ربیعہ کے لوگ تھے یہ لوگ دار الرزق کی جانب پیش قدمی کرنے لگے اور حکیم بن جبلہ کہہ رہا تھا اگر میں عثمان بن حنیف کی مدد نہ کروں تو اس کا بھائی نہیں، اس کے بعد حضرت عائشہ کو گالیاں دینے لگے، اس کی قوم کے ایک عورت نے جب یہ گالیاں سنی تو اس نے اس سے کہا اے خبیث عورت کے بیٹے تو اسی لائق ہے کہ گالیاں دیتا پھرے حکیم نے اسے نیزہ مار کر قتل کر دیا اس پر بنوعبدالقیس بپھر گئے اور اس کے ساتھ صرف چند آدمی باقی رہ گئے بنوعبدالقیس نے اس سے کہا تم نے کل بھی اس طرح کی حرکت کی تھی اور آج بھی یہی حرکت کی ہے خدا کی قسم اب ہم تمہارا ساتھ نہیں دیں گے تا کہ اللہ تعالیٰ تجھے قید میں مبتلا کرے اور یوں یہ لوگ اس کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔

حکیم بن جبلہ کے ساتھ عثمان بن حنیف کے بقیہ ساتھی بھی شامل تھے اور تمام قبائل کے وہ لوگ بھی اس کے ساتھ ہو گئے جنہوں نے عثمان بن عفان کے خلاف بغاوت کر کے انہیں شہید کر دیا تھا کیونکہ انہیں اب یہ بات عقل میں آ گئی تھی کہ بصرہ میں ان کی کوئی جائے پناہ نہیں اس لئے وہ سب حکیم بن جبلہ کے ساتھ ہو گئے اور یہ لوگ آگے بڑھ کر دار الرزق کے قریب زابوقہ پہنچے۔

قاتلین عثمان

حضرت عائشہؓ نے حکم دیا کہ تم لوگ صرف ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کریں اور یہ اعلان بھی

کردو کہ جو شخص ابن عفان کے قتل سے تعلق نہ رکھتا ہو وہ ہمارے مقابلہ سے ہٹ جائیں کیونکہ ہماری جنگ صرف اور صرف قاتلین عثمان سے ہے اور ہم کسی سے بھی جنگ کی پہل نہیں کریں گے،

باوجود منادی کے اعلان کرنے کے حکیم بن جبلہ نے جنگ شروع کر دی حضرت طلحہ اور زبیرؓ نے فرمایا خدا کا شکر ہے کہ اس نے بصرہ کے تمام قاتلین کو ہمارے سامنے جمع کر دیا ہے، اے اللہ ان میں سے کسی کو بھی زندہ نہ چھوڑیئے اور ان سے آج قصاص لے لیجئے اور انہیں قتل فرما دیجئے، حکیم بن جبلہ کے ساتھیوں نے ان لوگوں سے جنگ شروع کر دی اور دونوں فریق کے درمیان زبردست جنگ ہوئی حکیم کے لشکر میں چار سردار تھے حکیم بن جبلہ خود طلحہ کے مدمقابل تھا ذریح زبیر کے مدمقابل، ابن الحرش عبدالرحمٰن بن عتاب کے مقابلہ میں اور حرقوص ابن زہیر عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام کے مقابلہ میں تھا، طلحہ حکیم کے مقابلہ پر نکلے ان کے ساتھ تین سو آدمیوں کا لشکر تھا۔

اشعار حکیم بن جبلہ

حکیم نے تلوار سے وار شروع کیا اور اس وقت وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا:

اضربهم باليابس.

ضرب غلام عابس .من الحياة اليس

(ترجمہ) میں انہیں عابس غلام کی طرح خشک چیز سے مارتا ہوں،

من الحياة اليس.

في الغرفات نافس

(ترجمہ) میں زندگی سے مایوس ہو کر کھڑکیوں سے جھانک رہا ہوں،

ایک شخص نے حکیم کے پاؤں میں تلوار سے وار کیا اور اسے کاٹ ڈالا حکیم نے کٹا ہوا پیر اوپر کھینچ کر مارا جس سے وہ گر گیا لیکن پھر اس نے اٹھ کر اسے قتل کر ڈالا اور اس کی لاش پر ٹیک لگا کر یہ شعر پڑھا:

يا فخذ لن تراعی .

انّ معی ذراعی . احمی بها کراعی

(ترجمہ) اے ران تو ہرگز نہ ڈر میرے پاس ابھی میرا ہاتھ موجود ہے جس سے میں اپنی گردن کی حفاظت کر رہا ہوں۔

حکیم بن جبلہ لڑتے ہوئے یہ اشعار بھی پڑھ رہا تھا:

ليس علیّ ان اموت عار .

والعار فی الناس هو الضرار

(ترجمہ) مرنے میں کوئی شرمندگی نہیں شرمندگی تو بھاگنے میں ہے،

ولـمـجـد لا یـفـضـحـه الـدمـارِ.

اور بڑائی اس میں ہے کہ اسے اس کی قوم رسوا نہ کرے۔

جنگ ختم ہونے کے بعد ایک شخص حکیم کے پاس سے گذرا اور اس میں اس وقت کچھ جان باقی تھی اور یہ ایک لاش پر سر ڈالے پڑا تھا آنے والے شخص نے سوال کیا اے حکیم! کیا حال ہے حکیم نے جواب دیا میں نے تیرے قاتل کو قتل کر دیا آنے والے نے کہا اٹھ میرا سہارا لے کر چلو وہ اسے اٹھا کر لایا، اس جنگ میں حکیم کے ساتھ ستر آدمی مارے گئے۔

حکیم بن جبلہ کی جوانمردی اور آخری گفتگو

حکیم بن جبلہ نے ٹانگ کٹ جانے کے بعد ایک پاؤں پر کھڑے ہو کر تقریر کی اس وقت اس کی زبان میں کسی بھی قسم کی لکنت نہ تھی اور اس کی چاروں طرف تلواریں چل رہی تھی، اس نے کہا بات یہ ہے کہ ہم نے طلحہ اور زبیر کو پیچھے دھکیل دیا تھا انہوں نے علیؓ کی بیعت کی اور اطاعت کا دم بھی بھرا پھر یہ دونوں علیؓ کی مخالفت کرنے لگے اور قصاص عثمان کا نام لیکر جنگ کر نے لگے اسی طرح انہوں نے ہماری جماعت میں تفرقہ ڈال دیا حالانکہ ہم بہت سے گھروں کے مالک تھے اور ہمارے چاہنے والے اور مددگار بہت سارے لوگ تھے اے اللہ تو گواہ ہے کہ ان دونوں کی غرض عثمان بن عفان کا قصاص نہیں۔

ایک منادی نے اسے جواب دیا اے خبیث تجھ پر اللہ کا عذاب نازل ہو تو تو گھبرا گیا حالانکہ تو نے اور تمہارے ساتھیوں نے امام مظلوم کے خلاف طرح طرح کے الزامات لگائے تھے اور اس طرح تم نے مسلمانوں کی جماعت سے علیحدگی اختیار کی اور تم لوگوں نے مسلمانوں کا خون بہا کر خوب دنیا حاصل کر لی اب تم اللہ کے دردناک عذاب کا مزہ چکھو اور تم ان جہنمیوں کے پاس پہنچ جاؤ جہاں جانے کے تم مستحق ہو،

اس جنگ میں ذریح اور اس کے ساتھی بھی قتل کئے گئے اور حرقوص بن زہیر بھی اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ میدان سے بھاگ گیا پھر ان لوگوں نے اپنی قوم میں جا کر پناہ لی۔

قاتلین عثمان کا حشر

حضرت طلحہ اور زبیرؓ نے بصرہ میں اعلان کرایا کہ جن جن قبائل کے پاس وہ لوگ موجود ہیں جو عثمان بن عفان کے قتل میں ملوث تھے انہیں ہمارے پاس لے آؤ لوگ ان قاتلین کو کتے کی طرح گھسیٹ گھسیٹ کر لائے پھر ان سب کو قتل کر دیا گیا اور حرقوص بن زہیر کے علاوہ اہل بصرہ میں سے کوئی ایسا شخص نہیں بچا جس نے قتل عثمان میں حصہ لیا تھا۔

حرقوص بن زہیر بنو سعد خاندان سے تعلق رکھتا تھا اس لئے بنو سعد نے اسے بچا لیا، طلحہ اور زبیرؓ نے بنو سعد کو اس بات پر بہت برا بھلا کہا اور ان کے لئے ایک مدت متعین کر دی کہ اس دوران حرقوص ابن زہیر کو حاضر کر دو، بنو سعد کو یہ بات ناگوار گذری اس لئے کہ وہ سب عثمانی تھے حتیٰ کہ انہوں نے یہ کہلا بھیجا کہ ہم لوگ اس جنگ سے علیحدگی اختیار کرتے ہیں جب بنو سعد مخالف ہو گئے تو ان کی دیکھا دیکھی بنو عبدالقیس بھی اپنے مقتولین کی وجہ سے بھڑک اٹھے اور جس پر بھی کوئی الزام تھا وہ بھاگ بھاگ کر حضرت علیؓ کے پاس جانے لگا اور ان کی اطاعت کا دم بھرنے لگا۔

حضرت طلحہ اور زبیرؓ نے لوگوں کو عطیات اور تنخواہیں تقسیم کرنے کا حکم دیا اور جن لوگوں نے ان کی اطاعت کی تھی اور ان کی خاطر جانیں قربان کی تھی ان کے لئے مدراج بڑھائیں، اس کے بعد بنو عبد القیس اور اکثر بنو بکر بن وائل مخالفت میں کھڑے ہو گئے انہوں نے بیت المال پر حملہ کیا طلحہ اور زبیر کے لشکر نے بھی ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ان کے بہت سارے آدمیوں کو قتل کر دیا بقیہ لوگ بصرہ سے بھاگ کر حضرت علیؓ کا ساتھ دینے کے لئے ان کے راستے میں جمع ہو گئے طلحہ اور زبیر بصرہ ہی میں مقیم رہے اب اہل بصرہ میں سے صرف حرقوص بن زہیر سے قصاص لینا باقی تھا

طلحہ اور زبیرؓ کا لوگوں کو مدد کیلئے اکسانا

حضرت طلحہ اور زبیر نے یہ تمام واقعات لکھ کر اہل شام کو روانہ کیا کہ ہم قاتلین عثمانؓ سے جنگ کرنے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو نافذ کرنے کے لئے نکلے ہیں تاکہ ہم شریف و رذیل قلیل و کثیر سب پر اللہ تعالیٰ کا حکم نافذ کیا جا سکے اور اللہ تعالیٰ ہمیں اصل احکام کی پیروی کرنے کی توفیق دے اس بات پر اہل بصرہ میں سے شریف اور نیک لوگوں نے ہماری بیعت کی اور شریر اور جھگڑالو قسم کے لوگوں نے ہماری مخالفت کی اور ہمارے مقابلہ پر تلوار تان لی ان لوگوں کا کہنا ہے کہ ہم ام المومنین کی اطاعت کے لئے تیار نہیں انہیں چاہیے کہ وہ حق بات کا حکم دیں اور لوگوں کو سیدھی راہ پر چلنے کے لئے آمادہ کریں تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو دوبارہ سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں ان لوگوں کے سامنے ہر قسم کے دلائل پیش کئے گئے اور جب کوئی حجت باقی نہ رہی تو امیر المومنین عثمان بن عفانؓ کے قاتل ایک جگہ جمع ہو گئے اور اپنی پرانی روش اختیار کرتے ہوئے ہمارے مدمقابل کھڑے ہو گئے ہم نے ان میں سے حرقوص بن زہیر کے علاوہ باقی سب کو قتل کر دیا انشاء اللہ ایک نہ ایک دن اللہ تعالیٰ اسے بھی قید فرمائیں گے یہ لوگ اسی طرح جہنم رسید ہوں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کا وصف بیان کیا ہے ہم تمہیں اللہ کی قسم دیتے ہیں جس طرح ہم نے ان قاتلین سے جنگ شروع کی ہے تم بھی اس جنگ میں شانہ بشانہ ہمارا ساتھ دو ایک دن ہم سب کو اللہ کے سامنے پیش ہونا ہے اور خدا کے سامنے عذر پیش کرنے کے لئے جو ہم پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے وہ ہم نے پوری کر دی ہے۔

یہ خط سیار العجلی کے ہاتھ روانہ کیا اور اسی قسم کا ایک اور خط اہل کوفہ کے نام روانہ کیا گیا بنو عمرو بن اسد میں سے ایک شخص مظفر بن معرض کو قاصد بنا کر بھیجا گیا، ایک خط اہل یمامہ کے نام لکھا گیا اسے حارث السدوسی کے ہاتھ روانہ کیا گیا اس وقت یمامہ کے عامل سبرۃ بن عمرو العنبری تھے اسی طرح کا ایک اور خط لکھ کر اہل مدینہ کے پاس ابن قدامہ القشیری کے ہاتھ روانہ کیا گیا۔

حضرت عائشہؓ کا اہل کوفہ کے نام خط

حضرت عائشہؓ نے اہل کوفہ کے نام ایک خط تحریر کیا خط کا مضمون کچھ اس طرح کا تھا:

میں تمہیں اللہ عز و جل اور اسلام کا واسطہ دیتی ہوں کہ کتاب اللہ کی احکام کو دنیا میں عملی طور پر نافذ کرو اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے

تھام لو اور اس کی کتاب پر عمل کرو، ہم نے اہل بصرہ کو کتاب اللہ کے احکامات کی طرف دعوت دی نیک لوگوں نے ہماری اتباع کر لی اور جن لوگوں میں خیر کا مادہ ہی نہ تھا انہوں نے ہمارے مقابلہ پر ہتھیار اٹھا لئے اور ہمیں دھمکیاں دینے لگے کہ تمہیں بھی حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس پہنچا دیں گے تا کہ یہ تمام حدود ختم ہو جائیں ان لوگوں نے اپنی ہٹ دھرمی دکھائی اور ہمیں کافر قرار دینے لگے ہم نے ان کے سامنے یہ آیت تلاوت کی:

الـم تر الی الذین اوتوا نصیباً من الکتٰب یدعون الی کتاب الله لیحکم بینهم ثـم یتـولیٰ فریق منهم وهم معرضون . (ترجمہ) کیا آپ نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جنہیں کتاب کی دعوت دی گئی تھی کہ جب انہیں کتاب اللہ کی دعوت دی جاتی ہے تا کہ اس کے مطابق ان میں فیصلہ کیا جائے تو ایک جماعت اس سے سرکشی اور اعتراض کرتی ہے۔

ان میں سے بعض لوگوں نے میری دعوت کو قبول کیا اور یوں انمیں اختلاف پیدا ہو گیا ہم نے اولاً انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان لوگوں کے علاوہ کوئی ان کے ساتھ نہ رہا جو میرے ساتھیوں سے جنگ کرنا چاہتے تھے، عثمان بن حنیف نے ان لوگوں کو میرے خلاف جنگ کرنے پر ابھارا اللہ تعالیٰ نے نیک لوگوں کے ذریعہ میری مدد فرمائی اور مخالفین کے مکر وفریب کو انہی کی طرف لوٹا دیا ہم لوگوں سے تقریباً ایک مہینہ تک انہیں کتاب اللہ اور اس کے احکام کو قائم کرنیکی دعوت دی اور انکے سامنے یہ بات پیش کرتے رہے کہ جس شخص کا خون بہانا حلال ہو اس کا خون بہانا چاہیے ان لوگوں نے اس بات سے انکار کیا اور اس میں حجتیں نکالنی شروع کی پھر انہوں نے ہم سے ایک شرط پر مصالحت کر لی لیکن اس صلح کے بعد انہیں کچھ خوف محسوس ہوا اس لئے انہوں نے ہم سے غداری کی اور عہد کو توڑ دیا اور ہمارے مقابلے پر جمع ہو گئے اللہ عزوجل نے حضرت عثمان بن عفانؓ کے تمام قاتلین کو یکجا فرما دیا اور پھر ان سے انتقام لیا ان میں سے سوائے ایک آدمی کے کوئی نہیں بچا اللہ تعالیٰ نے عمیر بن مرثد ،مرثد بن قیس، بنو رئاب اور بنو ازد کے ایک جماعت کیساتھ ہماری امداد فرمائی اور ان لوگوں نے قاتلین عثمان کے مقابلہ ہماری امداد فرمائی حتیٰ کہ اہل بصرہ سے عثمانؓ کا قصاص لے لیا،

اے اہل کوفہ تم خائنین کی جانب سے نہ جھگڑو اور نہ ہی قاتلین کی مدد کرو اور نہ ہی ایسے لوگوں سے تعلق رکھو جن پر اللہ تعالیٰ کی مد قائم ہے وگرنہ تم بھی ظالم بن جاؤ گے۔

حضرت عائشہؓ کے نام بہ نام کوفہ کے بہت سارے سرداروں کے نام بھی خطوط لکھے اس میں تحریر تھا:

کہ لوگوں کو ان قاتلین کو پناہ دینے سے روکو اور ان کی مدد نہ کرو اور اپنے گھروں میں بیٹھے رہو کیونکہ ہماری جماعت ان حرکات سے ہرگز راضی نہیں جو عثمان بن عفانؓ کے خلاف کی گئی ہیں ان لوگوں نے امت کے درمیان تفریق پیدا کی اور کتاب اللہ اور سنت رسول کی مخالفت کی ہم نے انہیں جو حکم دیا تھا انہوں نے اس کا خلاف کیا ہم نے انہیں کتاب اللہ پر عمل کرنے اور اس کی حدود شرعی قائم کرنے کا حکم دیا تھا لیکن انہوں نے عثمان بن عفانؓ کو کافر سمجھا اور ہمیں بھی

کتاب اللہ کا منکر قرار دیا صالحین نے ان کی طرف عمل کو برا سمجھا اور ان کے قول کو ایک اہم بات قرار دیا اور ان سے کہا گیا تم اس بات کو پسند کرتے ہو کہ امیر المومنین ابن عفان کے قتل کر نے بعد تم نبی اکرمؐ کی زوجہ کے مقابلہ میں آ ؤ اگر وہ تمہیں حق پر چلنے کا حکم دیں تو کیا تم انہیں بھی قتل کر دو گے اور کیا تم رسول اللہؐ کے صحابہ اور مسلمانوں کے اماموں کے خون سے ہاتھ رنگو گے ان لوگوں نے اس برائی کا بھی ارادہ کرلیا اور ان کے ساتھ عثمان بن حنیف بھی شامل ہو گئے اور جاہل اور اوباش جاٹ اور کاشتکار بھی مل گئے ان میں سے ایک جماعت ہمارے مدمقابل رہی چھبیس روز تک یہی حالات رہے ہم انہیں حق بات کی دعوت دیتے رہے کہ وہ ہمارے اور حق کے درمیان حائل نہ ہو لیکن انہوں نے ہم سے غداری کی اور خیانت سے کام لیا ایسے لوگوں کی ہم نے بھی کوئی پرواہ نہیں کی یہ لوگ کہتے تھے کہ طلحہ اور زبیرؓ نے علیؓ کی بیعت کی تھی اس لئے مدینہ ایک قاصد روانہ کیا گیا قاصد نے وہاں سے جو خبر لایا وہ ان کی خلاف تھی تب بھی انہوں نے حق کو نہ پہچانا اور نہ ہی اسے قبول کرنے کو تیار تھے۔

ان لوگوں نے صبح اندھیرے میں مجھے اور میرے ساتھیوں کو قتل کرنیکی نیت سے میرے مکان پر حملہ کیا اور یہ لوگ بڑھ کر میرے دروازے کی چوکھٹ تک پہنچ گئے ان لوگوں کے ساتھ ایک راہبر بھی تھا جو انہیں ہمارے پوشیدہ مقامات کی اطلاع دے رہا تھا جب یہ لوگ میرے دروازے پر پہنچے تو وہاں ایک جماعت موجود تھی جن میں عمیر بن مرثد، یزید بن عبداللہ بن مرثد، مرثد بن قیس اور بنو قیس کی ایک جماعت شامل تھی مخالفین نے ان سے جنگ شروع کر دی مسلمانوں نے انہیں گھیر کر قتل کر دیا اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اہل بصرہ کو ایک بات پر متحد فرما دیا یعنی جو طلحہ اور زبیر کا مطالبہ تھا، جب ہم قاتلین کو قتل کر چکے تو ہم نے عام معافی کا اعلان کر دیا، یہ واقعہ ۳۶ھ میں ربیع الاخر کے ختم ہونے سے پانچ روز قبل پیش آیا۔

حکیم بن جبلہ کا قاتل

عمرو بن شعبہ نے بواسطہ ابوالحسن، عامر بن حفص کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ مجھ سے بعض بوڑھے لوگوں نے بیان کیا تھا کی حکیم بن جبلہ کی گردن بنو حدان کے ایک شخص نے اتاری تھی اور اسکا نام ضحیم تھا حکیم کا سر مرنے کے بعد جھک گیا تھا اور اس کا چہرہ گردن کی طرف مڑ گیا تھا،

ابن مثنیٰ کا بیان ہے کہ جس شخص نے حکیم بن جبلہ کو قتل کیا تھا اس کا نام یزید بن الاسحم الحدانی تھا بعد میں حکیم بن جبلہ کی لاش یزید بن الاسحم اور کعب بن الاسحم کی لاشوں کی درمیان پڑی ہوئی ملی۔

عمرو بن شعبہ نے ابوالحسن اور ابوبکر الہذلی کے واسطہ سے ابوالملیح کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حکیم بن جبلہ قتل کر دیا گیا تو لوگوں نے عثمان بن حنیف کو بھی قتل کرنے کا ارادہ کیا تو عثمان بن حنیف نے کہا ویسے تو تمہیں مجھے قتل کرنے کا اختیار ہے لیکن تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ میرا بھائی سہل مدینہ کا گورنر ہے اگر تم لوگوں نے مجھے قتل کر دیا تو وہ تم سے ضرور بدلہ لے گا عثمان کی اس بات پر لوگوں نے اسے چھوڑ دیا۔

بیت المال اور نماز کی امامت کا بندوبست

اسکے بعد لوگوں میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ نماز کون پڑھائیگا حضرت عائشہؓ نے حکم دیا کہ عبداللہ بن زبیرؓ نماز پڑھائیں گے چنانچہ وہ لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے، حضرت زبیرؓ نے لوگوں کو ان کی تنخواہیں اور خزانہ تقسیم کرنے کا ارادہ کیا حضرت عبداللہ بن زبیر نے عرض کیا اگر آپ لوگوں میں خزانہ تقسیم کر دیں گے تو اس کے بعد سب چلے جائیں گے، بعد میں لوگوں نے مشورہ سے بیت المال کا بندوبست اور اسکی تمام تر ذمہ داری عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے حوالہ کر دیا۔

بیت المال پر حملہ

عمرو بن نے بواسطہ ابوالحسن علی، ابوبکر الہذ لی جارود بن ابی سبرہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جس رات عثمان بن حنیف پکڑے گئے اور مدینۃ الرزق کے مکان میں جمع تھا جہاں سے لوگ کھانے کے لئے غلہ حاصل کرتے تھے عبد اللہ بن زبیرؓ نے اپنے ساتھیوں کو غلہ تقسیم کرنے کا ارادہ کیا اور حکیم بن جبلہ کو عثمان بن حنیف کی شکست اور گرفتاری کا علم ہوا تو وہ عثمان کا حال سنکر بولا واللہ اگر میں نے اس کی مدد نہ کی تو گویا میرے دل میں ذرہ برابر بھی خوف خداوندی نہیں۔

وہ بنو عبدالقیس اور بنو بکر بن وائل کی ایک جماعت لیکر چلا ان میں بنو عبدالقیس کی کثرت تھی یہ جماعت حکیم کے ساتھ مدینۃ الرزق پر ابن الزبیر کے پاس پہنچی تو عبداللہ بن زبیرؓ نے اس سے سوال کیا اے حکیم کیا بات ہے؟ حکیم نے جواب دیا ہم اس لئے آئے ہیں تاکہ ہم بھی یہاں سے غلہ حاصل کریں اور دوسری بات یہ ہے کہ تم عثمان بن حنیف کو چھوڑ دو اور انہیں دارالامارت میں رہنے کی اجازت دے دو جب تک حضرت علیؓ نہ آئے اس وقت تک ہمارا اور تمہارا یہی فیصلہ تھا خدا کی قسم! اگر میرے ساتھ کچھ بھی مددگار ہوتا تو میں ان لوگوں کے بدلہ میں تمہیں اچھی طرح مزہ چکھاتا اور اس وقت تک چین اور سکون سے نہ بیٹھتا جب تک ان مقتولین کے بدلہ میں تم لوگوں کو قتل نہ کر دیتا اور ہمارے جب بھائیوں کو تم نے قتل کیا ہے ان کے قصاص میں تمہارا خون ہمارے لئے حلال ہو چکا ہے کیا تمہیں ذرا بھی خدا کا خوف نہیں ہے، عبداللہ بن زبیر نے کہا ہاں عثمان بن عفان کے قصاص میں ہمارے لئے تمہارا خون حلال ہے، حکیم نے کہا جن لوگوں کو تم نے قتل کیا ہے کیا انہی لوگوں نے عثمان بن عفان کو قتل کیا تھا کیا تم لوگ خدا کے عذاب سے نہیں ڈرتے۔

عبداللہ بن زبیر نے کہا ہم تمہیں اس غلہ سے ذرہ برابر حصہ نہیں دیں گے اور نہ عثمان بن حنیف کو اس وقت تک چھوڑیں گے جب تک کہ وہ حضرت علیؓ کا ساتھ نہ چھوڑیں گے، حکیم بن جبلہ نے کہا اے اللہ آپ ہی فیصلہ کرنے والے اور عادل ہیں آپ گواہ ہو جایئے، اس کے بعد حکیم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا مجھے اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ ان لوگوں سے جنگ جائز ہے اور جسے بھی اس بات میں شک ہو وہ واپس لوٹ جائے،

اس کے بعد حکیم نے ان لوگوں پر حملہ کر دیا اور فریقین کے درمیان زبردست جنگ ہوئی ایک شخص نے تلوار مار کر حکیم کی ٹانگ کاٹ ڈالی حکیم نے وہ کٹی ہوئی ٹانگ کو اس پر کھینچ کر ماری جو اس کے گردن پر پڑی جس سے اس کی گردن ٹوٹ گئی اور وہ نیچے گر پڑا حکیم نے جھک کر اسے قتل کر دیا اور اس کی لاش پر تکیہ لگا کر بیٹھ گیا کچھ دیر کے بعد وہاں سے ایک شخص کا گذر رہا اس نے دریافت کیا اے حکیم تجھے کس نے مارا ہے؟ حکیم نے جواب دیا میرے اس تکیہ نے، اس

روز بنو عبدالقیس کے ستر آدمی مارے گئے۔

ہذلی کا بیان ہے کہ جب حکیم کا پاؤں کٹا تو اس نے یہ اشعار پڑھے:

اقول لما جدّ بی زماعی۔
للرجل یا رجلی لن تراعی
(ترجمہ) جب میری رگ کٹ گئی تو میں نے
اپنے پاؤں سے کہا اے میرے پاؤں تو ہرگز نہ ڈر
،انّ معی من نجدة ذراعی ۔
ابھی میرے پاس ایک مضبوط بازو موجود ہے ۔

عامر و مسلمہ کا بیان ہے اس روز حکیم کے ساتھ اس کا بیٹا اشرف اور اس کا بھائی رعل بن جبلہ بھی مارا گیا۔

حضرت زبیر و طلحہ سے ایک شخص کا سوال

عمر و بن شعبہ نے ابوالحسن اور مثنیٰ بن عبداللہ کے حوالہ سے عوف الاعرابی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ایک شخص زبیر اور طلحہ کے پاس آیا یہ دونوں بصرہ کے مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے اس نے عرض کیا میں آپ دونوں کو آپ کے پاس اس سفر پر قسم دیتا ہوں کہ کیا رسول اللہؐ نے آپ لوگوں سے اس سلسلے میں کوئی عہد کیا تھا حضرت طلحہؓ جواب دیئے بغیر وہاں سے اٹھ کر چلے گئے اس شخص نے قسم دیکر سوال کیا تو حضرت زبیرؓ نے جواب دیا حضورؐ نے ہم سے تو کوئی عہد نہیں کیا تھا لیکن جب ہمیں معلوم ہوا کہ تمہارے پاس بہت درا ہم جمع ہے تو ہم یہ سن کر تمہارے پاس چلے آئے تاکہ ہم بھی تمہارے شریک بن جائیں۔

حضرت زبیرؓ کا کوچ کیلئے مستعد ہونا

عمر و بن شعبہ نے بحوالہ ابوالحسن ، سلیمان بن ارقم اور قتادہ ابو عمرہ مولی الزبیرؓ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب اہل بصرہ نے حضرت زبیر اور طلحہؓ کی بیعت کر لی تو حضرت زبیرؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا کیا ایک ہزار سوار ایسے ہیں جو میرے ساتھ چلے تاکہ میں رات کو یا صبح کو علیؓ کے سر پر پہنچ جاؤں اور اسے قتل کر دوں تاکہ یہاں پہنچنے سے پہلے ہی اس کا خاتمہ ہو جائے لیکن کسی نے بھی اس کا جواب نہیں دیا اس پر حضرت زبیرؓ نے جواب دیا کہ واقعتاً یہ وہی فتنہ ہے جس کا ہم آپس میں ذکر کیا کرتے تھے،

خادمہ نے کہا آپ اسے فتنہ بھی کہہ رہے ہیں اور جنگ بھی کر رہے ہیں، اس پر حضرت زبیرؓ نے کہا اسے ہم خود دیکھ رہے ہیں کیونکہ میرے علم میں اس کام کے علاوہ کوئی اور کام نہیں جسے میں اچھی طرح نہ سمجھتا ہوں لیکن اس کام کے بارے میں یہ فیصلہ بھی نہیں کر سکتا کہ مجھے آگے بڑھنا چاہیے یا پیچھے ہٹنا چاہئے۔

حضرت طلحہؓ کی ندامت

احمد بن منصور نے بواسطہ یحییٰ بن معین ، ہشام بن یوسف قاضی صنعاء عبداللہ بن مصعب بن ثابت بن عبد اللہ بن زبیر اور موسیٰ بن عقبہ، علقمہ بن وقاص اللیثی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت طلحہ اور زبیرؓ اور عائشہؓ نے کوچ

کیا تو میں نے حضرت طلحہؓ کو خلوت میں دیکھا کہ اپنی غلطی کے باعث اپنی داڑھی پر ہاتھ مار رہے ہیں میں نے عرض کیا کہ آپ کو خلوت بہت محبوب ہو چکی ہے اور آپ اپنی غلطی کے باعث اپنی داڑھی پر اکثر ہاتھ مارتے رہتے ہیں اگر آپ اس جنگ کو برا سمجھتے ہیں تو اسے چھوڑ کر خاموش بیٹھ جائیں،

حضرت طلحہؓ نے کہا ایک وہ زمانہ تھا جب ہم ایک دست واحد کی طرح تھے اور درست کرنے والا ہمیں درست کر دیتا تھا اگر ہم اس وقت چاہتے کہ لوہے کے دو پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں تو ہم اس وقت قدرت رکھتے تھے اب میری ذات سے عثمانؓ کو تکلیف پہنچی ہے تو اس کی توبہ یہی ہے کہ ان کی قصاص کی مطالبہ پر لوگ میرا خون بہا دیں، علقمہ نے کہا تو آپ اپنے بیٹے محمد کو واپس کیوں نہیں کر دیتے کیونکہ آپ صاحب اعیال ہیں اگر خدانخواستہ شہید کر دیئے گئے تو وہ آپ کی جگہ سنبھال لیں گے، حضرت طلحہ نے کہا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کوئی شخص بھی اس کام سے پیچھے نہ رہے لہذا تم ہی منع کر دو،

علقمہ کہتے ہیں کہ میں محمد بن طلحہ کے پاس پہنچا اور ان سے کہا کہ بہتر صورت یہ ہے کہ آپ گھر چلے جائیں کیونکہ اگر آپ کے والد کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آ گیا تو آپ ان کی دیگر اولاد اور گھر والوں کو سنبھال سکیں، محمد نے جواب دیا میں یہ پسند نہیں کرتا کہ بعد میں لوگوں سے اپنے والد کے حالات دریافت کرتا پھروں۔

حضرت عائشہؓ کا ابن صوحان کو مراسلہ

عمرو بن شعبہ نے بواسطہ ابوالحسن اور ابومخنف مجالد بن سعید کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عائشہؓ بصرہ پہنچی تو انہوں نے زید بن صوحان کو ایک خط تحریر فرمایا اور اس میں یہ عبارت تھی کہ:

> یہ خط عائشہ بنت ابی بکر ام المومنین زوجۂ رسول اللہؐ کی جانب سے اس کے مخلص بیٹے زید بن صوحان کے نام ہے، اے زید جب تمہارے پاس میرا خط پہنچے تو میرے پاس چلے آنا اور اس کام میں میری مدد کرو اگر تم مدد نہ کرو گے تو لوگ حضرت علیؓ کے ہاتھوں ذلیل ہو جائیں گے۔

زید بن صوحان کا ام المومنین کو جواب

زید بن صوحان نے حضرت عائشہؓ کے خط کا جواب تحریر فرمایا:

> کہ یہ خط زید بن صوحان کی جانب سے ام المومنین حضرت عائشہؓ کے نام ہے آپ اس کام کو چھوڑ کر گھر چلے جائیں ورنہ میں سب سے پہلے آپ سے مقابلہ کروں گا،

زید بن صوحان کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ام المومنین پر رحم فرمائے کہ اللہ نے انہیں گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا تھا اور ہمیں جنگ کرنے کا، لیکن انہوں نے اس حکم کو توڑ دیا اور جو حکم ان کے لئے تھا وہ ہمیں دینا شروع کر دیا اور جو حکم ہمارے لئے تھا اس پر ام المومنین نے عمل کرنا شروع کر دیا اور ہم نے اسے چھوڑ دیا۔

حضرت علیؓ کی بصرہ روانگی

سری نے اپنی سند سے یزید بن الاصم کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ کو اس بات کا علم ہوا کہ حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور عائشہؓ نے عراق کی طرف کوچ کیا تو حضرت علیؓ نے انتہائی تیزی سے ان کی جانب کوچ کیا ان کا مقصد یہ تھا کہ راستے ہی میں ان لوگوں کو روک کر مکہ روانہ کر دیں لیکن حضرت علیؓ جب ربذہ پہنچے تو انہیں یہ اطلاع ملی کہ اس جماعت نے اپنا راستہ بدل دیا ہے اس لئے حضرت علیؓ نے ربذہ میں چند روز قیام کیا اس دوران انہیں یہ اطلاع ملی کہ یہ لوگ بصرہ کی جانب کوچ کر رہے ہیں تو حضرت علیؓ بہت خوش ہوئے اور فرمایا مجھے اہل کوفہ بہت زیادہ محبوب ہیں کیونکہ وہاں عرب کے سردار اور بڑے لوگ رہتے ہیں حضرت علیؓ نے اہل کوفہ کے نام ایک خط تحریر کیا کہ میں تمام شہروں کے مقابلہ میں تم لوگوں کو ترجیح دیتا ہوں اور تمام لوگوں سے زیادہ تمہیں پسند کرتا ہوں۔

حضرت علیؓ کا اہلِ کوفہ کو خط

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ نے اہلِ کوفہ کو مندرجہ ذیل مراسلہ تحریر فرمایا:

امابعد! میں نے تم لوگوں کا انتخاب کیا ہے اور تمہارے درمیان آ کر پڑاؤ ڈالا ہے۔ کیونکہ مجھے تمہاری اللہ اور اس کے رسول سے محبت معلوم ہے۔ پس جس نے میرا ساتھ دیا اور میری مدد کی یقیناً اس نے اپنے ذمہ لازم حق کو ادا کر دیا۔

دوسری سند کے ساتھ انہی ابن ابی لیلیٰ سے مروی ہے کہ محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی عون کوفہ آئے۔

لوگ حضرت ابوموسیٰؓ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ موجودہ حکومت کے خلاف خروج کرنے کے متعلق کیا خیال ہے؟ فرمایا: آخرت چاہتے ہو تو صبر کرو، اگر دنیا مطلوب ہے تو خروج کر سکتے ہو۔

اس کے بعد علیؓ نے محمد بن ابی بکر اور محمد بن ابی عون کے ہاتھوں کوفہ والوں کیلئے ترغیب جہاد و نصرت کا پیغام بھیجا۔ اور مدینہ سے سامانِ جہاد اسلحہ وغیرہ منگوایا۔

حضرت علیؓ کا خطبہ

جب یہ سامان پہنچ گیا تو حضرت علیؓ نے لوگوں کو ایک خطبہ دیا اور فرمایا:

اللہ عزوجل نے ہمیں دین اسلام کے ذریعہ عزت عطا فرمائی اور اس کے ذریعے ہمارا درجہ بلند ہوا اور ہمیں آپس میں بھائی بھائی بنا دیا حالانکہ اس سے قبل ہم ایک دوسرے کے دشمن تھے جب تک اللہ نے چاہا اسی طریقہ کار کے مطابق عمل کرتے رہے کہ اسلام ان کا دین تھا حق ان میں عام تھا اور کتاب اللہ کو اپنا امام سمجھتے تھے حتیٰ کہ ایک جماعت نے جسے شیطان نے ورغلایا تھا اس شخص کو قتل کر دیا یعنی عثمان بن عفانؓ کو، اور اس طرح شیطان نے امت میں پھوٹ ڈال دی، خبردار جس طرح پہلی امتوں میں تفریق پیدا ہوئی اسی طرح اس امت میں بھی تفریق پیدا ہو کر رہے گی ہم اس پیدا ہونے والی برائی اور شر سے پناہ مانگتے ہیں،

اس کے بعد حضرت علیؓ نے دوبارہ فرمایا یہ تفریق ضرور پیدا ہو کر رہیگی اور یہ امت تہتر فرقوں میں بٹ جائیگی اور سب سے بدترین فرقہ وہ ہوگا جو مجھے چھوڑ دے گا اور ان باتوں پر عمل نہیں کریگا جس پر میں عمل کرتا ہوں اب تمہیں تمام چیزوں کے بارے میں علم ہو گیا ہے لہذا اپنے دین کو لازم پکڑو اور اپنے نبی کے طریقہ کار پر چلو اور آپ کی سنت کی اتباع کرو اور

تمہیں جو مشکل درپیش ہو اس کا فیصلہ قرآن کے مطابق کرو اگر قرآن اس کا حکم دیتا ہے تو اسے لازم پکڑ واور اگر قرآن اس کا انکار کرتا ہے تو اسے رد کر دو، تم لوگ اللہ تعالیٰ کے رب ہو نے ، اسلام کے دین برحق ہونے ، محمدؐ کے نبی ہونے اور قرآن کے حکم اور امام ہونے پر راضی رہو۔

اے علیؓ! یہ سفر کس مقصد سے ہے؟

سری نے سیف اور شعیب کے حوالہ سے محمد اور طلحہ کی یہ تحریر نقل کی ہے کہ حضرت علیؓ نے ربذہ سے بصرہ کی جانب کوچ کا ارادہ کیا تو رفاعہ بن رافع کے بیٹے نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! آپ کہاں جانا چاہتے ہیں اور ہمیں کس لئے لے جا رہے ہیں؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم اصلاح کی غرض سے بصرہ جا رہے ہیں بشرطیکہ یہ لوگ ہماری بات کو قبول کر لیں، ابن رفاعہ نے کہا اگر ان لوگوں نے ہماری بات قبول نہ کی؟ حضرت علیؓ نے فرمایا تو ہم ان کا عذر قبول نہ کریں گے اور ان کے سامنے حق کو پیش کریں گے اور اس پر صبر کریں گے، ابن رفاعہ نے کہا اگر ان لوگوں نے تب بھی ہمیں نہ چھوڑا ؟ حضرت علیؓ نے فرمایا تو ہم اپنی مدافعت کریں گے، ابن رفاعہ نے کہا تو پھر ہمیں وہاں جانے میں کوئی حرج نہیں۔

ابن غزیہ کا ولولہ

حجاج بن غزیہ الانصاری نے کھڑے ہو کر عرض کیا جس طرح میں نے اپنی گفتگو سے آپ کو راضی کیا اسی طرح اپنے عمل سے بھی آپ کو راضی کروں گا اس کے بعد انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

دراکھا دراکھا قبل الفوت . وانفر بنا واسم بنانحو الصوت

(ترجمہ) مرنے سے قبل یہ چیز حاصل کر لے اور ہمارے ساتھ میدان میں نکل اور آواز پر کان لگائے رکھو۔

لاوالی نفسی ان ھبت الموت

میری جان کچھ بھی کام نہ آئیگی اگر میں اسے موت کے لئے ہبہ نہ کروں۔

خدا کی قسم ہم اللہ کے دین کی اسی طرح مدد کریں گے جس طرح اس نے ہمارا نام انصار رکھا ہے۔

حضرت علیؓ کی بصرہ کی جانب روانگی

حضرت علیؓ نے بصرہ کی جانب کوچ فرمایا مقدمۃ الجیش پر ابویعلیٰ بن عمر الجراح کو متعین کیا جھنڈا محمد بن حنفیہ کو دیا، میمنہ عبداللہ بن عباسؓ کے سپرد تھا اور میسرہ پر عمر بن ابی سلمہؓ یا عمرو بن سفیان بن عبدالاسد کو مامور کیا گیا اسی طرح حضرت علیؓ سات سو ساٹھ سواروں کو ساتھ لیکر چلے۔

حضرت علیؓ کے آگے آگے رجز پڑھنے والا یہ رجز پڑھ رہا تھا:

سیروا ابابیل وحثوا السیرا . اذ عزم السیر وقولوا خیراً

(ترجمہ) ابابیل کو چلاؤ اور تیز چلو جب چلنے کا پختہ ارادہ کر ہی لیا ہے تو تیزی سے چلو۔

حتیٰ یلاقوا وتلاقوا خیراً . نغزوبھا طلحہ والزبیر

(ترجمہ) تا کہ وہ بھی اور تم بھی دونوں خیر کو حاصل کر لو ہم طلحہ اور زبیر سے جنگ کرنے کے لئے جا رہے ہیں۔
یہ رجز پڑھنے والا حضرت علیؓ کے آگے آگے چل رہا تھا حضرت علیؓ اپنی ایک سرخ اونٹنی پر سوار تھے جس کے پیچھے ایک کمیت گھوڑا بندھا ہوا تھا۔

مرہ کاہن کا علم

جب حضرت علیؓ کا لشکر فید مقام پر پہنچا تو بنو سعد بن ثعلبہ بن عامر کے ایک غلام سے ملاقات ہوئی جس کا نام مرہ تھا اس نے لوگوں سے پوچھا یہ کون لوگ ہیں اور کہاں جا رہے ہیں لوگوں نے جواب دیا یہ امیر المومنین حضرت علیؓ بن ابی طالب ہیں، مرہ نے کہا یہ ایک فنا ہو جانے والے ایسا دستر خوان ہے، جس پر بہت سے لوگوں کا خون بہتا ہوگا، یہ بات جب حضرت علیؓ نے سنی تو اسے بلا کر اس کا نام دریافت کیا تو اس نے کہا میرا نام مرہ ہے، حضرت علی نے فرمایا اللہ تیری زندگی تلخ کرے کیا تو پوری قوم کا کاہن ہے، مرہ نے کہا میں کاہن نہیں البتہ میں فال دیکھنے والا ہوں۔
حضرت علیؓ نے جب فید مقام پر قیام کیا تو بنو اسد اور بنو طے کے کچھ آدمی انکے پاس آئے اور انہوں نے اپنی خدمات پیش کیں، حجرت علی نے فرمایا تم لوگ اپنی جگہ پر مہاجرین میں جمے رہو تمہارے طرف سے یہی کافی ہے۔

ابو موسیٰؓ کے خیالات

ابھی حضرت علیؓ فید ہی میں مقیم تھے کہ آپ کے پاس ایک شخص آیا آپ نے اس سے اس کا نام دریافت کیا تو اس شخص نے کہا میرا نام عامر بن مطر ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا کیا بنو لیث خاندان سے ہو؟ اس نے کہا نہیں بلکہ میں تو بنو شیبان سے ہوں، حضرت علیؓ نے فرمایا کوفہ کے حالات بیان کرو، اس نے کوفہ کے تمام حالات بیان کئے آخر میں حضرت علیؓ نے دریافت کیا کہ ابو موسیٰ کے کیا خیالات ہیں؟
اس آدمی نے کہا اگر آپ صلح کرنا چاہتے ہیں تو ابو موسیٰ اس میدان کے شہسوار ہیں اور اگر آپ جنگ کرنا چاہتے ہیں تو وہ اس کے حامی نہیں، حضرت علیؓ نے کہا واللہ میرا ارادہ صرف اور صرف اصلاح کا ہے اور میں چاہتا ہوں کہ یہ لوگ ہمارے پاس دوبارہ لوٹ کر آ ئیں، اس آدمی نے کہا میں نے تو جو بھی حالات تھے وہ بیان کر دیئے اس کے بعد وہ خاموش ہو گئے اور حضرت علیؓ بھی خاموش رہے۔

عثمان بن حنیف کی بری حالت میں واپسی

عمرو نے بحوالہ ابوالحسن، ابو محمد اور عبداللہ بن عمیر، محمد بن حنفیہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ ربذہ میں مقیم تھے تو ان کے پاس عثمان بن حنیف پہنچے اس حال میں کہ ان کے سر، داڑھی اور پلکوں کے بال اکھاڑ دیئے گئے تھے انہوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! آپ نے مجھے داڑھی والا بھیجا تھا لیکن اب میں آپ کے پاس بغیر داڑھی کے واپس آیا ہوں۔
حضرت علیؓ نے فرمایا تو نے اجر و ثواب حاصل کیا، بات یہ ہے کہ مجھ سے قبل دو شخص لوگوں کے والی ہوئے یعنی ابو بکرؓ اور عمرؓ ان دونوں نے کتاب اللہ پر عمل کیا پھر تیسرا شخص عثمان بن عفانؓ لوگوں کا والی بنا ان کے بارے میں جو کچھ کہا اور ان کے ساتھ جو کچھ سلوک کیا گیا وہ بالکل عیاں ہے۔ پھر لوگوں نے میری بیعت کر لی اور طلحہ اور زبیر نے بھی

میری بیعت کر لی لیکن ان دونوں نے بعد میں اس بیعت کو توڑ دیا اور لوگوں کو مجھ پر چڑھا لائے۔

مجھے تو تعجب اس بات پر ہے کہ یہ دونوں ابوبکرؓ اور عمرؓ کے کیسے مطیع اور فرمانبردار تھے خدا کی قسم یہ لوگ اس بات کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ میں گزشتہ لوگوں سے کم نہیں ہوں، اے اللہ ان لوگوں نے میرے لئے جو بھی مشکلات پیدا فرمائی ہے تو اسے حل فرما اور انہوں نے اپنی ذات کے بارے میں جو بھی فیصلہ کیا ہے اس میں انہیں ذلیل نہ کر اور ان کے عمل کی کوئی برائی انہیں دکھا دیجئے۔

حکیم اور دیگر قاتلین عثمانؓ کی خبر

سری نے بحوالہ سیف وشعیب، محمد وطلحہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے ثعلبہ میں قیام کیا تو ان کے پاس ایک شخص آیا جو عثمان بن حنیف اور ان کے دربانوں کا حال دیکھ کر آیا تھا، حضرت علیؓ نے لوگوں کے سامنے تمام حالات بیان کر دیئے اور دعا فرمائی اے اللہ طلحہ اور زبیر کو جو مسلمانوں کے قتل میں مبتلا ہو چکے ہیں مجھے ان کے قتل میں عافیت میں رکھ اور ہمیں ان لوگوں سے بچائے رکھ۔

جب حضرت علیؓ اساد پہنچے تو انہیں حکیم بن جبلہ اور دیگر قاتلین عثمانؓ کے قتل کی خبر پہنچی تو حضرت علیؓ نے تکبیر کہی اور فرمایا اب کیا وجہ ہے جو مجھے طلحہ اور زبیر سے نجات نہیں ملتی جبکہ ان دونوں نے اپنا قصاص لے لیا ہے اے خدا ان دونوں کو مجھ سے نجات دیدے، اس کے بعد حضرت علیؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

مااصاب من مصيبة في الارض ولا في انفسكم الّا في كتاب من قبل ان نبرأها

(ترجمہ) زمین میں جو بھی مصیبت آتی ہے یا تمہاری جانوں میں جو مصیبت نازل ہوتی ہے اسے ہم پہلے ہی لوح محفوظ میں تحریر کر چکے ہیں۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے یہ شعر پڑھا:

دعا حكيم دعوة الزماع . حلّ بها منزلة النزاع

(ترجمہ) جب حکیم نے جنگ کی دعوت دی تو اس جنگ سے جھگڑے کی وجہ ہی ختم ہو گئی۔

عثمان کی علیؓ سے ملاقات

جب حضرت علیؓ ذی قار پہنچے تو وہاں ان سے عثمان بن حنیفؓ آ کر ملے ان کے چہرے پر کوئی بال باقی نہ تھا حضرت علیؓ نے جب انہیں دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جب یہ ہمارے پاس سے گئے تھے تو بوڑھے تھے اور جب لوٹ کر آئے تو جوان ہو کر آئے۔

قبیلہ ربیعہ اور بنو عبدالقیس سے متعلق علیؓ کا اچھا خیال

حضرت علیؓ ذی قار میں ٹھہرے، محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفرؓ کا انتظار کر رہے تھے یہیں انہیں یہ خبر ملی کہ ربیعہ اور بنو عبدالقیس طلحہؓ اور زبیرؓ سے الگ ہو گئے ہیں اور راہ میں ٹھہرے ہوئے لشکر علیؓ کا انتظار کر رہے ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا قبیلہ ربیعہ میں عبدالقیس سب سے بہتر ہیں ویسے تو تمام ربیعہ ہی میں بھلائی ہے اور پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

يالهف نفسي علىٰ ربيعة . ربيعة السامعة المطيعة

(ترجمہ) کاش میری جان اس ربیعہ قبیلہ پر قربان ہو جائے جو بات سنتا اور اطاعت کرتا ہے،

قد سبقتنی فیھم الوقیعة . دعا علیّ دعوة سمیعة

(ترجمہ) ان لوگوں میں مجھ سے قبل ہی واقعہ گذر چکا ہے اور علیؓ نے انہیں ایسی چیز کی دعوت دی ہے جو قابل قبول ہے۔

حلّو بھا المنزلة الرفیعة

انہوں نے اس دعوت کے ذریعہ بہت بلند مرتبہ حاصل کر لیا ہے۔

اس کے بعد حضرت علیؓ کے روبرو بکر بن وائل پیش کئے گئے تو حضرت علیؓ نے ان کے لئے بھی وہی الفاظ کہے جو بنو طے اور بنو اسد کے لئے فرمائے تھے۔

حضرت ابوموسیٰ کی عمدہ رائے

جب محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کوفہ پہنچے تو حضرت ابوموسیٰ کو حضرت علی کا خط دیا اور لوگوں سے حضرت علیؓ کے لئے امداد طلب کی لیکن ان دونوں کی باتوں کا کسی نے جواب نہیں دیا جب شام ہوئی تو سمجھدار لوگ حضرت ابوموسیٰ کے پاس جمع ہوئے اور ان سے دریافت کیا کہ اس جنگ میں شرکت کے لئے آپ کی کیا رائے ہے؟

حضرت ابوموسیٰ نے جواب دیا گزشتہ کل جو رائے تھی وہ آج نہیں ہے وہ شخص جسے تم اس کے معاملات میں کمزور سمجھ رہے تھے اس نے تمہیں ان حالات میں مبتلا کیا ہے جو تم دیکھ رہے ہو اور ابھی تو مزید بہت کچھ ہونے والا ہے، راستے صرف دو ہیں ایک آخرت کا راستہ اور ایک دنیا کا راستہ، تم جس راستے کو چاہو پسند کرلو۔

حضرت ابوموسیٰ کے اس فرمان کا یہ اثر ہوا کہ کوئی بھی حضرت علیؓ کے ساتھ مل کر جنگ میں شرکت کے لئے تیار نہ ہوا، یہ بات محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو بہت ناگوار گذری ان دونوں نے حضرت ابوموسیٰ کو برا بھلا کہا، ان کی باتیں سن کر حضرت ابوموسیٰ نے فرمایا خدا کی قسم عثمان بن عفان کی بیعت میری گردن میں بھی پڑی ہوئی ہے اور تمہارے اس امیر کی گردن میں بھی پڑی ہوئی ہے اگر جنگ میں ہماری شرکت ضروری بھی ہوئی تو ہم اس وقت تک ہرگز جنگ نہیں کریں گے جب تک کہ حضرت علیؓ قاتلین عثمانؓ کے قتل سے فارغ نہ ہو جائیں خواہ یہ قاتلین دنیا کے کسی کونے پر کیوں نہ ہوں۔

یہ سن کر محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کوفہ سے واپس ہوئے اور حضرت علیؓ کے پاس ذی قار پہنچے اور انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا۔

حضرت ابوموسیٰؓ کی تقریر

حضرت علیؓ اشتر کے ساتھ کوفہ جا چکے تھے اور جلدی ہی کوفہ پہنچنا چاہتے تھے حضرت علیؓ نے اشتر سے فرمایا اے اشتر! تم ابوموسیٰ کو جواب دینے کے صحیح معنی میں اہل ہو اور تم ہی ان پر اعتراضات کر سکتے ہو اس لئے تم اور عبداللہ بن عباسؓ کوفہ جاؤ اور ان نازک حالات میں لوگوں کی اصلاح کرو۔

حضرت عبداللہ ابن عباس اور اشتر کوفہ پہنچے اور حضرت ابوموسیٰ سے گفتگو کی اور حضرت علیؓ کے مدد کے لئے کوفہ کے آدمیوں کو طلب کیا، حضرت ابوموسیٰ نے کوفیین سے فرمایا میں اس روز بھی تمہارا امیر تھا جب لوگ بھوک اور پیاس میں مبتلا تھے اور آج بھی تمہارا امیر ہوں اس کے بعد ابوموسیٰ نے لوگوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی:

اے لوگوں! رسول اللہؐ کے وہ صحابہ جو مختلف مقامات میں آپ کے ساتھ رہے ہیں اللہ عزوجل کے احکامات اور رسول اللہؐ کی سنت کو ان لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں جو لوگ آپ کی صحبت میں نہیں رہے، تمہارا ہم پر ایک حق ہے جسے میں ادا کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی قدرت کو حقیر مت سمجھو اور نہ ہی اللہ کے احکامات کا مقابلہ کرو۔

دوسری رائے یہ ہے کہ کہ تمہارے پاس مدینہ سے جو بھی شخص آئے اسے تم مدینہ واپس کر دو تا وقتیکہ تمام اہل مدینہ ایک امر پر متفق نہ ہو جائیں کیونکہ وہ تم لوگوں سے زیادہ اس بات کو جانتے ہیں کہ تم میں سے کون شخص خلافت و امامت کے لائق ہیں۔

اس جنگ میں شامل ہو کر خود کو تکلیف میں مبتلا مت کرو کیونکہ یہ ایک خاموش فتنہ ہے جس میں سونے والا جاگنے والے سے بہتر ہے اور کھڑا ہونے والا سوار ہونے والے سے بہتر ہے تم لوگ عرب کے کیڑوں کی طرح نہ بن جاؤ تلواروں کو میان میں رکھو نیزوں کو توڑ دو اور کمانیں توڑ کر پھینک دو مظلوم اور پریشان حال لوگوں کی مدد کرو اور اس وقت تک کے لئے خاموشی اختیار کر لو جب تک اس خلافت کے معاملہ پر اتفاق نہ ہو جائے اور یہ فتنہ دور نہ ہو جائے۔

مسروق، حسنؓ، ابوموسیٰؓ اور عمارؓ کی تلخ گفتگو

سری نے سیف و شعیب کے حوالہ سے محمد و طلحہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب اشتر اور ابن عباسؓ دونوں ناکام ہو کر واپس لوٹ آئے اور تمام حالات سے حضرت علیؓ کو آگاہ کیا تو حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے حضرت حسنؓ کو طلب فرمایا اور انہیں کوفہ روانہ کیا اور ان کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر کو بھی بھیجا اور حضرت حسنؓ سے فرمایا کوفہ جا کر وہاں کے خراب حالات کو درست کرو، یہ دونوں کوفہ پہنچے اور مسجد میں گئے، سب سے پہلے ان کے پاس امام مسروق بن الاجدع آئے اور انہوں نے ان دونوں حضرات کو سلام کیا پھر حضرت عمارؓ کی جانب متوجہ ہو کر سوال کیا اے ابوالیقظان! تم نے حضرت عثمان بن عفانؓ کو کس وجہ سے قتل کیا ہے؟

عمار بن یاسرؓ نے جواب دیا اپنی اغراض ختم ہونے اور اپنی خوشیاں مٹ جانے کی وجہ سے، امام مسروق نے کہا واللہ جس قسم کی تم نے برائی کی ہے اسی قسم کا ضرور تمہیں بدلہ ملے گا کاش تم صبر کرتے کیونکہ صابرین کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہترین اجر رکھا ہے۔

حضرت حسنؓ اور حضرت ابوموسیٰ کا باہم مکالمہ

حضرت ابوموسیٰ کو جب ان لوگوں کی آمد کا علم ہوا تو وہ مسجد میں تشریف لائے اور حضرت حسنؓ کو دیکھ کر سینے سے چمٹا لیا اس کے بعد حضرت عمار بن یاسرؓ کی جانب متوجہ ہو کر فرمایا اے ابوالیقظان! کیا دوسرے لوگوں کی طرح تو نے بھی امیر المومنین کی دشمنی اختیار کر لی تھی اور اس طرح تو نے بھی اپنے آپ کو فاسقین اور فاجرین میں شامل کر لیا، حضرت عمار بن یاسرؓ نے فرمایا میں ایسا کیوں نہ کرتا اور مجھے یہ بات کیوں بری معلوم ہوتی، ابھی عمار بات پوری بھی نہیں کر پائے تھے کہ حضرت حسنؓ نے بات کاٹ دی اور ابوموسیٰ سے مخاطب ہو کر فرمایا اے ابوموسیٰ آپ نے لوگوں کو ہماری

مدد سے کیوں روک دیا ہے واللہ ہمارا ارادہ صرف ان لوگوں کی اصلاح کرنا ہے اور امیر المومنین جیسی ہستی کے بارے میں کسی برائی کا خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔

حضرت ابو موسیٰ نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ نے یہ بات سچ فرمائی لیکن جس سے مشورہ طلب کیا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ برپا ہوگا جس میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا سوار ہونے والے سے۔ اللہ رب العزت نے ہم تمام مسلمانوں کو بھائی بھائی بنایا ہے اور ہمارے اموال اور خون ایک دوسرے پر حرام کیے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یاایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل

(ترجمہ) اے ایمان والوں آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طور پر نہ کھاؤ۔

نیز ارشاد گرامی ہے:

ولا تقتلوا انفسکم، ان اللہ کان بکم رحیماً

(ترجمہ) اور آپس میں ایک دسرے کو قتل نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ تم پر بہت رحیم ہے۔

اور ارشاد ہے:

ومن یقتل مومناً متعمداً فجزاؤہ جھنم خالداً فیھا وغضب اللہ علیہ ولعنہ واعدّ لہ عذاباً عظیماً

(ترجمہ) اور جو شخص کسی مؤمن جان کو قتل کرے اس کی سزا جھنم ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیگا اور اللہ کا غضب اور لعنت اس پر نازل ہوتی رہیگی اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے زبردست عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس بات پر عمار غضبناک ہو گئے اور انہوں نے ابو موسیٰ کو برا بھلا کہا اور لوگوں کو مخاطب کر کے بولے نبی کریم ﷺ نے یہ حکم اس لئے خاص کر دیا ہوگا، تو جس چیز سے بیٹھ جانا چاہتا ہے اس میں تجھ سے کھڑا ہونے والا بہتر ہے۔

یہ سن کر بنو تمیم کا ایک شخص کھڑا ہوا اور اس نے عمار بن یاسر سے کہا اے غلام! تو کل تک فتنہ مچانے والوں میں شامل تھا اور آج ہمارے امیر کے منہ لگ رہا ہے، اس پر زید بن صوحان اور ان کی جماعت نے شور مچایا اور لوگ بھی چلانے لگے حضرت ابو موسیٰ نے لوگوں کو خاموش کیا اور پھر آگے بڑھ کر منبر پر جا بیٹھے اور لوگ بھی خاموش ہو گئے۔

زید بن صوحان کا ام المؤمنین کا خط دکھانا

زید بن صوحان گدھے پر سوار ہو کر مسجد کے دروازے تک پہنچے ان کے پاس حضرت عائشہؓ کے دو خط تھے ایک خط خاص ان کے نام تھا اور ایک تمام اہل کوفہ کے نام تھا اس خط میں تحریر تھا کہ اے لوگو! اپنی جگہ قائم رہو اور اپنے گھروں میں بیٹھے رہو اور قاتلین عثمانؓ کے علاوہ کسی سے جنگ نہ کرو، یہ خط سنانے کے بعد زید بن صوحان نے لوگوں سے کہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت عائشہؓ کو ایک حکم دیا گیا تھا اور ہمارے لئے بھی ایک حکم تھا ان کے لئے تو یہ حکم تھا کہ وہ گھر میں بیٹھیں اور ہمارے لئے یہ حکم تھا کہ ہم اس وقت تک جنگ کریں جب تک کوئی فتنہ باقی نہ رہے،

حضرت عائشہؓ اب ہمیں اس بات کا حکم دے رہی ہیں جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا اور خود اس پر عمل کر رہی ہے جو ہمارے لئے تھا، زید نے ابھی تقریر پوری نہیں کی تھی کہ اشعث بن ربعی نے کھڑے ہو کر ٹوک دیا اے عمانی تو وہی شخص ہے جس

نے جنگ جلولاء میں چوری کی تھی اور اس کی سزا میں خدا نے تیرا ہاتھ کاٹ ڈالا تھا اور اب تو ام المومنین کی مخالفت کر رہا ہے اللہ تعالیٰ تجھے تباہ کریں، ام المومنین نے تو اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگوں کے درمیان مصالحت سے رہیں اور میں بھی پروردگار کعبہ کی قسم! یہی کہتا ہوں۔ اس تقریر سے لوگوں میں ایک شور مچ گیا۔

حضرت ابوموسیٰ کی تقریر

حضرت ابوموسیٰ دوبارہ تقریر کرنے کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا:

اے لوگوں تم میری اطاعت کرو اور تم ایک کپڑے کی طرح خاکسار بن جاؤ تا کہ ظالم تمہارے پاس آ کر پناہ حاصل کر سکے اور خوف زدہ لوگ تمہارے پاس آ کر مامون اور محفوظ ہو جائیں، ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں اور صرف ہم لوگ ہی اس فتنہ سے واقف ہیں جس کی رسول خدا نے ہمیں خبر دی کہ وہ فتنہ جب ظاہر ہوگا تو لوگوں کو شبہات میں مبتلا کر دیگا اور جب ختم ہوگا تو لوگ اس کی حقیقت اور شناعت سے واقف ہوں گے یہ فتنہ لوگوں کو اس طرح کھا جائیگا جیسے پھیلنے والی بیماری شمال اور جنوب آگے اور پیچھے ہر طرف پھیلتی ہے اس میں کبھی کبھی سکون اور اطمینان بھی محسوس ہوتا ہے کوئی نہیں جانتا کہ کون لوگ اس میں مبتلا ہوں گے اور کون اس سے محفوظ رہیگا تم لوگ اپنی تلواریں توڑ دو نیزوں کو بیکار کر دو تیروں کو توڑ دو اور کمانوں کو جلا ڈالو اور اپنے گھروں میں بیٹھ جاؤ اور قریش جنگ ہی کے طالب ہیں اور مدینہ کو چھوڑنا چاہتے ہیں تم لوگ ان کا ساتھ چھوڑ دو تلخی کے وقت اہل علم کو چھوڑ دینے سے فتنہ کی گھٹن اور بڑھ جاتی ہے اور اس کی شاخیں پھوٹ آتی ہیں، اگر تم میری بات مانو گے تو اپنی جانوں کو آرام دو گے اور اگر تم انکار کرو گے تو یہ فتنہ تمہیں گھیر لیگا اور تمہاری کھال اتار کر پھینک دیگا تم لوگ میری نصیحت کو قبول کرو میری بات کو نہ ٹھکراؤ اور میری اطاعت کرو تا کہ تمہارا دین و دنیا دونوں محفوظ رہیں اور اس فتنہ کی بدبختی میں وہی شخص مبتلا ہو جس نے اس فتنہ کو جنم دیا ہے۔

زید بن صوحان کا جواب

حضرت ابوموسیٰ کی تقریر کے بعد زید بن صوحان کھڑا ہوا اس کا کٹا ہوا ہاتھ لٹک رہا تھا اس نے کہا اے ابوموسیٰ اگر تو فرات کو اس راستے سے لوٹانا چاہتا ہے تو لوٹا دے اور اگر تو اس پر قدرت رکھتا ہے تو ایسا کر دکھا لیکن مجھے اس پر مجبور نہ کر، اس کے بعد زید نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

آلم . احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لایفتنون
ولقد فتنا الذین من قبلھم فلیعلمنّ اللہ الذین صدقوا
ولیعلمنّ الکذبین .

(ترجمہ) کیا لوگوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ انہیں صرف یہ کہنے پر کہ ہم ایمان لے آئے ہیں آزمائے بغیر چھوڑ دیا جائیگا اور ہم نے پہلی قوموں کو بھی آزمایا تھا تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ ان میں کون سچا اور جھوٹا ہے۔

اس کے بعد کہا اے لوگو! تم امیر المومنین اور سید المرسلین کی امداد کے لئے چلو اور سب کے سب فوراً کوچ کرو تاکہ تم حق کو حاصل کرسکو۔

قعقاع بن عمرو کی تقریر

اس کے بعد قعقاع بن عمرو نے کھڑے ہو کر کہا:

اے لوگو! میں تمہارا ناصح ہوں اور تمہارے لئے یہ باتیں بطور شفقت کہہ رہا ہوں اور یہ چاہتا ہوں کہ تم لوگوں کو ہدایت حاصل ہو جائے میں تم سے جو بھی بات کہوں گا وہ حق ہو گی امیر نے جو بات کہی ہے وہ بھی حق ہے بشر طیکہ اس کا کوئی ذریعہ موجود ہو اور زید بن صوحان نے جو کہا ہے اس میں اتنی بات کا اضافہ کرلو کہ تم اس کام میں کسی سے نصیحت طلب نہ کرو کیونکہ کوئی شخص فتنہ میں مبتلا ہونے اور اس کی طرف چلنے کے بعد اس سے بچ نہیں سکتا۔

لیکن فی الحقیقت بات یہ ہے کہ خلافت وامارت کے بغیر نہ تو لوگوں کا انتظام ہو سکتا ہے اور نہ ظالم سے انتقام لیا جا سکتا ہے اور نہ ہی مظلوم سے ہمدردی کی جا سکتی ہے، یہ ابن ابی طالب موجود ہیں جنہیں خلیفہ منتخب کیا گیا ہے انہوں نے لوگوں کو دعوت دینے میں انصاف سے کام لیا ہے وہ لوگوں کو اصلاح کی دعوت دیتے ہیں اس لئے تم فوراً کوچ کرو اور اس کام میں ان کے تابع وفرمانبردار بن جاؤ۔

سیحان کا خطاب

اس کے بعد سیحان کھڑے ہوئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

اے لوگو! اس کام کے لئے لوگوں میں سے ایک نہ ایک والی ہونا اشد ضروری ہے تاکہ ظالم کی مدافعت اور مظلوم کی دادرسی کی جا سکے اور لوگوں کو متحد اور متفق کیا جا سکے اسی بات کی طرف یہ امیر تمہیں دعوت دے رہا ہے تاکہ اس امیر اور طلحہ وزبیر کے مابین جو اختلافات ہیں ان پر سنجیدگی سے غور کیا جا سکے، علیؓ بن ابی طالب تمام امت کے نزدیک امین اور دین کے فقیہ ہیں جو شخص بھی ان کا ساتھ دینے کے لئے جائیگا ہم اس کے ساتھ جائیں گے۔

عمارؓ کی تقریر

اس کے بعد عمار بن یاسر تقریر کے لئے کھڑے ہوئے اور کہا: اے لوگو! یہ رسول خدا کے چچازاد بھائی ہیں جو تمہیں رسول اللہ کی زوجہ اور طلحہ وزبیر کے مقابلہ پر لیجانا چاہتے ہیں، میں بھی اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ام المومنین حضرت عائشہؓ دنیا میں رسول اللہ کی زوجہ ہیں اور آخرت میں بھی آپ کی زوجہ ہونگی لیکن تم حق کو دیکھو اور علیؓ کے ساتھ مل کر جنگ کرو۔

ایک شخص نے دوران تقریر کھڑے ہو کر کہا تعجب کی بات ہے کہ جس کے لئے تم جنت کی شہادت دے رہے ہو اس کے مقابلے میں اس شخص کی مدد کر رہے ہو جس کے لئے تم جنت کی گواہی نہیں دیتے، یہ سن کر حضرت حسنؓ نے حضرت عمارؓ سے فرمایا اے عمار! تم اپنی تقریر سے ہمیں معاف رکھو کیونکہ دوسروں کی اصلاح کے لئے سب سے پہلے اہلیت کی ضرورت ہوتی ہے۔

حضرت حسنؓ کی تقریر

اس کے بعد حضرت حسنؓ نے تقریر فرمائی اور لوگوں کو مخاطب کر کے کہا: اے لوگو! اپنے امیر کی دعوت کو قبول کرو اور اپنے بھائیوں کی مدد کے لئے چلو کیونکہ علی بن ابی طالبؓ اس کے اہل ہیں کہ ان کی مدد کیجائے، خدا کی قسم! عقلمند لوگ انہی کے ساتھ شامل ہوں گے اور اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے تم لوگ ہماری دعوت کو قبول کرو اور جس امتحان میں ہم اور تم مبتلا ہو گئے ہیں اس میں ہماری مدد کرو۔

لوگوں نے حضرت حسنؓ کی تقریر کو بغور سنا اور پھر ان کی دعوت کو قبول کیا اور انکے ساتھ چلنے پر راضی ہو گئے، بنو طے کی ایک جماعت عدی بن حاتم کے پاس پہنچی اور ان سے پوچھا اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے اور ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

حضرت عدیؓ نے جواب دیا ہم اس پر غور خوض کر رہے ہیں کہ لوگ کیا طریقہ کار اختیار کرتے ہیں لیکن جب حضرت عدی کو حضرت حسنؓ کی تقریر کی اطلاع ملی تو انہوں نے فرمایا ہم اس شخص کی بیعت کر چکے ہیں اور اب وہ ہمیں نیک کام کرنے کی دعوت دے رہا ہے اور اس عظیم حادثہ میں ہماری مدد کا طلب گار ہے اس لئے ہم ان کی مدد کے لئے ضرور جائیں گے اور دیکھیں گے کہ کیا معاملات ہیں۔

ہند بن عمرو اور حجر بن عدی کی تقریر

ہند بن عمرو نے کھڑے ہو کر کہا اے لوگو! امیر المومنین نے ہمیں دعوت دی اور اپنے متعدد پیامبر ہمارے پاس بھیجے حتیٰ کہ اب ان کے صاحبزادے آئے ہیں ان کی باتیں سنو اور انکے حکم کو تسلیم کر کے اپنے امیر کی اطاعت کے لئے کوچ کرو اور اس معاملہ میں انہی کے ساتھ شامل ہو کر غور کرو اور اپنی رائے سے بھی ان کی مدد کرو۔

اس کے بعد حجر بن عدی نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اے لوگو! امیر المومنین کے حکم کو قبول کرو اور سواری اور بغیر سواری ان کی مدد کے لئے روانہ ہو جاؤ میں تو تم سے پہلے چلنے کے لئے تیار ہوں۔

مقطع بن ہیثم اور اشتر کا ٹکراؤ

حجر بن عدی کے بعد اشتر نخعی نے کھڑے ہو کر زمانۂ جاہلیت اور اس کی شدت کا ذکر کیا پھر دین اسلام کی نرمی کو بیان کیا اور آخر میں عثمان بن عفان کا ذکر کیا ابھی یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ مقطع بن ہیثم بن فجیع العامری البکائی نے کھڑے ہو کر اسے ٹوکا اور غصہ سے کہا اے بھونکنے والے کتے! اللہ تعالیٰ تیری صورت بگاڑے، خاموش ہو جا، اس بات پر تمام لوگ کھڑے ہو گئے اور اشتر کو بٹھا دیا۔

مقطع نے کھڑے ہو کر کہا خدا کی قسم! آئندہ ہم کبھی اپنے کسی امام کا ذکر نہ کر سکیں گے اور ہم پر پردہ ڈال دیا

جائیگا واللہ اگر یہ لوگ حضرت علیؓ کی خلافت پر راضی نہ ہوں گے تو ہماری موجودگی میں ہی لوگوں کی زبانیں کاٹ دی جائینگی اس لئے علی بن ابی طالبؓ جو بھی بات تمہارے سامنے پیش کر رہے ہیں اسے قبول کرو۔

بری اور بحری سفر

مقطع کی تقریر پر حضرت حسنؓ نے کھڑے ہو کر فرمایا اس بوڑھے نے سچ بات کہی ہے میں کل یہاں سے کوچ کرنے والا ہوں جو بھی شخص میرے ساتھ چلنا چاہے وہ سواری پر میرے ساتھ چلے اور جو دریا کی راہ جانا چاہے وہ دریا کی راہ چلا جائے اس پر کچھ لوگوں نے خشکی پر چلنے کا فیصلہ کیا اور کچھ نے دریائی راہ سے، یوں چھ ہزار افراد خشکی کی راہ چلنے کے لئے تیار ہو گئے اور دو ہزار آٹھ سو افراد دریائی راہ سے گئے۔

عبد خیر کا حضرت ابو موسیٰ سے مکالمہ

نصر بن مزاحم العطاری نے بحوالہ عمر بن سعید اور اسد بن عبداللہ کے کچھ اہل علم کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ عبد خیر الخیوانی ابو موسیٰ کے پاس گئے اور ان سے سوال کیا اے ابو موسیٰ کیا ان دونوں شخصوں نے یعنی طلحہ اور زبیر نے حضرت علیؓ کی بیعت نہیں کی تھی؟ ابو موسیٰ نے کہا ہاں کی تھی، اس نے پھر پوچھا تو پھر ان دونوں کو کیا برائیاں نظر آئی کہ ان کے لئے حضرت علیؓ کی بیعت توڑنا جائز ہوا؟ ابو موسیٰ نے کہا مجھے معلوم نہیں، عبد خیر نے دوبارہ پوچھا جب آپ نہیں جانتے تو میں اس سلسلہ میں آپ سے کوئی سوال نہیں کروں گا جب تک کہ آپ کو اس کا علم نہ ہو جائے لیکن یہ بتائیں کہ جب آپ اسے فتنہ قرار دیتے ہیں تو یہ بتایئے کہ اس فتنہ سے کون شخص محفوظ ہوگا اس وقت لوگ چار جماعتوں میں منقسم ہو جائیں گے حضرت علیؓ کوفہ میں، طلحہ اور زبیر بصرہ میں، امیر معاویہ شام میں اور چوتھی جماعت حجاز میں ہے جو اس جنگ میں کسی قسم کا حصہ نہیں لے رہی ہے اور نہ ہی کوئی جماعت اس سے جنگ کر رہی ہے۔

ابو موسیٰ نے کہا یہی لوگ سب سے بہتر ہیں بقیہ سب لوگ فتنہ میں مبتلا ہیں، عبد خیر نے کہا آپ پر کینہ پرستی چھائی ہوئی ہے۔

اشتر کا کوفہ جانے کیلئے اپنے آپ کو پیش کرنا

اشتر نے حضرت علیؓ سے عرض کیا اے امیر المومنین آپ نے ان دونوں آدمیوں سے قبل ایک اور شخص کو کوفہ روانہ کیا تھا اور یہ دونوں آدمی جو آپ نے کوفہ روانہ کئے ہیں واقعتاً اس لائق ہیں کہ آپ کے مرضی کے مطابق لوگوں کو آمادہ کر سکیں یہ تو مجھے معلوم نہیں کیا حالات پیش آئیں گے لیکن اگر آپ مجھے ان کے پیچھے روانہ کریں تو یہ بہتر ہے کیونکہ اہل کوفہ میرے بہت مطیع ہیں اگر میں وہاں چلا جاؤں تو مجھے توقع ہے کہ اہل کوفہ میں سے کوئی بھی میری مخالفت نہیں کرے گا، حضرت علیؓ نے فرمایا اچھا تم بھی چلے جاؤ۔

اشتر وہاں سے روانہ ہو کر کوفہ پہنچا لوگ جامع مسجد میں جمع تھے اشتر کا جہاں سے بھی گذر ہوتا اور انہیں وہاں کچھ لوگ نظر آتے تو وہ انہیں دعوت دیتا اور کہتا میرے پیچھے قصر چلے آؤ اس طرح وہ لوگوں کی ایک جماعت کو لیکر قصر پہنچا قصر پہلے ہی سے بھرا ہوا تھا اشتر اس جماعت کو ساتھ لیکر اندر داخل ہوا۔

ابوموسیٰ کا اس لڑائی سے دور رہنے کا مشورہ

مسجد میں ابوموسیٰ لوگوں کے سامنے کھڑے ہو کر تقریر کر رہے تھے اور انہیں جنگ میں شمولیت سے منع کر رہے تھے انہوں نے اپنی تقریر میں مزید فرمایا:

اے لوگوں یہ اندھا اور بہرا فتنہ ہے جو سب کو روند ڈالے گا اس فتنہ میں سونے والا جاگنے والے سے اور دوڑنے والا سوار سے بہتر ہے یہ پیٹ کے کیڑے کی طرح کھا جانے والا فتنہ ہے جو تمہارے پاس تمہاری امن گاہ سے آیا ہوا ہے یہ فتنہ عقلمند و دانا انسان کو بھی ایسا بنا دے گا جیسے کل کا بچہ ہے، اے لوگوں ہم رسول اللہؐ کے صحابہ ہیں اور اس فتنہ سے خوب خوب واقف ہیں جب یہ آئیگا تو لوگوں کو شبہات میں مبتلا کر دیگا اور جب ختم ہوگا تو اس کی شناعت ظاہر ہو جائیگی۔

عمار بن یاسر ابوموسیٰ کو مخاطب کرنا چاہتے تھے حتیٰ کہ حضرت حسنؓ نے ان سے فرمایا ہمارے اس کام سے تم علیحدہ ہو جاؤ، تمہاری ماں مرے، ہمارے منبر سے اتر جاؤ، عمار نے کہا کیا یہ حدیث واقعتاً تم نے رسول اللہ سے سنی ہے؟ ابوموسیٰ نے کہا یہ میرا ہاتھ موجود ہے جو میں کہہ رہا ہوں سچ کہہ رہا ہوں، عمار نے کہا تو رسول اللہؐ نے خاص طور پر تمہارے لئے فرمایا ہوگا، تجھ جیسے بیٹھنے والے سے کھڑا ہونے والا بہتر ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو ضرور غالب فرمائیگا جو اس فتنہ پر غالب آئیگا اور اس کا ہر ممکن مقابلہ کریگا۔

ابوموسیٰ سے اشتر کی گستاخی

نصر بن مزاحم نے بواسطہ عمر بن سعید اور نعیم، ابومریم الثقفی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ خدا کی قسم میں اس روز مسجد میں موجود تھا عمار ابوموسیٰ سے تکرار کر رہے تھے اور ابوموسیٰ اپنی بات دہرا رہے تھے کہ اسی اثناء میں ابوموسیٰ کے کچھ غلام چلاتے ہوئے آئے کہ اشتر قصر میں داخل ہو گیا ہے اور اس نے ہمیں مار کر قصر سے نکال دیا ہے، ابوموسیٰ منبر سے اتر کر قصر گئے تو اشتر نے چلا کر کہا تمیری ماں مرے، ہمارے قصر سے نکل جا، اللہ تیری جان نکالے واللہ تو پرانا منافق ہے ابوموسیٰ نے کہا مجھے یہاں سے جانے کے لئے شام تک کی مہلت دو، اشتر نے کہا ہاں شام تک مہلت ہے لیکن رات گذارنے کی اجازت نہیں۔

یہ حالات دیکھ کر لوگ قصر میں گھس آئے اور ابوموسیٰ کا سامان لوٹنا شروع کر دیا اشتر نے ان لوگوں کو روکا اور قصر سے باہر نکال دیا اور لوگوں سے کہا میں نے اسے باہر نکال دیا ہے اس بات پر لوگ ابوموسیٰ پر دست درازی سے رک گئے۔

صلح کی بات چیت

سری نے بحوالہ شعیب وسیف اور عمرو، امام شعبی کا قول نقل کیا ہے کہ جب اہل کوفہ ذی قار پہنچے تو حضرت علی دیگر چند اشخاص کے ساتھ جن میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ بھی تھے ان سے ملنے آئے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا اے اہل کوفہ! تمہیں اہل عجم کے بادشاہوں کی شان وشوکت عطا کی گئی تم نے عجم کی قوتوں کو پاش پاش کیا حتیٰ کہ تم ان کے مالک بن گئے تم نے لوگوں کو اپنی حفاظت سے بے بہرہ بنا دیا اور اوروں کی ان دشمنوں کے مقابلہ میں مدد کی، میں نے تمہیں اس لئے بلایا ہے تاکہ تم ہمارے ساتھ بصرہ والوں کے پاس چلو اگر وہ اپنی بات سے رجوع کر لیں تو یہی ہمارا

مقصد ہے۔ اگر وہ ہماری باتوں سے انحراف کریں تو اولاً ان سے نرمی کریں اور ان پر حقیقت ظاہر کر دیں وہ جب تک ہم پر ظلم نہ کریں ہم ان پر دست درازی نہیں کریں گے اور اصلاح کے جتنے طریقے ممکن ہوں ہم ان کو اختیار کریں گے انشاء اللہ فساد سے ہر ممکن احتراز کریں گے اور ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا اور اللہ رب العزت کے علاوہ کسی میں طاقت وقوت نہیں

الغرض ذی قار میں سات ہزار دوسو آدمی جمع ہوئے اور اس کے علاوہ بنوعبد القیس جو بصرہ اور ذی قار کے درمیان تھے یہ لوگ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا انتظار کر رہے تھے اور وہ بھی کئی ہزار تھے اور دریا کی راہ سے چار سو آدمی آرہے تھے۔

عمائدین اہلِ کوفہ

سری نے بحوالہ شعیب وسیف، محمد اور طلحہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ذی قار میں قیام فرمایا تو محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر کو کوفہ روانہ کیا اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عباس اور اشتر کو اور پھر حضرت حسن وعمار کو روانہ فرمایا، ان کے وہاں جانے سے یہ فائدہ ہوا کہ جو شخص جنگ میں شریک ہونا چاہتے تھے وہ جنگ کے لئے روانہ ہو گئے اور جو سردار خود نہ جا سکے ان کے متبعین مدد کے لئے آئے یہ پورا لشکر پانچ ہزار پر مشتمل تھا جن میں سے نصف خشکی کے راستے سے آئے اور باقی دریائی راستے سے، اور جو لوگ جنگ کے لئے نہیں آئے ان کی تعداد بہت قلیل تھی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سفر کا ارادہ کر رہے تھے انہیں صرف اس جماعت کی شمولیت کا انتظار تھا، اس جماعت کے سردار قعقاعؓ بن عمرو، سعید بن مالک، ہند بن عمر اور ہیثم بن شہاب تھے اور کوچ کرنے والے لشکر کے سردار زید ابن صوحان، اشتر مالک بن حارث، عدی بن حاتم، مسیب بن نخبہ اور یزید بن قیس تھے اور ان کے ساتھ ان کے متبعین بھی تھے اور ان کے علاوہ اور لوگ بھی ان سے مرتبہ میں کم نہ تھے، فرق صرف یہ تھا کہ وہ لوگ امیر نہ تھے مثلاً حجر بن عدی اور محدوج البکری اور ان کے علاوہ کوفہ میں اور بھی لوگ جو صائب رائے تھے ان میں سے اکثر و بیشتر مدد کے لئے آئے تھے

قعقاع کی بصرہ روانگی

جب تمام لوگ ذی قار پہنچے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قعقاع بن عمرو کو طلب کیا اور انہیں بصرہ والوں کے پاس قاصد بنا کر بھیجا، حضرت علیؓ نے فرمایا تم بصرہ جا کر حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ سے ملو اور انہیں باہمی محبت اور اتحاد کی دعوت دو اور افتراق بندی سے انہیں ڈراؤ، پھر حضرت علیؓ نے ان سے سوال کیا اگر طلحہؓ اور حضرت زبیر تم سے دوسری باتیں کریں تو تم کیا کرو گے؟

قعقاعؓ نے فرمایا اولاً میں ان سے وہی بات کروں گا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا، اور اگر اس کے علاوہ دوسری باتیں کریں تو میں اپنی رائے سے اس کا جواب دونگا اور حتی الامکان کوشش کرونگا کہ ان کی باتوں کا صحیح جواب دیا جائے اور جو مناسب ہوگا اس پر عمل کیا جائے۔

قعقاع کی رہنمایان صحابہ سے گفتگو

قعقاعؓ جب بصرہ پہنچے تو حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں سلام کیا اور ان سے عرض کیا

اے میری ماں! آپ کے یہاں پر تشریف لانے کی کیا وجہ ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں یہاں لوگوں کی اصلاح کے لئے آئی ہوں، قعقاعؓ نے کہا آپ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ دونوں کو بلوا لیجئے تاکہ میں ان سے بھی اس بارے میں انکے خیالات کو معلوم کروں؟

حضرت عائشہؓ نے بلاوا بھیج کر ان دونوں کو طلب کیا جب یہ دونوں آ گئے تو قعقاع ان دونوں سے مخاطب ہوئے اور عرض کیا میں ام المومنین سے اس شہر میں تشریف آوری کا غرض دریافت کر چکا ہوں انہوں نے فرمایا کہ میں لوگوں کی اصلاح کے لئے آئی ہوں، کیا آپ حضرات کو اس بات سے اتفاق ہے یا اختلاف؟

حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے فرمایا ہمیں اس بات سے اتفاق ہے۔

قعقاع بن عمرو کی اصلاح پسند گفتگو

قعقاع نے فرمایا پھر اس اصلاح کی کیا صورت ہے واللہ اگر ہم اسے بہتر کام سمجھیں گے تو ضرور قبول کریں گے اور اگر غلط سمجھیں گے تو ضرور احتراز کریں گے حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے فرمایا جب تک حضرت عثمانؓ کے قاتلین قتل نہ کئے جائیں اس وقت تک معاملہ درست نہیں ہو سکتا کیونکہ اگر قصاص ترک کر دیا جائے تو یہ قرآن کا ترک کرنا ہوگا اور قصاص لینے میں قرآنی احکام کا احیاء ہے قعقاع نے فرمایا تم لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے قاتلوں میں سے بصرہ کے بہت سے لوگوں کو قتل کیا حالانکہ اس سے قبل معاملات اس سے بہتر طور پر درست ہو سکتے تھے تم لوگوں نے چھ سو سے زیادہ قاتلین کو قتل کیا صرف ایک شخص بچ سکا ہے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان لوگوں کے قتل پر چھ ہزار آدمی غضب ناک ہو گئے اور تمہارا ساتھ چھوڑ دیا اگر ان لوگوں سے جنگ کرو گے تو یہ تمام قبائل پر ٹوٹ پڑیں گے نتیجہ یہ ہوگا کہ جس چیز سے تم ڈر رہے ہو اور جس کے باعث تم لوگوں نے یہ اختلاف کیا ہے اس سے بھی خطرناک حالات پیش آئیں گے اور اسی قتل کے باعث مضر اور ربیعہ کے آدمیوں نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور تم سے جنگ کرنے پر آمادہ ہو گئے ہیں اور یہ صرف ان مقتولین کی وجہ سے ہوا ہے اور اگر آپ لوگ دوسروں کے ساتھ بھی یہی کرتے رہے تو بہت بڑی تباہی آئیگی کہ پھر آبادی کی توقع بھی نہیں کی جا سکے گی۔

اس کام کے لئے سکون و اطمینان کی ضرورت ہے اور جب حالات سازگار ہو جائیں تو اس وقت اس معاملہ پر غور کیا جائیگا اگر آپ لوگ ہماری بیعت کر لیں تو یہ ایک رحمت کا سبب بنے گا اور اس صورت میں ہم حضرت عثمانؓ کا قصاص بھی لے سکیں گے اور امت میں بھی عافیت پیدا ہوگی اور اگر تم جنگ کے علاوہ کوئی بات قبول نہیں کرو گے تو اس میں بہت بڑا فتنہ پیدا ہوگا اور قصاص بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا اور اللہ اس امت پر آفتیں نازل فرمادیگا اس لئے تم لوگ عافیت کے طلبگار بنو اور ہمیں مصیبت میں مبتلا نہ کرو اور نہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے مسائل پیدا کرو کیونکہ اس سے ہم سب ہلاک ہو جائینگے، واللہ میں تمہیں صرف اس کی دعوت دینے آیا ہوں مجھے تو حالات درست ہونے کی کوئی توقع نہیں جب اللہ تعالیٰ حضرت عثمانؓ کے قتل کا بدلہ لیں گے تب ہی حالات درست ہونگے بصورت دیگر حالات دن بدن خراب ہوتے جائیں گے اور کوئی اس پر قابو نہیں پا سکے گا۔

حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے فرمایا تم نے جو بات کہی ہے بالکل درست ہے اب تم جا سکتے ہو اگر تمہارے یہی خیالات ہیں تو ہم اس مصالحت پر آمادہ ہیں۔

صبحِ امید

قعقاعؓ خوشی خوشی حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور انہیں حالات سے مطلع کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ بھی بہت خوش ہوئے اور تمام لوگ صلح کی گفتگو کرنے لگے ان میں بعض ایسے تھے جو صلح سے بہت خوش تھے اور بعض صلح کو ناپسند کرتے تھے۔

جب حضرت علیؓ ذی قار آ کر ٹھیرے تو بصرہ والے ان کے لشکر میں آنے جانے لگے، ابھی قعقاع واپس بھی نہیں آئے تھے کہ بنو بکر اور بنو تمیم کے وفد آئے تا کہ معلوم کریں کہ کوفہ سے جو ان کے بھائی آئے ہیں ان کی کیا رائے ہے؟ تا کہ اہل کوفہ کو بتا دیا جائے کہ ان کی غرض و غایت اصلاح کی ہے اور وہ حضرت علیؓ سے جنگ کرنے والے نہیں اور کوفہ اور بصرہ کے قبائل ایک دوسرے کے پاس آنے جانے لگے اور کوئی بھی صلح کے طلب گار بن گئے اور حضرت علیؓ کے پاس جا کر اپنے خیالات کا اظہار کیا حضرت علیؓ نے جریر بن شرس سے زبیرؓ اور طلحہؓ کے بارے میں مشورہ طلب کیا، اسنے کہا کہ ان کا معاملہ نہایت معمولی بھی ہے اور اہم بھی اور یہ اشعار پڑھے:

الا ابلغ بنی بکر رسولا . فلیس الی بنی کعب سبیلُ

سیر جع ظلمکم منکم علیکم . طویل الساعدین له فضو ل

بنو بکر کے پاس آپ کوئی قاصد کیوں روانہ نہیں فرماتے۔ کیونکہ بنو کعب تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ عنقریب تمہارا ظلم تم پر لوٹ جائیگا۔ وہ لمبے بازوں والا ہے اور اسے کاٹا آتا ہے۔

حضرت علیؓ نے اسے جواب دیا:

الم تعلم ابا سمعان انّا . نردّ الشیخ مثلک ذا الصداع

ویذھل عقله بالحرب حتیٰ . یقوم فیستجیب لغیر داع

فدافع عن خزاعة جمع بکرِ . وما بک یا سراقة من دفاع

اے ابو سمعان! کیا تو نہیں جانتا کہ ہم تجھ جیسے بوڑھے کو پاگل بنا کر لوٹا دیتے ہیں۔ اس کی جنگ کرتے کرتے عقل جاتی رہی ہے حتیٰ کے کسی کے پکارے بغیر یہ مدد کو کود پڑتا ہے۔ بکر کی جماعت نے خزاعہ کے حملہ کو روک دیا ہے ورنہ اے سراقہ تجھ سے دفاع کب ممکن تھا۔

کلیب کا عجیب سچا خواب

کلیب الجرمی اپنا خواب ذکر کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ کی حیات میں ایک خواب دیکھا کہ ایک شخص کو حکومت سپرد کی گئی اور وہ بستر پر بیمار پڑا ہے اور اس کے سرہانے ایک عورت کھڑی ہے اور لوگ اس شخص پر ہر طرف سے حملہ کر رہے ہیں اگر وہ عورت انہیں روک دیتی تو وہ رک جاتے ہیں لیکن اس عورت نے انہیں بالکل منع نہیں کیا لوگوں نے آگے بڑھ کر اس امیر کو پکڑ لیا اور قتل کر دیا۔

میں نے اپنا یہ خواب سفر و حضر میں بیان کیا لوگ سن کر تعجب کرتے مگر اس کی تعبیر کسی کی سمجھ میں نہیں آتی لیکن جب حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے، اس وقت ہم جہاد سے آ رہے تھے میرے ایک ساتھی بولے اے کلیب تیرے خواب کی یہ تعبیر ہے۔

حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ کے بارے میں لوگوں کی رائے اور حضرت عائشہ کا فیصلہ

ہمارے جہاد سے واپسی کے چند دنوں کے بعد لوگوں میں مشہور ہوا کہ طلحہ اور زبیر آ رہے ہیں اور ساتھ ام المومنین حضرت عائشہ بھی ہیں اس سے لوگوں میں خوف پیدا ہوا اور تعجب بھی، لوگوں کا خیال تھا کہ ان دونوں نے حضرت عثمانؓ سے ناراض ہو کر لوگوں کو ان کے خلاف اکسایا تھا اور اب رسوائی کا خیال کرتے ہوئے بطور قصاص ان کا قصاص لینے نکلے ہیں۔

ام المومنین نے فرمایا ہم تم لوگوں کی وجہ سے حضرت عثمانؓ کی تین باتوں پر ناراض رہے لیکن یہ بہت ناانصافی ہوگی کہ ہم عثمانؓ کی خاطر تمہاری غلطیوں پر ناراض نہ ہوں، تم سے ہماری ناراضگی تین باتوں پر ہے، اول حضرت عثمانؓ کے قتل پر، دوم ماہ ذی الحجہ کی بے حرمتی پر، سوم مدینۃ الرسول کی بے حرمتی پر۔

کلیب کی عمر بن ابی بکر سے گفتگو

اور کلیب کے خواب کی تعبیر

لوگوں نے طلحہ اور زبیرؓ سے سوال کیا کیا تم نے علی سے بیعت نہیں کی تھی انہوں نے جواب دیا ہاں بیعت ضرور کی تھی لیکن ہماری گردنوں پر تلوار رکھی ہوئی تھی۔

کلیب کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ بصرہ کے قریب پہنچ چکے تھے مجھ سے اور دو آدمیوں سے میری قوم نے کہا کہ تم علی کرم اللہ وجہہ کے پاس جاؤ اور طلحہ اور زبیر کی بیعت کے بارے میں معلوم کرو کیونکہ ہم اس اختلاف کی وجہ سے شش و پنج میں پڑ گئے ہیں، ہم بصرہ سے علیؓ کے لشکر کی طرف چلے سامنے سے ایک شخص خچر پہ سوار نظر آیا میں نے اپنے ساتھی سے کہا کیا تم نے اس عورت کو دیکھا ہے یہ تو بالکل اس عورت کے مشابہ ہے جو میں نے خواب میں سرہانے کھڑی دیکھی تھی۔

جب وہ ہمارے قریب پہنچے تو اس نے ہم سے پوچھا تم نے مجھے دیکھ کر کیا کہا ہے، میں نے انکار کیا تو وہ چلا کر بولی خدا کی قسم! تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑا جائیگا جب تک تم مجھے بات نہ بتاؤ گے، اس کی اس بات پر مجھے بہت خوف محسوس ہونے لگا آخر کار ہم نے اسے واقعہ بتایا اس نے کہا واللہ یہ تو نہایت عجیب بات ہے، ہم نے لشکر کے ایک آدمی سے پوچھا یہ کون ہے تو اس نے کہا یہ محمد بن ابی بکر ہے اب بات سمجھ آ گئی تھی جو عورت سرہانے کھڑی تھی وہ حضرت عائشہ تھی اس وجہ سے ہمیں اختلافات سے اور بھی نفرت ہو گئی۔

حضرت علیؓ کی بے کسی

کلیب کہتے ہیں جب ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس پہنچے تو انہیں سلام کیا اور پوچھا طلحہؓ اور زبیرؓ کی بیعت کا کیا مسئلہ ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا لوگوں نے حضرت عثمانؓ کے خلاف بغاوت کی اور میں ان اختلافات سے علیحدہ تھا اور پھر لوگوں نے انہیں شہید کر دیا اور مجھے امیر بنایا حالانکہ میں امارت پر راضی نہ تھا، اگر مجھے دین کا خوف نہ ہوتا تو یہ میں ہرگز قبول نہ کرتا۔ پھر حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے بیعت توڑنے کا ارادہ کیا میں نے ان سے عہد لیا اور انہیں عمرہ کے

لئے اجازت دی اور یہ دونوں ام المومنین کے پاس پہنچے اور انہیں راضی کر لیا اور ام المومنین کے سامنے وہ چیزیں پیش کیں جو ان کے لئے حلال نہ تھیں۔ ام المومنین نے اس خیال سے ان کا ساتھ دیا تا کہ مسلمانوں کی جماعت میں انتشار پیدا نہ ہو جائے پھر حضرت علیؓ کے حامیوں نے ہم سے کہا واللہ ہم ان سے اس وقت تک جنگ نہ کریں گے جب تک کہ وہ خود پہل نہ کریں، ہم تو میدان میں صرف اصلاح کے لئے آئے ہیں۔

کلیب کی بیعت کا قصہ

اس کے بعد علیؓ کے ساتھیوں نے چلانا شروع کیا کہ حضرت علیؓ سے فوراً بیعت کرو، میرے ساتھیوں نے تو بیعت کر لی لیکن میں رکا رہا اور عرض کیا میری قوم نے مجھے صرف معلومات کے لئے بھیجا ہے میں اپنی جانب سے کوئی کام نہیں کر سکتا، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اگر وہ بیعت نہ کریں۔

کلیب نے کہا تو میں بھی بیعت نہ کروں گا، حضرت علیؓ نے فرمایا لیکن اگر تمہاری قوم نے تمہیں قاصد بنا کر بھیجا ہو؟ کلیب نے کہا، جب تک میں ان کے پاس لوٹ کر واپس نہ جاؤں اور ان سے حقیقتِ حال بیان نہ کروں تا کہ وہ بھی حقیقت پر پہنچ جائیں اس وقت تک میں کوئی فیصلہ بھی نہیں کر سکتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ کلیب نے کہا میں طلحہ اور زبیر کا ساتھ نہیں دے سکتا بلکہ اس معاملہ میں میں ان کا مخالف ہوں، حضرت علیؓ نے فرمایا تو اپنا ہاتھ بڑھاؤ۔

کلیب کہتے ہیں واللہ میں ان کی بات کا انکار نہیں کر سکا اور میں نے ہاتھ بڑھا دیا اور بیعت کر لی اس وجہ سے کلیب کہا کرتے تھے کہ حضرت علیؓ عرب کے سمجھ دار لوگوں میں سے ہیں۔

حضرت علیؓ نے پوچھا کیا تم حضرت طلحہ اور حضرت زبیرؓ سے کوئی بات سنی تھی؟ کلیب نے کہا زبیرؓ نے کہا کہ اس سے زبردستی بیعت لی گئی ہے اور طلحہؓ نے تمثیلاً میرے سامنے یہ اشعار پڑھے:۔

الا ابلغ بنی بکر رسولا . فلیس الی بنی کعب سبیلُ

سیر جع ظلمکم منکم علیکم . طویل الساعدین له فضو ل

بنو بکر کے پاس آپ کوئی قاصد کیوں روانہ نہیں فرماتے۔ کیونکہ بنو کعب تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ عنقریب تمہارا ظلم تم پر لوٹ جائیگا۔ وہ لمبے بازوں والا ہے اور اسے کاٹنا آتا ہے۔

آپؓ نے جواب دیا:

الم تعلم ابا سمعان انّا . نردّ الشیخ مثلک ذا الصداع

ویذهل عقله بالحرب حتیٰ . یقوم فیستجیب لغیر داع

فدافع عن خزاعة جمع بکرٍ . وما بک یا سراقة من دفاع

اے ابو سمعان! کیا تو نہیں جانتا کہ ہم تجھ جیسے بوڑھے کو پاگل بنا کر لوٹا دیتے ہیں۔ اس کی جنگ کرتے کرتے عقل جاتی رہی ہے حتیٰ کے کسی کے پکارے بغیر یہ مدد کو کود پڑتا ہے۔ بکر کی جماعت نے خزاعہ کے حملہ کو روک دیا ہے ورنہ اے سراقہ تجھ سے دفاع کب ممکن تھا۔

آغازِ جنگ

حضرت علی کا اعلان

حضرت علیؓ نے ذی قار کوچ کر کے بصرہ کے ایک جانب ڈیرے ڈال دیئے۔ طلحہؓ اور زبیرؓ نے خندقیں کھود رکھی تھیں بصرہ والے ایک دوسرے کو کہنے لگے ہم نے تو کوفہ والوں کو یہ کہتے سنا تھا کہ وہ صلح کی غرض سے نکلے تھے اور ان کا ارادہ ہرگز جنگ کا نہیں تھا، ہم آپس میں صلح کی باتیں کر رہے تھے کہ اچانک دونوں لشکروں کے بچے ایک دوسرے کو گالیاں دینے لگے پھر ان میں تیراندازی شروع ہوگئی اور یوں ایک دم ہی باقاعدہ جنگ شروع ہوگئی، لشکر علیؓ نے لشکر زبیرؓ کو خندق میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا۔ خندق پر زبردست جنگ ہوتی رہی حتیٰ کہ حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ بھی میدان جنگ میں کود پڑے اور اب خندق میں حضرت علیؓ کے ساتھی بھی پناہ لینے پر مجبور ہوگئے اور طلحہ اور زبیر کے ساتھی باہر آگئے جنگ تیزی سے جاری تھی تو حضرت علیؓ نے اعلان کیا کہ کوئی شخص بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرے اور نہ ہی زخمی پر حملہ کرے اور نہ ہی کسی کے گھر میں داخل ہو۔

جب جنگ ختم ہوئی تو حضرت علیؓ نے لوگوں میں بیعت کا اعلان کروایا تو سب نے بیعت کر لی پھر حضرت علیؓ نے لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جسکی کوئی چیز جاتی رہی اور وہ کسی کے پاس دیکھ لے تو وہ اس چیز کو پہچان کر واپس لے لے، اس کے بعد بنو قیس کے چند نوجوان حضرت علیؓ کے خدمت میں آئے، حضرت علیؓ نے پوچھا تمہارے امراء کہاں ہیں؟ ان کے خطیب نے فرمایا اونٹ کے نیچے پہنچ جاؤ یہ کہہ کر اپنے خطبہ میں مشغول ہو گیا، حضرت علیؓ نے فرمایا یہ نہایت بڑا خطیب ہے۔ جب بیعت ہو چکی تو حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس کو بصرہ کا عامل بنا دیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارادہ تھا جب تک انتظامات درست نہ ہو جائیں اس وقت تک خود بصرہ میں قیام کریں۔

اشتر کا بطور مذاق ام المؤمنین کو اونٹ کی پیشکش کرنا

کلیب کا بیان ہے کہ مجھے اشتر نے حکم دیا کہ بصرہ میں جو سب سے قیمتی اونٹ ہو وہ خرید لو، چنانچہ میں ایک قیمتی اونٹ لیکر آیا تو اس نے کہا ام المومنین کے پاس جاؤ اور انہیں جا کر میرا اسلام کہنا اور میری طرف سے انہیں یہ ہدیہ دینا جب میں اونٹ لیکر حضرت عائشہؓ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے اشتر کا سنتے ہی اس کے لئے بددعاء کی اور اونٹ واپس کر دیا۔

حضرت علیؓ کی اشتر سے ناراضگی اور اشتر کی علیؓ سے ناراضگی

اشتر کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو اس نے کہا حضرت عائشہؓ مجھ سے اس وجہ سے ناراض ہیں کہ ان کا بھانجہ جنگ میں ضائع ہو گیا۔ اشتر کو جب یہ علم ہوا کہ حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباس کو بصرہ کا عامل بنا دیا تو اشتر غصہ میں بھنا کر بولا کہ کیا اسی وجہ سے ہم نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا تھا کہ یمن عبید اللہ بن عباس کو دے دیا جائے، حجاز قثم ابن عباس کو اور بصرہ عبداللہ بن عباس کو دے دیا جائے اور کوفہ خود علیؓ لے لیں؟

یہ کہکر اشتر نے اپنی سواری منگوائی اور لشکر چھوڑ کر چلا گیا، حضرت علیؓ کو جب اس بات کا علم ہوا تو نہایت

تیزی کے ساتھ چل کر اشتر کے سر پر پہنچے اور اس کے سامنے یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ اس گفتگو کی انہیں اطلاع مل چکی ہے حضرت علیؓ نے فرمایا اتنی جلدی کیا ہے کہ ہمیں چھوڑ کر آگے چلے آئے حضرت علیؓ کو اس بات کا خطرہ تھا کہ اگر یہ لشکر چھوڑ کر چلا گیا تو ایک نئی بغاوت کھڑی ہو جائیگی۔

علیؓ قاتلین عثمانؓ کو اپنے لشکر سے نکالنا

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے محمد اور طلحہ کا یہ قول تحریر کیا ہے کہ جب بصرہ والوں کا وفد کوفہ والوں کے پاس پہنچا اور حضرت ام المومنین، حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ سے مل کر واپس آ گیا اور حضرت علیؓ کو یہ بات معلوم ہو گئی کہ یہ لوگ صلح کے خواہاں ہیں تو حضرت علی نے ایک خطبہ دیا:

> آپؓ نے حمد وثنا کے بعد زمانہ جاہلیت کی بدبختی اور پھر اسلام کی سعادت کا ذکر کیا اور فرمایا اس امت پر اللہ تعالیٰ کا یہ بھی ایک انعام ہے کہ نبی کے بعد خلیفہ اول کے ذریعہ امت کے اتحاد کو برقرار رکھا پھر خلیفہ دوم اور خلیفہ سوم کے زمانہ میں بھی اسی طرح رہا پھر یہ حادثہ پیش آیا اور مختلف جماعتوں نے اپنی دنیا طلبی کی غرض سے امت میں تفرقہ بازی ڈال دی ان لوگوں کو اس بات پر حسد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو کیوں فضیلت عطا فرمائی اس وجہ سے یہ چاہتے تھے کہ زمانہ کو پھر دور جاہلیت میں تبدیل کر دیں تاکہ ایک دوسرے پر فضیلت باقی نہ رہے حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے احکام اور ارادے کو پورا کر کے رہتا ہے۔
>
> میں کل بصرہ کی جانب کوچ کروں گا تم بھی میرے ساتھ کوچ کرو، خبردار میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہ جائے جس نے حضرت عثمانؓ کی شہادت میں کسی بھی قسم کی معاونت کی ہو، یہ بے قوف لوگ مجھ سے جدا ہو جائیں۔

قاتلین عثمانؓ کا باہم مشورہ

یہ اعلان سن کر جنھوں نے حضرت عثمانؓ کی شہادت میں حصہ لیا یا قاتلین عثمانؓ سے راضی تھے ایک جگہ جمع ہو گئے ان میں علباء بن الہیثم، عدی بن حاتم، سالم بن ابی ثعلبہ العبسی، شریح بن اوفی الضبیعی اور اشتر نخعی شامل تھے اور مصریوں کے ساتھ ابن السوداء اور خالد بن ملجم تھے، ان لوگوں کے درمیان باہم مشورہ ہوا، خدا کی قسم یہ تو ایک ظاہری بات ہے کہ علیؓ سب سے زیادہ قرآن سے واقف ہے تو ضرور ایک نہ ایک دن قرآن پر عمل کرتے ہوئے قاتلین عثمانؓ سے قصاص کا مطالبہ کریں گے اس وقت کوئی مخالف نہ ہوگا اور ہماری تعداد اوروں سے کم ہو جائیگی اور وہ وقت ہوگا جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنی قوم پر جان دے دیں گے اور قوم حضرت علیؓ پر جان دے گی اور ہماری تعداد اتنی بڑی کثرت کے مقابلہ میں کچھ نہ ہوگی واللہ اس وقت ہماری نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آئیگی۔

اشتر نخعی کا حضرت علیؓ کو قتل کرنے کا خیال

اشتر نخعی نے کہا واللہ حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ کے ارادے سے ہم خوب واقف ہیں لیکن آج تک علیؓ کے ارادے سے واقف نہ ہو سکے، اگر ان میں صلح ہو گئی تو یہ ہمارے خون پر ہوگا اس لئے کیوں نہ علیؓ پر حملہ کر کے اسے بھی عثمانؓ کے

پاس پہنچادیں اوراس سے جو فتنہ پیدا ہوگا وہ بالکل ہماری مرضی کے عین مطابق ہوگا اور ہم سکون سے زندگی گذار سکیں گے۔

عبداللہ بن ابی السوداء کی اشتر کی رائے پر ناپسندیدگی

عبداللہ بن ابی السوداء نے کہا تمہاری رائے بالکل غلط ہے ذی قار میں کوفہ کا ڈھائی ہزار لشکر موجود ہے اور ابن حنظلیہ کے ساتھ پانچ ہزار لشکر ہے اوران سب کی ایک ہی آرزو ہے کہ تم لوگوں سے جنگ کی اجازت دیدی جائے تو اس صورت میں ہماری پسلیاں بھی توڑ کر رکھ دیں گے۔

علباء بن الہیثم کی رائے

علباء بن الہیثم نے کہا ہمارے لئے یہی بہتر ہے کہ ہم انہیں چھوڑ کر علیحدہ ہو جائیں اور آپس میں انہیں لڑنے دیں اگر لڑتے لڑتے ان کی تعداد کم ہو جائے تب ہم ان پر غالب رہیں گے، اگر یہ لوگ اس وقت کثرت میں بھی ہوئے تو ہم سے ایک نہ ایک روز ضرور صلح کرلیں گے اس لئے ہم ان کا ساتھ چھوڑ کر اپنے اپنے شہروں میں چلے جائیں اور اس وقت تک خاموش رہیں جب تک ہم میں ایک ایسا امیر پیدا ہو جائے جو ہماری پشت پناہی کر سکے۔

ابن السوداء کی رائے

ابن السوداء نے کہا یہ رائے بھی غلط ہے ہمیں تو لوگوں سے محبت ظاہر کرنی چاہیے اس لئے کہ ہم اس وقت لوگوں کے دشمن ہیں اور ہم ان لوگوں سے الگ ہو کر بچ نہیں سکتے اگر تمہاری رائے پر عمل کیا جائے تو ہمارے منتشر ہو جانے کی وجہ سے لوگ ہم پر ہر طرف سے حملہ کریں گے۔

عدی بن حاتم کی رائے

عدی بن حاتم نے کہا واللہ میں نہ تو کسی بات پر خوش ہوں اور نہ ناراض، لیکن یہ ضرور ہے کہ عثمانؓ کے قتل کی وجہ سے لوگ زبردست پریشانی میں مبتلا ہو گئے ہیں اب جو حالات گذر چکے سو گذر چکے لیکن اب ہم لوگوں کی نظروں سے گر چکے ہیں ہمارے پاس سواری موجود ہیں اور ہتھیار بھی، اگر تم سب آگے بڑھو تو ہم بھی آگے بڑھیں گے اور اگر تم رک جاؤ تو ہم بھی رک جائیں گے۔

ابن السوداء نے کہا تم نے نہایت اچھی بات کہی ہے۔

سالم بن ابی ثعلبہ کی رائے

سالم بن ابی ثعلبہ نے کہا تم میں سے اگر کوئی شخص دنیاوی زندگی کا طلب گار ہے تو میں اس کا طلب گار نہیں، خدا کی قسم! جب تم دشمن سے جنگ کرو گے تو میں گھر نہیں لوٹوں گا اور اگر میری زندگی باقی بھی رہی تو تم سے اس حالت میں ملاقات کروں گا کہ اونٹوں کو اچھی طرح ذبح کر رہا ہوں واللہ جو تم لوگوں کے سروں پر تلوار کو اچھی طرح استعمال کریگا تو معاملہ انہی کے قبضہ میں ہوگا یعنی جس کی لاٹھی اسی کی حکومت۔

ابن السوداء نے کہا یہ کام کی بات ہے۔

شریح کی رائے

شریح نے کہا تم لوگ میدان میں نکلنے سے پہلے فیصلہ کرلو اور اس کام کو موخر مت کرو جس کا جلدی کرنا ضروری ہے اور اس کام میں عجلت مت کرو جس کام میں تاخیر بہتر ہے، ہم لوگوں کے نزدیک یہ نہایت ہی برے لوگ ہیں اور یہ معلوم نہیں کہ کل جب دونوں لشکر باہم ملاقات کریں تو ان کی ملاقات کا انجام کیا ہوگا۔

جنگِ جمل کا حقیقی پیش خیمہ

آخری حتمی فیصلہ

ابن السوداء نے کہا تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم لوگوں سے ملے جلے رہو اور ان کے ساتھ مل کر کام کرو اور جب کل دونوں لشکر ملیں تو جنگ چھیڑ دو اور جب تم علیؓ کے ساتھ ہو گے تو انہیں کوئی شخص نظر نہیں آئیگا جس کے ذریعہ جنگ رکوا سکے اس طرح علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ جو صلح کرنا چاہتے ہیں جو تمہاری منشاء کے خلاف ہے اللہ انہیں ایک اور مصیبت میں مبتلا کر دیں گے۔

اس رائے پر سب کا اتفاق ہو گیا اور یہ ٹولی منتشر ہوگئی، دیگر لوگوں کو اس کا بالکل علم نہیں ہوا تھا، صبح کے وقت حضرت علیؓ کوچ کر کے بنو عبدالقیس پہنچے اور ان کے بعد اہل کوفہ سے جا کر ملے، لوگ ایک دوسرے سے مل رہے تھے اہل بصرہ کو بھی حضرت علیؓ کی رائے کی اطلاع مل چکی تھی، حضرت علیؓ نے بصرہ کے قریب قیام فرمایا۔

بعض انتہاء پسندوں کی ہرزہ سرائی اور

حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ کا خوش آئند فیصلہ

جس وقت حضرت علیؓ بصرہ کے قریب پہنچے تو ابوالجرباء نے زبیر بن العوام سے کہا کہ بہترین رائے یہ ہے کہ آپ اسی وقت ایک ہزار سوار روانہ کریں تا کہ علیؓ کے ساتھی پہنچنے سے قبل ہی فیصلہ کر دیا جائے، حضرت زبیرؓ نے فرمایا اے ابوالجرباء میں جنگی تدابیر سے خوب واقف ہوں لیکن ان لوگوں نے صلح کا پیغام دیا ہے اور یہ اختلاف نیا حادثہ ہے جو اس سے پہلے پیش نہیں آیا تھا یہ ایک ایسا کام ہے کہ اگر کوئی بلا وجہ اور بلا دلیل کرے تو قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ان کا کوئی عذر قبول نہ فرمائیں گے، جب حضرت علیؓ نے صلح کا پیغام بھیجا ہے تو ہمیں جنگ نہ چھیڑنی چاہیے اور یہ درست بھی نہ ہوگا مجھے امید ہے کہ آج صلح کی تکمیل بھی ہو جائیگی تمہیں خوشی منانی چاہیے اور صبر کرنا چاہیے۔

اس کے بعد صبر بن شیمان آیا اور کہا اے زبیرؓ و طلحہؓ! موقع غنیمت ہے آپ دونوں ہمیں لیکر چلئے کیونکہ جنگ میں بہادری سے زیادہ تدبیر کارگر ہوتی ہے۔

زبیرؓ نے فرمایا اے صبرہ! ہم بھی مسلمان ہیں اور وہ بھی، آج سے قبل ہمارے سامنے کوئی معاملہ پیش آتا تو قرآن کی آیت نازل ہو جاتی یا نبی کریم ﷺ کی سنت سے اس کا فیصلہ کیا جاتا لیکن یہ ایک نیا معاملہ ہے جو ہمارے سامنے پیش آیا اور قوم کا بھی یہی خیال ہے کہ آج جنگ نہ چھیڑی جائے اور یہی علیؓ اور ان کے ساتھیوں کا خیال ہے ورنہ ہمارا بھی یہی خیال تھا کہ آج مہلت دینا اور تاخیر کرنا مناسب نہیں ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں یہی تو وہ چیز ہے جس کی ہم اس برائی سے قبل دعوت دیا کرتے تھے اور یہ قوم کی برائی سے بہتر ہے اگر چہ یہ بظاہر ایسا کام ہے جسے حاصل نہیں کیا جا سکتا شاید یہ صلح کھل کر ہمارے سامنے آجائے کیونکہ مسلمانوں کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ آپس میں ایثار سے کام لیا جائے۔

کعب بن سور کو اس کی قوم کا جواب

کعب بن سور نے اپنی قوم کو مخاطب کر کے کہا جب لشکر کا اگلا حصہ یہاں پہنچ گیا ہے تو تمہیں کس چیز نے ان کی گردن مارنے سے روکا ہے، ان کی گردنیں اڑا دو، قوم نے جواب دیا اے کعب! یہ ایک ایسا معاملہ ہے جس کا تعلق ہمارے بھائیوں سے ہے اور ابھی تک اس کی حالت ہم پر مشتبہ ہے جب سے نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے اس وقت سے آپ کے صحابہ نے کوئی ایسی راہ اختیار نہیں کی تھی کہ جس کے بارے میں ہم یہ نہ جانتے ہوں کہ اس کا انجام کیا ہے لیکن یہ معاملہ ایسا ہے کہ اس کے بارے میں ہم ابھی تک فیصلہ نہ کر سکے کہ ہمیں آگے بڑھنا ہے یا پیچھے ہٹنا ہے ہم تو صلح کے خواستگار ہیں بشرطیکہ یہ لوگ بھی اسے قبول کر لیں اور پورا کر دکھائیں ورنہ آخری علاج داغ لگانا ہی ہے۔

حضرت طلحہؓ وزبیرؓ کے بارے میں علیؓ کے عمدہ خیالات

اہل کوفہ کے کچھ لوگوں نے حضرت علیؓ سے سوال کیا کہ ان لوگوں سے جنگ کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ ان سوال کرنے والوں میں اعور بن نبان المنقری بھی تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا لوگوں کی اصلاح کرنا اور جنگ نہ کرنا بہتر ہے شاید اللہ تعالیٰ اس امت کو متحد فرما دیں اور مجھے امید ہے کہ لوگ میری بات کو قبول کر لیں گے، اعور نے کہا اگر انہوں نے ہماری بات قبول نہ کی، حضرت علیؓ نے فرمایا اس وقت تک ہم ان سے جنگ نہ کریں گے جب تک کہ وہ ہم سے جنگ نہ کریں، اعور نے کہا اگر ان لوگوں نے ہم سے جنگ کی تو کیا ہوگا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا تو ہم اپنی جانوں کی مدافعت کریں گے۔

اعور نے پھر سوال کیا کیا انہیں بھی اس طرح اجر ملے گا جس طرح ہمیں اجر ملے گا، حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں ضرور ملے گا۔

ابوسلامہ الدالانی نے عرض کیا، کیا ان لوگوں کے لئے شرعی طور پر یہ دلیل کافی ہے کہ وہ خون عثمانؓ کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ان کی نیت اس سے اللہ کی رضامندی ہو، حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں۔

ابوسلامہ نے کہا آپ نے جو قصاص عثمانؓ میں تاخیر کی ہے کیا آپ کے لئے یہ جواز کی دلیل بن سکتی ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں کیونکہ جب کسی چیز کی اصل حقیقت کا علم نہ ہو تو ایسا طریقہ اختیار کرنا جس میں احتیاط کا پہلو غالب ہو اور اس کا نفع عام ہو، ابوسلامہ نے کہا اگر کل ہمارے درمیان جنگ ہو جائے تو آخرت میں اس کا انجام کیا ہوگا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہمارا یا ان کا جو بھی شخص مارا جائیگا مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمادیگا بشرطیکہ اس کی غرض رضائے خداوندی ہو۔

مالک بن حبیب نے کھڑے ہو کر سوال کیا اگر آپ کی ملاقات ان لوگوں سے ہو جائے تو آپ کیا کریں گے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہم پر بھی اور ان پر بھی یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے اور اصلاح اسی میں ہے کہ جنگ سے باز رہیں اگر وہ میری بیعت کر لیں تو یہ بہت بہتر ہوگا اور اگر وہ جنگ پر آمادہ رہیں تو یہ ایسا زخم ہے جو کبھی بھر نہیں سکتا

مالک نے کہا اگر جنگ ہوئی تو ہماری مقتولوں کا کیا حشر ہوگا؟ حضرت علیؓ نے فرمایا جس کی غرض و غایت اللہ تعالیٰ کی رضامندی ہو تو یہ اس کی نجات کا ذریعہ ہوگا۔

حضرت علیؓ کا خطبہ

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک خطبہ دیا، اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

اے لوگو! اپنی جانوں کو محفوظ رکھو، اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو، اور ان لوگوں کو کچھ کہنے سے اپنی زبان کو بند رکھو کیونکہ وہ بھی تمہارے بھائی ہیں، اگر وہ تمہارے ساتھ زیادتی کریں تو تم صبر سے کام لو اور ہم سے آگے بڑھنے سے باز رہو کیونکہ جو شخص آج دشمنی برتے گا وہ کل بھی دشمن سمجھا جائیگا۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے لشکر کو کوچ کرنے کا حکم دیا اور آگے بڑھ کر مقدمۃ الجیش کو آگے جانے کا حکم دیا، جس قوم کے پاس حکیم بن سلامہ اور مالک بن حبیب کو بھیجا تھا جب حضرت علیؓ وہاں پہنچے تو فرمایا اگر تم اسی فیصلہ پر قائم ہو جو قعقاع طے کر کے آئے تھے تو تم اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو اور ہمارے لشکر کو نیچے اترنے دو تا کہ ہم اس معاملہ میں غور کر سکیں۔

بنو قیس کا جنگ سے علیحدہ ہونا

جب علیؓ اس مقام پر پہنچے جہاں بنو قیس ٹھیرے ہوئے تھے ان کے لشکر کو دیکھ کر بنو سعد آستین چڑھاتے ہوئے لشکر علیؓ کی طرف بڑھے اور ان کے ساتھ احنف بن قیس بھی تھے، بنو سعد وہ قبیلہ تھا جس نے حرقوص بن زہیر کو اپنی پناہ میں لیا تھا اور یہ قبیلہ حضرت علیؓ سے جنگ کا خواہاں نہیں تھا، احنف نے حضرت علیؓ سے عرض کیا بصرہ میں جو ہماری قوم ہے ان کا خیال ہے کہ آپ ان پر غالب آتے ہی سب کو قتل کر دیں گے اور ان کی عورتوں کو باندیاں بنالیں گے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کیا تم مجھ سے یہ توقع کرتے ہو اور کیا یہ صورت کفار کے علاوہ کسی اور کے لئے حلال ہے، کیا تم نے رب العزت کا ارشاد نہیں سنا:

لست علیهم بمصیطر . الا من تولّیٰ و کفر .

آپ ان کے نگہبان نہیں سوائے اس شخص کے جس نے روگردانی کی اور کفر اختیار کیا۔

اور یہ سب لوگ ماشاء اللہ مسلمان ہیں کیا تم اپنی قوم کو مجھ سے بچا لو گے؟ احنف نے کہا ہاں میں اپنی قوم کو بچا سکتا ہوں، آپ میری باتوں میں سے ایک بات کو قبول کر لیں اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کے ساتھ جنگ میں شامل ہو جاتا ہوں اور اگر آپ چاہیں تو میں دس ہزار ننگی تلواریں آپ سے روک لوں گا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے تمہاری دوسری رائے پسند ہے، اس کے بعد احنف اپنی قوم کے پاس گیا اور اپنی قوم کو چلا چلا کر آواز دی اے آل خندف! جب وہ آگئے تو بنو تمیم کو آواز دی جب وہ بھی آگئے تو بنو سعد کو پکارا اور پھر انہیں حکم دیا کہ سب لوگ جنگ سے باز رہیں۔

جنگ کے بعد جب حضرت علیؓ غالب رہے تو سب نے آ کر ان سے بیعت کر لی۔

حضرت عثمانؓ سے متعلق صحابہ کا سوال

احنفؓ کا یہ واقعہ مورخین نے نقل کیا ہے البتہ محدثین نے احنفؓ سے جو واقعہ نقل کیا ہے وہ اس کے برخلاف ہے۔ احنفؓ کہتے ہیں کہ ہم حج کے ارادہ سے بصرہ روانہ ہوئے اور امیر المومنین حضرت عثمانؓ کے ساتھ شمولیت کی غرض سے پہلے ہم مدینہ گئے، ہم اپنی منزل پر کجاوے اتارنے میں مشغول تھے اسی وقت ایک شخص گھبراتا ہوا آیا اور کہا کہ لوگ مسجد میں جمع ہیں اور پریشانی میں مبتلا ہیں۔ اسی وقت ہم مسجد میں پہنچے وہاں حضرت علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ اور سعد بن ابی وقاص بیٹھے ہوئے تھے اتنے میں حضرت عثمانؓ تشریف لائے انہوں نے سوال کیا، کیا یہاں علیؓ موجود ہے؟ لوگوں نے جواب دیا ہاں، پھر انہوں نے حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ کے بارے میں پوچھا لوگوں نے اثبات میں جواب دیا، پھر حضرت عثمانؓ نے سب سے مخاطب ہو کر فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیکر سوال کرتا ہوں کیا تم لوگوں نے رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نہیں سنا کہ آپ ﷺ نے فرمایا کون ہے جو فلاں باغ خریدے اللہ اس کی مغفرت فرمائیگا میں نے وہ باغ بیس یا پچیس ہزار میں خریدا پھر میں نے رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں آ کر کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے فلاں باغ خرید لیا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا اسے مسجد میں شامل کر دو اللہ تمہیں اس کا اجر دیگا، صحابہ کرامؓ نے کہا آپ نے سچ فرمایا ہے، احنف کہتے ہیں اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے اور بھی کئی امور ذکر فرمائے ہیں۔

خلافت علیؓ پر طلحہؓ و زبیرؓ اور ام المومنین حضرت عائشہؓ کی رضامندی

اس واقعہ کے بعد احنف کہتے ہیں کہ میں طلحہؓ و زبیرؓ کے پاس پہنچا اور ان سے عرض کیا میری ناقص رائے تو یہ ہے کہ عثمانؓ شہید کر دیئے جائیں گے ان کے بعد میں کس کی بیعت کروں؟ حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ نے فرمایا حضرت علیؓ کی، پھر احنف نے کہا کیا آپ دونوں خلافت علیؓ پر راضی ہیں اور کیا فی الواقع آپ مجھے ان کی بیعت کا حکم دے رہے ہیں؟ دونوں حضرات نے کہا ہاں۔

احنف کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں مکہ چلا گیا اور وہاں مجھے یہ خبر ملی کہ عثمانؓ شہید کر دیئے گئے، اس وقت حضرت عائشہ بھی مکہ میں مقیم تھیں میں ان کی خدمت میں گیا اور عرض کیا آپ مجھے کس شخص کی بیعت کا حکم دیتی ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت کر لو، میں نے پوچھا کیا آپ خلافت علیؓ پر راضی ہیں؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہاں۔

حضرت عائشہؓ کا حکم ملنے کے بعد میں مدینہ واپس آیا اور میں نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی اس کے بعد میں اپنے گھر والوں کے پاس بصرہ چلا آیا مجھے یقین ہو گیا تھا کہ اب خلافت کا معاملہ سنبھل گیا ہے اور کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہی۔

احنفؓ کی پریشانی اور حضرت عائشہؓ سے گفتگو

احنف کہتے ہیں کہ میں بصرہ میں مقیم تھا کہ میرے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ حضرت عائشہؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ لشکر لئے ہوئے خریبہ کے ایک مقام پر ٹھیرے ہوئے ہیں میں نے ان سے سوال کیا کہ یہ لوگ یہاں کس ارادے سے ٹھیرے ہوئے ہیں؟ تو اس نے جواب دیا انہوں نے تمہیں بلایا ہے اور عثمانؓ کے قصاص لینے کے لئے تم سے مدد کی

درخواست کی ہے، احنفؓ کہتے ہیں کہ میں یہ سن کر پریشان ہو گیا کیونکہ یہ ہرگز ممکن نہیں تھا کہ میں ان لوگوں کی رسوائی کا سبب بنتا جن میں ام المومنین اور رسول اللہ کے حواری موجود ہوں میرا دل یہ کرنے کے لئے تیار نہ تھا کہ میں ان کے مقابلہ میں جاؤں، دوسری جانب یہ بھی ایک ناممکن بات تھی کہ میں ان لوگوں کے ساتھ ملکر حضرت علیؓ کے مقابلہ پر جاؤں حالانکہ انہی لوگوں نے مجھے علیؓ کی بیعت کا حکم دیا تھا۔

جب میں ان کے پاس گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا عثمانؓ مظلوم شہید کر دیئے گئے تم ان کا قصاص لینے کے لئے ہماری مدد کرو، احنف کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہؓ سے سوال کیا کہ جب میں نے آپ سے دریافت کیا کہ میں کس کی بیعت کروں تو آپ ہی نے مجھے حکم دیا تھا کہ حضرت علیؓ کی بیعت کرو، حضرت عائشہؓ نے فرمایا تم سچ کہتے ہو لیکن حالات بھی تو بدل گئے ہیں، اس کے بعد میں نے حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ سے بھی یہی سوال کیا تو انہوں نے بھی اثبات میں جواب دیا۔

احنفؓ کی جنگ سے علیحدگی

احنفؓ کہتے ہیں کہ میں نے ام المومنین، طلحہؓ اور زبیرؓ کے سامنے تین صورتیں پیش کی (۱) یا تو مجھے جسر کی طرف جانے کی اجازت دیں تا کہ میں سرزمین عجم میں اس وقت تک رکا رہوں جب تک کہ اختلافات دور نہ ہو جائیں (۲) یا مجھے مکہ جانے کی اجازت دیدی جائے تا کہ میں وہاں خاموش بیٹھ جاؤں (۳) یا مجھے قریب کسی جگہ پر جانے اجازت دی جائے تا کہ میں فیصلہ کا انتظار کرتا رہوں۔

ام المومنین، طلحہؓ اور زبیرؓ نے جواب دیا ہم اس بارے میں فیصلہ کر کے تمہیں مطلع کریں گے لیکن کچھ دیر ہی کے بعد مجھے جواب دیا گیا کہ تم جسر جا سکتے ہو لیکن تم ہمیں اپنے حالات سے باخبر رکھنا اس لئے کہ تم جیسے عقلمند آدمی کا اتنے دور چلے جانا مناسب نہیں لہذا قریب رہو تا کہ علیؓ کے طریقہ کار کو دیکھ سکو، اس فیصلہ کے بعد احنفؓ نے حلجاء مقام میں گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اس کے ساتھ چھ ہزار آدمیوں نے جنگ سے علیحدگی اختیار کی۔

احنفؓ کہتے ہیں کہ میری علیحدگی کے بعد دونوں لشکروں میں جنگ چھڑ گئی اور طلحہ بن عبید اللہ شہید ہو گئے کعب بن سور نے دونوں لشکروں کو قرآنی احکام بجالانے کی دعوت دی لیکن کسی نے بھی قبول نہیں کیا یہاں تک کہ دونوں لشکروں کے بہت سے آدمی ختم ہو گئے۔

زبیرؓ کی شہادت

حضرت زبیرؓ جنگ سے علیحدگی اختیار کر کے صفوان چلے گئے بنو مجاشع کا ایک شخص نعر نامی راستے میں ملا اس نے کہا آپ میرے ساتھ چلئے میں آپ کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں زبیرؓ اس کے ساتھ احنفؓ کے پاس چلے گئے، احنف نے عرض کیا اب آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ اس وقت سب سے بڑی چیز مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا ہے، اس کے بعد حضرت زبیرؓ نعر کے ساتھ اس کے گھر چلے گئے، یہ تمام باتیں عمیر بن جرموز، فضالۃ بن حابس اور نضیع بھی سن رہے تھے یہ تینوں حضرت زبیرؓ اور نعر کے پیچھے لگ گئے، عمیر نے ان کے پیچھے سے نیزے کا وار کیا لیکن وار کامیاب نہ ہوا، زبیرؓ نے پلٹ کر حملہ کر دیا اور ان کا وار اتنا مضبوط تھا کہ عمیر کو اپنی موت کا یقین ہو گیا تو اس نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور باقی دونوں بھی مدد کے لئے پہنچ گئے اور تینوں نے ملکر حضرت زبیرؓ کو شہید کر دیا۔

ہاشم بن عقبہؓ کے ہاتھ علیؓ کا خط

عمر بن شعبہ نے اپنی سند سے یہ بیان ذکر کیا ہے کہ ہاشم بن عقبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جس وقت حضرت علیؓ ربذہ میں مقیم تھے اور انہوں نے محمد بن ابی بکر کے ساتھ پیش آنے والے حالات اور ابوموسیٰ کی مدد دینے سے انکار کا واقعہ بیان کیا۔ واقعہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے حضرت ابوموسیٰ کو معزول کر دینے کا ارادہ کیا ہے اور مجھ سے اشتر نے کوفہ کی امارت کی درخواست کی ہے اس کے بعد حضرت علیؓ نے ہاشم بن عتبہ کے ہاتھ ابوموسیٰ کے نام ایک خط بھیجا۔

میں ہاشم بن عتبہ کو تمہارے پاس بھیج رہا ہوں تم اس کے ساتھ میری مدد کے لئے آدمی روانہ کرو اور تمہیں کوفہ کا والی صرف اس لئے بنایا گیا تھا تاکہ تم حق پر میری اعانت کرو۔

خط پہنچنے کے بعد ابوموسیٰ نے سائب بن مالک اشعری کو بلوایا اور خط انہیں سنا کر رائے طلب کی انہوں نے فرمایا اگر آپ اس پر عمل کریں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں لیکن میں اپنی ذات کے لئے اس جنگ میں شرکت جائز نہیں سمجھتا ہاشم بن عتبہ نے یہاں کے حالات کا جائزہ لیکر حضرت علیؓ کو خط لکھا کہ یہاں میرا واسطہ ایسے شخص سے ہے جو انتہائی مشاق ہے اور کینہ و عداوت اس کے لب ولہجہ سے ظاہر ہوتا ہے، ہاشم نے یہ خط محل بن خلیفۃ الطائی کے ہاتھ حضرت علیؓ کی خدمت میں روانہ کیا۔

ابوموسیٰ کی معزولی

ہاشم کا خط پہنچنے کے بعد حضرت علیؓ نے عمار بن یاسر اور حضرت حسنؓ کو کوفہ روانہ کیا تاکہ یہ لوگ اہل کوفہ کو حضرت علیؓ کی حمایت پر آمادہ کریں اور ساتھ ہی قرظہ بن کعب الانصاری کو کوفہ کا امیر بنا کر بھیجا اور ابوموسی کو ایک خط لکھا کہ مجھے بہتر معلوم ہوتا ہے کہ کہ تمہیں اس عہدہ سے فارغ کر دیا جائے کیونکہ اللہ نے اس نیک کام میں تمہارا کوئی حصہ نہیں رکھا ہے، قرظہ بن کعب انصاری کو شہر کا والی بنا کر بھیج رہا ہوں تاکہ یہ لوگ کوفہ والوں کو میری طرف آمادہ کریں تاکہ تم عاجزانہ طور پر ہماری حکومت قرظہ بن کعب کے حوالہ کردو، اگر تم نے روگردانی کی تو تم سے زبردستی حکومت چھین لی جائیگی

چنانچہ یہ خط پہنچتے ہی حضرت ابوموسیٰ فوراً حکومت سے علیحدہ ہو گئے۔

اہلِ کوفہ سے حسنؓ کا خطاب

حضرت حسنؓ اور حضرت عمار بن یاسرؓ کوفہ کی ایک مسجد میں تشریف لے گئے اور لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اے لوگو! امیر المومنین فرماتے ہیں میں نے جو اتنا طویل سفر کیا وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس میں میری حیثیت ایک ظالم کی سی ہوگی یا مظلوم کی، جو شخص خدا کے احکام کی اطاعت کرتا ہے تو خدارا وہ فوراً میری مدد کے لئے آجائے کیونکہ اگر میں مظلوم ہوں تو میری اعانت کرنی چاہیئے اور اگر میں ظالم ہوں تو مجھ سے مطالبہ کرنا چاہیئے، واللہ طلحہ اور زبیر ہی وہ پہلے اشخاص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے میری بیعت کی اور سب سے پہلے ہی مجھ سے غداری کی تو کیا میں مال دیکر یا حکم تبدیل کر کے ان کی خواہش پوری کر سکتا ہوں، تم لوگ لوگوں کو بھلائی کا حکم دو اور لوگوں کو برائی

سے روکو۔

حضرت علیؓ کی کرامت اور کوفی لشکر

عمرو ابوطفیل کا یہ بیان روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے لوگوں سے فرمایا تمہارے پاس کوفہ سے بارہ ہزار کا لشکر آرہا ہے، جب لشکر ذی قار پہنچا تو ایک شخص نے لشکر کے افراد کو شمار کیا تو بارہ ہزار سے نہ ایک آدمی کم تھا اور نہ ایک آدمی زیادہ۔

عمرو نے عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ کی امداد کے لئے کوفہ سے بارہ ہزار کا لشکر آیا تھا یہ لشکر سات حصوں پر منقسم تھا، ایک حصہ میں قریش، کنانہ، اسد، تمیم، رباب، اور مزینہ شامل تھے اور ایک حصہ میں بنو بکر بن وائل اور بنو تغلب تھے اور ان کے امیر وعلہ بن مخدوج الذہلی تھے ایک حصہ مذحج اور اشعریین پر مشتمل تھا ان کے امیر حجر بن عدی تھے ایک حصہ میں بجیلہ، انمار، خثعم اور ازدشامل تھے اور ان کے امیر مخنف بن سلیم الازدی تھے۔

آپ چاہیں تو میں چار ہزار ننگی تلواروں کو آپ سے بچا سکتا ہوں

عمرو بن شعبہ نے قتادہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ذی قار سے کوچ کر کے زاویہ مقام پر قیام کیا، احنف بن قیس نے حضرت علیؓ کے پاس ایک قاصد روانہ کیا اور کہا اگر آپ چاہیں تو میں آپ کی مدد کے لئے حاضر ہو جاؤں گا اور اگر آپ چاہیں تو میں چار ہزار ننگی تلواروں کو آپ سے بچا سکتا ہوں، حضرت علیؓ نے کہلا بھیجا تم نے اپنے ساتھیوں کی علیحدگی کس وجہ سے بہتر سمجھی ہے؟ انہوں نے جواب دیا تا کہ ان کی جنگ صرف اللہ تعالی کی رضاء کے لئے ہو۔ حضرت علیؓ نے کہلا بھیجا بہتر یہ ہے کہ تم اپنے ساتھیوں کو جنگ سے دور رکھو۔

دونوں لشکروں کا ایک جگہ پڑاؤ

حضرت علیؓ کا لشکر زاویہ مقام سے چل کر عبداللہ بن زیاد کے محل کے سامنے ٹھیرا، حضرت عائشہؓ بھی مقام فرضہ سے اپنے لشکروں کے ساتھ یہیں آگئیں اور دونوں لشکروں نے آمنے سامنے پڑاؤ ڈالا اسی دوران شقیق بن ثور نے عمرو بن مرحوم العبدی کے پاس آدمی روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ تم بھی لشکر لیکر آؤ اور ساتھ مجھے لیتے جانا میں لشکر علیؓ میں شامل ہونا چاہتا ہوں، یہ دونوں شخص بنو عبدالقیس اور بنو بکر بن وائل کو ساتھ لیکر حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے لوگوں کا خیال تھا کہ یہ لوگ جس کے ساتھ شامل ہو جائیں کامیابی انہی کی ہوتی ہے، شقیق بن ثور نے ان قبیلوں کا جھنڈا اپنے غلام اشراشہ کے ہاتھ میں دیا اس پر وعلہ بن مخدوج الذہلی نے کہلا بھیجا تم نے ہمارے حسب ونسب کا کچھ خیال نہیں رکھا اس پر شقیق بن ثور نے کہلا بھیجا جس طرح آج ہم نے اپنی بڑائی کو بالائے طاق رکھا ہے اسی طرح تم بھی اپنی بڑائی کو بالائے طاق رکھو، دونوں لشکر تین دن تک آمنے سامنے رہے لیکن آپس میں جنگ کی نوبت نہیں آئی۔

حضرت علیؓ کا طلحہؓ اور زبیرؓ سمجھانا

عمرو نے ابوبکر الہذلی کے واسطہ سے قتادہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے جس وقت دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تھے اس وقت حضرت زبیرؓ ہتھیار پہن کر اور گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں نکلے حضرت علی نے لوگوں سے فرمایا زبیر اور طلحہؓ

میں حضرت زبیرؓ خدا کا زیادہ خوف رکھتے ہیں اس کے بعد طلحہؓ گھوڑے پر سوار جاتے ہوئے نظر آئے تو حضرت علیؓ ان کے پاس تشریف لے گئے اور تینوں اتنے قریب ہو گئے کہ ان کے گھوڑوں کی گردنیں آپس میں ملنے لگی۔

حضرت علیؓ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگوں نے بہت سا لشکر اور سامان حرب جمع کر لیا ہے لیکن خدا کے سامنے پیش کرنے کے لئے تمہارے پاس کیا عذر ہے؟ تم دونوں خدا کا خوف کرو اور اس عورت کی طرح نہ ہو جاؤ جو دن بھر سوت کاتنے کے بعد ریزہ ریزہ کر دیتی ہے، کیا میں تمہارا بھائی نہیں ہوں کیا تم پر میرا خون اور مجھ پر تمہارا خون حرام نہیں ہے، وہ کونسی وجہ ہے کہ جس کے باعث تم میرا خون حلال سمجھتے ہو؟

حضرت طلحہؓ نے فرمایا آپ نے لوگوں کو عثمانؓ کے قتل پر ابھارا تھا، حضرت علیؓ نے فرمایا قیامت کے دن اصل حقیقت معلوم ہو جائیگی، اے طلحہ تم عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کر رہے ہو جبکہ میں بددعاء کر رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کے قاتلین پر لعنت فرمائیں۔

اے زبیر! کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں کہ جس روز تم اور رسول اللہ ﷺ بنو غنم کے محلہ سے گذر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ میری جانب دیکھ کر ہنسے اور تم رسول اللہ ﷺ کی جانب دیکھ کر ہنسے، اور تم نے کہا تھا ابن ابی طالب اپنی برائی سے باز نہیں آتا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ابو طالب کے بیٹے میں کوئی برائی نہیں ہے، ایک دن تم اس سے جنگ کرو گے حالانکہ تم اس دن زیادتی پر ہو گے۔

حضرت زبیرؓ نے فرمایا تم نے بالکل سچ فرمایا اگر مجھے رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد یاد ہوتا تو میں یہ سفر کبھی نہیں کرتا واللہ اب میں تم سے ہرگز جنگ نہیں کرونگا اس کے بعد حضرت علیؓ واپس چلے آئے۔

حضرت زبیرؓ کی جنگ سے علیحدگی

حضرت زبیرؓ اس کے بعد ام المومنین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کا جو فیصلہ ہے اس میں غور و فکر کرنے کے بعد میں اس پر متفق نہیں ہوں، ام المومنین حضرت عائشہؓ نے فرمایا آخر تمہارا ارادہ کیا ہے؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا میں ان لوگوں کو اس حال میں چھوڑ کر کہیں اور چلا جاوں گا، عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا پہلے تم نے دو غار کھودے اب جب لوگ ان میں گرنے لگے تو تم انہیں چھوڑ کر جا رہے ہو، اصل میں علیؓ کے جھنڈے کے نیچے تمہیں اپنی موت نظر آ رہی ہے اس لئے تم جا رہے ہو، حضرت زبیرؓ نے فرمایا میں قسم کھا چکا ہوں کہ اب علیؓ سے جنگ نہیں کروں گا اور مجھے وہ بات بھی یاد ہے جو انہوں نے مجھے یاد دلائی تھی، حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا آپ اپنی قسم کا کفارہ دے دیجئے اور جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔

اس گفتگو کے بعد عبداللہ بن زبیرؓ نے زبیرؓ کے غلام مکحول کو بلایا اور اسے آزاد کر دیا، اس واقعہ پر عبدالرحمٰن بن سلیمان التمیمی نے یہ اشعار کہے:

لم ار کالیوم اخا اخوان . اعجب من مکفّر الایمان

میں نے آج سے زیادہ بھائی چارہ کا دن نہیں دیکھا مجھے تو کفارہ دینے والے پر تعجب ہے۔ ابوالعتق فی معصیۃ الرحمٰن کہ خدا کی نافرمانی میں غلام آزاد کر رہا ہے۔

یعتق مکحولا لصون دینہ . کفارۃ للہ عن یمینہ

اس نے اپنی دین کی حفاظت کے لئے مکحول کو آزاد کیا اور اس طرح قسم کا کفارہ ادا کیا۔

والنکث قد لاح علی جبینه

اس کے بیٹے کی نظر میں کفارہ توڑ دینا زیادہ بہتر ہے۔

عمران بن حصینؓ اور بنو عدی کا فیصلہ اجتناب

حضرت عمران بن حصینؓ نے اپنے قبیلہ والوں سے کہا تم احنف کی طرح دونوں فریق سے علیحدہ رہو، اس کے بعد عمران بن حصینؓ نے عدی کے پاس قاصد بھیجا اور کہلا بھیجا واللہ اگر میں ابن حصین پہاڑوں پر بکریاں اور بھیڑیں لیکر چلاؤں اور وہاں ان کا دودھ پیا کروں تو مجھے اس سے زیادہ بہتر معلوم ہوگا کہ ان دونوں فریقوں میں شامل ہو کر کسی ایک پر بھی ایک تیر چلاوں، اس پر بنو عدی نے ہم آواز ہو کر کہا واللہ ہم ام المومنین کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتے۔

عمرو بن علی نے حجیر بن الربیع کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ عمران بن حصینؓ نے مجھے بلایا اور فرمایا کہ اپنی قوم کے پاس جا کر انہیں جمع کرو اور ان سے کہو رسول اللہ ﷺ کے صحابی عمران بن حصینؓ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا ہے اور تمہیں سلام کہا ہے اور وہ قسم کھا کر کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پسند ہے کہ میں ایک حبشی غلام ہوتا جس کے ناک وکان کٹے ہوئے ہوتے اور مرتے دم تک پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چراتا، لیکن یہ ہرگز پسند نہیں کہ ان دونوں جماعتوں میں سے کسی ایک کے ساتھ شامل ہو کر دوسرے پر ایک تیر بھی چلاؤں، جب قاصد نے پہنچ کر انہیں عمران بن حصینؓ کی ساری باتیں بتائیں تو معززین قبیلہ نے ہم آواز ہو کر کہا واللہ ہم زوجہ نبی ﷺ کو کبھی نہیں چھوڑ سکتے۔

اس طرح اہل بصرہ کے کئی فرقے ہو گئے تھے ایک فرقہ تو حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کا ساتھی تھا اور دوسرا حضرت علیؓ کا ساتھی تھا اور تیسرا فرقہ کسی سے بھی جنگ کا خواہاں نہیں تھا۔

کعب بن سور کی عمدہ کوشش

حضرت عائشہؓ جس مکان مین تشریف فرما تھیں اسے چھوڑ کر آپ قبیلہ ازد میں تشریف لے آئیں اور مسجد حلوان میں قیام فرمایا، ازدیوں کے سردار صبرہ بن شیمان سے کعب بن ثور نے کہا جب لشکر آپس میں مل جاتے ہیں تو ان کا رکنا ناممکن ہوتا ہے، میری بات مانو اور اپنی قوم کو لیکر جنگ سے علیحدہ ہو جاؤ کیونکہ مجھے خوف ہے کہ صلح نہ ہو سکے گی اس لئے قبیلہ مضر اور ربیعہ کو آپس میں لڑنے دو یہ لوگ اگر صلح کر لیں تو بہت ہی اچھی بات ہے اگر آپس میں جنگ کریں تو کل فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہوگا۔ کعب بن ثور زمانہ جاہلیت میں نصرانی تھا۔

یہ سن کر صبرہ بن شیمان نے جواب دیا مجھے لگتا ہے کہ تمہارے اندر ابھی تک نصرانیت باقی ہے کیا تو چاہتا ہے کہ میں لوگوں کی اصلاح سے علیحدہ رہوں، کیا تم چاہتے ہو میں زبیر اور طلحہؓ اور ام المومنین کو رسوا کروں اور عثمانؓ کے خون کا مطالبہ ترک کردوں واللہ میں ایسا ہرگز نہیں کر سکتا۔

الغرض اہل یمن نے جنگ میں شرکت کا فیصلہ کر لیا۔

بنو حنظلہ کا کردار

نسری نے بحوالہ شعیب وسیف، ضریس البجلی کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ جب احنف بن قیس حضرت علیؓ کے

پاس واپس لوٹے تو ان کی ملاقات ہلال بن وکیع بن مالک بن عمرو سے ہوئی اور ہلال نے ان سے دریافت کیا کیا ارادہ ہے؟ احنف بن قیس نے جواب دیا علیحدہ رہنے کا، لیکن تمہارا کیا ارادہ ہے؟ ہلال نے جواب دیا ام المومنین کی حمایت کرنے کا، کیا تم ہمارے سردار ہونے کے باوجود ہمیں چھوڑ دو گے؟ احنف نے جواب دیا میں تو اس وقت بھی سردار رہوں گا جب تم قتل کر دیئے جاؤ گے، ہلال نے کہا یہ کیسے ممکن ہے حالانکہ تو تو بوڑھا آدمی ہے؟۔

یوں بنوسعد نے احنف کا ساتھ دیکر جنگ سے علیحدہ ہوگیا اور وادی السباع میں جا کر قیام کیا اور بنوحنظلہ نے ہلال کا ساتھ دیا اسی طرح بنوعمرو نے ابوالجرباء کا، ان دونوں قبیلوں نے جنگ میں حصہ لیا۔

بنوضبہ کا کردار

سری نے بحوالہ شعیب، ابوعثمان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب احنف بن قیس حضرت علیؓ کے پاس سے واپس آئے تو قبیلہ زید کو آواز دی اور کہا کہ تم اس جنگ سے علیحدہ رہو اور دونوں فریقوں کا ساتھ چھوڑ دو چاہے کوئی بھی کامیاب ہو یا ناکام ہو،

منجاب بن راشد نے چلا کر کہا بنورباب تم ہرگز جنگ سے علیحدہ نہ ہو بلکہ اس میں شریک ہو کر کامیابی سے فیض یاب ہونا، اس طرح اس قبیلہ میں پھوٹ پڑ گئی، اسی طرح احنف نے بنوتمیم کو بھی آواز دیکر کہا تم لوگ اس جنگ میں شریک نہ ہونا بلکہ اپنے آپ کو اس جنگ سے علیحدہ رکھو، یہ سن کر ابوالجرباء نے بنوتمیم کو مخاطب کر کے کہا کہ تم اس جنگ میں ضرور شریک ہونا اور کامیابی حاصل کرنا، اسی طرح احنف نے زید مناۃ کو آواز دیکر یہی کہا مگر ان کے سردار ہلال بن وکیع نے اپنی قوم کو جنگ مین شریک ہونے کا حکم دیا، اس کے بعد ہلال نے بنوحنظلہ کو بھی آواز دی اور انہیں بھی جنگ میں شریک ہونے کا مشورہ دیا، صرف بنوسعد نے احنف کی بات قبول کر کے وادی السباع میں گوشہ نشینی اختیا کر لی۔

صلح کی توقعات

حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ نے زابوقہ سے آگے بڑھ کر ارزاق نامی گاؤں میں پڑاؤ ڈالا اور ان کے ساتھ تمام اہل مضر بھی یہیں ٹھیرے ان میں صلح کی کسی قسم کا شک وشبہ نہ تھا بقیہ اہل یمن ان کے نشیب میں ٹھہرے ہوئے تھے انہیں بھی یقین تھا کہ صلح ضرور ہو جائیگی، حضرت عائشہؓ مسجد حدان میں مقیم تھی، ان تمام لشکر کی تعداد تیس ہزار تھی ان لوگوں نے حکیم اور مالک کو حضرت علیؓ کے پاس روانہ کیا کہ ہم اس فیصلہ پر قائم ہیں جو قعقاعؓ لیکر آئے تھے اس کے بعد زبیرؓ وطلحہؓ آگے بڑھے اور علیؓ بھی آگے بڑھ گئے حتی کہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مد مقابل ہو گئے، مضر مضر کے مقابلہ پر ربیعہ ربیعہ کے مقابلہ پر اور اہل یمن اہل یمن کے مقابلہ پر، ان میں سے کسی کو بھی صلح کے بارے میں شک وشبہ نہ تھا اور ان لشکروں میں ہر وقت صلح کی باتیں ہوتی رہی،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ بیس ہزار کا لشکر تھا اور اہل کوفہ کے وہی سردار تھے جو کوفہ سے آتے وقت تھے حضرت علیؓ جب ذی قار پہنچے تھے تو ان کے ساتھ دس ہزار کا لشکر تھا اور دس ہزار کوفہ سے آیا تھا۔

تعداد لشکر محمد بن الحنفیہ کی روایت

عمرو بن شعبہ نے بحوالہ ابوالحسن، محمد بن الحنفیہ کا یہ بیان نقل کیا کہ جب ہم مدینہ سے چلے تو ہماری تعداد صرف

سات سو تھی اور سات سو مدد کے لئے کوفہ سے آئے تھے اور ادھر ادھر سے دو ہزار لشکر جمع ہو گئے تھے ان میں اکثریت بنو بکر بن وائل کی تھی اور کہا جاتا ہے کہ اطراف سے آنے والوں کی تعداد چھ ہزار تھی۔

صلح کی قوی امید

محمد اور طلحہ کا بیان ہے کہ جب دونوں لشکر ایک دوسرے کے ساتھ ٹھہر گئے تو حضرت علیؓ اپنے لشکر کے ساتھ آگے بڑھے اور طلحہ اور زبیر بھی آگے بڑھے، ان کی ملاقات میں باہمی گفت و شنید کے بعد نتیجہ یہ نکلا کہ صلح سے کوئی شئ اچھی نہیں، اس لئے آپس میں نہ لڑنا چاہیے ورنہ اختلافات بڑھتے چلے جائیں گے الغرض اس فیصلہ کے بعد سب اپنے اپنے لشکروں میں چلے گئے۔

صلح کی کامیابی

سری نے بحوالہ شعیب و سیف، محمد و طلحہ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے شام کے وقت عبداللہ بن عباسؓ کو حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ کے پاس روانہ کیا اور ادھر سے زبیرؓ و طلحہؓ نے محمد بن طلحہ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس روانہ کیا دونوں قاصدوں نے لشکر میں پہنچ کر صلح کی گفتگو کی اور صلح کی شرائط آپس میں طے کی، شام ہوئی تو طلحہ اور زبیرؓ نے اپنے سرداروں کے پاس کہلا بھیجا کہ ہماری غرض و غایت صرف عثمانؓ کے قاتلین سے قصاص لینا ہے اور یہی حکم حضرت علیؓ نے اپنے لشکر کے سرداروں کے پاس کہلا بھیجا۔

لوگوں نے اعلان صلح کی وجہ سے بڑی بے فکری اور سکون سے رات گذاری حتیٰ کہ اختلافات کی ابتدا سے اب تک ایسی پر سکون رات کسی کو نصیب نہیں ہوئی تھی۔

جنگِ جمل اصل محرکین

قاتلین عثمانؓ کی شیطانیت اور جنگ کے شعلے بھڑکانا

وہ لوگ جو حضرت عثمانؓ کے قتل میں شریک تھے وہ پوری رات جاگتے رہے اور آپس میں مشورہ کرنے لگے یہاں تک کہ فیصلہ ہوا کہ خاموشی سے جنگ چھیڑ دینی چاہیئے انہوں نے بہت پوشیدہ طور پر یہ فیصلہ کیا تھا کیونکہ صلح ہونے سے ان کو زیادہ نقصان پہنچ سکتا تھا چنانچہ یہ شیاطین صبح سویرے لشکر سے نکلے اور کسی کو ان کے نکلنے کی کانوں کان خبر نہ ہوئی ان میں سے مضری قبیلہ مضر کے پاس گئے اور ربیعہ قبیلہ کے آدمی ربیعہ کے پاس گئے اور یمنی یمنیوں کی جانب بڑھے اور ان پر حملہ کر دیا اس اچانک حملہ کرنے پر ایک شور سا مچ گیا اور اہل بصرہ نے اپنے اپنے حامیوں کو آواز دی حضرت طلحہؓ و زبیر مضری قبیلہ کے سرداروں کی طرف معلومات حاصل کرنے کے لئے باہر نکلے اور عبدالرحمٰن بن حارث کو میمنہ کی جانب جو قبیلہ ربیعہ پر مشتمل تھا معلومات کے لئے روانہ کیا اور میسرہ کی طرف عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید کو بھیجا اور خود دونوں قلب میں ٹھیر گئے اور لوگوں سے معلوم کیا تو لوگوں نے کہا اہل کوفہ نے رات کو حملہ کر دیا ہے۔

علیؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ کا باہم ایک دوسرے کے متعلق خیال

حضرت طلحہ اور زبیرؓ نے فرمایا ہمیں تو پہلے سے اندیشہ تھا کہ علیؓ اس وقت تک باز نہ آئیں گے جب تک کہ لوگوں کا خون نہ بہالیں اس کے بعد یہ دونوں اہل بصرہ کو لیکر واپس لوٹے اور ان کی صف بندی کی اور پورے لشکر کو محاذ پر صفیں درست کر کے کھڑا کر دیا۔

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کانوں پر یہ خبر پہنچی، اہل کوفہ نے حضرت علیؓ کے پاس ایک آدمی چھوڑا تھا تا کہ حملہ وغیرہ ہو تو حضرت علیؓ کو اطلاع دے سکے جب شور مچا تو اس نے اس کی اطلاع دی کہ ویسے تو رات خیر وعافیت سے گذر رہی تھی مگر ابھی کچھ دیر پہلے چند حضرات اس طرف بڑھے اور ہم نے انہیں لوٹا دیا جب وہ پیچھے ہٹے تو ہم نے دیکھا کہ وہ سب ایک شخص کے پاس جمع ہیں ابھی ہم ان کی طرف بڑھے تھے کہ جنگ چھڑ گئی۔

یہ حالات سن کر حضرت علیؓ نے میمنہ اور میسرہ کے سرداروں کو حکم دیا کہ تم لوگ اپنے اپنے مقام پر جاؤ اور یہ بات میں پہلے سے جانتا تھا کہ طلحہؓ اور زبیرؓ اس وقت تک باز نہیں آئیں گے جب تک لوگوں کا خون نہ بہالیں اور مجھے یہ بھی علم تھا کہ یہ دونوں ہرگز میری اطاعت نہیں کریں گے۔

ادھر سبائی برابر جنگ کو بھڑکا رہے تھے حضرت علیؓ نے لوگوں سے کہا تم اپنے ہاتھ روک لو اور ڈرنے کی کوئی بات نہیں، حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کی رائے یہ تھی کہ اس وقت تک جنگ نہیں کریں گے جب تک کہ فریق ثانی پر حجت قائم نہ کرلیں یہ لوگ نہ تو بھاگنے والوں کو قتل کر رہے تھے اور نہ ہی زخمیوں پر ہاتھ اٹھا رہے تھے الغرض دونوں طرف یہی اعلانات ہو رہے تھے۔

حضرت ام المومنین کی میدان میں آمد

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے محمد، طلحہ اور ابوعمرو کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ کعب بن ثور ام المومنین کے پاس پہنچے اور عرض کیا آپ میدان جنگ میں چلئے کیونکہ لوگ جنگ کے علاوہ کسی چیز پر راضی نہیں ہیں شاید اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ اس امت میں صلح کرادیں، حضرت عائشہ ہودج میں سوار ہوئیں اور ہودج میں زرہیں چڑھادی گئیں پھر آپ اپنے عسکر نامی اونٹ پر سوار ہو گئیں اور جب شہر سے باہر نکلیں تو شور کی آواز آنے لگی اور آپ شور کی آواز سنتی تو آپ رک جاتیں یہاں تک کہ آپؓ نے ایک زبردست شور کی آواز سنی تو لوگوں سے دریافت کیا یہ کیسا شور ہے تو لوگوں نے جواب دیا یہ دونوں لشکروں کی ملنے کی آواز ہے۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ کیا یہ صلح کے ساتھ مل رہے ہیں یا ان میں کوئی برائی پیدا ہو گئی ہیں، لوگوں نے جواب دیا کہ اب جنگ شروع ہو چکی ہے۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو یہ دونوں لشکروں میں سے اس کی آواز ہو گی جسے شکست ہوئی ہے، ابھی ام المومنین کھڑی تھی کہ شکست کی خبر پہنچی اور زبیرؓ آتے ہوئے نظر آئے اور وہ میدان چھوڑ کر وادی السباع چلے گئے۔

حضرت طلحہؓ کی شہادت

حضرت طلحہؓ جنگ میں شریک تھے کہ ایک بے نشانہ تیر آکر ان کے گھٹنوں میں لگا لیکن وہ برابر لڑتے رہے

جب ان کا موزہ خون سے بھر گیا تو انہوں نے اپنے غلام سے کہا تم مجھے اپنے پیچھے بٹھا کر کسی ایسی جگہ لے چلو جہاں میں آرام کر سکوں، چنانچہ غلام انہیں بصرہ لے آیا تو انہوں نے حضرت زبیرؓ کے بارے میں تمثیلاً یہ اشعار پڑھے:

فان تکن الحوادث اقصدتنی . واخطاهن سهمی حین ارضی
فقد ضيّعتُ حين تبِعتُ سهماً. سفاهاً ما سفهت و ضلّ حلمی
ندمت ندامة الكسعی لمّا . شريت رضیٰ بنی سهمٍ برغمی
اطعتهم بفرقهِ ال لأیٍ . فالقوللسّباع دمی ولحمی

کیا حوادثات نے مجھے چھانٹ لیا ہے کہ جب میں تیر مارتا ہوں تو وہ خطا جاتا ہے۔ جب میں نے تیر کا پیچھا کیا تو میں اپنی بیوقوفی سے خود ہی ہلاک ہو گیا اور میں کچھ سمجھ نہ سکا اور میری عقل جاتی رہی۔ میں اس وقت کسی کی طرف نادم ہوا جب میں نے تیراندازوں کی رضامندی مجبوراً خرید لی۔ میں نے ان لوگوں کی اطاعت کی اور آل لوی میں تفرقہ اندازی پیدا کر دی تو اب میرا خون اور گوشت درندوں کو ڈال دو۔

جنگ جمل کی روایت

امام طبری فرماتے ہیں کہ گزشتہ واقعہ سیف کا بیان کردہ ہے لیکن دوسرے راویوں نے اس واقعہ کو دوسری جہت سے بیان کیا، امام طبری نے امام زہری سے اس واقعہ کی کیفیت اس طرح نقل کی ہے کہ جب حضرت علیؓ کو ان ستر آدمیوں کے قتل کی خبر ملی جو بصرہ میں حکیم بن جبلہ العبدی کے ساتھ تھے تو حضرت علیؓ بارہ ہزار کا لشکر لیکر بصرہ پہنچے اور یہ اشعار پڑھے:

يا لهف نفسي على ربيعة . ربيعة السامعة المطيعة
کاش میری جان ربیعہ پر قربان ہو جائے جو باتوں کو سنتا تھا اور اطاعت کرتا تھا۔
سنتها كانت بها الوقيعة .
تمام جنگوں میں اس کی یہی عادت رہی ہے۔

حضرت علیؓ اور حضرت زبیرؓ کی گفتگو

جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو حضرت علیؓ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے اور حضرت زبیرؓ کو آواز دی جب زبیرؓ قریب آ گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا یہ لشکر لیکر تم کیوں آئے ہو؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا اس لئے کہ میں آپ کو اپنے سے زیادہ اس خلافت کا اہل نہیں سمجھتا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا عثمانؓ کے بعد تم بھی اس خلافت کے اہل نہ تھے اور ہم تمہیں بنو عبدالمطلب میں شمار کرتے تھے لیکن تمہارے اس برے بیٹے نے تمہیں اس مقام تک پہنچایا ہے اور ہمارے اور تمہارے درمیان تفرقہ ڈال دیا ہے، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کا قول حضرت زبیرؓ کو سنایا کہ ایک دن آپ ہم دونوں کے پاس سے گذرے اور مجھ سے فرمایا تیرا پھوپھی زاد بھائی کیا کہہ رہا ہے حالانکہ یہ ایک روز تم سے جنگ کرے گا اور اس وقت یہ تم پر ظلم کرنے والا ہوگا، رسول اللہ ﷺ کا یہ قول سنتے ہی میدان سے واپس لوٹ گئے اور کہا واللہ میں اب تم سے کبھی جنگ نہیں کرونگا اور

اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا مجھے تو اس جنگ میں کوئی بھلائی نظر نہیں آتی ہے۔

عبداللہؓ نے فرمایا آپ تو میدان میں بھلائی سوچ کر نکلتے تھے لیکن جب آپ نے علیؓ کے جھنڈے کے نیچے اپنی موت کا دیکھا ہے اس لئے آپ جنگ سے جدا رہنا چاہتے ہیں، حضرت زبیرؓ نے فرمایا لیکن میں قسم کھا چکا ہوں کہ اب علیؓ سے جنگ نہیں کروں گا، حضرت عبداللہؓ نے فرمایا اپنے غلام سرجس کو آزاد کر کے قسم کا کفارہ دے دیں، اس کے بعد حضرت زبیرؓ نے اس کو آزاد کر دیا اور صف میں جا کر کھڑے ہو گئے۔

حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ سے کہا تم مجھ سے عثمانؓ کا قصاص طلب کرتے ہو حالانکہ تم ہی نے حضرت عثمانؓ کا قتل کیا ہے جس کے باعث اللہ نے ہمیں یہ روز بد دکھایا ہے جسے ہم ہرگز پسند نہیں کرتے تھے نیز علیؓ نے طلحہؓ سے کہا تم ام المومنین کو اس لئے لیکر آئے ہو تا کہ ان کی پشت پناہی میں جنگ کر سکو حالانکہ تم نے اپنی بیوی کو گھر میں چھپا کر بٹھا رکھا ہے اور کیا تم نے میری بیعت نہیں کی تھی؟ حضرت طلحہؓ نے فرمایا بیعت تو ضرور کی تھی لیکن اس وقت میری گردن پر تلوار رکھی ہوئی تھی اور میں نے مجبوراً بیعت کی تھی۔

علیؓ کی صلح کیلئے از حد کوشش اور قرآن کا واسطہ دینا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس کام کو کر سکتا ہے کہ وہ قرآن اٹھا کر فریقین کے درمیان کھڑا ہو جائے اور انہیں قرآن پر چلنے کی دعوت دیں، اگر اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو وہ دوسرے ہاتھ پر قرآن کو اٹھائے رکھے اور اگر دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا جائے تو وہ قرآن کو اپنے دانتوں سے اٹھائے رکھے، ایک نوجوان نے اپنے آپ کو اس کام کے لئے پیش کیا لیکن حضرت علیؓ کی خواہش تھی کہ دوسرا کوئی شخص اس کام کو انجام دے اس لئے آپ نے تمام لشکر کا چکر لگایا اور ہر ایک کے سامنے یہ بات پیش کی لیکن اس نوجوان کے علاوہ کوئی بھی اس کام کے لئے تیار نہ تھا، حضرت علیؓ نے اس نوجوان سے فرمایا یہ قرآن ان کے سامنے پیش کرو اور کہو کہ قرآن اول سے آخر تک ہمارے اور تمہارے خون کا فیصلہ کریگا لیکن مخالفین کے لشکر نے اس نوجوان پر حملہ کر دیا قرآن اس کے ہاتھ میں تھا انہوں نے نوجوان کے دونوں ہاتھ کاٹ دیئے تو اس نے قرآن اپنے دانتوں میں تھام لیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا۔

ابتدائے جنگ اور عبداللہ بن زبیرؓ کا زخمی ہونا

اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا اب تمہارے لئے جنگ حلال ہو گئی ہے تم ان سے جنگ کرو اس روز ستر آدمی اونٹوں کی مہار تھامے مارے گئے اور جب لوگوں کو شکست ہوئی تو طلحہؓ کو ایک تیر آ لگا جس سے وہ شہید ہو گئے اور یہ تیر مارنے والا مروان بن الحکم تھا۔ عبداللہ بن زبیرؓ عائشہؓ کے اونٹ کی مہار تھامے ہوئے تھے اور جب عبداللہ بن زبیر لڑتے لڑتے زخمی ہو گئے تو انہوں نے اپنے آپ کو زخمیوں میں ڈال دیا تا کہ لوگ انہیں مردہ سمجھیں، جنگ ختم ہونے کے بعد وہ خاموشی کے ساتھ میدان جنگ سے نکلے اور زخموں کی مرہم پٹی کی جس سے وہ اچھے ہو گئے۔

علیؓ کا ام المومنین حضرت عائشہ کا اکرام فرمانا

محمد بن ابی بکر نے حضرت عائشہؓ کا ہودج اٹھا کر نیچے رکھ دیا اور اس پر ایک خیمہ لگا دیا حضرت علیؓ نے خیمہ کے باہر کھڑے ہو کر فرمایا آپ نے لوگوں کو کامیاب بنانے کی کوشش کی اور وہ کامیاب بھی ہو گئے آپ نے ان کے درمیان

اپنی قوم کو بڑی آزمائش میں ڈالا اس کے بعد حضرت علیؓ نے ان کو روانہ فرمایا اور ان کے ساتھ کچھ مرد اور عورتیں بھی کر دیں اور ان کا سامان تیار کرا کے انہیں بارہ ہزار درھم دینے کا حکم دیا، عبداللہ بن جعفرؓ نے اس مال کو کم سمجھا اور بہت زیادہ مال ام المومنین کی خدمت میں پیش کیا اور فرمایا اگر امیر المومنین نے اس مال کو لینے کی اجازت نہیں دی تو اس کی ادائیگی میرے ذمہ ہے۔

قاتلِ زبیرؓ حضرت علیؓ کے در پر

حضرت زبیر بھی شہید کر دیئے گئے اور انہیں ابن جرموز نے قتل کیا اور قتل کر کے علیؓ کے دروازہ پر پہنچا اور دربان سے کہا کہ اندر جا کر قاتل زبیرؓ کے لئے اجازت طلب کرو، حضرت علیؓ نے انہیں اجازت بھی دی اور ساتھ ہی جہنم کی بشارت بھی دی۔

زبیرؓ کی شہادت میں احنف کا ہاتھ

محمد بن عمارہ نے عبیداللہ بن موسیٰ کے توسط سے قرۃ بن الحارث کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں جنگ کے وقت احنف بن قیس کے ساتھ تھا میرا چچا زاد بھائی جون بن قتادہ زبیر بن العوام کے ساتھ تھا ان کے پاس سے چند سوار گذرے اور انہوں نے یا امیر کہہ کر آپ کو سلام کیا حضرت زبیرؓ نے ان کے سلام کا جواب دیا اس کے بعد سواروں نے عرض کیا کہ مخالفین کا لشکر فلاں مقام پر آکر ٹھیرا ہے اور ہم نے آج تک ایسا ہتھیار بند اور کم تعداد لشکر نہیں دیکھا جس میں اس سے زیادہ رعب پایا جاتا ہو، یہ لوگ آگے بڑھ گئے اس کے بعد ایک دوسرا سوار آیا اس نے بھی یا امیر کہہ کر زبیرؓ کو سلام کیا اور آپ نے سلام کا جواب دیا اور اس نے کہا کہ مخالفین کا لشکر فلاں مقام پر پہنچا ہے اور جب انہوں نے آپ کے لشکر کی تعداد سنی تو اللہ نے ان کے دلوں میں آپ کا رعب ڈال دیا اور وہ پشت پھیرنے لگے، حضرت زبیرؓ نے فرمایا اب تو تو یہی خبر بیان کریگا واللہ ابن ابی طالب کے لئے ہمارے بغیر کوئی چارہ کار نہیں۔

عمارؓ کی لشکر علیؓ میں شمولیت اور زبیرؓ پر اس کا بہت گراں گزرنا

اس کے بعد ایک اور سوار آیا اس نے بھی یا امیر کہہ کر حضرت زبیرؓ کو سلام کیا اور آپ نے اس کے سلام کا جواب دیا اس نے کہا کہ یہ لوگ جو آپ کے مقابلہ میں آئے ہیں ان میں عمار بھی شامل ہے میں ان سے ملا ہوں اور میری ان سے گفتگو بھی ہوئی ہے، حضرت زبیرؓ نے فرمایا عمار تو اس لشکر میں شامل نہیں ہے، اس سوار نے جواب دیا واللہ وہ لشکر کے ساتھ ہیں، حضرت زبیرؓ نے فرمایا واللہ وہ ہرگز اس لشکر کے ساتھ شامل نہیں ہو سکتے، اس سوار نے کہا واللہ وہ اس لشکر کے ساتھ شامل ہیں۔

عمارؓ کی لشکر علیؓ میں شمولیت کی بناء پر زبیرؓ کا جنگ سے کنارہ کرنا

جب سوار برابر حضرت زبیرؓ کی باتوں کی تردید کرتا رہا تو حضرت زبیرؓ نے اپنے کسی رشتہ دار کو اس کے ساتھ بھیجا اور فرمایا کہ دیکھو کہ واقعتاً عمار اس لشکر میں شامل ہیں، وہ دونوں مخالفین کے لشکر کی طرف گئے، اور جب یہ دونوں واپس آئے تو حضرت زبیرؓ کے قاصد نے جواب دیا سوار سچ کہتا ہے عمار اس لشکر میں شامل ہیں۔

حضرت زبیرؓ نے فرمایا کہ اس کی ناک کٹ جائے اس کی کمر ٹوٹ جائے اسے یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی، یہ کہتے ہوئے آپ نے ہتھیار اتار دیئے۔

جون بن قتادہ کا بیان ہے کہ مجھے میری ماں نے گھر سے یہ کہہ کر روانہ کیا تھا کہ مرتے دم تک زبیرؓ کا ساتھ دینا انہوں نے جب ہتھیار اتار دیئے تو میرے دل میں خیال آیا کہ لازماً زبیرؓ نے عمار کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا ارشاد سنا ہوگا یا حضور ﷺ نے عمارؓ کو کوئی حکم دیا ہوگا جو اس وقت حضرت زبیرؓ کو یاد آ گیا ہوگا، جب جنگ شروع ہوئی تو حضرت زبیرؓ اپنے سواری پر سوار ہو کر میدان سے لوٹ گئے اور جون بھی میدان سے واپس چلا آیا اور احنف کے ساتھ شامل ہو گیا۔

کون ہے جو قرآن اٹھائے اور شہادت پائے؟

علیؓ کا لشکر میں اعلان،

جون بن قتادہ کا بیان ہے کہ دو شخص احنف کے پاس آئے اور سرگوشی کرتے ہوئے کچھ دیر تک باتیں کی اور پھر واپس چلے گئے اس کے بعد عمرو بن جرموز احنف کے پاس آیا اور اس نے کہا میں نے اسے وادی السباع میں پایا تھا اور اسے قتل کر دیا، جون کہتا ہے کہ میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ زبیرؓ کا اصل قاتل احنف ہے۔

عمرو بن شعبہ نے اپنی سند کے ساتھ عمار بن معاویہ الدہنی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگِ جمل کے روز اپنے ہاتھ میں قرآن اٹھایا اور پورے لشکر کا چکر لگایا اور فرمایا کہ کون ہے جو اس قرآن کو اٹھا کر مخالفین کو اسے قبول کرنے کی دعوت دے، اور قرآن اٹھانے والا یہ بھی جان لے کہ وہ مقتول ہو کر رہے گا، کوفہ کے ایک نوجوان نے اس بات کو قبول کر لیا اور وہ نوجوان اس وقت سفید قباء پہنے ہوئے تھا، حضرت علیؓ کو اس کی جوانی پر ترس آیا اور فرمایا کوئی اور شخص ہے جو یہ کام انجام دے اور یہ بات بھی جان لے کہ وہ قتل کر دیا جائیگا، اس بار بھی لشکر میں سے اس نوجوان کے علاوہ کوئی نہ نکلا

کوفی نوجوان کا اپنے کو پیش کرنا

حضرت علیؓ کیلئے جنگ کا حلال ہونا

چنانچہ حضرت علیؓ نے قرآن اس نوجوان کے سپرد کیا اور اس نے مخالفین کو اس کی دعوت دی لیکن لوگوں نے اس کا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا اس نے فوراً قرآن بائیں ہاتھ میں تھام لیا لوگوں نے وہ ہاتھ بھی کاٹ لیا تو اس نے قرآن کو سینے سے چمٹا لیا اس کی قباء خون سے تر ہو چکی تھی بالآخر اس نوجوان کو قتل کر دیا گیا تو حضرت علیؓ نے فرمایا اب ان لوگوں سے جنگ حلال ہو گئی ہے۔

اس نوجوان کی ماں نے اس کی شہادت پر یہ مرثیہ کہا:

لاهمّ انّ مسلماً دعاهم . يتلو كتاب الله لا يخشاهم

ایک مسلمان نے ان لوگوں کو کتاب اللہ پڑھ پڑھ کر دعوت دی اور اس جوانمرد کو مخالفوں کا کوئی ڈر نہیں تھا۔

امهمّ قائمة تراهم . يا تمرون الغيّ لا تنهاهم

ان لوگوں کی ماں کھڑی ہوئی دیکھ رہی تھی اور یہ لوگ سرکشی میں اترے ہوئے تھے۔

قد خصت من علق لحاهم

ان لوگوں کی داڑھیاں خون سے تر ہو چکی تھی۔

قبیلہ ازد کی وفاداری

عمر نے اپنی سند کے ساتھ جس میں ابومخنف راوی بھی شامل ہے، شعبی کا قول ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے میمنہ نے اہل بصرہ کے میسرہ پر حملہ کیا ان دونوں دستوں کے درمیان گھمسان کی جنگ ہوئی، لوگوں نے ام المومنین کے پاس جا کر پناہ لی اور ان میں اکثر بنوضبہ اور ازدی تھے یہ ام المومنین کے اونٹ کے نزدیک زوال سے عصر تک جنگ کرتے رہے پھر یہ لوگ پیچھے ہٹنے لگے تو ایک ازدی نے پکار کر کہا کہاں جا رہے ہو واپس لوٹو، محمد بن حنفیہ نے ازدیوں پر سخت حملہ کیا محمد کے ساتھی چلا چلا کر کہہ رہے تھے کہ ہم علیؓ بن ابی طالب کے دین پر ہیں۔

جنگ کی کیفیت اشعار ونثر

بنولیث کے ایک شاعر نے اس جنگ کی کیفیت اس طرح بیان کی:

سائل بنا یوم لقینا الازدا . والخیل تعدوا اشقرا ووردا

جس روز ہم نے ازدیوں سے جنگ کی اس روز کا حال ہم سے معلوم کرو، رنگ برنگے گھوڑے ازدیوں پر چڑھ رہے تھے

لما اقطعنا کبد ھم والزندا . سحقاً لھم فی رایھم وبعدا

ہم نے ان کے جگر چیر کر پھینک دیئے اور کھوپڑیاں اتارلیں، ان کی رائے پر تباہی اور بربادی نازل ہوئی۔

عمارؓ کا زبیرؓ پر حملہ اور لشکر زبیرؓ کی شکست

عمرو بن شبہ نے اپنی سند کے ساتھ مالک بن دینار کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت عمارؓ نے حضرت زبیرؓ پر حملہ کیا اور ان کو نیزے سے چوکے مار کر فرمایا اے زبیرؓ کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ حضرت زبیرؓ نے فرمایا نہیں میں واپس جا رہا ہوں۔

عامر بن حفص کا بیان ہے کہ جمل کے روز عمارؓ زبیرؓ کے سامنے آئے اور نیزہ تان لیا حضرت زبیرؓ نے فرمایا اے ابوالیقظان! کیا تم مجھے قتل کرنا چاہتے ہو؟ حضرت عمارؓ نے فرمایا اے ابوعبداللہ! ہرگز نہیں۔

محمد اور طلحہ کا بیان ہے جب لوگ شکست کھانے لگے تو زبیرؓ نے لوگوں کو آواز دی اور کہا میں زبیر ہوں میرے پاس آؤ بھاگ کر کہاں جا رہے ہو، میں زبیر کے پاس کھڑا تھا وہ پکار پکار کر کہہ رہے تھے تم رسول اللہ ﷺ کے حواری کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہو اس کے بعد زبیر لوٹ گئے اور وادی السباع کی طرف چل پڑے۔ دو آدمیوں نے ان کا پیچھا کیا جب حضرت زبیرؓ نے دیکھا کہ دو آدمی ان کا پیچھا کر رہے ہیں تو میدان کی طرف لوٹ آئے اور سخت حملہ کیا اور دشمن کی صفیں تتر بتر کر دیں، جب دشمن کو لوٹتے وقت معلوم ہوا کہ یہ حملہ کرنے والا حضرت زبیر تھا، علباء بن الہیثم نے زبیر کو آواز دی اور ان کے ساتھ ایک جماعت تھی اور دوسری جانب قعقاع ایک جماعت کو لئے ہوئے آ رہے تھے جب یہ لوگ حضرت طلحہؓ کے پاس پہنچے تو انہوں نے لوگوں کو آواز دی اے لوگو! میرے پاس آؤ اور ثابت قدمی دکھاؤ، قعقاع نے ان

سے کہا آپ تو زخمی ہو چکے ہیں لہٰذا آپ گھر جا کر آرام کریں، طلحہؓ نے اپنے غلام سے کہا مجھے کسی محفوظ جگہ میں لے چلو تو غلام دو آدمیوں کے ساتھ مل کر انہیں بصرہ لے آیا۔

اس کے بعد بھی جنگ ہوتی رہی اور لشکرِ طلحہ شکست کھانے لگا اور یہ لوگ شکست کھا کر بصرہ جانا چاہتے تھے لیکن جب مضر نے ام المومنین کے اونٹ کو گھیر لیا تو یہ سب پلٹ پڑے اور قلب لشکر میں پہنچ کر میدان میں ڈٹ گئے اور اب نئے سرے سے جنگ شروع ہو گئی اور قبیلہ ربیعہ کے آدمی بصرہ میں ٹھیر گئے۔

سبائیوں کا قرآن قبول کرنے سے انکار اور ام المومنین پر حملہ

یہ حالات دیکھ کر حضرت عائشہؓ نے کعب کو حکم دیا کہ قرآن اٹھالو اور انہیں اس کی طرف دعوت دو، کعبؓ قرآن لیکر آگے بڑھے اور مخالفین کے سامنے گئے لیکن لشکر علیؓ میں آگے آگے سبائی تھے اور انہیں خوف تھا کہ صلح نہ ہو جائے کعب جب قرآن کو سامنے لائے اور حضرت علیؓ پیچھے لشکر میں تھے اور ان کا خیال تھا کہ مخالفین جنگ کے علاوہ کسی اور چیز پر راضی نہیں۔ جب کعب نے انہیں قرآن کے احکام پر عمل کرنے کو کہا تو انہوں نے کعب کو نیزے مار مار کر ختم کر دیا اور حضرت عائشہؓ کے ہودج کو تیروں کا نشانہ بنایا، حضرت عائشہؓ نے آواز دی اے میرے بیٹو ادھر آؤ، ام المومنین چیخ چیخ کر کہہ رہی تھی اللہ کو یاد کرو اور روز قیامت کا خیال کرو جس پر ہر عمل کا حساب دینا ہوگا لیکن سبائی کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں تھے اور برابر آگے بڑھ کر حضرت عائشہؓ کے اونٹ پر حملہ کرتے رہے تو حضرت عائشہؓ نے لوگوں سے فرمایا اے لوگو! قاتلین عثمانؓ پر لعنت بھیجو اس کے بعد سب نے ان پر لعنت بھیجی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے کانوں میں جب لعنت کی آواز پڑی تو انہوں نے سوال کیا یہ شور کیسا ہے لوگوں نے جواب دیا حضرت عائشہؓ اور ان کے ساتھی قاتلین عثمانؓ اور ان کا ساتھ دینے والوں پر لعنت بھیج رہے ہیں، یہ سن کر حضرت علیؓ بھی قاتلین عثمانؓ پر لعنت بھیجنے لگے اس کے بعد حضرت علیؓ آگے بڑھے اور عبدالرحمٰن بن عتاب اور عبدالرحمٰن بن الحارث کے پاس کہلا بھیجا کہ تم دونوں اپنی اپنی باتوں پر ڈٹے رہو۔

جب اہل بصرہ نے دیکھا کہ سبائیوں کا اصل رخ حضرت عائشہؓ کی جانب ہے تو بصرہ کے مضریوں نے اونٹ کو گھیر لیا اور اس کے بعد کوفہ کے مضریوں پر حملہ کر دیا اور اس ازدحام میں حضرت علیؓ بھی پھنس گئے حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے کی گردن پکڑ کر حملہ کا حکم دیا لیکن وہ پس و پیش کرنے لگے تو حضرت علیؓ نے جھنڈا لینے کے لئے ہاتھ آگے بڑھایا یہ دیکھ کر محمد نے حملہ کر دیا۔

کوفہ کے مضریوں نے بصرہ کے مضریوں پر حملہ کیا اور اونٹ کے آگے لڑائی شروع ہو گئی جس وقت جنگ بہت سختی کے ساتھ جاری تھی اور کسی کی کامیابی کی صورت نظر نہیں آرہی تھی، حضرت علیؓ کے ساتھ مضریوں کے علاوہ اور کچھ لوگ بھی تھے ان میں زید بن صوحان بھی تھے اس سے ایک شخص نے کہا اے صوحان! تم اپنی قوم کے پاس آجاؤ کیونکہ تیرے سامنے مضری ہیں اور اونٹ بھی تیرے سامنے ہیں اور چاروں طرف موت کا بازار گرم ہے۔

حضرت زیدؓ نے فرمایا موت زندگی سے بہتر ہے اور میں اس موت کا طلب گار ہوں، الغرض زید اور اس کا بھائی سیلمان لڑتے لڑتے مارے گئے ان کے مرنے کے بعد جنگ اور شدت اختیار کر گئی، جب علیؓ نے یہ صورت دیکھی تو یمنیوں اور ربیعوں کو حکم دیا کہ تم اپنے اپنے قریب والوں کی مدد کے لئے پہنچ جاؤ۔

بنو عبدالقیس کے ایک شخص نے ام المومنین کے ساتھیوں سے کہا کہ ہم تمہیں کتاب کی دعوت دیتے ہو۔ حضرت عائشہؓ کے حامیوں نے نے جواب دیا تم کیا قرآن کی دعوت دو گے تم تو اللہ کی نافذ کردہ حد کو قائم نہیں کر سکے اور تم نے اللہ کی جانب دعوت دینے والے کعب بن ثور کو قتل کر دیا، یہ جواب جس نے دیا تھا اسے قبیلہ ربیعہ کے ایک شخص نے نیزے مار کر قتل کر دیا اس کے قتل کے بعد اونٹ کی حفاظت کے لئے سلمہ بن عبداللہ العجلی اس کی جگہ کھڑا ہوا لوگوں نے اسے بھی قتل کر دیا، کوفہ کا میمنہ بصرہ کے میمنہ پر حملہ کر رہا تھا اور بہت سے بصریوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا۔

کوفیوں کا حضرت عائشہؓ پر حملہ

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا بیان نقل کیا ہے کہ پہلی جنگ دوپہر تک شدت سے جاری رہی اور اس میں طلحہؓ شہید ہوئے اور دوران جنگ زبیرؓ بھی چلے گئے اور لوگوں نے ام المومنین کے پاس پناہ لی اور اہل کوفہ جنگ کے علاوہ کسی دوسری بات پر راضی نہ تھے اور ان کا حملہ ام المومنین پر تھا، حضرت عائشہؓ نے لوگوں کو اپنے پاس بلا لیا تھا اور حضرت عائشہؓ کے قریب فریقین کے درمیان زبردست جنگ ہوئی، پہلے تو حضرت زبیرؓ اور طلحہؓ کی قیادت میں جنگ شروع ہوئی اور دوپہر کے وقت لشکر کی کمان حضرت عائشہؓ کر رہی تھیں اور زبردست جنگ جاری تھی حضرت علیؓ کے میمنہ نے حضرت عائشہؓ کے میسرہ کو شکست دی لیکن حضرت عائشہؓ کا میمنہ حضرت علیؓ کے میسرہ پر غالب رہا اور بصرہ کے قبیلہ ربیعہ نے کوفہ کے ربیعوں کو شکست دی، علیؓ نے مجبورا بصرہ کے مضریوں کے مقابلہ میں کوفہ کے مضریوں کو بھیجا اور فرمایا موت سے بھاگنے والوں کا کوئی راستہ نہیں، نہ وہ بھاگنے والوں کو چھوڑتی ہے اور نہ کھڑے ہونے والوں کو۔

جھنڈے کی واپسی اور قتل عام

عمرو بن شبہ نے اپنی سند کے واسطے سے محمد بن الحنفیہ کا یہ بیان نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ جمل کے دن میرے باپ (علیؓ) نے جھنڈا مجھے دیا اور کہا کہ آگے بڑھو، میں آگے بڑھتا رہا لیکن جب میرے آگے نیزے اور سنانیں آڑے آ گئیں تو میں رک گیا اتنے میں کسی نے میرے پیچھے سے کہا تیری ماں مرے آگے کیوں نہیں بڑھتا میں نے جواب دیا آگے بڑھنے کے لئے راستہ نہیں ہے تو اسنے ہاتھ بڑھا کر جھنڈا مجھ سے لے لیا جب میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو وہ میرے والد تھے وہ فرما رہے تھے:

انتِ التی غرکِ منی الحسنیٰ ۔
یا عیش ان القوم قوم اعدا
الخفض خیر من قتال الابناء

اے عائشہؓ آپ نے اپنے آپ کو دھوکہ میں ڈال دیا اور قوم کو ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا۔ بیٹوں کے قتل ہونے سے تو یہ بہتر تھا کہ آپ جھک جانا قبول فرما لیتیں۔

سری نے بواسطہ سیف وشعیب، محمد وطلحہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ دونوں لشکروں میں اتنی سخت جنگ ہوئی کہ ہر جگہ قلب لشکر کا گمان ہوتا تھا اہل یمن نے نہایت جوانمردی دکھائی، علیؓ کا جھنڈا سنبھالتے ہوئے کوفہ کے دس آدمی مارے گئے ان میں پانچ ہمدانی تھے اور بقیہ یمنی تھے آخر میں یزید بن قیس نے جھنڈا سنبھالا اور وہ جنگ کے وقت بطور تمثیل یہ رجز پڑھ رہے تھے۔

قد عشت یا نفس وقد غنیت

دھراً فقطک الیوم ما بقیت

اطلب طول العمر ما حیّیت

اے نفس تم نے بہت زندگی گذاری اور اب زمانہ سے بے پرواہ ہو جا چکا ہے تو ابھی تک زندہ ہے اور کب تک زندہ رہیگا۔ تو جب تک زندہ رہے میں زندگی کا طلب گار رہوں گا،

اور نمران بن ابی نمران الہمد انی نے جنگ کے وقت یہ اشعار پڑھے:

جردت سیفی فی رجال الازد

اضرب فی کھولھم والمرد

میں ازدیوں کے درمیان اپنی تلوار چلا رہا تھا اور ان کے بوڑھوں اور جوانوں کو قتل کرر ہا تھا

کل طویل الساعدین نھد اور ہر لمبے بازوں والے چیتے کو میدان میں گرا رہا تھا۔

ربیعہ میدان میں آگے بڑھے اس وقت زید، صعصعہ، سلیمان بن رقبہ المغیرہ اہل کوفہ کے میسرہ کے جھنڈے کے نیچے لڑتے لڑتے مارے گئے۔ اس کے بعد ابوعبداللہ بن راشد بن سلیمی یہ دعا کرتے ہوئے آگے بڑھے کہ اے اللہ آپ نے ہمیں گمراہی سے ہدایت نصیب فرمائی اور ہمیں ایسی آزمائش میں مبتلا کیا جس کے بارے میں ہم آج تک شک وشبہ میں ہیں اس کے بعد یہ قتل ہو گیا پھر حصین بن معبد بن النعمان بھی قتل ہو گئے لیکن انہوں نے جھنڈا اپنے بیٹے معبد کو دیا اور اس سے کہا اے بیٹے جھنڈا اپنے پاس رکھنا اور زیادہ آگے نہ بڑھنا، چنانچہ جھنڈا آخر تک ان کے پاس رہا۔

مقطوع ہاتھ پاؤں کی کثرت

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب کوفہ اور بصرہ کے مضریوں کے درمیان جنگ ختم ہوگئی تو دونوں لشکروں میں یہ اعلان ہوا کہ اب جنگ ختم ہو چکی ہے اس لئے اپنے ہاتھ، پاؤں تلاش کرلو لوگ اپنے ہاتھ پاؤں تلاش کرنے لگے اس سے قبل اور بعد آج تک ایسی جنگ نہیں ہوئی جسمیں لوگوں کے ہاتھ پاؤں کٹے ہوں، عبدالرحمٰن بن عتاب کا شہادت سے قبل ہاتھ کٹ چکا تھا دونوں لشکروں میں جس کا بھی ہاتھ کٹ جاتا تھا وہ پھر بھی برابر جنگ میں جما رہتا اس لئے مخالف یہ کوشش کرتے کہ کسی نہ کسی طرح یہ قتل ہو جائے۔

قبیلہ غسان کی شجاعت ودلیری

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے محمد اور طلحہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب جنگ زوروں پہ ہونے لگی تو اہل کوفہ کا میمنہ اہل بصرہ کے قلب میں گھس گیا اس طرح اہل بصرہ کا میسرہ اہل کوفہ کے قلب میں گھس گیا لیکن اہل کوفہ کے میمنہ اور میسرہ نے مخالفین کو اپنے دستوں میں گھسنے نہیں دیا اسی طرح بصرہ کے میسرہ نے بھی مخالف کو قطعاً موقعہ نہیں دیا۔

ام المومنین نے اپنے بائیں جانب والوں کے متعلق سوال کیا یہ کون لوگ ہیں؟ صبرہ بن شیمان نے جواب دیا آپ کے بیٹے ازد ہیں تو عائشہ نے فرمایا اے آل غسان! تمہاری شجاعت سننے میں آئی ہے آج اپنی شجاعت کو برقرار رکھو اور اپنی عزتوں کی حفاظت کرو، اس کے بعد ام المومنین نے تمثیلاً یہ اشعار پڑھے:

وجالدَ من غسّانَ اهلُ حفاظِها
وهِنبٌ واوس جالدَتْ وشبيبُ

غسانی جو حفاظت کرنا جانتے ہیں انہوں نے جنگ کی اسی طرح ھنب، اوس اور شبیب نے بھی جنگ کی۔
اس کے بعد ام المومنین نے دائیں جانب والوں سے سوال کیا یہ کون لوگ ہیں انہوں نے عرض کیا: بنوبکر بن وائل۔
ام المومنین نے فرمایا تمہارے بارے میں شاعر یہ کہتا ہے:

وجاء وا الينا في الحديد كانهم
من العزةِ القعساءِ بكرُ بنُ وائل

بکر بن وائل اپنی عزت کی خاطر ہم پر اس طرح چڑھ کر آئے کہ وہ سر سے پیر تک لوہے میں غرق ہیں۔
پھر ام المومنینؓ نے فرمایا: اے بنوبکر بن وائل تمہارے مقابلہ میں آج بنوعبدالقیس ہے تم ان سے بڑھ کر جنگ کرو۔
اس کے بعد حضرت عائشہؓ نے ان دستوں سے سوال کیا جو ان سے آگے تھے تو انہوں نے جواب دیا ہم بنوناجیہ ہیں، ام المومنین نے فرمایا آج الطجی اور قریشی تلواریں آپس میں ٹکرا رہی ہیں تم ایسی جنگ کرو جس سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

بنوضبہ کی شجاعت اور ام المومنین کی حفاظت

تھوڑی دیر کے بعد عائشہؓ کے اردگرد بنوضبہ آ گئے عائشہؓ نے انہیں دیکھ کر فرمایا اب چنگاریاں بھڑک اٹھی ہیں جب بنوضبہ نرم پڑ گئے تو ان کے ساتھ بنوعدی شامل ہوئے حتیٰ کہ بنوعدی کی اکثریت ہوگئی، ام المومنین نے سوال کیا تم کون لوگ ہو تو انہوں نے جواب دیا ہم لوگ مخلوط ہیں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب تک بنوضبہ میرے اردگرد لڑتے رہے اس وقت تک اونٹ کی گردن سیدھی رہی اور انہوں نے زبردست جنگ کی یہاں تک کہ ان کے جتنے بھی ہاتھ پاؤں کٹے ہیں کسی دوسرے قبیلے کے نہیں کٹے اور وہ دونوں لشکروں میں غالب رہے مخالفین اونٹوں پر تیراندازی کرتے رہے بنوضبہ کٹ کٹ کر گر رہے تھے اور مجھے بچا رہے تھے۔

ابن یثربی اور حضرت عمار کی شجاعت

اس کے بعد ابن یثربی نے اونٹ کی مہار پکڑی، اس نے علباء بن الہیثم، زید بن صوحان اور ہند بن عمرو کے قتل کا دعویٰ کیا تھا اور دوران جنگ یہ رجز پڑھ رہا تھا:

انا لمن ينكر في ابن يثربي
قاتل علباء وهند الجملي
وابن لصوحان على دين علي

میں ابن یثربی ہوں جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اور میں علباء اور ہند الجملی کا قاتل ہوں۔
میں زید بن صوحان کا بھی قاتل ہوں جو علیؓ کے دین پر تھا۔
حضرت عمار نے ابن یثربی کو مقابلہ کے لئے بلایا اور کہا میں دنیا کا بہت مزا چکھ چکا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ مجھ

میں تیرے مقابلہ کی طاقت نہیں اگر تو سچا ہے تو نکل آ، ابن یثربی نے اونٹ کی مہار بنو عدی کے ایک شخص کے ہاتھ میں دی اور باہر نکل کر دونوں صفوں کے درمیان کھڑا ہو گیا، لوگوں نے عمار کی حفاظت کے لئے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا جب ابن یثربی عمارؓ کے قریب پہنچا تو حضرت عمارؓ نے اپنی ڈھال اسکی طرف زور سے ماری جو اس کی تلوار پر پڑی اور تلوار اچٹ کر اس کی ٹانگوں پر گری جس سے اسکے دونوں پیر کٹ گئے اس کے بعد لشکر علیؓ کے لوگ اسے حضرت علیؓ کے پاس لے گئے حضرت علیؓ نے اسے قتل کر دینے کا حکم دیا۔

عمرو بن بجرہ اور ربیعہ العقیلی کا قتل

جب ابن یثربی قتل ہو گیا تو اس عدوی نے اونٹ کی مہار کسی اور کو دیدی اور میدان میں آ کر مبارز طلب کی عمار اس کے مقابلہ میں آنا ہی چاہتا تھا کہ ربیعہ العقیلی نے انہیں روک دیا اور خود اس کے مقابلہ میں آ گیا اور اس عدوی کا نام عمرو بن بجرہ تھا اس وقت ربیعہ العقیلی یہ رجز پڑھ رہا تھا:

یا امنّا اعق ام نعلم

والام تغذو ولدا وترحم

الا ترین کم شجاع یکلم

وتختلی منہ ید ومعصم

(ترجمہ) اے ماں ہم آپ کو بہت ہی نامہربان دیکھ رہے ہیں حالانکہ مائیں تو بچوں کو غذا دیتی ہیں اور ان پر رحم کرتی ہیں کیا آپ نہیں دیکھتیں کتنے بہادر زخمی ہو رہے ہیں اور ان کے ہاتھ اور کلائیاں کاٹی جا رہی ہیں۔

اس کے بعد یہ دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئے اور ایک دوسرے کو سخت زخمی کر دیا یہاں تک کہ دونوں مارے گئے۔

حارث بن ضبہ کے رجزیہ اشعار

عطیہ بن ہلال کا بیان ہے کہ بنو ضبہ کے ایک شخص نے عدوی کے جنگی اونٹ کی مہار پکڑی تھی اس کا نام حارث تھا ہم نے اس سے زیادہ کوئی سخت نہیں دیکھا وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا:

نحن بنو ضبہ اصحاب الجمل

ننعی ابن عفان باطراف الاسل

الموت احلیٰ عندنا من العسل

ردوا علینا شیخنا ثم بحل

ہم ضبہ کی اولاد ہیں، اصحابِ جمل ہیں، ہم عثمان بن عفان کا نیزوں کی نوکوں سے بدلہ لینے آئے ہیں ہمارے نزدیک موت شہد سے زیادہ میٹھی ہے ہمارے امیر کو ہمیں واپس کر دو اور ہمیں کچھ نہیں چاہیئے۔

حضرت عائشہؓ پر پروانوں کا نثار ہونا

عمرو بن شبہ نے ہذلی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جمل کے روز عمرو بن یثربی اپنی قوم کو جوش دلا رہا تھا اور لوگ ام

المومنین کے اونٹ کی مہار پکڑ کر رجز پڑھ رہے تھے:

نحن بنو ضبه لا نفر
حتیٰ نری جماجما تخرّ
یخرّ منها العلق المحمر
یا امنّا یا عیش لن تراعی
کل بنیک بطل شجاع
یا امنّا یا زوجة النبی.
یا زوجة المبارک المهدی

ہم بنوضبہ بھاگنے والے نہیں ہیں تاوقتیکہ کھوپریاں گرتی ہوئی نہ دیکھ لیں۔ اور جب تک خون کی دھاریں نہ چلنے لگیں۔ اے ہماری ماں عائشہؓ آپ ہرگز خوف نہ کیجئے آپ کے تمام بیٹے بہادر ہیں۔ اے ہماری ماں اے نبی کی زوجہ اور مبارک ذات اور ہدایت کرنے والی ذات۔

اس وقت مہار پر چالیس آدمی قتل ہوئے حضرت عائشہؓ نے فرمایا جب تک بنوضبہ کی آوازیں ختم نہ ہوئیں اس وقت تک اونٹ کا سر بالکل سیدھا رہا۔

اونٹ کی حفاظت پر زبردست خونریزی

عمر نے اپنی سند کے ساتھ جس میں ابومخنف راوی بھی شامل ہے حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں جنگ جمل میں زخمی ہو گیا تھا نیزوں اور تلواروں کے سینتیس زخم آئے تھے اس روز جیسی جنگ میں نے کبھی نہیں دیکھی دونوں لشکر ایک دوسرے کے سامنے ڈٹے ہوئے تھے جو بھی اونٹ کی مہار پکڑتا وہ شہید ہو جاتا تھا پھر آگے بڑھ کر میں نے مہار تھامی تو ام المومنین نے پوچھا یہ کون ہے میں نے جواب دیا آپ کا بھانجہ ابن زبیرؓ ہوں، ام المومنین نے فرمایا ہائے اسماء کا غم، اتنے میں میرے سامنے اشتر نکلا، میں اس سے جھپٹ گیا اور دونوں لڑتے لڑتے نیچے گر گئے میں نے چلا کر کہا اے لوگو مجھے بھی اور اشتر کو بھی قتل کر دو، الغرض دونوں لشکر برابر جنگ میں مصروف تھے حتیٰ کہ ہم مغلوب ہونے لگے اور اونٹ کی مہار ہمارے ہاتھ سے چھوٹ گئی۔

اونٹ کا قتل

حضرت علیؓ نے کہا کہ اونٹ کو ذبح کر دو اگر اونٹ ذبح ہو گیا تو یہ لوگ منتشر ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایک آدمی نے اونٹ کو ذبح کر دیا اونٹ کے زخمی ہوتے ہی اس کے منہ سے ایسی بری آواز نکلی کہ میں نے آج تک ایسی آواز نہیں سنی

حضرت علیؓ نے محمد بن ابی بکر کو حکم دیا کہ ہودج اٹھالو اور اس پر ایک خیمہ لگا دو اور دیکھو کہ حضرت عائشہؓ کو کوئی زخم تو نہیں آیا؟ محمد بن ابی بکر نے خیمہ کے اندر اپنا سر داخل کر دیا حضرت عائشہؓ نے غصہ میں کہا تو تباہ و برباد ہو جائے تو کون ہے؟ محمد بن ابوبکر نے کہا آپ کا وہ رشتہ دار جس سے آپ سخت ناراض نہیں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا خثعمیہ کا بیٹا ہے؟ محمد نے کہا جی ہاں، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، خدا کا شکر ہے اس نے آپ کو عافیت سے رکھا۔

اشتر اور عتاب بن اسید کا مقابلہ

علقمہ کہتے ہیں کہ میں نے اشتر سے دریافت کیا کہ یہ جملہ کہ مجھے اور مالک کو قتل کردو، کیا عبداللہ بن زبیرؓ نے کہا تھا؟ اشتر نے کہا نہیں یہ جملہ عبدالرحمٰن بن عتاب بن اسید نے کہا تھا، عبدالرحمٰن میرے مقابلہ میں آئے اور ہم دونوں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ گتھم گتھا ہو رہے تھے تو انہوں نے چلا کر کہا اے لوگو مجھے بھی قتل کردو اور مالک کو بھی قتل کردو، لوگ میرا نام نہیں جانتے تھے ورنہ مجھے ضرور قتل کر دیا جاتا۔

ابن زبیرؓ کی شجاعت

عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ ایک نوجوان ہمارے پاس آیا اور کہا اے لوگو دو شخصوں سے بچتے رہنا ان میں سے ایک اشتر ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ اس کی ایک ٹانگ زخم کی وجہ سے کھلی ہوئی ہے۔

اشتر کا بیان ہے کہ میرا ابن زبیرؓ سے مقابلہ ہوا تو انہوں نے اپنا نیزہ میرے پاؤں کی جانب بڑھایا میں نے دل میں کہا کتنا احمق آدمی ہے اگر یہ میرا پاؤں کاٹ بھی دیں تو میں اسے نہیں چھوڑوں گا لیکن جب ابن زبیرؓ نے نیزہ تھام کر میرے منہ پر وار کیا تو میں نے دل میں خیال کیا واقعی یہ بہت بڑا بہادر ہے۔

عمرو بن الاشراف کا قتل

عمر بن شبہ نے اپنی سند کے ساتھ جس میں ابومخنف راوی بھی شامل ہے، جندب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ عمرو بن اشرف نے اونٹ کی مہار تھامی اور جو بھی اس کے قریب آتا تو اپنی تلوار سے اس کا کام تمام کر دیتا اتنے میں حارث بن زبیر اس کے مدمقابل آیا اور وہ اس وقت یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

یـــا امّـــنـــا یـــاخیـــرام نـــعـــلـــم
امـــاتـــریـــن کـــم شـــجـــاع یـــکـــلـــم
وتـــخـــتـــلـــی هـــامـــتـــه والـــمـــعـــصـــم

ہماری ماں! ہم جانتے ہیں آپ بہترین ماں ہیں لیکن کیا آپ یہ نہیں دیکھتی کہ کتنے بہادر زخمی ہو رہے ہیں اور کتنی کھوپڑیاں اور بازوں کٹ کٹ کر گر رہی ہیں۔

اس کے بعد یہ دونوں آپس میں گتھم گتھا ہو گئے اور ایک دوسرے کو سخت زخمی کر دیا یہاں تک کہ دونوں مارے گئے۔

جندب کا بیان

عائشہؓ کا گریہ و بکاء

جندب کا بیان ہے کہ میں ام المومنین کی خدمت میں مدینہ پہنچا ام المومنین نے سوال کیا تم کون ہو؟ میں نے کہا میں قبیلہ ازد کا آدمی ہوں اور کوفہ میں رہتا ہوں، ام المومنین نے فرمایا کیا تم جنگ جمل میں موجود تھے؟ میں نے کہا ہاں، ام المومنین نے فرمایا ہمارے ساتھ شریک تھے یا مخالفین کے ساتھ؟ میں نے کہا میں آپ کا مخالف تھا، پھر مجھ سے سوال کیا کہ کیا تم اس شخص کو جانتے ہو جس نے یہ شعر پڑھا تھا:

یـا امـنـا یـا اخیـرام نـعـلـم
امـاتـریـن کـم شـجـاع یـکـلـم
وتـخـتـلـی هـامـتـه والـمـعـصـم

ہماری ماں! ہم جانتے ہیں آپ بہترین ماں ہیں لیکن کیا آپ یہ نہیں دیکھتی کہ کتنے بہادر زخمی ہورہے ہیں اور کتنی کھوپڑیاں اور بازوں کٹ کٹ کر گر رہی ہیں۔

میں نے کہا جی ہاں وہ میرا چچازد بھائی تھا، یہ سن کر ام المومنین بے انتہا روئیں یہاں تک کہ چپ ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آئی۔

عبداللہ بن حکیم کا قتل اور علم برداروں کا قتل عام

عمر بن شبہ اپنی سند سے دینار سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے اشتر کو سنا وہ فرمارہے تھے کہ میں نے عبداللہ بن حکیم اور عدی بن حاتم کو چیتوں کی طرح لڑتے ہوئے دیکھا اور قریش کا جھنڈا عبداللہ بن حکیم کے پاس تھا ہم نے چاروں طرف سے اسے گھیر کر قتل کردیا لیکن اس نے مرتے مرتے عدی کو نیزہ مار کر اس کی آنکھ پھوڑ دی۔

عمرو نے محمد بن مخنف کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ مجھ سے ان لوگوں نے بیان کیا ہے جو جنگ جمل میں شریک تھے اس روز کوفہ کے ازدیوں کا جھنڈا مخنف بن سلیم کے پاس تھا یہ شخص اسی روز قتل ہوا بعد میں اس کے گھر والوں میں سے صعب نے جھنڈا سنبھالا لیکن یہ بھی قتل ہوگیا اس کے بعد اس کے بھائی عبداللہ بن سلیم نے جھنڈا سنبھالا لیکن وہ بھی قتل ہوگیا آخر میں علاء بن عروہ نے جھنڈا سنبھالا اور فتح ہونے تک جھنڈا اسی کے ہاتھ میں رہا۔

عبدالقیس کے کوفیوں کا جھنڈا قاسم بن مسلم کے پاس تھا وہ بھی قتل ہوگیا اس کے بعد زید بن صوحان نے جھنڈا اٹھایا وہ بھی قتل کردیا گیا پھر سیحان بن صوحان نے جھنڈا تھاما لیکن وہ بھی قتل ہوگیا اس کے بعد متعدد اشخاص جھنڈا سنبھالتے رہے اور قتل ہوتے گئے پھر منقذ بن نعمان نے جھنڈا سنبھالا لیکن اس نے جھنڈا اپنے بیٹے منقذ کو دیدیا جو آخر تک اس کے ہاتھ میں رہا۔

کوفیوں میں سے بکر بن وائل کا جھنڈا حارث بن حسانؓ کے پاس تھا ابوالفرقاء نے کہا اے بکر بن وائل تمہارے امیر کے برابر رسول اللہ ﷺ کی نظروں میں کسی کا درجہ نہ تھا تم ان کی مدد کرو اس کے بعد حارث آگے بڑھے اور وہ قتل کردیا گیا، جھنڈا سنبھالتے ہوئے اس کے پانچ بھائی قتل کردیئے گئے اس روز بشیر بن حسان یہ شعر پڑھ رہا تھا:

انـا ابـن حسـان ابـن خـوط وابـی
رسـول بـکـر کـلـهـا الـی الـنـبـی

میں حسان بن خوط کا بیٹا ہوں اور میرے باپ بنو بکر بن وائل کی طرف سے حضور ﷺ کے پاس قاصد بن کر گئے تھے۔ اس کا بیٹا کہتا ہے:

انعـی الـرئیـس الحارث ابن حسـان
لآل ذهـل ولآل شیبـان

(ترجمہ) میں بنو ذھل اور بنو شیبان کے رئیس حارث بن حسان کا بدلہ لینے آیا ہوں۔

جبکہ بنوذھل کا ایک شخص یہ رجز پڑھ رہا تھا:

تنعی لنا خیرا مرئ من عدنان
عند الطعان ونزال الاقران

تو ہم سے عدنان کے ایک بہترین شخص کا بدلہ طلب کر رہا ہے جو نیزوں کے چلنے وقت آگے آگے رہتا تھا۔

بنوذہل کے مقتولین

اہل کوفہ کے بنومحدوج کے بہت سے آدمی قتل ہوئے اور بنوذہل کے پینتیس آدمی قتل ہوئے، ان میں سے ایک شخص نے اپنے بھائی سے کہا کہ ہم حق پر ہیں اور آج ہم نے بہترین جنگ کی، اس نے جواب دیا ہم حق پر کیوں نہیں ہونگے لوگ تو دائیں بائیں بھاگتے ہیں اور ہم نے نبی کے اہل بیت کی حفاظت کی، بعد میں یہ دونوں بھی لڑتے لڑتے قتل ہوگئے۔

اہلِ بصرہ کا علم

اہل بصرہ کے قیسیوں کا جھنڈا عمرو بن مرحوم کے پاس تھا اور یہ لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ تھے بنوبکر بن وائل کا جھنڈا اشقیق کے غلام رشراشہ کے پاس تھا اور بصرہ کے ازدیوں کا جھنڈا عمرو بن الاشرف العتکی کے پاس تھا اور یہ لوگ حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھے اس کے گھر والوں میں سے تیرہ آدمی قتل ہوئے۔

کعب کے لاشہ کی بے حرمتی

اور عمیر بن ہلب کا واقعہ

عمرو بن شبہ نے صلت بن دینار کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ لشکر علیؓ میں سے بنوعقیل کا ایک شخص کعب بن سور کی لاش کے پاس سے گذرا اس نے اپنا نیزہ ان کی آنکھوں میں داخل کر کے اسے خوب ہلایا اور بولا میں نے تجھ سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والا نقد مال نہیں دیکھا۔

عباس بن محمد نے ابورجاء کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں جنگ جمل کے بعد مقتولوں کے درمیان پھر رہا تھا دیکھا کہ ایک شخص زخمی حالت میں اپنے پیروں کو زمین پر پیہم پٹک رہا ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

لقد اوردتنا حومة الموت امنا
فلم ننصرف الا ونحن رواء

اے ماں جب آپ ہمیں موت کی وادی میں لائیں تو اب ہم ہرگز واپس نہیں جائیں گے بلکہ اسی سے سیراب ہوں گے۔

اطعنا قریشاً ضلة من حلومنا
ونصرتنا اهل الحجاز عناء

ہم نے اپنے عقلمندوں کی غلطی سے قریش کی اطاعت کرلی اور اہل حجاز کی امداد سے بے پروائی برتی۔

ابورجاء کہتے ہیں میں نے اس سے کہا اے اللہ کے بندے کلمہ پڑھو، اس زخمی نے جواب دیا میرے قریب آکر مجھے کلمہ کی تلقین کرو کیونکہ میں بہرہ ہوں چنانچہ میں اس کے قریب گیا تو اس نے کہا تم کوفی ہو؟ ابورجاء کہتے ہیں میں

نے کہا میں کوفہ کا رہنے والا ہوں، یہ سنتے ہی اس نے مجھے پکڑ لیا اور میرے دونوں کان اکھار لئے، پھر مجھ سے کہا جب تم اپنی ماں کے پاس جاؤ تو اس سے کہنا عمیر بن الاہلب الضبی نے میرے کان اکھاڑ دیئے۔

ہانی بن خطاب کے اشعار اور ابو الجرباء کا رجز

سری مقدام الحارثی کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ ہم میں ایک شخص ام ہانی کے نام سے پہچانا جاتا تھا اس نے حضرت عثمانؓ کی شہادت میں حصہ لیا تھا لیکن جنگ جمل میں شامل نہ تھا جب اس نے بنوضبہ کا یہ رجز سنا

نحن بنو ضبة اصحاب الجمل تو اسے ناگوار گذرا اور اس نے یہ اشعار پڑھے:

ابـت شيـوخ مـذحـج وهـمـدان
ان لا يـردوا نـعـثـلا كـمـا كـان
خـلـقـاً جـديـداً بـعـد خـلق الـرحـمـان

مذحج اور ہمدان کے شیوخ نے اس سے انکار کیا کہ وہ عثمان کو ان کی پرانی حالت میں لوٹا دیں، خدا کی تخلیق کے بعد نئی تخلیق سے انہوں نے انکار کیا۔

سری نے عطیہ کا یہ بیان تحریر کیا کہ ابو الجربا جمل کے روز یہ رجز پڑھ رہا تھا:

اسـامـع انـت مـطيـع لـعـلـیؓ
مـن قبـل ان تـذوق حـد الـمشـرفـی
وخـاذل فـی الـحـق ازواج الـنبـی
اعـرف قـومـاً لـسـت فيـه بـعـنـی

کیا تو علیؓ کا حکم ایسے ہی سن لیگا اور ایسے ہی اس کی اطاعت کرلیگا، تلوار کا مزہ چکھنے سے قبل یہ ہرگز نہ ہو سکے گا، تم ازواج نبی کے حق کی اس طرح توہین نہیں کر سکتے، میں اس قوم کو خوب جانتا ہوں صد شکر ہے کہ میں اس قوم میں نہیں ہوں۔

ام المؤمنین کے فداکار

سری نے سیف وشعیب کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ جمل کے روز ام المومنین بہادروں اور مضر کے ذی فہم لوگوں کے حلقہ میں تھیں جو بھی شخص اونٹ کی مہار تھامتا تو وہ جھنڈا سنبھالتا تھا اور ام المومنین کا ساتھ چھوڑنا کوئی سہل کام نہ تھا مہار وہی تھامتا جسکی وفاداری عیاں ہو جو بھی مہار تھامتا تو کہتا میں فلاں بن فلاں ہوں تاکہ ام المومنین کو معلوم ہو جائے۔

واللہ علیؓ کے ساتھی اس پر پے در پے وار کرتے لیکن یہ شخص بڑی جدوجہد کے بعد قتل ہوتا کیونکہ علیؓ کا جو بھی ساتھی آگے بڑھتا وہ قتل کر دیا جاتا۔ مہار والے کے ہاتھ پاؤں بے کار ہو جاتے اور وہ اس وقت تک پیچھے نہ لوٹتا جب تک کہ علیؓ کے لشکریوں کو قلب تک نہ دھکیل دیتا۔

عدی بن حاتم کا حشر

اسی طرح عدی بن حاتم نے ایک مہار پکڑنے والے پر حملہ کیا تو اس نے عدی کی آنکھ پھوڑ دی اور اسے پیچھے دھکیل دیا اتنے میں اشتر نخعی آگے بڑھے تو عبدالرحمٰن بن عتاب نے اس پر حملہ کر دیا حالانکہ عبدالرحمٰن کا پاؤں کٹا ہوا تھا اور زخموں سے چور تھا یہاں تک کہ دونوں ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہو گئے عبدالرحمٰن نے اشتر کو زمین پر پھینک دیا اور اس پر چڑھ بیٹھے اور وہ تکلیف سے چیخنے لگے۔

اگر تو میدان میں قتل ہو گیا تو تو آدم کے بہترین بیٹے ہابیل کے مثل ہو گا

سری نے بحوالہ سیف وشعیب عطیہ کا قول تحریر کیا ہے کہ جب محمد بن طلحہ نے آگے بڑھ کر اونٹ کی مہار تھامی تو ام المومنین سے عرض کیا کہ آپ مجھے حکم دیجئے! آپؓ نے فرمایا اگر تو میدان میں قتل ہو گیا تو تو آدم کے بہترین بیٹے ہابیل کے مثل بن جائیگا، راوی کا بیان ہے کہ محمد بن طلحہ پر جب تک کوئی حملہ آور نہ ہوتا یہ اس وقت تک کسی پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ دوران جنگ ان کی زبان پر یہ جملہ تھا حم لا ینصرون۔

محمد بن طلحہ کو کئی آدمیوں نے گھیر قتل کیا بہت سارے لوگ اس کے مدعی تھے کہ میں محمد بن طلحہ کا قاتل ہوں، قاتلین میں سے کسی نے ان کے جسم سے نیزہ پار کر دیا تھا اور اس کے بارے میں قاتلین میں سے ایک شخص کہتا ہے

واشعث قوام بایات ربه
قليل الاذىٰ فيما ترى العين مسلم
هتكت له بالرمح جيب قميصه
فخر صريعاً لليدين وللفم
يذكرني حم والرمح شاجر
فهلا تلا حم قبل تقدم
على غير شئٍ غير ان ليس تابعاً
علياً ومن لا يتبع الحق يندم

جس کے بال پراگندہ تھے جو نفل نماز میں کھڑے ہو کر اپنے رب کی آیات خوب تلاوت کرتا تھا جو کسی کو تکلیف نہ پہنچاتا تھا اس جیسی ہستی کسی مسلمان نے نہیں دیکھی تھی۔ میں نے نیزہ سے اس کا گریبان چاک کر ڈالا اور وہ اوندھے منہ زمین پر گر پڑا۔ وہ مجھے حم یاد دلا رہا تھا اور نیزہ اس کا سینہ پھاڑ رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا تو نے یہاں آنے سے پہلے کیوں حم نہیں پڑھی۔ کوئی اور بات نہ تھی میں نے اسے صرف اس لئے قتل کیا کیونکہ وہ علیؓ کا تابع نہ تھا اور جو شخص حق کی اتباع نہ کرے وہ نادم ہوتا ہے۔

قعقاع کا حملہ اور تدبیر

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے عطیہ کا بیان نقل کیا ہے کہ قعقاع بن عمرو نے جنگ جمل کے روز اشتر سے کہا تم میدان سے لوٹ جاؤ کیونکہ ہم آپس کی لڑائی کو تم سے زیادہ جانتے ہیں اس وقت مہار زفر بن حارث کے ہاتھ

میں تھی واللہ بنو عامر کا کوئی ایسا شخص نہ تھا جو اونٹ کے آگے آ کر اپنی جان کا نذرانہ پیش نہ کر رہا ہو۔ اسی طرح اسحاق بن مسلم کے دادا ربیعہ بھی قتل ہو گئے۔ زفر بن حارث مہار تھامے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہا تھا:

یا امنّا یا عیش لن تراعی

کل بنیک بطل شجاع

لیس بوّھام ولا براعی

اے ہماری ماں عائشہؓ آپ ہرگز نہ گھبرایئے آپ کے تمام بیٹے بہادر مرد میدان ہیں۔ نہ تو وہ وھم میں مبتلا ہونے والے ہیں اور نہ ڈرنے والے ہیں۔

قعقاع نے بطور تمثیل یہ رجز پڑھا:

اذا وردناہ اجنا جھرناہ

ولا یطلق وردما منعناہ

جب ہم گناہ میں مبتلا ہو گئے ہیں تو اب ہم اس کو برملا کریں گے اور جس چیز سے ہم منع کرتے تھے اب اسے اس طرح نہیں چھوڑا جائیگا۔

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ اس روز سب سے آخر میں اونٹ کی حفاظت کے لئے زفر بن حارث آئے اس وقت قعقاع ان پر حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھے اس وقت یہ حالت تھی کہ بنو عامر کا تیس سال سے زیادہ عمر والا کوئی آدمی نہیں بچا تھا اور یہ لوگ نہایت تیزی سے موت کی طرف جا رہے تھے، قعقاع نے بجیر بن دلجہ سے کہا اپنی قوم کو بچا لے اور فوراً اونٹ کو ذبح کر دیا ورنہ تم سب اور ام المومنین بھی ذبح ہو جائیں گے۔ اس نے کہا اے آل ضبہ اے عمرو بن دلجہ! میرے پاس آ اور میری بات مان لے۔ عمرو بن دلجہ نے کہا کیا میرے لئے اس وقت تک امان ہے جب تک کہ یہ کام کر کے نہ لوٹوں قعقاع نے کہا ہاں۔

عمرو بن دلجہ نے آگے بڑھ کر اونٹ کی پنڈلی کاٹ دی اور اونٹ ایک بازو پر گر پڑا اور جھرجھری لینے لگا قعقاع نے اونٹ کے قریب لوگوں سے کہا تم لوگوں کے لئے امان ہے اس کے بعد زفر اور بقیہ بنو عامر نے اونٹ کو گھیر لیا اور زفر وقعقاع نے ہودج اٹھا کر زمین پر رکھ دیا اور لوگوں کو وہاں سے ہٹا دیا۔

زید بن صوحان کا قتل

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے بختری العبدی کا قول نقل کیا ہے کہ جو لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ جمل میں شریک تھے ان میں ایک تہائی قبیلہ ربیعہ کے افراد تھے علیؓ نے مضری کو مضری کے مقابلہ میں اور ربیعی کو ربیعی کے مقابلہ میں اور یمنی کو یمنی کے مقابلہ پر رکھا۔

بنو صوحان نے عرض کیا اے امیر المومنین ہمیں مضریوں کے ساتھ مقابلہ کی اجازت دیجئے حضرت علیؓ نے ان کی بات منظور کر لی ایک شخص نے زید بن صوحان سے پوچھا آپ نے یہ بات کیوں پسند کی کہ مضریوں سے مقابلہ کریں اور اونٹ کی طرف حملہ آور ہوں کیا تمہیں وہاں تمہاری موت کھینچے لئے جا رہی ہے تاکہ تم ہماری طرف چلے آؤ، زید بن صوحان نے کہا میں تو خود بھی موت کا متمنی ہوں بالآخر زید بن صوحان اسی دن قتل کر دیا گیا۔

کعب کا قتل

علیؓ کی ان کے بارے میں رائے

کعب بن سور نے ام المومنینؓ سے قرآن لیا اور دونوں لشکروں کے درمیان کھڑے ہو کر لوگوں کو اللہ کی قسم دی اور کہا کہ وہ آپس میں خون نہ بہائیں اس کے بعد اپنی ذرہ نکال کر پھینک دی اور ڈھال کو توڑ دیا لیکن حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے ان پر تیروں کی بارش کر دی یہاں تک کہ انہیں قتل کر دیا گیا اور لشکر عائشہؓ پر حملہ آور ہوئے اور باقاعدہ جنگ شروع ہو گئی حضرت علیؓ ان کی لاش پر سے گذرے تو فرمایا واللہ جہاں تک میں جانتا ہوں یہ حق پر قائم تھا انصاف کی دعوت دیتا تھا، الغرض علیؓ نے ان کی بہت تعریف کی۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ کا جنگ سے کنارہ

سری نے بواسطہ شعیب وسیف، جریر بن اشرس کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جمل کے روز شروع سے طلحہؓ و زبیرؓ کی وجہ سے جنگ چلتی رہی اس کے بعد لشکر طلحہ و زبیر کو شکست ہو گئی اور حضرت عائشہ صلح کی طلبگار تھی لیکن لوگوں نے انہیں گھبراہٹ میں ڈال دیا مضر نے انہیں دیکھ کر گھیر لیا اور بھاگتے ہوئے لوگ پھر جنگ کے قریب ہو گئے بقیہ دن عائشہ اور علیؓ کے درمیان جنگ ہوتی رہی۔

مسلم کا دردناک قتل

سری نے کثیر کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ ہم نے مسلم بن عبداللہ کو اپنے بھائیوں کو امن و آشتی کی دعوت دینے کیلئے بھیجا تھا لیکن عائشہؓ کی طرف والوں نے اسے تیروں پر رکھ لیا جیسا کہ قلب علی نے کعب کے ساتھ کیا تھا اس طرح دونوں لشکروں میں سب سے پہلے مسلم بن عبداللہ قتل ہوا، مسلم کی ماں نے اس کا مرثیہ کہا:

لاهـم ان مسـلـمـاَ اتـاهُـمُ

مستسـلـمـاَ لـلـموت اذرمـاهُـمُ

الـى كتـاب الـلـه لا يـخشـاهُـمُ

فـرمّـلـوه مـن دم اذجـاهُـمُ

وامهـم قـائـمة تـراهُـمُ

يـا تـمـرون الـغـىّ لا تـنهـاهُـمُ

جب مسلم حضرت عائشہؓ کے پاس صلح کے لئے آیا تو دراصل وہ صلح کے لئے نہیں آیا تھا بلکہ وہ موت کے لئے آیا تھا، وہ کتاب اللہ کی دعوت دینے آیا تھا اس لئے ان سے کوئی خوف نہ تھا لیکن جب وہ ان کے پاس آیا تو اس کا خون کر دیا گیا۔ ان کی ماں ان کو کھڑی دیکھ رہی تھی لوگوں کو سرکشی کا حکم دے رہی تھی اور برائی سے نہ روکتی تھی۔

عمیر بن ابی الحارث کے اشعار

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے خارجہ بن صلت کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ جمل کے روز ایک ضبی نے یہ شعر پڑھا:

نحن بنو ضبة اصحاب الجمل

ننعی ابن عفان باطراف الاسل

ردوا علینا شیخنا ثم بجل

ہم بنوضبہ ہیں اور اونٹوں والے ہیں ہم نیزوں کی نوکوں سے ابن عفان کا بدلہ لینے آئے ہیں۔ ہمارے شیخ کو ہمیں واپس کر دو، تمہارے لئے راستہ کھلا ہے۔

عمیر بن الحارث نے اس کے جواب میں یہ شعر پڑھا:

کیف نردّ شیخکم وقد قحل

نحن ضربنا صدره حتیٰ انجفل

ہم تمہارے شیخ کو کیسے واپس کریں وہ تو ختم ہو چکا ہے ہم نے ان کے سینے پر ایسا وار کیا یہاں تک کہ آنتیں بھی باہر نکل آئیں۔

حارث بن قیس کے اشعار

سری نے سیف وشعیب کے واسطہ سے حکیم کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جنگ جمل میں بنوضبہ کے ایک آدمی نے جس کا نام عمرو بن دلجہ یا بجیر بن دلجہ تھا اونٹ کو ذبح کیا اس کے بارے میں حارث بن قیس نے یہ اشعار کہے:

نحن ضربنا ساقه فانجدلا

من ضربةٍ باالنفر کانت فیصل

لو لم نُکوّنِ للرسول ثقلا

وحرمة لا قتسمونا عجل

ہم نے اس کی پنڈلی پر وار کیا جس سے اونٹ گر پڑا اور ہمارا یہ وار فیصلہ کن ثابت ہوا اگر ہمیں رسول ﷺ کی عزت کا خیال نہ ہوتا تو ہم بہت جلدی فیصلہ کر لیتے۔

جنگ جمل کے شعلے

سری نے بحوالہ شعیب ابوعثمان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ قعقاع کا بیان ہے کہ جس طرح دونوں لشکروں نے جنگ لڑی ایسی جنگ آج تک میں نے نہیں دیکھی ہم لوگ اپنے پہلوؤں پر ٹیک لگائے ہوئے اس کا دفاع کر رہے تھے اور لشکر عائشہؓ کا بھی یہی عالم تھا اگر اس دن کوئی لاشوں پر چلنا چاہتا تو ایسا کر سکتا تھا۔

عبداللہ بن سنان الکاہلی کہتے ہیں کہ جمل کے روز ہم لوگوں نے پہلے تیروں سے جنگ کی جب وہ ختم ہو گئے تو ہم نے نیزے سنبھال لئے یہاں تک کہ نیزے بھی ہمارے جسموں سے پار ہوتے ہوتے کند ہو گئے اور ان کا یہ عالم ہو

گیا تھا کہ اگر ان پر گھوڑے چلنا چاہتے تو چل سکتے تھے حضرت علیؓ نے اس وقت للکار کر کہا: اے مہاجرین کی اولاد تلوار سنبھالو۔

ابوالبشیر کہتے ہیں کہ جمل کے روز میں اپنے مالک کے ساتھ شریک تھا جب بھی ولید کے مکان کے سامنے سے ہمارا گذر ہوتا تو وہاں سے لوہار کے لوہا کاٹنے کی آواز آتی اور وہ آپس میں اس جنگ کا تذکرہ کرتا رہتا۔

ام المومنینؓ کے اونٹ پر تیروں کی بارش

عیسیٰ بن حطان کہتے ہیں کہ لوگ پہلے آپس میں گتھم گتھا ہو گئے جس وقت ہم میدان سے لوٹے اس وقت ام المومنین ایک سرخ اونٹ پر سوار تھیں اور اونٹ پر ایک سرخ ہودج رکھا ہوا تھا اور اس پر تیروں کی بارش سے ایسا معلوم ہو رہا تھا گویا وہ ایک تیروں کا ایک تھیلا ہے۔

ابورجاء کہتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں جنگ جمل کا ذکر کر رہے تھے تو میں نے اس وقت دیکھا حضرت عائشہؓ کا ہودج تیروں کی بوچھاڑ کی وجہ سے گویا تھیلا معلوم ہو رہا تھا۔

ابن عون کہتا ہے میں نے ابورجاء سے سوال کیا کیا ام المومنین اس روز خود لڑائی میں شریک تھی تو ابورجاء نے جواباً عرض کیا مجھے تو صرف یہ معلوم ہوا ہے کہ ان پر تیروں کی بوچھاڑ کی گئی یہ مجھے معلوم نہیں کہ انہوں نے کیا کیا۔

حضرت عائشہؓ کا جنگ کے بعد بصرہ کوچ فرمانا

سری نے میسرہ ابوجمیلہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ اور عمار بن یاسر اونٹ کو ذبح کرنے کے بعد ام المومنین کے پاس پہنچے اور ان کے ہودج کا بندھن کاٹا اور ان کا ہودج اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا بعد میں حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ ام المومنین کو بصرہ لے جاؤ۔ محمد بن ابوبکر حضرت عائشہؓ کو لیکر چلے اس وقت رات کا آخری حصہ تھا اور عبداللہ بن خلف الخزاعی کے مکان میں صفیہ بنت الحارث بن طلحہ بن ابی طلحہ بن عبدالعزیٰ بن عثمان بن عبدالدار کے پاس ٹھیرایا، یہ صفیہ عبداللہ بن خلف الخزاعی کی ماں تھی۔ یہ واقعہ بقول واقدی جمادی الاخریٰ ۳۶ھ کو پیش آیا۔

عائشہؓ کے پاس بیٹوں کی آمد

سری نے سیف وشعیب کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا یہ بیان تحریر کیا ہے کہ جنگ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا کہ مقتولین کے درمیان سے حضرت عائشہؓ کا ہودج اٹھا کر لیجاؤ، قعقاع اور زفر بن الحارث نے پہلے ہی سے ہودج اونٹ سے اتار کر ایک طرف رکھ دیا تھا علیؓ کے حکم سے محمد بن ابی بکر ہودج کے پاس گئے اور ہودج کے اندر اپنا ہاتھ ڈالا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا یہ کون ہے؟ محمد بن ابی بکر نے کہا آپ کا نیک بھائی، حضرت عائشہؓ نے فرمایا نہیں بلکہ نافرمان بھائی۔ اس کے بعد عمار بن یاسر نے کہا اے میری ماں! آج آپ نے اپنے بیٹوں کی جنگ کیسی پائی؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تو کون ہے؟ عمار نے کہا آپ کا لائق بیٹا عمار ہوں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا میں تیری ماں نہیں ہوں، عمار نے کہا کیوں نہیں آپ تو میری ماں ہیں خواہ آپ برا مانیں۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تم کامیاب ہو گئے ہو اس لئے فخر کر رہے ہو حالانکہ جیسا تم نے دوسروں کو نقصان پہنچایا ویسا تمہیں بھی پہنچا ہے، افسوس! واللہ جس کی عادت اس قسم کی ہوتی ہے وہ کبھی کامیاب نہیں ہوتا۔

اعین بن ضبعیہ کی عائشہؓ سے بدتمیزی اوراس کا خمیازہ

اس کے بعد ہودج ایسی جگہ رکھ دیا جہاں کوئی آدمی نہیں تھا ام المومنین کا ہودج ایسا معلوم ہورہوتھا کہ گویا ایک پرندہ ہے کہ جس کے پر نکل آتے ہیں، اس کے بعد اعین بن ضبیعہ خاموشی کے ساتھ ہودج کے قریب پہنچا اور ہودج کے اندر جھانکا، حضرت عائشہؓ نے فرمایا کون ہے اللہ تجھ پر لعنت کرے اعین نے چلا کر کہا واللہ آج میں نے حمیرا کو دیکھ لیا ہے حضرت عائشہؓ نے کہا تو نے پردہ چاک کیا اللہ تعالیٰ تیرا ہاتھ کاٹے اور تجھے ننگا کرے۔ اس واقعہ کے کچھ روز کے بعد اعین کو بصرہ میں قتل کر دیا گیا اور اسے بانس پر لٹکا دیا گیا اور اس کے ہاتھ بھی کاٹ دیئے گئے اور بنواز د کے ایک ٹوٹے مکان میں لوگوں نے اسے ننگا کر کے اس پر تیر اندازی کی۔

حضرت عائشہؓ کی خدمت محمد بن ابی بکر کی حاضری

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے شریک کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب محمد بن ابی بکر اور عمار نے ہودج کی رسیاں کاٹ کر اسے ایک طرف رکھ دیا اور محمد نے اپنا ہاتھ ہودج میں داخل کیا اور کہا کہ میں آپ کا بھائی محمد ہوں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا قابل مذمت بھائی، حضرت محمد بن ابی بکر نے کہا اے میری بہن آپ کو کوئی چوٹ تو نہیں پہنچی؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا تمہیں میری زخم سے کیا واسطہ؟ محمد بن ابی بکر نے کہا پھر تو میں بالکل گمراہ ہو جاؤنگا حضرت عائشہؓ نے فرمایا نہیں بالکل ہدایت یافتہ۔

حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حضرت علیؓ کی حاضری

اس کے بعد حضرت علیؓ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور فرمایا اے میری ماں آپ کا کیا حال ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا الحمدللہ عافیت سے ہوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائیں حضرت عائشہؓ نے فرمایا اللہ تمہاری بھی مغفرت فرمائیں۔

نماز کی حالت میں حضرت زبیرؓ کو شہید کرنا

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے ولید بن عبداللہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ جمل کے روز لوگوں نے زبیرؓ اور طلحہؓ کو چھوڑ دیا اور بھاگ کھڑے ہوئے تو زبیر بھی جنگ چھوڑ کر احنف کے لشکر گاہ کی طرف چل پڑے اور وہاں جا کر احنف کو واقعہ کی بارے میں اطلاع دی تو احنف نے کہا واللہ یہ شکست ممکن نہیں اور اپنے لشکروں سے مخاطب ہو کر کہا میدان جنگ کی خبر کون لیکر آئیگا، عمرو بن جرموز نے کہا میں لیکر آتا ہوں اس نے زبیرؓ کا پیچھا کیا جب حضرت زبیرؓ کی نظر اس پر پڑی تو زبیرؓ نے کہا تم میرے پیچھے پیچھے کیوں آرہے ہو؟ ابن جرموز نے کہا آپ سے حال دریافت کرنے کے لئے۔ زبیرؓ کے ساتھ ان کا ایک غلام تھا جو ان کی خدمت پر مامور رہتا تھا اس نے عرض کیا آپ ایک راہ چلتے ہوئے انسان پر نظر نہ کیجئے، نماز کا وقت ہو چکا ہے۔ ابن جرموز نے بھی کہا ہاں نماز کا وقت ہو گیا ہے، زبیرؓ نماز کے لئے سواری سے نیچے اترے اور نماز کی امامت کی پیچھے سے ابن جرموز نے آکر اس جگہ سے نیزہ کا وار کیا جہاں سے ذرہ میں شگاف

تھا۔ بالآخر زبیرؓ کو شہید کر دیا گیا اور پھر ابن جرموز ان کی سواری کو قبضہ میں کر کے اس پر سوار ہو گیا ان کی انگوٹھی، زرہ وغیرہ لے لی اور غلام کو چھوڑ دیا اور زبیرؓ کو وادی السباع میں دفن کر دیا اور پھر اپنی قوم کے پاس آ کر حضرت زبیرؓ کے قتل کا واقعہ سنایا۔

حضرت زبیرؓ کے قتل کا واقعہ سن کر احنف نے کہا مجھے نہیں معلوم کہ تم نے یہ اچھا کام کیا یا برا، اور پھر ابن جرموز کو لیکر حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت علیؓ نے حضرت زبیرؓ کی تلوار منگوائی اور جب تلوار آ گئی تو حضرت علیؓ نے فرمایا یہ وہی تلوار ہے جس کے ذریعہ زبیرؓ نے رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس سے بہت سی تکالیف دور کیں اور اس کے بعد حضرت علیؓ نے تلوار ام المومنین کے پاس بھیج دی اور احنف سے کہا تم نے بہت برا کام کیا احنف نے کہا میں نے تو یہ کام اچھا سمجھ کر کیا تھا اور جو کچھ ہوا وہ تو آپ کے حکم سے ہوا اس لئے بہتر یہ ہے کہ آپ نرمی اختیار کریں کیونکہ آپ کے قدم اس راہ پر چل رہے ہیں کہ جس راستے سے منزل تک پہنچنا بہت دشوار ہے۔ آپ کو میری ضرورت گزشتہ کل اتنی نہیں تھی جتنی آج ہے آئندہ کل آپ کو میری سخت ضرورت ہے، آپ میرا احسان نہ بھولئے اور میری اس دوستی کو آئندہ مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں، آئندہ آپ اس قسم کا کوئی تذکرہ مجھ سے نہ کریں تو میں آپ کا خیر خواہ رہونگا۔

بہترین پناہ دینے والے

سری نے سیف وشعیب کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا قول نقل کیا ہے کہ زبیرؓ شروع دن ہی سے سواری پر سوار ہو کر مدینہ کی طرف چلے گئے تھے۔ لیکن راستے میں انہیں ابن جرموز نے شہید کر دیا۔

محمد اور طلحہ کا بیان ہے کہ حکم کے دونوں بیٹے عبدالرحمٰن اور یحییٰ اور عتبہ بن ابی سفیان ہزیمت کے بعد بصرہ کے طرف چل پڑے اور چھپتے پھرتے تھے آخر کار یہ تینوں عصمۃ ابن ابیر التیمی کے پاس پہنچے اور ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ عصمہ نے کہا میں عصمۃ ابن ابیر التیمی ہوں کیا تمہیں پناہ کی ضرورت ہے؟ ان لوگوں نے کہا ہاں، عصمہ نے کہا تم لوگ ایک سال تک میری امان میں رہ سکتے ہو اور پھر ان کی حفاظت کے لئے آدمی مقرر کر دیئے جب ایک سال گذر گیا تو عصمہ نے ان سے کہا تم لوگ جس شہر میں جانا چاہو تمہیں وہاں پہنچا دیا جائے گا انہوں نے شام جانے کا ارادہ ظاہر کیا تو وہ انہیں تیم الرباب کے چار سو سواریوں کے ساتھ لیکر چل پڑا جب قبیلہ کلب کے شہروں میں دومۃ الجندل کے مقام پر پہنچا تو ان لوگوں نے اس سے کہا اب تم جا سکتے ہو واقعی تم نے اپنی ذمہ داری کو نبھایا، اسی عصمہ کے بارے میں شاعر کہتا ہے:

وَفِی ابنُ ابیرو الرماح شوارع
بآلِ ابی العاص وفاءً مذکراً

ابن ابیر نے ابوالعاص کی اولاد کے ساتھ کیا ہوا وعدہ پورا کیا حالانکہ اس وقت نیزے چاروں طرف سے تنے ہوئے تھے!

ابن عامر بھی زخمی تھا وہ بصرہ سے بھاگ کر چلا گیا راستے میں اسے بنو حرقوص کا ایک آدمی ملا اس سے اس نے امان کی درخواست کی تو اس آدمی نے امان دی اور چند روز اپنے پاس رکھ کر ابن عامر سے کہا تم کون سے شہر جانا چاہتے ہو ابن عامر نے کہا دمشق جانا چاہتا ہوں چنانچہ اس نے بنو حرقوص کے چند سواروں کو ساتھ لیکر اسے دمشق پہنچایا۔

حارثہ بن بدر کا بیان ہے کہ بنو حرقوص کے اس آدمی کا نام مری تھا اور وہ جنگ جمل میں حضرت عائشہؓ کے

ساتھ تھا اور جنگ میں اس کا ایک بھائی اور ایک بیٹا قتل ہوا تھا۔

اتانی من الانباء انّ ابن عامر

اناخ والقی فی دمشق المراسیا

میرے پاس یہ خبر آئی کہ ابن عامر یہاں سے کوچ کر کے دمشق چلا گیا ہے۔

مروان بن الحکم کا عنزہ کے ہاں پناہ لینا

مروان بن الحکم شکست کے بعد عنزۃ کے ایک مکان پر پہنچا اور اس مکان کے افراد سے کہا تم مالک بن مسمع کے پاس جا کر کہو کہ مروان بن الحکم آیا ہے، مالک نے اپنے بھائی مقاتل سے کہا اس شخص نے خود کو ہم پر ظاہر کر دیا اس کے ساتھ کیا سلوک روا رکھنا چاہیئے؟ مقاتل نے کہا آپ اپنے بھتیجے کو بھیج دیں وہ اسے اپنی امان میں لے آئیگا اور پھر ایک آدمی امیر المومنین حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیں اگر وہ اسے امان دیدیں تو ہمارا منشاء بھی یہی ہے اور اگر حضرت علیؓ اسے امان نہ دیں تو اسے یہاں سے نکال دینا چاہیئے لیکن ہم اسے اپنی تلواروں کی حفاظت میں کسی محفوظ مقام پر پہنچا دیں گے اس دوران اگر کوئی اس پر حملہ آور ہوا تو ہم تلواروں سے اسکا دفاع کریں گے اور اگر کسی سے مقابلہ کی نوبت نہ آئی تو فبھا۔ اور اگر ہم اس کی حفاظت میں مارے جائیں تو پھر ہم عزت کی موت مارے جائیں گے، مالک نے اپنے رشتہ داروں سے بھی مشورہ کیا لیکن اس نے مقاتل کی بات کو زیادہ پسند کیا اور مروان بن الحکم کے پاس ایک آدمی بھیجا اور کہا کہ اسے میرے گھر لا کر ٹھیرا دو، مالک بن مسمع نے پختہ ارادہ کر لیا تھا اگر مروان بن الحکم کی حفاظت میں کوئی رکاوٹ بنے تو اس سے مقابلہ کروں گا اس کے بعد مالک نے اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا امان کے خاطر جان دینا ہی وفاداری ہے۔

بنو مروان نے آگے چل کر اس قبیلہ کی وفاداری کا نہایت عمدہ صلہ دیا اور انہیں بہت سے فوائد پہنچائے اور بڑے بڑے رتبوں پر فائز کیا۔

عبداللہ بن زبیرؓ اور محمد بن ابی بکر کی پناہ

عبداللہ بن زبیرؓ نے وزیر نامی ایک ازدی شخص کے گھر میں پناہ لی اور اس سے کہا حضرت عائشہؓ کے پاس جاؤ اور انہیں میری جائے پناہ بتا دو البتہ یہ خیال رہے کہ محمد بن ابی بکر کو بالکل خبر نہ ہو، چنانچہ وہ آدمی حضرت عائشہؓ کے پاس گیا اور انہیں تمام واقعہ سنایا۔

حضرت عائشہؓ نے فرمایا جاؤ محمد بن ابی بکر کو میرے پاس لاؤ، اس آدمی نے کہا عبداللہ بن زبیرؓ نے مجھے اس بات سے منع کیا ہے کہ محمد کو اس کی اطلاع نہ ہونے پائے، ام المومنین نے ایک دوسرے آدمی کو محمد بن ابی بکر کو بلانے کے لئے بھیجا جب محمد بن ابی بکر آئے تو اس سے فرمایا اس شخص کے ساتھ جاؤ اور میرے بھانجے عبداللہ بن زبیر کو میرے پاس لے آؤ، محمد بن ابی بکر اس ازدی کے ساتھ عبداللہ بن زبیرؓ کے پاس پہنچا اور کہا واللہ میں تمہارے پاس مجبور ہو کر آیا ہوں مجھے ام المومنین نے اس بات پر مجبور کیا ہے۔

الغرض عبداللہ اور محمد دونوں ام المومنین کی خدمت میں روانہ ہوئے اور رستے میں ایک دوسرے کو برا بھلا کہتے رہے، وجہ یہ پیش آئی کہ محمد نے عثمانؓ کو برا کہا تو ابن زبیرؓ نے محمد کو برا بھلا کہا یہاں تک کہ یہ دونوں ام المومنین کے پاس پہنچ گئے۔

حضرت عائشہؓ کا ٹھکانہ

اس وقت حضرت عائشہؓ عبداللہ بن خلف کے یہاں مقیم تھی، عبداللہ بن خلف جنگ جمل سے قبل حضرت عائشہؓ کے ساتھ تھے اور عبداللہ کے بھائی عثمان حضرت علیؓ کی حمایت میں لڑتے ہوئے قتل ہوئے تھے، ام المومنین نے زخمیوں کی تلاش میں آدمی بھیجے اور جتنے بھی زخمی تھے سب کو اپنی پناہ میں لے لیا اور مروان کو اپنی پناہ میں لینے کا اعلان کیا۔

سری نے بحوالہ سیف وشعیب، محمد وطلحہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ کے بعد ام المومنین کے لئے پردہ کر دیا گیا جب حضرت عائشہؓ پردہ میں بیٹھ گئیں تو اولاً قعقاع بن عمروان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ام المومنین کو سلام کیا، ام المومنین نے فرمایا کل میں نے دو آدمیوں کو دیکھا جو تلواریں لیکر میرے سامنے حملہ آور ہوئے تھے کیا تم ان کو جانتے ہو؟ قعقاع نے کہا جی ہاں، وہ شخص یہ کہہ رہا تھا کہ آپ بہت نامہربان ماں ہیں واللہ اس شخص نے جھوٹ بولا ہے، ہم جانتے ہیں کہ آپ بہت ہی مہربان ماں ہیں لیکن کوئی آپ کی اطاعت نہیں کرتا۔

ام المومنین نے فرمایا کاش میں آج سے بیس سال پہلے مر چکی ہوتی، اس کے بعد قعقاع ام المومنین کے پاس سے چلے گئے اور حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں بتایا کہ ام المومنین نے سوال کیا تھا، حضرت علیؓ نے پوچھا وہ دو کون تھے کاش میں بیس سال قبل مر گیا ہوتا، الغرض دونوں نے ایک جیسی بات کہی۔

جنگ جمل کے دوطرفہ مقتولین جنتی ہیں

سری نے سیف وشعیب کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا بیان تحریر کیا ہے کہ رات کی تاریکی میں جو بھی زخمی اٹھ اٹھ کر چل سکتے تھے وہ بصرہ پہنچ گئے، ام المومنین نے لوگوں سے دریافت کیا کہ ان کے ساتھ اور حضرت علیؓ کے ساتھ کل کتنے آدمی ہیں اور ان میں کتنے قتل ہوئے اور کتنے باقی بچے تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ کتنے آدمی لاپتہ ہیں۔

جب ام المومنین عبداللہ بن خلف کے مکان میں مقیم تھی تو لوگوں نے انہیں گھیر لیا جب ان سے کسی کی موت کا ذکر کیا جاتا تو وہ فرماتیں اللہ اس پر رحم کرے، ان سے کسی نے سوال کیا ایسے لوگوں پر اللہ کیسے رحم کریگا؟ ام المومنین نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا فلاں جنت میں جائیگا اور فلاں جنت میں جائیگا۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں مجھے امید ہے کہ جس شخص کا دل ان لوگوں کی طرف سے صاف ہوگا اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل فرمائیں گے۔

گناہوں کی مغفرت خدا کی شانِ رحمت

سری نے سیف وشعیب کے واسطہ سے عطیہ اور ابوایوب سے حضرت علیؓ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ پر جتنی آیتیں نازل ہوئیں ان تمام آیات سے زیادہ آپ اللہ کے اس حکم کے نازل ہونے پر خوش تھے

وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر ۔

اور تمہیں جو بھی مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت سی چیزیں تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔

اس آیت کے نازل ہونے پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمانوں کی جان پر جو بھی مصیبت آتی ہے وہ اس کے گناہوں کے بدلہ میں آتی ہیں اور ان میں سے بہت سے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں اور دنیا میں جو بھی تکلیفیں

پہنچتی ہیں وہ اس کا کفارہ اور مغفرت کا سبب ہوتی ہیں جس کی قیامت کے روز کوئی سزا نہیں ملے گی اور جو بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں معاف کر دیا وہ معاف ہو چکا کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی شئی کو معاف کرنے بعد دوبارہ اس پر سزا نہیں دیتا۔

مقتولین کی تدفین اور علیؓ کا ان کے متعلق خیال

سری نے سیف وشعیب کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ تین روز تک لشکر گاہ میں مقیم رہے اور بصرہ میں قیام نہیں کیا کیونکہ لوگ اپنے مقتولین کو تلاش کر کے ان کی تدفین کر رہے تھے اور حضرت علیؓ نے تمام مقتولین کا چکر لگایا اور جب کعب بن ثور کی لاش پر سے ان کا گذر ہوا تو اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگ کہتے تھے کہ ان کے ساتھ بیوقوف لوگ آئے ہیں حالانکہ یہ تو ایک عالم کی لاش ہے۔

جب حضرت عبدالرحمٰن بن عتاب کی لاش پر سے گذرے تو فرمایا یہ تو قریش کے سردار ہیں لوگ ان پر جان دیتے تھے اور سب ان کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے متحد تھے، الغرض علیؓ جس لاش پر سے گذرتے تو اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ ضرور فرماتے اور ایک موقع پر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ام المومنین کے ساتھ صرف فتنہ گر لوگ ہیں وہ غلط کہتے ہیں یہ مرنے والا شخص تو انتہائی عابد اور مجتہد تھا اس کے بعد علیؓ نے تمام مقتولین کوفہ اور مقتولین بصرہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور دونوں طرف کے قریشی لوگوں کی بھی، اور اطراف کے ایک بڑے قبرستان میں سب کو دفن کر دیا۔

اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حکم دیا کہ میدان میں جتنی چیزیں ملیں وہ سب جمع کر کے لے آؤ اور سب چیزیں جمع ہو گئیں تو جامع مسجد بصرہ میں اعلان کر دیا گیا کہ ہر شخص اپنی اپنی چیزیں پہچان کر لے لے لیکن ہتھیار خزانہ میں داخل کئے جائیں اور جس چیز کا کوئی پہچاننے والا نہ ہو وہ تم لے سکتے ہو کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عطاء کی ہے ایک مسلمان کے لئے دوسرے مرنے والے مسلمان کا مال حلال نہیں، یہ ہتھیار چونکہ ان کے ہاتھوں میں تھے اس لئے حکومت کے دیئے بغیر ملکیت میں نہیں آ سکتے۔

مقتولین کی تعداد

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے، محمد وطلحہ کا بیان نقل کیا ہے کہ جنگ جمل میں اونٹ کے ارد گرد لڑتے ہوئے دس ہزار آدمی قتل ہوئے ان میں سے آدھے ام المومنین کے ساتھی تھے اور آدھے حضرت علیؓ کے ساتھی تھے، قبیلہ ازد کے دو ہزار، یمن کے پانچ سو، مضر کے دو ہزار، بنوقیس کے پانچ سو، بنوتمیم کے پانچ سو، بنوضبہ کے ایک ہزار اور بنوبکر بن وائل کے پانچ سو آدمی قتل ہوئے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ پہلی جنگ میں بصرہ کے پانچ ہزار آدمی قتل ہوئے اور اس کے بعد دوسری جنگ میں پانچ ہزار آدمی قتل ہوئے، بنوعدی کے ستر قاری قرآن قتل ہوئے بنوعدی کے دیگر نوجوان جو قاری نہ تھے وہ الگ ہیں۔

ام المومنین کی خدمت میں حضرت علیؓ کی حاضری

جنگ کے بعد کا حال

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ دوشنبہ کے روز بصرہ میں داخل ہوئے، ام المومنین اس وقت عبداللہ بن خلف کے مکان پر تھیں جو بصرہ کا سب بڑا مکان تھا یہاں جب حضرت علیؓ پہنچے تو عورتوں کو روتے ہوئے دیکھا یہ عورتیں خلف کے بیٹے عثمان اور عبداللہ پر رو رہی تھیں اور صفیہ بنت الحارث بھی منہ ڈھانپے رو رہی تھیں جب صفیہ نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو ان سے بولی اے علیؓ اے دوستوں کے قاتل! اے جماعت میں تفرقہ ڈالنے والے، اللہ تیرے بیٹوں کو بھی اس طرح یتیم کرے جس طرح تم نے عبداللہ بن خلف کے بیٹوں کو یتیم کیا ہے حضرت علیؓ نے اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیا اور ام المومنین کی خدمت میں پہنچ کر انہیں سلام کیا اور ان سے صفیہ کے بارے میں شکایت کی کہ صفیہ نے مجھے برا بھلا کہا ہے، جب حضرت علیؓ باہر نکلے تو حضرت عائشہؓ نے صفیہ سے حضرت علیؓ کا قول نقل کیا حضرت علیؓ نے اپنا خچر روک کر دروازوں کی طرف اشارہ کیا اور کہا میرا دل چاہتا ہے کہ ان بند دروازوں میں جو لوگ چھپے ہوئے ہیں انہیں قتل کر دوں، ان کمروں میں زخمی پوشیدہ تھے جنہوں نے ام المومنین کی پناہ لی ہوئی تھی، اس جملہ سے حضرت علیؓ کا مطلب یہ تھا کہ صفیہ کو بتا دیں کہ مجھے تمہاری اس حرکت کا علم ہے لیکن میں نے پھر بھی اس سے تغافل اختیار کیا یہ سن کر صفیہ خاموش ہوگئی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب باہر نکلے تو ایک ازدی بولا واللہ ہم اس عورت کو ضرور قتل کر دیں گے، یہ سن کر حضرت علیؓ غضبناک ہو گئے اور فرمایا خبردار نہ تو کسی کی پردہ دری کرو اور نہ کسی مکان میں داخل ہو اور نہ کسی عورت کو تکلیف پہنچاؤ خواہ وہ تمہاری تذلیل کرے اور تمہارے امراء اور تمہارے نیک لوگوں کو برا بھلا کہیں کیونکہ عورت ذات کمزور ہوتی ہے ہمیں تو مشرک عورتوں پر ہاتھ اٹھانے سے منع کیا گیا ہے، خبردار اگر مجھے علم ہوگیا کہ تم نے کسی عورت پر ہاتھ اٹھایا ہے تو میں تمہیں سخت سزا دونگا۔

علیؓ کے دل میں ام المؤمنین کا اکرام

ن ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ ایک آدمی آیا اور عرض کیا امیر المومنین! دو شخص ام المومنین کے دروازے پر گئے اور آپ نے صفیہ کو جو برا بھلا کہا تھا اس کے بدلہ میں انہوں نے ام المومنین کی شان میں گستاخی کی، حضرت علیؓ نے فرمایا کیا عائشہؓ کی شان میں گستاخی کی؟ اس شخص نے کہا جی ہاں، حضرت علیؓ نے فرمایا ان آدمیوں نے کیا کہا؟ اس آدمی نے کہا کہ ان میں ایک شخص نے یہ مصرعہ پڑھا:

جزیت عنّا امناّعقوقا

ہماری ماں کو نامہربان ہونے کی سزا ملی، اور دوسرے شخص نے کہا

یا امنّا توبی فقد خطئت

اے ہماری ماں آپ توبہ کر لیجئے آپ نے غلطی کی ہے۔

حضرت علی نے قعقاع بن عمرو کو بھیجا اور کہا ان دونوں آدمیوں کو اور ان کے ساتھیوں کو میرے پاس حاضر کرو

میں انہیں قتل کر دونگا لیکن حضرت علیؓ نے تھوڑی دیر کے بعد ان کی سزا میں تخفیف کر دی، جب وہ لوگ حاضر کئے گئے تو حضرت علیؓ نے ان کے کپڑے اتروا کر انہیں سو سو کوڑے لگوائے۔

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے ابوالکنود کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ یہ دونوں آدمی قبیلہ ازد سے تعلق رکھتے تھے اور ان کا نام عجل اور سعد تھا اور ان کے باپ کا نام عبداللہ تھا دونوں آپس میں بھائی تھے۔

اہل بصرہ کی بیعت اور تقسیم مال

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے، محمد وطلحہ کا بیان نقل کیا ہے کہ احنف نے شام کے وقت بیعت کر لی تھی کیونکہ وہ اور بنو سعد بصرہ سے باہر تھے پھر حضرت علیؓ ان کے ساتھ بصرہ میں داخل ہوئے اور ہر قبیلے نے اپنے اپنے جھنڈے کے نیچے حضرت علیؓ کی بیعت کی، اور ان میں زخمیوں نے بھی بیعت کر لی اور جو لوگ کسی کے امان میں تھے انہوں نے بھی بیعت کر لی جب مروان واپس لوٹا تو امیر معاویہ کے پاس چلا گیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ جب بیعت سے فارغ ہوئے تو بیت المال کا جائزہ لیا اس وقت بیت المال میں چھ لاکھ کا مال تھا علیؓ نے اس مال کو ان لوگوں میں تقسیم کیا جو ان کے ساتھ شریک تھے سبائیوں کو یہ تقسیم ناگوار گذری اور انہوں نے حضرت علیؓ پر طرح طرح کے اعتراضات کئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا اصول

سری نے شعیب وسیف اور محمد بن راشد سے اور انہوں نے راشد کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ کا یہ اصول تھا کہ وہ زخمیوں اور بھاگنے والوں کو قتل نہ کرتے تھے اور نہ کسی کا راز فاش کرتے تھے اور نہ کسی کا مال لیتے تھے بعض لوگوں نے کہا ان لوگوں کا خون تو ہم پر حلال اور مال حرام ہے یہ کیا بات ہے؟ حضرت علیؓ نے یہ سن کر فرمایا یہ بھی ہمارے بھائی ہیں جن سے ہم نے درگذر کیا اور جو شخص ہمارے مقابلہ میں قتل ہوا اور وہ ہماری جانب سے ابتدا کرنے کی وجہ سے ہوا اس لئے ان کے مال سے خمس نہیں لیا جا سکتا اسی وقت سے خارجی حضرت علیؓ کے متعلق اندرونی سازشیں کرنے لگے۔

اشتر کا عائشہؓ سے مذاق

کلیب کہتے ہیں کہ جب لوگ جنگ سے فارغ ہو چکے تو اشتر نے مجھے حکم دیا کہ ایک اونٹ خریدو میں نے مہرہ کے ایک شخص سے ایک اونٹ خریدا، اشتر نے مجھ سے کہا یہ ام المومنین کے پاس لے جاؤ اور ان سے کہو یہ اونٹ آپ کے اونٹ کے بدلہ میں اشتر مالک بن الحارث نے بھیجا ہے، کلیب کہتے ہیں کہ میں ام المومنین کی خدمت میں پہنچا اور وہ اونٹ انہیں دیدیا اور کہا یہ اونٹ اشتر مالک بن الحارث نے بھیجا ہے اور آپ کو سلام کہا ہے اور کہا ہے کہ یہ اونٹ آپ کے اونٹ کے بدلہ میں ہے۔

ام المومنین نے جواب دیا اللہ اس پر کبھی سلامتی نہ بھیجے اس نے عرب کے سردار محمد بن طلحہؓ کو قتل کیا ہے اور میرے بھانجے کے ساتھ جو کچھ کیا وہ بھی مجھے معلوم ہے۔

کلیب کہتا ہے کہ میں واپس اشتر کے پاس حاضر ہوا اور ام المومنین کی کہی ہوئی باتیں اسے سنائی تو اشتر نے اپنے زخمی بازو کو کھول کر دکھایا اور کہا محمد نے بھی میرے قتل کا ارادہ کیا تھا اس وجہ سے میں نے انہیں قتل کر دیا۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ کی مکہ روانگی

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا بیان نقل کیا ہے کہ ام المومنین نے مکہ جانے کا ارادہ کیا، مروان اور اسود بن ابی البختری راستے میں ام المومنین کا ساتھ چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اور ام المومنین زمانہ حج تک مکہ میں مقیم رہی اس کے بعد مدینہ چلی گئیں۔

علیؓ کا اہل کوفہ کے نام فتح کی خوشخبری

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا بیان نقل کیا ہے کہ علیؓ نے کوفہ کے عامل کو فتح کی خوشخبری لکھ کر بھیجی اس میں تحریر تھا

> یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین کی طرف سے ہے،ہم نے نصف جمادی الاخر کو خریبہ کے مقام پر دشمن سے مقابلہ کیا اللہ تعالیٰ نے انہیں وہ چیز عطا کی جو اہل ایمان کو ہمیشہ عطا کرتا ہے ہمارے اور ان کے بکثرت لوگ قتل ہوئے ہماری جانب سے جو لوگ مارے گئے ان میں ثمامتہ بن المثنیٰ ، ہند بن عمرو ، علباء بن الہیثم ، سیحان بن صوحان ، زید بن صوحان اور محدوج قابل ذکر ہیں ،اور جو شخص کوفہ میں خوشخبری لیکر گیا تھا اس کا نام زفر بن قیس تھا جو جمادی الآخر میں کوفہ پہنچا۔

جنگ سے علیحدہ رہنے والے

بیعت کے الفاظ یہ تھے تمہارے ذمہ اللہ کا عہد و پیمان ہے جس کو پورا کرنا تم پر لازم ہے جس سے ہم صلح کریں گے اس سے تم بھی صلح کرو اور جس سے ہم جنگ کریں گے اس سے تم بھی جنگ کرو گے اور اپنی زبان اور ہاتھ ہمارے خلاف استعمال نہیں کرو گے۔

زیاد بن ابی سفیان ان لوگوں میں سے تھے جو جنگ سے علیحدہ رہے اور یہ حارث بن الحارث کے مکان میں مقیم رہے جب حضرت علیؓ بیعت سے فارغ ہوئے تو عبدالرحمن بن ابی بکرہ امان طلب کرنے کی غرض سے حاضر خدمت ہوئے علیؓ نے ان سے فرمایا تیرا چچا مجھ سے علیحدہ رہا اور جنگ جمل میں اس نے میرا ساتھ نہیں دیا۔

عبدالرحمن نے کہا اے امیر المومنین ! واللہ وہ آپ سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں وہ تو دل و جان سے آپ کے ساتھ شریک ہونا چاہتے تھے لیکن وہ ان دنوں میں بیمار ہو گئے تھے میں ان کی خدمت میں جا کر آپ کو ان کے حالات سے مطلع کروں گا لیکن عبدالرحمن نے حضرت علیؓ کو ان کی جائے پناہ نہیں بتائی تو علیؓ نے ان سے زیاد کی جائے پناہ بتانے کا حکم دیا تو عبدالرحمن نے امیر المومنین کو ان کی جائے پناہ سے آگاہ کر دیا۔

بعد میں عبدالرحمن حضرت علیؓ کو اپنے ساتھ لیکر زیاد کے پاس پہنچا تو حضرت علیؓ نے زیاد سے پوچھا تم جنگ سے کیوں علیحدہ رہے اور میرے ساتھ کیوں شریک نہیں ہوئے ، زیاد نے حضرت علیؓ کا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا اور اپنی تکلیف انہیں دکھائی تو علیؓ نے ان کی عذر خواہی قبول کی اور ان سے مشورہ کر کے انہیں بصرہ کا امیر بنانا چاہا۔

زیاد نے جواباً عرض کیا امیر المومنین اس کام کے لئے آپ کے گھر کا کوئی ایسا فرد زیادہ بہتر ہے جس پر لوگ

مطمئن ہوں کیونکہ لوگ ایسے ہی شخص سے خوش ہونگے البتہ میں وقتاً فوقتاً اسے مشورہ دیتا رہونگا۔

الغرض دونوں کا اس بات پر اتفاق ہوا کہ عبداللہ بن عباس کو بصرہ کا امیر بنا دیا جائے اس کے بعد حضرت علیؓ اپنی قیام گاہ کی طرف واپس لوٹ گئے۔

علیؓ کا ابن عباسؓ کو امیر بصرہ بنانا

چند دنوں کے بعد حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباسؓ کو بصرہ کا امیر بنا دیا اور خراج اور بیت المال زیاد کے حوالہ کر دیا اور عبد اللہ بن عباس کو حکم دیا کہ ہمیشہ کوئی کام کرتے ہوئے زیاد سے مشورہ کرنا اور اس کے مشورہ پر حتی المقدور عمل کرنے کی کوشش کرنا۔

ابن عباس فرماتے ہیں جب بھی لوگوں میں کوئی فتنہ برپا ہوتا تو میں ہمیشہ زیاد سے مشورہ کرتا تھا۔

عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت علیؓ سے عرض کیا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ حق پر ہیں اور آپ کی مخالفت کرنے والے باطل پر ہیں آپ کے لئے جو امور مناسب تھے میں نے ان کے بارے میں آپ کو مشورہ دیا تھا لیکن آپ یہ سمجھتے رہے کہ میں نے آپ کو صحیح مشورہ نہیں دیا میں سمجھتا ہوں کہ میں حق پر ہوں اور لوگ باطل پر ہیں میں ہر اس شخص کو قتل کر دونگا جو آپ کے احکام کی خلاف ورزی کرے اور آپ سے مخالفت کرے کیونکہ اسلام کی عزت اور لوگوں کی اصلاح اسی میں ہے کہ ایسے اشخاص کی گردنیں ماردی جائیں۔

جب ابن عباس چلے گئے تو حضرت علیؓ نے فرمایا میں جانتا ہوں وہ کیا کرنے والا ہے اور اس نے مجھے صحیح مشورہ ہی دیا ہے۔

سبائیہ فرقہ والے علیؓ کے بصرہ کوچ کرنے سے پہلے بلا اجازت بصرہ چلے گئے علیؓ نے فوراً ان کے پیچھے کوچ کیا تا کہ یہ لوگ وہاں جا کر لوگوں کو دوبارہ فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

کرگس کے ہاتھوں مدینۃ الرسول میں جنگ کی اطلاع

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا بیان نقل کیا ہے کہ اہل مدینہ کو جنگ کی اطلاع جمعرات ہی کے دن مل گئی تھی ،اطلاع کی صورت یہ ہوئی کہ ایک گدھ مدینہ کے اوپر سے گزرا جس کے پنجے میں گوشت کے لوتھڑے لٹکے ہوئے تھے لوگوں نے اس کا پیچھا کیا اور اس کو پتھر مارے جس کی وجہ سے گدھ کے پنجوں سے وہ گوشت کا لوتھڑا گر گیا جب اسے دیکھا تو یہ ایک انسانی ہاتھ تھا اور انگلی میں ایک انگھوٹی تھی جس پر عبدالرحمٰن بن عتاب کندہ تھا۔

یہ گدھ مدینہ اور مکہ کے اطراف میں پھیل گئے جہاں جہاں یہ گدھ گئے وہاں وہاں انسانی اعضاء لیکر چلے گئے جس سے دور دراز تک لوگوں کو جنگ جمل کی اطلاع ہوگئی۔

حضرت عائشہؓ کی روانگی کی تیاری
اور علیؓ کا آپ کی مشایعت فرمانا

سری نے شعیب وسیف کے واسطہ سے محمد وطلحہ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت

عائشہؓ کی روانگی کے لئے جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ سب مہیا کر دی اور جو لوگ مکہ سے عائشہؓ کے ساتھ آئے تھے ان میں سے جو بچ گئے وہ بھی حضرت عائشہؓ کے ساتھ چلے گئے ان میں صرف وہ لوگ باقی رہ گئے تھے جو بصرہ میں قیام کرنا چاہتے تھے اور بصرہ کی چالیس مشہور و معروف عورتوں کو ام المومنین کے ساتھ بھیج دیا اور محمد بن ابی بکر سے کہا اپنی بہن کی کوچ کی تیاری کرو، ام المومنین حضرت عائشہؓ کو بھی اس کی اطلاع مل گئی تھی جب کوچ کرنے کا دن آیا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عائشہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہیں رخصت کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے اس دن بہت سارے لوگ ام المومنین عائشہؓ کو رخصت کرنے کے لئے وہاں آئے ہوئے تھے۔

ام المومنین حضرت عائشہؓ نے لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا اے میرے بیٹو ہم جلد بازی میں ایک دوسرے کے خلاف کھڑے ہو گئے آئندہ ہمارے ان اختلافات کے باعث کوئی شخص ایک دوسرے پر زیادتی نہ کرے، واللہ میرا اور علیؓ کا شروع ہی سے اختلاف تھا لیکن یہ اختلاف اس قسم کا تھا جیسے ساس اور داماد کے درمیان ہوتا ہے فی الحقیقت علیؓ میرے نزدیک ایک نیک آدمی ہے۔

اس کے بعد حضرت علیؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو! واللہ ام المومنین نے سچ فرمایا اور نیک بات کہی، میرا اور ان کا اختلاف واقعتاً ایسا ہی تھا اور عائشہؓ دنیا اور آخرت میں تمہارے نبی ﷺ کی زوجہ ہیں، ام المومنین نے اوائل رجب ۳۶ھ کو ہفتہ کے دن بصرہ سے کوچ کیا اور حضرت علیؓ خود کئی میل تک پیدل انہیں چھوڑنے گئے اور اپنے بیٹوں کو حکم دیا کہ ایک دن تک ام المومنین کے ساتھ سفر کریں اور بعد میں واپس آئیں۔

مقتولین کی کثرت

عمرو بن شبہ نے بحوالہ ابوالحسن، سعید القطعی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہم مقتولین جمل کے بارے میں آپس میں گفتگو کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ اس دن چھ ہزار سے زائد آدمی قتل ہوئے۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ میں نے لمازہ بن زیاد سے سوال کیا کہ کیا وجہ ہے تو علیؓ کو برا بھلا کہتا ہے؟ لمازہ نے کہا میں اس شخص کو کیوں برا بھلا نہ کہوں جس نے میری قوم کے ڈھائی ہزار آدمی قتل کر دیئے۔

جریر بن حازم کہتے ہیں ابن ابی یعقوب کا بیان ہے کہ علی بن ابی طالب نے جمل کے روز دو ہزار پانچ سو آدمی قتل کئے جن میں سے ایک ہزار تین سو پچاس ازدی تھے، آٹھ سو بنوضبہ کے تھے اور تین سو پچاس دوسرے قبائل کے افراد تھے۔

امام طبری کہتے ہیں مجھ سے میرے والد نے بحوالہ سلیمان اور عبداللہ، جریر کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جمل کے روز معرض بن علاط بھی قتل کیا گیا اس کے بھائی حجاج نے اس کے قتل پر یہ اشعار پڑھے:

لم ارا یوما کان ساعیا

بکف شمال فارقتها یمینها

ا میں نے اس روز سے زیادہ معرض کو لڑتے ہوئے نہیں دیکھا اس کا داہنا ہاتھ کٹ چکا تھا اور وہ بائیں ہاتھ سے لڑ رہا تھا۔

ماں اور بیٹے کی گفتگو

عبداللہ اپنی سند سے ابو یزید المدینی کا یہ بیان ذکر کرتے ہیں کہ جنگ سے فراغت کے بعد عمار بن یاسر نے

حضرت عائشہؓ سے عرض کیا کہ آپ سے جو پردہ نشینی کا عہد لیا گیا تھا آپ کا یہ سفر اس عہد کا کتنا متضاد ہے؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کیا یہ ابوالیقظان ہے؟ عمار بن یاسر نے کہا جی ہاں، حضرت عائشہؓ نے فرمایا خدا کی قسم میں یہ خوب جانتی ہوں کہ تو خوب کہنے والا ہے، عمار بن یاسر نے کہا ہر قسم کی تعریف اس ذات کے لئے ہے جس نے آپ کی زبان سے میرے لئے اس فیصلہ کا اظہار کیا۔

امارت مصر

محمد بن ابی حذیفہ کا قتل

۳۶ھ میں محمد بن ابی حذیفہ قتل کیا گیا اور اس کی قتل کی وجہ یہ پیش آئی کہ جب مصری محمد بن ابی بکر کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے قتل کے لئے گئے تو محمد بن ابی حذیفہ مصر ہی میں مقیم رہا اس نے عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کو مصر سے نکال کر خود وہاں کا انتظام سنبھال لیا، جس وقت حضرت عثمانؓ کو شہید کیا گیا اس وقت محمد بن ابی حذیفہ مصر ہی میں مقیم رہے اس کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت ہوئی، امیر معاویہ نے حضرت علیؓ سے اختلاف کیا اور عمر بن العاص نے اس اختلاف پر امیر معاویہ کی بیعت کر لی، اس کے بعد معاویہ اور عمر بن العاص نے محمد بن ابی حذیفہ کے مقابلہ کے لئے کوچ کیا، یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب قیس بن سعد انصاری مصر نہیں آئے تھے معاویہ اور عمر بن العاص نے مصر میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن یہ لوگ کامیاب نہ ہو سکے لیکن ان دونوں نے محمد بن ابی حذیفہ کو دھوکہ دیکر انہیں عریش مقام تک لے آیا اور وہاں ایک قلعہ میں اس کا محاصرہ کر لیا اس وقت محمد ابی حذیفہ کے ساتھ ایک ہزار آدمی تھے، عمر بن ابی حذیفہ نے منجنیق کے ذریعہ قلعہ پر سنگ باری کرنا شروع کر دی بالاخر محمد بن ابی حذیفہ اپنے تیس ساتھیوں کے ہمراہ قلعہ سے اتر آیا اور عمر بن العاص نے پکڑ کر انہیں قتل کر دیا۔

ابن ابی حذیفہ کا مصر پر از خود امیر بننا

ہشام بن محمد نے بواسطہ ابومخنف، عباس بن سہل الساعدی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ محمد بن ابی حذیفہ ہی وہ شخص ہے جس نے مصریوں کو عثمانؓ کے خلاف اکسایا، جب یہ لوگ مدینہ پہنچے تو انہوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا اور انہیں شہید کر دیا لیکن محمد بن ابی حذیفہ خود مصر میں مقیم رہا، اس وقت مصر کا والی عبداللہ بن سعد بن ابی سرح تھا جو قریشی تھا محمد بن ابی حذیفہ نے انہیں مصر سے نکال دیا اور خود مصر پر قابض ہو گیا، اور عبداللہ بن سعد مصر کے علاقہ تخوم میں آ گئے اور حضرت عثمانؓ کے حالات کا انتظار کرنے لگے ایک دن وہاں سے ایک سوار کا گذر ہوا عبداللہ بن سعد نے ان سے وہاں کے حالات دریافت کئے اس سوار نے اطلاع دی کہ مسلمانوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا، حضرت عبداللہ بن سعد نے کہا مسلمانوں نے اس کے شہادت کے بعد کیا کیا؟ اس سوار نے کہا کہ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت علیؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی، حضرت عبداللہ بن سعد نے ''انا للہ و انا الیہ راجعون'' پڑھا، اس سوار نے کہا کیا تم نے حضرت علیؓ کی خلافت کو حضرت عثمانؓ کے شہادت کے برابر سمجھ لیا ہے، عبداللہ نے کہا ہاں، حقیقت بھی یہی ہے اس شخص نے عبداللہ بن سعد کو غور سے دیکھا اور کچھ پہچان کر کہا کیا تم عبداللہ بن سعد بن ابی سرح ہو اور امیر مصر ہو ؟

عبداللہ نے جواب دیا ہاں، اس سوار نے کہا اگر تم اپنی زندگی چاہتے ہو تو جلدی اپنی جان بچالو اس لئے کہ امیر المؤمنین کی رائے تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے بارے میں اچھی نہیں ہے اگر انہیں تم لوگوں پر قدرت حاصل ہوگئی تو یا تو تمہیں قتل کردیں گے یا شہروں سے جلاوطن کردیں گے اور امیر میرے پیچھے تمہارے پاس آرہے ہیں، عبداللہ نے کہا امیر کون متعین ہوا ؟ اس سوار نے کہا قیس بن سعد بن عبادہ الانصاری،

عبداللہ بن سعد نے کہا اللہ محمد بن ابی حذیفہ کو ہلاک کرے جس نے اپنے چچازاد بھائی کے خلاف بغاوت کی اور لوگوں کو ان کے قتل کرنے پر اکسایا حالانکہ حضرت عثمانؓ نے ان کی تربیت کی اور اخراجات کی تمام ذمہ داری اپنے اوپر لے لی لیکن اس نے حضرت عثمانؓ کی احسان فراموشی کرکے ان کی نیکیوں کا یہ بدلہ دیا کہ ان کے گورنروں پر حملے کئے اور لوگوں کو ان کے قتل پر ورغلا کر مدینہ بھیجا یہاں تک کہ انہیں شہید کردیا، اور محمد بن ابی حذیفہ نے ایسے شخص کو خلیفہ بنانا منظور کیا جس سے اس کی رشتہ بہت بعید ہے حالانکہ اپنے کرتوتوں کی وجہ سے وہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں ایک ماہ کے لئے بھی حکومت حاصل نہ کرسکا اور نہ ہی حضرت عثمانؓ نے اس کو اس کا اہل سمجھا۔

اس سوار نے کہا تم اپنی جان بچاؤ ایسا نہ ہو کہ قتل کردیئے جاؤ، عبداللہ بن سعد وہاں سے چل کر دمشق میں معاویہ بن ابی سفیان کے پاس پہنچ گیا۔

مصر کی امارت میں قیس بن سعد کا تقرر

۳۶ھ میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قیس بن سعد بن عبادہ الانصاری کو مصر کا والی بنا کر بھیجا۔

ہشام بن محمد الکلبی نے بحوالہ ابومخنف، حضرت سہل بن سعد کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت عثمانؓ شہید کردیئے گئے اور حضرت علیؓ نے خلافت سنبھال لی تو آپ نے قیس بن سعد کو طلب کیا اور فرمایا تم مصر جاؤ میں نے تمہیں مصر کا والی مقرر کیا ہے اب تم اپنے گھر جا کر تیاری کرو اور اپنے معتمد ساتھیوں کو ساتھ لے جاؤ اور ایک لشکر بھی اپنے ساتھ لے جاؤ تاکہ دشمنوں پر رعب طاری ہو اور جب مصر پہنچو تو محسن پر احسان کرو اور جو اختلاف کرے اس پر سختی کرو، عوام اور خواص پر نرمی کا برتاؤ کرو کیونکہ نرمی میں برکت ہوتی ہے۔

قیس بن سعد نے عرض کیا اے امیر المومنین ! اللہ آپ پر رحم کرے میں آپ کا مطلب سمجھ گیا اگر میں مدینہ سے لشکر لیکر گیا تو کبھی مصر میں داخل نہ ہوسکوں گا یہ لشکر آپ کو ضرورت پڑے گی میں اپنے ساتھ صرف اپنے گھر والوں کو اور آپ کی نصیحت لیکر جاوں گا اللہ تعالی میرے اس کام پر مدد فرمائیگا۔

قیس کا مصر میں علیؓ کا خط پڑھ کر سنانا

قیس بن سعد اپنے دوستوں میں سے سات آدمیوں کو لیکر مصر چلا گیا، جامع مسجد مصر میں پہنچ کر منبر میں بیٹھے اور امیر المومنین کا خط پڑھ کر سنانے کا حکم دیا"

بسم اللہ الرحمن الرحیم،

اللہ کے بندے امیر المومنین علی بن ابی طالب کی جانب سے ہر اس مسلمان کے نام جسے میرا یہ خط پہنچے، میں اول اللہ کی حمد وثناء کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی مشکل کشا نہیں اللہ تعالی نے اپنی حکمت سے اسلام کو منتخب کیا اور اسی کو تمام انسانوں، فرشتوں اور جنات کے لئے پسند کیا اور پھر

اپنی مخلوق میں سے کچھ لوگوں کا انتخاب کیا، اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ اس ذات نے محمد ﷺ کو اس امت میں مبعوث فرمایا، آپ نے لوگوں کو حکمت کی تعلیم دی اور فرائض واحکام سکھائے اور سنت کی تعلیم دی تا کہ لوگ ہدایت پائیں، آپ نے لوگوں کو ایک دین پر جمع فرمایا تا کہ لوگ آئندہ آپس میں متفرق نہ ہوسکیں اور ان کا تزکیہ نفس فرمایا تا کہ وہ پاک ہو جائیں اور انہیں نرمی کی تعلیم دی تا کہ وہ کسی پر ظلم نہ کریں، جب آپ نے تمام امور کی تعلیم دی تو اللہ نے آپ کو وفات دیدی، آپ پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

پھر آپ کے بعد لوگوں نے یکے بعد دیگرے دو نیک آدمیوں کو خلیفہ بنایا جنھوں نے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ پر عمل کر کے عمدہ طریقہ سے امور خلافت کو انجام دیا اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے کبھی بھی انحراف نہیں کیا پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں وفات دیدی، ان دونوں کے بعد ایک اور شخص کو بھی خلیفہ بنایا گیا جس نے نئی نئی باتیں ایجاد کی جس کی وجہ سے لوگوں کو اس کے خلاف بولنے کا موقع ملا بالآخر لوگوں نے انہیں قتل کر دیا اس کے بعد لوگ میرے پاس آئے اور میری بیعت کر لی، میں اللہ سے ہدایت اور تقویٰ کا طلب گار ہوں۔

خبردار ہم پر جو تمہارا حق ہے وہ یہ ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرائیں اور تم پر اس کے احکام نافذ کرائیں اور سنت کا اجراء کرائیں اور تمہاری غیر موجودگی میں تمہاری خیر خواہ رہیں اصل میں اللہ ہی مدد کرنے والا اور کارساز ہے۔

میں نے تمہارے پاس قیس بن سعد بن عبادہ کو امیر بنا کر بھیجا ہے تم اس کا ساتھ دو اور حق کی معاملہ میں اس کی اعانت کرو، اسے یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ تم میں نیک لوگوں سے حسن سلوک کریں اور بُروں سے سختی کریں اور عوام وخواص کے ساتھ نرمی کا معاملہ کریں، میں اس طریقہ کار سے خوش اور اس کی اصلاح وہدایت کی امید رکھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے تمہارے لئے نیک دعا گوں ہوں، والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اس کے بعد قیس بن سعد خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے، اللہ کی حمد وثناء اور رسول اللہ ﷺ پر درود کے بعد فرمایا،

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے حق کو ظاہر فرمایا اور باطل کو مٹایا اور ظالموں کو ذلیل وخوار کیا، اے لوگو! ہم نے اس شخص کی بیعت کی ہے جسے ہم رسول اللہ ﷺ کے بعد سب سے بہتر سمجھتے تھے تم لوگ بھی کتاب اللہ اور سنت رسول پر فوراً بیعت کرو اگر ہم کتاب اللہ اور سنت رسول پر عمل نہ کریں گے تو تم پر ہماری بیعت لازم نہیں۔

قیس کی عملداری

خط اور تقریر سن کر لوگ فوراً کھڑے ہو گئے اور قیس بن سعد کے ہاتھ پر حضرت علیؓ کی بیعت کر لی اس طرح مصر میں قیس بن سعد کا تسلط قائم ہو گیا اور قیس نے ہر جگہ اپنا والی مقرر کر دیا۔

صرف ایک گاؤں خربتہ پر قیس بن سعد کا تسلط قائم نہ ہو سکا، دراصل انہوں نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کو بہت اہم سمجھا اس گاؤں کا امیر خدلج کا ایک شخص تھا جس کا نام یزید بن الحارث تھا ان لوگوں نے قیس بن سعد کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم آپ لوگوں سے جنگ نہیں کرنا چاہتے آپ پورے مصر میں اپنا والی مقرر کر دیں لیکن ہمیں اپنے حال پر چھوڑ دیں تاکہ ہم اس پر غور کر سکیں کہ لوگ کیا فیصلہ کرتے ہیں۔

راوی کہتا ہے کہ مسلمہ بن مخلد الانصاری الساعدی نے قیس بن سعد سے اختلاف کیا اور انہوں نے حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ کیا، قیس نے انہیں کہلا بھیجا کہ تم میرے ساتھ بغاوت کر رہے ہو اگر پورا ملک شام و مصر میری حکومت میں آ جائیں پھر بھی میں ان ملکوں کی حکومت پسند نہیں کروں گا اور اس سے زیادہ تیرے قتل کو بہتر سمجھوں گا، مسلمہ نے کہلا بھیجا کہ جب تک آپ کی حکومت ہے اور آپ مصر کے حاکم ہیں میں آپ کے خلاف بغاوت نہیں کروں گا۔

قیس بن سعد نہایت عقلمند اور مدبر انسان تھے انہوں نے اہل خربتہ کے پاس کہلا بھیجا کہ میں تمہیں اپنی بیعت پر مجبور نہیں کروں گا میں تمہیں تمہارے حال پر چھوڑ دیتا ہوں اور تم سے تعرض بھی نہیں کروں گا لیکن تم مسلمہ بن مخلد اور دوسرے لوگوں سے واجب الاداخراج وصول کر کے میرے پاس بھیجو کیونکہ خراج کے معاملہ میں تو کسی کا اختلاف نہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ جنگ جمل کے لئے تشریف لے گئے اس وقت سے مصر کے امیر قیس بن سعد تھے اور جب بصرہ سے واپس کوفہ لوٹے تب بھی قیس بن سعد مصر کے امیر تھے۔

امیر معاویہ کا قیس بن سعد کے نام خط

امیر معاویہ قیس بن سعد کو اپنے لئے سب سے زیادہ خطرناک سمجھتے تھے کیونکہ مصر کے سرحدات شام سے ملحق تھی اور امیر معاویہ کو یہ خطرہ تھا کہ ایک طرف سے حضرت علیؓ شام پر حملہ آور ہوں اور دوسرے طرف سے قیس بن سعد حملہ کر دیں تو میں دونوں جانب سے گھیرے میں آ جاؤں گا، اس خطرہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے امیر معاویہ نے قیس کو ایک خط تحریر کیا، جس وقت یہ خط تحریر کیا گیا اس وقت حضرت علیؓ کوفہ میں مقیم تھے اور ابھی صفین کی طرف کوچ نہیں کیا تھا، خط کا مضمون اس طرح تھا کہ یہ خط معاویہ بن ابی سفیان کی طرف سے قیس بن سعد کے نام ہے،

> تم نے حضرت عثمانؓ کے ہر کام میں اعتراضات کئے لیکن تم بہتر طور پر جانتے ہو کہ ان میں ایک کام بھی ایسا نہیں تھا جس کی وجہ سے تمہارے لئے ان کا خون حلال ہو جاتا، تم نے ایک بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا، اے قیس اللہ سے توبہ کر لو کیونکہ تم بھی ان لوگوں میں داخل ہو جنہوں نے لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف بھڑکایا تھا، شاید توبہ ایک مومن کے قتل کے بدلہ میں تھوڑی بہت کام آئے، جہاں تک تمہارے خلیفہ حضرت علیؓ کی بات ہے تو وہ تو ایک ایسا آدمی ہے جس نے لوگوں کو دھوکہ سے ابھارا حتیٰ کہ انہیں شہید کر دیا، اے قیس! تیری قوم کا ایک بڑا حصہ ان کے خون سے محفوظ نہیں اگر تجھ سے ہو سکے تو ہمارے ساتھ عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کر، جب میں غالب آ جاؤں گا تو تجھے عراق، عرب اور فارس کا حاکم بنا دوں گا اور اپنے گھر والوں میں سے جس کے لئے پسند کرے اس کو حجاز کا حاکم بنا دوں گا اور جب تک میری حکومت برقرار رہے اس وقت تک اس عہد پر قائم رہوں گا اور اس کی اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں جو تم مانگنا چاہو گے مجھے اپنے رائے سے آگاہ کر دو۔

قیس بن سعد کا جواب

جب قیس کے پاس معاویہ کا خط پہنچا تو انہوں نے یہ تدبیر سوچی کہ معاویہ کو ٹال دینا چاہئے اور نہ اپنے خیالات اس پر ظاہر کرنا چاہئے بلکہ اس پر جنگ کرنے میں بھی جلدی نہیں کرنا چاہئے، ان تمام امور کو پیش نظر رکھتے ہوئے قیس نے جواب لکھا،

میرے پاس تمہارا خط پہنچا اور میں تمہارے خیالات اور جذبات کو سمجھ گیا ہوں لیکن تم نے جو تحریر کیا کہ میں عثمانؓ کی قتل میں شریک رہا ہوں یہ بالکل غلط بات ہے نہ تو میں نے حضرت عثمانؓ کی مخالفت کی اور نہ ہی میں نے ان کی خدمت میں حاضریاں دیں بلکہ میں ہر طرح سے ان معاملات میں علیحدہ رہا اور تم نے جو یہ لکھا کہ حضرت علیؓ نے لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے قتل کے لئے اکسایا اور انہیں قتل بھی کر دیا گیا تو میں اس کام سے بالکل بے خبر تھا۔
تمہارا یہ کہنا کہ میرے قبیلہ کا اکثر حصہ ان کے خون سے پاک نہیں تو حضرت عثمانؓ نے سب سے پہلے میرے ہی خاندان کے ہاں قیام کیا تھا، تم نے اپنی اتباع اور اس کے صلہ میں جو کچھ انعامات کا تذکرہ کیا وہ قابل غور ہے اور ایسا معمولی کام بھی نہیں ہے جس میں عجلت میں کام لیا جائے، بہر حال میں ہر صورت میں تم پر حملہ نہیں کروں گا اور نہ ہی کوئی ایسی حرکت کروں گا جو تمہیں ناپسند ہو، اصل پناہ دینے والا اللہ کی ذات ہے۔

امیر معاویہ کا دوسرا پیغام

امیر معاویہ نے قیس کا خط پڑھا تو انہیں یہ بہت متضاد نظر آیا کہ ایک جانب قرب کا دعویٰ بھی اور دوسری جانب بے رخی بھی، اس سے امیر معاویہ نے یہ خیال کیا کہ قیس میرے ساتھ کوئی چال چلنا چاہتا ہے اس لئے معاویہ نے قیس کے پاس دوسرا خط تحریر کیا،

کہ میں نے تمہارا خط پڑھا جس سے تم ایک طرف مجھے دوست معلوم ہوئے اور دوسری طرف دشمن، اس معاملہ میں تمہاری مثال اونٹ کی گردن کی سی ہے کہ جدھر چاہا موڑ دیا، یاد رکھو تم مجھے دھوکہ نہیں دے سکتے ہو میرے پاس بے شمار لشکر ہیں اور ان گنت ہتھیار ہیں۔

قیس بن سعد کا دوبارہ جواب

تم جو اس خوش فہمی میں مبتلا ہو کہ میں اس شخص کی اطاعت ترک کر دوں جو خلافت کا سب سے زیادہ مستحق ہے اور سب سے زیادہ حق پرست اور سب سے زیادہ ہدایت یافتہ اور سب سے زیادہ رسول اللہ ﷺ کا قرب رکھنے والا تو یہ تمہاری بھول ہے اور تم نے مجھے اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے تو کیا میں اس شخص کی اطاعت قبول کرلوں جس کی کوئی فضیلت نہیں اور خوب جی بھر کے جھوٹ بولتا ہے اور گمراہ کردہ ہے اور جو رسول اللہ ﷺ سے بہت دور ہے اور جو گمراہ اور گمراہ کنندوں کی اولاد ہے اور ابلیس کی حامیوں میں سے ایک حامی ہے،

تم نے جو یہ تحریر کیا کہ تم مصر کو سواروں اور پیدل لشکروں سے بھر دو گے تو واللہ میں
تجھے کسی کام میں مشغول نہیں کروں گا یہاں تک کہ تم اپنی جان کی قدر نہ کرنے لگو اور واقعتاً تم میں
خوب کوشش کا مادہ پایا جاتا ہے۔

جب معاویہ نے قیس بن سعد کا جواب پڑھا تو بالکل اس طرف سے مایوس ہو گیا اور قیس بن سعد کو اپنے لئے خطرہ محسوس کرنے لگا۔

قیس بن سعد کی تدبیر

عبداللہ بن احمد المرزوی نے بواسطہ سلیمان، امام زہری کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ کی جانب سے مصر پر حضرت قیس بن سعد بن عبادہ مامور تھے، رسول اللہ ﷺ کی حیات میں انصار کا جھنڈا انہیں کے پاس ہوتا تھا اور یہ نہایت بہادر اور صاحب رائے انسان تھے۔

معاویہ اور عمرو بن العاص ہر وقت تک ودو میں رہتے کہ کسی طرح قیس کو مصر سے باہر نکال دیا جائے تا کہ یہ لوگ مصر پر اپنا قبضہ نہ جما سکیں لیکن قیس اپنی ذہانت اور تدبیر سے ان کی کوئی چال چلنے نہ دیتا تھا نتیجہ یہ ہوا کہ نہ معاویہ مصر فتح کر سکا اور نہ قیس کو اپنے قابو میں کر سکا حتیٰ کہ امیر معاویہ نے قیس کے خلاف حضرت علیؓ کے نام سے دھوکہ دہی شروع کر دی، معاویہ قریش کے قابل قدر اور عقلمند لوگوں سے قیس کے معاملہ میں مشورہ طلب کرتے اور کہا کرتے تھے کہ میرے خیال میں اس سے بڑھ کر کوئی ہوشیاری نہیں کی گئی جیسی حضرت علیؓ نے قیس کو مصر کا امیر بنا کر کی ہے، قیس کو مصر کا امیر بنا کر مجھ سے مصر کو بچا لیا ہے اور خود عراق میں بیٹھا ہوا ہے میں تو قریش سے یہ کہتا ہوں کہ تم قیس بن سعد کو برا مت کہو کیونکہ وہ دراصل ہمارا دوست ہے وہ ظاہر میں ہم سے دشمنی کرتا ہے لیکن اندرون خانہ وہ ہمارا دوست ہے اور ہمارا ساتھ دیتا ہے اور اس کا ثبوت خربتہ کے باشندے ہیں کہ قیس انہیں عطیات دیتا ہے اور ان کے ساتھ حسن سلوک بھی کرتا ہے اور انہیں پناہ بھی دیتا ہے۔

قیس کی برطرفی

معاویہ نے کہا میرا ارادہ تو یہ ہے کہ میرے جو حامی عراق میں ہیں میں انہیں اصل حقیقت تحریر کروں لیکن عراق میں جو حضرت علیؓ کے جاسوس ہیں وہ اس بات کو حضرت علیؓ تک پہنچا دیں گے اس لئے میں خاموش ہوں، بالآخر یہ بات حضرت علیؓ تک پہنچی تو محمد بن ابی بکر اور محمد بن جعفر نے حضرت علیؓ سے قیس کو معزول کرنے کی درخواست کی تو حضرت علیؓ نے قیس کو ایک تحریر بھیجی،

جس میں لکھا تھا، کہ تم اہل خربتہ سے جنگ کرو لیکن قیس نے ان لوگوں سے جنگ کرنے سے انکار کیا اور حضرت علیؓ کو تحریر کیا یہ سب مصر کے سرکردہ اور معزز لوگ ہیں ان میں اکثر و بیشتر حافظ قرآن ہیں میرے اور ان کے درمیان یہ فیصلہ طے پایا ہے کہ میں ان پر حملہ نہیں کروں گا اور نہ ہی ان کے عطیات بند کروں گا، اور میں یہ بھی جانتا ہوں کہ ان لوگوں کا میلان امیر معاویہ کی طرف ہے میرے لئے اور آپ کے لئے اس سے بہتر اور کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اگر میں ان سے جنگ کروں تو یہ میرے مدمقابل کھڑے ہو جائیں گے اور یہ

لوگ سب عرب کے سردار ہیں ان میں بسر بن الحارث، مسلمہ بن مخلد، اور معاویہ بن خدیج بھی
شامل ہیں اس لئے آپ مجھے میرے حال پر چھوڑ دیں میں خوب بہتر طور پر جانتا ہوں کہ ان کے
ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قیس کی کوئی بات قبول نہیں کی بلکہ بدستور جنگ کرنے کو کہا لیکن قیس نے بھی جنگ کرنے سے انکار کر دیا اور کہا اگر آپ کو یہ گمان ہے کہ میں در پردہ ان لوگوں سے ملا ہوا ہوں تو آپ مجھے معزول کر دیں اور کسی شخص کو مصر کا امیر بنا دیں۔

اشتر کی مرگِ مفاجات

حضرت علیؓ نے قیس بن سعد بن عبادہ کو معزول کر کے اشتر نخعی کو امیر مصر مقرر کر دیا جب اشتر دریائے قلزم پر پہنچا تو اس نے وہاں شربت پیا جس میں شہد کی مکھی بھی تھی اس کے پینے سے اشتر کی موت واقع ہوگئی، اس واقعہ کی خبر جب معاویہ اور عمرو بن العاص کے پاس پہنچی تو عمرو بن العاص نے کہا اللہ نے شہد میں اپنے لشکر رکھے تھے،

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جب اشتر نخعی کی موت کا علم ہوا تو انہوں نے اس کی جگہ محمد بن ابی بکر کو مصر کا امیر متعین کیا۔

امام زہری کا قول ہے محمد بن ابی بکر کو اشتر کی موت کے بعد امیر مصر بنایا گیا لیکن ہشام بن محمد کا بیان ہے کہ محمد بن ابی بکر کی موت کے بعد اشتر نخعی کو امیر مصر بنایا گیا۔

امیر معاویہ کی حکمتِ عملی

جب امیر معاویہ اس بات سے مایوس ہو گئے کہ قیس بن سعد ان کا ساتھ نہیں دے گا تو انھیں یہ بات بہت ناگوار گزری وہ قیس کی شجاعت تدبیر اور سیاست سے بخوبی واقف تھے اس سے قبل امیر معاویہ یہ بات لوگوں میں مشہور کر چکے تھے کہ قیس نے ان کا ساتھ دینے کا وعدہ کیا ہے اللہ سے دعا کرو کہ وہ ہمارا ساتھ دے، معاویہ نے لوگوں کو قیس کا پہلا خط پڑھ کر سنایا تھا جس میں قیس نے امیر معاویہ کے ساتھ نرمی اور قرب کا اظہار کیا تھا،

دوسری تدبیر امیر معاویہ نے یہ کی کہ قیس کی جانب سے خود ایک خط تحریر کیا اور وہ اہل شام کو پڑھ کر سنایا اس میں تحریر کیا گیا تھا،

> "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قیس بن سعد کی جانب سے امیر معاویہ بن ابی سفیان کے نام اسلام کے بعد آپ کے سامنے اس ذات کی حمد وثناء بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ معبود برحق ہے، میں نے جب تمام باتوں پر غور کیا تو اس نتیجہ پر پہنچا کہ میرے لئے ایسی جماعت کا ساتھ دینا کسی بھی صورت میں جائز نہیں جس نے اپنے امام کو قتل کر دیا اور امام بھی کیسا کہ خدا سے ڈرنے والا، محرمات سے بچنے والا اور انتہائی متقی اور پرہیز گار، ہم اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت کے تلبگار ہیں اور اس سے اپنے دین کی حفاظت کی فریاد کرتے ہیں، میں آپ سے دوستی کا خواہشمند ہوں میں آپ کے ساتھ شامل ہو کر حضرت عثمانؓ کے قاتلوں کو قتل کر دوں گا آپ مجھ سے جتنے مال اور جتنے افراد اور لشکر طلب کریں میں لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہو

جاؤں گا۔ والسلام

اس خط کے سنانے سے تمام ملک شام میں اس بات کا چرچا ہو گیا کہ قیس بن سعد نے امیر معاویہ کی بیعت کر لی ہے، ادھر حضرت علیؓ کے جاسوسوں نے یہ خبر حضرت علیؓ تک پہنچائی جب انہیں یہ خبر معلوم ہوئی تو وہ بہت غمگین ہوئے اور انہوں نے اپنے بیٹے عبداللہ بن جعفر کو بلایا اور اس صورتحال کے بارے میں مشورہ طلب کیا،

عبداللہ بن جعفر نے کہا اے امیر المومنین! ہمیشہ مشکوک کام کو ترک کر کے وہ کام اختیار کرنا چاہئے جس میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہ ہو اس لئے آپ قیس کو مصر کے امارت سے معزول کر دیں۔

محمد بن ابی بکر کا علیؓ کی طرف سے امارت مصر سنبھالنا

ہشام نے بحوالہ مخنف، کعب الوالبی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک خط تحریر کر کے محمد بن ابی بکر کے ساتھ روانہ کیا، محمد بن ابی بکر جب مصر پہنچا تو اس سے کہا آخر امیر المؤمنین کو کیا ہو گیا ہے انہوں نے میرے اور اپنے درمیان ایک اور شخص کو حائل کر دیا آخر اس کی کیا ضرورت تھی؟ محمد بن ابی بکر نے جواب دیا یہاں کی حکومت آپ ہی کے قبضہ میں رہے گی، قیس بن سعد نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا ہے کہ میں تیرے ساتھ ایک لمحہ بھی رہوں۔

قیس نے اپنی معزولی سے غضبناک ہو کر مصر چھوڑ دیا اور مدینہ منورہ چلا گیا۔

حسان بن ثابت کا قیس کو برا بھلا کہنا

جب قیس مدینہ پہنچا تو حضرت حسان بن ثابت ان کے پاس آئے اور انہیں برا بھلا کہا، حضرت حسانؓ حضرت عثمانؓ کے حامی تھے انہوں نے قیس سے کہا علیؓ نے تجھے مصر کی حکومت سے معزول کر دیا ہے اور حضرت عثمانؓ کی قتل کا گناہ تیرے سر باقی رہا، حضرت علیؓ نے عثمانؓ کے قتل کا تجھے اچھا صلہ دیا ہے۔

قیس نے جواب دیا اے دل اور آنکھ کے اندھے واللہ اگر میری اور تیری جماعت کی جنگ ہوتی تو میں تمہیں قتل کر دیتا تم یہاں سے واپس چلے جاؤ۔

اس واقعہ کو لیکر قیس اور سہل بن حنیف کے پاس پہنچے، قیس نے حضرت علیؓ سے حسان کی گفتگو نقل کی تو حضرت علیؓ نے حسان کی تصدیق کی پھر حضرت پھر قیس اور سہل دونوں حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک رہے۔

امیر معاویہؓ کا مروان کو تنبیہ کرنا

عبداللہ بن احمد المرزوی نے بحوالہ اپنے والد، امام زہری کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب محمد بن ابی بکر مصر پہنچے تو قیس بن سعد مصر چھوڑ کر مدینہ آ گئے مدینہ میں مروان اور اسود بن ابی البختری نے انہیں ڈرانا اور دھمکانا شروع کر دیا، قیس اس خوف سے کہ کہیں یہ لوگ مجھے قتل نہ کر دیں بھاگ کر حضرت علیؓ کے پاس چلا گیا، امیر معاویہ کو جب اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مروان اور اسود بن ابی البختری کو ڈانٹ کر یہ خط تحریر کیا،

کہ تم لوگوں نے قیس کو مدینہ سے نکال کر حضرت علیؓ کی زبردست مدد کی ہے اگر تم لوگ ایک لاکھ لشکر سے بھی حضرت علیؓ کی مدد کرتے تو مجھے اتنا دکھ نہیں ہوتا جس طرح قیس کا مصر سے نکل کر حضرت علیؓ کے پاس جانے سے دکھ پہنچا۔

الغرض قیس بن سعد حضرت علیؓ کے پاس پہنچ گیا جب حضرت علیؓ کو تمام حالات کا علم ہوا اور محمد بن ابی بکر قتل ہوا تو اس

وقت حضرت علیؓ کے نزدیک قیس کی قدر منزلت اور بڑھ گئی اور قیس نہایت مدبر اور عقلمند انسان ہے جس نے قیس کی معزولی کا مجھے مشورہ دیا ہے اس نے اچھا نہیں کیا، حضرت علیؓ تمام امور قیس بن سعد کے مشورے سے ہی انجام دیتے۔

ہشام نے بحوالہ مخنف اور حارث، کعب الوالبی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب محمد بن ابی بکر مصر گیا تو میں بھی اس کے ساتھ تھا اس نے مصر پہنچنے کے بعد لوگوں کو علیؓ کا عہد نامہ پڑھ کر سنایا

علیؓ کا والا نامہ

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ عہد ہے جو اللہ کے بندے امیر المومنین علی بن ابی طالب کی طرف سے ہے اور یہ عہد محمد بن ابی بکر سے مصر کے ولایت سونپنے کے وقت لیا گیا تھا، امیر المومنین نے اسے خلوت وجلوت میں تقویٰ اختیار کرنے اور تنہائی اور حضور میں اللہ سے ڈرنے کا حکم دیا اور اسے یہ بھی حکم دیا گیا کہ وہ تمام مسلمانوں کے ساتھ نرمی سے پیش آئے، بدکاروں پر سختی کریں اور ذمیوں کے ساتھ انصاف کریں اور مظلوم کی مدد کریں، ظالم کے ساتھ شدت اختیار کریں اور لوگوں کی غلطیوں سے درگذر کرے اور جہاں تک ممکن ہو لوگوں پر احسان کرے کیونکہ اللہ محسنین کو جزاء دیتا ہے اور مجرمین کو سزا دیتا ہے، میں نے اسے یہ بھی حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اطاعت اور جماعت کو اتحاد کی دعوت دیں کیونکہ اسی پر لوگوں کی آخرت کا دارومدار ہے اور اسی پر تمام اجر مرتب ہوتے ہیں،

میں نے اسے یہ بھی حکم دیا کہ جس طرح خراج پہلے وصول کیا جاتا تھا اب بھی وصول کئے جائیں اس میں نہ تو کمی کی جائیں اور نہ ہی کوئی جدت اختیار کی جائیں، خراج کی وصولی ابی کے بعد اس خراج کو لوگوں پر اس کو اس طرح تقسیم کیا جائے جس طرح پہلے کیا جاتا تھا میں نے اسے یہ بھی حکم دیا کہ لوگوں کے ساتھ نہایت نرمی کا برتاؤ کریں اور حق کے معاملہ میں قریب و بعید سب یکساں ہوں، میں نے اسے یہ بھی حکم دیا کہ لوگوں کا فیصلہ حق وانصاف کے ساتھ کریں اور اس میں اپنے کسی خواہشات کی ہرگز ہرگز پیروی نہ کرے اور حکم خداوندی پر عمل کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی پرواہ نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسی کی مدد فرماتا ہے جو متقی اور پرہیز گار ہو اور اس کے احکام کی بجا آوری کرتا ہو ان کے علاوہ میں نے محمد بن ابی بکر کو اور بھی کچھ ہدایات واحکامات دیئے ہیں، یہ عہد نامہ ابورافع مولیٰ رسول ﷺ کے بیٹے عبداللہ نے تحریر کیا۔

محمد بن ابی بکر کی تقریر

عہد نامہ کے سنائے جانے کے بعد محمد بن ابی بکر نے کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا اور اللہ کے حمد وثناء کے بعد فرمایا:

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ آج لوگ جن اختلافات میں مبتلا ہیں اس میں اللہ نے ہمیں اور تمہیں راہ حق دکھائی اور ہمیں اس راہ پر چلایا جس راہ سے اکثر لوگوں نے اپنے نظروں کو پھیر لیا ہے، امیر

المومنین نے تمہارا کام میرے سپرد کیا ہے اور مجھ سے وہ عہد لیا ہے جسے تم سن چکے ہو ان کے علاوہ اور بھی کچھ نصیحتیں مجھے فرمائی ہیں حتی المقدور اس پر عمل کرنے کی کوشش کروں گا بے شک عمل کی توفیق اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے میں اس پر بھروسہ کرتا ہوں اگر تم مجھے اور میری جماعت کو اللہ کی اطاعت کرتے دیکھو تو اس پر شکر ادا کرو اور اگر میرے کسی افسر کو خلاف حق کام کرتے دیکھو تو مجھ سے اس کی شکایت کرو اور اس سے اس کام کی باز پرس بھی کرو کیونکہ ہم اس سعادت کے زیادہ حق دار ہیں، اللہ ہمیں اور تمہیں اپنی رحمت سے نیک کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

محمد بن ابی بکر کی دھمکی

ہشام نے بحوالہ ابومخنف یزید بن الظبیان الہمدانی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ محمد بن ابی بکر کے حاکم مصر بننے کے بعد انہوں نے معاویہ بن ابی سفیان کو متعدد خطوط لکھے اور کافی عرصہ تک خط و کتابت کا سلسلہ رہا اور عام لوگ ان خطوط کا سننا برداشت نہیں کر سکتے اس لئے میں نے انہیں نظر انداز کر دیا، ایک ماہ گذر جانے کے بعد محمد بن ابی بکر نے اس جماعت کے پاس پیغام بھیجا جنھوں نے ابھی تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بیعت نہیں کی تھی اور تمام اختلافات سے علیحدہ تھے یا تو تم لوگ ہماری اطاعت میں شامل ہو جاؤ یا ہمارے شہروں سے نکل جاؤ، ان لوگوں نے جواب دیا کہ آپ ہمیں اس وقت تک ہمارے حال پر چھوڑ دیں جب تک یہ اختلافات طے نہیں پاجاتے کہ ہمارا اصل خلیفہ کون ہے؟ آپ ہم سے جنگ کرنے میں عجلت سے کام نہ لیجئے،

لیکن محمد بن ابی بکر نے ان کی باتیں قبول کرنے سے انکار کر دیا اس پر ان لوگوں نے بھی اپنی حفاظت کا سامان جمع کر لیا اور اس سے جنگ کرنے کی تیاری کر لی۔

جنگ صفین کے موقع پر ان لوگوں نے محمد بن ابی بکر کو نہایت خوف میں مبتلا کر رکھا تھا جس وقت ان کے پاس یہ خبر پہنچی کہ معاویہ اور اہل شام کی حضرت علیؓ سے جنگ بندی ہوگئی ہے اور علی اور عراقی معاویہ اور اہل شام کو چھوڑ کر عراق واپس چلے گئے ہیں اور فیصلہ تحکیم پر موقوف ہوگیا تو ان لوگوں نے محمد بن ابی بکر سے جنگ چھیڑ دی، محمد بن ابی بکر نے ان کے مقابلہ کے لئے حارث بن جمہان الجعفی کو روانہ کیا ان لوگوں نے ان کو قتل کر دیا، اس کے بعد محمد نے بنوکلب کے ایک شخص ابن مضاہم کو لشکر دیکر ان لوگوں کے مقابلہ میں روانہ کیا لیکن ان لوگوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔

طبری کہتے ہیں اسی سنہ ھ میں مرو کا مرزبان آیا اور اس نے ابن عامر سے علی کی خلافت پر صلح کر لی۔

علیؓ کی مرزبان سے صلح

علی بن محمد المدائنی نے بواسطہ ابوزکریا العجلانی، محمد بن اسحاق کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ مرو کا مرزبان ماہو یہ ابراز جنگ جمل کے بعد صلح کی نیت سے علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، حضرت علیؓ نے اسے مرو، اساورہ اور جند سلادین کے دہقانوں کے لئے ایک عہد نامہ لکھکر دیا اس میں تحریر تھا "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہدایت کے پیروکاروں کو سلام ہو، مرو کا مرزبان ماہو یہ ابراز میرے پاس آیا تھا میں اس سے راضی ہوں۔

یہ تحریر ۳۶ھ میں لکھی گئی لیکن اس کے بعد یہ سب لوگ کافر ہو گئے اور ابرشہر کے دروازے بند کر لئے۔

خلید روانگی

علی بن محمد المدائنی نے بحوالہ ابومخنف، اصبغ بن نباتہ المجاشعی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ اسی سال حضرت علیؓ نے خلید بن قرۃ البرعوی کو خراسان کا عامل بنا کر بھیجا اور انہیں خلید بن طریف بھی کہا جاتا ہے۔

جنگ صفین

عمرو بن العاص کی امیر معاویہ کے ہاتھ پر بیعت

اسی سنہ ھ میں عمرو بن العاص نے حضرت علیؓ کے مقابلہ کے لئے امیر معاویہ بن سفیان کی بیعت کر لی۔

سری نے بحوالہ شعیب وسیف، ابوعثمانؓ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب باغیوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا تو عمرو بن العاص مدینہ چھوڑ کر شام کی طرف چلے گئے اور فرمایا اے مدینہ والو جس کی موجودگی میں عثمانؓ شہید کر دیئے جائیں تو اللہ تعالیٰ اس پر ضرور ذلت مسلط فرمائیں گے اور جس شخص میں اتنی قوت نہ ہو کہ وہ حضرت عثمانؓ کا دفاع نہ کر سکے تو اسے مدینہ چھوڑ کر چلے جانا چاہیے، الغرض عمرو بن العاص اور ان کے بیٹے عبداللہ اور محمد مدینہ چھوڑ کر چلے گئے ان کے بعد حسان بن ثابت نے بھی مدینہ چھوڑ دیا اور بہت سے صحابہ کرام نے بھی اسی خوف سے مدینہ سے کوچ کر گئے۔

ابو حارثہ اور ابوعثمان کا بیان ہے کہ عمرو بن العاص مدینہ سے چل کر عجلان پہنچے ان کے دونوں بیٹے ان کے ساتھ تھے ابھی وہ عجلان ہی میں مقیم تھے کہ ادھر سے ایک سوار کا گذر رہوا، عمرو بن العاص نے اس سے سوال کیا تمہارا نام کیا ہے؟ اس سوار نے کہا حصیرہ، عمرو نے کہا کہ حضرت عثمانؓ محصور ہو گئے ہیں عمرو نے اس نام سے فال لی تھی، یہ جملہ کہنے کے بعد اس سوار سے سوال کیا کہ مجھے کچھ مدینہ کا حال سناؤ، اس سوار نے کہا حضرت عثمانؓ محصور ہو گئے ہیں، حضرت عمرو بن العاص نے کہا کہ لوگ انہیں شہید بھی کر دیں گے۔

ابھی چند ہی روز گذرے تھے کہ ادھر سے ایک سوار کا گزر رہوا عمرو بن العاص نے اس سے سوال کیا کہ کہاں سے آرہے ہو؟ اس سوار نے جواب دیا مدینہ سے، تمہارا نام کیا ہے اس سوار نے جواب دیا قتال، پھر انہوں نے مدینہ کا حال پوچھا تو اس سوار نے کہا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں۔

اس کے چند روز بعد ایک اور سوار کا ادھر سے گزر رہوا عمرو بن العاص نے اس سے سوال کیا کہ تم کہاں سے آرہے ہو؟ اس سوار نے جواب دیا کہ مدینہ سے، تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے جواب دیا حرب، عمرو بن العاص نے کہا اب مدینہ کا کیا حال ہے؟ اس سوار نے جواب دیا کہ حضرت عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں اور لوگوں نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی ہیں۔

عمرو بن العاص نے کہا میں ابوعبداللہ ہوں اب ہر اس شخص سے جنگ ہو گی جس نے حضرت عثمانؓ کو سوئی بھی چبھوئی ہو گی، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کریں اور ان پر اپنی رحمت نازل کریں، اس پر سلامہ بن زنباع الجذامی نے لوگوں سے کہا اے قریشیو! خدا کی قسم! تمہارے اور عرب کے درمیان ایک دروازہ تھا اگر وہ ٹوٹ گیا ہے تو دوسرا دروازہ بنالو،

عمرو بن العاص نے کہا یہی تو ہم چاہتے ہیں دروازہ بننے کی صلاحیت تو وہی شخص رکھ سکتا ہے جو تکلیف کے وقت بھی حق پر قائم رہے اور لوگوں میں برابر انصاف کریں، پھر عمرو بن العاص نے تمثیلاً یہ اشعار پڑھے:

یا لهف نفسی علی مالک.
وهل یصرف اللهف حفظ القدر
،میری جان مالک پر قربان ہو
لیکن اس جان قربان کرنے سے تقدیر میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی۔
انزع من الحرّا وری بهم.
فاعذر هم ام بقومی سکر ،
کیا میں انہیں اس طرح گرمی سے بچا سکتا ہوں ،
میں تو صرف ایک عذر پیش کر رہا ہوں یا اپنی قوم کا ماتم کر رہا ہوں۔

اس کے بعد عمرو بن العاص نے یہاں سے روتے ہوئے کوچ کیا وہ بالکل عورتوں کی طرح رو رہا تھا ہائے عثمانؓ! آج میں حیا اور دین دونوں کا ماتم کر رہا ہوں، عمرو بن العاص اس طرح روتے ہوئے دمشق پہنچے اور انہیں اپنے تن من کا کچھ ہوش نہ تھا کہ وہ کچھ سوچ سکتے۔

ایک پادری کی پیشن گوئی۔

سری نے بحوالہ سیف وشعیب، ابوعثمان کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب عمرو بن العاص کو عمان بھیجا تو وہاں انہوں نے ایک پادری سے کچھ باتیں سنی، جب انہوں نے یہ دیکھا کہ واقعتاً وہ باتیں اسی طرح ظہور میں آئیں تو عمرو بن العاص نے اس سے سوال کر کے بھیجا کہ مجھے یہ بتاؤ کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کب ہو گی اور آپ کے بعد کون آپ کا جانشین ہوگا؟ اس پادری نے جواب دیا کہ جو شخص درجہ میں آپ کے بعد ہوگا لیکن اس کی مدت خلافت بہت کم ہوگی، عمرو بن العاص نے پوچھا اس کے بعد کون ہوگا؟ اس پادری نے جواب دیا کہ انہیں کے قوم کا ایک فرد ہوگا جو رتبہ میں پہلے کے مثل ہوگا، عمرو نے پوچھا کہ اس کی مدت خلافت کتنی ہوگی؟ اس پادری نے جواب دیا کہ اس کی خلافت ایک طویل مدت تک ہوگی لیکن وہ قتل کر دیا جائیگا، عمرو نے پوچھا آیا وہ دھوکہ سے قتل ہوگا یا اس کی جماعت اسے قتل کر یگی؟ اس پادری نے جواب دیا دھوکہ سے قتل ہوگا۔

عمرو بن العاص نے پھر پوچھا کہ اس کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟ اس پادری نے جواب دیا کہ اسی کے قوم میں سے ایک شخص ہوگا جو رتبہ میں اس کے قریب ہوگا، عمرو نے دوبارہ پوچھا کہ اس کی مدت خلافت کتنی ہوگی؟ اس پادری نے جواب دیا کہ یہ بھی طویل مدت تک خلافت کے امور انجام دیگا لیکن یہ بھی قتل کر دیا جائیگا، عمرو نے پوچھا یہ کیسے قتل ہوگا؟ اس پادری نے جواب دیا کہ اس کی جماعت اس کے خلاف بغاوت کر یگی اور اسے قتل کر دیگی، عمرو نے کہا یہ تو بہت بری بات ہوگی اچھا اس کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟ اس پادری نے جواب دیا اس کی قوم میں سے ایک شخص ہوگا اور لوگ اس سے اختلاف کریں گے اور اس کے دور خلافت میں آپس میں بہت سخت لڑائیاں ہونگی اور ابھی اس کے خلافت پر اتفاق بھی نہ ہونے پائیگی کہ اسے بھی قتل کر دیا جائیگا، عمرو بن العاص نے پوچھا کہ اسے کیسے قتل کیا جائیگا؟

اس پادری نے جواب دیا دھوکہ سے،
پھر عمرو بن العاص نے پوچھا کہ اس کے بعد کون خلیفہ ہوگا؟ اس پادری نے جواب دیا کہ جو شخص ارض مقدس کا امیر ہوگا اس کی حکومت بہت زبردست ہوگی اور بہت عرصہ تک رہے گا اور اس کے زمانہ میں تمام فرقے جمع ہو جائیں گے اور ہر قسم کا انتشار ختم ہو جائیگا اور یہ خلیفہ اپنی موت مرے گا۔

عمرو کی امیر معاویہ کی حمایت

واقدی نے بحوالہ موسیٰ بن یعقوب اس کے چچا کا بیان ذکر کیا ہے کہ جب عمرو بن العاص کو عثمانؓ کی شہادت کی خبر ملی تو انہوں نے فرمایا میں وادی السباع میں آرام سے بیٹھا ہوں تو گویا میں نے ہی انہیں قتل کیا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے بعد یہ خلافت کسے ملتی ہے، اگر طلحہ خلیفہ ہوتے ہیں تو وہ عرب کے ایک نوجوان ہیں اور خلافت کے اہل ہیں اور اگر حضرت علیؓ خلیفہ ہوتے ہیں تو وہ حق کو نچوڑ کر رکھ دینگے لیکن مجھے ان کی خلافت پسند نہیں،
جب عمرو کو یہ معلوم ہوا کہ علیؓ کی بیعت کر لی گئی ہے تو انہیں یہ بہت ناگوار گذرا اور وہ کچھ دن تک اس انتظار میں رہے کہ اب کیا صورت حال پیش آتی ہے، جب انہیں اطلاع ملی حضرت طلحہؓ، زبیرؓ اور حضرت عائشہؓ بصرہ کی جانب کوچ کر رہے ہیں تو عمرو نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے اس وقت تک خاموش رہنا چاہیے کہ جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو جائے کہ لوگ کیا کرتے ہیں، جب انہیں یہ معلوم ہوا کہ طلحہؓ اور زبیرؓ شہید کر دئے گئے ہیں تو انہیں انتہائی غم ہوا، کسی نے ان سے کہا کہ امیر معاویہ حضرت علیؓ کے بیعت نہیں کرنا چاہتے اگر آپ معاویہ کے پاس چلے جائیں تو یہ آپ کے لئے حضرت علیؓ کے پاس جانے سے زیادہ بہتر ہوگا ویسے بھی معاویہ نے عثمانؓ کی شہادت کو بہت زیادہ اہمیت دی ہے اور وہ ان کے قصاص کا مطالبہ بھی کر رہے ہیں۔

عمرو بن العاص کا فرزندگان سے مشورہ

اس کے بعد عمر بن العاص نے اپنے بیٹوں کو مشورہ کے لئے طلب کیا اور ان سے فرمایا کہ تمہیں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ عثمانؓ شہید کر دئے گئے ہیں اور لوگوں نے حضرت علی ب کی بیعت کر لی ہے لیکن معاویہ حضرت علیؓ کی مخالفت پر تیار ہیں اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ جہاں تک میری رائے ہے علیؓ کے ساتھ ملنے میں کوئی بھلائی نہیں ہے وہ تو پرانے راستے پر چلے گا اور اپنے کام میں کسی کو شریک نہیں کریگا۔
عبداللہ بن عمرو نے کہا جب رسول ﷺ کی وفات ہوئی تھی تو وہ آپ سے راضی تھے اسی طرح حضرت ابوبکرؓ بھی وفات کے وقت آپ سے خوش تھے پھر عمرؓ بھی پوری زندگی آپ سے راضی رہے میری رائے یہ ہے کہ آپ اپنے ہاتھ روکے رکھیں اور اپنے گھر میں بیٹھ جائیں اور لوگ جب کسی امام پر متفق ہو جائیں تو آپ اس کی بیعت کر لیں۔
محمد بن عمرو نے کہا آپ کی عرب میں وہی حیثیت ہے جو دانتوں میں کچلی کی ہوتی ہے مجھے کسی ایک امام پر اتفاق ہوتے نظر نہیں آتا اور میں یہ نہیں چاہتا کہ آپ کا لوگوں میں ذکر ہو اور نہ شہرہ۔
عمرو بن العاص نے کہا اے عبداللہ! تم نے مجھے جو رائے دی ہے وہ واقعتاً میری آخرت کے لئے بہتر ہے اور اس رائے پر عمل کرنے سے دین بھی سالم رہے گا اور محمد نے جو رائے دی ہے وہ دنیاوی لحاظ سے بہت بہتر ہے لیکن آخرت کے لحاظ سے بہت بری ہے۔

عمرو بن العاص کا اپنے فرزندگان کے ساتھ شام روانہ ہونا

عمرو بن العاص اس کے بعد اپنے بیٹوں کے ساتھ شام پہنچے شام کے باشندے امیر معاویہ کو حضرت عثمان کے قصاص پر ابھار رہے تھے اس موقع پر عمرو بن العاص نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگ واقعتاً حق پر ہو اس لئے خلیفہ مظلوم کے قصاص کا مطالبہ کر رہے ہو، لیکن امیر معاویہ نے عمرو بن العاص کے اس خطاب پر کوئی توجہ نہیں دی ،عمرو بن العاص کے بیٹوں نے ان سے کہا معاویہ نے آپ کی باتوں پر کوئی توجہ نہیں دی اس لئے آپ کو کوئی اور راستہ تلاش کرنا چاہیے لیکن عمرو بن العاص نے اپنے بیٹوں کی بات پر کوئی دھیان نہیں دیا بلکہ تنہائی میں معاویہ کے پاس پہنچے اور ان سے کہا مجھے تم پر بہت تعجب ہے میں تو تیری حمایت پر اتر آیا ہوں لیکن تو مجھ سے منہ پھیر رہا ہے واللہ اگر ہم خلیفہ کے قصاص کا مطالبہ کریں تو ہمیں اس شخص سے جنگ کرنی ہوگی جسکی سبقت اسلام اور قرابت رسول ﷺ سے تو بھی اچھی طرح واقف ہے لیکن ہم نے دنیا کو اختیار کرلیا ہے، یہ باتیں سن کر امیر معاویہ نے عمرو بن العاص سے صلح کر لی۔

علیؓ کا جریر بن عبداللہ کو امیر معاویہ کے پاس بھیجنا

حضرت علیؓ جب جنگ جمل سے فارغ ہوئے اور بصرہ سے کوفہ کی طرف کوچ کیا تو جریر بن عبداللہ البجلی کو امیر معاویہ کے پاس قاصد بنا کر بھیجا کہ انہیں اطاعت کی دعوت دو،

حضرت علیؓ جب جنگ کے لئے بصرہ تشریف لے گئے تھے اس وقت جریر بن عبداللہ ہمدان کے گورنر تھے انہیں حضرت عثمانؓ نے وہاں کا گورنر مقرر کیا تھا اور اشعث بن قیس حضرت عثمانؓ کی طرف سے آذربائیجان کے عامل تھے ،حضرت علیؓ جب بصرہ سے کوفہ کی طرف چلے تو ان دونوں کو لوگوں سے بیعت لینے اور اپنے پاس آنے کا حکم دیا تو ان دونوں نے حکم کے مطابق لوگوں سے بیعت لی اور حضرت علیؓ کے خدمت میں حاضر ہو گئے ۔

عمرو بن شعبہ نے بحوالہ ابوالحسن ،ابوعوانہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے امیر معاویہ کے پاس قاصد بھیجنے کا ارادہ کیا تو جریر بن عبداللہ نے عرض کیا کہ آپ مجھے قاصد بنا کر بھیج دیجئے کیونکہ میری اس سے دوستی ہے میں معاویہ کو آپ کی اطاعت کی دعوت دونگا اور اسے اس کام پر مجبور کرونگا،

اس موقع پر اشتر نخعی نے کہا کہ آپ انہیں ان کے پاس ہرگز نہ بھیجے کیونکہ میرا خیال یہ ہے کہ یہ دل سے معاویہ کے ساتھ ہے ،حضرت علیؓ نے فرمایا نہیں اسے بھیجنا چاہیے تاکہ ہمیں اس کے ذریعہ وہاں کے حالات معلوم ہوں،

حضرت علیؓ نے امیر معاویہ کے نام ایک خط بھی تحریر کیا جس میں لکھا تھا

کہ تمام مہاجرین اور انصار نے میری بیعت پر اتفاق کر لیا ہے اور طلحہ اور زبیر کے بیعت توڑنے اور ان کے ساتھ جنگ کرنے کا ذکر بھی کیا اور معاویہ کو اپنی اطاعت کی بھی دعوت دی،

جب جریر بن عبداللہ معاویہ کے پاس پہنچے تو معاویہ نے انہیں ٹالنا شروع کیا تاکہ وہ یہاں کا ماحول دیکھ لیں ،اور عمرو بن العاص کو بلا کر مشورہ طلب کیا ،عمرو بن العاص نے جواب دیا آپ شام کے روساء کو اپنی مدد کے لئے خط لکھیں اور عثمانؓ کے قتل کا تمام الزام ان کے سر ڈال کر ان

سے جنگ شروع کر دیجئے چنانچہ معاویہ نے اس رائے پر عمل کیا۔

عثمانؓ کی شہادت کے وقت کی قمیص

سری نے بحوالہ سیف وشعیب، محمد وطلحہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ نعمان بن بشیر مدینہ سے حضرت عثمانؓ کا وہ قمیص لیکر شام پہنچے جس میں انہیں شہید کیا گیا تھا اور حضرت عثمانؓ کی زوجہ نائلہ کی انگلیاں بھی تھیں امیر معاویہ نے یہ قمیص منبر پر رکھ دیا اور تمام مقامات کے لشکروں کو اس قمیص کے حال سے مطلع کر دیا لوگ اس قمیص پر ٹوٹ پڑے، ایک سال تک یہ قمیص منبر پر رکھا رہا اور انگلیاں ٹنگی رہی لوگ اس قمیص کو دیکھ دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کر روتے تھے لوگوں نے قسمیں کھائی تھی کہ وہ نہ تو اپنی بیویوں کے پاس جائیں گے اور نہ بغیر احتلام کے غسل کریں گے اور نہ ہی بستروں پر سوئیں گے تاوقتیکہ قاتلین عثمانؓ کو قتل نہ کر دیں اور جو لوگ اس راستے میں حائل ہونگے اس کو بھی فنا کر دیں گے یا خود ختم ہو جائیں گے، یہ قمیص روزانہ منبر پر رکھا جاتا تھا کبھی کبھار امیر معاویہ اس قمیص کو خود پہنتے اور گلے میں حضرت نائلہ کی انگلیاں ڈال لیتے۔

عمرو بن شعبہ نے بحوالہ ابوالحسن عوانہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جریر بن عبداللہ نے ملک شام میں یہ تمام مناظر دیکھے جب وہ حضرت علیؓ کے پاس واپس آئے تو انہوں نے بتایا کہ تمام اہل شام آپ سے جنگ کرنے پر متفق ہیں اور یہ سب لوگ حضرت عثمانؓ کے قمیص کو دیکھ کر روتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا ہے اور ان کے قاتلین کو پناہ دی ہے اور وہ لوگ اس وقت تک باز نہیں آئیں گے جب تک قاتلین عثمانؓ کو قتل نہ کر دیں۔

اشتر کی جریر سے عداوت

یہ سن کر اشتر نے حضرت علیؓ سے کہا امیر المومنین میں نے تو آپ کو پہلے ہی منع کیا تھا کہ جریر کو قاصد بنا کر نہ بھیجیں میں تو پہلے ہی کہتا تھا کہ اس کے دل میں آپ کے لئے عداوت بھری ہوئی ہے اس کے بھیجنے سے تو یہ بہتر تھا کہ آپ مجھے قاصد بنا کر بھیجتے، یہ تو عیش وارام کے ساتھ امیر معاویہ کے پاس ٹھہرا رہا اور معاویہ کے پاس اپنا راستہ بنا کر آیا ہوگا اور اپنی طرف سے تمام بدگمانیاں صاف کر چکا ہوگا۔

جریر بن عبداللہ نے کہا اگر تو شام جاتا تو وہ لوگ تجھے ضرور قتل کر دیتے کیونکہ ان کے بقول تو بھی عثمانؓ کے قاتلین میں سے ہے، اشتر نے جواب دیا واللہ اے جریر! اگر میں وہاں جاتا تو ان کے جواب کا انتظار نہ کرتا اور میں معاویہ پر ایسا حملہ کرتا کہ اسے ہر فکر سے آزاد کر دیتا، اگر امیر المومنین میری بات تسلیم کر لیں تو میں تجھے اور تجھ جیسے آدمیوں کو ایسے قید خانہ میں بند کر دونگا جہاں سے تم کبھی بھی نہ نکل سکو گے حتیٰ کہ یہ تمام معاملات طے نہ ہو جائیں۔

اس گفتگو کے بعد جریر بن عبداللہ ناراضگی کے ساتھ قرقیسا چلے گئے اور امیر معاویہ کو ایک خط تحریر کیا کہ تم فوراً حضرت علیؓ پر حملہ کر دو ادھر حضرت علیؓ لشکر لیکر آگے بڑھے اور نخلیہ مقام پر پڑاؤ ڈالا، یہیں عبداللہ بن عباس بصرہ کا لشکر لیکر حضرت علیؓ کی خدمت میں پہنچ گیا۔

حضرت علیؓ کی صفین روانگی اور امیر معاویہ کی جنگی تیاریاں

عبداللہ بن احمد المرزوی نے بحوالہ احمد، ابوبکر الہذلی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے عبداللہ بن

عباسؓ کو بصرہ کا امیر بنا دیا اور خود کوفہ روانہ ہو گئے اور یہاں پہنچ کر صفین جانے کے ارادے سے لوگوں سے مشورہ کیا بعضوں نے رائے دی کہ آپ کوفہ میں رہیں اور ایک لشکر صفین روانہ کر دیں اور بعضوں کی رائے یہ تھی کہ آپ خود بھی لشکر کے ساتھ صفین جائیں، الغرض سب لوگ اس رائے پر متفق ہوئے کہ امیر المومنین بھی لشکر کے ساتھ صفین جائیں گے تو لوگوں نے زور وشور کے ساتھ جنگی تیاریاں شروع کر دیں۔

امیر معاویہ کو جب حضرت علیؓ کے ارادوں کا علم ہوا تو انہوں نے عمرو بن العاص کو بلا کر مشورہ کیا تو عمرو بن العاص نے کہا جب آپ کو علم ہو چکا کہ حضرت علیؓ خود جنگ کے لئے آ رہے ہیں تو آپ بھی اپنی تدابیر استعمال کر کے جنگ کی تیاریاں کریں، امیر معاویہ نے کہا اب تو بس یہی کرنا ہوگا۔

اس کے بعد لوگ جنگ کی تیاریاں کرنے لگے عمرو بن العاص ان کے پاس جاتے اور انہیں خوب جنگ کرنے کی طرف رغبت دلاتے تھے علیؓ اور اس کی لشکر میں کیا رکھا ہے عراقی مختلف جماعتوں میں تقسیم ہو چکے ہیں اور ان کی شان وشوکت ختم ہو چکی ہے اور ان کی دھاریں کند ہو چکی ہیں اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ بصرہ والے حضرت علیؓ کے مخالف ہیں اور انہوں نے حضرت علیؓ کے ساتھیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ہیں اور ان کے اکثر تعداد اور بڑے بڑے سردار جنگ جمل کے روز موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے ہیں اب حضرت علیؓ ایک چھوٹی اور بدترین قسم کی جماعت لیکر میدان میں آ رہے ہیں ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جنہوں نے حضرت عثمانؓ کو شہید کیا، اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرانہ تو حق کو ضائع کرو اور نہ اپنا خون رائیگاں جانے دو، الغرض امیر معاویہ نے تمام کے تمام لشکروں کو تیاری کا حکم دیا اور اس تمام لشکر کا جھنڈا عمو بن العاص کے سپرد کیا عمرِو بن العاص نے جھنڈا اپنے غلام وردان کو دیا اور ایک جھنڈا اپنے بیٹے عبداللہ کو دیا اور ایک جھنڈا اپنے بیٹے محمد کو دیا۔

حضرت علیؓ نے اپنا جھنڈا اپنے غلام قنبر کے ہاتھ میں دیا اس پر موقع پر عمرو بن العاص نے یہ اشعار پڑھے:

هل يغنين وردان عني قنبرا.
وتغني السكون عني حميرا،
کیا میری طرف سے وردان قنبر کے لئے کافی نہیں
کہ وہ مجھے حمیرہ کے طرف سے سکون عطا کئے ہوئے ہیں۔
اذا الكماة سبوالسنورا
، اگر کسی چوہے کو بلی کی کھال پہنا دی جائے تو وہ بلی نہیں بن جائیگا۔

جب حضرت علیؓ کو ان اشعار کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا:

لاصبحنّ العاصي ابن العاصي.
سبعين الفاً عاقدي النواصي،
میں عنقریب نافرمان ابن نافرمان کے سر پر ستر ہزار کا لشکر لیکر
پہنچو نگا جن کے ہاتھوں میں گھوڑے کے لگامیں ہو نگے،
مجنبين الخيل باالقلال.
ستحقبين حلق الدلامي،

جو میدان میں گھوڑوں کو بچا نا
جانتے ہیں جو کھوپڑیوں سے سر اتار لیتے ہیں ۔

امیر معاویہ کو جب یہ اشعار معلوم ہوئے تو عمرو بن العاص سے فرمایا مجھے یقین ہے کہ حضرت علیؓ نے جو کہا ہے وہ تیرے ساتھ پورا کر کے دکھائیگا۔

ولید کے اشعار

امیر معاویہ کوچ کرنے میں تاخیر سے کام لے رہے تھے اور انہوں نے اس دوران ہر اس شخص کو خط تحریر کیا جسے حضرت علیؓ سے کچھ بھی خوف تھا یا حضرت علی نے اس پر کچھ اعتراض کیا تھا یا جس کے نظروں میں عثمانؓ کی قتل کی عظمت تھی یا حضرت عثمانؓ کی کسی بھی
صورت میں اس نے حمایت کی تھی جب اس بات کا ولید کو علم ہوا تو اس نے امیر معاویہ کے نام لکھ کر روانہ کیا:

الا ابلغ معاویة بن حرب.
فانک من اخی ثقةٍ ملیم،
کوئی معاویہ بن حرب کو یہ خبر پہنچا دیں کہ تو اپنے
معتبر بھائی کی جانب سے ملامت کے قابل ہے۔

قطعت الدھر کالسلام المغنی .
تھدّر فی دمشق فما تریم
،تو نے بے توجہ دیواروں کے طرف زمانہ سے قطع تعلق کر لیا ہے
تو دمش میں آرام کر رہاہے آخر تیری خواہش کیا ہے ۔

وانک والکتاب الی علی.
کدابغةٍ وقد حلم الادیم،
تو کمزور عورت کی طرح بیٹھا علی
کو خط لکھ رہا ہے حالانکہ بے عقل کو بھی عقل آگئی ہے ۔

یمیّنک الامارة کل رکبِ.
لانقاض العراق بھا رسیم ،
تجھے ہر سوار امارت کی امید دلاتا
اور عراق سے قطع تعلق کر نے کے لئے کہتا ۔

ولیس اخو الترات بمن ترانی.
ولٰکن طالب الترة الغشوم،
تو مرد میدان ہی نہیں ہے کیونکہ مرد
میدان اس طرح ٹال مٹول نہیں کر تے۔

ولو کنت القتیل وکان حیاً .

لجرد لاالف ولا سئوم،

اگر میں قتل ہو جاؤں معاویہ زندہ رہے تو تب بھی خلوت میں بیٹھ جائیگا

تو میں نہ اسے اپنی جانب مائل کرسکتا ہوں اور نہ برا کہہ سکتا ہوں۔

ولا نکل عن الا وتار حتی

یبئی بھا ولا برم جثوم

وہ لڑائیوں سے گھبرانے والا نہیں لیکن اس وقت

تک نہیں جب تک سر پر آنہیں پڑتی اور نہ وہ گھبرانے والا ہے۔

قومک بالمدینة قد ابیروا.

فھم مرعیٰ کانّھم الھیشم،

مدینہ مین تیری قوم ختم کر دی گئی ہے وہ ایسے

کٹے پڑے ہیں جیسے سکھی گھاس کٹی ہوئی ہو۔

معاویہ نے یہ اشعار سن کر اپنے کاتب شداد بن اوس کو کاغذ لانے کا حکم دیا کاغذ لیکر آیا اور جواب لکھنے بیٹھ گیا معاویہ نے کہا جلدی مت کرو یہ شعر تحریر کرو:

ومستعجب ممّا یری من اناتنا.

ولو زبنته الحرب لم یترصرم،

مجھے اپنی گدھی پر بہت تعجب ہے کہ اس پر جنگ

مسلط ہو جائے تو وہ ذرا بھی نہیں گھبراتی،

یہ شعر لکھوانے کے بعد معاویہ نے کاتب کو حکم دیا کہ اس کاغذ کو اس طرح سادہ بند کر کے روانہ کردو اور یوں ولید کے پاس ارسال کر دیا گیا۔

لشکر علیؓ کی روانگی کے وقت اشعار

جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے معاویہ کے مقابلہ کے لئے کوچ کیا تو ایک عراقی نے یہ اشعار معاویہ کے پاس ارسال بھیجے:

ابلغ امیر المومنین اخا العراق اذا اتینا.

امیر المومنین کو یہ اطلاع پہنچا دو کہ عراقی آنے والے ہیں۔

انّ العراق واھلھا

عنقُ الیک فھیت ھیتا.

افسوس صد افسوس کہ عراق والوں کی

گردنیں تیری طرف اٹھی ہوئی ہیں۔

عوانہ کا بیان ہے کہ علیؓ نے زیاد بن انضر الحارثی کو آٹھ ہزار کا لشکر دیکر روانہ کیا اور اس کے پیچھے شریح بن ھانی کو چار ہزار کا لشکر دیکر بھیجا بقیہ لشکر کے ساتھ حضرت علیؓ نے کوچ کر کے مدائن میں قیام کیا، مدائن سے بھی بہت سے جنگجو حضرت علیؓ کے ساتھ شامل ہو گئے اور علیؓ نے مدائن پر سعد بن مسعود الثقفی کو امیر مقرر کیا اور یہ مختار بن ابی عبیدہ کے چچا تھے، مدائن سے معقل بن قیس کو تین ہزار کا لشکر دیکر روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ تم لوگ جا کر موصل پر قبضہ کر لو۔

دریائے فرات کا پل

ہشام بن محمد نے بحوالہ ابو مخنف عبداللہ بن عمار البارقی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ رقہ پہنچے تو اہل رقہ کو حکم دیا کہ میرے لئے دریائے فرات پر ایک پل تعمیر کرو تا کہ میں دریا عبور کر کے شام داخل ہو جاؤں لیکن اہل رقہ نے پل باندھنے سے انکار کر دیا، ان لوگوں سے کشتیاں پہلے ہی سے اپنے قبضہ میں کر لی تھیں تو حضرت علیؓ نے یہاں سے کوچ کر کے منبج کے پل کے طرف بڑھے تا کہ ادھر سے دریا عبور کر سکے اور رقہ میں اشتر کو چھوڑ گئے۔

اشتر نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جس طرح لشکر منبج سے دریا پار کر یگی اسی طرح مجھے یہاں سے دریا پار کرنا چاہیے چنانچہ اس نے اہل رقہ کو چلا کر کہا اے قلعہ والو! میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں اگر امیر المومنین اپنے ساتھیوں سمیت منبج کے پل سے گذر گئے اور تم یہاں ہمارے لئے پل تعمیر نہ کیا تو میں تم پر حملہ کر کے تمہارے مردوں کو قتل کر دوں گا اور تمہاری اس زمین کو اجاڑ کر رکھ دونگا اور تمہارے پاس جتنے مال و دولت ہیں سب چھین لونگا۔

یہ سن کر اہل رقہ نے آپس میں مشورہ کیا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اشتر جس بات پر قسم کھاتا ہے اسے ضرور پورا کر کے دکھاتا ہے اور اگر وہ قسم پورا نہ کر سکے تب بھی لوگوں کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتا ہے، بہتر یہی ہے کہ ہم اس کے پاس پیغام پہنچا دیں کہ ہم پل تعمیر کریں گے اور انہوں نے یہ پیغام اشتر کے پاس پہنچا دیا۔

حضرت علیؓ بھی منبج سے واپس آ گئے اور جب پل تیار ہو گیا تو اس پر سے سوار اور پیدل گزرنے لگے، حضرت علیؓ نے اشتر کو حکم دیا کہ تم تین ہزار کے لشکر کے ساتھ پیچھے رہو جب لشکر پل میں سے گذر جائے تو تم اس وقت پل عبور کرنا، اشتر اپنے ساتھیوں کے ساتھ دریا کے کنارے کھڑے رہے اور جب لشکر پل میں سے گذر چکا تو اس نے مع اپنے دستے کے پل عبور کیا۔

ابو مخنف نے بحوالہ، عبداللہ بن عمار کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب سوار دریا پار کرنے لگے تو گھوڑے آپس میں ٹکرا رہے تھے اسی اثناء میں عبداللہ بن ابی الحصین کی ٹوپی دریا میں گر گئی تو انہوں نے دریا میں اتر کر ٹوپی اٹھالی اس کے بعد عبداللہ بن حجاج الازدی کی ٹوپی دریا میں گر گئی تو اس نے بھی دریا میں اتر کر ٹوپی اٹھالی، اس کے بعد عبداللہ بن حجاج نے عبداللہ بن ابی الحصین سے مخاطب ہو یہ شعر پڑھا:

فانّ یک ظن الزاجری الطیر صادقاً
کما زعموا قتل وشیکاً وتقتل.

اگر نکال لینے والے کا خیال صحیح ہو تو لوگ یہ کہتے ہیں کہ میں بھی اور تم بھی قتل ہوں گے۔

عبداللہ بن الحصین نے انہیں جواب دیا کہ تو نے میرے دل کی بات کہی ہے اور یہ دونوں صفین کے دن

مارے گئے۔

پل کا عبور

ابومخنف نے خالد بن قطن الحارثی کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے دریائے فرات عبور کرلیا تو زیاد بن النضر اور شریح بن ہانی کو طلب کیا اور حکم دیا کہ تم اپنے دستوں کو لیکر آگے جاؤ یہ دونوں دریا کے کنارے خشکی پر سفر کرتے رہے اور سفر کر کے عانات پہنچے، انہیں یہ اطلاع مل چکی تھی کہ حضرت علیؓ اپنے ساتھیوں کے ساتھ جزیرہ کی طرف بڑھ رہے ہیں اور وہاں سے دریا عبور کرنا چاہتے ہیں اور یہ اطلاع بھی مل چکی تھی کہ معاویہ اپنے شامی لشکروں کو لیکر علی کے مقابلہ کے لئے بڑھ رہے ہیں تو انہوں نے باہم مشورہ کیا کہ کسی بھی صورت میں ہمارے لئے مناسب نہیں کہ ہمارے اور امیر المومنین کے درمیان دریا حائل رہے اور اس صورت حال میں معاویہ اور اس کے لشکر ہم پر ٹوٹ پڑے، چونکہ ہماری تعداد بہت کم ہے اس لئے شامی لشکر کے ساتھ مقابلہ بہت نقصان دہ ثابت ہوگا اور کسی طرف سے بھی امداد پہنچنا ممکن نہیں اس لئے ہمیں فی الحال دریا عبور کرلینا چاہیے۔

اہلِ عانات کی نافرمانی

انہوں نے اہل عانات کے پاس پیغام بھیجا کہ تم ہمارے لئے دریا میں پل باندھو لیکن انہوں نے پل باندھنے سے انکار کردیا اور کشتیاں بھی روک لیں یہ لوگ مجبوراً وہاں سے لوٹ پڑے اور ہیت پہنچ کر وہاں سے دریا عبور کر کے قرقیساء کے قریب پہنچ کر حضرت علیؓ کے لشکر میں شامل ہو گئے۔

حضرت علیؓ نے اہل عانات پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن یہ لوگ کچھ تو بھاگ گئے اور باقی قلعہ میں گھس گئے، جب یہ دستہ حضرت علیؓ کے پاس پہنچے تو حضرت علیؓ نے ہنس کر فرمایا تعجب کی بات ہے کہ ہمارا مقدمۃ الجیش ہمارے پیچھے پیچھے آرہا ہے، بعد میں علیؓ نے انہیں دوبارہ آگے روانہ کردیا۔

جنگِ صفین میں لشکروں کا آمنا سامنا

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جب دریا فرات عبور کرلیا تو دوبارہ ان دونوں کو آگے روانہ کردیا جب ان کا مقدمۃ الجیش روم کے سرحد کے قریب پہنچے تو سامنے سے ابوالاعور اسلمی، عمرو بن سفیان شامی مقدمۃ الجیش لیکر آرہے تھے ان دونوں نے حضرت علیؓ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہمارے مقابلہ میں ابوالاعور اسلمی آئے ہیں اور ہم نے انہیں اطاعت کی دعوت دی ہے لیکن انہوں نے ہماری بات قبول نہیں کی اب اس صورتحال میں آپ جو حکم دیں گے ہم اس پر عمل کریں گے۔

علیؓ کی طرف سے اشتر کی سپہ سالاری

یہ حالات معلوم ہونے کے بعد حضرت علیؓ نے اشتر کو طلب کیا اور اس کو حکم دیا کہ فوراً جا کر اپنے ساتھیوں کو بچالو اور وہاں پہنچ کر تو مقدمۃ الجیش کا امیر ہوگا لیکن جب دشمن کے آمنے سامنے ہو جاؤ تو تم پہل نہ کرنا بلکہ اولاً انہیں اطاعت کی دعوت دینا اور جب وہ تمہاری اطاعت پر آمادہ نہ ہو تو میمنہ کو زیاد کے سپرد کرنا اور میسرہ کو شریح کے حوالہ کر

کے اس کو امیر بنا دینا اور خود قلب لشکر میں رہنا اور جب جنگ شروع ہو جائے تو نہ تم دشمن کے زیادہ قریب رہنا اور نہ زیادہ دور رہنا کہ لوگوں میں خوف وہراس پیدا نہ ہو اور میں بھی تیرے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں۔

حضرت علیؓ کا خط اور جنگ کی ابتداء

حضرت علیؓ نے زیاد اور شریح کے نام ایک خط لکھا اور اس میں تحریر فرمایا:

میں تم پر اشتر کو امیر متعین کرتا ہوں تم اس کی ہر ممکن اطاعت کرنا وہ نہ تو زخمی ہونے سے ڈرتا ہے اور نہ ہی موت سے، جہاں جلدی کرنی چاہیے وہاں عجلت سے کام لیتا ہے اور جہاں تاخیر کرنی چاہیے وہاں تاخیر کرتا ہے، خبردار اس وقت تک جنگ شروع نہ کرنا جب تک کہ انہیں اطاعت کی دعوت نہ دیدو۔

الغرض اشتر حضرت علیؓ کے پاس سے مقدمۃ الجیش پہنچا اور زیاد اور شریح کو حضرت علیؓ کا حکم سنایا ،جس روز اشتر وہاں پہنچے اس دن شام کے وقت ابوالاعور اسلمی نے لشکر علیؓ پر حملہ کر دیا اور تھوڑی دیر تک جنگ جاری رہی لیکن دونوں لشکروں نے ثابت قدمی دکھائی اور جب شام ہوئی تو شامی لشکر واپس لوٹ گیا،

اگلے دن لشکر علیؓ سے ہاشم بن عتبہ الزہری لشکر لیکر میدان میں آئے اور ان کے ساتھ ایک لشکر جرار بھی تھا اور امیر معاویہ کے طرف سے ابوالاعور اسلمی ان کے مقابلہ پر آئے اس روز زبردست جنگ ہوئی، ہر ایک میدان میں ڈٹے ہوئے تھے شام کو دونوں لشکر لوٹ گئے جب شامی لشکر لوٹے تو اشتر نے اچانک حملہ کر دیا اس حملہ میں عبداللہ بن المنذر التنوخی مارا گیا جو شامی لشکر کا ایک سوار تھا اس کو ظبیان بن عمارا تمیمی نے قتل کیا تھا۔

اشتر کی مقابلے کیلئے مبارزت

دوران جنگ اشتر نے چلا چلا کر کہا کوئی مجھے ابوالاعور اسلمی کی پہچان کرا دے، ابوالاعور نے تمام لشکر کو واپسی کا حکم دیا جب تمام لوگ ان کے گرد جمع ہو گئے تو اس مقام سے ہٹ گئے جہاں پہلے کھڑے تھے، اشتر نے بھی لشکر کی صف بندی کی اور یہ اس جگہ لشکر لیکر کھڑا ہو گیا جہاں ابوالاعور پہلے کھڑے تھے۔

اس کے بعد اشتر نے سنان بن مالک النخعی کو طلب کیا اور اس سے کہا ابوالاعور کے پاس جا کر انہیں مقابلہ کی دعوت دو، سنان نے پوچھا اپنے مقابلہ کی یا آپ کے مقابلہ کی ؟ اشتر نے کہا اگر میں تم سے کہوں کہ تو اپنے مقابلہ کی دعوت دے تو کیا تو قبول کریگا؟ سنان نے کہا کیوں نہیں اگر آپ مجھے حکم دیں کہ میں تلوار لیکر دشمن کی صفوں میں گھس جاؤں اور وہاں ختم ہو جاؤں اور میدان سے واپس نہ آؤں تو میں اس کے لئے بھی راضی ہوں،

اشتر نے کہا اے میرے بھتیجے! اللہ تیری زندگی قائم رکھے تو نے اس بات سے میرے دل میں اپنی محبت پیدا کر لی ہیں میں تجھے اس کے مقابلہ میں نہیں بھیجوں گا بلکہ تو ابوالاعور کو میرے مقابلہ کیلئے دعوت دے اور میں بہتر طور پر جانتا ہوں کہ وہ ہرگز یہ بات قبول نہیں کریگا کیونکہ یہ اس کے شان کے خلاف ہے وہ کبھی بھی اس شخص کے مقابلہ پر نہیں آئے گا جو عزت وشرف وخاندان میں اس کا ہمسر نہ ہو اور تو اگرچہ عزت وشرف وخاندان میں اس کا ہمسر ہے لیکن وہ تجھ سے مقابلہ نہیں کریگا کیونکہ تو نوجوان ہے اور ابوالاعور کسی نوجوان پر ہاتھ اٹھانا پسند نہیں کریگا اسلئے تو اس کو میرے مقابلہ

کے لئے دعوت دے، سنان ابوالاعور کی لشکر کی طرف بڑھا اور چلا کر کہا مجھے امان دو میں قاصد ہوں شامیوں نے انہیں امان دی تو وہ آگے بڑھے اور ابوالاعور کے پاس پہنچا۔

اشتر کی چالاکی

ابومخنف نے بحوالہ نضر بن صالح، سنان کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں ابولاعور کے پاس پہنچا اور اس سے ذکر کیا کہ اشتر آپ کو مقابلہ کی دعوت دیتا ہے، ابوالاعور کافی دیر تک خاموش رہے پھر فرمایا اشتر کی بے عقلی اور شیطانیت کی انتہاء یہ ہے اول تو اس نے عثمانؓ کے عاملوں کے خلاف الزام تراشی کی اور ان کی برائیاں کی تاکہ ان سے حکومت چھینی جاسکے پھر خود حضرت عثمانؓ کے خلاف خروج کیا اور انہیں محصور کرلیا حتیٰ کہ اوروں کے ساتھ ملکر انہیں شہید کردیا اس طرح ان کا خون اپنے سر لے لیا اسلئے مجھے ایسے شخص کے مقابلے کی ضرورت نہیں۔

سنان نے کہا کیا میں آپ نے جو کچھ کہا اس کا جواب دے سکتا ہوں؟ ابوالاعور نے کہا مجھے ان حالات میں جواب سننے کی ضرورت نہیں اس لئے تم یہاں سے جاسکتے ہو، ابوالاعور کے لشکر والوں نے چلانا شروع کیا کہ اسے پکڑو، سنان کہتے ہیں کہ میں وہاں سے بخیر وعافیت واپس آیا اگر ابوالاعور جواب سننے کے لئے تیار ہوتا تو میں انہیں اشتر کی جانب سے تسلی بخش جواب دیتا اور اشتر کی اس اقدام کی وجوہات پیش کرتا، میں نے واپس آکر اشتر کو ان کے جواب سے مطلع کیا تو اشتر نے کہا کہ انہوں نے اپنی جان کا خیال کیا۔

اس کے بعد ہمارے اور ان کے درمیان رات تک جنگ جاری رہی جب رات ہوئی تو دونوں لشکر ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور ہم پوری رات شبخون کے خوف سے پہرہ دیتے رہے لیکن جب صبح ہوئی تو پتہ چلا کہ شامی لشکر راتوں رات یہاں سے چلا گیا

اس کے بعد اشتر اپنا مقدمۃ الجیش لیکر آگے بڑھا اور معاویہ کے لشکر کے سامنے پہنچ گیا اور علیؓ نے لشکر کے ٹھہرنے کے لئے جگہ تلاش کرکے لوگوں کو پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا تھوڑی دیر کے بعد چند نوجوان پانی لینے کے غرض سے دریا پر گئے لیکن شامیوں نے انہیں پانی لینے سے منع کردیا اور اس پر لڑائی ہوگئی۔

اس سے قبل اشتر نے حضرت علیؓ سے کہا تھا کہ شامیوں نے پانی پر قبضہ کر رکھا ہے جس میدان میں یہ لوگ ٹھہرے ہوئے تھے یہ بڑا عمدہ میدان تھا اگر آپ کہیں تو ہم یہاں سے کوچ کرکے اس گاؤں تک پہنچ جائیں جہاں سے یہ آرہے ہیں جب ہم ادھر کوچ کریں گے تو یہ بھی ہمارے پیچھے پیچھے آئیں گے جب یہ ہمارے قریب پہنچ جائیں گے تو ہم قیام کرلیں گے اس طرح ہم اور وہ برابر ہوجائیں گے اور پانی پر بھی ان کا قبضہ نہ رہیگا لیکن حضرت علیؓ نے اس مشورہ کو قبول نہیں کیا اور فرمایا اب ہر شخص مزید سفر کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔

پانی کا جھگڑا

ابومخنف نے بحوالہ تمیم بن الحارث الازدی، جندب بن عبداللہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب ہم معاویہ کے لشکر کے مقابل پہنچے تو معاویہ نے پہلے ہی سے ایک کشادہ اور عمدہ میدان پر قبضہ کرلیا تھا اور گھاٹ کی طرف کا حصہ اپنے قبضہ میں لے لیا تھا اور اس میدان میں پانی لینے کے لئے دریا پر صرف ایک گھاٹ تھا اس گھاٹ پر معاویہ نے ابو الاعور اسلمی کو متعین کیا تھا کہ وہ اس کی حفاظت کرے اور دشمن کو پانی نہ لینے دیں ہم نے دریائے فرات کے کنارے

کافی دور تک چکر لگایا کہ شاید پانی لینے کے لئے دوسرا گھاٹ مل جائے لیکن وہاں کوئی اور گھاٹ نہیں تھا ہم نے حضرت علیؓ کو حالات سے مطلع کیا کہ دریا پر صرف ایک گھاٹ ہے جس پر دشمن نے قبضہ کر رکھا ہے اور لوگ پیاسے مر رہے ہیں حضرت علیؓ نے جواب دیا تو پھر ان سے جنگ کر کے پانی حاصل کرو،

اشعث نے کہا میں ان کے مقابلہ کے لئے جاؤں گا، حضرت علیؓ نے فرمایا اچھا تم جاؤ، چنانچہ اشعث پانی کے گھاٹ کی طرف بڑھے اور ہم بھی ان کے ساتھ تھے لیکن جب ہم دشمن کے قریب پہنچے تو انہوں نے ہم پر تیروں کی بارش کر دی ہم نے بھی ترکی بہ ترکی ان کا جواب دیا تھوڑی دیر تک تیروں کا مقابلہ ہوتا رہا لیکن ہم ان کے سروں پر پہنچ گئے اب نیزے نکل آئے تھے کافی دیر تک آپس میں نیزہ بازی ہوتی رہی پھر تلواروں تک نوبت پہنچ گئی ابھی جنگ جاری تھی کہ یزید بن اسد البجلی شامیوں کا ایک امدادی دستہ لیکر ہمارے سروں پر پہنچ گیا یہ دستہ کچھ سواروں پر مشتمل تھا جب یہ تازہ دم دستہ پہنچا تو میں اپنے دل میں سوچنے لگا کاش امیر المومنین ہماری مدد کے لئے کوئی دستہ روانہ فرمادیں تاکہ وہ اس تازہ دم دستہ سے مقابلہ کر سکیں اور اس طرح ہماری جان بچ جائے، میں یہ سوچ کر امیر المومنین کی طرف چلا لیکن ابھی تھوڑی دور پہنچا تھا کہ ایک امدادی دستہ آتا نظر آیا جو تعداد میں دشمن کے دستہ سے زیادہ تھا اور اس دستہ پر شبث بن ربعی الریاحی مامور تھے یہ دستہ پہنچنے کے بعد زبردست سخت جنگ ہوئی، کچھ دیر کے بعد عمرو بن العاص ایک بڑا لشکر لیکر ابو الاعور اسلمی اور یزید بن اسد کی امداد کے لئے بڑھے، حضرت علیؓ نے اشتر کی ماتحتی میں ایک بڑا لشکر روانہ کیا، جب عمرو بن العاص نے ابو الاعور کی مدد کے لئے لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیا تو اشتر نے بھی اپنی فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا اس طرح جنگ میں مزید شدت پیدا ہوگئی۔

اس موقع پر عبداللہ بن عوف بن الاحمر الازدی نے یہ اشعار کہے تھے:

خلّوا لنا الماء فرات الجاری.

اوثبتوا الجحفل جرّار،

یا تو ہمارے لئے فرات کے چلتے پانی کا راستہ چھوڑ دو یا ایک لشکر جرار سے لڑنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔

لکل قومٍ مستیمت شاری.

مطاعنٍ برمحہ کرار،

جو ہر بڑے سے بڑے مرد میدان کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے اور جو نیزے سے پلٹ پلٹ کر حملہ کرتا ہے،

ضرابھامات العدّی مغوار،

جو دشمنوں کی کھوپڑیاں اتار دیتا ہے۔

ھل لک یا ظبیان من بقاء.

فی ساکن الارض بغیر ماء،

اے ظبیان کیا تو زمین میں بغیر پانی کے زندہ رہ سکتا ہے،

لاھوالہ الارض والسماء.

فاضرب وجوه الغلد الاعداء،
زمین و آسمان کے پرور دگار کی قسم ہر گز نہیں اسی لئے
میں غداروں اور دشمنوں کے چہروں پر تلواریں مار رہا ہوں ،
باالسیف عند حمس الوغاء .
حتیٰ یجیبوک الی السواء،
جنگ کے وقت تلواریں اس لئے چلا تا ہوں تا کہ دشمن
تجھے پانی لینے کے لئے برابر کا درجہ دے دیں۔

ظبیان کا بیان ہے ہم ان سے اس وقت تک برابر لڑتے رہے جب تک کہ انہوں نے ہمارے لئے پانی کا راستہ نہ چھوڑا۔

پانی کیلئے محمد بن مخنف کی شجاعت

ابومخنف نے بحوالہ یحییٰ بن سعید، محمد بن مخنف کا یہ قول ذکر کیا ہے کہ میں اس روز اپنے والد مخنف بن سلیم کے ساتھ تھا اس وقت میری عمر صرف سترہ سال تھی لیکن مال غنیمت میں میرا کوئی حصہ نہ تھا جب دشمنوں نے پانی لینے سے روک دیا تو میرے والد نے مجھ سے کہا کہ تو تو اب سفر کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتا پیاس کی وجہ سے تیری حالت بہت خراب ہوگئی ہے۔

محمد بن مخنف کا بیان ہے کہ جب لوگ پانی کی وجہ سے جنگ کے لئے بڑھ رہے ہیں تو مجھ سے نہ رہا گیا میں بھی تلوار لیکر جنگ میں شامل ہو گیا میرے ساتھ عراقیوں کا ایک غلام تھا جن کے پاس ایک مشک تھا جب شامی پیچھے ہٹنے لگے تو اس غلام نے سختی سے حملہ کر دیا اور دریا میں پہنچ کر مشک بھر لی جب وہ واپس پہنچا تو ایک شامی نے مار کر اسے گرا دیا اور مشک اس سے نیچے گر گیا میں نے آگے بڑھ کر اس شامی کو نیچے گرا دیا اس پر اس کے ساتھی دوڑے اور اسے بچا لیا شامیوں نے اس سے کہا ہم تیری جانب سے مطمئن نہیں ہے نامعلوم دشمن تجھے کب قتل کر دے۔

محمد بن مخنف کہتے ہیں کہ میں غلام کے پاس لوٹ آیا اور اسے اٹھایا اس نے مجھ سے کچھ باتیں کی اس وقت وہ بہت زخمی ہو گیا تھا اسی اثناء میں اس کا مالک آیا اور وہ غلام کو اپنے ساتھ لیکر گیا میں نے مشک اٹھالی اتفاق سے مشک بھرا ہوا تھا میں اسے اپنے والد کے پاس لے آیا،

والد نے مجھ سے دریافت کیا کہ یہ مشک کہاں سے لائے ہو ؟ میں نے کہا کہ میں نے خریدی ہے، یہ میں نے اس وجہ سے کہا تھا اگر میرے والد کو حقیقت حال معلوم ہو جاتا تو وہ مجھے دریا پر جانے اور جنگ کرنے سے روک دیتے، مخنف نے کہا اچھا تم لوگوں کو پانی پلاؤ۔

مخنف کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو پانی پلایا اور سب سے آخر میں میرے والد نے پانی پیا لیکن میرے دل میں پھر جنگ کا شوق پیدا ہوا پھر میں میدان پہنچا ان سے کچھ دیر جنگ کی اس کے بعد شامیوں نے ہمارے لئے پانی کا راستہ چھوڑ دیا اس کے بعد لوگ شام تک پانی بھرتے رہے ہمارے اور شامیوں کے سقے گھاٹ پر جمع تھے اور اژدھام کی وجہ سے ایک دوسرے سے ٹکرا رہے تھے لیکن کوئی کسی کو ذرا سی بھی تکلیف نہ پہنچاتا تھا۔

جب میں میدان سے واپس لوٹا تو مجھے مشک کا مالک نظر آیا میں نے اس سے کہا تمہاری مشک میرے پاس ہے آپ کسی کو بھیج کر منگوا لیجئے یا اپنا پتہ دیجئے میں وہاں پہنچا دوں گا، اس نے جواب دیا اللہ تم پر رحم کرے میرے پاس اور بھی بہت سارے مشک ہیں مجھے اس کی ضرورت نہیں، اگلے روز غلام کا مالک میرے والد کے پاس آیا اس وقت میں اپنی والد کے پشت پر کھڑا رہا اس نے میرے باپ سے سوال کیا اس نوجوان سے آپ کی کیا رشتہ داری ہے؟ مخنف نے کہا یہ میرا بیٹا ہے، اس شخص نے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا رکھیں کل اس نوجوان نے میرے غلام کو قتل ہونے سے بچا لیا، مجھ سے قبیلہ کے لوگوں نے بیان کیا کہ کل سب سے زیادہ بہادری آپ کے بیٹے نے دکھائی تھی،

میرے والد نے میری جانب غصے سے گھور کر دیکھا لیکن زبان سے کچھ نہیں کہا جب وہ شخص چلا گیا تو مجھ سے کہا تجھے پہلے منع نہیں کیا تھا اب قسم کھاؤ کہ آئندہ میری اجازت کے بغیر لڑائی میں حصہ نہ لو گے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہی ایک لڑائی ہے جسمیں میں نے حصہ لیا تھا۔

ابومخنف نے بحوالہ یونس بن ابی اسحاق، یزید بن ہانی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میرا مالک یزید بن ہانی اس روز جنگ میں مشغول تھا اور اس کے ایک ہاتھ میں مشک تھی جب شامی پانی سے پیچھے ہٹے تو میں جھپٹ کر پانی بھرنے کے لئے دریا پر پہنچ گیا اور جب تک پانی نہ بھر لیا نہ تو میں نے جنگ کی اور نہ تیر چلایا۔

پانی کا مسئلہ علیؓ کی خدمت میں

ابومخنف نے بحوالہ یوسف بن یزید، عبداللہ بن عوف الاحمر کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب ہم میدان صفین میں شامیوں کے مقابلہ کے لئے پہنچے تو شامی پہلے ہی سے ایک وسیع اور عمدہ میدان میں خیمہ زن تھے اور پانی کے گھاٹ پر پہلے ہی سے قبضہ کر رکھا تھا اور ابوالاعور السلمی پیدل اور سوار دستوں سے گھاٹ کی حفاظت کر رہے تھے اور انہوں نے اپنے لشکر کی صف بندی کی ہوئی تھی سب سے پہلے تیر انداز تھے ان کے بعد نیزہ باز ڈھالیں لئے ہوئے تھے اور ان تمام لشکروں کے سروں پر خود تھے اور یہ لشکر پانی کے حفاظت پر مامور تھا تاکہ دشمن پانی نہ لے سکیں یہ حالات دیکھ کر ہم حضرت علیؓ کی خدمت میں پہنچے اور انہیں تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔

امیر معاویہ کی جانب صعصعہ بن صوحان قاصد کی روانگی

حضرت علیؓ نے صعصعہ بن صوبان کو طلب کیا اور انہیں حکم دیا کہ تم معاویہ کے پاس جا کر ان سے کہو اگرچہ ہم تمہارے مقابلہ پر آئے ہیں لیکن ہم حجت پیش کئے بغیر تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے تم نے اپنے سوار اور پیدل ہمارے مقابلہ کے لئے بھیجے اور انہوں نے ہم سے جنگ کی ابتدا کی حالانکہ ہم حجت پیش کئے بغیر تم سے جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے، دوسری غلطی یہ کی کہ لوگوں کو پانی پینے سے روک دیا حللانکہ لوگ پانی پینے سے رکنے والے نہیں وہ تو ہر صورت میں پانی حاصل کر کے رہیں گے تم اپنے لشکر والوں کو حکم دو کہ وہ پانی کا راستہ چھوڑ دیں اور اس وقت تک کوئی اقدام نہ کریں جب تک کہ ہم باہم کوئی معاملہ طے نہ کر لیں اور ہمیں تمہاری آمد اور تمہیں ہماری آمد کی وجہ نہ معلوم ہو جائے وگرنہ ہم لوگوں کو جنگ کی اجازت دیدیں گے اور پانی وہی شخص حاصل کر سکے گا جو غالب ہوگا۔

عمرو بن العاص کا امیر معاویہ کو بہترین مشورہ

امیر معاویہ نے اپنے ساتھیوں سے دریافت کیا کہ تمہاری رائے کیا ہے؟ ولید بن عقبہ نے کہا آپ انہیں قطعاً پانی نہ دیجئے جس طرح انہوں نے حضرت عثمانؓ کو چالیس روز تک پانی اور کھانے سے محروم رکھا اللہ انہیں پیاسا مارے آپ بھی انہیں پیاس سے تڑپا کر ماریئے۔

عمرو بن العاص نے کہا آپ پانی کا راستہ چھوڑ دیں کیونکہ یہ ہرگز ممکن نہیں کہ آپ تو سیراب ہوں اور آپ کی قوم پیاسی رہے آپ پانی پر جنگ نہ کریں بلکہ دیگر معاملات پر غور کریں، ولید بن عقبہ نے پھر اپنی بات دہرائی۔

عبداللہ بن ابی سرح نے کہا آپ رات تک پانی روکے رکھئے اگر رات تک یہ لوگ پانی حاصل نہ کر سکیں تو لوٹ جائیں گے اگر یہ لوگ خود بخود لوٹ جائیں تو اس میں ہمارا قصور نہ ہوگا خدا انہیں قیامت کے روز پانی نصیب نہ کریں، صعصعہ نے کہا قیامت کے روز تو اللہ تعالیٰ پانی کفار اور فساق اور شرابیوں سے روکے گا جس کے باعث تجھ پر حد لگائی گئی تھی، اس پر یہ لوگ انہیں گالیاں دینے لگے اور قتل کرنے کی دھمکی دی، امیر معاویہ نے کہا اسے کچھ نہ کہو یہ تو قاصد ہے۔

پانی سے متعلق امیر معاویہ کا فیصلہ

ابو مخنف نے بحوالہ یوسف بن یزید، عبداللہ بن عوف کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب صوصہ لوٹ کر ہمارے پاس آئے تو اس نے تمام باتیں ہم سے بیان کی ہم نے صعصہ سے پوچھا آخر معاویہ نے کیا جواب دیا؟ صعصہ نے کہا کہ جب میں لوٹ کر آنے لگا تو معاویہ سے میں نے پوچھا آپ کا کیا جواب ہے؟ معاویہ نے کہا میرا جواب تمہیں عنقریب معلوم ہو جائیگا،

ابھی کچھ دیر گزری تھی کہ سوار دستے ابوالاعور کی مدد کے لئے پہنچنا شروع ہو گئے تاکہ دشمنوں کو پانی سے روکا جا سکے علیؓ نے ہمیں ان کے مقابلہ پر بھیجا پہلے آپس میں تیراندازی ہوئی بعد میں نیزہ بازی ہوئی اور آخر میں تلواریں نکل آئیں اور ہم ان پر غالب آ گئے اور پانی ہمارے قبضہ پر آ گیا ہم نے دل میں سوچا کہ شامیوں کو پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دینا چاہیے لیکن امیر المومنین حضرت علیؓ نے ہمارے پاس کہلا بھیجا کہ اپنی ضرورت کا پانی لیکر اپنے لشکر کے ساتھ لوٹ آؤ اور پانی پر کوئی روک ٹوک نہ کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ظلم اور سرکشی کے باعث تمہاری مدد کی ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا پیغام

ابو مخنف نے عبدالملک بن ابی حرہ الحنفی کا بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے لوگوں سے فرمایا کہ آج تو تم جوش میں کامیاب ہو گئے ہو لوگ پانی سے لوٹ آئے اور دو دن تک اسی طرح دونوں لشکر خاموش رہے نہ تو حضرت علیؓ نے معاویہ کو کوئی پیغام بھیجا اور نہ ہی معاویہ نے حضرت علیؓ کو۔

علیؓ کے قاصد

دو روز کے بعد حضرت علیؓ نے بشیر بن عمرو بن حصین الانصاری، سعید بن قیس ہمدانی اور شبث بن ربعی کو

طلب کیا اور ان سے فرمایا تم معاویہ کے پاس جا کر انہیں حق پر چلنے کی ہدایت کرو، اور امیر کی اطاعت کرنے اور جماعت کی اتحاد کی دعوت دو، شبث نے کہا امیر المومنین آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ معاویہ کو کچھ طمع دلائیں اور اس سے کہیں کہ وہ آپ کی بیعت کر لیں اور آپ اسے شام کی امارت عطاء کر دیں، حضرت علیؓ نے فرمایا تم اس کی پاس جا کر اپنی حجت پیش کرو اور دیکھو کہ وہ کیا چاہتا ہے۔

یہ سفراء امیر معاویہ کے خدمت میں پہنچے، یہ واقعہ ۳۶ھ اوائل ذی الحجہ میں پیش آیا یہاں پہنچنے کے بعد بشیر بن عمرو نے معاویہ سے مخاطب ہو کر کہا اے معاویہ! ایک نہ ایک دن ضرور دنیا تم سے زائل ہو جائیگی اور تم یوم آخرت کی طرف لوٹ جاؤ گے، اللہ تعالیٰ تمہارے تمام افعال واعمال کا محاسبہ فرمائیگا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ مسلمانوں کی جماعت میں تفریق پیدا نہ کریں اور مسلمانوں کا آپس میں خون نہ بہائے، امیر معاویہ نے درمیان میں قطع کلامی کر کے فرمایا جس چیز کی تم مجھے نصیحت کر رہے ہو کیا اس کی نصیحت اپنے امیر کو بھی کی ہے،

علیؓ کی تعریف اور امر معاویہ کا جواب

بشیر بن عمرو نے کہا ہمارا امیر تم جیسا نہیں ہے وہ تمام مخلوق میں دوسروں کو نصیحت کرنے کا سب سے زیادہ حقدار ہے اس لئے کہ وہ صاحب فضلیت ہے اور صاحب دین بھی اور انہیں سبقت اسلام بھی حاصل ہے اور رسول اللہ کی قرابت بھی، امیر معاویہ نے کہا آخر وہ کیا چاہتے ہیں؟ بشیر بن عمرو نے کہا وہ تمہیں تقویٰ اختیار کرنے، اللہ سے ڈرنے اور حق کے معاملہ میں اپنی اطاعت کرنے کا حکم دیتا ہے اس صورت میں تمہاری دنیا بھی قائم رہیگی اور آخرت بھی،

امیر معاویہ نے کہا تو کیا میں حضرت عثمانؓ کی خون کو رائیگاں جانے دوں واللہ ایسا تو میں ہر گز نہیں کروں گا اس سے پہلے کہ بشیر کوئی جواب دیتا شبث بن ربعی نے آگے بڑھکر امیر معاویہ سے مخاطب ہوا اور کہا تم نے بشیر کو جو جواب دیا ہے اسے میں خوب سمجھتا ہوں واللہ تمہارے عزائم ہم پر مخفی نہیں ہے تمہارے پاس لوگوں کو بہکانے کا کوئی راستہ نہیں ہے اسی بات سے تم نے لوگوں کو اپنی جانب مائل کیا ہے اور اسی لئے وہ تمہاری اطاعت کرتے ہیں تم یہی کہہ کر لوگوں کو دھوکہ دیتے ہو کہ تمہارے امام مظلوم شہید کر دیئے گئے ہیں اور ہم ان کا قصاص چاہتے ہیں اس بات پر بے وقوف اور سرکش لوگ تمہارے ساتھ ہو گئے ہیں حالانکہ تم نے بھی عثمانؓ کی مدد کرنے میں تاخیر کی ہے اور تم دل سے چاہتے تھے کہ وہ قتل کر دیئے جائیں تاکہ تم ان کے قتل کا مطالبہ کر کے یہ مقام حاصل کر سکو،

بعض دفعہ انسان اپنی طاقت وقوت سے زیادہ اہم کام کی تمنائیں کرتا ہے اور بسا اوقات اس کی یہ تمنا پوری بھی ہو جاتی ہے بلکہ اللہ اس سے بھی زیادہ عطا فرما دیتے ہیں اب اللہ ہی جانتا ہے ان دونوں کاموں میں کون سا کام تیرے لئے بہتر ہے جس چیز کی تم آرزو کر رہے ہو اگر وہ غلط ہے تو اس وقت تم تمام عرب میں سب سے بدترین شخص ہونگے اور اگر تمہارے ارادے درست ہیں تو تم اس وقت تک اسے حاصل نہیں کر سکتے جب تک آپنے آپ کو دوزخ کا مستحق نہ بنا ڈالو،

اے معاویہ! اپنے نفس کی پیروی مت کرو اور خلافت کے معاملہ میں اس شخص پر اختلاف نہ کرو جو فی الحقیقت اس کا زیادہ اہل ہے۔

امیر معاویہ نے حمد وثناء کے بعد شبث کی اس تقریر کا جواب دیا کہ تیری تقریر سے مجھے سب سے پہلے یہ بات معلوم ہوئی کہ تم انتہائی بے وقوف اور بے عقل شخص ہو تم نے اپنے قوم کے سردار اور شریف شخص کے گفتگو کے درمیان قطع کر ڈالی اور پھر ایسی بات کہی جس کا تجھے علم نہیں ہے تم نے اس طرح جھوٹ سے کام لیا ہے، اے جاہل! تو اس جھوٹ میں مر جائیگا تم لوگ یہاں سے چلے جاؤ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ اب تلوار کرے گی۔

امیر معاویہ انتہائی غضبناک ہو گئے تھے قاصد بھی وہاں سے چلے گئے تھے چلتے ہوئے شبث نے جملہ کہا کیا تو ہمیں تلوار سے ڈراتا ہے واللہ وہ تلواریں بھی بہت جلد تیرے سر پر پہنچ جائیں گی، جب یہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس پہنچے تو انہیں تمام صورتحال سے آگاہ کیا۔

جنگ صفین

علیؓ کی مسلسل پیغام رسانی

حضرت علیؓ روازنہ ایک آدمی کو امیر بنا کر ایک دستے کے ساتھ امیر معاویہ کے پاس مقابلہ کے لئے روانہ کرتے اسی طرح معاویہ کے جانب سے بھی ایک دستہ میدان میں نکلتا، ان کے درمیان جنگ ہوتی اور تھوڑی دیر کے بعد دونوں دستے واپس لوٹ جاتے اس جنگ میں پیدل اور سوار دونوں طرح کے لوگ شریک ہوتے، اور لشکر اس وجہ سے کھل کر جنگ کرنا نہیں چاہتے تھے کیونکہ اس صورت میں زبردست تباہی اور بربادی ہوتی۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ اشتر، حجر بن عدی الکندی، شبث بن ربعی، خالد بن المعر، زیاد بن النضر الحارثی، زیاد بن خصفۃ التیمی، سعید بن قیس، معقل بن قیس اور قیس بن سعد میں سے کسی نہ کسی ایک کو امیر بنا کر بھیجتے اور اکثر و بیشتر اشتر کو ہی روانہ کرتے، جبکہ معاویہ کی جانب سے عبدالرحمٰن بن خالد المخزولی، ابوالاعور السلمی، حبیب بن مسلمہ الفہری، ابن ذی الکلاع الحمیری، عبیداللہ بن عمر الخطاب، شرجیل بن السمط الکندی اور حمزہ بن مالک الہمدان لشکر لیکر نکلتے اسی طرح پورے ماہ ذی الحجہ میں جنگ ہوتی رہی اور بسا اوقات دن میں دو دفعہ جنگ ہوتی۔

اشتر کی شجاعت

ابومخنف نے عبداللہ بن عامر الفائشی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ ایک دن اشتر جنگ کے لئے نکلا اور اس کے ساتھ کچھ قراء حضرات تھے اور کچھ عرب کے شہسوار تھے جب جنگ سخت ہوئی تو معاویہ کی جانب سے ایک شخص میدان میں نکلا، راوی کہتے ہیں کہ میں نے آج تک ایسا لمبا اور موٹا آدمی نہیں دیکھا اس نے مقابلہ کے لئے دعوت دی تو کوئی بھی اس سے مقابلہ کے لئے نہ نکلا بالآخر اشتر اس کے مقابلہ کے لئے نکلا ان دونوں میں جب جنگ ہوئی تو اشتر نے اسے قتل کر ڈالا، خدا کی قسم ہم ڈر رہے تھے کہ یہ ضرور اشتر کو قتل کر دیگا اور ہم نے اشتر کو مقابلہ میں جانے سے سختی کے ساتھ منع کیا تھا لیکن جب اشتر نے اس کو قتل کر دیا تو ایک شخص نے چلا کر یہ شعر پڑھا:

یا سهم سهم ابن ابی العیزار.
یا خیر من نعلمه من زار.

تیر تو ابن ابی العیزار کا تیر ہے، ہم نے جن لوگوں

کو دیکھا ہے ان میں اس سے بہتر کوئی نہیں دیکھا،

ایک ازدی نوجوان نے جب اس کی لاش دیکھی تو اس نے قسم کھائی کہ یا تو میں تیرے قاتل کو قتل کروں گا یا خود قتل ہو جاؤں گا وہ میدان میں نکلا اور اشتر پر حملہ کر دیا اشتر نے بھی پلٹ کر اس پر حملہ کر دیا اور وہ نیچے گر گیا بعد میں اس کے ساتھیوں نے اشتر پر حملہ کر کے اسے بچالیا۔

ابو رفیقہ الفہمی نے بولا یہ تو ایک آگ ہے جو برابر بڑھتی رہتی ہے، الغرض پورے ماہ ذی الحجہ میں جنگ ہوتی رہی جب ماہ محرم شروع ہوا تو دونوں جماعتوں نے جنگ بندی کی خواہش ظاہر کی تا کہ صلح کی گفت وشنید کی جا سکے اور دونوں لشکروں نے عارضی جنگ بندی پر راضی ہو گئے۔

اس سال حضرت علیؓ کی حکم پر حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے لوگوں کو حج کرایا اور بقول واقدی اسی سال قدامہ بن مظعون کا انتقال ہوا۔

حضرت علیؓ اور امیر معاویہ کی جنگ بندی اور آپس میں صلح کی گفت وشنید

۳۷ھ محرم الحرام میں حضرت علیؓ اور امیر معاویہ کے درمیان جنگ رک گئی اور دونوں لشکر ایک مدت تک جنگ بندی کے لئے تیار ہو گئے تا کہ صلح کے بارے مین گفت وشنید ہو سکے۔

ہشام بن محمد نے ابو مخنف الازدی کی سند سے محل بن خلیفہ الطائی کا یہ بیان ذکر کیا ہے جب حضرت علیؓ اور معاویہ کے درمیان جنگ بندی ہوگئی تو دونوں نے ایک دوسرے کے پاس قاصد روانہ کئے، حضرت علیؓ نے عدی بن حاتم الطائی، یزید بن قیس الارجی، شبث بن ربعی اور زیاد بن خصفتہ کو صلح کی غرض سے امیر معاویہ کے پاس روانہ کیا۔

عدی بن حاتم کی تقریر

جب مذکورہ وفد امیر معاویہ کے پاس پہنچا تو عدی بن حاتم نے گفتگو شروع کی اولاً باری تعالی کی حمد وثناء شروع کی پھر فرمایا کہ ہم آپ کے پاس اس غرض سے آئے ہیں تا کہ آپ کو ایسی چیز کی دعوت دیں جس کے ذریعہ اللہ تعالی ہماری جماعت کو اور اس امت کو متحد کر دے اور خون کے دریا جو بہہ پڑے ہیں وہ رک جائیں راہیں جو پرخطر ہو چکی ہیں وہ محفوظ و مامون ہو جائیں اور آپس میں صلح وآتشی پیدا ہو جائیں۔

اے معاویہ! تم یہ بخوبی جانتے ہو کہ تمہارا چچازاد بھائی علیؓ تمام مسلمانوں کے سردار اور سب میں سابق الاسلام ہیں انہوں نے حالت اسلام میں بہترین کارنامے انجام دیئے اور لوگ بھی ان کے خلافت پر متفق ہیں یہ بھی اللہ تعالی کا ہم پر احسان عظیم ہیں کہ اس ذات عالی نے ہمیں ایسے بہترین شخص کو خلیفہ منتخب کرنے کی توفیق عنایت فرمائی آج پوری کائنات میں تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کے علاوہ اس کا کوئی مخالف نہیں ہے اس لئے اے معاویہ تم ان اختلافات سے باز آجاؤ کہیں اللہ تعالی تمہارے اور تمہارے ساتھیوں کا حشر بھی اصحاب جمل کی طرح نہ کر دیں۔

امیر معاویہ کا عدی کو جواب

معاویہ نے کہا ایسا محسوس ہوتا ہے کہ تم صلح کے غرض سے نہیں آئے بلکہ ہادی ومبلغ بن کر آئے ہو، اے عدی! افسوس کی بات ہے کہ واللہ مجھے اختلافات کا نام لیکر ہرگز دھوکہ نہیں دیا جا سکتا

کیا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہو جنھوں نے لوگوں کو حضرت عثمانؓ کے خلاف ورغلایا اور تو بھی
تو یقیناً حضرت عثمانؓ کے قاتلین میں داخل ہے اور مجھے اللہ کی ذات پر قوی امید ہے کہ وہ تجھے
ضرور عثمانؓ کے قتل کے بدلے میں قتل کرائیگا، اے عدی! تجھ پر افسوس ہے کہ تم نے ایک مرد
میدان کو للکارنا چاہتا ہے۔

شبث اور زیاد کا امیر معاویہ کو دورانِ کلام ٹوکنا

امیر معاویہ کا سخت جواب سن کر شبث بن ربعی اور زیاد بن حفصہ درمیان ہی میں بول پڑے کہ ہم لوگ تو آپ کے پاس صلح کے غرض سے آئے تھے لیکن آپ تو اس قسم کی گفتگو فرما رہے ہیں اور ہمارے سامنے مثالیں پیش کر رہے ہیں آپ لایعنی باتوں کو چھوڑیئے اور ایسی بات کیجئے جسمیں ہمیں بھی فائدہ ہو اور آپ کو بھی۔

ہم تو آپ کے پاس صرف وہ پیغام پہنچانے کے غرض سے آئے ہیں جو ہمیں دیکر بھیجا گیا ہے اور ہمارا فرض ہے کہ ہم آپ کا جواب دوسرے تک پہنچا دیں اور اس کے ساتھ ہم نصیحت کو ہرگز ہرگز ترک نہیں کر سکتے اور جس چیز کو ہم حق سمجھتے ہیں کہ یہ شئے آپ پر حجت ہوگی اسے بیان کرنے سے بھی ہرگز گریز نہیں کر سکتے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ باہمی حجت اور جماعۃ المسلمین کو چاہنے والے ہیں،

ہمارا امیر وہ شخص ہے جن سے تمام مسلمان واقف ہیں اور ان کی فضیلت سے تم بھی ناواقف نہیں تمام دین دار اور افضل لوگ حضرت علیؓ کے برابر کسی کو نہیں سمجھتے یہ لوگ آپ کا ہرگز ان سے موازنہ کرنے کے لئے تیار نہیں، اے معاویہ! اللہ سے ڈرو اور حضرت علیؓ کی مخالفت نہ کرو واللہ ہم نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو حضرت علیؓ سے زیادہ متقی اور زاہد ہو اور علیؓ سے زیادہ نیک خصائل اس میں پائے جاتے ہوں۔

امیر معاویہ کا قاتلین عثمان کی حوالگی پر صلح کیلئے آمادہ ہونا

امیر معاویہ نے اللہ کی حمد وثناء کی اور فرمایا تم مجھے اطاعت امیر کی دعوت دیتے ہو اور اتحاد و جماعت کی دعوت دیتے ہو تو جہاں تک جماعت کا تعلق ہے تو وہ میرے ساتھ بھی موجود ہیں اور جہاں تک تمہارے امیر کا تعلق ہے تو ہم اسے امیر ہی تسلیم نہیں کر سکتے اس لئے کہ تمہارے ساتھیوں نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا ہے ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا ہے اور ہمارے قاتلوں کو پناہ دی ہے، تمہارے ساتھی کا یہ گمان ہے کہ اس نے حضرت عثمانؓ کو شہید نہیں کیا ہے تو ہم اس بات کی تردید کرنا نہیں چاہتے لیکن کیا تم قاتلین عثمانؓ سے واقف نہیں ہو کیا تم یہ نہیں جانتے کہ قاتلین عثمانؓ ہی تمہارے امیر کے ساتھی ہیں وہ قاتلین عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کر دیں اور ہم انہیں عثمانؓ کے قصاص میں قتل کر ینگے اس کے بعد ہم تمہارے امیر کی اطاعت کرنے اور اتحاد جماعت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہیں۔

قاصدین علیؓ اور امیر معاویہ کی باہم تلخ گفتگو

اس پر شبث نے جواب دیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر تمہارا عمار پر بس چلے تو تم انہیں بھی قتل کر دو گے امیر معاویہ نے فرمایا مجھے ان کی قتل سے کون روک سکتا ہے واللہ اگر سمیہ کے بیٹے پر میرا بس چلے تو میں عثمانؓ کے قصاص میں اسے بھی قتل کر دونگا حضرت عثمانؓ کے قتل کی بات تو دور ہے اگر عمار نے حضرت عثمانؓ کی غلام ناقل کو قتل کیا ہو تو میں

تا قتل کے قصاص میں عمارؓ کو قتل کردونگا اس پر شبث نے فرمایا خدا کی قسم تم نے انصاف نہیں کیا واللہ تم عمار پر اس وقت تک قابو نہیں پا سکتے جب تک کہ بہت سی کھوپڑیاں تن سے جدا نہ ہو جائیں اور زمین خون سے تر نہ ہو جائے بہتر یہ ہے کہ تم نرمی اختیار کرو، امیر معاویہ نے کہا اگر تم یہ چاہتے ہو تو تم پر زمین تنگ کر دی جائیگی، اس گفتگو کے بعد تمام قاصدین واپس لوٹ گئے۔

امیر معاویہ کی زیاد بن خصفہ سے مدد کی درخواست

جب یہ لوگ واپس آ گئے تو امیر معاویہ نے زیاد بن خصفہ کو طلب کیا اور انہیں خلوت میں لے گئے اور اللہ کی حمد وثناء کے بعد فرمایا اے ربیعہ کے بھائی علیؓ نے ہم سے قطع رحمی کی ہے تم نے ہمارے خلیفہ کے قاتلوں کو پناہ دی ہے میں تم سے اور تمہارے قبیلہ کی امداد کا طلب گار رہوں اور تم سے اللہ کو گواہ کر کے عہد کرتا ہوں کہ میں جب غالب آ جاؤں گا تو تجھے جس شہر کی تو چاہے امارت عطا کروں گا اور اس کے علاوہ جو کچھ بھی چاہو گے وہ تمہیں ملے گی۔

ابو مخنف نے سعد ابوالمجاہد کے واسطہ سے محل بن خلیفہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے یہ واقعہ زیاد بن خصفہ کو بیان کرتے ہوئے سنا زیاد نے کہا جب معاویہ اپنی بات کر چکا تو میں نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور اسکے بعد جواب دیا میرے لئے وہی انعامات کافی ہیں جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا کی ہیں اور میں مجرموں کی پشت پناہی نہیں کر سکتا، اس کے بعد میں معاویہ کے پاس سے چلا آیا، میرا جواب سن کر معاویہ نے عمرو بن العاصؓ سے مخاطب ہو کر کہا جو اس وقت معاویہ کے قریب بیٹھا ہوا تھا ہمارا کوئی شخص بھی ان کے کسی آدمی سے گفتگو نہیں کر سکتا اور نہ ہی ہمارے آدمی کی بات قبول کرتا ہے ان سب کی دل ایک شخص کے دل کی طرح ہیں اور آپس میں تفرقہ بازی سے اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا ہے۔

علیؓ کے پاس امیر معاویہ کے وفد کی آمد

ابو مخنف نے بواسطہ سلیمان ابن ابی راشد الازدی، عبدالرحمٰن بن عبید کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ اس کے بعد امیر معاویہ نے حضرت علیؓ کے پاس ایک وفد بھیجا جس میں حبیب بن مسلمہ الفہری، شرجیل بن السمط اور معن بن یزید بن الاخنس شریک تھے، ابو مخنف کہتا ہے جس وقت یہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس پہنچا تو میں وہاں پر موجود تھا، حبیب بن مسلمہ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور اس کے بعد کہا حضرت عثمانؓ یقیناً ایک ہادی خلیفہ تھے اور اللہ کی کتاب پر عمل کرتے تھے اور اس کے احکام بجالاتے تھے تم نے ان کی زندگی اجیرن کر دی، تم ان کی موت کی خواہاں تھے تم نے ان سے دشمنی کی اور انہیں شہید کر دیا اب اگر آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ نے حضرت عثمانؓ کو قتل نہیں کیا تو قاتلین عثمانؓ کو ہمارے حوالہ کر دو تاکہ ہم انہیں حضرت عثمانؓ کے قصاص میں قتل کر دیں اور آپ خلافت کو لوگوں کے رائے پر چھوڑ دیں تاکہ وہ آپس میں مشورہ کر کے جسے چاہیں خلیفہ بنالیں اور جس پر سب کا اتفاق ہو تو تمام لوگ اپنے کام اس کے سپرد کر دیں گے۔

قاصدینِ معاویہؓ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا جواب

حضرت علیؓ نے جواباً اس سے فرمایا تیری ماں مرے، تیرا اس خلافت اور اس کے دستبرداری سے کیا واسطہ، اس بارے میں تو خاموش رہ، کیونکہ تو اس کا اہل نہیں ہے، حبیب نے اس پر جواب دیا آپ مجھے وہ راستہ بتا رہے ہیں جو خود آپ چھوڑ نا پسند نہیں کرتے، تم کر بھی کیا سکتے ہو چاہے جتنے پیدل اور سوار لشکر لیکر آؤ، اللہ مجھے باقی نہ رکھیں اگر چہ میرے پاس حقیر اور ذلیل جمع ہو جائیں جاؤ تم جو بہتر سمجھو وہ کرو، اس بات پر شرجیل بن السمط نے کہا میں بھی یہ بات کہنا چاہتا ہوں جو میرے اس ساتھی نے کہا ہے آپ نے جو جواب دیا کیا اس کے علاوہ بھی آپ کے پاس کوئی اور جواب ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں میرے پاس تمہارے لئے اور بھی جوابات ہیں اس کے بعد حضرت علیؓ نے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا اللہ رب العزت نے نبی کریم ﷺ کو حق دیکر مبعوث فرمایا آپ کے ذریعہ لوگوں کو گمراہی سے نکالا اور اُخروی ہلاکت سے بچایا اور لوگوں کے اختلافات ختم کر کے انہیں متحد فرمایا اور جب آپ نے اللہ کے احکامات اللہ کے بندوں تک پہنچا دیا تو اللہ نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا پھر لوگوں نے ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ بنایا پھر ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنایا اور یہ دونوں نیک سیرت تھے انہوں نے لوگوں کے ساتھ عدل وانصاف سے کام لیا لیکن ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ دونوں زبردستی ہم پر خلیفہ بن گئے تھے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے آل ہونے کی وجہ سے ہم اس کے زیادہ مستحق تھے ہم اللہ سے ان کے لئے مغفرت طلب کرتے ہیں، پھر حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہوئے اور انہوں نے کچھ ایسے کام کئے جن کے باعث لوگوں نے ان پر نکتہ چینی کی اور بالآخر ان کے خلاف بغاوت کر کے انہیں قتل کر دیا ان کے قتل کے پاس لوگ میرے پاس جمع ہو گئے حالانکہ میں ان کاموں سے بالکل علیحدگی اختیار کر چکا تھا اور لوگ مجھ سے اصرار کرنے لگے کہ آپ بیعت لیجئے لیکن میں نے انکار کر دیا انہوں نے مجھ سے دوبارہ اصرار کیا اور کہا کہ امت آپ کے علاوہ کسی کے خلافت پر راضی نہ ہوگی اور ہمیں خوف ہے کہ آپ کے خلافت قبول نہ کرنے کی صورت میں لوگوں میں اختلاف پیدا ہو جائے چنانچہ میں نے مجبوراً ان لوگوں سے بیعت لی، مجھے صرف دو شخصوں کی مخالفت کا خوف تھا لیکن انہوں نے بھی میری بیعت کر لی (غالباً طلحہؓ اور زبیرؓ ہیں) رہا معاویہ کا اختلاف، تو اللہ نے نہ انہیں دین میں سبقت عطا فرمائی ہے اور نہ اسلام کی صداقت پر ان کا کوئی کارنامہ ہے بلکہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں امان دیکر چھوڑا گیا ہے اور ان کے بھائی بھی اسی قسم کے تھے یہ لوگ کافروں کی جماعت میں شامل تھے ہمیشہ یہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ اور مسلمانوں کے دشمن رہے ہیں حتیٰ کہ انہوں نے مجبوراً دین اسلام کو قبول کیا تم لوگوں نے اس کی اطاعت کر کے اسے غرور میں مبتلا کر دیا ہے انہوں نے لوگوں کو رسول ﷺ کے اہل بیت کے مقابلہ پر لائے حالانکہ اہل بیت سے اختلاف کسی بھی صورت میں درست نہیں تم لوگوں میں سے کسی کو اہل بیت کے برابر مت سمجھنا، خبردار میں تمہیں کتاب اللہ، سنت رسولؐ پر عمل کرنے اور باطل کو مٹانے احکام دین کو بجالانے کی دعوت دیتا ہوں اور میں تمام مسلمانوں کی مغفرت کے لئے اللہ سے دعا کرتا ہوں،

دونوں قاصدوں نے سوال کیا کیا آپ اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ خلیفہ مظلوم شہید کئے گئے ہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا نہ تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ مظلوم قتل کئے گئے ہیں اور نہ ہی یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ وہ ظالم قتل کئے گئے ہیں، قاصدوں نے جواب دیا جس شخص کا اس بات پر یقین نہ ہو کہ حضرت عثمانؓ مظلوم شہید ہوئے تو ہم ان کی طرف سے

بری ہیں اور ہم سے ان کا کوئی تعلق نہیں

حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **انک لاتسمع الموتیٰ ولا تسمع الصّم الدّعاء اذا ولّوا مدبرین . وما انت جھدی العمی عن ضلالتھم . ان تسمع الّا من یومن باٰیٰتنا فھم مسلمون** . (ترجمہ) یقیناً نہ آپ مردوں کو اپنی بات سنا سکتے ہیں اور نہ ہی ان بہروں کو جو پشت پھیر کر چل دیں، اور نہ آپ انہیں گمراہی سے نکال کر راہ دکھا سکتے ہیں آپ کی بات تو وہی شخص سنے گا جو ہماری آیات پر ایمان رکھتا ہو، ایسے ہی لوگ تابعدار ہیں۔

پھر حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا تم ہر ممکن اللہ کی اطاعت کرنے کی کوشش کرتے رہنا یہ لوگ حقدار نہیں وہ اپنی گمراہی میں تم سے زیادہ کوشش کریں گے۔

لشکرِ علیؓ میں علم برداری پر جھگڑا

ابومخنف نے جعفر بن حذیفہ کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ جنگ صفین کے موقع پر عائذ بن قیس الحمیری نے علم کے معاملہ میں عدی بن حاتم سے جھگڑا کیا، بنی عدی کی بنسبت حزمہ کے ساتھ ایک بڑی جماعت تھی جس کے باعث وہ علم کا زیادہ حقدار تھا لیکن جب حضرت علیؓ کے سامنے یہ جھگڑا پیش ہوا تو عبداللہ بن خلیفہ الطائی البولانی نے بنوحزمہ سے مخاطب ہو کر فرمایا تم لوگ عدی کے مقابلہ میں اپنی حقداری کا دعویٰ کرتے ہو حالانکہ تم میں کوئی بھی عدی کے درجہ کا نہیں ہے اور نہ ہی تمہارے آباء واجداد میں کوئی عدی کے باپ کا مثل ہے کیا وہ عزیزوں اور رشتہ داروں کی مدد نہیں کرتا، کیا اس کا باپ ان سرداروں میں سے نہ تھا جو مال غنیمت میں چوتھائی لیا کرتا تھا کیا یہ عرب کے سب سے بڑے سخی کا بیٹا نہیں ہے کیا عدی وہ شخص نہیں ہے جنہوں نے نہ آج تک کسی سے کوئی بدعہدی کی اور نہ فسق وفجور میں مبتلا ہوئے اور نہ ہی آج تک کوئی جہالت کا کام کیا اور نہ ہی کبھی کوئی بخل سے کام لیا، کیا تمہارے خاندان میں اسلام کے لحاظ سے عدی سے افضل کوئی ہے، کیا عدی وہ شخص نہیں ہے جو تمہارا وفد لیکر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا کیا نخیلہ، قادسیہ، مدائن، جلولاء نہاوند اور تستر کی لڑائیوں میں وہ تمہارے سردار نہیں تھے اب تمہیں اس سے کیا تکلیف پہنچی، واللہ تمہاری قوم میں کوئی بھی ایسا شخص نہیں جو عدی کے ہوئے ریاست کا دعویٰ کر سکے۔

علم سے متعلق حضرت علیؓ کا فیصلہ

حضرت علیؓ نے فرمایا اے ابن خلیفہ! بس کرو جاؤ اپنی قوم اور بنو طے کو بلا لاؤ، جب تمام لوگ حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضرت علیؓ نے سوال کیا کہ اس واقعہ میں تمہارا سردار کون تھا؟ بنو طے نے جواب دیا عدی بن حاتم، عبداللہ بن خلیفہ نے جواب دیا امیر المومنین آپ ان سے پوچھئے کہ یہ عدی کے سردار ہونے میں راضی ہیں یا نہیں، حضرت علیؓ نے جب ان سے اس بارے میں سوال کیا تو انہوں نے متفقہ طور پر جواب دیا ہم عدی بن حاتم کے سردار ہونے پر راضی ہیں، علیؓ نے فرمایا تو علم کا عدی سب سے زیادہ حقدار ہیں اور فرمایا کہ جھنڈا عدی کو دیدو، بنوحزمہ نے جھنڈا اور ریاست کے بارے میں اختلاف کیا حالانکہ میں نے آج سے قبل بھی عدی بن حاتم کو سردار دیکھتا چلا آیا ہوں، اے بنوحزمہ میں نے تمہارے علاوہ تمہاری قوم میں ایسا کوئی شخص نہیں دیکھتا جو عدی کا حامی اور تابعدار نہ ہو تم اس کثرت کی اتباع کرو، اس کے بعد عدی بن حاتم نے اپنی قوم کا جھنڈا سنبھال لیا۔

جب حجر بن عدی کا دور آیا تو عبداللہ بن خلیفہ کو حضر کے ساتھ روانہ کرنے کیلئے طلب کیا گیا اور عبداللہ بن خلیفہ حجر کے ساتھیوں میں سے تھے، حجر پہاڑوں کی جانب گئے تو اس موقع پر عدی نہ تو حجر کا حکم رد کر سکے اور نہ ہی اس سے اپنے حق کا مطالبہ کر سکے یہ بات عبداللہ بن خلیفہ کو بہت ناگوار گذری تو اس نے یہ اشعار کہے:

وتنسوننی یوم الشریعة والقنا
بصفین فی اکتا فهم قد تکسرا

(ترجمہ) تم نے مجھے شریعت والے روز بھلا دیا حالانکہ میں صفین میں دشمنوں کے مونڈھے توڑ ڈالے تھے۔

جزیٰ ربه عنی عدی ابن حاتم
برفضی وخذ لانی جزء مؤ فرا

(ترجمہ) اے ابن حاتم! تو میری مصیبت کو بھول گیا اس شام کو یاد کرو جب حزمہ کے مقابلہ میں تیرا نام عدی ہونے سے تجھے کوئی فائدہ نہ پہنچا۔

فدافعت عنک القوم حتیٰ تخاذلوا
وکنت انا الخصم الالدُ العذورا

(ترجمہ) میں نے تیری جانب سے قوم کو جواب دیا حتیٰ کہ مخالفین رسوا ہو گئے اور میں تیری وجہ سے قوم کا انتہائی جھگڑا لو دشمن تھا۔

فولّوا وما قاموا مقامی کانما
راونی لیثاً بالابائة مخدّرا

(ترجمہ) وہ میرے مقابلہ سے ہٹ گئے اور میرے سامنے کھڑا نہ ہو سکے اور انہوں نے مجھے اس شیر کی طرح سمجھا جو کچھار میں گھات لگائے ہوئے بیٹھا ہوتا ہے۔

نصرتک اذخام القریب وابعط البعید
وقد افردت نصراً موزّرا

(ترجمہ) میں نے تو تیری اس وقت مدد کی تھی جب اقرباء نے بزدلی دکھائی تھی اور رشتہ دار دور ہو گئے تھے میں ہی وہ شخص تھا جس نے تیری مدد کی۔

فکان جزائی ان اجرد بینکم
سجینا وان اولیٰ اطعوا ن واوسرا

(ترجمہ) میرا احسان تو یہ ہے کہ تمہارے لئے سرداری کو خاص کر دیا اور تمہیں قید وبند کا مالک بنا کر تمہارے مخالفین کو رسوا کر دیا۔

وکم عـلـة لـی مـنـک انک راجـعـی .
فـلـم تـغـن بـا الـمـیـعـاد عـنّـی حـبـزا
(ترجمہ) اور تو نے مجھے اس کا کوئی بدلہ نہیں
دیا اور کبھی تم نے میری مدد نہیں کی۔

جنگِ صفین

دونوں لشکروں کی جنگی تیاریاں

ماہ محرم ۳۷ھ کے اختتام تک دونوں جانب سے جنگ بندی رہی جب محرم کا مہینہ ختم ہو گیا تو حضرت علیؓ نے مرشد بن الحارث الحبشی کو حکم دیا کہ شامیوں کو جنگ کا پیغام پہنچا دو مرشد نے غروب آفتاب کے وقت شامیوں کو آواز دیکر کہا امیر المومنین کا فرمان ہے میں حتیٰ الامکان تمہیں حق کی دعوت دیتا رہا میں نے تمہیں کتاب اللہ پیش کی اور اس کے احکامات قبول کرنے کی دعوت دی لیکن تم اپنی سرکشی سے باز نہ آئے اور نہ ہی تم نے دل سے حق کو قبول کیا میں تمہارے ساتھ برابر انصاف کا معاملہ کرتا رہا یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والے کو پسند نہیں فرماتے، شامیوں نے جب یہ اعلان سنا تو امراء اور روساء کو اطلاع دینے کے لئے دوڑے امیر معاویہ اور عمرو بن العاص لوگوں کے ساتھ باہر تشریف لائے فوج کو دستوں میں تقسیم کر کے انہیں مورچوں میں بٹھا دیا لوگوں نے آگ روشن کی اور علی بن ابی طالب بھی پوری رات جاگتے رہے انہوں نے بھی دستے تقسیم کئے اور لوگوں کو مورچوں میں بٹھا دیا اور پوری رات گشت کر کے لوگوں کو جنگ کے لئے آمادہ کرتے رہے۔

حضرت علیؓ کی لشکر کو ہدایات

ابو مخنف نے بواسطہ عبد الرحمٰن بن جندب الازدی ان کے والد سے نقل کیا ہے جب ہماری دشمن سے مڈ بھیڑ ہوتی تو ہمیں نصیحت فرماتے کہ تم لوگ اس وقت تک جنگ نہ کرو جب تک کہ دشمن تم سے پہل نہ کرے اللہ تعالیٰ کا تم پر بے شمار احسانات ہیں کہ تم حق پر ہو اور تمہاری طرف سے جنگ کا ابتدا نہ ہونا یہ تمہارے حق پر ہونے کی دوسری دلیل ہے تم جب ان سے جنگ کرو تو انہیں شکست دو اور پیٹھ پھیر کر مت بھاگو کسی زخمی پر حملہ نہ کرو اور نہ ہی کسی کو ننگا کرو اور نہ کسی مقتول کو مثلہ بناؤ اگر تم ان کے کجاوے میں پہنچ جاؤ تو ان کے خیمے کے پردے چاک نہ کرو اور نہ ہی بلا اذن ان کے گھروں میں داخل ہو اور نہ ان کے مالوں میں سے اس شہ کے علاوہ کسی چیز کو اٹھاؤ جو تمہیں میدان جنگ میں ملی ہو عورتوں کو بھی کسی بھی قسم کی تکلیف نہ پہنچاؤ اگر چہ وہ تمہاری اور تمہارے امراء کی توہین اور تذلیل کرے کیونکہ عورتیں اعضاء اور دل کے اعتبار سے بہت کمزور ہوتی ہیں۔

حضرت علیؓ کا لشکر کو خطاب

ابو مخنف نے بسند اسماعیل بن یزید اور ابو صادق، حضرمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے تین مواقع پر حضرت علیؓ کو جنگ پر آمادہ کرتے ہوئے دیکھا ایک جنگ صفین، ایک جنگ جمل اور ایک جنگ نہروان،

جنگ صفین کے موقع پر حضرت علیؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو! اللہ سے ڈرو، نگاہیں نیچے رکھو، آوازیں پست رکھو، گفتگو کم کرو اپنے آپ کو مورچہ بندی، لڑائی آگے بڑھنے مقابلہ کرنے، تدبیر جنگ، تیراندازی اور نیزہ بازی میں مشغول رکھو، ثابت قدم رہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرو تا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں کامیاب کریں آپس میں نہ جھگڑو و گرنہ تم کمزور پڑ جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی اور صبر سے کام لو بیشک اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے، یارب العزت ان پر رحمت نازل فرما ان کی نصرت فرما اور ان کی اجر میں اضافہ فرما۔

حضرت علیؓ کی صف بندی

جب صبح ہوئی تو علیؓ نے اپنے لشکر کو میمنہ، میسرہ، سواروں اور پیدل میں تقسیم فرمایا، ابومخنف فرماتے ہیں کہ مجھ سے فضیل بن خدیج الکندی نے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے اہل کوفہ کے سواروں پر اشتر نخعی کو امیر مقرر کیا اہل بصرہ کے سواروں کے دستہ سہل بن حنیف کی سرکردگی میں دیا اہل کوفہ کا پیادہ دستہ عمار بن یاسر کے ماتحت تھا اور اہل بصرہ کے پیادوں پر حضرت قیس بن سعد اور ہاشم بن عتبہ امیر تھے اہل بصرہ کے قراء کے امیر قاری مسعر بن فدکی التمیمی تھے اور اہل کوفہ عبداللہ بن بدیل اور عمار بن یاسر کے ساتھ تھے۔

امیر معاویہ کی صف بندی

ابومخنف نے بذریعہ عبداللہ بن یزید بن جابر الازدی، قاسم کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ امیر معاویہ نے میمنہ پر ابن ذی الکلاع الحمیری کو متعین کیا میسرہ پر حبیب بن مسلمہ الفہری کو امیر بنایا ان کے مقدمۃ الجیش پر جو اسی روز دمشق سے آیا تھا ابوالاعور السلمی امیر تھے یہ اہل دمشق کے سواروں پر متعین تھے شامیوں کے تمام سوار دستے عمرو بن العاص کے ماتحتی میں تھے دمشق کے پیدل فوج کا امیر مسلمہ بن عقبہ کو بنایا گیا بقیہ تمام پیدل فوج ضحاک بن قیس کے ماتحتی میں دیا گیا اس دن بہت سے شامیوں نے موت پر بیعت کر لی تھی ان لوگوں نے آپنے آپ کو عماموں سے باندھ لیا تھا یہ لوگ کل پانچ صفوں پر مشتمل تھے، شامیوں نے میدان جنگ میں اپنے لشکر کو دس صفوں میں تقسیم کیا اور عراقیوں نے اپنے لشکر کو گیارہ صفوں میں تقسیم کیا۔

ابتدائے جنگ کا حال

۳۷ھ ماہ محرم الحرام کے اختتام سے ہی جنگ کی ابتدا ہوگئی کوفیوں کی جانب سے پہلے روز اشتر نخعی میدان جنگ میں آئے اور شامیوں کے جانب سے ان کے مقابلہ کے لئے حبیب بن مسلمہ الفہری اپنی میسرہ لیکر نکلے ان کے درمیان زبردست جنگ ہوئی اور دوپہر تک ہر دو لشکر انتہائی چستی کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے لیکن دوپہر کے بعد دونوں لشکر واپس لوٹ گئے ان دونوں لشکروں میں کوئی غالب رہا اور نہ کوئی مغلوب۔

دوسرے روز کوفیوں کے جانب سے ہاشم بن عتبہ سواروں اور پیدل فوج کے ساتھ میدان میں نکل آئے اور شامیوں کے جانب سے ان کے مقابلے کے لئے ابوالاعور السلمی آئے ان کے درمیان بھی انتہائی سخت جنگ ہوئی گھوڑا گھوڑے پر چڑھ جاتا اور آدمی آدمی پر، پھر دونوں لشکر واپس لوٹ گئے لیکن دونوں لشکروں کے کچھ آدمی قتل ہوئے،

تیسرا دن ہوا تو حضرت علیؓ کی جانب سے عمار بن یاسر لشکر لیکر میدان میں آئے اور ان کے مقابلے پر عمرو بن العاص

میدان میں نکل آئے اس روز بھی زبردست جنگ ہوئی عمار بن یاسر نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اے لوگو! کیا تم اس شخص کو نہیں دیکھتے جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن رہا ہے اور اس نے رسول اللہؐ سے جنگ کی ہمیشہ مسلمانوں کے مدمقابل آیا اور کفار کا ساتھ دیا جب اس نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو غالب فرما دیا ہے اور اپنے رسول کی مدد فرمائی ہے تو وہ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لے آیا، ہمارے نزدیک اس کا اسلام رغبت و شوق سے نہ تھا بلکہ خوف کے باعث تھا پھر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو وفات دی واللہ آپ کی وفات کے بعد یہ شخص ہمیشہ مسلمانوں کی عداوت اور مجرموں کی ہمدردی میں مصروف رہا اس لئے اس کے مقابلے پر ثابت قدم رہو اور اس سے جنگ کرو کیونکہ یہ اللہ کے نور یعنی دین کو بجھاتا ہے اور اللہ کی دشمنوں کی مدد کرتا ہے۔

اس روز عمار بن یاسر کے ساتھ زیاد بن النفر سواروں کے امیر تھے عمار نے انہیں حکم دیا کہ سواروں کا دستہ لیکر حملہ کردو انہوں نے اپنا دستہ لیکر دشمن پر حملہ کر دیا لیکن مخالفین نے ان سے مقابلہ کر کے انہیں گرفتار کر لیا اور باندھ کر لے گئے عمار بن یاسر نے پیدل فوج کے ساتھ اتنا سخت حملہ کیا کہ عمرو بن العاص کے قدم اکھڑ گئے۔

دو بھائیوں کا انفرادی مقابلہ

اس روز زیاد بن النفر نے عمرو بن معاویہ بن المنقفق ابن عامر ابن عقیل کو مقابلہ کی دعوت دی اور یہ ماں کی جانب سے زیاد کے بھائی تھے ان دونوں کی ماں ایک تھی جو بنو یزید سے تعلق رکھتی تھی جب یہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئے تو انہوں نے ایک دوسرے کو پہنچان لیا اور پھر دونوں آپس میں متحد ہو گئے اور دونوں میدان سے واپس ہو گئے اور لشکر بھی لوٹ آئے۔

حضرت عبید اللہؓ بن عمر اور حضرت علیؓ کا مقابلہ

چوتھے روز محمد بن حنفیہ ایک زبردست لشکر لیکر میدان میں آئے ان کے مقابلہ کے لئے عبید اللہ بن عمر بن الخطاب ایک بڑا لشکر لیکر آئے انہوں نے آتے ہی محمد بن حنفیہ کو اپنے مقابلہ کے لئے دعوت دی محمد نے ان کی دعوت قبول کر لی اور ان کے مقابلہ کے لئے نکلے علیؓ نے جب ان کو دیکھا تو دریافت کیا یہ دونوں کون ہیں لوگوں نے جواب دیا ایک عبید اللہ بن عمر ہیں اور دوسرا آپ کا بیٹا محمد ہے، حضرت علیؓ نے اپنی سواری کو حرکت دی اور محمد کو آواز دی اور اسے ٹھہرنے کا حکم دیا جب محمد بن حنفیہ ٹھہر گئے تو حضرت علیؓ نے عبید اللہ سے فرمایا مجھ سے مقابلہ کرو انہوں نے جواب دیا مجھے آپ سے مقابلہ کرنے کی ضرورت نہیں، غالباً حضرت علیؓ کی شرف قبولیت کی وجہ سے یہ بات فرمائی حضرت علیؓ نے پوچھا کس وجہ سے تم مجھ سے نہیں لڑتے ہو، عبید اللہ بغیر کوئی وجہ بتائے میدان سے واپس لوٹ گئے۔

محمد بن علیؒ کو مقابلہ سے منع کرنا

ابن الحنفیہ نے اپنے والد حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ نے مجھے عبید اللہ کے مقابلے سے کیوں روکا واللہ اگر آپ مجھے نہ روکتے تو میں اسے ضرور قتل کر دیتا حضرت علیؓ نے فرمایا اگر تم اس سے مقابلہ کرتے تو مجھے یقین تھا کہ وہ تجھے ضرور قتل کر دیتا اور میں نہیں چاہتا کہ وہ تجھے قتل کر دے محمد بن علیؒ نے کہا آپ کیوں اس فاسق کے مقابلہ پر گئے واللہ اگر اس کا باپ عمر بھی آپ کو مقابلہ کی دعوت دیتا تو میں اس کا بھی مقابلہ کرتا، حضرت علیؓ نے کہا اے میرے بیٹے!

اس کے باپ کے بارے میں بھلائی کے علاوہ کوئی بات نہ کہنا، پھر دونوں لشکر اپنے اپنے مورچوں میں واپس لوٹ گئے۔

ولید کا ابن عباس کو برا بھلا کہنا

پانچویں روز عبداللہ بن عباسؓ عراقی لشکر لیکر میدان میں نکلے ان کے مقابلہ پر ولید بن عقبہ نکل آئے اس روز سخت جنگ ہوئی ابن عباسؓ جنگ کرتے کرتے ولید کے پاس پہنچ گئے ولید نے انہیں دیکھ کر بنو عبدالمطلب کو برا بھلا کہا اور کہا اے ابن عباس! تم لوگوں نے رشتہ داری کو قطع کیا تم نے اپنے خلیفہ کو قتل کیا تم نے دیکھا کہ اللہ نے اس کا تمہیں کیا بدلہ دیا ہے یعنی جس چیز کے تم طالب تھے وہ تمہیں نہیں ملا اور تم جو آرزوئیں لئے بیٹھے تھے وہ دل ہی دل میں رہ گئی اللہ تم لوگوں کو ہلاک کریگا اور تمہاری مقابلہ میں ہماری مدد کریگا،

ابن عباسؓ نے ولید کو اپنے مقابلہ کی دعوت دی لیکن ولید نے مقابلہ پر آنے سے انکار کر دیا اس روز ابن عباس نے انتہائی سخت جنگ کی اور لوگوں میں چھائے رہے۔

چھٹے روز قیس بن سعد الانصاری اور ابن ذی الکلاع لشکر لیکر نکلے اس روز بھی بہت ہی سخت جنگ ہوئی مگر ظہر کے وقت دونوں لشکر اپنے اپنے مورچوں کی طرف لوٹ گئے۔

جنگ سے متعلق علیؓ کا خطبہ

ابو مخنف نے بواسطہ مالک بن اعین الجہنی، زید بن وہب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علی نے اپنے لشکروں کو مخاطب کر کے فرمایا جب تک ہم مخالفین پر سب ملکر حملہ نہیں کریں گے اس وقت تک کامیابی ممکن نہیں اس وجہ سے حضرت علیؓ نے شام کے وقت ایک خطبہ دیا اور فرمایا تمام تعریفیں اس ذات عالی کی ہیں جس کسی کو گمراہ کرے تو کوئی اس کو ہدایت نہیں دے سکتا اور جو کسی کو ہدایت دے تو کوئی اس کو گمراہ نہیں کر سکتا اگر خدا کا منشاء نہ ہوتا تو دو شخص بھی باہم اختلاف نہ کرتے اور نہ ہی امت اس اختلاف کے باعث جھگڑتی اور نہ مفضول شخص افضل شخص کے فضیلت کے بارے میں اختلاف کرتا اور ہم اور ہمارے مخالفین خود بخود اپنی تقدیر پر گامزن رہتے لیکن ہم تو اپنے خالق کے احکام سنتے اور اس کی اطاعت کرتے ہیں اگر خدا چاہے تو لوگوں کو جلد از جلد سزا دے دیں ہر قسم کی تبدیلی اسی کی حکم سے ہوتی ہے اللہ تعالیٰ ظالم کو جھوٹا قرار دیتا ہے اور حق کو بھی یہ معلوم ہو جائے کہ اس کا ٹھکانہ کہاں ہے لیکن اللہ نے دنیا کو دار العمل بنایا اور آخرت کو دار القرار، تا کہ جنھوں نے اعمال بد کئے ہیں انہیں اس کی سزا دیں اور جنہوں نے اعمال صالحہ کئے ہیں انہیں ان کا بدلہ دیں تم لوگ کل دشمن سے لڑنے سے پہلے رات کو لمبی لمبی نمازیں پڑھو اور کلام کی خوب کثرت سے تلاوت کرو اور اللہ عزوجل سے نصرت اور صبر مانگو اور ثابت قدمی سے مقابلہ کرو اور سچے بن کر دکھاؤ

پھر حضرت علیؓ اپنے قیام گاہ کی طرف لوٹ آئے لوگ تلواریں اور نیزیں اور تیز کرنے لگے، کعب بن جعیل التغلبی کا وہاں سے گذر ہوا تو انہوں نے یہ اشعار پڑھے:

اصبحت الامۃ فی امرِ عجب .
والملک مجموعٌ غداً لمن غلب

(ترجمہ) امت نے ایک عجیب کام میں صبح کی اور کل

پورا ملک اسی کی ملکیت ہوگا جو غالب رہے گا۔

فقلت قولاً صادقاً غیر کذب

ان غداً تھلک اعلام العرب

(ترجمہ) میں نے ان سے سچی بات کہی جس میں ذرا بھی جھوٹ نہ تھا کہ کل کے دن عرب کے بڑے بڑے اشخاص ہلاک ہو جائیں گے۔

بھائی کا بھائی کو قتل کرنا

راوی کا بیان ہے کہ جب رات ہوئی تو حضرت علیؓ اپنے خیمہ سے باہر تشریف لائے اور پوری رات لشکر کی مورچہ بندی کرتے رہے جب صبح ہوئی تو لشکر کو لیکر پہنچے، معاویہ بھی اپنی شامی لشکر لیکر میدان میں نکل آئے جب حضرت علیؓ شامی قبیلہ کے بارے میں پوچھتے تو لوگ انہیں شامی قبائل کا نام ونسب بیان کر دیتے حتیٰ کہ آپ نے ان تمام قبائل کو پہچان لیا ور آپ کو ان کے ٹھکانوں کے بارے میں پتہ چل گیا آپ نے قبیلہ ازد کا نام سن کر فرمایا میرے لئے کافی ہے اور خثعم کا نام سن کر بھی یہی الفاظ دہرائے یعنی ان کا مقابلہ میں خود کرونگا اس کے بعد عراق کے تمام قبائل سے فرمایا کہ ہر قبیلہ اپنے اپنے قبیلہ والوں سے جنگ کریں ہاں اگر شامی فوج میں کسی خاص قبیلہ کے افراد موجود نہ ہو تو وہ دوسرے قبیلہ کے مقابل ہو جائیں، بجیلہ کے علاوہ کوئی ایسا قبیلہ نہ تھا جس کے کچھ نہ کچھ افراد شامی فوج میں موجود نہ ہوں اس قبیلہ کے بہت کم افراد شامی فوج میں پائے جاتے تھے آپ نے ان کو بنولخم کے مقابلہ پر بھیجا اس روز بھی گھمسان کی جنگ ہوئی شام کے وقت دونوں لشکر جدا ہوئے مگر کوئی بھی ایک دوسرے پر غالب نہ آسکا۔

انتہائی اندھیرے منہ فجر کی نماز

جمعرات کے روز حضرت علیؓ نے صبح کی نماز بہت اندھیرے میں پڑھائی، ابومخنف نے عبدالرحمٰن بن جندب کے ذریعہ ان کے والد جندب سے نقل کیا ہے کہ ہم حضرت علیؓ کو اس سے پہلے اتنے اندھیرے میں نماز پڑھاتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا اس کے بعد آپ نے شامیوں کی طرف لشکر روانہ کئے شامیوں نے جب اپنے جانب لشکر کو آتے ہوئے دیکھا تو وہ بھی ان کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھے۔

ابومخنف نے مالک بن اعین کے واسطہ سے زید بن وہب الجہنی کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ میدان میں تشریف لائے تو یہ دعا فرمائی:

علیؓ کی بے کسی کے عالم میں دعا

اے اللہ! اس بلند اور محفوظ چھت کے پروردگار تو نے ہی اس چھت کو شب وروز کی آمد کا ٹھکانہ بنایا اور تو نے ہی اس چھت میں شمس وقمر کی راہیں اور ستاروں کی منزلیں بنائیں اور اس کی ساکنوں میں سے ایک جماعت فرشتوں کی ہے جو تیری عبادت میں کسی بھی قسم کی کوتاہی نہیں کرتے، اے زمین کے پروردگار! تو نے ہی اسے انسانوں، درندوں اور چوپائیوں کے لئے جائے مسکن بنایا اور ایسی لاتعداد مخلوقات کا جو نظر نہیں آتا اور ایک بڑی مخلوق کا جو نظر آتی ہے، اے کشتی کے مالک! تو نے ہی اسے منافع کی چیزیں لیکر سمندر میں چلایا، اے بادلوں کے پروردگار

! تو نے ہی اسے آسمان اور زمین کے درمیان مسخر کیا اے سمندر کے خالق جو پوری کائنات کا احاطہ کئے ہوئے ہیں اے پہاڑوں کے پروردگار تو نے ہی اسے زمین کی میخیں اور مخلوق کی روزی کا سامان بنایا اور ہمیں حق پر چلنے کی توفیق عطا فرما، اگر آپ ہمیں ہمارے دشمنوں پر غالب فرمائیں تو مجھے شہادت نصیب فرما اور میرے ساتھیوں کو محفوظ فرما۔

جنگ کا نقشہ

راوی کا بیان ہے کہ اس روز بھی سخت جنگ ہوئی صرف نماز کے وقت دونوں لشکر وقفہ کرتے اور اس روز بے شمار لوگ قتل ہوئے رات تک ایک دوسرے کو شکست دینے کی کوشش کرتے رہے لیکن کسی لشکر بھی فتح حاصل نہ ہوئی، دوسرے روز بھی حضرت علیؓ نے بالکل اندھیرے میں صبح کی نماز پڑھائی جب نماز ختم ہوئی تو شامی لشکر آتا ہوا نظر آیا حضرت علیؓ نے جب شامی لشکر کو آتا ہوا دیکھا تو خود لشکر لیکر آگے بڑھے اس روز حضرت علیؓ کے میمنہ پر عبداللہ بن بدیل میسرہ پر عبداللہ بن عباس امیر تھے عراق کے قراء حضرات تین آدمیوں کے ساتھ تھے عمار بن یاسر، قیس بن سعد اور عبداللہ بن بدیل، بقیہ لوگ اپنے اپنے جھنڈوں کے نیچے مرکزوں میں موجود تھے اور حضرت علیؓ لشکر کے قلب میں موجود تھے جو اہل کوفہ اور اہل بصرہ کے درمیان تھا ان کے ساتھ اکثر و بیشتر مدینہ کے انصار تھے اسی طرح اہل مدینہ سے بنو کنانہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔

شامی لشکر کا آخری دم تک مرنے مارنے کا عہد

پھر دونوں لشکر مدمقابل ہوئے امیر معاویہ نے ایک بڑا قبہ لگوایا جس پر پردے لٹکے ہوئے تھے اس روز اہل شام کی ایک بڑی جماعت نے امیر معاویہ کی ہاتھ پر موت پر بیعت کی معاویہ نے دمشق کے سواروں کو حکم دیا کہ تمام لشکروں کے چاروں طرف پھیل جائیں۔

اس روز عبداللہ بن بدیل اپنا میمنہ لیکر نکلے اور حبیب بن مسلمہ پر حملہ کردیا جو شامی میسرہ کے سالار اعظم تھے اور یہ حملہ اتنا سخت تھا کہ عبداللہ بن بدیل شامی میسرہ کو دباتے ہوئے چلے گئے شامی سوار جو بھی ان کے سامنے آتا انہیں پیچھے ہٹنے پر موجود کردیتے وہ شامی میسرہ کو پیچھے دھکیلتے رہے حتیٰ کے ظہر کے وقت شامی میسرہ پیچھے ہٹتے ہٹتے اس قبہ تک پہنچ گئے۔

عبداللہ بن بدیل کا خطبہ

ابو مخنف نے بواسطہ مالک بن اعین، زید بن وہب الجہنی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ اس روز عبداللہ بن بدیل نے اپنے لشکر کو خطبہ دیا:

> خبردار معاویہ نے اس شے کا دعویٰ کیا ہے جس کا وہ اہل نہیں اور خلافت کے بارے میں اس شخص سے اختلاف کیا ہے جس کا آج کوئی ثانی نہیں حق کو مٹانے کے لئے باطل کی حمایت کی اور تم پر اعراب اور لشکروں کو چڑھایا اور لوگوں کے سامنے گمراہی کو مزین کر کے پیش کیا لوگوں کے دلوں میں فتنوں کا بیج بویا اور لوگوں پر اصل بات کو غلط ملط کردیا اس طرح ان کی ناپاکی میں مزید ناپاکی کا اضافہ کیا، تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے نورِ ایمان پر قائم ہو اور تمہارے

پاس حق پر ہونے کی واضح دلائل موجود ہیں ان سرکشوں اور باغیوں سے ڈٹ کر مقابلہ کرو اور ہرگز ہرگز ان سے کسی بھی قسم کا خوف مت کرو اور تمہیں ان سے ڈرنا بھی نہیں چاہیے کیونکہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کی پاک اور روشن کتاب موجود ہے۔

اتخشونهم . فالله احق ان تخشوهم ، ان كنتم مومنين، قاتلوهم يعذبهم الله بايديكم ويخزهم وينصركم عليهم ويشف صدور قوم مومنين (ترجم) کیا تم ان سے ڈرتے ہو، پس اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ڈرا جائے اگر تم مومن ہو ان سے قتال کرو، اللہ تمہارے ہاتھوں انہیں عذاب دیگا انہیں رسوا کریگا اور ان کے مقابلہ پر تمہاری مدد کریگا اور مومنین کے دل کو ٹھنڈا کریگا۔

ہم نے ان لوگوں کے ساتھ ایک بار رسول اللہ کی بعیت میں جنگ کی تھی اور یہ ان سے ہماری دوسری جنگ ہے واللہ وہ اس معاملہ میں تم سے زیادہ متقی اور زیادہ ہدایت یافتہ نہیں ہیں اپنے دشمنوں نے مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ اللہ تمہاری نصرت کریگا اس کے بعد عبداللہ بن بدیل اور ان کے ساتھیوں نے گھمسان کی جنگ کی۔

صفین کے دن حضرت علیؓ کا خطبہ

ابو مخنف نے بواسطہ عبدالرحمٰن بن ابی عمرۃ الانصاری ان کے والد ابو عمرۃ کے غلام کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے صفین کے روز یہ خطبہ دیا:

اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ تجارت بتادی جس کے ذریعہ تم دردناک عذاب سے بچ سکتے ہو اور تمہارے لئے خیر کو ترقی دے وہ تجارت اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لانا ہے اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے اس کا اجر یہ ہے کہ اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں اور جنت میں اعلیٰ مقام ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ بات بھی بتادی کہ وہ ان لوگوں سے محبت رکھتا ہے جو اس کے راہ میں صفیں باندھ کر سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہوں اسلئے تم لوگ بھی سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اپنے صفوں کو سیدھا کرلو نیزوں کو آگے کرو دانتوں کو دبالو کیونکہ وہ کھوپڑیوں کو اتارنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے نیزوں کے پھلوں کو تیز کرلو کیونکہ اس طرح وہ چلنے میں تیز ہو جاتی ہے نگاہیں نیچی کرلو کیونکہ اس سے ہمت بندھتی ہے اور دلوں میں اطمینان رہتا ہے آوازیں بند رکھو اور چیخو مت، کیونکہ یہ دوسروں کو ہٹانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے اور اس سے عزت قائم رہتا ہے اپنے جھنڈوں کا خیال رکھو نہ تو سب کے سب جھنڈے کی طرف مائل ہو جاؤ اور نہ ہی اسے گرنے دو اور بہادروں کے علاوہ کسی کے ہاتھ میں جھنڈا مت دو کیونکہ لڑائی کے وقت شکست کو روکنے اور صبر کرنے والے بہادر ہی ہوتے ہیں جو جھنڈوں کی حفاظت کرتے اور اس کے گرد رہتے ہیں اور جھنڈے کو گرنے سے بچاتے ہیں اور اس کے آگے پیچھے سے ہونے والے حملہ کو روکتے ہیں اور اسے گرنے نہیں دیتے وہ بہترین شخص ہیں

اللہ تم پر اپنی رحمت نازل فرمائیں اپنے ساتھیوں کو کسی دوسرے کے بھروسے پر نہ چھوڑ و کیونکہ یہ شرمندگی اور سستی کا سبب ہوتی ہے اور ایسا کیوں نہ ہو یہ شخص دو آدمیوں سے مقابلہ کر رہا ہے اور ساتھ ہی اپنے بھائی کا ہاتھ تھامے ہوئے ہیں کیا اس کی حفاظت ایسے آدمی کی سپرد کرنا چاہیے جو میدان جنگ سے بھاگ رہا ہو یا اس کی جانب کھڑا دیکھتا رہا ہو کہ یہ کیا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص سے ناراض ہو جاتے ہیں اس لئے تم اللہ کی ناراضگی کو مت پکارو کیونکہ تمہیں اللہ کے پاس جانا ہے، پھر حضرت علیؓ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی: **لن ینفعکم الفرار ان فررتم من الموت او القتل واذا الاتمتعون الا قلیلا** ۔(ترجمہ) اگر تم موت اور قتل سے بھاگو گے تو تمہارا یہ فرار تمہیں ہرگز نفع نہیں دیگا اور وقت تم صرف معمولی سا فائدہ حاصل کر سکتے ہو۔

واللہ اگر اس تلوار سے بچ بھی گئے تو آخرت کی تلوار سے ہرگز نہیں بچ سکتے صداقت اور مدد کے ذریعے سے مدد طلب کرو کیونکہ صبر کے بعد ہی اللہ تعالیٰ مدد نازل فرماتے ہیں۔

یزید بن قیس کا خطبہ

ابومخنف نے ابوروق الہمدانی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یزید بن قیس ارحبی نے لوگوں کو جنگ پر ابھارا اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا:

خالص مسلمان وہ ہے جس کا دین اور جس کی رائے محفوظ ہو واللہ یہ لوگ جب تک ہم سے اقامت دین پر لڑتی رہے گی تو ہمارا اللہ کی ذات پر یقین ہے کہ ہم انہیں تباہ کر دیں گے جب تک یہ احیاء حق کے معاملہ میں ہم سے جنگ کرتی رہیگی تو ہم انہیں موت کی وادی میں دھکیلتے رہیں گے اگر یہ لوگ ہم سے دنیا کے خاطر لڑ رہی ہے تاکہ یہ دنیا کے جابر بادشاہ بن جائیں تو چاہے وہ تم پر غالب آجائیں لیکن میرا خیال ہے کہ اللہ انہیں کبھی بھی غالب نہیں فرمائیں گے اور نہ ہی انہیں خوشی حاصل ہوگی تم لوگ سعید بن العاص، ولید بن عقبہ اور عبداللہ بن عامر جیسے جاہل اور گمراہ کا خاص طور سے خیال رکھنا ان میں ہر شخص اپنی مجلسوں میں اپنی دور اور اپنے باپ دادا کی دیت کا ذکر کر کے کہتا ہے کہ یہ میرا حصہ ہے اس کے لینے پر مجھے کوئی گناہ نہیں گویا یہ مال انہیں اپنے ماں باپ کی جانب سے میراث میں ملا ہو حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کا مال ہے جو اللہ نے ہمیں اپنی تلواروں اور نیزوں کی بدولت عطا فرمائی۔

اے لوگو! ان سے جنگ کرو جو اللہ کے نازل کردہ احکامات کو چھوڑ کر اپنی رائے سے فیصلہ کرتے ہیں ان سے جنگ کرنے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ مت کرو کیونکہ یہ لوگ اگر تم پر غالب آگئے تو تمہاری دین اور دنیا دونوں برباد کر دیں گے واللہ اگر یہ لوگ حکومت پر قابض ہو جائیں تو سوائے بشر کے اور کچھ نہ ہوگا۔

لشکر علیؓ کی عارضی پسپائی

اس روز عبداللہ بن بدیل نے اپنے میمنہ کے ساتھ شامیوں پر سخت ترین حملہ کیا اور اتنی سخت جنگ تھی کہ شامی لشکر پیچھے ہٹنے پر مجبور ہو گئے حتیٰ کہ وہ پیچھے ہٹتے ہٹتے معاویہ کے خیمہ تک پہنچ گئے جب یہ صورتحال ہوئی تو وہ لوگ جنہوں نے معاویہ سے موت پر بیعت کر لی تھی وہ معاویہ کے خیمے کی سمت دوڑے امیر معاویہ نے ان لوگوں کو حکم دیا کہ عبداللہ بن بدیل کے میمنہ کو تہس نہس کر ڈالو اور حبیب بن مسلمہ کے پاس پیغام بھیجا کہ اپنے میسرہ کو تیار رکھو حبیب اپنے میسرہ کے ساتھ لشکر علیؓ کے میمنہ پر حملہ آور ہوئے اور اتنا سخت حملہ کیا کہ انہیں شکست دیدی، عراقی فوج میمنہ چھوڑ کر بھاگنے لگے یہاں تک کہ عبداللہ بن بدیل کے ساتھ صرف دو تین سو افراد باقی رہ گئے ان لوگوں نے ایک دوسرے کے ساتھ اپنی پشت ملا رکھی تھی بقیہ لوگ بھاگے جا رہے تھے حضرت علیؓ نے سہل بن حنیف کو حملہ کرنے کا حکم دیا ان کے ساتھ اہل مدینہ تھے وہ اپنا دستہ لیکر حملہ آور ہوئے لیکن شامی لشکروں نے انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا اور سخت حملہ کر کے انہیں بھی پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا یہاں تک کہ یہ لوگ بھی بھاگ کر میمنہ والوں کے ساتھ شامل ہو گئے اور میمنہ کے قریب قلب لشکر میں حضرت علیؓ موجود تھے جب میمنہ اور سہل کا دستہ بھاگ کھڑا ہوا تو شکست علیؓ تک پہنچ گئی علیؓ کو مجبوراً قلب چھوڑنا پڑا اور وہ قلب چھوڑ کر میسرہ کی طرف چلے لیکن میسرہ جو قبیلہ مضر پر مشتمل تھا وہ بھی بھاگنے لگے اور صرف قبیلہ ربیعہ ثابت قدم رہے۔

اموی غلام کا مولیٰ علی کیسان کو قتل کرنا

ابو مخنف نے بواسطہ مالک بن اعین الجہنی، زید بن وہب الجہنی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ علیؓ جب میسرہ کی جانب بڑھے تو آپ کے ساتھ صرف قبیلہ ربیعہ اور آپ کے بیٹے تھے آپ کے گردن اور مونڈھوں کی اوپر سے تیر گذر رہے تھے اور آپ کے لڑکے اپنی جانیں بچا رہے تھے حضرت علیؓ کو ان کا یہ فعل ناگوار گذرا اور آگے بڑھ بڑھ کر شامیوں اور ربیعہ کے درمیان حائل ہو جاتے اور جو بھی شامی آگے بڑھنے کی کوشش کرتا یا تو اس پر حملہ آور ہوتے یا پشت کی طرف سے اس پر حملہ کر دیتے اتنے میں احمر نظر آیا یہ ابو سفیان یا عثمانؓ یا کسی اموی کا غلام تھا آپ نے فرمایا اگر میں اسے قتل نہ کروں تو خدا مجھے قتل کر دے لیکن علیؓ کا غلام کیسان آپ سے پہلے اس کے سامنے پہنچ گیا اور دونوں کے درمیان سخت لڑائی ہوئی بالآخر اموی غلام نے کیسان کو قتل کر دیا حضرت علیؓ نے اسے للکارا اور آگے بڑھ کر اس کی ذرہ کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا اور اسے اپنی جانب کھینچا پھر اسے اپنے سر سے اوپر اٹھا لیا، اس وقت میں اس کے پیر کو دیکھ رہا تھا جو حضرت علیؓ کے گردن پر لگ رہے تھے پھر حضرت علیؓ نے اسے زمین میں دے مارا جس سے اس کا مونڈھا اور دونوں بازوں ٹوٹ گئے یہ دیکھ کر حضرت علیؓ کے صاحبزادے حسین اور محمد نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اس کے بعد دونوں حضرت علیؓ کے پاس لوٹ آئے۔

حضرت حسنؓ کا جنگ سے کنارہ کرنا

اس دوران حضرت حسنؓ اپنے جگہ میں کھڑے رہے حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا بیٹے تم نے کیوں وہ کام نہیں کیا جو تمہارے بھائیوں نے کیا ہے حضرت حسنؓ نے فرمایا میرے لئے ان دونوں کا قتل کرنا ہی کافی تھا اتنے میں شامی لشکر حضرت علیؓ تک پہنچ گئے حضرت علیؓ تیزی کے ساتھ اس لشکر کی طرف بڑھے حسنؓ نے ان سے فرمایا امیر المومنین اس میں آپ کا کیا حرج ہے کہ آپ کوشش کر کے دوسرے ساتھیوں تک پہنچ جائیں جو دشمن کے مقابلہ میں جمے ہوئے ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا میرے بیٹے آج کا دن تیرے باپ کا دن ہے واللہ تیرے باپ کو ہرگز اس کی پرواہ نہیں کہ وہ موت پر گرتا ہے یا موت اس پر گرتی ہے۔

اشتر کا بھاگنے والوں کو بلانا

ابومخنف نے بواسطہ فضیل بن خدیج الکندی، اشتر نخعی کے غلام کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب عراقی میمنہ کو شکست ہوگئی اور حضرت علیؓ میسرہ کی جانب بڑھے تو سامنے سے اشتر کا گذر ہوا جو گھبراہٹ میں میمنہ کی جانب بڑھ رہا تھا حضرت علیؓ نے اسے آواز دی اس نے کہا امیر المومنین ابھی حاضر ہوا حضرت علیؓ نے فرمایا ان بھگوڑوں سے جا کر کہو کیا تم اس موت سے جسے تم ہٹا نہیں سکتے بھاگ کر اس زندگی کی طرف جا رہے ہو جو تمہارے لئے ہمیشہ باقی رہنے والی نہیں اشتر آگے بڑھا اور شکست خوردہ لوگوں کے پاس پہنچا ان سے کہا امیر المومنین نے مجھے تمہارے پاس یہ کلمات کہنے کے لئے بھیجا ہے اس کے بعد چیخ کر کہا لوگوں میرے پاس آؤ میں اشتر ہوں بھگوڑوں کی ایک جماعت تو اس کے پاس چلی آئی باقی لوگ اس کے سامنے بھاگتے ہوئے گذر گئے پھر اس نے آواز دی کہ آج تم نے اپنے آباء واجداد کو رسوا کیا آج تم نے کتنی بری جنگ کی میرے پاس مذحج کو بھیج دو بنو مذحج ان کے پاس آئے تو انہوں نے ان سے کہا آج نہ تو تم نے سخت پتھر کو توڑا اور نہ ہی اپنے پروردگار کو راضی کیا اور نہ تم نے اپنے دشمن کے معاملہ میں اپنے رب کی احکام کو ملحوظ رکھا یہ کیسے ہوا؟ حالانکہ تم تو ان لوگوں کے اولاد ہو جو سخت جنگجو اور علی الصباح حملہ کرنے والے مسلمہ شہسوار اور اپنے ہم عصروں میں بہادری میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے اور مذحج تو وہ طعنہ باز ہیں جن کے بدلہ سے بچنا ممکن نہیں جن کا خون رائیگاں نہیں جا سکتا اور کسی مقام میں وہ پسپا ہوتے ہوئے نہیں دیکھا گیا تم تو اپنے شہر والوں کے لئے سہارا ہو اپنی قوم میں سب سے زیادہ تمہاری تعداد ہے تم آج جو کچھ بھی کرو گے وہ ہمیشہ باقی رہے گا اس لئے ہمیشہ کے لئے اپنے اوپر بدنامی کا داغ نہ لگاؤ اور دشمن سے اپنے مقابلے کو سچ کر کے دکھاؤ بے شک اللہ تعالیٰ سچے لوگوں کے ساتھ ہیں۔

قسم اس رب کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے ان لوگوں میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو محمدؐ کے مقابلہ میں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی ہو تم نے آج کے دن اچھی جنگ کی ہے اب تم میرے سامنے جنگ کرو اس وقت تک کہ جب تک میرا چہرہ خون سے رنگین نہ ہو جائے تم اس بڑی جماعت کا ساتھ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جس کسی کے پہلو میں ہو ان کے ساتھ ہی اٹھاتے ہیں۔

اشتر کا حمایت علیؓ کا حق ادا کر دینا

ان لوگوں نے جواب دیا جہاں تمہارا جی چاہے لے چلو، میمنہ میں جو لوگ شامل تھے ان میں سے اکثر اس کے پاس جمع ہو گئے اشتر انہیں لیکر آگے بڑھے اور پھر شامی فوجوں کو روکا، ہمدانی جوان میں آگے بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہا تھا حتیٰ کہ انہوں نے شامی فوجوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا اور انتہائی ثابت قدمی دکھائی اور اس کے نتیجے میں ان میں سے ایک سو اسی آدمی قتل ہو گئے جن میں سے گیارہ سردار تھے جب کوئی سردار قتل ہوتا تو دوسرا فوراً جھنڈا سنبھال لیتا سب سے پہلے کریب بن شریح قتل ہوا پھر شرجیل بن شریح اس کے بعد مرشد بن شریح، ہبیرہ بن شریح، بریم بن شریح اور سمیرا بن شریح ایک دوسرے کے بعد قتل ہوئے یہ سب آپس میں بھائی تھے اس کے بعد سفیان بن زید نے جھنڈا سنبھالا پھر عدی بن زید نے پھر کریب بن زید نے، یہ تینوں بھی آپس میں بھائی تھے ان کے بعد عمیر بن بشیر نے جھنڈا سنبھالا پھر حارث بن بشیر نے، یہ دونوں بھائی بھی مقتول ہوئے۔

میمنہ کی واپسی اس کے بعد قلوص کے بھائی وہب بن کریب نے جھنڈا سنبھالا اور آگے بڑھنے کا ارادہ کیا تو اس کی قوم کے ایک شخص نے کہا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے جھنڈا لیکر واپس آجا تیرے قوم کے سردار اس کی حفاظت کرتے کرتے ختم ہو چکے ہیں اب تو آپ پر اور قوم پر رحم کر، یہ لوگ سب کے سب واپس لوٹے اور یہ کہے جا رہے تھے کہ کاش کچھ عرب کے لوگ ہوتے جو ہم سے موت پر خلف لیتا تو ہم آگے بڑھ کر لڑتے رہتے یہاں تک کہ یا تو خود قتل ہو جاتے یا کامیاب ہو جاتے یہ لوگ یہ الفاظ دہراتے ہوئے اشتر نخعی کے پاس سے گذرے تو اشتر نے ان سے کہا میں اس قسم کا خلف لیتا ہوں اور تم سے اس بات کا عہد لیتا ہوں کہ ہم ہرگز ہرگز پیچھے نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ کامیاب ہو جائیں یا سب کے سب قتل ہو جائیں یہ لوگ اس کے پاس جا کر کھڑے ہو گئے۔

کعب بن جعیل التغلبی نے اس واقعہ کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے **وهمدان زرق تبتغي من تحالف** (ترجمہ) نیلی آنکھوں والے ہمدان یہ تلاش کر رہے تھے کہ کون ان سے خلف لے،

اشتر میمنہ کی جانب جن لوگوں میں صبر وحیا اور وفا کا مادہ تھا وہ اس کے پاس آکر جمع ہو گئے اشتر جس دستے کی طرف بڑھتے اسے آخر پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیتے اس طرح حملہ کرتے کرتے وہ زیاد بن النضر کے پاس سے گذرا جو مخالفین کے لزکر پر حملہ کر رہا تھا اشتر نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے تو لوگوں نے جواب دیا زیاد بن النضر ہے۔

جب عبداللہ بن بدیل کے ساتھیوں کو شکست ہوئی تو زیاد بن النضر آگے بڑھے اور حملہ کر دیا اور اہل مدینہ کا جھنڈا سنبھالا جس کی وجہ سے لوگ ٹھہر گئے زیاد بن النضر اپنے قتل ہونے تک برابر لڑتے رہے جب وہ قتل ہو گئے تو تمام لوگ میدان سے بھاگ گئے مگر لوگ برابر لڑتے رہے کچھ دیر کے بعد یزید بن قیس الارحبی سامنے سے دشمن پر حملہ کرتے ہوئے نظر آئے اشتر نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہے تو لوگوں نے جواب دیا یہ یزید بن قیس الارحبی ہے جب زیاد بن النضر قتل ہو گئے تو انہوں نے اہل مدینہ کا جھنڈا سنبھالا حتیٰ کہ وہ بھی لڑتے لڑتے قتل ہو گئے اشتر بولا لو یہ بھی گیا اب اللہ کی جانب سے صبر کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے یا شریف آدمی کے فعل کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے آدمی کو شرم آنی چاہیے کہ وہ قتل ہوئے بغیر یا قتل کئے بغیر میدان سے پیچھے ہٹ جائیں۔

ابو مخنف نے بحوالہ ابو جناب الکلبی، حر بن الصباح النخعی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ اشتر اس روز ایک گھوڑے

پر سوار تھا اس کے ہاتھ میں ایک لمبی یمنی چادر تھی جب بھی پسینہ آتا تو اس چادر سے صاف کر لیتے ورنہ اسے نگاہوں کے سامنے رکھتا تا کہ شعاؤں سے محفوظ رہے پھر اپنی تلوار چلاتا اور یہ کہتا "**الغمرات ثم مینجلینا**" ہم پر آندھیاں آئیں لیکن وہ کھل گئیں۔

اشتر کی شجاعت و دلیری

راوی کہتا ہے کہ اس حالت میں اشتر پر حارث بن جمہان کی نظر پڑی اس وقت اشتر سر سے پیر تک لو ہے میں چھپا ہوا تھا اس وجہ سے حارث اسے پہچان نہ سکا اس کے قریب پہنچ کر کہنے لگا اللہ تجھے آج کے دن امیر المومنین اور مسلمانوں کی جانب سے بہترین بدلہ دے، یہ جملہ کہنے پر اشتر نے اسے پہچان لیا اور کہنے لگا اے ابن جمہان کیا تیرا جیسا شخص بھی آج اس مقام سے پیچھے رہ سکتا ہے جس مقام پر میں ہوں ابن جمہان نے نظر اٹھا کر دیکھا تو فوراً اسے پہچان لیا کیونکہ اشتر لوگوں میں سب سے لمبا تھا اور اس کی داڑھی بہت کم تھی حارث نے کہا میں تجھ پر قربان جاؤں مجھے معلوم نہ تھا کہ تو اس وقت اس جگہ کھڑا ہے واللہ جب تم میں قتل نہ ہو جاؤں تجھ سے دور نہ رہوں گا۔

راوی کہتا ہے کہ اس حالت میں قیس الناعطی کے بیٹے حمیر و منقذ کی نظر اشتر پر پڑی منقذ نے حمیر سے کہا آج عرب میں اس کا کوئی ثانی نہیں اور اس کا قتل و قتال اس کی نیت پر موقوف ہے حمیر نے کہا نیت تو وہی ہے جس کے لئے جنگ کر رہا ہے منقذ نے کہا مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ جنگ حکومت و سلطنت میں تبدیل نہ ہو جائے۔

اشتر کا راہ فرار اختیار کرنے والوں کو خطبہ

ابومخنف نے بواسطہ فضیل بن خدیج، اشتر کے غلام کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ:

> اشتر کے پاس جب میمنہ کے شکست خوردہ لوگ جمع ہو جاتے تو وہ انہیں جنگ پر ابھارتا اور کہتا اپنے دانتوں اور کچلیوں کو دبا لو اور اپنے کھوپڑیوں سے دشمن کا استقبال کرو اور اس قوم کے مقابلہ میں چٹان بن جاؤ جو اپنے باپ دادا اور بھائی بندوں کا بدلہ لینے آئی ہے تم دشمنوں کے گلہ گھونٹ دو جنہوں نے موت کو اپنی جانوں کا مسکن بنا لیا تا کہ وہ میدان چھوڑنے میں سبقت نہ کریں اور دنیا میں ذلیل خوار نہ ہو واللہ کسی قوم کے لئے کسی چیز کو چھوڑ دینا اتنا برا نہیں جتنا کہ اپنے دین کو چھوڑ دینا ہے یہ لوگ جو تم سے جنگ کر رہے ہیں تمہاری دین کی وجہ سے کر رہے ہیں ان کا مقصد یہ ہے کہ وہ سنت کو ختم کر کے بدعات کو ایجاد کرے اور جس گمراہی سے تمہیں نکالا ہے اسمیں تمہیں دوبارہ مبتلا کر دے، اے اللہ کے بندوں اپنا خون دینے میں خوش ہو جاؤ لیکن دین چھوڑنے پر خوش نہ ہونا کیونکہ تمہیں اس کا اجر اللہ کے ہاں ملے گا اور اللہ کے پاس نعمتیں والی جنت ہے اور میدان جنگ سے فرار میں بے عزتی، مال کا ضیاع، موت و زندگی کی ذلت اور دنیا و آخرت میں رسوائی ہے۔

ابن بدیل کی شہادت

اس کے بعد اشتر نے دشمنوں پر حملہ کیا اور انہیں پیچھے ہٹنے پر مجبور کر دیا عصر کے وقت وہ دشمن کو پیچھے ہٹاتے

ہٹاتے امیر معاویہ کے لشکروں کے صفوں کے قریب پہنچ گئے اور عبداللہ بن بدیل کے جانب بڑھے جو تین سو اشخاص کے ساتھ میدان میں جمع ہوئے تھے یہ لوگ زمین میں جھک گئے تھے گویا ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ مٹی کے ڈھیر ہیں اشتر نے ان کے چاروں اطراف سے شامیوں کو پیچھے ہٹایا تو ان لوگوں نے دیکھا کہ ان کے ساتھی ان کے پاس پہنچ گئے ہیں تو عبداللہ بن بدیل کے ساتھیوں نے ان سے سوال کیا امیر المومنین کا کیا حال ہے انہوں نے جواب دیا زندہ ہیں اور خیر و عافیت سے ہیں اور میسرہ میں موجود ہیں اور لوگ ان کے آگے جنگ میں مصروف نہیں تو عبداللہ بن بدیل کے ساتھیوں نے خدا کا شکر ادا کیا اور کہنے لگے ہمیں تو یہ خیال پیدا ہوا کہ امیر المومنین بھی قتل ہو گئے ہیں،

اس کے بعد عبداللہ بن بدیل نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ آگے بڑھو اشتر نے آدمی بھیج کر انہیں آگے بڑھنے سے منع کیا اور کہلا بھیجا کہ اپنی جگہ میں رہ کر جنگ کرو لیکن ابن بدیل نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی اور اس جانب بڑھنے لگے جہاں معاویہ تھے ابن بدیل کے چاروں طرف پہاڑوں کی طرح ڈٹے ہوئے تھے اور ان کی ہاتھ میں تلواریں تھی اور اپنے ساتھیوں کے آگے آگے تھے جو شخص بھی ان کے مقابل ہوتا تو اسے قتل کر دیتے تھے یہاں تک کہ انہوں نے سات آدمی قتل کئے اور معاویہ کے قریب پہنچ گئے یہ حالت دیکھ کر لوگ ان پر چاروں طرف سے ٹوٹ پڑے اور انہیں اور ان کے کچھ ساتھیوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا مگر یہ لوگ ان سے برابر جنگ کرتے رہے حتیٰ کہ خود بھی قتل ہو گئے اور ان کی ساتھیوں کی ایک جماعت بھی قتل ہو گئی باقی لوگ زخمی اور پسپا ہو کر لوٹ آئے۔

اشتر نخعی نے ابن جمہان کو ان لوگوں کو بچانے کے لئے بھیجا شامی لشکر انہیں گھیرنا چاہتے تھے لیکن ابن جمہان نے شامیوں پر حملہ کر کے انہیں پیچھے ہٹا دیا اور یہ لوگ ان کے نرغہ سے نکل کر اشتر کے پاس آ گئے اشتر نے ان سے کہا میں نے تمہیں جو رائے دی تھی وہ تمہاری رائے سے بہتر تھی کیا میں نے تم سے یہ نہیں کہا تھا کہ تم لوگ بھی دیگر لوگوں کی طرح اپنے جگہ پر جمے رہو۔

ابن بدیل کے حق میں معاویہ کا تعریف کرنا

جب امیر معاویہ نے ابن بدیل کو آگے بڑھتے دیکھا تو کہنے لگے کیا تم اس قوم کے مینڈھے کو نہیں دیکھتے، جب ابن بدیل قتل ہو گئے تو معاویہ نے لوگوں سے کہا جا کر دیکھو یہ کون شخص ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی انہیں نہ پہچان سکا پھر امیر معاویہ خود آئے اور ان کی لاش پر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے یہ عبداللہ بن بدیل ہے واللہ بنو خزاعہ کی عورتیں اگر ہم سے مردوں کی فضیلت کے بارے میں جھگڑیں تو فی الواقع وہ حق رکھتی ہیں انہیں سیدھا کرو یہ واقعتاً ایسا ہی ہے جیسا کہ شاعر نے کہا:

اخوا الحرب ان عقت به الحرب عفتها۔
وان شمرت یاما به الحرب شمرا

(ترجمہ) وبخوب جنگ کرنے والا ہے اگر چہ جنگ اس کے ٹکرے ٹکرے کر ڈالے اور اگر چہ لڑائی اس کے لئے اپنی دامن اچھی طرح چڑھالے۔

یہ دیکھ کر اشتر امیر معاویہ کی جانب بڑھا اور معاویہ بھی قبیلہ عک کو لیکر اشتر کی جماعت کے مقابلہ پر آیا اشتر

نے قبیلہ مذحج سے کہا ہمارے لئے عک کافی ہے اور یہ کہہ کر اشتر ہمدانیوں کی جانب بڑھا اور کندہ سے بولا ہمارے لئے اشعریین کافی ہے، ان قبائل میں باہم بہت سخت لڑائی ہوئی اور اشتر گھڑی گھڑی لشکر سے باہر آ کر اپنی قوم سے کہتا یہ قبیلہ عک ہی ہے ان پر سختی سے حملہ کرو اشتر کی ساتھی گھٹنوں پر سہارا لیکر جنگ کرتے اور یہ رجز پڑھتے:

یا ویل ام مذحج من عک .
هاتیک ام مذحج تبکی

(ترجمہ) اے ام مذحج تجھ پر عک کی وجہ سے افسوس ہو کہ تیرے پاس مذحج کی ماں روتی ہوئی آئی۔

ان لوگوں نے شام تک سخت جنگ کی پھر اشتر قبیلہ ہمدان اور کچھ لوگوں کو ساتھ لیکر شامی لشکر پر حملہ آور ہوئے اور انہیں اپنی جگہ سے ہٹا دیا حتیٰ کہ انہیں پیچھے ہٹاتے ہٹاتے اس مقام تک پہنچ گئے جہاں پانچ صفیں معاویہ کے گرد اپنے آپ کو عماموں سے باندھے کھڑے تھے یہاں پہنچ کر اشتر نے پھر سخت حملہ کیا حتیٰ کہ چاروں صفوں کو الٹ پلٹ کر دیا یہ چاروں صفیں خود کو عماموں سے باندھے ہوئے تھے پھر یہ لوگ پانچویں صف پر حملہ آور ہوئے جو معاویہ کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے جب یہ معاویہ تک پہنچ گئے تو معاویہ نے گھوڑا طلب کیا اور کہا میرا ارادہ بھی یہی تھا کہ جیسے لوگ پیچھے ہٹ گئے ہیں میں بھی ہٹ جاؤں لیکن مجھے ابن اطنابہ کے بیٹے کے شعر یاد آ گئے:

ابت لی عفتی وحیاء نفسی .
واقدمی علی البطل المشیح

(ترجمہ) میری پاک دامنی اور حیاء نے ایک زبردست بہادر کو ختم کرنے سے باز رکھا۔

واعطائی علی المکروہ مالی .
واخذ الحمد بالثمن الربیح

(ترجمہ) اور مکروہات کے وقت میرے مال کی عطاء اور زیادہ قیمت کے ساتھ حاصل کرنے سے مجھے باز رکھا۔

وقولی کلما جشأت وجاشت .
مکانک تحمدی او تستریحی

(ترجمہ) اب میرا قول تو یہی ہے کہ میں سب کچھ اپنی مدافعت کے لئے کروں گا چاہے اس کے بعد لوگ تعریف کرے یا دنیا سے چھٹکارا مل جائے، تو شاعر کی ان اشعار نے مجھے بھاگنے پر مجبور کیا۔

حضرت علیؓ کی تقریر

ابو مخنف نے بواسطہ مالک بن اعین الجہنی، زید بن وہب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ

جب حضرت علیؓ نے دیکھا ان کا میمنہ اپنی جگہ واپس آ گیا ہے اور دوبارہ میدان جنگ میں پہنچ گیا ہے اور انہوں نے دشمنوں کو پیچھے ہٹا دیا ہے اور انہیں ان کے مرکز اور مورچوں تک دباتے چلے گئے ہیں تو حضرت علیؓ ان کے پاس پہنچے اور ان سے مخاطب ہو کر فرمایا جب تمہیں سرکشی اور نافرمان شامی اعراب گھیرے ہوئے تھے تو میں نے تمہارے پیچھے ہٹنے اور صفوں کو چھوڑنے کو دیکھا، تم عرب کے شہسوار اس کی سب سے بری کو ہان ہو تم لوگ پوری رات جاگ کر کلام اللہ کی تلاوت میں گذار دیتے ہو تم لوگ حق کے دعویٰ کرنے والے ہو حالانکہ سرکشوں نے حق کو چھوڑ دیا اگر تمہاری پسپائی کے بعد تمہارے لئے آگے بڑھنا نہ ہوتا تو ایک دفعہ گھیرے جانے کے بعد دوبارہ دشمن پر حملہ آور نہ ہوتے تو تمہارا انجام بھی ایسا ہی ہوتا جیسے جنگ سے بھاگنے والے کا ہوتا ہے لیکن اب میرا غم ہلکا ہو گیا ہے کیونکہ جب میں نے تمہیں دیکھا کہ تم دوبارہ لوٹ کر دشمن کو اسی طرح گھیرے ہوئے ہو جیسے انہوں نے تمہیں گھیرا تھا اور تم نے ان کو اپنے مورچوں پیچھے ہٹا دیا اور تم اپنی تلواروں سے ان پر پے درپے وار کر رہے تھے اور دشمن کی اگلی صفیں اپنی پچھلی صفوں پر گری جارہی تھی۔

اب تم صبر کرو تم پر سکون اور اطمینان نازل ہو گیا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے یقین پر ثابت قدم رکھا تا کہ بھاگنے والا یہ جان لے کہ وہ اپنی رب کی نافرمانی کر کے اپنے آپ کو بچانا چاہتا ہے یاد رکھو بھاگنے میں اللہ کی ناراضگی اور ہمیشہ کی ذلت اور رسوائی ہے اور اپنے ہاتھ سے غنیمت کو کھونا اپنی زندگی کو جان بوجھ کر خراب کرنا ہے بھاگنے والوں کی عمر میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ بھی ان سے ناراض ہو جاتے ہیں ان امور کے آنے سے قبل بھی انسان کی موت برحق تھی تقدیر پر راضی رہنا اور اس کا اقرار کرنا بہت ضروری ہے۔

ابوشداد کی بہادری

ابومخنف نے عبدالسلام بن عبداللہ بن ضابر الاحمسی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ صفین کے روز قبیلہ بجیلہ کا جھنڈا بنو احمس بن غوث بن انمار کے پاس تھا اور اسے ابوشداد تھامے ہوئے تھے ان سے قبیلہ بجیلہ نے علم اٹھانے کی درخواست کی انہوں نے جواب دیا اس کام کے لئے دوسرے لوگ مجھ سے بہتر ہیں اہل قبیلہ نے عرض کیا ہم آپ کے علاوہ کسی اور کو امیر نہیں بنائیں گے اس پر ابوشداد نے کہا واللہ اگر تم مجھے یہ جھنڈا دو گے تو میں اس وقت تک دم نہ لونگا جب تک کہ اس سونے کے چھتری والے کے پاس نہ پہنچ جاؤں ان لوگوں نے عرض کیا آپ کا جو جی چاہے کریں ابوشداد نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور صفوں کو چیرتے ہوئے اس چھتری والے کے بالکل قریب پہنچ گئے اس چھتری والے کے چاروں طرف معاویہ کی ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت موجود تھی لوگ کہتے ہیں اس کا نام عبدالرحمٰن بن خالد ابن المخزومی تھا اس مقام پر نہایت زبردست جنگ ہوئی ابوشداد نے آگے بڑھ کر اس چھاتہ بردار پر حملہ کر دیا

لیکن امیر معاویہ کا ایک رومی ابوشداد کا مقابل ہو گیا اس نے ابوشداد کے پیروں پر تلوار کے وار کر کے ان کا پیر کاٹ دیا البتہ ابوشداد کا وار بہت کاری رہا اور وہ رومی مقتول ہو کر گر گیا اس کے قتل ہوتے ہی بہت ساری نیزوں کی سنانیں ان کی جانب بڑھیں اور ابوشداد بھی قتل ہو کر گر گئے۔

قبیلہ بجیلہ کے روساء کا قتل عام

ان کے قتل کے بعد عبداللہ بن قلع الاحمسی نے جھنڈا ہاتھ میں لیا اور یہ اشعار پڑھتے جاتے تھے:

لا یبعد اللہ ابا شداد .
حیث اجاب دعوت المنادی
(ترجمہ) اللہ ابو شداد کو اپنی رحمتوں سے محروم نہ کرے کیونکہ انہوں نے منادی کو پکار کر قبول کیا ۔
وشدّ بالسیف علی الاعادی .
لنعم الفتیٰ کان لدی الطّراد
(ترجمہ) اور دشمنوں پر تلوار سے بہت سخت حملہ کیا اور وہ جنگ کرتے وقت اچھے جوان تھے ، وفی طعاف ارجل والجلاد ، اور پیدلوں اور نیزہ بازی کے وقت اچھے جوان تھے۔

عبداللہ بن قلع نے بھی اپنی بہادری کے جوہر دکھائے حتیٰ کہ وہ بھی قتل کر دیئے گئے ان کے قتل کے بعد عفیف بن ایاس نے جھنڈا سنبھالا اس روز جنگ ختم ہونے تک جھنڈا ان کے پاس رہا اسی جنگ میں حازم ابن ابی حازم الاحمسی بھی قتل ہوئے جو قیس بن ابی حازم کے بھائی تھے۔

حضرت عثمانؓ کی بے کسی کی یاد

اسی روز نعیم بن صہیب بن العلیہ البجلی بھی مارا گیا جب یہ مقتول ہوا تو اس کے چچازاد بھائی جس کا نام نعیم بن الحارث بن العلیہ البجلی تھا امیر معاویہ کے پاس آیا اور یہ ان کے حامیوں میں سے تھا اس نے معاویہ نے کہا یہ مقتول میرا چچازاد بھائی ہے آپ اس کی لاش مجھے دیدیجئے تاکہ میں اسے دفن کردوں امیر معاویہ نے کہا اسے دفن کرنے کی ضرورت نہیں یہ اس کا ہرگز اہل نہیں ہے واللہ ہم عثمان بن عفان کو اعلانیہ طور پر دفن کرنے پر قادر نہیں تھے اور ہم نے مخفی طور پر انہیں دفن کیا تھا نعیم بن الحارث نے کہا اگر آپ مجھے اس کو دفن کرنے نہیں دیں گے تو میں آپ کا ساتھ چھوڑ دونگا اور آپ کے دشمنوں سے مل جاؤں گا امیر معاویہ نے کہا کیا تو عرب کے روساء کو نہیں دیکھتا ہر کوئی اپنی اپنی پریشانی میں مبتلا ہے اور تجھے اپنے چچازاد بھائی کی پڑی ہے تیرا دل چاہے تو اسے دفن کر دے یا چھوڑ دے اس کے بعد نعیم بن الحارث نے اپنے چچازاد بھائی کو دفن کر دیا۔

حارث ازدی کا خطاب

ابومخنف نے حارث بن حصیرہ الازدی کا یہ بیان ذکر کیا ہے اور یہ قبیلہ ازد کے شاخ نمر سے تعلق رکھتا تھا

اس کا کہنا ہے کہ جب مخنف بن سلیم ازدی کو ازدیوں کی امداد کی دعوت دی گئی تو اس نے اولاً باری تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا

کہ سب سے بڑی غلطی اور سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ اپنی قوم کے مقابلہ ہی کی دعوت دی جا رہی ہے اور خود ہمارے قوم کو ہمارے خلاف کھڑا کیا جا رہا ہے خدا کی قسم یہ لوگ ہمارے ہاتھ ہیں ہم اپنے ہاتھوں کو خود اپنے ہاتھوں سے کاٹ رہے ہیں یہ لوگ ہمارے پر ہیں ہم اپنے پر اپنے تلواروں سے نوچ رہے ہیں اگر ہم اپنی قوم سے محبت نہ کریں اور انہیں نصیحت نہ کریں تو ہم سے زیادہ ناشکرا اور احسان فراموش نہیں اگر ہم انہیں نصیحت کرتے ہیں تو اس میں ہماری عزت ہیں اور اسی طرح ہم اس بڑھکتی آگ کو بجھا سکیں گے۔

اس پر جندب بن زہیر نے کہا خدا کی قسم یہ ہمارے باپ ہوتے اور ہم ان کی اولاد ہوتے یا ہم ان کے باپ ہوتے اور یہ ہمارے اولاد ہوتی اس کے بعد یہ لوگ ہماری جماعت سے نکل جاتے اور ہمارے امام پر اعتراض کرتے تو اس وقت یہ لوگ ہمارے اہل ملت اور اہل ذمہ پر زبردستی حاکم ہوتے اس وقت اگر ہم ایک رائے پر متفق بھی ہوتے تو بھی یہ لوگ ہمیں ہرگز نہیں چھوڑتے جب تک ہم ان کی رائے قبول نہ کر لیتے یا یہ لوگ ہماری دعوت قبول کر لیتے یا تیسری صورت یہ ہوتی کہ ہمارے اور ان کے بیشمار لوگ قتل ہوتے۔

مخنف بن سلیم کا فیصلہ

مخنف نے جندب سے کہا اور یہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی تھے اللہ تیری نیت اچھی کریں میں تو کسی ایسے چھوٹے اور بڑے سے واقف نہیں ہوں جو برائی میں مبتلا نہ ہو خدا کی قسم ہم کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے کہ کس کا ساتھ دیں اور کس جماعت کو چھوڑیں ہم نے تو زمانہ جاہلیت میں بھی خانہ جنگیوں میں حصہ نہیں لیا اب تو ہم اسلام لا چکے ہیں تو اس حالت میں بھی ہم بدرجہ اولیٰ اس خانہ جنگی میں حصہ نہیں لیں گے ہاں تو ضرور ایک سخت اور تکلیف دہ کام کو اختیار کیا ہے اے اللہ ہمیں مصائب سے زیادہ عافیت محبوب ہے اب جس چیز کا تجھ سے جو شخص طالب ہوا سے وہ عطا کر،

اس پر ابو بریدہ بن عوف نے کہا اے اللہ ہمارے لئے اس چیز کا فیصلہ فرما دیجئے جو آپ کو زیادہ پسند ہو اے میری قوم تم دیکھ رہے ہو کہ لوگ کیا کر رہے ہیں اور ہمارے لئے وہی طریقہ بہتر ہے جس پر جماعت عمل پیرا ہے اگر واقعتاً ہم حق پر ہیں اور اگر یہ مخالفین سچے ہیں تب بھی ان کا طریقہ کار برا ہے خواہ اس کا نقصان زندگی میں ہو یا موت میں۔

جندب اور اس کے خاندان کی وفاداری

جندب بن زہیر مقابلے کیلئے میدان میں نکلا اور شامیوں کے ساتھ جو ازدی شامل تھے ان کے سردار کو مقابلے کی دعوت دی اس شامی سردار نے اس کی دعوت قبول کر لی اور اسے قتل کر دیا جندب کی جماعت میں سے عجل اور سعد بھی قتل ہوئے اور مخنف کے ساتھیوں میں سے عبداللہ بن ناجذ، خالد بن ناجذ، عمرو بن عویف، عامر بن عویف، عبداللہ بن الحجاج، جندب بن زہیر اور ابو زینب بن عوف ابن الحارث قتل ہوئے عبداللہ بن الحصین الازدی ان قراء میں شامل تھے جو عمار بن یاسر کے ساتھ قتل ہو گئے۔

عقبہ بن حدید النمر ی اوراس کے بھائیوں کاقتل

ابومخنف نے بواسطہ حارث بن حصیرہ قبیلہ نمر کے بزرگوں کا یہ قول نقل کیا ہے کہ عقبہ بن حدید النمر ی نے جنگ صفین میں لوگوں سے مخاطب ہوکر کہا لوگوں دنیا کی چراگاہیں ایک کوڑا کرکٹ ہے اس کے درخت سوکھے ہوئے ،اوراس کی ہرنئی چیز کانٹوں کی طرح ہے ان کا مزا کڑوا ہے خبردار میں تم سے ایک سچے آدمی کی بات بیان کرتا ہوں کہ میں نے دنیا کو خوب آزمایا اس میں میری جان کا جو حق تھا اس کو بھی پہچانا میں ہمیشہ شہادت کی تمنا کرتا تھا اوراس شوق کی وجہ سے ہر لشکر کے ساتھ شریک ہوتا اور ہر جنگ میں حصہ لیتا مگر اللہ نے آج تک میری یہ خواہش پوری نہیں کی اس لئے میں آج اپنے آپ کو پیش کررہا ہوں شاید جس چیز کی میرے دل میں خواہش ہے وہ آج پوری ہو جائے ، اے اللہ کے بندوں تم موت کے ڈر سے لیکر چلے جاؤ یا تلوار کی ایک ضرب سے اللہ تعالیٰ کی دیدار اور جنت میں انبیاء شہداء ،صالحین اور صدیقین کی قرب حاصل کرو بتاؤ گون سا راستہ درست ہے؟

اس تقریر کے بعد وہ آگے بڑھے اور کہتے جاتے تھے کہ لوگوں میں نے اس گھر کو یعنی دنیا کو فروخت کرڈالا ہے میرا چہرہ اس گھر کے سامنے ہے یعنی آخرت کے اب مجھے تمہارے چہرے دیکھ کر خوشی حاصل نہیں ہوتی اللہ تعالیٰ تمہاری امیدیں ختم نہ کریں۔

جب یہ آگے بڑھے تو ان کے بھائی عبید اللہ ،عوف اور مالک بھی یہ کہتے ہوئے ان کے پیچھے چلے اور یہ لوگ یہ کہتے ہوئے جارہے تھے کہ ہم بھی آپ کے بعد اس دنیا کے رزق کے طالب نہیں آپ کے بغیر اللہ اس زندگی کا برا کرے اے اللہ ہم نے اپنی جانوں کو آپ کے لئے پیش کردیا ہے ،الغرض ان چاروں بھائیوں نے آگے بڑھ کر حملہ کردیا اور اپنے قتل ہونے تک لڑائی میں برسر پیکار رہے۔

ابن ذی الجوشن کی جنگ

ابومخنف نے بواسطہ صلت بن زہیر النہد ی ،مسلم بن عبداللہ الضبائی کا یہ قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں اپنے قبیلہ والوں کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا ہمارے ساتھ شمر بن ذی الجوشن الضبائی بھی تھا مخالفین میں سے ادہم بن محرز الباہلی نے مقابلے کے لئے اسے للکارا جب شمر بن ذی الجوشن مقابلے کے لئے پہنچا تو ادہم بن محرز نے تلوار سے ان کے چہرے پر وار کیا شمر نے بھی ان پر وار کیا لیکن وہ کامیاب نہیں گیا اس کے بعد شمر زخمی حالت میں اپنے کجاوے کی طرف لوٹ گیا وہاں جاکر پانی پیا پھر نیزہ سنبھال کر آگے بڑھا اس وقت شمر یہ رجز پڑھ رہا تھا:

انی زعیم لاخی باھلہ ۔

بطعنۃ ان کم احب عاجلہ

(ترجمہ) میں اپنے باہلی بھائی کے ارادہ سے نیزہ لیکر نکلا اگر میں جلدی نہ مارا گیا،

او ضربۃِ تحت القنا والوغیٰ ۔

شبھیۃ بالقتل او قاتلہ

(ترجمہ) یا تو اس پر فاصلہ سے وار کروں گا
یا پھر اسے قتل کر دوں گا یا مقتولوں جیسا بنا دوں گا۔

یہ اشعار پڑھ کر اس پر حملہ کر دیا اور اسے پچھاڑ دیا اور کہا یہ تیرے وار کا بدلہ ہے۔

مالک و بشر کا ٹکراؤ

ابو مخنف نے عمرو بن عوف ابن مالک الجشمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ بشر بن عصمہ المزنی امیر معاویہ کے ساتھ تھا جب جنگ صفین کا واقعہ پیش آیا تو بشر بن عصمہ نے مالک بن العقدیہ کا مقابلہ کیا مالک بن العقدیہ اس پر غالب آ گیا لیکن اچانک بشر نے اسے بھاگتے دیکھا تو اس پر حملہ کیا اور اسے نیزہ مار کر گرا دیا پھر بشر واپس آیا لیکن اسے اس بات کا افسوس تھا کہ میں نے زبردستی نیزہ کیوں مارا اس پر بشر نے یہ اشعار کہے:

وانی لارجو من ملیکی تجاوزا.
ومن صاحب الموسوم فی الصدرھا
(ترجمہ) مجھے اپنے بادشاہ سے امید ہے کہ وہ مجھ سے اور موسوم
گھوڑے کے سوار سے درگذر کریگا جس کے سینے پر نیزہ لگا تھا،
دلفت لہ تحت الغبار بطعنۃ.
علی ساعہ فیھا الطعان تخالس
(ترجمہ) میں نے گرد غبار میں اس کے
ایسے وقت نیزہ مارا جبکہ نیزے چل رہے تھے،

ابن عقدیہ کو جب اس کے اشعار کا علم ہوا تو اس نے جواب دیا:

الا ابلغا بشر ابن عصمہ اننی .
شغلت واطعانی الذین امارس
(ترجمہ) میری جانب سے بشر ابن عصمہ کو یہ خبر پہنچادے
کہ مجھے بھاگنے والوں نے اپنی جانب مشغول کر لیا تھا،
فصادفت منّی عزۃَ واصبتھا.
کذالک والابطال ماضٍ وخالس
(ترجمہ) تو نے مجھے دھوکہ سے حملہ کیا اور اس سے
فائدہ اٹھایا کیا بہادر لوگ ایسے کرتے آئے ہیں۔

علیؓ کے ساتھی عبداللہ بن الطفیل کا واقعہ

اس کے بعد عبداللہ بن الطفیل البکائی نے شامیوں کے لشکر پر حملہ کر دیا جب وہ واپس لوٹے تو بنو تمیم کے ایک شخص نے اس پر حملہ کر دیا اور عبداللہ بن الطفیل کے دونوں لونڈھوں کے درمیان نیزہ رکھا اور کہا واللہ اگر تو اس کے نیزہ مارے گا تو میں تیرے نیزہ ماردوں گا۔

تمیمی نے کہا میں تجھے اللہ کا عہد و ذمہ دیتا ہوں کہ اگر میں اس کی پشت سے نیزہ ہٹالوں تو تو میری پشت سے نیزہ ہٹالے گا یزید نے کہا ہاں میں تجھ سے اللہ کے نام پر عہد کرتا ہوں۔
یہ سن کر تمیمی نے عبداللہ بن الطفیل کے پشت سے نیزہ ہٹالیا اور یزید نے تمیمی کے پشت سے، پھر تمیمی نے یزید سے پوچھا کہ تیرا تعلق کس قبیلہ سے ہے اس نے جواب دیا میں بنو عامر سے ہوں اس نے کہا اللہ مجھے تجھ پر فدا کرے تمہارے بزگوں کی محبت کہاں گئی تو اس نے کہا میں اپنے خاندان میں گیارہواں شخص ہوں باقی دس کو تم قتل کر چکے ہو، جب یہ لوگ کوفہ لوٹے تو یزید بن الطفیل کو لوگوں نے طعنہ دینے شروع کر دیئے اس پر یزید بن الطفیل نے یہ اشعار کہے:

الم ترنی حامیت عنک مناصحاً.
بصفین اذخلاک کل حمیم
(ترجمہ) کیا تم نے مجھے نہیں دیکھا کہ میں نے صفین کے روز تجھے بھائی چارہ کی وجہ سے بچایا جبکہ تجھے تیرے دوستوں نے چھوڑ دیا تھا۔
وتھنھت عنک الحنظلی وقد اتیٰ.
علی سابح ذی میعةٍ وھزیمِ
(ترجمہ) اور میں نے تجھ سے حنظلی کو روک لیا حالانکہ وہ ایک تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر شکست دینے کیلئے آیا تھا۔

علیؓ کے ساتھی عبدالرحمٰن بن محرز الکندی کی شجاعت

ابومخنف نے فضیل بن خدیج الکندی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ دوران جنگ ایک شامی نے آگے بڑھ کر اپنے مقابلہ کی دعوت دی اس کے مقابلہ پر عبدالرحمٰن بن محرز الکندی نکلے دونوں میں کچھ دیر لڑائی ہوئی پھر عبدالرحمٰن نے شامی پر حملہ کر دیا اور نیزہ مار کر اسے گرادیا اور گھوڑے سے نیچے اتر کر اس کے ہتھیار لے لئے اور اس کے جسم پر سے زرہ اتار لیا جب بدن ظاہر ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ ایک سیاہ فام حبش غلام تھا یہ دیکھ کر عبداللہ نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا بلاوجہ میں نے اپنی جان کو ایک سیاہ فام غلام کے مقابلہ پر خطرے میں ڈالا۔

عکی کا قیس کو زخمی کرنا

اس کے بعد ایک عکی مقابلہ کی دعوت دیتا ہوا نکلا اور اس کے مقابلہ پر قیس بن فہدان الکنانی گیا عکی نے قیس پر حملہ کر کے اسے خوب مارا بعد میں قیس کے ساتھیوں نے اسے میدان سے اٹھالائے اس واقعہ پر قیس بن فہدان نے یہ اشعار کہے:

لقد علمت عک بصفین اننا.
اذالتقت الخیلان نطعنھا شزرا
•ترجمہ میدان صفین میں قبیلہ عک نے یہ بات خوب جان لی کہ جب دو گھوڑے آپس میں ملتے ہیں تو ہم نیزتے کا بھرپور وار کرتے ہیں،

ونحمد رایات الطعان بحقها .
فنوردها بیضاً ویصدرها حمرا

(ترجمہ) اور نیزوں کے پلوں کو ہم ان کا پورا پورا بدلہ دیتے ہیں کہ
جب ہم انہیں بدن پر مارتے ہیں تو وہ سفید ہو جاتا ہے اور جب انہیں
کھینچتے ہیں تو وہ سرخ ہوتے ہیں۔

قیس کی لشکر کو نصیحت

ابومخنف نے فجیل بن خدیج کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ قیس بن فہدان نے اپنے ساتھیوں کو للکارتے ہوئے کہا جب تم حملہ کرو تو سختی سے حملہ کرو اور جب تم پلٹ کر حملہ آور ہو تو سب مل کر حملہ کرو نگاہیں نیچی رکھو باتیں کم کرو اور اپنے مدمقابل سے مقابلہ کرو کہیں دیہاتی اور بدو تمہارے مدمقابل نہ ہو جائے۔

اس روز بنوالحارث بن عدی میں سے نہیک بن عزیز بنو ذہل میں سے عمرو بن یزید اور سعید بن عمرو قتل ہوئے۔

قیس اور ابوالعرطہ کی لڑائی

قیس بن یزید جو پہلے حضرت علیؓ کے ساتھ تھے پھر بھاگ کر امیر معاویہ کے ساتھ مل گئے اور اس کے بعد وہ میدان میں نکلے اور اپنے مقابلہ کی دعوت دی حضرت علیؓ کے جانب سے اس کے بھائی ابوالعرطۃ بن یزید آئے دونوں نے ایک دوسرے کو دیکھ کر پہچان لیا اور بلا مقابلہ میدان سے لوٹ گئے اور دونوں نے اپنے اپنے لشکروں میں جا کر کہا اس کا مقابل اس کا بھائی تھا۔

ہمدان و طے قبیلوں کا مقابلہ

ابومخنف نے جعفر بن خذیفہ الطائی کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ صفین کے روز قبیلہ طے نے بہت سخت جنگ لڑی ان کی جنگ دیکھ کر بہت سے جماعتوں نے انہیں گھیر لیا حمزہ بن مالک الہمدانی نے آگے بڑھ کر ان سے سوال کیا کہ تم لوگ کون ہو؟ عبداللہ بن خلیفہ البولانی جو ایک شیعہ اور نہایت عمدہ خطیب تھا اس نے جواب دیا ہم قبیلہ و طے ہیں جو نرم زمین ریگستان اور پہاڑوں پر قابض ہیں جو کھجور کے درختوں کے مالک ہیں جو عذیب اور عین کے درمیان واقع ہیں ہم نیزوں والے طے ہیں اونٹوں اور میدانوں والے طے ہیں ہم لڑائی کے شہسوار ہیں، اس کے بعد حمزہ نے جواب دیا بہت اچھا تم اپنی قوم کی تعریف کرنا جانتے ہو اس کے بعد حمزہ نے یہ اشعار کہے:

ان کنت لم تشعر بنجدة مشعر .
فاقدم علینا ویب غیرک تشع

(ترجمہ) اگر تو نجدہ قبیلہ سے واقف نہیں ہے
تو ہمارے مقابل آ اور تو اپنے مقابل کو خوب جانتا ہے،

پھر ان لوگوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی عبداللہ بن خلیفہ البولانی لوگوں کو چیخ چیخ کر کہتا رہا کہ اے طے کی

جماعت تم پر میرے آل قربان ہو ایسے لوگوں سے جنگ کرو جو حسب نسب میں تمہارے برابر کا ہو، یہ کہکر عبداللہ نے یہ اشعار پڑھے:

انـــا الـــذی کـنـــت اذا الـــداعـــی دعـــا .

مـــصـــمـــاً بـــالسیف نـــدبـــا اروعـــا

(ترجمہ) میں وہ شخص ہوں کہ جب کوئی پکارنے والا مقابلہ کے لئے پکارتا ہے تو تلوار لیکر اس کی پکار کا جواب دیتا ہوں اور اسے خوف میں مبتلا کر دیتا ہوں۔

فـــانـــزل الـــمستـنـــلـم الـــمـــقـــنـــعـــا .

واقتـــل الـــمبـــالـــط السیـــمـــدعـــا

(ترجمہ) میں سخت سے سخت خطرناک گھاٹیوں میں اتر جاتا ہوں اور بڑے بڑے بہادروں کو قتل کر دیتا ہوں۔

ابن العسوس کے رجزیہ اشعار

بشر بن العسوس الطائی الملقطی یہ رجز پڑھ رہا تھا:

یـــا طـــیـــی السهـــول والاجـــبـــال .

الا انهـــدوا بـــالبیـــض والـــعـــوالـــی

(ترجمہ) اے طئی جو نرم زمین اور پہاڑوں کے مالک ہیں چمکدار اور بلند ہونے والی تلوار سے حملہ کرو،

وبـــالـــکـــمـــاة مـــنـــکـــم الابـــطـــائـــی .

فـــقـــادعـــوا ائـــمۃ الـــجـــهـــال

(ترجمہ) اپنے بہادروں کو آگے بڑھاؤ اور جاہلوں کے اماموں کو قتل کرو،

الســـالـــکیـــن سبـــل الـــضـــلال .

جو گمراہی کے راستے پر چل رہے ہیں۔

اس جنگ میں بشر بن العسوس کی ایک آنکھ پھوٹ گئی اس پر اس نے یہ اشعار کہے:

الا لیـــت عیـــنـــی مثـــل هـــذه .

فـــلـــم أمـــش فـــی الانـــاس الا بـــقـــائـــد

(ترجمہ) کاش میری صحیح آنکھ بھی اس طرح پھوٹ جاتی اور میں لوگوں میں بغیر رہبر کے نہ چل سکتا،

ویـــا لیتـنـــی لـــم أبـــق بـــعـــد مـــطـــرّف .

وسعد و بعد المستنیر بن خالد

(ترجمہ) کاش میں مطرف وسعد اور مستنیر ابن خالد کے بعد زندہ ہوتا،

فوارس لم تغذ الحواضین مثلھم

اذا الحرب ابدت عن خدام الخرائد

(ترجمہ) یہ ایسے شہسوار تھے کہ کسی ماں نے بھی ان جیسے شہسواروں کو غذا نہ دی ہوگی جبکہ جنگ اپنا بہاؤ ظاہر کر دے،

ویالیت دجلی ثم طنت بنصفھا .

ویالیت کفی ثم طاعت بساعدی

(ترجمہ) کاش کہ میرا پاؤں بھی درمیان سے کاٹ دیا جاتا اور کاش کہ میرا ہاتھ اور میرا بازو بھی کاٹ دیا جاتا۔

حنثر بن عبیدہ کی بھاگنے والوں کو تقریر

ابومخنف نے بواسطہ التیمی، بنومحارب کے بعض بزرگوں کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ بنومحارب میں ایک شخص تھا جس کا نام حنثر بن عبیدہ بن خالد تھا اور اس کا شمار بہادر لوگوں میں ہوتا تھا جنگ صفین میں اس کے ساتھی پیٹھ پھیر بھاگنے لگے تو وہ اپنے ساتھیوں کو للکارتا رہا اور کہتا رہا اے قیس کی جماعت کیا تمہیں ابلیس کی اطاعت رب العزت کی اطاعت سے زیادہ پسند ہے یاد رکھو بھاگنے میں اللہ کی نافرمانی اور ناراضگی ہے اور ثابت قدمی میں اللہ کی اطاعت اور اس کی رضامندی ہے تو اللہ کی رضامندی میں اس کی ناراضگی اور اس کی اطاعت میں اس کی نافرمانی کررہے ہو یاد رکھو موت کے بعد راحت صرف اس شخص کو ملے گی جو زندگی بھر اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہتا ہے اس کے بعد حنثر نے یہ اشعار پڑھے:

آدمی کا دل اسے پشت پھیرنے میں مائل نہ کرے،
میں وہ شخص ہوں جو نہ میدان سے منہ موڑتا ہے اور نہ بھاگتا ہے
اور بے ہتھیار لوگوں کو دھوکہ باز دھوکہ نہیں دے سکتا۔

اس کے بعد حنثر نے بہت سخت جنگ کی حتیٰ کہ وہ زخمی ہوگیا پھر یہ ان پانچ سو آدمیوں کے ساتھ جنہوں نے فروۃ بن نوفل الاشجعی کے ساتھ علیحدگی اختیار کرلی تھی ان میں شامل ہوگیا اور یہ لوگ دسکرہ اور بندنیجین میں جاکر مقیم ہو گئے۔

قبیلہ نخع کی جانثاری

اس روز قبیلہ نخع نے بھی انتہائی بہادری سے جنگ کی اس قبیلہ میں سے بکر بن ہوذہ، حیان بن ہوذہ شعیب بن نعیم جو قبیلہ نخع ہیں بنوبکر سے تعلق رکھتا تھا، ربیعہ بن مالک بن ذہیل اور ابی بن قیس قتل ہوئے یہ ابی امام علقمہ ابن قیس النخعی مشہور فقیہ کے بھائی تھے اس روز امام علقمہ کا ایک پاؤں بھی کٹ گیا تھا امام علقمہ اس پر فرمایا کرتے تھے مجھے

اپنے پاؤں کا اچھا رہنا اس کٹ جانے سے زیادہ محبوب نہیں کیونکہ اس کے کٹ جانے سے میں اپنے پروردگار سے اچھے اجر کا امید رکھتا ہوں۔

امام علقمہ کا اپنے بھائی کو خواب میں دیکھنا

امام علقمہ فرماتے ہیں کہ میری تمنا تھی کہ میں اپنے بھائی یا دیگر عزیز واقارب کو خوب میں دیکھوں، اللہ تعالیٰ نے میری تمنا پوری کر دی اور ایک دن میں نے اپنے بھائی کو خواب میں دیکھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا تو اس نے جواب دیا کہ ہم اور ہماری جماعت اللہ تبارک وتعالیٰ سے ملے اور اللہ سے ہم نے اس کا احتجاج کیا جو ہمارے ساتھ پیش آیا تھا تو ہم مخالفین کے مقابلے پر کامیاب ہوئے، امام علقمہ فرماتے ہیں کہ مجھے اس خواب سے جو خوشی حاصل ہوئی وہ کسی چیز سے حاصل نہیں ہوئی۔

حضرت علیؓ کی ربیعہ سے امداد طلبی

ابو مخنف نے بحوالہ سوید بن حیۃ الاسدی، حصین بن منذر کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ سے پیشتر چند حضرات حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ خالد بن المعمر نے امیر معاویہ سے خط وکتابت کی ہے اور ہمیں خوف ہے کہ کہیں خالد بن المعمر معاویہ کے ساتھ نہ مل جائے حضرت علیؓ نے ایک شخص کو خالد بن المعمر اور شرفاء کو بلانے بھیجا جب یہ لوگ آ گئے تو حضرت علیؓ نے اولاً باری تعالیٰ کی حمد وثناء کی اور فرمایا اے ربیعہ کی جماعت تم لوگ میری مددگار اور میری دعوت کو قبول کرنے والے ہو اور تمام عرب میں سب سے زیادہ مجھ پر یقین رکھتے ہو مجھے اطلاع ملی ہے کہ تمہارے ساتھی خالد بن المعمر نے معاویہ سے خط وکتابت کی ہے اور میں نے تمہیں اس وجہ سے بلایا ہے تاکہ میں اس بات پر تمہیں گواہ بنا دوں اور تم میری بات سن لو،

اس کے بعد قاصد نے خالد بن المعمر سے مخاطب ہو کر کہا اے خالد مجھے جو اطلاع ملی ہے اگر وہ سچ ہے تو میں اللہ کو اور مجلس میں موجود حاضرین کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ تجھے امان ہے اور تجھے اجازت ہے کہ تو عراق، حجاز یا جہاں چاہے جا کر رہ لیکن اس علاقے میں جانے کی اجازت نہیں جہاں معاویہ کی حکومت ہو اگر مجھے جو اطلاع ملی ہے وہ غلط ہے جھوٹ ہے تو خود تیرے یہاں آنے سے دل کو اطمینان ہو جائیگا، خالد بن المعمر نے جو کچھ کہا اس پر اس نے اللہ کی قسم کھائی اس پر بہت سارے لوگوں نے کہا اگر ہمیں اس بات کا پہلے سے علم ہوتا تو ہم اسے ضرور قتل کر دیتے، شفیق بن ثور السدوسی بولا خالد کو اتنی توفیق ہی نہ ہوگی کہ وہ علیؓ اور ربیعہ کے مقابلہ میں معاویہ اور شامیوں کی مدد کرے، زیاد بن حفصہ التیمی نے کہا امیر المومنین آپ اس سے قسم لے لیجئے تاکہ یہ بدعہدی نہ کرے حضرت علیؓ نے اس سے قسم لی اس کے بعد لوگ وہاں سے لوٹ گئے۔

قبیلہ ربیعہ کی ثابت قدمی

جمعرات کے روز جب میمنہ نے شکست کھائی تو حضرت علیؓ ہمارے پاس آئے ان کے ساتھ ان کے بیٹے بھی تھے انہوں نے نہایت بلند آواز سے پکار کر کہا یہ جھنڈا کس کا ہے؟ ہم نے جواب دیا ربیعہ کا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا بلکہ اللہ کا جھنڈا ہے اللہ تعالیٰ اس کے اٹھانے والوں کو حفاظت میں رکھے اور ان کو صبر عطاء فرمائیں اور انہیں

ثابت قدم رکھیں پھر مجھ سے فرمایا ایک ہاتھ میرے قریب آ جاؤ میں نے کہا صرف ایک ہاتھ نہیں دس ہاتھ، میں جھنڈا لیکران کے قریب ہوتا گیا حتیٰ کہ انہوں نے فرمایا بس اتنا کافی ہے حضرت علیؓ نے جہاں مجھے حکم دیا تھا میں وہیں جم گیا اور میرے ساتھی بھی میرے پاس پہنچ گئے۔

لشکرِ علی میں ربیعہ کا علم برداری میں اختلاف

ابو مخنف نے بواسطہ التمیمی، قبیلہ تیم اللہ بن ثعلبہ کے بعض بزرگوں کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ کوفہ اور بصرہ میں ربیعہ کے جو لوگ آباد تھے ان کا علم خالد بن المعمر کے پاس تھا اور یہ خود بصری تھا راوی کہتا ہے کہ یہ لوگ بھی بیان کرتے تھے کہ خالد بن المعمر اور سفیان بن جار السدوسی میں باہم اس بات پر صلح ہوگئی تھی کہ بصرہ کے بکر بن وائل کا جھنڈا حصین بن منذر الباہلی کو دیا جائے جھنڈے کے بارے میں ان دونوں میں اختلاف ہو گیا تھا اس لئے دونوں نے یہ فیصلہ کیا تھا اور دونوں نے اس کو تسلیم بھی کیا تھا کہ حصین ہمارے ہی خاندان کا ایک نوجوان ہے اور صاحب حسب ونسب ہے، ہم اِس وقت اسے ہی امیر مانیں گے جب تک کہ ہم آپس میں کسی فیصلہ پر متفق نہ ہو جاتے، بعد حضرت علیؓ نے قبیلہ ربیعہ کا جھنڈا خالد بن المعمر کے سپرد کر دیا۔

اس دن امیر معاویہ نے قبیلہ حمیر کے مقابلہ میں ان کے حصوں کے مطابق تین قبائل متعین کئے کیونکہ عراقیوں کے ہمراہ قبیلہ حمیر سے زیادہ کسی قبیلہ کے افراد نہ تھے عراقی فوج میں قبیلہ حمیر کے تین شاخیں یعنی ربیعہ، حذحج اور ہمدان کے لوگ زیادہ تھے وہ حمیری جو شامیوں کے ساتھ تھے ربیعہ کے مدمقابل ہوئے ذوالکلاع نے اس تقسیم پر کہا اللہ اس حصہ کا بُرا کرے تو نے بری تقسیم کی ذوالکلاع حمیر اور ان کے متعلقین کو ساتھ لیکر آئے ذوالکلاع کے ساتھ عبید اللہ بن عمر بھی تھے اور ان کی معیت میں چار ہزار قاری تھے انہوں نے قبیلہ ربیعہ پر حملہ کر دیا جو اہل عراق کا میسرہ تھا اور اس کے امیر عبد اللہ بن عباس تھے عبید اللہ بن عمر اور ذوالکلاع نے پیدل اور سوار فوج کے ساتھ سخت حملہ کیا اس حملہ سے قبیلہ ربیعہ کے جھنڈے پیچھے ہٹ گئے صرف چند اشخاص اپنی جگہ پر جمے رہے، راوی کہتا ہے کہ اس حملہ کے بعد شامی لشکر لوٹ گئے لیکن کچھ دور چل کر انہوں نے پلٹ کر دوبارہ حملہ کر دیا۔

عبید اللہ بن عمر کا علیؓ کے لشکر کے خلاف خطبہ

حضرت عبید اللہ بن عمر نے اس روز لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اے شامیوں یہ عراقی حضرت عثمانؓ کے قاتل ہیں اور علیؓ کے مددگار ہیں اگر تم اس قبیلہ کو شکست دیدو گے تو تم حضرت عثمانؓ کا انتقام لے سکو گے اور اس کے نتیجے میں علیؓ اور عراقی سب کے سب ختم ہو جائیں گے اس لئے اے لوگوں سختی کے ساتھ حملہ کرو۔

ربیعہ کا شرم دلانا

ربیعہ نے اس حملہ کو انتہائی پامردی سے روکا اور ثابت قدمی دکھائی لیکن پھر بھی کچھ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے علم بردار اور مستقل مزاج حفاظ اپنی جگہ ڈٹے رہے اور برابر مقابلہ کرتے رہے جب خالد بن المعمر نے دیکھا کہ اس کی قوم کے کچھ لوگ پیچھے ہٹ رہے ہیں تو وہ بھی پیچھے ہٹے لیکن جب اس نے اور جھنڈوں کو دیکھا کہ وہ اپنی جگہ قائم ہے اور اس کی قوم کے کچھ افراد میدان میں بدستور لڑ رہے ہیں تو وہ دوبارہ میدان کو واپس لوٹا اور بھاگنے

والوں کو پکار کر کہا جو شخص اپنی قوم کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو وہ ضرور بھاگ جائے جب ان لوگوں نے دیکھا ہم اپنی جگہ پر ثابت قدم ہیں تو یہ لوگ واپس لوٹ آئے اور خالد یہ بھی کہتا تھا جب بھی اپنی قوم کے افراد کو بھاگتے ہوئے دیکھوں گا تو ان کے پاس جاؤں گا اور انہیں تمہارے پاس لے کر آؤں گا اب جو شخص بھی میری اطاعت کرے، اس طرح وہ مشتبہ قسم کی باتیں کرتا تھا۔

خالد بن المعمر کا خطبہ

ابو مخنف نے بواسطہ بکر بن وائل کے ایک فرد، محرز بن عبد الرحمٰن العجلی کا یہ بیان روایت کی ہے کہ اس روز خالد بن المعمر نے ایک خطبہ دیا اور کہا:

اے ربیعہ! تم میں سے ہر شخص اپنی نیت کے مطابق اٹھایا جائے گا اور اس جگہ سے اس کا حشر ہوگا جہاں اس کا سر گرا ہوگا جس طرح اللہ نے تمہیں اس میدان میں جمع کیا ہے اسی طرح وہ تمہیں میدان محشر میں بھی جمع کریگا اگر تم اپنے دشمن سے پیچھے ہٹ جاؤ گے اور اپنے صفوں کو چھوڑ دو گے تو اللہ تمہارے اس فعل سے ہرگز ہرگز راضی نہیں ہوگا اور جو بھی تم سے ملے گا تو طنز کے طور پر یہی کہے گا کہ آج ربیعہ نے قوم کو رسوا کر دیا ہے اور جنگ سے بھاگ گیا ہے اور دیہاتی ان پر سبقت لے گئے تو اس بات سے بچو کہ دیہاتی اور مسلمان تمہیں رسوا نہ کریں اس لئے تم آگے بڑھتے رہو اور تم دوسروں کے محافظ بن جاؤ کیونکہ میدان جنگ میں آگے بڑھنا تمہاری عادت ہے اور ثابت قدم رہنا تمہاری فطرت ہے تم مصائب پر صبر کرو اور نیت کو خالص رکھو تا کہ تمہیں اس کا اجر ملے جو شخص اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی نیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کا ثواب دنیا کی شرافت اور آخرت کی عزت ہے یقیناً اللہ تعالیٰ نیکو کاروں کی نیکی ضائع نہیں کرتا۔

بھاگنے والوں کا جماعت سے اخراج

خالد کی اس تقریر پر ربیعہ کے ایک شخص نے کہا واللہ ربیعہ کا کام اس وقت برباد ہو گیا جب اس کے کام تیرے سپرد کیا گیا تھا تو یہ حکم کرتا ہے کہ ہم اپنی جگہ سے ہرگز نہ ہٹے اور نہ ہلے تا کہ ہم سب موت کے گھاٹ اتار لئے جائیں کیا تو لوگوں میں اکثر نہیں دیکھتا کہ وہ پیچھے ہٹ گئے ہیں، ربیعہ میں سے ایک دوسرے شخص نے اسے جھڑکا اور لوگوں نے اسے بُرا بھلا کہا، خالد بن المعمر نے ان تمام لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اس شخص کو اپنی جماعت سے نکال دو کیونکہ اگر یہ تمہارے ساتھ شامل رہا تو تمہیں بڑا نقصان پہنچائے گا اگر یہ جماعت سے نکل گیا تو تمہاری تعداد میں کوئی کمی نہیں آئیگی اور تم بڑے نقصان سے بچ جاؤ گے، اللہ تجھے عذاب میں مبتلا کرے تو نے شریف لوگوں کو کیسے برا کہا تو نے بالکل سیدھی بات کو کس طرح ٹیڑھا کیا،

الغرض ربیعہ کا حمیرا اور عبید اللہ بن عمر سے سخت مقابلہ ہوا اور دونوں جانب کے بیشمار لوگ قتل ہوئے ان میں سمیر بن ریان الحارث العجلی بھی مارا گیا یہ بڑا بہادر آدمی سمجھا جاتا تھا۔

حضرت عبید اللہ بن عمر کی شہادت

ابو مخنف نے بحوالہ جعفر بن ابی القاسم العبدی اور یزید بن علقمہ، زید بن بدر العبدی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ صفین کے روز زیاد بن حصفہ عبد القیس کے پاس آئے اور حمیر کے تمام قبائل ذو الکلاع کے پاس جمع تھے انہی لوگوں میں عبید اللہ بن عمر بھی شامل تھے یہ لوگ بنو بکر بن وائل کے مقابلہ پر تھے ان کے درمیان سخت مقابلہ ہوا، زیاد بن حصفہ نے عبد القیس سے کہا کہ آج کے دن کے بعد بکر بن وائل کی اولاد کا وجود بھی باقی نہ رہے گا اس کے بعد ہم گھوڑوں پر سوار ہو کر آگے بڑھے اور ان کا مقابلہ کیا ابھی کچھ ہی دیر گذری تھی کہ ذو الکلاع قتل ہو گئے اور عبید اللہ بن عمر بھی شہید ہو گئے، قبیلہ ہمدان کا کہنا ہے کہ انہیں ہانی بن الخطاب الارحبی نے قتل کیا ہے اہل حضر موت کہتے ہیں کہ ان کا مالک بن عمر النخعی ہے۔

حضرت عمرؓ کی تلوار بکر بن وائل کہتے ہیں کہ عبید اللہ بن عمر کو محرز بن الصحیح نے قتل کیا تھا جو عائش بن مالک بن تیم اللہ بن ثعلبہ کی اولاد میں سے تھا اور ان کی تلوار ذو الوشاح نامی کو لے لی امیر معاویہ نے ان کے بدلے میں بکر بن وائل کو پکڑ لیا انہوں نے کہا عبید اللہ بن عمر کو بصرہ کے ایک شخص نے جس کا نام محرز بن الصحیح تھا نے قتل کیا ہے امیر معاویہ نے اس کے پاس ایک آدمی کو بھیج کر عبید اللہ بن عمر کی تلوار منگوالی اور نمر بن قاسط کا سردار عبد اللہ بن عمرو جو تیم اللہ بن نمر کی اولاد سے تھا۔

ہشام بن محمد کہتا ہے کہ عبید اللہ بن عمر کو جس شخص نے قتل کیا تھا اس کا نام محرز بن صحیح، اس نے ان کی تلوار ذو الوشاح نامی نے اٹھالی دراصل یہ تلوار عمر بن الخطاب کی تھی کعب بن جعیل نے اسے تلوار کے بارے میں یہ اشعار کہے:

الا انما تبکی العیون لفارس
بصفین اجلت خیلہُ وھو واقف
(ترجمہ) خبر دار آنکھیں اس سوار کے لئے روتی ہے
جس کا گھوڑا صفین میں اپنی جگہ جماتا ہوا نظر آتا تھا۔

یبدل من اسماء اسیاف وائل
وکان فتیً لواخطأتہُ المتالف
(ترجمہ) لوگ وائل کے تلواروں کی نام تبدیل کرتے ہیں
وہ ایسا جوان تھا کہ اس سے الفت کرنے والا بھی خطا کر جاتا تھا،

ترکن عبید اللہ بالقاع مسندا
تمج دم الخرق العروق الذوارو
(ترجمہ) تو عبید اللہ کو میدان میں پڑا چھوڑ آیا
اور ان کی پھٹی ہوئی رگوں سے خون بہہ رہا تھا،

اس روز ان لوگوں میں سے بشر بن مرہ بن شرجیل اور حارث بن شرجیل بھی قتل ہوئے، عطار بن حاجب

التمیمی کی بیٹی عبیداللہ بن عمر کے نکاح میں تھی ان کے شہادت کے بعد اسماء سے حسن بن علیؓ نے نکاح کیا۔

ربیعہ کی بہادری

ابومخنف نے اپنے بھتیجے غیاث بن لقیط البکری کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ ربیعہ کے پاس پہنچے اور ربیعہ ایک دوسرے سے جدا تھے انہوں نے ایک دوسرے سے کہا اگر تمہارے درمیان علیؓ قتل ہو گئے اور تمہارے جھنڈے کے نیچے انہیں کوئی زک پہنچی تو تم رسوا ہو جاؤ گے، شقیق بن ثور نے ربیعہ سے مخاطب ہو کر کہا اے ربیعہ اگر تمہاری موجودگی میں یا تو تم سے ایک شخص کے زندہ ہوتے ہوئے بھی علیؓ قتل ہو گئے تو عرب کو جواب دینے کے لئے تمہارے پاس کوئی عذر نہیں اگر تم علیؓ کو شامیوں سے بچا لو گے تو زندگی بھر کی عزت حاصل کر لو گے انہوں نے علیؓ کے آنے کے بعد بہت سخت جنگ کی اس پر حضرت علیؓ نے یہ اشعار کہے:

لمن رایة سوداء یخفق ظلها .
اذا قیل قدمها حضین تقدما

(ترجمہ) یہ سیاہ جھنڈا کس شخص کا ہے کہ جس کا سایہ حرکت کر رہا ہے کہ جب اس سے یہ کہا جاتا ہے کہ حضین آگے بڑھو تو وہ آگے بڑھ جاتا ہے،

یقدمها فی الموت حتیٰ یزیدها .
حیاض المنایا تقطر الموت والدما

(ترجمہ) اس جھنڈے کو موت کے مقابلہ پر سامنے بڑھاتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کی زیارت کر لیتا ہے اور امیدوں کے حوض کو موت اور خون سے بھر دیتا ہے۔

اذقنا ابن حرب طعننا وضربنا
باسیافنا حتیٰ تولیٰ واحجما

(ترجمہ) ہم نے ابن حرب (معاویہ) کو اپنے نیزوں اور تلواروں کی کاٹ کا مزہ چکھا دیا ہے حتیٰ کہ وہ پشت پھیر کر بھاگ گیا ہے،

جزی اللہ قوماً صابروا فی لقائھم .
لدی الموت قوماً ما اعف واکرما

(ترجمہ) اللہ اس قوم کو جزائے خیر دے جس نے دشمن کے مقابلہ میں ثابت قدمی دکھائی اور موت کے وقت بھی پاکدامن اور معزز ثابت ہوا،

واطیب اخباراً واکرم شیمة .
اذا کان اصوات الرجال تغمغما

(ترجمہ) خبروں کو اچھا کر دکھایا اور بد بختی کو
شریف بنا دیا جبکہ آدمیوں کی آوازوں کا شور مچ رہا تھا،
ربیعة اعنی انهم اهل نجدة.
وباس اذا لاقوا جسیما عرمرما
(ترجمہ) وہ قبیلہ ربیعہ ہے میری مراد وہ شدت وتکلیف برداشت
کرنے والے ہیں جبکہ وہ دشمنوں کے لشکر سے ملتے ہیں۔

حضرت عمار بن یاسر کی شہادت

حضرت عمار کی دعا

ابومخنف نے عبدالملک ابن ابی حرۃ الحنفی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ عمار بن یاسرؓ نے لوگوں کی جانب متوجہ ہوکر فرمایا اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ اگر مجھے یہ معلوم ہوتا کہ آپ کی رضا اس میں ہے کہ میں اپنے آپ کو سمندر میں غرق کر دوں تو میں یہ بھی کر گذرتا، اے اللہ! آپ جانتے ہیں کہ اگر مجھے اس کا علم ہوتا کہ آپ کی رضا اس میں ہے کہ میں اپنے سینے پر تلوار کی نوک رکھ کر اس میں گر جاؤں اور وہ میری پشت سے نکل جائیں تو میں یہ بھی کرتا کہ آج کے دن مجھے کسی ایسے عمل کا علم نہیں جو ان فاسقین سے جہاد کرنے سے بہتر ہو اگر مجھے کسی ایسے عمل کا علم ہوتا جو اس عمل سے زیادہ آپ کی رضا کا باعث ہوتو میں اسے ضرور انجام دیتا۔

جنگ صفین کے بارےمیں حضرت عمار کی رائے

ابومخنف نے صقعب ابن زہیر الازدی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے عمار بن یاسر کو یہ کہتے ہوئے سنا، واللہ میں ایک ایسی قوم کو دیکھ رہا ہوں جو تمہیں خوب مارے گی اور جس کی مار سے باطل پرست روگردانی کرتے ہیں واللہ اگر وہ ہمیں مارتے مارتے حجر کے کھجور کے باغوں تک پہنچادیں تب بھی ہم یہی یقین رکھیں گے کہ ہم حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر۔

حضرت عمار کے بارے میں رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی

محمد ابن عبادہ ابن موسیٰ نے بحوالہ محمد بن فضیل اور مسلم الاعور، حبۃ بن جوین العرنی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں اور ابومسعود مدائن میں خذیفہ ابن الیمان کے پاس گئے تو انہوں نے ہمیں مبارک باد دیکر فرمایا قبائل میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں جو مجھے تم دونوں سے زیادہ محبوب ہو میں نے ابومسعود سے ٹیک لگالی اور کہا اے ابوعبداللہ! ہم فتنوں سے ڈرتے ہیں آپ ہم سے رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث بیان فرمایئے تو انہوں نے فرمایا اس وقت تم اس جماعت میں شامل ہونا جس میں سمیّہ کا بیٹا عمارؓ ہو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ عمار بن یاسر کو ایک باغی جماعت قتل کریگی جو راہ حق سے ہٹی ہوئی ہوگی اور اس کا آخری رزق پانی ملا دودھ ہوگا،

حتبہ بن جوین عرنی کہتا ہے کہ میں جنگ صفین میں موجود تھا اور میں نے عمار کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میرا دنیا

کا آخری رزق لاؤ تو لوگوں نے ایک کشادہ پیالے میں پانی ملا ہوا دودھ لایا، حذیفہ بن الیمان نے اس حدیث میں بال برابر بھی فرق نہیں کیا،
عمار بن یاسر یہ شعر پڑھ رہے تھے:

الیوم القی الاحبّہ. محمداً وحزبہ

(ترجمہ) میں آج اپنے دوستوں سے ملنا چاہتا ہوں
یعنی رسول اللہ ﷺ اور ان کی جماعت ہے۔

خدا کی قسم اگر یہ لوگ ہمیں مارتے مارتے حجر کے باغات تک پہنچا دیں تب بھی ہمیں اس پر فخر رہے گا کہ ہم حق پر ہیں اور یہ لوگ باطل پر ہیں اور اس کے بعد فرمایا موت تلواروں کے دھات کے نیچے ہیں اور جنت ان کی چمک کے نیچے۔

حضرت عمار بن یاسرؓ کا خطبہ

محمد بن عبادہ بن موسیٰ نے بسند خلف، منصور بن ابی نومیرہ، ہشام ابن الکلبی، ابومخنف اور مالک بن اعین الجہنی، زید ابن وہب الجہنی کا یہ قول روایت کیا ہے کہ اس روز عمار بن یاسر نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

اے لوگوں! ہمارے ساتھ ان لوگوں کے مقابلہ پر چلو جو حضرت عثمان بن عفانؓ کے خون کا مطالبہ کر رہے ہیں اور ان کا خیال ہے کہ حضرت عثمانؓ مظلوم قتل کئے گئے ہیں واللہ وہ حضرت عثمانؓ کے قتل کا مطالبہ نہیں کر رہے ہیں بلکہ ان لوگوں نے دنیا کا مزا چکھ لیا ہے اور اس سے یہ لوگ محبت رکھتے ہیں اور اسی کے پیچھے لگ گئے ہیں یہ لوگ خوب جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے حق کو قبول کیا تو حق ان کے دنیاوی امور میں حائل ہو جائیں گے اور ان لوگوں کو اسلام میں کوئی سبقت حاصل نہیں جس کے باعث یہ لوگوں کی اطاعت اور امارت کے حقدار ہوں یہ لوگ اپنے متبعین کو یہ کہکر دھوکہ دیتے ہیں کہ ہمارے امام مظلوم قتل کر دیئے گئے ہیں تاکہ لوگوں کی حمایت حاصل کر کے یہ جابر بادشاہ بن کر بیٹھ جائیں اور یہ ایسی چال ہے کہ جس میں ان کے متبعین مبتلا ہو چکے ہیں جیسا کہ تم دیکھ رہے ہو اگر یہ لوگ حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ نہ کرتے تو لوگوں میں سے گنے چنے افراد بھی ان کی اتباع نہیں کرتے۔

اے اللہ! اگر آپ ہماری امداد فرمائیں اور آپ نے ہماری لاتعداد مرتبہ امداد فرمائی ہے اور اگر مخالفین کو کامیاب فرمائیں تو چونکہ انہوں نے تیرے مخلوق میں بدعات پھیلائی ہیں اس لئے ان کے لئے دردناک عذاب کا ذخیرہ فرما۔

اس کے بعد عمار بن یاسرؓ آگے بڑھے اور ان کے ساتھ ایک جماعت بھی تھی جنھوں نے ان کی آواز پر لبیک کہی تھی یہاں تک کہ عمار آگے بڑھتے بڑھتے عمرو بن العاص کے قریب پہنچ گئے، عمار نے عمرو بن العاص سے مخاطب ہو کر کہا اے عمرو! تو اپنے دین کو مصر کے حکومت کے بدلے میں بیچ ڈالا تجھ پر صد ہا افسوس تو اسلام میں بھی ہمیشہ ٹیڑھی چال چلتا رہا۔

حضرت عمارؓ اور عبیداللہ ابن عمرؓ کا مناظرہ

اس کے بعد عمار بن یاسر نے عبیداللہ بن عمر ابن الخطابؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا تو نے اپنا دین اس شخص کے ہاتھوں فروخت کر دیا ہے جو خود بھی دشمن اسلام ہے اور دشمن اسلام کا بیٹا ہے اس پر عبیداللہ نے فرمایا میں نے اپنا دین ہرگز فروخت نہیں کیا بلکہ میں تو حضرت عثمانؓ کے خون کا مطالبہ کر رہا ہوں، حضرت عمارؓ نے فرمایا تو اس بات کا گواہ ہو جا کہ میری معلومات تو یہی کہتی ہے کہ تو رضائے الٰہی کے لئے نہ کسی چیز کا مطالبہ کر رہا ہے اور نہ تیرا کوئی فعل رضائے الٰہی کے لئے ہے بالفرض اگر تو آج قتل نہ ہوا تو ایک تجھے ضرور موت آئیگی اور لوگوں کو وہاں جو کچھ بدلہ ملے گا وہ ان کی نیتوں کے مطابق ہوگا اب تو اس بات پر غور کر لے کہ تیری نیت کیا ہے۔

عمارؓ کا عمرو بن العاص کے متعلق خیال

موسیٰ بن عبدالرحمٰن المسروقی نے بحوالہ عبید بن الصباح، ابو عبدالرحمٰن السلمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے جنگ صفین کے روز عمار بن یاسر کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اس علم بردار یعنی عمرو بن العاص سے رسول اللہ ﷺ کے معیت میں تین بار جنگ کی اس کے بعد یہ چوتھی جنگ ہے یہ شخص کچھ زیادہ متقی اور نیک نہیں ہے۔

حضرت علیؓ کی شجاعت و دلیری

احمد بن محمد نے بحوالہ ولید بن صالح اور اعمش، ابو عبدالرحمٰن السلمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہم لوگ صفین میں حضرت علیؓ کے ساتھ تھے ہم میں سے دو شخص علیؓ کی حفاظت کے لئے ان کے ارد گرد رہتے اور انہیں حملہ کرنے سے روکتے رہتے لیکن حضرت علیؓ جب اپنے دونوں محافظوں کو ذرا بھی غافل دیکھتے تو فوراً آگے بڑھکر حملہ کر دیتے اور اس وقت تک واپس نہیں لوٹتے جب تک کہ ان کی تلوار خون سے سرخ نہ ہو جاتی اسی طرح انہوں نے جو ایک روز حملہ کیا تو اس وقت تک نہ لوٹے جب تک کہ ان کی تلوار مڑ نہ گئی انہوں نے اپنی یہ تلوار اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک دیا اور فرمایا اگر میری تلوار نہ مڑتی تو میں ہرگز نہ لوٹتا۔

اعمش کا قول ہے کہ واللہ ان کی مار ایسی سخت ہوتی جو کبھی خالی نہیں جاتی تھی، ابو عبدالرحمٰن لوگوں سے جو باتیں سنتے وہ دوسروں تک پہنچا دیتے اور یہ جھوٹ بولنے والے نہیں تھے۔

حضرت عمار بن یاسرؓ پر حملہ

ابو عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نے عمارؓ کو دیکھا کہ صفین کی جس وادی میں بھی پہنچتے تو نبی کریم ﷺ کے صحابہ ان کے ساتھ ہوتے، عمارؓ مرقال یعنی ہاشم بن عتبہ کے پاس پہنچے جو حضرت علی کے علم بردار تھے حضرت عمارؓ نے ان سے کہا اے ہاشم تو بھینگا بھی ہے اور بزدل بھی، اور بھینگے کے ساتھ کوئی بھلائی نہیں وہ کسی کی تکلیف دور نہیں کر سکتا، اچانک دونوں صفوں کے درمیان ایک شخص ظاہر ہوا عمارؓ نے فرمایا واللہ یہ شخص اپنے امام کی ضرور مخالفت کریگا اور اس کے لشکر کو ذلیل کریگا اور خود ان کی تکلیف دہ مشقت کو دیکھتا رہے گا اے ہاشم سوار ہو جا ہاشم سوار ہو کر یہ شعر پڑھ رہا تھا:

اعور یبغی اھلہ محلا۔

قــد عــالــجــا الــحيــاة حتــى ملّا

(ترجمہ) یک چشم خود بھی یہی چاہتا ہے

وہ زندگی سلجھائے سلجھائے تنگ آگیا ہے۔

لابــد ان يــفــلّ او يُــفلّا.

اب اس کا گرنا یا گرایا جانا ضروری ہے۔

حضرت عمار بن یاسر کی شہادت

حضرت عمار بن یاسرؓ آگے بڑھتے ہوئے کہہ رہے تھے اے ہاشم آگے بڑھو کیونکہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے اور موت تلواروں کی دھاروں کے نیچے ہے آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور حوریں بناؤ سنگھار کر چکی ہے" **اليوم القى الاحبه محمداً او حربه**" آج میں اپنے دوستوں سے ملوں گا یعنی محمد ﷺ اور ان کی جماعت سے۔

عمار اور ہاشم پھر واپس نہیں آئے اور وہیں مقتول ہو گئے، راوی کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صحابہ میں سے جو کچھ تیرے کو حاصل تھا وہ تیرے لئے کافی ہے کیونکہ وہ دونوں خود کو حق پر سمجھتے تھے۔

حضرت عبداللہ کا اپنے والد عمرو بن العاص سے مکالمہ

ابو عبدالرحمٰن السلمی کہتے ہیں کہ جب رات ہوئی تو میں نے یہ ارادہ کیا کہ مخالفین کی جماعت میں جاؤں گا اور یہ معلوم کروں گا کہ انہیں عمار بن یاسر کے قتل کا علم ہوا ہے یا نہیں، چونکہ جب جنگ بندی ہو جاتی تو دونوں لشکر آپس میں ملتے اور باتیں کرتے، میں اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور آہستہ آہستہ شامیوں کے لشکر کے جانب بڑھا جب میں شامی لشکر میں داخل ہوا تو دیکھا کہ چار اشخاص میدان جنگ میں گھوم رہے ہیں یہ چار اشخاص معاویہ، ابوالاعور السلمی، عمرو بن العاص اور عبداللہ بن عمرو بن العاص تھے اور عبداللہ ان چاروں میں بہتر تھے میں ان چاروں کے بیچ میں داخل ہو گیا تاکہ وہ باتیں سنوں جو یہ لوگ عمار کے بارے میں کریں، عبداللہؓ نے ایک شخص کی لاش کو دیکھ کر اپنے والد عمرو بن العاص سے کہا اے میرے باپ کیا تم نے آج اس شخص کو بھی قتل کر دیا جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، عمرو بن العاص نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کیا فرمایا تھا؟ عبداللہ نے فرمایا آپ اس وقت ہمارے ساتھ نہ تھے جب ہم مسجد رسولؐ بنا رہے تھے ہر شخص ایک ایک پتھر اٹھا کر لا رہے تھے لیکن یہ شخص یعنی عمارؓ دو دو پتھر اور دو دو اینٹیں اٹھا کر لاتے اس کی وجہ سے عمار پر غشی طاری ہو گئی رسولؐ ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے چہرے سے مٹی صاف کرنے لگے اور فرمایا اے سمیّہ کے بیٹے لوگ تو ایک ایک پتھر اور ایک ایک اینٹ اٹھا کر لا رہے ہیں اور تو دو دو پتھر اور دو دو اینٹ اٹھا لاتا ہے اور یہ کام تو ثواب کی زیادتی کے لئے کر رہا ہے افسوس تجھے ایک باغی جماعت قتل کرے گی۔

عمار کے قتل سے متعلق حدیث کی غلط تشریح

عمرو بن العاص نے یہ سن کر اپنے گھوڑے کا رخ موڑ لیا معاویہ نے انہیں پیچھے سے پکڑ کر کھینچا، عمرو بن العاص نے کہا کیا تم نے وہ حدیث نہیں سنی جو عبداللہ نے بیان کی ہے، امیر معاویہ نے سوال کیا وہ کیا حدیث ہے؟ عمرو بن العاص نے انہیں وہ حدیث سنائی معاویہ نے جواب دیا تیرا تو بڑھاپے کی وجہ سے دماغ خراب ہو گیا ہے تو ہمیشہ حدیثیں بیان کرتا رہتا ہے اور تمام دن اپنے پیشاب میں ڈوبا رہتا ہے، کیا ہم نے عمارؓ کو قتل کیا ہے بلکہ عمار کو اس شخص نے قتل کیا ہے جو اسے میدان میں گھسیٹ لایا ہے، ابوعبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ ان دونوں باتوں میں کونسی بات درست اور تعجب خیز ہے۔

علیؓ کا زبردست حملہ

ابوجعفر کہتے ہیں کہ لوگ یہ بھی ذکر کرتے ہیں کہ جب عمار قتل ہو گئے تو حضرت علیؓ نے ربیعہ اور ہمدان کو پکارا اور فرمایا تم میری ذرہ اور میرے نیزے ہو، اس وقت تقریباً بارہ ہزار نفوس حضرت علیؓ کے پاس جمع ہو گئے حضرت علیؓ آگے آگے ایک خچر پر سوار تھے، علیؓ اور ان کے لشکر نے ایک دم سخت حملہ کر دیا شامی افواج کے تمام صفیں تتر بتر ہو گئی اور جس کے پاس بھی لشکر علیؓ پہنچتے اسے قتل کر دیتے تھے یہاں تک کہ یہ لوگ جنگ کرتے کرتے امیر معاویہ کے پاس پہنچ گئے اس وقت حضرت علیؓ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

اضربهم ولا اریٰ معاویه.
الجاخط العين العظيم الحاويه

(ترجمہ) میں لوگوں کو مار رہا ہوں اور مجھے بڑی بڑی آنکھوں والا اور ہر طرف دیکھنے والا معاویہ نظر نہیں آتا،

پھر حضرت علیؓ نے معاویہ کو پکار کر کہا اے معاویہ تو لوگوں کو بلاوجہ کیوں قتل کرا رہا ہے تو یہاں آ میں تجھ سے اللہ کے یہاں کے لئے فیصلہ کرلوں ہم دونوں میں جو بھی زندہ بچے گا وہی تمام امور کا مالک ہوگا، عمرو بن العاص نے کہا یہ شخص انصاف کی بات کر رہا ہے مقابلہ پر جاتے کیوں نہیں۔

امیر معاویہ نے کہا اس نے کوئی انصاف کی بات نہیں کہی اس لئے کہ تو بھی یہ بات جانتا ہے کہ جو شخص بھی اس کے مقابلہ پر جائیگا وہ اسے قتل کر دیگا، عمرو بن العاص نے جواب دیا اب تمہارے لئے مقابلہ کے بغیر کوئی چارہ نہیں معاویہ نے جواب دیا شاید تو میرے بعد ان چیزوں کا خواہاں ہے۔

دونوں لشکروں کا تجزیہ

ہشام نے بواسطہ ابومخنف عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن ابی عمرہ سلیمان الحضرمی کا یہ بیان روایت کیا ہے کہ میں نے ابوعمرہ سے سوال کیا کیا آپ ان شامیوں کو نہیں دیکھتے ان کی ہیئت اور شکل وصورت کیسی عمدہ ہے اور ہمیں بھی آپ دیکھتے ہیں کہ ہم کس بری حالت میں رہتے ہیں، ابوعمرہ نے جواب دیا اپنے آپ کو دیکھو اور اپنی اصلاح کرو اور لوگوں کو ان کی حال میں چھوڑ دو کیونکہ اپنی حالت سے وہ خود واقف ہیں۔

ہاشم بن عتبہ کی تقریر

ابومخنف نے ابوسلمہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ہاشم ابن عتبہ الزہری نے شام کے وقت لوگوں سے پکار کر کہا کہ کون ہے جو اللہ اور آخرت کا طالب ہو وہ میرے پاس آئے بہت سے لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے انہوں نے اس لشکر کو لیکر متعدد بار شامیوں پر حملہ کیا لیکن جب بھی یہ لوگ حملہ کرتے تو شامی نہایت بہادری اور ثابت قدمی سے اس کا جواب دیتے۔

ہاشم نے اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا اے لوگو! تم ان کی ثابت قدمی دیکھ کر خوف میں مبتلا مت ہو جانا تم ان کی جو بھی ثابت قدمی دیکھ رہے ہو یہ صرف عربی حمیت اور جوش کی بنیاد پر ہے اور ان کا مقصد صرف اتنا ہے کہ اپنے جھنڈوں اور مرکزوں پر ثابت قدم رہیں یہ لوگ گمراہ ہیں اور تم حق پر ہو، اے لوگو! صبر کو لازم پکڑو اور دوسروں کو بھی صبر کی تلقین کرو اور آپس میں اتفاق کا مظاہرہ کرو اور دشمنوں کی جانب بڑھو اور ثابت قدم رہو ایک دوسرے کی مدد کرو اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے کسی شہ کا سوال نہ کرے اور نہ ہی ادھر ادھر متوجہ ہو سختی سے حملہ کرو اور ان لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرو جب تک اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ نہ فرمادیں اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

پھر ہاشم نے قراء کی ایک جماعت کو ساتھ لیکر حملہ کر دیا حتیٰ کہ وہ خود ان کے ساتھ شام تک برسرِ پیکار رہے یہاں تک کہ مخالفین نے ان کا وہ انجام دیکھ لیا جس سے وہ بے حد خوش ہوئے۔

حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ پر فریقین کی الزام تراشیاں

راوی کہتا ہے کہ دوران جنگ ایک نوجوان شخص ان کے مقابلہ پر آیا اور وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا:

انا ابن ارباب الملوک غسان.
والدائن الیوم بدین عثمان
(ترجمہ) میں ملوک غسان کا بیٹا ہوں اور آج عثمانؓ کے دین پر ہوں۔
انّی اتانی خبر فاشجان.
ان علیّاً قتل ابن عفان
(ترجمہ) میرے پاس ایک درد ناک خبر پہنچی کہ علیؓ نے ابن عفان کو قتل کر دیا ہے۔

یہ شعر پڑھ کر وہ زبردست حملہ کرتا اور اس وقت تک وہ واپس نہیں لوٹتا جب تک کہ کسی کے تلوار نہ مار لیتا پھر گالیاں دیتا اور مخالفین پر لعنت بھیجتا اور انہیں برا بھلا کہتا،

ہاشم بن عتبہ نے ان سے مخاطب ہو کر فرمایا اے اللہ کے بندے تیری اس یاوہ گوئی کے بعد لڑائی اور لڑائی کے بعد حساب ہے تجھے لوٹ کر اللہ کے پاس جانا ہے اس لئے اللہ سے ڈر، وہ تیری اس جنگ اور اس جنگ سے تیرا جو ارادہ ہے اس کے بارے میں ضرور سوال کریگا۔

اس نوجوان نے جواب دیا میں تو تم لوگوں سے اس وجہ سے جنگ کرتا ہوں کہ تمہارا امیر جیسا کہ مجھ سے بیان کیا گیا ہے کہ نماز نہیں پڑھتا اور تم لوگ بھی نماز نہیں پڑھتے ہو میں تو تم لوگوں سے اس لئے جنگ کرتا ہوں کہ تمہارے امیر نے ہمارے خلیفہ کو قتل کیا ہے اور تم لوگ بھی حضرت عثمانؓ کے قتل کے خواہاں تھے۔

ہاشم بن عتبہ نے جواب دیا تیرا عثمان بن عفان سے کیا تعلق؟ انہیں رسول اللہؐ کے صحابہ، صحابہ کے اولاد اور قراء نے قتل کیا ہے اور اس وقت قتل کیا ہے جب حضرت عثمانؓ نے نئی نئی بدعات ایجاد کرلیں اور کتاب اللہ کی احکامات کی مخالفت کی، یہ قاتلین تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے زیادہ گہری نظر رکھتے ہیں اور تجھ سے اور تیرے ساتھیوں سے زیادہ اس امت کی بہتری کو جانتے اور تم سے زیادہ دین سے واقف تھے، ذرا ایک لمحہ ٹھہر جاؤ وہ رک گیا ہاشم نے کہا اس بات کو وہ لوگ زیادہ جانتے ہیں جن کا اس بات سے تعلق ہیں، خدا کی قسم میں جھوٹ نہیں بولتا کیونکہ جھوٹ سے نقصان ہی پہنچتا ہے اور فائدہ کچھ نہیں ہوتا اس لئے تم اس معاملہ کو ان لوگوں پر چھوڑ دے جو اس سے زیادہ واقف ہیں، اس نے کہا میرا خیال یہ ہے کہ آپ نے مجھے بہتر نصیحت کی ہے ہاشم بن عتبہ نے کہا تیرا یہ الزام ہے کہ ہمارا امیر نماز نہیں پڑھتا تو علیؓ سب سے پہلے وہ شخص ہیں جنہوں نے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی اور اللہ کی مخلوق میں اس وقت دین کو سب سے زیادہ جانتے ہیں اور رسول اللہؐ کے زیادہ قریب ہیں اور جتنے بھی اشخاص تم اس وقت میرے ساتھ دیکھ رہے ہو یہ سب کتاب اللہ کے قاری ہیں ساری رات تہجد پڑھتے ہیں اور ایک لمحہ نہیں سوتے تجھے یہ مغرور اور بدبخت دھوکہ دیکر دین سے دور نہ کردیں۔

اس نوجوان نے کہا اے اللہ کے بندے میں تجھے نیک آدمی سمجھتا ہوں تو مجھے یہ تو بتا میری توبہ کا کیا راستہ ہے؟ ہاشم بن عتبہ نے کہا ہاں تو اللہ سے توبہ کرلے تو وہ تیری توبہ قبول فرمائیگا کیونکہ جو اس سے خالص دل سے توبہ کرتا ہے وہ اسے ضرور قبول کرتا ہے اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ سن کر اس نوجوان نے لوگوں کو چھوڑا اور میدان جنگ سے واپس چل دیا اس پر ایک شامی نے اس سے کہا کہ تجھے عراقی نے دھوکہ میں مبتلا کردیا اس نے جواب دیا ہرگز نہیں بلکہ اس نے مجھے نصیحت کی ہے۔

ہاشم بن عتبہ کا قتل

اس کے بعد ہاشم بن عتبہ اور اس کے ساتھیوں نے سخت ترین لڑائی لڑی، ان کا لقب مرقال تھا کیونکہ وہ جنگ میں گھس جاتے تھے، انہوں نے دشمنوں کے صفوں کو الٹ پلٹ کر رکھ دیا اور انہیں اپنی کامیابی نظر آنے لگی تھی لیکن اچانک مغرب کے وقت تنوخیوں کا ایک لشکر نے ان لوگوں پر حملہ کردیا ہاشم اور ان کے ساتھیوں نے بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس وقت ہاشم یہ شعر پڑھ رہا تھا:

اعور یبغی اھلہ محلا.
قد عالج الحیاۃ حتیٰ ملا
(ترجمہ) یک چشم خود یہ چاہتا ہے کہ زندگی کے
مسائل حل کرتے کرتے تھک چکا ہوں ،
یتلھم بذی الکعوب تلا .

میں انہیں گرہ دار نیزوں سے مارتا ہوں۔

لوگوں کا خیال یہ ہے کہ ہاشم نے اس روز نو یا دس آدمی قتل کیے حارث بن المنذر تنوخی ان کی جانب بڑھا اور ان کو نیزہ کھینچ کر مارا، حضرت علیؓ نے ان کو کہلا بھیجا کہ اپنا علم آگے بڑھاؤ، ہاشم نے قاصد سے کہا میرا پیٹ دیکھ لے اس نے پیٹ پہ جو نظر ڈالی تو وہ پھٹ چکا تھا۔

قتل ہونے والوں سے متعلق حجاج بن غزیہ کے اشعار

فان تفخروا بابن البدیل وهاشم.
فنحن قتلنا ذالكلاع وحوشبا

(ترجمہ) اگر تمہیں اس پر فخر ہے کہ تم نے عبد اللہ بن بدیل اور ہاشم بن عتبہ کو قتل کیا ہے تو ہمیں اس پر فخر ہے کہ ہم نے ذوالکلاع اور حوشب کو قتل کیا ہے۔

ونحن تركنا بعد معترك اللّقا.
اخاكم عبيد الله لحماً ملّحبا

(ترجمہ) اور ہم جنگ ختم ہونے کے بعد تمہارے بھائی عبید اللہ کی ایک ایک بوٹی چھوڑ کر آئے تھے۔

ونحن اعطنا بالبعير واهله.
ونحن سقيناكم سماماً مقشباً

(ترجمہ) اور ہم نے اونٹ والے پر بھی حملہ کیا اور ہم نے اسے زہر کا جام پلایا جس نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔

علیؓ کا خطبہ

ہشام نے بحوالہ ابو مخنف، زید بن وہب الجہنی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ کا شامیوں کی ایک جماعت پر سے گذر ہوا جسمیں ولید بن عقبہ بھی تھے اور ولید بن عقبہ حضرت علیؓ کو برا بھلا کہہ رہے تھے جب حضرت علیؓ کو یہ بات بیان کی گئی تو علیؓ وہیں پر اپنے ساتھیوں سمیت ٹھہر گئے اور فرمایا:

ان پر حملہ کرو اور وقار اور سکون کو ہاتھ سے جانے نہ دو اس میں دین اسلام کا وقار ہے واللہ ان کا قائد زمانۂ جاہلیت سے زیادہ قریب ہے یعنی معاویہ، ابن النابغہ، ابوالاعور السلمی اور ابن ابی معیط جنہوں نے اسلام لانے کے بعد شراب پی اور ان پر حد جاری کی گئی اور یہ وہ لوگ ہیں جو میرے نقائص اور عیوب بیان کرتے ہیں آج سے قبل انہوں نے کبھی مجھ سے جنگ نہیں کی میں انہیں اسلام کی دعوت دے رہا ہوں اور یہ مجھے بتوں کی عبادت کرنے کی دعوت دے رہے ہیں خدا کا شکر ہے کہ فاسقین مجھ سے ہمیشہ عداوت رکھتے آئے ہیں یہ لوگ دین سے دور چلے گئے ہیں اللہ ان کا برا کرے ایک طرف دین کا ایک بڑا خطیب ہے جسے

فاسقین پسند نہیں کرتے اور ان لوگوں کو ڈراتے ہیں جو اسلام پر ثابت قدم ہیں انہوں نے مسلمانوں کی ایک بڑی جماعت کو دھوکہ میں ڈال دیا ہے اور ان کے دلوں میں فتنوں کی محبت بھر دی ہے اور انہیں الزام تراشی کی طرف مائل کر دیا ہے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے دین کو مٹانے کے لئے ہمارے مقابلہ پر جنگ شروع کر رکھی ہے اے اللہ ان کی جماعت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیجئے اور ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیجئے اور انہیں خطاؤں کے عوض میں ہلاک کر دیجئے کیونکہ اے اللہ جو آپ سے محبت رکھتا ہے وہ کبھی ذلیل و خوار نہیں ہوتا اور جو تجھ سے عداوت رکھتا ہے وہ کبھی عزت نہیں پاتا۔

غسانیوں کی تعریف علیؓ کی زبانی

ابومخنف نے نمیر بن وعلہ کے ذریعہ شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ کا چند علم برداروں کے پاس سے گذر رہا جو اپنی جگہ ڈٹے ہوئے تھے حضرت علیؓ نے اپنے ساتھیوں کو ان کے مقابلہ کے لئے ابھارا ان لوگوں نے عرض کیا امیر المومنین یہ غسانی ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا یہ لوگ ہرگز بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹیں گے جب تک کہ انہیں بھر پور نیزے نہ مارے جائیں جو ان کے آنتیں بھی نکال دیں اور اس وقت تک یہ نہیں ٹل سکتے جب تک کہ ان پر ایسی تلواریں نہ ماری جائیں جن سے ان کی گردنیں اڑ جائیں ان کی ہڈیاں ریزہ ریزہ ہو جائیں اور ان کے جوڑ ٹوٹ جائیں اور ہاتھ کٹ کر گر پڑیں اور یہ لوگ اس وقت تک پیچھے نہیں ہٹیں گے جب تک کہ لوہے کے مٹھوں سے ان کی پیشانیاں نہ توڑی جائیں اور ان کی پلکیں اور آنکھیں ان کی ٹھوڑیوں اور سینوں پر نہ آ کر گریں اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا ثابت قدم رہنے والے کہاں ہیں؟ اجر و ثواب کے طلب کرنے والے کہاں ہیں؟ یہ سنتے ہی ان کے پاس ایک گروہ جمع ہو گیا اس کے بعد حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے محمد کو طلب کیا اور ان سے فرمایا اس علم بردار کے پاس ہلکے ہلکے اپنی چال سے جاؤ اس طرح کہ ان کے سینوں میں نیزے تیر ہو جائیں پھر اپنی جگہ قائم رہو حتیٰ کہ تیرے پاس اللہ کا حکم آ جائیں۔

اس کے بعد محمد بن علیؓ آگے بڑھے اور علیؓ نے چند افراد کو غسانیوں کے مقابلہ کے لئے ان کے ساتھ بھیجا جب یہ لوگ غسانیوں کے قریب پہنچے تو جس کام کا انہیں حکم دیا گیا تھا وہی کیا یعنی غسانیوں پر سخت ترین حملہ کیا، محمد بن علیؓ نے اپنے سامنے کے لوگوں کو پیچھے ہٹا دیا اور انہوں نے اپنی جگہ چھوڑ دی ان کے کئی آدمی مقتول ہوئے اور مغرب کے بعد گھمسان کی جنگ ہوئی یہاں تک کہ اکثر لوگوں نے مغرب کی نماز اشاروں میں پڑھی۔

عبداللہ بن کعب کی آخری وصیت

ابومخنف نے ابوبکر الکندی سے نقل کیا ہے کہ صفین کے روز عبداللہ بن کعب المرادی قتل ہوا اس وقت اس کے پاس اسود بن قیس المرادی کا گذر ہوا تو اس نے پکار کر کہا واللہ اس میں اب بھی زندگی کی رمق باقی ہے عبداللہ نے جواب دیا ہاں میں ابھی تک زندہ ہوں اسود نے اسے پہچان لیا اور اس سے کہا اے عبداللہ واللہ تیرا قتل ہونا مجھ پر بہت ناگوار گذرا ہے واللہ اگر میں اس وقت تیرے ساتھ ہوتا تو تیری ضرور مدد کرتا اگر مجھے اس شخص کا علم ہوتا تو میں اس کے مقابلہ سے اس وقت تک پیچھے نہ ہٹتا جب تک کہ اسے قتل نہ کر لیتا یا خود بھی تجھ سے آ کر مل لیتا پھر اسود گھوڑے سے اتر

کر اس کے پاس آیا اور کہا خدا کی قسم! اگر میں تیرے قریب ہوتا تو تو ان آفتوں سے محفوظ ہوتا اور تو بہت اللہ کا ذکر کرنے والا تھا اللہ تعالیٰ تجھ پر رحمت نازل فرمائے، اے عبداللہ مجھے کچھ نصیحت کر، اس نے جواب دیا میں تجھے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ امیر المومنین کا خیال رکھنا اور ہر حال میں ان کی حمایت کرنا حتیٰ کہ امیر المومنین غالب آجائیں یا تو اللہ کے پاس چلا جائے اور میری جانب سے امیر المومنین کو سلام پہنچا دینا اور ان سے کہنا کہ اس وقت تک برابر جنگ کرتے رہو تا وقتیکہ لڑائی ختم کر کے اپنے پس دپشت نہ ڈال دیں کیونکہ ایسا کرنے والا ہی غالب رہتا ہے۔

اس کے بعد عبداللہ بن کعب المرادی کا انتقال ہوگیا اور اسود عبداللہ کو اٹھا کر حضرت علیؓ کے پاس لے آیا اور ان سے پورا واقعہ بیان کیا حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ آپ پر اپنی رحمت نازل کرے اس نے ہماری خاطر زندگی بھر دشمنوں سے جنگ کرتا رہا اور مرتے وقت ہمارے لئے نصیحت بھی کی۔

ابومخنف نے بنو مطلب کے غلام محمد بن اسحاق کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ عبدالرحمٰن بن حنبل الجمعی وہ شخص ہے کہ جس نے صفین کے روز حضرت علیؓ کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کیا تھا۔

ہشام نے عوانہ سے نقل کیا ہے کہ ابن حنبل نے اس روز یہ شعر کہا تھا:

ان تقتلونی فانا ابن حنبل.
انا الذی قد قلت فیکم نعثل
(ترجمہ) اگر تم مجھے قتل کر دو تو میں ابن حنبل ہوں
جو تمہارے بارے میں کہتا ہوں ست۔

لیلۃ الہریر اور اشتر کی شجاعت

ابومخنف کہتا ہے کہ اس رات پوری رات جنگ ہوئی حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور اس رات کا نام لیلۃ الہریر ہے حتیٰ کہ نیزے ٹوٹ گئے اور تیر ختم ہو گئے لوگوں نے تلواریں نکال لیں حضرت علیؓ میمنہ سے میسرہ جاتے اور قراء کی جماعت کو حکم دیتے رہے کہ اپنے اپنے مقابل کے جانب آگے بڑھتے رہیں وہ تمام رات لوگوں کو اس طرح لڑائی پر ابھارتے رہے اور حکم دیتے رہے حتیٰ کہ صبح ہوگئی اور لڑائی ان کے پس وپش ہو رہی تھی میمنہ پر اشتر تھا اور میسرہ پر عبد اللہ بن عباسؓ اور علیؓ قلب لشکر میں تھے اور لوگ ہر طرف لڑائی میں ہمہ تن مشغول تھے اور یہ جمعہ کا دن تھا، اشتر میمنہ کو لے کر حملہ کرتا رہا اور دشمنوں کے ساتھ برابر مصروف جنگ رہے اور اشتر اپنے ساتھیوں سے کہتا رہا کہ اس نیزے کے برابر آگے بڑھو جب لوگ ایک نیزے کے برابر شامیوں کے جانب بڑھ جاتے تو خود بھی آگے بڑھ جاتا اور پھر کہتا کہ اس کمان کے برابر آگے بڑھو جب اس کے ساتھی آگے بڑھ جاتے تو پھر وہ یہی سوال کرتے حتیٰ کہ لوگ کافی آگے بڑھ گئے جب اشتر نے دیکھا کہ اس کے ساتھ آگے بڑھ چکے ہیں تو ان سے مخاطب ہو کر کہا میں تمہیں اس سے کہ تم پورے دن بکری کا دودھ پیتے رہو اللہ کی پناہ میں دیتا ہوں پھر اپنا گھوڑا طلب کیا اور اپنا علم حیان بن ہوذہ النخعی کو تھما دیا اور تمام دستوں میں چکر لگاتا رہا اور کہتا رہا کہ کون ہے جو اللہ کے لئے اپنی جان فروخت کریں اور اشتر کے ساتھ ہو کر جنگ کرے وہ یہاں تک لڑے کہ یا خود غالب آجائیں یا اللہ کے پاس پہنچ جائیں، لوگ اس کے پاس جمع ہوتے

جاتے اور انہی لوگوں میں حیان بن ہوذہ بھی شامل تھا۔

معاویہؓ کے علم بردار کا قتل

ابومخنف نے بواسطہ ابو جناب الکلبی، عمارہ بن رویبہ کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میرے پاس سے اشتر گذرا تو میں بھی ان کیساتھ ہولیا اور اس کے ساتھ اور بھی بہت سے لوگ تھے وہ آگے بڑھ کر اس مقام تک پہنچ گیا جہاں وہ پہلے میمنہ میں ٹھہرا ہوا تھا اور اپنے ساتھیوں کے درمیان کھڑے ہو کر فرمایا تم پر میرے چچا اور میرے ماموں قربان ہو، ان لوگوں پر سختی سے حملہ کرو اور اس جنگ سے اپنے رب کو راضی کرلو اور دین اسلام کو غالب کرو جب میں حملہ کروں تو تم بھی حملہ کردو، اس کے بعد اشتر گھوڑے سے اترا اور گھوڑے کے منہ پر ہاتھ مارا اور علم بردار سے کہا آگے بڑھو پھر شامیوں پر سخت ترین حملہ کیا اور انہیں اتنا مارا کہ وہ پسپا ہو کر اپنے لشکر گاہ تک پہنچ گئے لیکن لشکر گاہ پہنچ کر انہوں نے اشتر سے ڈٹ کر مقابلہ کیا اسی جنگ کے دوران شامیوں کا علم بردار قتل ہوا جب حضرت علیؓ نے اشتر کو کامیاب ہوتے دیکھا تو وہ بھی لشکر لیکر اس کی طرف چلے۔

وردان کا اشتر کے مقابلہ سے ڈرنا

ابومخنف کہتا ہے کہ مجھ سے عبداللہ بن احمد نے اپنے والد سلیمان عبداللہ اور جویریہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ عمرو بن العاص نے صفین کے روز وردان سے کہا تو جانتا ہے کہ میری اور تیری اور اشتر کی کیا مثال ہے ان کی مثال اشقر کی طرح ہے اگر تو آگے بڑھے گا تو تیری مونچھ کاٹ دی جائیگی اور اگر تو پیچھے ہٹا تو ذبح کر دیا جائیگا اب اگر تو پیچھے ہٹا تو میں تجھے قتل کر دوں گا جا اسے میرے پاس قید کر کے لے آ، یہ سن کر وردان عمرو بن العاص کے قدموں میں گر پڑا اور بولا اے ابوعبداللہ! واللہ آپ تو مجھے موت کے حوض میں پہنچانا چاہتے ہیں اچھا آپ میرے کندھوں پر ہاتھ رکھے رہیے پھر وردان آگے بڑھا اور گھڑی گھڑی پیچھے مڑ کر عمرو بن العاص کی جانب دیکھتا رہا اور کہہ رہا تھا کہ آپ تو مجھے موت کے حوض میں پہنچانا چاہتے ہیں۔

شامیوں کا قرآن آڑے لانا

ابومخنف کہتا ہے کہ جب عمرو بن العاص نے یہ دیکھا کہ عراقی غالب آتے جارہے ہیں تو انہیں ہلاکت کا خوف پیدا ہوا تو اس نے امیر معاویہ سے کہا کہ میں آپ کے سامنے ایک رائے پیش کرنا چاہتا ہوں جس سے ہمارے درمیان اتحاد پیدا ہو جائیگا اور دشمنوں میں انتشار پیدا ہو جائیگا معاویہ نے کہا ہاں بیان کرو عمرو بن العاص نے کہا وہ تدبیر یہ ہے کہ ہم قرآن اٹھالیں اور صدا لگائیں کہ قرآن پر جو بھی فیصلہ کرے وہ ہمیں اور تمہیں منظور ہونا چاہیے اگر بالفرض مخالفین میں سے چند لوگوں نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا تو آپ دیکھیں گے کہ ان میں سے ایک جماعت ایسی پیدا ہو جائیگی جو اسے ضرور قبول کریگی اس طرح ان میں تفرقہ پیدا ہو جائیگا اور اگر سب نے متفقہ طور پر یہ کہا کہ ہمیں یہ فیصلہ منظور ہے تو اس صورت میں ایک مدت تک ہمارے سروں سے جنگ ٹل جائیگی۔

اس مشاورت کے بعد شامیوں نے قرآن نیزوں پر اٹھالیا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان یہ کتاب فیصلہ کرنے والی ہے شامیوں کا فیصلہ سب اہل شام پر واقع ہوگا اور عراقیوں کا فیصلہ تمام اہل عراق پر نافذ ہوگا، عراقیوں نے جب

یہ دیکھا کہ قرآن اٹھا لئے گئے ہیں تو وہ بولے ہم اللہ عزوجل کی کتاب کو قبول کرتے ہیں اور اس کی جانب رجوع کرتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فیصلہ

ابومخنف نے بذریعہ عبدالرحمٰن بن جندب، جندب الازدی سے یہ نقل کیا ہے کہ جس وقت یہ صورتحال پیش آئی تو حضرت علیؓ نے لوگوں سے فرمایا: اے اللہ کے بندوں تم اپنے حق کے صداقت پر اپنے دشمنوں سے لڑتے رہو کیونکہ معاویہ بن ابی سفیان، عمرو بن العاص، عقبہ بن ابی معیط، حبیب بن مسلمہ عبداللہ بن ابی سرح اور ضحاک بن قیس یہ لوگ دین دار بھی نہیں اور قرآن پر چلنے والے بھی نہیں میں تم لوگوں سے زیادہ ان لوگوں سے واقف ہوں میں تو بچپن میں بھی ان کے ساتھ رہا، یہ بچپن میں نہایت شریر تھے اور بڑے ہو کر بھی یہ نہایت شریر نکلے، تم پر افسوس انہوں نے وہ شہ نیزوں پر اٹھائی ہے جسے یہ کسی وقت ہاتھ بھی نہیں لگاتے تھے اور یہ تک نہیں جانتے تھے کہ اس میں کیا لکھا ہوا ہے ان لوگوں نے صرف دھوکہ دینے کے لئے قرآن اٹھایا ہے۔

حامیان علیؓ کی جانب سے قتل عثمان کا اقرار

علیؓ کے حامیوں نے جواب دیا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہمیں کتاب اللہ کو قبول کرنے کی دعوت دی جائے اور ہم اسے قبول کرنے سے انکار کردیں،

حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے ان لوگوں سے صرف اس وجہ سے جنگ کی تھی کہ وہ کتاب اللہ کے احکام پر عمل پیرا ہوں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کی نافرمانی کی اور اللہ سے جو عہد کیا تھا اسے بھلا دیا اور کتاب اللہ کو پس وپشت ڈال دیا، اس پر مسعر بن فدکی التمیمی اور زید بن حصین الطائی نے کہا اے علیؓ! جب آپ کو کتاب اللہ کی دعوت دی جارہی ہے تو آپ پر لازم ہے کہ آپ اسے قبول کرلیں ورنہ ہم آپ کو اور آپ کے مخصوص ساتھیوں کو بھی ان لوگوں کے حوالہ کردیں گے جنہوں نے عفان کے بیٹے کو قتل کیا تھا، ہم پر لازم ہے کہ ہم کتاب اللہ کے احکام پر عمل پیرا ہوں اور ہمیں شامیوں کی دعوت قبول ہے واللہ یا آپ کو اس پر ضرور بالضرور عمل کرنا ہوگا یا ہم آپ کے ساتھ بھی وہی سلوک کریں گے جو ہم نے عفان کے بیٹے کے ساتھ کیا تھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا تم میری اس بات کو ذہن نشین کرلو کہ اگر تم میری اطاعت کرتے ہو تو تمہیں جنگ کرنی چاہیے اور اگر تم میری نافرمانی کرتے ہو تو تم جو بہتر سمجھو کرو، ان لوگوں نے جواب دیا یہ ہرگز نہیں ہوسکتا بلکہ آپ آدمی بھیج کر اشتر کو میدان جنگ سے واپس بلا لیجئے آپ کو ہر صورت میں ہماری رائے اور حکم پر چلنا ہوگا اور ہم آپ کے حکم پر چلنے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہیں۔

شیعان علی کے نزدیک حضرت علیؓ کی حیثیت

ابومخنف نے بواسطہ فضیل ابن خدیج الکندی قبیلہ نخع کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ اس نے دیکھا کہ ابراہیم ابن اشتر مصعب ابن زبیر کے پاس گئے مصعب نے کہا جس وقت لوگوں نے تحکیم پر مجبور کیا میں بھی علیؓ کے پاس تھا ان لوگوں نے علیؓ سے کہا کسی شخص کو بھیج کر اشتر کو میدان جنگ سے بلا لیجئے تو حضرت علیؓ نے یزید بن ہانی

السبعی کو اشتر کے پاس بھیجا اور کہلوایا کہ فوراً میرے پاس آؤ، قاصد نے یہ پیغام اشتر کے پاس پہنچا دیا اشتر نے جواب دیا کہ میری جانب سے امیر المومنین کو کہہ دینا کہ یہ وقت ایسا نہیں ہے کہ جس میں آپ مجھے میری جگہ سے ہٹائیں اور علیؓ کو اس کے اس جواب سے مطلع کیا گیا،

اس پر ایک شور وشر بلند ہوا اور اشتر کے بارے میں لوگ چیخنے لگے اور حضرت علیؓ سے کہا تو نے ہی اشتر کو جنگ جاری رکھنے کا حکم دیا ہے علیؓ نے فرمایا تمہارے لئے یہ رائے قائم کرنا مناسب نہیں ہے کیا تم لوگوں نے مجھے اس سے سرگوشیاں کرتے دیکھا ہے کیا میں اشتر سے تمہارے سامنے علانیہ گفتگو نہیں کرتا کیا میں جس وقت اس سے باتیں کرتا ہوں تم لوگ نہیں سنتے ان لوگوں نے کہا تو آپ آدمی بھیج کر اسے بلوا لیجئے ورنہ ہم آپ کو معزول کر دیں گے۔

حضرت علیؓ نے یزید ابن ہانی کو دوبارہ اشتر کے پاس روانہ کیا اور کہا کہ اشتر سے کہو کہ فوراً میرے پاس آجائیں یہاں فتنہ پیدا ہو چکا ہے جب یزید بن ہانی نے اشتر کو علیؓ کا پیغام پہنچایا تو اشتر نے جواب دیا کہ میں تو اس وقت سمجھ گیا تھا جب قرآن اٹھایا گیا تھا کہ ایک نیا فتنہ ضرور پیدا ہوگا کیونکہ یہ عامرہ کے بیٹے کا مشورہ ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ اللہ نے ہمارے لئے غیب سے مدد فرمائی ہے کیا مناسب ہے کہ ایسے وقت میں دشمنوں کو چھوڑ کر میدان جنگ سے واپس ہو جاؤں۔

یزید نے جواب دیا کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تو میدان جنگ میں کامیابی حاصل کر لے اور وہاں امیر المومنین ایسی منزل میں پہنچ چکے ہیں کہ یا تو ان کی فوری مدد کی جائے یا انہیں بھی دشمنوں کی سپرد کی جائے، اشتر نے جواب دیا واللہ یہ ہرگز نہیں ہو سکتا، یزید نے کہا شیعان علیؓ کہہ رہے ہیں کہ یا تو آپ کسی شخص کو بھیج کر اشتر کو فوراً بلا لیجئے ورنہ ہم آپ کو بھی اسی طرح قتل کر دیں گے جس طرح ہم نے عفان کے بیٹے کو قتل کیا ہے اشتر یہ سن کر فوراً واپس لوٹا اور لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اے عراقیو اے ذلیلو اے بزدلو! کیا تم نے قوم کے پشت کو نیچا کر دکھایا ہے کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تم شامیوں کے مقابلہ میں زبردست ہو ان لوگوں نے جو قرآن اٹھائے ہیں اور قرآن کے فیصلے پر جو عمل پیرا ہونے کی جو دعوت دے رہے ہیں تو خدا کی قسم انہوں نے خود قرآن کے احکام کو چھوڑ رکھا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کتاب میں نازل فرمائے ہیں یہ لوگ اس سنت کے تارک ہیں جو اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ؐ پر نازل فرمائے ہیں تم ان کی اس دعوت کو ہرگز ہرگز قبول نہ کرو اور کم از کم مجھے اتنی دیر کی مہلت دیدو جتنی دیر میں گھوڑا رک جاتا ہے کیونکہ مجھے فتح سامنے نظر آ رہی ہے، شیعان علیؓ نے جواب دیا اس صورت میں تو ہم بھی تیرے ساتھ گناہ میں شریک ہو جائیں گے، اشتر نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ جب تمہارے بڑے قتل ہو گئے اور ذلیل لوگ باقی رہ گئے تو تم اس وقت بھی حق پر تھے جب تم جنگ کر رہے تھے اور تمہارے نیک لوگ قتل ہو رہے تھے اب جب تم نے جنگ سے ہاتھ روک لیا تو یا تو تم اس وقت باطل پر ہوئے یا حق پر ہوئے اگر تم اس وقت حق پر ہو تو تمہارے وہ مقتولین جن کے فضیلت کے تم منکر نہیں تو اس صورت میں وہ دوزخ میں بھی تم سے بہتر ہونگے،

ان لوگوں نے جواب دیا اشتر اس قسم کی باتیں چھوڑ و ہم تو صرف یہ جانتے ہیں کہ ہم نے ان شامیوں سے اللہ تعالیٰ کے خاطر جنگ کی ہے اور آج جو ان کے قتال سے ہاتھ روک رہے ہیں یہ بھی صرف اللہ کے خاطر ہے ہم نہ تیرے مطیع ہیں اور نہ تیرے امیر کے، تم ہم سے علیحدہ ہو جاؤ،

اشتر نے کہا خدا کی قسم! تم لوگ دھوکہ میں مبتلا ہو گئے ہو تمہیں جنگ بندی کی دعوت دی گئی تم نے دھوکہ میں

آ کر اسے قبول کر لیا اے سیاہ پیشانی والوں! ہم تو تمہاری نمازیں دیکھ کر یہ سمجھتے تھے کہ تمہیں دنیا سے کوئی غرض نہیں اور تم جو یہ عبادت کر رہے ہو اللہ کی ملاقات کی شوق میں کر رہے ہو لیکن اب تمہارے فرار سے یہ معلوم ہوا کہ تم دنیا کی طلب میں موت سے بھاگنا چاہتے ہو افسوس صد ہا افسوس اے بری جھولیں پہننے والوں! آج کے بعد تم ہمیشہ دورائیوں پر چلتے رہو گے ایک رائے پر کبھی متفق نہ ہو نگے تم بھی ہمارے نظروں سے اس طرح دور ہو جاؤ جس طرح ظالم قوم دور ہو گئی ہے۔

اشعث بن قیس کی پیغام رسانی

اشعث حضرت علیؓ کے پاس آیا اور کہا میرا خیال ہے کہ سب لوگ اس پر راضی اور خوش ہیں کہ قرآن کے حکم پر چلنے کی جو دعوت دی گئی ہے وہ اسے قبول کر لیں اگر آپ اجازت دیں تو معاویہ کے پاس جا کر ان کا ارادہ معلوم کروں تا کہ آپ ان کے سوالات پر غور کر سکیں حضرت علیؓ نے فرمایا اگر تم یہی چاہتے ہو تو ان سے پوچھو،

اشعث امیر معاویہ کے پاس گیا اور سوال کیا اے معاویہ! تم نے قرآن کس غرض سے اٹھوائے؟ امیر معاویہ نے جواب دیا اس غرض سے کہ ہم اور تم اس کے احکام پر عمل پیرا ہوں تم اپنے میں سے ایک ایسا شخص فیصلہ کے لئے متعین کرو جس پر ہم راضی ہوں اور ہم بھی اپنے میں سے ایک ایسے شخص کو متعین کر دیتے ہیں اور ہماری جانب سے ان دونوں اشخاص پر یہ لازم ہوگا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کی اس کتاب میں پائیں اس پر عمل پیرا ہوں اور اس سے سرمو تجاوز نہ کریں اور جس امر پر یہ دونوں متفق ہو جائیں ہم اسکی پیروی کریں،

اشعث بن قیس نے جواب دیا کہ یہ حق کی بات ہے اس کے بعد اشعث حضرت علیؓ کے پاس آیا اور جو کچھ معاویہ نے کہا انہیں حضرت علیؓ کے سامنے رکھا حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے کہا ہم نے یہ بات قبول کی اور ہم اس پر راضی ہیں، شامیوں نے اپنی جانب سے عمرو بن العاصؓ کو فیصلہ کے لئے متعین کیا اور حضرت علیؓ کے ساتھیوں نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو اپنا حکم بنانے پر اتفاق کیا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی بے کسی کا عالم

حضرت علیؓ نے فرمایا تم لوگوں نے پہلی بات میں میری نافرمانی کی ہے اب میری نافرمانی مت کرو میں ابو موسیٰ اشعری کو حکم بنانا نہیں چاہتا، اس پر اشعث، زید بن حصین الطائی اور مسعر فدکی بولے ہم ان کے علاوہ کسی کا فیصلہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں کیونکہ جس مصیبت میں ہم مبتلا ہو گئے ہیں اس سے وہ ہمیں پہلے ڈراتے تھے حضرت علیؓ نے جواب دیا مجھے ان پر کوئی اعتماد نہیں اس لئے انہوں نے مجھے چھوڑ دیا اور میری جانب سے لوگوں کو بہکایا اور میرے پاس سے بھاگ گئے حتیٰ کہ میں نے کئی ماہ بعد انہیں امان دی یہ ابن عباس موجود ہیں میں اسے حکم بنانا ہوں،

حامیان علیؓ نے جواب دیا ہم اسے ہرگز قبول نہیں کریں گے کیونکہ ابن عباس کا حکم بننا ایسا ہے جیسے آپ خود حکم بن جائیں ہم تو ایسے شخص کو حاکم بنانا چاہتے ہیں جس کی نظر میں آپ اور معاویہ مساوی ہوں تم میں سے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ایک کی نسبت دوسرے سے تعلق نہ رکھتا ہو، پھر حضرت علیؓ نے فرمایا تو پھر میں اشتر کو حکم بنا چاہتا ہوں۔

اشعث کی علیؓ سے زبان درازی

ابو مخنف نے ابو جناب الکلبی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے اس فرمان پر اشعث نے جواب دیا کہ روئے زمین پر اشتر کے علاوہ کوئی دوسرا شخص موجود نہیں ہے؟

ابو مخنف نے بواسطہ عبدالرحمٰن بن جندب، جندب کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ اشعث نے جواب دیا ہم لوگ تو اب صرف اشتر کے حکم میں ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا اشتر کا کیا حکم ہے؟ اشعث نے جواب دیا اشتر کا حکم یہ ہے کہ ہم لوگ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹتے رہیں حتیٰ کہ اے علیؓ! تیرا اور اشتر کا ارادہ پورا ہو جائے۔

ابوموسیٰ اشعری کا بحیثیت جج تقرر

حضرت علیؓ نے فرمایا کیا تم ابوموسیٰ اشعری کے علاوہ کسی پر راضی نہیں ہوانہوں نے جواب دیا ہاں ہم صرف انہیں حاکم بنانا چاہتے ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا اچھا جو تمہارا جی چاہے کرو،

ان لوگوں نے ابوموسیٰ کے پاس آدمی بھیجے اور اس وقت ابوموسیٰ اس جنگ سے علیحدہ رہ رہے تھے اور عرض میں مقیم تھے ان کے پاس ان کے غلام نے آکر یہ خبر دی کہ لوگوں نے صلح کر لی ہے ابوموسیٰ اشعری نے بے ساختہ کہا الحمدللہ رب العالمین ، پھر غلام نے کہا ان لوگوں نے آپ کو حکم بنایا ہے تو ابوموسیٰ اشعری نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھی اس کے بعد ابوموسیٰ اشعری لشکر گاہ تشریف لائے۔

اشتر حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا آپ مجھے عمرو بن العاص کے ساتھ لگا دیجئے قسم ہے اس ذات عالی کی جس کے علاوہ کوئی معبود کے لائق نہیں ہے اگر میں اسے کوئی دھوکہ دہی کرتے دیکھونگا تو اسے قتل کر دونگا۔

علیؓ کے سامنے میں احنف کی رائے

احنف نے حاضر ہوکر عرض کیا اے امیر المومنین آپ کے زمین سے پتھر اٹھا کر مار دیا گیا ہے اور جس شخص نے اللہ کی نافرمانی کی اس کے ذریعہ سے دین اسلام کی ناک کاٹ دی گئی ہے میں اس شخص کو خوب جانتا ہوں میں نے بھی اس کا آدھا حصہ بٹایا ہے میرے نزدیک اس کی حیثیت کند چھری جیسی ہے اور یہ شخص گڑھے میں گرنے کی قریب ہے اور اس قوم میں کوئی بھی اس کے مقابلے کی صلاحیت نہیں رکھتا جو شخص بھی اس کے قریب جائیگا وہ ظاہر میں ایسا بن جائیگا جیسے ان لوگوں کی مٹھی میں بند ہے اور جب ان لوگوں سے دور ہوگا تو اتنا دور ہوگا جیسے لوگوں کو ستارہ نظر آتا ہو اگر آپ مجھے حاکم بنانا نہیں چاہتے تو مجھے حکم کا پشت پناہ بنا کر دوسرا یا تیسرا ساتھ والا کر دیجئے کیونکہ یہ شخص جو بھی گرہ لگانا چاہے گا میں اسے کھول دونگا اور جب بھی وہ گرہ لگائیگا میں اس پر دوسری گرہ ایسی لگا دونگا جس کے باعث میں فیصلہ کرسکوں،

اس پر تمام لوگوں نے سوائے ابوموسیٰ اشعری کے کسی دوسرے کو حکم تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور معاہدہ لکھنے پر زور دیا احنف نے کہا اگر تمہیں میری بات قبول نہیں تو تم ان لوگوں کو اپنی پشت دکھا دو یعنی اپنی شکست قبول کرلو۔

علیؓ پر نکتہ چینی

الغرض معاہدہ لکھا جانا شروع ہوا اس معاہدہ کے ابتدائی جملے یہ تھے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، یہ وہ فیصلہ ہے جو امیر المومنین حضرت علیؓ نے کیا ابھی صرف اتنے الفاظ تحریر ہوئے تھے کہ عمرو بن العاص نے اعتراض کر دیا اور اس کا اور اس کے باپ کا نام لکھو کیونکہ یہ تمہارا امیر ہے ہمارا امیر نہیں، اس پر احنف بن قیس نے کہا اے امیر المومنین! آپ اس لفظ کو ہرگز نہیں مٹائیے کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر آپ نے امیر المومنین کا لفظ مٹا دیا تو زندگی بھر آپ کو کوئی خلیفہ اور امیر المومنین تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوگا اس لئے آپ اس لفظ کو ہرگز نہ مٹائیے چاہے لوگ ایک دوسرے کو قتل کیوں نہ کر دیں،

احنف کی اس رائے پر حضرت علیؓ نے اس لفظ کو مٹانے سے انکار کر دیا اور اس بحث پر کافی دن گذر گئے بالآخر اشعث بن قیس نے کاتب سے کہا کہ اس لفظ کو ہٹا دو تو یوں یہ لفظ مٹا دیا گیا۔

واقعہ تحکیم اور صلح حدیبیہ

جس وقت یہ لفظ مٹا دیا گیا تو حضرت علیؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا اور فرمایا عین سنت ہوئی ہے اور بالکل اس سنت کے عین مشبہ ہے خدا کی قسم میں حدیبیہ کے روز رسول اللہؐ کے روبرو صلح نامہ تحریر کر رہا تھا تو کفار نے اعتراض کیا کہ آپ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ نہیں ہے اور نہ ہم آپ کو رسول مانتے ہیں آپ اپنا نام اور اپنے باپ کا نام تحریر کریں یوں آپ کا اور آپ کے باپ کا نام لکھا گیا، اس پر عمرو بن العاص نے کہا اس مثال کا اس واقعہ سے کیا واسطہ کیا ہمیں مومن ہونے کے بعد بھی کفار سے تشبیہ دی جائیگی حضرت علیؓ نے فرمایا اے نابغہ کے بیٹے! تو کب فاسقین کا دوست اور مسلمانوں کا دشمن نہیں رہا، پھر حضرت علیؓ یہ کہتے ہوئے کھڑے ہو گئے کہ آج کے بعد تیرے اور میرے درمیان کوئی بھی اجتماع نہ ہوگا اور نہ ہم دونوں ایک مجلس میں جمع ہونگے اور میں اللہ سے امید رکھتا ہوں کہ وہ میری مجلس کو تجھ سے اور تجھ جیسے لوگوں سے پاک رکھے اور اس کے بعد معاہدہ لکھا گیا۔

امیر المؤمنین کا لفظ مٹانا

رسول اللہ کا لفظ مٹانا

ابومخنف کہتا ہے کہ مجھ سے علی بن مسلم الطوسی نے بواسطہ حبان، مبارک، حسن اور احنف یہ بیان کیا ہے کہ امیر معاویہ نے حضرت علیؓ کو تحریر کیا کہ اگر آپ صلح کرنا چاہتے ہیں تو یہ نام مٹا دیجئے حضرت علیؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا، حضرت علیؓ کا ایک مخصوص خیمہ تھا جس میں بنو ہاشم ان کے پاس آیا جایا کرتے تھے اور مجھے بھی ان کے ساتھ آنے جانے کی اجازت تھی، حضرت علیؓ نے ہم سے فرمایا کہ معاویہ نے مجھے تحریر کیا ہے کہ میں امیر المومنین کا لفظ مٹا دوں اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ کسی نے عرض کیا آپ کو امیر المومنین ہونا مبارک ہو، حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ اسے خوش کرے رسول اللہ ﷺ نے جب اہل مکہ سے معاہدہ کیا تھا تو محمد رسول تحریر فرمایا تھا کفار نے یہ لفظ لکھنے پر اعتراض کیا تھا اور ان کے اعتراض کرنے پر وہ لفظ مٹا دیا گیا اور یہ لکھا گیا یہ وہ فیصلہ ہے جو محمد بن عبد اللہ نے کیا ہے

میں نے اس پر عرض کیا کہ آپ کا اور رسول اللہ کا کیا مقابلہ، فی الحقیقت ہم آپ ہی سے بیعت کرنا چاہتے ہیں اگر ہماری نظر میں آپ سے زیادہ خلافت کا کوئی اور حقدار ہوتا تو ہم اس کی بیعت کر لیتے پھر ہم نے آپ کے خاطر جنگ کی اور میں آپ کو اللہ کا قسم دیتا ہوں اگر آپ نے اس لفظ کو مٹا دیا یعنی امیر المومنین اور جب کہ اسی نام سے آپ نے لوگوں سے بیعت لی اور لوگوں سے جنگ کی تھی تو دوبارہ آپ کو کوئی خلیفہ یا امیر المومنین تسلیم کرنے کے لئے تیار نہ ہوگا

راوی کہتا ہے خدا کی قسم! ویسا ہی ہوا جیسا کہ احنف نے کہا تھا اور احنف ان لوگوں میں سے تھا کہ جب اس کی رائے کا کسی اور کے رائے سے مقابلہ کیا جاتا تو اس کی رائے ترجیح پاتی۔

فریقین کا فیصل بنانے پر رضا مند ہونا

ابو مخنف نے فریقین کے درمیان طے پانے والے معاہدہ کو اس طرح نقل کیا ہے:۔

یہ وہ معاہدہ ہے جو علیؓ بن ابی طالب اور معاویہ ابن ابی سفیان نے آپس میں کیا ہے حضرت علیؓ کا یہ فیصلہ اہل عراق اور ان لوگوں پر نا گوار ہوگا جو لوگ ان کی جماعت میں سے یا عام مسلمانوں میں سے ان کے ساتھ ہیں، اور معاویہ کا یہ معاہدہ اہل شام اور ان لوگوں پر نافذ ہوگا جو معاویہ کے ساتھ ہیں، ہم اللہ رب العزت کے حکم اور اس کی کتاب کو قبول کرتے ہیں اور کتاب اللہ کے علاوہ ہمیں کوئی فیصلہ قبول نہ ہوگا اور اللہ کی کتاب میں اول تا آخر جو کچھ بھی موجود ہے اس پر عمل کریں گے اور جس شہ کو ختم کرنے کا حکم دیا گیا اسے ختم کر دیں گے، دونوں حکم یعنی ابو موسیٰ اشعری، عبد اللہ بن قیس اور عمرو بن العاص القرشی کتاب اللہ پر جو حکم پائیں گے اس پر عمل پیرا ہونگے اور اگر اس معاملہ میں کتاب اللہ میں یہ دونوں کوئی حکم نہ پائیں تو اس سنت پر عمل پیرا ہونگے جو عدل وانصاف پر مبنی ہوگی اور جس پر سب کا اتفاق ہوگا اور کسی کو اس سے اختلاف نہ ہوگا، ہر دو حکم علی ومعاویہ اور ان کے لشکروں سے عہد و پیمان لیں گے اور اسی طرح دیگر معتبر لوگوں سے بھی ان دونوں کی جان محفوظ ہوں گے اور جو کچھ یہ دونوں فیصلہ کریں گے اس پر پوری امت ان کی معاون و مددگار رہونگی اور دونوں فریقین کے مسلمانوں پر اللہ کے نام پر یہ عہد لازم ہوگا کہ جو کچھ اس تحریر میں ہے وہ ہمیں قبول ہے اور میں نے ان دونوں حاکموں کا فیصلہ تمام مسلمانوں پر لازم کر دیا ہے یہ سب لوگ ہتھیار اتار کر رکھ دیں گے اور سب لوگ محفوظ و مامون ہوں گے جہاں چاہیں جائیں ان کی جان و مال اور اہل و اعیال محفوظ ہونگے موجود و غائب سب لوگ مامون ہونگے اور عبد اللہ بن قیس اور عمرو بن العاص پر اللہ کا یہ عہد و میثاق ہوگا کہ وہ اس امت کا فیصلہ کر دیں اور انہیں دوبارہ جنگ اور اختلافات میں مبتلا نہ کریں، یہ دوسری شہ ہے کہ کوئی ان کا فیصلہ قبول نہ کریں اور اس فیصلہ کی مدت رمضان تک ہوگی اگر دونوں حکم باہم رضا مندی سے اس مدت کو بڑھانا چاہیں تو بڑھا سکتے ہیں اور اگر دونوں حکموں میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو شیعوں کا امیر اس کی جگہ دوسرا حکم مقرر کرے گا اور وہ شخص اہل عدل وانصاف میں سے منتخب کیا جائیگا اور ان دونوں کے فیصلے کا مقام وہ جگہ ہوگی جو اہل کوفہ اور اہل شام کے درمیان واقع ہے اور یہ دونوں حکم فیصلہ پر جن لوگوں کی گواہی لینا چاہے گا لے سکتے ہیں اور ان کی شہادت وہ اس فیصلہ پر تحریر کریں گے اور یہ گواہ اس فیصلہ کی ان لوگوں کے مقابلہ میں حمایت کریں گے جو اسے مٹانا چاہے یا اس کی مخالفت کرے،

اے اللہ! ہم آپ سے اس شخص کے مقابلہ میں مدد طلب کرتے ہیں جو اس فیصلہ کو ترک کر دیں۔

گواہوں کے نام

حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں اس معاہدہ پر یہ لوگ گواہ ہوئے اشعث ابن قیس الکندی، عبداللہ بن عباس، سعید بن قیس الہمدانی، ورقاء بن سلمی البجلی، عبداللہ بن محل العجلی، حجر بن عدی الکندی، عبداللہ بن طفیل العامری، عقبہ ابن زیاد الحضرمی، یزید بن حجیۃ التمیمی اور مالک بن کعب الہمدانی تھے،

جبکہ معاویہ کے ساتھیوں میں سے ان لوگوں نے معاہدہ پر بطور گواہ دستخط کئے، ابوالاعور اسلمی، عمرو بن سفیان، حبیب بن مسلمہ الفہری، مخارق ابن حارث الزبیدی، رمل بن عمرو العذری، حمزہ بن مالک الہمدانی، عبد الرحمٰن بن خالد المخزومی، سبیع بن یزید الانصاری، علقمہ بن یزید الانصاری، عتبہ بن ابی سفیان اور یزید بن الحر العبسی۔

اشتر کی معاہدہ سے روگردانی

ابومخنف نے بواسطہ ابوجناب الکلبی عمارہ بن ربیعہ الجرمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب معاہدہ تحریر کیا گیا تو اس کی گواہی کے لئے اشتر کو طلب کیا گیا اس نے کہا خدا کرے یہ دایاں ہاتھ میرے پاس نہ رہے اور نہ میں اس بائیں ہاتھ سے کوئی نفع حاصل کرسکوں اگر میں اس معاہدہ پر دستخط کروں جو صلح کے نام پر تحریر کیا گیا ہے کیا میں اپنے رب کی طرف سے ہدایت پر نہیں ہوں اور میں اپنی دشمن کی گمراہی پر یقین رکھتا ہوں، اس پر اشعث بن قیس نے جواب دیا واللہ تو نہ کوئی کامیابی دیکھی اور نہ کوئی ظلم دیکھا تو ہمارے ساتھ آ، ہمیں تجھ سے کوئی دشمنی نہیں، اشتر نے جواب دیا کیوں نہیں، خدا کی قسم میں تجھ سے دنیا میں دنیا کے خاطر اور آخرت میں آخرت کے خاطر نفرت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ نے میری اس تلوار کے ذریعہ بہت سے افراد کا خون بہایا اور تو میرے نزدیک ان سے بہتر نہیں اور نہ ہی میں تیرا خون حرام سمجھتا ہوں،

عمارہ کہتا ہے کہ میں نے اشعث بن قیس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو ایسا معلوم ہوا کہ اس کی ناک پر کوئلہ رکھ دیا گیا ہے یعنی وہ بہت سیاہ تھا۔

بنی تمیم کا معاہدہ پر عدم رضا مندی

ابومخنف نے ابوجناب سے نقل کیا ہے کہ اشعث بن قیس یہ تحریر لیکر لوگوں کو سنانے کے لئے نکلا وہ اسے لوگوں کے سامنے پیش کرتا اور لوگ اسے پڑھتے حتیٰ کہ وہ تحریر لیکر بنوتمیم کی ایک جماعت کے پاس سے گذرا جس میں عروہ بن ادیہ بھی موجود تھا اشعث نے یہ تحریر انہیں پڑھ کر سنائی تو عروہ بن ادیہ بولا تم اللہ کے احکام میں انسانوں کو حکم بناتے ہو اور اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں پھر وہ تلوار لیکر اشعث بن قیس کی جانب لپکا اور اشعث کی سواری کے پیچھے اس نے ہلکے سے وار کیا جس سے سواری بھڑک اٹھی اشعث کی ساتھیوں نے اسے پکارا اور کہا اپنا ہاتھ ہمارے ہاتھ میں دیدو، وہ واپس لوٹا اشعث کے لوگ اور یمن کے لوگ اس پر غضبناک ہوئے جس پر احنف بن قیس، معقل بن قیس الرحاحی اور مسعر بن فدکی اور بہت سے بنوتمیم نے اس سے اس غلطی کی معذرت چاہی، اشعث نے ان کی معذرت قبول کرلی اور اس بات سے درگذر کیا۔

قیدیوں سے متعلق معاویہ کی رائے

ابومخنف نے ابو یزید عبداللہ الاودی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ قبیلہ اود کے ایک شخص جس کا نام عمرو بن اوس تھا میدانِ صفین میں حضرت علیؓ کی حمایت میں جنگ کی معاویہ نے حضرت علیؓ کے بہت سے ساتھیوں کو قید کر لیا جس میں یہ شخص بھی شامل تھا عمرو بن العاص نے یہ رائے دی کہ ان سب قیدیوں کو قتل کر دیا جائے اس پر عمرو بن اوس نے کہا اے معاویہ ! مجھے قتل نہ کرنا کیونکہ تم میرے ماموں ہو بنواود نے بھی اس کی سفارش کی اور کہا اے امیر ہمارے بھائی کو ہمیں دیدیجئے ، امیر معاویہ نے حکم دیا اسے چھوڑ دو میری عمر کی قسم اگر یہ سچا ہے تو میں اسے تمہاری سفارش سے مستغنی کر دونگا اور اگر یہ جھوٹا ہے تو تمہاری سفارش اس کے کام آجائیگی اس کے بعد امیر معاویہ نے اس سے سوال کیا میں تیرا ماموں کیسے ہوا، خدا کی قسم! ہمارے اور بنواود کے درمیان کوئی رشتہ داری نہیں ،عمرو بن اوس نے کہا اگر میں آپ کو رشتہ بتادوں اور آپ اسے پہچان لیں تو کیا وہ رشتہ میری امان کا باعث ہوگا؟

امیر معاویہ نے کہا ہاں ،اس نے عرض کیا آپ ام حبیبہ بنت ابی سفیان زوجہ رسول اللہ کو جانتے ہیں معاویہ نے کہا کیوں نہیں ،ام حبیبہ معاویہ کی بہن تھی تو عمرو بن اوس نے کہا میں ان کا پہلے خاوند سے بیٹا ہوں اور آپ ان کے بھائی ہیں اس لئے آپ میرے ماموں ہیں امیر معاویہ نے کہا تیرا باپ اللہ کے لئے ہے کیا اس پورے قبیلہ میں کوئی ایسا شخص نہیں جو اس کے علاوہ اس بات کو جانتا ہو اور اس کے بعد اودین سے فرمایا یہ تمہاری سفارش سے مستغنی ہے اس کی راہ چھوڑ دو۔

معاہدہ کے بعد قیدیوں کی رہائی

ابومخنف نے بواسطہ نمیر ابن وعلۃ الہمدانی ،امام شعبی کا یہ قول روایت کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے صفین کی جنگ میں بہت سے لوگوں کو قید کیا تھا اس معاہدہ کے بعد انہوں نے تمام قیدیوں کو رہا کر دیا اور یہ سب لوگ معاویہ کے پاس پہنچ گئے اور معاویہ کے پاس بھی حضرت علیؓ کے لشکر کے بہت سارے لوگ قید تھے اور عمرو بن العاص امیر معاویہ کو مشورہ دے رہے تھے کہ ان قیدیوں کو قتل کر دیا جائے جب شامیوں کو اس بات کا علم ہوا کہ ان کے قیدی رہا کر دیئے گئے ہیں تو امیر معاویہ نے عمر بن العاص سے کہا اگر میں ان قیدیوں کے بارے میں تیری بات مان لیتا تو یہ انتہائی برا کام ہوتا کیا تو نہیں دیکھتا کہ حضرت علیؓ نے ہمارے قیدیوں کو رہا کر دیا ہے اس کے بعد امیر معاویہ نے حکم دیا کہ تمام قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے۔

صفین کے روز حضرت علیؓ کی تقریر

ابومخنف نے بسند اسماعیل بن یزید اور حمید بن مسلم، جندب بن عبداللہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے صفین کے روز لوگوں سے فرمایا:

> تم لوگوں نے وہ کام کیا ہے جس سے تمہاری قوت ختم ہوگئی ہے تمہارے احسانات ختم ہو گئے ہیں تم سست پڑ گئے ہو اور سستی اور ذلت تم نے وراثت میں لے لی ہیں، جب تم بلند ہو چکے تھے اور تمہارے دشمن مقابلہ سے گھبرا رہے تھے اور ان کا قتل عام ہو رہا تھا اور انہیں

زخمیوں کی تکلیف محسوس ہو رہی تھی تو ان لوگوں نے قرآن اٹھالیا اور تمہیں قرآن کے احکام پر چلنے کی دعوت دی اور ان لوگوں نے یہ کام صرف اس وجہ سے کیا تا کہ ان کے قتل سے تم اپنا ہاتھ روک لو اور تمہارے اس امر کی وجہ سے ان کی جان و مال محفوظ ہو جائے اور تمہارے اور ان کے درمیان جنگ بندی ہو جائیں اور دھوکہ بازوں کی طرح وہ تمہاری گھات میں لگ جائیں اور تمہیں دھوکہ اور فریب میں مبتلا کر دیں، ان لوگوں نے جو خواہش کی تھی تم لوگوں نے اسے سو فیصد پورا کر دیا اور تم لوگوں نے خوشامد اور بزدلی کے علاوہ کسی شے کو قبول نہیں کیا، خدا کی قسم! میرا گمان تو تم لوگوں کے بارے میں یہ ہے کہ تم آئندہ کبھی ہدایت حاصل نہ کر سکو گے اور نہ تم کوئی یقینی بات حاصل کر سکتے ہو۔

فیصلہ صفین کی تاریخ

ابو جعفر کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور معاویہ کے درمیان جو معاہدہ لکھا گیا وہ بروز چارشنبہ تیرہ صفر ۳۷ھ میں لکھا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ حضرت علیؓ اور امیر معاویہ ہر دو ماہ رمضان میں دومۃ الجندل میں جمع ہونگے اور ہر ایک کے ساتھ اس کے لشکروں میں سے چار سو اشخاص بھی ساتھ آئیں گے۔

حضرت علیؓ کی شیخین سے مشابہت

عبداللہ بن احمد نے بواسطہ اپنے والد اور سلیمان بن یونس بن یزید، زہری کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ صفین کے روز جب لوگ آپس میں اختلاف کرنے لگے تو صعصعہ بن صوحان نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا اے لوگو! سنو اور سمجھو، خدا کی قسم تم یہ بات جانتے ہو کہ علیؓ غالب آئے تو وہ ابوبکر اور عمرؓ کی طرح ثابت قدم ہونگے اور اگر معاویہ غالب آ گئے تو کوئی حق بات کہنے والا نہ ہوگا۔

زہری کا قول ہے کہ جب شامیوں نے قرآن اٹھا لئے اور لوگوں کو اس کے احکام پر چلنے کی دعوت دی تو عراقی ڈر گئے اس وقت انہوں نے دو حکم بنائے اہل عراق نے ابوموسیٰ اشعری کو اور اہل شام نے عمرو بن العاص کو، جب یہ لوگ حکم بنا دیئے گئے تو دونوں لشکر واپس ہو گئے دونوں نے یہ شرط لگائی کہ قرآن جس کام کے کرنے کا حکم دیگا اس پر یہ دونوں لشکر عمل پیرا ہوں گے اور جس کام سے منع کریگا اس سے رک جائیں گے اور نبی کریمؐ کی پوری امت یہی طریقہ کار اختیار کریگی اور یہ دونوں سربراہ دومۃ الجندل میں جمع ہونگے اگر وہاں جمع نہ ہو سکے تو آئندہ سال اوزح میں جمع ہوں گے۔

شیعان علیؓ کی حضرت علیؓ سے علیحدگی

جب حضرت علیؓ صفین سے لوٹے تو حروریہ مخالف بن گئے اور ان کی جماعت سے خارج ہو گئے اور یہ سب سے پہلا اختلاف تھا جو حضرت علیؓ کی جماعت میں ظاہر ہوا، اور ان لوگوں نے حضرت علیؓ سے جنگ کا اعلان کر دیا اور حضرت علیؓ کی تردید شروع کر دی اور کہنا شروع کیا کہ اللہ کے حکم کے مقابلہ میں انسان کے حکم کا کیا دخل، اور کہا اللہ تعالیٰ کے حکم کے علاوہ کسی کا کوئی حکم نہیں ہو سکتا، یوں ان لوگوں نے حضرت علیؓ سے جنگ کی۔

دونوں جج کا اجتماع

جب دونوں حکم ازرح میں جمع ہوئے تو جولوگ وہاں فیصلہ سننے کے لئے آئے تھے ان میں مغیرہ بن شعبہ بھی تھا دونوں حکموں نے عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن زبیرؓ کو بلانے کے لئے آدمی روانہ کئے، امیر معاویہ بھی شامیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گئے اور حضرت علیؓ اور اہل عراق نے وہاں آنے سے انکار کر دیا۔

مغیرہ بن شعبہ کی پیشن گوئی

مغیرہ بن شعبہ نے قریش کے صاحب الرائے لوگوں سے کہا کیا تم میں سے کوئی شخص یہ بتا سکتا ہے کہ ان دونوں حکموں کے درمیان کسی ایک فیصلہ پر اتفاق ہوگا یا نہیں، لوگوں نے کہا اس طرح کوئی شخص پہلے سے کچھ نہیں بتا سکتا، مغیرہ بن شعبہ نے کہا خدا کی قسم! اگر میں ان دونوں حکموں کے پاس جا کر واپس آجاؤں تو میں وہ فیصلہ بتا سکتا ہوں جس پر دونوں حکموں کا اتفاق ہوگا یا نہیں،

اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ عمرو بن العاص کے پاس گئے اور ان سے کہا اے ابوعبداللہ! میں آپ سے جو سوال کروں اس کا جواب دیجئے، آپ ہم لوگوں کا جنگ سے جدا رہنا کیسا سمجھتے ہیں کیونکہ اس معاملہ میں جسے تم نے جائز سمجھا ہم مشکوک سمجھتے ہیں اور ہمارا خیال تھا کہ ایک دوسرے سے بظاہر انس ومحبت کا ذریعہ پیدا کیا جائے تاکہ امت ایک بات پر جمع ہو جائیں، عمر بن العاص نے جواب دیا میں تمہارے جیسے علیحدہ رہنے والے کو نیک لوگوں کا جانشین اور بدکاروں کا امام خیال کرتا ہوں، اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ واپس آگئے اور کوئی سوال نہیں کیا پھر ابوموسیٰ اشعری کے پاس گئے اور ان سے بھی یہی سوال کیا ابوموسیٰ اشعری نے جواب دیا میں تم لوگوں کو تمام انسانوں میں سب سے زیادہ درست رائے پر چلنے والا سمجھتا ہوں مسلمانوں کا بقیہ حصہ صحیح معنوں میں تم لوگوں میں ہی پایا جاتا ہے، اس کے بعد مغیرہ بن شعبہ واپس آگئے پھر مغیرہ قریش کے ذی فہم لوگوں کے پاس پہنچے اور ان سے جا کر کہا یہ دونوں حکم کبھی ایک بات پر متفق نہیں ہو سکتے۔

خلیفہ کا انتخاب

جب یہ دونوں حکم جمع ہوئے اور باہم گفتگو شروع ہوئی تو عمرو بن العاص نے کہا اے ابوموسیٰ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ سب سے اولین فیصلہ اس بات کا ہونا چاہیے کہ وفادار لوگوں کو ان کی وفاداری کا حق ادا کیا جائے اور غداروں کو غداری کا۔

عمرو بن العاص نے کہا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ معاویہ اور اہل شام نے اپنا وعدہ پورا کیا جو انہوں نے لوگوں سے کیا تھا، ابوموسیٰ اشعری نے کہا کیوں نہیں، عمرو بن العاص نے کہا تو یہ بات تحریر فرما لیجئے یوں ابوموسیٰ اشعری نے اسے تحریر کیا۔

اس کے بعد عمرو بن العاص نے کہا کیا آپ ایسے شخص کا نام بتا سکتے ہیں جسے اس امت کی خلافت سونپی جائے آپ نام بتایئے اگر آپ میری متابعت پر قادر ہو سکیں گے تو ضرور آپ کی متابعت کروں گا ورنہ آپ پر لازم ہوگا کہ آپ میری متابعت کریں۔

ابوموسیٰ اشعری نے کہا میں اس کام کے لئے عبداللہ ابن عمرؓ کا نام لیتا ہوں ابن عمرؓ ان لوگوں میں شامل تھے جو اس فتنہ سے الگ رہے، عمرو بن العاص نے کہا میرے نزدیک معاویہ بن ابی سفیان اس کام کے لئے موزوں ہے۔

اس کے بعد یہ مجلس زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی اور ہر ایک نے دوسرے کو برا بھلا کہا جب دونوں باہر آئے تو ابوموسیٰ اشعریؓ نے لوگوں سے کہا عبداللہ بن عمرؓ کی مثال ایسی ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: **واتل علیھم نبا الذی اٰتیناہ اٰیتنا فانسلخ منھا** ، (ترجمہ) آپ ان لوگوں کو اس شخص کا واقعہ سنا دیجئے جسے ہم نے اپنے احکامات دیئے پھر وہ ان سے ہٹ گئے۔

جب ابوموسیٰ اشعریؓ خاموش ہوگئے تو عمرو بن العاص نے لوگوں سے کہا میں نے ابوموسیٰ کو ایسا پایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: **مثل الذین حمّلوا التوراۃ ثمّ لم یحملوھا کمثل الحمار یحمل اسفارہ** (ترجمہ) جن لوگوں نے تورات کو اٹھایا پھر اس کے اٹھانے کا حق ادا نہ کیا ان کی مثال اس گدھے کی طرح ہے جو کتابیں کا ڈھیر اٹھائے ہوئے ہو، الغرض دونوں میں سے ایک نے اپنی مثال دوسرے کے لئے کہی اور اسے مختلف شہروں میں بھیجا۔

عبداللہ بن عمرؓ کا پہلوتہی فرمانا

ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ شام کے وقت امیر معاویہ خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا جو بھی اس خلافت کے معاملہ میں جو کچھ کہنا چاہتا ہو وہ اپنی رائے پیش کریں،

ابن عمر فرماتے ہیں میرے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ میں معاویہ سے وہ بات کہہ دوں جو لوگ معاویہ کے بارے میں کہتے ہیں اور وہ بات یہ تھی کہ تیرے باپ سے صحابہ نے اسلام کی خاطر جنگ کی ہے لیکن میرے دل میں یہ خوف پیدا ہوا کہ اگر میں نے یہ جملہ کہہ دیا تو صلح کے لئے جو باتیں ہو رہی تھی اور ظاہراً اتحاد اور اتفاق کی جو آثار نظر آرہے تھے وہ ختم ہو جائیگا اور اختلافات دوبارہ شروع ہو جائیں گے اور مزید خون ریزی ہوگی یا پھر مجھے اس بات پر مجبور کیا جائیگا کہ میں اپنی رائے چھوڑ کر ان کی رائے پر چلوں لیکن اللہ تعالیٰ نے جو جنت کا وعدہ فرمایا ہے وہ مجھے ان تمام امور سے زیادہ محبوب ہے اس لئے میں نے خاموشی اختیار کر لی۔

عبداللہ بن عمرؓ جب گھر واپس لوٹے تو حبیب بن مسلمہ ان کے پاس تشریف لائے اور سوال کیا جب معاویہ بول رہا تھا تو آپ کو کس چیز نے بولنے سے روک دیا تو ابن عمرؓ نے کہا میرا ایسی ایسی بات کہنے کا ارادہ تھا لیکن مجھے خوف ہوا کہ اگر میں نے یہ باتیں کہہ دی تو امت میں دوبارہ تفریق پیدا ہو جائیگی یا مجھے میری رائے کے خلاف کسی اور کے رائے مخالفت پر مجبور کیا جائیگا اور اللہ رب العزت نے جو ہم سے جنت کا وعدہ کیا ہے وہ مجھے اس دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب تھا اس پر حبیب نے کہا اس طرح آپ ہر فتنہ سے محفوظ ہو گئے۔

حضرت علیؓ کی بیزاری

ابومخنف نے فضیل ابن خدیج الکندی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب معاہدہ لکھا جاچکا تو حضرت علیؓ سے کہا گیا کہ معاہدہ میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے اشتر اس پر راضی نہیں ہے اور وہ ان لوگوں سے جنگ کے علاوہ اور کوئی صورت مناسب نہیں سمجھتا، حضرت علیؓ نے فرمایا واللہ میں بھی اس معاہدہ پر راضی نہیں تھا اور نہ ہی میں اسے پسند کرتا ہوں تم ہی

لوگ اسے پسند کرتے ہو جب تم لوگوں نے معاہدہ کے علاوہ ہر بات کو ماننے سے انکار کر دیا تو میں نے بھی مجبوراً اسے قبول کر لیا اور جب میں اسے قبول ہی کر چکا ہوں تو میں اب اس سے پلٹ جانا نامناسب بات ہے سوائے اس صورت کے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی جائے اور اس کتاب سے روگردانی کی جائے اب تم ان لوگوں سے قتال کرو جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے احکام کو چھوڑ دیا ہے۔

کاش اشتر جیسا کوئی اور بھی ہوتا، حضرت علیؓ کی رائے

تم لوگوں نے مجھ سے جو بات کہی ہے کہ اشتر نے میرے فیصلہ کو چھوڑ دیا ہے تو میں اسے اس بات پر ڈرا بھی نہیں سکتا کیونکہ وہ ان غداروں میں داخل نہیں، کاش تم میں سے اشتر جیسے دو آدمی اور ہوتے، کاش تم میں اس جیسا ایک آدمی موجود ہوتا جسکی میرے دشمنوں کے بارے میں وہی رائے ہوتی جو میری رائے ہے اس وقت مجھے تمہارے احسانات کی ضرورت نہ ہوتی مجھے یہ امید تھی کہ تم میں سے بعض مجھ سے محبت کرنے والے میری رائے پر چلیں گے اور میں نے تمہیں حکم بھی دیا تھا لیکن تم لوگوں نے میری مخالفت کی اور میری نافرمانی کی اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ ہوازن کے بھائی نے اس شعر میں ذکر کیا ہے:

وھل انا الّا من غـزیّة ان غـوت .
غـویـت وان تـرشـد غـزیة عـرشـد
(ترجمہ) میرا تعلق تو غزیہ سے ہے اگر وہ گمراہ ہوا تو میں
بھی گمراہوں اگر اس نے ہدایت پائی تو میں بھی ہدایت پر ہوں،

اس پر جو جماعت علیؓ کے ساتھ رہ گئے تھے ان میں سے بعض نے عرض کیا امیر المومنین ہم نے تو وہ کام کیا ہے جو آپ نے کیا حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں لیکن تم نے اس وقت ہماری جانب سے جنگ بندی کو کیوں قبول کیا اور میں نے اس فیصلہ کی تائید کی جو تم لوگوں نے کیا تھا اس سے میری غرض صرف یہ تھی کہ تم گمراہ نہ ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ چاہے تو تمہیں اس سے بچالیں۔

مقتولین کی تدفین اور حضرت علیؓ کی صفین سے واپسی

یہ معاہدہ ماہ صفر میں تحریر کیا گیا اور فیصلہ کے لئے ماہ رمضان متعین کیا گیا پھر لوگوں نے اپنے اپنے مقتولین کو دفن کیا اس کے بعد حضرت علیؓ نے اعور کو حکم دیا کہ لوگوں میں کوچ کا اعلان کر دو اعور نے کوچ کا اعلان کر دیا۔

ابو مخنف نے بواسطہ عبد الرحمٰن بن جندب، جندب کا یہ قول نقل کیا ہے جندب کہتے ہیں کہ جب ہم صفین کے میدان سے واپس لوٹے تو جس راستے سے ہم آئے تھے ہم نے وہ راہ چھوڑ کر دوسری راہ اختیار کر لی اور فرات کے کنارے کنارے خشکی پر چلتے رہے یہاں تک کہ ہم ہیت پہنچ گئے پھر وہاں سے ہم نے صندوداء کا رخ کیا۔

صالح اور حضرت علیؓ کی گفتگو

صندوداء کے قریب بنوسعد بن حرام کے انصاری حضرت علیؓ کے استقبال کے لئے آئے اور ان سے اپنے ہاں قیام کرنے کی درخواست کی حضرت علیؓ نے رات وہاں گذاری اور صبح کو کوچ کیا ہم بھی ساتھ ساتھ تھے جب ہم

نخلیہ پہنچے اور کوفہ کے مکانات نظر آنے لگے تو ہم نے ایک بوڑھے شخص کو اپنے گھر کے سامنے سائے میں بیٹھا دیکھا اور اس کے چہرے سے بیماری کے آثار ظاہر ہو رہے تھے حضرت علیؓ ان کے پاس تشریف لے گئے ہم بھی ان کے ساتھ تھے ہم سب نے انہیں سلام کیا تو انہوں نے بہت اچھی طرح سلام کا جواب دیا جس سے ہمیں یہ محسوس ہوا کہ یہ حضرت علیؓ کو پہچان گئے ہیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا میں تیرا چہرہ اترا ہوا دیکھ رہا ہوں کہیں بیمار تو نہیں ہو؟ اس شخص نے جواب دیا ہاں میں بیمار ہوں، حضرت علیؓ نے فرمایا شاید تم بیماری کو برا سمجھتے ہو ؟ اس شخص نے کہا ہاں میں یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ بیماری مجھے چھوڑ کر کسی اور کو لاحق ہو جائے تو اچھا ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا تجھے جو بیماری لاحق ہے کیا تو اس سے ثواب کا امیدوار نہیں ہے؟ اس شخص نے کہا کیوں نہیں، حضرت علیؓ نے جواب دیا تو تجھے اپنے پروردگار کی رحمت اور اپنے گناہوں کی مغفرت کی بشارت ہو، اے اللہ کے بندے تو کون ہے؟ اس آدمی نے جواب دیا میں صالح بن سلیم ہوں، حضرت علیؓ نے پوچھا تیرا تعلق کس خاندان سے ہے؟ اس آدمی نے کہا جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں سلامان طے کی اولاد سے ہوں اور جہاں تک میرا پڑوس اور دعوت کا تعلق ہے تو میں سلیم بن منصور میں داخل ہوں،

حضرت علیؓ نے فرمایا تو اور تیرے باپ تجھے دعوت دینے والوں اور جن کے پاس تو نے پناہ حاصل کی ہے ان سب کا نام کتنا بہترین ہے کیا تم اس جنگ میں ہمارے ساتھ شریک تھے؟ اس آدمی نے جواب دیا نہیں، خدا کی قسم! میرا اس جنگ میں شریک ہونے کا ارادہ ضرور تھا لیکن آپ بخار کا اثر دیکھ رہے ہیں نا اس نے مجھے بالکل نڈھال کر دیا ہے اس لئے میں شریک نہ ہو سکا،

حضرت علیؓ نے فرمایا" لیس علی الضعفاء ولا علی المرضیٰ ولا علی الذین لا یجدون ماینفقون خرج اذا نصحو اللہ ورسولہ، ماعلی المحسنین من سبیل، واللہ غفور رحیم، (ترجمہ) ضعیفوں، بیماروں، اور ان لوگوں پر جو سفر خرچ نہ پائیں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے خیر خواہ ہوں نیک لوگوں پر گرفت کی کوئی وجہ نہیں اور اللہ بہت مغفرت کرنے والا اور بہت رحیم ہے۔

جنگ بندی

حضرت علیؓ نے اس سے یہ سوال کیا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ لوگ ہمارے اور شامیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس شخص نے کہا کچھ لوگ تو آپ کے اس معاہدہ پر خوش ہیں جو آپ کے اور شامیوں کے درمیان طے پایا ہے اور کچھ لوگ کینہ پرور ہیں اور کچھ لوگ سرنگوں اور پریشان ہیں دراصل یہی لوگ آپ کے خیر خواہ ہیں۔

حضرت علیؓ واپس ہونے لگے اور واپسی کے وقت اس سے فرمایا تو نے سچی بات کہی ہے اللہ تیری اس بیماری کو گناہوں کی مغفرت کا سبب بنائیں اگرچہ مرض میں بالذات کوئی نفع نہیں لیکن مرض بندے کے تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے اور اجر زبان سے بولنے اور عمل پر موقوف ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے ایک بڑے عالم کو صرف ان کی صدق نیت اور اخلاص کے بدلہ میں جنت میں داخل فرمائیگا۔

عبداللہ بن ودیعہ کی رائے

اس کے بعد حضرت علیؓ آگے بڑھے ابھی تھوڑی دور پہنچے ہی تھے کہ عبداللہ بن ودیعہ الانصاری سے ملاقات ہوئی عبد

اللہ نے حضرت علیؓ کو دیکھ کر ان کے قریب آئے اور سلام کیا پھر حضرت علیؓ کے ساتھ ساتھ چلنے لگے پھر کچھ دیر کے بعد حضرت علیؓ نے ان سے سوال کیا لوگ ہمارے اس معاہدہ کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ عبداللہ بن ودیعہ الانصاری نے جواب دیا بہت سے لوگ آپ کے اس معاہدہ سے خوش ہیں اور بہت سے ناراض ہیں ان کی حالت اللہ تعالیٰ کی اس ارشاد کی طرح ہے: ولا یزالون مختلفین الا من رحم ربک ۔ (ترجمہ) یہ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے مگر جس پر آپ کی پروردگار کی رحمت ہو۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اس معاملہ میں ذی فہم لوگوں کی کیا رائے ہیں؟ عبداللہ بن ودیعہ نے جواب دیا سمجھدار لوگ تو یہ کہتے ہیں کہ علیؓ نے ایک لشکر جمع کر کے خود اسے منتشر کر دیا ہے لیکن اب ہم دیکھیں گے کہ علیؓ اس منتشر کئے ہوئے لشکر کو کس طرح جمع کرتے ہیں کاش ایسا ہوتا کہ جن لوگوں نے حضرت علیؓ کی اطاعت کی تھی وہ انہیں لیکر علیحدہ ہو جاتا اور نافرمانوں کو نافرمانی کرنے دیتے اور اپنے بچے ہوئے ساتھیوں کو لیکر جنگ کرتے حتیٰ کہ یا تو کامیاب ہو جاتے یا خود بھی ختم ہو جاتے تو یہ ایک پختہ بات ہوتی۔

حضرت علیؓ کا جواب

حضرت علیؓ نے جواب دیا ان قلعہ کو میں نے گرایا یا ان لوگوں نے گرایا، اس جماعت کو میں نے منتشر کیا یا ان لوگوں نے منتشر کیا، رہا ان سمجھدار لوگوں کا یہ کہنا کہ جن لوگوں نے میری اطاعت کی تھی میں انہیں لیکر جدا ہو جاتا پھر جس کا جی چاہے نافرمانی کرتا اور میں اس وقت تک جنگ کرتا رہتا جب تک یا تو کامیاب نہ ہو جاتا یا قتل نہ ہو جاتا تو یہ ایک اچھی اور بہتر بات تھی تو میری نظر میں یہ مخفی نہ تھی اور مجھے اپنی زندگی کی پرواہ نہیں بلکہ میں موت سے بہت خوش ہوں اور میں نے حملہ کرنے کا ارادہ بھی کر لیا تھا، میں نے ان دونوں کے جانب دیکھا جو بھاگ کر میرے پاس آئے تھے یعنی حسن اور حسینؓ، اور ان دونوں کو بھی دیکھا جو میرے پاس فوراً آگے بڑھ آئے تھے یعنی عبداللہ بن جعفرؓ اور محمد بن علیؓ، میں نے سوچا کہ اگر حسن اور حسینؓ دونوں ہلاک ہو گئے تو اس امت میں رسولؐ کی اولاد باقی نہ رہے گی اور مجھے ان دونوں کی بھی ہلاک ہو جانے کا خوف پیدا ہوا یعنی عبداللہ بن جعفر اور محمد بن علیؓ کیونکہ اگر یہ میرا معاملہ نہ ہو تا تو یہ آگے نہ بڑھتے، خدا کی قسم! اگر میں ان سے دوبارہ مقابلہ کروں تو خوب اچھی طرح مقابلہ کروں گا اور یہ لڑکے نہ میرے ساتھ شریک ہوں گے اور نہ گھر میں انہیں ساتھ رکھوں گا۔

علیؓ کی خبابؓ کی قبر پر حاضری

پھر ہم آگے بڑھے جب بنو عوف کے علاقے پر پہنچے تو ہمیں داہنی طرف سات یا آٹھ قبریں نظر آئیں حضرت علیؓ نے دریافت فرمایا یہ کن لوگوں کی قبریں ہیں قدامہ بن عجلان الازدی نے عرض کیا امیر المومنین آپ کے جانے کے بعد حضرت خبابؓ کا انتقال ہو گیا تھا اور انہوں نے کھلے میدان میں کر نیکی وصیت کی تھی ورنہ ہمارے خاندان میں عام طور پر مردے گھروں کے صحن میں دفن کئے جاتے ہیں اس لئے انہیں میدان میں دفن کیا گیا اس کے بعد لوگوں نے یکے بعد دیگرے اپنے مردوں کو ان کے پہلو میں دفن کرنا شروع کر دیا،

حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ خبابؓ پر رحم کرے وہ شوق اور رغبت سے اسلام لائے اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی اطاعت میں ہجرت کی اور پوری زندگی ہجرت میں گذاری اور انہیں دین اسلام کے خاطر مختلف قسم کی جسمانی تکلیفیں دی گئی اور

جولوگ اچھا عمل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کا اجر ضائع نہیں کرتے، پھر حضرت علیؓ ان قبروں میں تشریف لے گئے اور فرمایا اے وحشت زدہ گھروں اور ویران اور تنگ و تاریک گھروں کے رہنے والوں مومن مرد اور عورتوں پر سلام ہو اور تم ہمارے پیش رو اور آگے بڑھنے والے ہو اور ہم لوگ تمہارے پیچھے آنے والے ہیں اے اللہ ہماری اور ان لوگوں کی مغفرت فرما، اور اپنی رحمت سے ہم سب کی کوتاہیوں اور غلطیوں کو معاف فرما، ہماری تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے تمہیں اس مٹی سے پیدا کیا اور دوبارہ اسی میں لوٹایا اور اسی مٹی سے تمہیں دوبارہ لوٹائیگا اور اسی مٹی سے تمہارا حشر ہوگا خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اپنے اس لوٹنے کو یاد رکھے اور حساب کے لئے عمل کرے اور قوت لایموت پر قناعت کرے اور اللہ تعالیٰ سے راضی ہو،

پھر حضرت علیؓ آگے بڑھے اور توریین کے محلہ میں داخل ہو گئے پھر فرمایا اللہ سے ڈرتے ہوئے ان گھروں میں داخل ہو جاؤ۔

نوحہ اور آہ وزاری کی ممانعت

ابومخنف نے عبداللہ بن عاصم الفائشی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ توریین کے محلہ سے گذرے تو وہاں سے رونے کی آواز آئی آپ نے دریافت فرمایا یہ آواز کیسی ہے؟ عرض کیا گیا کہ یہ لوگ صفین کے مقتولین پر رو رہے ہیں آپ نے فرمایا میں اس شخص کی شہادت پر گواہی دیتا ہوں کہ جس نے یہ جنگ ثواب کی نیت سے کی ہو اور ثابت قدم رہا ہو، پھر آپ اپنے ساتھیوں کے فائشین کے محلہ سے گذرے تو وہاں بھی رونے کی آواز سنی تو آپ نے یہی جملہ فرمایا اور آگے بڑھ گئے اور جب شبابیب کے محلہ میں پہنچے تو سخت چیخنے چلانے کی آواز سنی تو آپ وہیں ٹھہر گئے، حرب بن شرجیل شبابی باہر آیا آپ نے فرمایا کیا تم پر تمہاری عورتیں بھی غالب آ گئیں کیا تم اس ماتم سے انہیں نہیں روک سکتے؟ حرب نے عرض کیا امیر المومنین اگر دو تین گھر کے افراد ہوتے تو ہم صبر کر لیتے لیکن اس قبیلہ کے ایک سو اسی آدمی قتل ہوئے ہیں اب کوئی گھر ایسا نہیں جہاں سے رونے پیٹنے کی آوازیں نہ آتی ہوں جہاں تک ہم مردوں کا تعلق ہے تو ہم میں سے کوئی شخص نہیں روتا بلکہ ہم تو ان کی شہادت پر خوش ہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمہارے مقتولین اور شہداء پر رحم فرمائیں اور ان کی کامل مغفرت کریں،

جب حضرت علیؓ یہاں سے آگے بڑھے تو حرب بھی پیچھے پیچھے چلنے لگا حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا تم واپس چلے جاؤ لیکن جب حرب واپس نہ ہوا تو حضرت علیؓ ٹھہر گئے اور اسے دوبارہ واپس جانے کا حکم دیا اور فرمایا تجھ جیسے شخص کے لئے یہ مناسب نہیں کہ میرے پیچھے چلے کیونکہ مجھ جیسے شخص کے پیچھے چلنے دو نقصان ہوتا ہے ایک تو والی اور حاکم میں تکبر پیدا ہوتا ہے اور دوسرا پیچھے چلنے سے مومن کی تذلیل ہوتی ہے۔

عبدالرحمٰن بن یزید کی رائے

اس کے بعد حضرت علیؓ آگے بڑھتے ہوئے ناعطین کے محلہ میں پہنچے اس محلہ میں رہنے والوں کی اکثریت حضرت عثمانؓ کے حامی تھے ان لوگوں میں سے ایک شخص کا نام عبدالرحمٰن بن یزید تھا وہ کہہ رہا تھا کہ خدا کی قسم! علی بن ابی طالب کوئی بھی کام نہ کر سکا جنگ کے لئے گیا اور ہزاروں انسانوں کو قتل کرایا لیکن تب بھی کچھ کئے بغیر واپس چلا آیا، یہ لوگ تذکرہ کر ہی رہے تھے کہ سامنے حضرت علیؓ کا گذر ہوا جب انہوں نے حضرت علیؓ کو دیکھا تو

دوسری باتوں میں لگ گئے،

حضرت علیؓ نے فرمایا ایسا لگتا ہے کہ ان لوگوں نے اس سال شام نہیں دیکھی پھر اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہو کر فرمایا جس قوم کو ہم پیچھے چھوڑ کر آئے ہیں وہ قوم ان لوگوں سے بہتر تھی پھر حضرت علیؓ نے یہ اشعار پڑھے:

اخوک الذین ان اجر ضتک ملمة .

من الدھر لم یبرح بشک واجما

(ترجمہ) تیرا بھائی وہ ہے جو تجھے ملامت کر کے زمانے کی جانب سے ہلاکت کا خوف دلائیں اور تیری ترقی سے خوش ہو۔

ولیس اخوک بالذی ان تشعبت .

علیک الامور ظلّ یلحاک لائما

(ترجمہ) وہ تیرا بھائی نہیں جو تجھے روکتا ہے اس لئے تو ان کاموں کو لازم پکڑ، جس پر تجھے لوگ ملامت کرتے ہوں۔

شیعان علیؓ کی عداوت

ابو مخنف نے بواسطہ ابو جناب الکلبی، عمارہ بن ربیعہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ عمارہ کہتے ہیں کہ جب شیعان علی حضرت علیؓ کے ساتھ میدان صفین گئے تھے تو آپس میں ایک دوسرے کے دوست تھے لیکن جب میدان صفین سے واپس لوٹے تو ایک دوسرے کے دشمن تھے یہ لوگ جب میدان صفین میں علیؓ کے لشکر میں موجود تھے اس وقت بہت خوش تھے لیکن جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو یہ لوگ ایک دوسرے کے راہ روکنے لگے آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیتے اور کوڑے مارتے،

خارجی حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں سے کہتے اے اللہ کے دشمن! تم نے احکام خداوندی میں خوشامدی سے کام لیا اور حکم بنایا، دوسرے ان کا جواب دیتے تم لوگوں نے ہمارے امام کو چھوڑا ہے اور ہماری جماعت کو منتشر کیا ہے،

جب حضرت علیؓ کوفہ پہنچے تو یہ لوگ کوفہ نہیں آئے بلکہ حروراء میں جا کر قیام کیا ان خارجیوں میں سے بارہ ہزار حروراء جا کر مقیم ہو گئے اور ان کے منادی نے اعلان کیا کہ آئندہ سے ہمارا جنگی امیر شبث ابن ربعی ہوگا اور نماز کا امیر عبداللہ ابن کواء الیشکری ہوگا اور جب ہمارا غلبہ ہوگا تو خلافت کا کام مشورہ سے طے پائیگا اور بیعت صرف اللہ عزوجل کے لئے ہوگی جو کہ صرف اور صرف امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ہوگی۔

علیؓ کا جعدہ بن ہبیرہ کو خراسان روانہ کرنا

علی بن محمد نے بواسطہ عبداللہ بن میمون، عمرو بن شجیرہ، جابر بن یزید الجعفی، امام شعبی کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے صفین سے واپسی کے وقت جعدہ بن ہبیرہ کو خراسان روانہ کیا اور ابھی ہبیرہ شہر پہنچے ہی تھے کہ انہیں معلوم ہوا کہ خراسان کے لوگ دوبارہ کافر ہو گئے ہیں ان لوگوں نے جعدہ کو خراسان داخل ہونے نہیں دیا گیا اس کے بعد جعدہ حضرت علی کے پاس واپس آ گئے، حضرت علیؓ نے خلید بن قرۃ الیربوعی کو خراسان کی فتح کے لئے راونہ کیا خلید نے وہاں پہنچ کر نیشاپور کا محاصرہ کر لیا، اہل نیشاپور نے مجبوراً صلح کر لی اور اہل مرو نے بھی صلح کر لی وہاں خلید کو

بادشاہ کی اولاد میں سے دو لڑکیاں ہاتھ آئیں جنہیں جان کی امان دی گئی، خلید نے دونوں کو حضرت علیؓ کے پاس بھیج دیا،

حضرت علیؓ نے انہیں اسلام کی دعوت دی اور ان سے فرمایا تم دونوں نکاح کرلو ان دونوں نے جواب دیا ہم تو آپ کے بیٹوں سے شادی کریں گی حضرت علیؓ نے انکار کر دیا تو ایک دیہاتی نے عرض کیا اے امیر المومنین یہ دونوں باندیاں مجھے دے دی جائیں تاکہ ان کے ذریعہ میری عزت بڑھ جائے، حضرت علیؓ نے وہ دونوں لڑکیاں دیدی یہ دونوں لڑکیاں اسی دیہاتی کے پاس رہیں، اس دیہاتی نے اس کام کے لئے دیباج کا فرش بچھایا اور انہیں سونے کی برتنوں میں کھلاتا پلاتا، لیکن موقع پاکر یہ دونوں لڑکیاں بھاگ کر خراسان چلی گئیں۔

شیعان علیؓ کی حضرت علی سے علیحدگی

اس سن میں خارجی حضرت علیؓ اور ان کی ساتھیں سے جدا ہو گئے اور انھوں نے اپنی جداگانہ حاکم بنائے لیکن جب حضرت علیؓ نے ان سے گفتگو کی تو دوبارہ واپس آگئے اور حضرت علیؓ کے پاس کوفہ میں آکر قیام کیا۔

خارجیوں کی بیعت ثانیہ

ابو مخنف نے بحوالہ ابو جناب الکلبی، عمارہ بن ربیعہ سے نقل کیا کہ جب حضرت علیؓ کوفہ تشریف لائے تو خارجیوں نے آپ کا ساتھ چھوڑ دیا تو شیعان علیؓ نے آپ کے پاس آکر کہا کہ ہم اپنی گردنوں میں آپ کی دوسری بیعت کا طوق ڈالنا چاہتے ہیں اور وہ بیعت اس طرح ہوگی کہ ہم ہر اس شخص کے دوست ہونگے جو آپ کا دوست ہوگا اور ہر اس شخص کے دشمن ہوں گے جو آپ کا دشمن ہوگا اس پر خارجیوں نے ان سے کہا کہ تم اور شامی دونوں کفر میں ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی کوشش کرتے ہو اسی طرح شامیوں نے بھی معاویہؓ سے اس بات پر بیعت کی کہ جس بات کو معاویہؓ پسند کریں گے وہ بھی اسے پسند کریں اور جیسے معاویہؓ برا سمجھیں گے اسے یہ بھی برا سمجھیں گے تو زیاد بن النضر نے جواب دیا خدا کی قسم علیؓ نے جب بیعت کیلئے ہاتھ پھیلایا تو ہم نے اللہ تعالیٰ کی کتاب اور رسولؐ اللہ کے سنت پر چلنے کی بیعت کی تھی لیکن جب تم لوگوں نے علیؓ کی مخالفت کی تو ان کے ساتھی ان کے پاس آئے اور ان سے عرض کیا ہم ہر اس شخص کے دوست ہیں جو آپ کا دوست ہو اور ہر اس شخص کے دشمن ہیں جو آپ کا دشمن ہو اور واقعتاً ہم اسی طرح کریں گے کیونکہ علیؓ حق و ہدایت پر ہے جو شخص انکی مخالفت کرے گا وہ گمراہ اور مراہ کنندہ ہے۔

خارجیوں اور ابن عباسؓ کا مناظرہ

حضرت علیؓ نے عبداللہؓ بن عباسؓ کو خارجیوں کی طرف روانہ کیا اور فرمایا اس سے بحث کرنے اور ان کے سوالات کا جواب دینے میں جلدی نہ کرنا جب تک میں نہ پہنچ جاؤں عبداللہ بن عباسؓ جب ان کے پاس پہنچے تو انھوں نے بن عباسؓ سے بحث کرنا شروع کر دیا آخر بن عباسؓ خاموش نہ رہ سکے اور انھیں جواب دینا شروع کر دیا۔

ابن عباسؓ نے فرمایا تم لوگوں نے جو حکمین پر اعتراض کیا وہ درست نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿ان یریدآ اصلاحاًیوفق اللہ بینھما﴾ اگر یہ دونوں اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں تو اللہ ان دونوں میں اتفاق فرما دیگا۔
جب زوجین کے اختلاف میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم متعین ہے تو رسولؐ اللہ کی امامت میں اختلاف کی صورت

میں بدرجہ اولیٰ حکم متعین ہونا چاہیے۔

خارجیوں نے جواب دیا جس چیز کا حکم اللہ تعالیٰ نے انسانوں پر چھوڑ دیا ہے انھیں اس امر کا بھی اختیار دیا گیا ہے کہ غور و فکر کے بعد جس شے کو بہتر پائیں اسے ہی اختیار کریں تو اس قسم کے امور کا انسانوں کو اختیار ہے اور یہ اختیار صرف اللہ کے حکم کے مطابق ہے اور جن امور میں اللہ تعالیٰ نے خود فیصلہ کر دیا ہے ان احکام میں بندوں کو غور و فکر کرنیکی ضرورت اور نہ اپنے اختیار سے کسی حکم کو لے سکتا ہے بلکہ اسی پر عمل کرنا ہوتا ہے جو اللہ نے خود فیصلہ کر دیا جیسے سارق کا ہاتھ کا کاٹنا، زانی کو حد لگانا۔

عبداللہؓ بن عباسؓ نے فرمایا:۔ ﴿یحکم بہ ذوی عدل منکم﴾ تم میں دو عادل اس کا فیصلہ کریں

خوارج نے جواب دیا شکار کے معاملے میں حکم کرنا یا جھگڑ ہو اس میں فیصلہ کرنا مسلمانوں کے خون کا فیصلہ ان کے برابر نہیں ہوسکتا اور تم نے جو آیت پیش کی ہے یہ خود ہمارے اور تمھارے درمیان فیصلہ کرنے والی ہے کیا تمھارے نزدیک عمرو بن العاصؓ عادل ہے حالانکہ کل تو وہ ہم سے جنگ کر رہا تھا اور ہمارے خون بہارہا تھا اگر وہ عادل ہے تو ہم عادل نہیں اسلیئے کہ ہم نے اس سے جنگ کی اور تم نے اللہ کے حکم میں لوگوں کو حکم بنایا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے معاویہؓ اور اسکی جماعت کے بارے میں یہ حکم دیا تھا کہ یا تو وہ قتل کئے جائیں یا اپنی بغاوت سے رجوع کرلیں اور اس سے قبل ہم نے انھیں کتاب اللہ کی دعوت دی تو انھوں نے انکار کر دیا اس کے باوجود تم نے ان سے معاہدہ کیا اور جنگ بندی پر فیصلہ کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اہل حرب اور مسلمانوں کے درمیان جنگ بند کرنے کی ممانعت فرمائی اس وقت جبکہ سورۃ براءت نازل ہوئی سوائے اس صورت کے کہ یہ لوگ جزیہ کا اقرار کریں۔

علیؓ کا یزید بن قیس کو اصبہان پر مامور کرنا

حضرت علیؓ نے زیاد بن النضر کو اس کام پر مامور فرمایا کہ وہ یہ دیکھ کر بتائیں کہ ان کی جماعت میں کون سا سردار جماعت کے لحاظ سے سب سے بڑا ہے زیاد بن النضر نے جائزہ لینے کے بعد بتایا کہ یزید بن قیس کے پاس سب سے بڑی جماعت ہے تو حضرت علیؓ یزید بن قیس کے خیمے پر پہنچے وہاں جا کر دو رکعتیں نماز پڑھی اور اس کے بعد یزید بن قیس کو اصبہان اور رے کا امیر مقرر کیا۔

حضرت علیؓ اور خارجیوں کا مناظرہ

پھر علیؓ وہاں سے نکل کر خارجیوں کے پاس تشریف لے گئے اور وہ لوگ ابن عباسؓ سے بحث کر رہے تھے حضرت علیؓ نے ابن عباسؓ سے فرمایا کیا میں نے تمھیں منع نہیں کیا تھا۔ پھر علیؓ نے اولاً اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا اے اللہ یہ ایسا مقام ہے جس نے آج کے دن دخل دیا وہ قیامت کے دن ضرور دخل دہندہ شمار ہوگا اور جس نے اس مسئلے پر بحث کیا تو وہ اندھا اور گمراہ ہوگا پھر علیؓ نے سوال کیا تمھارا امیر کون ہے؟

خارجی عبداللہ بن الکواء

حضرت علی:۔ تم لوگوں نے ہم سے بغاوت کیوں کی؟

خارجی:۔ اسلیئے کہ آپ لوگوں نے صفین میں تحکیم کو قبول کیا حضرت علیؓ نے فرمایا میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر سوال کرتا

ہوں کیا تم یہ نہیں جانتے کہ جب شامیوں نے قرآن اٹھائے تو تم ہی لوگوں نے یہ کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کو قبول کرتے ہیں حلانکہ میں نے تم لوگوں سے کہا تھا کہ اس جماعت کو لوگوں سے بہتر جانتا ہوں یہ لوگ نہ دیندار ہیں اور نہ کتاب اللہ پر عمل کرنے والے یہ بچپن میں شریر تھے اور بڑے ہو کر بھی برے رہے تم اپنی حقانیت اور صداقت پر قائم رہو اور ان لوگوں نے جو قرآن اٹھایا تھا وہ صرف اور صرف تمھیں مکر وفریب میں مبتلا کرنے کیلئے ایسا کیا تھا اور تم نے میری رائے کو قبول نہ کیا بلکہ تم لوگوں نے کہا کہ ہم ان کی بات قبول کرتے ہیں اب میں تمھیں تمھارا یاد دلاتا ہوں کہ تم لوگوں نے میری نافرمانی کی اور سوائے معاہدے کے کسی اور بات پر راضی نہ ہوئے میں نے دونوں حکموں پر یہ شرط لگائی کہ جس شئے کا قرآن حکم دے گا وہ اس کا حکم دیں گے اور جس بات سے قرآن منع کریں اس سے رک جائیں اب اگر حکمین قرآن کے مطابق حکم دیں تو ہمارے لئے یہ جائز نہیں کہ ہم اس فیصلے کی خلاف ورزی کریں اگر وہ قرآن کے خلاف کسی امر کے کرنے کا حکم دیں تو ہم ان کے حکم سے بری ہیں خارجی:۔ آپ یہ بتائے کہ کیا آپ یہ جائز سمجھتے ہیں کہ خونوں کے معاملہ میں آدمیوں کو حکم بنائیں اور کیا آپ اسے عادل سمجھتے ہیں۔

حضرت علیؓ:۔ ہم نے آدمیوں کو حکم نہیں بنایا بلکہ ہم نے قرآن کو حکم بنایا ہے اور قرآن ایک ایسی تحریر ہے جو دو گتوں کے درمیان تحریر کیا گیا ہے اور قرآن خود کلام نہیں کرسکتا بلکہ اسے تو آدمی ہی تلاوت کریں گے۔

خارجی:۔ ہمیں یہ بتائے کہ آپ نے اہل شام سے یہ مدت کس لئے متعین کی ہے؟

حضرت علیؓ:۔ تاکہ جاہل اس بات کو جان لے اور عالم تحقیق کرسکے شاید اللہ رب العزت اس بات سے امت میں اصلاح فرمادیں اللہ تم لوگوں پر رحم کرے تم اپنے اپنے شہروں میں واپس چلے جاؤ یہ سب لوگ اس جواب پر اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے گئے۔

خارجیوں کی علی سے شرائط

خوارج کا قول ہے کہ ہم نے علیؓ کو یہ جواب دیا تھا کہ آپ نے سچ کہا تم نے ایسا ہی کیا تھا جیسا کہ آپ نے ذکر کیا ہے لیکن ہم نے کفر کیا تھا اور اللہ تعالیٰ سے ہم نے اس کفر کی توبہ کرلی ہے جس طرح ہم نے توبہ کی ہے اسی طرح آپ بھی توبہ کرلیں تو ہم آپ کی بیعت کریں گے ورنہ ہم آپ کی مخالف ہیں ہم نے علیؓ سے اس پر بیعت لی اور فرمایا اپنے اپنے گھروں کو جاؤ ہم چھ ماہ تک انتظار کریں گے تاکہ سامان جمع کیا جاسکے اور سواریاں تازہ دم ہو جائیں پھر ہم دشمنوں کے مقابلے پر جائیں ہم ان کا یہ قول ہرگز تسلیم نہیں کرتے خارجیوں نے جو ارادہ کیا تھا اس میں جھوٹ بولے۔

علیؓ سے فیصلہ جلد کرنے درخواست

معن بن یزید بن الاخنس اسلمی حضرت علیؓ کے پاس تشریف لائے تاکہ جلد از جلد انھیں فیصلہ کرانے آمادہ کرسکے معن بن یزید نے کہا امیر معاویہؓ نے اپنا وعدہ پورا کیا آپ بھی اپنا وعدہ پورا کیجئے کہیں یہ بکر وتمیم کے اعرابی آپ کو اس کام سے غافل نہ کردیں حضرت علیؓ نے حکمین کو فیصلہ کرنیکا حکم دیا جب حضرت علی صفین سے چلے آئے تھے تو یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہر دو حکم چار چار سو سواری ساتھ لیکر دومۃ الجندل آئیں گے۔

حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کی ندامت

واقدی کہتا ہے کہ سعد بن ابی وقاص بھی ان لوگوں کے ساتھ آئے جنھیں حکمین ساتھ لیکر آئے تھے اور ان کا بیٹا عمران سے اوزح چلنے پر اصرار کرتا رہا لیکن یہاں پہنچکر وہ اپنی اس آمد پر نادم ہوئے اس لئے انھوں نے بیت المقدس سے عمرہ کا احرام باندھا اور عمرہ کیلئے چلے گئے۔

دومۃ الجندل میں حکمین (دونوں جج) کا اجتماع

ابومخنف نے بواسطہ مجالد بن سعید اور شعبی، زیاد بن النضر الحارثی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے چار سو آدمی روانہ فرمادئے اور شریح بن ہانی الحارثی کو امیر مقرر کیا اور ان کے ساتھ بن عباسؓ کو بھی بھیجا بن عباسؓ ہی لوگوں کو نماز پڑھاتے اور لوگوں کے کاموں کا انتظام کرتے اور ابوموسیٰؓ اشعری بھی انھیں لوگوں کے ساتھ تھے امیر معاویہؓ نے بھی عمروؓ بن العاص کے ساتھ چار سو آدمی روانہ کردئے یہ دونوں جماعتیں ازرح میں دومۃ الجندل کے مقام پر جمع ہوئے۔

راوی کہتا ہے کہ امیر معاویہؓ جو بھی قاصد عمروؓ بن العاص کے پاس بھیجتے وہ آتا اور چلا جاتا اور کسی کو بھی اس قاصد کے آنے جانے کی خبر نہ ہوئی کہ وہ کیا پیغام لیکر آیا ہے اور کیا پیغام لیکر جارہا ہے اور نہ شامی اس قاصد سے کوئی سوال کرتے۔ اس کے برعکس جب حضرت علیؓ کا کوئی قاصد بن عباسؓ کے پاس آتا تو عراقی فوراً بن عباسؓ سے دریافت کرتے کہ امیر المومنینؓ نے آپ کو کیا تحریر کیا ہے اور اگر ابن عباسؓ کچھ چھپاتے تو یہ لوگ ان پر مختلف قسم کی بدگمانیاں کرتے اور کہتے ہمارا خیال ہے کہ انہوں نے ایسا ایسا تحریر لکھکر آپ کو بھیجا ہے الآخر ابن عباسؓ نے ان سے تنگ آکر فرمایا کیا تم ذراسی بھی عقل نہیں رکھتے کیا تم معاویہؓ کے قاصد کو نہیں دیکھتے ہو کہ وہ کیا پیغام لیکر آتا ہے اور یہاں سے کیا لیکر جاتا ہے وہ کسی کو بھی علم نہیں ہوتا کہ وہ کیا پیغام لیکر گیا اور نہ شامی اس سے پیغام کے بارے میں سوال کرتے ہیں ایک تم لوگ ہو ہر وقت نئی نئی قسم کی بدگمانیاں کرتے رہتے ہو۔

صحابہ کی آمد، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کا خلافت سے انکار

راوی کہتا ہے کہ ان لوگوں کے ساتھ عبداللہؓ بن عمرؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، عبدالرحمٰن بن الحارث بن ہشام المخزومی، عبدالرحمٰنؓ بن عبد یغوث الزہری، ابوجہنم بن حذیفہ العدوی اور مغیرہؓ بن شعبہ الثقفی بھی تشریف لائے تھے۔

عمرو بن سعدؓ اپنے والد سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس گیا جو اس وقت بنوسلیم کی وادی میں ایک چشمہ پر قیام پذیر تھے اور ان سے کہا اے میرے باپ آپ کو صفین میں جو کچھ ہوگزرا اس کی اطلاع مل چکی ہوگی اور لوگوں نے ابو موسیٰؓ اشعری اور عمروؓ بن العاص کو حکم بنایا ہے اور وہاں ان کے ساتھ قریش کی ایک بڑی جماعت بھی آئی ہوئی ہے آپ بھی وہاں چلتے کیونکہ آپ رسول اللہ کے صحابی اور مجلس شوریٰ کے ایک رکن ہیں اور آپ نے کبھی کسی ایسے کام میں حصہ نہیں لیا جسے امت برا سمجھتی ہو اور آپ اس وقت خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں۔

سعد بن ابی وقاصؓ نے فرمایا:۔ میں ہرگز ہرگز وہاں نہیں جاؤں گا کیونکہ میں نے رسول اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب ایک فتنہ پیدا ہوگا اس وقت سب سے بہتر شخص وہ ہوگا جو لوگوں سے چھپ کر اللہ کی عبادت میں مشغول رہے

گا واللہ میں تو کسی بھی صورت میں اس کام میں شریک نہیں ہوں گا۔

دونوں جج حکمین کے سوالات و جوابات

جب دونوں حکم ایک دوسرے سے ملے تو عمروؓ بن العاص نے کہا اے ابوموسیٰؓ کیا آپ یہ جانتے ہیں کہ عثمانؓ مظلوم شہید کئے گئے۔

ابوموسیٰؓ:۔ ہاں میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں

عمروؓ:۔ کیا آپ یہ نہیں جانتے کہ معاویہؓ اور ان کی اولاد عثمانؓ کے وارث ہیں

ابوموسیٰؓ:۔ کیوں نہیں

عمروؓ:۔ تو اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ﴿ومن قتل مظلوماً فقد جعلنا لولیه سلطاناً فلا یسرف فی القتل انه کان منصوراً﴾ اور جو شخص مظلوم قتل کیا جائے تو ہم نے اس کے ولی کو قصاص کی قدرت دی ہے اسے چاہئے کہ وہ قتل میں زیادتی نہ کرے کیونکہ اسکی مدد کی جاتی ہے۔

عمروؓ نے کہا تو ابوموسیٰؓ اشعری آخر معاویہؓ کو خلیفہ بنانے میں کون سی شئے مانع ہے کیونکہ معاویہؓ عثمانؓ کے وارث اور قریش سے تعلق رکھتے ہیں جیسا کہ آپ کو علم ہے اگر آپ کو یہ خوف ہے کہ لوگ یہ کہیں گے آپ نے معاویہؓ کو کیسے خلیفہ بنا دیا حالانکہ انھیں اسلام میں کوئی سبقت حاصل نہیں تو آپ یہ دلیل پیش کر سکتے ہیں کہ معاویہؓ، عثمانؓ مظلوم کے وارث ہیں اور ان کے قصاص کا مطالبہ کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ وہ سیاست و تدبر میں علیؓ سے زیادہ ماہر ہیں اور زوجۃ النبی ام حبیبہؓ کے بھائی ہیں اور خود بھی رسول اللہ کی صحبت میں رہ چکے ہیں اسلئے وہ بھی صحابہ میں داخل ہیں پھر عمروؓ بن العاص نے انھیں حکومت پیش کی اور کہا اے ابوموسیٰؓ اگر معاویہؓ خلیفہ بن گئے تو وہ آپ کی ایسی عزت کرے گا جو آج تک کسی خلیفہ نے نہ کی ہوگی۔

ابوموسیٰؓ:۔ اے عمروؓ اللہ عزوجل سے ڈر تو نے معاویہؓ کی شرافت بیان کی تو اس میں اس قسم کی شرافت نہیں جس کی بناء پر اسے خلافت سونپ دی جائے اگر اس قسم کی شرافت کی بناء پر خلافت مل جاتا تو اس خلافت کا سب سے زیادہ حقدار ابرہۃ بن الصباح ہوتا یہ خلافت تو اہل دین اور اہل فضل کا حق ہے اس لحاظ سے اگر میں کسی شخص کو خلافت دیتا تو اس شخص کو خلیفہ بناتا جو قریش میں سب سے زیادہ افضل ہے یعنی علیؓ بن ابی طالب تمھارا یہ کہنا کہ معاویہؓ خون عثمانؓ کے وارث ہیں تو تم معاویہؓ کو خلیفہ بنا دو لیکن میں یہ کام نہیں کر سکتا کیونکہ اس سے افضل مہاجرین اولین ہیں رہا تم نے جو حکومت پیش کی تو واللہ اگر معاویہؓ مجھے اپنی پوری حکومت بھی دیدے تو میں ان حکومت کا حاکم نہ بنوں گا میں اللہ کے احکام پر رشوت نہیں لیتا ہاں اگر تو چاہے تو حضرت عمرؓ بن خطاب کا نام زندہ کردے۔

خلافت کیلئے ابن عمرؓ کی تجویز

ابومخنف نے ابو جناب الکلبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ابوموسیٰؓ اشعری نے فرمایا خدا کی قسم اگر میرے اختیار میں ہوتا تو میں عبداللہؓ بن عمر کو خلیفہ بناتا اس پر عمروؓ بن العاص نے کہا اگر تم بن عمرؓ سے بیعت کرنا چاہتے ہو تو میرے بیٹے میں کیا کمی ہے حالانکہ آپ اس کے فضل وصلاح کے منکر نہیں ہو سکتے تو ابوموسیٰؓ اشعری نے جواب دیا واقعتاً تیرا بیٹا ایک نیک اور سچا آدمی ہے لیکن تم نے اسے فتنہ میں مبتلا کر دیا ہے۔

ابن عمرؓ کا خلافت سے انکار

ابومخنف نے بواسطہ محمد بن اسحٰق، نافع مولی بن عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ عمروؓ بن العاص نے ابوموسیٰؓ کی اس بات پر جواب دیا کہ اس کام کیلئے ایسے آدمی کی ضرورت ہے جو داڑھیں رکھتا ہو تا کہ اچھی طرح کھا سکے اور چبا سکے ابن عمرؓ میں تو غفلت پائی جاتی ہے

اس پر عبداللہؓ بن زبیرؓ نے عبداللہؓ بن عمرؓ سے کہا ذرا سمجھو اور ہوشیاری سے کام لو عبداللہ ابن عمرؓ نے ارشاد فرمایا نہیں میں خلافت پر کبھی رشوت نہ دوں گا اور اس کے بعد عمروؓ بن العاص سے فرمایا جب عرب کی تلواریں ٹوٹ چکی اور نیزے کند ہو چکی تو اے عمروؓ انھوں نے تجھ پر امیدیں وابستہ کر رکھی ہے اب ان کی امیدوں پر پانی مت پھیرنا اور انہیں دوبارہ فتنوں میں مبتلا نہ کرنا۔

حضرت علیؓ کی عمروؓ بن العاص کو وصیت

ابومخنف نے نضر بن صالح العبسی کا یہ قول بیان نقل کیا ہے کہ میں غزوہ سجستان میں شریح بن ہانی کے ساتھ شریک تھا انھوں نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ نے ان کے ذریعہ عمروؓ بن العاص کو چند باتیں کہلوا کر بھیجی تھیں فرمایا:۔ اے شریح تو جب عمروؓ بن العاص سے ملاقات کرے تو اس سے کہنا کہ علیؓ نے میرے ذریعے تیرے پاس پیغام بھیجا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک لوگوں میں سب سے افضل وہ شخص ہے جیسے حق باتوں پر عمل کرنا زیادہ محبوب و پسندیدہ ہو اگر چہ اس کے اعمال میں کچھ نقص اور کمی ہو اور تمام مخلوق میں اللہ کے نزدیک مغبوض ترین وہ شخص ہے جیسے باطل پر عمل کرنا زیادہ محبوب ہو چاہے وہ پھر حق پر کتنی ہی کثرت سے کیوں عمل نہ کرے خدا کی قسم تو اس بات کو خوب جانتا ہے کہ حق کس جانب ہے تو اب جان بوجھکر جاہل نہ بن اگر چہ تجھے حق بات کو چھوڑنے کیلئے تھوڑی سی طمع دلائی گئی ہے تو یاد رکھ اس سے اللہ اور اس کے دوستوں کا دشمن بن جائیگا اور اس وقت تجھے جو دولت ایمان نصیب ہوئی ہے وہ تجھ سے زائل ہو جائیگا تجھ پر افسوس تو خائن کی جانب سے جھگڑا مت کر اور نہ ظالموں کا مددگار بن مجھے وہ دن خوب معلوم ہے جس دن تجھے اس پر ندامت ہوگی اور وہ تیری وفات کا دن ہوگا تو اس روز تمنا کرے گا کاش میں نے کسی مسلمان سے عداوت نہ برتی ہوتی اور کسی فیصلے پر رشوت نہ لی ہوتی تو آج بڑے راحت وسکون میں ہوتا لیکن اس وقت تمنا کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا۔

شریح بن ہانیؒ کہتے ہیں کہ میں نے علیؓ کا یہ پیغام عمروؓ بن العاص تک پہنچا دیا تو عمروؓ کے چہرے رنگ زرد پڑ گیا پھر عمروؓ نے کہا میں علیؓ کا مشورہ کیسے قبول کروں اور کس طرح اس کے رائے پر چلوں۔ شریح کہتے ہیں کہ میں نے عمروؓ بن العاص سے کہا اے نابغہ کے بیٹے تو کس وجہ سے اپنے مالک اور اپنے سردار کا مشورہ قبول نہیں کرتا جو نبی کریمؐ کے بعد سب کے سردار ہیں جبکہ ابوبکرؓ و عمرؓ جو تجھ سے بہتر تھے وہ بھی ان سے مشورہ طلب کرتا تھا اور ان کی رائے پر عمل کرتا تھا عمروؓ بن العاص نے جواب دیا مجھ جیسا شخص تجھ جیسے آدمی سے بات نہیں کرسکتا میں نے جواب دیا تو کون سے باپ دادا کی وجہ فخر کرتا ہے کیا اپنے خسیس باپ کی وجہ سے یا اپنی ماں نابغہ کی وجہ سے شریح کہتے ہیں یہ سن کر عمروؓ بن العاص اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تو میں بھی اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔

حکم ابوموسیٰؓ اشعری کا فیصلہ

ابومخنف نے ابوجناب الکلبی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ عمروؓ بن العاص دومۃ الجندل میں ابوموسیٰؓ سے ملے تو عمروؓ نے ابوموسیٰؓ کو پہلے اپنا فیصلہ سنانے پر مجبور کیا اور کہا کہ آپ رسول اللہ کے صحابی اور مجھ سے عمر میں بڑے ہیں اسلئے آپ پہلے اعلان کریں تو میں بھی اعلان کروں گا عمر بن العاصؓ ہر کام میں اس طرح ابوموسیٰؓ کو آگے کر دیا کرتے تھے اور ہر معاملہ میں انھیں کہہ دیا کرتے تھے اور یہ چاہتے تھے کہ ان سے علیؓ کی خلافت ختم کرنے کا اعلان کرا دیں۔

راوی کہتا ہے ان دونوں نے علیؓ اور معاویہؓ کے معاملہ پر غور کیا اور کسی بات پر ان کا اتفاق نہ ہو سکا عمروؓ بن العاص نے ابوموسیٰؓ کے سامنے معاویہؓ کا نام پیش کیا ابوموسیٰؓ نے انکار کر دیا پھر عمرؓ بن العاص نے اپنے بیٹے کا نام پیش کیا لیکن ابوموسیٰؓ نے اس رائے سے بھی انکار کر دیا اور ابوموسیٰؓ نے عمرو بن العاصؓ کو عبداللہؓ بن عمرؓ کے بیعت پر آمادہ کرنا چاہا لیکن اس سے عمروؓ نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد عمرؓ بن العاص نے ابوموسیٰؓ سے دریافت کیا آخر آپ کی کیا رائے ہے۔

ابوموسیٰؓ:۔ میری رائے تو یہ ہیکہ ہم ان دونوں شخصوں کو معزول کر دیں اور اس خلافت کو مسلمانوں کے مشورے پر چھوڑ دیں مسلمان اپنے لئے جسے پسند کریں اسے خلیفہ بنالیں۔

عمروؓ بن العاص صحیح اور درست رائے تو وہی ہے جو آپ نے دی ہے۔ اسکے بعد یہ دونوں شخص لوگوں کے پاس تشریف لائے تمام لوگ جمع تھے عمرو بن العاصؓ نے ابوموسیٰؓ اشعری سے کہا آپ انھیں بتا دیجئے کہ ہم ایک رائے پر متفق و متحد ہو چکے ہیں ابوموسیٰؓ نے لوگوں سے کہا میں اور عمروؓ بن العاص ایک رائے پر متفق ہو چکے ہیں اور ہمیں امید ہیکہ اللہ تعالیٰ اس رائے کے ذریعے اس امت کی اصلاح فرما دے گا۔

عمروؓ بن العاص نے کہا ابوموسیٰؓ سچ بولتے ہیں اور نیک بات کر رہے ہیں اے ابوموسیٰؓ آگے بڑھو اور لوگوں کو بتا دو۔

عمروؓ بن العاص کے بارے میں ابن عباسؓ کی رائے

جب ابوموسیٰؓ اشعری آگے بڑھے تو ابن عباسؓ نے ان سے فرمایا آپ پر افسوس خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ عمروؓ نے آپ کو دھوکہ دیا اگر آپ دونوں ایک بات پر متفق ہیں تو اعلان کیلئے عمروؓ کو آگے کیجئے تاکہ وہ پہلے اس کا اعلان کرے پھر بعد میں آپ اعلان کرنا کیونکہ عمروؓ بن العاص ایک دھوکہ باز آدمی ہے اور مجھے اس بات کا یقین نہیں کہ آپ کا اور اس کا فیصلہ ہوا ہے اس پر وہ راضی بھی ہوا گر آپ پہلے لوگوں میں کھڑے ہو کر اعلان کریں گے تو آپکی مخالفت کرے گا ابوموسیٰؓ اشعری انتہائی سادہ سیدھا آدمی تھے انھوں نے ابن عباس کو جواب دیا کہ نہیں ہم دونوں ایک فیصلہ پر متفق ہو چکے ہیں۔

ابوموسیٰؓ کا اعلان اور عمرو بن العاصؓ کی دھوکہ بازی

ابوموسیٰؓ نے اللہ عزوجل کی حمد وثناء بیان کی پھر فرمایا اے لوگوں ہم نے اس امت کی خلافت کے معاملے میں غور و فکر کیا تو ہم نے اس خلافت کے معاملے میں اس سے بہتر کوئی صورت نہیں دیکھی جس پر میرا اور عمر بن العاصؓ کا اتفاق ہوا وہ یہ ہیکہ علیؓ اور معاویہؓ دونوں کو معزول کر دیں اور اس خلافت کو امت پر چھوڑ دیں وہ جیسے پسند کریں اپنا خلیفہ منتخب کرلیں اسلئے میں نے علیؓ اور معاویہؓ دونوں کو معزول کر دیا تم اس کام میں خود غور کرلو اور جسے تم اس خلافت کا

اہل سمجھوا سے یہ خلافت سونپ دو یہ کہ کر ابوموسیٰؓ اشعری پیچھے ہٹ گئے۔ اسکے بعد عمروؓ بن العاص آگے بڑھے اور ابو موسیٰؓ کی جگہ کھڑے ہو گئے پہلے اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور اسکے بعد کہا ابوموسیٰؓ اشعری نے جو کچھ کہا وہ آپ لوگوں نے سن لیا ہے اس نے اپنی ساتھی کو معزول کر دیا ہے میں بھی اسے معزول کرتا ہوں جسے اس نے معزول کیا لیکن میں اپنے ساتھی معاویہؓ کو برقرار رکھتا ہوں کیونکہ وہ عثمانؓ بن عفان کے وارث ہیں اور ان کے قصاص کے طلبگار ہیں اور لوگوں میں سب سے زیادہ خلافت کے حقدار ہیں۔

حضرت ابوموسیٰؓ اشعری نے فرمایا:۔ اے عمروؓ تجھے کیا ہو گیا اللہ تعالیٰ تجھے نیک کام کی توفیق دے تو نے غداری کی اور دھوکہ دیا تیری مثال ایسی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے ﴿کمثل الکلب ان تحمل علیه یلهث او تترکه یلهث﴾ اسکی مثال کتے کی طرح ہے اگر اسے کچھ ڈالو تب بھی زبان نکالے رہتا ہے اور اگر چھوڑ دو تب بھی زبان نکالے رہتا ہے۔

اسپر عمروؓ بن العاص نے جواب دیا تمھاری مثال ایسی ہے جیسے کسی گدھے پر کتابیں لدی ہوئی ہو یہ دیکھکر شریح بن ہانی نے عمروؓ بن العاص پر کوڑے سے حملہ کر دیا اور عمروؓ کے بیٹے نے اس جواب پر شریح کو کوڑے مارے۔ فیصلہ کے بعد لوگ کھڑے ہو گئے اور ان میں مزید اختلافات پیدا ہو گیا۔

شریح کہتے ہیں کہ مجھے عمروؓ بن العاص کو کوڑوں سے مارنے پر اتنی ندامت ہے کہ آج تک میں کسی بات پر اتنا فیصلے کے بعد شامیوں نے ابوموسیٰؓ کو تلاش کیا لیکن وہ اسی وقت سوار ہو مکہ مکرمہ چلے گئے تھے۔

ابوموسیٰؓ اشعری کا اتفاق

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اللہ ابوموسیٰؓ کی رائے کا برا کرے میں نے انھیں مشورہ بھی دیا تھا لیکن پھر بھی انھیں عقل نہ آئی ابوموسیٰؓ خود فرماتے ہیں کہ مجھے بن عباسؓ نے ایک فاسق کی دھوکہ دہی سے خبردار کیا تھا لیکن میں اس پر اطمینان کیا کہ یہ شخص امت کی بھلائی کیلئے کسی بھی دنیا کی چیز کو ترجیح نہیں دے۔ فیصلہ کے بعد عمروؓ بن العاص اور شامی حضرات معاویہؓ کے پاس چلے گئے اور ان لوگوں نے امیر معاویہؓ کو خلافت سونپ دی عبداللہؓ بنعباسؓ اور شریح بنہانی حضرت علیؓ کے پاس واپس چلے گئے۔

فریقین کا ایک دوسرے کو برا بھلا کہنا

حضرت علیؓ کی عادت تھی کہ نماز فجر میں قنوت پڑھتے اور اس میں فرماتے اے اللہ معاویہؓ، عمروؓ بن العاص، ابوالاعور اسلمی، حبیب بن مسلمہ، عبدالرحمٰن بن خالد، ضحاک بن قیس اور ولیدؓ بن عقبہ پر لعنت نازل فرما جب امیر معاویہؓ کو یہ خبر پہنچی تو انھوں نے بھی نماز میں قنوت پڑھنا شروع کر دیا اور اس میں علیؓ، ابن عباسؓ، اشتر، حسنؓ اور حسین پر لعنت بھیجتے۔

حضرت علیؓ اور خوراج

حضرت علیؓ کا گناہ خارجی

ابو مخنف نے بواسطہ ابو المغفل، عون بن ابی جحیفہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے ابوموسیٰ کو فیصلہ کے لئے روانہ کرنے کا ارادہ کیا تو خارجیوں میں سے دو شخص حضرت علیؓ کے پاس آئے ان میں سے ایک زرعہ بن البرج الطائی اور دوسرا حرقوص بن زہیر السعدی تھے یہ دونوں شخص حضرت علیؓ کے پاس پہنچے اور بولے: لاحکم الا اللہ، اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں،

اس کے بعد حرقوص نے حضرت علیؓ سے کہا آپ اپنے گناہ سے توبہ کریں اور اپنے فیصلے سے رجوع کریں اور ہمیں اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر لے چلئے ہم ان سے اس وقت تک جنگ کریں گے جب تک خدا کے پاس نہ پہنچ جائیں۔

حضرت علیؓ نے فرمایا میرا ارادہ تو یہی تھا لیکن تم نے میری نافرمانی کی اس لئے میں نے ان سے معاہدہ کر لیا اور اس میں مختلف شرائط لگائیں اور اس معاہدہ پر ہم ان سے عہد کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہیں **واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها وقد جعلتم الله عليكم كفيلا، ان الله يعلم ما تفعلون** ۔ (ترجمہ) اور جب بھی اللہ سے عہد کرو تو اسے پورا کرو اور قسموں کو مظبوط کرنے کے بعد نہ توڑو حالانکہ تم نے اپنے اوپر اللہ کا ذمہ لیا ہے یقیناً اللہ تعالیٰ تمہارے افعال کو خوب جانتا ہے۔

اس پر حرقوص نے کہا یہ جنگ بندی کا معاہدہ ایک گناہ تھا اس لئے آپ کو اس گناہ سے توبہ کرنی چاہیے اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا یہ گناہ نہیں ہے بلکہ یہ رائے اور عقل کی کوتاہی ہے اور میں تم سے پہلے ہی کہہ چکا تھا اور اس کے انجام سے منع بھی کیا تھا،

اس پر زرعہ بن البرج الطائی نے کہا واللہ اگر تو اللہ کی کتاب میں لوگوں کے فیصلے ترک نہ کریگا تو میں تم سے جنگ کروں گا اور تجھ سے اللہ کی رضا کے لئے قتال کروں گا، حضرت علیؓ نے فرمایا تو کتنا بد بخت آدمی ہے میرا دل چاہتا ہے کہ تجھے ابھی قتل کر دوں اور ہوائیں تجھے الٹ پلٹ کرتی رہے، اس نے جواب دیا تو یہی چاہتا ہے کاش ایسا ہوتا، حضرت علیؓ نے فرمایا اگر تم حق پر ہوتا تو موت کے وقت بھی حق پر ہوتا، تم لوگوں کو شیطان نے پاگل بنا دیا ہے تم لوگ اللہ سے ڈرو کیونکہ جس بات پر تم جنگ کرنا چاہتے ہو اس میں تمہارے لئے کوئی دنیاوی بھلائی نہیں ہے، اس کے بعد یہ دونوں اشخاص لاحکم الا اللہ کا نعرہ لگاتے ہوئے چلے گئے۔

ان الحکم الا اللہ کے ذریعہ خارجیوں کا فساد پھیلانا

ابو مخنف نے عبد الملک بن ابی حرہ الحنفی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ایک روز حضرت علیؓ خطبہ دینے کے لئے آئے اس کے بعد انہوں نے خطبہ دینا شروع کیا ابھی وہ خطبہ دے رہے تھے کہ مسجد کے گوشوں سے خارجیوں نے

لاحکم الا اللہ کا نعرہ لگایا تو حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ اکبر یہ ایک کلمہ حق ہے لیکن اس سے باطل مراد لیا جارہا ہے اگر یہ لوگ خاموش رہیں تو ہم بھی ان سے درگذر کریں گے اور اگر یہ لوگ کچھ بولیں گے تو ہم بھی ان سے بحث کریں گے اور اگر یہ ہم سے بغاوت کریں گے تو ہم ان سے جنگ کریں گے۔

خارجیوں کی حضرت علی کی شان میں گستاخی

اس بات پر یزید بن عاصم المحاربی کھڑا ہوا اور بولا تمام تعریفیں اس ذات عالی کے لئے ہیں جو ہمارا رب ہے اور جسے چھوڑا نہیں جا سکتا اے اللہ! ہم آپ سے ہمارے دین میں کمزوری پیدا کرنے سے پناہ مانگتے ہیں کیونکہ دین میں کمزوری اللہ تعالیٰ کے حکم میں مداہنت ہے اور ایسی ذلت ہے جو اپنے فاعل کو اللہ تعالیٰ کے نافرمانی تک پہنچا دیتی ہے اے علیؓ! کیا تو ہمیں قتل سے ڈراتا ہے خدا کی قسم! اے علیؓ میری آرزو تو یہ ہے کہ میں اس بات پر تم لوگوں کو خوب ماروں اس میں کسی قسم کی کوئی کوتاہی اور درگذر نہیں کرنا چاہیے اور پھر تم اچھی طرح جان لو گے کہ کون دوزخ میں جانے کا زیادہ مستحق ہے اس کے بعد وہ شخص اور اس کے تین بھائی مسجد سے نکل کر چلے گئے اور نہر میں جاکر خوارج سے مل گئے اس کے بعد ان میں سے ایک شخص نخیلہ میں مارا گیا۔

خارجیوں کی فتنہ انگیزی

ابومخنف نے بواسطہ اجلح بن عبداللہ اور سلمہ بن کہیل، کثیر بن بہز الحضرمی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ ایک روز مسجد میں خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے تو مسجد کے کونے سے ایک شخص نے کھڑے ہوکر کہا لاحکم الا اللہ، فوراً دوسرے جانب سے بھی ایک شخص نے کھڑے ہوکر یہی جملہ کہا اس کے بعد دیگرے بہت سارے لوگوں نے یہی نعرہ لگانا شروع کیا، حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ اکبر یہ ایک کلمہ حق ہے لیکن لوگ اس کے ذریعہ باطل کو تلاش کر رہے ہیں جب تک تم لوگ ہمارے ساتھ ہو تو میری طرف سے تمہارے لئے تین فیصلے ہیں اول ہم اس وقت تک مسجد میں آنے سے نہیں روکیں گے جب تک کہ تم مسجد میں اللہ کا ذکر کرتے رہو گے اور جب تک تم ہمارا ساتھ دیتے رہو گے تو تمہیں مال غنیمت سے حصہ ملتا رہیگا اور جب تک تم ہم سے جنگ کی ابتدا نہ کرو گے اس وقت تک ہم تم سے جنگ نہیں کریں گے، اس کے بعد حضرت علیؓ نے دوبارہ خطبہ شروع کر دیا۔

حکیم کا حضرت علی سے نازیبا گفتگو کرنا

ابومخنف نے قاسم بن ولید سے نقل کیا ہے کہ حکیم بن البکائی خارجیوں کا ہم خیال تھا ایک روز وہ حضرت علیؓ کے پاس آیا اس وقت حضرت علیؓ خطبہ دے رہے تھے اس نے حضرت علیؓ کو مخاطب کر کے کہا: ولقد اوحیٰ الیک والی الذین من قبلک ، لئن اشرکت لیحبطنّ عملک ولتکونن من الخاسرین ۔(ترجمہ) آپ کی جانب اور آپ سے قبل تمام انبیاء کی جانب یہ وحی بھیجی گئی ہے کہ اگر تو شرک کریگا تو تیرے اعمال بیکار ہو جائیں گے اور تو نقصان اٹھانے والوں میں داخل ہوگا،

اس کا مقصد یہ تھا کہ تحکیم شرک ہے اس لحاظ سے تم نے شرک کا ارتکاب کیا، حضرت علیؓ نے جواب دیا فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنّک الذین لا یومنون (ترجمہ) پس آپ صبر کیجئے یقیناً اللہ کا وعدہ حق

ہے اور یقین نہ رکھنے والوں کی وجہ سے آپ ست نہ پڑ جائیں۔

حضرت علیؓ کا قبولِ حق

ابو کریب نے بسند ابن ادریس، اسماعیل بن سمیع الحنفی، ابورزین کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب واقعہ تحکیم پیش آیا اور حضرت علیؓ صفین سے لوٹے تو یہ مخالفین بھی ساتھ ساتھ تھے جب حضرت علیؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ نہر پہنچے تو مخالفین بھی وہیں رک گئے بعد میں حضرت علیؓ اپنے ساتھیوں کے ہمراہ کوفہ تشریف لے گئے تو ان کے مخالفین نے حروراء میں جا کر قیام کیا حضرت علیؓ نے ان کے پاس عبداللہ بن عباسؓ کو سمجھانے کے لئے بھیجا لیکن وہ ناکام واپس لوٹ آئے بعد میں حضرت علیؓ خود تشریف لے گئے اور ان لوگوں سے گفتگو فرمائی حتیٰ کہ آپس میں دونوں رضامندی ہو گئی اور یہ لوگ حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ آ گئے۔

اس کے بعد ایک شخص نے آپ کے پاس آ کر کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے کفر سے توبہ کر لی ہے اس کے بعد حضرت علیؓ نے ظہر میں خطبہ دیا اور خارجیوں کے ساتھ جو معاملہ پیش آیا اسے بیان کیا اور ان پر غلط گوئی کا الزام لگایا تو یہ لوگ مسجد کے مختلف گوشوں سے یہ کہتے ہوئے کھڑے ہوئے کہ لاحکم الا اللہ اور ان میں سے ایک شخص اپنے کانوں میں انگلیاں ڈالے آگے بڑھا اور بولا: **ولقد اوحیٰ الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطنّ عملک ولتکونن من الخاسرین** ۔(ترجمہ) آپ کی جانب اور آپ سے پہلے انبیاء کی جانب یہ وحی کی گئی ہے اگر تو شریک کریگا تو تیرے اعمال بیکار ہو جائیں گے اور تو نقصان اٹھانے والوں میں داخل ہو گا۔

حضرت علیؓ نے جواب دیا: **فاصبروا وعد اللہ حق ولا یستخفنک الذین لا یوقنون** (ترجمہ) پس تو صبر کر، یقیناً اللہ کا وعدہ حق ہے اور یقین نہ کرنے والوں کا طرز عمل تجھے ست نہ بنا دے۔

حضرت علیؓ کی خارجیوں کو ڈھیل

ابو کریب نے بواسطہ ابن ادریس، لیث بن ابی سلیم کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ وہ اپنے ساتھیوں سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے منبر پر اپنے ہاتھوں کو پلٹ کر فرمایا اللہ کے حکم کا تمہارے بارے میں صرف دوبار انتظار کیا جائیگا میری جانب سے تمہارے لئے تین فیصلے ہیں ایک تو ہم تمہیں اس مسجد میں نماز پڑھنے سے نہیں روکیں گے دوسرا جب تک تم ہمارے ساتھ جنگ میں شریک رہو گے مال غنیمت میں سے تمہیں حصہ ملتا رہے گا تیسرا جب تک تم ہم سے جنگ میں پہل نہیں کرو گے اس وقت تک ہم تم سے جنگ نہیں کریں گے۔

عبداللہ ابن وہب خارجی کی شرانگیزی

ابومخنف نے عبدالملک بن ابی حرہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے ابوموسیٰ کو فیصلے کے لئے بھیجنے کا ارادہ کیا تو خارجی آپس میں ایک دوسرے سے ملے اور عبداللہ بن وہب الراسبی کے گھر میں جمع ہوئے، عبداللہ بن وہب نے اولاً ان کے سامنے خدا کی حمد وثناء بیان کی اور اس کے بعد کہا:

کہ جو قوم اللہ پر ایمان رکھتی ہو اور قرآن کے احکام کے جانب راجع ہو ان کے لئے یہ دنیا ہرگز

ہرگز مناسب نہیں ہے اور جو قوم دنیا کا طلب گار رہوان کے لئے بربادی ہے ان لوگوں نے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور حق پر بات پر دنیا کو ترجیح دی ہے خواہ وہ کسی احسان کے باعث یا کسی کو نقصان پہنچانے کے باعث، حالانکہ اس دنیا میں احسان اور نقصان کا قیامت کے روز کامل بدلہ یہ ہے کہ اللہ کی رضا حاصل ہوتی اور ہمیشہ کی جنت ملتی تم اپنے بھائیوں کو لیکر اس ظالم بستی سے نکل جاؤ یا پہاڑوں میں چلے جاؤ یا کسی دوسرے شہر میں چلے جاؤ اس گمراہ کن بدعت سے بچتے رہو اور اس کو ناپسند کرو۔

حمزہ اور حرقوص بن زہیر کا لوگوں کو ورغلانا

اس کے بعد حرقوص بن زہیر کھڑے ہوئے اور کہا اس دنیا کی عیش وعشرت بہت تھوڑی ہے لیکن اس سے جدائی بہت مشکل امر ہے اس کی زینت وخوبصورتی تمہیں اپنی جانب مائل نہ کرلیں اور تمہیں حق کی طلب اور ظلم کو ختم کرنے سے نہ روک دیں کیونکہ اللہ رب العزت متقین اور اور نیک لوگوں کے ساتھ ہیں،

اس پر حمزہ ابن سنان الاسدی نے کہا اے میری قوم! رائے تو وہی ہے جو تمہارے سامنے ہے تم اپنے میں سے کسی کو امیر بنالو کیونکہ یہ بہت ضروری امر ہے اور تمہارا اپنا جھنڈا ہو جس کے نیچے تم سب جمع ہوسکو، ان لوگوں نے زید بن حصین الطائی کو امیر بنانا چاہا لیکن انہوں نے انکار کردیا پھر لوگوں نے حرقوص بن زہیر کو مجبور کیا کہ وہ امارت قبول کرلیں لیکن انہوں نے بھی انکار کردیا اسی طرح حمزہ بن سنان اور شریح ابن اونی العبسی نے بھی امارت قبول کرنے سے انکار کردیا۔

عبداللہ بن وہب خارجی کو علیؓ کے مقابلہ میں امارت کی پیشکش

اس کے بعد ان لوگوں نے عبداللہ ابن وہب الراسبی کو امارت پیشکش کی اس نے کہا ہاں میں امارت قبول کرنے کے لئے تیار ہوں واللہ میں یہ امارت دنیا کے خاطر قبول نہیں کررہا ہوں اور نہ موت سے گھبرا کر اسے چھوڑوں گا الغرض دس شوال کو انہوں نے عبداللہ بن وہب کے ہاتھوں میں بیعت کرلی اور اس کا لقب ذوالثفنات تھا اس کے معنی ہے گھٹنے والا اور یہ لقب اس لئے پڑ گیا تھا وہ طویل طویل سجدے کرتا تھا جس کی وجہ سے اس کے گھٹنے سیاہ پڑ گئے تھے۔

اس کے بعد یہ لوگ شریح بن اونی العبسی کے گھر میں جمع ہوئے عبداللہ بن وہب نے ان سے کہا کہ کوئی ایسا شہر بتاؤ جہاں ہم اللہ کے احکامات کو نافذ کرسکیں کیونکہ تم اہل حق ہو، شریح نے مشورہ دیا کیوں نہ ہم مدائن چلیں اور وہاں چل کر قبضہ کرلیں اور وہاں کے باشندوں کو وہاں سے نکال دیں اور پھر بصرہ سے اپنے بھائیوں کو اطلاع دیکر وہاں ان کو بلالیں۔ اس پر زید بن حصین الطائی نے کہا اگر تم ایک ساتھ یہاں سے نکلے تو تمہارا پیچھا کیا جائیگا اس لئے ایک ایک کر کے یہاں سے نکلو اسی طرح مدائن میں بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو تمہاری راہ روکیں گے بلکہ تم نہروان کے پل پر جا کر ٹھہر جاؤ اور اپنے بصرہ کے بھائیوں سے خط وکتابت کرو الغرض اس رائے پر سب نے اتفاق کیا۔

خارجیوں کا فتنہ

عبداللہ بن وہب نے بصرہ کے خارجیوں کو خط تحریر کیا جسمیں انہیں اپنے اجتماع سے مطلع کیا اور انہیں اپنے ساتھ شمولیت کی دعوت دی انہوں نے جواب دیا کہ عنقریب وہ بھی ان کے ساتھ آ کر مل جائیں گے انہوں نے جب سفر کرنے کا ارادہ کیا تو پوری رات اللہ کی عبادت کرنے میں مشغول رہے اور یہ جمعہ کی شب تھی اور انہوں نے جمعہ بھی عبادت میں گذارا اور ہفتہ کے روز انہوں نے کوچ کرنا شروع کیا، شریح بن اوفی العبسی نے کوفہ چھوڑتے وقت قرآن کی یہ آیت تلاوت کی: فخرج منها خائفاً یترقب ، قال ربی نجنی من القوم الظالمین ،ولما توجه تلقاء ومدین قال عسیٰ ربی ان یهدینی سواء السبیل ، وہ اس جگہ سے ڈرتے ہوئے اور پناہ لیتے ہوئے نکلے اور فرمایا اے میرے رب! مجھے ظالم قوم سے نجات دے، جب وہ مدینہ کی جانب متوجہ ہوئے تو کہا امید ہیکہ میرا پرودگار مجھے سیدھے راستے پر چلائے گا۔

ابن وہب کا حضرت عدیؓ ابن حاتم کے قتل کا ارادہ

ان لوگوں کے ساتھ طرفتہ ابن عدی ابن حاتم الطائی بھی شامل ہو کر چلا گیا اس کے والد عدیؓ اس کی تلاش میں گئے اور ان کی تلاش میں حدین تک گیا لیکن وہ انہیں نہ ملا جب واپس ہوئے تو سابات کے مقام پر عبداللہ بن وہب الراسبی بیس سواروں کے ساتھ آیا اس نے عدی کے قتل کا ارادہ کیا لیکن اس نے اس کام سے عمرو بن مالک البنیانی اور بشیر ابن زید البولانی نے روک دیا۔

سعد بن مسعود کی علیؓ کی حمایت میں خارجیوں سے جنگ

عدی نے یہاں سے نکل کر سعد بن مسعود کے پاس جو حضرت علیؓ کی جانب مدائن کا عامل تھا اس کے پاس پیغام بھیجا اور اسے ان خارجیوں سے ڈرایا اس نے خوف سے شہر کے دروازے بند کر دیئے اور خود چند سواروں کو ساتھ لیکر ان کی تلاش میں نکلا اور اپنی جگہ اپنے بھتیجے مختار بن عبید کو متعین کیا ادھر عبداللہ بن وہب کو اس کی خبر ہوگئی اس نے راہ بدل کر بغداد کا رخ کر لیا لیکن مقام کرخ میں سعد بن مسعود نے پانچ سو سواروں کے ساتھ ان کے قریب پہنچ گیا عبداللہ بن وہب نے تیس سواروں کے ساتھ ان کا کچھ دیر تک مقابلہ کیا لیکن اس کے جماعت کے چند لوگوں نے اسے جنگ کرنے سے منع کر دیا ادھر سعد بن مسعود کے ساتھیوں نے سعد سے کہا آپ ان لوگوں سے کیوں جنگ کرنا چاہتے ہیں آپ ان لوگوں کی راہ چھوڑ دیجئے تا کہ یہ لوگ چلے جائیں اور یہ تمام حالات امیر المومنین کو تحریر کریں اگر وہ ان سے لڑنے کا حکم دیں تو آپ ان سے جنگ کریں اور اگر امیر المومنین آپ کے علاوہ کسی اور شخص کو اس کام کے لئے متعین کرے تو اس میں آپ کے لئے عافیت ہے سعد بن مسعود نے ان کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

خارجیوں کا اجتماع

جب رات کی تاریکی چھا گئی تو عبداللہ بن وہب نے جوخی کی طرف سے دریائے دجلہ کو پار کر کے نہروان میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ مل گیا اس کے ساتھی ان کے زندگی سے مایوس ہو گئے تھے اور انہوں نے باہم مشورہ کیا تھا

کہ اگر عبداللہ بن وہب ہلاک ہو گئے تو ہمارا امیر زید بن حصین یا حرقوص ابن زہیر ہوگا کوفہ کی ایک جماعت بھی خارجیوں کا ساتھ دینے کے لئے کوفہ سے نکلی لیکن انہیں ان کے رشتہ داروں نے زبردستی روک لیا ان لوگوں میں قعقاع بن قیس الطائی اور عبداللہ بن حکیم بن عبدالرحمٰن البکائی بھی شامل تھے حضرت علیؓ کو اطلاع ملی کہ سالم بن ربیعہ العبسی کے پاس جانے کا ارادہ کر رہا ہے تو حضرت علیؓ ان کے پاس تشریف لے گئے اور اُسے اس کام سے منع کر دیا تو اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا۔

ربیعہ بن ابی شداد کا انجام

جب خارجی کوفہ سے نکل گئے تو بقیہ لوگوں سے حضرت علیؓ نے دوبارہ بیعت لی اور کہا ہم اس شرط پر بیعت کر رہے ہیں کہ آپ جسے دوست سمجھیں گے وہی ہمارا دوست ہوگا اور آپ جسے دشمن سمجھیں گے وہی ہمارا دشمن ہوگا حضرت علیؓ نے ان سے سنت رسولؐ پر چلنے کی شرط لگائی، جب یہ بیعت ہو رہی تھی اس وقت ربیعہ بن ابی شداد بھی بیعت کے لئے آیا حضرت علیؓ نے اس سے فرمایا آؤ مجھ سے کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کی پیروی پر بیعت کرو اس نے کہا آپ مجھ سے ابوبکرؓ وعمرؓ کی سنت پر بھی بیعت لیجئے حضرت علیؓ نے فرمایا تجھ پر افسوس ہے کیا تو اپنی بات بھی نہیں سمجھ سکتا کہ اگر ابوبکرؓ اور عمرؓ نے کوئی ایسا کام کیا ہو جو کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے ثابت نہ ہو تو اس صورت میں وہ ہرگز حق پر نہ تھے یہ سنکر ربیعہ نے حضرت علیؓ کی بیعت کر لی، حضرت علیؓ نے ربیعہ کو غور سے دیکھا اور فرمایا خدا کی قسم! تو عنقریب خارجیوں سے مل جائیگا اور قتل ہوگا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تجھے گھوڑے اپنے کھوڑوں سے روندیں گے، ربیعہ نہروان کے جنگ میں بصرہ کے خارجیوں کے ساتھ قتل ہوا۔

خوارج بصرہ کا فرار

بصرہ میں جو خارجی تھے ان کی تعداد تقریباً پانچ سو تھی وہ سب ایک جگہ جمع ہو گئے انہوں نے مسعر بن فدکی التمیمی کو اپنا امیر مقرر کیا ان کے اس اجتماع اور فرار کا جب عبداللہ بن عباسؓ کو علم ہوا جو انہوں نے ابوالاسود الدولی کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا حتیٰ کہ ابوالاسود نے ایک بڑے پل پر انہیں جالیا یہ دونوں لشکر اسی پل پر ٹھہر گئے اور جب رات ہوئی اور خوب تاریکی چھا گئی تو مسعر بن فدکی تاریکی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو لیکر خاموشی کے ساتھ نکل کر نہر پر عبداللہ بن وہب کے پاس پہنچ گیا اس وقت ان کے مقدمۃ الجیش پر اشرس بن عوف الشیبانی متعین تھا۔

تحکیم کے بعد علیؓ کی تقریر

واقعہ تحکیم کے بعد جب خارجی حضرت علیؓ کا ساتھ چھوڑ کر چلے گئے اور ابوموسیٰ اشعری شامیوں کے خوف سے مکہ مکرمہ چلے گئے اور عبداللہ بن عباسؓ واپس بصرہ چلے گئے تو حضرت علیؓ نے اہل کوفہ کو جمع کر کے خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگوں! اگرچہ زمانہ بڑے بڑے مصائب اور نئے حادثات لیکر آیا ہے لیکن ہر صورت میں تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے آخری نبی ہیں میں نے ان دونوں ثالثوں اور ان کے فیصلہ کے معاملہ میں بہت غور فکر کرنے کے بعد تمہیں اپنے رائے سے مطلع کر دیا تھا

لیکن تم لوگوں نے میری رائے کو ماننے سے انکار کر دیا تھا اب میری اور تمہاری مثال ایسی ہے جیسا کہ ہوازن کے ایک بھائی نے کہا تھا:

امرتھم امری بمنعرج اللوی
فلم یستبینوا الرشد الا ضحی الغد

(ترجمہ) میں نے منعرج اللوی کے مقام پر انہیں اپنے رائے سے متنبہ کر دیا تھا لیکن انہیں تو دن چڑھنے کے بعد عقل آئی۔

خبردار! تم لوگوں نے جن حکمین کا انتخاب کیا تھا انہوں نے قرآن کے حکم کو پس و پشت ڈال دیا ہے اور قرآن نے جن امور کو ختم کرنے کا حکم دیا تھا انہیں دوبارہ زندہ کیا اور دونوں نے اللہ کی ہدایت چھوڑ کر اپنی خواہشات کی پیروی کی ہے انہوں نے کسی دلیل اور سنت کے بغیر فیصلہ کیا ہے پھر اپنے فیصلہ میں دونوں مختلف رہے تو اللہ ورسولؐ اور مسلمانوں میں سے نیک لوگ اس سے بری الذمہ ہیں اس لئے تم لوگ تیار ہو جاؤ اور ملک شام چلنے کی تیاری کرو۔

حضرت علیؓ کا خارجیوں کے نام خط

حضرت علیؓ نے خارجیوں کے نام ایک خط تحریر کیا اور اس میں لکھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ کی طرف سے زید بن حصین، عبداللہ بن وہب اور ان لوگوں کے نام ہے جو ان دونوں کے ساتھ شریک ہیں ہم نے دونوں حکمین کے فیصلے کو قبول کیا تھا ان دونوں نے کتاب اللہ کی مخالفت کی اور ہدایت خداوندی کے مقابلہ میں اپنی خواہشات کی پیروی کی ان دونوں نے نہ تو سنت رسول پر عمل کیا اور نہ ہی حکم قرآنی پر، اس لئے اللہ ورسولؐ اور مومنین ان دونوں کے اس فیصلے سے بری الذمہ ہیں تمہارے پاس میرا یہ خط پہنچتے ہی تم اسے قبول کرلو کیونکہ ہم اپنے اور تمہارے دشمنوں پر حملہ کرنے کے لئے کوچ کر رہے ہیں اور اب ہمارا معاملہ وہی ہے جو پہلے تھا۔ والسلام

خارجیوں کا حضرت علیؓ کو جواب

خارجیوں نے حضرت علیؓ کو جواب لکھا:

آپ نے جو جنگ کی ہے وہ رضائے خداوندی کے لئے نہ تھی بلکہ اپنی ذات کے لئے تھی اگر آپ اس بات کا اقرار کریں کہ آپ نے کفر کیا ہے اور اس اقرار کے بعد اپنے کفر سے توبہ کر دو تو ہم آپ کے ساتھ ہیں ورنہ ہم آپ سے برابر مقابلہ کرتے رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا، جب یہ خط حضرت علیؓ کے پاس پہنچا تو آپ نے ان کی حمایت سے مایوس ہو کر یہ رائے قائم کی کہ انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور لشکر لیکر شامیوں سے جنگ کی جائے۔

حضرت علیؓ کا خطبہ

ابو مخنف نے بواسطہ معلّی بن کلیب الہمدانی، حجر بن نوف ابوالوداک الہمدانی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ خارجیوں سے مایوس ہو گئے تھے تو اہل کوفہ کو ساتھ لیکر نخیلہ پہنچے اور وہاں پہنچ کر لوگوں کے سامنے خطبہ دیا، اولاً اللہ کی حمد وثناء کی اور فرمایا:

> جس شخص نے جہاد فی سبیل اللہ کو ترک کیا اور دین میں مداہنت سے کام لیا وہ شخص ہلاکت کے گڑھے میں کھڑا ہے یہ اور بات ہے کہ اللہ اس پر اپنی نعمتیں نازل فرمائیں اور گھڑھے میں گرنے سے محفوظ رکھے، تم لوگ اللہ سے ڈرو اور جن لوگوں نے اللہ کی نافرمانی کی انہوں نے اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کی اس لئے ان خطا کاروں، گمراہوں، مجرموں اور ان لوگوں کے ساتھ جنگ کرو جو نہ قرآن کو پڑھتے ہیں اور نہ سمجھتے ہیں اور وہ نہ ہی اخلافت کے اہل ہیں اس لئے کہ انہیں اسلام میں سبقت حاصل نہیں خدا کی قسم! اگر یہ لوگ تم پر خلیفہ اور والی بن گئے تو کسریٰ اور ہرقل کے طریقہ پر چلیں گے تم ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کرو اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ کے لئے تیاری کرو ہم نے تمہارے بصرہ کے بھائیوں کو بھی مدد طلبی کے تحریر کیا ہے عنقریب وہ بھی تمہارے ساتھ آملیں گے جب وہ آجائیں تو تم سب ہمارے گرد جمع ہو جاؤ اور اللہ کے علاوہ کسی کے بھی طاقت وقوت نہیں۔

عبداللہ بن عباسؓ کے نام خط

حضرت علیؓ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کو ایک خط تحریر فرمایا اور وہ خط عقبہ بن اخنس بن قیس کے ہاتھ روانہ کیا اور اس خط میں تحریر تھا:

> امابعد! ہم اپنی چھاونی نخیلیہ پہنچ گئے ہیں اور ہمارا مقصد اپنے مغربی دشمنوں نے جنگ کرنا ہے میرا قاصد پہنچتے ہی لوگوں کو جنگ کے لئے تیار کر دے گا اور میرا خط تیار ہوتے ہی کوچ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ والسلام۔

حضرت عبداللہ بن عباس کا خطاب

جب یہ خط ابن عباس ب کے پاس پہنچا تو انہوں نے یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور انہیں حکم دیا کہ وہ احنف بن قیس کے ساتھ جنگ کے لئے تیار ہو جائے ان کے اس حکم پر احنف کے ساتھ چلنے کے لئے صرف ڈیڑھ ہزار آدمی تیار ہوئے عبداللہ بن عباسؓ نے اس لشکر کو بہت کم سمجھا اور پھر لوگوں میں تقریر فرمائی اولاً اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء فرمائی اور فرمایا:

> اے بصرہ والو! میرے پاس امیر المومنین کا حکم نامہ آیا ہے کہ میں تمہیں جنگ پر جانے کا حکم دوں میں نے احنف بن قیس کے ساتھ تمہیں جانے کا حکم دیا اس حکم پر تقریباً ڈیڑھ ہزار آدمی احنف کے ساتھ گئے حالانکہ تمہاری تعداد بچوں، عورتوں اور غلاموں کے علاوہ بھی تقریباً ساٹھ

ہزار ہے خبردار! تم فوراً جاریہ بن اسعدی کے ساتھ احنف کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ اور کوئی بھی شخص جنگ سے گریز کرنے کی کوشش نہ کرے میں بھی ان لوگوں کو لیکر جو میرے ساتھ جانا چاہتے ہیں بہت جلد وہاں پہنچ جاؤں گا اور ہر اس شخص کو اپنے ساتھ لے آؤں گا جو ان کی تحریر سے اختلاف رکھتا ہو یا اپنے امام کا نافرمان ہو، میں نے ابوالاسود الدولی کو تم لوگوں کو جمع کرنے کا حکم دیا ہے اب کوئی بھی شخص اپنے علاوہ کسی دوسرے کو ملامت نہ کریں۔

اہل بصرہ کا جنگ سے کنارہ کرنا

جاریہ بن قدامہ نے شہر سے نکل کر لشکر گاہ میں قیام کیا اور ابوالاسود نے لوگوں کو جمع کرنا شروع کیا اس طرح جاریہ بن قدامہ کے پاس لشکر گاہ میں سو آدمی جمع ہوئے جاریہ بن قدامہ ان سب کو لیکر حضرت علیؓ کی طرف نخیلیہ چلے گئے حضرت علیؓ بصری لشکر کے انتظار میں نخیلیہ میں قیام پذیر تھے حتیٰ کہ دونوں لشکر نخیلیہ میں جمع ہو گئے ان کی کل تعداد تین ہزار دو سو تھی۔

جنگ کیلئے حضرت علیؓ کا جوش دلانا

اہل بصرہ جب نخیلیہ پہنچے تو حضرت علیؓ نے کوفہ کے تمام سرداروں اور روساء کو جمع فرمایا اور اس کے بعد اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا اے کوفہ والو! تم میرے بھائی، میرے مددگار، حق بات پر میرے معین اور میرے ان دشمنوں کے مقابلہ میں جو تم سے جنگ کرنے پر تلے ہوئے ہیں وہ میرے ساتھی ہیں میں پیچھے رہ جانے والوں کو سزا دونگا میں نے اہل بصرہ کے پاس آدمی بھیجا ہے تاکہ وہ تمہاری مدد کے لئے آئیں مگر وہاں سے صرف تین ہزار دو سو آدمی آئے ہیں مجھے ان آنے والوں سے اطاعت کی پوری امید ہے تم لوگوں کو نصیحت کر کے انہیں کینہ پروری سے پاک کرلو اور انہیں ہمارے ساتھ صفین چلنے کے لئے آمادہ کرلو میرا تم لوگوں سے سوال ہے کہ تم جو قبیلہ کا سردار ہے وہ اپنے قبیلہ والوں کو تحریر کر کے جتنے بھی جنگجو افراد ہوں یا ایسے لڑکے جو جنگ کے قابل ہوں وہ اپنے غلاموں کو ساتھ لیکر ہمارے پاس پہنچ جائیں۔

اس کے بعد سعد بن قیس ہمدانی نے عرض کیا اے امیر المومنین ہم آپ کے حکم سننے اور اطاعت کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں اور ہر قسم کی دوستی نبھانے اور ہر مشکل وقت میں آپ کے ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں میں سب سے پہلے آپ کی خواہش کو پورا کروں گا، ان کے بعد معقل بن قیس الریاحی نے بھی کھڑے ہو کر یہی عرض کیا پھر عدی بن حاتم، زیاد بن حصفہ، حضر بن عدی اور مختلف قبائل کے سرداروں نے یکے بعد دیگرے کھڑے ہو کر اس طرح عزم کا انتہار کیا۔

کوفہ والوں کے لشکر

اس تحریک پر ان روساء اور سرداروں نے اپنے اپنے قبیلے والوں کو خطوط تحریر کئے کہ وہ اپنی اولاد، غلاموں اور موالیوں کو لیکر فوراً حاضر ہو جائیں اور کوئی شخص ان میں سے پیچھے نہ رہے چنانچہ یہ سب لوگ حاضر ہو گئے ان میں چالیس ہزار جنگجو تھے سترہ ہزار ایسے لڑکے تھے جو جنگ کے قابل ہو چکے تھے اور آٹھ ہزار غلام اور موالی تھے ان سب

لوگوں نے آ کر عرض کیا اے امیر المومنین ہمارے پاس جتنے بھی جنگجو تھے اور جتنے بھی لڑکے بالغ ہو چکے تھے اور جنگ کی قوت رکھتے تھے ہم سب کو لیکر حاضر ہو گئے ہیں اب صرف گھروں میں کمزور لوگ باقی رہ گئے ہیں انہیں بھی ہم نے اہل واعیال کی دیکھ بھال کے لئے چھوڑا ہے،

اس طرح کوفہ کے عربوں کی تعداد ستاون ہزار ہوگئی اور ان کی غلاموں اور موالیوں کی تعداد آٹھ ہزار اور بصرہ کے تین ہزار دوسو افراد، اور اب لشکر علیؓ کی کل تعداد اڑسٹھ ہزار افراد پر مشتمل تھا۔

علیؓ کا سعد بن مسعود کو لشکر بھیجنے کا حکم

ابو مخنف نے سے نقل کیا کہ حضرت علیؓ نے سعد بن مسعود جو کہ مدائن کا عامل تھا ایک خط تحریر کیا کہ میں تمہارے پاس زیاد بن حصفہ کو روانہ کر رہا ہوں تم ان کے ساتھ اہل کوفہ کے جنگجو لوگوں کو فوراً روانہ کر دو اور اسمیں تاخیر مت کرنا۔

شیعان علیؓ کا عہد جنگ

راوی کہتا ہے کہ حضرت علیؓ کو یہ اطلاع ملی کہ ان لوگوں کا خیال یہ ہے کہ امیر المومنین کو چاہیئے کہ وہ اولاً ہمیں حروریہ کے مقابلہ پر لے چلیں جب ہم ان سے فراغت حاصل کر لیں تب ہمیں ان بدعہدوں کے مقابلہ پر جانا چاہیئے، حضرت علیؓ نے لوگوں کو جمع کر کے اللہ کی حمد وثنا بیان کی اور فرمایا میں نے تمہارا یہ قول سنا ہے کہ ہمیں اولاً خارجی جماعت کے مقابلہ پر جانا چاہیے تاکہ ہم پہلے ان سے نمٹ لیں پھر ان بدعہدوں کے مقابلہ پر جانا چاہیے، لیکن میرے خیال میں ان خارجیوں سے زیادہ بدعہد یہ لوگ ہیں تم لوگ خارجیوں کا خیال چھوڑ دو بلکہ اس قوم کے مقابلہ پر چلو جو تم سے صرف اس وجہ سے جنگ کر رہے ہیں تاکہ وہ جابر بادشاہ بن جائیں اور اللہ کے بندوں کو ذلیل وخوار کریں۔

اس تقریر کے بعد ہر طرف سے لوگوں نے کھڑے ہو کر کہا اے امیر المومنین آپ ہمیں جہاں چاہیں لے چلیں راوی کہتا ہے صیفی بن فصیل شیبانی نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین ہم آپ کی جماعت میں داخل ہیں آپ کے مددگار ہیں ہم ہر اس شخص کے دشمن ہیں جس سے آپ دشمنی رکھتے ہوں اور ہر اس شخص کے پیروکار ہیں جو آپ کی اطاعت کرنے والا ہو، آپ ہمیں دشمنوں کے مقابلہ میں لے چلیں چاہے وہ دشمن جس جگہ بھی ہو اور جو بھی ہو ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں، انشاء اللہ آپ اپنے لشکر کی تعداد میں کوئی کمی نہیں پائیں گے اور نہ آپ تبعین میں کوئی اور کسی بھی قسم کے کمزوری پائیں گے،

اس کے بعد محرز بن شہاب التمیمی کھڑا ہوا اس نے عرض کیا اے امیر المومنین آپ کی جماعت آپ کی حمایت میں یک قلب وجان ہیں آپ کو اس نصرت کی بشارت ہو آپ جس کے بھی مقابلہ پر ہمیں لیکر چلنا چاہیں لے چلیں کیونکہ آپ کی جماعت آپ کے دشمنوں سے جنگ کرنے کو ثواب سمجھتے ہیں اور ثواب کی امید رکھتے ہیں اور آپ کی رسوائی اور آپ کے ساتھ جنگ سے گریز کرنے میں ہمیں عذاب کا خوف ہے۔

ابن خباب کی شہادت

یعقوب نے بسند اسماعیل، ایوب اور حمید بن ہلال بنو عبد القیس کے ایک شخص سے نقل کیا ہے، یہ شخص اولاً خارجی تھا پھر بعد میں ان سے الگ ہوگیا، یہ شخص کہتا ہے کہ خارجی ایک بستی میں گھس گئے انہیں دیکھ کر عبداللہ بن خبابؓ گھبرائے ہوئے باہر نکلے تو ان خارجیوں نے ان سے کہا آپ کسی قسم کا خوف نہ کریں، حضرت عبداللہ بن خبابؓ نے فرمایا تم لوگوں نے تو مجھے ڈرادیا تھا خارجیوں نے ان سے سوال کیا کیا آپ صحابی رسولؐ عبداللہ بن خباب ہو انہوں نے جواب دیا ہاں، انہوں نے سوال کیا کیا آپ نے اپنے والد سے رسول اللہ کی وہ حدیث سنی ہے جس میں رسول اللہؐ ایک فتنہ کا ذکر کیا تھا اور فرمایا اس فتنے کے وقت بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا اس فتنہ میں کس قسم کی کوشش کرنے سے، اس کے بعد آپؐ نے فرمایا اگر تم لوگ وہ فتنہ پاؤ تو اے عبداللہ! تم مقتول ہونا منظور کر لینا،

ایوب راوی کہتے ہیں یہ مجھے معلوم نہیں کہ آپ نے یہ بھی فرمایا تھا اے عبداللہ قاتل بننا گوارا نہ کرنا، یہ حدیث سن کر عبداللہ بن خبابؓ نے جواب دیا ہاں یہ حدیث میں نے سنی ہے، یہ سن کر ایک خارجی نے کہا اسے نہروان کے کنارے لے جاؤ اور اس کی گردن ماردو، الغرض انہیں شہید کر دیا گیا ان کا خون نہر میں جوتے کے تسمہ کے صورت میں ایک دھار کی شکل میں بہہ رہا تھا ان خارجیوں نے ان کی باندی کا پیٹ چاک کیا اور اس کے پیٹ میں جو بچہ تھا اسے نکال پھینکا۔

حضرت عبداللہ بن خبابؓ سے سوالات و جوابات

ابومخنف نے بحوالہ عطاء، عجلان، حمید بن ہلال سے نقل کیا ہے کہ جو خارجی بصرہ سے چلے تھے جب وہ نہر کے قریب پہنچے تو ان میں سے ایک جماعت آگے بڑھ گئی تو انہوں نے دیکھا ایک شخص ایک عورت کو گدھے پر لئے جا رہا ہے یہ لوگ اس کے پاس پہنچے اور اسے ڈانٹ ڈپٹ کی اور اسے خوف زدہ کیا پھر اس شخص سے سوال کیا تم کون ہو؟ اس شخص نے کہا میں عبداللہ بن خبابؓ رسول اللہ کا صحابی ہوں، یہ کہکر عبداللہ نے زمین پر سے اپنے کپڑے اٹھا لئے جو گھبراہٹ میں زمین میں گر گیا تھا خارجیوں نے سوال کیا کیا تم ہم سے ڈر گئے تھے؟ عبداللہ نے جواب دیا ہاں، خارجیوں نے کہا آپ ڈریئے نہیں، آپ ہم سے وہ حدیث بیان کیجئے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہے اور انہوں نے رسول اللہؐ سے، شاید اللہ تعالیٰ اس حدیث کے ذریعہ ہمیں کوئی فائدہ پہنچائے۔

عبداللہ نے فرمایا مجھ سے میرے والد خبابؓ نے فرمایا کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ واقع ہوگا جس میں انسانوں کے قلوب ایسا ہی مردہ ہو جائیگا جیسا کہ اس فتنہ میں انسانوں کے اجسام ختم ہو جائیں گے ایک شخص شام کے وقت مومن ہوگا لیکن فتنہ کے وجہ سے صبح کافر ہوگا اور اگر وہ اس فتنہ کے وجہ سے صبح کو مومن ہے تو شام کو کافر ہو جائیگا۔

خارجیوں نے کہا ہم تم سے یہی حدیث معلوم کرنا چاہتے تھے، اچھا یہ بتاؤ کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ عبداللہ بن خبابؓ نے ان دونوں بزرگوں کی تعریف کی، پھر خارجیوں نے پوچھا کہ حضرت عثمانؓ کے ابتدائی اور آخری دور کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ حضرت عبداللہ بن خبابؓ نے فرمایا وہ شروع

دور میں بھی حق پر تھے اور آخری دور میں بھی حق پر تھے،

خارجیوں نے پھر سوال کیا اچھا علی بن ابی طالب ؓ کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ وہ تحکیم سے قبل کیسے تھے اور تحکیم کے بعد ان کے دین کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟

حضرت عبداللہ بن خبابؓ نے فرمایا وہ اللہ کو تم لوگوں سے زیادہ جانتے ہیں اور تم لوگوں سے زیادہ دین کے پیروکار ہیں اور تم لوگوں سے زیادہ بصیرت کے مالک ہیں، اس بات پر خارجیوں نے کہا تم اپنی خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور مشہور لوگوں کے ناموں کو دیکھ کر ان سے محبت کرتا ہے اور تم ان کے افعال کو نہیں دیکھتا، خدا کی قسم! ہم تمہیں ایسی بری طرح قتل کریں گے کہ آج تک کسے اس طرح قتل نہیں کیا گیا ہوگا پھر خارجیوں نے انہیں باندھا اور ان کی عورت کو جو عنقریب بچہ جننے والی تھی پکڑ کر لے گئے۔

خارجی مذھبی آڑ

چلتے چلتے یہ لوگ ایک پھلدار درخت کے نیچے جا کر ٹھہرے، درخت سے ایک کھجور ٹوٹ کر گری تو ایک خارجی نے اسے اٹھا کر منہ میں ڈال لیا دوسرے نے اس کے اس فعل پر اعتراض کیا کہ بلا اجازت اور قیمت ادا کئے بغیر کیسے کھا رہے ہو تو اس خارجی نے وہ کھجور منہ سے تھوک دی پھر اس غلطی کے سزا میں تلوار سے اپنا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا۔

خارجی اور خنزیر

یہ لوگ آگے بڑھے تو ایک ذمی کا خنزیر پھرتا ہوا نظر آیا کسی نے اسے اپنی تلوار سے قتل کر دیا اس پر بقیہ خارجیوں نے کہا کہ یہ زمین میں فساد ہے یہ بات سن کر وہ خارجی اس ذمی کے پاس گیا اور اسے راضی کیا اور اپنی غلطی کی معافی مانگی۔

عبداللہ بن خبابؓ نے ان کا مذہبی ڈھونگ دیکھ کر فرمایا جو کچھ میں اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں اگر واقعتاً تم دین سے ایسے سچے اور پختہ ہو تو تم لوگوں سے مجھے بھی کوئی تکلیف نہیں پہنچنی چاہیے اور بالخصوص اس حالت میں جبکہ تم مجھے پناہ دے چکے ہو کیونکہ تم نے ابھی کہا تھا کہ تمہیں ڈرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے میں ایک مسلمان ہوں اور نہ ہی میں نے اسلام میں کوئی بدعت کیا، اس پر ان خارجیوں نے انہیں زمین پر لٹا کر ذبح کر دیا اور ان کا خون پانی میں بہہ رہا تھا اس کے بعد اس کی عورت کو پکڑا تو وہ عورت بولی میں تو ایک عورت ذات ہوں کیا تم لوگ اللہ سے نہیں ڈرتے، ان خارجیوں نے ان کا پیٹ چاک کر ڈالا اس کے بعد انہوں نے بنو طے کی تین عورتوں کو قتل کیا اور ام سنان الصیداویہ کو بھی قتل کیا۔

خارجیوں اور علیؓ کا مقابلہ

حضرت عبداللہ بن خبابؓ کی شہادت کی خبر جب حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کو پہنچی اور دیگر وہ حالات بھی ان کو پہنچے جو یہ خارجی فتنہ وفساد کے شکل میں پھیلا رہے تھے، حضرت علیؓ نے خالد بن مرہ العبدی کو حالات معلوم کرنے کے لئے روانہ کیا انہوں نے وہاں پہنچ کر مکمل حالات حضرت علیؓ کو تحریر کر دیئے پھر خالد نہر کی طرف گئے تا کہ

خارجیوں سے اس کا سوال کریں خارجیوں نے جب انہیں دیکھا تو انہیں پکڑ کر فوراً قتل کر دیا،

یہ خبر بھی حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں تک پہنچ گئی حضرت علیؓ کے پاس جمع ہو گئے اور بولے اے امیر المومنین! کیا آپ ایسے فساد پھیلانے والوں کو ہمارے اہل و عیال اور ہمارے مالوں کے پیچھے چھوڑ کر شامیوں کی طرف جانا چاہتے ہیں تا کہ یہ لوگ ہمارے جانے کے بعد خوب غارت گری کر سکیں، بہتر یہی ہے کہ آپ اولاً ہمیں اس جماعت کے مقابلہ میں لے چلیں جب ہم ان سے فارغ ہو جائیں تو آپ ہمیں ہمارے شامی دشمنوں کے مقابلہ پر لے چلیں،

اشعث بن قیس نے کھڑے ہو کر ان لوگوں کی بات کی تائید کی حالانکہ عام لوگوں کا خیال تھا کہ اشعث بن قیس بھی خارجیوں کا ہمنوا ہے اس لئے کہ صفین کے روز اس نے کہا تھا کہ ان شامیوں نے ہم سے بہت انصاف کی بات کی ہے کہ یہ لوگ ہمیں کتاب اللہ پر چلنے کی دعوت دے رہے ہیں لیکن جب حضرت علیؓ نے خارجیوں کے مقابلے کے لئے روانگی کا حکم دیا تو معلوم ہوا کہ اشعث خارجیوں کا ہم خیال نہیں ہے۔

الغرض خارجیوں کے مقابلہ پر اتفاق رائے ہو گیا اور کوچ کا اعلان ہوا حضرت علیؓ لشکر لیکر نکلے اور دریا کے پل کو عبور کیا اور پل پر دو رکعت نماز ادا کی، حضرت علیؓ کوفہ سے چل کر دیر عبدالرحمٰن میں پہلی منزل کی اور پھر دوسری منزل دیر ابی موسیٰ میں کی پھر تیسری منزل قریہ شاہی پر کی پھر دہا اور اسکے بعد فرات کے کنارے آخری منزل کی۔

نجومی کا علیؓ کو منع کرنا

راستے میں حضرت علیؓ کی ملاقات ایک نجومی سے ہوگئی اس نے بتایا کہ اس وقت آپ کا کوچ کرنا آپ کے لئے بہت بہتر ہوگا اگر آپ بعد میں کوچ کریں گے اور آپ کے ساتھیوں کو سخت نقصان پہنچے گا حضرت علیؓ نے اس نجومی کی مخالفت کی اور جس وقت کوچ کرنے سے اس نے منع کیا تھا اس وقت کوچ کیا، حضرت علیؓ جب نہروان سے فارغ ہو چکے تو اللہ کی حمد و ثناء کی اور فرمایا اگر ہم اس ساعت میں چلتے جس وقت نجومی نے کہا تھا تو جاہل اور کم سمجھ لوگ کہتے کہ علی چونکہ اس وقت کوچ کیا جس کا نجومی نے حکم دیا تھا اس لئے کامیابی حاصل ہوئی۔

علیؓ کی جنگی تیاری

ابومخنف نے بواسطہ یوسف بن یزید، عبداللہ بن عوف کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے انہار کے نہر کی طرف جانے کا ارادہ کیا تو قیس بن سعد بن عبادہ کو آگے روانہ کیا اور انہیں حکم دیا کہ اولاً مدائن جا کر اہل مدائن کو جنگ کا حکم دو اور انہیں ساتھ لیکر آؤ، الغرض قیس بن سعد اور سعد بن مسعود الثقفی نہر پر حضرت علیؓ سے آکر مل گئے۔

حضرت علیؓ نے اہل نہر کے پاس مراسلہ بھیجا اور ان سے کہا تمہارے جن آدمیوں نے ہمارے ساتھیوں کو قتل کیا ہے انہیں ہمارے حوالہ کر دو تو میں تم لوگوں کو چھوڑ دونگا اور تم لوگوں سے درگذر کر کے شامیوں کے مقابلہ پر چلا جاؤں گا شاید اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو تبدیل کر دیں اور تمہیں تمہاری اس گمراہی سے ہدایت کی طرف لے آئیں، خارجیوں نے جواب دیا آپ کے ساتھیوں کو ہم سب نے مل کر قتل کیا ہے اور ہم سب ان لوگوں کا اور تم لوگوں کا خون حلال سمجھتے ہیں۔

قیس بن سعدؓ اور خارجی

ابو مخنف نے بواسطہ حارث بن حصیرہ، عبدالرحمٰن بن عبید ابوالکنود کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ قیس بن سعدؓ نے ان خارجیوں سے کہا اے اللہ کے بندوں تم میں جو ہمارے قاتل موجود ہیں انہیں ہمارے حوالہ کر دو اور جس دین کو چھوڑ کر تم لوگ بھٹک گئے ہو اس جماعت سے لوٹ کر واپس آ جاؤ اور ہمارے ساتھ مل جاؤ اور ہمارے اور تمہارے دشمنوں کے مقابلہ پر چلو تم لوگوں نے ایک زبردست جرم کا ارتکاب کیا ہے وہ یہ ہے کہ تم ہمارے شرک کی گواہی دیتے ہو حالانکہ شرک ایک بہت بڑا گناہ ہے تم مسلمانوں کو مشرک سمجھ کر ان کا خون حلال سمجھتے ہو۔

اس پر عبداللہ بن شجرہ السلمی نے جواب دیا اب تو ہم پر حق بات واضح ہو چکی ہے ہم ہرگز ہرگز اس وقت تک تمہاری اتباع نہیں کریں گے جب تک کہ تم عمر بن الخطابؓ جیسا دوسرا شخص ہمارے سامنے پیش نہ کرو، قیس بن سعد نے جواب دیا ہمیں تو علی بن ابی طالب کے علاوہ کوئی دوسرا شخص عمرؓ جیسا نظر نہیں آتا کیا تم اپنے لوگوں میں کسی شخص کو عمر جیسا سمجھتے ہو میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تم ہلاکت میں مبتلا ہو چکے ہو کیونکہ تم پر فتنہ نے غلبہ پا لیا ہے۔

حضرت ابوایوب انصاری اور خارجی

حضرت ابوایوب انصاریؓ اور خالد بن یزید نے ان خارجیوں کو خطبہ دیا اور فرمایا اے اللہ کے بندوں ہم اور اس پہلی حالت میں پہنچ چکے ہیں جس پر ہم دونوں پہلے موجود تھے ہمارے اور تمہارے درمیان کوئی فرق نہیں پھر تم لوگ ہم سے کیوں جنگ میں تلے ہوئے ہو؟

خارجیوں نے جواب دیا اگر بالفرض آج ہم تمہارے امیر کی بیعت کر لیں تو تم پھر کل ایک اور حاکم بنا لو گے، حضرت ابو ایوب انصاری نے فرمایا میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ آئندہ پیش آنے والے خطرات کے پیش نظر گمراہی میں مبتلا مت ہونا۔

حضرت علیؓ کا خارجیوں کو نصیحت فرمانا

ابو مخنف نے بواسطہ مالک بن اعین، زید بن وہب سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نہر کی جانب تشریف لے گئے اور خارجیوں کے سامنے کھڑے ہو کر فرمایا:

> اے وہ جماعت جسے دھوکہ دہی، کینہ پروری اور عداوت نے جماعت المسلمین سے نکال دیا ہے جسے خواہشات نفس نے گمراہ کر دیا ہے جو اختلاط اور لاعلمی میں مبتلا ہو چکی ہے میں تمہیں اس بات سے ڈرانے آیا ہوں کہ کہیں امت مسلمہ تمہیں کل اس نہر کے قریب بچھڑا ہوا نہ پائے کہیں تم اپنے پروردگار کی دلیل و حجت کے بغیر اس گمراہی کو درست نہ سمجھنے لگو اس حال میں کہ تمہارے پاس اس بات کی کوئی واضح اور روشن دلیل نہ ہو، تمہیں اس بات کا بھی بخوبی علم ہے کہ میں تمہیں ثالثی اور تحکیم سے منع کیا تھا میں نے تم لوگوں سے یہ بھی کہا تھا کہ شامیوں کا مقصد تمہیں دھوکہ اور فریب میں مبتلا کرنا ہے اور تمہاری قوت اور فوج کو پارہ پارہ کرنا ہے کیا میں نے تم لوگوں سے یہ نہیں کہا تھا کہ معاویہ اور اس کے حوارین قرآن وسنت پر ہرگز عمل کر

نے والے نہیں ہیں، میں ان لوگوں کو تم سے زیادہ بہتر طور پر جانتا ہوں میں ان کے لڑکپن اور جوانی سے خوب واقف ہوں یہ غدار قسم کے لوگ ہیں اگر تم نے میری رائے پر عمل نہیں کیا تو تم سے پختگی اور ہمت ختم ہو جائیگی، لیکن ان تمام باتوں کے باوجود تم لوگوں نے میری نافرمانی کی حتیٰ کہ مجھے مجبوراً ثالث ماننا پڑا لیکن میں نے اس تحکیم بنانے میں کچھ شرائط کا اضافہ کیا اور کچھ عہد و پیمان لئے، میں حکمین پر یہ شرائط لگائیں کہ جس کام کا حکم کتاب اللہ سے ثابت ہو وہ اسی پر عمل پیرا ہوں اور جس کی ممانعت کتاب اللہ سے ثابت ہوا سے ہر صورت میں ختم کریں گے ان شرائط کے باوجود ان حکمین نے باہم اختلاف کیا اور کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے حکم کی مخالفت کی اسی لئے ہم ان کا حکم قبول نہیں کیا اور جو فیصلہ ہمارا تحکیم سے قبل تھا فوراً ہم اس پر لوٹ آئے آخر تم لوگوں کو کیا ہو گیا ہے تم یہ باتیں کہاں سے کرنے لگے ہو ؟

خارجیوں نے جواب دیا چونکہ ہم لوگوں نے تحکیم کو قبول کیا اس لئے ہم گناہ گار ہوئے اور اس گناہ کی وجہ سے ہم کافر ہو گئے (ان خارجیوں کے نزدیک ہر گناہ سے انسان کافر ہو جاتا ہے) تو ہم نے اس کفر سے توبہ کر لیا ہے جس طرح ہم نے اپنے کفر سے توبہ کر لی ہیں اگر آپ بھی اپنے کفر سے توبہ کر لیں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ شامل ہو جائیں گے اگر آپ توبہ سے گریز کرتے ہیں تو ہم آپ سے برابر مقابلہ کرتے رہیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ خائنوں کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا تمہیں اس فتنہ نے مغلوب کر لیا ہے تم میں اب کوئی ایسا شخص باقی نہیں جو رسول اللہؐ پر مجھ سے قبل ایمان لایا ہو، میں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی اور آپ کے ساتھ متعدد جنگ میں بھی شریک رہا تو اس صورت میں اگر میں اپنے کفر کی گواہی دوں تو اس وقت تو میں بالکل ہی گمراہ ہو جاؤں گا اور میرا شمار ہرگز ہرگز ہدایت یافتہ لوگوں میں نہ ہو گا اس کے بعد حضرت علیؓ واپس چلے آئے۔

علیؓ کی دوبارہ دعوت

ابومخنف نے ابوسلمہ الزہری سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے اہل نہر کو دعوت دی اور ان سے فرمایا اے لوگوں تمہیں اس تحکیم کے مسئلے نے دھوکہ میں مبتلا کر دیا ہے حالانکہ تم لوگوں نے ہی ثالثی کا مطالبہ کیا تھا اور میں نے تو اسے مجبوراً قبول کیا تھا میں نے تم لوگوں کو مخالفین کے دھوکے اور فریب سے آگاہ بھی کر دیا تھا لیکن تم لوگوں نے مخالفین کی مخالفت کرنے سے انکار کر دیا اور تم لوگوں نے میری نافرمانی کی آخر کار میں نے مجبوراً تمہاری بات مان لی اور تحکیم پر رضامندی ظاہر کی، خدا کی قسم! تم ایک ایسی جماعت ہو جن کی کھوپڑیوں میں دماغ نہیں میں تمہاری خاطر کوئی حرام کام نہیں کر سکتا، خدا کی قسم! میں تمہاری ان باتوں سے درگذر نہیں کر سکتا اور نہ میں تم سے اس خلافت کے معاملہ میں کوئی بات چھپانا چاہتا ہوں اور نہ ہی میں تمہیں نقصان پہنچانا چاہتا ہوں، ہمارا معاملہ تمام مسلمانوں پر عیاں تھا میں نے تم لوگوں پر اس بات سے اتفاق کیا کہ دو شخص ثالث منتخب کئے جائیں اور ہم نے ان حکمین سے اس بات کا عہد لیا

کہ وہ ہر صورت میں قرآن پر عمل کریں گے اور اس سے تجاوز نہیں کریں گے لیکن انہوں نے قرآن کے احکام کو پس وپشت ڈال دیا اور اپنے خواہشات کی پیروی کی حالانکہ ہمارا ان سے اس بات پر عہد تھا کہ وہ انصاف کے مطابق فیصلہ کریں گے اور حق بات کی موجودگی میں اپنی رائے اور خواہشات کو دخل نہ کریں گے لیکن جب انہوں نے حق بات کی مخالفت کی اور ایسا فیصلہ سنایا جو بہر حال کسی بھی صورت میں میں قابل قبول نہیں تھا تو ہم پر حقیقت حال واضح ہوگئی

ان سے بخوبی واقف اور شریک کار ہونے کے باوجود تم ہم سے کس طرح قتال کو حلال سمجھتے ہو اور کس دلیل وحجت سے تم نے ہماری جماعت سے بغاوت کو جائز سمجھا اگر بالفرض حکمین یہ فیصلہ کردیتے کہ تم لوگ تلواریں کھینچ لو اور ایک دوسرے کی گردنیں مار دو اور خوب خون بہاؤ تو یہ ایک صریح غلطی ہوتی اور وسیع پیمانے پر نقصان ہوتا، خدا کی قسم! اس صورت میں تم ایک مرغی کو بھی قتل کردیتے تو ان کے نزدیک ایک مرغی کا قتل بھی ایک بڑا گناہ تصور کیا جاتا تو اس جان کو قتل کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے کیسے حلال ہوگا۔

اس تقریر پر خارجیوں نے ایک دوسرے سے چلا کر کہا ان لوگوں سے کسی بھی قسم کی گفتگو مت کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات اور جنت میں جانے کی تیاری کرو۔

جنگ نہروان

علیؓ کی صف بندی

حضرت علیؓ نے اپنی فوج کو مختلف دستوں میں تقسیم کیا۔ میمنہ پر حجر بن عدی، میسرہ پر شبث بن ربعی یا معقل بن یسار کو، سواروں پر حضرت ابوایوبؓ انصاری کو اور پیدل فوج پر ابوقتادہ انصاریؓ کو امیر بنایا اہل مدینہ جن کی تعداد سات یا آٹھ سو تھی قیس بن سعد بن عبادہ کے ماتحتی میں تھے۔

راوی کہتا ہے کہ خارجیوں نے اپنے فوج کی تقسیم اسطرح کی میمنہ پر زید بن حصین الطائی کو متعین کیا میسرہ پر شریح بن ہانی العبسی کی ماتحتی میں دیا گیا سواروں پر حمزہ بن سنان الاسدی کو مامور کیا اور پیدل فوج پر حرقوص بن زہیر السعدی کو مقرر کیا۔

جو اس جھنڈے کے نیچے آجائیگا اسکے لئے امان ہے

حضرت علیؓ نے دو ہزار سوار دیکر اسود بن المرادی کو حمزہ بن سنان کے مقابلے پر روانہ کیا اور ابوایوب انصاریؓ کے ساتھ تین سو سوار تھے ساتھ تین سو سوار تھے اور امان کا جھنڈا بھی تھا انہوں نے وہ جھنڈا لیکر اعلان کیا کہ تم لوگوں میں جو بھی شخص جنگ کئے بغیر اس جھنڈے کے نیچے آجائیگا اسکے لئے امان ہے اسطرح جو شخص کوفہ یا مدائن چلا جائیگا اسے بھی امان ہے اور جو شخص اس جماعت سے جدا ہو کر کہیں اور چلا جائیگا اسے بھی امان ہے تم لوگوں نے ہمارے بعض ساتھیوں کا خون بہایا لیکن ہمیں تمہارے اس فعل کے اور جو تمہارا خون بہانے کی ضرورت نہیں یہ بات سن کر فروۃ بن نوفل الاشجعی نے کہا خدا کی قسم میری سمجھ سے یہ بات بعید ہے کہ آخر تم کس جرم پر علیؓ سے جنگ پر تلے

ہوئے ہو میں تو میدان جنگ سے واپس چلے جانے کو بہتر سمجھتا ہوں اور جب تک میری عقل و بصیرت علیؓ سے قتال کی یا اسکی اتباع کی شہادت نہ دے اس وقت تک اس فتنہ انگیزی سے جدا رہوں گا یہ کہہ کر فروۃ بن نوفل اپنے ساتھ پانچ سو سواروں کے ساتھ میدان چھوڑ کر چلا گیا اور بند نخیین اور دسکرہ میں جا کر مقیم ہو گئے اس اعلان پر ایک اور جماعت نے متفرق طور پر خارجیوں کا ساتھ چھوڑ دیا اور کوفہ آ کر مقیم ہو گئے اور تقریباً ایک سو افراد حضرت علیؓ کی جماعت میں شامل ہو گئے۔

آغازِ جنگ

خارجیوں کی کل تعداد چار ہزار تھی جن میں سے اب صرف عبداللہ بن وہب کے ساتھ دو ہزار آٹھ سو آدمی باقی رہ گئے تھے ان خارجیوں نے علیؓ کی جانب حملہ کرنے کیلئے لشکر کو آگے بڑھا حضرت علیؓ نے بھی اپنی سوار فوج کو آگے کیا اور پیدل فوج کو سواروں کے پیچھے دو صفوں میں کیا پہلی صف کے آگے مراثیہ کی صف کھڑی کی اس کے بعد علیؓ نے لشکر سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

اے لوگوں تم اس وقت تک اپنے ہاتھ روکے رکھو جب تک دشمن تم سے جنگ کرنے میں پہل نہ کرے اگر انھوں نے تم پر سخت حملہ کر دیا تب
بھی کوئی حرج نہیں کیونکہ ان کی اکثریت پیدل فوج کی ہے وہ تم تک صرف اسی وقت پہنچ سکتے ہیں جبکہ اپنا اکثر لشکر تباہ کرے تم ان پر پلٹ کر بھی حملہ کر سکتے ہو اور ایک دوسرے کی مدد بھی کر سکتے ہو۔

اس کے بعد خرجی لشکر آگے بڑھا جب وہ حضرت علیؓ کے قریب پہنچا تو انھوں نے یزید بن قیس سے پکار کر کہا۔ اے یزید اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں چاہے اصبہانی اس بات کو برا سمجھیں۔

اس پر عباس بن شریک اور قبیصہ بن ضبیعہ العبسیان نے جواب دیا اے اللہ کے دشمنوں کیا تم میں شریح بن اوفیٰ جیسا بدکار شخص نہیں ہے کیا تم سب کے سب اسی جیسے نہیں ہو خارجیوں نے جواب دیا تمھارے پاس اس بات کی کیا دلیل ہے کہ تم ایک ایسے شخص کا ساتھ دو جو فتنہ میں مبتلا ہے اور ہم نے اپنے گناہوں سے توبہ کر لی ہے۔

اس کے بعد خارجیوں نے چیخنا شروع کیا چلو جلدی سے جنت کی طرف چلو یہ آواز سنتے ہی تمام خارجیوں نے یکبارگی حضرت علیؓ کے سوار دستوں پر سخت ترین حملہ کیا حملے کی شدت کی وجہ سے سوار فوج کے گھوڑے اپنی جگہ نہ ٹھہر سکے اور دو حصوں میں بٹ گئے کچھ دائیں طرف چلے گئے اور کچھ بائیں طرف جس سے خارجیوں کو آگے بڑھنے کا موقع مل گیا اور وہ پیدل فوج کی طرف بڑھے مراثیہ نے ان خارجیوں کا نیزوں سے استقبال کیا اور اسی اثناء میں سوار فوج بھی دائیں بائیں سے لوٹ آئی اور خارجیوں کو گھیرے میں لے لیا اور پیدل فوج نے نیزوں اور تلواروں سے حملہ کر دیا خدا کی قسم کچھ دیر ہی گذری تھی کہ ان لوگوں نے خارجیوں کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا۔

حمزہ بن سنان جو خارجی سوار دستوں کا امیر تھا اس نے جب اپنے لشکر کو تباہ ہوتے دیکھا تو اپنے ساتھیوں سے للکار کر کہا کہ گھوڑوں سے نیچے اتر جاؤ ان لوگوں نے گھوڑوں سے اترنے کا ارادہ ہی کیا تھا لیکن اسود بن قیس المرادی نے انھیں اتنی مہلت نہ دی اور ان پر سخت حملہ کر دیا اتنے میں حضرت علیؓ کی جانب سے مزید سوار دستے اسود بن قیس کی مدد کیلئے پہنچ گئے چند ہی لمحے میں خارجی سوار جہنم رسید ہو گئے۔

ابومخنف نے بواسطہ عبدالملک بن مسلم بن سلام بن ثمامہ الحنفی، حکیم بن سعد سے نقل کیا ہے کہ خارجی ابھی اہل بصرہ ہی سے ٹکرائے تھے اور اس ٹکراؤ کو ابھی کچھ ہی وقت گذرا تھا کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کوئی ان سے کہہ رہا ہو کہ مرجاؤ اور انہوں نے اس آواز پر فوراً لبیک کہا اور اپنی شان وشوکت طاقت وقوت پیدا ہونے سے قبل ہی وہ سب موت کے پہنچ گئے۔

ابوایوب کا زید طائی کو قتل کرنا

ابومخنف نے ابو جنابؒ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاریؓ حضرت علیؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا یا امیر المؤمنین میں نے زید بن حصین کو قتل کر دیا ہے حضرت علیؓ نے سوال کیا کیا تم دونوں میں کوئی گفتگو بھی ہوئی تھی حضرت ابوایوبؓ انصاری نے عرض کیا میں نے اسکے سینے میں ایسا نیزہ مارا جو اسکے پشت سے نکل گیا نیزہ مار کر اس سے کہا اے اللہ کے دشمن تجھے جہنم کی بشارت ہو یہ سنکر اس نے کہا بہت جلد تجھے معلوم ہو جائیگا کہ وہ دوزخ میں گرنے کے زیادہ لائق ہے یہ جملہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا وہی دوزخ میں جانے کے زیادہ لائق ہے۔

خارجی امیر المؤمنین عبداللہ بن وہب الراسبی کا قتل

ابوخباب کہتا ہے کہ عائذ بن حملۃ التمیمی حضرت علیؓ کی خدمت میں بھاگتا ہوا پہنچا اور بولا اے امیر المؤمنینؓ میں نے کلاب کو قتل کر دیا ہے تو حضرت علیؓ نے فرمایا اے عائذ تو نے بہت اچھا کام کیا تو حق پر تھا اور تو نے ایک باطل پرست کو قتل کیا۔ اس کے بعد ہانی بن خطاب الارجی اور زیاد بن خصفہ جھگڑتے ہوئے حضرت علیؓ کے خدمت میں پہنچے دونوں کا دعویٰ تھا کہ انھوں نے عبداللہ بن وہب الراسبی کو قتل کیا حضرت علیؓ نے سوال کیا۔ آخر تم دونوں نے کیا کیا؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب ہم نے عبداللہ بن وہب کو دیکھا تو فوراً پہچان لیا پھر ہم دونوں اسکی طرف لپکے اور ہم دونوں نے اسے نیزے مارے حضرت علیؓ نے فرمایا تو پھر تم دونوں آپس میں نہ جھگڑو اسلئے کہ تم دونوں اسکے قاتل ہو۔

جیش بن ربیعہ ابوالمعتمر الکنانی نے حرقوص بن زہیر پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اور عبداللہ بن زحر الخولانی نے عبداللہ بن شجرۃ اسلمی پر حملہ کر کے اسے قتل کیا۔

شریح کا قتل

شریح بن اوفیٰ نے ایک دیوار کے اوٹ میں پناہ لی اور دن چڑھنے تک وہ جنگ کرتا رہا حتیٰ کہ اس نے تین ہمدانیوں کو قتل کیا۔ وہ یہ رجز پڑھ رہا تھا۔

قد علمت جاریہ عبسیّۃ
اَعِمّۃ فی اھلھا مکیف
انّی ساحمی ثلمتی العشیّہ

عبسی لونڈی نے جو اپنے گھر میں بہت کفایت شعار ہے یہ بات جان لی ہے کہ میں اپنی اس اوٹ میں شام تک پناہ لے سکتا ہوں۔

اس پر قیس بن معاویہ الدہنی نے اس پر سخت حملہ کیا اور اسکا ایک پاؤں کاٹ ڈالا زخمی ہونے کے بعد وہ اور بھی آگے بڑھ بڑھکر حملہ کرنے لگا قیس بن معاویہ نے دوسری بار اس پر سخت حملہ کر کے اسے قتل کر دیا اس پر لوگوں نے یہ اشعار پڑھے۔

اقتلت همدان یوماً ورجل
اقتلوا من غدوة حتی الاصل
ففتح الله لهمدان الرّجل

ہمدانی اس شخص سے اس دن صبح سے دوپہر تک جنگ کرتے رہے حتی کہ اللہ نے ہمدانیوں کو اس شخص پر فتح دی۔

شریح ایک اور شعر یہ بھی پڑھ رہا تھا۔

احزبهم ولواری اَما حسن'
ضربته' باالسیف حتّی یطمئن

میں لوگوں کو مارتا رہا کاش میں ابوالحسنؓ کو دیکھ لیتا تو اسے تلوار سے ایسا مارتا کہ مجھے اطمینان ہو جاتا۔

یہ بھی اسی کا شعر ہے۔

اضربهم ولواری علیّاً
ابسته' ابیض مشرفیّاً

میں لوگوں کو مارتا رہا کاش میں علیؓ کو دیکھ لیتا تو میں اسے اپنی سفید چمکدار تلوار میں ڈھانپ لیتا۔

حضرت علیؓ ذوالثدیہ کی تلاش میں

ابومخنف نے عبدالملک بن حرۃ سے نقل کیا ہے کہ جب جنگ ختم ہوئی تو حضرت علیؓ ذوالثدیہ کی تلاش میں نکلے آپ کے ساتھ سلیمان بن ثمامہ الحنفی، ابوجبرہ اور ریان بن صبرۃ بن ہوذۃ بھی تھے ریان بن صبرۃ کی نظر نہر کے کنارے ایک گڑھے پر پڑی جس میں چالیس، پچاس آدمیوں کی لاشیں تھی راوی کہتا ہے کہ جب گڑھے سے لاش نکالی گیا تو اس میں ذوالثدیہ کی لاش بھی تھی حضرت علیؓ نے اس کا مونڈھا دیکھا تو مونڈھے میں ایک گوشت ابھرا ہوا تھا جیسے عورت کی پستان ہو اور اسکی باریک سی گھنڈی بھی نکلی ہوئی تھی جس پر سیاہ بال تھے جب اسے کھینچا جاتا تو وہ اتنی کھنچی چلی جاتی کہ دوسرے ہاتھ کی لمبائی تک پہنچ جاتی اور جب اسے چھوڑ دیا جاتا تو وہ مونڈھے پر پہنچ کر پستان کی شکل اختیار کر لیتی جس وقت اسکی لاش باہر نکالی گئی تو حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ اکبر خدا کی قسم نہ تو میں نے جھوٹ بولا تھا اور نہ میں جھٹلایا جا سکا خدا کی قسم اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ تم عمل چھوڑ بیٹھو گے تو میں تمہیں وہ فیصلہ سناتا جو نبی کریمؐ کی زبان مبارک کے ذریعے اُن لوگوں کے حق میں سنایا گیا ہے جو ان خارجیوں سے جنگ کریں اور ان لوگوں سے جنگ کرنے کو حق سمجھیں اور اس حق کو پہچانیں جس پر ہم قائم ہیں راوی کہتا ہے کہ پھر حضرت علیؓ کا گذر خارجیوں کی لاشوں پر سے ہوا انہیں دیکھ کر حضرت علیؓ نے فرمایا تمہارا برا ہو تمہیں اس شخص نے بہت خسارے میں پہنچا دیا جس نے

تمھیں دھوکہ دیا لوگوں نے عرض کیا امیر المؤمنینؓ ان لوگوں کو کس نے دھوکہ دیا فرمایا شیطان اور ان کے نفس امارہ نے۔

انھوں نے ان لوگوں کو آرزوئیں دلا کر دھوکہ میں مبتلا کر دیا اور ان کیلئے گناہوں کو خوبصورت بنایا اور انھیں یہ سبق پڑھایا کہ یہ لوگ غالب آئیں گے۔

زخمیوں کیلئے امان

اس کے بعد علیؓ نے ان زخمیوں کو طلب کیا جن میں ابھی تک جان باقی تھی ان کی تعداد چار سو تھی حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ انھیں اپنے قبیلہ والوں کے پاس پہنچا دو اور ان کے قبیلہ والوں سے فرمایا علاج معالجے کے بعد جب یہ اچھے اور تندرست ہو جائیں تو انھیں کوفہ پہنچا دو اور ان کی لشکر گاہ میں جو چیزیں موجود ہیں وہ بھی ان کے ساتھ لے جاؤ۔

مقتولین کی تدفین

مال غنیمت کی تقسیم

راوی کہتا ہے کہ سامان حرب سواریاں اور وہ سامان جو جنگ کی حالت میں خارجیوں کے ساتھ موجود تھا اسے حضرت علیؓ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا بقیہ سامان، غلام اور باندیاں کو جب انکے رشتہ دار امیر المؤمنینؓ کے پاس آئے تو انھیں واپس کر دیا۔

حضرت عدیؓ بن حاتم اپنے بیٹے طرفہ کی تلاش میں نکلے تو اسے مقتولین میں پڑا ہوا پایا حضرت عدیؓ نے اسے دفن کرنے کے بعد فرمایا تمام تعریفیں اس ذات کیلئے ہے جس نے آج مجھے تیرے ذریعہ آزمائش میں ڈالا حالانکہ مجھے تیری ضرورت تھی باقی لوگوں نے بھی اپنے اپنے مقتولین کی تدفین کی جب یہ لوگ کفن دفن سے فارغ ہو گئے تو علیؓ نے فرمایا اب تم قتال و تدفین سے فارغ ہو چکے ہو تو واپسی کیلئے کوچ کرو۔

عدی اور قیس کا عیزار بن اخنس کو قیدی بنانا

ابو مخنف نے بواسطہ مجاہد، محل بن خلیفہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ بنو سدوس کا ایک شخص جس کا نام عیزار بن اخنس تھا وہ خارجیوں کا ہمنوا تھا وہ بھاگ کر خارجیوں کے پاس چلا گیا راستے میں اسے مدائن کے قریب عدیؓ بن حاتم ملا اس کے ساتھ اسود بن قیس، اور اسود بن یزید المرادی تھے عیزار نے انھیں دیکھکر کہا کیا دین سالم اور مال غنیمت کے ساتھ واپس آئے ہو یا ظالم اور گنہگار بن کر؟ عدیؓ بن حاتم نے کہا دین سالم اور مال غنیمت لیکر واپس آئے ہیں اس پر بقیہ دونوں ساتھیوں نے کہا تم یہ جملہ اپنے اس شیطانی خیال کے باعث کہا ہے جو تو نے اپنے دل میں چھپائے رکھا ہے اور اے عیزار ہم لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ تم خارجیوں کے ہم خیال ہو ہم تمھیں امیر المؤمنینؓ کے پاس لے جائے بغیر ہرگز نہ چھوڑیں گے۔

الغرض ان لوگوں نے عیزار کو پکڑ کر امیر المؤمنینؓ کے پاس لے آئے اور ان سے تمام حالات بیان کیا اور

کہا یہ شخص خارجیوں کا ہم خیال ہے ہم اسے اچھی طرح جانتے ہیں حضرت علیؓ نے کہا اس کا خون ہمارے لئے حلال نہیں کیونکہ خارجی مرتدین میں شمار نہیں اور نہ یہ لوگ کافر حربی ہیں ہاں البتہ ہم اسے ضرور قید میں رکھیں گے عدیؓ بن حاتم نے عرض کیا امیر المؤمنین آپ اسے میرے حوالے کر دیں میں اس بات کا ضامن ہوں کہ اسکی طرف سے کوئی فتنہ ظاہر نہ ہوگا اس کے بعد حضرت علیؓ نے اسے عدیؓ بن حاتم کے حوالے کر دیا۔

ابومخنف نے بواسطہ عمران بن حدیر اور ابومجلز، عبدالرحمٰن بن جندب بن عبداللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کے ساتھیوں میں سے صرف سات آدمی قتل ہوئے۔

شیعان علیؓ کا فریب

ابومخنف نے بواسطہ نمیر بن وعلہ الناعی، ابودرداء کا قول نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ جنگ نہروان سے فارغ ہوئے تو انہوں نے اولاً اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور لوگوں سے فرمایا تم اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے اس نے اس جنگ میں تمہاری امداد فرمائی اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانے کیلئے تم لوگ فوراً اپنے شامی دشمنوں کے مقابلے پر چلو۔

شیعان علیؓ نے عرض کیا اے امیر المؤمنین ہمارے پاس تیر ختم ہو چکے ہیں اور ہماری تلواریں کند ہو چکی ہیں اور ہمارے نیزوں کی سنانیں مڑ گئی ہیں اور ہم میں سے اکثر لوگ زخمی ہیں اسلئے آپ شہر میں دوبارہ واپس چلئے تاکہ وہاں جا کر ہم اچھی طرح تیاری کر سکیں اور شاید ہماری تعداد میں اضافہ ہو جائے اسطرح ہم جو لوگ ہلاک ہو گئے ہیں ان کی کمی بھی پوری ہو جائیگی اگر ایسا ہوا تو یہ چیزیں ہمارے لئے ہمارے دشمنوں سے زیادہ تقویت کا باعث ہوگی۔

یہ بات سب سے پہلے اشعث بن قیس نے کہی تھی ان لوگوں کی رائے سنکر حضرت علیؓ واپس چلے اور نخلیہ میں قیام فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ تمام لوگ لشکر گاہ میں رہیں اور جہاد کی تیاری کریں اور اس وقت تک اپنے بیوی بچوں کے پاس نہ جائیں تاوقتیکہ ہم دشمن کے مقابلہ پر نہ جائیں۔

ان لوگوں نے چند روز لشکر گاہ میں قیام کیا پھر آہستہ آہستہ لشکر گاہ سے کھسکنا شروع ہو گئے حتیٰ کہ چند بڑے روساء کے علاوہ تمام لوگ لشکر گاہ خالی چھوڑ کر چلے گئے جب علیؓ نے لوگوں کا یہ حال دیکھا تو کوفہ واپس شریف لائے اور شامیوں پر حملہ کی رائے بادل نخواستہ ملتوی کرنی پڑی۔

حضرت علیؓ کا جنگ نہروان کے بعد پہلا خطبہ

ابومخنف نے نامعلوم شخص کے ذریعہ زید بن وہب کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے جنگ نہروان کے بعد لوگوں کو جو سب سے پہلا خطبہ دیا تھا اس کے الفاظ یہ تھے۔

> اے لوگو دشمن سے جہاد کرنے کیلئے تیار ہو جاؤ جو اللہ کی قربت کا ایک بہترین وسیلہ ہے یہ لوگ حق کے مخالف ہیں کتاب اللہ کے نافرمان، دین سے بے راہ چلنے والے ہیں اور اپنی سرکشی میں اندھے ہو چکے ہیں اور گمراہی کے گڑھے میں اندھے ہو کر گر چکے ہیں تم جتنی طاقت وقوت جمع کر سکو دشمن کے مقابلے کیلئے تیار ہو جاؤ اور زیادہ سواریاں جمع کرو اور اللہ پر بھروسہ رکھو بیشک اللہ بہترین مددگار اور کارساز ہے۔

باغی شیعانِ علیؓ کی بزدلی

راوی کہتا ہے کہ اس کے باوجود نہ تو ایک شخص بھی جنگ کیلئے آمادہ ہوا اور نہ ہی جنگ کی تیاری کی حتیٰ کہ حضرت علیؓ ان لوگوں کی طرف سے مایوس ہو گئے اور مجبوراً حضرت علیؓ نے ان روساء اور سرداروں کو جمع کیا اور ان سے جنگ کے بارے میں رائے معلوم کی ان میں سے بعض تو جواب دینے سے گریز کر رہے تھے اور بعض صاف انکار کر رہے تھے اور باقی کچھ لوگ بادل نخواستہ حضرت علیؓ کی ہاں میں ہاں ملا رہے تھے اور ایسے شاذ و نادر ہی کچھ لوگ تھے جو بخوشی حضرت علیؓ کے ساتھ جنگ پر جانے کیلئے آمادہ تھے۔

حضرت علیؓ کا بادلِ نخواستہ خطبہ

اسکے بعد حضرت علیؓ مجبوراً خطبہ دینے کیلئے کھڑے ہوئے اور فرمایا:

اے لوگوں تمھیں کیا ہو گیا ہے جب بھی تمھیں جہاد کیلئے دعوت دی جاتی ہے تو تم زمین میں گھسے جاتے ہو کیا تم لوگ نے آخرت کے مقابلے میں دنیاوی زندگی کو پسند کر لیا ہے کیا تمھیں عزت کی موت سے زیادہ ذلت کی زندگی پسند ہے آخر کیا بات ہے جب بھی تمھیں جہاد کی صدا دیجاتی ہے تو تمھاری آنکھیں اس طرح پتھرا جاتی ہے جیسے تم پر موت کا نشہ طاری ہو گیا ہو گویا تمھارے دماغوں سے عقل سلب کر لی گئی ہے اب تم ذرہ برابر عقل نہیں رکھتے ہو گویا تمھری آنکھیں بند ہو چکی ہے جسکی وجہ سے تم نہیں دیکھ سکتے واللہ کچھ تو بتاؤ تمھیں کیا ہو گیا ہے تم امن کے زمانے میں جنگل کے شیر ہو تمھاری مثال ان لومڑیوں کی طرح ہے جب انھیں جنگ کیلئے بلایا جاتا ہے تو وہ دم دبا کر بھاگتی ہے کیا تم میں ایسا کوئی شخص ہو گا جس پر میں اعتماد کر سکوں تم ایسے سوار نہیں ہو جن کے پاس پناہ ڈھونڈی جا سکے تم ایسے عزت دار بھی نھیں ہو جسکے پاس پہنچ کر کوئی شخص اپنی عزت بچا سکے خدا کی قسم تم میدان جنگ کا بدترین کوڑا کرکٹ ہو تم کسی کو دھوکہ نہیں دے سکتے بلکہ دھوکہ کھانا خوب جانتے ہو تمھارے ہتھیار بیکار ہو چکے ہیں تم خوف میں مبتلا ہو چکے ہو تم غفلت میں مبتلا ہو چکے ہو اور تمھیں اسغفلت میں رکھکر سویا بھی نھیں جا سکتا۔ یاد رکھو جنگجو شخص ہر وقت بیدار رہتا ہے اور اسکی عقل بھی بیدار رہتی ہے جو شخص لاپرواہی برتے گا وہ ضرور ذلیل و خوار ہو گا اور حملہ آور اس پر غالب آ جائیں گے اور مغلوب شخص پر قہر توڑا جائیگا اور اس سے سب کچھ چھین لیا جائیگا میرا تم پر ایک حق ہے اور تمھارا بھی مجھ پر ایک حق ہے مجھ پر تمھارا حق یہ ہیکہ میں جب تک تمھارے ساتھ رہوں تمھیں ہر وقت نصیحت کرتا رہوں اور تمھارا حصہ تمھیں دیتا رہوں، تمھیں تعلیم دیتا رہوں تا کہ تم جاہل نہ بن جاؤ تمھیں ادب سکھاؤ تا کہ تم تعلیم حاصل کر سکو میرا تم پر حق یہ ہیکہ تم میری بیعت کو پورا کرو میری موجودگی اور میری غیر موجودگی میں میرے خیر خواہ رہو اور میں جب بھی تمھیں دعوت دوں تو اسے قبول کر لو اور میں جو حکم دوں اسے بجالاؤ اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تمھارے ساتھ خیر کا معاملہ کریں اور تمھیں اپنے محبوب بندوں میں شمار کریں تو تمھیں چاہیئے کہ جن کام کو میں برا سمجھوں اسے تم بھی برا

سمجھو اور جس کام کو میں اچھا جانوں تم بھی اسے اچھا جانو تم اگر ان باتوں پر عمل کرو گے تو تم جس چیز کے طلبگار رہو گے اسے پالو گے اور جو تم سوچتے ہو اسے حاصل کر لو گے۔

ابومخنف کے علاوہ دیگر راوی یہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اور اہل نہر کے درمیان جنگ ۳۸ھ کو ہوئی اور یہی اکثر اہل سیر کا قول ہے۔

خارجیوں کی قاصد علیؓ کے ساتھ بدسلوکی

عمارۃ الاسدی نے بحوالہ عبداللہ بن موسیٰ اور نعیم کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ شبث بن ربعی اور ابن الکواء نے کوفہ سے بھاگ کر حرور میں قیام کیا حضرت علیؓ نے لوگوں کو حکم دیا کہ ہتھیار لگا کر آئیں لوگ ہتھیار لگا کر آئے اور مسجد میں جمع ہو گئے حضرت علیؓ نے انکے پاس آدمی بھیج کر کہلوایا کہ تم لوگوں نے اچھا کام نہیں کیا کہ مسجد میں ہتھیار لگا کر جمع ہو گئے تم لوگ جبانۃ المراد میں جا کر ٹھہرو اور جب تک میرا دوسرا حکم تم لوگوں تک نہ پہنچ جائے وہیں ٹھہرے رہو۔

ابومریم کہتا ہے کہ ہم سب لوگ جبانۃ المراد پہنچ گئے ابھی وہاں پہنچ کر ہمیں زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ ایک خبر ملی کہ خارجی جنگ کیلئے دوبارہ واپس آ رہے ہیں ابومریم کہتا ہے کہ میں نے دل میں سوچا کہ میں ان لوگوں کے حالات جا کر معلوم کروں۔ میں ان خارجیوں کی طرف گیا اور ان کی صفوں میں داخل ہو گیا یہاں تک کہ میں شبث بن ربعی اور ابن الکواء کے پاس پہنچ گیا یہ دونوں گھوڑوں پر سوار تھے اور ان کے قریب حضرت علیؓ کے قاصد کھڑے تھے وہ انہیں اللہ کی قسم دے رہے تھے تاکہ یہ دونوں لوگوں کو لیکر واپس آ جائیں قاصدین کہہ رہے تھے کہ ہم تم لوگوں کو اس بات سے اللہ کی پناہ میں دیتے ہیں کہ تم آئندہ پیش آنے والے فتنہ کے خوف سے ابھی سے فتنہ میں نہ مبتلا ہو جاؤ۔

خارجیوں میں سے ایک شخص حضرت علیؓ کے قاصدوں کی جانب بڑھا اور اسکی سواری کی کونچیں کاٹ ڈالی وہ قاصد انا للہ پڑھتے ہوئے نیچے اترا اس نے اپنی سواری کی زین اٹھائی اور واپس ہو گیا۔ خارجیوں نے جواب دیا ہم جنگ کے سوا کچھ نہیں چاہتے قاصد انہیں برابر اللہ کی قسمیں دیتے رہیں ہم لوگ کچھ دیر وہاں ٹھہرے پھر کوفہ واپس آ گئے کوفہ میں ایسا محسوس ہوتا تھا کہ آج عید الفطر یا عید الاضحیٰ کا دن ہے۔

خوارج کے بارے میں حضورؐ کا فرمان

راوی کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ اس واقعے سے قبل ہم سے بسا اوقات بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک قوم ایسی ہوگی جو دین اسلام سے اسطرح نکل جائیگی جیسے شکار تیر سے نکل جاتا ہے ان کی علامت ایک شخص ہوگا جس کا ہاتھ بیکار ہوگا ابومریم کہتا ہے کہ میں نے یہ حدیث علیؓ سے بارہا سنی اور نافع المخدوج نے بھی بارہا یہ حدیث حضرت علیؓ سے سنی حتیٰ کہ میں نے نافع کو دیکھا کہ وہ کھانا بھی بڑے بے اطمینان کے ساتھ کھاتا کیونکہ وہ اس حدیث کو اکثر سنتا اور دل ہی دل میں کڑھتا اور وہ دن میں تو ہمارے ساتھ مسجد میں نماز پڑھتا اور رات بھی مسجد ہی میں گزارتا میں نے ایک دن اس کو ایک ٹوپی دی جب اگلے روز میں اس سے ملا تو میں نے اس سے پوچھا کیا تو بھی ان لوگوں کے ساتھ گیا تھا جو حروراء گئے ہیں اس نے جواب دیا میں اس غرض سے گیا تھا کہ ان کے ساتھ شامل ہو جاؤں لیکن میرا گزر جب بنو سعد سے ہوا تو چند بچوں نے میرے ہتھیار اتار لئے اور میرے ساتھ مذاق کرنے لگے تو میں واپس چلا آیا۔ جب ایک سال یا اسکے قریب گزر گیا اور اہل نہر نے بغاوت کی اور حضرت علیؓ انکے مقابلے پر گئے تو میں حضرت علیؓ کے ساتھ

جنگ میں شریک نہ ہو سکا میرا بھائی ابو عبداللہ ان کے ساتھ جنگ میں شریک ہوا تھا اس نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت علیؓ خارجیوں کی طرف بڑھے جب نہروان کے کنارے ان کے مقابلے پر پہنچے تو انھیں اللہ کی قسم دیں اور انھیں واپس لوٹ جانیکا حکم دیا اور یکے بعد دیگرے ان کے پاس قاصد بھیجتے رہے یہاں تک کہ ان خارجیوں نے علیؓ کے قاصد کو قتل کر دیا جب حضرت علیؓ نے یہ سنا تو ان پر حملہ کر دیا اور نھیں ختم کر دیا پھر اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ مخدوج کو تلاش کرو لوگوں نے اسے بہت تلاش کیا لیکن اسکی لاش نہ ملی کچھ دیر بعد ایک شخص آیا اور امیر المؤمنینؓ کو یہ خوشخبری سنائی کہ اے امیر المؤمنین ہم نے اسے دو مقتولوں کے نیچے پڑا ہوا دیکھا حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ اس کا بے کار ہاتھ میرے پاس کاٹ کر لاؤ۔ لوگ اسکا ہاتھ کاٹ کر آپ کے پاس لے آئے آپ نے اسے ہاتھ میں لیکر اوپر اٹھایا اور فرمایا خدا کی قسم میں نے جھوٹ نہیں بولا۔

جنگ نہروان کب واقع ہوئی

ابوجعفر طبری کہتے ہیں کہ ابومریم نے جو بیان کیا ہے کہ اس واقعے کو ایک سال یا تقریباً اتنی ہی مدت گذر چکی تھی کہ اہل نہر نے بغاوت کی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ اور اہل حروراء کے درمیان واقعہ تحکیم اور حروریوں کے انکار کے ایک سال بعد جنگ ہوئی اور یہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ واقعہ تحکیم ۳۷ھ میں پیش آیا تھا تو اس صورت میں ابومریم کی روایت سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت علیؓ اور خارجیوں کے درمیان جنگ ۳۸ھ میں ہوئی۔

علیؓ کی اہل خراسان سے مصالحت

علی بن محمد نے بسند عبداللہ بن میمون، عمرو بن شجرہ، جابر بن یزید الجعفی، شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علی صفین سے لوٹے تو جعدہ بن ہبیرہ المخزومی کو خراسان روانہ کیا جعدہ ابرشہر پہنچے لیکن اس وقت اہل خراسان کافر ہو چکے تھے انہوں نے جعدہ کو آگے بڑھنے سے روک دیا تو جعدہ حضرت علیؓ کے پاس واپس آ گئے حضرت علیؓ نے خلید بن قرۃ الیربوعی کو بھیجا اس نے وہاں پہنچ کر نیشاپور کا محاصرہ کر لیا بالآخر اہل خراسان نے محاصرے سے تنگ آ کر صلح کر لی اور اہل مرہ نے بھی خلید بن قرۃ الیربوعی سے صلح کر لی۔

حضرت علیؓ کے عمال

اسی سن ۳۷ھ میں عبداللہؓ بن عباسؓ نے لوگوں کو حج کرایا وہ حضرت علیؓ کی جانب سے یمن کے عامل تھے مکہ اور طائف میں قثم بن عباسؓ عامل تھے اور مدینہ میں سہل بن حنیف الانصاری کو عامل مقرر کیا تھا اور دوسری روایت میں ہے کہ مدینہ کے عامل ثمام ابن عباسؓ اور بصرہ پر عبداللہ بن عباسؓ اور بصرہ کے قاضی ابوالاسود الدؤلی تھے مصر پر محمد بن ابی بکر کو اور خراسان میں خلید بن قرۃ الیربوعی کو عامل مقرر کیا گیا تھا۔

بعض لوگوں کا قول ہے کہ جب علیؓ میدان صفین کی طرف تشریف لے گئے تو کوفہ پر ابومسعودؓ الانصاری کو اپنا جانشین بنایا۔

مجھ سے احمد بن ابراہیم الدورقی نے بیان کیا ہے وہ عبدالعزیز بن رفیع سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت علیؓ صفین گئے تو کوفہ پر ابومسعودؓ الانصاری عقبہ بن عمرو کو اپنا جانشین متعین کیا اور شام پر امیر معاویہؓ قابض تھے۔

محمدؓ بن ابی بکرؓ کا قتل

اس سن میں محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کا واقعہ پیش آیا محمد بن ابی بکرؓ مصر کا عامل تھا یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ کس طرح قیسؓ بن سعدؓ کو معزول کر کے محمد بن ابی بکرؓ کو مصر کا عامل بنایا گیا تھا۔

یہاں ہم محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کا سبب اور واقعہ بیان کرنا چاہتے ہیں اور تتمہ کے طور پر زہری کی وہ روایت نقل کرنا چاہتے ہیں جو اس سے پہلے گذر چکی ہے۔

عبداللہ المبارک نے بواسطہ یونس زہری سے نقل کیا ہے زہری کہتے ہیں کہ قیسؓ بن سعدؓ تنہائی میں محمد بن ابی بکرؓ سے راستے میں آکر ملے اور اس سے کہا تم ایک ایسے شخص کی جانب سے امیر بن کر آئے ہو جو مجبور محض ہے اور میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تمھاری معزولی میں کوئی نقصان نہیں اور میں تم سے زیادہ ان کاموں کو سمجھتا ہوں کیونکہ میں معاویہؓ اور عمر بن العاصؓ اور اہل خربتا کو میں نے دھوکے میں مبتلا رکھتا ہوں تم بھی اسی تدبیر پر عمل کرنا اگر اس کے علاوہ تم نے کوئی اور تدبیر اختیار کی تو تم ہلاک ہو جاؤ گے پھر قیسؓ بن سعدؓ نے اپنی تمام تدابیر محمد بن ابی بکرؓ کو بتادی لیکن محمد بن ابی بکرؓ قیسؓ بن سعدؓ سے عداوت رکھتا تھا اسلئے قیسؓ کی ہر تدبیر کی مخالفت کی۔

محمد بن ابی بکرؓ کی شکست

جب قیسؓ بن سعدؓ مصر چھوڑ کر مدینہ چلے گئے اور محمد بن ابی بکرؓ مصر کا عامل مقرر ہوا تو اس نے مصریوں کو اہل خربتا سے جنگ کرنے کیلئے روانہ کیا مصریوں نے ان سے جنگ کی لیکن محمد بن ابی بکرؓ کو شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ امیر معاویہؓ اور عمر بن عاصؓ کو جب اس بات کی خبر ہوئی تو انھوں نے مصر پر شامی لشکر بھیج کر مصر فتح کرلیا اور محمد بن ابی بکرؓ کو قتل کر دیا اس کے بعد مصر ہمیشہ معاویہؓ کی حکومت میں رہا حتی کہ امیر معاویہؓ ہر جگہ غالب آگئے۔

قیس بن سعدؓ کا مدینہ سے اخراج

قیس بن سعدؓ مصر چھوڑنے کے بعد مدینہ چلے گئے لیکن مدینہ میں انھیں مروان اور اسود بن ابی البختری نے ڈرایا دھمکایا جس سے انھیں اس بات کا خوف پیدا ہوا کہ اگر وہ مدینہ میں قیام کریں گے تو یا تو انھیں قید کرلیا جائیگا یا قتل کر دیا جائیگا اس خوف سے انھوں نے مدینہ چھوڑ دیا اور حضرت علیؓ کے پاس پہنچ گئے۔

اس پر امیر معاویہؓ نے مروان اور اسود بن ابی البختری کے پاس ایک خط لکھا اور ان دونوں کو برا بھلا کہا نیز تحریر کیا:

> کہ تم نے قیسؓ کو مدینہ سے نکال کر علیؓ کی زبردست مدد کی ہے اور وہ یہ کہ تم نے قیسؓ جیسا بہادر ہوشیار اور چالاک آدمی کو علیؓ کے پاس بھیج دیا خدا کی قسم تم دونوں اگر علیؓ کی ایک لاکھ سواروں سے مدد کرتے تو مجھے اتنا دکھ نہ ہوتا جتنا کہ تمھارے اس عمل سے مجھے دکھ ہوا کہ تم نے قیسؓ جیسے شخص کو مدینہ سے نکال دیا قیسؓ بن سعدؓ نے علیؓ کے پاس پہنچ کر مصر کے تمام حالات سے انھیں آگاہ کیا۔ کچھ ہی دنوں بعد خبر آئی کہ محمد بن ابی بکرؓ قتل کر دیا گیا ہے اس وقت حضرت علیؓ کو معلوم ہوا کہ قیسؓ بن سعدؓ کتنا ہوشیار آدمی تھا اور کسی بھی اہم کام کو انجام دینا ان کیلئے بالکل آسان ہے اس وقت حضرت علیؓ کو یہ بھی احساس ہوا کہ جس شخص نے بھی مجھے قیسؓ کو معزول

کرنے کا مشورہ دیا اس نے میرے ساتھ خیر خواہی نہیں کی۔

محمد بن ابی بکرؓ کے مصر جانے اور وہاں کی حکومت پر انکی ماموری کا ذکر ہم ابومخنف کی روایت سے کر چکے ہیں اب ہم اس کی بقیہ روایت نقل کرنا چاہتے ہیں جو اس نے یزید بن ظبیان الھمد انی سے نقل کیا ہے جب اہل خربتا نے ابن مضاہم الکلبی کو قتل کر دیا اسے محمد بن ابی بکرؓ نے اہل خربتا کے مقابلے پر بھیجا تھا اس واقعے کے بعد معاویہؓ بن خدیج الکندی السکونی محمد بن ابی بکرؓ کے مقابلہ پر کھڑے ہو گئے اور لوگوں کو عثمان کے قصاص کی دعوت دی اس دعوت پر بہت سے لوگ معاویہؓ اور بن خدیج کے پاس جمع ہو گئے اور پورے مصر میں محمد بن ابی بکرؓ کے خلاف بغاوت بھڑک اٹھی۔

حضرت علیؓ کو جب اسکی اطلاع ملی کہ اہل مصر محمد بن ابی بکرؓ کے مخالف ہو گئے ہیں اس وقت انھوں نے فرمایا کہ مصر کی حکومت کیلئے دو ہی شخص لائق ہیں ایک تو قیس بن سعدؓ جسے ہم نے معزول کر دیا اور دوسرا مالک بن الحارث یعنی اشتر۔

اشتر کی طلبی

حضرت علیؓ جب صفین سے لوٹے تو اشتر اسکی گورنری پر جزیرہ میں واپس بھیج دیا اور جب قیسؓ بن سعدؓ علیؓ نے ان سے فرمایا جب تک ہم حکومت کے معاملات سے فارغ نہ ہو جائیں اس وقت تک تم پولیس آفیسر رہو گے الغرض قیسؓ بن سعدؓ حضرت علیؓ کے ساتھ کوفہ میں مقیم رہے جب مصر کی حکومت کا خاتمہ ہوا تو حضرت علیؓ نے مالک بن الحارث اشتر کو ایک خط تحریر کیا جو اس وقت نصیبین میں مقیم تھا خط کا مضمون کچھ ایسا تھا کہ۔

امّا بعد:۔

تو ان لوگوں میں سے ہے جن کے ذریعے میں اقامت دین کی خدمت انجام دیتا ہوں اور فاسقوں اور گناہ گاروں کی نخوت، تکبر اور رعونت کا قلع قمع کرتا ہوں اور تجھ جیسے شخص کے ذریعے بھیانک اور خوفناک سرحدوں کی حفاظت کرتا ہوں میں نے محمد بن ابی بکرؓ کو مصر کا عامل بنایا لیکن اس کے خلاف باغیوں نے بغاوت کر دی ہے ابھی وہ ایک نوجوان لڑکا ہے جسے نہ جنگ کا کوئی تجربہ ہے اور نہ دیگر امور کے بارے میں وہ تجربہ رکھتا ہے تم میرے پاس چلے آؤ تاکہ ہم مل جل کر مصر کے بارے میں اور لائحہ عمل طے کر سکیں اور اپنی جگہ کسی ایسے پرانے ساتھی کو چھوڑ آؤ جس پر تمھیں اعتماد ہو اور جو تمھارے ساتھیوں کے ساتھ بہتر سلوک کریں۔

علیؓ کا اشتر کو مصر روانہ کرنا

حضرت علیؓ کا مراسلہ ملتے ہی اشتر ان کے پاس پہنچ گیا حضرت علیؓ نے اس سے مصر کی تمام حالات بیان کی اور وہاں کے باشندوں کی بغاوت کا بھی اظہار کیا اور فرمایا اللہ تجھ پر رحم کرے تیرے علاوہ مصر کی حکومت کا کوئی اہل نہیں تو فوراً مصر چلا جا تجھے کسی نصیحت کی بھی ضرورت نہیں اسلئے کہ مجھے تمھاری رائے پر اتفاق ہے اہم امور پر اللہ رب العزت سے مدد طلب کرنا اور اہل مصر پر سختی کیساتھ ساتھ نرمی کا برتاؤ بھی کرنا اور حتی المقدور ان پر حسن سلوک کا معاملہ کرنا اور اگر اہل مصر پر سختی کے بغیر کام نہ چلے تو خوب سختی کرنا اللہ تمھارا حامی و ناصر ہو۔

اشتر کی ہلاکت

راوی کہتا ہے کہ اشتر نے مصر جانے کی تیاری شروع کر دی۔ امیر معاویہؓ کے جاسوسوں نے انھیں جا کر اطلاع دی کہ حضرت علیؓ نے اشتر کو مصر کی امارت سونپ دی ہے امیر معاویہؓ چونکہ مصر پر نظریں جمائے ہوئے تھے اسلئے انھیں اشتر کی امارت بہت شاق گذری وہ بخوبی علم تھا کہ اگر اشتر مصر پہنچ گیا تو وہ محمد بن ابی بکرؓ سے زیادہ سخت ثابت ہوگا۔ امیر معاویہؓ نے ذمیوں میں سے ایک آفیسر خراج کو کہلا بھیجا کہ اشتر کو مصر کی حکومت سونپی گئی ہے اگر تو اسے قتل کر دیگا تو جب تک زندہ رہے گا میں تجھ سے خراج نہ لوں گا معاویہؓ کی باتیں سن کر یہ ذمّی بحیرۂ قلزم پر آیا اور وہاں قیام کیا ادھر اشتر عراق سے مصر کی جانب چلا جب بحیرۂ قلزم پہنچا تو اس ذمی افسر نے ان کا بہترین انداز میں استقبال کیا اور کہا آپ کے ٹھہرنے کیلئے یہ جگہ حاضر ہے اور کھانا اور چارہ سب کچھ حاضر ہے اشتر نے اس کے یہاں قیام کیا ایک اعرابی نے اشتر کی سواری کیلئے چارہ اور ان کے لئے کھانا لایا جب یہ کھانے سے فارغ ہوئے تو وہ ایک شہد کا گلاس لیکر آیا جس میں اس نے زہر ملا رکھا تھا اس اعرابی نے شہد کا گلاس اشتر کو پینے کیلئے دیا اشتر نے وہ گلاس لیکر شہد پی لیا اور پیتے ہی اسکی جاں بلب ہوگئی۔

امیر معاویہؓ شامیوں سے کہا کرتا تھا کہ علیؓ نے اشتر کو مصر روانہ کیا ہے تم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہو تا کہ اللہ تمھیں اشتر کے مظالم سے بچالیں شامی روزانہ اشتر کیلئے بدعا کرتے چند روز بعد جس شخص نے اشتر کو زہر دیکر ہلاک لیا تھا امیر معاویہؓ کے پاس آیا اور انھیں اشتر کی ہلاکت کی خبر سنائی امیر معاویہؓ نے اس خوشی میں لوگوں کو خطبہ دیا اولاً اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور فرمایا علیؓ کے دو داہنے ہاتھ تھے جس میں سے ایک ہاتھ صفین کے روز کاٹ دیا گیا تھا عمارؓ کی شہادت کی طرف اشارہ تھا اور دوسرا ہاتھ آج کاٹ دیا گیا ہے یعنی اشتر کی موت کی طرف اشارہ تھا۔

مصریوں کو حضرت علیؓ کا خط

ابومخنف نے بواسطہ فضیل ابن خدیج اشتر کے غلام کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اشتر ہلاک ہوگیا تو ہمیں اس کے سامان سے حضرت علیؓ کا ایک خط ملا جو مصریوں کے نام تحریر تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اللہ کے بندے امیر المؤمنین علیؓ بن ابی طالب کی جانب سے اس مسلمان جماعت کی جانب جنھوں نے زمین میں اللہ کی نافرمانی کر کے اس کا غضب مول لیا ہے اور نیکو کار و بدکار ہر قسم کے لوگوں پر ظلم کو عام کیا اب ایسا کوئی حق باقی نہیں جس کے ذریعے سے آرام حاصل کر لیا جاتا ہوں اور منکرات کا یہ حال ہے کہ اس سے قطعاً روکا نہیں جاتا تم سلام ہو میں تمھارے سامنے اس اللہ کی حمد بیان کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود کے لائق نہیں۔

امابعد:۔ میں تمھارے پاس ایک اللہ کے ایسے بندے کو بھیج رہا ہوں جو خوف کے زمانے میں بھی راتوں کو قطعاً نہیں سوتا اور جو دشمنوں سے قطعاً نہیں گھبراتا جو کفار کیلئے آگ کی جلن سے زیادہ سخت ہے وہ مذحج کا بھائی مالک ابن الحارث ہے اس کی باتیں سنو اور اسکی ہر ممکن اطاعت کرو کیوں کہ وہ اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے نہ تو اسکی مار کمزور ہے اور نہ اسکی دھار کند

ہے اگر وہ تمھیں آگے بڑھنے کا حکم دے تو آگے بڑھو اور اگر پیچھے ہٹنے کا حکم دے تو پیچھے ہٹو کیونکہ وہ نہ تو میرے حکم کے بغیر آگے بڑھتا ہے اور نہ پیچھے ہٹتا ہے میں نے تمھاری بھلائی کیلئے اسے تمھارے پاس بھیجا ہے اور تمھارے دشمنوں کے مقابلے میں ایک سخت جان کو روانہ کیا ہے اللہ تعالیٰ تمھیں ہدایت کے ذریعے برائی سے محفوظ رکھے اور تمھیں ایمان و یقین پر ثابت قدم رکھے۔ والسلام

محمد بن ابی بکرؓ کو علیؓ کا خط

جب محمد بن ابی بکرؓ کو اس بات کی اطلاع ہوئی کہ حضرت علیؓ نے اشتر کو مصر روانہ کیا ہے تو یہ اسے بہت شاق گذری حضرت علیؓ نے ایک مراسلہ تحریر کیا اور یہ اس وقت کا تحریر ہے جب اشتر ہلاک ہوا لیکن اس کی ہلاکت کی اطلاع ابھی تک حضرت علیؓ کو نہیں پہنچی تھی اور اس مراسلہ کے تحریر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت علیؓ کو یہ اطلاع مل چکی تھی کہ محمد بن ابی بکرؓ اشتر کے بھیجنے کی وجہ سے ناراض ہے حضرت علیؓ نے اسے لکھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اللہ کے بندے امیر المؤمنین علیؓ بن ابی طالب کی جانب سے محمد بن ابی بکرؓ کے نام تجھ پر سلام ہو مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تیری جگہ جو میں نے اشتر کو روانہ کیا ہے اس کی وجہ سے تم ناراض ہو اگر تو جنگ میں جلدی نہ کرتا تو میں اشتر کو نہ بھیجتا اور نہ میں تیری اس کوشش میں تجھ پر زیادتی کرتا اگر میں نے تجھے اپنے عہدے سے معزول کر دیا تو اس میں پریشانی کی کوئی بات نہیں میں تجھے ایسی جگہ کی حکومت دونگا جس میں تجھے زیادہ مشقت نہ ہوگی اور مصر سے زیادہ تجھے وہاں کی حکومت پسند ہوگی جس شخص کو میں نے اب مصر کا گورنر بنایا ہے وہ ہمارا مخلص اور خیر خواہ دوست ہے اور ہمارے دشمنوں کے مقابلے میں بہت سخت ہے اور خوب تدبر والا ہے وہ اپنے مقامات کی خوب اچھی طرح حفاظت کر سکتا ہے ہم اس سے راضی ہیں اللہ بھی اس سے راضی ہو اللہ تعالیٰ اسے بہترین جزا دے تو اپنے دشمنوں کے مقابلے میں ثابت قدم رہ اور ہر طرح جنگ کیلئے تیار ہو جاؤ انھیں اپنے رب کے احکام کی جانب حکمت اور اچھے طریقے سے دعوت دو اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کر اور اسی سے مدد طلب کی کر اور ہر وقت اس سے ڈرتا رہو وہ ذات تیرے اہم کاموں میں تجھے کفایت کرے گا اور تیری حکومت میں تیری مدد فرمائیگا اللہ تعالیٰ ہماری اور تمھاری ان امور میں مدد فرمائے جنھیں ہم نے ابھی تک حاصل نہیں کیا۔ والسلام

محمد بن ابی بکرؓ کا علیؓ کو جواب

محمد بن ابی بکر کو حضرت علیؓ کا خط ملا تو انھوں نے خط پڑھکر یہ جواب تحریر کیا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

محمد بن ابی بکرؓ کی جانب سے امیر المؤمنین علیؓ بن ابی طالب کی طرف آپ پر سلام ہو۔ میں اس

اللہ کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ میرے پاس امیر المؤمنینؓ کا خط پہنچا میں نے اسے خوب غور سے پڑھا اور جو کچھ امیر المؤمنینؓ نے جو کچھ تحریر کیا تھا اسے خوب سمجھ لیا اور لوگوں میں امیر المؤمنینؓ کے حکم پر میں ہی سب سے زیادہ رضا اور رغبت سے چلنے والا ہوں اور امیر المؤمنینؓ کے دشمنوں کے مقابلے میں مجھ سے زیادہ سخت کوئی نہیں ہے اور نہ ان کی حکومت میں مجھ سے زیادہ کوئی مہربان ہے۔

میں لشکر لیکر دشمن کے مقابلے پر نکلا اور ان لوگوں کے علاوہ جو ہم سب سے جنگ آزما ہیں یا جن میں انکی دشمنی عیاں ہیں میں نے ان سب کو امان دیدی ہے میں امیر المؤمنین کے حکم کا متبع ہوں اور اس پر ہر ممکن عمل کرنے والا ہوں اور ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتا ہوں۔

امیر معاویہؓ کا فتح مصر کا خیال

ابو مخنف نے بواسطہ ابوجہضم الازدی، عبداللہ بن حوالہ الازدی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب مقام صفین سے لوٹے تو وہ اس بات کا انتظار کرنے لگے کہ حکمین کیا فیصلہ دیتے ہیں جب حکمین اپنا اختلافی فیصلہ سنا کر واپس چلے گئے تو شامیوں نے امیر معاویہؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی جس سے امیر معاویہؓ کی قوت میں دن بدن اضافہ ہوتا رہا اور عراقیوں نے حضرت علیؓ سے اختلاف کیا جسکی وجہ سے حضرت علیؓ کی قوت میں روز بروز کمی ہوتی گئی۔

امیر معاویہؓ کی نظر میں مصر سے زیادہ کسی ملک کی حیثیت نہ تھی اسی وجہ سے وہ مصر کے باشندوں کو ہر وقت ڈراتا دھمکاتا رہتا تھا کیونکہ مصر ان کے قریب واقع تھا اور انھیں اس بات کا بھی علم تھا کہ مصریوں کی اکثریت علیؓ کے حامی ہیں اور وہاں ایک جماعت ایسی موجود تھی جو عثمانؓ کے قتل کو برا سمجھتی اور حضرت علیؓ کے مخالف ہیں۔

امیر معاویہؓ کا مقصد یہ تھا کہ اگر وہ مصر پر اپنا قبضہ جمالیں تو انھیں حضرت علیؓ پر غلبہ حاصل کر لینا نہایت آسان ہو جائیگا کیونکہ مصر کا خراج اور آمدنی بہت زیادہ تھی امیر معاویہؓ نے ان تمام قریشیوں کو جمع کیا جو ان کے ساتھ تھے یعنی عمرؓو ابن العاص، حبیبؓ بن مسلمہ، بسرؓ بن ابی ارطاۃ، ضحاک بن قیسؓ، عبدالرحمٰن بن خالد بن الولید قریشیوں کے علاوہ ابوالاعور اسلمی، عمرو بن سفیان السلمی، حمزہ بن مالک الہمدانی اور شرحبیل بن السمط الکندی کو بھی طلب کیا جب یہ لوگ جمع ہو گئے تو امیر معاویہؓ نے ان لوگوں سے فرمایا تم لوگ جانتے ہو کہ میں نے تمھیں کس کام کیلئے بلایا ہے میں نے تمھیں ایک ایسے کام کیلئے طلب کیا ہے جس کیلئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کام میں میری مدد فرمائے۔

ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرمایا ہمیں کیا معلوم کہ آپ کا ارادہ کیا ہے۔

عمرؓو بن العاص:۔ خدا کی قسم میں جانتا ہوں کہ ان بہت سے شہروں کے خراج نے امیر کو پریشان کر رکھا ہے یہ وہ شہر ہیں جن کا خراج بہت زیادہ ہے جن کی آبادی بھی بکثرت ہے اور آپکا سب سے اہم سب کو یہاں جمع کیا ہے تو پھر جلدی ارادہ کیجئے اور آگے بڑھے اس میں وہی رائے بہتر اور قابل قبول ہوگی وہ آپکی رائے ہوگی جنگ کرنے میں آپ کی اور آپ کے ساتھیوں کی عزت ہے اس طرح دشمن اور آپ کے مخالفین ذلیل وخوار ہوں گے۔

امیر معاویہؓ:۔ اے عمرؓو بن العاص تو جس کام کو اہم سمجھتا ہے میں بھی اسی کام کو اہم سمجھتا ہوں عمرؓ بن العاص اس کام کو

اسلئے اہم سمجھتے تھے کہ جب انھوں نے علیؓ کے مقابلہ میں امیر معاویہؓ کا ساتھ دینے کی بیعت کی تھی تو اسی شرط پر بیعت کی تھی کہ مصر عمروؓ بن العاص کو دیا جائے اور جب تک وہ زندہ رہیں گے مصر ان کی حکومت میں شامل ہوگا۔

امیر معاویہؓ:۔ عمروؓ نے ایک خیال ظاہر کیا اور اسے ثابت کر دکھایا۔

اصحاب معاویہؓ:۔ لیکن ہم اس ارادے سے واقف نہیں ہیں۔

امیر معاویہؓ:۔ ابو عبداللہ نے جو کہا ہے وہی بات ہے۔

عمروؓ بن العاص:۔ میں ابو عبداللہ ہوں اور سب سے بہتر گمان وہی ہوتا ہے جو یقین کے قریب ہو۔

امیر معاویہؓ کا مصر سے متعلق خطبہ

اسکے بعد امیر معاویہؓ نے اللہ کی حمد وثناء کی اور فرمایا:

> تم لوگوں نے دیکھا کہ اللہ نے تمھارے دشمنوں کے مقابلے میں تمھاری کس طرح مدد فرمائی یہ لوگ یہ خیال کر کے آئے تھے کہ ذرا سی دیر میں تمھاری گردنیں اڑا دیں گے اور تمھارے شہر ویران کر دیں گے ان کا خیال تھا کہ تم لوگ ان کے ہاتھوں میں آسانی سے آجاؤ گے لیکن اللہ تعالیٰ انھیں ان کے غصہ میں لوٹا دیا اور وہ جو کرنا چاہتے تھے وہ کچھ بھی نہ کر سکیں پھر ہم نے ان سے اللہ کی طرف فیصلہ طلب کیا حکَم نے ان کے مقابلے میں ہماری موافقت کی پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری قوت کو جمع فرمایا اور ہمارے درمیان اصلاح ومحبت پیدا فرمائی اور مخالفین کو آپس میں ایک دوسرے کا دشمن بنا دیا وہ تا ہم جدا ہو گئے اور ایک دوسرے کے کفر کی گواہی دینے لگے اور آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانے لگے خدا کی قسم مجھے یقین ہیکہ یہ خلافت میرے لئے مکمل ہو کر رہے گا میرا ارادہ ہیکہ میں اہل مصر سے کسی قسم کا حلیہ نہ کروں اس بار یمیں تم لوگوں کی کیا رائے ہیں۔

عمروؓ بن العاص:۔ آپ نے مجھ سے جو سوال کیا تھا میں نے اس کا جواب دیدیا اور جو کچھ آپ سے میں نے سنا اسکی جانب اشارہ بھی کر دیا۔

امیر معاویہؓ:۔ عمروؓ نے ایک پختہ بات بتا دی لیکن اسے کھول کر بیان نہیں کیا یہ بتاؤ میں اس کام کیلئے کیا طریقہ کار اختیار کروں۔

عمروؓ بن العاص:۔ میں اشارہ یہ پہلے کہہ چکا ہوں کہ آپ کو کیا کرنا چاہئے میری رائے یہ ہیکہ آپ دشمنوں کے مقابلے میں ایک زبردست لشکر روانہ فرمائیں اور اس لشکر پر ایک ایسا امیر متعین فرمائیں جو فہم وفراس والا ہو اور جنگ کرنے میں ماہر ہو تا کہ لوگ اس کے پاس آکر پناہ لے سکیں اور اس پر بھروسہ کر سکیں وہ مصر کی حدود میں داخل ہو جائے اس کے پاس وہ تمام لوگ جمع ہو جائیں جو ہمارے ہم خیال ہوں اس طرح ہم وہاں اپنے دشمنوں پر غالب آجائیں گے جب آپ کا یہ لشکر اور آپ وہ ہمنوا حضرات جو مصر میں موجود ہیں آپس میں متحد ہو جائیں گے تو مجھے قوی امید ہیکہ اللہ تعالیٰ آپکی مدد فرمائے گا اور آپکے لشکر کو غالب کرے گا۔

امیر معاویہؓ:۔ کیا اس کے علاوہ تمھارے پاس کوئی اور تدبیر نہیں جس پر عمل کیا جا سکے۔

عمروؓ بن العاص:۔ نہیں میرے نزدیک اس سے بہتر کوئی اور تدبیر نہیں۔

امیر معاویہؓ کی جنگی حکمت عملی

امیر معاویہؓ نے فرمایا میرے پاس تو اور بھی تدابیر ہے وہ یہ کہ مصر میں جتنے بھی ہمارے شیعہ موجود ہیں ہم انھیں خطوط تحریر کریں کہ تم لوگ اپنی بات پر ثابت قدم رہو اور ساتھ انھیں یہ بھی امید دلائی جائے کہ ہم عنقریب تمھاری مدد کیلئے پہنچ رہے ہیں اور دشمنوں کو بھی صلح کی دعوت دی جائے اور انھیں انعامات کی تمنائیں دی جائیں اور جنگ سے ڈرایا جائے اگر یہ لوگ جنگ کے بغیر ہم سے صلح کر لیتے ہیں تو اس سے بہتر کوئی بات نہیں بصورت دیگر ہمیں ان سے جنگ کرنی پڑے گی اے عمروؓ تو فیصلہ بہت جلد بازی سے کرتا ہے اور میں غور وفکر کے بعد کرتا ہوں۔

عمروؓ بن العاص نے کہا تو پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل میں جو رائے پیدا کی ہے اسی پر عمل کیجئے خدا کی قسم میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ ایک نہ ایک دن مصریوں سے ضرور جنگ کرنی پڑ یگی۔

امیر معاویہؓ کا مخالفین علیؓ کو خط

اس کے بعد امیر معاویہؓ نے مسلمہؓ بن مخلد الانصاری اور معاویہؓ بن خدیج کے نام ایک تحریر کیا یہ دونوں حضرات حضرت علیؓ کے مخالف تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

اللہ تعالیٰ نے تمھیں ایک بڑے کام کیلئے چنا ہے جس کا اجر بھی بڑا ہے جس سے تم مسلمانوں میں عزت حاصل کرسکو گے وہ خلیفہ مظلوم کے خون کا مطالبہ کرنا ہے اور بدلہ لینا ہے اور تمھارا اللہ کے خاطر اس بات پر غصہ ہونا کہ کتاب اللہ کے احکام کو کیسے نظر انداز کیا گیا اور تمھارا باغیوں اور سرکشوں سے جہاد کرنا یہ وہ افعال ہیں جن پر تمھیں رضائے خداوندی کی بشارت ہو اللہ کے دوستوں کی مدد میں جلدی کرو جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اس میں تم دونوں ہمارے شریک کار ہو اور جو چیز تم پسند کرو گے وہ تمھیں دی جائیگی اور تمھارے فیصلے کے مطابق تمھارا حق پورا پورا دیا جائیگا تم دشمنوں کے مقابلے پر ثابت قدم رہو اور اپنے ساتھیوں کو بھی ثابت قدمی کی تلقین کرو اور پیچھے بھاگنے والوں اپنی حفاظت اور اپنے خیالات کی دعوت دو تم جیسے شہ کو برا سمجھو اسے ختم کر کے پھینک دو اور ہر اس شہ کو مٹادو جیسے تم ذلت کے قابل سمجھو عنقریب تمھاری مدد کیلئے لشکر روانہ کیا جائیگا۔ والسلام

امیر معاویہؓ نے تحریر کر کے اپنے ایک غلام سبیع کے ہاتھ مصر روانہ کیا سبیع یہ خط لیکر مسلمہؓ اور معاویہؓ کے پاس پہنچا اس وقت محمد بن ابی بکرؓ مصر کا امیر تھا اور یہ لوگ محمد بن ابی بکرؓ سے جنگ کرنا ہی چاہتے تھے لیکن جس دن امیر معاویہؓ کا قاصد خط لیکر مصر پہنچا اس وقت تک جنگ شروع نہ ہوئی تھی قاصد نے وہ خط مسلمہؓ بن مخلد کو دیا مسلمہؓ نے معاویہؓ بن خدیج کا خط قاصد کو دے کر کہا اسے ابن خدیج کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ بھی پڑھ لے پھر میرے پاس آنا میں تمھیں اپنی اور ابن خدیج کی جانب سے خط کا جواب دوں گا قاصد خط لیکر ابن خدیج کے پاس پہنچا اور اسے خط دیا جب وہ خط پڑھکر فارغ ہوگئے تو قاصد نے معاویہؓ بن خدیج سے کہا کہ مجھے مسلمہؓ بن مخلد نے کہا ہے کہ یہ خط آپ

کے پڑھنے کے بعد واپس ان کے پاس لے جاؤں تا کہ وہ اپنی جانب اور آپ کی جانب سے خط کا جواب دے سکے معاویہؓ بن خدیج نے اثبات میں سر ہلایا اور خط واپس کر دیا قاصد خط لیکر مسلمہؓ بن مخلد کے پاس آیا۔

مسلمہؓ بن مخلد کا جواب

مسلمہؓ بن مخلد نے اپنی اور معاویہؓ بن خدیج کی جانب سے یہ جواب تحریر کیا۔

یہ ایک ایسا کام ہے جس میں ہم نے اپنی جانیں لگادی ہیں اور اس میں اللہ کے حکم کی پیروی کی ہے جس میں ہم اپنے پروردگار سے اجر وثواب کی قوی امید رکھتے ہیں ہمیں اللہ کی ذات سے یہ امید ہے کہ وہ مخالفین کے مقابلے میں ہماری مدد فرمائیگا اور ان لوگوں پر عذاب نازل فرمائیگا جنھوں نے عثمانؓ کے قتل میں کسی بھی قسم کا حصہ لیا ہو اور ہمارے جہاد فی سبیل اللہ میں رکاوٹ ڈالی ہے ہمارا تو فیصلہ ہے کہ ہماری زمین میں جتنے بھی باغی سرکش اور ظالم لوگ یہاں آباد ہیں انھیں یہاں سے نکال کر ان کی جگہ عادل ومنصف لوگوں کو یہاں آباد کریں آپ نے جو ہمیں اپنی حکومت میں حصہ داری کی یقین دلائی ہے تو واللہ یہ ایک ایس کام ہے جس کا دنیا میں کوئی بدلہ نہیں اور نہ ہم ان چیزوں کے خواستگار ہیں ہماری تو صرف یہی تمنا ہیکہ اللہ تعالیٰ ہماری مطلوب پورا فرمائیں کیوں کہ دنیا وآخرت صرف اور صرف اللہ رب العالمین کیلئے ہے وہ اپنی مخلوقات میں سے بعض لوگ کو دنیا وآخرت بیک وقت عطا فرماتا ہے جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

﴿فاٰتاھم اللہ ثواب الدنیا وحسن ثواب الأخرۃ واللہ یحب المحسنین﴾ پس اللہ تعالیٰ انھیں دنیا وآخرت کی بھلائی عطا فرمائیگا اور اللہ نیک کام کرنیوالوں کو پسند کرتا ہے۔

آپ فوراً اپنی سواری اور پیدل فوج روانہ کردیجئے کیونکہ دشمن نے ہم سے جنگ شروع کردی ہے اور ہماری مقدار بہت قلیل ہے وہ لوگ کل صبح ہم سے ٹکرائیں گے اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کے پاس سے مدد بھیج دی تو ہمیں کامیاب وکامران ہونگے اور اللہ کے علاوہ کسی قسم کی قوت وطاقت نہیں اور ہمارے لئے اللہ ہی کارساز ہے۔

عمروؓ بن العاص کی بطور امیر مصر روانگی

راوی کہتا ہے کہ یہ خط امیر المعاویہؓ کے پاس اس وقت پہنچا جب وہ مصر میں مقیم تھے انھوں نے ان لوگوں کو بلایا جو پہلے مشورہ میں شریک تھے سب نے یہی رائے دی کہ آپ فوراً ایک لشکر روانہ کردیجئے شاید اللہ آپ کو فتح عطا فرمائیں امیر معاویہؓ نے عمروؓ بن العاص کو تیاری کا حکم دیا۔ راوی کہتا ہے کہ امیر معاویہؓ نے عمروؓ بن العاص کے ساتھ چھ ہزار کا لشکر روانہ کیا اور انہیں رخصت کرتے وقت فرمایا:

اے عمروؓ بن العاص میں تمھیں اللہ سے ڈرنے اور لوگوں پر نرمی برتنے کا حکم دیتا ہوں کیونکہ اسی میں برکت ہے اور درگذر کرنے اور فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے منع کرتا ہوں کیونکہ جلد بازی شیطان کی طرف ہوتی ہے جو شخص تم سے عذر کرے اس کا عذر قبول کرو اور جو پشت پھیر کر بھاگ جائے اس سے درگذر کرو اگر دشمن اس بات کو

قبول کرلے تو بہت اچھی بات ہے یعنی صلح کو اور اس میں سب کی بھلائی ہے اگر وہ انکار کرے اور صرف جنگ پر آمادہ ہو تو یاد رکھو اپنا رعب اس وقت دکھایا جاتا ہے جب کوئی عذر باقی نہ رہے انھیں دلیل سے سمجھاؤ ان کے ساتھ حسن سلوک کو روا رکھو اور لوگوں کو صلح اور جماعت کے اتحاد کی دعوت دو کیونکہ جب تم غالب آ ؤ گے تو یہی لوگ تیرے مددگار ہونگے اور اپنے پاس جو بھی مال و دولت ہوا سے لوگوں پر قربان کردو۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد عمرؓو بن العاص مع لشکر کے مصر پہنچے مصر میں جتنے بھی عثمانؓ کے حمی تھے وہ سب عمرؓو بن العاص کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔

عمرؓو بن العاص کا محمد بن ابی بکرؓ کے نام خط

اس کے بعد عمرؓو بن العاص نے محمد بن ابی بکرؓ کے پاس نام ایک تحریر کیا امابعد۔

اے محمد بن ابی بکرؓ تمھاری بہتری اسی میں ہے کہ تم مجھ سے اپنی جان بچالو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میرے ہاتھ سے تمھیں ایک معمولی سی بھی خراش آئے ان شہروں کے باشندے تمھارے خلاف متحد و مجتمع ہو چکے ہیں ان لوگوں نے تمھارے احکام کو ترک کردیا اور تمھاری اتباع پر نادم ہیں اگر یہ لوگ ظاہراً بھی تمھاری اتباع کرتے تو ان کے پیٹ میں کچھ اور ہوتا اسلئے بہتر یہی ہے کہ تم مصر چھوڑ کر چلے جاؤ میں تمھارا خیر خواہ ہوں۔

ابن ابی بکرؓ کے نام امیر معاویہؓ کا خط

عمرؓو بن العاص نے وہ خط بھی محمد بن ابی بکرؓ کے پاس بھیج دیا جو امیر معاویہ نے اسکے نام بھیجا تھا،

امابعد۔

باغیوں کی کنبہ پروری اور ظلم کا ایک بہت بڑا وبال نازل ہوتا ہے یاد رکھو حرام خون کو بہانے والا دنیا میں ہرگز ہرگز اس کے سزا سے نہیں بچ سکتا اور انجام کار آخرت میں بھی اس کیلئے سزا باقی رہتی ہے دنیا میں تجھ سے برا کوئی ایسا شخص نہیں جو تجھ سے زیادہ عثمانؓ مظلوم سے عداوت رکھتا ہو اور جو تجھ سے زیادہ ان کا باغی ہو اور تجھ سے زیادہ ان کا مخالف ہو تو نے دیگر لوگوں کے ساتھ ملکر ان کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور بالاخر دوسروں کے ساتھ ملکر انھیں قتل کردیا تو یہ خیال کرتا ہے کہ میں تیری جانب سے بالکل غافل ہوں کہ تو ان شہروں میں آکر اپنی حکومت چلاتا ہے جہاں میرے احکام پر عمل درآمد ہوتی ہے جہاں کے اکثر باشندے میرے حامی ہیں اور میری رائے سے اتفاق کرنے والے ہیں اور میرے اشارے کے منتظر ہیں اور مجھے تیرے مقابلے پر مدد کیلئے پکارتے ہیں میں نے تیرے مقابلے کیلئے ایک جماعت روانہ کردی ہے جو تیرا گلا گھونٹ دے گی اور تیرا خون پی لے گی وہ لوگ تجھ سے جنگ کرنا اللہ کی رضا مندی کا سبب سمجھتے ہیں ان لوگوں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ وہ تیرا مثلہ بنائیں گے اگر اہل مصر میں تیرے قتل کے علاوہ کسی اور بات پر متفق ہوتا تو میں تجھے ہرگز خوف میں مبتلا نہ کرتا اگر چہ میں یہی پسند کرتا اگر چہ میں یہی پسند کرتا ہوں کہ یہ لوگ تیرے مظالم اور عثمانؓ کے

قصاص میں تجھے قتل کر دیں لیکن میں کسی قریشی کا مثلہ کرنا پسند نہیں کرتا تو خواہ کہیں بھی چلا جائے اللہ تعالیٰ تجھے اس کا ضرور سزا دے گا۔ والسلام

محمد بن ابی بکرؓ کا حضرت علیؓ کے نام خط

محمد بن ابی بکرؓ نے یہ دونوں خطوط اور اپنی جانب سے بھی ایک خط تحریر کر کے حضرت علیؓ کے پاس روانہ کر دیا۔

امابعد.

عمروؓ بن العاص کا مصر کی سرزمین میں داخل ہو چکا ہے اور مصر میں جو لوگ امیر معاویہؓ کے ہم نوا ہیں ان میں سے اکثر لوگ اس کے جھنڈے تلے جمع ہو چکے ہیں اور سب مقام خراب میں مقیم ہیں میرے ساتھیوں میں سے بھی بعض لوگ پھسل گئے ہیں اگر آپ کو مصر کی سرزمین کی ضرورت ہے تو فوراً سوار دستوں اور مال سے میری مدد کیجئے۔ والسلام علیک

حضرت علیؓ کا جواب

حضرت علیؓ نے اس خط کا جواب تحریر کیا:

امابعد.

مجھے تیرا خط موصول ہوا جس میں تو نے ذکر کیا کہ عمروؓ بن العاص سرزمین مصر میں داخل ہو چکا ہے اور خراب میں لشکر لئے ٹھہرا ہوا ہے اور جو لوگ مصر میں ان کے ہمنوا ہیں ان کے پاس جمع ہو چکے ہیں اور وہ لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو گئے ہیں جو تجھے اس سے پہلے بہتر سمجھتے تھے اور جو لوگ تیرے رائے کے حامی تھے ان میں سے بھی بعض پھسل گئے ہیں لیکن تو ہرگز ہرگز نہ پھسلنا چاہئے تیرے شہر کے محافظ بھی پھسل کر ان کے ساتھ ہو جائیں اپنے ساتھ کنانۃ بن بشر کو ملا لے اور اپنے حامیوں کو جمع کر لے کنانۃ بن بشر نیکی، سخاوت اور جنگ میں مشہور تھے میں تیرے پاس مدد کیلئے ہر گھاٹی سے آدمی بھیج رہا ہوں اپنے دشمنوں کے مقابلے میں ثابت قدم رہو اور اپنی رائے پر قائم رہو اگر چہ تیری جماعت قلیل ہے پھر بھی اللہ پر بھروسہ کر کے مقابلے پر ڈٹ جاؤ اور اس جہاد کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کا امیدوار بن اللہ تعالیٰ تھوڑوں کو عزت دیتا ہے اور زیادہ کو ذلیل وخوار کرتا ہے میں نے فاجر ابن فاجر معاویہؓ اور فاجر ابن الکافر عمروؓ العاص (عیاذاً باللہ) کا خط پڑھا یہ دونوں خدا کی نافرمانی کو پسند کرتے ہیں اور حکومت میں رشوت قبول کرنے والوں کو اپنے ساتھ ملاتا ہے انھوں نے اپنی عادت کے مطابق دنیا سے فائدہ حاصل کیا جیسا کہ ان سے پہلے لوگوں نے بھی اس طرح کیا تھا تم ان کی دھمکیوں اور لالچ میں اپنے آپ کو مت کر لینا ان کو اچھی طرح جواب دو۔ والسلام

محمد بن ابی بکرؓ کا امیر معاویہؓ کو جواب

ابو مخنف نے بواسطہ محمد بن یوسف بن ثابت الانصاری مدینہ کے ایک شخص سے نقل کیا ہے کہ محمد بن ابی بکرؓ

نے امیر معاویہؓ کے خط کا جواب ان الفاظ میں تحریر کیا:

امابعد.

تمھارا خط ملا جس میں تم عثمان کے معاملہ کا ذکر کیا میں اس معاملے میں تم سے کوئی عذر نہیں کرتا تم نے مجھے حکم دیا کہ میں تمھارے مقابلے سے گریز کروں گو یا تم مجھے نصیحت کرنا چاہتے ہو اور تم نے مجھے مثلہ کرنے سے خوف دلایا گو یا تم مجھ پر حد درجہ مہربان ہو میری تمنا تو یہ ہیکہ میں تم پر لشکر کشی کروں اور تمھیں مصیبت میں مبتلا کر دوں اگر چہ تمھاری کتنی ہی امداد نہ کی جائے خواہ پوری دنیا میں تمھاری حکومت ہی کیوں نہ ہو کتنے فاسق ظالم لوگ ہیں جنھیں تم نے مدد کی اور کتنے مؤمن ہیں جنھیں تم نے قتل کیا اور جن کا تم نے مثلہ کیا اور تم اللہ ہی کے پاس لوٹ کر جاؤ گے اور جو کچھ تم کہتے ہو اس پر صرف اللہ سے مدد طلب کی جا سکتی ہے۔ والسلام۔

محمد بن ابی بکرؓ کا عمروؓ بن العاص کے نام خط

محمد بن ابی بکرؓ کے عمروؓ بن العاص کے خط کا جواب ان الفاظ میں تحریر کیا:۔

اے ابن العاص تم نے اپنے خط میں جو کچھ ذکر کیا میں اسے خوب اچھی طرح جانتا ہوں تو اپنے خیال یہ برا سمجھتا ہے کہ تیرے ہاتھ سے مجھے ایک زخم بھی نہ لگے میں گواہی دیتا ہوں کہ تو باطل پرست ہے تیرا یہ کہنا کہ تو میرا ناصح اور خیر خواہ ہے تو اس کا جواب یہ ہیکہ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں تجھ سے کینہ رکھتا ہوں اور تیرا یہ کہنا کہ اہل نے میرے حکم ماننے سے انکار کر دیا ہے اور میری اتباع پر نادم ہیں تو فی الحقیقت ایسے لوگ تیرے اور ابلیس لعین کے دوست ہیں ہمارے لئے اللہ ہی کافی ہے اور ہم اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں جو مالک کائنات ہے۔

محمد بن ابی بکرؓ کی تقریر

یہ خط پڑھ کر عمروؓ بن العاص مصر پر حملے کے غرض سے لشکر لیکر آگے بڑھے تو محمد بن ابی بکرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اولاً اللہ کی حمد وثناء کی پھر رسولؐ پر درود بھیجا پھر کہا۔

اے مسلمانوں اور مؤمنوں! وہ قوم جو ہر امت کو توڑتی رہی ہے اور لوگوں کو گمراہی میں ڈالتی آئی ہے اور فتنہ کی آگ بھڑکاتی رہی ہے اور زبردستی حکومت پر قبضہ جمانا چاہتی ہے ان لوگوں نے قوم کے درمیان تمھاری لئے عداوت پیدا کر دی ہے اور تمھارے مقابلے کیلئے لشکر روانہ کئے ہیں اے اللہ کے بندوں جو شخص مغفرت اور جنت کا طلبگار رہے وہ فوراً ان لوگوں کے مقابلے پر چلے اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کرے تم لوگ فوراً کنانہ بن بشر کے ساتھ انکے مقابلے پر جاؤ۔ اللہ تم پر رحم کرے۔

فریقین کی لڑائی

راوی کہتا ہے کہ کنانہ بن بشر کے ساتھ دو ہزار آدمی جنگ کیلئے نکلے اور محمد بن ابی بکرؓ بھی دو ہزار کا لشکر لیکر نکلا عمروؓ بن العاص کنانہ بن بشر کے مقابلے پر آئے اور کنانہ بن بشر محمد بن ابی بکرؓ کے مقدمۃ الجیش پر مامور تھا جب عمروؓ بن العاص کنانہ کے لشکر کے قریب پہنچا تو اپنے لشکر کو بہت سے دستوں میں تقسیم کیا اور یکے بعد دیگرے ایک ایک دستہ کنانہ کے مقابلے پر روانہ کرنا شروع کیا شامیوں کا جو بھی دستہ کنانہ کے سامنے آتا تو وہ اتنی سختی سے حملہ کرتا کہ اسے دھکیلتے ہوئے عمروؓ بن العاص تک پہنچا دیتا۔

عمروؓ بن العاص نے جب یہ صورت حال دیکھی تو معاویہؓ بن خدیج کو طلب کیا معاویہؓ اپنا لشکر لیکر حاضر ہوا جو کثرت کی وجہ سے سیاہ آندھی کی طرح معلوم ہوتا تھا انہوں نے کنانہ اور ان کے ساتھیں کو گھیرے میں لے لیا جب کنانہ بن بشر نے یہ دیکھا کہ وہ اور اس کے ساتھی گھیر چکے ہیں تو وہ گھوڑے سے نیچے اتر گیا ان کے ساتھیوں نے بھی گھوڑے چھوڑ دیئے اس وقت کنانہ یہ آیت پڑھ رہا تھا۔

﴿وما كان لنفس ان تموت الا باذن الله كتاباً مؤجلا ومن يرد ثواب الدنيا نؤته منها ومن يرد ثواب الأخرة نؤته منها وسنجزى الشاكرين﴾ کسی جان میں یہ اختیار نہیں کہ وہ اللہ کے حکم کے بغیر مر جائے وہ بھی وقت کے معینہ پر اور جو شخص دنیا کا اجر چاہتے ہیں ہم اسے دنیا کا اجر دیتے ہیں اور جو شخص آخرت کا اجر چاہتا ہے ہم اسے آخرت کا اجر دیتے ہیں اور شکر گذاروں کو اچھا بدلہ دیتے ہیں۔

یہ لوگ بہت دیر تک مخالفین کی ثابت قدمی سے مقابلہ کرتا رہا بالآخر مارا گیا۔

محمد بن ابی بکرؓ کا جنگ سے فرار

جب کنانہ بن بشر قتل ہو گیا تو عمروؓ بن العاص لشکر لیکر محمد بن ابی بکرؓ کی جانب بڑھا لیکن محمد کے ساتھیوں کو جب کنانہ کے قتل کی خبر ملی تو وہ سب میدان چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے اور محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ چند آدمی باقی رہ گئے تھے جب محمد بن ابی بکرؓ عمروؓ بن العاص کو سامنے آتا دیکھا میدان سے بھاگ کھڑا ہوا اور شہر کی گلیوں میں جان بچانے کیلئے بھاگتا رہا حتیٰ کہ ایک گلی کے کونے پر اسے ایک ٹوٹا ہوا مکان نظر آیا اس میں جا کر چھپ گیا اور عمروؓ بن العاص فسطاط شہر میں داخل ہو گئے۔

ابن ابی بکرؓ کی گرفتاری

معاویہؓ بن خدیج نے چاروں طرف محمد کو تلاش کرنا شروع کر دیا حتیٰ کہ بازار میں کچھ لوگوں کے پاس سے گذرا تو ان سے سوال کیا۔ کیا تمھارے سامنے سے کوئی ایسا شخص گذرا ہے جسے تم برا سمجھتے ہو ان میں سے ایک شخص نے جواب دیا نہیں واللہ یہاں سے کوئی شخص نہیں گذرا البتہ میں اس ویرانے میں اندر گیا تھا تو میں نے وہاں ایک شخص کو بیٹھا ہوا دیکھا اس پر بن خدیج نے کہا رب کعبہ کی قسم یہ وہی شخص ہے یہ سب لوگ اسکی تلاش میں گئے اور اس ٹوٹے ہوئے مکان میں پہنچے اور محمد بن ابی بکرؓ کو وہاں سے پکڑ کر باہر لائے وہ پیاس سے مر رہا تھا یہ لوگ اسے پکڑ کر فسطاط لے کر آئے۔

عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کی بھائی کیلئے سفارش

جب عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے اپنے بھائی کو گرفتار دیکھا تو وہ فوراً عمروؓ بن العاص کے پاس پہنچے عمروؓ اس وقت لشکر میں تھے عبدالرحمٰن نے عمروؓ بن العاص سے کہا کیا میرا بھائی اسی طرح بندھا ہوا قتل کر دیا جائیگا تم معاویہؓ بن خدیج کے پاس آدمی بھیج کر اس کے قتل سے روک دو عمروؓ بن العاص نے فوراً آدمی بھیجا کہ محمد کو میرے پاس لے کر آ جاؤ معاویہؓ بن خدیج نے جواب دیا کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے تم کنانہ کو قتل کر دو اور میں محمد بن ابی بکرؓ کو چھوڑ دوں افسوس ﴿اکفارکم خیرٌ مّن اولٰئکم ام لکم براءۃ فی الزبر﴾ کیا تمھارے منکر ان سے بہتر ہے یا تمھارے لئے صحیفوں میں براءت لکھ دی گئی ہے۔

قاتل عثمانؓ محمد بن ابی بکرؓ کا حشر

محمد بن ابی بکرؓ نے لوگوں سے کہا مجھے پانی پلا دو معاویہؓ بن خدیج نے جواب دیا اللہ تعالیٰ تجھے کبھی بھی ایک قطرہ پانی نہ پلائے کیا میں تجھے پانی پلاؤں تم نے تو عثمانؓ کو پانی پینے سے روک دیا تھا اور تم لوگوں نے عثمانؓ کو روزے کی حالت میں شہید کیا جبکہ ان کا خون تم لوگوں پر حرام تھا اللہ نے انھیں مہر لگا ہوا سونٹھ کا پانی پلایا واللہ اے ابن ابی بکرؓ میں تجھے ضرور قتل کر دوں گا اللہ تجھے کھولتا ہوا پانی اور جہنمیوں کا پیپ پلائے محمد بن ابی بکرؓ نے جواب دیا اے جلا بن یہودیہ کے بچے تیری یہ آرزو ہرگز پوری نہیں ہوگی یہ تو اللہ کی قدرت میں ہے وہ اپنے دوستوں کو پانی پلائے گا اور اپنے دشمنوں کو پیاسا مارے گا۔

اگر میرے پاس اس وقت تلوار ہوتا تو میں تجھ جیسے اشخاص اور جو عثمانؓ سے محبت کرتے ہوں انہیں ضرور قتل کر دیتا اور تمھاری یہ بکواس ہرگز نہیں سنتا معاویہؓ بن خدیج نے جواب دیا محمد کیا تو جانتا ہے کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرنے والا ہوں میں تجھے گدھے کی کھال میں سیئوں گا پھر اسے آگ میں جلاؤں گا اگر تم میرے ساتھ یہ سلوک کرو گے تو یہ میری خوش بختی ہے کیونکہ ہمیشہ سے اللہ کے دوستوں کے ساتھ یہی سلوک ہوتا آیا ہے اور مجھے اللہ کی ذات عالی پر امید ہیکہ جو آگ تو مجھ پر بھڑ کائے گا اللہ اسے میرے لئے ٹھنڈی کر دے گا اور اسے میرے لئے سلامتی کا ذریعہ بنائیگا جیسا کہ اس نے اپنے خلیل ابراھیمؑ پر آگ کو ٹھنڈا کر دیا تھا اور اس آگ کو تجھ پر اور تیرے دوستوں پر اس طرح بھڑ کائے گا جیسا کہ اس نے نمرود اور اس کے ساتھیوں پر دہکا دی تھی اللہ تجھے اور تیرے امیر معاویہؓ کو بھی اس آگ میں جلائیگا اور اسے بھی آگ میں جلائے گا اس سے اشارہ عمروؓ بن العاص کی طرف تھا تمھیں ایسی آگ میں ڈالا جائیگا جو تم پر ہر وقت بھڑکتی رہے گی اور جب بھی وہ ہلکی ہوگی تو اللہ اسے اور بھڑکا دیگا معاویہؓ نے کہا میں تجھے عثمانؓ کے قصاص میں قتل کر رہا ہوں۔

محمد نے جواب دیا تیرا عثمانؓ سے کیا تعلق عثمانؓ نے ظلم پر عمل کیا اور احکام قرآن کو پس پشت ڈال دیا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ﴿ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاُلٰئک ھُم الفٰسقون﴾ اور جو لوگ اللہ کے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہ فاسق ہیں۔

ہم لوگوں نے اسے اس جرم کی سزا دی اور اسے قتل کر دیا تو اور تجھ جیسے اشخاص جوان کی تعریف کرتے ہیں تو اللہ تمھارا انجام بھی ایسا ہی کریگا راوی کہتا ہے اس بات سے معاویہؓ بن خدیج کو غصہ آ گیا اور اس نے آگے بڑھ کر محمد بن ابی

بکرؓ کو قتل کر دیا پھر اسے گدھے کے کھال میں لپیٹ کر آگ میں جلا دیا۔

قتلِ ابن ابی بکر پر حضرت عائشہؓ کا افسوس

جب ام المؤمنین حضرت عائشہؓ کو محمد کے قتل کی خبر ملی تو انھیں اس کا بہت افسوس ہوا اس واقعے کے بعد حضرت عائشہؓ ہر نماز کے بعد معاویہؓ اور عمروؓ بن العاص کیلئے بد عا کرتیں محمد کے قتل کے بعد ان کی اولاد کو حضرت عائشہؓ نے اپنے پاس رکھا اس طرح قاسم بن محمد بن ابی بکرؓ جو تمام تابعین میں مدینہ کے سب سے بڑے عالم تھے ان کے پاس پرورش پائی۔

واقدی کی روایت

واقدی نے بواسطہ سوید بن عبدالعزیز، ثابت بن عجلان، قاسم بن عبدالرحمٰن کا یہ قول نقل کیا ہے کہ عمروؓ بن العاص چار ہزار لشکر لیکر گئے تھے جس میں ابوالاعور السلمیؓ اور ساویہؓ بن خدیج بھی شامل تھے مقام مسنات میں ان کا دشمن سے آمنا سامنا ہوا اور جنگ ہوئی اس جنگ میں کنانۃ بن بشر بن عتاب التجیبی مارا گیا جب محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ کوئی جنگ کرنے والا باقی نہ رہا تو وہ بھاگ کر ابن مسروق کی پہاڑی کے قریب چھپ گئے معاویہؓ بن خدیج کو اس کا پتہ چل گیا معاویہؓ نے محمد کو جا کر گھیر لیا محمد نے اس سے جنگ کی اور لڑتا ہوا مارا گیا واقدی کہتا ہے کہ مسنات کی جنگ ۳۸ھ کو پیش آیا۔

ابن ابی العاص کا امیر معاویہؓ کے نام خط

ابومخنف کہتا ہے کہ جب کنانہ بن بشر اور محمد بن ابی بکر قتل کر دیا گیا تو عمروؓ بن العاص نے امیر معاویہؓ کو ان الفاظ میں خط تحریر کیا۔

امّا بعد۔

ہم محمد بن ابی بکرؓ اور کنانہ بن بشر سے ملے ان کے ساتھ اہل مصر کے لئے بڑے لشکر تھے ہم نے انھیں کتاب اللہ اور سنت رسولؐ پر چلنے کی دعوت دی لیکن انھوں نے حق کو چھوڑا اور گمراہی میں تُلے رہے تو ہم نے ان سے جہاد کیا اور اللہ نے ان کے مقابلے پر ہماری مدد کی اللہ ہمارے ذریعے محمد بن ابی بکرؓ، کنانۃ بن بشر اور ان کے لشکر کے بڑے بڑے جرنیلوں کو قتل کرا دیا اور تمام تعریفیں صرف اسی ذات عالی کیلئے ہے جو آسمان وزمین کا خالق ہے۔ والسلام

قاتلِ عثمانؓ محمد بن ابی حذیفہ کا قتل

اسی سنہ میں محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبدالشمس قتل کیا گیا اہل سیَر کا اس میں اختلاف ہے کہ اس کے قتل کا واقعہ کب پیش آیا واقدی کی رائے ہے کہ وہ ۳۶ھ میں قتل کیا گیا۔ اس کے قتل کی وجہ یہ ہیکہ امیر معاویہؓ اور عمروؓ بن العاص جب مصر کی جانب گئے تو محمد بن حذیفہؓ نے مصر پر قبضہ کر لیا یہ دونوں عین شمس جا کر ٹھہرے اور مصر میں داخل ہونیکی کوشش کی لیکن محمد بن ابی حذیفہؓ کی وجہ سے داخل نہ ہو سکا تو ان دونوں نے محمد بن ابی حذیفہؓ کے

ساتھ جال چلی کہ تم ایک ہزار آدمی لیکر عریش آؤ محمد نے اپنی جگہ حکیم بن صلت کو مصر پر متعین کیا اور ایک ہزار آدمی لیکر عریش پہنچا تو ان لوگوں نے اسے چاروں طرف سے گھیر لیا اور عمروؓ بن العاص نے ہر طرف منجنیقیں نصب کردی مجبوراً محمد بن ابی حذیفہ تیس آدمیوں کے ساتھ باہر آیا اور خود ان کے ہاتھوں میں گرفتاری دیدی ان لوگوں نے انھیں پکڑ کر قتل کر دیا یہ واقعہ قیسؓ بن سعد کے مصر پہنچنے سے قبل پیش آیا تھا تب حضرت علیؓ نے قیس بن سعد کو مصر کا امیر بنا کر بھیجا تھا۔

عمروؓ کا مصر میں داخلہ

ہشام ابن محمد الکلبی کا قول یہ ہیکہ جب محمد بن ابی بکر قتل کر دیا گیا اور عمروؓ بن العاص نے مصر میں داخل ہو کر لیا تو محمد بن ابی حذیفہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ہشام ابن محمد کا خیال یہ ہے کہ جب عمروؓ بن العاص اور اسکا لشکر مصر میں داخل ہوئی تو محمد بن ابی حذیفہ کی گرفتاری عمل میں آئی اور ان لوگوں نے گرفتار کر کے امیر معاویہؓ کے پاس بھیج دیا اس وقت وہ فلسطین میں مقیم تھے انھوں نے اسے قید خانے میں بند کر دیا کچھ مدت تک قید خانے میں رہا پھر قید خانہ سے فرار ہو گیا محمد چونکہ امیر معاویہؓ کا ماموں زاد بھائی تھا امیر معاویہؓ نے دیکھا کہ لوگوں کو اس کا فرار برا معلوم ہوا ہے انھوں نے حالات کا ادراک کرتے ہوئے شامیوں سے فرمایا اسے کون تلاش کر کے لائے گا۔ ہشام کہتا ہے کہ امیر معاویہؓ دل سے یہ چاہتے تھے کہ وہ بچکر نکل جائے بنوخثعم کا ایک شخص جس کا نام عبداللہ بن عمرو بن ظلام تھا جو نہایت بہادر تھا اور عثمانؓ کا حامی تھا اس نے کہا میں اسے تلاش کر کے لاؤنگا وہ محمد کی تلاش میں چلا اور جوران کے علاقہ بلقاء میں اسے جالیا وہاں وہ ایک غار میں چھپا ہوا تھا اچانک کچھ گدھے اس غار میں گھسے گدھوں نے جب غار میں آدمی دیکھا تو گھبرا کر باہر نکلے غار کے قریب جو کاشتکار تھے وہ آپس میں بولے غار سے گدھوں کا بھاگنا اور گھبرانا تعجب خیز بات ہے ضرور کوئی بات ہے وہ اصل معاملہ کا پتہ چلانے کیلئے غار میں داخل ہوئے تو انھوں نے محمد کے غار کے اندر بیٹھا دیکھا تو وہ باہر نکل آئے اتفاقاً اسی وقت عبداللہ بن عمرو بن ظلام وہاں پہنچا اور اس نے لوگوں سے محمد کا پتہ پوچھا اور حلیہ بیان کیا انھوں نے جواب دیا اس حلئے کا ایک شخص اس غار میں موجود ہے راوی کہتا ہے کہ عبداللہ بن عمروؓ بن ظلام غار کے اندر داخل ہوا اور محمد کو کھینچ کر باہر لے آیا اس نے سوچا کہ اگر محمد کو معاویہؓ کے پاس لے جایا جائے تو شاید وہ اسے چھوڑ دیگا اس لئے عبداللہ بن عمرو نے وہیں محمد بن ابی حذیفہ کو قتل کر دیا۔

حضرت علیؓ کا خطبہ

ہشام نے بحوالہ ابومخنف، حارث بن کعب بن فقیم جندب کی سند سے عبداللہ بن فقیم کا یہ بیان نقل کیا ہے یہ عبداللہ بن فقیم حارث ابن کعب کا چچازاد بھائی تھا اور اسے محمد بن ابی بکرؓ نے حضرت علیؓ کے پاس امداد کی طلب کیلئے بھیجا تھا حضرت علیؓ نے لوگوں کو خطبہ دینے کا ارادہ کیا اور منادیوں کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو ان کے پاس جمع کریں جب سب لوگ جمع ہو گئے تو حضرت علیؓ نے اولاً اللہ کی حمد وثناء بیان کی اور رسولؐ پر درود بھیجا پھر فرمایا۔

یہ محمد بن ابی بکرؓ اور تمھارے مصریوں بھائیوں کے چیخنے کی آوازیں آرہی ہیں۔ ان لوگوں کی طرف ابن النابغہ لشکر لیکر نکلا ہے وہ ابن النابغہ جو اللہ کا دشمن ہے اور اس شخص کا رفیق و دوست ہے جو اللہ سے عداوت رکھتا ہے کہیں یہ گمراہ لوگ تمھارے حق پر ہونے کے باوجود تم سے زیادہ

متحد ثابت نہ ہوں ان لوگوں نے تم سے جنگ کی ابتدا کی ہے اور تمھارے بھائی ان سے برسر پیکار ہیں تم جلد ہی اپنے بھائیوں کی حمایت و نصرت کیلئے پہنچو۔
اے اللہ کے بندوں مصر کا علاقہ ملک شام سے زیادہ وسیع ہے اور وہاں کی آمدنی بھی بہت زیادہ ہے وہاں کے باشندے بھی اچھے ہیں کہیں تم مصر میں مغلوب نہ ہو جانا کیونکہ مصر کا تمھارے ہاتھوں میں باقی رہنا تمھاری عزت اور تمھارے دشمن کی ذلت کا سبب ہے تم لوگ فوراً جرعہ پہنچ جاؤ جو حیرہ اور کوفہ کے درمیان ہے تم لوگ علی الصباح مجھ سے جرعہ میں ملو۔ انشاء اللہ۔

شیعان علیؓ کی جنگ سے بزدلی

راوی کہتا ہے کہ حضرت علیؓ اگلے روز عین صبح کوفہ سے نکلے اور سورج نکلنے کے وقت جرعہ پہنچ گئے اور زوال کے بعد تک وہاں مقیم رہے اور اپنے شیعوں کا انتظار کرتے رہے لیکن ان میں سے ایک شخص بھی وہاں نہ پہنچا جبکہ حضرت علیؓ کے لشکر میں خاص کوفیوں کی تعداد تریسٹھ ہزار تھی دیگر شہروں کے لوگ اس کے علاوہ تھے مجبوراً حضرت علیؓ جرعہ سے واپس آ گئے۔

حضرت علیؓ کی اپنے نام نہاد شیعوں سے بیزاری

جب شام ہوئی تو حضرت علیؓ نے شرفاء و رؤساء کو طلب کیا جب یہ لوگ حضرت علیؓ کے پاس پہنچے تو آپ غمگین و پریشان بیٹھے ہوئے تھے پھر آپ نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔
تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہے جس نے میرے لئے یہ کام مقدر فرمایا اور میرے لئے میرا فعل مقدر کیا اے ایسی جماعت جسے میں حکم دوں تو وہ میری اطاعت نہ کرے اور جب میں پکاروں تو میری بات کا جواب دے مجھے خدا نے آزمائش میں ڈالا ہے آخر تم لوگ اس صبر سے شئی کے منتظر ہو اور حق پر قائم ہونے کے باوجود کیوں جہاد سے متنفر ہو تمھارے لئے اس وقت ذلت ہے جب تم باطل پر ہو گے خدا کی قسم ایک نہ ایک دن موت ضرور آئیگی تو اس وقت میرے اور تمھارے درمیان تفریق ہو جائیگی کتنے لوگ ایسے ہیں جن کے دل میں کدورت ہے حالانکہ میرے تمھارے درمیان بیٹھا ہوا گفتگو کر رہا ہوں خدا کیلئے کچھ تو بتاؤ آخر تمھیں کیا ہو گیا ہے کیا دین بھی تمھیں جمع نہیں کر سکتا۔
کیا غیرت تمھیں ابھار نہیں سکتی حالانکہ تمھیں بخوبی علم ہے کہ دشمن تمھارے شہروں میں گھس آیا ہے اور انھوں نے تمھارے شہروں میں مسلمانوں پر غارت شروع کر دی ہے کیا یہ تعجب خیز بات نہیں کہ معاویہؓ ظالموں اور سرکشوں کو دعوت دیتا ہے اور یہ لوگ کسی مالی مدد کے بغیر اسکی اتباع کرتے ہیں اور وہ جب انہیں پکارتا ہے اسی وقت وہ لوگ اس کے پاس جمع ہو جاتے ہیں ایک تم لوگ ہو کہ میں تمھیں جب بھی مدد کیلئے پکارتا ہوں تو تم میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاتے ہو میری نافرمانی کرتے ہو اور مجھ سے اختلاف کرتے ہو حالانکہ تم سمجھدار لوگ ہو اور بقیہ لوگ تمھارے پیچھے چلنے والے اور تمھاری اطاعت کرنے والے ہیں۔

ابن کعب کی تقریر

مالک بن کعب الہمد انی الارجی نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر المومنینؓ آپ لوگوں کو تیار کیجئے کیونکہ دلہن کے چلے جانے کے بعد عطر کی کوئی ضرورت نہیں رہتی میں نے اسی دن کیلئے اپنے آپ کو تیار کر رکھا تھا اور اجر تکلیف کے بغیر حاصل نہیں ہوتا اس کے بعد اس نے لوگوں سے مخاطب ہو کر کہا:

> اے لوگوں اللہ سے ڈرو اپنے امام کی اطاعت کرو اور اس کے دشمنوں سے جنگ کرو امیر المومنین میں مصر جاؤں گا۔ پھر مالک بن کعب مصر جانے کے ارادے سے نکلا اور حضرت علیؓ بھی انھیں رخصت کرنے کیلئے ان کے ساتھ چلے حضرت علیؓ نے لوگوں پر نظر ڈالی تو دو ہزار کے قریب آدمی مصر جانے کے ارادے سے جمع ہوئے تھے وہ انھیں ساتھ لیکر چلا۔

قاتلِ عثمان محمد بن ابی بکرؓ کے قتل پر شام میں خوشی

ابھی مالک ابن کعب پانچ میل گیا ہوگا کہ مصر سے حضرت علیؓ کے پاس حجاج بن غزیہ البخاری الانصاری آیا اور اسی وقت عبدالرحمٰن بن شعیب الفزاری بھی آیا یہ شام میں حضرت علیؓ کا جاسوس تھا اور حجاج بن غزیہ محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھیوں میں سے تھا انصاری نے مصر کے حالات اور محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کا واقعہ بیان کیا اور فزاری نے بیان کیا کہ اس کے شام سے چلنے سے قبل عمروؓ بن العاص کی جانب سے پے در پے خوشخبریاں آئی تھیں اور محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کی خبر آئی تھی حتیٰ کہ اس کے قتل ہونے کا منبر پر اعلان کیا گیا فزاری نے بیان کیا اے امیر المومنینؓ میں نے کسی قوم کو آج تک اتنا خوش نہیں دیکھا جتنا محمد بن ابی بکرؓ کے قتل سے شامی خوش ہیں وہ خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔

محمد بن ابی بکرؓ کے قتل پر حضرت علیؓ کا خیال

حضرت علیؓ نے فرمایا مجھے محمد بن ابی بکر کے قتل کا اتنا ہی غم ہے جتنا شامیوں کو اس کے قتل سے خوشی ہے بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت علیؓ نے عبدالرحمٰن بن شریح الشبامی کو مالک بن کعب کے پاس بھیج کر اسے راستے سے واپس بلوا لیا راوی کہتا ہے کہ حضرت علیؓ کو محمد کے قتل کا اتنا غم تھا کہ اس کے آثار ان کے چہرے پر صاف ظاہر ہوتا تھا۔

حضرت علیؓ کی تقریر

محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کے بعد حضرت علیؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اولاً اللہ کی حمد وثنا بیان کی پھر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا اور فرمایا۔

خبردار مصر کو فاجر اور ظالموں نے چھین لیا ہے جو اللہ کے دین سے لوگوں کو روکتے ہیں اور خدا کی نافرمانی کر کے ٹیڑھی چال چلتے ہیں خبردار محمد بن ابی بکرؓ شہید کر دیئے گئے خدا اس پر رحم کرے ہم اس کے قتل پر خدا سے ثواب کے امیدوار ہیں۔ خدا کی قسم اگر مجھے ان باتوں کا علم ہوتا کہ کون قضا کا منتظر ہے، کون جزا کیلئے عمل کرتا ہے، کون فاجروں کی طرح دلوں میں بغض وعداوت رکھتا ہے اور کون مومن کی ہدایت کو پسند کرتا ہے تو میں اپنے آپ کو اپنی

غلطیوں پر کبھی ملامت نہیں کرتا میں تو ایک خبردار انسان کی طرح جنگ کو بہتر خیال کرتا ہوں اور ایک کام کا اقدام کرتا ہوں تمھیں چیخ چیخ کر پکارتا ہوں اور مدد کرنے والے کی طرح گھبرا کر تمھیں مدد کیلئے آوازیں دیتا ہوں مگر تم نہ تو میری باتیں سنتے ہو اور نہ میری اطاعت کرتے ہو جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ یہ تمام کام برے انجام تک پہنچ جاتے ہیں تم ایک ایسی قوم ہو جس کے ذریعے کسی کا بدلہ نہیں لیا جاسکتا تمھارے بھروسہ پر زخمیوں کی رسیاں نہیں توڑی جاسکتی۔ پچاس راتوں سے زیادہ وقت گذر چکی ہے کہ میں تمھیں پکار رہا ہوں لیکن تم لوگ اونٹ کی طرح منہ کھول کر زمین پر پھیل جاتے ہو اور تم زمین پر اس شخص کی طرح چمٹ جاتے ہو جس کا دشمن سے جنگ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا اور نہ تم کسی قسم کا ثواب کمانا چاہتے ہو پھر تم میں سے بعض لوگ میری پکار پر لبیک کہہ کر میری حمایت میں جگہ کرنے کیلئے نکل آتا ہے جن کی صورتوں سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ گویا انھیں موت کے منہ میں دھکیلا جارہا ہے اور وہ سامنے موت کو منہ پھیلائے دیکھ رہے ہیں۔ تم پر افسوس ہو۔ اسکے بعد حضرت علیؓ منبر سے نیچے تشریف لے آئے۔

علیؓ کا عبداللہؓ بن عباسؓ کے نام تعزیت کا پیغام

اس کے بعد حضرت علیؓ نے عبداللہ ابن عباسؓ کے نام ایک خط تحریر کیا وہ اس وقت بصرہ میں مقیم تھے خط کا مضمون کچھ اس طرح تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے امیر المؤمنین علیؓ ابن ابی طالب کی جانب سے عبداللہ بن عباسؓ کے نام سلام علیک میں اولاً اللہ کی حمد وثنا بیان کرتا ہوں اما بعد..

مصر فتح ہوگیا ہے اور محمد بن ابی بکرؓ شہید کردئے گئے ہیں میں اللہ کے پاس اس کی شہادت سے اجر کا توقع رکھتا ہوں۔ میں نے ابتداء سے لوگوں کو اسکی مدد کیلئے دعوت دیتا رہا میں نے چھپ چھپ کر اور اعلانیہ ہر طرح سے انھیں محمد بن ابی بکرؓ کے مدد کی دعوت دی ان لوگوں میں سے بعض تو مجبوراً با دل نخواست جنگ کیلئے نکلے اور بعض صرف اور صرف دھوکہ دینے کیلئے اور اکثریت تو اپنے حالت پر پہلے کی طرح بیٹھے رہے میرا تو اللہ تعالیٰ سے یہی سوال ہے کہ وہ مجھے ان بزدلوں سے چھٹکارا دیدے اور ان لوگوں سے جدا ہوجانے کا کوئی ذریعہ پیدا فرمادے کر آرام دے۔ خدا کی قسم اگر میری یہ تمنا نہ ہوتی کہ میں دشمن سے مقابلے کرتے ہوئے شہید ہوں تو میں یہ پسند کرتا کہ ایسے لوگوں کے ساتھ ایک دن بھی نہ گذاروں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت وتقویٰ پر قائم رکھیں یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے والسلام۔

عبداللہؓ بن عباسؓ کا علیؓ کو جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے عبداللہ ابن عباسؓ کی طرف سے امیر المؤمنین علیؓ بن ابی طالب کے نام اے امیر المؤمنین آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمتیں اور برکات نازل ہوں اما بعد..

میرے پاس آپ کا خط پہنچا آپ نے مصر کے فتح ہوجانے اور محمد بن ابی بکرؓ کے ہلاکت کی خبر

دی ہے تو ہر حال میں اللہ ہی سے مدد طلب کرنا چاہئے محمد بن ابی بکرؓ پر اللہ رحم کرے اور اللہ آپ کو اس کا اجر دے آپ نے جو اللہ سے دعا مانگی کہ وہ آپ کو اس رعیت سے چھٹکارا کا کوئی ذریعہ پیدا فرمادے تو انشاء اللہ عنقریب فرشتوں کے ذریعے آپکی مدد کرے آپ کو عزت بخشے گا اور آپ کے دشمنوں کو ذلیل وخوار کرے گا امیر المؤمنین میرا مشورہ یہ ہیکہ لوگوں کی عادت ہے وہ بسا اوقات سست بن جاتے ہیں اور پھر خود بخود چست ہو جاتے ہیں آپ ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کیجئے ان کے ساتھ حسن سلوک بھی کیجئے اور ان پر احسانات کیجئے اور ان کے مقابلے میں اللہ سے مدد طلب کیجئے اللہ تعالیٰ ہر مہم میں آپ کی کفایت کریگا والسلام۔

محمد بن ابی بکرؓ کی امارت پر حضرت علیؓ کا افسوس

ابومخنف نے بواسطہ فضیل ابن خدیج، مالک ابن الحور کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ ایک دن حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ محمد بن ابی بکرؓ پر رحم کرے وہ ایک نوجوان لڑکا تھا۔ کاش میں مصر پر ہاشم ابن عتبہ کو امیر بنا دیتا تو وہ عمروؓ بن العاص اور اس کے فاجر دوستوں کیلئے میدان خالی نہ چھوڑتا وہ اگر قتل بھی ہو جاتا تو اس حالت میں قتل ہوتا کہ اس کے ہاتھ میں تلوار ہوتی وہ محمد کی طرح خون بہائے بغیر قتل نہ ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ محمد بن ابی بکرؓ پر رحم کرے اس اپنی مقدور بھر کوشش کی لیکن تقدیر میں جو لکھا تھا وہ ہو کر رہا۔

بصرہ میں حضرت علیؓ کے خلاف سازش

ابن الحضرمی کا زندہ جلایا جانا

اسی سن میں محمد بن ابی بکر کے قتل کے بعد امیر معاویہ نے عبداللہ ابن عمرو الحضرمی کو بصرہ روانہ کیا تاکہ وہ بصرہ والوں کو عمرو ابن العاص کے فیصلہ کو قبول کرنے پر آمادہ کرے،

اسی سن میں اعین بن ضبیعہ المجاشعی قتل کیا گیا اسے حضرت علیؓ نے ابن الحضرمی کو بصرہ سے نکالنے کے لئے روانہ کیا تھا

بصرہ، ابن الحضرمی کی آمد

عمرو بن شعبہ نے بسند محمد ابوالذیال، ابولغامہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب مصر میں محمد بن ابی بکر قتل کیا جاچکا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ بصرہ چھوڑ کر حضرت علیؓ کے پاس کوفہ تشریف لے آئے اور اپنی جگہ بصرہ میں زیاد کو قائم مقام بنا دیا ان کے کوفہ جانے کے بعد امیر معاویہ نے ابن الحضرمی کو بصرہ روانہ کیا اور اس نے بنوتمیم میں آکر قیام کیا۔

زیاد نے حصین بن المنذر اور مالک بن مسمع کو طلب کیا اور ان سے کہا اے ابوبکر ابن وائل تم امیر المومنین کے دوست ہو اور انہیں تم لوگوں پر بھروسہ ہے یہاں ابن الحضرمی آیا ہے اور لوگ اس کے پاس جمع ہو رہے ہیں تم لوگ اس وقت تک میری حمایت کرو جب تک امیر المومنین کا حکم نہ آجائے اس پر حصین ابن المنذر نے تو حامی بھر لی لیکن مالک بن مسمع نے جواب دیا یہ میرا کام ہے اور اس میں بہت سے لوگ شریک ہیں میں اس بارے میں غور کروں گا اور لوگوں سے مشورہ کروں گا۔

زیاد کا صبرہ کے گھر پناہ لینا

جب زیاد نے دیکھا کہ مالک بن مسمع کو یہ بات ناگوار گذری ہے تو اسے خوف پیدا ہوا کہ کہیں قبیلہ ربیعہ اختلاف نہ کر بیٹھے اس نے نافع کے پاس پیغام بھیجا کہ میں شش و پنج میں مبتلا ہوں مجھے مشورہ دو کہ مجھے اس حالت میں کیا کرنا چاہئے، نافع نے صبرہ بن شیمان الحدانی سے مدد طلب کرنے کا مشورہ دیا زیاد نے صبرہ بن شیمان کو بلوایا اور اس سے کہا کیا تو مجھے پناہ نہیں دے گا اور کیا تو بیت المال کی حفاظت نہیں کریگا کیونکہ میں امیر المومنین کا امین ہوں اور بیت المال کا مال گویا تمہارا ہی مال ہے صبرہ نے جواب دیا ہاں میں ایک شرط پر یہ ذمہ داری قبول کرسکتا ہوں وہ یہ ہے کہ تم میرے گھر میں آ کر قیام کرلو اور بیت المال کا خزانہ بھی میرے گھر اٹھالاؤ، زیاد نے جواب دیا میں یہ شرط پورا کرنے کے لئے تیار ہوں، چنانچہ زیاد نے خزانہ اٹھایا اور دارالامارت سے نکل کر حدان چلا گیا اور صبرہ کے گھر میں پناہ لے لی اور منبر بھی ساتھ اٹھالایا اور منبر کو مسجد حدان میں لے جا کر رکھدیا، زیاد کے ساتھ پچاس آدمی صبرہ کے پناہ میں چلے گئے زیاد مسجد حدان میں جمعہ پڑھاتا اور وہیں کھاتا پیتا رہا۔

قبیلہ ازد سے امداد کی طلب

ایک دن زیاد نے جابر بن وہب الراسی سے کہا اے ابو محمد میرا خیال ہے کہ ابن الحضرمی ضرور ہم سے جنگ کریگا میری رائے یہ ہے کہ تم اپنے ساتھیوں سے مشورہ کرو اور انہیں تیاری کا حکم دو چنانچہ مشورہ ہوا اور مشورہ کے بعد جب نماز کا وقت ہوا تو زیاد نے نماز پڑھائی اور مسجد میں بیٹھ گیا لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے تو جابر نے کھڑے ہو کر کہا: اے ازدیوں! بنو تمیم کا خیال ہے کہ صرف وہ لوگ بہادر ہیں اور جنگ کے وقت تم سے زیادہ ثابت قدمی دکھا سکتے ہیں مجھے یہ معلوم ہوا کہ وہ تم پر حملہ کر کے تم نے جس شخص کو پناہ دی ہے اسے تمہارے پناہ دینے کے باجود گزند پہنچانا چاہتے ہیں تو اگر ایسا کر دکھایا تو تم کیا کرو گے حالانکہ تم لوگوں نے اس شخص کو پناہ دی ہے اور مسلمانوں کے بیت المال کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے،

اس پر صبرہ بن شیمان نے جواب دیا اور وہ ذرا موٹی عقل کا آدمی تھا اگر احنف مدد کے لئے آیا تو میں آؤں گا اگر حتات آیا تو میں بھی آؤں گا اگر شبان آیا تو وہ ہم ہی لوگوں میں سے ہیں، زیاد کہتا ہے کہ مجھے اس کی اس بات پر اتنی ہنسی آئی کہ میں لوٹ پوٹ ہوگیا اور میں نے اپنی زندگی میں اتنا سخت دھوکہ نہ کھایا تھا جتنا کہ اس دن کھایا اور اتنا کبھی رسوا نہیں ہوا جتنا کہ اس دن رسوا ہوا اور یہ سب میری ہنسی کے باعث ہوا تھا۔

زیاد کی حضرت علیؓ سے امداد طلبی

یہ حالات دیکھ کر زیاد نے حضرت علیؓ کے پاس ایک خط تحریر کیا کہ ابن الحضرمی شام سے آیا ہوا ہے اور بنو تمیم کے گھر میں مقیم ہے وہ حضرت عثمانؓ کے قصاص کا مطالبہ کر رہا ہے اور لوگوں کو جنگ کی دعوت دے رہا ہے بنو تمیم اور بصرہ کے اکثر باشندوں نے اس کی بیعت کر لی ہے اور میرے ساتھ ایسے لوگ باقی نہیں رہے جو اسے اس کے عزائم سے روک سکیں میں نے صبرہ بن شیمان سے پناہ طلب کی ہے اور بیت المال اس کی حفاظت میں دے دیا ہے اور میں دارالامارہ سے اس کے پاس منتقل ہوگیا ہوں، شیعان عثمانؓ ابن الحضرمی کے ساتھ گٹھ جوڑ میں ہے۔

اعین بن ضبیعہ مجاشی کا قتل

حضرت علیؓ نے اعین بن ضبیعہ مجاشی کو بصرہ روانہ کیا تا کہ وہ جا کر اپنی قوم کو ابن الحضرمی کے مکاریوں سے آگاہ کرے حضرت علیؓ نے ان سے فرمایا تم وہاں جا کر اپنی ابن الحضرمی کے بارے میں غور کرنا اگر ابن الحضرمی کی جماعت اس سے جدا ہو جاتی ہے تو یہی تیرا مقصود اصل ہے اگر ان کا معاملہ سرکشی اور ہٹ دھرمی تک پہنچ جاتا ہے تو ان پر ٹوٹ پڑو اور ان سے جہاد کرو اور اگر تجھے اپنے ساتھیوں پر بھروسہ نہ ہو کہ وہ تیرا ساتھ نہ دیگا تو ان کی آؤ بھگت کرو اور انہیں ڈھیل دو پھر ان کی باتوں پر خوب غور وفکر کرو اور تمام حالات پر گہری نظر رکھو اس طرح اللہ کا لشکر تم پر سایہ کر لیں گے اور تو ظالموں سے مقابلہ کر سکے گا۔

اعین بن ضبیعہ بصرہ پہنچا اور زیاد کے پاس قیام کیا پھر اپنی قوم کے پاس آ کر کچھ آدمیوں کو جمع کیا اور انہیں ساتھ لیکر ابن الحضرمی کے پاس گیا اس نے ان لوگوں کو دیکھ کر برا بھلا کہا تو یہ لوگ وہاں سے واپس آ گئے تو ان کی قوم نے انہیں قتل کر دیا،

جب اعین قتل ہو گیا تو زیاد نے ان لوگوں سے جنگ کا ارادہ کیا تو بنو تمیم نے ازدیوں کے پاس پیغام بھیجا تم نے جس شخص کو پناہ دی ہے ہم سے کوئی تعرض نہیں کرتے اور نہ اس کے کسی ساتھی پر ہم ہاتھ اٹھاتے ہیں تو تمہیں ہمارے پناہ گیر دشمن سے کیا واسطہ، جب ازدیوں کے پاس یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے جنگ کو برا سمجھا اور بولے اگر یہ لوگ ہمارے پناہ گیر پر حملہ کریں گے تو ہم ان کا بھرپور مقابلہ کریں گے لیکن اگر وہ ہمارے پناہ گیر پر حملہ نہیں کرتے اور ان پر ہاتھ نہیں اٹھاتے تو ہم بھی ان کے پناہ گیر پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے انہوں نے یہ فیصلہ کر کے جنگ سے ہاتھ روک لیا۔

زیاد کا حضرت علیؓ کے نام دوسرا خط

یہ واقعات پیش آنے کے بعد زیاد نے حضرت علیؓ کو دوسرا خط تحریر کیا:-

> اعین بن ضبیعہ بصرہ آیا اپنے قبیلہ میں سے ان لوگوں کو جمع کیا جو ان کی اطاعت میں پیش پیش تھے پھر وہ ان لوگوں کو ساتھ لیکر خلوص نیت کے ساتھ ابن الحضرمی کے پاس گیا اور انہیں اطاعت پر ابھارا اور اختلافات ختم کرنے فتنہ سے روکنے کی دعوت دی اس پر اس کی قوم کے اکثر لوگوں نے اس کی حمایت کی اور اس کے گرد جمع ہو گئے اور اکثر لوگوں نے ابن الحضرمی کا ساتھ چھوڑ دیا اور اسکی مدد سے ہاتھ روک لیا لیکن اس طرح اس کی قوم میں اختلاف پیدا ہو گیا اور جب اعین گھر واپس آیا تو اس کی قوم نے اسے دھوکہ سے قتل کر دیا، اللہ اعین پر رحم کرے میں نے اس بات پر ان لوگوں سے جنگ کرنا چاہا لیکن میرے ساتھ کوئی ایسا شخص نہیں تھا جو ان پر بھاری ہوتا، پھر دونوں قبیلوں نے ایک دوسروں کے پاس پیغامات بھیجے اور ہر ایک نے دوسرے سے جنگ کرنے سے ہاتھ روک لیا۔

جاریہ کا ابن الحضرمی کو زندہ آگ میں جلانا

جب حضرت علیؓ نے یہ خط پڑھا تو جاریہ ابن قدامہ السعدی کو پچاس آدمیوں کے ساتھ روانہ کیا اور ایک روایت میں ہے کہ ان کے ساتھ پانچ سو آدمی تھے اور زیاد کے نام ایک خط تیار کیا جس میں اس کی رائے اور طریقہ کی تصویب کی تھی اور اس خط میں زیاد کو جاریہ بن قدامہ کی امداد کرنے کا حکم دیا گیا تھا، جاریہ بن قدامہ جب بصرہ پہنچا تو زیاد سے ملا اور اس سے کہا کہ تیار ہو جا کہ کہیں تیرا بھی وہی حشر نہ ہو جو تیرے ساتھی اعین کا ہو چکا ہے اور اپنی قوم سے کسی پر بھروسہ نہ کر، اس کے بعد جاریہ اپنی قوم کے پاس گیا اور انہیں حضرت علیؓ کا خط پڑھ کر سنایا اور بہت سے وعدے کئے اس کی قوم کی اکثر افراد نے اس کی بات قبول کر لی اور اس کے ساتھ ملکر ابن الحضرمی کے پاس گیا اور دار السنبل میں اس کا محاصرہ کر لیا پھر جاریہ نے اس کے گھر کو آگ لگا کر ابن الحضرمی اور اس کے ستر ساتھیوں کو زندہ جلا دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کے ساتھ چالیس فراد تھے یہ دیکھ کر جو لوگ ابن الحضرمی کے ہمنوا تھے وہ منتشر ہو گئے اور زیاد دار الامارہ واپس آ گیا اور ایک خط لکھ کر ضبیان بن عمارہ کے ہاتھ حضرت علیؓ کے پاس روانہ کیا، خط میں تحریر تھا:

> ہ جاریہ ہمارے پاس پہنچا پھر وہ ابن الحضرمی کے پاس گیا اور اس سے جنگ کی حتیٰ کہ ابن الحضرمی نے مجبور ہو کر بنو تمیم کے ایک گھر میں پناہ لی اور اس کے ساتھ اس کے کچھ آدمی تھے جاریہ بن قدامہ نے انہیں ڈرایا اور انہیں اطاعت کی دعوت دی لیکن انہوں نے کوئی بات قبول نہیں کی اور نہ ہی اپنے خیالات سے باز آئے آخر جاریہ بن قدامہ نے ان کے گھر کو آگ لگا کر ان سب کو زندہ جلا دیا اور کہا جو شخص سرکشی اور نا فرمانی کرے تو اس کیلئے تباہی ہو۔

عمرو بن عرندس کے فخریہ اشعار

اس واقعہ پر معرو بن عرندس عودی نے یہ فخریہ اشعار کہے:

ردد نا زیاداً الی داره.
وجار تمیم دخانا ذهب
(ترجمہ) ہم لوگوں نے زیاد کو اس کے گھر تک پہنچا دیا اور تمیم کا پڑوسی دھواں بن کر اڑ گیا،
لحى الله قوماً شوّ واجارهم.
وللشاء بالدرهمين الشعب
(ترجمہ) اللہ اس قوم کو تباہ کرے جو پناہ گیر کو بھون دیتی ہو جیسے وہ دو درہم میں چھیلی ہوئی بکری ہو،
ينادي الخناق وخمانها .
وقد سمطوا راسه باللهب

(ترجمہ) جس کا گلہ گھوٹنے کے لئے رسی اور خادم بلائے
جا رہے ہیں اور ان کے سر شعلوں سے جھلس رہے ہیں ،

ونحن اناس لنا عادةَ .
مخاصی عن الجار ان یغتصب

(ترجمہ) اور ہم لوگوں کی ہمیشہ سے یہ عادت ہے
کہ اپنی پناہ میں آنے والوں کی ہرطرح سے حفاظت کریں ۔

حیناه اوسل ابیاتنا .
ولا یمنع الجار الا الحسب

(ترجمہ) ہم نے زیاد کی حفاظت کی جب وہ ہمارے گھر آیا
اور خاندانی حسب والا ہی اپنے پڑوسی کی حفاظت کرسکتا ہے ،

ولم یعرفوا حرمةَ للْجوا .
واذا عظم الجار قوم نجب

(ترجمہ) ان لوگوں نے پڑوسی کی حرمت تک نہ پہچانی
حالانکہ شریف قوم کی نظر میں پڑوسی کی بڑی اہمیت ہے ،

کفعلهم قبلنا بالزبیر.
عشیةَ اذبزّهُ یستلب

(ترجمہ) اس سے قبل حضرت زبیرؓ کے ساتھ جبکہ ان کا شام
کے وقت سامان لوٹا جارہا تھا جو کچھ کیا تھا وہی آج کر رہے ہیں ،

ازد کے مدح میں جریر کی اشعار

کچھ زمانہ کے بعد جریر بن عطیہ بن الخطفی نے فرزوق کے ممدوح مجاشع کے ہجو میں یہ اشعار کہے:

غدرتم بالزبیر فما دفیتم .
وفاء الازدمنعوا زیاداَ

(ترجمہ) تم نے تو حضرت زبیر کے ساتھ بھی غداری کی
اورتم نے ازد کی طرح وفا نہ کی جسے انہوں نے زیاد کی حفاظت کی تھی ،

فاصبح جارهم بنحاةِ عزّ
وجار مجاشع امسیٰ رماداَ .

(ترجمہ) ازد کا پڑوسی باعزت رہا،
اور مجاشع کا پڑوسی راکھ کا ڈھیر ہو گیا،

فلو عاقدت جبل ابی سعید.

لـذا د الـقـوم ُمـا حـمـل الـنـجـاداَ
وادنـــیٰ الـخـیـل مــن رهـج الـمـنـایـا
واغشـاهــا الاسـنـة ُوالـصـعـاداَ
(ترجمہ)اور گھوڑوں کو موت کی قریب کر دیتی ہے
اور نیزے سے اسے ڈھانپ دیتی لیتی ہے۔

حضرت علیؓ کے خلاف شر پسندوں کی شورش

خریت ابن راشد کی بغاوت

ہشام بن محمد نے بسند ابومخنف، حارث الازدی، عبداللہ بن فقیم سے روایت کیا ہے کہ خریت بن راشد حضرت علیؓ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ بنوناجیہ کے تین سو آدمی تھے جو کوفہ میں حضرت علیؓ کے ساتھ مقیم تھے اور یہ لوگ بصرہ سے آئے تھے اور جنگ جمل اور جنگ صفین اور جنگ نہروان میں حضرت علیؓ کے ساتھ شریک تھے۔

اے علیؓ! میں آئندہ آپ کا ساتھ نہ دونگا

الغرض خریت بن راشد تیس سواروں کے ساتھ آیا اور یہ اپنے سواروں کے درمیان میں تھا حضرت علیؓ کے پاس پہنچ کر یہ سامنے آ کھڑا ہو گیا اور کہا اے علیؓ! نہ تو میں آئندہ آپ کا ساتھ دونگا اور نہ ہی آپ کے پیچھے نماز پڑھونگا اور میں کل سے آپ کا ساتھ چھوڑ دونگا، یہ واقعہ حکمین کی تحکیم کے بعد پیش آیا تھا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا تیری ماں تجھے روئے اگر تو ایسا کریگا تو اس وقت تو یقیناً اللہ کی نافرمانی کریگا اپنے عہد و پیمان کو توڑے گا اور اپنے علاوہ کسی اور کا نقصان نہ کریگا آخر یہ بتاؤ تم ایسا کیوں کرنا چاہتے ہو، خریت نے جواب دیا اس لئے کہ آپ نے کتاب میں حکم کو قبول کیا اور آپ نے حق کے معاملہ میں کمزوری دکھائی جبکہ کوشش پوری ہو چکی تھی اور دشمن مغلوب ہونے والا تھا کہ آپ نے ظالم قوم پر بھروسہ کیا اور اس وقت میں آپ کو دیکھنے آیا ہوں اور آپ لوگوں پر نکتہ چینی کرنے آیا ہوں اور میں نے آپ لوگوں کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔

حضرت علیؓ نے فرمایا آمیں تجھے کتاب اللہ کا درس دوں تیرے سامنے سنت رسولؐ پیش کروں اور تجھے حق کی وہ باتیں بتاؤں جنہیں میں تم سے زیادہ جانتا ہوں شاید اس طرح جس چیز سے تو انکار کر رہا ہے اسے قبول کر لے اور جس چیز سے تو اس وقت جاہل ہے وہ تجھے معلوم ہو جائے،

خریت بن راشد نے کہا اچھا میں آپ کے پاس پھر کبھی آؤں گا، حضرت علیؓ نے فرمایا دیکھو کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطان تجھے دھوکہ میں مبتلا کر دے تو اپنی جہالت کو معمولی نہ سمجھ، خدا کی قسم! تو اگر میرے پاس نصیحت لینے اور ہدایت حاصل کرنے کے لئے آئیگا تو میں تجھے ہدایت کا راستہ دکھاؤں گا۔

مصالحت کی کوشش

اس کے بعد خریت بن راشد اپنے گھر چلا گیا، عبداللہ بن فقیم کہتا ہے کہ میں اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا کیونکہ اس کا ایک چچازاد بھائی میرا دوست تھا میرے دل میں یہ بات تھی کہ میں اپنے دوست کے پاس جا کر اسے خریت کے بارے میں تمام حال بتا دوں اور اسے امیر المومنین کی اطاعت اور فرمانبرداری کا حکم دوں اور اسے بتاؤں کہ امیر المومنین کی اطاعت اس کی دنیا اور آخرت کے لئے بہتر ہے یہ سوچ کر میں اس کی گھر کی طرف چلا اور وہ مجھ سے آگے بڑھ گیا تھا میں اس کے گھر کے دروازے پر پہنچ کر رک گیا اس وقت اس کے گھر میں اس کے بہت سارے ساتھی جمع تھے جو حضرت علیؓ کے پاس نہیں آئے تھے۔

خریت کا ساتھیوں سے اظہارِ خیال

خریت بن راشد نے اندر پہنچ کر اپنے ساتھیوں سے کہا خدا کی قسم! حضرت علیؓ نے تو کوئی پختہ بات نہیں کی اور نہ ہی کسی بات کا پختہ جواب دیا، میں حضرت علیؓ سے یہ کہکر آیا ہوں کہ میں کل ان سے ملوں گا لیکن میرا خیال ہے کہ میں اس سے علیحدہ ہو جاؤں اور اس سے کبھی بھی نہ ملوں، اس کے اکثر ساتھیوں نے جواب دیا جب تک کل تم اس کے پاس نہ جاؤ کوئی فیصلہ نہ کرو اگر حضرت علیؓ تم سے کوئی ایسی بات کرے جو تمہارے لئے قابل قبول ہو تو تم اسے ضرور قبول کرلو اگر ایسی بات کرے جو تجھے پسند نہ ہو تو تم ان کا ساتھ چھوڑنے کا حق رکھتے ہو اس پر خریت بن راشد نے جواب دیا اگر تم لوگوں کی یہی رائے ہے تو میں اس پر ضرور عمل کروں گا۔

عبداللہ بن فقیم کی خریت کو نصیحت

راوی کہتا ہے کہ پھر میں نے ان لوگوں سے اندر آنے کی اجازت مانگی جب اجازت مل گئی تو میں اندر گیا اور میں نے خریت سے کہا میں تجھے خدا کا قسم دیتا ہوں اگر تو جماعۃ المسلمین اور امیر المومنینؓ سے جدا ہو جائیگا تو اس صورت میں بھی تو قتل ہو جائیگا اور تیرے اہل قبیلہ پر بھی شامت آئیگی، خریت نے جواب دیا اچھا تو میں صبح حضرت علیؓ کے پاس آؤں گا اور ان کے دلائل سنوں گا اور جو کچھ وہ نصیحت کریگا اس پر غور کروں گا اگر میں اسے حق اور اپنے لئے بہتر خیال کروں تو اسپر عمل کروں گا اور اگر میرے نزدیک ان کی رائے گمراہی اور ظلم پر مبنی ہوگی تو میں ان کا ساتھ چھوڑ دونگا،

عبداللہ کی خیرخواہانہ کوشش

اس گفتگو کے بعد میں اس کے چچازاد بھائی کے پاس گیا جو اس کے خاص اور مقرب لوگوں میں سے تھا اور اس کا نام مدرک بن ریان تھا یہ عرب کے مشہور بہادروں میں سے تھا میں نے اس سے کہا ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر اور بالخصوص تیری دوستی کا جو مجھ پر حق ہے اس کا واسطہ دیکر کہتا ہوں تیرے چچازاد بھائی خریت نے جو رائے قائم کی ہے جس کا تجھے بھی علم ہے تو اسے اس کی برائی سمجھا اور اس کی رائے تبدیل کرنے کی کوشش کر، کیونکہ مجھے خوف ہے کہ اگر اس نے امیر المومنین کا ساتھ چھوڑ دیا تو وہ خود بھی اپنے آپ کو تباہ کریگا اور اہل قبیلہ کو بھی مروائے گا۔

مدرک بن ریان نے جواب دیا اللہ تجھے جزائے خیر دے تو نے بھائی چارگی کا حق ادا کر دیا تو نے اچھی نصیحت

کی اور آئندہ پیش آنے والے خطرات سے بھی آگاہ کر دیا اگر میرا چچازاد بھائی امیر المومنین کا ساتھ چھوڑ دیگا تو میں خود بھی اس کا ساتھ چھوڑ دونگا میں اس کے لئے تمام لوگوں سے سخت ہوں میں خلوت میں اس کے پاس جاؤں گا اور اسے مشورہ دونگا کہ وہ امیر المومنین کا ساتھ نہ چھوڑے اور امیر المومنین کی فرمانبرداری کرے کیونکہ اسی میں اس کے لئے بھلائی ہے۔

علیؓ کی دوراندیشی

اس گفتگو کے بعد میں مدرک بن ریان کے پاس سے واپس آیا اور امیر المومنین کے پاس جانے کا ارادہ کیا تا کہ میں انہیں تمام گفتگو سے آگاہ کردوں لیکن چونکہ مدرک کی گفتگو سے میرا دل مطمئن ہو چکا تھا اس لئے میں اپنے گھر جا کر سو گیا اور اگلے روز چاشت کے وقت امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا میں امیر المومنین کی مجلس میں کافی دیر بیٹھا رہا میں چاہ رہا تھا کہ امیر المومنین سے خلوت میں اس کے متعلق گفتگو کروں لیکن مجلس لمبی ہو چکی تھی اور لوگوں کے آنے جانے میں مزید اضافہ ہو رہا تھا اس لئے میں اپنی جگہ سے اٹھ کر ان کے قریب گیا اور پیچھے جا کر بیٹھ گیا اور میں نے ایک بات کرنے کی اجازت طلب کی تو امیر المومنین نے بات سننے کے لئے اپنا کان میری طرف کر دیا میں نے خریت بن راشد کے واقعات، ان کی گفتگو اور اس کا جواب بیان کیا اور خریت کے چچازاد بھائی سے جو گفتگو ہوئی تھی وہ بھی بیان کر دی، امیر المومنین نے فرمایا اس کا تذکرہ ہی چھوڑ دو اگر اس نے حق کو سمجھ کر قبول کر لیا تو ہم بھی اس کا عذر قبول کر لیں گے اور اگر اس نے انکار کر دیا تو پھر ہم اس سے ضرور مواخذہ کریں گے، میں نے عرض کیا امیر المومنین! کیوں نہ اسے اسی وقت پکڑ کر قید کر دیں، امیر المومنین نے جواب دیا اس صورت میں یہ ہوگا کہ جتنے بھی لوگ اس کے ساتھ اس بغاوت میں شریک ہیں ہمیں ان سب کو قید کرنا ہوگا اور میں اتنے لاتعداد لوگوں کو اس وقت قید کرنا یا سزا دینا مناسب نہیں سمجھتا جب تک وہ کھلم کھلا ہمارے خلاف بغاوت نہ کر دیں۔

راوی کہتا ہے کہ میں امیر المومنین کا جواب سن کر ان کے پاس سے اٹھ کر آ گیا اور مجلس میں اپنی جگہ آ کر بیٹھ گیا لیکن کچھ دیر کے بعد امیر المومنین نے مجھے دوبارہ اپنے قریب بلایا جب میں ان کے قریب پہنچا تو فرمایا اس شخص کے گھر جاؤ اور دیکھو وہ کیا کر رہا ہے کیونکہ وہ روزانہ اس وقت میرے پاس آتا تھا، چنانچہ میں اس کے گھر پہنچا تو وہاں کوئی شخص نہیں تھا اس کے بعد میں ان لوگوں کے دوسرے مکان میں گیا لیکن وہاں تو کوئی جواب دینے والا بھی نہ تھا میں مجبوراً وہاں سے واپس لوٹ آیا۔

علیؓ کی خریت اور اس کے ساتھیوں پر بددعا

جب میں حضرت علیؓ کے خدمت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا کیا وہ اپنی جگہ پر قائم ہے یا علیحدگی اختیار کر کے کوچ کر چکے ہیں؟ میں نے عرض کیا وہ یہاں سے کوچ کر چکے ہیں اور اس طرح انہوں نے کھلم کھلا بغاوت کی ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا اگر انہوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالیٰ ان پر ایسا عذاب نازل کرے جیسا کہ اس نے قوم عاد اور قوم ثمود پر نازل کیا اگر انہیں نیزوں سے چھیدا جاتا یا ان کی گردنوں کو تلواروں سے تن سے جدا کر دیا جاتا تو شاید یہ نادم نہ ہوتے ان لوگوں کو آج شیطان نے ورغلا کر گمراہ کر دیا ہے اور وہ کل ان سے جدا ہو کر ان کا ساتھ چھوڑ کر چلا جائیگا۔

خریت بن راشد کا تعاقب

زیاد بن خصفہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! ان کے جانے سے کوئی زیادہ نقصان نہیں ہوا کیونکہ وہ اگر ہمارے ساتھ رہتے تو لوگوں کو ورغلاتے رہتے اور اس طرح ان کی تعداد میں دن بدن اضافہ ہوتا رہتا، اور ان کے چلے جانے سے ہماری تعداد میں کوئی خاص کمی نہیں ہوگی لیکن مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں وہ آپ کے پاس آنے جانے والوں کا ذہن خراب نہ کر ڈالیں اس لئے مجھے ان کے تعاقب کی اجازت دیجئے تاکہ میں ان لوگوں کو پکڑ کر آپ کے پاس لے آؤں،

حضرت علیؓ نے پوچھا کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ لوگ کدھر گئے ہیں؟ زیاد بن خصفہ نے جواب دیا مجھے تو ان کے بارے میں کوئی معلومات نہیں البتہ میں انہیں تلاش کر لوں گا اور ان کے نقش قدم کی مدد سے ان کی ٹوہ لگاؤں گا۔

حضرت علیؓ نے فرمایا اچھا ٹھیک ہے جاؤ اللہ تم پر رحم کرے یہاں سے چلکر تم دیرابوموسیٰ میں قیام کرو اور جب تک میرا دوسرا حکم تمہارے پاس نہ پہنچ جائے اس وقت تک آگے کوچ نہ کرو کیونکہ اگر وہ لوگ جوق در جوق یہاں سے نکلے ہیں تو عنقریب میرے عامل مجھے اس کی اطلاع کر دیں گے اور اگر وہ متفرق طور پر چھپ کر گئے ہیں تو یہ بات عمال کے لئے مخفی ہوگی میں تمام عمال کو ان لوگوں کی تلاش کے لئے خط لکھوں گا، اس کے بعد حضرت علیؓ نے تمام عمال کے نام ایک حکم نامہ تحریر کیا اور اس میں لکھا کہ کچھ لوگ یہاں سے بھاگ کر گئے ہیں اور میرا خیال ہے کہ وہ بصرہ کے علاقے کی طرف گئے ہیں تم اپنے شہر کے باشندوں سے ان کے بارے میں معلومات حاصل کرو اور اپنے علاقوں میں چاروں طرف جاسوس پھیلا دو اور ان کے بارے میں جو بھی معلومات حاصل ہوں وہ مجھے تحریر کرو۔

زیاد بن خصفہ کی تحریر

زیاد بن خصفہ کوفہ سے چل کر دیرابوموسیٰ میں پہنچا اور وہاں پہنچ کر اپنے تمام ساتھیوں کو جمع کیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

اے بکر بن وائل امیر المومنین نے مجھے ایک ایسی مہم میں روانہ کیا ہے جو ان کے نزدیک انتہائی اہم ہے اور مجھے اس سلسلہ میں اس بات کی تاکید کی ہے کہ جہاں تک ہو سکے میں اس بارے میں اپنی مقدور بھر کوشش کروں تم لوگ ان کی جماعت میں داخل ہوا اور ان کے معین اور مددگار رہو، تمہارا قبیلہ ان کے نزدیک باقی تمام قبائل میں سب سے زیادہ بااعتماد ہے تم لوگ اس وقت میرے ساتھ جنگ کے لئے چلو اور اس میں انتہائی عجلت سے کام لو۔

راوی کہتا ہے کہ اس وقت اس تقریر پر ایک سو بیس یا ایک سو تیس آدمی تیار ہو گئے، زیاد بن خصفہ نے کہا اتنے ہی لوگ کافی ہیں اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں یہ دستہ پل پار کر کے دیرابوموسیٰ جا کر ٹھہرا اور وہاں امیر المومنین کے انتظار میں مقیم رہا۔

قرظہ بن کعب کا خط

ابومخنف نے اپنی سند سے عبداللہ بن وال التیمی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں امیر المومنین کے مجلس میں بیٹھا ہوا تھا کہ اسی وقت قرظہ بن کعب الانصاری کی طرف سے ایک قاصد خط لیکر آیا جس میں یہ تحریر تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،

میں امیر المومنین کو مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے کوفہ کی جانب سے کچھ سواروں کو آتے ہوئے دیکھا اور ان کا رخ نضر کی جانب تھا یہ لوگ فرات کے نشیبی علاقہ کی جانب سے گذرے وہاں ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس کا نام زاذان فروخ تھا اور اس کے ننہال بنو ناجیہ کی ایک جماعت اس کے پاس گئی اور اس سے سوال کیا کہ تو مسلمان ہے یا کافر اس نے جواب دیا میں مسلمان ہوں ان لوگوں نے اس سے دوسرا سوال تم حضرت علیؓ کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اس نے جواب دیا میں تو اس کی تعریف کرتا ہوں اور میرے نزدیک وہ امیر المومنین اور سید البشر ہیں ان لوگوں نے جواب دیا اے اللہ کے دشمن تو نے کفر کیا اس کے بعد ان لوگوں نے ان پر حملہ کر دیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے، مذکورہ شخص کے ساتھ ایک اور آدمی تھا جو ذمی تھا ان لوگوں نے اس ذمی سے سوال کیا تم کون ہو اس نے جواب دیا میں ایک ذمی ہوں اس پر یہ جماعت بول پڑی کہ ذمیوں کا قتل ہمارے لئے جائز نہیں۔ بعد میں اس ذمی نے ہمارے پاس آ کر ہمیں ان تمام حالات سے مطلع کیا میں نے ہر آدمی سے اس جماعت کے بارے میں دریافت کیا لیکن اس ذمی کے علاوہ کسی نے بھی کوئی بات بیان نہیں کی، امیر المومنین اس معاملہ میں مجھے اپنی رائے سے مطلع فرمائیں میں آپ کی رائے اور حکم کا منتظر رہوں گا۔

حضرت علیؓ کا جواب

حضرت علیؓ نے قرظہ بن کعب کے خط کا جواب ان الفاظ میں تحریر فرمایا: تم نے ایک ایسی جماعت کا ارادہً قتل کیا ہے جس نے ایک مسلمان کو قتل کیا ہے اور ان لوگوں نے کسی کافر اور مخالف کو قتل نہیں کیا یہ تو ایک ایسی جماعت ہے جسے شیطان نے راستے سے ہٹا دیا اور یہ لوگ ان لوگوں کی طرح بن گئے ہیں جو اپنے زعم میں یہ خیال کرتے ہیں کہ کہیں کوئی فتنہ نہ پیدا ہو جائے لیکن خود اس فتنہ میں اندھے اور بہرے ہو چکے ہیں تو ان کی باتیں بھی سن لیں اور ان کی اعمال بھی دیکھ لیں، قیامت کے روز ان کے اعمال کا حال ان پر کھل جائیگا تو اپنے اعمال پر ثابت قدم رہ اور اپنا خراج پیش کرتا رہ اس صورت میں تو اطاعت پر قائم رہیگا۔

والسلام

حضرت علیؓ کا زیاد بن خصفہ کے نام خط

ابو مخنف نے بواسطہ ابو سعید عقیلی، عبداللہ بن وال کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے زیاد بن خصفہ کے نام ایک خط تحریر کیا اور مجھے خط پہنچانے کے لئے دیا میں اس وقت بالکل نوجوان تھا خط میں تحریر تھا:

امابعد! میں نے تمہیں یہ حکم دیا تھا کہ جب تک تمہارے پاس میرا حکم نہ پہنچے اس وقت تک تم دیر ابو موسیٰ میں قیام کرنا اور میں نے یہ حکم اس لئے دیا تھا تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ لشکر کو کس

جانب کوچ کرنا چاہیئے، میرے پاس ابھی ابھی یہ اطلاع پہنچی ہے کہ یہ لوگ نفر نامی گاؤں کی جانب گئے ہیں تم ان کے پیچھے جاؤ اور ان سے سوال کرو کیونکہ ان لوگوں نے اہل سواد میں سے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے قتل کر دیا ہے جب تم ان کے پاس پہنچو تو انہیں میرے پاس واپس لانے کی کوشش کرو اگر وہ واپس آنے سے انکار کرے تو ان سے مقابلہ کرو اور ان سے مقابلے میں اللہ سے مدد طلب کرو کیونکہ ان لوگوں نے حق کو ترک کر دیا ہے اور حرام خون کو بہایا ہے اور راہوں کو پرخطر بنا دیا۔ والسلام

عبداللہ بن وال کہتا ہے کہ میں خط لیکر کچھ دور چلا اور واپس آیا اور عرض کیا اے امیر المومنین! کیا زیاد کو خط پہنچانے کے بعد اسی کے ساتھ آپ کے دشمن کے مقابلہ پر نہ چلا جاؤں حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں اے بھتیجے تم جا سکتے ہو اور میری خواہش بھی یہی ہے کہ تو حق پر میرا معین و مددگار ہو میں نے عرض کیا خدا کی قسم ایسا ہی ہوگا اور آپ کی خواہش ضرور پوری ہوگی۔

عبداللہ بن وال کہتا ہے کہ خدا کی قسم مجھے امیر المومنین کا یہ ارشاد سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ محبوب ہے، ابن وال کہتا ہے میں خط لیکر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر زیاد بن خصفہ کی طرف چلا اور میں نے جنگ کے ارادے سے ہتھیار پہن لئے تھے جب میں زیاد کے پاس پہنچا تو زیاد نے مجھ سے کہا میں تجھ سے بے پرواہ نہیں ہوں میری طبعیت یہ چاہتی ہے کہ اس مہم میں تو بھی میرے ساتھ شریک ہو، میں نے جواب دیا میں پہلے ہی امیر المومنین سے اس کی اجازت طلب کر چکا ہوں زیاد میری بات سن کر بہت خوش ہوا۔

خریت بن راشد کی تلاش اور کامیابی

راوی کہتا ہے، ہم لوگ دیر ابوموسیٰ سے کوچ کر کے نفر پہنچے اور لوگوں سے اس خارجی جماعت کے بارے میں معلومات کیا تو پتہ چلا کہ وہ جرجرایا کی جانب گئے ہیں ہم جرجرایا پہنچے تو وہاں کے باشندوں کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ مذار کی طرف چلے گئے ہیں ہم مذار پہنچے اس وقت یہ جماعت وہیں مقیم تھی ان لوگوں نے وہاں ایک دن ایک رات قیام کیا اور اس دوران چارہ وغیرہ جمع کر رہے تھے کہ ہم ان کے سروں پر پہنچ گئے ان لوگوں نے جب ہمیں دیکھا تو فوراً اپنے گھوڑوں پر سوار ہو کر بھاگنے لگے تو ہم بالکل ان کے قریب ہو گئے۔

یہ دیکھ کر خریت بن راشد نے ہم لوگوں کو پکار کر کہا اے دلوں اور آنکھوں کے اندھوں! یہ تو بتاؤ کیا تم اللہ اور اس کی کتاب اور اس کی نبی کی سنت کا ساتھ دیتے ہو یا تم ظالم لوگوں کے ساتھ ہو؟ زیاد بن خصفہ نے جواب دیا ہم اللہ کے فرمانبردار ہیں اس نے جو کتاب نازل کی اور اس کے نبی کی سنت پر عمل کرنے والے ہیں اور اس کے پاس ہر عمل کا اجر ہے اور تیرے پیدا ہونے سے مرنے تک جو کچھ دنیا میں وجود میں آئیگا اس سے زیادہ اجر ہے،

خریت بن راشد نے سوال کیا کہ آخر تم کیا چاہتے ہو؟ زیاد بن خصفہ ایک تجربہ کار شخص تھا اس نے جواب دیا جو بھوک اور آفت ہم پر نازل ہوئی ہے وہ تو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے اور اب ہم اس حال میں پہنچ چکے ہیں کہ میں اپنے اور تیرے ساتھیوں کے روبرو کوئی گفتگو نہیں کرنا چاہتا بہتر یہی ہے کہ ہم دونوں سواری سے اتر کر کسی مقام میں خلوت میں گفتگو کریں اور تمام معاملات میں غور کریں اگر تجھے میری باتوں پر اپنا فائدہ نظر آئے تو اسے قبول کر لینا اور اگر میں تیری رائے میں اپنی اور تیری عافیت دیکھوں گا تو اسے ہرگز رد نہیں کروں گا اس پر خریت نے جواب دیا اچھا تم یہاں

قیام کرو۔

راوی کہتا ہے کہ زیاد ہمارے پاس واپس آیا اور کہا تم سب اس پانی کے مقام پر قیام کرو چنانچہ ہم نے پانی کے کنارے اتر کر قیام کیا اور ہم سب الگ الگ ٹولیوں میں بٹ گئے اور سب نے ملکر کھانا کھایا اور چشمے میں جا کر پانی پیا۔

زیاد بن خصفہ کی جنگی تدبیر

اس کے بعد زیاد نے ہم لوگوں سے کہا اپنے گھوڑوں پر زینیں ڈالو ہم نے گھوڑوں پر زینیں ڈالیں۔ زیاد ہمارے اور دشمنوں کے درمیان کھڑا ہو گیا اور دشمن بھی ایک کونے میں جا کر اتر گیا اس کے بعد زیاد دوبارہ ہمارے پاس آیا اور ہمیں متفکر اور منتشر دیکھ کر بولا تم اچھے جنگجو ہو، خدا کی قسم! اگر یہ لوگ تم پر اس حالت میں حملہ کر دیں تو اس کا انجام کیا ہو گا اگر ان کا مدمقابل کوئی اور ہوتا تو وہ تم سے زیادہ چوکنا رہتا، اس لئے فوراً اپنے گھوڑوں پر سوار ہو جاؤ، ہم نے فوراً حرکت کی اور اپنی ضروریات سے فارغ ہونے لگے۔ کچھ دیر کے بعد زیاد ہمارے پاس آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک ہڈی تھی جسے وہ منہ سے نوچ رہا تھا دو تین بار اسے نوچا پھر پانی پیا اور ہڈی اپنے ہاتھ سے پھینک دی اور پھر ہم سے مخاطب ہو کر بولا: اے لوگوں ہم دشمنوں کے بالکل قریب ہیں اور ہماری اور ان کی تعداد برابر ہے میں نے تمہیں بھی ڈرایا اور انہیں بھی ڈرایا میرا خیال ہے کہ گفتگو کے وقت ہر دو فریق کے پانچ پانچ آدمیوں سے زیادہ نہ رہیں لیکن انجام کار یہ نظر آ رہا ہے کہ ہماری اور ان کے درمیان جنگ ہو جائیگی اگر ایسا ہو گیا تو ہم ثابت قدمی سے ان کا مقابلہ کریں اور ان سے مقابلہ میں اللہ سے مدد طلب کریں اس کے بعد زیاد نے ہم سے کہا تم اپنے گھوڑوں کی لگامیں تھامے رکھو یہاں تک کہ میں ان کے قریب پہنچ کر ان کے امیر کو بلاؤں اور اس سے مذاکرات کروں اگر اس نے میری بیعت کر لی تو یہی ہمارا مقصد ہے اور اگر وہ اپنی بات پر اڑے رہے اور انکار کر دے تو جس وقت میں پکاروں تم گھوڑوں پر سوار ہو کر سب ایک ساتھ میرے پاس پہنچ جانا۔

زیاد سے خریت بن راشد کی گفتگو

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد زیاد بن خصفہ آگے بڑھے اور میں بھی اس کے قریب پہنچا تو زیاد نے ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا جو اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا تمہارے پاس ایک چست و چالاک جماعت آئی ہے اور تم سب آرام میں مبتلا ہو تم نے انہیں اتنا موقع دے دیا کہ وہ اتر کر کھا پی کر سیراب ہو گئے اور آرام کر کے تکان دور کر چکے اور یہ شخص یعنی زیاد بن خصفہ تمہارے بارے میں اچھی رائے نہیں رکھتا خدا کی قسم! تمہارے اور انکے درمیان ضرور جنگ ہو گی، ہمیں دیکھ کر وہ خوش ہو گئے جب ہم ان کے قریب پہنچے تو زیاد نے ان کے امیر کو آواز دی اس نے کہا تم اکیلے آؤ تو ہم تم سے کچھ گفتگو کریں تم اپنے ساتھ پانچ آدمی لیکر آئے ہو، میں نے زیاد سے کہا تم اپنے ساتھ تین آدمی رکھو اور ان سے کہو کہ وہ بھی تین آدمی ساتھ لیکر آئیں اور آپس میں گفتگو کریں زیاد نے مجھ سے کہا جو آدمی تم پسند کرو انہیں بلا لو، اس طرح دونوں فریق کی طرف سے پانچ پانچ آدمی آئے۔

زیاد نے خریت سے سوال کیا تم نے امیر المومنین اور ہم میں ایسی کون سی برائی دیکھی جس کی وجہ سے تم نے ہمارا ساتھ چھوڑ دیا؟ خریت نے جواب دیا میں تمہارے امیر اور تم لوگوں کی سیرت سے خوش نہیں ہوں اس لئے میں نے تمہارا ساتھ چھوڑ دیا ہے اور ان لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا ہوں میرا خیال یہ ہے کہ لوگوں کے مشورہ کے ساتھ کوئی خلیفہ

مقرر ہونا چاہیئے جب پوری امت ایک فرد واحد پر متفق ہو جائیگی تو میں بھی ان کے ساتھ شامل ہو جاؤنگا، زیاد نے جواب دیا افسوس! کیا امت کسی ایسے شخص کو متفقہ طور پر خلیفہ بنا سکتی ہے جو درجہ میں تیرے امیر کے برابر ہو جسے تو نے چھوڑ دیا کتاب اور سنت رسولؐ کا علم ان کے برابر کسے حاصل ہے ان چیزوں کے ساتھ ساتھ انہیں رسول اللہ کی قرابت بھی حاصل ہے اور اسلام میں بھی سبقت حاصل ہے، اس پر خریت نے کہا مجھے جو کچھ کہنا تھا وہ میں کہہ چکا۔

قاتلوں کا مطالبہ

اس کے بعد زیاد نے پوچھا کہ تم نے اس مسلمان کو کیوں قتل کیا تھا؟ خریت نے جواب دیا میں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ میری جماعت کے کچھ لوگوں نے اسے قتل کیا ہے، زیاد نے کہا اچھا تو پھر ان قاتلوں کو ہمارے حوالہ کردو، خریت نے کہا مجھے ان پر اختیار حاصل نہیں، زیاد نے کہا ایسا کیسے ہو سکتا ہے حالانکہ تو اس کام میں ان کا امیر ہے، اس پر خریت نے کہا میرا جواب وہی ہے جو تم سن چکے ہو۔

دو مسلمان دھڑوں کے درمیان خونریزی

راوی کہتا ہے کہ ہم نے اس بات پر اپنے ساتھیوں کو آواز دی اور خریت نے بھی اپنے ساتھیوں کو آواز دی پھر ہم نے آگے بڑھ کر ان پر حملہ کیا، خدا کی قسم میں نے کبھی اتنی سخت جنگ نہیں دیکھی تھی پہلے تو ہم لوگوں نے نیزے استعمال کئے لیکن لڑتے لڑتے وہ ٹوٹ کر بیکار ہو گئے تو ہم نے تلواریں نکال لیں جب وہ بھی لڑتے لڑتے ٹیڑھی ہو گئیں اور ہمارے اور ان کے اکثر گھوڑے زخمی ہو چکے تھے اور ہر دو فریق کے بہت سارے لوگ بھی زخمی ہو گئے ہم میں سے دو شخص مقتول ہوئے ایک زیاد کا غلام سوید اور ایک لڑکا جس کا نام واقد ابن بکر تھا اور ہم نے ان کے پانچ آدمی قتل کئے لڑتے لڑتے رات ہو گئی تو جنگ بند ہو گئی زیاد بھی زخمی ہوا اور میں بھی زخمی ہو گیا تھا اور دونوں طرف برابر کی نفری ابھی باقی تھی۔

خریت بن راشد کا فرار

راوی کہتا ہے کہ رات ہو جانے کے بعد دونوں فریق ایک دوسرے سے جدا ہو گئے اور میدان کے ایک طرف ہم نے قیام کیا وہ لوگ بھی آدھی رات تک دوسری جانب ٹھہرے رہے لیکن کچھ رات گذرنے کے بعد انہوں نے راہ فرار اختیار کر لی جب وہ بھاگنے لگے تو ہم نے ان کا پیچھا کیا ہم ان کی تلاش میں بصرہ تک پہنچ گئے وہاں پہنچ کر ہمیں معلوم ہوا کہ وہ اہواز کی جانب نکل گئے ہیں انہوں نے اہواز پہنچ کر ایک جگہ میں قیام کیا کوفہ میں جو ان کے ہمنوا تھے ان میں سے تقریباً دو سو آدمی ان کے ساتھ آکر مل گئے کیونکہ کوفہ میں رہتے ہوئے ان کی قوت نہ تھی اس لئے وہ کوفہ سے فرار ہو کر خریت کی تلاش میں نکل پڑے اور اہواز پہنچ کر خریت کی جماعت میں شامل ہو گئے اور وہیں اقامت اختیار کر لی۔

زیاد کا حضرت علیؓ کے نام خط

ان حالات سے امیر المؤمنین کو مطلع کرنے کے لئے زیاد بن خصفہ نے ایک خط تحریر کیا:

کہ اللہ کے دشمن بنو ناجیہ سے ہماری ملاقات مذار مقام پر ہوئی، ہم نے انہیں ہدایت اور کلمہ

حق کی دعوت دی اور انہیں جماعت کے اتحاد پر توجہ دلائی لیکن انہوں نے حق بات کو قبول نہیں کیا اور گمراہی پر اڑے رہے شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لئے اچھا کر دکھایا اور گناہ کے کاموں کے ذریعے عزت حاصل کرنے کو بہتر تصور کیا اس طرح شیطان نے انہیں راہ حق سے گمراہ کر دیا اور انہوں نے ہمارے مقابلہ کا ارادہ کیا ہم لوگ بھی ان کی گھات میں لگے رہے سورج ڈھلنے کے بعد ہمارے اور ان کے درمیان شدید جنگ ہوئی ہم میں سے دو نیک آدمی شہید ہوئے اور دشمن کے پانچ آدمی مردار ہوئے جب جنگ ختم ہوئی تو ہمارے اور ان کے بیشمار لوگ زخمی ہو چکے تھے اور جب رات کی تاریکی نے ہر چیز کو چھپا لیا تو انہوں نے اہواز کی طرف راہ فرار اختیار کر لی ہم ان کے تعاقب میں بصرہ پہنچے تو ہمیں معلوم ہوا کہ وہ اہواز کے ایک مقام پر قیام پذیر ہیں اب ہم بصرہ میں زخمیوں کے مرہم پٹی میں مصروف ہیں اور آپ کے حکم کے منتظر ہیں۔ والسلام

حضرت علیؓ کی طرف سے امدادی فوج کی روانگی

جب یہ خط حضرت علیؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے وہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا معقل بن قیس نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائیں ان لوگوں کی تلاش میں آپ نے کوئی دستہ روانہ نہیں کیا ہے حالانکہ ان خارجیوں کے مقابلہ کے لئے دس گنا بڑا لشکر ہونا چاہئے تھا ایک شخص کے مقابلہ میں کم از کم دس مسلمان ہوتا کہ جب دشمن سے مقابلہ ہو تو یہ ان کی جڑیں اکھاڑ پھینک دیں اور اگر برابر کی فوج ہوگی تو برابر کا ٹکراؤ ہوگا وہ لوگ بھی آخر عرب ہیں اور جب برابر کا ٹکراؤ ہوگا تو ہر فریق ثابت قدمی دکھائیگا اور اس طرح جنگ کا انجام بھی کچھ نہیں نکلتا۔

حضرت علیؓ نے معقل بن قیس سے مخاطب ہو کر فرمایا اچھا تم خود اس جماعت کے مقابلہ پر جانے کی تیاری کرو چنانچہ معقل بن قیس کوفہ کے دو ہزار آدمی لیکر چلے ان کے ساتھ یزید بن معقل بھی شرک بھی تھا۔

حضرت علیؓ کا ابن عباس کے نام حکم نامہ

اس فیصلہ کے بعد حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباسؓ کے نام ایک خط تحریر کیا تم اپنی جانب سے ایک بہادر شخص جو نیکی میں مشہور ہو روانہ کرو اور اس کے ساتھ دو ہزار کا لشکر معقل بن قیس کے پاس بھیج دو جب تک مذکورہ شخص بصرہ کے علاقے میں رہیگا اپنی فوج کا امیر ہوگا اور جب معقل بن قیس کے پاس پہنچ جائیگا تو دونوں لشکر کا امیر معقل بن قیس ہوگا اور اس شخص پر لازم ہوگا کہ وہ معقل کی بات سنے اور اس کی اطاعت کرے اور کسی بھی بات میں اس کی مخالفت نہ کرے اور زیاد بن خصفہ کو حکم دو کہ وہ اپنے ساتھیوں سمیت یہاں آ جائیں زیاد بن خصفہ ایک اچھا آدمی ہے اور اس کا مقتول بھی ایک اچھا آدمی تھا۔

حضرت علیؓ کا زیاد بن خصفہ کے نام خط

ابو مخنف نے ابوسعید العقیلی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے زیاد بن خصفہ کو بھی ایک خط تحریر کیا:

کہ تمہارا خط موصول ہوا تم نے ناجی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جو تحریر کیا ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے انکے دلوں میں مہر لگا دی ہے اور شیطان ان کے اعمال کو ان کے سامنے مزین کر کے پیش کرتا ہے اور وہ اس میں اندھے بنے ہوئے ہیں اور اس بارے میں اس کا گمان ہے کہ وہ کوئی بہتر کام کر رہے ہیں تو نے خریت بن راشد اور اس کے ساتھیوں کے جو حالات بیان کئے ہیں تو اس سلسلہ میں تیری اور تیرے تمام ساتھیوں کی کوشش صرف اور صرف اللہ کی خوشنودی کے خاطر ہے اور اس کا بدلہ بھی اللہ کے پاس محفوظ ہے کیونکہ تمہارے پاس جو کچھ بھی محفوظ ہے وہ سب ختم ہو جائیگا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہیگا اور جو لوگ صبر تحمل سے کام لیتے ہیں انہیں ہم بہترین بدلہ دیں گے تمہارا وہ دشمن جس سے تمہارا مقابلہ ہوا ان کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہدایت سے نکل کر گمراہی میں جا گریں ہیں اور پے در پے گمراہی کا ارتکاب کر رہے ہیں اور ان لوگوں کا کام حق بات کو ٹکرانا اور اپنے آپ کو فتنہ میں ڈالنا ہے انہیں ان کی گمراہی اور خود فریبی میں مبتلا رہنے دو اور انہیں ان کی سرکشی میں اندھا رہنے دو اگر تم خود غور سے سنو اور خود غور و فکر کرو تو تجھے معلوم ہو جائیگا کہ تو اس قلیل جماعت میں شامل ہے جو قیدیوں اور مقتولوں پر مشتمل ہے تم اپنے ساتھیوں کو لیکر ہمارے پاس آ جاؤ تم لوگوں نے اپنا اجر حاصل کر لیا کیونکہ تم نے اطاعت کی اور اچھا امتحان بھی دیا۔ والسلام

بنو ناجیہ کا خراج سے انکار

خریت بن راشد نے اہواز کے ایک جانب قیام کیا اس کے ساتھ اس کے خاندان کے بہت سے کاشتکار اس کے ساتھ جمع ہو گئے اور انہوں نے بھی اہواز میں اقامت اختیار کر لی اور ان سب نے خراج دینے سے انکار کر دیا ان کاشتکاروں کے علاوہ اور بھی بہت سارے لوگ اس کے ساتھ شامل ہو گئے جو خارجیوں کے ہم خیال اور ہمنوا تھے۔

حضرت علیؓ کے خلاف عام انتشار

عمرو بن شعبہ نے بسند ابوالحسن امام شعبی کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ نے اہل نہروان کو قتل کیا تو ایک بہت بڑی جماعت ان کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگئی اور گرد نواح میں ہر طرف بغاوتیں شروع ہو گئیں، بنو ناجیہ بھی مخالف بن گئے، اہل اہواز نے بھی بغاوت کر دی اور بصرہ میں ابن الحضرمی نے پہنچ کر ریشہ دوانیاں شروع کر دیں اور ذمیوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا فارسیوں نے فارس کے عامل سہیل بن حنیف کو وہاں سے نکال دیا، اس موقع پر حضرت عبداللہ بن عباس نے رائے پیش کی کہ آپ زیاد بن خصفہ کو فارس بھجد یجئے وہ وہاں کے لئے کافی ہے تو حضرت علیؓ نے ابن عباس کو حکم دیا کہ تم زیاد کو فارس روانہ کر دو، عبداللہ بن عباس کوفہ سے بسرہ تشریف لائے اور زیاد بن خصفہ کو ایک بڑا لشکر دیکر فارس روانہ کیا اس کے بعد زیاد نے اہل فارس کو خوب روندا یہاں تک کہ وہ خراج دینے پر رضامند ہو گئے اور خراج دینا شروع کیا۔

معقل بن قیس کی روانگی

ابو مخنف نے بواسطہ حارث بن کعب، عبداللہ بن فقیم کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں اور میرا بھائی معقل بن قیس

کے لشکر میں شامل تھا جب معقل نے لشکر لیکر چلنے کا ارادہ کیا تو حضرت علیؓ کے پاس اجازت طلب کرنے گئے تو حضرت علیؓ نے انہیں یہ نصیحت فرمائی:

اے معقل! جہاں تک تجھ میں طاقت ہو اللہ سے ڈر، کیونکہ مومن کے لئے اللہ کی طرف سے یہی حکم ہے کہ اہل قبیلہ پر دست درازی کے بہانے مت تلاش کر اور نہ اہل ذمہ پر ظلم کر اور ہرگز تکبر مت کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ متکبرین کو پسند نہیں کرتا، اس پر معقل نے کہا اللہ ہی مدد کرنے والا ہے حضرت علیؓ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بہترین مددگار ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد معقل بن قیس لشکر لیکر آگے بڑھے ہم بھی ان کے ساتھ تھے انہوں نے اہواز میں جا کر قیام کیا اور بصرہ کے لشکر کا انتظار کرنے لگے بصرہ کے لشکر پہنچنے میں جب تاخیر ہوگئی تو بادل نخواستہ معقل بن قیس نے اہل بصرہ سے ناامید ہو کر لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا:

> اے لوگو! ہم نے اہلؓ بصرہ کا بہت انتظار کیا لیکن وہ ابھی تک نہ پہنچ سکے الحمد للہ ہم لوگوں میں کوئی خوف نہیں پایا جاتا اور نہ ہی ہم واپسی کا ارادہ رکھتے ہیں اسلئے تم جلدی سے ان ذلیل دشمنوں کے مقام پر چلو اور ویسے بھی ان کی تعداد بہت معمولی ہے مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ تمہیں کامیاب کریگا اور دشمنوں کو تباہ و برباد کریگا،

اس پر میرے بھائی کعب بن فقیم نے کھڑے ہو کر عرض کیا اے امیر! اللہ آپ کو ہدایت دے آپ کی رائے نہایت درست ہے اور مجھے اللہ سے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے مقابلہ میں ہماری مدد فرمائیگا اور اگر خدانخواستہ ہمیں شکست ہوئی تو حق پر موت دنیا سے جدائی کا نام ہے، اس کے بعد معقل بن قیس نے ہمیں آگے بڑھنے کا حکم دیا اور فرمایا اللہ سے مانگتے ہوئے چلو، اس کے بعد ہم لوگوں نے کوچ کیا،

راوی کہتا ہے کہ واللہ معقل میرے ساتھ نہایت عزت واحترام سے پیش آتا اور پورے لشکر میں کسی کو بھی میرے برابر نہ سمجھتا تھا وہ گھڑی گھڑی مجھ سے کہتا تھا کہ تو نے کتنی بہتر بات کہی ہے کہ حق پر موت دنیا سے جدائی کا نام ہے خدا کی قسم! تم نے سچ کہا اور بہت عمدہ بات کہی یہ بھی تیرے ساتھ توفیق خداوندی تھی۔

عبداللہ بن عباس کا معقل کے نام خط

راوی کہتا ہے کہ ابھی ہم نے ایک روز کا سفر کیا تھا کہ ہمارے پاس قاصد پہنچا جو عبداللہ بن عباس کا خط لیکر آیا اس میں تحریر تھا کہ:

> اگر میرا قاسد تمہارے پاس اس منزل تک پہنچے جہاں تم مقیم ہو تو وہاں سے آگے نہ بڑھو اور وہیں قیام کرو حتیٰ کہ وہ لشکر تمہارے پاس نہ پہنچ جائیں جو میں نے یہاں سے روانہ کیا ہے میں نے تمہاری مدد کے لئے خالد بن معدان الطائی کو لشکر دیکر روانہ کیا ہے وہ انتہائی بہادر اور نیک سیرت لوگوں میں سے ہیں تم اس کی باتیں نہایت توجہ سے سنو اور اس سے اچھی طرح سے پیش آنا۔

بنو ناجیہ سے جنگ کی تیاری

معقل بن قیس نے یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور پھر اللہ کی حمد وثنا کی کیونکہ وہ اسی باعث پریشان بھی تھے ہم لوگوں نے اسی جگہ قیام کیا یہاں تک کہ خالد بن معدان الطائی اپنا لشکر لیکر ہمارے پاس پہنچ گیا اور ہمارے امیر کے پاس

آ کر حاکمانہ طور پر سلام کیا اور دونوں لشکر ایک جگہ جمع ہو گئے، پھر ہم لوگ خریت بن راشد کی تلاش میں نکلے وہ لوگ رامہرمز کے پہاڑوں پر چڑھ گئے تھے اور وہ وہاں ایک قلعہ میں محفوظ ہونا چاہتے تھے کہ اہل شہر نے ہمارے پاس آ کر ان کی نقل وحرکت اور ارادوں سے ہمیں مطلع کیا ہم ان کے پیچھے پیچھے چلے جب ہم ان کے قریب پہنچے تو وہ پہاڑ کے قریب پہنچ چکے تھے ہم نے صف بندی کی اور ان کی جانب بڑھے اور معقل نے اپنی فوج کو ترتیب دی میمنہ پر یزید بن المغفل اور میسرہ پر منجاب بن راشد الضبی کو امیر بنایا۔

خریت بن راشد الناجی نے عربوں اور اپنے ساتھیوں کو میمنہ پر رکھا شہریوں کاشتکاروں اور کردوں میں سے خراج کے منکرین جو اس کے ساتھ تھے انہیں میسرہ پر متعین کیا۔

معقل بن قیس کا خطبہ

راوی کہتا ہے کہ جب فوجوں کو ترتیب دیا جا چکا تو معقل نے اپنے فوجوں میں ایک چکر لگایا اور اس کے بعد اپنے لشکریوں سے مخاطب ہو کر فرمایا:

> اے اللہ کے بندوں تم دشمن کی جانب اپنے نگاہیں نہ اٹھاؤ بلکہ نگاہیں نیچی رکھو، باتیں کم کرو اور نیزہ زنی اور شمشیر زنی کو اپنا مقصد عین بناؤ ان سے جنگ کرنے میں تم اپنے لئے بشارت عظمیٰ سمجھو کیونکہ تم ان لوگوں سے جنگ کر رہے ہو جو دین سے خارج ہو چکے ہیں تمہارے مدمقابل وہ کاشتکار اور کردی ہیں جنہوں نے خراج دینے سے انکار کر دیا ہے تم میری جانب دیکھتے رہو جب میں حملہ کروں تو تم بھی فرد واحد کی طرح ایک دم سخت حملہ کر دو۔

فریقین کی جنگ

معقل بن قیس ہر صف کے سامنے پہنچ کر یہی تقریر کرتا رہا جب تمام لوگوں کو اپنا پیغام پہنچا چکا تو قلب لشکر میں آ کر کھڑا ہو گیا اور ہم یہ دیکھتے رہے کہ وہ کیا کرتا ہے اس نے اپنی سواری کو حرکت دی خدا کی قسم! ابھی تھوڑی دیر گذری تھی کہ دشمن پشت پھیر بھاگنے لگے، ہم نے دشمن کے لشکر میں سے بنو ناجیہ کے ستر آدمیوں کو چھید ڈالا اور تین سو کے قریب کاشتکاروں اور کردوں کو قتل کر دیا۔

کعب بن فقیم کہتا ہے کہ اس جنگ میں جو عرب مارے گئے تھے ان میں میرا دوست مدرک الریان بھی شامل تھا اور خریت بن راشد شکست کھا کر ساحل سمندر کی جانب بھاگ گیا وہاں اس کی قوم کے بہت سے لوگ قیام پذیر تھے وہ بھی وہاں جا کر مقیم ہو گیا اور ان لوگوں کو حضرت علیؓ کے خلاف ابھارتا رہا اور اکساتا رہا اور انہیں اس بات پر قائل کرتا رہا کہ اصل کامیابی تو حضرت علیؓ سے جنگ کرنے میں ہے اس کی اس تبلیغ کی وجہ سے اس کی قوم کے بہت سارے لوگ اس کے متبع ہو گئے۔

فتح کی خوشخبری

معقل بن قیس نے فتح کے بعد اہواز میں قیام کیا اور فتح کی خوشخبری لکھ کر میرے ہاتھ حضرت علیؓ کے پاس روانہ کیا اور میں ہی حضرت علی ب کا خط لیکر معقل بن قیس کے پاس آیا تھا خط کا مضمون کچھ اس طرح کا تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم،

معقل بن قیس کی طرف سے امیر المومنین علی بن ابی طالبؓ کی جانب، آپ پر سلام ہو، اولاً میں اس بابرکت ذات کی تعریف کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اسی ذات نے ہمیں اس جنگ میں کامیابی عطا کی، امابعد! ہم بے دین اور شیطان کے چیلوں سے ملے وہ ہمارے مقابلے میں مشرکین کو بھی ساتھ لائے تھے ہم نے انہیں عاد اور ارم کی طرح قتل کیا اور اس قتل میں ہم نے آپ کی عادت اور طریقہ سے تجاوز نہیں کیا نہ تو کسی بھاگنے والے کو قتل کیا اور نہ کسی قیدی کو اور نہ ہم نے ان کے کسی زخمی پر ہاتھ ڈالا، اللہ تعالیٰ آپ کی اور تمام مسلمانوں کی مدد فرمائیں اور تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔

کعب بن فقیم کہتا ہے کہ میں یہ خط لیکر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت علیؓ نے یہ خط لوگوں کو پڑھ کر سنایا اور ان سے مشورہ طلب کیا تمام لوگوں نے متفقہ رائے دی کہ آپ معقل بن قیس کو تحریر فرمائیں کہ وہ اس فاسق خریت بن راشد کا ہرگز پیچھا نہ چھوڑے تاوقتیکہ اسے قتل کر دیا جائے یا ملک بدر کر دیا جائے کیونکہ جب تک یہ زندہ رہیگا لوگوں کو آپ کے خلاف ابھارتا رہیگا اور ہم بھی اس وقت تک بے خوف نہیں رہ سکتے۔

حضرت علیؓ کا جواب

حضرت علیؓ نے معقل بن قیس کو خط کا جواب تحریر فرمایا اور میرے ہاتھ وہ خط روانہ کیا اور خط میں تحریر تھا کہ:

تمام تعریفیں اس ذات کے لئے ہیں جس نے اپنے محبوب بندوں کی مدد فرمائی اور اپنے دشمنوں کو ذلیل وخوار کیا اللہ تعالیٰ تجھے اور تمام مسلمانوں کو نیک جزاء عطا فرمائیں تم نے اچھا امتحان دیا اور تم پر جو کچھ حق تھا اسے پورا کیا تم خریت بن راشد کو تلاش کرو اور جس شہر میں وہ مقیم ہو وہاں پہنچ کر اسے یا تو قتل کر دو یا ملک بدر کر دو کیونکہ وہ جب تک زندہ ہے ہمیشہ مسلمانوں کا دشمن اور نافرمانوں کا دوست رہیگا۔ والسلام

سرکشوں کا اجتماع

حضرت علی خط جب معقل بن قیس کے پاس پہنچا تو اس نے خریت بن راشد کی چھان بین شروع کر دی تو پتہ چلا کہ وہ ساحل سمندر میں مقیم ہیں اس نے اپنی قوم کو علیؓ کا مخالف بنا دیا ہے اور اس کی قوم کی وجہ سے بنو عبد القیس اور جو قبائل ان کے حلیف تھے انہیں بھی اس نے اپنا ہمنوا بنالیا تھا،

خریت بن راشد کی قوم نے جنگ صفین کے دوران بھی اپنا زکوۃ روک لیا تھا اور اس دفعہ بھی انہوں نے زکوۃ دینے سے صراحتاً انکار کر دیا اس طرح ان پر دو سال کی زکوۃ واجب تھی، معقل بن قیس کوفیوں اور بصریوں کا لشکر لیکر ان کے مقابلہ کے لئے نکلے اور فارس کے علاوے سے گذرتے ہوئے سمندر کے قریب پہنچے، جب خریت بن راشد کو اس لشکر کشی کا علم ہوا تو اس نے اپنے تمام خارجی عقیدہ رکھنے والے ساتھیوں کو جمع کیا اور اس سے مشورہ کیا کہ میں اس معاملہ میں تمہاری رائے جاننا چاہتا ہوں کیونکہ حضرت علیؓ کے لئے یہ ہرگز ممکن نہیں تھا کہ وہ اللہ کے معاملہ میں لوگوں کو ثالث بنائیں یہ بات اس نے اپنے ہم خیال لوگوں کو نہایت آہستہ اور رازدارانہ انداز میں کہی، اس کے بعد بقیہ لوگوں نے بلند آواز میں کہا

کہ علیؓ نے حکم بنایا ہے اوراس پر رضامندی ظاہر کی پھر جو حکم اس نے اپنے لئے بہتر جانا خود ہی اسے ختم کر دیا اب اس نے جو اپنے لئے فیصلہ کیا ہے اور جس حکم کو اس نے اپنے لئے پسند کیا ہے میں اس پر راضی ہوں کوفہ سے جو لوگ اس کے ساتھ آئے تھے ان سب کی یہی رائے تھی۔

پھر خریت بن راشد نے عثمانؓ کی حامیین کو آہستہ سے کہا خدا کی قسم! میں تمہارے رائے کا حامی ہوں واللہ عثمانؓ مظلوم شہید کئے گئے ہیں اس طرح اس نے ہر جماعت کو راضی کر لیا اور ہر جماعت کے دل میں یہ بات ڈال دی کہ فی الواقع خریت ان کے ساتھ ہیں اور جن لوگوں نے زکوۃ دینے سے انکار کر دیا تھا ان سے کہا اپنے صدقات کو اپنے قبضہ میں رکھو اور اپنے رشتہ داروں پر خرچ کر کے صلہ رحمی کا حق ادا کرو اور اگر تمہیں پسند ہو تو اپنے فقراء پر خرچ کرو۔

دین اسلام کے بارے میں عیسائیوں کی رائے

ان لوگوں میں بہت سارے عیسائی تھے جو حال ہی میں اسلام لا چکے تھے لیکن جب انہوں نے مسلمانوں کی اختلافی صورت دیکھی تو کہنے لگے اس سے بہتر تو وہ دین تھا جو ہم چھوڑ کر آئے ہیں اور جس دین پر یہ لوگ ہیں اس سے زیادہ رشد وہدایت تو ہمارے دین میں پائی جاتی ہیں یہ کیسا دین ہیں کہ جو آپس میں ایک دوسرے کا خون بہانے سے بھی انہیں نہیں روکتا اس دین میں نہ تو راہیں محفوظ ہیں اور نہ یہ دین ای دوسرے کا مال چھیننے سے روکتا ہے اس بات پر انہوں نے دوبارہ دین عیسوی اختیار کر لی۔

خریت بن راشد نے ان مرتدین سے کہا تمہیں معلوم ہے جو نصرانیت چھوڑ کر اسلام قبول کرتا ہے اور دوبارہ نصرانی بن جاتا ہے علیؓ ان لوگوں کے بارے میں کیا حکم لگاتا ہے، خدا کی قسم! علیؓ ایسے لوگوں کی نہ تو کوئی بات سنتا ہے اور نہ کوئی عذر قبول کرتا ہے اور نہ ان کی توبہ قبول کرتا ہے اور نہ انہیں دوبارہ اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے بلکہ وہ تو ایسے لوگوں کو اسی وقت قتل کرا دیتا ہے،

اس طرح خریت بن راشد نے ہر فریق کو دھوکہ دیکر اپنے ساتھ ملاتا رہا، بنو ناجیہ اوران کے گردنواح میں جتنے لوگ آباد تھے وہ سب اس کے ساتھ ہو گئے الغرض اس کے جھنڈے کے نیچے بے شمار لوگ جمع ہو گئے۔

سرکشوں کا باہمی اختلاف اور مرتدین کا قتل

علی بن الحسن الازدی نے بسند عبدالرحمٰن بن ابی سلیمان، ابوطفیل کا یہ بیان ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے بنو ناجیہ کے پاس جو لشکر روانہ کیا تھا اس میں بھی شریک تھا جب ہم بنو ناجیہ کے پاس پہنچے تو انہیں تین ٹولیوں میں بٹا ہوا پایا ہمارے امیر معقل بن قیس نے ان میں سے ایک جماعت سے سوال کیا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم نصاریٰ ہیں ہم اپنے دین سے زیادہ کسی اور دین کو افضل نہیں سمجھتے اس لئے ہم اپنے دین پر قائم ہیں معقل نے انہیں جواب دیا اچھا تم علیحدہ رہو۔

معقل بن قیس نے دوسرے جماعت سے سوال کیا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم پہلے عیسائی تھے بعد میں اسلام لائے اور اب اسلام ہی پر قائم ہیں معقل نے ان سے بھی کہا تم علیحدہ ہو جاؤ،

اس کے بعد معقل بن قیس نے تیسرے فریق سے سوال کیا تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے جواب دیا ہم اولاً عیسائی تھے پھر اسلام لائے لیکن اب ہم سمجھتے ہیں ہمارا پہلا دین اس سے افضل ہے اس لئے ہم پھر عیسائی بن گئے ہیں معقل بن قیس

نے ان سے کہا اچھا اب تم اسلام لے آؤ تو انہوں نے انکار کیا تو معقل نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب میں اپنے سر پر تین دفعہ ہاتھ پھیروں تو تم اس تیسرے فریق پر فوراً سختی سے حملہ کر دو ان میں سے جولڑنے کے قابل ہیں انہیں قتل کر دو اور بچوں کو قید کر لو۔

الغرض جنگ ختم ہونے کے بعد ان بچوں کو حضرت علیؓ کی خدمت میں پیش کیا گیا جنہیں مصقلہ نے حضرت علیؓ سے دولاکھ درہم میں خرید لیا اس کے بعد مصقلہ نے حضرت علیؓ کو ایک لاکھ درہم پیش کیا تو حضرت علیؓ نے آدھی رقم لینے سے انکار کر دیا، مصقلہ نے ان تمام لڑکوں کو آزاد کر دیا اور دراہم لیکر بھاگ گیا اور امیر معاویہ کے ساتھ شامل ہو گیا لوگوں نے حضرت علیؓ سے کہا آپ ان لڑکوں کو پکڑ لیجئے لیکن حضرت علیؓ نے اس سے انکار کر دیا اور ان لڑکوں سے کسی بھی قسم کا کوئی تعرض نہیں کیا۔

حضرت علیؓ کا معقل بن قیس کے نام خط

ابو مخنف نے حارث بن کعب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب معقل بن قیس مرتدین کی جنگ سے فارغ ہوئے تو ہمارے پاس پہنچے اور حضرت علیؓ کا خط پڑھ کر سنایا اس میں تحریر تھا:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے بندے امیر المومنین علی بن ابی طالب کے جانب سے ان تمام لوگوں کے نام جنہیں میرا خط پڑھ کر سنایا جائے چاہے وہ مومن مسلمان ہو یا نصاریٰ اور مرتد ہو، تم پر اور ان لوگوں پر جو حق کی اتباع کریں اللہ اور اس کے رسولؐ اس کی کتاب اور بعثت بعد الموت پر ایمان لائیں اللہ کے عہد کو پورا کریں اور خیانت نہ کریں ان سب پر سلام ہو،

امابعد! میں تمہیں کتاب اللہ، سنت رسول، عمل بالحق اور ان احکام کی دعوت دیتا ہوں جو اللہ نے اپنی کتاب میں نازل فرمائے ہیں تم میں سے جو شخص اس چیز کی جانب رجوع کریگا اور اپنے ہاتھ روکے رکھے گا اور اس لڑاکو دشمن سے علیحدہ رہے گا جو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں سے لڑ رہا ہے اور زمین میں فساد پھیلا رہا ہے تو ان لوگوں کو جو گزشتہ احکام کی پیروی کریں گے ان کے جانوں اور مالوں کے لئے امن ہو گی اور جو شخص لڑائی میں اس دشمن کا ساتھ دیں گے اور ہماری اطاعت سے خارج ہوں گے تو ہم ان کے مقابلہ میں اللہ سے مدد کے طالب ہوں گے اور ہمارے اور ان کے درمیان اللہ ہے اور اللہ تعالیٰ بہترین مددگار ہے۔

خریت کی جماعت کی اس سے علیحدگی

اس کے بعد معقل بن قیس نے امن کا جھنڈا نصب کیا اور اعلان کیا جو شخص اس جھنڈے کے نیچے آ جائیگا اس کے لئے امان ہے سوائے خریت بن راشد اور ان لوگوں کیلئے جنہوں نے ہم سے جنگ کی ابتدا کی اس اعلان کے بعد وہ سارے لوگ جو دیگر قوموں سے خریت کے ساتھ شامل ہو گئے تھے اسے چھوڑ کر چلے آئے، جب یہ لوگ علیحدہ ہو گئے تو معقل بن قیس نے اپنی فوج کی صف بندی کی میمنہ پر یزید بن مغفل ازدی اور میسرہ پر منجاب بن راشد الضبی کو متعین کیا اور لشکر لیکر خریت کی جانب بڑھا اس کے ساتھ اس کے ہم خیال لوگ نصاریٰ اور منکرین زکوۃ کی ایک بہت بڑی

تعداد تھی۔

ابومخنف نے بواسطہ حارث بن کعب ابوالصدیق الناجی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ خریت بن راشد اس روز اپنی قوم سے کہہ رہا تھا اے لوگو! اپنی عزتوں کا لاج رکھو اپنی عورتوں اور اپنی اولاد کی جانب سے جنگ کرو، واللہ اگر یہ لوگ تم پر غالب آ گئے تو وہ تمہیں خوب قتل کریں گے اور تمہیں غلام بنالیں گے، اس پر اس کے قوم کے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا خدا کی قسم! ہم پر جو مصیبت آئی ہے وہ تیرے ہاتھ اور زبان کی وجہ سے آئی ہے، خریت بن راشد نے جواب دیا اچھا اب تو جنگ کر وان تو تلوار نیام سے باہر آ چکی ہے خدا کی قسم اب میری قوم پر بہت بڑی مصیبت نازل ہونے والی ہے۔

معقل بن قیس کی تقریر

ابومخنف نے بواسطہ حارث بن کعب، عبداللہ بن فقیم کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ معقل بن قیس نے صف بندی کے بعد میمنہ سے میسرہ تک چکر لگایا اور ہر صف کے سامنے کھڑے ہو کر کہتا رہا اے مسلمانوں!

آج سے زیادہ فضیلت اور اجر تم کبھی حاصل نہیں کر سکتے کیونکہ آج تمہارا مقابلہ ان لوگوں سے ہے جنہوں نے زکوۃ سے انکار کیا ہے یا دین اسلام چھوڑ کر مرتد بن گئے ہیں یا تمہارے مقابلہ میں وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنی سرکشی کے باعث بیعت کو توڑا ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آج تم میں سے جو بھی قتل ہوگا وہ سیدھا جنت میں جائیگا اور جو زندہ بچے گا اللہ تعالیٰ اس کی آنکھوں کو فتح اور مال غنیمت سے ٹھنڈا کرے گا،

معقل ہر صف کے سامنے سے گذرتا اور یہی تقریر کرتا حتیٰ کہ تمام لوگوں نے اس کی تقریر سن لی پھر معقل بن قیس قلب لشکر میں جھنڈا لیکر اپنی جگہ کھڑا ہو گیا۔

جنگ کی ابتدا اور اس کا انجام

پھر معقل بن قیس نے یزید بن مغفل کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اپنے میمنہ کو لیکر دشمن پر سخت حملہ کر دیں، یزید نے دشمن پر حملہ کر دیا اور بہت دیر تک ثابت قدمی سے دشمن کا مقابلہ کرتا رہا پھر اپنے میمنہ کے ساتھ واپس آ کر اپنی جگہ ٹھہر گیا اس کے بعد معقل بن قیس نے منجاب بن راشد الضبی کو حکم دیا کہ وہ اپنا میسرہ لیکر دشمن پر حملہ کر دیں چنانچہ منجاب نے ان پر حملہ کر دیا اور دشمن کا ڈٹ کا مقابلہ کیا پھر واپس لوٹ کر اپنی جگہ پر ٹھہر گیا اس کے بعد معقل بن قیس نے میمنہ اور میسرہ کو حکم بھیجا کہ جب میں حملہ کروں تو تم بھی فوراً حملہ کر دینا پھر معقل بن قیس نے اپنے جھنڈے کو حرکت دی اور دشمن پر حملہ کر دیا اس کے ساتھیوں نے بھی فوراً حملہ کر دیا آخر دشمن ان کے مقابلے پر زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکا۔

خریت بن راشد اور رماجس بن منصور کا قتل

نعمان بن صہبان الراسبی نے خریت کو دیکھتے ہی اس پر حملہ کر دیا اس کو نیزہ کھینچ کر مارا اور اس کو سواری سے گرا دیا اس کے بعد نعمان سواری سے نیچے اترا اس وقت خریت زخمی ہو چکا تھا اور اس کے زخم سے خون بہہ رہا تھا لیکن نعمان کے نیچے اترتے ہی وہ تلوار لیکر کھڑا ہو گیا اور اس پر ٹوٹ پڑا ابھی آپس میں دو دو ہاتھ ہی چلے تھے کہ نعمان نے خریت کو قتل کر دیا، اس جنگ میں خریت کے ایک سو ستر آدمی قتل ہوئے اور باقی دائیں بائیں بھاگ کھڑے ہوئے۔

معقل بن قیس نے ان کے خیموں کو لوٹنے کا حکم دیا خیموں میں جتنے آدمی تھے وہ سب قید کر لئے گئے اس طرح معقل نے بہت سے مردوں، عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا ان قیدیوں میں جو مسلمان نظر آیا ان سے دوبارہ بیعت لیکر اسے اور ان کے گھر والوں کو رہا کر دیا گیا اسی طرح جو لوگ مرتد ہو گئے تھے ان پر اسلام پیش کیا گیا تو وہ دوبارہ اسلام لے آئے تو معقل بن قیس نے انہیں بھی اور ان کے اولادوں کو بھی چھوڑ دیا،

ان میں سے صرف ایک بوڑھا نصرانی نے اسلام لانے سے انکار کیا جس کا نام رماجس بن منصور تھا اس نے جواب دیا مجھے جب سے عقل آئی ہے اس وقت سے میں نے ایسی غلطی نہیں کی ہے کہ میں اپنے سچے دین کو چھوڑ کر تمہارا براد ین اختیار کر لوں اس پر معقل بن قیس نے آگے بڑھ کر اس کی گردن تن سے جدا کر دیا اس کے بعد معقل نے تمام لوگوں کو جمع کر کے کہا ان دوسالوں میں جو زکوۃ تم پر واجب الادا ہیں وہ ادا کر دو، اس نے مسلمانوں سے دوسال کی زکوۃ ادا کی اور اس کے بعد وہ عیسائیوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان سے خراج وصول کیا جب یہ واپس ہونے لگا تو اس علاقے کے مسلمان اسے رخصت کرنے کے لئے اسکے پیچھے پیچھے چلنے لگے لیکن معقل نے اسے واپس چلے جانے کا حکم دیا جب یہ لوگ واپس جانے لگے تو سب نے یکے بعد دیگرے معقل سے مصافحہ کیا اور رونے لگے وہاں کے تمام مسلمان مرد وعورت ان کی واپسی پر زاروقطار رورہے تھے، معقل بن قیس نے کہا خدا کی قسم! جتنی مہربانی آج میں نے ان لوگوں سے کی ہے اس سے قبل مہربانی کسی سے نہ کی تھی اور نہ ہی ان کے بعد کسی سے کی۔

فتح کی خوشخبری

اس کے بعد معقل بن قیس نے حضرت علیؓ کے پاس ایک خط لکھا جس میں انہیں فتح کی خوشخبری دی کہ:

میں امیر المومنین کو ان کے لشکر اور ان کے دشمنوں کے بارے میں مطلع کرنا چاہتا ہوں کہ ہم لوگ اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں ساحل سمندر پہنچے دشمن مختلف قبائل پر مشتمل تھے اور ان کی تعداد بھی کافی زیادہ تھی اور یہ سب لڑنے پر آمادہ تھے اور یہ سب لوگ ہمارے مقابلہ پر متفق تھے اور ہمارے خلاف تخریبی کارروائیاں کر رہے تھے ہم نے اولاً انہیں امیر کی اطاعت اور جماعت کی اتحاد کی دعوت دی اور انہیں کتاب اللہ اور سنت رسولؐ کے احکام کی جانب بلایا، میں نے انہیں امیر المومنین کا خط پڑھ کر سنایا اور ان کے لئے امان کا جھنڈا بلند کیا ان میں سے ایک جماعت نے ہماری دعوت قبول کر لی اور دوسری جماعت مقابلہ پر قائم رہی جو جماعت ہمارے پاس آگئی تھی ہم نے ان کا عذر قبول کر لیا اور جو ہمارے مقابلہ پر آئے تھے ہم نے انہیں پیس کر رکھ دیا اللہ تعالیٰ نے انہیں شکست سے دوچار کیا اور ہمیں ان کے مقابلے میں فوقیت دی اور ہماری مدد فرمائی ان میں سے جو مسلمان تھے ہم نے ان کے ساتھ حسن سلوک کیا، اس کے بعد ہم نے ان سے آپ کی بیعت لی اور جو زکوۃ ان کے ذمہ واجب الاداء تھے وہ وصول کیا اور جو لوگ مرتد ہو گئے تھے ان پر دوبارہ اسلام پیش کیا گیا، نصاریٰ کو ہم نے قید کیا اور اس شرط پر رہا کیا کہ وہ آئندہ ہمیشہ ذمی رہیں گے اور جزیہ سے کبھی انکار نہیں کریں گے اور نہ ہی کبھی اہل قبلہ سے قتال کریں گے یہ سب معمولی اور نیچے درجے کے لوگ تھے، اے امیر المومنین اللہ آپ پر رحمت نازل فرمائیں اور آپ کے

لئے جنت الفردوس کو واجب کرے۔

مصقلہ پر مظالم اور غداری

پھر معقل بن قیس اپنے ساتھیوں کو واپس لیکر چلا راستے میں ان کا گذر مصقلہ بن ہبیر الشیبانی کے پاس سے ہوا جو حضرت علیؓ کی جانب سے اردشیر خرہ کا عامل تھا ہمارے پاس پانچ سو کے قریب قیدی تھے جن کا تعلق مصقلہ کی قوم سے تھا اس لئے ان قیدیوں میں سے عورتوں اور بچوں نے رونا شروع کیا اور مردوں نے چلاتے ہوئے مصقلہ سے کہا اے صاحب فضل! انسانوں کے مددگار! اے غلاموں کے آزاد کرنے والے! ہم پر آپ یہ احسان کریں کہ ہمیں خرید کر آزاد کردیں۔

مصقلہ نے کہا کہ خدا کی قسم! میں ان پر صدقہ کروں گا کیونکہ اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو اچھی جزا دیتا ہے، معقل بن قیس کو مصقلہ کے یہ حالت معلوم ہوئے تو انہوں نے کہا اگر مجھے یہ بات معلوم ہو جائے کہ مصقلہ نے یہ بات ان لوگوں کی ہمدردی اور اور انہیں چھڑانے کے لئے کہی ہے تو میں اسے ضرور قتل کردیتا، کاش ان لوگوں میں تمیم اور بکر بن وائل کے لوگ ہوتے،

اس کے بعد مصقلہ نے ذہل بن الحارث الذہلی کو معقل بن قیس کے پاس بھیجا اور کہلوایا تمہارے پاس بنو ناجیہ کے کچھ لوگ قید ہیں انہیں میں ایک لاکھ میں خریدتا ہوں معقل بن قیس نے اسے قبول کیا اور تمام قیدی اس کے پاس بھیج دیئے اور کہلوایا یہ مال فوراً امیر المومنین کے پاس روانہ کردو، مصقلہ نے جواب دیا میں کچھ ابھی روانہ کر رہا ہوں اور کچھ بعد میں روانہ کردوں گا اور انشاء اللہ میرے ذمہ کچھ بھی باقی نہیں رہیگا۔

اس کے بعد معقل بن قیس امیر المومنین کے پاس پہنچے اور جو کچھ حالات ان کے ساتھ پیش آیا وہ سب امیر المومنین سے بیان کردیا حضرت علیؓ نے فرمایا تم نے بہت عمدہ اور بہتر کام انجام دیا ہے، اس کے بعد کافی دن تک حضرت علیؓ مصقلہ کے مال کا انتظار کرتے رہے لیکن بعد میں انہیں یہ اطلاع ملی کہ مصقلہ نے ان تمام قیدیوں کو چھوڑ دیا اور ان سے آزادی کے بدلے میں کوئی مال طلب نہیں کیا اس پر حضرت علیؓ نے فرمایا میرا خیال یہ ہے کہ مصقلہ نے طاقت سے زیادہ بوجھ اٹھایا ہے اور میرا خیال ہے کہ تم لوگ عنقریب اسے نافرمانوں میں دیکھو گے پھر حضرت علیؓ نے انہیں ایک خط تحریر کیا:

> سب سے بڑی خیانت امت کی خیانت ہے اور سب سے بڑا کینہ یہ ہے کہ حاکم اپنے رعایا اور اہل شہر سے کینہ رکھتا ہو تیرے ذمہ مسلمانوں کے مال میں سے پانچ لاکھ کا حق باقی ہے یہ رقم یا تو فوراً میرے قاصد کے ہاتھوں روانہ کردو ورنہ میرا خط پڑھتے ہی میرے پاس پہنچ جاؤ کیونکہ میں نے اپنے قاصد کو یہی حکم دیکر بھیجا ہے کہ وہ تمہیں اپنے ساتھ لیکر آئے یا مال بھیجدو۔

مصقلہ کا مال کی ادائیگی سے انکار

حضرت علیؓ کا قاصد جب مصقلہ کے پاس پہنچا تو اس نے مصقلہ سے کہا یا تو اسی وقت مال ادا کردیا میرے ساتھ امیر المومنین کے پاس چلو، مصقلہ خط پڑھ کر چلا اور بصرہ آکر ٹھہر گیا اور کوفہ نہ آیا ابھی اسے وہاں قیام کئے چند دن گذرے تھے کہ عبداللہ بن عباس نے مال کا مطالبہ کردیا وہاں کا طریقہ یہ تھا کہ علاقے کے تمام حکام وہاں کی آمدنی وصول کر کے عبداللہ بن عباس کے پاس بھیجدیتے تھے اور اس کے بعد عبداللہ بن عباسؓ امیر المومنین کے پاس بھیج دیتے

جب ابن عباس نے مال کا مطالبہ کر دیا تو اس نے چند دن کی مہلت مانگی لیکن جب یہ مہلت بھی ختم ہو گئی تو حضرت علیؓ کے پاس پہنچا اور ان سے مزید چند دن کی مہلت مانگی تو حضرت علیؓ نے مزید چند دن کی مہلت دیدی لیکن جب یہ مہلت بھی ختم ہو گئی تو عبداللہ بن عباس نے اس سے دوبارہ مال کا مطالبہ کر دیا اس نے مجبور ہو کر دو لاکھ درہم ادا کئے اور بقیہ رقم ادا کرنے سے عاجز آ گئے۔

مصقلہ کا علیؓ سے فرار

ابو مخنف نے بواسطہ الاعور، ذہل بن حارث کا یہ قول نقل کیا ہے کہ مصقلہ نے اپنی قیام گاہ میں مجھے بلایا اس وقت اس کے سامنے رات کا کھانا چنا گیا تھا میں بھی اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہوا کھانے سے فراغت کے بعد اس نے مجھ سے کہا خدا کی قسم! امیر المومنین مجھ سے اس مال کا مطالبہ کر رہے ہیں حالانکہ میں اس کے ادا کرنے سے قاصر ہوں اور اس پر قادر نہیں ہوں، میں نے جواب دیا اے مصقلہ! اگر تو وہ مال ادا کرنا چاہتا تو ایک ہفتہ میں اتنی مال جمع کر لیتا اور ادا کر سکتا تھا مصقلہ نے کہا میں اس کا بوجھ اپنی قوم پر ہرگز نہیں ڈالوں گا اور نہ اس سے اس سلسلہ میں روپے کا مطالبہ کروں گا۔

خدا کی قسم! اگر ہند کا بیٹا معاویہ یا عفان کا بیٹا عثمانؓ مجھ سے مال کا مطالبہ کرتا تو میری حالت دیکھ کر وہ سارے روپے کو چھوڑ دیتا، کیا تم ابن عفان کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے ہر سال اشعث کو آذربائیجان کا ایک لاکھ کا خراج کھلایا۔

ذہل نے کہا لیکن یہ امیر اس رائے کا حامی نہیں ہے خدا کی قسم! تو نے جو کچھ روکے رکھا ہے اس میں سے ایک روپے بھی چھوڑنے والا نہیں، میرے اس جواب سے وہ خاموش ہو گیا اور میں بھی خاموش ہو گیا لیکن اس گفتگو کو ایک رات بھی نہیں نہ گذری تھی کہ مصقلہ بھاگ کر شام چلا گیا اور امیر معاویہ سے مل گیا، حضرت علیؓ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا اللہ اسے خوش نہ کرے اس نے کام تو سرداروں جیسا کیا تھا لیکن غلاموں کی طرح بھاگ گیا اور فاجروں کی طرح خیانت کی، خدا کی قسم! اگر وہ یہاں مقیم رہتا اور مال کی ادائیگی سے عاجز ہوتا تو ہم اس سے زیادہ کچھ نہ کرتے کہ جو کچھ اس کے پاس نظر آتا وہ لے لیتے اور اگر اس کے پاس کچھ بھی نہ ہوتا تو اسے چھوڑ دیتے پھر حضرت علیؓ نے حکم دیا کہ اس کے گھر کو منہدم کر دو۔

مصقلہ کا اپنے بھائی کو خط

مصقلہ کا ایک بھائی نعیم بن ہبیرہ تھا جو حضرت علیؓ کا خاص شیعہ اور ہمدرد تھا مصقلہ نے شام سے ایک خط لکھا اور بنو تغلب کے ایک عیسائی کے ہاتھ یہ خط اپنے بھائی کے پاس روانہ کیا خط میں تحریر تھا:

> میں نے امیر معاویہ سے تیرے بارے میں گفتگو کی تھی انہوں نے تیرے لئے حکومت اور عزت و تکریم کا وعدہ کیا ہے تم میرے قاصد کی پہنچتے ہی میرے پاس آ جاؤ۔ والسلام

اتفاقاً اس قاصد کو راستے میں مالک بن کعب الارجی نے پکڑ لیا اور اسے حضرت علیؓ کے پاس لے آیا اور پھر اس سے خط لیکر پڑھا اور پھر اس کا ہاتھ کاٹ ڈالا جس کی وجہ سے یہ مر گیا۔

نعیم کا مصقلہ کو جواب

نعیم نے اپنے بھائی مصقلہ کو جواب میں یہ اشعار تحریر کئے:

لا ترمینّ هداک الله معترضاً .
منک فما بالی وحلوانا

(ترجمہ) خدا تجھے ہدایت دے تو بے خوف ہو کر حلوان جیسے شخص کو نہ بھیجا کر،

ذاک الحریص علی مانال من طمع .
وهو البعید فلا یحزنک اذخانا

(ترجمہ) اسے جو بھی مال حاصل ہوتا ہے وہ ہر وقت اس کا حریص رہتا ہے اگر وہ دور پہنچ گیا تو اس کی خیانت سے غمگین نہ ہو،

ماذا اردت الی ارساله سفهاً .
ترجو سقاط امری لم یلف وسنانا

(ترجمہ) تم نے اسے بھیج کر جو بے وقوفی کی ہے اس سے تمہارا کیا مقصد تھا تم کو ایک ایسے شخص گرانٹ کی امید تھی جو خائن نہیں،

عرضتهُ لعلیٍ انه اسدٌ .
یمشی العرضة من اسادِ حفانا

(ترجمہ) تو نے اسے علی کے مقابل بھیجا وہ تو نرم پتھروں کے شیروں میں سے ایک شیر ہیں جو میدان میں چلتے ہیں۔

قد کنت فی منظر عن زاومستمعٍ .
تحمی العراق وتدعیٰ حیر شیبانا

(ترجمہ) تو عراق آتا انہیں اپنی آنکھوں سے دیکھتا اور کانوں سے سنتا وہ تو شیبان کے بہترین بزرگ ہیں،

حتیٰ تقحمّت امراً کنت تکرهه .
للراکبین له سترا وعلانا

(ترجمہ) تو نے ایک ایسا کام کیا ہے جسے تو برا سمجھتا تھا سواروں کے لئے چھپ کر بھی اور اعلانیہ بھی،

لوکنت اذیت ما للقوم مصطبراً .
للحق احییت احیانا وموتانا

(ترجمہ) اگر تو حق سمجھ کر قوم کا مال پیش کر دیتا

تو ہمارے اندھوں اور مردوں کو زندہ کر دیتا،

لٰکن لحقت باھل الشام ملتمساً.
فضل ابن ھندٍ وذاک الرای اشحاناً
(ترجمہ) لیکن تم معاویہ کی مہربانیوں کو دیکھ کر شامیوں سے مل گئے تھے اور یہ بات ہمیں پریشان کرتی ہے،

فالیوم تقرع سنّ العزم من ندم
ماذا تقول وقد کان الذی کانا
(ترجمہ) اب تم ندامت میں دانت پیس کر رہے ہو اور جو کچھ ہونا تھا ہو چکا،

اصبحت تبغضک الاحیاء قاطبة.
لم یرفع اللہ بالبغضاء انسانا
(ترجمہ) اب تمام قبائل تم سے نفرت کریں گے اور اللہ سے نفرت وبغض کے ذریعہ کسی کا سر بلند نہیں ہوتا۔

مصقلہ کا زرفدیہ ادا کرنا

جب یہ خط مصقلہ کو ملا تو اسے پتہ چلا کہ اس کا قاصد ہلاک ہو گیا ہے اور تغلبیوں کو اس کی ہلاکت کی اطلاع مل گئی تو یہ سب جمع ہو کر مصقلہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ ہمارے آدمی کو تم نے روانہ کیا تھا یا تو اسے زندہ کر دیا زرفدیہ ادا کرو ،مصقلہ نے جواب دیا زندہ کرنے میں تو میں قادر نہیں ہوں البتہ میں اس کا فدیہ ادا کر دوں گا اس کے بعد مصقلہ نے اس تغلبی کا فدیہ ادا کر دیا۔

خریت بن راشد کے بارے میں حضرت علیؓ کی رائے

ابومخنف نے عبدالرحمٰن بن جندب کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ کو بنوناجیہ اور ان کے امیر خریت کے قتل کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا یہ شخص کتنا ناقص العقل اور خدا تعالیٰ کا کتنا نافرمان اور اس کے مقابلہ میں کتنا جری تھا اس نے ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ آپ کے ساتھیوں میں سے کچھ ایسے افراد موجود ہیں جن کے بارے میں مجھے خوف ہے کہ وہ آپ کو چھوڑ دیں گے آپ کی ان کے بارے میں کیا رائے ہیں ؟
میں نے اسے جواب دیا کہ میں تہمت پر کسی سے کوئی مواخذہ نہیں کرتا اور نہ ہی بدگمانی پر کسی کو سزا دیتا ہوں اور نہ اس وقت تک کسی سے جنگ کرتا ہوں جب تک کہ وہ میری مخالفت نہ کرے اور مجھ سے کھلم کھلا بغاوت نہ کریں اور عداوت کا اظہار نہ کرے اور میں اس وقت تک اس سے جنگ نہیں کروں گا جب تک انہیں جماعت کی اتحاد کی دعوت نہ دیدوں اور اس کے لئے عذر کی کوئی صورت باقی نہ رہے اگر اس نے اپنی غلطی سے توبہ کی اور اپنی بات سے رجوع کر لیا تو ہم اس کی توبہ قبول کر لیں گے اور وہ ہمارا بھائی ہوگا اور اگر وہ ہماری باتوں کو قبول نہ کریں اور ہم سے جنگ پر آمادہ ہو تو ہم اس کے مقابلہ میں اللہ سے مدد طلب کریں گے اور اسے اس کی مخالفت کا مزا چکھائیں گے۔

اس کے بعد خریت نے مجھ سے کچھ دنوں تک گفتگو نہیں کی اس کے بعد دوبارہ وہ میرے پاس آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ مجھے خوف ہیکہ عبداللہ بن وہب الراسبی اور زید بن حصین الطائی آپ کے خلاف ضرور کوئی فتنہ پھیلائیں گے کیونکہ میں انہیں ایسی باتیں کرتے ہوئے سنا ہے اگر آپ وہ باتیں سن لیں گے تو انہیں ایک لحہ کے بھی نہ چھوڑیں گے بلکہ آپ انہیں قتل کر دیں گے اور بہتر یہ ہے کہ آپ انہیں ایک لحہ کے لئے بھی نہ چھوڑیئے،

میں نے اس سے سوال کیا میں ان دونوں کے معاملہ میں تجھ سے مشورہ کرتا ہوں آخر اس میں تیری کیا رائے ہیں خریت نے جواب دیا کہ میں اسی وقت سمجھ گیا تھا کہ اس شخص میں عقل نام کی کوئی چیز نہیں ہے میں نے اسے جواب دیا خدا کی قسم! میرا خیال یہ ہے کہ تو عقل سے کورا ہے واللہ اگر میں نے ان لوگوں کو قتل کر دیا تو تو ہی مجھ سے آکر کہے گا کہ علیؓ اللہ سے ڈر، ان کا قتل تو تیرے لئے کسی بھی صورت میں حلال نہیں تھا اس لئے کہ انہوں نے کسی کو قتل نہیں کیا اور نہ ہی وہ مرتد ہوئے اور نہ ہی تم سے جنگ کی اور نہ ہی انہوں نے تمہاری اطاعت سے انکار کیا۔

قثم ابن عباسؓ کی امارت حج

اس سال حضرت علیؓ کے جانب سے قثم بن عباسؓ نے لوگوں کو حج کرایا جیسا کہ احمد بن ثابت نے اسحاق بن عیسیٰ کے واسطے سے ابو معشر سے نقل کیا ہے، اور قثم بن عباس ان دنوں حضرت علیؓ کی جانب سے مکہ کے عامل تھے اور ان کے دوسرے بھائی عبیداللہ بن عباسؓ یمن کے گورنر تھے اور بصرہ کے گورنر عبداللہ بن عباس تھے،

خراسان کے گورنر ایک روایت کے مطابق خلید بن قرۃ الیربوعی تھے اور دوسری روایت کے مطابق عبدالرحمٰن بن ابزیٰ تھے اور شام اور مصر میں امیر معاویہ حضرت علیؓ کی جانب سے متعین کردہ عامل تھے۔

۳۹ھ کے واقعات

حضرت علیؓ کے علاقوں پر امیر معاویہؓ کے لشکروں کا حملہ

نعمانؓ کا عین التمر پر حملہ

علی بن محمد بن عوانہ نے ذکر کیا ہے کہ اسی سال امیر معاویہ نے نعمان بن بشیرؓ کو دو ہزار کا لشکر دیکر عین التمر کی جانب بھیجا، اور حضرت علیؓ کی طرف سے مالک بن کعب امیر تھے اور ان کے ساتھ ایک ہزار کا لشکر تھا یہاں حضرت علیؓ کا اسلحہ خانہ بھی تھا مالک بن کعب نے اپنے ساتھیوں کو اختیار دے دیا اور کہا کہ تم لوگ اگر جانا چاہتے ہو تو جا سکتے ہو اس پر اس کے تمام ساتھی اسے چھوڑ کر کوفہ چلے آئے اور ان کے ساتھ صرف ایک سو آدمی باقی رہ گئے۔

مالک کا حمایتِ علیؓ میں قلیل تعداد کے ساتھ لڑنا

مالک بن کعب نے تمام حالات سے حضرت علیؓ کو مطلع کیا حضرت علیؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا اور انہیں جنگ میں جانے کا حکم دیا لیکن ان لوگوں میں سے ایک شخص بھی جنگ پر جانے پر آمادہ نہ ہوا، ادھر مالک بن کعب اپنے

سوساتھیوں کولیکر نعمان بن بشیر کے مدمقابل ہوا، نعمان بن بشیر کے ساتھ دو ہزار کا لشکر تھا مالک نے اپنے ساتھیوں کو حکم دیا کہ شہر کی دیواروں کو اپنے پس و پشت کر کے جنگ کرو اس کے علاوہ مالک بن کعب نے مخنف بن سلیم کو اپنی امداد کے لئے ایک خط لکھا اور مخنف وہیں قریب تھا، الغرض مالک بن کعب نے اپنے سوسواروں کے ساتھ نہایت سخت جنگ کی، ادھر مخنف بن سلیم نے اپنے بیٹے عبدالرحمن کو پچاس سواروں کے ساتھ مالک بن کعب کی مدد کے لئے روانہ کیا جب یہ لوگ مالک اور اس کے ساتھیوں کے پاس پہنچے اور جنگ کی یہ خطرناک حالت دیکھی تو ان لوگوں نے اپنے تلواروں کی نیامیں توڑ ڈالیں اور میدان جنگ میں کود پڑے جس وقت یہ دستہ پہنچا تو شام کا وقت ہو چکا تھا جب اہل شام نے انہیں آتے دیکھا تو وہ سمجھے کہ امدادی فوج آ گئی ہے اس لئے وہ پیچھے ہٹ گئے اور جدھر سے آئے تھے ادھر ہی واپس ہو گئے مالک بن کعب نے موقع غنیمت جان کر کچھ دور ان کا پیچھا کر کے ان میں سے تین آدمیوں کو قتل کر دیا۔

حضرت علیؓ کے نزدیک شیعان علیؓ کی حیثیت

عبداللہ بن احمد شبویہ المرزوی نے بسند سلیمان، بنوفزارہ کے ایک بوڑھے شخص کا قول نقل کیا ہے کہ امیر معاویہ نے نعمان بن بشیر کو دو ہزار کا لشکر دیکر روانہ کیا جب نعمان عین التمر پہنچا تو اسے لوٹا، وہاں حضرت علیؓ کی جانب سے ایک حاکم متعین تھا جسے ابن فلاں الارجی کہا جاتا تھا اسکے ساتھ تین سو آدمی تھے اس نے حضرت علیؓ کو امداد کیلئے ایک خط لکھ کر روانہ کیا حضرت علیؓ نے لوگوں کو جنگ پر جانے اور اس کی مدد کرنے کا حکم دیا آپ منبر پر چڑھے، اس وقت میں آپ کے قریب پہنچ گیا تھا آپ نے فرمایا:

اے اہل کوفہ! جب تم یہ سنتے ہو کہ شامی فوج کے ہراول دستے میں سے کسی دستہ نے حملہ کر دیا ہے اور فلاں شہر کا دروازہ بند کر دیا ہے تو تم میں سے ہر شخص خوف کے مارے گھر میں اس طرح گھس جاتا ہے جیسے گوہ خطرے کے وقت اپنے بل میں گھس جاتی ہے یا بجو اپنی جائے پناہ میں چھپ جاتا ہے۔ فی الحقیقت دھوکہ میں تو وہ شخص مبتلا ہے جسے تم نے دھوکہ دیا اور جو شخص تمہارے ذریعے کامیاب ہوا جیسے کوئی ٹوٹے تیر سے کامیابی حاصل کرے تم میں کوئی ایسا آزاد اور بے خوف بہادر آدمی موجود نہیں جو کسی کے چیخنے چلانے کی آواز سن لے اور نہ ہی تم میں کوئی ایسا معتبر آدمی ہے جس کی اعانت پر بھروسہ کیا جا سکے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

انبار اور مدائن کی فتح

علی بن محمد بن عوانہ کا بیان ہے کہ اسی سال امیر معاویہ بن ابی سفیان نے سفیان بن عوف کو چھ ہزار کا لشکر دیکر روانہ کیا اور اسے حکم دیا اولاً ہیت پر حملہ کر کے اسے اپنے مقبوضات میں شامل کر لو اور وہاں جو کچھ سامان ملے اسے لوٹ لو پھر آگے بڑھ کر انبار اور مدائن پر قبضہ کر لو۔

سفیان بن عوف لشکر لیکر ہیت پہنچا اسے وہاں ایک شخص بھی نظر نہیں آیا ہیت سے تمام حامیان علیؓ اس کے خوف سے پہلے ہی فرار ہو چکے تھے اس نے ہیت پر قبضہ کر لیا اور پھر انبار کی جانب بڑھا یہاں حضرت علیؓ کا اسلحہ رہتا تھا اور اس کی حفاظت کے لئے پانچ سو آدمی متعین تھے لیکن حملہ ہوتے ہی ان میں سے چار سو آدمی فرار ہو گئے صرف ایک سو آدمی باقی رہ گئے۔

سفیان کا حضرت علیؓ کے اسلحہ خانہ کو لوٹنا

سفیان بن عوف کے لشکر نے ان پر حملہ کیا ان سوافراد نے اپنی قلت کے باوجود ان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا سفیان نے اپنے سواروں اور پیدل لشکروں کو حکم دیا کہ ان پر ایک عام حملہ کر کے انہیں ختم کر دو ان لوگوں نے اشرس بن حسان البکری کو قتل کر دیا جو کہ حضرت علیؓ کے اسلحہ خانہ کا امیر تھا ان کے ساتھ تیس آدمی اور بھی مقتول ہوئے تھے، سفیان بن عوف نے انبار کے اسلحہ خانہ پر قبضہ کر لیا اور لوگوں کے مال بھی اپنے قبضہ میں لیکر امیر معاویہ کے پاس لوٹ آیا۔

حضرت علیؓ کو حملہ کی اطلاع

جب حضرت علیؓ کو اس بات کی خبر ہوئی تو وہ کوفہ سے چل کر نخیلہ آئے حامیان علیؓ نے عرض کیا اے امیر المومنین ہم آپ کی جانب سے ان لوگوں کے مقابلہ کے لئے کافی ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا تم میرے لئے کیا کافی ہوتے تم تو اپنے جانوں کے لئے بھی کافی نہیں ہو، اس کے بعد حضرت علیؓ نے سعید بن قیس کو سفیان اور اس کے لشکر کے تعاقب میں روانہ کیا سعید اس کی تلاش میں ہیت تک پہنچا لیکن سفیان مع اپنے لشکروں کے وہاں سے کوچ کر چکا تھا۔

عبداللہ فزاری کا تیما پر حملہ

راوی کہتا ہے اس سال امیر معاویہ نے عبداللہ بن مسعدہ الفزاری کو سترہ سو آدمیوں کے ساتھ تیما کی جانب روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ جن جن دیہات پر سے تمہارا گذر ہو وہاں کے لوگوں سے زکوۃ وصول کرو اور جو بھی زکوۃ دینے سے انکار کرے انہیں قتل کر دو اور پھر مکہ اور مدینہ اور حجاز پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے بھی زکوۃ وصول کرو اور جو شخص زکوۃ نہ دے اسے قتل کر دو، عبداللہ الفزاری کے پاس لشکر کے علاوہ اس کی قوم کے لاتعداد لوگ بھی جمع ہو گئے۔

مسیّب کا فزاری سے مقابلہ

حضرت علیؓ کو جب اس خبر کی اطلاع ملی تو انہوں نے مسیب بن نخبۃ الفزاری کو عبداللہ بن مسعدہ الفزاری کے مقابلہ پر روانہ کیا اور اس کے ساتھ ایک ہزار کا لشکر تھا مسیب آگے بڑھ کر تیما پہنچا وہاں دونوں لشکر مدمقابل ہوئے اور فریقین کے درمیان زوال کے بعد سخت جنگ ہوتی رہی۔

مسیّب نے عبداللہ بن مسعدہ الفزاری پر حملہ کیا اور اس پر تین وار کئے لیکن ہر بار ہاتھ کو خالی واپس کھینچ لیا دراصل مسیّب اسے قتل نہ کرنا چاہتا تھا ہر دفعہ اسے زبان حال سے کہتا اب بھی وقت ہے نجات مانگ لو، ابن مسعدہ اپنے ساتھیوں کو لیکر قلعہ میں داخل ہو گیا اور باقی جو لوگ اس کے ساتھ شامل ہوئے تھے وہ شام بھاگ گئے عبداللہ بن مسعدہ کے ساتھ جو زکوۃ کے اونٹ تھے وہ دیہاتی لیکر فرار ہو گئے۔

مسیّب کا شامیوں کو زندہ آگ میں جلانا

مسیّب بن نخبہ نے عبداللہ بن مسعدہ اور اس کے ساتھیوں کا محاصرہ کر لیا لیکن جب محاصرہ کو تین روز گذر گئے اور کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا تو اس نے لکڑیاں جمع کرائیں اور قلعہ کے دروازے پر چن کر اس میں آگ لگا دی اور قلعہ میں آگ لگ گئی جب شامیوں نے دیکھا کہ اب ان کی ہلاکت یقینی ہے تو انہوں نے قلعہ کی دیواروں سے پکار کر کہا اے مسیّب یہ

تیری قوم ہے اس بات پر میب اپنے لشکر کو لیکر پیچھے ہٹ گیا اور اسے یہ نا گوار معلوم ہوا کہ اس کی قوم تباہ و برباد ہو اس لئے اس نے آگ بجھانے کا حکم دیا تو لوگوں نے آگ بجھادی۔

مسیّب بن نخبۃ الفزاری کی غداری

آگ بجھانے کے بعد میب نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھے ابھی ابھی مخبروں نے اطلاع دی ہے کہ شام سے تمہارے مقابلے کے لئے اور لشکر آرہے ہیں لہذا تم سب ایک مکان میں جمع ہو جاؤ یہ لوگ جب ایک مکان میں جمع ہو گئے، جب رات ہوئی تو عبداللہ بن مسعدہ نے اپنے ساتھیوں کو لیکر آرام سے قلعہ سے نکلا اور شام کی طرف چلے گئے یہ دیکھ کر عبدالرحمٰن بن شبیب نے میب سے کہا تم ہمیں ساتھ لیکر ان کے تعاقب میں چلو لیکن میب نے عبداللہ کے تعاقب سے انکار کر دیا جس پر عبدالرحمٰن بن شبیب نے کہا تو نے امیر المومنین کے حکم میں مداہنت کی اور ان سے دھوکہ کیا

ضحاک کا ثعلبیہ اور واقصہ پر حملہ

اسی سال امیر معاویہ نے ضحاک بن قیس کو لشکر دیکر روانہ کیا اور اسے حکم دیا کہ واقصہ کے نشیبی علاقے سے گذر و اور اس علاقے میں جتنے بھی علیؓ کے حامی نظر آئیں انہیں لوٹ لو، امیر معاویہ نے ضحاک کے ساتھ تین ہزار کا لشکر روانہ کیا یہ لشکر جدھر سے بھی گذرتا لوگوں کے مال چھین لیتا اور جو اعراب حضرت علیؓ کے حامی ہوتے انہیں قتل کر دیتے۔ ضحاک بن قیس واقصہ سے آگے بڑھ کر ثعلبیہ پہنچا اور وہاں حضرت علیؓ کا اسلحہ خانہ اور لوگوں کا مال لوٹ لیا اسی طرح وہ لوٹ مار کرتا ہوا مقطانہ تک پہنچا وہاں اسے عمرو بن عُمیس بن مسعود نظر آیا یہ حضرت علیؓ کے سواروں میں سے شمار ہوتا تھا وہ اپنے اہل خانہ کے ساتھ حج کو جا رہے تھے ضحاک نے ان سب کو لوٹ لیا اور آگے جانے سے روک دیا۔

ضحاک بن قیس کا فرار

حضرت علیؓ کو جب ان واقعات کا علم ہوا تو انہوں نے حجر بن عدی الکندی کو چار ہزار کا لشکر دیکر ضحاک کے مقابلہ پر روانہ کیا اور انہیں پچاس پچاس درہم دیئے، حجر بن عدی نے تدمر پہنچ کر ضحاک بن قیس سے مقابلہ کیا اور اس کے انیس آدمی قتل کئے اور حجر بن عدی کے صرف دو آدمی مقتول ہوئے، جب رات ہوئی تو ضحاک بن قیس اپنے ساتھیوں کو لیکر فرار ہو گئے اور اس کے بعد حجر اپنے ساتھیوں کو لیکر لوٹ آیا۔

امیر معاویہ کا ساحل دجلہ پر حملہ

اسی سال امیر معاویہ نے بذات خود دجلہ کے ساحل پر حملہ کیا اور پورے ساحل کا چکر لگا کر واپس ہوئے یہ ابن سعد کا بیان ہے جو اس نے بواسطہ محمد بن عمر اور ابن خدیج، ابن ملیکہ سے نقل کیا ہے ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ ۳۹ھ میں امیر معاویہ نے دریائے دجلہ کے ساحل کا ایک چکر لگایا، احمد بن ثابت نے بھی ابو معشر سے یہی روایت نقل کی ہے۔

امارت حج پر فریقین کا اختلاف

اس میں اختلاف ہے کہ اس سال لوگوں کو کس نے حج کرایا، بعض اہل سیر کی رائے ہے کہ اس سال لوگوں کو حج کرانے کے لئے حضرت علیؓ کی جانب سے عبید اللہ بن عباسؓ مامور کئے گئے تھے اور بعض اہل سیر کہتے ہیں کہ

عبداللہ بن عباسؓ مقرر کیے گئے تھے۔

عمرو بن شعبہ کا بیان ہے کہ ۳۹ھ میں حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباس کو روانہ کیا تا کہ وہ لوگوں کو حج کرائیں اور نماز پڑھائیں اور معاویہ نے یزید بن شجرہ الرہاوی کو امیر حج بنا کر بھیجا تھا،

ابوالحسن کا بیان ہے کہ یہ سب غلط ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ حضرت علیؓ کی شہادت تک اپنی امارت کے زمانہ میں کسی سال بھی امیر حج ہو کر نہیں آئے اور امارت حج پر معاویہ بن یزید بن شجرہ نے جس سے جھگڑا کیا تھا وہ قثم بن عباس ہی تھے دونوں امیروں میں اس بات کا فیصلہ ہوا کہ تمام حجاج کرام کو شیبہ بن عثمان نماز پڑھائیں۔

ابوالحسن کا یہ قول ان سے ابوزید نے نقل کیا ہے احمد بن ثابت الرازی نے اسحاق بن عیسیٰ کے واسطہ سے ابو معشر کا بھی یہی قول بیان کیا ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ ۳۹ھ میں حضرت علیؓ بن ابی طالب نے عبیداللہ بن عباسؓ کو امیر حج بنا کر بھیجا تھا اور امیر معاویہ نے معاویہ بن یزید بن شجرہ کو امیر حج بنایا تھا جب یہ دونوں حضرات مکہ پہنچے تو دونوں نے ایک دوسرے کی امارت تسلیم کرنے سے انکار کر دیا پھر دونوں کا شیبہ بن عثمانؓ بن طلحہ کی امارت پر اتفاق ہوا۔

اس سال حضرت علیؓ کی جانب سے وہی لوگ تمام علاقوں پر حاکم رہے جو ۳۸ھ میں حاکم تھے سوائے عبداللہ بن عباس کے کہ وہ اس سال بصرہ کی امارت چھوڑ کر کوفہ چلے گئے تھے اور اپنی جگہ زیاد بن ربیعہ کو خراج پر متعین کر کے گئے تھے اور ابوالاسود کو قضا پر مامور کیا تھا۔

زیاد کی فارس و کرمان کی جانب روانگی

اس سال جب حضرت عبداللہ بن عباس حضرت علیؓ کے پاس بصرہ تشریف لائے تو انہوں نے حضرت علیؓ کے حکم سے زیاد کو فارس و کرمان کی طرف روانہ کیا، اور اس کی وجہ یہ پیش آئی کہ جب ابن الحضرمی قتل کر دیا گیا اور لوگوں نے حضرت علیؓ کی کھلم کھلا بغاوت کر دی تو اہل فارس و کرمان نے بھی خراج ادا کرنا بند کر دیا اور اپنے قرب وجوار کے علاقوں پر ان لوگوں نے قبضہ کر لیا اور حضرت علیؓ کے عمال کو اپنے علاقے سے نکال دیا اور دیگر وہ مقامات جہاں ان لوگوں نے قبضہ کر لیا تھا وہاں سے بھی حضرت علیؓ کے عمال کو نکال دیا۔

زیاد کا فارس و کرمان پر تسلط

عمرو نے بحوالہ ابوالقاسم علیؓ بن کثیر سے نقل کیا ہے کہ جب اہل فارس نے خراج کی ادائیگی سے انکار کر دیا تو حضرت علیؓ نے لوگوں سے مشورہ کیا کہ کس شخص کو فارس کی ولایت سونپی جائے تا کہ اسے قبضہ میں رکھی جا سکے، جاریہ بن قدامہ نے عرض کیا کیا میں آپ کو ایک ایسا شخص نہ بتاؤں جو نہایت صاحب الرائے، ماہر سیاست اور ان تمام امور کو بہتر طور پر سنبھالنے والا ہو، حضرت علیؓ نے فرمایا ایسا کون شخص ہے؟ جاریہ بن قدامہ نے جواب دیا وہ زیاد ہے، حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں زیاد ان تمام امور کو احسن طریقے سے سنبھال سکتا ہے اس کے بعد حضرت علیؓ نے زیاد کو فارس و کرمان کی حکومت سونپی اور چار ہزار کا لشکر دیکر اسے روانہ کیا اس نے وہاں جا کر ان تمام علاقوں کو بالکل سیدھا کر دیا حتیٰ کہ تمام فارسی اور کرمانی اطاعت کرنے لگے اور خراج بھی ادا کرنے لگے۔

عمرو نے بسند ابوالحسن امام شعبی کا یہ قول نقل کیا ہے کہ جب اہل جبال نے عہد و پیمان توڑ دیا اور خراج دینے

سے انکار کر دیا اور حضرت علیؓ کے عامل سہل بن حنیف کو فارس سے نکال دیا تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت علیؓ سے فرمایا آپ کی جانب سے فارس کا انتظام میں کروں گا اس کے بعد عبداللہ بن عباسؓ بصرہ آئے اور زیاد کو ایک بڑا لشکر دیکر فارس روانہ کیا زیاد نے فارسیوں کو اچھی طرح پامال کیا حتیٰ کہ ان سب نے خراج ادا کیا۔

زیاد کی سخاوت اور سیاست

عمرو نے بواسطہ ابوالحسن اصطخر کے ایک بوڑھے سے نقل کیا ہے کہ وہ اپنے باپ سے نقل کرتا ہے کہ زیاد جب فارس کا گورنر تھا تو میں نے اسے دیکھا کہ وہ بروقت آگ جلائے رکھتے تھے اور لوگوں کی خاطر مدارت کرتا رہتا تھا حتیٰ کہ تمام لوگوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور تمام لوگ بالکل سیدھے ہو گئے وہ کسی بھی وقت جنگ نہیں کرنا چاہتا تھا اہل فارس کہا کرتے تھے کہ ہم نے آج تک کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا کہ جو نرمی اور حسن سلوک میں کسریٰ نوشیرواں کے مانند ہو۔

زیاد جب فارس پہنچا تو اس نے وہاں کے روساء اور شرفاء کو بلایا ان لوگوں نے زیاد کی مدد کی بہت سارے وعدے کئے گئے اور ان پر بہت سارے وعدے ہوئے اور مخالفین کو ڈرایا اور دھمکایا، زیاد نے فارسیوں کو ان ہی کے ذریعہ ختم کیا اور ایک دوسرے پر عیوب ظاہر کر کے انہیں باہم لڑایا جس کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ ایک جماعت تو بھاگ گئی اور دوسری جماعت جو وہاں مقیم تھی انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو قتل کیا اس طرح وہ پورے فارس میں قابض ہو گئے اور اسے کسی جگہ بھی لشکر کشی کی ضرورت پیش نہ آئی،

کرمان میں بھی اس نے یہی طریقہ اپنایا جب وہ کرمان سے واپس آیا تو فارس کی اکثر علاقوں کا دورہ کیا اور لوگوں پر حسن سلوک کئے اس کے احسانات کی وجہ سے لوگ اس سے مطمئن ہو گئے اور تمام شہر اور علاقے اس کے قبضہ میں آ گئے اس کے بعد اس نے اصطخر اور بیضاء کے درمیان ایک قلعہ تعمیر کرایا جس کا نام قلعہ زیاد تھا اور تمام خزانہ اس قلعہ میں اٹھالایا، زیاد کے بعد منصور الیشکری نے اس قلعہ میں کچھ ترمیم کی اس وقت سے یہ قلعہ منصور کے نام سے مشہور ہو گیا۔

امیر معاویہ کا حجاز و یمن پر حملہ

بسر بن ابی ارطاۃ کی حجاز کی جانب روانگی

اسی سال امیر معاویہ نے بسر بن ابی ارطاۃ کی ماتحتی میں تین ہزار جنگجو دیکر حجاز کی جانب روانہ کیا۔
زیاد بن عبداللہ البکائی نے عوانہ سے نقل کیا ہے کہ حکموں کے فیصلے کے بعد امیر معاویہ نے بسر بن ابی ارطاۃ کو لشکر دیکر حجاز کی جانب روانہ کیا بسر بن ابی ارطاۃ کا تعلق بنو عامر بن لوی میں سے تھا۔

ابوایوب انصاریؓ

یہ لشکر لیکر شام سے نکلا اور مدینہ پہنچا حضرت علیؓ کی جانب سے اس وقت مدینہ کے عامل ابوایوب انصاریؓ تھے ابوایوب انصاریؓ ان لوگوں کی خوف سے بھاگ کوفہ پہنچ گئے بسر لشکر لیکر مدنیہ میں داخل ہوا۔

بسر کی پکار عثمان! عثمان

راوی کہتا ہے کہ مدینہ میں ایک شخص نے بھی ان سے مزاحمت نہیں کی بسر بن ابی ارطاۃ منبر پر چڑھ گئے اور چلا چلا کر بولے: اے دینار! اے نجار! اے زریق میرا امام کہاں ہے؟ میرا امام کہاں ہے؟ جس سے کل تم نے عہد کیا تھا وہ کہاں ہے؟ یعنی عثمان بن عفانؓ۔

اس کے بعد اہل مدینہ سے کہا اگر امیر معاویہ نے مجھ سے عہد و پیمان نہ لیا ہوتا تو میں مدینہ کے ایک ایک بالغ کو قتل کر ڈالتا۔ پھر اس کے بعد انہوں نے اہل مدینہ سے بیعت لی اور بنو سلمہ کے پاس کہلا بھیجا کہ تمہارے لئے میرے پاس کوئی امان نہیں اور نہ ہی میں تم لوگوں سے اس وقت تک کوئی بیعت لونگا جب تک کہ تم جابر بن عبداللہ کو حاضر نہ کردو،

جابرؓ کا ام سلمہ سے مشورہ

حضرت جابر بن عبداللہ ام المومنین زوجۃ النبیؐ حضرت ام سلمہ کے پاس گئے اور ان سے عرض کیا اے میری ماں! آپ کی کیا رائے ہے؟ مجھے خوف ہے کہ میں قتل کر دیا جاؤں گا اور یہ ظاہر ہے کہ گمراہی کی بیعت ہے۔

حضرت ام سلمہؓ نے فرمایا میری رائے تو یہ ہے کہ تم اس کی بیعت کر لو میں نے اپنے بیٹے عمرو کو بھی اس کی بیعت کا حکم دیا ہے اور میں نے اپنے داماد عبداللہ بن زمعہ کو بھی اس کی بیعت کا حکم دیا ہے، حضرت ام سلمہ کی صاحبزادی زینب جو حضرت ابوسلمہ کی اولاد تھی وہ عبداللہ بن زمعہ کی نکاح میں تھی، ام المومنین حضرت ام سلمہ کا یہ جواب سن کر جابر بن عبداللہ مسجد میں آئے اور بسر بن ابی ارطاۃ سے بیعت کر لی، اس کے بعد بسر نے مدینہ میں کئی مکانات گروائے اور اس کے بعد اس نے مکہ کا رخ کیا حضرت ابوموسیٰ اشعری کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں یہ مجھے قتل نہ کر دے لیکن بسر بن ابی ارطاۃ نے ان سے کہلوایا کہ میں رسول اللہؐ کے صحابہ کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کر سکتا اس نے ابوموسیٰ سے درگذر کا معاملہ کیا۔

اس سے قبل ابوموسیٰ اشعری نے یمن میں ایک خط تحریر کیا تھا کہ یہاں معاویہ کی جانب سے ایک لشکر بھیجا گیا ہے اور جو شخص بھی ان کی بیعت سے انکار کرتا ہے تو وہ لوگ اس کو قتل کر دیتے ہیں۔

بسر کا یمن پر حملہ اور شیعان علیؓ کا قتل

اس کے بعد بسر بن ابی ارطاۃ نے یمن کا رخ کیا، حضرت علیؓ کی جانب سے یمن کے عامل عبیداللہ بن عباسؓ تھے جب انہیں بسر کی آمد کی اطلاع ہوئی تو وہ بھاگ کر حضرت علیؓ کے پاس کوفہ چلے آئے اور اپنی جگہ یمن پر عبداللہ بن عبدالمدان الحارثی کو جانشین مقرر کیا بسر نے یمن پہنچ کر عبداللہ بن عبدالمدان اور ان کے لڑکے کو قتل کر دیا۔

بسر کا ظلم

راستے میں انہیں عبیداللہ ابن عباس کے اہل و اعیال ملے جن میں عبیداللہ کے دو بچے بھی تھے بسر نے ان دونوں بچوں کو بھی قتل کر دیا

بعض لوگ کہتے ہیں کہ بسر کو یہ دونوں بچے بنو کنانہ کے ایک شخص کے پاس سے ملے جب اس نے ان بچوں کو قتل کرنا چاہا

تو کنانی نے کہا ان بچوں کا کیا قصور ہے کہ تو ان کو قتل کرنا چاہتا ہے اگر تو واقعتاً ان بچوں کو قتل کرنے کا خواہاں ہے تو پہلے مجھے قتل کردے، بسر نے کہا ہاں میں ایسا ہی کروں گا چنانچہ پہلے انہوں نے کنانی کو قتل کیا اور پھر ان بچوں کو قتل کر دیا اور اس کے بعد شام کی طرف لوٹ آئے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اس کنانی نے ان کا مقابلہ کیا اور لڑتے لڑتے مارا گیا اس کے بعد بسر نے ان دونوں بچوں کو قتل کر دیا ان میں ایک کا نام عبدالرحمٰن اور دوسرے کا نام قثم تھا اور اس کے علاوہ بسر بن ابی ارطاۃ نے یمن میں شیعان علیؓ کے ایک بڑی جماعت کو بھی قتل کیا۔

جاریہ بن قدامہ کا نجران کو آگ لگانا اور حامیان عثمانؓ کا قتل

حضرت علیؓ کو جب بسر کے حملہ کی اطلاع ملی تو انہوں نے جاریہ بن قدامہ السعدی اور وہب بن مسعود کو دو ہزار کا لشکر دیکر ان کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ جاریہ اپنا لشکر لیکر نجران پہنچا اور پورے شہر میں آگ لگا دی اور عثمانؓ کے حامیوں سے بہت سارے لوگوں کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ بسر اور اس کے ساتھی بھاگ کر شام چلے گئے۔

اہل مکہ سے زبردستی بیعت لینا

جاریہ بن قدامہ اس کی تلاش میں یمن سے مکہ پہنچا اور انہیں حکم دیا کہ ہماری بیعت کرو اہل مکہ نے جواب دیا امیر المومنین تو ہلاک ہو چکے ہیں اب ہم کس کی بیعت کریں، اس نے کہا جس کی شیعان علی بیعت کریں اس کی تم نامعلوم بیعت کرلو، یہ بات اہل مکہ کو بہت ناگوار گذری لیکن انہوں نے بادل نخواستہ ان کی بیعت کرلی۔

جاریہ کی سرکشی

اس کے بعد جاریہ مدینہ کی جانب بڑھا اس وقت مدینہ میں ابو ہریرہؓ لوگوں کو نماز پڑھاتے تھے ابو ہریرہؓ جاریہ کے خوف سے مدینہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ جب جاریہ کو یہ معلوم ہوا تو انہوں نے کہا خدا کی قسم اگر میں اس بلی والے کو پالیتا تو ضرور اس کی گردن اڑا دیتا پھر جاریہ بن قدامہ نے اہل مدینہ سے کہا کہ حسن بن علیؓ کی بیعت کرو تو اہل مدینہ نے حسن بن علیؓ کی بیعت کرلی، اس روز جاریہ مدینہ ہی میں مقیم رہا پھر کوفہ لوٹ آیا، جب یہ چلا گیا تو حضرت ابی ہریرہؓ واپس لوٹ آئے اور لوگوں کو نماز پڑھائی۔

اسلامی سرحدات کی دو حصوں میں تقسیم اور فریقین کا باہمی معاہدہ

اسی سال حضرت علیؓ اور امیر معاویہ کے درمیان جنگ بندی کا فیصلہ ہوا اور آپس میں طویل خط وکتابت جاری رہی کتاب کی طوالت کی خوف سے ہم اس خط کو نظر انداز کر رہے ہیں، فیصلہ باہمی جنگ بندی پر قرار پایا کہ عراق حضرت علیؓ کی حکومت میں شمار ہوگا اور شام امیر معاویہ کی حکومت میں اور دونوں فریق ایک دوسرے کے علاقوں میں لشکر کشی نہیں کریں گے اور نہ ہی کسی قسم کی غارت گری مچائیں گے۔

زیاد بن عبداللہ نے ابو اسحٰق سے نقل کیا ہے کہ جب دونوں فریقین میں سے کسی نے دوسرے کی اطاعت قبول نہیں کی تو امیر معاویہ نے حضرت علیؓ کو ایک خط تحریر کیا کہ اگر تم چاہو تو ایسا کرلو کہ عراق کی حکومت تمہارے حصہ میں

رہے اور شام کی حکومت میرے حصے میں رہے تا کہ اس امت سے تلوار رک جائے اور مسلمانوں کی خون ریزی نہ ہو، معاویہ کی اس رائے پر حضرت علیؓ راضی ہو گئے اس طرح معاویہ کے لشکر شام اور اس کی گردنواح کی دیکھ بھال کرتے اور حضرت علیؓ ملک عراق اور اس کے گردنواح کا انتظام کرتے۔

حضرت علیؓ اور عبداللہ بن عباسؓ کے اختلافات

عبداللہ بن عباسؓ کی بصرہ سے مکہ روانگی

عام اہل سیر کہتے ہیں کہ اس سال ۴۰ھ حضرت عبداللہ بن عباسؓ بصرہ چھوڑ کر مکہ چلے گئے لیکن بعض اہل سیر اس سے انکار کرتے ہیں وہ کہتے ہیں عبداللہ بن عباسؓ حضرت علیؓ کی شہادت تک بصرہ کے عامل رہے حتیٰ کہ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد حضرت حسنؓ نے امیر معاویہ سے صلح کر لی تو اس وقت عبداللہ بن عباسؓ بصرہ چھوڑ کر مکہ چلے گئے

بصرہ چھوڑنے کی وجوہات اور ابوالاسود دئلی کی ابن عباسؓ پر الزام تراشی

عمرو بن شعبہ نے بواسطہ ابومخنف اور سلیمان بن راشد، عبدالرحمٰن بن عبید ابوالکنود سے نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ عبداللہ بن عباسؓ ابوالاسود دئلی کے پاس سے گذرے اور اسے دیکھ کر فرمایا اگر تو چوپایوں میں سے ہوتا تو اونٹ ہوتا اور اگر چرواہا ہوتا تو چراگاہ کی حفاظت نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی تو اپنی رفتار اور طریقہ کار کو تبدیل کر سکتا تھا،

ابوالاسود دؤلی کا علیؓ کو خط

اس بات پر ابوالاسود دئلی نے حضرت علیؓ کو اس مضمون کا ایک خط تحریر کیا

اما بعد: اللہ تعالیٰ نے آپ کو نگران، ذمہ دار اور امت کا حاکم بنایا ہے ہم نے آپ کا بار ہا امتحان لیا اور آپ کو امت کا زبردست امین اور رعایا کا خیر خواہ پایا آپ دنیا سے تو ہاتھ کھینچتے ہیں جب کہ رعایا کو خوب خوب دیتے ہیں، نہ آپ رعایا کا مال کھاتے ہیں اور نہ ہی آپ کا رشوت سے کوئی تعلق ہے۔ آپ کے بھائی عبداللہ بن عباسؓ آپ کی اطلاع کے بغیر وہ رقم کھا گئے ہیں جو ان کے پاس امانت تھی میں آپ سے یہ بات ہرگز مخفی نہیں رکھ سکتا، اللہ تعالیٰ آپ پر اپنی رحمت نازل فرمائیں اس سلسلہ میں آپ جو رائے پسند فرمائیں وہ مجھے تحریر کریں ۔ والسلام

حضرت علیؓ کا جواب

اس خط کے پڑھنے کے بعد حضرت علیؓ نے ابوالاسود دئلی کو یہ جواب تحریر فرمایا:

اما بعد: تم جیسا آدمی امام اور امت دونوں کے لئے مجسمۂ خیر خواہی ہے تم نے امانت کا حق ادا کر دیا اور حق بات کو بلا روک ٹوک مجھ تک پہنچا دیا میں نے تمہارے امیر کو اس بارے میں

لکھا ہے اور اس میں تمہارے خط کا کوئی تذکرہ نہیں کیا اگر آئندہ بھی تمہاری نظر میں ایسی باتیں آئیں جو امت کی بہبود کا سبب ہو تو مجھے ضرور مطلع کرنا تمہارا یہی فرض ہے اور تمہیں ایسا ہی کرنا چاہیئے والسلام۔

اس کے علاوہ حضرت علی نے ایک خط حضرت عبداللہ بن عباس کے نام بھی تحریر کیا۔

عبداللہ بن عباس کا حضرت علیؓ کو جواب

عبداللہ بن عباسؓ نے حضرت علیؓ کے خط کا ایک مختصر سا جواب تحریر فرمایا:

امابعد: آپ کو جو اطلاعات ملی ہیں وہ سب واہیات ہیں میں اپنے زیر تصرف مال کا دیگر لوگوں سے زیادہ محافظ اور منتظم ہوں آپ بدگمان لوگوں کی باتوں کی ہرگز تصدیق نہ کیجئے، والسلام۔

حضرت علیؓ کا دوسرا مراسلہ

یہ خط پڑھ کر حضرت علیؓ نے عبداللہ بن عباسؓ کو دوسرا مراسلہ تحریر کیا کہ تم مجھے یہ بتاؤ کہ تم نے کتنا جزیہ وصول کیا اور کہاں کہاں سے وصول کیا اور کہاں کہاں خرچ کیا؟

عبداللہ بن عباس کا استعفاء

عبداللہ بن عباس نے اس خط کا جواب اس طرح تحریر فرمایا کہ میرے خیال میں آپ تک جو باتیں میرے متعلق پہنچی ہیں کہ میں نے اس شہر کے لوگوں کے مال پر قبضہ جمالیا ہے اس غلط خبر کو آپ نے بہت اہمیت دیدی ہے لہٰذا آپ جسے مناسب سمجھیں اسے بصرہ کا حاکم بنا کر بھیج دیں میں اس حکومت کو خیرباد کہتا ہوں، والسلام۔

خزانہ منتقل کرنے پر اختلاف

عبداللہ بن عباس کا ردعمل

اس کے بعد عبداللہ بن عباسؓ نے اپنے ماموں بنو ہلال بن عامر کو بلایا ضحاک بن عبداللہ ہلالی اور عبداللہ بن رزین ابن زبی عمرو الہلالی ان کے پاس آئے پھر ان کی مدد کیلئے بنوقیس بھی جمع ہو گئے ان لوگوں کی حمایت سے ابن عباسؓ نے تمام خزانہ اٹھوایا۔

ابوزید نے ابوعبیداللہ سے نقل کیا ہے کہ خزانہ میں کافی مال جمع ہو چکا تھا اور اس طرح عبداللہ بن عباسؓ مال غنیمت کا تمام خمس لیکر چلے گئے جب لوگوں کو مال پر قبضہ کرنے کی اطلاع ملی تو قیس بولا خدا کی قسم! یہ مال ان کے پاس ہرگز نہیں جانے دیا جائے گا یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ ہم اپنی نگاہوں کے سامنے مال لے جانے دیں۔

صبرہ بن شیمان الحدانی نے ازدیوں سے کہا خدا کی قسم! قبیلہ بنوقیس اسلام میں ہمارا بھائی، ہمارا پڑوسی اور دشمن کے مقابلہ میں ہمارا مددگار ہے جو مال اب تمہارے بھائیوں کے ہاتھ میں جا رہا ہے اگر وہ تمہیں مل جائے تب بھی تھوڑا ہے اور یہ لوگ کل پھر ضرورت پڑنے پر مال سے زیادہ بہتر ثابت ہوں گے۔

ازدیوں نے صبرہ بن شیمان سے سوال کیا اس سلسلہ میں تمہاری کیا رائے ہے؟ صبرہ نے کہا کہ تم لوگ ان کی مزاحمت نہ کرو اور ان کا پیچھا چھوڑ دو اس پر ازدیوں نے صبرہ کی بات مان لی اور واپس لوٹ گئے قبیلہ بنی بکر اور بنی عبد القیس نے بھی صبرہ بن شیمان کی رائے کی موافقت کی اور آپس میں کہا صبرہ کی رائے بہت بہتر ہے اس لئے ہمیں بھی ان سے مزاحمت نہ کرنی چاہیئے۔

قبیلہ تمیم نے کہا ہم ہرگز انہیں مال لے جانے نہیں دیں گے بلکہ ضرورت پڑی تو ان سے جنگ کریں گے اس پر احنف بن قیس نے انہیں سمجھایا اور کہا جن لوگوں کا ان سے خونی رشتہ بہت دور کا ہے انہوں نے ان لوگون سے جنگ کرنے سے گریز کیا لیکن تمہارا ان سے بہت قریبی رشتہ ہے اس لئے تمہیں ان سے مزاحمت نہیں کرنی چاہئے۔

بنو تمیم بولے خدا کی قسم! ہم تو ان سے ضرور جنگ کریں گے اور ان کو مال نہ لے جانے دیں گے، احنف نے جواب دیا پھر تو میں اس معاملہ میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا میں تمہاری راہ میں رکاوٹ نہیں بنوں گا۔

راوی کہتا ہے کہ بنو تمیم میں سے ابن المجاعہ نے بنو ہلال کا راستہ روکا اور ان سے جنگ کی جس پر ضحاک ہلالی نے ابن مجاعہ پر حملہ کر کے اس پر نیزے مارے اور عبداللہ بن رزین مجاعہ کو چپٹ گیا اور دونوں گتھم گتھا ہو کر زمین پر گر پڑے اور بہت سے آدمی زخمی ہوئے لیکن کوئی مقتول نہیں ہوا خمس میں جن لوگوں کا حصہ تھا وہ بولے ہم اس جنگ میں شریک نہ ہونگے ہم نے انہیں اور دیگر لوگوں کو چھوڑ دیا ہے چاہے یہ لوگ آپس میں لڑیں یا ایک دوسرے کو ختم کر دیں اس کے بعد یہ لوگ بنو تمیم سے بولے ہم لوگ تم سے زیادہ سخی ہیں کہ ہم نے اپنا حق اپنے چچازاد بھائیوں کے لئے چھوڑ دیا ہے اور تم اس پر لڑ رہے ہو ان لوگوں نے مال بھی اٹھا لیا اور ان کے حامی بھی موجود ہیں بہتر یہی ہے کہ ان کو ان کی رائے پر چھوڑ دو اور اگر تم لوگ پسند کرو تو واپس ہو جاؤ اس کے بعد یہ لوگ واپس چلے گئے اور عبداللہ بن عباس بیس آدمیوں کے ساتھ مکہ چلے گئے

ابوزید کہتا ہے کہ ابوعبیدہ کا خیال یہ تھا اگر چہ اس کی یہ رائے میں نے اس کی زبانی سنی تھی کہ ابن عباسؓ حضرت علیؓ کی شہادت تک بصرہ میں مقیم رہے پھر حضرت حسن کے ساتھ اس وقت تک رہے جب تک ان میں اور امیر معاویہ میں صلح نہیں ہوئی صلح ہونے کے بعد ابن عباسؓ بصرہ واپس آ گئے اور بعد میں اپنے اہل و اعیال کو ساتھ لیکر اور بیت المال سے کچھ تھوڑا مال لیکر مکہ چلے گئے اور بولے یہ میرا روزینہ ہے۔

ابوزید کہتا ہے کہ میں نے ابوعبیدہ کا یہ قول ابوالحسن سے ذکر کیا اس نے اس بات سے انکار کیا اور کہا کہ جب حضرت علیؓ شہید ہوئے تو عبداللہ بن عباسؓ مکہ میں مقیم تھے اور حضرت حسنؓ اور امیر معاویہ کے درمیان صلح کے وقت عبیداللہ بن عباسؓ ان کے ساتھ تھے۔

حضرت علیؓ کی شہادت

تاریخ کا اختلاف

اسی سال حضرت علیؓ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا ان کی شہادت کی تاریخ میں اختلاف ہے۔ احمد بن ثابت نے بواسطہ اسحاق بن عیسیٰ، ابومعشر سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ جمعہ کے روز سترہ رمضان المبارک ۴۰ھ میں شہید ہوئے، یہی واقدی کا قول ہے جیسا کہ حارث نے ابن سعد کے ذریعہ واقدی سے نقل کیا ہے۔

ابوزید نے علی بن محمد کا یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت علیؓ کوفہ میں جمعہ کے روز گیارہ رمضان ۴۰ھ کو شہید ہوئے، ایک قول یہ ہے کہ رمضان ختم ہونے میں سترہ روز باقی تھے اور ایک قول یہ ہے کہ ربیع الثانی ۴۰ھ میں شہید ہوئے۔

قتل کے محرکات واسباب

موسیٰ بن عبدالرحمٰن المسروقی نے بواسطہ ابوعبدالرحمٰن الحرانی، اسماعیل بن راشد کا یہ قول بیان کیا ہے کہ ابن ملجم، برک بن عبداللہ اور عمرو بن بکر التیمی نے ایک جگہ جمع ہو کر معاملات پر غور و فکر کیا اور تینوں نے حکام کے طرز عمل پر نکتہ چینی کی اسکے بعد نہروان کے لوگوں کا ذکر کیا اور ان کے لئے انہوں نے رحمت و مغفرت کی دعا کی اور بولے ہم ان لوگوں کے بعد زندہ رہ کر کیا کریں گے یہ لوگ ایسے بھائی تھے جو لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے اور اللہ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کیا کرتے تھے وہ بولے کیوں نہ ہم اپنی جانوں کو اللہ کے ہاتھ فروخت کر دیں اور ان گمراہ اماموں کو قتل کرنے کی کوشش کریں یعنی حضرت علیؓ، امیر معاویہ، اور عمرو بن العاص کو، اس طرح تمام مسلمانوں کو ان سے چھٹکارا مل جائیگا اور اس طرح ہم اپنے بھائیوں کا انتقام بھی لے لیں گے۔

علیؓ، امیر معاویہؓ اور عمروؓ کے قتل کا منصوبہ

اسی طرح ابن ملجم نے کہا علیؓ بن ابی طالب سے چھٹکارا میں دلاؤں گا، یہ ابن ملجم مصر کا باشندہ تھا، برک بن عبد اللہ نے امیر معاویہ کے قتل کا ذمہ لیا اور معرو بن بکر نے عمرو بن العاص کا، ان تینوں نے اللہ کو حاضر ناظر کر کے باہم معاہدہ کیا ہم میں سے جس شخص نے جس آدمی کے قتل کا ذمہ لیا ہے وہ اس عہد سے پیچھے نہیں ہٹے گا یا تو اس شخص کو قتل کریگا یا خود قتل ہو جائیگا ان لوگوں نے اپنی تلواروں کو زہر میں بجھایا، اور تینوں صحابہ کے قتل کے لئے رمضان المبارک کا دن متعین کیا اس کے بعد یہ تینوں بدبخت ان تینوں صحابہ کے قتل کے لئے روانہ ہوئے۔

مہر میں حضرت علیؓ کا سر

ابن ملجم کا شمار بنو کندہ میں ہوتا ہے یہ شخص کوفہ پہنچا اور اپنے دوست واحباب سے ملا اور اس راز کو اپنے سینے میں چھپائے رکھا تاکہ راز کہیں پہلے سے فاش نہ ہو جائے ایک روز اس نے بنو تمیم الرباب کے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ وہ آپس میں اپنے مقتولوں کا ذکر کر رہے تھے جنہیں حضرت علیؓ نے جنگ نہروان میں قتل کیا تھا اسی روز ابن ملجم نے بنو تمیم الرباب کی ایک عورت سے ملا جس کا نام قطام بنت الشجنہ تھا حضرت علی نے جنگ نہروان میں اس کے باپ اور بھائی کو قتل کیا تھا یہ عورت حسن و جمال میں بے نظیر تھی ابن ملجم نے جب اسے دیکھا تو اپنے حواس کھو بیٹھا اور جس کام کے لئے آیا تھا وہ بھول گیا اور اسے پیغام نکاح دیا۔

تجھ سے شادی نہیں کر سکتی جب تک تو میرے کلیجہ کی آگ نہ بجھادے

قطامہ نے جواب دیا میں اس وقت تک تجھ سے شادی نہیں کر سکتی جب تک تو میرے کلیجہ کی آگ نہ بجھادے ابن ملجم نے پوچھا وہ کس طرح؟ قطامہ نے جواب دیا تین ہزار درہم، ایک غلام اور علیؓ کا قتل۔

ابن ملجم نے جواب دیا کیا یہ تیرا مہر ہوگا کیونکہ تو حضرت علیؓ کا بلا وجہ ذکر نہیں کیا ہے، قطامہ نے جواب دیا ہاں یہ میرا مہر ہوگا میں علیؓ کا سر چاہتی ہوں اگر تو نے ایسا کیا تو تو اپنا اور میرا دل ٹھنڈا کریگا اور عیش و آرام سے زندگی گذارے گا اور اگر تو قتل ہو گیا تو اللہ کے پاس جو اجر ہے وہ دنیا کی عیش و آرام سے بہتر ہے۔

ابن ملجم نے کہا خدا کی قسم! میں اس شہر میں حضرت علیؓ کے قتل کے لئے ہی آیا ہوں میں تیری ہر خواہش پوری کروں گا، قطامہ نے جواب دیا کہ تیرے ساتھ کوئی ایسا شخص ہو جو تیری پشت پناہی اور مدد کر سکے اس کے بعد قطامہ نے اپنی قوم تمیم الرباب کے ایک شخص کو جس کا نام وردان تھا طلب کیا اور اس کے سامنے یہ منصوبہ رکھا اور اس نے اس منصوبہ کو قبول کر لیا۔

انتقامی کاروائی

اس کے بعد ابن ملجم بنو اشجع کے ایک شخص کے پاس گیا جس کا نام شبیب بن بجرہ تھا اور اس سے کہا کیا تو دنیا اور آخرت کی عزت و کرامت کا طلب گار ہے؟ شبیب نے کہا وہ کس طرح ؟ ابن ملجم نے کہا وہ عزت و شرافت علیؓ کو قتل کر کے حاصل ہو سکتی ہے، شبیب نے کہا تیری ماں تجھے روئے تو نے بہت بری بات اپنی زبان سے نکالی ہے تو علیؓ پر کیسے قابو پا سکتا ہے۔

ابن ملجم نے کہا میں مسجد میں چھپ کر بیٹھ جاوں گا جس وقت حضرت علیؓ صبح کی نماز کے لئے نکلے گا تو ہم اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیں گے اس کے بعد اگر ہم بچ گئے تو ہمارے دل ٹھنڈے ہو جائیں گے اور ہم اپنے مقتولوں کا بدلہ بھی لے لیں گے اور اگر ہم قتل ہو گئے تو اللہ کے پاس ہمارے لئے جو اجر و ثواب ہے وہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے،

شبیب نے کہا تجھ پر افسوس! اگر علیؓ کے علاوہ کوئی اور شخص تیرا نشانہ ہوتا تو مجھے اتنا شاق نہ گذرتا تو یہ بھی جانتا ہے کہ حضرت علیؓ نے اسلام کے خاطر کتنے مصائب و تکالیف برداشت کئے اور تو یہ بھی جانتا ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ کا ساتھ دیا، اس لئے میرا دل ان کے قتل پر مطمئن نہیں ہے، ابن ملجم نے کہا تو یہ بات اچھی طرح جانتا ہے کہ اہل نہروان سب نیک بندے تھے حالانکہ حضرت علیؓ نے ان سب کو قتل کر دیا، شبیب نے کہا کیوں نہیں، ابن ملجم نے کہا تو ہم ان لوگوں کو ضرور قتل کریں گے جنہوں نے ہمارے بھائیوں کو قتل کیا ہے اس بات پر شبیب نے بھی ابن ملجم کی حمایت کا وعدہ کیا۔

یہ سب ملکر قطامہ کے پاس پہنچے وہ جامع مسجد میں اعتکاف میں بیٹھی ہوئی تھی ان سب نے اسے جا کر کہا کہ ہم لوگ حضرت علیؓ کے قتل پر متفق ہیں۔ قطامہ نے ان سے کہا جس روز تم حضرت علیؓ کو قتل کرنے جاؤ گے اس روز میرے پاس آنا۔

علیؓ کے قتل کیلئے بدبختوں کی روانگی

جب اس جمعہ کی رات آئی جس کی صبح کو ان لوگوں نے حضرت علیؓ کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا تو ابن ملجم قطامہ کے پاس پہنچا اور کہا یہی وہ رات ہے جس کی صبح کو ہم لوگوں نے علیؓ، معاویہ اور عمرو بن العاص کے قتل کا عہد کیا تھا، اس کے بعد قطامہ نے ریشم کی ایک پٹی منگوائی اور ان لوگوں کے سروں میں باندھ دی ان لوگوں نے اپنی اپنی تلواریں لے لیں اور حضرت علیؓ جس راستے سے فجر کی نماز کے لئے تشریف لاتے تھے اس کے قریب بیٹھ گئے، جب حضرت علیؓ صبح کی نماز

کے لئے نکلے تو شبیب نے آگے بڑھ کر تلوار کا وار کیا جو دروازے کی چوکھٹ یا طاق پر پڑا فوراً ہی ابن ملجم نے پیشانی پر وار کیا۔

وردان قاتل کا فوراً جہنم واصل ہو جانا

وردان بھاگ کر اپنے گھر میں گھس گیا اس کی باپ کی اولاد میں سے ایک شخص اس کے گھر پہنچ گیا اس وقت وردان اپنے سینے میں سے ریشم کی پٹی اتار رہا تھا اس شخص نے سوال کیا یہ تلوار اور ریشم کی پٹی کیا ہے وردان نے اس سے تمام واقعہ بیان کر دیا وہ شخص اپنے گھر گیا اور تلوار لیکر آیا اور وردان کو قتل کر دیا۔

شبیب اندھیرے میں بنو کندہ کے مکانات کی طرف چلا گیا لوگوں نے اس کے پیچھے شور کیا، راستے میں اسے حضر موت کا ایک شخص ملا جس کا نام عویمر تھا جب اس نے شبیب کے ہاتھ میں تلوار دیکھی تو اسے پکڑ لیا حضرمی نے اسے گرا دیا لیکن جب اس نے دیکھا کہ لوگ اس کی تلاش میں دوڑے آرہے ہیں تو حضرمی کو اپنی جان کا خوف پیدا ہوا تو اس نے شبیب کو چھوڑ دیا اور شبیب لوگوں کے ساتھ شامل ہو گیا اس طرح ان کی جان بچ گئی،

ابن ملجم کو لوگوں نے گھیر کر پکڑ لیا اور ہمدان کے ایک شخص جسکی کنیت ابو دماء تھی نے تلوار نکال کر ابن ملجم کے پاؤں میں ماری اور اس کا پاؤں کاٹ ڈالا۔

حضرت علیؓ زخمی ہو کر پیچھے ہٹے اور اپنی جگہ جعدہ بن ہبیرہ بن ابی وہب کو نماز پڑھانے کا حکم دیا انہوں نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی، نماز کے بعد حضرت علیؓ نے فرمایا قاتل کو میرے پاس لاؤ جب قاتل حاضر کیا گیا تو آپ نے اس سے فرمایا اے اللہ کے دشمن کیا میں نے تجھ پر احسانات نہیں کیئے تھے، ابن ملجم نے کہا کیوں نہیں، حضرت علیؓ نے فرمایا تو آخر کیا وجہ ہے کہ جس کی وجہ سے تو مجھے قتل کرنا چاہتا ہے، ابن ملجم نے کہا میں چالیس روز تک استخارہ کرتا رہا اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا رہا کہ اس کی مخلوق میں جو بدترین خلائق ہو وہ قتل ہو جائے، حضرت علیؓ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ وہ مقتول بھی تو ہی ہے اور تو ہی وہ بدترین خلائق ہے۔

ابن ملجم کے خیالات

لوگ کہتے ہیں کہ اس واقعہ کے پیش آنے سے قبل ایک روز ابن ملجم بنو بکر بن وائل میں بیٹھا ہوا تھا کہ اس کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا اور یہ مرنے والا ابو مجار ابجر بن جابر العجلی تھا اور یہ شخص نصرانی تھا اور اس مرنے والے کی لوگوں کے دلوں میں بہت عزت واحترام تھا اس لئے سب لوگ اس جنازے کے ساتھ جا رہے تھے انہی لوگوں میں شقیق بن ثور بھی تھا ابن ملجم نے اس سے سوال کیا کہ یہ کون لوگ ہیں تو لوگوں نے اس سے تمام واقعہ بیان کیا اس پر ابن ملجم نے یہ اشعار پڑھے:

لئن کان حجار ابن ابجر مسلماً . لقد بوعدت منه جنازة ابجر

(ترجمہ) اگر حجاز بن ابجر مسلمان ہوتا تو اس کا جنازہ لوگوں سے دور ہوتا۔

وان کان حجار ابن ابجر کافراً . فما مثل هذا من کفور منکر

(ترجمہ) اگر حجار بن ابجر کافر ہے تو اس سے بڑا کوئی کافر اور منکر نہیں۔

اترضون هذا انّ قیساً و مسلماً . جمعاً لدیٰ نعشِ فیا قبح منظر

(ترجمہ) کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ قیس اور دوسرے مسلمان اس کی لاش کے گرد جمع ہوں یہ کتنا برا منظر ہے۔

فلو لا الذی انویٰ لعزقت جمعھم . بابیض مصقول الدیاس مشھر

(ترجمہ) اگر میں یہ ارادہ نہ کر لیا ہوتا تو میں ان کی مجمع کو ایک چمکتی اور کاٹنے والی تلوار سے منتشر کر دیتا۔

ولکنّی انویٰ بذاک وسیلۃ . الی اللہ اوھذا فنخذ ذاک اوذر

(ترجمہ) اگر میں نے اس ارادے کو اللہ کی قربت کا وسیلہ نہ بنایا ہوتا تو پھر اسے اختیار کر کے چھوڑ دیتا۔

محمد بن حنفیہ کا بیان

محمد بن حنفیہ کا بیان ہے کہ جس صبح کو حضرت علیؓ کو زخمی کیا گیا اس رات میں جامع مسجد میں پوری رات نماز میں مشغول تھا اور دیگر لوگ بھی چوکھٹ کے قریب نمازوں میں مشغول تھے ان لوگوں نے پوری رات قیام ورکوع اور سجدوں میں گذاری اور پوری رات نہ سوئے۔

جب صبح کے وقت حضرت علیؓ نماز کے لئے نکلے تو لوگوں کو نماز کے لئے آواز دی یعنی نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ یہ مجھے معلوم نہیں کہ حضرت علیؓ نے یہ کلمات چوکھٹ سے نکل کر کہے تھے یا چوکھٹ کے اندر کہے تھے البتہ میں یہ جانتا ہوں کہ میں نے ایک چمک دیکھی اور یہ الفاظ سنے کہ اللہ کے علاوہ کسی کا حکم نہیں اے علی! حکم کا نہ تجھے اختیار ہے اور نہ تیرے ساتھیوں کو، میں نے ایک تلوار دیکھی پھر دوسری تلوار دیکھی اور پھر حضرت علیؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ تم سے یہ شخص بچ کر نہ نکل جائے چنانچہ لوگ اس پر ہر طرف سے ٹوٹ پڑے تھوڑی دیر گذری تھی کہ ابن ملجم کو پکڑ کر حضرت علیؓ کے سامنے پیش کیا گیا میں بھی لوگوں کے ساتھ اندر داخل ہوا حضرت علیؓ فرما رہے تھے جان کے بدلے جان ہے اگر میں مر جاؤں تو تم بھی اسے اسی طرح قتل کر دینا جیسے اس نے مجھے قتل کیا ہے اور اگر میں زندہ بچ گیا تو اس کے بارے میں خود فیصلہ کروں گا۔

حضرت علیؓ کی خرید و فروخت

راوی کہتا ہے کہ لوگ خوف کے عالم میں حضرت حسن کے پاس پہنچے اور انہیں اس کے بارے میں مطلع کر دیا گیا اور یہ واقعہ اس وقت ہوا جبکہ ابن ملجم کو لوگوں نے ان کے سامنے پیش کیا تو حضرت ام کلثوم بنت علیؓ نے روتے ہوئے ابن ملجم سے مخاطب ہو کر کہا اے اللہ کے دشمن! تو نے میرے باپ کے ساتھ اچھا نہیں کیا اللہ تجھے دنیا اور آخرت میں رسوا کرے۔

ابن ملجم نے جواب دیا تم کسی شخص پر روتی کیوں ہو؟ کیا اس شخص پر جسے میں نے ایک ہزار میں خریدا ہے اور ایک ہزار میں زہر دیا ہے اگر یہ مار تمام شہر والوں پر پڑتی تو ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچتا۔

حضرت علیؓ کے نصائح

جندب بن عبداللہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے امیر المومنین! خدانخواستہ اگر آپ ہمیں چھوڑ کر اللہ کے پاس چلے جائیں تو کیا ہم حضرت حسنؓ سے بیعت کر لیں، حضرت علیؓ نے فرمایا میں نہ تو تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں اور نہ ہی اس سے روکتا ہوں تم لوگ زیادہ مناسب سمجھ سکتے ہو، جندب نے دوبارہ سوال

کیا تو حضرت علیؓ نے حضرت حسن اور حضرت حسینؓ کو بلوایا اور ان سے فرمایا میں تم دونوں سے اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور تم دونوں دنیا کے پیچھے نہ پڑنا خواہ پوری دنیا تم سے بغاوت کیوں نہ کردے اور جو شئے تم سے ہٹادی جائے اس پر مت رونا، ہمیشہ حق بات کہنا، یتیموں پر رحم کرنا پریشان حال لوگوں کی مدد کرنا، آخرت کی تیاری کے لئے ہمہ وقت فکر کرنا ہمیشہ ظالموں کے دشمن اور مظلوموں کی حامی اور مددگار رہنا اور ہر ممکن طور پر کتاب اللہ کے احکامات پر عمل کرنا اور اللہ کی دین میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہ گھبرانا۔

پھر محمد بن حنفیہ کی جانب دیکھ کر فرمایا میں تجھے بھی وہی نصیحت کرتا ہوں جو تیرے بھائیوں کو کی ہے اسکے علاوہ میں تجھے یہ وصیت کرتا ہوں کہ اپنے بھائیوں کی ہر وقت عزت کرنا اور ان دونوں کے اس اہم حق کو ملحوظ خاطر رکھنا جو ان کا تیرے ذمہ ہے ہمیشہ ان دونوں کے حکم کی پیروی کرنا اور ان کے حکم کے بغیر کوئی کام مت کرنا۔

اس کے بعد حضرت حسن اور حضرت حسینؓ سے فرمایا میں تم دونوں کو بھی محمد کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتا ہوں کیونکہ وہ تمہارا بھائی اور تمہارے باپ کا بیٹا ہے اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ تمہارا باپ اس سے محبت کرتا ہے پھر خاص طور پر حضرت حسنؓ سے مخاطب ہو کر انہیں نصیحت فرمائی اے میرے بیٹے! تیرے لئے میری نصیحت یہ ہے کہ تو اللہ سے ڈرنا، نماز وقت پر ادا کرنا، زکوۃ کو اس کے مصرف میں خرچ کرنا اور وضو اچھی طرح کرنا کیونکہ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی اور زکوۃ روکنے والے کی نماز قبول نہیں ہوتی، ہر وقت اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کرتے رہنا، غصہ کو پی جانا اور صلہ رحمی کرنا، جاہلوں سے بردباری سے کام لینا، دین میں تفقہ حاصل کرنا ہر کام میں ثابت قدمی دکھانا قرآن کو لازم پکڑے رہنا، پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک روا رکھنا اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا اور خود برائیوں سے بچتے رہنا۔

حضرت علیؓ کی وصیت

جب وفات کا وقت آیا تو لوگوں کو وصیت فرمائی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ وہ وصیت ہے جو علی بن ابی طالب نے کی وہ اس بات کی وصیت کرتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمد اس کے بندے اور رسول ہیں جنہیں اللہ نے ہدایت اور دین حق دیکر مبعوث فرمایا تا کہ وہ اس دین کو تمام ادیان پر غالب فرمادیں خواہ یہ بات مشرکین کو بری کیوں نہ معلوم ہو، یقیناً میری نماز اور میری قربانی میری زندگی اور موت سب کچھ اللہ رب العالمین کے لئے ہے جس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے اور میں فرمانبردار لوگوں میں سے ہوں۔

اے حسن! میں تجھے اور اپنی تمام اولاد اور اپنے تمام گھر والوں کو اللہ سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں جو تمہارا پروردگار ہے اور اس بات کی وصیت کرتا ہوں کہ تم حالت اسلام میں دنیا سے رخصت ہونا تم سب ملکر اللہ کے دین کو مضبوطی سے تھام لو اور آپس میں متفرق نہ ہو جاؤ کیونکہ میں نے ابوالقاسمؐ سے سنا ہے کہ آپس میں ایک دوسرے سے تعلق رکھنا اور ان

کی اصلاح کرنا نفل نمازوں سے بہتر ہے تم اپنے تمام رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اس سے اللہ تم پر حساب آسان فرمائیگا، یتیموں کے معاملات میں اللہ سے ڈرنا نہ تو انہیں اتنا موقع دینا کہ وہ اپنی زبان سے تجھ سے مدد طلب کریں اور نہ ہی تمہاری موجودگی میں پریشانی میں مبتلا ہوں اللہ سے ڈرو اور پڑوسیوں کے حقوق کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ تمہارے نبی کی نصیحت ہے آپ ہمیشہ پڑوسیوں کے حقوق کی وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ ہمیں یہ خوف پیدا ہو گیا کہ کہیں حضورؐ پڑوسیوں کو وارث نہ بنا دیں، قرآن کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کہیں قرآن میں عمل کرنے میں اغیار تم سے سبقت نہ لے جائیں، نماز کے معاملہ میں اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ تمہارے دین کا ستون ہے تم اپنے رب کے گھر کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور جب تک زندہ رہو اسے خالی نہ چھوڑو کیونکہ اگر اسے خالی چھوڑا گیا تو وہاں کوئی نظر نہ آئیگا اور جہاد کے معاملے میں اللہ سے ڈرو اور اپنے جانوں اور مالوں سے جہاد کرو، زکوۃ کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ یہ پروردگار کے غصہ کو بجھاتی ہے اپنے نبی کے ذمہ داری کے لئے بھی اللہ سے ڈرو تمہارے موجود ہوتے ہوئے کسی پر ظلم نہ کیا جائے اپنے نبی کے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو کیونکہ رسول اللہؐ نے ان کے بارے میں وصیت فرمائی ہے فقراء اور مساکین کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو اور انہیں اپنے کھانوں میں شریک کرو اپنے غلاموں کے بارے میں بھی اللہ سے ڈرو، نماز ادا کرو، دین کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کا خوف مت کرنا اگر تمہیں کوئی نقصان پہنچانا چاہے گا اور تمہارے خلاف بغاوت کریگا تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے کافی ہوگا لوگوں سے نیک بات کہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں حکم دیا ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو لازم پکڑو اور اسے ہرگز ترک مت کرو اگر تم اسے ترک کردو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر برے لوگوں کو حاکم بنا دیں گے پھر تم دعا کرو گے اور اس وقت تمہاری دعائیں قبول نہ ہونگی، صلہ رحمی کرو اللہ کے راہ میں مال خرچ کرو، پشت دکھانے قطع رحمی اور تفرقہ اندازی سے احتراز کرو نیکی اور تقویٰ کے معاملہ میں ایک دوسرے کی اعانت کرو اور نافرمانی اور سرکشی میں کسی کی اعانت مت کرو اور اللہ سے ڈرو کیونکہ اللہ تعالیٰ سخت عذاب دینے والا ہے اللہ تعالیٰ تمہاری اور تمہارے اہل بیت کی حفاظت کریں جیسے اس نے تمہارے نبی کی کی۔ میں تمہیں اللہ کی سپرد کرتا ہوں اور تم پر سلام اور اللہ کی رحمت بھیجتا ہوں۔

شہادت اور تکفین اور تدفین

اس کے بعد آپ لا الہ الا اللہ پڑھنے میں مشغول رہے حتیٰ کہ طائر روح عالم بالا کو پرواز کر گئی، آپ کی شہادت رمضان المبارک ۴۰ھ میں ہوئی آپ کو آپ کے بیٹوں حسن اور حسینؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ نے غسل دیا تین کپڑوں میں آپ کو کفن دیا گیا جسمیں قمیص نہ تھی اور حضرت حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنازہ میں نو تکبیرات کہی گئی

اور پھر چھ ماہ تک حضرت حسنؓ والی رہے۔

قاتل کے بارے میں حضرت علیؓ کی وصیت

حضرت علیؓ نے حضرت حسنؓ کو قاتل کے مثلہ سے منع فرمایا اور پھر فرمایا اے بنی عبدالمطلب! کہیں تم میری وجہ سے مسلمانوں کا خون نہ بہا دینا اور نہ یہ کہتے پھرو کہ امیر المومنین قتل کر دیئے گئے ہیں سوائے میرے قاتل کے کسی کو قتل نہ کرنا، اے حسن! اگر میں اس کے وار سے مر جاؤں تو تو بھی اسے ایک ہی وار سے ختم کر دینا کیونکہ ایک وار کے بدلہ میں ایک ہی وار ہونا چاہیئے اور اس شخص کا مثلہ مت کرنا کیونکہ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تم لوگ مثلہ سے احتراز کرو خواہ وہ باؤلے کتے کا کیوں نہ ہو۔

قاتل کا انجام اور وصیت کی خلاف ورزی

جب حضرت علیؓ کی تکفین و تدفین ہوگئی تو حضرت حسنؓ نے ابن ملجم کو طلب کیا ابن ملجم نے حضرت سے کہا کیا تم ایک اچھا کام کرنا چاہو گے اور وہ یہ ہے کہ میں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ میں اسے ضرور پورا کروں گا اور وہ عہد میں نے حطیم کے قریب کیا تھا کہ میں حضرت علیؓ اور امیر معاویہ کو ضرور قتل کروں گا یا خود اس کوشش میں قتل ہو جاؤں گا اگر تمہیں پسند ہو تو مجھے امیر معاویہ کو قتل کرنے کے لئے چھوڑ دو اور میں تجھ سے اللہ کے نام پر عہد کرتا ہوں کہ اگر میں اسے قتل نہ کر سکوں یا قتل کر کے زندہ بچ جاؤں تو تیرے پاس آ کر اپنے آپ کو تیرے حوالہ کر دوں گا۔

حضرت حسنؓ نے کہا میں اس کام کے لئے تجھے ہرگز ہرگز نہیں چھوڑ سکتا کہ تو اس آگ کو اور بھڑکا دے، اس کے بعد حضرت حسنؓ نے آگے بڑھکر اسے قتل کر دیا پھر لوگ اس کے لاشہ پہ چپٹ گئے اور اس کی بوٹیاں کر کے آگ میں ڈال دیا۔

امیر معاویہ پر حملہ

جس رات حضرت علیؓ پر حملہ کیا گیا اسی رات برک بن عبداللہ امیر معاویہ کے قتل کے لئے گھات میں بیٹھا تھا جب امیر معاویہ صبح کی نماز پڑھانے کے لئے باہر نکلے تو ان پر تلوار سے حملہ کر دیا اس کا وار امیر معاویہ کے کولہوں پر پڑا امیر معاویہ نے ہاتھ بڑھا کر قاتل کو پکڑ لیا۔

قاتل نے کہا میرے پاس ایک ایسی خبر ہے کہ جسے سن کر تیرا دل باغ باغ ہو جائیگا اور اگر میں آپ کو وہ خبر بیان کر دوں گا تو آپ کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا، امیر معاویہ نے کہا اچھا وہ خبر بیان کرو، برک نے جواب دیا آج میرے بھائی ابن ملجم نے حضرت علیؓ کو قتل کر دیا ہوگا، امیر معاویہ نے کہا کاش تیرا بھائی ان پر قدرت نہ پا سکے، برک بن عبداللہ نے کہا کیوں نہیں اسلئے کہ جب حضرت علیؓ باہر نکلتے ہیں تو اس کے ساتھ کوئی محافظ نہیں ہوتا۔ اس کے بعد امیر معاویہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور یوں وہ قتل کر دیا گیا۔

اس کے بعد امیر معاویہ نے ساعدی کو طلب کیا یہ ایک طبیب تھا اس نے جب امیر معاویہ کے زخم کو دیکھا تو کہا اے امیر! آپ دو باتوں میں سے ایک بات پسند کر لیں یا تو میں لوہا جلا کر اس زخم میں رکھ دیتا ہوں یا میں آپ کو پینے کے لئے ایک ایسا شربت دیتا ہوں جس سے آئندہ آپ کی کوئی اولاد نہیں ہوگی کیونکہ جس تلوار سے آپ پر وار کیا گیا وہ

زہر آلود تھی، امیر معاویہ نے جواب دیا آگ تو میں برداشت نہیں کرسکتا، رہا اولاد کا نہ ہونا تو یزید اور عبداللہ انہی دونوں سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی، طبیب نے امیر معاویہ کو وہ شربت پلا دیا جس سے وہ شفایاب ہو گئے لیکن آئندہ ان کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔

اس کے بعد امیر معاویہ نے مسجد میں محرابین تعمیر کرنے کا حکم دیا راتوں کو پہرہ دار متعین کئے اور جس وقت امیر معاویہ سجدے میں جاتے تو محافظین ننگی تلوار لئے ہوئے ان کی حفاظت کرتے۔

خارجہ بن حذافہ کا قتل

اسی رات عمرو بن بکر بھی عمرو بن العاص کی گھات میں بیٹھا رہا لیکن عمرو بن العاص پیٹھ میں تکلیف ہونے کی وجہ سے صبح کی نماز کے لئے تشریف نہ لا سکے عمرو بن العاص نے اپنی جگہ خارجہ بن حذافہ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اور یہ عمرو بن العاص کے محافظین میں سے تھا اور بنو عامر بن لوی کے خاندان سے تعلق رکھتا تھا یہ جب صبح کی نماز پڑھانے کے لئے نکلے تو عمرو بن بکر نے انہیں عمرو بن العاص سمجھ کر ان پر حملہ کر دیا اور انہیں قتل کر دیا لوگوں نے اسے پکڑ کر عمرو بن العاص کے سامنے پیش کر دیا تمام لوگ عمرو بن العاص کو اس طرح سلام کر رہے تھے جیسے حاکم کو سلام کیا جاتا ہے تو عمرو بن بکر نے سوال کیا کہ یہ کون شخص ہے لوگوں نے جواب دیا یہ عمرو بن العاص ہے، عمرو بن بکر نے کہا تو پھر میں نے کس کو قتل کیا؟ لوگوں نے کہا خارجہ بن حذافہ کو، عمرو بن بکر نے کہا اے فاسق! یعنی عمرو بن العاص خدا کی قسم میں نے تیرے علاوہ کسی کا ارادہ نہ کیا تھا، عمرو بن العاص نے کہا ہاں تو میرا ضرور ارادہ کیا تھا لیکن اللہ نے تو خارجہ بن حذافہ کا ارادہ کیا تھا۔

اس کے بعد عمرو بن العاص نے آگے بڑھ کر اسے قتل کر دیا جب اس واقعہ کی خبر امیر معاویہ کو پہنچی تو انہوں نے عمرو بن العاس کو یہ اشعار لکھ کر بھیجے:

وقتل اسباب المنایا کثیرۃ
منیۃ شیخ من لوی ابن غالب
فیا عمرو مهلا انما انت عمّہ
وصاحبہ دون الرجال الاقارب
نجوت وقد بل المرادی سیفہ
من ابن ابی شیخ الابا طالب
ویضربنی بالسیف اخر مثلہ
فکانت علینا تلک ضربۃ لازب
وانت تناغی کل یومٍ ولیلۃ
بمهرک بیضا کالظباء السوارب

(ترجمہ) قتل تو ایک ہی ہوا اگرچہ موت کے اسباب بہت سارے ہیں موت تو صرف لوی بن غالب کے شیخ کی آئی ہے۔ اے عمرو ذرا ٹھہر جا تو بھی تو خارجہ کا چچا ہے اور دیگر رشتہ داروں کو چھوڑ کر اس کا دوست ہے۔ تو نے تو قتل سے نجات پالی اور مرادی نے تو اپنی تلوار کو مکہ کے سردار ابو طالب کے بیٹے سے تر کیا۔ اس کے دوسرے بھائی نے بھی تلوار ماری لیکن ہم پر یہ تلوار اچٹتی ہوئی پڑی۔ لیکن تو تو دن رات مصر میں ہرنیوں کی طرح چوکڑیاں بھرتا پھرتا رہا ہے۔

حضرت علیؓ کی شہادت پر حضرت عائشہؓ کا افسوس

حضرت عائشہؓ کو جب حضرت علیؓ کی شہادت کی اطلاع ملی تو انہوں نے یہ شعر پڑھا:

فالقت عصاھا و استقرت بھا النویٰ

کما قرّ عیناً با لایاب المسافر

(ترجمہ) اس نے اپنی لاٹھی ٹیک دی ہے اور جدائی کو قرار مل گیا ہے جس طرح مسافر کی آنکھیں واپسی سے ٹھنڈی ہوتی ہیں۔

اس کے بعد سوال کیا کہ علیؓ کو کس نے قتل کیا لوگوں نے جواب دیا بنو مراد کے ایک شخص نے۔

انہوں نے اس پر دوسرا شعر کہا: فانّ یک نائیاً فلقد نغاہ

غلام لیس فی فیہ التراب

(ترجمہ) وہ دور تھا اس کی موت کی خبر ایک لڑکا لیکر آیا افسوس کہ اس کے منہ میں کسی مٹی نہ بھری۔

اس پر حضرت زینب بن ام سلمہ نے عرض کیا آپ حضرت علیؓ کے بارے میں ایسا ہی کہہ رہی ہیں حضرت عائشہؓ نے جواب دیا میں تو سب واقعات بھول چکی تھی لیکن جب میں بھول جایا کروں تو تم یاد دلا دیا کرو ان کے پاس حضرت علیؓ کی شہادت کی خبر سفیان بن عبدالشمس بن ابی وقاص الزہری لیکر آئے تھے۔

ابن ابی میاس کا مرثیہ

ابن ابی میاس مرادی نے حضرت علیؓ کے قتل پر یہ مرثیہ کہا:

ونحن ضربنا لک الخیر حیدراً

ابا حسن مامومۃِ فتقطّرا

(ترجمہ) ہم نے تیرے لئے ایک بہتر شخص حیدر کو مارا جس کی کنیت ابوحسن ہے ہم نے اس کی کھوپڑی پر مارا جس سے اس کی کھوپڑی پھٹ گئی۔

ونحن خلعنا ملکہ من نظامہِ

بضربۃ سیف اذ علا و تجبّرا

(ترجمہ) ہم نے اس کے ہاتھ سے اس کا ملک چھین لیا تلوار کی ایسی مار سے جب وہ بلند ہوتی ہے تو کاٹ کر پھینک دیتی ہے۔

ونحن کرام الصباح اعزۃَ

اذالموت بالموت ارتدیٰ وتازرّا

(ترجمہ) اور ہم صبح کے وقت معزز شریف تھے کیونکہ موت تو واپس جا چکی تھی۔

ابن ابی میاس کا دوسرا مرثیہ

ولم ار مھراً ذو سماحۃ

کمھر قطام من فصیح واعجم

(ترجمہ) میں نے اتنا قیمتی مہر کسی عرب اور غیر عرب کا نہیں دیکھا جیسا کہ قطامہ کا مہر تھا۔

ثــلاثة الاف وعبـــدٍ وقيـــنة

وضــرب عـلـى بـالـحسام المصمم

(ترجمہ) تین ہزار درہم اور ایک غلام ایک باندی اور چمکتی تلوار سے علیؓ کی مار۔

فـلا مهـر اعـلى من علىّ وان غـلا

ولا قتـل الا دون قتـل ابـن مـلـجـم

(ترجمہ) تیرا مہر خواہ کتنا ہی کیوں نہ ہو علیؓ سے نہیں بڑھ سکتا اور نہ کوئی قتل ابن ملجم کے قتل سے بڑھ سکتا ہے۔

ابوالاسود دئلی کا مرثیہ

الا ابـلـغ مـعـاويـه ابـن حـربِ

فـلا قـرّت عيـون الشـامـيـنـا

افـى شهـر الـصيـام فـجعـتـمـونـا

بـخيـر الـنـاس طـرّاً اجـمـعيـنـاً

قتـلـتـم خيـر مـن ركـب الـمـطـايـا

ورحـلـهـا ومـن ركـب السـفيـنـا

ومـن لبـس الـنعـال ومـن خـذاهـا

ومـن قـرأ الـمـثـانـى والـمـئيـنـا

اذا استـقبـلـت وجـه ابـى حسيـن

رايـت الـبـدر راع الـنـاظـريـنـا

لـقـد عـلـمـت قـريـشُ حيـث كـانـت

بـانّـك خيـر هـا حسبـاوّ ديـنـا

(ترجمہ) معاویہ بن حرب کو یہ خبر پہنچا دو خدا خیر کرے شامیوں کی آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔ کیا تم نے ہمیں روزوں کے مہینے میں گھبراہٹ میں ڈالا ہے اس شخص کے ذریعہ جو تمام لوگوں میں سب سے بہتر تھا۔ جتنے لوگ سواریوں کے کجاووں اور کشتیوں پر سوار ہوئے تم نے ان میں سب سے بہتر شخص کو قتل کیا ہے۔ اب کون چپل پہنے گا اور کون انہیں ٹانکے گا اور کون مثانی اور مئین کی تلاوت کریگا۔ جب تیرے سامنے ابوحسین کا چہرہ آیا تو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ چودہویں کا ایک چاند ہے جو دیکھنے والوں کو لبھا رہا ہے۔ قریش یہ خوب جانتے ہیں کہ تو ان میں حسب نسب کے لحاظ سے سب سے بہتر ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی عمر

اس میں اختلاف ہے کہ قتل کے وقت آپ کی عمر کیا تھی بعض مورخین کہتے ہیں کہ شہادت کے وقت آپ کی عمر انسٹھ سال تھی، مصعب بن عبداللہ کا بیان ہے کہ حضرت حسنؓ فرمایا کرتے تھے کہ میرے والد اٹھاون سال کی عمر میں شہید کر دیئے گئے اور بعض رواۃ کا بیان ہے کہ اس وقت آپ کی عمر پینسٹھ سال کی تھی۔

ابوزید نے بحوالہ ابوالحسن، ایوب بن عمر بن ابی عمرو، جعفر صادق کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ تریسٹھ سال

کی عمر میں شہید کر دیئے گئے اور یہی سب سے زیادہ صحیح روایت ہے۔

عمرو نے بحوالہ یحییٰ بن عبدالحمید الحمانی بسند شریک، ابواسحاق کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ حضرت علیؓ تریسٹھ سال کی عمر میں شہید کئے گئے اور ایک قول ستر سال کا بھی ہے۔

ہشام کا قول ہے کہ حضرت علیؓ جب خلیفہ ہوئے تو ان کی عمر اٹھاون سال اور کچھ ماہ تھی اور ان کی خلافت تین ماہ کم پانچ سال تک رہی پھر انہیں ابن ملجم نے قتل کر دیا اس کا نام عبدالرحمٰن بن عمرو تھا آپ کا قتل سترہ رمضان کو ہوا اور چار سال نو ماہ آپ نے خلافت کی اور ۴۰ھ میں تریسٹھ سال کی عمر میں شہید کر دیئے گئے۔

حارث نے بواسطہ ابن سعد، محمد بن عمر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ تریسٹھ سال کی عمر میں جمعہ کی صبح کو سترہ رمضان المبارک میں شہید کئے گئے اور دارالامارت میں جامع مسجد کے قریب دفن کئے گئے۔

حارث نے بواسطہ ابن سعد محمد بن عمر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ شب جمعہ میں زخمی ہوئے اور جمعہ اور ہفتہ کے دن حیات رہے اور ہفتہ کی رات انیس رمضان المبارک ۴۰ھ میں تریسٹھ سال کی عمر میں شہید کئے گئے۔

حارث نے بسند ابن سعد، محمد بن عمر، علی بن عمر ابوبکر السبری، عبداللہ بن محمد بن عقیل، محمد بن حنفیہ کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ انہوں نے سنۃ الحجاف میں فرمایا کہ ۸۱ھ شروع ہو چکا ہے اور اس وقت میری عمر پینسٹھ سال ہے اور میرے والد کی عمر سے بڑھ گئی ہے لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ شہادت کے وقت آپ کے والد کی عمر کیا تھی؟ تو محمد بن حنفیہ نے جواب دیا تریسٹھ سال۔

حضرت علیؓ کی مدت خلافت

احمد بن ثابت نے بواسطہ اسحاق بن عیسیٰ، ابومعشر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ نے تین ماہ کم پانچ سال خلافت کا بیڑہ اٹھایا۔

ابوحارث نے بواسطہ ابن سعد، محمد بن عمر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت تین ماہ کم پانچ سال تھی، ابوزید نے ابوالحسن سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ کی مدت خلافت چار سال نو ماہ ایک دن کم یا ایک دن زیادہ تھی۔

حضرت علیؓ کا حلیہ مبارک

حارث، ابن سعد اور محمد ابن عمرو نے ابوبکر بن عبداللہ بن ابی سبرہ کی سند سے اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علیؓ سے سوال کیا کہ حضرت علیؓ کا حلیہ کیا تھا انہوں نے فرمایا ان کا قد درمیانہ تھا رنگ نہایت گندم گوں تھا آنکھیں بڑی بڑی تھی پیٹ بڑا تھا لیکن قد ذرا پستگی کی طرف مائل تھا داڑھی چوڑی تھی سر اور داڑھی کے بال بالکل سفید ہو گئے تھے۔

نسب وخاندان

آپ کا اسم گرامی علی بن ابی طالب تھا آپ کے والد ابوطالب کا نام عبدمناف تھا اور عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدمناف کے بیٹے تھے آپ کی والدہ کا نام فاطمہ تھا جو اسد بن ہاشم بن عبدمناف کی صاحبزادی تھیں۔

ازواج واولاد

سب سے پہلے آپ نے حضرت فاطمہؓ بنت رسول اللہؐ سے نکاح کیا اور ان کی موجودگی میں دوسری شادی

نہیں کی حضرت علیؓ کے ہاں حضرت فاطمہ کے بطن سے حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ اور ایک لڑکا جس کا نام محسن تھا پیدا ہوا لیکن محسن کمسنی میں انتقال کر گئے دو صاحبزادیاں زینب الکبریٰ اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

حضرت علیؓ نے حضرت فاطمہؓ کی وفات کے بعد ام البنین بنت حزام سے نکاح کیا ام البنین، ابوالمحل بن خالد بن ربیعہ بن الوحید بن کعب بن عامر بن کلاب کی والدہ تھیں ان کے بطن سے حضرت علیؓ کے ہاں عباس، جعفر، عبد اللہ اور عثمان پیدا ہوئے عباس کے علاوہ سب حضرت حسینؓ کے ساتھ کربلا میں شہید کر دیئے گئے۔

ایک شادی لیلیٰ بنت مسعود بن خالد بن مالک بن ربعی بن سلمی بن جندل بن نہشل بن درام بن مالک بن حنظلہ بن مالک بن زید مناۃ ابن تمیم سے کی ان سے عبید اللہ اور ابوبکر پیدا ہوئے، ہشام بن محمد کا قول ہے کہ یہ دونوں لڑکے حضرت حسینؓ کے ساتھ مارے گئے، محمد بن عمر کا کہنا ہے کہ عبید اللہ بن علیؓ کو مختار بن ابی عبید نے مذار میں قتل کیا تھا اور محمد بن عمر یہ بھی کہتا ہے کہ عبید اللہ اور ابوبکر سے حضرت علیؓ کے کوئی اولاد باقی نہیں رہی۔

ایک شادی اسماء بنت عمیس سے کی بقول ہشام ابن محمد ان سے یحییٰ اور محمد اصغر پیدا ہوئے لیکن ان دونوں کی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔

حارث نے بواسطہ ابن سعد، واقدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے ہاں اسماء سے یحییٰ اور عون پیدا ہوئے اور محمد اصغر بعض مورخین کے نزدیک ایک ام ولد سے پیدا ہوئے تھے یہی واقدی کا قول ہے نیز واقدی کہتا ہے کہ محمد اصغر حضرت حسینؓ کے ساتھ قتل کئے گئے تھے۔

ایک زوجہ صہبا تھی جن کی کنیت ام حبیب تھی یہ ام حبیب ربیعہ ابن بجیر ابن العبد بن علقمہ بن الحارث بن عتبہ بن سعد بن زہیر ابن جشم بن بکر بن حبیب بن عمرو بن غنم ابن تغلب ابن وائل کی بیٹی تھی اور یہ حضرت علیؓ کی باندی تھی اور یہ ان قیدیوں میں سے تھی۔ جب خالد بن ولید نے عین التمر پر حملہ کیا اور بنو تغلب کو شکست دیکر انہیں قیدی بنالیا تھا، ان سے عمر و اور رقیہ پیدا ہوئیں اور اس عمرو بن علی کی عمر پچاسی سال ہوئی اور حضرت علیؓ کی آدھی میراث انہوں نے ہی حاصل کی اور ینبع میں انکا انتقال ہوا۔

آپ کی ایک زوجہ امامہ بن ابی العاص بن الربیع بن عبد العزیٰ بن عبد الشمس ابن عبد مناف نام کی تھی اور ان کی والدہ حضرت زینب تھی جو رسول اللہ کی صاحبزادی تھی اور ان کے بطن سے ایک صاحبزادہ محمد الاوسط پیدا ہوئے۔

ایک زوجہ خولہ بنت جعفر ابن قیس ابن سلمہ ابن عبید ابن ثعلبہ ابن یربوع ابن ثعلبہ بن الدول بن حنفیہ بن لجیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل، اور ان سے محمد الاکبر پیدا ہوئے جنہیں محمد بن حنفیہ کہا جاتا ہے ان کا انتقال طائف میں ہوا اور نماز حضرت عبد اللہ بن عباس نے پڑھائی۔

ایک زوجہ ام سعید بن عروہ بن مسعود بن معتب بن مالک الثقفی تھیں ان سے ام الحسن اور ملۃ الکبریٰ پیدا ہوئیں، آپ کی اور بھی بہت ساری اور لڑکیاں مختلف ماؤں سے پیدا ئیں جن کے ماوں کے نام ہمیں معلوم ہو سکے اور ان کے نام یہ ہیں۔ ام ہانی، میمونہ، زینب الصغریٰ، رملہ الصغریٰ، ام کلثوم الصغریٰ، فاطمہ امامہ، خدیجہ، ام الکرام، ام سلمہ، ام جعفر، جمانہ، نفیسہ یہ لڑکیاں مختلف ماؤں سے پیدا ہوئیں۔

ایک زوجہ حیات بنت امرئ القیس ابن عدی بن اوس بن جابر بن کعب بن علیم تھیں جو بنی کلب سے تعلق رکھتی تھی ان سے ایک لڑکی پیدا ہوئی جو بچپن میں وفات پا گئی، واقدی کا قول ہے کہ جب وہ بچی تھی تو وہ مسجد میں جایا کرتی تھی تو لوگ اسے چھیڑنے کے لئے پوچھتے تھے کہ تیرے ماموں کون ہے تو وہ جواب دیتی وہ ہیں یعنی کتا (کلب کتے کو

کہتے ہیں اور ایک خاندان کا نام بھی ہے)

حضرت علیؓ کے پشت سے کل چودہ لڑکے اور سترہ لڑکیاں پیدا ہوئیں،

حارث نے ابن سعدؒ کے واسطہ سے واقدی سے نقل کیا ہے کہ حضرت علیؓ کے پانچ لڑکوں میں سے نسب کا سلسلہ چلا حضرت حسن، حضرت حسین، محمد بن الحنفیہ، عباس بن الکلابیہ اور عمر بن التغلبیہ۔

حضرت علیؓ کے عمال

بصرہ پر آخری سال میں بھی عبداللہ بن عباس عامل رہے، ہم یہ پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس میں رواۃ کا اختلاف ہے، الغرض تمام صدقات اور لشکروں کا انتظام انہی کے سپرد تھا اور یہ حضرت علیؓ کے آخری وقت تک معاون رہے جب ابن عباس بصرہ سے اور کہیں تشریف لے جاتے تو اپنی جگہ پر کسی اور کو نائب کر جاتے جیسا کہ میں اس سے پہلے بیان کر چکا ہوں۔

حضرت علیؓ کی جانب سے بصرہ کی قضاء پر ابوالاسود دئلی مامور تھے اور یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ بصرہ کی گورنری زیاد کو کس طرح ملی اور اسے کیوں فارس کی جنگ اور خراج کی وصول یابی کے لئے روانہ کیا گیا، زیاد وہیں فارس میں قتل کیا گیا اور آخری وقت تک وہ اپنی جگہ میں قائم رہا، بحرین اور اس کے قرب جوار کا علاقہ اور یمن اور اس کے سامنے کے علاقے پر عبیداللہ بن عباس مامور تھے حتیٰ کہ ان کا اور بسر بن ارطاۃ کا معاملہ پیش آیا جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، طائف اور اس کے قرب و جوار کے علاقے پر قثم بن عباس عامل تھے، مدینہ پر حضرت ابوایوب انصاری تھے ایک قول یہ ہے کہ سہل بن حنیف تھے ابوایوب اس وقت تک عامل رہے جب تک کہ بسر بن ارطاۃ مدینہ پہنچا۔

حضرت علیؓ کے اوصاف حمیدہ

یونس بن عبدالاعلیٰ نے بحوالہ وہب بن ابی ذئب، عباس بن الفضل مولیٰ بنی ہاشم، فضل، ابن ابی رافع کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں حضرت علیؓ کے جانب سے بیت المال کا خزانچی تھا کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت علیؓ گھر تشریف لے گئے اور ان کی ایک بیٹی بن سنور کے ان کے سامنے آئی اور اسے بیت المال کا ایک موتی پہنے دیکھا اور حضرت علیؓ نے اس موتی کو پہچان لیا اور فرمایا کہ اس کے پاس یہ موتی کہاں سے آیا؟ خدا کی قسم اب مجھ پر اس کا ہاتھ کاٹنا لازم ہے جب حضرت علیؓ نے اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا تو میں نے عرض کیا اے امیر المومنین خدا کی قسم! میں نے اپنی اس بھتیجی کو خود پہنایا تھا اگر میں نہ دیتا تو یہ کہاں سے حاصل کر لیتی تب جا کر حضرت علی خاموش ہوئے۔

دو خرید و فروخت کرنے والوں کا معاملہ علیؓ کا فیصلہ

اسماعیل بن موسیٰ الفزاری نے بواسطہ عبدالسلام بن حرب اور ناجیہ القرشی، اپنے چچا یزید بن عدی بن عثمان کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو قبیلہ ہمدان سے نکلتے دیکھا جب باہر نکلے تو دو جماعتیں باہم لڑ رہے تھے حضرت علیؓ دونوں جماعتوں کے درمیان گھس گئے اور انہیں جدا کر دیا ابھی آپ کچھ دور ہی گئے تھے کہ ان کے کان میں آواز آئی، کوئی مددگار ہے کوئی مددگار ہے آپ جلدی جلدی اس طرف لپکے حتیٰ کہ میں آپ کے جوتوں کی آواز سن رہا تھا

آپ کو دیکھ کر ان میں سے ایک شخص نے کہا اے امیر المومنین میں نے یہ کپڑا اسے نو درہم میں فروخت کیا تھا اور یہ شرط لگائی تھی کہ یہ مجھے بے کار اور کٹے ہوئے درہم نہ دے، اب میں اس کے پاس یہ درہم لیکر آیا کہ یہ انہیں تبدیل کر دے لیکن اس نے تبدیل کرنے سے انکار کر دیا میں نے اصرار کیا تو اس نے مجھے طمانچہ مارا اس پر حضرت علیؓ نے طمانچہ مارنے والے سے کہا اس کے درہم بدل دے اور دوسرے شخص سے کہا اس بات پر گواہ لاؤ کہ اس نے تجھے طمانچہ مارا ہے وہ شخص گواہ لیکر آیا حضرت علیؓ نے طمانچہ مارنے والے کو بٹھایا اور مظلوم سے کہا کہ اس سے قصاص لے لو مظلوم نے جواب دیا امیر المومنین میں نے اسے معاف کر دیا حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے تیرا حق پورا کرنے کا ارادہ کیا تھا پھر اس ظالم کو نو کوڑے مارنے کا حکم دیا اور فرمایا یہ سزا حاکم کی طرف سے ہے۔

بکری کی خرید و فروخت میں علیؓ کا فیصلہ

محمد بن عمارۃ الاسدی نے بواسطہ عثمان بن عبدالرحمٰن الاصبہانی، مسعودی ناجیہ کی سند سے ناجیہ کے باپ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ہم محل کے دروازے پر مقیم تھے کہ حضرت علیؓ ہمارے پاس تشریف لائے ہم نے جب انہیں آتے دیکھا تو ان کی ہیبت سے ان کے سامنے سے ہٹ گئے جب حضرت علیؓ آگے بڑھ گئے تو ہم بھی ان کے پیچھے پیچھے چلے ابھی وہ کچھ دور ہی چلے تھے کہ انہوں نے یہ آواز سنی اللہ کے واسطے کوئی مددگار ہے آپ نے مڑ کر دیکھا تو دو آدمی آپس میں لڑ رہے تھے آپ نے دونوں کے سینے میں ہاتھ رکھ کر پیچھے ہٹا دیا اور ان دونوں سے فرمایا ایک دوسرے سے جدا ہو جاؤ، ان میں سے ایک شخص نے عرض کیا امیر المومنین اس نے مجھ سے ایک بکری خریدی تھی اور یہ شرط تھی کہ یہ مجھے خراب اور ردی درہم نہ دیگا لیکن اس نے مجھے ایک کھوٹا درہم دیا میں نے اسے وہ درہم واپس کیا تو اس نے مجھے طمانچہ مارا، آپ نے دوسرے شخص سے سوال کیا تم کیا کہتے ہو تو اس نے جواب دیا امیر المومنین یہ سچ کہتا ہے آپ نے اس سے فرمایا اچھا پہلے اپنی شرط پوری کرو جب شرط پوری ہو گئی تو طمانچہ مارنے والے کو بٹھایا اور مظلوم سے کہا کہ اس سے قصاص لے لو مظلوم نے سوال کیا قصاص لوں یا معاف کر دوں حضرت علیؓ نے فرمایا تجھے اختیار ہے، الغرض مظلوم نے اس کو معاف کر دیا، جب وہ وہاں سے کچھ دور چلا گیا تو حضرت علیؓ نے لوگوں سے فرمایا اسے پکڑ کر یہاں لاؤ لوگ اسے پکڑ کر حضرت علیؓ کے پاس لائے آپ نے اس کے پشت پر اسی طرح کی کوئی چیز رکھ دی جیسے لکھنے پڑھنے والے بچوں کے پشت پر رکھی جاتی ہے پھر اس کے نو کوڑے مارے اور فرمایا یہ اس شخص کی ہتک اور عزت کی سزا ہے۔

حضرت حسنؓ کا خطبہ

ابن سنان القزار نے بسند ابو عاصم، سکین بن عبدالعزیز حفص بن خالد، ابو خالد بن جابر کا یہ بیان ذکر کیا ہے کہ جب حضرت علیؓ شہید ہو گئے تو حضرت حسنؓ خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم نے ایک آدمی کو ایسی رات میں قتل کر دیا کہ اس رات قرآن نازل ہوا، اس رات حضرت عیسیٰ آسمان پر اٹھا لئے گئے اس رات حضرت موسیٰ کے ساتھ یوشع بن نون شہید کر دیئے گئے، خدا کی قسم! جو لوگ پہلے گذرے ہیں وہ بھی علیؓ سے آگے نہیں بڑھ سکتے اور نہ وہ لوگ جو بعد میں آئیں گے۔

خدا کی قسم! رسول اللہؐ انہیں لشکر دیکر روانہ فرماتے اور جبرائیل اور میکائیل ان کے دائیں بائیں ہوتے، خدا کی قسم! نہ انہوں نے سونا چھوڑا اور نہ چاندی صرف سات سو درہم یا آٹھ سو درہم اپنے خادم کے لئے چھوڑے ہیں۔

جلد سوم ختم شد